READER BURAQ

تیرے سنگ یارا

تحریر : وفا شاہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پورے کمرے کو گلاب اور موتیوں کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔۔۔ساتھ میں روم کی مین لائٹ کو بجھا کر کینڈلز روشن کی گئی تھی۔۔۔

جنکی مدہم سی روشنی اور پھولوں کی مہک کمرے کے ماحول کو مزید فزوں خیز بنا رہی تھی۔۔۔

ایسے میں وہ اپنی منتشر ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ کمرے کے وسط میں رکھے جہازی سائز بیڈ جسکے چاروں اطراف موتیے کی لڑیاں لگی ہوئی تھی۔۔۔

اپنے خوبصورت لہنگے کو پورے بیڈ پر پھیلائے،،، روایتی دلہنوں کی طرح چہرے پر گھونگھٹ ڈالے بیٹھی تھی۔۔۔جب اسے دروازہ کھلنے اور دھیرے سے بند ہونے کی آواز آئی تھی۔۔

آنے والے کا لمحات کا سوچتے اسکی چھوٹی نازک ہاتھوں کی سفید ہتھیلیاں پسینے سے بھیگی ہوئی تھیں۔۔۔

وہ ایک پر وقار چال چلتا بیڈ کے قریب آکر رکا،،، اور اپنا چہرہ چھپائے بیٹھے اس وجود کو دیکھنے لگا جو اسکا عشق تھا۔۔۔اسکے چہرے پر ایک الوہی سی خوشی جبکہ دل

میں جذبات کا ایک طوفاں برپا تھا۔۔۔ جسے بچپن سے چاہا،، آج اسے اپنے نام کر کے ہمیشہ کیلئے پالیا تھا۔۔۔

آج وہ پور پور سجی اسکی سیج سجائے بیٹھی تھی۔۔۔اس کے وجود اسکی آتی جاتی ہر سانس پر صرف اس کا حق تھا۔۔۔ جس کیلئے وہ اپنے رب کا جتنا بھی شکر ادا کرتا اتنا ہی کم تھا۔۔۔

اس نے لہنگا ایک طرف کر کے بیڈ پر جگہ بنائی اور اس سے تھوڑے فاصلے پر بیٹھ گیا۔۔۔ جبکہ گھونگھٹ میں بیٹھے وجود نے اپنا سانس کہیں سینے میں ہی روک لیا تھا۔۔۔

السلام و علیکم !! جس کے جواب میں اس نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا تھا۔۔۔
جب اس نے اسکے نازک ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں کی نرم گرفت میں لیا اور انہیں انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے بات شروع کی تھی۔۔۔

آپ جانتی ہیں میں آپ سے کتنی محبت کرتا ہوں۔۔۔اتنی کے آج تک کسی چاہنے والے نے اپنے محبوب سے نہیں کی ہوگی۔۔۔آپ میرے لیے بالکل ایسے ضروری ہیں جیسے جینے کیلئے ہر جاندار کو ہوا کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔

وہ اس سے اپنے عشق کا اظہار کر رہا تھا۔۔۔اپنی زندگی میں اسکی اہمیت بتا رہا تھا
۔۔۔

جبکہ سامنے والی اس کی باتیں اور اپنے ہاتھوں پر اسکا لمس محسوس کر کے بیہوش ہونے کے قریب تھی۔۔۔اسے اپنے دل کی دھڑکنیں اپنے کانوں میں سنائی دے رہی تھی۔۔۔

پھر اسکے ہاتھوں کو چھوڑ کر دھیرے سے اسکا گھونگھٹ اٹھایا،، اور اسکے بے پناہ مسحور کر دینے والے حسن کو دیکھتے جیسے ساکت ہوا تھا۔۔۔ وہ بنا پلک جھپکائے بس اسے دیکھے جا رہا تھا۔۔۔

وہ جو نظریں جھکائے بیٹھی تھی اپنے پاس کوئی حرکت نا ہوتے دیکھ دھیرے سے پلکوں کی باڑ اٹھا کر سامنے بیٹھے وجود کو دیکھا۔۔۔

اور ان بھوری کانچ سی آنکھوں کو خود پر ٹکے پایا۔۔۔ جن میں جذبات کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر موجزن تھا۔۔اسکی پلکیں لرز کر دوبارہ جھک گئی۔۔۔

اس کے گھبرا کر نظریں جھکانے پر وہ وجود دھیرے سے مسکرایا تھا،، اور آگے ہو کر اسکی صبیح پیشانی پر اپنی محبت کی پہلی مہر ثبت کی۔۔۔ جس پر وہ جی جان سے لرزی تھی۔۔۔

اور آنسو جو اب تک رکے ہوئے تھے آنکھوں کی باڑ توڑ کر نرم گداز گالوں پر پھسلے تھے۔۔۔ جبکہ اسے روتے دیکھ وہ اب پریشان ہوا تھا۔۔۔

ہے جان کیا ہوا؟؟ آپ ٹھیک ہو؟؟ اسکے معصوم چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیتے بہت نرمی اسکے آنسو صاف کرتے محبت سے پوچھا تھا۔۔۔ جس پر اس نے اپنا سر اوپر نیچے ہلا کر ہاں میں جواب دیا۔۔

تو پھر آپ رو کیوں رہے ہو اسکے لہجے میں بے چینی سی تھی۔۔۔ پت،، پتا،،، نہیں اس کے منہ سے الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر نکلے تھے۔۔

جنہیں وہ بمشکل ہی سن پایا،،، پھر سارا معاملہ سمجھتے ہوئے اس چہرے پر ایک مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔۔اس کا چہرہ نرمی سے اوپر اٹھاتے پیار سے بولا ادھر میری طرف دیکھیں۔۔۔

سب سے پہلے تو ریلیکس ہو جائیں،،، اور مجھے بتائیں آپکو ڈر لگ رہا ہے مجھ سے ۔۔اس نے اسکی طرف ایک نظر دیکھا اور نفی میں سر ہلایا تو پھر گھبرا کیوں رہی ہیں۔۔۔

اس بار اسکا جواب خاموشی تھا۔۔اچھا ادھر دیکھیں آپ کو اپنے پر مان یقین ہے نا،،، بلا جھجک اسکا سر اوپر نیچے ہلا تھا وہ اسکی معصوم ادا پر دل و جان سے فدا ہوا ،،، تو پھر اس بات پر بھی یقین رکھیں کہ وہ آپکو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا ۔۔۔

کریں گی نا مجھ پر یقین،،،، اس نے ایک نظر اس خوبرو مرد کی طرف دیکھا جو اتنا پیارا تھا کہ جو ایک بار اسکی طرف دیکھ لے نظریں نا ہٹا پائے۔۔۔ صرف شکل و صورت ہی نہیں بلکہ کردار و سیرت میں بھی بے مثال تھا۔۔

جو ہزاروں لڑکیوں کا خواب تھا۔۔۔ صرف اور صرف اسکا تھا۔۔۔ جسے اوپر والے نے اسکے نصیب میں لکھا تھا۔۔۔

بے ساختہ ہی اسے اپنی قسمت پر رشک آیا تھا،، اس نے آنکھوں میں آنسو جبکہ ہونٹوں پر مسکراہٹ لیے ہاں میں سر ہلایا تھا،، اور وہ اس دھوپ چھاؤں سے منظر میں جیسے کھو گیا۔۔۔

بے ساختہ ہی جھک کر اس نے اس کے مسکراتے ہوئے ڈمپل پر پیار کیا تھا ۔۔۔جب وہ پیچھے ہٹا تو وہ شرم سے اپنا جھکا سر کچھ اور جھکا گئی۔۔دل کی حالت ایسی تھی جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آ جائے گا۔۔۔

تو پھر اجازت ہے۔۔۔اس نے اتنے عزت واحترام سے اجازت مانگی کہ وہ چاہ کر بھی منا نہیں کر پائی،،،اور اسکی پر شوق نگاہوں سے بچنے کیلئے اس کے ہی وسیع کشادہ سینے میں اپنا چہرہ چھپا لیا۔۔اس نے مسکراتے ہوئے اس گرد اپنی محبت کا حصار کھینچا تھا۔۔۔

جیسے جیسے رات گزرتی گئی وہ اپنی خوشبختی پر نازاں ہوتی گئی۔۔۔

****

وہ اس وقت اپنا غصہ بے جان چیزوں پر نکال رہا تھا۔۔۔ شیشے کی میز کو اتنی زوردار ٹھوکر ماری گئی تھی کہ گر کر ٹوٹنے کے بعد اس کے ٹکڑے پورے فرش بکھرے ہوئے تھے۔۔۔

صرف اتنا ہی نہیں جو جو چیز اس کے ہاتھ آ رہی تھی وہ اسے توڑتے جا رہا تھا ۔۔۔ صرف چند ہی منٹوں میں اس نے خوبصورت ہال کا نقشہ بگاڑ کر رکھ دیا تھا ۔۔۔

جبکہ گھر کے ملازم ایک طرف کھڑے تھر تھر کانپ رہے تھے۔۔انہوں نے اپنے مہربان اور رحم دل مالک کا یہ روپ پہلی بار دیکھا تھا۔۔۔ جس نے کبھی نوکروں سے بھی اونچی آواز میں بات نہیں کی تھی۔۔آج وہ پوری قوت سے چینخ رہا تھا۔۔

نہیں چھوڑوں گا۔۔۔کسی کو بھی نہیں چھوڑوں گا۔۔۔اس ایک کا کیا پورا خاندان بھگتے گا۔۔۔میں نے آج اپنا کل سرمایہ کھو یا ہے۔۔۔اسے چھیننے والوں کو کبھی خوش نہیں رہنے دوں گا۔۔۔

ایسی دردناک موت دوں گا۔۔۔کہ انہیں اپنے پیدا ہونے پر افسوس ہو گا۔۔۔اس کے لفظ لفظ میں وحشت تھی۔۔آنکھوں اور لہجے میں ایسی حیوانیت اور درندگی کے سننے والے کی روح کانپ جائے۔۔۔

وہ بھرپور توانا مرد ہال کے بالکل وسط میں گٹنوں کے بل بیٹھا اپنے ہونے والے نقصان پر جسکا کوئی مداوا نہیں تھا۔۔۔زار و قطار رو رہا تھا۔۔

****

ابرش اٹھ جاؤ اور کتنی دیر سو گی۔۔۔ایک تو جب دیکھو اس لڑکی کی نیند پوری نہیں ہوتی۔۔۔ایہا نے آگے بڑھ کر کھڑکی سے پردے سرکائے تھے۔۔۔

جس سے سورج کی شریر کرنوں کو کمرے کے اندر آنے کی اجازت مل گئی تھی ۔۔اور سیدھا اس کے معصوم چہرے کا احاطہ کیا تھا۔۔

ابرش نے کسمسا کر کروٹ بدلی تھی۔۔ابرش اب تم اٹھ رہی ہو یا پھر میں تم پر پانی ڈال دوں۔۔۔

اسے ٹس سے مس نا ہوتا دیکھ اب ایہا نے اسے دھمکی دی تھی۔۔۔جو کارآمد بھی ثابت ہوئی۔۔وہ اپنی بند آنکھوں سمیت ہی اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔

کیا ہے بیا یار میں تھوڑی دیر اور سو جاتی تو کیا ہو جاتا۔۔۔ویسے بھی آج سنڈے ہے،،، ہفتے کے باقی کے پورے چھ دن ٹائم سے اٹھتی ہوں نا۔۔۔آپ پہلے ہی بہت دیر سو چکی ہیں ۔۔کیوں اپنے ساتھ مجھے بھی ڈانٹ پڑوانی ہے۔۔۔

تمہیں پتا ہے جب تک گھر کے سب افراد ڈائنگ ٹیبل پر اکٹھے نا ہو جائیں سپیشلی تمہیں دیکھے بغیر داداسائیں ناشتہ شروع نہیں کرتے۔۔۔

پھر تم اتنی لاپرواہ کیسے ہو سکتی ہو۔۔اس نے داداسائیں کا نام سنتے ہی یکدم پوری آنکھیں کھول کر گھڑی کی طرف دیکھا۔۔۔

ایبہا بالکل سہی کہہ رہی تھی وہ آج کچھ زیادہ ہی دیر سو گئی۔۔ناشتے میں واقعے بہت کم ٹائم بچا تھا۔۔اور داداسائیں کے بارے میں سوچ کر اسے شرمندگی بھی ہوئی تھی۔۔

سوری بیا میں بس پانچ منٹ میں تیار ہو کر آئی ۔۔اور آئندہ اس بات کا پورا خیال رکھوں گی ۔۔کہ صبح کے وقت جلدی اٹھ سکوں ۔۔۔

اس نے مسکراتے ہوئے بات مکمل کی اور وارڈروب سے کپڑے نکال کر واشروم چلی گئی پیچھے ایہا نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا تھا ۔۔۔

کیونکہ یہ بات وہ ہمیشہ بولتی تھی ۔۔لیکن اس پر عمل بہت کم کرتی تھی ۔۔۔

****

وہ جب فریش ہو کر ڈائنگ ہال میں آئی تو تقریبا گھر کے سبھی افراد وہاں موجود تھے ۔۔۔

سر براہی کرسی پر داداسائیں، دائیں طرف اماں سائیں انکی ساتھ والی نشست پر انکے بیٹے ارمغان شاہ ان سے آگے موسی شاہ بیٹھے تھے۔۔۔

گھر کی بہوئیں عظمی بیگم (ارمغان شاہ کی بیوی) اور نجمہ بیگم (موسی شاہ کی بیوی) ناشتہ لگارہی تھیں۔۔۔

کیونکہ اماں سائیں کو نوکروں کے ہاتھ کھانا نہیں پسند تھا اس لیے ملازمہ ہونے کے باوجود کھانا گھر کی عورتیں ہی بناتی تھیں،،، اور بائیں طرف باقی گھر کے چھوٹے بیٹھے تھے۔۔۔

السلام وعلیکم!! اس نے آگے بڑھ کر سب کو مشترکہ سلام کیا جبکہ داداسائیں کے گلے میں بازو ڈال کر انکے گال پر بوسہ دیا تھا۔۔

وہاں موجود سبھی لوگ اس کی معصومیت پر مسکرائے تھے۔۔۔

انہوں نے بھی شفقت سے جواب دے کر اس کے سر پر پیار کیا تھا۔۔ سوری داداسائیں میں آج میں پھر لیٹ ہو گئی۔۔اور آپکو میری وجہ سے اتنا انتظار کرنا پڑا۔۔

ارے ایسے کیوں بول رہی ہے ہماری گڑیا آپ کیلیئے تو ہم اپنی جان بھی دے سکتے ہیں۔۔۔ یہ تھوڑا سا انتظار کون سا کوئی بڑی بات ہے۔۔۔

پلیز داداسائیں یہ جان دینے والی بات آپ دوبارہ نہیں کریں گے ورنہ میں آپ سے ناراض ہو جاؤں گی۔۔۔

اچھا نہیں کرتے۔۔۔ چلیں آپ بیٹھے اور ناشتہ کر لیں۔۔۔وہ خوش ہو کر ہاں میں سر ہلاتی ان کے دوسرے گال پر بھی پیار کرتے ہوئے،،، انکے بائیں طرف کی پہلی نشست سنبھال گئی۔۔

ان دادا پوتی کی محبت ایسی ہی بے مثال تھی۔۔ویسے تو دادا سائیں اپنے سبھی بچوں سے ایک سا ہی پیار کرتے تھے لیکن دو افراد گھر میں ایسے تھے جن میں انکی جان بستی تھی۔۔۔

ایک ان کی پوتی ابرش اور دوسرا ان کا سب سے بڑا پوتا ضارب شاہ۔۔۔

جبکہ اس کے بیٹھتے ہی زارون نے پیچھے سے اس کے بال کھینچے تھے۔۔۔چڑیل کبھی جلدی بھی اٹھ جایا کرو۔۔روز ہمیں تمہاری وجہ سے ناشتے کیلئے انتظار کرنا پڑتا ہے۔۔۔

رہنے دیں لالا مجھے پتا ہے آپ کتنا انتظار کرتے ہیں۔۔۔ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ نے جو بھوک کا شور مچاتے ہوئے چھوٹی ماں سے قیمے کے پراٹھے بنوا کر کچن میں بیٹھ کر کھائیں ہیں۔۔بیا مجھے سب کچھ بتا چکی ہیں۔۔

اس لیے میرے سامنے یہ مظلوم بننے کی ایکٹنگ ناہی کریں تو بہتر ہے۔۔۔وہ اس پر طنز کرتے ہوئے بولی۔۔۔زارون نے شکایتی نظروں سے ابیہا کی طرف دیکھا جو اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھی تھی۔۔

وہ آس پاس دیکھتے ایسے انجان بن گئی جیسے اس نے کچھ سنا ہی ناہو۔۔۔

جبکہ ابرش نے مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔

ان سب سے الگ زرمینے ایسے انہماک سے ناشتہ کرنے میں مصروف تھی ۔۔۔جیسے اس سے ضروری دنیا میں کوئی کام ناہو۔۔۔وہ ایسی ہی تھی کھانے کے دوران سب کچھ فراموش کرنے والی۔۔

اس لیے ان سب کی باتیں سننے کے باوجود لاتعلق سی پراٹھوں سے انصاف کر رہی تھی۔۔۔

تایا سائیں آج دوپہر میں ضارب کی الیکشن مہم کا آخری اور سب سے بڑا جلسہ لاہور میں منعقد کیا گیا ہے۔۔۔آس پاس کے علاقوں میں تو ہم کافی حد کامیاب رہے ہیں۔۔۔

اگر یہ بھی ہماری توقع کے مطابق ہو گیا تو ان شااللہ ضارب کو جیتنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔۔چہرے پر سچی خوشی اور لہجے میں ضارب شاہ کیلئے بے پناہ محبت لیے حیدر شاہ (داداسائیں) کے بھتیجے جبکہ ضارب کے ماموں موسی شاہ بولے تھے۔۔۔

جبکہ ضارب کے ذکر پر داداسائیں کے چہرے پر نا ختم ہونے والی مسکراہٹ در آئی تھی۔۔خوش تو ارمغان شاہ بھی بہت تھے بھتیجے کی کامیابی پر۔۔۔

آمین !! ان شااللہ ہمارا بچہ ہی جیتے گا۔۔۔ داداسائیں کے لہجے میں اپنے پوتے کیلئے فخر بول رہا تھا۔۔۔ ہوتا بھی کیوں نا ضارب شاہ نے چھوٹی سی عمر میں گاؤں کی سرداری کے ساتھ ساتھ انکی سیاست کو بھی سنبھال لیا تھا۔۔۔

جبکہ انکے دونوں بیٹوں نے سیاست سے زیادہ بزنس کو ترجیح دی تھی۔۔۔ جو ملک بھر میں پھیلا ہوا تھا۔۔۔ جسے ارمغان شاہ کے ساتھ اب انکا بڑا بیٹا واسم شاہ سنبھال رہا تھا۔۔۔

داداسائیں کی بات پر سب نے دل سے آمین بولا تھا۔۔۔ ناشتے کے بعد ہم فون کریں گے انہیں کے جلسے کے بعد وہ سیدھا حویلی آئیں۔۔

پھر الیکشن کے دنوں میں تو بالکل ٹائم نہیں ملے گا انہیں گھر آنے کا۔۔ انکی بات پر سب بڑوں نے مسکرا کر سر ہلایا تھا۔۔۔

****

وہ اس وقت سیاہ اندھیری کوٹھڑی نما کمرے میں موجود تھا۔۔۔ جس میں روشنی کا کہیں دور دور تک کوئی نام و نشان نہیں تھا۔۔۔ وہاں بس اسے ایک کونے سے ہلکی سی آواز سنائی دے رہی تھی۔۔۔

جیسے کوئی اسے مدد کیلیئے پکار رہا ہو۔۔۔ آہستہ آہستہ وہ آواز تیز ہوتی جا رہی تھی۔۔۔ اور تیز ہوتے ہوتے اب چیخوں میں تبدیل ہو گئی تھی۔۔۔ جن میں درد کی انتہا تھی،،، اس نے اپنے قدم اس طرف بڑھائے تھے۔۔۔ جہاں سے آواز آ رہی تھی۔۔۔

لیکن جب اسے لگا کہ وہ قریب پہنچ گیا ہے تو آواز دوسرے طرف سے آنی شروع ہو گئی۔۔۔اس نے دوسری طرف دوڑ لگائی لیکن وہاں بھی کچھ نہیں تھا۔۔اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔۔۔

کیسے مدد کرے،،، لیکن اس اندھیرے کمرے میں کچھ بھی سجھائی نہیں دے رہا تھا۔۔اب وہ آواز کمرے میں چاروں طرف سے گونج رہی تھی۔۔۔اس نے ان چیخوں سے بچنے کیلئے اپنے دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ لیے۔۔۔

پھر اچانک وہاں ایکدم سے سکوت چھا گیا۔۔ جیسے کچھ دیر پہلے کچھ ہوا ہی نا ہو ۔۔پھر ایک طرف اسے سفید روشنی دکھائی دی اور اس روشنی میں ایک چہرہ نظر آیا تھا۔۔ جسے وہ لاکھوں میں بھی پہچان سکتا تھا۔۔۔ جیسے ہی اس نے اپنے قدم

اس طرف بڑھائے۔۔وہ روشنی آہستہ آہستہ پیچھے ہوتی ختم ہوگئی اور وہ چہرہ بھی اندھیرے میں کہیں گم ہوگیا۔۔۔

لیکن پھر اچانک سے سارا منظر بدل گیا۔۔۔اب وہ ایک بڑے سے ہال میں موجود تھا۔۔۔جس کے بالکل درمیان میں ایک چارپائی پڑی تھی۔۔۔اس چارپائی پر کفن میں لپٹا ایک وجود پڑا تھا۔۔۔جس کے ارد گرد سینکڑوں لوگ کچھ کھڑے اور کچھ بیٹھے ہوئے رو رہے تھے۔۔۔

وہ آگے بڑھا اور راستہ بناتے ہوئے بالکل اس چارپائی کے قریب آگیا۔۔۔لیکن اس وجود کا چہرہ نا دیکھ سکا کیونکہ اسے کپڑے سے ڈھکا گیا تھا۔۔۔

پھر کسی نے اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تھا۔۔۔اس نے اس خوبصورت چہرے کی طرف دیکھا تھا جس پر لاتعداد ز*خموں کے نشان تھے۔۔۔ جیسے اس پر بہت زیادہ تشد*د کیا گیا ہو۔۔۔۔وہ چہرہ اسکی ماں کا تھا۔۔۔

وہ کفن میں لپٹی لا*ش کسی اور کی نہیں بلکہ اسکی ماں کی تھی۔۔۔

وہ ایک جھٹکے سے بیدار ہوا تھا اے سی کی کولنگ فل ہونے کے باوجود اس کا پورا جسم پسینے سے شرابور تھا۔۔۔

اس نے سائڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھا کر لبوں سے لگایا،، اور ایک سانس میں ہی ختم کر گیا۔۔

یہ کوئی پہلا خواب نہیں تھا۔۔۔ایسے خواب اسے بچپن سے ہی آتے تھے ۔۔۔ لیکن بہت کوشش کرنے کے باوجود بھی وہ ان خوابوں کے پیچھے کیا وجہ ہے نہیں جان پایا تھا۔۔۔

ان خوابوں کے پیچھے کیا وجہ تھی وہ تو وقت ہی بتانے والا تھا۔۔۔ماضی میں دفن راز جن پر وقت نے اپنی دھول جمادی تھی ۔۔۔جب پرت در پرت کھلنے تھے تو انکی سہل چل رہی زندگی میں ایک طوفان برپا ہونا تھا۔۔۔جس نے اپنے ساتھ سب کچھ بہالے جانا تھا۔۔۔

****

وہ آئینے کے سامنے کھڑا تیار ہو رہا تھا۔۔۔بلیک شلوار قمیض کے اوپر بلیک ہی کوٹ پہن رکھا تھا۔۔۔کالے خوبصورت بالوں کو جیل لگا کر ایک طرف سیٹ کیا گیا تھا۔۔۔

کشادہ پیشانی، گہری سبز آنکھیں جن میں ہمہ وقت سرخی چھائی رہتی تھی،،، کھڑی ستواں ناک، خوبصورت عنابی لب جو سگریٹ نوشی کرنے کی وجہ سے کناروں سے ہلکے کلیجی مائل ہوگئے تھے،،بڑھی ہوئی شیو اور گھنی مونچھیں،،، سرخ و سفید مضبوط کلائی میں (Sveston) کی مہنگی گھڑی پہنے،،،وہ مکمل وجاہت کا شہکار لگ رہا تھا۔۔۔

اپنے اوپر پرفیوم سپرے کرتے ایک آخری نظر اپنی تیاری پر ڈالی تھی۔۔۔اور ہاتھ کے اشارے سے خان کو بس کرنے کا بولا جو اسے اسکی تیاری میں مدد کرنے کے ساتھ ساتھ اسے آج کا شیڈول بھی بتا رہا تھا۔۔

خان اسکا خاص آدمی تھا،،، سیکورٹی ہیڈ ہونے کے ساتھ اسکے پرسنل سیکرٹری کا کام بھی وہی انجام دیتا تھا۔۔۔

الیکشن کی وجہ سے آج کل اسکی روٹین کافی ٹف ہو گئی تھی۔۔۔ جسکی وجہ سے وہ سہی سے نیند بھی نہیں لے پا رہا تھا۔۔۔اس نے ایک نظر گھڑی کی طرف دیکھا جو صبح کے نو بجا رہی تھی۔۔۔

پورے دس بجے پارٹی ممبران کے ساتھ اسکی بہت اہم میٹنگ تھی۔۔۔اپنی تیاری سے مطمئن ہوتے اس نے قدم باہر کی طرف بڑھائے تھے۔۔۔اور پیچھے ہی اس کی ضروریات کی چیزیں اٹھاتا جھکے سر کے ساتھ خان بھی نکلا تھا۔۔۔

وہ جب نیچے آیا تو ملازم ناشتہ لگا چکے تھے،،، کیونکہ وہ اپنے مالک کی نیچر سے اچھی طرح واقف تھے اگر ان سے ذرا بھی دیری ہو جاتی تو سب کی شامت آ جانی تھی

۔۔۔

خان نے آگے بڑھ کر اس کیلئے کرسی کھنچی تھی۔۔۔اسکے بیٹھتے ہی ملازم نے ناشتہ سرو کرنا شروع کیا۔۔۔ابھی اس نے پہلا نوالا ہی لیا تھا کہ اسکا پرسنل فون رنگ ہوا تھا۔۔۔

جسے سن کر وہ ہلکے سے مسکرایا تھا شاید اسے پتا تھا کہ فون کس کا ہو گا۔۔۔اور جب اس نے موبائل کی سکرین پر نظر ڈالی تو توقع کے عین مطابق اوپر دادا سائیں کالنگ لکھا آ رہا تھا۔۔۔

السلام و علیکم دادا سائیں!! اس نے فون اٹینڈ کرتے ہوئے ادب سے سلام کیا تھا ۔۔

وعلیکم السلام کیسے ہیں برخوردار۔۔۔انہوں نے سلام کا جواب دیتے اسکا حال احوال پوچھا تھا۔۔۔

الحمدللہ ہم بالکل ٹھیک ہیں،،،آپ سنائیں کیسے ہیں۔۔۔وہ اپنے لہجے میں شائستگی اور نرمی سموتے محبت سے بولا تھا۔۔۔

ہم بھی ٹھیک ہیں۔۔۔پھر کیاارادہ ہے حویلی کا چکر کب تک لگائیں گے ۔۔۔اس بار آپ نے کچھ زیادہ ہی دن لگادیئے۔۔۔انہوں نے جیسے ہلکا سا شکوہ کیا تھا۔۔۔

جی داداسائیں بس الیکشن کمپین میں بالکل ٹائم نہیں مل سکا،،ورنہ ہم ضرور آتے۔۔۔آپ جانتے ہیں ہم آپ سے زیادہ دن دور نہیں رہ سکتے۔۔۔

اسکی بات پر وہ مسکرائے تھے۔۔اچھا چلیں پھر آج جلسے کے بعد گھر کا ایک چکر لگا لیں۔۔۔اس کے بعد توآپکی مصروفیت اور بڑھ جانی ہیں۔۔۔

جی بہتر!!ہم اپنی پوری کوشش کریں گے کہ وقت نکال کر آسکیں۔۔۔

اس کے بعد اس نے الیکشن کے بارے میں چند ضروری باتیں کر کے اور انکی ہدایات سن کر الوداعی کلام کہے۔۔۔اور اپنا ناشتہ مکمل کرتے قدم باہر کی طرف بڑھائے تھے۔۔۔

اسکے باہر آنے سے پہلے ہی ساری گاڑیاں گارڈز سمیت تیار تھیں،،، خان نے آگے بڑھ کر اس کیلئے دروازہ کھولا تھا۔۔اور اسکے بیٹھتے ہی دراوزہ بند کرتے،،، خود ڈرائیور کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔۔۔ جبکہ اس نے سگریٹ سلگائی تھی۔۔۔

شاہ مینشن سے ایک ساتھ قطار در قطار گاڑیاں نکلی تھیں،،، آگے پیچھے گارڈز جبکہ درمیان والی میں سردار ضارب شاہ موجود تھا۔۔۔

****

اسکی فورن ڈیلیکیشنز کے ساتھ بہت امپورٹنٹ میٹنگ تھی ۔۔۔جس کے لیے وہ دوبئ آیا تھا۔۔۔شاہ انڈسٹری جس کا شمار پاکستان کی ٹاپ ٹین کمپنیوں میں ہوتا تھا۔۔۔واسم شاہ نے دن رات محنت کر کے اسے ترقی کی بلندیوں پر پہنچادیا تھا ۔۔۔کہ اب پاکستان کے ساتھ ساتھ باہر کے ممالک بھی اس کے ساتھ جڑنا چاہتے تھے۔۔۔

اسی سلسلے میں آج یہ میٹنگ رکھی گئی تھی۔۔۔ابھی بھی وائٹ ٹیکسڈو میں ملبوس وہ شاندار سا شخص مغرور چال چلتا ہر آتے جاتے شخص کو اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا۔۔۔

اس کا رخ اس روم کی طرف تھا جہاں کچھ دیر میں میٹنگ سٹارٹ ہونے والے تھی۔۔اور ساتھ ساتھ وہ اپنے پی اے کو ضروری پوئنٹس بھی نوٹ کرواتا جا رہا تھا،، کہ تبھی اسکا فون رنگ ہوا تھا۔۔

سکرین پر نظر پڑتے ہی اس کے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ آئی تھی ۔۔۔اس نے فون اٹینڈ کرتے کان سے لگایا تھا۔۔۔دوسری طرف روٹھی ہوئی آواز میں سلام کیا گیا تھا،،وہ ایک بار پھر گہرا مسکرایا تھا۔۔

وعلیکم السلام کیسا ہے میرا بچہ وہ لہجے میں پیار سموئے اتنی محبت سے بولا تھا کہ اسکا پی اے غش کھاتے کھاتے بچا۔۔۔وہ اپنے اس کھڑوس بوس کو حیران نظروں سے دیکھ رہا تھا،،، جسے شاید ہی کبھی مسکراتے دیکھا ہو اور اتنا میٹھا لہجہ ورنہ ورکرز سے بات کرتے تو ہر وقت مرچیں ہی چبائے رکھتا تھا۔۔

اس بیچارے کا حیران ہونا تو بنتا تھا۔۔۔ لیکن وہ جانتا نہیں تھا کہ دوسری طرف فون پر اسکی زندگی موجود تھی۔۔۔ جس کیلئے واسم شاہ اپنی جان دے بھی سکتا تھا اور کسی کی جان لے بھی سکتا تھا۔۔۔

میں آپ سے ناراض ہوں،،، بالکل بھی آپ سے بات نہیں کروں گی۔۔۔
دوسری طرف ابرش کی نخریلی آواز ابھری تھی۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ ابرش کو کوئی جواب دیتا اسے اپنے چہرے پر کسی کی نظروں کا ارتکاز محسوس ہوا تھا۔۔۔

اس نے آس پاس دیکھا تو اپنے پی اے کو حیران نظروں سے خود کو تکتے پایا،،، اسکے مسکراتے لب فورا سے پہلے سکڑے تھے۔۔اس نے ایک آبرو اچکا کر اسکی طرف دیکھا تھا۔۔۔

جبکہ وہ اسے واپس اپنے جلاد روپ میں آتے دیکھ جلدی سے سنبھلا تھا۔۔۔اور خجل ہو کر سر جھکا گیا۔۔۔

تم چلو میں آتا ہوں تھوڑی دیر میں اپنے مخصوص سرد و سپاٹ لہجے میں حکم دیتے اسے جانے کا بولا تھا۔۔ جبکہ اتنے ہلکے میں جان بخشی ہو جانے پر اس نے رب کا شکر ادا کیا تھا۔۔۔ورنہ اس سر پھرے کا کیا پتا تھا چھوٹی سی بات پر نوکری سے فارغ کر دیتا۔۔

اس نے وہاں سے جانے میں ہی اپنی عافیت جانی تھی۔۔

جبکہ وہ دوبارہ سے فون کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔جہاں سے اب بھی بھرپور ناراضگی کا اظہار کیا جا رہا تھا۔۔۔اچھا ٹھہریں بات سنئے ابھی آپ نے تھوڑی دیر پہلے کیا کہا کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں اور بات نہیں کروں گے۔۔۔ لیکن آپ تو مجھ سے بات کر رہے ہو۔۔اس کا مطلب آپ مجھ سے ناراض نہیں ہو ۔۔ سہی کہہ رہا ہوں نا میں،،،اس نے اسے اپنی باتوں لینا چاہا۔۔۔

نہیں میں یہ بات صرف اس لیے کر رہی ہوں تاکہ آپکو بتا سکوں کہ میں آپ سے ناراض ہوں۔۔۔ورنہ جب آپ گھر آئیں گے پھر بات نہیں کروں گی

۔۔۔

اس نے اسکی بات سن کر سر ہلایا تھا جیسے وہ جو اسے سمجھانا چاہ رہی تھی وہ سمجھ گیا ہو۔۔۔اچھا چلیں پہلے وجہ بتائیں کہ میرا بچہ مجھ سے کیوں ناراض ہے۔۔

میں آپ سے اس لیے ناراض ہوں کیونکہ آپ کراچی میٹنگ کیلئے گئے تھے اور وہی سے سیدھا دوبئ چلے گئے۔۔ نا جانے سے پہلے مجھ سے ملنے آئے اور نا ہی مجھے فون کیا۔۔۔اس نے اپنا منہ پھلا کر کہا تھا جیسے وہ اس کے سامنے بیٹھا ہو

۔۔۔

وہ اس کی معصوم سی بات پر مسکرایا تھا۔۔یہ تو بہت بڑی غلطی ہو گئی مجھ سے
مجھے سچ میں آپ کو بتا کر آنا چاہیے تھا۔۔۔اچھا آئندہ میں خیال رکھوں گا اس
بات کا۔۔۔لیکن ابھی کیلئے صلح کا کوئی راستہ نہیں نکل سکتا۔۔۔

ہمم اس بارے میں کچھ سوچا جا سکتا ہے اگر،،،اس نے اگر کو تھوڑا لمبا کھینچا تھا
۔۔۔آپ میرے لیے دوبئ سے اچھے اچھے گفٹس اور ڈھیر ساری چاکلیٹس لے
کر آئیں تو۔۔۔اس نے اترا کر کہاں تھا۔۔

اوکے ڈن۔۔۔اس نے فورا سے ہامی بھری تھی۔۔۔اس کیلئے یہی کافی تھا کہ وہ
اتنی جلدی مان رہی تھی۔۔۔اور چیزوں کو کیا تھا۔۔اگر وہ واسم شاہ سے اسکی
جان بھی مانگتی تو وہ اسکی ہتھیلی پر رکھ دیتا تھا۔۔۔

دوسری طرف خوش ہو کر اس نے یاہو کا نعرہ لگایا تھا۔۔۔اچھا گڑیا میں آپ سے
بعد میں بات کروں گا ابھی مجھے میٹنگ کیلئے دیر ہو رہی ہے۔۔۔اسے خوش

رہنے کی ہدایت کرتا وہ فون بند کرتے اندر کی طرف بڑھا تھا۔۔جہاں میٹنگ میں اس کا انتظار ہو رہا تھا۔۔۔

****

لاہور مینار پاکستان جسے یادگار پاکستان کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔۔وہاں آئی پی پی کی طرف سے بہت بڑے پیمانے پر جلسے کا انتظام کیا گیا تھا۔۔۔

مینار پاکستان کی طرف آتی مین شاہراہوں کو کنٹینر لگا کر بند کیا گیا تھا۔۔صرف دو راستے کھلے جہاں سے لوگ اندر اور باہر جا سکتے تھے۔۔وہاں پر بھی آرمی کو تعینات کیا گیا تھا۔۔۔

ہر طرف پارٹی کے بڑے بڑے بینر لگے ہوئے تھے۔۔ جن پر سردار ضارب شاہ کی تصویر تھی،،، جبکہ وہاں آنے والے افراد کے ہاتھ میں بھی آئی پی پی کے جھنڈے موجود تھے۔۔۔

مینار پاکستان کے بالکل سامنے ایک خوبصورت سا سٹیج تیار کیا گیا تھا جہاں اس نے عوام سے خطاب کرنا تھا۔۔۔

وہاں بہت سے میڈیا کے اہلکار بھی موجود تھے جو اپنے کیمرے اور سپیکر سیٹ کر رہے تھے۔۔۔ کیونکہ جلسہ ملک بھر میں لائیو دکھایا جانا تھا۔۔۔

تقریباً پنجاب کی پوری یوتھ ہی ضارب کے ساتھ تھی۔۔۔ جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا تھا کہ وہاں موجود افراد میں آدھے سے زیادہ حصہ نوجوان نسل پر مشتمل تھا۔۔۔

اور وہ وقت بھی آگیا تھا جسکا سب کو بے صبری سے انتظار تھا مینار پاکستان کے انٹرنس کے پاس قطار در قطار گاڑیاں آکر رکی تھیں۔۔۔ جن میں سے سب سے پہلے خان باہر نکلا تھا۔۔۔اور آس پاس کا اچھے سے جائزہ لیتے ہوئے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا تھا۔۔۔

جس سے ضارب شاہ اپنے پورے جاہ وجلال کے ساتھ باہر نکلا تھا۔۔۔ جسے دیکھتے ہی عوام میں ایک طوفان بد تمیزی پیدا ہوا تھا ہر طرف سردار ضارب شاہ زندہ باد کے نعرے لگائے جارہے تھے۔۔۔

گارڈز نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔۔اور وہ گارڈز کے حلقے میں سٹیج کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ جہاں اسکی پارٹی کے کچھ سینئر ممبران بھی موجود تھے

۔۔۔

اس نے سٹیج پر چڑتے ہی اپنا دایاں ہاتھ ہلا کر سب کو سلام کیا تھا۔۔۔جس کا پر جوش طریقے جواب دیا گیا تھا۔۔۔

پہلے عوام سے وہاں موجود دوسرے ممبران نے خطاب کیا اور اس کے بعد اس کی باری آئی تھی۔۔۔

اس نے سپیکر ہاتھ میں لیتے ایک بار پھر سب سے پہلے سلام کیا تھا۔۔۔جس کا جواب دیتے ہوئے عوام کے چہروں پر خوشی دیدنی تھی۔۔۔

وہ اس وقت سٹیج کے بالکل درمیان میں تھا اور اس کے بالکل پیچھے دائیں طرف تھوڑے فاصلے پر خان کھڑا تھا۔۔۔جو چوکنا سا آس پاس نظریں دوڑا رہا تھا۔۔۔

جبکہ سٹیج کے چاروں طرف اس کے اپنے گارڈز کے ساتھ آرمی کے افسر بھی تعینات تھے۔۔

جب اس نے اپنے خوبصورت لب و لہجے میں بات کا آغاز کیا تھا۔۔ جیسا کہ ہمارے سینئرز نے آپ سب سے خطاب کیا اور ہماری تعریف کی کہ ہم اقتدار

میں آکر بہت سے ترقیاتی کام سرانجام دیں گے ۔۔۔بے شک یہ سب ہمارے لیے قابل احترام ہیں۔۔۔انہوں نے ہماری تعریف کی جس کیلئے ہم انکا شکریہ ادا کرتے ہیں۔۔۔اس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اپنے سینئرز کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

لیکن ہم کہنا چاہیں گے کہ " ہم جہاں آپ سے کوئی بھی بڑے.بڑے دعوے یا وعدے وعید کرنے نہیں آئے کہ اتنے سالوں میں ہم مہنگائی ختم کر دیں گے یا پھر اتنے عرصے میں بجلی کا بہران ختم ہو گا۔۔۔یا پھر ہم کتنی سڑکیں، ہسپتال اور تعلیمی ادارے بنائیں گے ۔۔۔ہماری کارکردگی آپکو ہماری حکومت کے اقتدار میں آنے کے بعد ہی پتا چلے گی۔۔۔

ہم آپ میں سے کسی کو بھی ایسی امید کا سرا نہیں تھمانا نہیں چاہتے جسے بعد میں ہم پورا نا کر سکیں،،،اور ہماری وجہ سے کسی کی دل آزاری ہو۔۔۔اس لیے ہمیں ووٹ دینا ہے یا نہیں یہ سراسر آپکا اپنا فیصلہ ہوگا۔۔۔

ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی بس سپیکر سے ابھرتی اس کی گھمبیر اور خوبصورت آواز پورے میدان میں گونج رہی تھی۔۔۔اس کے منہ سے نکلنے والا ایک ایک لفظ وہاں موجود بھیڑ کے دل میں گھر کرتا جا رہا تھا۔۔۔

عورتوں اور بچوں کے ساتھ ساتھ وہاں موجود مرد حضرات بھی مبہوت ہو کر اس وجیہہ مرد کو دیکھ رہے تھے جو ظاہر سے ہی نہیں باطن سے بھی خوبصورت تھا۔۔۔

دوسری طرف حویلی کے خوبصورت ہال میں جہاں گھر کے سبھی افراد جمع تھے سوائے واسم کے ،،، پچاس انچ کی بڑی ایل ای ڈی پر لائیو اسے دیکھ رہے تھے ۔۔۔اماں سائیں تو یہی سے اس کے صدقے واری جارہی تھیں۔۔۔

جبکہ اپنے اتنے مضبوط وجیہہ پوتے کو ٹی وی پر دیکھتے دادا سائیں کا سینہ فخر سے چوڑا ہو رہا تھا۔۔۔

اس نے اپنی تقریر کے آخری الفاظ کہتے تھوڑا آگے ہو کر ایک بار پھر سے دایاں ہاتھ ہلایا تھا بس یہی وہ وقت تھا جب اسے اپنے بائیں بازو میں لوہے کی کوئی گرم سلاخ گھستی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

درد کی شدت کی وجہ سے سپیکر اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے کہیں اس کے قدموں میں گر گیا تھا۔۔۔خان فورا اسے آگے بڑھا تھا اور اسے اپنے حصار میں لیتے خود اسکے آگے کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔ضارب نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے ز*خم پر

رکھ کر جیسے خو*ن روکنے کی کوشش کی تھی۔۔۔جو بہت تیزی سے بہہ رہا تھا

۔۔۔

گو*لی کی آواز سن کر عوام میں ہر طرف افراتفری اور بھگڈر مچ گئی تھی۔۔۔
لوگوں نے گھبرا کر بھاگنا شروع کر دیا تھا۔۔۔وہاں تعینات افسران صورتحال پر قابو پانے کی پوری کوشش کر رہے تھے۔۔۔ جبکہ میڈیا والوں نے الگ سے شور مچایا ہوا تھا۔۔۔

خان اسے گارڈز کے حلقے میں لے کر راستہ بناتا ہوا ہسپتال کیلئے نکلا تھا۔۔۔ جس پر خو*ن زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے اب غنودگی چھا رہی تھی۔۔۔

تو ناظرین آپ کو بتاتے چلیں کہ سر دار حیدر شاہ جو اپنے وقت کے جانے مانے سیاست دان ہیں انکے پوتے اور آئی پی پی کے نئے امیدوار جو اپنے علاقے کے سر دار بھی ہیں،،،، جلسے کے دوران ان پر جان لیوا حم*لہ کیا گیا ہے۔۔

ہمارے ذرائعے کے مطابق انہیں اپنے بائیں ہاتھ کے بازو میں گو*لی لگی ہے ۔۔۔ گھر والے جو اس سارے صورتحال سے پریشان ہو چکے تھے۔۔۔زارون تو باقاعدہ بار بار ضارب کا فون ملا رہا تھا۔۔جو کہ کوئی رسپانس نہیں کر رہا تھا۔۔۔

کچھ گرنے کی آواز پر پیچھے متوجہ ہوئے تھے،،، ایہا جو سب کو اکٹھا بیٹھے دیکھ چائے اور ناشتے کا انتظام کرنے گئی واپس آتے ہوئے اس کی سماعت میں اینکر کے آخری الفاظ پڑے تھے۔۔۔جس میں وہ ضارب کو گو*لی لگنے کے بارے میں بتا رہا تھا۔۔۔

جس سے یہ بات برداشت نہیں ہوئی تھی وہ لہرا کر زمین بوس ہوئی تھی ۔۔۔زرمینے ،ابرش سمیت زارون بھی اس کی طرف دوڑے تھے ۔۔۔

حویلی میں جہاں کچھ دیر پہلے خوشیوں اور قہقہوں کا راج تھا ۔۔اب ہر طرف غم اور پریشانی کا عالم تھا ۔۔۔

****

خان ایمرجنسی میں اسے قریبی ہسپتال لے آیا تھا ۔۔۔جہاں ڈاکٹرز نے اسے ہاتھوں ہاتھ لے کر فورا سے ٹریٹمینٹ شروع کر دیا تھا ۔۔۔

آخر کون نہیں جانتا تھا ضارب شاہ کو،،، وہ سیاست کی دنیا کا ایک ابھرتا ہوا ستارا تھا ۔۔۔

ڈاکٹرز نے آپریٹ کر کے بازو سے گو*لی نکال دی تھی۔۔ جبکہ خو*ن زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے اسے خو*ن کی دو بوتلیں لگائی گئی تھیں۔۔۔ ویسے تو وہ خطرے سے باہر تھا۔۔۔ لیکن فلحال دوائیوں کے زیر اثر سو رہا تھا۔۔۔

خان کی ارمغان شاہ سے بھی بات ہو چکی تھی وہ لوگ بس پہنچنے ہی والے تھے ۔۔۔ دوسری طرف ضارب شاہ کو گولی لگنے والی خبر نے عوام میں تہلکہ مچا دیا تھا۔۔۔

ایسا لگ رہا تھا جیسے پورا پاکستان ہی لاہور کی سڑکوں پر نکل آیا ہو۔۔۔ ہر طرف دھڑنا دھنگے فساد جاری تھے۔۔۔۔ سردار ضارب شاہ زندہ باد کے نعرے لگ رہے تھے۔۔۔

صرف چند گھنٹوں میں پورے لاہور کا نقشہ بدل گیا تھا۔۔۔

اور اس پر حملہ کرنے والے عناصر کے خلاف فوری کارروائی کی اپیل کی جا رہی تھی۔۔۔جس پر پنجاب حکومت نے فوراً ایکشن لیتے کیس کی مکمل جانچ پڑتال کی یقین دہانی کروائی تھی۔۔۔

جسکی زمے داری خود وزیر اعلی پنجاب نے اٹھائی تھی۔۔۔تب جا کر کہیں معاملہ تھوڑا ٹھنڈا ہوا تھا۔۔۔مگر مکمل طور پر بند نہیں ہوا تھا۔۔۔انکا کہنا تھا کہ ہمیں جب تک ضارب شاہ کے سہی سلامت ہونے کی خبر نہیں مل جاتی وہ دھرنا بند نہیں کریں گے۔۔۔

اس حادثے پر عوام کا ری ایکشن دیکھتے ہوئے ایک بات تو ثابت ہو گئی تھی کہ سردار ضارب شاہ یہ الیکشن لڑے بغیر ہی جیت چکا تھا۔۔۔۔

****

داداسائیں بے چینی سے ہسپتال کے اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔اپنے لاڈلے پوتے کے پاس پہنچنے کی چاہت نے اس عمر میں بھی انکی بوڑھی ہڈیوں میں طاقت بھر دی تھی۔۔۔

کہ وہ ارمغان شاہ اور موسی شاہ کا انتظار کیے بغیر خود ہی ضارب کے وارڈ تک پہنچ چکے تھے۔۔۔جس کا اتا پتا خان پہلے ہی فون پر بتا چکا تھا۔۔۔انکے پیچھے ہی وہ دونوں بھی آ گئے تھے۔۔۔

اور آتے ہی سب سے پہلے خان کی کلاس لگی تھی۔۔۔

شہیر خان ہمیں کم از کم آپ سے یہ امید نہیں تھی۔۔آپ کے ہوتے ہوئے کوئی بھی تکلیف ہمارے پوتے تک کیسے پہنچ گئی۔۔۔

اس کے سامنے آتے ہی وہ برہمی سے گویا ہوئے تھے۔۔۔آج بہت عرصے بعد انکے اندر وہی سرداروں والا غصہ اور جلال ابھر کر باہر آیا تھا۔۔۔جو کبھی انکی شخصیت کا خاصہ ہوا کرتا تھا۔۔۔

شاہ سائیں وہ !! ابھی اس نے کچھ کہنے کیلئے منہ کھولا ہی تھا کہ انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔۔۔

ہمیں بس ایک بات بتا دیں آپ انکی مکمل حفاظت کر سکتے ہیں یا نہیں،،، یا ہم ان کیلئے کوئی اور انتظام کر لیں۔۔۔

جبکہ وہ شرمندگی سے سر جھکا گیا تھا۔۔۔اور جھکے سر کے ساتھ ہی بولا تھا میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ سردار سائیں تک پہنچنے والی ہر تکلیف کو پہلے اس شہیر خان کی لاش سے گزرنا ہو گا۔۔۔

وہ اسکی بات پر مطمئن ہوئے تھے یا نہیں،،، لیکن ہاں میں سر ہلاتے ضارب کے روم کی طرف ضرور بڑھ گئے تھے۔۔۔

انکے پیچھے موسی بھی چلے گئے تھے۔۔۔ جبکہ ارمغان نے اسکے جھکے سر دیکھتے ہوئے اسکے کاندھے ہاتھ رکھ تسلی دی تھی۔۔۔ان شااللہ جلد سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔۔وہ مسکرا کر بولے تھے اور آگے بڑھ گئے۔۔۔

پیچھے وہ مسکرا بھی نا سکا۔۔۔ کیونکہ غلطی تو اس سے ہوئی تھی۔۔اور یہ بھی جانتا تھا کہ اتنی رعایت جو اسے ملی ہے وہ صرف اسکے باپ اور خاندان کی وجہ جو شاہ خاندان کے برسوں سے وفادار تھے۔۔۔

ورنہ حیدر شاہ اپنے پوتے کے معاملے میں ذرا سی بھی کوئی کوتاہی برداشت نہیں کرتے تھے۔۔۔

****

داداسائیں کے ساتھ جب وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو وہ ہوش میں تھا بس اپنی آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔۔۔

داداسائیں نے ایک نظر اپنے خوبرو پوتے کی طرف دیکھا تھا،، جس میں انکی جان بستی تھی۔۔۔

جسکی سرخ و سفید رنگت میں اب ہلکی سی زردیاں گھلی ہوئی تھیں۔۔۔ کالے بال جنہیں خوبصورتی سے سیٹ کیا گیا تھا اب بے پرواہ سے اسکی کشادہ پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔

وہ اس وقت اپنے ہی کالے سوٹ میں ملبوس تھا۔۔۔ کیونکہ اس نے ہاسپٹل کے کپڑے پہننے سے انکار کر دیا تھا۔۔۔ بس کوٹ اتار دیا گیا تھا اور بازو کہ کپڑے کو

کاٹ کر اوپر پٹی کی گئی تھی،،، جبکہ دوسرے بازو کو کہنیوں تک فولڈ کر رکھا تھا ---

وہ اس بکھری بکھری حالت میں بھی نظر لگ جانے کی حد تک پیارا لگ رہا تھا---

وہ آگے بڑھے تھے اور پاس آتے ہی جھک کر اس کی پیشانی پر شفقت بھرا بوسہ دیا تھا---اس کے عنابی لبوں پر ایک خوبصورت مسکراہٹ در آئی تھی اس نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولیں---

کیسا ہے ہمارا بچہ انہوں بہت محبت سے پوچھا تھا ان کے لہجے میں اس کیلئے فکر ہی فکر نمایاں تھی--- ہم اب ٹھیک ہیں دادا سائیں اس نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے انہیں تسلی بخش جواب دیا تھا---

ہم نے کتنی بار بولا ہے اپنا خیال رکھا کریں۔۔۔جب ایسی جگہوں پر جائیں مکمل احتیاطی تدابیر کر کے جائیں۔۔۔لیکن آپ ہماری بات ہی نہیں سنتے ۔۔۔ہمارے دشمنوں کی کوئی کمی تو نہیں ہے۔۔۔تو پھر آپ ایسی لاپرواہی کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔

اس کے پاس ہی چئیر پر براجمان ہوتے پر شکوہ لہجے میں بولے تھے۔۔۔انکی بات پر موسی اور ارمغان شاہ نے بھی ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔اسکی لاپرواہی پر وہ دونوں بھی اس سے خفا تھے۔۔۔

داداسائیں ہم مکمل انتظام کر کے ہی گئے تھے بس قسمت میں یہ چوٹ لکھی تو لگ گئی۔۔۔اس نے مسکراکر جیسے ان تینوں کو منانا چاہا تھا۔۔۔جو تھوڑی تگ ودو کے بعد مان بھی گئے تھے۔۔۔

اس کے بعد اس نے گھر جانے کی رٹ لگا لی جبکہ ڈاکٹرز نے اسے ایک دن اور ہاسپٹل میں گزارنے کی تجویز دی تھی لیکن اس نے یہ کہتے ہوئے کہ اب ہم بالکل ٹھیک ہیں رکنے سے انکار کر دیا تھا۔۔

اور داداسائیں کو اس کی بات ماننتے ہیں بنی تھی وہ جانتے تھے اس نے بول دیا ہے تو اب وہ نہیں رکے گا۔۔۔

کیونکہ اسے بچپن سے ہی ہاسپٹل اور اس میں موجود دوائیوں کی سمیل سے خار تھی۔۔۔وہ لوگ ہاسپٹل سے سیدھے حویلی کیلئے نکلے تھے۔۔۔

راستے میں اسے خان نے شہر کے حالات کے بارے میں بتایا تھا جس پر اس نے ایک ویڈیو کے ذریعے پیغام پہنچایا تھا کہ اب وہ بالکل ٹھیک ہے اور یہ حملہ اسکے کسی پرانے دشمن نے کیا ہے وہ خود ہی اس سے نمٹ لے گا۔۔۔ان سے یہ دھرنا وغیرہ روکنے کی اپیل بھی کی تھی،،،اور انکے اتنے پیار اور محبت پر انکا شکریہ بھی ادا کیا تھا۔۔۔

جسے دیکھتے ہی عوام میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی تھی اور ایک دو گھنٹوں میں ہی شہر کی فضا پھر سے پر سکون ہو گئی تھی۔۔۔جس پر پنجاب حکومت نے سکھ کا سانس لیا تھا۔۔۔ ضارب شاہ کو پر سنلی فون کر کے انکا شکریہ ادا کیا اور ساتھ حال احوال بھی پوچھا تھا۔۔۔

****

کیسے بچ گیا وہ !!! کتنا اچھا موقع تھا اسے راستے سے ہٹانے کا تم نے وہ ضائع کر دیا۔۔۔اس نے غرا کر کہاں تھا۔۔

جبکہ اس کے سامنے کھڑا شخص تھر تھر کانپ رہا تھا۔۔۔شاید وہ اس درندے کی درندگی سے واقف تھا۔۔۔اس لیے روتے ہوئے اسکے قدموں میں گرا تھا۔۔۔

پلیز سر مجھے معاف کر دیں۔۔میں نے اپنی پوری کوشش تھی۔۔لیکن جب میں نے اسکا نشانہ لے لیا تو اس نے اپنی پوزیشن چینج کر لی۔۔

اور جو گو*لی اس کے سینے پر لگنی تھی وہ بازو پر لگ گئی۔۔۔اس نے روتے ہوئے بتایا تھا۔۔۔

پلیز مجھے ایک موقع اور دے دیں،،،اس بار وہ نہیں بچے گا۔۔۔

ہہہہنننن اتنا ہی آسان ہوتا اسے ما*رنا تو میں کب کا اسے ختم کر چکا ہوتا۔۔تم ابھی جانتے نہیں ہو اسے وہ سردار ضارب شاہ ہے،،،اوپر سے جتنا نرم خو اور رحم دل دکھتا ہے اندر سے وہ مجھ سے بھی بڑا درندہ ہے۔۔

وہ اپنے دشمنوں کو دوسرا موقع نہیں دیتا۔۔خود پر وار کرنے کا۔۔۔ابھی تک اس نے تمہیں ڈھونڈنے کیلیئے اپنے کئی بندے لگا دیئے ہونگے۔۔۔

اگر میں نے تمہیں زندہ چھوڑ دیا تو میں خود بھی برباد ہو جاؤں گا۔۔۔اس نے کہتے ہوئے سفاکیت سے اس کے سر کا نشانہ لیا تھا۔۔۔

گو*لی اسکے دماغ کو چیرتی ہوئی دوسری طرف سے نکل گئی تھی۔۔وہ ایک جھٹکے سے زمین پر گرا تھا۔۔ خس کم جہاں پاک وہ زہر خند سا مسکرایا تھا۔۔۔

اسے ایسے غائب کرو جیسے روئے زمین پر یہ کبھی پیدا ہی نا ہوا ہو۔۔۔اپنے دوسرے آدمیوں کو حکم دیتے ہوئے اس لا*ش کو ٹھکانے لگانے کا بولا تھا۔۔۔

****

اسے جیسے ہی پتا چلا کہ ضارب پر حملہ ہوا ہے۔۔۔اس نے واپسی کیلئے ارجنٹ فلائٹ بک کروائی تھی۔۔۔کیونکہ وہاں زارون سے سب کچھ اکیلے سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔۔

جو کے دو گھنٹے بعد کی ملی تھی۔۔۔اس لیے اسے واپس آتے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی۔۔۔ تقریباً رات کے سات بجے اس نے لاہور ایئرپورٹ پر قدم رکھے تھے ۔۔۔

اسکے پہنچنے سے پہلے ہی اسکی گاڑی ایئرپورٹ کے پارکنگ میں کھڑی تھی ۔۔اپنے پی اے کو اس نے وہی سے روانہ کر دیا تھا جبکہ خود اس کا رخ ہسپتال کی جانب تھا۔۔۔

لیکن آدھے راستے میں ہی اسے زارون کا میسج ملا کہ ضارب ضد کر کے ڈسچارج لے کر حویلی جا چکا ہے تو اس نے راستے میں کہیں رکنے کے بجائے حویلی جانے کا فیصلہ کیا۔۔۔

راستہ سنسان ہونے کی وجہ سے جہاں اکا دکا ہی گاڑیاں رواں تھیں اس نے گاڑی کی سپیڈ کافی تیز کر رکھی تھی۔۔۔تاکہ جلد از جلد حویلی پہنچ سکے۔۔۔

وہ اپنے دھیان میں گاڑی چلا رہا تھا جب اسکے سامنے ایکدم سے کوئی وجود آیا تھا ۔۔۔

اس نے فورا بریک لگائی لیکن سپیڈ تیز ہونے کی وجہ سے پھر بھی سامنے والے سے ٹکرا گئی تھی۔۔وہ وجود سڑک پر اوندھے منہ گرا تھا۔۔۔وہ جو پہلے ہی پریشان تھا اس نئی افتاد پر بھونچا کر رہ گیا۔۔۔ساتھ ہی اسکا ازلی غصہ عود کر آیا تھا۔۔۔

وہ گاڑی سے باہر نکلا اور بنا کچھ دیکھے ہی بولنا شروع ہو چکا تھا۔۔۔ یہ کون بد تمیز ہے جو راستہ دیکھ کر نہیں چل سکتے،،، مرنے کیلئے میری ہی گاڑی ملی تھی۔۔۔

محترمہ اب اٹھیں گی بھی یا ساری رات ایسے ہی سجدے میں پڑے رہنے کا ارادہ ہے۔۔۔ وہ اسکے کپڑوں سے پتا لگا چکا تھا کہ سامنے صنف مخالف ہے اس لیے اپنے لہجے میں تھوڑی لچک لاتے ہوئے بولا تھا۔۔۔ جبکہ دوسری طرف جواب صرف خاموشی تھی۔۔۔

اس کی مسلسل خاموشی اور کوئی حرکت نا کرنے پر اب اسے کوفت کے ساتھ تشویش بھی لاحق ہوئی تھی۔۔۔ ہیلو محترمہ وہ تھوڑا اور اسکے قریب ہو کر اونچی " آواز میں بولا تھا۔۔۔ " پر جواب ندارد

اب اسکے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا اس نے ایک ہاتھ سے اسکے کندھے کو زور سے ہلایا تھا اور کوئی حرکت نا کرنے پر اسکا رخ پلٹا تھا۔۔۔

****

وہ جب سے ہوش میں آئی تھی پھوٹ کر روتے ہوئے صرف ضارب کے پاس جانے کی ضد کر رہی تھی۔۔۔زرمینے اور ابرش سے اسے سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔وہ سنبھال بھی کیا رہی تھیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ خود بھی رونے کا شغل فرما رہی تھیں۔۔۔

عظمی اور نجمہ بیگم تو اماں سائیں کے پاس تھیں جن کی طبیعت یہ سب دیکھ کر اچانک خراب ہو گئی۔۔۔کہ ڈاکٹر کو حویلی بلانا پڑا،، جس نے انہیں سکون آور انجیکشن لگا دیا تھا

دادا سائیں کے ساتھ ارمغان اور موسی شاہ تو اسی وقت لاہور کیلئے نکل گئے تھے پیچھے زارون پر ان سب کو سنبھالنے کی ذمہ داری تھی ۔۔اس نے واسم کو بھی فون کر کے ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا تھا۔۔۔جس نے جلد پہنچنے کی یقین دہانی کروائی تھی۔۔۔

جبکہ اسے چپ نا ہوتے دیکھ وہ اماں سائیں کے کمرے سے.بڑی ماں (عظمی بیگم) کو بلا لایا۔۔

جنہوں نے آتے ہی اسے سینے سے لگایا تھا۔۔۔کیا ہو گیا ہے بیاآپ تو میری سمجھدار بیٹی ہیں پھر ایسے کیوں ری ایکٹ کر رہی ہیں۔۔۔بڑی ماں وہ ضارب لالا وہ سہی سے بات مکمل کئے بنا ہی پھر سے رونا سٹارٹ کر چکی تھی۔۔۔

کچھ نہیں ہوا ہے انہیں ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی میری آپکے بڑے بابا سے بات ہوئی ہے،، وہ اب بالکل ٹھیک ہیں بلکہ کچھ ہی دیر میں گھر بھی پہنچنے والے ہیں ---

آپ سچ کہہ رہی ہیں بڑی ماں لالا ٹھیک ہیں،،، جی میری جان میں بالکل سچ کہہ رہی ہوں بلکہ اب جب تھوڑی دیر میں وہ آ جائیں گے تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیجیے گا وہ مسکرا کر بولی تھیں--

چلیں جب تک آپکے لالا آتے ہیں اپنا حلیہ درست کر لیں کیا ایسے روتے ہوئے ویلکم کریں گی انکا،،، چلیں اٹھیں فریش ہو کر آئیں اسکی پیشانی پر محبت سے بوسہ دیتے اسے واشروم بھیجا تھا--

اسکے جانے کے بعد انکی توجہ زرمینے اور ابرش کی طرف گئی،،اور آپ دونوں بجائے اسکے کہ انکا خیال رکھے انہیں چپ کروائیں ساتھ خود بھی رو رہی تھیں انہوں نے ان دونوں کو مصنوعی گھوری سے نوازتے محبت بھری ڈانٹ پلائی تھی۔۔۔

یہ کیا زرا اچھے سے ڈانٹے ماما ان چڑیلوں کو کب سے رو رو کر بیا سے زیادہ پریشان کیا ہوا تھا،، میں کب سے انہیں چپ کروا رہا تھا مگر مجال ہے اگر کسی نے میری بات کا اثر لیا ہو۔۔۔

زاروں نے منہ بنا کر انکی شکایت لگائی تھی جیسے۔۔۔جبکہ اس کے ایسے منہ بنانے پر وہ تینوں مسکرائی تھیں۔۔۔بری بات ہے بیٹا بھائی کو ایسے تنگ نہیں کرتے ۔۔۔انہوں نے ان دونوں کو سمجھاتے ہوئے،، اس کیلئے محبت سے اپنی بانہیں واں کی تھی جن میں سماتے ہوئے اس نے ان دونوں کو زبان چڑھائی تھی۔۔۔

اب منہ بنانے کی باری ان دونوں کی تھی۔۔۔ جسے دیکھتے بڑی ماں نے ہنستے ہوئے ان کو بھی سینے لگا یا تھا۔۔۔

****

جب اس نے اسکا رخ پلٹا تو وہ ہوش و حواس سے بیگانہ تھی۔۔۔ اسے کوئی چوٹ لگی تھی یا نہیں یہ فیصلہ کرنا ابھی مشکل تھا،، کیونکہ اس کا چہرہ حجاب سے بالکل کور تھا بس اسکی آنکھیں نظر آ رہی تھیں جو فلحال بند تھیں،،، اور اس نے اوپر بلیک شال اوڑھ رکھی تھی۔۔۔

اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی جو بیہوشی کے عالم میں بھی اس نے سینے لگا رکھی تھی۔۔ جیسے وہ اس کیلیئے بہت اہم ہو۔۔۔

اس نے ہلکے ہاتھ سے اسکا چہرہ تھپتھپایا کہ شاید وہ ہوش میں آ جائے لیکن وہ بالکل بے سود پڑی تھی۔۔۔اس نے اس نئی مصیبت پر کوفت سے سر جھٹکا تھا ۔۔۔۔

وہ جلد از جلد حویلی پہنچنا چاہتا تھا لیکن اسے اس حالت میں بے یار و مددگار بھی نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔۔

اور نا ہی اسے وہ کسی بڑے ہسپتال لے جا سکتا تھا کیونکہ جتنا اسکا نام تھا اگر میڈیا کو ذرا سی بھی بھنک لگ جاتی تو بہت بڑا اسکینڈل بن جانا تھا۔۔۔

اسے اپنی پرواہ بالکل بھی نہیں تھی کیونکہ وہ دنیا کو اپنی ٹھوکر پر رکھتا تھا لیکن اس سب میں وہ بیچاری لڑکی ضرور بدنام ہو جاتی۔۔۔اور وہ اپنی وجہ سے کسی کی عزت خراب نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔۔۔

اس نے سر جھٹکتے ہوئے اسے اپنے بانہوں میں اٹھایا اور لے جا کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھایا احتیاط سے سیٹ بیلٹ باندھتے ہوئے دروازہ بند کیا۔۔۔

گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے واپس شہر کا رخ کیا تھا تاکہ کسی اچھے کلینک سے اس کا چیک اپ کروا سکے۔۔۔

****

وہ سب لاؤنج میں اکٹھے بیٹھے انکے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔ سوائے اماں سائیں کے کیونکہ انکی طبیعت ٹھیک نہیں تھی وہ اپنے کمرے میں آرام کر رہی تھیں۔۔۔ ابیہا کی نظریں مسلسل حویلی کے داخلی دروازے پر ٹکی تھی۔۔۔

جب باہر گاڑیاں رکنے کی آواز آئی۔۔۔

وہ بے چینی سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی،،،کچھ ہی دیر میں وہ سب ایک ساتھ حویلی میں داخل ہوئے۔۔۔

سب سے آگے داداسائیں انکے ساتھ ہی ضارب چلا آرہا تھا پیچھے موسی اور ارمغان شاہ تھے جبکہ خان باہر ہی رک گیا تھا۔۔۔

وہ بھاگ کر اسکے کشادہ سینے کا حصہ بنی اور نا چاہتے ہوئے بھی زار و قطار رونا شروع کر دیا تھا۔۔۔

جبکہ اپنی جان سے پیاری بہن کو ایسے روتے دیکھ وہ تو تڑپ ہی گیا اتنادرد تو گولی لگتے وقت اسے محسوس نہیں ہوا تھا جتنا اسے روتے دیکھ تکلیف ہوئی تھی۔۔۔

اسے اپنے سینے میں بھینچتے سر پر ہونٹ رکھے تھے لیکن کچھ دیر بعد بھی جب اس نے رونا بند نا کیا تو اسے زبردستی خود سے الگ کرتے اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھاما اور اسکے آنسو پونچھے۔۔۔

کیا ہو گیا بیا ایسے کیوں رو رہی ہیں آپ اچھے سے جانتی ہیں نا کہ ہم آپکی آنکھوں میں آنسو برداشت نہیں کر سکتے تو کیوں رو کر ہمیں تکلیف دے رہی ہیں۔۔۔

آپکو گولی لگی،،، کتنا درد ہوا ہو گا نا،،، وہ اتنا کہہ کر ایک بار پھر سے رونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔اس کو دوبارہ روتے دیکھ اب زر اور ابرش کے آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے تھے۔۔

جبکہ انکے پیار کو دیکھتے سب بڑوں کی آنکھیں بھی نم تھی جو ایک دوسرے کی ذرا سی تکلیف بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔۔۔

نہیں بالکل بھی نہیں،،، بلکہ اب تکلیف ہو رہی آپکو روتے ہوئے دیکھ کر اپنی بات مکمل کرتے اسکی پلکوں پر اٹکے آنسوؤں کو اپنے ہونٹوں سے چنتے اسکی صبیح پیشانی پر بوسہ دیتے ایک بار پھر سینے سے لگایا تھا۔۔۔

جب اسکی نظر روتی ہوئی زر اور ابرش پر پڑی تھی انہیں ایک ہاتھ کے اشارے سے اپنے پاس بلایا تھا۔۔۔ کیونکہ وہ دونوں بھی اسے بالکل ایہا کی طرح ہی عزیز تھیں۔۔۔

جس پر زر مینے تو فوراً اسکے پاس آگئی جس کے سر پر ہاتھ رکھتے اسے بھی اپنے ساتھ لگا یا تھا،، لیکن ابرش ابھی تک اپنی جگہ پر کھڑی تھی کیونکہ اسے ضارب سے ڈر لگتا تھا اس لیے اس کے پاس جانے سے ہچکچا رہی تھی۔۔۔

پھر ایہا کے بلانے پر آگے بڑھی تھی لیکن ان کے پاس پہنچ کر کچھ فاصلے پر رک گئی جبکہ اس کی ہچکچاہٹ کو دیکھتے ہوئے ضارب اسکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بنا کچھ کہے آگے بڑھ گیا۔۔۔

پھر باری باری سب سے ملا تھا زارون تو اس سے الگ ہی نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ لیکن پھر اس طبیعت کا احساس کرتے ہوئے دادا سائیں نے سب کو اپنے اپنے کمروں کی طرف روانہ کیا تھا۔۔۔ ویسے بھی رات پہلے ہی بہت چکی تھی اور ضارب کو آرام کی ضرورت تھی۔۔۔

****

اس کی آنکھ کھلی تو اپنے آپ کو کسی بستر پر پایا۔۔۔ پھر آس پاس نظر دوڑائی تو ایک طرف صوفے پر انتہائی خوبصورت مرد کو بیٹھے دیکھا۔۔۔ جس نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔۔

پتا نہیں جاگ رہا تھا یا سو رہا تھا وہ اسکے چہرے سے کچھ اندازہ نہیں لگا پائی،،، اپنے سامنے انجان مرد کو دیکھتے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئی اور پریشان نظروں سے اس جگہ کو دیکھنے لگی جو کہ کسی ہاسپٹل کا کمرہ لگ رہا تھا۔۔۔

پھر آہستہ آہستہ اسے سب یاد آتا گیا کیسے اس نے سارا دن مختلف جگہوں پر انٹرویو دیئے تھے ہر طرف ناکامی کے بعد جب شام کو پیدل گھر جا رہی تھی کیونکہ اس کے پاس کرائے کیلئے پیسے موجود نہیں تھے۔۔۔

اسے چلتے چلتے کافی دیر ہو گئی تھی کہ اندھیرا ہو گیا۔۔۔وہ اپنے دھیان میں چل رہی تھی کہ سامنے آتی گاڑی کو دیکھ نا سکی اور اس سے ٹکرا گئی،،،،وہ سیدھی سڑک پر گری اسکے بعد اسکا دماغ اندھیروں میں کہیں کھو گیا تھا۔۔۔

بعد میں کیا ہوا اور وہ یہاں تک کیسے پہنچی اسے کچھ یاد نہیں تھا۔۔۔ابھی بھی اسکا سر درد کی شدت سے پھٹ رہا تھا بے ساختہ ہی اس نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے سر پر رکھے تھے۔۔۔

پھر اسے اپنی فائل کا خیال آیا جس میں اسکے تمام ڈاکومنٹس تھے اگر وہ بھی کھو جاتے تو اسے کبھی نوکری نا ملتی پھر وہ اپنی بیمار ماں کا علاج کیسے کرواتی۔۔۔

یہ سوچ آتے ہی اسکی آنکھیں آنسوؤں سے لبالب بھر گئی اس نے اپنے آس پاس دیکھا اور اسے وہ فائل اپنے سرہانے سائڈ ٹیبل پر پڑی مل گئی اسے فورا اٹھاتے

اس نے کھول کر ڈاکومنٹس چیک کئے تھے۔۔۔اور انہیں سہی سلامت پاتے مسکراتے ہوئے خدا کا شکر ادا کیا تھا۔۔۔

ان سب میں وہ بالکل بھول چکی تھی کہ وہ انجان جگہ پر ہے اور وہاں اسکے علاوہ کوئی اور بھی موجود ہے۔۔۔جو اسکی ایک ایک حرکت بہت غور سے دیکھ رہا تھا ۔۔۔

واسم جس نے تھکاوٹ کی وجہ سے کچھ دیر کیلئے آنکھیں بند کی تھیں۔۔۔اسکی آہٹ پاتے ہی فوراً اٹھ گیا تھا۔۔۔اور اسے اپنے سر ہاتھ رکھے دیکھ ڈاکٹر کو بلانے والا تھا۔۔۔۔

اسے یکدم کسی چیز کیلئے پریشان ہوتے اور اسکی آنکھوں میں اترتی نمی کو دیکھ رک گیا،،،، بلاشبہ اسکی آنکھیں بہت خوبصورت تھی جس میں کوئی بھی آسانی

سے ڈوب جائے۔۔۔پھر اسے کچھ ڈھونڈتے اور مطلوبہ چیز مل جانے پر مسکراتے دیکھا اور اسکی مسکراہٹ بھی اسکی طرح بہت پیاری تھی۔۔۔وہ اسکے چہرے کے ایکسپریشنز بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہ اسے شہر کے ایک کلینک میں لے آیا تھا جو کے ایک چھوٹے سے ہاسپٹل کے طرز پر بنا ہوا تھا۔۔۔جس کا علاج کرنے سے پہلے ڈاکٹر نے اس سے اسکا رشتہ پوچھا تھا جسے اس نے اپنی کزن کی حیثیت سے متعارف کروایا تھا۔۔۔

اور راستے میں اچانک گر کے بیہوش ہونے کا بتایا جبکہ ایکسیڈنٹ والی بات وہ گول کر گیا۔۔۔ڈاکٹر نے اس کا مکمل چیک اپ کیا اسے زیادہ چوٹ نہیں آئی تھی بس ماتھے پر ہلکی سی خراش تھی جو سڑک پر گرنے وجہ سے آئی تھی۔۔۔

ڈاکٹر نے اس کی بیہوشی کی وجہ بہت زیادہ سٹریس اور خوراک کی کمی بتائی تھی ۔۔اور اسکے کھانے پینے کا دھیان رکھنے کی ہدایت کرتے کچھ وٹامنز لکھ دی،،، ساتھ ڈرپ بھی لگادی تھی۔۔۔

جبکہ وہ ڈاکٹر کی ہدایات بہت بیزار ہو کر سن رہا تھا اور دل میں اس وقت کو کوس رہا تھا جب یہ مفت کی مصیبت اسکے گلے پڑی تھی۔۔۔اس نے ہاتھ کے اشارے سے ڈاکٹر کو مزید بولنے سے منا کیا تھا۔۔۔جبکہ اسکے چہرے کی بیزاریت بالکل واضح تھی۔۔۔

اسے ہوش کب تک آجائے گا ڈاکٹر نے حیران ہو کر اس شخص کو دیکھا جس کے چہرے پر اپنی کزن کی کنڈیشن سن کر بھی کوئی پریشانی نہیں تھی بلکہ وہ ان سب سے بہت بیزار نظر آرہا تھا۔۔جیسے کسی مجبوری کے تحت یہاں بیٹھا ہو۔۔

بس ابھی کچھ دیر میں ہی وہ ڈاکٹر کی بات پوری بات سنے بغیر ہی اٹھ کر باہر آ گیا ۔۔۔ لیکن وہاں بیٹھنے کیلئے کوئی جگہ نہیں تھی اور وہ سفر سے اتنا تھک چکا تھا کہ اب کچھ دیر آرام چاہتا تھا اس لیے اس روم کی طرف بڑھ گیا جہاں اس لڑکی کو ڈرپ لگی تھی ۔۔۔

وہاں اس کے ساتھ ایک نرس موجود تھی جو اسے دیکھتے ہی باہر نکل گئی تھی شاید ان دونوں کے رشتے کو کچھ اور ہی سمجھی تھی ان کی پرائیویسی کا خیال کرتے چلی گئی ۔۔

وہ نفی میں سر ہلاتے وہاں موجود سنگل صوفے پر آ کر بیٹھ گیا اور اپنی آنکھیں بند کر لیں جو تھکاوٹ کی وجہ اب جل رہی تھیں ۔۔۔

ہیلو محترمہ اگر اپنے چونچلو سے فرصت مل گئی ہو تو اپنے آس پاس بھی دھیان دیں لیں۔۔ جہاں آپکے علاوہ اور بھی کوئی موجود ہے وہ سپاٹ لہجے میں بولا تھا ۔۔۔

وہ اسکی آواز سن کر جیسے ہوش میں آئی تھی اور اسے دیکھنے لگی اس نے بہت غور سے اسکی نیلی سمندر جیسی آنکھوں کو دیکھا تھا جن میں تھکاوٹ کی وجہ سے سرخی اتری ہوئی تھی ۔۔۔

اور اسے وہ دنیا کا سب سے خوبصورت منظر لگا لیکن پھر سامنے والے کے بگڑتے موڈ کو دیکھ فورا نظروں کا زاویہ بدل گئی ۔۔۔

یہ رہی آپکی دوائیوں کی لسٹ ،،، ہاسپٹل کا بل میں نے پے کر دیا ہے ۔۔۔ جاتے ہوئے ڈاکٹر سے ضرور مل کر جایئے گا ۔۔۔ اسے ایک کاغذ کی پرچی تقریبا پھینکنے

کے انداز میں پکڑاتے اور اپنی بات کہتے اسے کوئی بات کرنے کا موقع دیے بغیر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

لیکن باہر جانے سے پہلے رک کر ایک نظر اسے دیکھا جو اسکی طرف ہی دیکھ رہی تھی،،،اور آئندہ سپیشلی رات کے وقت راستہ دیکھ کر چلنا ہر کوئی واسم شاہ نہیں ہوتا جو ہر کسی کو اپنی گھر کی عزت کی طرح سمجھیں۔۔۔اس لیے اپنا خیال رکھنا سیکھو اگر نہیں کر سکتی تو اکیلی گھر سے باہر نکلنا بند کر دو۔۔۔اور پھر پلٹ گیا۔۔۔

جبکہ پیچھے سے اس نے تشکر بھری نظروں سے اس اجنبی کی پشت کو دیکھا تھا ۔۔جو بنا کچھ کہے بھی اسے بہت کچھ سمجھا گیا تھا۔۔۔

****

وہ جب تک حویلی پہنچا رات کے بارہ بج چکے تھے۔۔۔ حویلی کی اندرونی بتیاں تقریباً ساری ہی بند کر دی گئی تھی۔۔

اس نے سیدھا کمرے میں جانے کی بجائے کچن کا رخ کیا تاکہ پانی پی سکے اپنے فون کی لائٹ جلائے وہ کچن کے اندر داخل ہوا کہ بے دھیانی میں کچن سے نکلتی ابیہا کے ساتھ ٹکرا گیا۔۔۔

جس کے ہاتھ میں گرم دودھ کا گلاس تھا جو وہ ضارب کیلئے لے کر جا رہی تھی ۔۔۔ ٹکرانے کی وجہ سے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا۔۔۔ جس کے کچھ چھینٹے ابیہا کے پاؤں اور کچھ واسم کے سفید کپڑوں کو داغدار کر گئے۔۔۔ کیونکہ اس میں ہلدی ملی ہوئی تھی۔۔۔

وٹ دا" سوری سوری میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔۔حالانکہ غلطی دونوں " کی ہی تھی اور گرم دودھ گرنے سے اسے اپنے پاؤں پر بھی جلن ہو رہی تھی ۔۔۔لیکن واسم کے غصے سے ڈرتے ہوئے فورا سے پہلے معذرت کی تھی۔۔۔

اس نے لب بھینچ کر بمشکل اپنا غصہ کنٹرول کیا تھا۔۔کیونکہ وہ پہلے ہی بہت ذلیل ہو کر آیا تھا اوپر سے یہ سب دیکھتے اس کا غصہ سوا نیزے پر پہنچ گیا تھا۔۔۔

لیکن وہ اپنا غصہ کم از کم ایہا پر نہیں اتارنا چاہتا تھا اس لیے بنا کچھ کہے ہی پلٹ گیا ۔۔۔آپ کو کچھ چاہیے تھا کیا؟؟اگر بھوک لگی ہے تو میں کھانا گرم کر دوں ۔۔۔

اس کے بنا کچھ کہے پلٹنے پر اس کا خیال کرتے ہوئے ابیہا نے اس سے کھانے کا پوچھا تھا۔۔۔ جس پر وہ صرف ایک پل کیلئے رکا پھر بنا پلٹے اور بنا کوئی جواب دیئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔

جبکہ اس کے جواب نا دینے پر ابیہا نے پیچھے سے اس پر دو حرف بھیجے تھے ۔۔۔ بیا تجھے بھی بلا کیا ضرورت تھی اس کھڑوس کے منہ لگنے کی پتا نہیں خود کو کیا سمجھتا ہے۔۔

یہ بندہ بالکل بھی ہمدردی کے لائق نہیں ہے۔۔۔ وہ منہ میں بڑبڑاتے ہوئے واپس اندر چلی گئی تاکہ ضارب کیلئے دوبارہ دودھ گرم کر سکے۔۔۔

****

صبح ناشتے کی ٹیبل پر گھر کے سبھی افراد جمع تھے۔۔۔بڑی ماں نے اپنے ہاتھوں سے ضارب کیلئے سپیشل ناشتہ تیار کیا تھا جس کے ساتھ ضارب سے زیادہ زارون نے انصاف کیا تھا۔۔۔

سب خوش گپیوں میں مصروف تھے جب اس نے آکر سب کو مشترکہ سلام کیا تھا اور داداسائیں کے آگے پیار لینے کیلئے جھکا۔۔۔

جنہوں نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔۔ان سے پیار لے کر وہ اپنے بابا ارمغان شاہ سے ملتے ضارب کی طرف بڑھا اور فارمل ہو کر اسکا حال احوال پوچھا تھا۔۔۔جس کا اس نے فارملی ہی جواب دیا تھا۔۔۔

ان سب سے فارغ ہو کر اپنی گڑیا کے پاس آیا تھا جو اسے آتا دیکھ کر ہی اپنی جگہ سے کھڑی ہو چکی تھی اور مسکراتے ہوئے اسکے گلے کا ہار بنی تھی۔۔۔

واو لالا آپ کب آئے اور مجھے بتایا بھی نہیں وہ مسکرا کر بولتے اینڈ میں منہ بنا گئی ۔۔۔گڑیا میں رات میں آیا تھا اس وقت ٹائم زیادہ ہو گیا تھا اس لیے آپکو جگانا مناسب نہیں سمجھا واسم نے ہلکے سے مسکراتے اسے نرم لہجے میں جواب دیا تھا ۔۔۔

جس پر اس نے بھی مسکرا کر سر ہلایا تھا۔۔۔چڑیل اب مل لیا نا بھائی سے اب تھوڑی دور ہو جاو مجھے بھی ملنا ہے۔۔۔کیونکہ یہ صرف تمہارے ہی نہیں میرے بھی لالا ہیں۔۔۔ہر وقت قبضہ جمائے رکھتی ہو ان پر۔۔۔

اسے ایک سائڈ کرتے ہوئے زارون واسم کے گلے ملتا بولا تھا جبکہ اسکے ابرش کو چڑیل بولنے پر واسم نے اسے گھوری سے نوازا تھا جس سے ڈرتے اس نے فورا کانوں کو ہاتھ لگایا تھا۔۔جبکہ اسکے ایسا کرنے پر وہ دونوں مسکرائے تھے۔۔۔

****

ناشتے کے بعد واسم تو فوراآفس چلا گیا۔۔۔کیونکہ آج اسکی دو تین بہت اہم میٹنگز تھیں ساتھ اس نے کچھ انٹرویوز بھی لینے تھے۔۔۔

ویسے تو ضارب بھی واپس جانا چاہتا تھا کیونکہ اب الیکشن بالکل قریب تھے ،،،انکی الیکشن کمپین تو مکمل ہو چکی تھی لیکن ایسے بہت سے کام تھے جس کیلئے اسکا وہاں موجود ہونا ضروری تھا۔۔

پھر بھی ابیہا نے ضد کر کے اسے شام تک روک لیا تھا۔۔ابرش اور زرمینے کالج چلی گئی تھی کیونکہ انکے ایگزیمز قریب تھے۔۔۔

امتحان تو ایہا کے بھی تھے لیکن ضارب کیلئے اس نے چھٹی کر لی تھی جس کے دیکھا دیکھی زارون نے بھی چھٹی کرنی چاہی لیکن اس کے تعلیمی ریکارڈ کو دیکھتے ہوئے اسے بالکل بھی اجازت نہیں ملی تھی۔۔۔

کیونکہ پچھلے دو سالوں سے وہ ایک ہی کلاس میں بار بار فیل ہو رہا تھا۔۔جس کیلئے سب بڑوں سے اسے ڈانٹ بھی پڑتی تھی اور اس کیلئے سپیشل ٹیوٹر کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔۔۔

لیکن وہ ایسی ڈھیٹ ہڈی تھا کہ پاس ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔اب تو بابا سائیں (ارمغان شاہ) نے اسے دھمکی بھی لگائی تھی کہ اگر وہ اس بار بھی پاس نہیں ہوا تو وہ اسکی پڑھائی چھڑوا کر موسی شاہ کی نگرانی میں اس سے کھیتوں میں کام کروائیں گے۔۔۔

جسے سنتے اس نے کانوں کو ہاتھ لگائے تھے اور وعدہ کیا تھا وہ اس بار ضرور پاس ہو گا۔۔۔ بس وہ اس سے کھیتوں میں کام کروانے کی بات نا کریں جس پر انہوں نے اسکے رزلٹ کے بعد نظر ثانی کا بولا تھا۔۔۔

اس نے مدد طلب نظروں سے دادا سائیں اور موسی شاہ کی طرف دیکھا جنہوں نے بھی صاف اپنے ہاتھ کھڑے کر دیئے تھے کہ وہ اس معاملے میں اسکی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔۔ جبکہ اس کی پتلی ہوئی حالت پر باقی گھر کے افراد نے بمشکل اپنے قہقہے روکے تھے۔۔۔

وہ منہ بناتا یونیورسٹی جانے کیلئے تیار ہوا تھا لیکن جاتے ہوئے ضارب اور ایہا کو شکایتی نظروں سے دیکھنا نہیں بولا،، کیونکہ ان دونوں نے ایک بار بھی اسکی حمایت نہیں کی تھی کیا ہو جاتا اگر وہ ایک دن یونی نا جاتا تو۔۔۔

****

انہیں کالج سے آتے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی۔۔۔کیونکہ ایگزیمنز کی وجہ سے آج کل ایکسٹرا کلاسز ہو رہی تھیں۔۔۔ابرش تو آتے ہی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی آرام کرنے کیونکہ وہ بہت زیادہ تھک چکی تھی۔۔۔

جبکہ زر نے کچن کا رخ کیا تھا کیونکہ اسے بہت زیادہ بھوک لگی ہوئی تھی اس نے کالج یونیفارم چینج کرنے کا تکلف بھی نہیں کیا،، حالانکہ انہوں نے لنچ ٹائم میں کینٹین سے کچھ ہلکا پھلکا لے کر کھا لیا تھا۔۔

لیکن زر بھوک کی بہت کچی تھی اس لیے ہمہ وقت کچھ نا کچھ کھاتی رہتی تھی۔۔۔اب بھی ہر کام کو پس و پشت ڈالتے ہوئے اس نے اپنی بھوک مٹانے کا سوچا تھا۔۔۔

جبکہ زارون اسکی واپسی کا سنتے ہوئے اس کے کمرے میں گیا تھا اسے کچھ ضروری کام تھا اس سے لیکن وہ وہاں ہوتی تو اسے ملتی۔۔۔اس کے بعد وہ اسے پوری حویلی میں ڈھونڈ چکا تھا اور اسے وہ ملی بھی تو کہاں کچن میں،،،، وہ کیسے بھول گیا کہ یہ لڑکی کھانے کی کتنی بڑی شوقین ہے۔۔۔

اس وقت بھی وہ بریانی کے ساتھ انصاف کر رہی تھی۔۔۔جو دوپہر کے کھانے میں ایہانے سپیشلی ضارب کیلیئے اپنے ہاتھوں سے تیار کی تھی۔۔۔ساتھ ہی ٹیبل پر ایک پلیٹ میں کباب اور کولڈ ڈرنک کا گلاس رکھا ہوا تھا۔۔۔

زارون کی رگ ظرافت پھڑکی وہ چہرے پر شرارتی مسکراہٹ لیے اسکی طرف بڑھا تھا۔۔۔

اس نے پاس جا کر ہلکے سے ٹیبل بجایا۔۔زر نے ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور اسے اگنور کرتے ہوئے پھر سے کھانے میں مصروف ہو گئی۔۔۔وہ اپنی اس بے عزتی پر صبر کے گھونٹ ہی بھر کر رہ گیا۔۔۔

یار بندہ پوچھ ہی لیتا ہے ہو سکتا ہے تمہاری طرح کسی اور کو بھی بھوک لگی ہو ۔۔۔وہ دوستانہ انداز اپناتے اس کے پاس بیٹھتے سامنے پڑے سپونز میں سے ایک چمچ اٹھاتے بے تکلفی سے اس کی پلیٹ سے ہی کھانا شروع کر چکا تھا۔۔۔

اگر اتنی ہی بھوک لگی ہے تو وہ رہا سامنے فریج جس میں ڈھیر سارا کھانا پڑا ہے گرم کر کے کھا لیں نہیں تو گھر میں اتنے سارے ملازم ہیں کسی سے بھی کہہ دیں وہ آپکو کھانا گرم کر دے گے،،،اپنی پلیٹ اسکی پہنچ سے دور کرتے ہوئے اسے ٹکا سا جواب دیا تھا۔۔۔

اور اگر میں کہوں کے میں تمہارے ساتھ بیٹھ کر تمہارے ہاتھ کا بنا کھانا کھانا چاہتا ہوں تو،،، وہ ذو معنی انداز اپناتے ہوئے اسکی آنکھوں میں دیکھتے بولا۔۔۔

اسکی بات زر کے سر پر سے گزر گئی۔۔۔ مطلب اس نے نا سمجھی سے پوچھا ۔۔۔ مطلب کہ صرف کھانے پر ہی زور رکھا ہوا ہے۔۔ کچھ کھانا بنانا بھی سیکھ لو ،،، کل کو اگلے گھر بھی جانا ہے۔۔۔

کھا کھا کر اتنی موٹی ہو گئی ہو اوپر سے کام کاج بھی کچھ نہیں آتا۔۔۔ کون بیاہ کر کے لے کر جائے گا ایسی پھوہڑ اور موٹی لڑکی کو۔۔۔ وہ بالکل کسی سیانی بوڑھی اماں کی طرح بولا تھا۔۔۔

اسکی بات پر زر مینے کا منہ حیرت سے کھل گیا۔۔۔ اس نے ایک نظر اپنے متناسب سراپے کی طرف دیکھا آخر وہ کہاں سے موٹی تھی،،، ہاں یہ سچ تھا کہ

اسے کھانا بنانا نہیں آتا تھا۔۔ لیکن یہ کوئی اتنی بھی بڑی بات نہیں تھی وہ سیکھ لیتی۔۔

جبکہ اس کو اپنا جائزہ لیتا دیکھ زارون نے اپنا نچلہ لب دانتوں تلے دبایا تھا،، جب اس نے اسکی طرف دیکھا اور اسے مسکراہٹ دباتے دیکھ اس کے تلووں پر لگی اور سر پر بجی۔۔۔ مطلب وہ اسے پاگل بنا رہا تھا۔۔۔

اچھا اور آپکا اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔۔۔ چلیں مجھے تو پھر بھی کوئی نا کوئی لے ہی جائے گا،،، لیکن جیسی آپکی حرکتیں ہیں نا کسی میراثی نے بھی آپکو اپنی بیٹی نہیں دینی۔۔۔ اپنی بات مکمل کرتی ایک ہاتھ میں بریانی کی پلیٹ اور دوسرے میں کولڈ ڈرنک اٹھاتی یہ جا وہ جا۔۔۔

وہ اسے کس بات کا طعنہ دے کر گئی تھی وہ اچھے سے سمجھ چکا تھا،، پیچھے اسکے گلے کو اپنے ہاتھوں سے دبانے کی خواہش کو شدت سے اپنے دل میں دباتے کچھ سوچ کر پراسرار سا مسکرایا تھا۔۔۔

****

کبھی جو بادل برسے،،، میں دیکھوں تجھے آنکھیں بھر کے

تو مجھے لگے پہلی بارش کی دعا

تیرے پہلوں میں رہ لوں،،،، میں خود کو پاگل کہلوں

تو غم دے یا خوشیاں سہلوں ساتھیا

بارش زور و شور سے برس رہی تھی ایسے میں وہ بارش کی دیوانی لڑکی سب کچھ بھلائے بارش میں بھیگتی خوشی سے جھوم رہی تھی۔۔۔ پنک شورٹ فراک، وائٹ کیپری کے ساتھ وائٹ دوپٹہ ایک شانے پر لاپرواہی سے ڈالے کمر سے نیچے آتے کھلے لمبے بال اپنے بھیگے خوبصورت سراپے کو یکسر نظرانداز کئے کھلکھلا رہی تھی۔۔

وہ ایسے خوش ہو رہی تھی جیسے اسے کوئی خزانہ مل گیا ہو۔۔۔اس وقت وہ آسمان سے اتری کوئی حور لگ رہی تھی۔۔۔

اچانک بھیگتے ہوئے اسے اپنی بہن کا خیال آیا تھا اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور نفی میں سر ہلایا۔۔۔

ارے تم وہاں کھڑی کیا کر رہی ہو ادھر آو۔۔۔اس نے دور ایک شیڈ کے نیچے کھڑی اپنی چھوٹی بہن کو آواز دی تھی۔۔ نہیں میں نہیں آوں گی،،،آپ کو پتا ہے مجھے بارش اور بجلی سے بہت زیادہ ڈر لگتا ہے۔۔۔

مجھے بتاؤ تمہیں کس چیز سے ڈر نہیں لگتا۔۔ میری جان اگر ایسے ہی ہر چھوٹی چھوٹی چیزوں سے ڈرتی رہو گی تو پھر لائف کیسے انجوائے کرو گی۔۔۔

اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے ایک بار پھر سے پاس آنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔

نہیں میں یہی ٹھیک ہوں۔۔۔میں بارش میں بھیگے بغیر اسے دیکھ کر ہی انجوائے کر لوں گی اس نے بھی ایک بار پھر نفی میں سر ہلاتے انکار کیا تھا۔۔۔

جس سے اسکے خوبصورت چہرے پر خفگی سی چھا گئی تھی۔۔۔اس نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے اسکی طرف سے اپنا رخ موڑ لیا تھا۔۔۔

جبکہ اسے ناراض ہوتے دیکھ اب وہ پریشان ہو چکی تھی۔۔وہ اپنی بہن کو خود سے ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن اپنے اس کمزور دل کا کیا کرتی جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر گھبرا جاتا تھا۔۔۔

وہ اپنے ہی خیالوں میں گم تھی کہ اسے اسکی کی چینخ سنائی دی اس نے جب سامنے دیکھا تو وہ زمین پر بیٹھی ہوئی تھی اور اپنے دونوں ہاتھوں سے دائیں پاؤں کو پکڑ رکھا تھا۔۔۔جبکہ چہرے پر تکلیف کے آثار تھے۔۔

وہ اپنے ڈر کو بھولائے فوراً سے پہلے اسکی کی طرف بھاگی تھی۔۔۔کیا ہوا ہے کیسے گر گئی آپ زیادہ چوٹ تو نہیں لگی۔۔۔اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کے پاؤں کو پکڑتے فکرمندی سے پوچھا تھا۔۔۔

جبکہ اسکی بڑی بڑی پر کشش آنکھوں میں اپنی بہن کی تکلیف کا سوچتے آنسو آ گئے تھے،،، ان سب کے دوران وہ خود بھی بارش میں بری طرح بھیگ چکی تھی جسکا اسے ذرا بھی احساس نہیں تھا۔۔۔

لیکن جب دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں آیا تو اس نے اسکے چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔ جس پر اب ایک شرارتی سی مسکراہٹ تھی۔۔۔ اسے ساری بات سمجھ آ گئی۔۔۔ پھر اس نے اپنے کپڑوں طرف دیکھا جو مکمل طور پر بھیگ چکے تھے۔۔۔

اس پر ایک خفگی بھری نگاہ ڈال کر واپس جانے لگی کہ وہ راستے میں حائل ہو گئی۔۔۔ اچھا سوری نا میں صرف تمہیں اپنے پاس بلانا چاہتی تھی۔۔ اس نے اپنے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھتے اسے سوری بولا تھا۔۔۔ لیکن وہ بنا جواب دیئے رخ موڑ گئی۔۔۔

اچھا دوبارہ ایسا نہیں ہو گا آئی پرامس اب تو معاف کر دو مجھے جان مان۔۔پہلہ جملہ عاجزی جبکہ دوسرا شرارت سے مکمل کرتے اسے گلے سے لگایا تھا۔۔۔

وہ جو پہلی بار معافی مانگنے پر اسے معاف کر چکی تھی مان کا نام لے کر چھیڑنے پر بالکل لال ٹماٹر کی طرح ہو گئی۔۔۔

آپو پلیززز !! خفگی سے اسے خود سے دور کرتے وہ اپنا رخ موڑ گئی۔۔اس کے لہجے میں گھبراہٹ واضح تھی اس نے اپنا ایک ہاتھ اپنے دل کے مقام پر رکھا ہوا تھا۔۔۔جو اسکے زکر پر ہی زور و شور سے دھڑکنے لگا تھا۔۔کہ یکدم بجلی چمکی،،، وہ پلٹ کر پھر اسکے سینے آ لگی۔۔۔

لیکن اس بار کچھ الگ تھا۔۔ایک مخصوص پرفیوم کی خوشبو محسوس کر کے اس نے فٹ سے اپنی آنکھیں کھولیں اور اوپر اسکے چہرے کی طرف دیکھا جہاں وہ

اپنی آنکھوں میں دنیا بھر کی محبت سمیٹے اسے چاہت سے دیکھ رہا تھا۔۔۔اسکے لبوں پر ایک خوبصورت مسکراہٹ تھی۔۔۔جبکہ اپنی بہن کی جگہ سامنے مان کو دیکھتے اس نے کسمسا کر دور ہونا چاہا۔۔۔لیکن تب تک وہ اسے اپنے حصار میں قید کر چکا تھا۔۔۔جس سے رہائی اب تقریبا ناممکن تھی۔۔۔

انکی شادی کو پورا ایک ماہ مکمل ہو چکا تھا لیکن وہ آج بھی اس سے پہلے دن کی طرح ہی گھبراتی تھی اس وقت بھی اسکی ذرا سی قربت پر وہ پوری سرخ ہو چکی تھی۔۔۔

جبکہ اسکی پر شوق نظریں اسکے چہرے کے خوبصورت خدوخال کا طواف کر رہی تھیں جن میں سرخی گھلی ہوئی تھیں۔۔۔مان پلیز چھوڑیں کوئی آجائے گا۔۔۔اسکی نظروں سے گھبراتے ہوئے دھیمے لہجے میں اس سے التجا کی تھی جیسے

۔۔۔

کوئی نہیں آئے گا آپ پریشان نا ہو جان مان ۔۔۔اس کے گرد اپنا حصار اور تنگ کرتے وہ گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔۔۔اس کیلئے مان کی نظروں کا سامنا کرنا بہت مشکل ہو رہا تھا لیکن وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتی تھی ۔۔۔

تب ہی وہ ہلکا سا اسکی طرف جھکا،،، جبکہ وہ اسے اپنے چہرے پر جھکتے دیکھ آنکھیں زوروں سے میچ گئی،،،اسے اپنی آنکھیں بند کرتے دیکھ اسکے لب مسکرائے تھے ۔۔۔

تیرے چہرے کی یہ گھبراہٹ، تیری یہ شرم و حیا

تیری ان معصوم نگاہوں کی ادا پر میرا دل ہوا فدا

اب تو بس اک یہی التجا ہے تو مجھے خود سے ایسے جوڑ لے

کہ تیری سانسوں سے میری سانسیں ایک پل کیلئے نا ہو جدا

اسکے کان کے قریب گھمبیر سرگوشی کرتے کان کی لوں پر اپنے لب رکھے ،،، اور ایک ہاتھ سے اسکی کمر کے گرد گرفت مضبوط کرتے جبکہ دوسرے سے اسکے کیچر میں مقید بال کھولے تھے ۔۔۔ خوبصورت گھنگریالے بال لہرا کر اسکی کمر پر گرے ۔۔۔۔

جن کی خوشبو کو اپنی سانسوں میں بساتے ہوئے اسکی صراحی دار گردن پر اپنی ناک کو سہلاتے وہاں بھیگے ہونٹ رکھے تھے ،،،، اس نے مچل کر اپنے دونوں ہاتھ اسکے کندھوں پر رکھے ،،، اس کیلئے اب اپنے پیروں پر کھڑا ہونا مشکل ہو گیا تھا ۔۔۔ اسے اپنا دل اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں میں دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا ۔۔۔

مان " اس نے گہرا سانس بھرتے اسکا نام پکارا تھا۔۔ "

،،،،،، حکم جان مان ،،،،، اسکے پکارنے پر مان نے اسکی گردن سے چہرہ اٹھایا تھا اور اسے ایسے سانسیں بھرتے دیکھ جیسے خود پر کنٹرول کھوتے اس کے شبنمی لبوں پر جھکا اور اپنی شدتیں نچھاور کرنے لگا۔۔

وہ اسکی شرٹ کے کالر کو سختی سے اپنی مٹھیوں میں بھینچ گئی ،،، وہ دھیرے دھیرے اسکی سانسوں کو پیتے اسے خود میں جیسے گم کر رہا تھا۔۔

انکے آس پاس فضاء میں محبت رقص کر رہی تھی جبکہ آسمان سے گرتی بارش کی پاک بوندیں انکی پاکیزہ عشق کی گواہ تھیں۔۔۔

****

ماں کے ذکر پر وہ اسکا لال ہوا چہرہ دیکھ چکی تھی جس پر اسکا دل قہقہ لگانے کو چاہ رہا لیکن پھر اسکے خفا ہو جانے کے ڈر سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیے۔۔۔

اسے اپنی معصوم سی بہن پر بہت پیار بھی آ رہا تھا جسکا وہ ابھی عملا اظہار بھی کرتی کہ ہنستے ہوئے اچانک اسکی نظر پیچھے کھڑے ماں پر پڑی تھی ابھی وہ کچھ کہتی کہ اس نے اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔۔۔

وہ اسے اشاروں میں سے کچھ کہہ رہا تھا جسے سمجھتے پہلے تو اس نے نفی میں سر ہلایا لیکن پھر اس کے اسرار کرنے پر مان گئی۔۔۔

لیکن جاتے ہوئے اسے احسان یاد رکھنے کا اشارہ کرنا نہیں بھولی تھی۔۔۔وہ مان کی حرکتوں کو یاد کرتے مسکراتے ہوئے جارہی تھی کہ اچانک کسی دیوار نما چیز سے ٹکرا گئی۔۔

ایک پل کیلیئے تو اسے اپنی آنکھوں کے سامنے تارے ناچتے ہوئے نظر آئے ۔۔۔لیکن جیسے ہی اس نے نظریں اٹھائی سامنے موجود ہستی کو دیکھتے اور اپنی حالت کا احساس کرتے اسکے گلابی گال دہکنے لگے تھے۔۔۔

اس نے راستہ بدل کر نکلنا چاہا کہ سامنے والے نے ایک ہاتھ سے اسکا بازو پکڑتے اپنی طرف کھینچا وہ کسی ٹوٹی شاخ کی طرح اسکے سینے سے آ لگی تھی۔۔۔

اس نے اپنے دونوں ہاتھ درمیان میں رکھ کر فاصلہ قائم کرنا چاہا لیکن سامنے والے اپنی گرفت اور سخت کرتے اسکی ہر کوشش ناکام بنا دیا۔۔اس نے

بے بس نگاہیں اٹھا کر سامنے موجود وجود کو دیکھا جس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے کہ جو وہ شرارت باہر اپنی بہن کے ساتھ سر انجام دے کر آئی تھی،،،، اس پر الٹی پڑنے جا رہی تھی۔۔۔۔

****

وہ اس وقت بہت اونچی بلڈنگ کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔جس پر جلی حروف میں شاہ انڈسٹری لکھا گیا تھا۔۔۔بہت سی جگھوں سے ریجیکٹ ہونے کے بعد یہ جگہ اسکی آخری امید تھی۔۔۔

لیکن اس عمارت کی اونچائی کو دیکھتے ہوئے اسے کا چھوٹا سا دل اندر سے بہت گھبرا رہا تھا۔۔۔

پر اس نے ہمت سے کام لیتے ہوئے قدم اندر کی طرف بڑھائے تھے ۔۔۔ریسیپشن پر بیٹھی لڑکی سے اس نے انٹرویو کے بارے میں پوچھا تھا۔۔۔

جس نے پہلے تو استہزائیہ نظروں سے اوپر سے لے کر نیچے تک اسکا جائزہ لیا۔۔ پھر ٹینتھ فلور کا بتایا۔۔۔

اس نے قدم لفٹ کی طرف بڑھائے جب وہ اوپر پہنچی تو اسے ویٹنگ روم بیٹھنے کیلئے کہا گیا۔۔

وہاں اس کے علاوہ بھی دو تین اور لڑکیاں بیٹھی ہوئی تھیں جن میں سے دو تو ضرورت سے زیادہ ہی ماڈرن ڈریس میں تھیں اور انھوں نے اپنے چہرے پر ڈھیر سارا میک اپ بھی لگا رکھا تھا۔۔۔

جس کی وجہ سے وہ کسی اور ہی جہان کی مخلوق لگ رہی تھیں۔۔۔ لیکن نخرے ایسے دکھا رہی تھیں جیسے کہیں کی شہزادیاں ہو۔۔ جسے دیکھتے اس نے بمشکل اپنی

ہنسی روکی،،، جبکہ ایک لڑکی سمپل ڈریس میں تھی لیکن اس نے بھی ڈوپٹہ سر پر لینے کی جگہ گلے میں اوڑھ رکھا تھا۔۔۔جس نے اسے دیکھ کر ہلکی سی سمائل دی تھی۔۔

بدلے میں وہ بھی مسکرائی۔۔۔

ایک ایک کر کے سبھی اندر چلی گئی بس لاسٹ میں اب وہی رہ گئی تھی۔۔۔جب اس کا نام پکارا گیا۔۔۔اس نے پہلے ایک لمبا سا سانس کھینچ کر خود کو ریلکس کیا پھر اس روم کی طرف بڑھ گئی جہاں اسکا انٹرویو ہونا تھا۔۔۔

اس نے دروازہ ہلکا سا نوک کیا تھا۔۔۔" کمنگ " ایک بھاری گمبھیر آواز دروازے کے اس پار سے سنائی دی۔۔۔اس نے اپنے ہاتھوں میں موجود فائل پر اپنی پکڑ مضبوط کی اور آرام سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔۔

اس نے اپنی نظریں جھکا رکھی تھیں پتا نہیں کیوں اسے بہت زیادہ ڈر لگ رہا تھا ۔۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی بالکل ٹیبل کے سامنے آ کھڑی ہو گئی ۔۔۔اور جب اس نے اپنی نظریں اٹھائی تھی تو سامنے موجود ہستی کو دیکھتے ایک پل کیلئے ساکت ہو گئی ۔۔۔

کریم کلر کے فارمل آفس ڈریس سوٹ میں وہ اپنی پر کشش شخصیت کے ساتھ وہاں براجمان تھا ۔۔۔ جبکہ اسکی اوشن بلیو آئز سامنے موجود فائل پر مرکوز تھیں اس نے اسے بنا دیکھے ہی ایک ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا ۔۔۔

جسے دیکھتے وہ ہوش میں آئی اور چیئر کھینچ کر بیٹھ گئی اس سب میں اس نے ایک پل کیلئے بھی اسکے چہرے سے نظریں نہیں ہٹائی تھیں ۔۔۔ جبکہ سامنے والے کی

مکمل توجہ ہاتھ میں موجود فائل پر تھی ۔۔۔جس پر سائن کرتے ہوئے اسے بند کیااوراب اسکی طرف دیکھا تھا۔۔۔

اور جیسے اسکے دل کی مراد پوری ہوئی تھی ان نیلی خوبصورت آنکھوں کو دوبارہ دیکھنے کی جنہوں نے کل رات سے ایک پل کیلیئے بھی اسے سکون نہیں لینے دیا تھا۔۔۔

کل جب وہ ہاسپٹل سے گھر پہنچی تو شبنم بیگم اس کی ماں بے چینی سے اسکا انتظار کررہی تھیں۔۔انکے چہرے سے پریشانی واضح تھی کیونکہ اسے گھرآتے ہوئے ضرورت سے زیادہ دیر ہو گئی تھی۔۔۔

پراس نے کسی طرح انہیں بہلا لیا تھااور جب انہوں نے اس سے نوکری کا پوچھا تواس نے نفی میں سرہلایا جس سے ان کے چہرے پر بھی مایوسی چھاگئی۔۔۔

لیکن اس نے انکو امید دلائی کہ کل وہ جس جگہ پر انٹرویو کیلیئے جا رہی ہے وہاں اسے نوکری ضرور ملے گی۔۔۔

انہیں دوائی دے کر سونے کی تاکید کرتی وہ خود فریش ہونے واشروم چلی گئی

۔۔۔

اور جب تک واپس آئی تو وہ سو چکی تھیں انکے پاس ہی لیٹتے اس نے جیسے ہی سونے کیلیئے آنکھیں بند کی تو دو نیلی آنکھیں جن میں سرخی چھائی ہوئی تھی اس کے سامنے آ گئی اس نے فوراً اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔اپنے ساتھ شبنم بیگم کو دیکھا جو ویسے ہی سوئی ہوئی تھیں۔۔۔

پھر سر جھٹکتے ہوئے آنکھیں دوبارہ بند کر لیں۔۔۔ لیکن پھر وہی خوبصورت آنکھیں سامنے آ گئی۔۔اس بار وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔۔اسکی باقی کی ساری رات ایسے ہی کروٹیں بدلتے گزر گئی۔۔۔۔

اب اسے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہوئے اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔۔۔ جسے دوبارہ دیکھنے کی چاہ اس کے دل نے کی تھی وہ اتنی جلدی اسکے سامنے آ جائے گا ۔۔اس نے سوچا بھی نا تھا۔۔۔

جبکہ اس کے خود کو ایسے تکنے پر واسم کی پیشانی پر بل آئے تھے۔۔۔اس نے پینسل سے ٹیبل کو بجاتے اسے جیسے ہوش دلانا چاہا۔۔۔جس میں وہ کامیاب بھی ہوا۔۔۔

وہ خجل ہوتے اپنا سر جھکا گئی تھی پھر خود کو کمپوز کرتی سیدھی ہو کر بیٹھ گئی ۔۔لیکن دوبارہ اسکے چہرے کی طرف دیکھنے کی غلطی نہیں کی۔۔۔

واسم نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا جس میں اس نے اپنے ڈاکومنٹس پکڑا دیئے تھے ۔۔۔

جی تو مس معروف حسن آپ یہ جوب کیوں کرنا چاہتی ہیں۔۔۔ایک نظر اس فائل کو دیکھتے ہوئے وہ سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔۔۔

جی مجھے ضرورت ہے اس جوب کی۔۔۔ایک نظر اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھتے ہوئے جواب دیا تھا۔۔۔جو بالکل بے تاثر تھا بہت ڈھونڈنے پر بھی معروف کو اسکے چہرے پر کوئی پہچان کی رمک نہیں ملی تھی۔۔۔

لیکن آپکی کوالیفیکیشن اس جوب کیلئے ناکافی ہے۔۔۔دوسرا آپ کے پاس کوئی ایکسپرینس بھی نہیں۔۔۔آپکو یہ نوکری نہیں مل سکتی۔۔۔اسکی فائل دوبارہ اسکی طرف بڑھاتے ہوئے صاف جواب دیا تھا۔۔۔

لیکن سر !! اس نے ابھی لب کھول کر کچھ کہنا چاہا کہ اس نے اشارے سے روک دیا۔۔۔ لیکن ویکن کچھ نہیں ایک بار کہہ دیا نا کہ آپکو یہ نوکری نہیں مل سکتی۔۔۔اب آپ جاسکتی ہیں۔۔۔

جبکہ اس کے اتنی سختی برتنے پر معروف کی آنکھیں پل میں لبالب آنسوؤں سے بھر گئی،، بمشکل خود کو رونے سے باز رکھتے ٹیبل سے اپنی فائل اٹھاتے وہ اٹھی تھی۔۔۔اور آخری نگاہ اس بے رحم کے چہرے پر ڈالتے پلٹ گئی۔۔۔

اچھا رکیں ایک منٹ،،، ابھی وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتے دروازے تک پہنچی تھی کہ اس نے پیچھے سے اسے رکنے کا بولا۔۔۔

معروف نے پلٹتے ہوئے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔آپ کو یہ
جوب تو نہیں مل سکتی لیکن میرے پاس آپ کیلیئے دوسری جوب ہے اگر آپ
کرنا چاہیں تو۔۔۔

اس کے چہرے پر ایک بار پھر امید کی کرن روشن ہوئی،،، جی سر میں کرنا چاہتی
ہوں۔۔۔واپس ٹیبل کے قریب آتے وہ خوشی سے بولی تھی۔۔۔ ٹھیک ہے
آپکو آپکا اپوئٹمینٹ لیٹر ریسیپشن سے مل جائے گا۔۔آپ کل سے جوائن کر سکتی
ہیں۔۔۔

لیکن سر مجھے کرنا کیا ہو گا۔۔۔وہ جب آپ جوائن کرے گی تو بتا دیا جائے گا
۔۔۔یو مے گو ناو۔۔۔اس نے بات ختم اسے جانے کا بولا تھا۔۔۔

وہ اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے پلٹ گئی اس بار اسکی آنکھوں میں آنسو نہیں بلکہ ایک چمک تھی اور ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ۔۔۔

واسم نے پرسوچ نظروں سے اسکی پشت کو دیکھا۔۔۔وہ اسے اپنے سامنے دیکھتے ہی پہنچان چکا تھا،،،اور اسکی اپنے چہرے کو کھوجتی نظریں بھی۔۔۔لیکن اس نے اپنا چہرہ بے تاثر ہی رکھا تھا۔۔۔

پھر جوب کیلیئے انکار پر اس آنکھوں میں اترتی نمی اسکی زیرک نگاہوں سے مخفی نہیں تھی شاید وہ بہت حد تک اس کے ڈپریشن کی وجہ بھی سمجھ چکا تھا۔۔۔لیکن اسے ان سب باتوں سے فرق نہیں پڑتا تھا۔۔۔

پر پتا نہیں کیوں اسکی آنکھوں میں آنسو اور اسکے چہرے کی مایوسی واسم شاہ کو اچھی نہیں لگی تھی۔۔۔اس لیے اس نے اسے دوبارہ جوب آفر کی تھی۔۔۔

ویسے بھی کام کا برڈن زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کا پی اے اکیلے سب کچھ سنبھال نہیں پا رہا تھا۔۔۔وہ خود کیلئے ایک ہیلپر رکھنے کا سوچ رہا تھا جو اسکے چھوٹے موٹے کام سرانجام دے سکے۔۔۔

اور جوب مل جانے کی خوشی میں اس کے چہرے پر اترتا سکون دیکھتے اسے بھی تسلی ہوئی تھی۔۔۔اس لڑکی کیلئے ایک الگ سا احساس واسم شاہ کے اندر پیدا ہو رہا تھا۔۔۔جسے وہ ہمدردی کا نام دیتے ہوئے آنے والے وقت سے خود بھی انجان تھا۔۔۔

****

ضارب واپس جانے کیلئے تیار ہو رہا تھا۔۔اور ساتھ ساتھ فون پر ضروری میسجز بھی چیک کر رہا تھا۔۔۔۔جن میں اسکی غیر موجودگی میں ہونے والی تمام میٹنگز کی اپڈیٹس تھیں۔۔۔

ان سب سے فارغ ہو کر وہ اپنی چادر اپنے مضبوط کاندھوں پر اوڑھتے اور موبائل وغیرہ اٹھا کر ابھی باہر نکلنے ہی والا تھا۔۔۔جب دروازے کو ہلکا سا نوک کرتے ایہا اندر داخل ہوئی۔۔۔اور اسے واپس جانے کیلئے بالکل تیار کھڑا دیکھ کر اسکی آنکھیں بھر آئی تھیں۔۔۔

اس نے ایک بھرپور نظر اپنے خوبرو بھائی پر ڈالی۔۔جو ہلکے گرے رنگ کے کلف لگے سوٹ جس کے اوپر اس نے ڈارک گرے شال اوڑھ رکھی تھی۔۔۔

وہ اتنا پیارا الگ رہا تھا کہ اسے اسکی اپنی ہی نظر نا لگ جانے کے ڈر سے وہ فورا سے پہلے اپنی نظریں پھیر گئی۔۔۔ جبکہ اس کو آتا دیکھ وہ شفقت سے مسکرایا تھا۔۔۔

لالا کیا آپ کا آج جانا بہت ضروری ہے دیکھیں ابھی تو آپکا زخم بھی سہی سے ٹھیک نہیں ہوا آپکو آرام کی ضرورت ہے۔۔۔ وہاں آپکا کون خیال رکھے گا۔۔

کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ آج رات بھی یہیں رک جائیں کل صبح واپس چلے جایئے گا۔۔ اسکی آنکھوں کے ساتھ ساتھ لہجے میں بھی نمی گھلی ہوئی تھی۔۔۔

ادھر آئیں ہمارے پاس اسے پیار سے اپنے پاس بلاتے کمرے میں موجود صوفے پر بیٹھا تھا۔۔۔ اور اسکے دونوں ہاتھوں کو تھامتے ہوئے نرمی سے بولا

۔۔۔

آپ جانتی ہیں نا بیا کہ ہم آپ سے کتنا پیار کرتے ہیں۔۔اس نے فوراہاں میں سر ہلایا،، پہلے کبھی آپ کی کوئی بات ٹالی ہے ہم نے۔۔۔اس بار جواب نہیں تھا۔۔۔

توگڑیا ہماری مجبوری بھی سمجھیں۔۔الیکشن بالکل سر پر ہیں ایسے میں ہمارا وہاں موجود بہت ضروری ہے۔۔۔اگر ہمارا جانا ضروری نا ہوتا تو ہم کبھی بھی جاتے ۔۔

آپ تو ہماری ہمت ہیں۔۔۔بتائیں اگر آپ ایسے روئیں گی تو ہم کیسے جا پائے گے۔۔۔پاس ہی پڑے ٹشو باکس سے ٹشو نکالتے ہوئے نرمی سے اسکے آنسو صاف کیے۔۔۔

اب بتائیں آپ ہماری طاقت بننا پسند کریں گی یا پھر کمزوری ۔۔۔اور اگر آپکو یہ سب اچھا نہیں لگ رہا تو ہم نہیں جائیں گے چاہے اس کے نتیجے میں ہم ہار ہی کیوں نا جائیں ۔۔۔

اللہ نا کرے لالا ۔۔۔آپ کیوں ہارے ۔۔ان شااللہ آپ ہی جیتیں گے ۔۔اس کی بات درمیان میں ہی کاٹتے ہوئے بولی تھی ۔۔جبکہ اسکی بات پر وہ مسکراتے ہوئے اسے سینے سے لگا گیا۔۔۔

تو پھر رونے کی بجائے آپ ہمارے لیے دعا کریں ۔۔۔بولیں کریں گی دعا ۔۔۔جی لالا میں کروں گی ۔۔۔اور ان شااللہ آپ ہی جیتیں گے ۔۔وہ اس بار مسکرا کر بولی تھی ۔۔وہ ابھی اس سے کچھ اور بھی کہتا کہ دروازہ ایک بار پھر سے نوک ہوا تھا ۔۔

آ جائیں۔۔۔اس بار دروازے سے خان اندر داخل ہوا تھا۔۔۔ ہمیشہ کی طرح نے اپنی نظریں جھکار کھی تھیں۔۔۔ سردار سائیں گاؤں میں ایک ایمرجنسی ہو گئی ہے جس کیلئے شاہ سائیں نے پنچایت بولائی ہے۔۔۔

خود وہ چھوٹے شاہ سائیں کے ساتھ چلیں گے ہیں۔۔اور مجھے آپکو اطلاع کرنے کا بولا ہے۔۔کہ جانے سے پہلے آپ وہاں سے ہو کر جائیں۔۔۔کیونکہ سردار ہونے کی وجہ سے آپ کا موجود ہونا ضروری ہے۔۔۔

اچھا تم ہمارا باہر انتظار کرو۔۔ ہم آتے ہیں۔۔

جی بہتر۔۔اتنا کہتے ہی وہ جیسے آیا تھا ویسے ہی باہر چلا گیا۔۔

اچھا گڑیا ہم چلتے ہیں۔۔۔اور اب آپ نے دوبارہ رونا نہیں ہے۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔اسے ایک بار پھر سے پیار سے سمجھاتے اور اپنا خیال رکھنے کی تاکید کرتے ہوئے وہ چلا گیا تھا۔۔۔

جبکہ پیچھے سے اس کی خیریت کی دعا کرتے ہوئے ایہانے حفاظت کیلئے آیت الکرسی پڑھ کر پھونکی تھی

****

وہ چوکنا سا آس پاس راہداریوں میں دیکھتے ہوئے۔۔ایک کمرے میں داخل ہوا ۔۔۔اور جب کچھ دیر بعد باہر نکلا تو اسکے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ تھی۔۔۔

اور پھر دوبارہ اس بات کا یقین کرتے ہوئے کہ اسے کوئی نہیں دیکھ رہا۔۔۔اس نے اپنے کمرے کی طرف دوڑ لگائی تھی۔۔۔

لیکن دو آنکھوں نے یہ منظر بڑے غور سے دیکھا تھا۔۔۔اور ان آنکھوں کی چمک اس کی آنے والی متوقع شامت کا پتا دے رہی تھی۔۔۔

****

گاؤں کے ایک کھلے میدان میں پنچایت لگ چکی تھی۔۔۔سب لوگ حیران تھے حیدر شاہ کے یوں اچانک پنچایت بلانے پر۔۔۔گاؤں کے تقریبا سبھی افراد کو وہاں بلایا گیا تھا۔۔۔

میدان کے ایک طرف اونچے حصے میں یہاں درخت تھے انکی چھاؤں میں کرسیاں لگائی گئی تھیں جن میں سے ایک پر حیدر شاہ اور ساتھ ہی ارمغان اور موسی شاہ بیٹھے تھے۔۔۔

اور دوسری طرف پنچایت کے باقی پنچ اور گاؤں کے دو تین معزز بزرگان براجمان تھے۔۔۔اب انتظار تھا تو بس ضارب شاہ کا۔۔۔

جو جلد ہی ختم ہو گیا۔۔۔کیونکہ بھیڑ کی ایک طرف قطار در قطار گاڑیاں آ کر رکی تھیں۔۔۔اور پھر پورے گاؤں نے اس سے نکلتے ضارب شاہ کو دیکھا تھا

۔۔۔

اونچا لمبا وجاہت کا منہ بولتا وہ شہکار جس کیلئے ہر آنکھ میں ستائش تھی۔۔۔اپنے پورے جاہ وجلال کے ساتھ چلا آ رہا تھا۔۔۔اسکی پرسنیلٹی میں ایسی کشش تھی کہ اس پر اٹھنے والی ہر آنکھ دوبارہ جھکنے سے قاصر تھی۔۔۔

وہاں موجود تمام بزرگان کو سلام کرتے ہوئے وہ سردار کی کرسی سنبھال چکا تھا اور خان اسکے بالکل پیچھے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا تھا جب اس نے معاملہ شروع کرنے کا اشارہ کیا۔۔۔

دائیں طرف سے ایک پچپن ساٹھ سال کی بوڑھی عورت اور اسکے ساتھ ایک لڑکی جو شاید اسکی بیٹی تھی۔۔۔جس نے اپنا چہرہ چادر سے چھپا رکھا تھا۔۔۔اس کے ہاتھ میں ایک بچا تھا اور ساتھ ایک بچی جس نے اس لڑکی کے ایک ہاتھ کو سختی پکڑ رکھا تھا سامنے آئے تھے۔۔۔

جب اس بوڑھی عورت نے اپنے علاقائی لب و لہجے (پنجابی) میں بولنا شروع کیا ۔۔۔ سردار سائیں آ میری تی آ جیدہ ویاہ میں دو سال پہلے اپنے ہی پینڈ دے رشید خان نال کیتا سی ،،، میرے کول جنی وی جمع پونجی سی میں اونوں دھیج وچ دے دتی ۔۔۔ اوس تو بعد وی اے لوگ خوش نہیں سی ۔۔

(سردار سائیں یہ میری بیٹی ہے جسکی شادی میں نے دو سال پہلے اسی گاؤں کے رشید خان سے کی تھی میرے پاس جتنی بھی جمع پونجی تھی وہ میں نے ان لوگوں کو جہیز میں دے دی جس کے بعد بھی یہ لوگ خوش نہیں تھے)

میری تی دی سس تے اودا بندہ اونوں روز مار دے ۔۔ میری تی جیدے سر تے پیو داسایا وی نہیں سی سب کجھ برداشت کر دی رئی ،،، پھیر ویاہ دے پہلے سال جدوں اس نمانی دے کرتی پیدا ہوئی تے اناں نے میری تی نوں ما*رکٹ کے کروں بار کڈ دیتا جی ۔۔ جدوں میں ہتھ پیر جوڑ کے اینا دے کار واپس چھڈن گئی

تے میرے جوائی نے شرط رکھی کہ او زمین دا ٹکرا جیڑا صغرہ دے پیو دے ناتے میرا آخری سہارا اسی اودے نال لانا ہوئے گا۔۔۔

میری بیٹی کی ساس اور شوہر اسے روز مارتے تھے۔۔ میری بیٹی جس کے سر پر) باپ کا سایہ تک نا تھا سب کچھ برداشت کرتی رہی۔۔۔ پھر شادی کے پہلے سال جب اس کے گھر میں بیٹی پیدا ہوئی تو ان لوگوں نے اسے ما* ر پیٹ* ھ کر گھر سے نکال دیا اور جب میں ہاتھ پاؤں جوڑ کر اسے واپس چھوڑنے گئی تو میرے داماد نے یہ شرط رکھی کہ صغرہ کے باپ کے نام پر جو زمین کا ٹکڑا،، میرے (کھانے پینے کا آخری سہارا ہے وہ اس کے نام لگانا ہوگا

میں اپنی تی دا کار بچان واسطے اے وی کر دیتا۔۔۔ جیدے تو بعد اے صرف اک مینہ میری تی نال سعی ریا فیر پہلے وانگ مارنا کٹنا شروع کر دیتا۔۔۔ میری تی اک واری فیر امید نال سی۔۔۔ پر فیر وی اناں ظالماں نوں رحم نئی آیا۔۔۔ دن رات

ایدے کولوں مشینا دے وانگ کم کراندے سی۔۔۔تے ہون یہ فیر ایدے کار
دو جی کڑی پیدا ہوئی تے۔۔اینو رب دی مرضی سمجھن دی بجائے۔۔ میری تی
نوں الزام دے کے اے کہہ کے کروں کڈ دیتا کہ تو صرف کڑیاں پیدا کر سکدی
آ۔۔۔ساڈی نسل نہیں چلا سکدی۔۔۔ ہون میرا جوائی دوجا ویاہ کرن چلا اے
۔۔۔جد میں تے میری تی روکیا تے طلاق دین دی تمکیاں دین لگ گیا۔۔۔ ہون
تے میرے کول کوئی شے وی نہیں جیڑی ایدے نالا کے میں اینو اپنی تی تے ظلم
کرن تو روک لاواں۔۔۔

میں نے اپنی بیٹی کا گھر بچانے کیلئے یہ بھی کر دیا۔۔ جس کے بعد یہ صرف)
ایک ماہ ہی میری بیٹی کے ساتھ ٹھیک رہا اسکے بعد پھر مار نا پیٹنا شروع کر دیا۔۔۔
میری بیٹی ایک بار پھر امید سے تھی لیکن پھر بھی ان ظالموں کو اس پر رحم نا آیا
۔۔۔یہ لوگ دن رات مشینوں کی طرح اس سے کام کرواتے۔۔۔

اور اب جب اس کے گھر دوسری لڑکی پیدا ہوئی تو اسے خدا کی مرضی سمجھنے کی بجائے۔۔ میری بیٹی کو الزام دے رہے ہیں اور یہ کہہ کر گھر سے نکال دیا کہ یہ صرف لڑکیاں پیدا کر سکتی ہے۔۔ ہماری نسل نہیں چلا سکتی۔۔۔

اب میرا داماد دوسری شادی کرنے چلا ہے اور جب میں نے اور میری بیٹی نے اسے روکنا چاہا تو طلاق کی دھمکیاں دینے لگا۔۔۔ اب تو میرے پاس کوئی ایسی چیز بھی موجود نہیں جو میں اس کے نام لگا کر اپنی بیٹی پر ہوتا یہ ظلم روک سکوں

)

میں اج صبح منہ ہنیرے اپنے جوائی تو لکدی۔ بڑی مشکل وڈے سائیں دے کول پہنچی سا جنا مینوں انصاف دلان دا وعدہ کیتا سی تے پنچایت وچ آن دا کیا سی۔۔۔ میں۔ بڑی امید الے کے تاڈے در تے آئی آ تسی میری تی تے اے ظلم ہون تو روک لوو ں۔۔۔

میں آج صبح ہی منہ اندھیرے اپنے داماد سے چھپتی چھپاتی بہت مشکل سے)
بڑے سائیں کے پاس پہنچی تھی۔۔ جنہوں نے مجھے انصاف دلانے کا وعدہ
کرتے ہوئے پنچایت میں آنے کا بولا تھا۔۔۔

میں بہت امیدیں لے کر آپکے در پر آئی ہوں آپ میری بیٹی پر یہ ظلم ہونے سے
روک لیں۔۔۔(

آ ویکھو اناں ظالماں نے میری تی دا کی حال کیتا اے۔۔۔

(یہ دیکھیں ان ظالموں نے میری بیٹی کا کیا حال کر دیا ہے)

اتنا کہتے ہی اس بوڑھی عورت نے لڑکی کے چہرے سے چادر ہٹائی ۔۔۔اور پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی ۔۔۔

ضارب شاہ نے ایک نظر اس لڑکی کے معصوم چہرے پر ڈالی تھی جو زخموں سے چور تھا ۔۔۔اور دوسری اس درندے کی طرف جس کی طرف وہ بوڑھی عورت اشارہ کر رہی تھی ۔۔۔

جس کے چہرے پر ڈھونڈنے سے بھی شرمندگی نہیں مل رہی تھی الٹا وہ ماتھے پر تیوری چڑھا کر ڈھٹائی سے اس بوڑھی کے ساتھ اپنی بیوی کو بھی گھور رہا تھا

۔۔۔

یہ سب دیکھتے ہوئے ضارب کی گہری سبز کانچ سی آنکھوں میں لہو اتر آیا تھا جبکہ ہاتھوں کی رگیں پھول کر واضح ہو رہی تھی ۔۔۔

لیکن صبر کا دامن تھامتے ہوئے اس نے اسے اپنی رکھنے کا موقع دیتے ہوئے بولنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔

وہ جب بولا تو اسکا لہجہ اس عورت کے مقابلے صاف تھا مطلب وہ پڑھا لکھا تھا۔۔ لیکن سیرت میں وہ جاہلوں سے بدتر تھا۔۔۔

سردار سائیں یہ عورت جھوٹ بول رہی ہے۔۔۔سچ تو یہ ہے کہ اسکی بیٹی ایک نمبر کی بدچلن عورت ہے۔۔۔جس کے بارے میں مجھے کئی لوگوں نے بتایا لیکن میں نظرانداز کر گیا۔۔لیکں اس بار میں نے خود اسے اسکے یار کے ساتھ رنگ رلیاں مناتے ہوئے پکڑا ہے۔۔۔اس لیے میں نے اسے گھر سے باہر نکال دیا۔۔۔

جبکہ اسکی بات وہ لڑکی آنکھوں میں آنسو لیے مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔۔

اور آپ خود سوچیں جس کی ماں ایسی بد چلن ہو.بڑی ہو کر اسکی بیٹیاں کیسی نکلے گی۔۔۔اس لیے میں نے انہیں بھی اسکے ساتھ ہی بھیج دیا۔۔۔اور کیا پتا جیسی اسکی حرکتیں ہیں یہ کسی ایک کی اولاد ہیں بھی،،،،

ابھی اس کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی جب اسکے منہ پر پڑنے والے تھپڑ نے اسکی بولتی بند کر دی۔۔۔جس کی شدت اتنی تھی کہ وہ جواں سالہ مرد اپنے دراز قدو قامت کے ساتھ زمین پر گرا تھا۔۔۔اور منہ سے خون کے ساتھ دو دانت بھی نکل باہر گرے تھے۔۔۔جبکہ اسکا گال اور ہونٹ بری طرح سے چھل گئے تھے۔۔۔اور یہ سب اس قدر برق رفتاری سے ہوا کہ اسے اپنا بچاؤ کرنے موقع بھی نا مل سکا۔۔۔

بس خبر دار اب اگر تم نے ایک اور لفظ بھی اپنے اس گھٹیا منہ سے نکالا تو ہم یہاں کھڑے کھڑے ہی تمہیں زندہ زمین میں د*فن کر دیں گے ۔۔۔

کتنے گھٹیا ہو تم جو اپنے ہی منہ سے اپنی ہی اولاد کو گالی دے رہے ہو ۔۔۔ تم جیسے باپ کو تو ڈوب کر مر جانا چاہیے ۔۔۔

ارے آ کی کرن دے او سائیں میرا پتر بالکل سچ کہن دیا آ کڑی سچ مچ چال چلن دی ٹھیک نہیں تے تسی اونوں سزا دین دی بجائے میرے پتر نوں مارن دے جئے ۔۔۔

(یہ کیا کر رہے ہیں سائیں میرا بیٹا بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے یہ لڑکی سچ میں چال چلن کی ٹھیک نہیں ۔۔۔ اور آپ اسے سزا دینے کے بجائے میرے بیٹے کو مار رہے ہیں ۔۔۔)

اسکے ساتھ ہی ایک عورت جو چہرے سے ہی مکار لگ رہی تھی اس رشید نامی آدمی کے پاس بیٹھتے ہوئے اونچی آواز میں بولی تھی۔۔۔

بس ایک اور لفظ نہیں بولیں گی آپ۔۔۔ کس کا چال چلن ٹھیک ہے اور کس کا نہیں ہم اچھے سے جانتے ہیں کم از کم اپکو ہمیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں ۔۔۔اور آپ جیسا اس معصوم کے ساتھ سلوک کرتی رہی ہیں یہ بھی جانتے ہیں ۔۔۔

ارے شرم آنی چاہیے آپکو ایک عورت ہو کر دوسری عورت کے کردار پر ایسا جھوٹا الزام لگاتے ہوئے۔۔۔

ہماری تربیت ہمیں اجازت نہیں دیتی ورنہ ہم آپکا ایسا حشر کرتے کے آپ ساری زندگی یاد رکھتی۔۔۔اپنی لہو رنگ ہوئی آنکھیں اسکے چہرے پر گاڑتے ہوئے،،، وہ غرا کر بولا تھا۔۔۔

اسکے لہجے میں ایسی کاٹ تھی کہ وہ عورت سہم کر چپ ہو گئی۔۔۔

جبکہ اسکی غراہٹ کو سنتے ہوئے وہاں موجود لوگوں نے اپنے دل تھام لیے تھے

۔۔۔

اور تم ابھی کے ابھی اس معصوم کو آزاد کرو گے،،،،اور یہ ہی نہیں ان کی زمین بھی واپس ماں جی کے نام کرو۔۔۔اور اپنی آدھی جائیداد ان دو بچیوں کے نام کر کے۔۔اسکے بعد اس گاؤں میں تمہارا جو کچھ بھی بچتا ہے وہ سمیٹ کر اپنی ماں کو لو اور اپنی شکل گم کرو۔۔اور اگر تم کہیں دوبارہ ہمیں اس گاؤں میں نظر آئے تو وہی تمہارے ٹکڑ*ے کروا کر چیل کواوں کو کھلوادیں گے۔۔۔

اپنا فیصلہ سناتے ہوئے اسکی التجاوں کو نظر انداز کرتے جواب اسکے قدموں میں جھکے رحم کی اپیل کر رہا تھا۔۔۔جب وہ واپس مڑا تو وہ لڑکی اسکے قدموں میں آ کر گری تھی اور اپنے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی۔۔۔

نہیں سائیں میں طلاق نہیں چاہتی۔۔ایسے تو میری بیٹیوں کے سر سے باپ کا سایہ اٹھ جائے گا۔۔۔اور بن باپ کی بیٹوں کو کیا کیا اذیتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں کوئی مجھ سے پوچھے۔۔سائیں میں آپکے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں اپنا فیصلہ بدل دیں۔۔۔

کیونکہ وہ جانتی تھی کہ سردار ضارب شاہ نے جو فیصلہ ایک بار کر دیا وہ پتھر پر لکیر ہوتا ہے جسے بدلنا تقریباناممکن میں سے ہوتا تھا۔۔۔

لیکن گڑیا یہ بالکل بھی آپ کے لائق نہیں ہے۔۔جو آپکی زات پر گھٹیا الزام لگا رہا ہے۔۔۔یہاں تک کہ اپنی اولاد کو بھی اپنا ماننے سے انکاری ہے۔۔۔اور آپ ایسے انسان کے ساتھ رہنا چاہتی ہیں۔۔۔

اور اگر آپکو بچیوں کی فکر ہے تو ہم وعدہ کرتے ہیں انکا خیال ہم خود رکھے گے انکی پرورش کا سارا خرچہ بھی ہم اٹھائیں گے ۔۔۔

اس کی جائیداد میں حصہ تو ہم نے صرف انکا حق دلوانے کیلیئے لکھوا رہے ہیں ۔۔۔

نہیں نہیں سائیں میں جانتی ہوں کہ یہ سب کچھ آپ صرف ہماری بھلائی کیلیئے کر رہے ہیں اس میں آپکا اپنا کوئی لالچ نہیں اور یہ بھی جانتی ہوں یہ اچھا انسان نہیں ۔۔ لیکن میری بیٹیوں کا باپ تو ہے ۔۔۔اور میں باپ کے زندہ ہوتے ہوئے اپنی بچیوں کو یتیم نہیں کرنا چاہتی ۔۔۔وہ زار و قطار روتے ہوئے بولی تھی ۔۔

اسکی بات پر ضارب نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں ۔۔۔اور آنکھیں بند کر کے اپنے غصے کو کنٹرول کرنا چاہا ۔۔۔ ٹھیک ہے صرف آپکی خاطر ہم اسے یہ آخری موقع دیں گے ۔۔۔

اسکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے کھڑے ہونے کا اشارہ کرتے ہوئے پلٹا۔۔اور اپنی سبز کانچ سی آنکھیں رشید کے زخمی چہرے پر گاڑتے ہوئے بولا،،،جواب زمین پر دونوں ہاتھ جوڑے بیٹھا تھا،،،

دیکھ لو اس لڑکی کا ظرف جس پر تم نے بے شمار ظلم کئے ہیں۔۔۔صرف اپنی اولاد کی خاطر آج بھی تمہارے ساتھ سمجھوتا کرنے کو تیار ہے۔۔۔

جو صرف اسکی ہی نہیں بلکہ تمہاری بھی اولاد ہے۔۔اور اولاد بھی وہ جو خدا کی رحمت ہے۔۔۔جو تمہاری بخشش کا ذریعہ ہے۔۔۔

اللہ کے رسول اور ہمارے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا فرمان ہے کہ جب اللہ کسی انسان سے بہت زیادہ خوش ہوتا ہے تو اسے انعام میں بیٹی کی رحمت سے نوازتا ہے۔۔۔

اور دنیا میں کچھ لوگ تمہارے جیسے ہوتے ہیں۔۔جو اللہ کی رحمت کو زحمت سمجھتے ہوئے دھتکار دیتے ہیں۔۔۔

ہم سردار ضارب شاہ آج سارے گاؤں کے سامنے اسے اپنی بہن کہتے ہیں۔۔۔ صرف اس کی اور تمہاری بچیوں کی خاطر تمہیں یہ آخری موقع مل رہا ہے اور اگر اب بھی تم نے اپنی حرکتیں نا سدھاریں اور دوبارہ اسکے ساتھ کوئی برا سلوک کرنے کا سوچا بھی،،،،

تو یاد رکھنا بنا تمہیں اپنی صفائی کا کوئی موقع دیے ایسی جگہ لے جا کر ماریں گے کہ مو*ت سے بھی پناہ مانگو گے۔۔۔

جبکہ وہ جس کی ساری اکڑ ایک تھپڑ سے ہی نکل گئی تھی اور اب شرمندگی سے سر جھکائے بیٹھا تھا،،،، سیدھا اس کے قدموں میں گر گیا تھا۔۔۔

مجھے معاف کر دیں سائیں دوبارہ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔۔۔میں اپنی بیٹوں کو ہمیشہ سینے لگا کر رکھوں گا۔۔۔

اس کے فیصلہ بدلنے پر پورے گاؤں سمیت ان دونوں ماں بیٹی کے چہرے پر بھی مسکراہٹ کھل گئی تھی،،،،اور لبوں پر اس کیلئے دعائیں تھیں۔۔۔

جبکہ گاؤں والوں کی آنکھوں میں اپنے پوتے کیلئے اتنی عزت واحترام دیکھ کر حیدر شاہ کا سینہ فخر سے کچھ اور چوڑا ہوا تھا ار مغان اور موسی شاہ کے چہرے پر بھی آسودہ مسکراہٹ تھی۔۔۔

جبکہ یہ سب دیکھ کر دو آنکھوں میں.برسوں سے جلتی حسد کی آگ میں کچھ اور اضافہ ہوا تھا۔۔۔

****

ضارب جب گھر سے پنچایت کیلئے نکلنے لگا تھا تو اس نے خان سے اس اچانک پنچایت بلانے کی وجہ پوچھی تو پھر جو کچھ بھی دادا سائیں نے اسے بتایا تھا۔۔۔وہ سب کچھ اس نے ضارب کے گوش گزار کر دیا۔۔۔

اس نے پورا معاملہ سنتے ہوئے خان سے اس رشید نامی آدمی اس بوڑھی عورت اور اسکی بیٹی کے بارے تمام انفارمیشن نکالنے کا بولا۔۔۔جس پر عمل کرتے ہوئے خان نے اپنے بندوں کو فورا اس کام پر لگایا تھا۔۔۔

کیونکہ ضارب شاہ تب تک کوئی فیصلہ نہیں سناتا تھا جب تک خود معاملے کی تہہ تک پہنچ جائے۔۔۔

اور آدھے گھنٹے کے اندر ہی ساری معلومات اسکے سامنے حاضر تھی۔۔۔رشید ایک نمبر کمینہ اور گھٹیا انسان تھا جو اپنی بیوی پر بے جا ہی ظلم کرتا تھا۔۔۔اور ان سب میں اسکی ماں بھی برابر کی شریک تھی۔۔۔

لگاتار دو بیٹیاں ہونے وجہ سے اپنی بیوی کو گھر سے نکال چکا تھا اور چند دن میں دوسری شادی کرنے والا تھا۔۔۔

جبکہ دوسری طرف وہ بوڑھی عورت تھی جس کا اس دنیا میں کوئی سہارا نہیں تھا سوائے ایک بیٹی کہ جسے اسکے شوہر نے مار پیٹ کر گھر سے باہر نکال دیا تھا۔۔۔

فیصلہ تو پنچایت میں پہنچنے سے پہلے ہی ہو چکا تھا۔۔۔وہاں تو صرف ایک کاروائی پوری ہوئی تھی۔۔۔ لیکن اس لڑکی کے ایسے اپنے قدموں میں بیٹھ کر التجا کرنے پر اسے اپنا فیصلہ بدلنا پڑا تھا۔۔۔

****

زارون ہال میں صوفے پر بڑے ریلیکس انداز میں بیٹھا ایل سی ڈی پر میچ دیکھ کر رہا تھا۔۔۔جب اچانک زرمینے اسکے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

اس کے ہاتھ میں کچھ پیپرز تھے جو اسکے چہرے کے سامنے لہراتے ہوئے بولی ---یہ سب آپ نے کیا ہے---

زارون نے ایک نظران پیپرز پر ڈالتے ہوئے اسکے چہرے کی طرف دیکھا جو غصے سے سرخ ہو رہا تھا جبکہ سرمئی آنکھوں میں ہلکی سی نمی تھی---

نہیں یہ میں نے نہیں کیا تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے بھلا میں ایسا کیوں کروں گا---وہ اپنے اس کارنامے سے صاف مکر گیا---

جبکہ اس کے ایسے صاف جھوٹ بولنے پر زرمینے کے غصے میں کچھ اور اضافہ ہوا تھا---میں آپ سے آخری بار پوچھ رہی ہوں مجھے سچ سچ بتا دیں کہ یہ آپ نے ہی کیا ہے کیونکہ میرے پاس آپ کے خلاف پکا ثبوت ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب آپ نے کیا ہے---

اس کے ثبوت والی بات پر زارون کے چہرے کا رنگ بدلہ تھا۔۔۔جسے مسکراہٹ میں چھپاتا وہ احتیاط سے صوفے سے اٹھتا ہوا خود کو جیسے اسکی پہنچ سے دور کرتے ہوئے۔۔۔دوبارہ نفی میں سر ہلا رہا تھا۔۔۔

اب زرمینے کی بس ہوئی تھی اس کے بعد جو اس کے ہاتھ میں آیا تھا اس نے اٹھا کر زارون پر مارا جبکہ اسے جلالی روپ میں آتے دیکھ کر وہ قہقہ لگاتا کچن کی طرف بھاگا۔۔۔

اور سیدھا جا کر نجمہ بیگم اور عظمی بیگم کے پیچھے چھپا تھا۔۔۔پلیز ماما چھوٹی ماں مجھے اپنی اس جلاد بیٹی سے بچالیں۔۔۔ورنہ آج یہ آپکے پیارے اور ہینڈسم سے بیٹے کا قت*ل کر دے گی۔۔۔

وہ دونوں جو رات کے کھانے کی تیاری کر رہی تھیں اس اچانک افتاد پر بھونچکا کر رہ گئی۔۔۔ تبھی ہاتھ میں واز لیے زرمینے بھی کچن میں داخل ہوئی تھی۔۔۔ماما ہٹ جائیں سامنے سے آج میں انہیں نہیں چھوڑوں گی۔۔۔

ارے ہوا کیا ہے پہلے ہمیں کچھ بتاؤ تو سہی۔۔۔ عظمی بیگم ان دونوں کو ایسے دیکھ کر عاجزی سے بولی تھیں۔۔۔جبکہ نجمہ بیگم نے بیٹی کی اس بدتمیزی پر آنکھیں نکالی۔۔۔جس کا زرمینے نے ذرا بھی اثر لیے بغیر ایک بار پھر اسے پکڑنے کی کوشش کی۔۔۔

ماما بڑی ماں یہ دیکھیں انہوں نے میرے نوٹس کا کیا حال کیا ہے اپنی آنکھوں میں آنسو لیے ان دونوں کو وہ پیپرز دکھاتے ہوئے جیسے زارون کی شکایت لگائی تھی ۔۔۔جن پر کلر فل مار کر سے کارٹون اور کھانے پینے کی چیزیں بنی ہوئی تھیں

۔۔۔

یہ سب دیکھ کر ان دونوں کے منہ حیرت سے کھل گئے تھے جبکہ زارون نے منہ نیچے کر کے اپنی مسکراہٹ دبائی اور جب انہوں اسکی طرف دیکھا تو فورا چہرے پر مسکینیت طاری کرتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

عظمی بیگم جو بیٹے کی حرکتوں سے اچھے سے واقف تھیں اسکے چہرے کی معصومیت پر یقین نا کرتے ہوئے اسے گھور کر دیکھا تھا۔۔۔

ایسا بھی تو ہو سکتا ہے یہ زارون نے نا کیا ہو۔۔۔وہ بھلا کیوں کرے گا ایسا وجہ بتاؤ۔۔ جبکہ نجمہ بیگم اسکی حمایت میں بولی تھیں۔۔۔

ماما میرے پاس ثبوت ہے یہ انہوں نے ہی کیا ہے۔۔۔اچھا دکھاو پھر ہمیں،،،، اس سے پہلے وہ ان دونوں کو کچھ دکھاتی اور عظمی بیگم کے ساتھ ساتھ بابا

سائیں کے ہاتھوں بھی اس کی درگت بنتی وہ اس کے ہاتھ سے موبائل چھینتے ہوئے باہر کی طرف بھاگا تھا۔۔۔

اپنا فون لینے کیلئے وہ بھی اس کے پیچھے بھاگی تھی۔۔۔ جبکہ وہ دونوں ان کو پیچھے سے آوازیں ہی دیتے رہ گئی۔۔۔

وہ بھاگتے ہوئے حویلی سے باہر لون میں آگیا جہاں مالی بابا پائپ لگا کر پودوں کو پانی دے رہے تھے۔۔۔ ساتھ ایک چھوٹی بالٹی میں گدلہ سا پانی پڑا تھا۔۔۔ جس میں شاید انہوں نے پودوں کی صفائی کرنے کے بعد مٹی والے ہاتھ دھوئے تھے۔۔۔

وہ اسکے پیچھے بھاگتی باہر آئی تھی اور پہلی نظر اس بالٹی پر پڑتے ہی اسے اٹھایا،،، جبکہ اسے بالٹی اٹھاتے دیکھ زارون نے مین ڈور کی طرف دوڑ لگائی تھی،،، وہ

بھی بالٹی لیتی اسکے پیچھے بھاگی اور بنا دیکھے ہی وہ گدلہ پانی اسکی طرف اچھال دیا ---

وہ اسے پانی اچھالتے دیکھ ایک سائڈ پر ہو گیا جس کی وجہ سے وہ گندہ پانی باہر سے اندر داخل ہونے والی ہستی کا چہرہ اور کپڑے بری طرح بھیگا گیا۔۔۔

زاروں نے جب ہنستے ہوئے پیچھے دیکھا تھا تو سامنے موجود ہستی کو دیکھ کر اسکا سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔۔۔

جبکہ زرمینے کے ہاتھ سے بالٹی چھوٹ کر اسکے قدموں میں گری تھی اور اس نے دونوں ہاتھ اپنے منہ پر رکھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

****

ان دونوں نے پہلے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر سامنے کھڑے خان کو جس کا چہرہ اور کپڑے بری طرح بھیگ چکے تھے۔۔۔

اگر خان ادھر تھا تو مطلب ضارب شاہ بھی یہیں کہیں تھا اور انہیں ڈر بھی اصل اسی سے لگ رہا تھا۔۔۔ ضارب سے پڑنے والی ڈانٹ کا سوچ کر زارون کے ساتھ ساتھ زرمینے کی سانسیں بھی خشک ہو چکی تھیں۔۔۔

ویسے تو ضارب گھر والوں پر زیادہ غصہ نہیں کرتا تھا۔۔۔ لیکن سب اسکی نیچر سے واقف تھے اگر اسے کوئی چیز بری لگ جاتی تھی تو کسی کی خیر نہیں ہوتی تھی

۔۔

وہ تھوڑا الگ قسم کا بندہ تھا کبھی انتہا کا نرم اور کبھی پتھر سے بھی زیادہ سخت،،،
اور حویلی میں وہ واحد شخص جس کے آگے داداسائیں بھی کچھ نہیں بول پاتے
تھے۔۔۔

اس لیے سب اس بات کا خاص دھیان رکھتے تھے۔۔ کہ اسے کوئی بات.بری نا
لگے۔۔۔اور اب خان کی یہ حالت دیکھ کر جو اسکا خاص آدمی تھا اسکے ری ایکشن
کے بارے سوچ کر دونوں کی جان جارہی تھی۔۔۔

فلحال اپنی لڑائی کو ایک سائڈ رکھ کر انھوں نے اس مصیبت سے بچنے کیلئے ایک
ہونے کا فیصلہ کرتے آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ اشارہ کیا تھا۔۔۔

پھر اس پر عمل کرتے ہوئے ایک ساتھ خان کے پاس پہنچے تھے۔۔۔سوری خان
لالا ہم نے یہ سب جان بوجھ کر نہیں کیا،،، پلیز ہمیں معاف کر دیں۔۔

زر مینے اپنے لہجے میں لجاجت پیدا کرتی معصومیت سے بولی تھی جس میں زارون نے بھی اسکا ساتھ دیا تھا۔۔۔

ہاں خان لالا ہم نے یہ سب جان بوجھ کر نہیں کیا پلیز اس بارے میں ضارب لالا کو کچھ مت بتایئے گا۔۔۔وہ بہت غصہ کریں گے۔۔۔

زارون تو باقاعدہ ترلوں پر ہی اتر آیا تھا اور زر مینے کو بھی ہاں میں ہاں ملانے کیلئے نظر بچا کر کہنی ماری تھی۔۔۔اس نے اپنے بازو کو سہلاتے اسے گھوری سے نوازا تھا۔۔۔

جس کے بدلے زارون نے بھی اسے گھور کر دیکھا پھر خان کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔جسے سمجھتے وہ ایک نظر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی،،،،جواب بھی

سر جھکائے ہی کھڑا تھا۔۔۔ہاں خان لالا اس بارے میں ضارب لالا کو کچھ مت بتائیے گا۔۔۔

پلیززز !!

اسکے اتنا لمبا پلیز کہنے پر خان نے نظر اٹھا کر پہلے زارون اور بعد میں زرمینے کی طرف دیکھا تھا۔۔۔جس کے چہرے سے ایسا لگ رہا تھا کہ وہ کبھی بھی رو دے گی۔۔۔

اور ایک نظر اپنے سفید بھیگے کپڑوں کی طرف۔۔۔جن پر مٹی کے بدنما داغ لگ گئے تھے۔۔۔

جبکہ اسے اپنے کپڑوں کی طرف دیکھتے دیکھ کر ان دونوں کو ایک بار پھر شرمندگی نے گھیرا تھا۔۔۔

پلیز وہ دونوں ایک ساتھ بولے تھے۔۔۔

جبکہ وہ تو ان سرمئی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو دیکھ کر فورا نظریں جھکا گیا ۔۔۔ چھوٹے سائیں بی بی جی میں سردار سائیں سے اس بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گا آپ لوگ ٹینشن نا لیں۔۔۔

اور پلیز مجھے راستہ دے دیں۔۔۔ مجھے سردار سائیں نے ایک بہت ضروری فائل لینے بھیجا تھا وہ باہر میرا انتظار کر رہے ہونگے۔۔۔

وہ سر جھکائے عاجزی سے بولا تھا۔۔۔ جبکہ اس کی بات سن کر ان دونوں کو کچھ حوصلہ ہوا تھا۔۔

اور آپ ہمیں کیا نہیں بتائیں گے شہیر خان،،، ابھی انہوں نے سہی سے سکھ کا سانس بھی نہیں لیا تھا جب انہیں ضارب شاہ کی کرخت آواز سنائی دی تھی۔۔۔

وہ پنچایت سے فارغ ہو کر سیدھا شہر کیلئے ہی نکلے تھے۔۔۔ لیکن ابھی وہ گاؤں کی حدود میں ہی تھے کہ ضارب کو یاد آیا وہ اپنی ضروری فائل لانا بھول گیا جس میں بہت امپورٹنٹ ڈاکومنٹس تھے۔۔۔

اس نے ڈرائیور کو واپس حویلی چلنے کا بولا۔۔۔ ویسے حویلی کے اندر فائل لینے وہ خود جانے والا تھا لیکن عین ٹائم پر اسے امپورٹنٹ فون کال آگئی جس کی وجہ سے اس نے خان کو فائل لانے کا بولا۔۔۔

لیکن جب وہ کافی دیر گزرنے کے بعد بھی نا آیا تو خود ہی اسے دیکھنے اسکے پیچھے آ گیا۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ حویلی کے اندر جاتا اسے راستے میں ہی خان کے ساتھ زرمینے اور زارون کھڑے نظر آئے۔۔۔

خان کی اسکی طرف پیٹھ تھی جبکہ زارون اور زر مینے سامنے کھڑے اس سے کچھ بات کر رہے تھے۔۔۔وہ اندر جانے کی بجائے انکی طرف ہی آ گیا۔۔۔انکا پورا دھیان خان کی طرف تھا اس لیے وہ ضارب کو اپنی طرف آتے ہوئے نہیں دیکھ سکے۔۔۔

وہ زارون اور زر مینے کی باتیں تو نا سن سکا لیکن اسکی سماعت سے خان کے آخری جملے ٹکرائے تھے۔۔۔اس لیے اصل بات جاننے کیلئے اس نے اپنے لہجے میں کرختگی پیدا کرتے ذرا سختی سے پوچھا تھا۔۔۔

جبکہ اسکی آواز سن کر زر اور زارون نے سامنے دیکھا تھا اور خان کے پیچھے ضارب کو کھڑے دیکھ کر انکے چہروں کا رنگ اڑ گیا۔۔۔

جب خان نے اپنا رخ موڑا کیونکہ اب ضارب سے کچھ بھی چھپانا فضول تھا۔۔۔

ضارب شاہ نے پہلے اسکے چہرے اور پھر کپڑوں کو دیکھا تھا جو تقریباً پورے خراب ہو چکے تھے۔۔۔

اور پھر زر اور زاروں کی طرف جواب سر جھکائے کھڑے تھے۔۔۔اور اسے معاملہ سمجھتے دیر نہیں لگی تھی۔۔۔

کس نے کیا ہے یہ؟؟ ضارب شاہ کو انکی یہ حرکت ذرا پسند نہیں آئی تھی۔۔۔اس لیے ان سے سختی سے پوچھتے اسکے لہجے میں نرمی مفقود تھی۔۔۔

و،،،،،وہ،،،،لا،،،،لالا زاروں نے منہ کھول کر کچھ کہنا چاہا لیکن ضارب کی آنکھوں میں چھائی وحشت دیکھ کر لفظ اسکے حلق سے نکلنے سے انکاری تھے۔۔۔

کیا وہ وہ لگا رکھی ہے ہم پوچھ رہیں ہیں یہ کس نے کیا ہے۔۔۔اس بار وہ غرا کر بولا تھا،،،اسکی غراہٹ پر زارون اپنے قدموں پر کھڑا پورے قد سے کانپ گیا جبکہ زر کا دل اب بالکل بند ہونے کے قریب تھا۔۔۔

اس نے ایک نظر کانپتی ہوئی زر پر ڈالی پھر دھیرے سے اسکی طرف اشارہ کر دیا ۔۔۔ ضارب کے سامنے وہ جھوٹ نہیں بول سکتا تھا ورنہ سارا الزام اپنے اوپر لے لیتا۔۔۔

ویسے بھی اسے یقین تھا کہ اس کے مقابلے وہ زر کو کم ڈانٹے گا اس لیے اس نے سچ بتانا ہی بہتر سمجھا،،، لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ اسے یہ سچ کتنا مہنگا پڑنے والا تھا ۔۔۔

اسکے اشارہ کرنے پر اب اس نے اپنا رخ زر کی طرف کیا تھا جس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔ جنہیں دیکھتے وہ تھوڑا نرم پڑا تھا۔۔۔

زر مینے گڑیا یہ کیسے ہوا کیوں کیا آپ نے یہ۔۔۔اس بار تھوڑی نرمی سے بولا تھا لیکن چہرہ اب بھی سپاٹ تھا۔۔۔

وہ ضارب لالا،،،، ہچکی،،،، میں نے یہ جان کر نہیں کیا،،،، پھر ہچکی،،،، بلکہ غلطی سے ہو گیا،،،، میں نے یہ پانی خان لالا پر نہیں پھینکا تھا یقین کریں میرا۔۔۔ وہ بمشکل ہچکیوں کے درمیان اپنی بات مکمل کرتی ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔

جبکہ اس کو ایسے روتے دیکھ کر زارون کو اب ندامت ہو رہی تھی۔۔۔ کیونکہ کہیں نا کہیں ان سب کا اصل زمہ دار وہی تھا۔۔۔

لالا وہ ! ! ابھی وہ کچھ کہتا اس سے پہلے ہی ضارب نے اسے ہاتھ کے اشارے چپ رہنے کا بولا۔۔۔

اچھا ادھر آئیں میرے پاس اس کو ایسے زار و قطار روتے دیکھ۔۔۔نرم پڑتے پیار سے اپنے پاس بلایا تھا۔۔۔

اس کی آواز میں نرمی محسوس کرتے اس نے اپنے چہرے سے ہاتھ ہٹائے اور ایک نظر اسکے چہرے کی طرف دیکھا،،، پھر دھیرے دھیرے قدم اٹھاتے تھوڑا اسکے قریب آ گئی۔۔۔

لیکن اسے ابھی بھی ضارب شاہ سے ڈر لگ رہا تھا۔۔۔اس لیے اپنی نظریں جھکا رکھی تھیں۔۔۔

سب سے پہلے تو یہ رونا بند کریں،،، اور ہم سے ڈرنا بھی،،، ہم آپکو کچھ نہیں کہیں گے۔۔۔ بس ہمیں سچ سچ پوری بات بتائیں کہ یہ سب کیسے ہوا اور آپ پانی کے ساتھ کیا کر رہی تھیں۔۔۔ اور ہم صرف سچ سنے گے۔۔۔

زر مینے نے چہرہ اٹھا کر پہلے ضارب کی طرف دیکھا اور پھر ایک نظر زارون کی طرف،،،، جسے اسکے بولنے سے پہلے ہی اسکے چہرے سے پتا چل رہا تھا کہ اب اسکی شامت آنے والی ہے۔۔۔

پھر زر مینے نے اسکا ڈر بالکل سچ کر دکھایا تھا اور شروع سے لے کر آخر تک ساری بات سچ سچ ضارب کو بتا دی تھی۔۔۔

لالا انہوں نے میری پوری ایک ہفتے کی محنت کو مٹی میں ملا دیا۔۔۔میں نے بہت محنت سے وہ نوٹس بنائے تھے ،،،اور انہوں نے ایک پل میں سب ضائع کر دیا ۔۔۔

اوپر سے میرے امتحان بھی قریب ہیں اب میں کیا کروں گی ۔۔۔اپنے برباد ہوئے نوٹس کو یاد کر کے وہ ایک بار پھر سے رو دی تھی ۔۔۔

اب آپ کچھ نہیں کریں گی ،،،جس نے یہ سب خراب کیا ہے وہی ٹھیک بھی کرے گا۔۔۔اپنی غصے سے سرخ ہوئی آنکھیں زارون پر گاڑتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگاتے چپ کروایا تھا۔۔۔

آپ کے نوٹس جو انہوں نے خراب کئے ہیں وہی آپکو دو دن کے اندر دوبارہ تیار کر کے دیں گے ،،،، آپ ٹینشن نا لیں اور اگر یہ آپکو دوبارہ تنگ کریں تو ہمیں بتائیے گا ،،،، ہم خبر لیں گے انکی ٹھیک ہے ۔۔۔

اب آپ ریلکس ہو کر اندر جائیں ،،،، اور دوبارہ رونے کی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔اور نا ٹینشن لینے کی ،،،، اس بار ہلکا سا مسکرا کر بولا تھا ۔۔۔

جی لالا وہ تابعداری سے سر ہلاتی اندر کی طرف بڑھ گئی تھی لیکن جاتے ہوئے ایک نظر زارون کو دیکھنا نہیں بھولی تھی جو اب رونے والی شکل بنا کر کھڑا تھا ۔۔۔جسے دیکھ وہ اپنی مسکراہٹ چھپاتی لب دبا گئی ۔۔۔

جائیں خان آپ بھی کپڑے تبدیل کر لیں پھر ہمیں شہر کیلئے بھی نکلنا ہے پہلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے۔۔۔جی سردار سائیں وہ حکم بجالاتا فوراوہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔

اس کے جانے کے بعد وہ دوبارہ زارون کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔زارون شاہ کیا آپ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ یہ کیا حرکت تھی۔۔۔آپ نے کیوں زرمینے کے نوٹس خراب کیئے۔۔۔

وہ لالا ہمارا جھگڑا ہو گیا تھا بس اسی کا بدلہ لینے کیلئے۔۔اپنا جملہ مکمل کرتے آخری لفظ منہ میں ہی کہیں منمنا گیا تھا۔۔۔

نہیں آپ ہمیں بتائیں کہ آپ کوئی چھوٹے بچے ہیں جو ایسی حرکتیں کرتے پھر رہے ہیں یا پھر یہ سب آپکو زیب دیتا ہے بدلہ وغیرہ وٹ ربش،،،،

اور چھوٹی بہنوں سے بدلے کون لیتا ہے ایسے اسکی محنت ضائع کر کے ،،،، جبکہ اسکی ساری باتیں چھوڑ اس نے بہن والی بات پر سر اٹھایا اور دل میں فورا لاحول ولا قوت پڑھا تھا۔۔۔

سوری لالا میں دوبارہ ایسا نہیں کروں گا،،، لیکن پلیز یہ نوٹس بنانے والی بات نا کریں میں کیسے کروں گا آپ تو جانتے ہی ہیں مجھے میرے خود کے بھی ایگزیمز ہیں۔۔۔

ایسے میں میرے پاس وقت ،،،، بس ہم کچھ نہیں جانتے یہ سب آپکو انکے نوٹس خراب کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا،،،، وہ نوٹس آپ ہی بنائیں گے اور سزا کے طور پر آپ کو اس ماہ پوکٹ منی بھی آدھی ہی ملے گی۔۔۔

لیکن لالا،،،، لیکن ویکن کچھ نہیں اب آپ جا سکتے ہیں،،،، بنا اسے دوسری بات کرنے کا موقع دیتے،،، اپنی بات مکمل کرتے اسکی نے اپنا رخ موڑ لیا تھا جب بلا ارادہ ہی اسکی نظر ابرش پر پڑی تھی جو اپنے کمرے کی کھڑکی پر کھڑی ان دونوں کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

اور اسکے دیکھتے ہی فوراپردے.برابر کرتی پیچھے ہو گئی۔۔۔ جبکہ اس کو ایسا کرتے دیکھ ضارب شاہ نے پر سوچ نظروں سے اس بند کھڑکی کو دیکھا،،،، اسے سمجھ نہیں آتا تھا کہ یہ لڑکی اس سے اتنا کیوں ڈرتی تھی۔۔۔ پھر وقت کی قلّت کی وجہ سے اپنی ہر سوچ کو پس وپشت ڈالتے ہوئے اندر کی طرف.بڑھ گیا۔۔۔

کیونکہ انہیں رات ہونے سے پہلے شہر پہنچنا تھا۔۔۔

****

دوسری طرف ابرش جس نے زارون کو زرمینے کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔۔۔ پہلے تو وہ اس کے پیچھے جانے لگی یہ بتانے کے زرا سکے کمرے میں ہے اگر اسے کوئی کام ہے تو اسے بتا دے۔۔۔

لیکن پھر اسے آس پاس دھیان دیتے ایسے چوروں کی طرح چھپ کر داخل ہوتے دیکھ کچھ سوچ کر وہی ایک پلر کے پیچھے چھپ گئی اور اسکے باہر آنے کا انتظار کرنے لگی۔۔۔

تقریبا پندرہ بیس منٹ بعد جب وہ باہر نکلا تو خود پلر کے پیچھے چھپتے موبائل پر اسکی ویڈیو بنالی،،، کیونکہ ان دونوں کے درمیان ہوئی بات زرا سے لفظ بالفظ بتا چکی تھی۔۔۔۔

اور اسے اپنے بھائی پر اتنا یقین تو تھا کہ وہ اپنی یہ بے عزتی ایسے نہیں بھولے گا ،،،، بدلہ لینے کیلئے کچھ نا کچھ ضرور کرے گا اور اسے ایسے چھپ کر زر کے کمرے میں جاتے دیکھ اسکا خدشہ سہی ثابت ہوا تھا۔۔۔

اسے پتا تھا وہ انکے سامنے کبھی نہیں مانے گا اس لیے ثبوت کے طور پر ویڈیو بنائی تاکہ وہ بعد میں مکر نا سکے۔۔۔

دوسرا اس کا بنا کچھ کیئے ہی اپنا بدلہ بھی پورا ہو رہا تھا،،، وہ جو روز روز واسم سے اس کی شکایتیں لگاتا تھا جس کی وجہ اسے ایک دو بار ہلکی سی ڈانٹ بھی پڑی تھی ،،،،

جب یہ ویڈیو زر بابا سائیں کو دکھاتی اور اسکے بعد جو انکے ہاتھوں اسکی درگت بنی تھی یہ سوچ کر ہی اسے اندر سے ایک کمینی سی خوشی ہو رہی تھی۔۔۔

اسکے جانے کے بعد وہ پلر کے پیچھے سے نکلتی فوراً اپنے کمرے سے زر کو بلالائی تھی۔۔۔جب وہ دونوں کمرے میں پہنچی اور زر کے ضروری نوٹس جو اس نے بہت محنت سے بنائے تھے انکا حشر دیکھ کر اسے کافی دکھ ہوا۔۔۔

زر مینے تو سیدھا زارون کے پاس پہنچ گئی،،، لیکن ابرش اسکے سامنے نہیں آئی ،،، بلکہ دور سے ہی انہیں لڑتا دیکھ رہی تھی۔۔۔کیونکہ اگر اسے پتا چل جاتا کہ زر کو اسنے بتایا ہے۔۔۔تو پھر اسکی خیر نہیں تھی۔۔۔۔

اور پھر انہیں باہر بھاگتے دیکھ اس نے انکے پیچھے جانے کی بجائے اپنے کمرے میں جانا مناسب سمجھا جس کی کھڑکی سے لون کا سارا منظر نظر آتا تھا۔۔۔

اور اس کے بعد جو ہوا اور وہاں ضارب کو آتا دیکھ اسکی شوخی ڈر میں بدل گئی
۔۔۔اسے انکی باتیں تو سہی سے سنائی نہیں دے رہی تھی لیکن ان کے چہروں
سے کچھ کچھ اندازہ ہو رہا تھا۔۔۔

یہ تو شکر تھا کہ ضارب نے زر مینے کو زیادہ کچھ نہیں کہاں اسے ہنستے ہوئے
جاتے دیکھ اس نے رب کا شکر ادا کیا،،، اور اپنے بھائی کی رونے والی شکل دیکھ
کر یہ بھی سمجھ گئی ضارب نے اسے ضرور کوئی سزا سنائی ہے۔۔۔

وہ کھل کر ہنستی ایکسائٹڈ سی انہیں دیکھ رہی تھی جو اب بھی وہی کھڑے کچھ
بات کر رہے تھے اور ساتھ ساتھ زر کے کمرے میں جانے کا سوچ رہی تھی،،،
تاکہ سارا معاملہ جان سکے آخر وہاں ہوا کیا اور سپیشلی ضارب شاہ نے اس سے کیا
کہا۔۔۔

ابھی وہ وہاں سے ہٹتی کہ تبھی ضارب اچانک مڑا اور اسکی نظریں خود پر پڑتی دیکھ کر اسکے مسکراتے لب فورا سکڑے تھے وہ ایک نظر اسکی سرخ وحشت سے بھری بھری آنکھوں کو دیکھ کپکپا کر پردے برابر کرتی پیچھے ہو گئی۔۔۔

اسکا معصوم سا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا اسے ویسے ہی ضارب سے بہت ڈر لگتا تھا اوپر اسکی وحشت ٹپکاتی آنکھیں جو کسی کی بھی جان نکال سکتی تھیں انہیں دیکھ کر اس کی حالت اور خراب ہو گئی تھی۔۔۔

وہ جوزر کے پاس جانے کا ارادہ رکھتی تھی ڈر کی وجہ سے سب کچھ بھول گئی۔۔۔

****

یہ منظر تھا ایک ایسے گودام کا جو سالوں سے بند پڑا تھا۔۔۔جس کے ایک کمرے میں کچھ لوگوں نے ایک آدمی کو کرسی پر رسیوں سے باندھ رکھا تھا۔۔۔

وہ لوگ اس سے کچھ پوچھ تاچھ کر رہے تھے،،،، جس پر وہ مسلسل نفی میں سر ہلا رہا تھا۔۔۔انہیں پوچھ تاچھ کرتے کافی وقت گزر گیا تھا لیکن کوئی حوصلہ افزا بات پتا نہیں چل سکی تھی۔۔۔

رات کا دوسرا پہر شروع ہو چکا تھا،،، ہر طرف کالا اندھیرا چھایا ہوا تھا،،، کیونکہ یہ تاریک راتوں کے دن تھے،،،، اس لیے آسمان سے چاند بھی غائب تھا۔۔۔

اور نا ہی دور دور کوئی روشنی دکھائی دیتی تھی کیونکہ یہ گودام شہر سے کافی فاصلے پر جنگل اور سنسان علاقے میں بنا تھا،،، اس لیے ہر طرف خاموشی میں بس جانوروں کی آواز سنائی دیتی تھی یا پھر اس آدمی کے چیخنے کی۔۔۔

وہ لوگ ابھی اس سے پوچھ ہی رہے تھے کہ اس خوفناک خاموشی میں کمرے سے باہر سے کچھ قدموں کی آواز ابھری تھی جو دھیرے دھیرے قریب آ رہی تھی ---

اسکے بعد دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا تھا اور کمرے میں تین افراد داخل ہوئے ،،، کمرے میں زیرو واٹ بلب کی ہلکی سی روشنی تھی جس میں کسی کا بھی چہرہ پہنچان پانا مشکل تھا---

لیکن کمرے میں موجود افراد بنا دیکھے ہی آنے والے کو پہنچان چکے تھے ،،، اس لیے ایک آدمی نے آگے بڑھ کر عزت سے سلام کرتے اسے کرسی پیش کی تھی ---

جس پر براجمان ہوتے سب سے پہلے اس نے سگریٹ سلگائی تھی جبکہ اب بلب کے قریب ہونے سے ہلکا سا اسکا چہرہ واضح ہو رہا تھا۔۔۔

اور جو دو نوجوان اسکے ساتھ آئے تھے کرسی کے دائیں بائیں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔۔۔

اسکی آنکھوں سے ٹپکتی وحشت سامنے بندھے آدمی کے رونگٹے کھڑے کر گئی ۔۔۔وہ جو وہاں موجود دوسرے افراد کی مار سے نہیں ڈرا تھا،،، ان آنکھوں میں اتری سرخی سے ڈر گیا کیونکہ اسے ان میں اپنی مو*ت واضح نظر آ رہی تھی۔۔۔

جب کمرے میں اسکی گمبیھر آواز ابھری۔۔۔ کچھ بتایا اس نے ؟؟ بولتے ہوئے اسکے منہ اور ناک دھواں نکل رہا تھا،،، جو کمرے میں موجود اندھیرے کے نظر ہو رہا تھا۔۔۔

نہیں سرکار ہم نے بہت کوشش کی حالانکہ اسے بہت ما*را بھی لیکن یہ بس یہی کہہ رہا ہے کہ کچھ نہیں جانتا اس بارے میں۔۔۔ایک آدمی نے اسے ادب سے جواب دیا تھا۔۔۔

یہ ایسے نہیں بولے گا اسے تو میں،،،، اسکی دائیں طرف کھڑا جوان اتنا کہہ کر ابھی آگے بڑھنے ہی لگا تھا جب اس نے نظر اٹھا کر اسکی کی طرف دیکھا،،،، جس میں واضح تنبیہ تھی۔۔۔

اور وہ جو ایسے لوگوں کیلیئے مو*ت کے نام سے جانا جاتا تھا جس کا نام سن کر ہی دہشتگرد تھر تھر کانپتے تھے اسکی ایک نظر کے اشارے پر ہی سر جھکا کر دوبارہ پیچھے کھڑا ہو گیا۔۔۔

اس نے اپنے ایک آدمی کو اشارہ کیا جو وہ سمجھتے ہوئے کمرے سے باہر چلا گیا ۔۔۔اور جب وہ واپس لوٹا تو اسکے ہاتھ میں ایک کتیلی نما برتن تھا جس کے اندر کوئی محلول تھا۔۔۔

اس نے وہ لا کر دونوں کرسیوں کے درمیان موجود لکڑی کے چھوٹے سے ٹیبل پر رکھ دیا اور خود پیچھے ہو گیا۔۔۔

تمہارے پاس یہ آخری موقع ہے۔۔۔ اگر تم کچھ جانتے ہو تو ہمیں سچ سچ بتا دو ۔۔۔ ورنہ اسکے بعد اپنے انجام کے ذمہ دار تم خود ہو گے ۔۔۔

اس نے کاٹدار لہجے میں پوچھا تھا۔۔۔ جسے سن کر وہ آدمی ایک پل کیلئے تو ڈر گیا ،،، لیکن پھر یہ سوچ کر چپ رہا کہ زیادہ سے زیادہ کیا کریں گے ما* رہی دے

گے۔۔۔وہ تو انہوں نے سچ جان کر بھی کر دینا تھا اس لیے اس نے ایک بار پھر نفی میں سر ہلایا کہ وہ کچھ نہیں جانتا۔۔۔

لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ سامنے بیٹھے شخص کو مارنے سے زیادہ تڑپانے میں مزہ آتا تھا،،، اور اگر وہ یہ جانتا تو انکار کرنے کی غلطی کبھی نا کرتا۔۔۔

اس کے انکار پر سامنے والے کے چہرے پر ایک خوبصورت مسکان آئی تھی۔۔۔

پھر اس نے اپنے ایک آدمی کو اسکا دایاں بازو کھول کر اس برتن میں ڈالنے کا بولا ۔۔۔

جس نے فورا حکم کی تکمیل کرتے ایسا ہی کیا اور جیسے اسکا ہاتھ اس محلول کے اندر گیا وہ پوری جگہ اسکی درد*ناک چیخوں سے گونج اٹھی۔۔۔

بتا،،، بتاتا ہوں،،، بتاتا ہوں،،،، پلیز میرا ہاتھ نکالو اس سے،،،، جب درد برداشت سے باہر ہوا تھا تو وہ چیخ کر بولا۔۔۔

جبکہ وہ اس کے سامنے ریلکس انداز میں بیٹھا اب دوسرا سگریٹ سلگا رہا تھا۔۔۔

اس نے اپنا ہاتھ کھینچنے کی کوشش کی لیکن وہ ایسا نہیں کر سکا کیونکہ اس آدمی نے اس کے ہاتھ کو مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔۔۔

پلیز مجھے معاف کر دو میں تمہیں سب کچھ سچ سچ بتا دیتا ہوں۔۔۔پہلے میرا ہاتھ باہر نکالو۔۔۔اس نے اپنے آدمی کو اشارہ کیا جس نے اسے چھوڑ دیا جب اس نے اپنا ہاتھ کھینچا تو اسکی حالت دیکھ کر وہاں تمام آدمیوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔۔۔

سوائے اسکے جواب بھی سامنے بیٹھا مزے سے سگریٹ پی رہا تھا۔۔۔اور اسکے ہاتھ کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا جیسے اسے وہ کافی پسند آیا ہو۔۔۔

اسکا ہاتھ جس اوپری جلد بری طرح گل چکی تھی بلکہ اس میں اندر کی ہڈیاں صاف نظر آرہی تھیں اسے دیکھ کر ہی خو*ف آرہا تھا،،،اسکے ہاتھ کی یہ حالت برتن میں موجود محلول کی وجہ سے ہوئی تھی جو کہ تیز*اب تھا۔۔۔اور اگر اسکا ہاتھ تھوڑی دیر اور اس میں رہ جاتا تو اسکی ہڈیاں بھی گل جانی تھیں۔۔۔

بولو!! اسکا رونا چیخنا سب کچھ نظر انداز کرتے ہوئے بے رحمی سے دوبارہ سوال کیا تھا کیونکہ وہ ایسے لوگوں کو ہمدردی کے لائق نہیں سمجھتا تھا۔۔۔

می،،،میں اس کے بارے،،،زیادہ تو کچھ نہیں جانتا،،،درد کی شدت کی وجہ اس کے منہ سے الفاظ بھی رک رک کر نکل رہے تھے۔۔۔

آج سے اٹھارہ، بیس سال پہلے ہمیں یہ کام ملا تھا میں ہمارا بوس اور دو تین ساتھیوں نے مل کر جسے انجام دیا تھا۔۔۔

ہمیں بس ایک پتہ دیا گیا تھا جہاں اس عورت کو اغو*اکر کے پہنچانے کا حکم ملا تھا ،،، کیونکہ وہ عورت بہت بڑے گھر سے تعلق رکھتی تھی تو اس لیے زیادہ احتیاط برتنے کی ہدایت کی گئی تھی۔۔۔

اور ہم نے ایسا ہی کیا،،، جب ہم اس عورت کو لے کر جا رہے تو ہمارا بوس اس کی خوبصورتی دیکھ کر بے ایمان ہو گیا تھا لیکن جس کا یہ کام تھا وہ آدمی بھی بہت زیادہ خطر*ناک تھا اور ہمیں اس عورت کو سہی سلامت پہنچانے کا حکم ملا تھا،، اس لیے وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکا۔۔۔

تمہیں اس آدمی کے بارے میں کچھ پتا ہے کہ وہ کون تھا دائیں طرف کھڑے نوجوان نے بیتابی سے پوچھا تھا۔۔۔

نہیں میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا اس عورت کو اندر چھوڑنے صرف ہمارا بوس گیا تھا۔۔۔ ہم باہر گاڑی میں ہی اسکا انتظار کر رہے تھے۔۔۔

پھر وہ تقریبا آدھے گھنٹے بعد آیا تھا اندر کیا ہوا تھا ہم نہیں جانتے اور نا ہی دوبارہ ہمارے درمیان اسکا کبھی ذکر ہوا۔۔۔

بس اسکے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا تھا،، ہننہ اس نے ہنکارا بھرتے ہاں میں سر ہلایا تھا،، تمہیں پورا یقین ہے کہ تم ہمیں بالکل سچ بتا رہے ہو،،، کچھ ایسا تو نہیں جو تم ہم سے اب بھی چھپا رہے ہو۔۔۔۔

نہیں نہیں میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں اس کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا ہے

۔۔۔۔اس سے اس جگہ کا پتا جان کر آگے کیا کرنا ہے تم اچھے جانتے ہو اس نے اپنی دائیں طرف کھڑے نوجوان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے جس کی کالی گھٹاؤں جیسی آنکھوں میں لہو اترا ہوا تھا،،،،اپنی بات مکمل کی اور پھر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

جبکہ بائیں طرف کھڑا آدمی بھی اسکے پیچھے مڑ گیا وہ دونوں اس گودام سے نکلتے دوبارہ اندھیرے کا حصہ بن گئے۔۔۔

اور پیچھے بس کسی کا جنون اور اس آدمی کی درد*ناک چیخیں رہ گئی۔۔۔

****

خان نے صبح کے چھ بجے ضارب کے کمرے کا دروازہ زور سے بجایا تھا۔۔۔وہ جو میٹنگ سے رات لیٹ آنے کی وجہ سے نماز ادا کر کے ابھی کچھ دیر پہلے ہی سویا تھا۔۔۔اتنی جلدی اٹھائے جانے پر غصے سے دروازہ کھولتے اس پر بھڑک گیا

۔۔۔

خان یہ کیا بدتمیزی ہے آپ جانتے ہیں ہم ابھی کچھ دیر پہلے ہی سوئے ہیں پھر اتنی جلدی اٹھائے جانے کی وجہ،،،اس نے غصے سے بولتے سختی سے پوچھا تھا

۔۔۔۔

معاف کیجئے گا سردار سائیں اگر بات بہت ضروری نا ہوتی تو میں آپ کو کبھی یوں بے آرام نا کرتا۔۔۔

بولو !! بولنا نہیں سردار سائیں آپکو کچھ دکھانا ہے۔۔۔خان نے اتنا کہتے ہی آگے ہوتے کمرے میں موجود ایل سی ڈی اون کی تھی ۔۔۔او مخصوص چینل لگاتے آواز اونچی کرتا ایک سائڈ پر ہو گیا۔۔۔

ٹیوی پر چلتی ویڈیو کو ضارب شاہ نے سپاٹ نظروں سے دیکھا تھا،، جبکہ اسکا چہرہ بالکل بے تاثر تھا جس سے اس کے دماغ میں کیا چل رہا ہے اندازہ لگانا فلحال مشکل تھا۔۔۔۔

****

آج اس کے آفس کا پہلا دن تھا۔۔۔جس کیلئے وہ لیٹ نہیں ہونا چاہتی تھی ۔۔۔اس لیے صبح صبح ہی اپنی ماں کو ناشتہ اور دوائی کھلوا کر وقت سے پہلے ہی گھر سے نکل آئی تھی۔۔۔

تاکہ ٹائم سے آفس پہنچ سکے۔۔۔کچھ اسے وہ دو نیلی آنکھیں چین نہیں لینے دے رہی تھیں۔۔۔لاکھ کوششوں کے بعد بھی اسے اپنے دل کی کیفیت سمجھ نہیں آ رہی تھی۔۔۔

وہ کیوں اسے مغرور سے شہزادے کی طرف کھینچا چلا جا رہا تھا۔۔۔حالانکہ اسے اپنی حیثیت کا اچھے سے پتا تھا کہاں وہ محلوں میں رہنے والا شہزادہ اور کہاں وہ جھونپڑی میں پلنے والی ایک عام سی لڑکی،،،،

ان دونوں کا میل کہاں سے بنتا تھا۔۔۔۔جس پر شاید رحم کھا کر اس نے یہ نوکری دی تھی۔۔۔ لیکن اسکا دل کسی اور ہی راہ کا مسافر بنتا جا رہا تھا۔۔۔اس نے سر جھٹکتے ہوئے اس کے خیال سے پیچھا چھڑانا چاہا۔۔ لیکن کیا یہ اتنا آسان تھا۔۔۔

****

جی تو ناظرین آپکو بتاتے چلیں ،،،، سردار ضارب شاہ ،،،، جو آئی پی پی کے امیدوار ہیں ،،،، اور جنہیں پچھلے دنوں ایک جلسے کے دوران گولی بھی لگی تھی ۔۔۔

اور اسکے بعد شہر میں کیا ہوا تھا اس سے تو آپ سب بخوبی واقف ہیں ۔۔۔ جو ینگ جنریشن کے لیڈر رہیں آج انکی ایسی حقیقت کھل کر سامنے آئی ہے ۔۔۔

جو انکے ظاہر کردار سے بالکل مختلف ہے ،،،، آپ اس ویڈیو میں صاف صاف دیکھ سکتے ہیں ،،،، بظاہر یہ شریف ،،،، رحم دل ،،،، سچائی کا پرچار کرنے

والا،،،،ایک خوبصورت پر کشش شخصیت کا مالک شخص اندر سے کتنا سفاک

،،،بے رحم اور ظالم انسان ہے۔۔۔

اپنے رتبے اور طاقت کے زعم میں کیسے ایک غریب ولچار انسان پر ظلم کر رہا ہے

۔۔۔وہ بے بس شخص کیسے انکے قدموں میں گر کر رحم کی بھیک مانگ رہا ہے

لیکن انہیں زرا بھی فرق نہیں پڑ رہا۔۔۔

اور اتنا ہی نہیں انہیں اس لڑکی پر بھی رحم نہیں آرہا جو انکے قدموں میں اپنا

دامن پھیلائے اپنے شوہر کی زندگی کی بھیک مانگ رہی ہے۔۔۔

آپ خود سوچیں جو شخص ایسی دوغلی فطرت کا حامل ہو وہ ملک کی ترقی اور اسکی

غریب عوام کے بارے میں کیا سوچے گا۔۔۔

وہ اینکر پرسن ابھی ضارب شاہ کے بارے میں اور بھی بہت کچھ کہہ رہا تھا جب وہاں موجود ضارب کے ایک سینئر لیاقت احمد جو آئی پی پی کے نائب صدر بھی تھے۔۔۔

انہوں نے ایل سی ڈی کی آواز میوٹ کرتے ہوئے اپنا رخ اسکی طرف کیا تھا اور جب بولے تو ان کے لہجے میں واضح برہمی جھلک رہی تھی۔۔۔

یہ ویڈیو وائرل ہوتے ہی ہنگامی طور پر پارٹی آفس میٹنگ بلائی گئی تھی۔۔۔ جہاں سب کے چہروں پر پریشانی واضح تھی وہاں وہ ریلیکس سا بیٹھا بے تاثر نظروں سے ٹی وی پر چلتے اس نئے تماشے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

یہ سب کیا ہے ضارب شاہ اتنی لاپرواہی آپ جانتے ہیں ان دنوں آپکو کتنی احتیاط برتنی تھی۔۔۔ایک دن بعد الیکشن ہیں۔۔۔ایسے وقت میں ایسی ویڈیو کا منظر عام پر آنا آپکی امیج بری طریقے سے خراب کر سکتا ہے۔۔۔

ہم سب کو آپ سے کتنی امیدیں وابستہ ہیں۔۔۔اس کے علاوہ اس الیکشن کمپین میں ہم پیسہ پانی کی طرح بہا چکے ہیں۔۔۔

اور آپ اگر اللہ نا کرے الیکشن ہار گئے تو اتنے دنوں کی محنت،،،، پیسہ سب کچھ برباد ہو جائے گا۔۔۔

انکے لہجے کے ساتھ ساتھ چہرے پر بھی پریشانی جھلک رہی تھی۔۔۔
جبکہ ضارب شاہ کی پر سوچ نظریں اب بھی ٹی وی سکرین پر چلتی اس ویڈیو پر تھی
۔۔۔

جس میں دو دن پہلے کا پنچایت کا منظر دکھایا جا رہا تھا۔۔۔جس میں سبھی مین حصے کو کاٹ کر صرف ضارب کے رشید کو تھپڑ مارنے اور ان دونوں میاں بیوی کے اسکے قدموں میں بیٹھ کر التجا کرنے کو ایڈٹ کر کے ایسا تاثر دیا گیا تھا۔۔

کہ ہر طرف سے ضارب ہی ظالم و جابر اور غلط نظر آ رہا تھا۔۔

وہاں کیا دیکھ رہے ہیں ضارب میں آپ سے بات کر رہا ہوں۔۔۔

ہم سن رہیں ہیں اور آپ ٹینشن نا لیں نہیں ڈوبے گا آپ کا پیسہ ہم سنبھال لیں گے۔۔۔اپنی بے تاثر وحشت سے بھری نظریں انکے چہرے پر ٹکاتے ٹھنڈے لہجے میں جواب دیا تھا۔۔۔

میرے کہنے کا وہ مطلب نہیں تھا میں تو بس ،،،، آپکا جو بھی مطلب تھا،،،، ہم سن چکے ہیں ۔۔۔آپکو کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں ،،،، ہم نے کہہ دیا ہیں نا کہ سنبھال لیں گے تو سنبھال لیں گے بس ،،،،،

اتنا کہتے ہی وہ اپنے جگہ سے اٹھتا بنا کسی کی بات سنے باہر نکل گیا،،،، جس کے پیچھے پیچھے خان بھی گیا تھا۔۔۔

جبکہ پیچھے وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔۔۔

****

وہ جب آفس پہنچی تو نا چاہتے ہوئے بھی پورے دس منٹ لیٹ تھی ۔۔۔ریسیپشن پر بیٹھی لڑکی کو اپنا اپوئٹمینٹ لیٹر دکھاتے اپنے کام کے بارے پوچھا تو اس نے برا سا منہ بناتے ہوئے واسم شاہ کے کمرے میں جانے کا بولا۔۔۔

جبکہ اس کے اس بلاوجہ کے منہ بنانے کی اسے ذرا سمجھ نہیں آئی پھر سر جھٹکتے آگے بڑھ گئی کیونکہ وہ پہلے ہی لیٹ ہو چکی،،، اور اپنے نئے بوس سے پہلے ہی دن بے عزتی نہیں کروانا چاہتی تھی۔۔۔۔

کل رات ہی واسم کے کچھ خاص مہمان امریکہ سے پاکستان پہنچے تھے جن کے ساتھ اسکی آج صبح مارننگ میں ہی امپورٹنٹ میٹنگ تھی کیونکہ انہیں شام تک واپسی کیلئے نکلنا تھا۔۔۔

اس لیے وقت سے پہلے ہی وہ آج آفس پہنچ چکا تھا۔۔۔جس کی وجہ سے وہ ابھی ضارب والے معاملے سے انجان تھا۔۔۔

اس وقت اسکے روم میں میٹنگ جاری تھی جب دروازہ ہلکا سا نوک کرتے معروف اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔۔

جبکہ باہر سے اندر داخل ہونے والی ہستی کو واسم کے ساتھ وہاں موجود مہمانوں نے بھی حیران نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔

واسم شاہ کو اسکی یہ مداخلت اور بنا اجازت اندر داخل ہونا ذرا پسند نہیں آیا تھا جس کا اندازہ اسکی پیشانی پر بنتی لکیروں سے لگایا جاسکتا تھا۔۔۔

جبکہ ان امریکنز کے آنکھوں میں اس ایشین بیوٹی کو دیکھتے ستائش واضح تھی ،،،، واو شی از سو بیوٹیفل ،،،، جبکہ انکے کومپلیمینٹ پر واسم نے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں زور سے بھینچی تھیں۔۔۔

مس حسن آپ ادھر کیا کر رہی ہیں۔۔۔آپکو کسی نے یہ نہیں سکھایا کہ کسی کے روم میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لی جاتی ہے۔۔۔اس نے سخت لہجہ اپناتے اس سے اردو میں پوچھا تھا۔۔۔

جسکی کم از کم ان امریکنز کو بالکل سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔

اس کے لہجے کی کرختگی اور اسکی اوشن بلیو آئز میں دھیرے دھیرے اترتی سرخی اسکے غصے میں ہونے کا پتا دے رہی تھی۔۔۔

و،،،،وہ،،،،سر،،،،میں نے ریسیپشن سے پوچھا،،،تو انھوں نے بولا،،،،آپ کے روم میں چلی جاؤں،،،،اس لیے،،،،

میں !!

مس حسن آپ باہر ویٹنگ روم میں انتظار کریں فلحال میں مصروف ہوں ۔۔۔۔فری ہو کر بات کریں گے ۔۔۔

جی سر !! اتنا کہہ کر وہ باہر نکل گئی تھی ۔۔۔جبکہ وہ سب دوبارہ کام کی طرف متوجہ ہو گئے ۔۔۔

لیکن واسم کے انداز میں اب پہلی جیسی دلچسپی مفقود تھی ۔۔۔

****

وہ تقریبا تین سے چار گھنٹے بعد فری ہوا تھا ۔۔۔ان سب میں وہ معروف کے بارے میں مکمل بھول چکا تھا ۔۔۔

جو تب سے ویٹنگ روم میں بیٹھی اس کے بلاوے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ لیکن اس کا یہ انتظار انتظار ہی رہا۔۔۔اب تو تقریباً آفس ٹائم بھی ختم ہونے کے قریب تھا۔۔۔

ایک بار تو اسکا دل کیا کہ وہ جا کر واسم سے پوچھ لے کے اسے یہاں ویٹنگ روم میں بٹھانے کی جوب دی ہے۔۔۔ لیکن پھر اسکے غصے سے ڈرتے ہوئے وہی بیٹھی رہی تھی۔۔۔۔

وہ سب کاموں سے فارغ ہو کر آفس سے بس نکلنے ہی لگا تھا جب اسکے پی اے نے اس سے معروف کے بارے میں پوچھا تھا۔۔۔

سر وہ جو صبح مس آئی تھیں وہ ابھی تک ویٹنگ روم میں بیٹھی ہیں۔۔۔آپ مجھے بتادیں انہیں کیا جواب دینا ہے۔۔۔

اگر آپ کہیں تو میں انہیں بلادوں یا پھر واپس بھیج دوں۔۔۔

واسم جو معروف کے بارے میں مکمل بھول چکا تھا حیرت سے اپنے پی اے کو دیکھنے لگا۔۔۔ابھی وہ اسے بلانے کا کہتا کہ اسے صبح کی اسکی حرکت یاد آئی ۔۔۔اور ساتھ ساتھ ان کلائنٹس کی نظریں اور کمینٹس بھی،،،،

جسے یاد کر کے اسکی رگیں ایک بار پھر سے تن گئی تھیں۔۔۔۔اسے وہی بیٹھی رہنے دو،،،،،اسی لائق ہے وہ بیوقوف لڑکی،،،،، وہ منہ میں ہی بڑبڑایا تھا۔۔۔

جہاں تک کہ وہ خود پر بھی حیران تھا کہ اسے اتنا غصہ کس بات پر آ رہا تھا۔۔۔

جی سر ! ! جسے اسکا پی اے سن نہیں پایا تھا اس لیے دوبارہ بولا۔۔۔ہنن ! ! وہ جیسے ہوش میں آیا تھا۔۔۔وہ سر میں پوچھ رہا تھا کہ انکا کیا کرنا ہے۔۔۔

ہاں تم ایسا کرو کہ اسے صبح آنے کا بولو،،،،جی بہتر سر اسکا پی اے اتنا کہتے باہر نکل گیا۔۔۔

جب اس کے فون گھنٹی بجی،،،، کسی ویڈیو کا نوٹیفکیشن تھا جسے اوپن کر کے دیکھتے اسکے چہرے کے تاثرات سپاٹ ہوئے تھے۔۔۔

****

زرمینے،،ابرش سمیت ایہا بھی سب مل کر اماں سائیں کے ساتھ انکے کمرے میں بیٹھیں،،،،انکے جوانی کے قصے سن رہی تھیں،،،،کبھی کسی بات پر ہنس دیتی تو کبھی دادا سائیں کے نام سے چھیڑنا شروع ہو جاتی۔۔۔

اچھا اماں سائیں ہمیں بتائیں کے دادا سائیں کو آپ نے پہلی بار کب دیکھا تھا ۔۔۔اپنے لہجے میں شرارت سموتے یہ ابرش بولی تھی۔۔۔ارے لڑکی یہ بھی کوئی پوچھنے والی ہے جو تو پوچھ رہی۔۔۔

اماں سائیں نے اسکی شرارت سمجھتے اسے گھوری سے نوازا تھا۔۔۔کیا اماں سائیں یہی تو اصل پوچھنے والی بات ہے۔۔۔پلیز بتائیں نا جبکہ زرمینے اور ایہا نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی تھی۔۔۔

انکی ضد کے آگے ہار مانتے ہوئے اماں سائیں کو بتاتے ہی بنی تھی ۔۔۔ جبکہ انکی معصوم شرارتوں پر اماں سائیں کے ساتھ وہاں بیٹھی عظمی اور نجمہ بیگم بھی مسکرا رہی تھیں۔۔۔

وہ ہم نے انہیں پہلی بار اپنی شادی کی رات دیکھا تھا،،، اتنا کہتے ہی اماں سائیں شرماتے ہوئے دوپٹے کا پلو ایک طرف سے منہ میں دبا گئی۔۔۔

جبکہ انکو شرماتے دیکھ ان تینوں نے بلند قہقہ لگایا تھا۔۔۔ان کو خود پر ہنستے دیکھ کر برا مناتے وہ اپنا رخ موڑ گئی تھیں۔۔۔۔

اچھا اچھا سوری اب نہیں کرتے ۔۔۔ جبکہ انکو ناراض ہوتے دیکھ ان تینوں نے فورا معذرت کی ۔۔۔ جس پر وہ تھوڑی دیر بعد مان بھی گئی ۔۔۔

اچھا اماں سائیں دادا سائیں تو آپکے کزن تھے۔۔۔آپ کے ماموں کے بیٹے پھر بھی آپ نے انکو کیوں نہیں دیکھا تھا۔۔۔کیا آپ اپنے ماموں کے گھر نہیں آتی تھیں۔۔۔

یہ زرمینے تھی جس نے اپنے دماغ میں کب سے چلتا سب سے اہم سوال سامنے رکھا تھا۔۔۔

ارے آتے تھے نا،،، کیوں نہیں آتے تھے،،،، پھر آپ نے ہمارے دادا سائیں کو کیسے نہیں دیکھا۔۔۔یہ سوال ایہا کی طرف سے آیا تھا۔۔۔

ارے میری جھلی دھی تب پہلے کے اور اب کے زمانے میں فرق تھا،،،، تب ان سگوں رشتوں میں بھی پردہ کیا جاتا تھا،،،، ویسے پردہ تو اب بھی فرض ہے لیکن ،،،،آجکل کی نسل کہاں کرتی ہے۔۔۔

ویسے بھی مجھے تیرے دادا سائیں سے بہت ڈر لگتا تھا کیونکہ وہ جوانی میں بہت غصے والے ہوا کرتے تھے۔۔۔اس لیے ان کی بچپن کی منگ ہونے کے باوجود زیادہ سامنے نہیں آتی تھی۔۔۔

ان تینوں نے سمجھتے ہوئے سمجھداری سے سر ہلایا تھا۔۔۔جبکہ انکی غصے والی بات سن کر ابرش کو دو وحشت سے بھری ہری آنکھیں یاد آئی تھیں۔۔۔۔

جسے یاد کر کے اسے ایک دم سے جھرجھری سی آئی تھی۔۔۔اور وہ ایکدم سے ہی خاموش ہو گئی تھی۔۔۔

کیا ہوا ابرش تم کیوں خاموش ہو گئی،،، جبکہ اسکی خاموشی نوٹ کرتے ابیہا نے فوراپوچھا تھا۔۔۔

نہیں کچھ نہیں بیا بس وہ کچھ یاد آ گیا ایسے ہی اس نے جبرا مسکراتے ہوئے کہا

۔۔۔اچھا پھر ٹھیک ہے۔۔۔

اچھا اماں سائیں پھر آپکی شادی کب ہوئی۔۔۔اپنے آپ کو اس فیز سے نکالنے کیلئے اس نے دو بارہ باتوں میں حصہ لیا تھا جس میں وہ کامیاب بھی ٹہری،،،، دادا سائیں اور اماں سائیں کے شادی کے قصے سنتے ان تینوں کے قہقہے بلند تھے جن کی آواز پورے کمرے میں گونج رہی تھی۔۔۔

جبکہ ان تینوں کو ایسے ہنستے دیکھ اماں سائیں کے ساتھ ساتھ عظمی اور نجمہ بیگم نے ان کو ہمیشہ ہنستے رہنے کی دعا دی،،،، جو قبول ہوئی تھی یا نہیں یہ تو وقت ہی بتانے والا تھا۔۔۔

****

وہ جب آفس سے باہر نکلا تو وہاں میڈیا کا ایک ہجوم اکٹھا تھا۔۔۔جسے دیکھتے اس نے کوفت سے سر جھٹکا تھا۔۔۔ضارب کے خلاف چلنے والی ویڈیو کی خبر اس تک بھی پہنچ چکی تھی۔۔۔

لیکن اسے ان سب سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا تھا۔۔۔یہ سراسر ضارب کا اپنا معاملہ تھا جس میں اسکا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔۔۔

لیکن ان میڈیا والوں کو یہ کون سمجھائے۔۔۔اس لیے وہ انہیں اگنور کرتے ہوئے اپنی گاڑی کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔اسکے گارڈز اسے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے اسکے لیے راستہ بنا رہے تھے جس میں اسکا پی اے سائے کی طرح اسکے ساتھ تھا۔۔۔

پر اس کے باوجود میڈیا والے پیچھے ہٹنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔۔

سر،،،، سر پلیز ہمیں ضارب سر کے بارے میں آپ سے کچھ پوچھنا ہے،،،، سر یہ جو ویڈیو میڈیا پر وائرل ہوئی ہے سچی ہے،،،، سر پلیز صرف ایک منٹ،،،، صرف ایک سوال کا جواب دے دیں۔۔۔اسکے ساتھ ساتھ چلتے بار بار رکنے کا بول رہے تھے۔۔۔۔

جس کی وجہ سے اس نے گارڈز کو اشارے سے رکنے کا بولتے میڈیا کی طرف اپنا رخ کیا تھا۔۔۔۔

جبکہ اسے رکتے دیکھ میڈیا والے اپنے اپنے مائک سیٹ کرتے بالکل اسکے سامنے کھڑے ہو گئے تھے۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ کوئی سوال کرتے اس نے اپنی اوشن بلیو آئیز ان پر گاڑتے بولنا شروع کیا تھا۔۔۔

دیکھیے میں آپ سب کو ایک بات صاف لفظوں میں بتا رہا ہوں کہ میرا اس معاملے سے کوئی تعلق ہے نا میں اس بارے کچھ جانتا ہوں۔۔۔۔

تو بہتر یہی ہو گا کہ جس کا یہ معاملہ ہے،،، سوال بھی آپ اسے سے کریں شکریہ ۔۔۔

سر پلیز ایک سوال کا جواب دے دیں یہ جو ویڈیو ٹی وی پر دکھائی جا رہی ہے ۔۔وہ بالکل سچ ہے۔۔۔کیا سردار ضارب شاہ سچ میں ایسے انسان ہیں۔۔۔

اپنی بات مکمل کرتے اس سے پہلے کہ وہ مڑتا ایک اینکر کی طرف سے سوال ابھرا تھا۔۔۔

میں نے ابھی کچھ دیر پہلے آپ سے کیا کہا ہے۔۔۔میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔مجھ سے پوچھنے کی بجائے اگر یہ سوال سردار ضارب شاہ سے پوچھے تو زیادہ بہتر ہوگا۔۔۔

کیا سچ ہے کیا جھوٹ وہ آپکو زیادہ بہتر طریقے سے بتا سکتے ہیں۔۔۔اپنی بات مکمل کرتے اب کے وہ رکا نہیں بلکہ پلٹ گیا۔۔۔

لیکن سر وہ آپ کے کزن برادر ہیں آپ سے بہتر انہیں کون جان سکتا ہے

۔۔۔۔

پیچھے سے اسے اس اینکر کی آواز سنائی دی تھی لیکن وہ اگنور کرتے ہوئے اپنی گاڑی میں جا کر بیھو یلیٹھ گیا۔۔۔جس کے بیٹھتے ہی ڈرائیور نے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔

جی تو ناظرین آپ کو بتاتے چلیں یہ تھے سردار ضارب شاہ کے کزن سید واسم شاہ جو خود بھی ایک مشہور بزنس مین ہیں انہوں نے اس معاملے سے مکمل لاتعلّقی کا اظہار کیا ہے۔۔۔

یہاں تک ان کے حق میں بھی ایک لفظ تک نہیں کہا۔۔۔

مختلف میڈیا اینکرز اپنے اپنے چینلز کی ریٹنگز بڑھانے کیلئے مختلف بولیاں بول رہے تھے۔۔کچھ تو اس کے خلاف بھی بولنا شروع ہو چکے تھے۔۔۔

جو اس کے کانوں تک بھی پہنچ رہا تھا۔۔۔ لیکن اسے اس سے بھی کوئی رتی فرق نہیں پڑا تھا اسے جو سہی لگا اس نے وہی کیا تھا۔۔ باقی جس نے سوچنا ہے سوچے۔۔۔

وہ واسم شاہ تھا دنیا کو اپنے پاؤں کی ٹھوکر پر رکھنے والا،،، صرف اور صرف اپنی کرنے والا،،، جس کیلیئے صرف اسکے ماں باپ اور بھائی بہن ہی عزیز تھے ۔۔۔ باقی کسی کے ساتھ کچھ بھی ہو جائے اسے اس بات سے کوئی سروکار نہیں تھا۔۔۔

****

وہ آفس سے سیدھا حویلی آیا تھا،،،، لیکن اپنے کمرے میں جانے سے پہلے اس نے ابرش سے ملنا مناسب سمجھا،،، جسے اپنے سامنے دیکھتے ہی اسکی ساری تھکن دور ہو جاتی تھی۔۔۔

وہ ابرش کے کمرے میں داخل ہونے ہی لگا تھا جب جلد بازی میں کمرے سے نکلتی ایہا سے ٹکرا گیا۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ گرتی واسم نے اسکی مرمریں کمر کو ایک ہاتھ سے جکڑتے گرنے سے بچایا تھا،،، جبکہ وہ گر کر چوٹ لگنے کے ڈر سے اپنی آنکھیں سختی سے میچ گئی۔۔۔

واسم شاہ نے بہت غور سے پہلی بار اتنے قریب سے اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھا تھا،،، جس نے اپنی آنکھیں سختی سے بند کر رکھی تھیں۔۔۔

جسے دیکھتے ایک خوبصورت مسکراہٹ اسکے لبوں کو چھو گئی۔۔۔جس سے فلحال وہ خود بھی انجان تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد اپنے آپ کو محفوظ محسوس کرتے اس نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں تھی۔۔۔۔جب اسکی براؤن کانچ سی آنکھیں سیدھا اوشن بلیو آئز سے ٹکرائی تھیں جن میں تھکاوٹ کی سرخی تھی۔۔۔۔

ایک پل کیلئے تو وہ ان آنکھوں میں کہیں کھو سی گئی۔۔۔لیکن پھر جلد اپنی پوزیشن کا خیال کرتے سیدھی ہوتے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔آئی ایم سوری میں نے آپکو دیکھا نہیں تھا۔۔۔

لڑکی تمہاری یہ جو بٹنوں جیسی آنکھیں ہیں انہیں ادھار پر دے رکھتی ہو جو تمہیں آتے جاتے لوگ دکھائی نہیں دیتے ان سے ٹکراتی پھرتی ہو،،،، یا یہ سجاوٹ کیلئے رکھیں ہوئی ہیں۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر ایہا نے اسکے چہرے کی طرف دیکھا جہاں کوئی مذاق کا شبہ تک نا تھا۔۔۔

دیکھیں واسم لالا میں آپ کو بتا تو رہی ہوں میں نے آپکو نہیں دیکھا تھا پھر بھی سوری بولا ہے،،،، آپکا کوئی حق نہیں بنتا کہ آپ یوں میری بیعزتی کریں۔۔۔

جبکہ خود کی بیعزتی محسوس کرتے اس نے بھی اپنے حق میں آواز اٹھائی تھی۔۔۔

ہنہ سوری بولا ہے،،،، دونوں بہن بھائی نے زندگی عذاب کر رکھی ہے،،،،
جبکہ اسکی بات کا جواب دینا ضروری نا سمجھتے وہ منہ میں بڑبڑاتے اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

جبکہ اس کے جواب نا دینے اور ایسے اگنور کر کے چلے جانے پر وہ کچھ غصے اور کچھ شرمندگی سے سرخ ہو گئی تھی۔۔۔ ہنہ پتا نہیں خود کو کیا سمجھتا،،،، یہ نیلی آنکھوں والا ڈریگن جو ہر وقت بس منہ سے آگ ہی نکالتا رہتا ہے۔۔۔

جیسے آرام سے بات کرنے سے اسکے پیسے خرچ ہو جانے کا ڈر ہو،،،، کنجوس کہیں کا جیسے ہنسنے پر ٹیکس لگتا ہو،،،، وہ اسکی پشت کو گھورتی ہوئی دل میں نئے نئے القابات سے نوازتی،،،، کیونکہ اس کے منہ پر کچھ بولنے کی اسکے اندر ہمت نہیں تھی،،،،، اس لیے دل میں ہی کوستی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی

۔۔۔۔۔

یہ تو شکر تھا کہ اس نے واسم کی آخری بڑبڑاہٹ نہیں سنی تھی ورنہ اپنے لالا کے خلاف بولنے والے کو وہ کبھی اتنے آرام سے نا جانے دیتی۔۔۔

****

وہ جب اندر کمرے میں داخل ہوا تو ابرش پورے بیڈ پر کتابیں پھیلائے پڑھنے میں مصروف تھی۔۔۔۔ لیکن اسے آتے دیکھ سب کچھ چھوڑ کر اٹھتے،،،، دوپٹہ جو گلے میں جھول رہا تھا اسے سر پر سہی سے اوڑھتے اسے سلام کیا تھا۔۔۔

وعلیکم السلام کیا کر رہا تھا میرا بچہ،،،، آگے بڑھ کر اس کی صبیح پیشانی پر بوسہ دیتے پیار سے پوچھا تھا۔۔۔

کچھ نہیں لالا بس وہ میرے ایگزیمز ہیں نا تو بس انہی کی تیاری کر رہی تھی
۔۔۔لیکن نا مجھے کچھ سوال سمجھ نہیں آ رہے تھے تو اس لیے بیا کو بلا کر لائی تھی
۔۔۔

وہ مجھے سمجھا کر گئی ہیں ابھی،،،، لیکن اینڈ والے کی ابھی بھی سہی سمجھ نہیں آئی
۔۔۔اس نے اسے اپنی مشکل بتائی تھی۔۔۔

کوئی بات نہیں گڑیا،،، وہ میں آپ کو سمجھا دوں گا۔۔۔پہلے ذرا فریش ہو لوں،،،، ٹھیک ہے،،،، اوکے لالا ٹھیک ہے آپ بیٹھ کر پڑھو میں آتا ہوں تھوڑی دیر میں،،،،

اسکی گال کو پیار سے تھپتھپاتے ابھی جانے لگا تھا جب اس نے پیچھے سے آواز دی تھی۔۔۔

لالا کیا آپ میرے ساتھ زرمینے کو بھی پڑھادیں گے میں وعدہ کرتی ہوں وہ آپکو بالکل بھی تنگ نہیں کرے گی۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ کوئی جواب دیتا اپنے بھائی کی نیچر سمجھتے ہوئے پہلے ہی بات کلیر کرتے بولی،،،، جبکہ اسکی جلد بازی پر وہ دھیرے سے مسکرایا تھا۔۔ ٹھیک ہے اسے بھی بلالو۔۔۔اتنا کہتے ہی وہ فریش ہونے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا ۔۔۔

جبکہ پیچھے وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی۔۔۔۔

****

ضارب شاہ کے معاملے کو لے کر میڈیا نے تہلکہ مچایا ہوا تھا،،، شہر کے کئی مشہور ادارے اور این جی اوز جو غریبوں کی مدد کیلئے بنائے گئے تھے۔۔۔

ضارب کے خلاف سڑکوں پر نکل آئے تھے۔۔۔اور انہیں اتنا حوصلہ ضارب شاہ کی مسلسل خاموشی اور واسم شاہ کے صاف جواب نے دیا تھا۔۔۔

طرح طرح کے لوگ مختلف بولیاں بول رہے تھے،،، جبکہ اپوزیشن کو تو موقع مل گیا تھا۔۔۔ اس کے خلاف بولنے کا،،،، انہیں جو سیٹ ضارب شاہ کے پیچھے ینگ جنریشن کا کریز دیکھ کر ہاتھ سے جاتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔۔۔

اس معاملے کی وجہ سے اور چند مشہور لوگوں کے اسکے خلاف ہو جانے پر بازی پھر اپنی طرف پلٹنے کی کوشش کرتے باری باری بیانات جاری کر رہے تھے

۔۔۔۔

ایک نے تو اس حد تک کہہ دیا کہ اپنا اصل چہرہ دنیا کہ سامنے آ جانے کی وجہ سے اور اپنے احتساب کے ڈر سے منہ چھپا کر کہیں بھاگ گیا ہے۔۔۔۔

اور اسکے رشتے دار بھی اسکے اصل روپ سے واقف تھے۔۔۔اس لیے انہوں نے اسکی زمانت اٹھانے سے انکار کر دیا ہے۔۔۔۔

یعنی کہ جن کی کل تک اس کے سامنے نظر اٹھانے کی اوقات بھی نہیں تھی ،،،،آج اسکی ذات پر باتیں بنا رہے تھے۔۔۔۔

جس کی خبر داداسائیں تک بھی پہنچ گئی تھی۔۔۔لیکن انہیں اس بات کی زیادہ ٹینشن نہیں تھی کیونکہ انہیں پتا تھا انکا پوتا سب کچھ سنبھال لے گا۔۔۔

اصل مسئلہ تو یہ تھا کہ انکا ضارب سے کوئی رابطہ نہیں ہو پا رہا تھا۔۔۔

اوپر سے خان کا نمبر بھی بند آ رہا تھا جسکی وجہ انہیں ضارب کی فکر ہو رہی تھی۔۔۔ صبح سے شام ہونے کو آئی تھی لیکن ضارب شاہ کا کوئی اتا پتا معلوم نہیں ہو پا رہا تھا۔۔۔

جس کے چلتے داداسائیں ارمغان شاہ کو اپنے ساتھ لیتے شہر کیلئے روانہ ہوئے تھے۔۔۔

ارمغان شاہ جو واسم کی اس حرکت سے سخت برہم تھے۔۔۔اور اس کے حویلی پہنچنے کی خبر بھی ان تک پہنچ چکی تھی۔۔۔

لیکن ابھی انکے پاس وقت نہیں تھا اس لیے اس سے بعد میں بازپرس کرنے کا
سوچتے حیدر شاہ کے ساتھ شہر جانا مناسب سمجھا۔۔۔

کیونکہ فلحال ضارب کے پاس پہنچنا زیادہ ضروری تھا۔۔۔۔

****

ضارب اپنے کمرے میں صوفے پر سگریٹ سلگائے بیٹھا اطمینان سے ایل سی ڈی
پر چلتا منظر دیکھ رہا تھا۔۔۔جبکہ پاس ہی دائیں طرف خان ہاتھ باندھے کھڑا
اس کے اگلے حکم کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

پارٹی آفس سے نکلتے ہی ضارب نے خان کو اس چینل کا پتا لگانے کا بولا تھا جس
نے سب سے پہلے یہ خبر نشر کی تھی۔۔۔

جس پر سر ہلاتے فورا حکم کی تکمیل کرتے ہوئے صرف دو گھنٹے کے اندر ہی سب کچھ پتا لگاتے ہوئے اس نے اس اینکر کو بھی اٹھوالیا تھا جو یہ ویڈیو لے کر آیا تھا

اور اپنے بندوں سے اس کی درگت بنواتے اس سے سچ بھی اگلوا رہا تھا جسے ضارب لائیو دیکھ رہا تھا اور ساتھ یہ ویڈیو ریکارڈ بھی ہو رہی تھی ---

جس میں وہ رو رو کر معافی مانگ رہا تھا ---

پلیز سر مجھے معاف کر دیں ،،،، میں نے یہ سب پیسوں کیلئے کیا ---ایکچویلی سر صبح جب میں کام کیلئے نکل رہا تھا تو مجھے ایک ان نون نمبر سے فون آیا تھا

جس نے بس اتنا کہاں تھا کہ وہ ایک ڈرائیو مجھے پارسل کے ذریعے بھیجے گا جس میں ایک ویڈیو ہو گی۔۔۔مجھے وہ اپنے نیوز چینل پر چلانی ہو گی۔۔۔

جس کیلئے میں نے پہلے انکار کر دیا تھا،،، لیکن جب اس نے مجھے زیادہ پیسوں کا لالچ دیا تو میں اسکی باتوں میں آگیا تھا سر پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔۔

اس علاوہ تم نے اس سے کچھ نہیں پوچھا نام پتا کچھ بھی۔۔۔اسکے سر پر کھڑا آدمی کرخت لہجے میں بولا تھا۔۔۔نہیں سر اس کے علاوہ میں نے کچھ نہیں پوچھا تھا بس اتنا کہ اس ویڈیو میں کیا ہے۔۔۔جس کے جواب میں بس اس نے یہ کہا تھا کہ کسی کی بربادی اور قہقہ لگاتے فون بند کر دیا۔۔۔

اس سے زیادہ میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا سر پلیز مجھے چھوڑ دیں۔۔۔
میرے گھر میں چھوٹے چھوٹے دو بچے ہیں میری بیوی میری ماں ہے
۔۔۔۔مجھے جانے دیں۔۔۔

وہ اپنے گھٹنوں پر بیٹھا ہاتھ جوڑ کر التجا کر رہا تھا۔۔۔

ضارب نے اکتاتے ہوئے ریموٹ اٹھا کر اسے بند کر دیا تھا۔۔۔سردار سائیں آگے کیا کرنا ہے۔۔۔خان مودب سے انداز میں بولا۔۔۔۔

کچھ نہیں بس لیاقت صاحب کی ٹینشن دور کرنے کا وقت ہوا جاتا ہے وہ ون سائڈڈ طنزیہ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔۔۔جسے سمجھتے ہوئے وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔

کیونکہ اسے وقت سے پہلے تمام انتظامات مکمل کرنے تھے۔۔۔

****

السلام وعلیکم ! ! سب سے پہلے تو ہم ان سب لوگوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس مفت کے لگے تماشے میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔۔۔

اصولاً تو ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہیے پر وہ کیا ہے نا کہ ہم ٹھہرے سردار ضارب شاہ تو سخاوت تو سرداروں کی وراثت میں ہے۔۔۔

اس نے طنزیہ کہتے ہوئے،،،، ہشاش بشاش لہجے میں بات کا آغاز کیا تھا۔۔۔ جبکہ اسکی بات سنتے وہاں تمام اینکرز اپنا سر شرم سے جھکا گئے تھے۔۔۔

جسے دیکھتے ہوئے خان اور اس کے ارد گرد کھڑے گارڈز نے اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی۔۔۔

صرف ایک ویڈیو کی بنا پر ہمیں ظالم و جابر اور پتا نہیں کیا کیا کہا گیا ہے ۔۔۔جس کے بارے میں آپ یہ تک نہیں جانتے کہ وہ سچی ہے یا جھوٹی بنا تصدیق کہ آپ نے تہمات کا پہاڑ کھڑا کر دیا۔۔۔

اور تو اور ہمارے معاشرے کے پڑھے لکھے لوگ آج ٹیکنالوجی کے دور میں رہنے والے ،،،، جو بڑے بڑے ادارے چلا رہیں ہیں ،،،، غریبوں اور مسکینوں کے ہمدرد ،،،، جب اصل میں کسی پر ظلم ہو رہا ہو تب اپنا کردار ادا کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔۔۔

لیکن ایک ویڈیو میں ہوتے ظلم کو دیکھ کر انہیں اپنی ذمہ داریاں یاد آ گئی ہیں ۔۔۔اور وہ انصاف دلانے نکلے ہیں ۔۔۔ کیا بات ہے انکی ۔۔۔

اس کے لب و لہجے اور انداز سے اتنا تو معلوم ہو گیا تھا کہ آج وہ بھرپور طریقے سے سب کی بیعزتی کرنے والا تھا ۔۔۔

ہم پوچھتے ہیں کہ کہاں ہوتے ہیں یہ انصاف کے ٹھیکیدار جب جہیز نا ملنے پر کسی بہن بیٹی کو زندہ آگ میں جلا دیا جاتا ہے ۔۔۔

جب کسی مظلوم کی عزت روندی جا رہی ہوتی ہے ،،، جب کوئی غریب دو وقت روٹی کی نا ملنے پر اپنے پورے خاندان سمیت خودکشی کر لیتا ہے ۔۔۔اور لڑکی پیدا ہونے پر یہ کہہ کر کہ یہ ہماری نسل نہیں چلا سکتی کبھی کسی معصوم کو گھر سے باہر نکال دیا جاتا ہے ۔۔۔اور کبھی طلاق دے دی جاتی ہے ۔۔۔

ہمارے معاشرے کا المیہ کیا ہے۔۔۔ کہ ہم کسی کو کھانے کیلئے دو وقت کی روٹی تو نہیں دے سکتے۔۔۔ لیکن کسی کی ذات اور کردار پر کیچڑ اچھالنے میں اپنا پورا حق ادا کرتے ہیں۔۔۔

ہمیں حیرت ہوتی ہے یہ جان کر کہ گھر میں ذرا ذرا سی بات پر اپنی بہن، بیوی اور بیٹی پر ہاتھ اٹھانے والا مرد،،، باہر آکر کسی اور کیلئے حق کی آواز اٹھا رہا ہے۔۔

لیکن سر ہم نے جو دیکھا ہے اس پر سوال اٹھانے کا حق تو بنتا ہے ہمارا،،،، کہ ہمیں پتا چل سکے کہ جسے ہم اپنے لیڈر کے طور پر چن رہے ہیں اصل حقیقت میں وہ انسان کیسا ہے۔۔۔

آگے جا کر ہمارے اور ہماری نسل کیلئے کیسا ثابت ہو سکتا ہے،،، فرسٹ رو میں بیٹھے ایک صحافی نے اٹھ کر سوال کیا تھا۔۔۔

بالکل حق بنتا ہے آپکا،،،، ہم یہ کب کہہ رہے ہیں آپکا حق نہیں بنتا،،، لیکن بنا کسی تصدیق کے تصویر کا ایک رخ دیکھ کر فیصلہ کر لینا کہاں کی عقلمندی ہے

۔۔۔

اور نسل کے بارے میں تو بات ہی نا کریں آپ آنے والی نسل کو کیا سکھانا چاہتے ہیں کہ بیٹا اوپر والے نے آپ کو جو عقل و شعور دیا ہے اسکا استعمال نا کرتے ہوئے کسی بھی بات پر یقین کر لینا چاہے وہ جھوٹی ہی کیوں نا ہو۔۔۔

یہ تو وہی بات ہوئی جنے لایا گلی اودے پیچھے اٹھ چلی (جس نے باتوں میں لگایا اسکے پیچھے لگ کر ساتھ چل پڑنا)

بنا کسی بھی ثبوت کے کسی پر کوئی بھی الزام لگا دینا تو سوری ٹو سے اس سے آپ اپنی نسل کو روشن مستقبل تو نہیں دے سکتے لیکن ہاں اندھیروں کی طرف ضرور دھکیل رہیں ہیں۔۔۔

اور سچ بھی یہی ہے کہ جو آج ہم کرتے ہیں وہی بڑے ہو کر ہماری اولاد کرتی ہے جو اس نے بچپن میں اپنے بڑوں کی طرف دیکھ کر سیکھا ہوتا ہے۔۔

اور جو بندہ اپنی عقل کی بجائے دوسروں کی باتوں اور مفروضوں پر عمل کرنے والا ہو وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا ہے،،،، اور نا ہی کبھی ایسی قوم کے حالات بدل سکتے ہیں اور نا ہی ایسے ہاتھوں میں رہ کر کبھی ملک ترقی کر سکتا ہے۔۔۔

اس نے اپنی گہری سبز آنکھیں اس کے چہرے پر ٹکاتے ،،،،، ذو معنی انداز میں سچائی بیان کرتے ہوئے ایسا رخ دکھایا تھا کہ وہ صحافی لاجواب ہوتا شرمندگی سے سر جھکا کر واپس بیٹھ گیا۔۔۔

ٹھیک ہے سر آپکی ساری باتیں ٹھیک ہیں ،،، اور ہم اس بات کو مانتے بھی ہیں ۔۔۔ لیکن آپ اس بات سے تو انکار نہیں کر سکتے کہ آپ نے اس آدمی پر ہاتھ اٹھایا تھا۔۔۔اور پھر آپکی فیملی کے بھی آپ کے حق میں نا بولنا آپکو عوام کی نظر میں مشکوک ٹھہرانے کی سب سے بڑی وجہ ہے۔۔۔

آپ اس بارے میں کیا کہیں گے ۔۔۔ سیکنڈ رو میں بیٹھی ایک رپورٹر نے اٹھ کر مسکراتے ہوئے سوال کیا تھا۔۔۔

ضارب کی نظریں اس صحافی سے ہٹ کر اس رپورٹر پر آ گئی تھیں جس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔۔۔۔

ہم نے کب کہا کہ ہم نے اس آدمی پر ہاتھ نہیں اٹھایا،،، یا اس ویڈیو میں جو دکھایا گیا ہے وہ ہم نے نہیں کیا۔۔۔اس نے مسکرا کر کہتے اسے لاجواب کیا تھا ۔۔وہ حیرت سے اسکا خوبصورت چہرہ دیکھنے لگی تھی۔۔۔۔

جو بنا ڈرے سب کے سامنے اپنا جرم قبول کر رہا تھا۔۔۔

ہمارا سوال یہ ہے آپ لوگوں نے یہ سوچنے کی زحمت نہیں کی کہ ہم نے ایسا کیوں کیا۔۔۔اس کے پیچھے وجہ کیا تھی ۔۔۔ ٹھہریں ہم دکھاتے ہیں۔۔۔اس کے بولتے ہی پیچھے سکرین پر ایک ویڈیو پلے ہوئی تھی۔۔۔

جس میں اس دن پیش آنے والے واقعے کی مکمل ویڈیو اپنی تمام تر سچائی کے ساتھ موجود تھی جسے دیکھتے وہاں موجود سب کے منہ حیرت سے کھل گئے تھے ----

اور رہی ہماری فیملی کی سپورٹ نا کرنے کی بات تو ہم پوچھنا چاہے گئے اب تک ہمارے کتنے فیملی میمبرز سے آپکا سامنا ہوا ہے سوائے واسم شاہ کے ---تو آپ ان سے بنا ملے بنا انکی رائے جانے یہ اندازہ کیسے لگا سکتے ہیں کہ وہ ہمیں سپورٹ کر رہے ہیں یا نہیں ---

اور رہی واسم شاہ کی بات تو وہ حق بجانب تھے ---جب انکا میرے کسی بھی معاملے سے لینا دینا ہی نہیں ہے اور نا وہ اس بارے میں کچھ جانتے ہیں تو پھر میرے کسی بھی فیل کے وہ جوابدہ بالکل نہیں ہے ---

آپ کو جو پوچھنا ہے ہم سے پوچھے ہم جواب دیں گے آپکو۔۔۔جبکہ اس رپورٹر کی بولتی تو اس ویڈیو کو دیکھ کر ہی بند ہو گئی تھی باقی کی رہی سہی کسر اس کے جواب نے پوری کر دی۔۔۔

امید کرتے ہیں ہمیں لے کر جو شک و شبہات آپ سب کے دل میں تھے اب دور ہو گئے ہونگے۔۔۔اور یہ مت سمجھیے گا کہ یہ ہم آپکو اپنی صفائی پیش کر رہے ہیں۔۔۔

ہمیں رتی برابر بھی فرق نہیں پڑتا کہ کوئی ہمارے بارے میں کیا سوچتا ہے۔۔۔لیکن جو لوگ ہمارے ساتھ جڑیں ہیں ہمیں انکی پرواہ ہے۔۔۔آفٹر آل انہوں نے ہم پر اپنا پیسہ لگایا ہے۔۔۔وہ برباد تو نہیں ہونے دے سکتے نا۔۔

بات کرتے کرتے آخر میں اسکا لہجہ طنزیہ ہو گیا تھا۔۔۔ٹیوی پر غور سے اسکی تقریر سنتے لیاقت صاحب چونکے تھے،،،،وہ سیدھا سیدھا انہیں ہی یہ بات سنا رہا تھا وہ اچھے سے سمجھ چکے تھے۔۔۔۔

اور انہیں اب ڈر لگ رہا تھا کہ اس بات کو لے کر ضارب کوئی انتہائی قدم نا اٹھا لے،،،،کیونکہ وہ اسکی ضد اور انا سے اچھی طرح واقف تھے اگر اسے کسی چیز اور انسان سے کھار ہو جاتی تھی۔۔۔

تو وہ اس سے دوری بنا لیتا تھا۔۔۔اور ضارب شاہ کا ساتھ ان کیلئے کتنا ضروری تھا یہ ان سے بہتر کون جان سکتا تھا۔۔۔جس کے ساتھ جڑتے ہی انکی پارٹی نے مقبولیت کی منزلیں پائی تھیں۔۔۔

انکی پارٹی جو صرف ایک صوبے تک محدود تھی۔۔۔اب دوسرے صوبوں میں بھی جگہ بنانے لگی تھی۔۔۔ صرف اور صرف ضارب شاہ کے ساتھ جڑے ہونے کی وجہ سے لوگ انکے باقی امیدواروں کو بھی ووٹ دینے کو تیار تھے

۔۔۔

اور اگر جس کے دم سے یہ سب ہو رہا تھا اگروہ ہی ان سے الگ ہو جاتا تو عوام انہیں ووٹ دیتی یا نا دیتی اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں تھی۔۔۔

اور انکے یہ شہبات ضارب شاہ کی اگلی بات نے سچ کر دکھائے تھے۔۔۔

اس کے علاوہ ہم ابھی اور اسی وقت آئی پی پی سے علیحدگی کا اعلان کرتے ہیں ۔۔۔ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اب ہم یہ الیکشن ایک آزاد امیدوار کی حیثیت سے لڑیں گے۔۔۔

یہاں وہ ڈائس پر دونوں ہاتھ رکھے بلیک پینٹ کوٹ میں ملبوس مائک پر بول رہا تھااور رپورٹرز اسے جلدی جلدی نوٹس پر اتارتے جارہے تھے۔۔۔۔

وہی اس کے اس فیصلے پر سکرین کو دیکھتے لیاقت صاحب کے ساتھ ساتھ وہاں موجود تمام رپورٹرز کو سانپ سونگھ گیا تھا۔۔۔

سب لوگ حیران تھے اس کے انتہائی اور حساس فیصلے کو اتنی جلد بازی میں لینے پر ۔۔۔کیونکہ اس فیصلے سے اس کے ساتھ ساتھ آئی پی پی پارٹی کو بھی کتنا نقصان ہو سکتا تھا سب اچھے سے سمجھتے تھے۔۔۔۔

لیکن اتنا سب کچھ ہونے کے بعد کسی کی ہمت نہیں تھی کہ کوئی اس سوال کر سکے۔۔۔۔ویسے بھی وہ کسی کی سن کہاں رہا تھا۔۔۔ صرف اپنی سنا رہا تھا۔۔۔

اور جیسا کہ ہم نے پہلے بھی کہا تھا کہ ،،،، ہم آپکو کوئی جھوٹے دلاسے اور امیدیں نہیں دے گے ۔۔ کہ ہم اقتدار میں آ کر یہ کریں گے وہ کریں گے ۔۔۔۔

اور نا ہمیں جھوٹے دلاسے دے کر ووٹوں کی بھیک مانگنی آتی ہے ۔۔۔۔اور نا ہم ایسا کچھ کریں گے ۔۔۔ ہم جیسے ہیں سب کے سامنے ہیں ہمیں ووٹ دینا نا دینا یہ سراسر آپکی اپنی مرضی ہو گی ۔۔۔۔ شکریہ

اتنا کہتے ہی وہ سٹیج سے نیچے اتر گیا تھا اور اسکے پیچھے پیچھے ہی خان اور گارڈز اسکو چاروں طرف سے پروٹیکٹ کرتے نکلے تھے ۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف اپنا منہ چھپائے بیٹھا دشمن جو اسکی بدنامی اور بربادی چاہتا تھا اس چال کو ناکام ہوتے دیکھ غصے سے پاگل ہو گیا تھا ۔۔۔۔

اور اسی غصے میں اس نے کرسٹل کا واز اٹھا کر سید ھا ایل سی ڈی کی سکرین پر دے مارا تھا۔۔۔جو ایک دھماکے کے ساتھ ٹوٹتی بند ہو گئی تھی۔۔۔

ابھی وہ اپنا غصہ نکالنے کیلئے کچھ اور بھی توڑتا کہ کسی نے پیچھے سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔

****

ارمغان شاہ کے ساتھ جب دادا سائیں شاہ مینشن پہنچے تو انہیں ملازمین سے پتا چلا کہ وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی پریس کانفرنس کیلئے نکلا ہے۔۔۔

تو انھوں نے اس کے پیچھے جانے کے بجائے اس کے گھر واپس آنے تک یہیں شاہ مینشن میں رکنے کا فیصلہ کرتے ہوئے اسکا انتظار کرنے لگے۔۔۔

اس دوران وہ لائیو ٹیوی پر چلتی اسکی کانفرنس بھی دیکھ رہے تھے،،،،، اور اسکو سب کی بولتی بند کرتے دیکھ دادا سائیں کے ساتھ ساتھ ارمغان شاہ کو بھی اپنے بھتیجے پر فخر ہو رہا تھا۔۔۔

وہ جو بیٹے کی حرکت کی وجہ سے اپنے باپ تک سے نظریں نہیں ملا پا رہے تھے ،،،،، ضارب کے اتنے احسن طریقے سے سب کچھ سنبھالنے پر اس کے ظرف کو دیکھتے ہوئے دل میں اسکے مشکور ہوئے تھے۔۔۔

لیکن ایکدم سے اس کے پارٹی چھوڑنے کے فیصلے پر تھوڑے پریشان بھی ہوئے تھے،،،،، جسکا انھوں نے حیدر شاہ سے اظہار بھی کیا،،،،، لیکن پھر انکے یہ کہنے پر کہ اس نے کچھ سوچ کر ہی یہ فیصلہ لیا ہو گا۔۔۔

اور ان بہتر ضارب شاہ کو کون جان سکتا تھا اس لیے انہیں ریلکس بیٹھے دیکھ وہ بھی مطمئن ہو گئے۔۔۔

****

کیا ! ! واسم لالا ہمیں پڑھائیں گے ؟؟ زر کے پوچھنے پر ابرش نے زور و شور سے سر ہلایا تھا،،،،، رش.برش میں نہیں پڑھنے والی تمہارے ان کھڑوس لالا سے ،،،،اس کی بات سنتے ہی زر نے صاف جواب دیا تھا۔۔۔

سب سے پہلے تو میں تم سے پوچھ نہیں رہی بلکہ بتا رہی ہوں ،،،،، اور خبردار اگر دوبارہ میرے لالا کو کھڑوس بولا تو تمہارا حشر بگاڑ دوں گی ،،،،، میرے لالا بہت ہی سویٹ ہیں بالکل میری طرح ،،،، اس نے اتراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

اچھا سوری دوبارہ نہیں کہوں گی لیکن یار مجھے ان سے بہت ڈر لگتا ہے ،،،،، میں کیسے پڑھوں گی ان سے ،،،،، میری تو انکے سامنے آواز بھی نہیں نکلتی۔۔۔

ہاں ایسے ہی کوئی ڈریکولا ہیں نا میرے لالا جن سے تمہیں ڈر لگتا ہے ،،،،، بلکہ جن سے اصل میں ڈرنا چاہیے انکے تو ہر وقت گلے کا ہار بنی رہتی ہوں ،،،، وہ اس بار سچ میں برا مناتے ہوئے بولی تھی۔۔

اس کی پہلی بات پر یہاں زر نے اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی وہی دوسری بات پر اسکی طرف حیرت سے دیکھا تھا۔۔۔

کس کی بات کر رہی ہو تم،،، کس سے ڈر نا چاہیے مُجھے اس نے حیرت سے پوچھا تھا۔۔۔

ضارب لالا کی بات کر رہی ہوں،،،، تم نے انکی آنکھیں نہیں دیکھیں کیسے ہمیشہ غصے سے سرخ رہتی ہیں،،، ان سے تو تمہیں ڈر نہیں لگتا بس ایک میرے لالا سے ہی لگتا ہے جو کسی سے کچھ بھی نہیں کہتے۔۔۔

ایسی بات نہیں ابرش میں نے کب کہا کہ تمہارے لالا برے ہیں بلکہ وہ تو بہت اچھے ہیں بس ہم سے زیادہ بات نہیں کرتے نا مجھ سے اور نا بیا سے تو اس لیے ہم ان سے زیادہ فرینک نہیں ہیں۔۔۔

اور رہی ضارب لالا کی بات تو وہ مجھے بالکل بیا کی طرح پیار کرتے ہیں اس کی ہی طرح میرا خیال رکھتے ہیں مجھ میں اور بیا میں انہوں نے کبھی کوئی فرق نہیں کیا اس لیے میں انکے زیادہ قریب ہوں۔۔۔۔

اس کو برا مناتے دیکھ اس نے رسان سے سمجھایا تھا،،،، ہاں تو وہ تھوڑے الگ نیچر کے ہیں نا اس لیے،،،، اسکا مطلب یہ نہیں تم ان سے ڈرو اور انکے بارے میں باتیں بناو۔۔۔۔

اچھا اور اگر یہی سوال میں تم سے کروں تو تم کیوں ضارب لالا سے اتنا ڈرتی ہو ،،،، حالانکہ انہوں نے تو کبھی تمہیں ڈانٹا بھی نہیں اور نا تم پر کبھی غصہ کیا ہے

۔۔۔۔

اسکی بات پر ابرش کے چہرے پر اک سایہ سا لہرایا تھا۔۔۔وہ بس ایسے ہی مجھے وہ اچھے نہیں لگتے ورنہ ان سے ڈرتی ورتی نہیں ہوں میں،،،، لیکن پھر جلد ہی اپنے تاثرات چھپاتی اپنے لہجے کو ہشاش بناتی بولی۔۔۔

جبکہ زرجو اسکے چہرے کے بدلتے رنگ بہت غور سے دیکھ رہی تھی جن میں خوف کی رمک واضح تھی،،،،،، اسکے بات بدلنے پر فلحال زیادہ کرید نا مناسب نا سمجھا۔۔۔۔

اچھا تم کیا چاہتی ہو میں تمہارے ساتھ آکر واسم لالا سے پڑھو تو ٹھیک ہے لیکن اگر انھوں نے مجھے ڈانٹا تو بعد میں تم اپنی خیر منانا،،،، ابرش کے اسرار کرنے اور کچھ اسکے روٹھ جانے کے ڈر سے وہ مان گئی تھی۔۔۔

لیکن اینڈ میں اسے دھمکانا نہیں بھولی ،،،، نہیں ڈانٹے گے دیکھنا میرے لالا بہت اچھے ہیں ،،،، جبکہ وہ تو اسکے مان جانے پر ہی خوشی سے اس سے لپٹ گئی اور ساتھ ساتھ واسم کی تعریفیں بھی جاری تھیں ---

جسے سنتے زر مسکرا رہی تھی ----

****

وہ جلد ہی فریش ہو کر واپس ابرش کے کمرے میں آگیا ،،، یہاں ابرش کے ساتھ اب زرمینے بھی اپنی کتابوں سمیت موجود تھی ،،، جس نے اسے آتے دیکھ فورا سلام کیا تھا ---

جس پر اس نے صرف سر ہلانے پر اتفاق کیا تھا۔۔۔پھر ان دونوں کو کتابیں کھولنے کا اشارہ کرتے پڑھانا سٹارٹ کیا۔۔۔

جو سوال انہیں مشکل لگ رہے تھے انکی ایک شارٹ لسٹ بناتے وہ باری باری دونوں کو ڈیٹیل سے سمجھا رہا تھا۔۔۔اور اسکے پڑھانے کا طریقہ اتناز بردست تھا کہ ان دونوں کو جلد سب کچھ یاد ہو گیا۔۔۔

ابھی وہ لوگ پڑھ ہی رہے تھے جب دروازہ نوک کرتے زارون اندر داخل ہوا تھا۔۔۔اور واسم شاہ کو وہاں موجود اور ان دونوں کو پڑھاتے دیکھ کر وہ شرارتی مسکراہٹ لبوں پر سجائے ان کے پاس ہی آ کر دوسرے صوفے پر ٹک گیا۔۔۔

واہ زبردست لالا کیا بات ہے آپ انہیں پڑھا رہے ہیں شکر ہے اب مجھے پورا یقین ہے کہ یہ دونوں ضرور پاس ہونگی،،،، ورنہ جیسی انکی حرکتیں ہیں انہوں نے تو ہمارے خاندان کا نام ہی ڈبو دینا تھا۔۔۔۔

جبکہ اس کی بات سن کر زرا اور ابرش اسے گھورنے لگی تھیں یہ تو واسم کا لحاظ کر کے وہ چپ بیٹھی تھیں ورنہ اسے بہت اچھا جواب دیتیں۔۔۔۔

انکی چھوڑو مجھے تم اپنی بتاؤ تمہاری تیاری کیسی ہے،،،، تمہارے بھی اگیزیمز ہیں نا،،،، اور اگر تم اس بار بھی فیل ہوئے تو بابا سائیں تو تمہیں بعد میں سزا دیں گے،،،، پہلے تمہاری اچھی طرح خبر میں لوں گا۔۔۔۔

جبکہ واسم کی بات پر اسکے مسکراتے لب فورا سکڑے تھے.جی لالا میری تیاری بہت اچھی ہے،،،،اس بار میں ضرور پاس ہو جاؤں گا ان شااللہ،،،،اس نے بمشکل اٹکتے ہوئے اپنی مکمل کی تھی۔۔۔

جبکہ اس کو ایسے اٹکتے دیکھ ابرش اور زر نے نیچے منہ کر کے اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی۔۔۔۔

اچھا اگر ایسا ہے تو اپنی بکس لے کر آو ابھی میں تمہارا ٹیسٹ لیتا ہوں۔۔۔۔وہ اسکی بات پر سر ہلاتے بولا،،،،جبکہ ٹیسٹ والی بات پر زارون کے چہرے کا رنگ بدلہ تھا۔۔۔

لیکن لالا میں کہہ رہا ہوں نا میری تیاری اچھی ہے اور ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی تو احمد سر مجھے پڑھا کر گئے ہیں،،،،اب پھر سے پڑھنے کا میرا دل نہیں کر رہا،،،،
وہ اپنے ٹیوٹر کا حوالہ دیتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

ایک بار پھر سوچ لو اگر تمہیں کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا تو میں سمجھا دیتا ہوں ۔۔۔ تمہارے لیے اور آسانی ہو جائے گی ۔۔۔

نہیں لالا مجھے سب کچھ اچھے سے یاد ہو گیا ہے آپ ان دونوں کو پڑھائیں وہ ابھی بات کر ہی رہا تھا جب اچانک ابیہا کمرے میں داخل ہوئی تھی ۔۔۔

اسے ابرش سے کچھ کام تھا،،،، لیکن ان سب کو یہاں یوں اکٹھے اور خاص طور پر واسم کو بیٹھے دیکھ دروازے سے ہی واپس مڑنے لگی تھی جب زارون نے اسے آواز دی ۔۔۔

ارے کہاں جارہی ہیں بیا ہم سب یہاں اکٹھے بیٹھے ہیں آپ بھی آئیں اور ہمیں جوائن کریں وہ اسے روکتے ہوئے بولا تھا،،،زارون کی بات پر مسکراتے ہوئے ابرش اور زرمینے نے بھی اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔۔

جبکہ واسم کو اسکا یوں بنا نوک کئے کمرے میں داخل ہونا ذرا پسند نہیں آیا تھا،،،،حالانکہ یہ اسکا کمرہ نہیں تھا پھر بھی اسکی نفیس طبیعت پر یہ بات گراہ گزری تھی۔۔۔

لیکن تم لوگ تو شاید پڑھ رہے ہو میں یہاں ایویں ہی تم لوگوں کو ڈسٹرب کروں گی،،،،بیا ایسی باتیں کیوں کر رہی ہیں بلا ہم کیوں ڈسٹرب ہونگے آپکے بیٹھنے پر،،،،ابرش نے اسکی بات کا برا مناتے ہوئے کہا تھا۔۔

جبکہ زرا اور زارون نے بھی اسکی تائید کی تھی،،، البتہ واسم خاموش تھا ۔۔۔انکے اسرار کرنے پر اب کی بار ایہا کو انکار کرنا اچھا نہیں لگا تھا اس لیے وہ آگے بڑھ آئی۔۔۔۔

ایک منٹ بیا،،، ابھی وہ بیٹھنے لگی تھی کہ زارون نے اسے روکا تھا،،، کیا ہوا جبکہ اس کے ایسے روکنے پر اس نے حیرت سے استفسار کیا تھا۔۔۔

وہ میں کہہ رہا تھا جب ہم سب اتنے دنوں بعد اکٹھے بیٹھ ہی رہے ہیں تو کیوں نا پڑھائی کے ساتھ ہلکی پھلکی پارٹی ہو جائے،،، اس میں اگر ایہا کے ہاتھ پکوڑے اور چائے مل جاتی تو مزہ آجاتا،،، اس نے مسکراتے ہوئے اسے روکنے کی وجہ بتائی تھی۔۔۔۔

ارے یہ کونسی بڑی بات ہے میں ابھی بنا کر لاتی ہوں بلکہ پکوڑوں کے ساتھ دوسرے سنیکس بھی لے کر آتی ہوں۔۔۔

اتنا کہتے ہوئے وہ چلی گئی تھی اور اپنے کہے کے مطابق ٹھیک آدھے گھنٹے کے بعد وہ چائے اور دیگر لوازمات کے ساتھ حاضر تھی۔۔۔

انکی پڑھائی تو ویسے بھی مکمل ہو گئی تھی تو زر اور ابرش نے اپنی کتابیں سمیٹتے ہوئے ٹیبل صاف کرتے جگہ بنائی تھی۔۔۔

جس پر اسکی ساتھ آئی ملازمہ چیزیں سہی سیٹ کرتے ہوئے واپس چلی گئی تھی ۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ سب کو سرو کرتی واسم اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

اچھا گڑیا تم لوگ انجوائے کرو میں چلتا ہوں اور آگے بھی کچھ سمجھنا ہو تو مجھے بتا دینا میں تمہیں پڑھا دوں گا۔۔۔

لیکن لالا بیا اتنے پیار سے ہم سب کیلئے یہ چیزیں بنا کر لائی ہیں،،،،آپ بھی ہمارے ساتھ بیٹھے۔۔۔

گڑیا میں ضرور بیٹھتا لیکن آپکو پتا ہے میں اتنی ہیوی اور آئلی چیزیں نہیں کھاتا بس اسی لیے،،،،اچھا آپ یہ سب نہیں کھا سکتے لیکن ہمارے ساتھ کافی تو انجوائے کر سکتے ہیں نا،،،،دیکھیں بیا سپیشلی آپ کیلئے آپ کی فیورٹ بلیک کافی بھی بنا کر لائی ہیں۔۔۔

ابرش نے اسکی توجہ ٹیبل پر الگ ٹرے میں رکھے بھاپ اڑاتے گرم کافی کے مگ پر دلائی تھی۔۔۔

جس کی اسے اب سچ میں طلب ہو رہی تھی اور وہ اپنے کمرے میں جا کر ملازمہ سے منگوانے والا تھا،،، لیکن یہ لڑکی اسکے بنا کہے ہی بنا لائی تھی جسکی واسم شاہ کو امید نہیں تھی۔۔۔

پھر وہ ابرش کے اسرار پر بیٹھ گیا تھا جبکہ وہ سب اپنی اپنی چائے کے ساتھ دوسرے لوازمات کھاتے باتوں میں مصروف ہو گئے۔۔۔

جب ابرش نے اپنی پلیٹ میں سے کیک کا چمچ بھر کر اسکے سامنے کرتے ہوئے التجائی نظروں سے دیکھا تھا،،، جو اسے ہلکی گھوری سے نوازتے ہوئے اس نے لے لیا تھا۔۔۔

اور وہ سچ میں اس لڑکی کے ہاتھ کے ذائقے کا قائل ہوا تھا جسکا اس نے منہ سے اظہار کرنا ضروری نا سمجھا۔۔۔

****

ضارب جب سب کام نپٹا کر گھر پہنچا تو وہاں داداسائیں کے ساتھ ارمغان شاہ کو موجود پا کر بہت خوش ہوا۔۔۔

جس کا اس نے ان سے ملتے ہوئے اظہار بھی کیا۔۔۔جب وہ حیدر شاہ سے مل کر ارمغان شاہ کی طرف آیا تو انھوں آگے بڑھ کر اسکی کشادہ پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا۔۔۔

جبکہ انکے اس اچانک عمل پر وہ تھوڑا حیران بھی ہوا تھا۔۔۔مجھے فخر ہے آپ پر میری جان،،، جیسے آج آپ نے ہمارے خاندان کا نام اونچا کیا ہے۔۔۔

مجھے کتنی خوشی ہوئی ہے میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔۔

بہت شکریہ تایاسائیں سب آپکی دعاؤں کا ہی اثر ہے۔۔۔ضارب نے ان سے الگ ہوتے مسکرا کر کہا تھا۔۔

بیٹا میں آپ سے شرمندہ ہوں کیونکہ واسم نے آپ کے مشکل وقت میں ساتھ دینے کی بجائے،،،، ایساری ایکٹ کر کے معاملہ اور بھی بگاڑ دیا تھا۔۔

جسکی وجہ سے آپ کو بہت کچھ برداشت کرنا پڑا،،،، حالانکہ ایسے حالات میں آپکی فیملی کو آپ کے ساتھ سب سے پہلے کھڑا ہونا چاہیے تھا۔۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے تایا سائیں یہ بات ہم پہلے ہی کلیئر کر چکے ہیں کہ واسم کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے وہ بالکل حق بجانب تھے ،،،،،اس لیے آپکو شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں ،،،،،اس نے مسکرا کر کہتے انہیں شرمندگی سے نکالنا چاہا۔۔۔

یہ تو آپکا ظرف ہے ،،،،ایسی کوئی بات نہیں ہے واسم ہمارے بھائی ہیں اور انہوں نے جو بھی کیا بالکل ٹھیک تھا،،،،جس سے ہم پوری طرح سہمت ہیں اس لیے آپ یہ سب چھوڑیں آئیں سب مل کر چائے پیتے ہیں۔۔۔۔

بلکہ آج آپ لوگ یہی رک جائیں ہم کسی سے کہہ کر اچھا سا ڈنر تیار کرواتے ہیں۔۔۔۔

نہیں ضارب بیٹا ہمیں گاؤں میں بہت سے کام ہیں جو جا کر مکمل کرنے ہیں،،،، اس لیے ہم رات نہیں رک سکتے لیکن ہاں آپ کے ساتھ چائے ضرور پیے گئے ۔۔۔

اسکے بعد وہ ضارب کے ساتھ کچھ وقت گزار کر واپس حویلی کیلئے نکلے تھے لیکن جاتے جاتے اسے اپنا فون اون رکھنے کی ہدایت کرنا نہیں بھولے،،،، جس کی وجہ سے آج انکا اس سے رابطہ نہیں ہوا تھا تو وہ پریشانی میں آ گئے تھے۔۔۔

****

واپس حویلی پہنچتے داداسائیں تو آرام کی غرض سے اپنے کمرے کی طرف.بڑھ گئے،،،، لیکن ارمغان شاہ کو واسم پر جو غصہ تھا اس کی وجہ سے انہوں نے اسے سٹڈی میں طلب کر لیا تھا۔۔۔

جس کا پیغام ملازمہ اسکے کمرے میں دے آئی تھی۔۔۔۔

وہ جو اپنے کمرے میں بیٹھا لیپ ٹاپ پر آفس کا کام کر رہا تھا اس اچانک بلاوے پر سب کچھ چھوڑتے سٹڈی کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

شاید کسی حد تک وہ سمجھ چکا تھا کہ ارمغان شاہ نے اسے کیوں طلب کیا ہے اس لیے ریلیکس سا سٹڈی روم میں داخل ہوتا انہیں سلام کہتا بالکل ان کے سامنے کرسی پر براجمان ہو گیا تھا۔۔۔۔

لیکن دوسری طرف سے اس کے سلام کا کوئی جواب نہیں آیا تھا،،،، اسے وہاں بیٹھے بیٹھے تقریبا دس منٹ سے اوپر کا وقت ہو چکا تھا لیکن ارمغان شاہ کی پوزیشن میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔۔۔

وہ اب بھی کرسی سے سر ٹکائے آنکھیں موند کر ویسے ہی بیٹھے تھے جیسے اس کے آنے سے پہلے تھے۔۔۔۔

ڈیڈ آپ مجھے بتائیں گے کہ آپ نے مجھے یہاں کس لیے بلایا تھا یا پھر میں اٹھ کر چلا جاؤں گا۔۔۔انتظار کرتے کرتے جب اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا تو اس نے کوفت سے کہا تھا۔۔۔

کیوں آپ بنا کوئی بات کیے ہمارے ساتھ نہیں بیٹھ سکتے یا پھر اپنے باپ کے ساتھ بیٹھنے سے آپکا قیمتی وقت ضائع ہو جائے گا۔۔۔

اسکی بات سن کر انھوں نے بند آنکھوں سے ہی طنز میں ڈوبا جواب دیا تھا ۔۔۔جسے سن کر وہ دھیرے سے مسکرایا تھا لیکن آگے سے بولا کچھ نہیں۔۔۔

جبکہ اس کے جواب نا دینے پر انہوں دھیرے سے اپنی آنکھیں کھولیں تھی اور اسے ایسے مسکراتے دیکھ انکا پارا کچھ اور ہائی ہوا تھا۔۔۔

کیا میں جان سکتا ہوں واسم شاہ کہ آپ نے جو آج کارنامہ انجام دیا ہے اسکے پیچھے وجہ کیا تھی۔۔۔انہوں نے اپنی غصے سرخ ہوئی آنکھیں اسکے چہرے پر ٹکاتے درشتگی سے پوچھا تھا۔۔۔

کونسا ڈیڈ میں نے تو آج ایسا کوئی بھی کام نہیں کیا جس پر آپ ایسے غصہ کر رہے ہیں،،،،آپ کونسے کارنامے کی بات کر رہے ہیں۔۔۔

سب کچھ جانتے بوجھتے بھی وہ ایسے انجان بن گیا جیسے کچھ جانتا ہی نا ہو،،،، جبکہ اسکی معصومیت پر ارمغان شاہ نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں۔۔۔

آخر تھا تو وہ انکی ہی اولاد الٹی بات کا سیدھا جواب کیسے دیتا۔۔۔

میں ضارب والے معاملے کی بات کر رہا ہوں،،،،آپ نے کیا سوچ کر میڈیا کو ایسا جواب دیا تھا،،،،آپ کو پتا ہے صرف آپکی وجہ سے انہیں کیا کیا باتیں سننی پڑی ہیں۔۔۔

آپکو تو اس مشکل وقت میں ان کے ساتھ کھڑا ہونا چاہیے تھا اور آپ نے صاف جواب دیتے اپنی پیٹھ دکھا دی کم از کم مجھے آپ سے یہ امید تو نہیں تھی۔۔

دیکھیں ڈیڈ مجھے جو سہی لگا میں نے وہی کیا،،،،جس معاملے کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں،،،،جس بارے میں مجھے کچھ علم نہیں،،،،اس کے بارے میں

کیا کہتا اور اگر میں ہمدردی میں آ کر کچھ غلط بول دیتا تو تب بھی آپ نے مجھے ہی قصوروار ٹھہرانا تھا۔۔۔

اس لیے میں نے خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا۔۔۔

لیکن تم ضارب کی سپورٹ میں کھڑے تو ہو سکتے تھے،،،، یا اس میں بھی تمہارا کوئی نقصان ہو جاتا،،،، اسکی ساری باتوں کو ترک کرتے ہوئے وہ اب بھی برہمی سے بولے تھے۔۔۔۔

ہاں یہ میں مانتا ہوں اس میں میری غلطی ہے جس کی وجہ سے میں آپ سے معذرت بھی کرتا ہوں،،،، اور آگے سے اس بات کا دھیان بھی رکھوں گا

۔۔۔۔

اب پلیز غصہ ختم کر دیں،،،، وہ انکے غصے کو دیکھتے ہوئے اپنی غلطی تسلیم کرتے عاجزی سے بولا تھا۔۔۔

جس پر وہ مانے تھے یا نہیں لیکن خاموش ضرور ہو گئے تھے۔۔۔

****

گاڑی آکر ایئر پورٹ پورٹ کے پارکنگ میں رکی تھی۔۔۔ جسکی اگلی سیٹ پر ماں کے ساتھ اسکا بڑا بھائی غنی بیٹھا تھا جبکہ پچھلی سیٹ پر وہ دونوں بہنیں روباب اور حجاب بیٹھی تھیں،،، جن میں بہن ہونے کے علاوہ دیورانی جیٹھانی کا بھی رشتہ تھا۔۔۔

ان دونوں کی شادی ایک ساتھ ایک ہی گھر میں ہوئی تھی۔۔۔بس فرق صرف اتنا تھا کہ مان کی شادی یہاں پسند سے ہوئی تھی،،، وہی غنی کی اسکے گھر والوں کی مرضی سے۔۔۔

لیکن اسکا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ اپنی بیوی سے پیار نہیں کرتا تھا،،، بھلے ہی انکی ارینج میرج ہوئی تھی لیکن وہ پسند روباب کو بچپن سے ہی کرتا تھا۔۔۔

بس مان کے مقابلے میں وہ تھوڑا کم گو ہونے کے ساتھ سنجیدہ طبیعت کا حامل بھی تھا،،،، اس لیے کبھی اظہار نہیں کر پایا،،، لیکن پھر بھی اوپر والے نے اسکی خاموش محبت کو اسکی زندگی کا حاصل بنا کر اسکی جھولی میں ڈال دیا۔۔۔

اور آج وہ لوگ اپنی شادی کے ڈیڑھ ماہ بعد اکٹھے ہی ہنی مون پر جا رہے تھے ۔۔۔۔ جانا تو ان لوگوں نے شادی کے فورا بعد ہی تھا لیکن آفس میں کام کا برڈن زیادہ ہونے کی وجہ سے غنی کو ٹائم نہیں مل پا رہا تھا۔۔۔۔

اس نے تو مان کو بولا تھا کہ وہ اور حجاب چلے جائیں،،،، یہ لوگ بعد میں انہیں جوائن کر لیں گے،،،،، جس کیلئے وہ مان بھی گیا تھا لیکن اسکے بہت سمجھانے پر بھی حجاب نہیں مانی تھی۔۔۔۔

کیونکہ بچپن سے لے کر اب تک وہ کبھی روباب سے الگ نہیں ہوئی تھی دوسرا کچھ طبیعت کے معاملے میں بھی وہ ڈرپوک سی تھی جس کی وجہ سے اس نے اسکے ساتھ اکیلے جانے سے صاف انکار کر دیا تھا۔۔۔۔

اور اسکے ڈر کو سمجھتے ہوئے مان کو بھی مانتے ہی بنی تھی،،،،،اور غنی کے فری ہوتے ہی پورے ایک ماہ کی چھٹیوں پر وہ وادی سوات گھومنے جارہے تھے۔۔۔

یہاں پر انکا ذاتی ایک کاٹیج تھا۔۔۔جو غنی نے مان کو خرید کر گفٹ کیا تھا کیونکہ اسے گھومنے پھرنے کا بہت شوق تھا اور اسکی سب سے پسندیدہ جگہ وادی سوات تھی یہاں وہ اکثر اپنے دوستوں کے ساتھ گھومنے چلا جاتا تھا۔۔۔

اور اب اسی کی خواہش پر وہ لوگ سوات جارہے تھے۔۔۔ غنی تو پہلے بھی ایک دو بار جاچکا تھا۔۔ لیکن روباب اور حجاب کا یہ پہلا ایکسپرینس تھا۔۔۔

جس کیلئے روباب تو بہت ایکسائٹڈ تھی لیکن حجاب اپنی ڈرپوک نیچر کی وجہ سے اب بھی سہمی ہوئی تھی۔۔۔کیونکہ یہ لوگ سوات بائی ایئر جارہے تھے تو اسے جہاز میں بیٹھنے سے ڈر لگ رہا تھا۔۔۔

اس نے تو بائی روڈ جانے کی ضد کی تھی لیکن پھر اتنا لمبا سفر اور روباب کے سمجھانے پر کے کچھ نہیں ہو گا ہم سب ساتھ میں ہی ہونگے وہ مان گئی۔۔۔

لیکن اب جیسے جیسے جہاز میں بیٹھنے کا وقت قریب آ رہا تھا اسکا نازک سا دل سینے میں اچھل کر حلق کو آ رہا تھا۔۔۔۔

اب بھی پلین کے اندر داخل ہوتے ہوئے اس نے روباب کا ہاتھ سختی سے پکڑ رکھا تھا۔۔۔ لیکن یہ زیادہ دیر تک نا ہو سکا،،،، کیونکہ ان دونوں کی سیٹس روباب اور غنی کی سیٹس سے الگ تھی۔۔۔۔

تو وہ اسے دلاسہ دیتی اسکے ساتھ آگے بڑھ گئی،،،، جس کے جاتے ہی مان نے اسکا ہاتھ نرمی سے تھامتے ہوئے اسے ونڈو والی سیٹ پر بیٹھاتے خود ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔۔۔۔

اور ساتھ ساتھ نرمی سے اسکے ہاتھ کو سہلا بھی رہا تھا تاکہ وہ ریلکس فیل کرے ۔۔۔۔جس سے کافی حد تک اسکا ڈر کم بھی ہوا تھا۔۔۔

لیکن پھر جب سیٹس بیلٹ باندھنے کی اناؤنسمنٹ ہوئی کیونکہ پلین اڑان بھرنے والا تھا،،،، تو اسکے دل میں بیٹھا ڈر دوبارہ ابھر آیا جس کے چلتے اس نے مان کے ہاتھ پر اپنی گرفت سخت کی تھی۔۔۔۔

جان مان ریلکس رہیں کچھ نہیں ہوگا میں ہوں نا آپکے ساتھ پھر گھبرانے کی کیا بات ہے،،،، کیا آپکو مجھ پر یقین نہیں،،،، ایک ہاتھ اسکے کندھے پر ٹکاتے اور

دوسرے سے اسکے نرم نازک روئی جیسے گال کو سہلاتے ہوئے پیار سے پوچھا تھا

نہیں ایسی بات نہیں ہے مجھے آپ پر پورا یقین ہے اور میں ڈرنا بھی نہیں چاہتی لیکن پتا نہیں کیوں ڈر خود با خود لگی جا رہا۔۔۔

اور دل بھی زور زور سے دھڑک رہا ہے،،،، بہت زیادہ گھبراہٹ بھی ہو رہی ہے۔۔۔۔

اپنے خوبصورت نشیلے نینوں میں لبالب آنسو بھر کر اپنی کیفیت بیان کی تھی

اور ان سب کے دوران وہ اتنی گھبرائی ہوئی تھی کہ مان کے اس کے قریب آنا اور پیار سے چھونا بھی محسوس نہیں کر پائی۔۔۔

جبکہ اسکے اتنی معصومیت سے جواب دینے پر مان کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا ،،،، جس کی وجہ سے وہ آس پاس کا ہوش بھلائے پوری شدت سے اسکی نم ہوئی پلکوں کو باری باری ہونٹوں سے چھو گیا۔۔۔

اسکی اس بے باکی پر وہ ہوش میں آئی تھی اور آس پاس کا خیال کرتے ہوئے اسے خود سے دور کرنا چاہا لیکن اسکی گرفت مضبوط ہونے کی وجہ سے خود کو چھڑوا نہیں پائی۔۔۔

کیا کر رہے ہیں مان ہم پبلک پلیس میں ہیں دور ہٹیں ،،، وہ اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کرتی منمنا کر بولی ،،،، جبکہ چہرہ شرم کی وجہ سے خون جھلکا رہا تھا۔۔۔۔

پبلک پلیس ہے تو پھر کیا ہوا بیوی تو میری اپنی ہے اور مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کوئی میرے بارے میں کیا سوچتا ہے اور کیا نہیں،،،، ویسے بھی آپکو گھبراہٹ ہو رہی تھی نا بس اسی کو دور کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔

اس نے بات مکمل کرتے لب دبا کر اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی۔۔۔

مان آپ دن بادن بے شرم ہوتے جارہے ہیں،،،،، آپکو فرق نہیں پڑتا ہو گا لیکن مجھے ضرور پڑتا ہے اور اب نہیں ہو رہی گھبراہٹ مجھے پلیز پیچھے ہو جائیں ،،،، ورنہ میں آپ سے ناراض ہو جاؤں گی۔۔۔

اپنی کسی بات کا اس پر اثر نا ہوتے دیکھ اینڈ میں دھمکی لگائی۔۔۔

جو کارآمد بھی ثابت ہوئی،،،،، ٹھیک ہے بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں ہے ایک تو مدد کرو اوپر سے ناراض ہونے کی دھمکیاں بھی سنو،،،،،

وہ منہ میں بڑبڑاتے ہوئے پیچھے ہو کر بیٹھ گیا جبکہ ماں کے ایسے منہ پھلانے پر وہ دھیرے سے مسکرائی تھی۔۔۔

ماں نے چاہت بھری نظروں سے اپنی زندگی کو دیکھا تھا جو اب ریلکس بیٹھی مسکرا رہی تھی،،،،، اور یہی تو وہ چاہتا تھا،،،، اسکا بس چلتا تو وہ ڈر کو کبھی اسکے قریب بھی نا جانے دیتا۔۔۔

اور اس نے خود سے وعدہ کیا تھا کہ ایک دن اسے اتنا بہادر ضرور بنا دے گا کہ وہ کھل کر اپنی زندگی جیئے گی بنا کسی خوف و ڈر کے۔۔۔

****

وہ لوگ جب سوات پہنچے تو تقریبا شام ہو چکی تھی اور ایئرپورٹ سے باہر نکلتے ہی سوات کی ٹھنڈی ہوا کے تھپیڑوں نے انکا استقبال کیا تھا۔۔۔

جسے محسوس کرتے ہوئے روباب نے ایک لمبا سانس کھینچا اور پھر کھل کر مسکرائی تھی۔۔۔ان دونوں بھائیوں نے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی تقریبا سارے انتظامات مکمل کر رکھے تھے۔۔۔

اسی لیے انکے پہنچنے سے پہلے ہی وہاں گاڑی موجود تھی۔۔۔جس میں بیٹھتے ہی وہ لوگ گھر کیلئے روانہ ہوئے تھے۔۔۔

روباب اور حجاب وادی سوات کے خوبصورت اور دلکش نظاروں کو مبہوت ہو کر دیکھ رہی تھیں،،،،، سوات کی بل کھاتی سڑکیں اور سبز و شاداب اونچے پہاڑ یہاں آنکھوں کو ٹھنڈک بخش رہے تھے۔۔۔۔

وہی سڑکوں کے اطراف میں بنی گہری گھاٹیاں خوبصورتی کے ساتھ ساتھ دل میں انجانا سا خوف بھی پیدا کر رہی تھیں۔۔۔

جنہیں دیکھتے حجاب تو ڈر کر فورا سے پیچھے ہو کر بیٹھ گئی،،،، لیکن روباب دلچسپ نگاہوں سے دیکھتی ان خوبصورت مناظر میں کھو چکی تھی۔۔۔۔

انہیں گھر پہنچتے پہنچتے تقریبا رات کے آٹھ بج چکے تھے۔۔۔۔ کھانا وہ لوگ راستے میں ہی رک کر ایک ہوٹل سے کھا چکے تھے۔۔۔اب بس گھر پہنچ کر آرام کرنے کی جلدی تھی کیونکہ سفر کی تھکاوٹ سے ان سب کا بہت برا حال تھا۔۔۔۔

گاڑی اونچے نیچے پتھریلے راستوں سے گزرتے ہوئے ایک چھوٹے مگر خوبصورت گھر کے سامنے آ کر رکی تھی۔۔۔

جو مکمل طور پر لکڑی سے بنا ہوا تھا،،،، مختلف نقش و نگار سے مزین یہ دو منزلہ کاٹج دیکھنے میں جتنا باہر سے خوبصورت تھا اندر سے اس سے کہیں زیادہ دلکش تھا ۔۔۔۔

گھر میں اینٹر ہوتے ہی ایک چھوٹا سا ہال تھا،،،، جسے خوبصورتی سے سجایا گیا تھا ،،،، سامنے ایک بیڈروم تھا اور اسکی دائیں طرف اوپن کچن جو اٹلین طرز پر بنا ہوا تھا،،،، جس کے بالکل ساتھ ہی لکڑی کی سیڑھیاں تھی،،،، جو اوپر جاتی تھیں۔۔۔۔

اوپر بھی ایک کمرہ تھا،،،،، گھر بالکل صاف ستھرا اور شفاف تھا کیونکہ مان نے گھر کی حفاظت کیلئے ایک کل وقتی ملازم رکھا تھا جو پیچھے اسکا مکمل دھیان رکھتا تھا ۔۔۔۔

روباب اور حجاب کو یہ پیارا سا گھر بہت پسند آیا تھا،،،، اور وہ دونوں بھائی تو انکی خوشی میں ہی خوش تھے۔۔۔۔

غنی تو انہیں شب خیر کہتا ہال سے منسلک روم کی طرف بڑھ گیا تھا تاکہ فریش ہو کر اپنی تھکاوٹ اتار سکے،،،،، جس کے پیچھے روباب بھی چلی گئی تاکہ اگر اسے کسی چیز کی ضرورت ہو تو وہ دے سکے۔۔۔۔

پیچھے بس وہ دونوں ہی رہ گئے تھے،،،، جب مان نے اسے مخاطب کیا تھا،،، تو پھر کیا خیال ہے جان مان ہم بھی اپنے روم میں چلیں جس پر اس نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا تھا۔۔۔

اس پہلے کہ روم میں جانے کیلئے وہ اپنے قدم بڑھاتی مان نے ایک جھٹکے سے اسے اپنی گود میں اٹھایا تھا جبکہ اسکی اس حرکت پر حجاب کی آنکھیں تحقیر سے پھیل گئی تھیں۔۔۔

کیا کر رہے ہیں مان کوئی دیکھ لے گا نیچے اتارے مجھے،،،، جبکہ وہ اسکی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا،،،، اور اسے ایسے اپنی گود میں اٹھائے ہوئے کمرے میں لا کر ایک پیر سے دروازہ اوٹو لوک کرتے ہوئے آرام سے بیڈ پر اتارا تھا۔۔۔

اور اسکے دونوں طرف اپنے ہاتھ ٹکائے اسکے بھاگنے کے تمام راستے بند کرتا ،،،، غور سے اسکا معصوم چہرہ دیکھنے لگا جو شرم سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔

حجاب نے ایک پل کیلئے اپنی نظریں اٹھا کر اسکے چہرے کی طرف دیکھا اور اسے خود کو ایسے تکتے پا کر اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا گئی۔۔۔

جنہیں مان نے مسکراتے ہوئے اپنے لبوں سے چھو لیا،،،، وہ اسکے ارادوں سے گھبراتی ہوئی پیچھے کو کھسکتی بچنے کی کوشش کرتی راہ فرار تلاش کر رہی تھی

۔۔۔۔

لیکن مان کے مضبوط حصار کے سامنے اسکی یہ معصوم کوششیں بالکل بیکار تھی ،،،، مان نے اس پر جھکتے ہوئے اپنے دہکتے لب اسکی صراحی دار گردن پر رکھے تھے،،،، جس پر وہ جی جان سے لرزی تھی۔۔۔

اور اپنے ہاتھوں سے اسکے کندھوں کو تھاما تھا،،،، جیسے جیسے اسکی شدتیں بھرتی جارہی تھیں،،،، حجاب کی گرفت بھی اس پر مضبوط ہوتی جارہی تھی۔۔۔

اسکی گردن کو اپنے لمس سے بھگا کر جب وہ چہرے کی طرف آیا،،،، اس سے پہلے کہ وہ اسکی سانسوں کو اپنے قبضے میں لیتا حجاب نے اپنے چہرے کا رخ موڑ لیا ۔۔۔۔

اور اپنی سانسیں بحال کرنے لگی جو کہ اسکی ذرا سی قربت پر رک رک کر آرہی تھیں،،،،

جان مان !!

کیا ہوا؟؟ مان نے اپنی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے اسے پچکارتے پوچھا تھا،،،،

جس پر حجاب نے اسے گھوری سے نوازا۔۔۔

کیا ہوا مجھے کیوں ایسے گھور رہی ہو میں نے کیا کیا،،، آپکو نہیں پتا کہ آپ نے کیا کیا۔۔۔

نہیں اس نے نفی میں سر ہلایا،،،، مان آپکو پتا ہے نا میں تھکی ہوئی ہوں ابھی ہم اتنا لمبا سفر کر کے آرہے ہیں اور مجھے سونا ہے لیکن آپ مجھے تنگ کر رہے ہیں ،،،،اس نے منہ بناتے ہوئے اس سے اسی کی شکایت لگائی تھی۔۔۔

میں جذب کرلوں ساری تھکاوٹیں تیری

تو ایک بار میرے بازوؤں میں آ تو سہی

اس کے شکایت کرنے پر مان نے گمبیھر سرگوشی کرتے اس کی گال پر شدت بھرا بوسہ دیا تھا۔۔۔مان پلیز !! جبکہ اسے دوبارہ پٹڑی سے اترتے دیکھ حجاب نے اسے التجائی نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔

جس پر وہ مسکرایا اور خود بیڈ پر سہی سے لیٹتے ہوئے اسکا سر اپنے سینے پر منتقل کرتے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا تھا،،،، جس سے وہ سکون محسوس کرتی جلد ہی نیند کی گہری وادیوں میں اتر گئی۔۔۔

جبکہ اسے سکون سے سوتے دیکھ وہ اسے اپنے سینے میں بھینچتے ہوئے خود بھی سکون سے آنکھیں بند کر گیا۔۔۔۔

****

غنی فریش ہو کر جب تک باہر آیا تب تک روباب سوٹ کیس سے کپڑے نکال کر ڈریسنگ میں سیٹ کر چکی تھی۔۔۔۔

اور اسے آتے دیکھ خود کپڑے لے کر فریش ہونے چلی گئی،،،،،اور جب دس منٹ بعد باہر آئی تو غنی کمرے کی مین لائٹ بجھائے زیرو پاور کا بلب جلائے ،،،،،خود بیڈ پر نیم دراز ہو چکا تھا۔۔۔۔

جبکہ اس نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی تھیں جس کی وجہ سے وہ جاگ رہا یا سو گیا تھا روباب کیلئے یہ اندازہ لگانا مشکل تھا۔۔۔۔

وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتے بیڈ کے قریب آ گئی ایک نظر سوتے ہوئے غنی پر ڈال کر خود بھی ایک طرف لیٹ کر کنفرٹ منہ تک اوڑھ لیا۔۔۔۔

ابھی اسے لیٹے کچھ ہی دیر ہوئی تھی جب اسے اپنی کمر پر کچھ رینگتا ہوا محسوس ہوا ،،،،اس سے پہلے وہ کچھ سمجھتی غنی نے اس کی کمر کو اپنی مضبوط گرفت میں لے کر ایک جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا تھا۔۔۔

جس سے سیدھا وہ اسکے کشادہ سینے سے آ لگی تھی ،،،،ایک پل اسکے معصوم چہرے کو دیکھتے ہوئے وہ اس کے لبوں پر جھکتا اسکی دھیمی چلتی سانسوں کو اپنی گرفت میں لے گیا تھا۔۔۔

روباب نے اسکے سینے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے اسے پیچھے کرنا چاہا،،،، لیکن کامیاب نہیں ہو سکی،،، الٹا اس کے عمل کی شدت میں اضافہ ہوا تھا ۔۔۔۔

تھک کر اس نے اپنی کوشش روک دی،،،، کچھ دیر بعد وہ خود ہی اپنے آپ کو پوری طرح سیراب کرتے ہوئے دھیرے سے پیچھے ہوا تھا۔۔۔

اور ایک نظر اسکی شدت سے سرخ ہوئے اسکے گلاب کی پتیوں جیسے خوبصورت لبوں کو دیکھا جس پر ہلکا کٹ لگا تھا۔۔۔

اور پھر اسکی آنکھوں میں جن میں ہلکی سی نمی کے ساتھ شکایت بھی درج تھی ،،،، جسے دیکھتے اس نے باری باری اسکی دونوں آنکھوں پر اپنے لب رکھے تھے ۔۔۔۔

پھر اسکا سر اپنے سینے سے لگاتے دونوں پر کنفرٹ درست کرتے ہوئے خود بھی آنکھیں موند گیا۔۔۔

ویسے تو ان دونوں کے درمیان سب کچھ نارمل تھا لیکن غنی چاہ کر بھی ابھی تک اس سے اپنی محبت کا اظہار نہیں کر پایا تھا۔۔۔

لیکن ہر بار اسکے قریب جاتے ہوئے اپنے عمل سے ضرور بتاتا تھا وہ اس کیلئے کتنی اہم ہے،،،، لیکن شاید وہ اس سے اظہار چاہتی تھی جو کہ اسکی آنکھوں میں بھی نظر آتا تھا۔۔۔

پر بہت جلد ہی وہ اس سے اپنی محبت کا اظہار کرنے والا تھا،،،، کہ وہ اسے کتنا چاہتا ہے،،،، جس کیلئے اس نے بہت کچھ پلین بھی کر رکھا تھا۔۔۔

بس وہ سہی وقت کا انتظار کر رہا تھا جو کہ بہت جلد آنے والا تھا۔۔۔۔

****

آج کا سورج بہت سی امیدیں لے کر طلوع ہوا تھا،،،، جس کی صبح تو بہت خوش گوار تھی لیکن اسکا اختتام کیسا ہونا تھا یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔

دادا سائیں نے فجر کی نماز باجماعت ادا کرتے ہوئے وہاں موجود مولوی صاحب اور تمام نمازیوں سے اپنے پوتے کیلئے خاص دعا کروائی تھی۔۔۔

حویلی میں بھی آج ہر طرف گہما گہمی کا ماحول تھا،،،، کیونکہ آج کا دن ضارب کیلئے کتنا اہم تھا یہ سب ہی جانتے تھے۔۔۔

اماں سائیں نے آج عظمی اور نجمہ بیگم سے بول کر ناشتہ وقت سے پہلے ہی تیار کروالیا تھا۔۔۔ خود وہ ہاتھ میں تسبیح پکڑے مختلف وظائف پڑھنے میں مصروف تھیں۔۔۔

زارون ، ابرش ، ابیہا ، اور زر مینے سمیت ارمغان اور موسی شاہ بھی آج گھر پر ہی موجود تھے ،،،،، جبکہ واسم اپنا ناشتہ مکمل کرتے ہوئے ضروری میٹنگ کا بولتے آفس کیلئے روانہ ہو چکا تھا۔۔۔۔

صبح کے سات بجتے ہی پولنگ اسٹیشن میں ووٹنگ شروع ہو چکی تھی ،،،،، ہر طرف گہما گہمی کا ماحول تھا ،،،،، ووٹرز کی ایک بہت بڑی تعداد نے اپنا اپنا ووٹ ڈالنے کیلئے پولنگ اسٹیشنز کا رخ کیا تھا۔۔۔

اور کسی بھی بدمزگی سے بچنے کیلئے ،،،،، الیکشن کمیشن آفیسرز کی درخواست پر اسٹیشنز پر پولیس کے ساتھ ساتھ آرمی کو بھی تعینات کیا گیا تھا۔۔۔۔

سردار ضارب شاہ نے وہاں اپنے قریبی پولنگ اسٹیشن میں اپنا ووٹ کاسٹ کیا تھا جس کے بعد میڈیا کے نمائندوں سے ہلکی پھلکی گفتگو کر کے حویلی کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔۔۔

یہاں اسکے اپنے اسکا انتظار کر رہے تھے،،،،اسے اپنے آپ پر پورا یقین تھا کہ آج وہ ہی جیتے گا اور وہ اپنی ہر خوشی انکے درمیان رہ کر ہی منانا چاہتا تھا۔۔۔

****

واسم شاہ کی گاڑی شاہ انڈسٹری کے سامنے آ کر رکی تھی،،،،،اسکا پی اے جو باہر ہی اسکا انتظار کر رہا تھا اس نے آگے بڑھ کر اس کیلئے دروازہ کھولا تھا۔۔۔

جب وہ اپنی مسمرائز کر دینے والی پر سنیلٹی کے ساتھ باہر نکلا،،،،اپنی آنکھوں کے ہم رنگ بلیو ٹیکسڈو میں ملبوس آج اسکی چھاپ ہی نرالی تھی،،،، کہ دیکھنے والی ہر آنکھ کو مبہوت کرتا جارہا تھا۔۔۔

وہ جہاں سے گزرتا جارہا تھا سٹاف میمبرز اٹھ کر اپنے اس مغرور مگر شہزادوں جیسی آن بان رکھنے والے مالک کو سلام کر رہے تھے۔۔۔

جس کا وہ بنا رکے سر ہلا کر جواب دیتا اپنے کیبن کی طرف.بڑھ گیا۔۔۔

اس سے پہلے وہ اندر داخل ہوتا اسے دروازے کے سائڈ میں معروف کھڑی نظر آئی تھی،،،،، جس نے پہلے دن کی ہی طرح کالی چادر سے اپنے آپ کو بالکل کور کر رکھا تھا۔۔۔اسے دیکھ وہ ایک پل کیلیئے رک گیا۔۔۔۔

جبکہ اس نے اسے آتے اور اپنے پاس رکتے دیکھ فورا اسلام کیا تھا،،، جسکا سر ہلا کر اسے جواب دیتے وہ اندر آنے کا اشارہ کرتے ہوئے اندر داخل ہو گیا۔۔۔

پیچھے اسکا پی اے بھی ساتھ چلا گیا،،،، وہ دل میں دعا کرتی کہ کل جو کچھ بھی ہوا تھا اسکی وجہ سے وہ اسے نوکری سے نا نکال دے دھیمے قدم اٹھاتی انکے پیچھے ہی اندر داخل ہو گئی۔۔۔

جب وہ اندر داخل ہوئی تو واسم اپنی چیئر پر بیٹھا اپنے پی اے کو کچھ ضروری ہدایات دے رہا تھا پھر اپنے سامنے پڑی فائل پر سائن کرتے ہوئے اس کے ہاتھ میں پکڑائی،،،، جسے لیتے ہی وہ باہر چلا گیا۔۔۔

اس کے جانے کے بعد وہ اب اسکی طرف متوجہ ہوا تھا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے جب بولا تو اسکا لہجہ سپاٹ تھا۔۔۔

مس حسن کیا آپ مجھے بتا سکتی ہیں کہ کل آپ نے وہ بیوقوفانہ حرکت کیونکر انجام دی۔۔۔۔

سر میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا تھا کہ اس میں میری کوئی غلطی نہیں ہے،،،، وہ میں نے ریسیپشن پر بیٹھی لڑکی سے پوچھا تو انھوں نے بولا تھا کہ آپ کے روم میں چلی جاؤں۔۔۔۔

میں بس اسی لیے آئی تھی۔۔۔۔اتنا کہتے ہی وہ خاموش ہو گئی۔۔۔

واسم غور سے اسکی جھکی نظریں اور چہرہ دیکھ رہا تھا،،،، مس حسن میں اس بارے میں بات نہیں کر رہا،،،،، اسکے بعد کی بات کر رہا ہوں۔۔۔۔

میں نے آپکو تھوڑی دیر ویٹ کرنے کا بولا تھا،،،،، نا کہ سارا دن،،،،، پھر کیا سوچ کر آپ بیوقوفوں کی طرح ویٹنگ روم بیٹھی رہی تھیں ۔۔۔۔۔۔

و،،،،، وہ سر میں نے،،،،، سوچا کہ،،،،، کہیں میرے دوبارہ ڈسٹرب کرنے کی وجہ سے آپ غصہ ہو کر مجھے جاب سے نا،،،،، نکال دیں بس اسی لیے،،،،،، وہ رک رک کر بولتی آخری جملہ کہیں منہ میں ہی منمنا گئی۔۔۔۔۔

جبکہ وہ اس بیوقوف لڑکی کی بات سن کر حیرت سے سے اسکا چہرہ تکنے لگا،،،،، جس کی آنکھوں سے آنسو نکلنے کو بے تاب تھے،،،،،، جنہیں دیکھ کر وہ تھوڑا نرم پڑا تھا۔۔۔۔ البتہ چہرے کے تاثرات اب بھی سپاٹ ہی رکھے تھے۔۔۔۔

مس حسن اگر مجھے آپکو جاب سے نکالنا ہی ہوتا تو کبھی بھی آپکو نوکری نا دیتا،،،،، اینی ویز جو ہو گیا اسے بھول جائیں اور اپنے کام پر فوکس کریں۔۔۔۔

اور ایک بات میں آپکو کلیر لی بتادوں ،،،، مجھے آلسی اور وقت کی قدر نا کرنے والے اور خاص طور جھوٹ بول کر بہانے بنانے والے لوگ سخت ناپسند ہیں ----

اس لیے اس بات کا پورا دھیان رکھیے گا،،،، اور ہر صبح میرے آفس پہنچنے سے پہلے آپ کا یہاں موجود ہونا لازمی ہے ----

اس کے علاوہ آپکو یہاں کیا کام کرنا ہے،،،، یہ آپکو میرا پی اے سمجھا دے گا،،،، اب آپ جاسکتی ہیں ----اپنی بات مکمل کرتے اسے جانے کا بولا تھا ---

اس کی ساری باتوں کو غور سے سنتے ہوئے،،،، وہ سر ہلا کر اٹھتے جانے لگی کہ کچھ یاد آنے پر پھر واپس اسکی طرف مڑی تھی ---

جبکہ اس کو رکتے دیکھ واسم نے سوالیہ نظروں سے دیکھا،،،،،و،،،، وہ سر تھینک یو تشکر بھری نظروں سے دیکھتے مسکرا کر اسکا شکریہ ادا کیا تھا۔۔

جس پر اس نے صرف سر ہلانے پر ہی اتفاق کیا تھا،،،، پھر اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گیا،،،،، جسے دیکھتے وہ مسکراتی باہر چلی گئی۔۔۔۔

****

ضارب جب حویلی پہنچا تو سب لوگ لاؤنج میں ہی اکٹھے بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔۔۔

وہ سب کو مشترکہ سلام کرتا ہوا،،،، دادا سائیں کی طرف بڑھ گیا جنہوں نے اسے آتے دیکھ اپنی بازوواں کی تھیں۔۔۔

جن میں سماتے ہوئے وہ ان سے پیار لیتا ساتھ ہی براجمان ہو گیا۔۔۔ جبکہ ابرش جو اس کے آنے سے پہلے حیدر شاہ کے ساتھ جڑ کر بیٹھی تھی،،،، اسے آتے دیکھ فاصلہ بنا گئی۔۔۔

جبکہ ایہا، زارون سمیت زرمینے نے اسے بیسٹ وشز دی تھیں اور ساتھ ساتھ اسکے جیتنے کے بعد اس سے ٹریٹ کی بھی ڈیمانڈز جاری تھیں۔۔۔

جس پر اس نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلاتے انہیں گرین سگنل دیا تھا۔۔۔ جس پر ان تینوں نے یاہو کا نعرہ لگایا۔۔۔

جبکہ سب بڑے اپنے بچوں کو ایسے ہنستے مسکراتے دیکھ خوش ہو رہے تھے۔۔۔

****

صبح کے سات بجے سے جو مسلسل ووٹنگ جاری تھی اسے شام کے پانچ بجتے ہی روک دیا گیا تھا۔۔۔اور ساتھ ہی ووٹوں کی گنتی بھی شروع کر دی گئی تھی ۔۔۔

اس دوران پنجاب کے مختلف علاقوں سے میڈیا کے نمائندے ٹی وی پر ایک ایک منٹ کی اپڈیٹس عوام تک پہنچارہے تھے۔۔۔۔

ویسے تو آرمی تعینات ہونے کی وجہ زیادہ جگہوں پر فضاء پر سکون ہی رہی تھی ،،،، لیکن دو چار جگہوں پر دو مخالف پارٹیز کے کارکن آپس میں بھڑنے کی وجہ

سے بدمزگی ہو گئی۔۔۔۔ جن میں کچھ افراد زخمی بھی ہو گئے تھے۔۔۔ جسکی وجہ سے پولنگ کچھ وقت کیلئے منقطع کرتے ہوئے روک دی گئی تھی۔۔۔۔

اور پھر حالات دوبارہ قابو میں آتے دیکھ شروع کی گئی،،،، جو ابھی تک جاری تھی،،،،، جسکا ٹائم شام کے سات بجے تک تھا۔۔۔۔

جبکہ ضارب شاہ جس حلقے میں کھڑا تھا وہاں کے غیر حتمی اور غیر سرکاری نتائج آنے شروع ہو چکے تھے،،،،، جن کے مطابق فلحال دونوں امیدواروں کے ووٹوں میں کچھ زیادہ فاصلہ نہیں تھا۔۔۔۔

مطلب مقابلہ جو تھا فلحال برابر کا چل رہا تھا۔۔۔۔ کیونکہ اپوزیشن نے بھی الیکشن کمپین میں اپنی جان لگادی تھی،،،، اور کچھ ضارب شاہ کے خلاف کی

جانے والی سازش اور پھر آئی پی پی سے علیحدگی نے بھی اسکی ساکھ پر تھوڑا بہت اثر ڈالا تھا۔۔۔۔

لیکن ابھی بھی وہ دوسرے امیدوار سے دو ہزار ووٹوں کی لیڈ پر چل رہا تھا،،،، پر ابھی یہ صرف کچھ ہی پولنگ اسٹیشنز کے اپڈیٹس تھے،،،، آخری حتمی اور سرکاری نتائج ابھی آنا باقی تھے۔۔۔۔۔

****

ضارب شاہ کے پریس کانفرنس میں آئی پی پی سے علیحدگی کے علان کے بعد آئی پی پی کے صدر چوہدری وجاہت حسین نے ہنگامی طور پر پارٹی کا اجلاس بلایا تھا

۔۔۔۔

جس میں انہوں نے خاص طور پر ضارب شاہ کو بلایا تھا،،،،، لیکن اس نے جانے سے انکار کرتے ہوئے،،،،، صاف جواب بھیج دیا تھا،،،،،، کہ وہ اب یا پھر آگے مستقبل میں ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتا۔۔۔

اس لیے اسے منانے یا پھر پریشرائز کرنے کا بھی انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا ،،،،،اس کے علاوہ الیکشن کمپین میں پارٹی کا جو بھی خرچہ ہوا تھا۔۔۔

اسکا چیک بھی وہ انہیں بھیج چکا تھا۔۔۔جسے انہوں نے لینے سے صاف انکار کر دیا تھا۔۔۔وہ صرف ایک بار اس سے پرسنلی ملنا چاہتے تھے،،،،، لیکن فلحال وقت کی قلّت ہونے کی وجہ سے ضارب نے انہیں الیکشن کے بعد کا وقت دیا تھا

۔۔۔۔

جسے انہوں مال غنیمت سمجھتے ہوئے قبول کر لیا تھا۔۔۔انکے لیے یہی بہت تھا کہ ضارب شاہ نے زیادہ نہیں تو تھوڑا بہت انکا مان رکھتے ہوئے ملنے سے انکار نہیں کیا تھا۔۔۔

جبکہ سارا معاملہ جاننے کے بعد وہ لیاقت احمد پر سخت برہم ہوئے تھے،،، کہ کم از کم ضارب کے ساتھ کچھ بھی بات کرنے سے پہلے وہ ان سے ایک بار مشورہ کر لیتے تو انہیں آج ان نتائج کا سامنا نہیں کرنا پڑتا،،،، لیکن اب کیا ہو سکتا تھا ۔۔۔

انکی ساری امیدیں مستقبل میں ہونے والی ضارب کے ساتھ میٹنگ پر ٹکی تھی ۔۔۔جن میں انہیں امید تھی کہ وہ اسے واپس انکے ساتھ جڑنے پر منا لیں گے ۔۔۔جبکہ ضارب کیا فیصلہ کرتا ہے یہ تو وقت ہی بتانے والا تھا۔۔۔

****

حویلی کے تمام افراد کے ساتھ ساتھ پورے گاؤں کی نظریں بھی ٹی وی پر ٹکی تھیں یہاں ابھی کچھ دیر میں ہی الیکشن کمیشن آفیسرز حتمی اور سرکاری نتائج اناؤنس کرنے والے تھے۔۔۔

گاؤں کے ہر افراد کے دل سے اپنے سردار کے جیتنے کی دعا نکل رہی تھی ۔۔۔اب تک جو نتائج سامنے آئے تھے ان کے حساب سے تو ضارب جیت چکا تھا۔۔۔ جسکی وجہ سے ضارب شاہ کو مبارکباد کی کالز بھی آنا شروع ہو چکی تھیں۔۔۔

جس میں سب سے پہلے نمبر چوہدری وجاہت حسین کا تھا،،،، جن سے نارملی بات کرتے ہوئے اس نے مبارک باد کو وصول کیا تھا۔۔۔،

لیکن ابھی حتمی اعلان نا ہونے کی وجہ سے کوئی بھی آتش بازی اور شور شرابے سے فلحال ضارب نے منع کیا تھا،،، کیونکہ وہ وقت سے پہلے کوئی بھی اقدام اٹھانے والے کو سراسر احمق سمجھتا تھا۔۔۔

اور پھر وہ وقت بھی آ ہی گیا جب ضارب شاہ کے جیتنے کا سرکاری اعلان کر دیا گیا تھا۔۔۔ حویلی کے ساتھ ساتھ پورے گاؤں میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی تھی ۔۔۔۔

ہر طرف مٹھائی تقسیم کرتے ہوئے مبارکبادیں دی جارہی تھیں،،،، اور ساتھ ساتھ ہوائی فائرنگ کا بھی سلسلہ جاری تھا۔۔۔۔

****

آج گاؤں کے کسی بھی گھر میں چولہا نہیں جلا تھا کیونکہ حیدر شاہ نے اپنے پوتے کی جیتنے کی خوشی میں حویلی میں دعوت عام دی تھی۔۔۔

سب انتظامات تو انہوں نے پہلے سے ہی مکمل کر رکھے تھے۔۔۔ کیونکہ انہیں اپنے پوتے کی قابلیت پر پورا یقین تھا۔۔۔ حویلی کے وسیع لان میں کناتے لگا کر اسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔۔۔

یہاں ایک طرف عورتوں کیلیئے جبکہ دوسری طرف مردوں کا انتظام کیا گیا تھا۔۔۔ جبکہ سرداروں کے ڈیرے پر الگ سے جشن منایا جا رہا تھا۔۔۔ جس میں ضارب شاہ کے کچھ دوست شامل تھے۔۔۔

یہاں آتش بازی اور ہوائی فائرنگ کے ساتھ ساتھ ڈھول کی ٹھاپ پر بنگڑیں بھی ڈالے جا رہے تھے۔۔۔۔

لیکن ضارب وہاں نہیں گیا تھا،،، کیونکہ اسے زیادہ شور شرابہ پسند نہیں تھا اس لیے وہ گھر پر ہی داداسائیں کے ساتھ بیٹھا تھا،،، یہاں گاؤں کے کچھ معزز بزرگان براجمان تھے۔۔۔۔

ساتھ گاؤں کے افراد اسے وہاں آکر مبارکباد کے ساتھ ساتھ روشن مستقبل کی دعائیں بھی دے رہے تھے۔۔۔۔

جبکہ میڈیا نے الگ سے ادھم مچا رکھا تھا،،، لیکن لاکھ کوششوں کے باوجود انہیں حویلی کے اندر آنے کی اجازت نہیں ملی تھی۔۔۔

بلکہ ضارب خود باہر جا کر ان سے ہلکی پھلکی بات کرتے ہوئے انکی مبارکباد وصول کر آیا تھا۔۔۔

ابھی وہ لوگ وہاں بیٹھے بات ہی کر رہے تھے جب ارمغان شاہ کے ساتھ واسم وہاں آیا تھا،،،،، اور آگے بڑھ کر اسے مبارکباد دی،،،،، جسے مسکرا کر اس نے قبول کیا۔۔۔

وہاں موجود لوگ مبہوت ہو کر حیدر شاہ کے پوتوں کو دیکھ رہے تھے،،،،، جو ساتھ کھڑے اس قدر شاندار لگ رہے تھے،،،، کہ تعریف کیلئے لفظ کم پڑ جائیں ۔۔۔۔۔

لوگوں کیلئے انہیں ایک ساتھ دیکھ کر فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ دونوں میں سے زیادہ کون پیارا تھا۔۔۔

ضارب سے بات کر کے ابھی واسم واپس جاتا کہ دادا سائیں نے اسے رکنے کا اشارہ کیا تھا۔۔ساتھ وہاں موجود سبھی کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے جب بولے تو ان کے لہجے میں اپنے بچوں کیلئے فخر بول رہا تھا۔۔

ہم بہت خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس قدر نیک اور فرمانبر دار اولاد سے نوازا ہے۔۔۔ جنہوں نے کبھی ایسا فیل انجام نہیں دیا جس سے ہمارا سر شرم سے جھک سکے۔۔۔۔

بلکہ ہر جگہ اور ہر مقام پر فخر سے بلند ہی کیا ہے۔۔۔چاہیں وہ ہمارے بیٹے ہوں ،،، بھتیجے یا پھر ہمارے پوتے ،،،، جس کیلئے ہم اپنے رب کا جتنا بھی شکر ادا کریں اتنا ہی کم ہے۔۔۔

اور اس خوشی کے موقع پر ہم آپ سب کے ساتھ اپنی ایک اور خوشی بانٹنا چاہتے ہیں،،،، کیونکہ آپ سب بھی ہمیں اپنے خاندان کی طرح ہی عزیز ہیں ----

ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ بہت جلد ہم اپنے دونوں پوتوں کی ایک ساتھ شادی کریں گے ---- کیونکہ دونوں اپنی اپنی لائف میں اب سیٹ ہو چکے ہیں تو،،،، وقت کا کیا پتا چلتا ہے اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ اپنی زندگی میں ہی انہیں دلہا بنا دیکھ لیں ---- جبکہ انکے اس اعلان کے بعد ایک بار پھر فضاء میں مبارکباد کا شور بلند ہوا تھا ----

اور جن کے بارے میں یہ فیصلہ کیا جا رہا تھا ---- انکے چہرے بالکل بے تاثر تھے ---- جن سے وہ خوش تھے یا نہیں فلحال اندازہ لگانا مشکل تھا ----

ہاں دونوں چپ ضرور ہو گئے تھے۔۔۔ لیکن انکی آخری بات پر دونوں غصہ ہوتے انہیں باری باری گلے ضرور لگا گئے تھے،،،، کیونکہ ان دونوں کو اپنے داداسائیں جان سے بھی زیادہ عزیز تھے۔۔۔

جبکہ انکی پازیزونس پر مسکراتے ہوئے حیدر شاہ نے بھی اپنے پوتوں کو سینے میں بھنچتے صداخوش رہنے کی دعا دی تھی۔۔۔

****

زارون جو وہی موجود تھا اس نے حویلی کے اندر جا کر یہ خوشی کی خبر باقی گھر والوں کو بھی سنائی تھی۔۔۔

جسے سنتے ابرش اور ابیہا تو خوشی سے پاگل ہونے کے قریب تھیں۔۔۔بلکہ انہوں نے تو ابھی سے انہیں کیسی بھابھی چاہیے یہ سوچنا بھی شروع کر دیا تھا ۔۔۔

جن میں زرمینے بھی انکا پورا پورا ساتھ دے رہی تھی۔۔۔جبکہ انکی اوٹ پٹانگ حرکتوں اور سوچ پر گھر کی بڑی خواتین اپنی مسکراہٹ دبا رہی تھیں ۔۔۔۔

کیونکہ اس بات کا ذکر حیدر شاہ پہلے ہی ان سے کر چکے تھے۔۔۔اور اپنے فیصلے کے بارے میں بھی ان سب کو آگاہ کر دیا تھا۔۔۔

جس پر ان سب کو تو کوئی اعتراض نہیں تھا۔۔۔لیکن بات ابھی بچوں تک نہیں پہنچی تھی اور آخری فیصلہ ان سب کی رضامندی پر ہی کیا جانا تھا۔۔۔

کیونکہ زندگی بھی تو ان لوگوں نے ہی گزارنی تھی۔۔۔

****

ضارب واپس جانے سے پہلے داداسائیں کے کمرے میں ان دونوں سے ملنے آیا تھا۔۔۔دوپہر میں اسکی پارلیمنٹ میں حلف اٹھانے کی تقریب تھی،،،،اور شام میں شاہ مینشن میں پارٹی،،،،جس میں اس نے ملک کی مشہور سیاسی شخصیات کو بلایا تھا۔۔۔

اور ساتھ میڈیا کے نمائندوں کے ساتھ اہم کانفرنس تھی۔۔۔جس میں وہ اپنے مستقبل کے طے کردہ لاہ عمل کے بارے میں بتانے والا تھا۔۔۔

جس کے بارے میں وہ دادا سائیں سے بھی انکی رائے پوچھ رہا تھا،،،، کیونکہ ایک وقت میں وہ بھی ان سب کا اہم حصہ رہ چکے تھے۔۔۔۔۔ اپنی بات مکمل کرتے اور ان دونوں سے پیار لیتے ابھی وہ جانے ہی والا تھا۔۔۔

جب اماں سائیں کے اشارے پر حیدر شاہ نے اسے روکتے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا

۔۔۔۔

انہوں نے ایک نظر اسکے چہرے کے طرف دیکھتے اپنی بات کا آغاز کیا تھا

۔۔۔۔۔

ضارب جیسا کہ ہم پہلے بھی آپ سے ذکر کر چکے ہیں کہ اب ہم آپکی شادی کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔اور وہ بھی جلد از جلد،،،، تو اگر آپ کو کوئی لڑکی پسند ہے تو آپ ہمیں بتا سکتے ہیں۔۔۔

دادا سائیں ایسی کوئی بات نہیں ہے،،،، اگر ہم کسی کو پسند کرتے تو سب سے پہلے آپکو ہی بتاتے،،،،، اور دوسرا اتنی جلدی ہم ابھی شادی نہیں کرنا چاہتے کیونکہ ابھی ہم ان سب کیلئے تیار نہیں ہیں۔۔۔انکی بات سنتے وہ عاجزی سے بولا تھا۔۔۔

لیکن ہمارا ماننا ہے اب آپکی شادی ہو جانی چاہیے۔۔۔ہم تو آپکی شادی آپکے سردار بنتے ہی کر دینا چاہتے تھے،،،،، لیکن تب بھی آپ نے ہمیں ایسے ہی انکار کیا تھا۔۔۔

لیکن اب ہم آپکی ایک نہیں سنے گے۔۔۔وہ اپنی بات پر زور دیتے بولے تھے ۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے جیسی آپکی مرضی،،،، آپ جب کہیں گے جس سے کہیں گے ہم نکاح کرنے کیلئے تیار ہیں اب خوش،،،،، انکی بات کا مان رکھتے ہوئے وہ مسکرا کر بولا تھا۔۔۔

جس پر وہ بھی فخر سے مسکرائے تھے۔۔۔

تو پھر ٹھیک ہے ہم اپنی پسند کی لڑکی سے رشتہ طے کر دیں آپکا،،، جس پر اس نے صرف سر ہلانے پر ہی اتفاق کیا تھا۔۔۔

آپ پوچھیں گے نہیں کہ ہم نے آپ کیلئے کسے پسند کیا ہے،،،،، نہیں کیونکہ ہمیں پتا ہے کہ آپ ہمارے لیے جو بھی فیصلہ لے گے وہ بہترین ہو گا۔۔۔

وہ لوگ ابھی بات کر ہی رہے تھے جب دروازہ ہلکا سا ناک کرتے ابرش اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔

وہ جو دادا سائیں اور اماں سائیں کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنے کیلئے آئی تھی اسے وہاں بیٹھے دیکھ کر دروازے سے واپس مڑ جانا چاہا جب پیچھے سے حیدر شاہ نے اسے آواز دی تھی۔۔۔

آبی بیٹا واپس کیوں جا رہی ہیں۔۔۔اندر آ جائیں۔۔۔

وہ دادا سائیں مجھے لگا کہ آپ لوگ ضروری بات کر رہے ہیں،،، بس اسی لیے واپس جا رہی تھی۔۔۔وہ جھجکتے ہوئے بولی۔۔۔

ایسی کوئی ضروری بات نہیں جو آپکی موجودگی میں نا کی جاسکے۔۔۔اس لیے آپکو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ادھر آکر ہمارے پاس بیٹھے،،،،اپنے پہلو میں جگہ بناتے ہوئے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔

وہ چپ چاپ آکر انکی بتائی جگہ پر بیٹھ گئی تھی۔۔۔لیکن منہ سے کچھ نہیں بولی ۔۔۔۔۔

ضارب نے اسکے چہرے کے تاثرات سے محسوس کیا تھا کہ شاید وہ اسکے وہاں بیٹھنے کی وجہ سے ڈسٹرب ہو رہی تھی۔۔۔اس لیے وہ داداسائیں کو الوداعی کلام کہتے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

ارے اتنی جلدی بھی کیا ہے بھئی۔۔۔کچھ دیر ہمارے ساتھ اور بیٹھتے،،،،

نہیں دادا سائیں ہمیں دیر ہو رہی ہے۔۔۔وہ ایکچویلی ہمارا وقت سے پہلے شہر پہنچنا بہت ضروری ہے اس لیے اب ہم چلتے ہیں۔۔۔

ان شاءاللہ جلد دوبارہ حویلی کا چکر لگائیں گے۔۔۔وہ ان سے مسکرا کر کہتا دروازے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔

اور وہ پیچھے اسکی حفاظت کی دعا کرتے ابرش کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گئے تھے۔۔۔۔جو ضارب کے جانے کے بعد کافی ریلکس ہو گئی تھی۔۔۔

جسے دادا سائیں تو نہیں لیکن اماں سائیں نے ضرور محسوس کیا تھا۔۔۔لیکن پھر ضارب شاہ کے بڑے ہونے کی وجہ سے اسکی ہچکچاہٹ سمجھتے سر جھٹک گئی

۔۔۔۔

****

زندگی ایک معمول کے ڈگر پر چل نکلی تھی۔۔۔ابرش، ابیہا، زرمینے سمیت زارون کے بھی ایگزیمز ہو رہے تھے،،، جس میں وہ بری طرح مصروف تھے ۔۔۔

واسم اپنے آفس جبکہ ضارب کے اپنا عہدہ سنبھالنے کے بعد اسکی زمے داریاں کچھ اور بھی بڑھ گئی تھیں۔۔۔جس کی وجہ سے مہینے میں صرف وہ ایک دو بار ہی حویلی کا چکر لگا پایا تھا۔۔۔

اسکے حلف اٹھاتے ہی آئی پی پی کے علاوہ دوسری پارٹیوں نے اسے اپنے ساتھ شامل ہونے کی دعوت دی تھی۔۔۔۔جسے اس نے اس بارے میں سوچنے کا بولتے کچھ وقت لیا تھا۔۔۔

کیونکہ فلحال وہ کسی کے بھی ساتھ جڑنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔

جبکہ اسکی غیر موجودگی میں گاؤں کی ساری زمے داریاں حیدر شاہ کے ساتھ موسی شاہ سنبھال رہے تھے۔۔۔۔

جنہوں نے فلحال بچوں کے امتحانات کا سوچتے ہوئے کچھ وقت کیلئے خاموشی اختیار کرلی تھی،،،،، جن کے ختم ہوتے ہی انہوں نے ضارب اور واسم سے تفصیلی بات کرنے کا سوچا تھا۔۔۔۔

لیکن جو کچھ وہ سوچیں بیٹھے تھے وہ انکی خواہش مطابق ہونا تھا یا نہیں یہ تو وقت ہی بتانے والا تھا۔۔۔

****

اسے شاہ انڈسٹری میں کام کرتے ہوئے تقریبا ایک ماہ مکمل ہونے کو تھا ۔۔۔اتنے میں وہ واسم شاہ کی نیچر کو کافی حد تک سمجھ چکی تھی۔۔۔وہ بہت ہی کم گو اور ڈسپلن پسند انسان تھا۔۔۔

یہاں اسکے طبیعت کے خلاف کوئی چیز ہوتی وہی سب کی کم بختی آ جاتی تھی،،،، جسکی زد میں وہ بھی ایک بار آ چکی تھی۔۔۔

اس لیے وہ زیادہ سے زیادہ کوشش کرتی تھی کہ کم ہی اس کے سامنے جائے
۔۔۔کیونکہ واسم کو دیکھتے ہی اس کے اپنے حواس کام کرنا چھوڑ دیتے تھے۔۔۔

وہ چاہ کر بھی اسکے چہرے سے اپنی نظریں نہیں ہٹا پاتی تھی۔۔۔اس لیے وہ کوشش کرتی تھی اسکا کم ہی سامنا ہو اس سے،،،،،،کیونکہ اپنی بے اختیاری کے ہاتھوں سرزد ہوئی غلطی کے تحت اپنی جاب نہیں گنوانا نہیں چاہتی تھی۔۔۔

ویسے بھی اسکا زیادہ کام نہیں ہوتا تھا آفس میں بس تین ٹائم دن میں واسم کیلیئے کافی بنانی ہوتی تھی،،،،،،یا اس کا پی اے ضروری کام کر رہا ہوتا تو فائل وغیرہ ڈھونڈ کر دینا اور بکھرے پیپرز کو اکٹھا کرنا بس ایسے ہی دو چار اور چھوٹے موٹے کام جنکی وہ اسے بہت اچھی سیلری دے رہا تھا۔۔۔۔

جس سے اسکے گھر کا خرچہ اور اسکی ماں کی ادویات دونوں احسن طریقے سے پورے ہو رہے تھے۔۔۔

اب بھی وہ اسکے آفس پہنچنے سے پہلے تمام چیزوں کو سہی طریقے سے سیٹ کرتی ،،،،،ایک طرف ٹیبل پر کافی کا مگ رکھتی ،،،،، غیر ضروری فائلز کو اٹھاتے ہوئے نکلنے ہی لگی تھی جنہیں واسم نے اسے دوسرے روم میں رکھنے کا بولا تھا ۔۔۔۔۔۔

جب بے دھیانی میں کان سے فون لگائے اندر داخل ہوتے واسم شاہ سے ٹکرا گئی ۔۔۔جس کی وجہ سے اس کے ہاتھ میں پکڑی تمام فائلز چھوٹ کر نیچے زمین پر گری تھیں اور تمام کاغذات فرش پر بکھر گئے۔۔۔

جبکہ واسم جو فون پر کلائنٹ کے ساتھ ضروری گفتگو کر رہا تھا اس اچانک پڑنے والی افتاد پر فون اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرتا دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا ـــــ

جسے دیکھتے ہوئے معروف نے اپنے دونوں ہاتھ منہ پر جماتے نفی میں سر ہلایا تھا ـــ جبکہ واسم کا ازلی غصہ عود کر آیا تھا اور وہ اس پر دھاڑ اٹھا ـــ

وٹ دی ہیل از دس،،،،،، مس حسن یہ کوئی آپکے گھر کا گارڈن ہے یہاں آپ آنکھیں بند کر کے ٹہل رہی تھی ـــــ

آ،،،،آئی،،،،ایم،،،،، سو سوری سر یہ میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا،،،،،، میں تو بس،،،،،،، میں تو بس،،،،،،، اسے اپنے گلے میں آنسوؤں کا گولا اٹکتا ہوا محسوس ہوا تھا جسکی وجہ سے باقی کے الفاظ اسکے حلق سے انکاری تھے ـــ

جبکہ اسکی آنکھوں سے جھرنا بہنا شروع ہو چکا تھا۔۔۔

کیا میں تو بس،،،،، لگا رکھی ہے۔۔۔۔آپکو پتا بھی ہے کہ کتنی امپورٹنٹ فون کال تھی۔۔۔۔اوپر سے،،،،، وہ ایک نظر فون کی طرف دیکھتا سختی سے اپنے لب بھینچ گیا۔۔۔۔ سوری سر غلطی سے ہو گیا،،،،، وہ کپکپاتی آواز میں بولتی جھک کر اسکے فون کے ٹکڑے اٹھاتی اسکی طرف بڑھائی گئی۔۔۔

سر اسے جوڑ کر،،،،، آپ دوبارہ سے کال کر لیں،،،،، وہ اسے اپنے مفید مشورے سے نوازتی سوں سوں کرتی معصومیت سے بولی۔۔۔۔

جس پر واسم نے اسے حیرت سے دیکھا تھا،،،،،اسے شبہ سا ہوا تھا،،،،، کہ یہ لڑکی سچ میں بیوقوف تھی یا اسے بنا رہی تھی،،،،،،کیونکہ اس زمانے میں کسی کا اتنا معصوم ہونا ناممکن سی بات تھی۔۔۔۔۔

اس نے معروف کے ہاتھ سے فون جھپٹنے کے انداز میں پکڑتے اسے کھینچ کر دیوار پر اس قدر زور سے مارا تھا کہ اسکا پرزہ پرزہ الگ ہو گیا۔۔۔۔

گیٹ لاسٹ مس حسن،،،،،وہ اسے کمرے سے نکل جانے کا اشارہ کرتا بولا نہیں بلکہ دھاڑا تھا جس پر وہ جی جان سے لرزی تھی،،،،،،،پر،،،،، سر وہ،،،،میں

۔۔۔۔۔۔

آئی سیڈ گیٹ آوٹ ،،،،،اس بار اسکی دھاڑ پہلے سے بھی زیادہ خطرناک تھی ،،،،،جس پر وہ اپنے کانپتے دل پر ہاتھ رکھتی،،،، دور کر روم سے نکلتی اپنے کیبن میں آکر ہچکیوں سے رونے لگی۔۔۔۔

جبکہ باس کے کمرے سے اسے روتے ہوئے نکلتے دیکھ سٹاف ممبرز حیرت سے دیکھ رہے تھے،،،،، لیکن یہ صرف کچھ دیر کیلئے تھا،،،،، کیونکہ وہ اپنے نخریلے اور غصے والے باس کی عادت سے اچھے سے واقف تھے۔۔۔

اس لیے اس بات کو معمول کے طرز پر لیتے دوبارہ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوگئے۔۔۔۔

****

دوسری طرف واسم جسکا غصہ اسکے وہاں سے چلے جانے پر بھی کم نہیں ہوا تھا ۔۔۔۔اس نے ایک زور دار ٹھوکر کرسی کو رسید کی تھی ۔۔۔۔

اصل میں وہ جھنجھلاہٹ کا شکار ہو رہا تھا۔۔۔کیونکہ بار بار اسکی آنکھوں کے سامنے معروف کا آنسوؤں سے تر چہرہ آ رہا تھا۔۔۔۔

جسے یاد کرتے اسے بے چینی سی ہو رہی تھی ۔۔۔لیکن ایسا کیوں تھا وہ فلحال سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔جسکی وجہ سے اسے خود پر بھی غصہ آ رہا تھا۔۔۔

وہ کافی دنوں سے اسکی حرکات نوٹ کر رہا تھا،،،،اسکی خود پر اٹھتی نظریں،،،،،اور پھر اسکے دیکھنے پر نگاہ کا زاویہ بدل جانا،،،،اس سے نظریں چرا کر بھی صرف اسے ہی دیکھتے رہنا،،،،،وہ ان سب سے انجان بالکل نہیں تھا۔۔۔

وہ چاہتا تو ایک پل میں اس کی چوری پکڑ کر اسے بیعزت کر سکتا تھا۔۔۔۔اسے اسکی اوقات یاد دلا سکتا تھا۔۔۔پر پتا نہیں اس کا دل کیوں نہیں مان رہا تھا ۔۔۔۔

حالانکہ ایسی نظروں کا وہ عادی تھا،،،،وہ جہاں بھی جاتا تھا لوگ ایسے ہی مہبوت ہو کر اسے دیکھتے تھے،،،،،لیکن اس لڑکی کی نظروں سے اسے جھنجھلاہٹ سی ہوتی تھی۔۔۔۔۔

ایک الگ سا ہی احساس،،،،،،اور وہ اتنے دنوں کا جو غبار تھا آج کی اسکی حرکت پر غصے کی صورت میں نکلا تھا۔۔۔۔وہ چاہ کر بھی خود پر کنٹرول نہیں کر پایا تھا ۔۔۔۔۔اوپر سے اسکی بے سر و پا باتیں اسکے طیش میں اضافے کا باعث بنی تھیں۔۔۔۔

لیکن اب اسکا زار و قطار رونا یاد کر کے اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا،،،،اب بار بار اسکا خیال اسے تنگ کر رہا تھا،،،، جسے وہ چاہ کر بھی جھٹک نہیں پا رہا تھا ۔۔۔۔لیکن پھر خود کو لاپرواہ ظاہر کرتے ہوئے لینڈ لائن سے اپنے پی اے کو فون لگایا تھا۔۔۔

اور اسے جلد اپنے روم آنے کا حکم دیتے۔۔۔اپنی کرسی پر براجمان ہوتے ٹیک لگا کر کچھ پل سکون کیلئے اپنی آنکھیں موند گیا۔۔۔

****

آج ابرش اور زرمینے کا لاسٹ پیپر تھا۔۔اور انہیں لینے آج ڈرائیور کی جگہ زارون خود آنے والا تھا۔۔لیکن پیپر ختم ہوئے آدھے گھنٹے سے زیادہ ہو گیا،،، وہ ابھی تک نہیں پہنچا تھا۔۔۔

جس کی وجہ سے ان دونوں کو اس پر بہت غصہ بھی آ رہا تھا،،، لیکن مجبوری تو یہ تھی کہ وہ دونوں اس کے بغیر اکیلے گھر بھی نہیں جا سکتی تھیں۔۔۔اور نا ہی انہیں اس چیز کی اجازت تھی۔۔۔۔

تقریباً آدھے سے زیادہ سٹوڈنٹ پیپر ختم کر کے اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو چکے تھے،،،، اور جو اکا دکا بچے تھے وہ بھی آہستہ آہستہ کم ہوتے جا رہے تھے۔۔۔

ابرش بار بار اسے فون ملا رہی تھی۔۔ لیکن اس کا فون ناٹ ریچیبل آ رہا تھا۔۔۔ان دونوں نے گھر جا کر اسکی کلاس لگوانے کا دل میں پکا ارادہ کیا تھا۔۔۔

اچھا زر سنو،،، ہاں بولو زر جس کا دھیان اپنے فون کی طرف تھا اس کی طرف متوجہ ہوتی بولی۔۔۔ مجھے واشروم جانا ہے تم نا میرا ایھی پر ویٹ کرنا میں فریش ہو کر آتی ہوں۔۔۔

اوکے ٹھیک ہے دھیان سے جانا اور جلدی واپس آنا۔۔۔ اسکی بات پر وہ سر ہلاتی چلی گئی۔۔۔

پیچھے زرمینے کو اب اکیلے بیٹھے کوفت سی ہونے لگی تھی۔۔۔ اوپر سے بھوک بھی بہت زوروں کی لگی تھی۔۔۔ کیونکہ صبح پیپر کی ٹینشن کی وجہ سے سہی سے ناشتہ بھی نہیں کر پائی تھی۔۔۔ اس نے اپنے دل میں زارون کو ہزاروں صلواتیں بخشی تھیں جو ابھی تک نہیں پہنچا تھا۔۔۔۔

پھر یہ سوچ کر وہ کینٹین کی طرف بڑھ گئی کہ جب تک ابرش آتی ہے وہ کچھ ہلکا پھلکا کھانے کیلئے لے آئے۔۔۔کیونکہ اب اسے بھوک سے چکر بھی آ رہے تھے ۔۔۔۔

ابھی وہ کینٹین کی طرف جا ہی رہی تھی کہ کوریڈور کے آخری حصے سے اسے ایک چیخ سنائی دی۔۔۔اس نے رک کر اس طرف دیکھا۔۔۔پر اسے کچھ بھی دکھائی نا دیا۔۔۔

پھر اسے اپنا وہم گردانتے ہوئے وہ مسکرا کر واپس جانے لگی کہ اسے دوبارہ پھر وہی چیخ سنائی دی اور اس بار آواز پہلے سے زیادہ تھی۔۔۔

جسے سنتے اس کے قدم چلنے سے انکاری تھے۔۔۔اس نے ایک بار پھر واپس مڑ کر دیکھا،،،اور اب اسے تھوڑا ڈر بھی لگ رہا تھا۔۔۔لیکن پھر تجسّس کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے اپنے قدم اس طرف بڑھائے تھے۔۔۔

اور وہ جیسے وہاں پہنچی اسے ایسا کچھ دکھائی نہیں دیا۔۔۔یہاں تو بس کلاسز کے کمرے تھے جو فلحال بند تھے اور ساتھ آخر میں ایک کمرہ تھا جس میں پرانی کتابیں اور ضروری پیپرز وغیرہ رکھے جاتے تھے۔۔۔

اس لیے وہاں سٹوڈنٹ کا آنا جانا منا تھا۔۔۔کچھ نا سمجھ آتے دیکھ ابھی وہ واپس مڑتی کہ اسے کچھ گرنے کی آواز سنائی دی۔۔۔جو اسی کمرے سے آئی تھی یہاں یہ لوگ نہیں جا سکتے تھے۔۔۔

اس نے دروازے کے پاس جا کر اندر دیکھنا چاہا لیکن ایسے کچھ بھی نظر نہیں آیا ۔۔۔ لیکن پھر جب اس کے ہاتھ دروازے پر لگے تو وہ ہلکا سا کھل گیا۔۔۔جس کا مطلب تھا کہ اندر کوئی موجود تھا۔۔۔

اس نے دروازے کو تھوڑا اندر کی دھکیلا اور بنا آواز کیے اندر داخل ہو گئی۔۔۔پر کمرے میں بہت زیادہ اندھیرہ ہونے کی وجہ سے کچھ بھی سہی سے دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔

اس نے اپنے موبائل کی لائٹ جلا کر جب سامنے دیکھا تو جو منظر اسے دیکھنے ملا اسے روح تک خوف زدہ کر دیا،،،، وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے سامنے موجود وجود کو دیکھنے لگی۔۔۔۔جس کے ہاتھ میں ایک چا*قو تھا جس پر خو*ن لگا ہوا ---

ایک آدمی کی لا*ش اسکے قدموں میں پڑی تھی۔۔۔جس سے نکلتا خو*ن پورے فرش پر پھیل گیا تھا۔۔۔وہ انہیں کے کالج کا ایک پیون تھا۔۔۔اور ایک لڑکی تھی جس کی گردن اسکے ہاتھ کے شکنجے میں پھنسی تھی۔۔۔۔جسے چھڑوانے کی وہ مسلسل کوشش کر رہی تھی۔۔۔

جبکہ روشنی دیکھ وہ بھی اب اس کی طرف متوجہ ہو کر اپنا رخ اسکی طرف کر گیا۔۔۔لیکن اسکے باوجود وہ اسکا چہرہ نہیں دیکھ پائی۔۔۔۔

کیونکہ اس نے بلیک ہڈی میں خود کو بالکل کور کر رکھا تھا۔۔۔اور اسکے چہرے پر بھی بلیک ماسک تھا۔۔۔بس موبائل کی جلتی روشنی میں اسکی کالی گھنور آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔۔۔جن میں سرخ ڈوروں کے ساتھ ایک جنون برپا تھا۔۔۔

جسے دیکھ کر خوف سے زر کا موبائل اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا تھا ۔۔۔وہ اس قیامت خیز منظر کو دیکھتی تھر تھر کانپ رہی تھی ۔۔۔

جب اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے ہوئے اس نقاب پوش نے ہاتھ میں پکڑا اچا* قو اس لڑکی کی گردن پر پھیر دیا تھا۔۔۔اور وہ ایک جھٹکے سے لہرا کر زمین پر گری ۔۔۔

اسکی کٹ*ی ہوئی گردن سے بل بل بہتا خو*ن زر کے حواسوں کو جھنجھوڑ گیا ۔۔۔وہ چیخنا چلانا چاہتی تھی ،،،، چلا چلا کر سب کو اکٹھا کرنا چاہتی تھی ۔۔۔ لیکن اس کے حلق سے آواز نہیں نکل رہی تھی ۔۔۔

اور نا اسکے قدموں میں اتنی سکت تھی کہ وہ یہاں سے بھاگ جاتی ۔۔۔ لیکن پھر اس نقاب پوش کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ وہ جیسے ہوش میں آئی تھی ۔۔۔

اور اس سے پہلے کہ وہ بھاگتی اس نقاب پوش نے ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے اسے اپنے آہنی شکنجے میں جھکڑا تھا۔۔۔

پلیز مجھے چھوڑ دیں میں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے۔۔۔ پلیز مجھے مت ماریئے گا،،، میں کسی کو اس بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گی۔۔۔اس نے روتے ہوئے منت کی تھی۔۔۔

جبکہ وہ بنا کوئی جواب دیئے اسے کمرے کی دیوار سے پن کرتے ہوئے ایک ہاتھ دیوار پر اس کے گرد رکھتے دوسرے سے وہ خو*ن لگا چا* قو اسکی آنکھوں کے سامنے لہرانے لگا۔۔۔

اور جب بولا تو لہجے میں وحشت برپا تھی۔۔۔ تمہارے لیے اچھا بھی یہی ہو گا کہ جو کچھ تم نے ابھی دیکھا ہے اسے ایک خواب سمجھ کر بھول جاو ورنہ یہ چا* قو مجھے تمہاری اس نازک گردن پر پھیرتے زیادہ دقت نہیں ہو گی۔۔۔

وہ خو*ن لگا چا* قو اس کی گردن پر رکھتے اس پر ہلکا سا دباؤ دیتے ہوئے درشتگی سے بولا تھا،،، جبکہ زر نے ڈرتے ہوئے فوراً ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔

گڈ گرل،،،، اگر بھول کر بھی تم نے کسی کو اس بارے میں بتایا تو وہ دن تمہارا اس دنیا میں آخری دن ہو گا،،، آج سے میری نظریں چوبیس گھنٹے صرف تم پر ہو گی،،، یہ یاد رکھنا ہمیشہ،،،

اسے اچھی طرح دھمکاتے ہوئے وہ پیچھے ہٹ گیا تھا جبکہ راستہ ملتے ہی اس نے باہر کی طرف دوڑ لگائی تھی۔۔۔۔اور بھول کر بھی دوبارہ پیچھے دیکھنے کی غلطی نہیں کی۔۔۔ جبکہ اس نقاب پوش کی پر سوچ نظریں اسکی پشت پر ٹکی تھیں۔۔۔

ابھی وہ پلٹ کر اپنا ادھورا کام مکمل کرتا جب اسکی نظریں زمین پر گرے زرمینے کے فون پر پڑیں،،،،،،اس نے کچھ سوچ کر وہ فون اٹھایا اور اپنی پینٹ کی جیب میں رکھ لیا۔۔۔۔۔ جبکہ چہرے پر عجیب پراسرار سی مسکراہٹ تھی۔۔۔۔

****

زر جو اس منظر کو دیکھتے اپنے ہوش و حواس بھلا چکی تھی۔۔۔۔اپنی جان بچ جانے کے بعد اس اندھیرے کمرے سے نکلتی بجائے واپس ابرش کے پاس جانے کے باہر مین گیٹ کی طرف دوڑی تھی۔۔۔۔

ان سب میں اسکا دوپٹہ جو اس نے سلیقے سے سر پر جما رکھا تھا،،،،، سر سے اتر کر گلے میں جھولنے لگا تھا،،،، لیکن اسے اتنی ہوش کہاں تھی وہ تو بس اس وحشی درندے کی پہنچ سے دور بھاگ جانا چاہتی تھی۔۔۔

بھاگ کر کسی ایسی جگہ چھپ جانا چاہتی تھی یہاں وہ اسے کبھی ڈھونڈ نا سکے ،،،،،، اسکا زہریلی آواز میں بولا ہوا ایک ایک لفظ اسکی سماعت میں ابھی تک گردش کر رہا تھا۔۔۔

جو اسکے خوف میں مزید اضافہ کر رہا تھا۔۔۔ جبکہ آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری تھا جس کی وجہ سے آنکھوں میں دھند سی چھاتی جا رہی تھی۔۔۔

جس کے چلتے وہ سامنے سے آتے وجود کو ٹھیک سے نا دیکھ پائی اور اس سے ٹکرا گئی،،،،، لیکن جب اس نے نظر اٹھا کر اپنے سامنے زارون کو دیکھا تھا تو وہ سب کچھ بھلائے اسکے سینے میں اپنا منہ چھپاتے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔۔

زارون جوان دونوں کو لینے کیلئے آیا تھا،،،،، راستے میں ٹریفک میں پھنس جانے کی وجہ سے تھوڑا لیٹ ہو گیا تھا،،،،، اوپر سے اسکے فون کی بیٹری بھی ختم ہو گئی تھی۔۔۔ جسکی وجہ سے وہ انہیں اس چیز کے بارے بتا بھی نہیں سکا۔۔۔۔

وہ جب کالج پہنچا تو پیپر ختم ہوئے تقریبا ایک گھنٹے سے زیادہ کا وقت ہو گیا تھا۔۔۔۔ جس کی وجہ سے اسے ان دونوں کی فکر بھی ہو رہی تھی۔۔۔

اس نے کار سے اترتے چوکیدار بابا سے ان دونوں کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ ابھی کالج کے اندر ہی ہیں باہر نہیں آئی تھیں تو اسے کچھ حوصلہ ہوا تھا۔۔۔۔

اس کے فون میں بیٹری تو تھی نہیں جس سے وہ ان دونوں کو فون کر کے اپنے آنے کی اطلاع دے سکتا اس لیے خود ہی انہیں لینے اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

لیکن پھر زرمینے کو ایسے بے حال ہوش و حواس سے بیگانہ بھاگتے دیکھ پریشان ہو کر اسکی طرف بڑھا جب وہ بے دھیانی میں اس سے ٹکرا گئی۔۔۔

ابھی وہ اس سے کچھ کہتا کہ زر نے ایک نظر اٹھا کر اسکے چہرے طرف دیکھتے ہوئے سیدھا اسکے سینے سے لپٹتی زار و قطار رونے لگی۔۔۔

جبکہ زرکا ایسے اسکے سینے لگنا،،، اسکی اپنی دھڑکنیں بھی بڑھا گیا،،،، لیکن پھر اس کے آنسوؤں سے بھیگتی اپنی شرٹ کو محسوس کرتا جیسے ہوش میں آیا تھا

کیا ہوا زرا ایسے کیوں رو رہی ہو سب ٹھیک تو ہے،،،،، ابرش کہاں ہے،،،، وہ بھی تمہارے ساتھ تھی نا کہاں ہے وہ ؟؟؟

اسے آرام سے خود سے الگ کرتے ہوئے نرمی سے پوچھا تھا جبکہ اب اسے اس کے ساتھ ساتھ ابرش کی بھی فکر ہو رہی تھی۔۔۔

و،،،،،، وہ،،،،،، زا،،،،،، زارون،،،،، وہ ایک نظر پیچھے کی طرف دیکھتی کچھ بولنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن چاہ کر بھی اسکے منہ سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے۔۔۔۔۔

ہاں کیا ہوا بتاؤ مجھے۔۔۔۔۔۔و،،،، وہ۔۔۔۔۔ہاں وہ ابھی اس سے پوچھ ہی رہا تھا جب وہ اپنے مکمل ہوش و حواس کھوتی اسکے بازوؤں میں ہی جھول گئی تھی

۔۔۔۔۔

****

اسے جب ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو اپنے کمرے میں موجود پایا اس نے جب اس پاس نظر پھیر کر دیکھا تو اس کی دائیں طرف سرہانے اس کے بابا سائیں موسی شاہ اس کے پاس بیٹھے شفقت سے اسکے سر پر ہاتھ پھیر رہے تھے

۔۔۔۔۔۔

جب کہ اس کی ماں نجمہ بیگم بائیں طرف بیٹھیں قرآنی آیات کا ورد کرتے ہوئے اس پر پھونک رہی تھی دادا سائیں سمیت گھر کے باقی سب افراد بھی یہی موجود تھے۔۔۔۔۔۔

سوائے اماں سائیں کے کیونکہ اس کا کمرہ سیکنڈ فلور پر تھا ان کے گھٹنے میں درد ہونے کی وجہ سے وہ سیڑھیاں نہیں چڑھ سکتی تھی۔۔۔۔۔۔

اس لئے وہ اپنے کمرے میں ہی بیٹھی اس کے لیے دعا کر رہی تھی جب اسے ہوش میں آتے دیکھ گھر والوں کو تھوڑا سا سکون ہوا تھا۔۔۔۔ زربیٹا کیسی طبیعت ہے اب آپ کی دادا سائیں نے آگے بڑھ کر شفقت سے گویا ہوئے تھے۔۔۔۔

جب کے ہوش کی دنیا میں قدم رکھتے ہی اس کے ذہن کے پردے پر دوپہر کا ہولناک واقعہ پوری اپنی دل دہلا دینے والی حقیقت کے ساتھ بیدار ہوا تھا۔۔۔۔۔

جس کی وجہ سے اس کے چہرے کا رنگ ایک بار پھر تبدیل ہوا،،،،،، جب کے اسے ایسے دیکھ کر نجمہ بیگم نے آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگایا تھا ان سے اپنی بیٹی کی ایسی حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی۔۔۔۔ان کی آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ کر اس کے بالوں میں جذب ہو گئے تھے۔۔۔۔۔

پریشان تو موسیٰ بھی ہو گئے تھے۔۔۔۔۔۔کیا ہوا میری جان،،،،، طبیعت ٹھیک ہے آپکی؟؟؟ نجمہ بیگم اسکا سر اپنے سینے سے لگاتے محبت سے گویا ہوئی تھیں۔۔۔۔وہ ابھی تک اسی ڈر کے زیرے سایہ تھی لیکن پھر اپنی ماں کی بھیگی آواز سنتی،،،،، گھر والوں کے پریشان چہرے دیکھتی جلد ہی خود کو کمپوز کر گئی

۔۔۔۔۔

بھلا کیا ضرورت تھی آپ کو پیپرز کی اتنی ٹینشن سر پر سوار کرنے کی۔۔۔۔۔

جس کی وجہ سے کچھ بھی کھائے پیئے بنا آپ سارا دن بھوکی رہی اور اپنی حالت ایسی کر لی آپ جانتی ہو نا کے آپ میں ہماری جان بستی ہے پھر آپ ایسا کیسے کر

سکتی ہیں۔۔۔۔ نجمہ بیگم نے اسے دھیرے سے خود سے الگ کرتے ہوئے اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لیتے مصنوعی غصے سے ڈانٹا تھا۔۔۔۔

جبکہ ان کی بات پر وہ حیرانی سے ان کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔

لیکن پھر اس کی نظر زاروں پر پڑی تھی جو اسے آنکھوں سے کچھ اشارہ کر رہا تھا
جسے سمجھتے ہوئے وہ مطمئن سی مسکرائی۔۔۔

کچھ نہیں ماما بس ویسے ہی سوچا تھا کے بعد میں کھالوں گی لیکن ٹائم ہی نہیں ملا

۔۔۔۔۔

وہ مسکرا کر کہتی نے انہیں سینے سے لگا گئی۔۔۔۔

پھر بھی بیٹا پڑھائی اپنی جگہ لیکن سب سے پہلے آپ کو اپنی صحت کا خیال رکھنا چاہیے تھا اور آئندہ میں آپ کو ایسے بے احتیاطی کرتے ہوئے نہ دیکھو اس کی صبیح پیشانی پر محبت بھرا بوسہ دیتے وہ پیار سے بولی تھی۔۔۔

زر مینے بیٹا اب کیسا محسوس کر رہی ہیں آپ۔۔۔۔ میں اب بالکل ٹھیک ہوں دادا سائیں،،،، حیدر شاہ کے دوبارہ پوچھنے پر اس نے ادب سے جواب دیا تھا۔۔۔

جیتی رہیں۔۔۔۔ جس پر وہ شفقت سے مسکراتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر اپنا خیال رکھنے کی تاکید کرتے باہر کی طرف بڑھ گئے۔۔۔۔

لیکن جاتے ہوئے موسی شاہ کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر گئے تھے۔۔۔۔

جب وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے زر بیٹا پلیز اپنا دھیان رکھا کریں۔۔۔ آپ جانتی ہیں نا آپ ہماری کل کائنات ہیں آپ کی ذرا سی تکلیف آپ کے بابا سائیں برداشت نہیں کر سکتے۔۔۔۔

اپنی خاطر نہیں تو ہماری خاطر اپنا خیال رکھا کریں۔۔۔۔

وہ اسے اپنے سینے سے لگاتے محبت سے گویا ہوئے۔۔۔۔۔

جب کے ان کی اتنی محبت پر زر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے جنہیں اس نے بمشکل خود پر کنٹرول ہوتے باہر نکلنے سے روکا تھا۔۔۔۔

ایک پل کے لیے تو اس نے سوچا کے کالج میں رونما ہونے والا واقعہ اپنے بابا کے گوش گزار کر دے کہ کیسے ایک وحشی درندے نے اس کی آنکھوں کے سامنے دو بے قصور لوگوں کا قتل کر دیا لیکن پھر اس کے کانوں میں اس کی سرسراتی ہوئی سرگوشی سنائی دی۔۔۔۔

جس پر وہ ایک جھرجھری لے اٹھی۔۔۔۔

میں بھی آپ سے بہت پیار کرتی ہوں بابا آپ کے بنا آپ کی زر کچھ بھی نہیں۔۔۔۔

آپ دونوں ہی میری زندگی ہیں۔۔۔۔

وہ ان دونوں کے ہاتھوں پر باری باری بوسہ دیتی ایک ساتھ گلے لگا گئی۔۔۔۔

چلے اب آپ آرام کریں۔۔۔۔

ہم چلتے ہیں موسی شاہ محبت سے اس کے سر پر بوسہ دیتے اٹھ گئے تھے۔۔۔۔
جس پر وہ مسکرا کر سر ہلا گی۔۔۔۔

جبکہ ان کے جاتے ہی ایہا اور ابرش نے اس پر ایک ساتھ حملہ کیا تھا۔۔۔۔

یہ کیا بد تمیز،،،، تم نے تو ہماری جان ہی نکال دی تھی اگر اتنی ہی بھوک لگی تھی تو مجھے بتا نہیں سکتی تھی اپنی طبیعت خراب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔۔۔

ابرش اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔جب کے اتنے پیار پر وہ انہیں اپنے سینے میں بھینچ گئی وہ انہیں کیسے بتاتی ایک پل کے لئے وہ کتنا ڈر گئی تھی اسے اپنی آنکھوں کے سامنے اس وقت مو*ت ناچتی ہوئی نظر آ رہی تھی اسے لگا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کو اب کبھی نہیں دیکھ پائے گی۔۔۔۔۔

جیسے اس وحشی نے اس کے گلے پر چا* قو رکھا تھا اسے اپنا آخری وقت قریب لگ رہا تھا اس نے تو دل میں کلمہ پڑھنا بھی شروع کر دیا تھا۔۔۔۔

لیکن پھر اس کے دھمکی دینے کے بعد چھوڑ دینے پر وہ اپنے رب کا شکر ادا کرتی باہر کی طرف بھاگی تھی اور ان سب میں اس کے سر پر اس درندے کا اتنا ڈر حاوی ہو گیا تھا کہ وہ اپنے حواس قائم نہیں رکھ پائی تھی۔۔۔۔

لیکن وہ یہ سب اپنے گھر والوں کو بتا کر انہیں نئی پریشانی میں مبتلا نہیں کرنا چاہتی تھی اس لئے وہ ان دونوں سے مسکرا کر الگ ہوتی ابرش کو مصنوعی گھوری سے نواز گئی۔۔۔

جبکہ ان کے نوک جھونک کو دیکھتے نجمہ اور عظمی بیگم محظوظ ہو رہی تھی۔۔۔

اچھا زر مجھے بتائیں کے کیا کھائیں گی آپ میں اپنی بیٹی کے لئے اپنے ہاتھوں سے بنا کر لاتی ہوں،،،اس کی بھوک کا احساس کرتے نجمہ بیگم محبت سے گویا ہوئی تھی۔۔۔۔

ماما آپ جو بھی بنا دیں گی میں وہ شوق سے کھا لوں گی وہ فرمانبرداری سے بولی تھی

جس پر وہ خوش ہوتی ایک بار پھر اس کے سر پر بوسہ دیتیں اٹھ گئی تھی جس کے پیچھے ہی عظمی بیگم بھی اسے پیار کرتی چلی گئی پیچھے اب کمرے میں بس اس کے ساتھ ابرش ایہا کے ساتھ زارون رہ گئے تھے۔۔۔۔

جب اسے اپنے چہرے پر زارون کی لو دیتی نظریں محسوس ہوئی۔۔۔

اس نے نظر اٹھا کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو اسے آپ نے دوپہر کی حرکت یاد آئی

جس کی وجہ سے اس کا چہرہ پورہ سرخ ہو گیا۔۔۔۔

زارون جو اس کے چہرے کی طرف ہی دیکھ رہا تھا اس کا اپنی طرف دیکھ کے نظر جھکانا اور پھر اس کے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھتا معاملے کی تہہ تک پہنچ کر لب دباتا مسکراہٹ چھپا گیا۔۔۔۔

لیکن پھر اسے زرمینے کا دوپہر کو پھوٹ پھوٹ کر رونا یاد آیا جس سے اس کے مسکراتے لب فورن سکڑے تھے

وہ گھر میں کسی کو بھی پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا اس لیے اس نے یہ بات کسی کو نہیں بتائی۔۔۔

لیکن بعد میں زر سے پوچھنے کا ارادہ ضرور رکھتا تھا کہ آخر ایسا کیا ہوا تھا جو اس کی حالت اس حد تک خراب ہو گئی۔۔۔۔

لیکن فی الحال اپنے دماغ سے ہر برا خیال جھٹکتے ہوئے زر کے معصوم چہرے کو اپنی نگاہوں میں سماتے باہر کی طرف بڑھ گیا تاکہ عظمی اور نجمہ بیگم سے اپنے لیے بھی کچھ بنوا کر کھا سکے۔۔۔

کیوں کے اس کی ٹینشن میں اس نے بھی دوپہر کا کھانا بھی نہیں کھایا تھا اور اب سب کچھ ٹھیک ہوتے ہیں اس کی بھوک بھی جاگ اٹھی تھی۔۔۔۔

****

رات کا دوسرا پہر ہر طرف خاموشی کا راج سرسراتی ہوئی یک بستہ ٹھنڈی ہوائیں۔۔۔۔

کالے آسمان پر سرخ بادلوں نے چادر اوڑھ رکھی تھی۔۔۔

جبکہ ہوا کے زور پر کھڑکی کے پردے پھڑپڑا رہے تھے۔۔۔۔

ایسے میں وہ اپنے نرم آرام دہ بستر پر محو خواب تھی۔۔۔۔

جب اسے اپنے اوپر ایک بھوج سا محسوس ہوا یکدم جیسے سانس بند ہونا شروع ہو گیا تھا۔۔۔۔

وہ اپنی آنکھیں کھولنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اس کا وجود جیسے ساکت تھا وہ چاہ کر بھی حرکت نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔۔۔

جب اسے اپنے کان پر انجانا سا لمس محسوس ہوا۔۔۔۔۔۔

جیسے کوئی اس کے کان کے بالکل قریب لب رکھ کر سرگوشی کر رہا تھا۔۔۔۔۔

لیکن اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا بس اسے اس وجود کی سلگتی ہوئی سانسیں محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔

" یو آر مائن "

بس اس ایک لفظ کے جسے اس کے کان میں بہت شدت سے ادا کیا گیا تھا اور پھر بار بار دہرایا گیا

جیسے اسے باور کرایا گیا ہو۔۔۔۔۔

کہ وہ صرف اس کی ہے۔۔۔۔۔

اور پھر یکدم اس سے سارا بوجھ اتر گیا جیسے کسی نے اپنی گرفت سے آزاد کیا ہو۔۔۔۔۔۔۔

وہ ایک جھٹکے سے بیدار ہوتی اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔۔

نائٹ لیمپ کی روشنی میں اس کا خوبصورت سراپا گہری سانسیں بھر رہا تھا جبکہ فل اے سی کی کولنگ میں بھی اس کی پیشانی پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں چمک رہی تھی۔۔۔۔۔

اس نے کمرے کے چاروں طرف نظر دوڑائی تھی۔۔۔۔ لیکن وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔۔۔۔

بس ہوا کے زور پر کھڑکی کے ہلتے پٹ اور اڑتے پردے اس گہری خاموشی میں ارتعاش پیدا کر رہے تھے۔۔۔۔۔۔

اس نے اٹھ کر کھڑکی کے باہر دیکھا لیکن وہاں اندھیرے اور خاموشی کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا پھر اس نے اسے بند کرتے پردے برابر کر دیے تھے۔۔۔۔۔

وہ آس پاس نظریں ڈوراتی۔۔۔۔اسے اپنا ایک خواب سمجھتے ہوئے سر جھٹک کر دوبارہ بستر پہ لیٹ گئی لیکن اس بار نینداس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔۔۔۔

****

زر حویلی کے لیفٹ سائیڈ میں یہاں جھولا رکھا گیا تھا جس کے اطراف میں مختلف پھولوں کی بیلیں لگی ہوئی تھی۔۔۔۔

اداس سی بیٹھی تھی وہ چاہ کر بھی کل کے واقعے کو اپنے ذہن سے نہیں جھٹک پا رہی تھی۔۔۔۔

اور مجبوری توں یہ تھی کہ وہ اس بارے میں کسی کو بتا بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔۔

جب ایہا وہاں آئی تھی۔۔۔۔

کیا ہوا زرا ایسے کیوں یہاں بیٹھی ہو طبیعت ٹھیک ہے تمہاری،،،،، جس پر وہ یکدم چونکی تھی۔۔۔۔

ہاں طبیعت ٹھیک ہے میری بس ویسے ہی،،،،، اتنا کہتے ہی وہ خاموش ہو گئی جب کہ اس کی آواز میں اداسی گھلی ہوئی تھی جس سے ایہا نے شدت سے محسوس کیا تھا۔۔۔۔۔۔

ابھی وہ اسے کچھ کہتی جب زارون وہاں آیا تھا۔۔۔۔۔

"ہے گرلز واٹس اپ"

کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔ جبکہ اس کے ہشاش بشاش لہجے پر ایہا نے مسکرا کر جواب دیا تھا لیکن زر چاہ کر بھی مسکرا نہ سکی۔۔۔۔۔۔

سب کچھ ٹھیک ہے جب کہ اس کے جواب نہ دینے پر اس نے حیرت سے استفسار کیا تھا۔۔۔۔۔

لیکن جواب اب بھی ندارد تھا۔۔۔۔۔

اچھا چلو ٹھیک ہے۔۔۔۔ میرے پاس تم لوگوں کے لیے ایسا سرپرائز ہے جسے سنتے ہی تمہاری اداسی دور ہو جائے گی۔۔۔۔

اچھا اور وہ کیا ہے ابیہا اشتیاق سے گویا ہوئی تھی۔۔۔۔

ضارب لالہ نے الیکشن جیتنے پر ہمیں ٹریٹ دینے کا جو وعدہ کیا تھا۔۔۔۔۔

تم لوگوں کو یاد تو ہو گا ہی جو ہمارے ایگزامز کی وجہ سے درمیان میں ہی رہ گئی تھی۔۔۔۔

ابھی ان سے ہی بات کر کے آ رہا ہوں۔۔۔۔۔ اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر آج انھوں نے ہمیں شہر بلایا ہے۔۔۔۔۔

اس لیے جلدی جلدی تیار ہو جاؤ۔۔۔۔۔ ہمیں ابھی کچھ دیر میں نکلنا ہے۔۔۔۔۔

جب کہ اس کی بات سنتے کر اور اب یہاں خوشی سے کھل اٹھی تھیں۔۔۔۔۔

یہ تو بہت اچھی بات ہے تم نے ابرش کو بتایا۔۔۔۔ ابیہا جوش سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

نہیں ابھی تو نہیں بتایا سب سے پہلے آپ لوگوں کو ہی بتایا ہے۔۔۔۔

آپ لوگوں اسے بھی بتادو اور جلدی سے تیار ہو جاؤ ہمیں کچھ دیر میں نکلنا ہے وہ اتنا کہتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا تیار ہونے کیلئے۔۔۔ پیچھے زر اور ایہا نے ابرش کے کمرے کی طرف دوڑ لگائی تھی۔۔۔۔

****

یہ لوگ تقریبا دوپہر کے بارہ بجے کے قریب شاہ مینشن پہنچے تھے۔۔۔۔۔

یہاں ضارب شاہ ان کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔

ایہا تو جاتے ہیں اس کے گلے کا ہار بنی تھی۔۔۔۔ جس پر وہ مسکراتا اس کے سر پر محبت سے بوسہ دیتا سینے میں بھینچ گیا۔۔۔۔۔

کیسا ہے ہمارا بچہ اسے آرام سے خود سے الگ کر کے پیار سے پوچھا تھا۔۔۔۔

میں بالکل ٹھیک ہوں آپ بتائیں آپ کیسے ہیں۔۔۔۔۔

ہم بھی بالکل ٹھیک۔۔۔۔

اسے محبت سے جواب دیتے زارون کی طرف اپنا رخ کیا جو اس سے ملنے کے لئے اپنی باری کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔

اس سے گلے ملتے اور ابرش زرمینے کے سلام کا جواب دیتے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے صوفے پر براجمان ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

جب کہ ملازمین چائے کے ساتھ دوسرے لوازمات ٹیبل پر سجانے لگے تھے جن کا اس نے انہیں ان کے پہنچنے سے پہلے ہی حکم دے رکھا تھا۔۔۔۔۔

جس سے فارغ ہو کر ان لوگوں نے باہر چلنے کا شور مچانا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔

اچھا ٹھہرے پہلے ہمیں بتائیں تو سہی کہ آپ لوگ کہاں جانا چاہتے ہیں

ہیں۔۔۔۔

لالہ سب سے پہلے ہم شاپنگ پر جائیں گے اس کے بعد اچھے سے ریسٹورنٹ میں لنچ کریں گے اور اس کے بعد آئس کریم۔۔۔اس کے سوال کے جواب میں

ایہا پر جوش نے بولی تھی۔۔۔

جس کی تائید میں زر نے بھی زور و شور سے سر ہلایا تھا۔۔۔۔البتہ ان سب میں ابرش خاموش تھی۔۔۔۔

وہ تو یہاں آنا بھی نہیں چاہتی تھی ایہا اور زر مینے کے زبردستی کرنے پر مجبوری میں تیار ہوئی تھی کیونکہ ان لوگوں نے اسے ناراض ہونے کی دھمکی دی تھی۔۔۔۔

جبکہ ان کی ڈیمانڈ سن کر زارون کی آنکھیں حیرت سے کھل گئی تھی اس نے تو بس باہر کھانے کا سوچ رکھا تھا لیکن یہ لڑکیاں تو بہت آگے کی چیز تھی۔۔۔۔۔۔

مطلب اچھی خاصی ضارب شاہ کی جیب خالی کروانے کا پلین بنا رکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ایہا کے عجلت میں جواب دینے پر ضارب مسکرا کر سر ہلا گیا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے جیسے آپ لوگوں کی خواہش۔۔۔۔۔ لیکن یہ شاپنگ والا کام ہمارے لئے تھوڑا مشکل ہے۔۔۔۔۔

اور ہمارے پاس زیادہ ٹائم بھی نہیں پورے تین بجے بہت امپورٹ میٹنگ میں پہنچنا ہے۔۔۔۔

لیکن لنچ کے بعد ہم آپ کو اپنا کریڈٹ کارڈ دے دیں گے آپ اپنی مرضی سے زارون کے ساتھ جاکر شاپنگ کر لیجئے گا ٹھیک ہے۔۔۔۔۔

وہ لوگ تو اس کے مان جانے پر ہی خوش ہو گئی تھی۔۔۔۔ جبکہ زارون کا ان کے ساتھ شاپنگ پر جانے کا سن کر ہی منہ بن گیا تھا۔۔۔۔

مطلب وہ آج اچھا خاصا ان کے پیچھے خوار ہونے والا تھا۔۔۔۔۔

لیکن ضارب کے سامنے انکار کرنے کی اس میں ہمت ناپید تھی۔۔۔۔

****

ضارب شاہ نے انہیں شہر کے سب سے مہنگے ہوٹل میں اپنی جیت کی ٹریٹ دینے تھی۔۔۔۔۔اور اس کے بعد سب نے اپنے اپنے فیورٹ فلیور کی آئسکریم منگوائی تھی۔۔۔۔

سوائے ضارب شاہ کے کیونکہ اسے میٹھا کھانا زیادہ پسند تھا۔۔۔۔البتہ کھانے کے بعد سگریٹ ضرور سلگالی تھی۔۔۔۔

جسے دیکھتے ابرش نے دل میں ہی ناک منہ چڑھائی تھی۔۔۔اسے ایک اور وجہ مل گئی تھی۔۔۔ضارب سے خار کھانے کی۔۔۔۔

ضارب نے سپیشلی ان لوگوں کے لئے فیملی کیبن بک کروایا تھا تاکہ وہ لوگ ریلیکس ہو کر انجوائے کر سکے۔۔۔۔۔

اور کچھ ضارب شاہ کے پہلی بار فیملی کے ساتھ آنے پر ہوٹل کے اونر نے انہیں سپیشل پروٹوکول دیتے ہوئے شاندار استقبال کیا تھا۔۔۔۔۔

یہ لوگ جس کیبن میں بیٹھے تھے۔۔۔۔۔اسے جگہ جگہ ریڈ روز ز بکیز کے ساتھ سجایا گیا تھا۔۔۔۔

ابھی وہ لوگ آئس کریم انجوائے کر رہے تھے جب زرمینے کا ہاتھ لگنے کی وجہ سے ابیہا کے کپڑوں پر تھوڑی سی آئس کریم گر گئی۔۔۔۔۔

وہ جو بلیک حجاب کے ساتھ کالی پاؤں کو چھوتی فراک میں ملبوس تھی۔۔۔۔
فورا کپڑوں کو جھٹکتے ہوئے کھڑی ہوئی۔۔۔۔

سوری یار میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔۔۔۔ زر نے شرمندہ ہوتے فورن معذرت کی تھی۔۔۔

کوئی بات نہیں وہ اپنے کپڑوں کو ٹشو سے صاف کرتی مسکرا کر کہتی واش روم کی طرف.بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔

اپنے کپڑوں کو اچھے سے صاف کر کے بیوہ کی طرف جا رہی تھی جب راستے میں سامنے سے آتے وجود سے ٹکرا گئی۔۔۔۔۔

سوری،،،، سوری،،،، وہ فورا معذرت کرتی ابھی اس کے چہرے کی طرف دیکھتی کہ پیچھے سے آتی ابرش کی آواز نے اس کا دھیان اپنی طرف کھینچ لیا۔۔۔۔

وہ سامنے موجود وجود کو بنا دیکھے ہی ایک بار پھر معذرت کرتی ہوئی اس کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

جبکہ اسے دیکھتے ہی سامنے والا تو جیسے ساکت ہو گیا تھا۔۔۔اس کی جھکی ہوئی نظریں معذرت کے لیے ہلتے لب سامنے والے کو مبہوت کر گئے تھے۔۔۔

اور سب سے بڑھ کر اس کا خوبصورت چہرہ اسے کسی کی شدت سے یاد دلا گیا تھا۔۔۔

جس کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں ایک چمک سی ابھری تھی۔۔۔۔

اس کے سامنے سے ہٹتے ہی وہ کسی ٹرانس کی کیفیت سے باہر نکلا تھا اور پھر پر سوچ نظروں سے اس کی پشت کو دیکھنے لگا جو کہ ابرش کے ساتھ واپس کیبن کی طرف بڑھ رہی تھی اس کی چمکتی آنکھوں نے اسکے کالے آنچل کو دروازے کے پیچھے گم ہونے تک دیکھا تھا۔۔۔

اس کے چہرے پر تھوڑی عجیب مگر معنی خیز سی مسکراہٹ تھی۔۔۔۔

پھر وہ کچھ سوچتا ہوا اپنی ٹیبل کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ یہاں اس کے بزنس پارٹنرز اس کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔۔

****

جب وہ لوگ فری ہو کر باہر نکلے تو تقریباً ڈھائی بجے سے اوپر کا ٹائم ہو چکا تھا ۔۔۔۔۔

لاریب جس نے پورے تین بجے بہت اہم میٹنگ میں پہنچنا تھا۔۔۔۔ انہیں ادھر سے ہی الوداع کہتا زارون کے ہاتھ میں اپنا کریڈٹ کارڈ دیتے انہیں شاپنگ کروا کر حفاظت سے حویلی لے جانے کی تاکید کرتے ہوئے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

ابیہا جب سے ظاہر آئی تھی اسے اپنی پشت پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

جس پر وہ بار بار پیچھے مڑ کے دیکھتی لیکن کوئی بھی اسے اپنی طرف متوجہ نظر نہیں آتا۔۔۔۔

لیکن پھر وہ اسے اپنا وہم سمجھتی ہوئی زر مینے کے ساتھ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر براجمان ہو گی۔۔۔۔

جس کے بیٹھتے ہی زارون نے بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔۔۔۔ ابرش بھی ابھی دروازہ کھول کر اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھنے ہی والی تھی جب اسے سڑک کے بیچوں بیچ ایک بلی کا بچہ نظر آیا تھا اور ساتھ ہی اس کی طرف بڑھتی ہوئی تیز رفتار گاڑی بھی۔۔۔۔۔

اس نے بیٹھنے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے فوراً اس طرف دوڑ لگائی تھی تا کہ اس بلی کے بچے کو محفوظ کر سکے۔۔۔۔

لیکن ان سب میں وہ یہ بھول گئی کہ اسے بچانے کے چکر میں اس کی اپنی جان بھی خطرے میں پڑ سکتی تھی۔۔۔۔

اس نے جب تک وہاں پہنچ کر اس بلی کے بچے کو اٹھایا تب تک وہ گاڑی اس کے بالکل قریب آچکی تھی جسے بالکل سامنے دیکھتے ہی وہ بجائے پیچھے ہونے کے ڈر کر کبوتر کی طرح اپنی آنکھیں بند کر گئی۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ گاڑی اس سے ٹکراتی کسی نے اسے بازو سے پکڑتے پوری شدت سے اپنی طرف کھینچا۔۔۔۔

جس سے وہ سیدھا سامنے والے کے کشادہ سینے سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔۔

****

ضارب جو اپنی گاڑی میں بیٹھنے والا تھا اس کی اچانک نظر سڑک کے بیچوں بیچ کھڑی ابرش پر پڑی تھی۔۔۔۔۔۔

اور پھر اس کی طرف بڑھتی تیز رفتار گاڑی کو دیکھتے ہوئے۔۔۔۔۔اس نے ابرش کو آواز دی تھی۔۔۔۔۔

لیکن جو فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے اس تک نا پہنچ سکی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ گاڑی ابرش کو کچل کر نکل جاتی ہے اس نے.بروقت بھاگتے ہوئے،،،،،اسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔۔۔۔

جس سے وہ سیدھا اس کے سینے سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔۔

ان سب میں وہ بلی کا بچہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دوسری طرف بھاگ گیا

۔۔۔۔۔

ابرش جو گاڑی کو بالکل اپنے سر پہ دیکھ کر آنکھیں موند چکی تھی اس اچانک افتاد پر بھونچکا کر رہ گئی۔۔۔۔

اس نے اپنے دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھ کر حیران نظروں سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

جو سپاٹ نظروں سے اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

اس کی واسم جیسی اوشن بلو آئیز سیدھی جا کر سبز کانچ سی آنکھوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔۔

اس کے نرم مخملی نازک ہاتھ اس کے سینے پر دل کے مقام دھرے تھے جس سے اس کو ضارب کی دھڑکنے اپنی ہتھیلی پر صاف محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اس کے مہنگے کلون کے ساتھ سگریٹ کی ملی جلی بھینی بھینی خوشبو اس کے نتھنوں سے ٹکرا کر اس کے حواسوں پر چھا رہی تھی۔۔۔۔۔

جس سے اس کی دھڑکنوں میں ارتعاش پیدا ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔جب کہ چہرے پر ہلکی ہلکی سی سرخی چھلکنے لگی تھی۔۔۔۔۔

وہ خجل سی ہوتی دھیرے سے اس سے الگ ہو گئی۔۔۔۔۔۔

جبکہ ضارب جو اس کے معصوم چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔اس نرم سے روئی جیسے وجود کے خود سے الگ ہونے پر جیسے ہوش میں آیا تھا۔۔۔۔۔۔

کیا ہم جان سکتے ہیں کہ یہ کیا بیوقوفی تھی آپ کو پتہ بھی ہے اگر ہم تھوڑی دیر لیٹ ہو جاتے تو کیا ہوتا آپ کے ساتھ۔۔۔۔۔وہ اس کے جھکے سر کو دیکھ کر درشتگی سے گویا ہوا تھا۔۔۔۔۔

وہ جو ابھی اس اچانک رونما ہونے والے حادثے سے نہیں سنبھلی تھی،،،،اس کی دھاڑ پر تھر تھر کانپنے لگی۔۔۔۔۔

جبکہ خوبصورت بڑی بڑی سمندر جیسی آنکھوں میں لبالب آنسو بھر گئے۔۔۔۔۔ جسے دیکھتے ضارب نے اپنے لب سختی بھینچ لئے تھے جبکہ ہاتھوں کی مٹھی بناتے اپنے غصے کو کنڑول کرنے کی کوشش کی۔۔۔۔۔۔

ابھی وہ اسے کچھ کہتا کہ تب تک زارون بھی بھاگتا ہوا ان تک پہنچا تھا جسے دیکھتے ہی وہ اس کے سینے سے لگ گئی۔۔۔۔۔

اس نے بھی اپنے جان سے پیاری بہن کو سینے میں بھینچتے اس کے سر پر ہونٹ رکھے تھے۔۔۔۔۔

آپ ٹھیک ہے ناگڑیا اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیتے اس نے پیار سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

اور اگر ضارب وقت پر نہ پہنچتا تو ابرش کے ساتھ کیا ہوتا یہ سوچ ہی اس کے لیے سوہان روح تھی۔۔۔۔۔

وہ اس کے چہرے سے آنسو کو صاف کرتا پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے ایک بار پھر سینے سے لگا گیا۔۔۔۔

"بہت شکریہ لالہ"

اگر آپ وقت پر نا پہنچتے تو پتہ نہیں ابرش کے ساتھ کیا ہو جاتا۔۔۔۔

اسے اپنے بازو کے حلقے میں لے کر ضارب کا شکریہ ادا کیا تھا۔۔۔۔۔

اس کی ضرورت نہیں ہے لیکن آپ کو دھیان رکھنا چاہیے تھا یہ تو بچی ہیں ایسے نبھائیں گے آپ اپنی ذمہ داری آج اگر کچھ ہو جاتا تو کیا جواب دیتے اب تا یا سائیں کو۔۔۔

اس کے شکریہ کے جواب میں ضارب برہمی سے گویا ہوا تھا جسے سنتے زارون شرمندگی سے اپنا سر جھکا گیا۔۔۔۔۔

آئی ایم سوری لالا میں آگے سے دھیان رکھو گا۔۔۔

جس پر اس نے صرف سر ہلانے پر ہی اتفاق کیا تھا۔۔۔۔

چلیں ٹھیک ہے ہم چلتے ہیں آپ بھی انہیں لے کر سیدھا حویلی ہے جائیں ،،،،،شاپنگ پھر کبھی کر لیجئے گا ہمیں ان کی حالت ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔۔۔۔

ایک نظر ابرش کی طرف دیکھ کر ضارب نرمی سے بولا۔۔۔۔۔۔

جس پر وہ سر ہلاتا اسے لے کر اپنی گاڑی کی طرف.بڑھ گیا۔۔۔۔۔

اور ان کے گاڑی میں بیٹھتے ہی ضارب نے بھی سر جھٹکتے ہوئے ایک نظر گھڑی کی طرف دیکھتے اپنی گاڑی کا رخ کیا تھا۔۔۔۔

کیونکہ میٹنگ سٹارٹ ہونے میں اب بس کچھ ہی وقت بچا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ناشتے سے فارغ ہوتے ہی داداسائیں نے آج گھر کے سبھی.بڑوں کو اپنے کمرے میں طلب کر لیا تھا۔۔۔۔

کیونکہ ان کے حساب سے اپنے کیے گئے فیصلے کو عملی جامہ پہنانے کا وقت آ گیا تھا۔۔۔۔

جب کے گھر کے سبھی بچے اس اچانک ہونے والی خفیہ میٹنگ کو لے کر تجسّس کا شکار ہو گئے تھے۔۔۔۔

لیکن وہ لوگ کچھ نہیں کر سکتے تھے سوائے انتظار کے کیوں کہ داداسائیں کے کمرے میں داخل ہوتے ہی عظمی بیگم نے دروازہ بند کر دیا گیا تھا۔۔۔۔۔

اور باہر وہ چاروں لاؤنج میں اکٹھے بیٹھے ایک دوسرے کا منہ تک رہے تھے۔۔۔۔۔۔

جب زارون کے خرافاتی دماغ میں ایک آئیڈیا آیا تھا۔۔۔۔

جسے سنتے ان تینوں نے فورا نفی کی تھی جس پر وہ منہ بناتا ان کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔۔۔۔

جیسا کہ ہم نے آپ سب سے پہلے بھی ذکر کیا تھا۔۔۔۔

ہم چاہتے ہیں کہ اب بچوں کے فرض سے اب سبکدوش ہو جائیں۔۔۔

ہم نے آج آپ لوگوں کو اس لیے بلایا ہے تاکہ آپ کو بتا سکیں کہ ابیہا کے لیے ایک رشتہ آیا ہے۔۔۔۔

لوگ ہمارے جاننے والے ہیں ہیں لڑکا بھی اچھا پڑھا لکھا اور ویل سیٹلڈ ہے۔۔۔۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ ہماری بچیاں ہمیشہ اپنے ہی گھر میں رہیں جب گھر میں ہی اتنے اچھے رشتے موجود ہیں تو ہم باہر کیوں ان کی شادی کریں۔۔۔۔۔

ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم ابرش کی شادی ضارب ،،،،، جبکہ ابیہا کی واسم کے ساتھ کریں گے۔۔۔۔

اور باقی رہ گئی زر مینے تو ان کی زارون کے ساتھ ،،،، لیکن ان کا ابھی صرف رشتہ طے ہو گا شادی زارون کی پڑھائی مکمل ہونے کے بعد ہو گی۔۔۔۔۔

لیکن یہ صرف ہماری سوچ ہے اگر آپ لوگوں کو اس بات سے کوئی اعتراض ہے تو آپ ہمیں بتا سکتے ہیں ظاہر سی بات ہے وہ آپ کے بچے ہیں تو فیصلہ بھی آپ لوگ ہی کریں گے۔۔۔۔

کیسی باتیں کر رہے ہیں بابا سائیں ہم سے.بڑھ کر ہمارے بچوں پر آپ کا حق ہے آپ جیسے چاہیں ان کی زندگی کا فیصلہ کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں

ان کی بات سنکر ارمغان شاہ ان کے قدموں میں بیٹھتے ان کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر محبت سے گویا ہوئے تھے-----

جن کی تائید میں موسی شاہ نے بھی سر ہلایا تھا----

جبکہ ان کی اتنی محبت پر داداسائیں کے ساتھ اماں سائیں کی آنکھوں میں بھی تشکر کے نمی دوڑ گئی تھی آج کے زمانے میں جہاں اولاد اپنے بوڑھے ماں باپ کے ساتھ بیٹھنا گوارا نہیں کرتی وہی ان کے اتنے عزت و احترام دینے پر انہیں اپنی اولاد پر فخر محسوس ہوا تھا----

تو پھر ٹھیک ہے آپ ایک بار واسم سے پوچھ لیں کہ ان کی مرضی کیا ہے

آخر زندگی تو ان ہی نے گزارنی ہے اور ساتھ ابرش کی رائے بھی پوچھ لیجئے گا۔۔۔۔

بابا سائیں وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن آپ نے کیا ضارب سے پوچھ لیا ہے۔۔۔۔آخر ان کی کیا مرضی ہے اور ظاہر سی بات ہے ایہا کی زندگی کا فیصلہ ان سے پوچھے بغیر تو نہیں ہو گا۔۔۔۔۔

ہماری بات ہوئی تھی ان سے انہوں نے اپنی زندگی کا فیصلہ ہمارے ہاتھوں میں سونپ دیا ہے اور رہی ایہا کی بات تو۔۔۔۔ ہم نے کل بلایا ہے انہیں آپ کے سامنے ہی پوچھ لیں گے۔۔۔۔۔

وہ ان کی بات کا جواب دیتے فخریہ بولے تھے جبکہ ضارب کے ذکر پر ان کے چہرے پر ایک خوبصورت مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے میں آج شام میں ہی واسم سے بات کر لیتا ہوں اس بارے میں۔۔۔۔ اگر ان کا جواب مثبت ہوا تو ان شاء اللہ جلد ہی ان سب کو شادی جیسے پاکیزہ بندھن میں باندھ دیں گے۔۔۔۔

وہ مسکرا کر کے تھے انہی جیسے خوشیوں کی نوید سنا گئے تھے۔۔۔۔

جبکہ ان کی بات پر وہاں موجود سبھی افراد کے چہرے پر آسودہ سی مسکراہٹ تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

معروف نے لفٹ میں قدم رکھتے ابھی ٹینتھ فلور کا بٹن دبایا تھا اس سے پہلے کہ لفٹ کا دروازہ بند ہوتا واسم شاہ شاندار شخصیت کے ساتھ اندر داخل ہوا تھا۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ اس کے پیچھے آتا ہے اس کا پی اے اندر داخل ہوتا دروازہ بند ہو گیا۔۔۔۔

اور لفٹ سٹارٹ ہو گئی۔۔۔۔

جب کہ اسے اندر آتا دیکھ کر وہ ایک طرف کونے میں کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔

جس پر واسم بھی بنا کوئی رسپونس دیے سپاٹ چہرے کے ساتھ اسے اگنور کرتا اپنے فون کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔۔

اس دن کے بعد معروف زیادہ سے زیادہ کوشش کرتی تھی کہ وہ اس کے سامنے کم ہی جائے اس کی ضرورت کا ہر کام وہ اس کے آفس پہنچنے سے پہلے ہی کر دیتی تھی۔۔۔۔اور باقی کا سب کچھ اس کا پی اے خود ہی سنبھال لیتا تھا

۔۔۔۔۔

لیکن اتنے دنوں کے بعد اس کے یوں رو برو آ جانے سے اس کی دھڑکنیں ایک بار پھر شور مچانے لگی تھی۔۔۔۔

لفٹ میں پھیلی اس کے پرفیوم کی خوشبو اسے اپنے حواسوں پر چھاتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

وہ اب بس جلد از جلد یہاں سے نکل جانا چاہتی تھی تاکہ اس کے قریب رہنے سے جو دل کی کیفیت ہو رہی تھی وہ اس سے باہر نکل سکے۔۔۔۔

لیکن قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔۔۔۔۔

لفٹ ابھی سیونتھ فلور تک ہی پہنچی تھی جب اچانک سے چھوٹے چھوٹے جھٹکے کھاتی رک گئی۔۔۔۔

جب کہ اس کے اندر کی لائٹس کبھی بجھ اور جل رہی تھیں اور پھر ایک جھٹکے سے بند ہو گئیں۔۔۔۔۔

جس نے معروف کو خوفزدہ کر دیا تھا۔۔۔۔البتہ واسم نے کوفت سے سر جھٹکتے لفٹ کے بٹن دبائے تاکہ دروازہ کھول سکے لیکن کوئی خاص فرق نہیں پڑا۔۔۔۔

جس کا مطلب تھا کہ لفٹ خراب ہو گئی تھی۔۔۔

واسم نے فوراً اپنے پی اے کو فون ملایا تھا اور اسے تمام صورتحال سے آگاہ کرتے ہوئے لفٹ جلد ٹھیک کروانے کا حکم دیتے بند کر دیا۔۔۔۔

اور ان سب میں وہ اپنے ساتھ کھڑے وجود کو بالکل فراموش کر گیا تھا۔۔۔

ہوش تو تب آیا جب اسے اپنے بازو پر دو ہاتھوں کی ہلکی سے گرفت محسوس ہوئی۔۔۔۔۔

اس نے رخ موڑ کر اس کی طرف دیکھا لیکن نیم اندھیرے میں کچھ خاص سجھائی نہیں دیا۔۔۔۔

اس نے فوراً اپنے فون کی لائٹ جلائی تھی اور اس کی روشنی میں معروف کا چہرہ دیکھنے لگا جو کہ پورا پسینے سے تر تھا۔۔۔۔

وہ سانس بھی کھینچ کھینچ کر لے رہی تھی جسے دیکھتے وہ پریشان ہوا تھا۔۔۔

مس حسن آپ ٹھیک ہیں،،،،،اس کے کندھے پر سہارے کے لیے ہاتھ رکھ کر تشویش سے گویا ہوا تھا۔۔۔۔

نہ،،،،،نہیں،،،،سر میری ط،،،،،طبیعت خراب ہو رہی ہے،،،،،اور ایسا لگ رہا ہے،،،،،جیسے ابھی میرا،،،،سانس بند ہو جائے گا۔۔۔۔۔

وہ نڈھال سی بولتی اس کے کندھے پر اپنا سر ٹکا گئی۔۔۔۔

سب ٹھیک ہو جائے گا تھوڑی ہمت کریں وہ ہلکے ہاتھ سے گال کو تھپتھپاتے ہوش میں رکھنے کی کوشش کر رہا تھا جو کہ اب نیم بے ہوشی میں جا رہی تھی۔۔۔۔۔

س،،،،، سرم،،،، میرادم گ،،،، گھٹ رہا ہے۔۔۔۔۔ ہا،،،، ہاتھ

پ،،،،، پاؤں سے جان با،،،،، بالکل ختم ہوتی جارہی ہے۔۔۔۔

اس کی سانسوں کے ساتھ ساتھ الفاظ بھی گھٹ گھٹ کر نکل رہے

تھے۔۔۔۔۔۔

جبکہ اسکا سر واسم کے کندھے سے لڑھک کراب اسکے سینے پر آگیا تھا۔۔۔۔

جب واسم نے اسے گرنے سے بچانے کیلئے اسکے گرد اپنے ایک بازو کا حصار کھینچا

تھا۔۔۔۔

جب کہ دوسرے سے فون پکڑتے کے ایک بار پھر اپنے پی اے کو کال ملائی

تھی۔۔۔۔

کہاں مرگئے ہو کتنی دیر ہو گئی ہے ابھی تک ایک لفٹ ٹھیک نہیں ہو سکی تم سے

،،،،،اس کے فون اٹینڈ کرتے ہی واسم اس پر دھاڑا تھا۔۔۔۔۔۔

ج،،،،،،جی سر بس ہو گئی صرف دو منٹ،،،،، جلدی کرواگر دو منٹ کے اندر

یہ ٹھیک نہیں ہوئی تو تمہاری خیر نہیں ہو گی۔۔۔۔۔۔

وہ غصے سے کہتا فون بند کر گیا جب کہ اس کی دھمکی پر اس کے پی اے کے ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے۔۔۔۔۔۔

اور وہ مکینک کو جلدی جلدی ہاتھ چلانے کی تلقین کرنے لگا۔۔۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف معروف اپنے ہوش و حواس مکمل طور پر کھو چکی تھی،،،،،،
واسم نے اس کے ناک کے آگے انگلی رکھ کر چیک کیا تو اس کی سانسیں بہت دھیمی چل رہی تھیں۔۔۔۔۔۔

جس سے اسکی پریشانی میں کچھ اور اضافہ ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔

" مس حسن "

واسم نے اسکا چہرہ ہلکے سے تھپتھپاتے اسے پکارا۔۔۔۔ لیکن جواب ندارد

۔۔۔۔۔

تبھی ایک جھٹکے سے لفٹ کا دروازہ کھلا تھا۔۔۔ جسے دیکھتے وہ فورا اسے اپنے بازوؤں میں اٹھاتے اپنے آفس کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔

اور ساتھ ہی چینج کر اپنے پی اے کو ڈاکٹر کو بلانے کی ہدایت کی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔

واسم نے اسے لاکر اپنے آفس کے پر صوفے پر لیٹایا تھا۔۔۔۔

اور ساتھ ہی پانی کی بوتل پکڑتے اس کے منہ پر چھینٹے مارے۔۔۔۔

اور اس کے گال کو تھپتھپاتے ہوئے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی جس میں وہ کچھ تگ ودو کے بعد کامیاب ہو گیا۔۔۔۔

معروف نے دھیرے سے اپنی آنکھیں کھولیں تھی۔۔۔۔واسم جو اسکے چہرے پر جھکا ہوا تھا اس نے اسے ہوش میں آتے دیکھ پیچھے ہو کر شکر کا سانس ادا کیا تھا

۔۔۔۔۔۔

" آپ ٹھیک ہیں مس حسن "

جی سر میں ٹھیک ہوں اس کے فکر مندی سے پوچھنے پر اس نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے دھیرے سے جواب دیا تھا۔۔۔۔۔۔

اور ان سب میں اسکی چادر جو اسکے سر سے اتر کر گلے میں آگئی تھی اور اسکے ریشمی بالوں کی لٹیں جو اسکے چہرے کے اطراف میں جھول رہی تھیں۔۔۔۔۔۔

اس نے شرمندہ ہوتے ہوئے اپنی حالت درست کرتے چادر واپس سر پر ٹکائی تھی۔۔۔۔۔۔

اور ساتھ اسکی آنکھوں کے سامنے لفٹ میں گزرے دھندلے سے وہ منظر لہرانے لگے۔۔۔۔

جن میں وہ واسم کے حد سے زیادہ قریب آگئی تھی۔۔۔۔

جسے یاد کر کے یکایک اسکے چہرے کا رنگ گلال ہوا تھا۔۔۔۔۔

اور اپنا چہرہ جھکا کر اپنی انگلیاں چٹکانے لگی۔۔۔۔

واسم جو اسکے چہرے کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔اسکے چہرے کے بدلتے رنگ اور خود سے شرمندہ ہوتے دیکھ نظروں کا زاویہ بدل گیا۔۔۔۔۔

اگر آپکو اپنی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی تو آپ گھر جا کر ریسٹ کر سکتی ہیں۔۔۔۔۔

اسکی بگڑتی طبیعت کو دیکھ کر وہ جو اپنے خول سے باہر آیا تھا واپس سے درمیان میں اجنبیت کی دیوار حائل کرتا سپاٹ لہجے میں بولا۔۔۔۔۔

نہیں سر میں اب ٹھیک ہوں۔۔۔۔اسکے سپاٹ لہجے کو محسوس کر کے وہ کھڑی ہوتی بولی۔۔۔۔

" آر یو شیور مس حسن "

ویسے میں نے ڈاکٹر کو بلوایا ہے۔۔۔۔اگر آپ چیک اپ کروانا چاہیں تو کروا سکتی ہیں۔۔۔۔۔

نہیں سر اسکی ضرورت نہیں ہے میں اب بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔

بہت شکریہ۔۔۔۔آپ نے میری اتنی مدد کی۔۔۔۔اور میں بہت شرمندہ ہوں آپکو میری وجہ سے اتنی زحمت اٹھانی پڑی۔۔۔۔

وہ نظریں جھکا کر شرمندگی گویا ہوئی تھی۔۔۔۔۔

الٹس اوکے "آپکو شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔

اوکے سر "اب چلوں۔۔۔۔۔اسکی بات پر ہلاتے ہوئے جانے کی اجازت مانگی تھی۔۔۔۔۔

جس پر اس نے صرف سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔جسے دیکھتے ہوئے وہ باہر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔۔

جبکہ واسم نے پرسوچ نظروں سے اسکی پشت کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔

کچھ تو تھا جو اسے اس لڑکی کی طرف کھینچ رہا تھا۔۔۔۔آج اسکی حالت دیکھ کر جیسا اس نے بیہیو کیا تھا وہ چاہ کر بھی اسے نظرانداز نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔۔۔

اسے خود بھی نہیں پتا تھا۔۔۔۔اسے اس حالت میں دیکھ کر وہ اتنا کیوں پریشان ہو گیا۔۔۔۔۔

کہ حد سے زیادہ ہی اوور ری ایکٹ کر گیا۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رات ڈنر کے بعد ارمغان شاہ نے واسم کو سٹڈی میں بولایا تھا،،،،، اور وہ سب کاموں سے فارغ ہو کر ان سے بات کرنے کیلیئے گیا تو وہاں ارمغان شاہ کے ساتھ حیدر شاہ بھی موجود تھے۔۔۔۔

جنہیں دیکھ کر وہ تھوڑا حیران ہوا۔۔۔ کیونکہ حیدر شاہ سٹڈی میں بہت کم ہی آتے تھے۔۔۔۔

انہیں کوئی ضروری بات کرنی ہوتی تو وہ اپنے کمرے میں ہی بلا لیتے تھے اور آج خود چل کر بات کرنے آئے تھے مطلب معاملہ سنگین تھا۔۔۔۔۔

وہ ان دونوں کو مشترکہ سلام کرتا کرسی پر براجمان ہو گیا۔۔۔۔۔

جس کا ان دونوں نے خوش اسلوبی سے جواب دیا تھا۔۔۔ لیکن اس کے بعد وہ دونوں خاموش ہو گئے۔۔۔۔

واسم ان دونوں کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا جو ایک دوسرے کی طرف الجھی نظروں سے دیکھ رہے تھے کہ بات کا آغاز کیسے کریں۔۔۔۔

جب دادا سائیں کے اشارے پر ارمغان شاہ نے بات کا آغاز کیا۔۔۔۔

واسم بیٹا ہم نے آج آپ کو بہت ضروری بات کرنے کے لئے بلایا ہے۔۔۔۔

دراصل ہم آپ سے پوچھنا چاہتے تھے کہ ،،،، اتنا کہتے وہ ایک پل کے لیے رکے۔۔۔

کہ آپ کا شادی کے بارے میں کیا ارادہ ہے ؟؟؟

پہلے تو وہ ان کی بات پر ہلکا سا چونکا لیکن پھر دھیرے سے مسکرا دیا تھا۔۔۔۔

کہ اس بات کے لئے اتنی تمہید باندھی جا رہی تھی۔۔۔۔۔

ویل " میرا ابھی تو کوئی ایسا خاص ارادہ نہیں ہے پر آپ بتائیں آپ لوگ کیوں پوچھ رہے ہیں اس بارے میں۔۔۔۔

اس نے بات کے پیچھے کا اصل مقصد جاننا چاہا۔۔۔۔

جیسا کہ بیٹا ہم آپ سے پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں کہ ہم آپ کی اور ضارب کی شادی اب جلد کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔

بس اسی لئے پوچھ رہے تھے کہ اگر آپ کو کوئی پسند ہے تو آپ ہمیں بتا دیں۔۔۔۔

اور اگر نہیں ہے تو ہم نے آپ کے لئے لڑکی پسند کی ہے۔۔۔۔۔

جو کہ ہماری خواہش بھی ہے۔۔۔۔

اگر آپ کو کوئی اعتراض نا ہو تو جلد ان کے ساتھ آپ کو اس خوبصورت بندھن میں باندھ دینا چاہتے ہیں۔۔۔۔

اس کے سوال پر داداسائیں اپنی خواہش کا اظہار کرتے شفقت سے گویا ہوئے تھے۔۔۔۔

جب کہ شادی کے ذکر پر اسکی کی آنکھوں کے سامنے معروف کا بلیک چادر میں لپٹا ڈرا سہما خوبصورت سراپا لہرایا تھا۔۔۔۔

جسے یاد کرتے اس کے لبوں پر ہلکی مگر ایک خوبصورت مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے ارمغان اور داداسائیں کو کچھ حوصلہ ہوا۔۔۔۔۔کیونکہ ان لوگوں نے اس مسکراہٹ کا کچھ اور ہی مطلب از خود کر لیا تھا۔۔۔۔

تو پھر واسم بیٹا کیا ارادہ ہے آپ کا شادی کریں گے ہماری پسند کی ہوئی لڑکی سے ۔۔۔۔۔داداسائیں اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھتے سوال گو ہوئے تھے

۔۔۔۔۔۔۔

جبکہ ان کی آواز پر وہ جیسے ہوش میں آیا تھا۔۔۔۔جی" وہ چونک کر بولا۔۔۔۔

ہم پوچھ رہے ہیں کہ آپ ہماری پسند کی لڑکی سے شادی کریں گے یا پھر اپنی مرضی سے ؟؟؟

آپ نے کسے پسند کیا ہے میرے لیے ؟؟؟ وہ ان کے پر نور چہرے کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر سوال گو ہوا۔۔۔۔

ہم نے ایہا کو پسند کیا ہے آپ کے لیے " وہ پر جوش سے بولے۔۔۔۔"

جب کے انکے جواب پر اسکی سوچ کے پردے پر ایہا کا معصوم چہرہ آیا تھا

۔۔۔۔۔

لیکن اسے کچھ بھی ایسا خاص محسوس نہیں ہوا جیسے کہ معروف کے سامنے آنے سے ہوتا تھا۔۔۔۔

وہ لاشعوری طور پر ان دونوں کا آپس میں موازنہ کر رہا تھا۔۔۔۔ جسکا اسے فلحال خود بھی اندازہ نہیں تھا۔۔۔۔

کیا ہوا بیٹا کیا آپکو پسند نہیں ابیہا بیٹی ،،،، جبکہ اسے پھر سوچ میں ڈوبے دیکھ دادا سائیں نے مخاطب کیا۔۔۔۔

ہنہہ " نہیں ایسی بات نہیں دادا سائیں۔۔۔ لیکن میں نے کبھی انکے بارے میں ایسا سوچا نہیں۔۔۔

مجھے کچھ وقت چاہئے فیصلہ کرنے کیلئے۔۔۔۔

ٹھیک ہے بیٹا آپ اچھے سے سوچ سمجھ لیں اور پھر کوئی فیصلہ کریں۔۔۔۔

کیونکہ یہ آپکی زندگی کا سوال ہے۔۔۔۔۔

اور آپکے بعد ہم ابیہا بیٹی سے بھی پوچھ لیں گے۔۔۔ آپ دونوں کا جو فیصلہ ہوگا ہمیں وہ قبول ہوگا۔۔۔۔۔

داداسائیں پرشفقت لہجے میں بولتے اس کے سر پیار دیتے اٹھ کھڑے ہوئے تھے

ہمیں انتظار رہے گا آپ کے جواب کا۔۔۔اتنا کہتے وہ اپنے کمرے کی طرف روانہ ہو گئے۔۔۔۔

جس کے جواب میں اس نے بس سر ہلا کر فقت مسکرانے پر ہی اتفاق کیا تھا

ان کے جانے کے بعد وہ ارمغان شاہ کی طرف متوجہ ہوا تھا جو اسے ہی پر سوچ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

کیا ہوا ڈیڈ آپ ایسے کیوں مجھے دیکھ رہے ہیں۔۔۔۔

ہنہہ "کچھ نہیں بس ویسے ہی لیکن ایک بات تم سے ضرور کہنا چاہوں گا۔۔۔۔

بیٹا یہ تمہاری پوری زندگی کا فیصلہ ہے جو اچھی طرح سوچ سمجھ کر کرنا۔۔۔۔

اگر تم ساری زندگی ایہابیٹی کے ساتھ نبھا سکتے ہو تبھی ہامی بھرنا اور اگر نہیں ابھی سے ہی انکار کر دو۔۔۔۔۔۔

واسم وہ میرے مرحوم بھائی کی بیٹی ہے۔۔۔۔۔جو مجھے اپنی زندگی سے بھی زیادہ عزیز ہے اس کے ساتھ کسی بھی قسم کی ناانصافی میں قطع برداشت نہیں کروں گا۔۔۔۔۔

پھر چاہے سامنے میرا اپنا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔۔۔۔۔

اتنا کہتے ہی وہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور بنا اس اس کی کوئی بھی بات سنیں کمرے سے باہر چلے گئے۔۔۔۔

وہ ان کے دبنگ انداز کو حیران نظروں سے دیکھتا۔۔۔انکی بات کا مطلب سمجھتے نفی میں سر ہلا گیا۔۔۔۔

اور انکے جانے کے بعد اسکی سوچ کے دھاگے ایک بار پھر معروف اور ایہا کی طرف چلے گئے تھے۔۔۔۔

جن میں سے اسے کس کا ساتھ چاہیئے تھا یہ فیصلہ کرنا قطع مشکل نہیں تھا

وہ ایک نتیجے پر پہنچتا آخری فیصلہ کرتے اٹھ کھڑا ہوا تھا-----

---------------❤-------------

سنو وہ اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی-------جب واسم شاہ نے اسے پیچھے سے مخاطب کیا تھا---------

ایہا نے جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ شاندار سا شخص اپنی مسمرائز کر دینے والی پرسنیلٹی کے ساتھ کھڑا تھا-------

سفید کاٹن کا کلف لگا سوٹ،،،،،،، ساتھ ڈارک براؤن شال اپنے مضبوط کاندھوں پر اوڑھے-------جبکہ اپنے دونوں ہاتھ پیچھے باندھ رکھے تھے

پاؤں میں پشاوری چپل پہنے۔۔۔۔۔۔۔اپنی مخصوص ڈریسنگ سے ہٹ کر آج کوئی روایتی وڈیرہ ہی لگ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اپنی بہن کے علاوہ گھر کی لڑکیوں سے بہت کم ہی مخاطب ہوتا تھا۔۔۔۔۔اس لیے ایبہا کے چہرے پر اس وقت تھوڑی سی حیرانی بھی تھی

۔۔۔۔۔۔۔

جی !!! اس نے واسم کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گھر والے ہمارے رشتے کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔۔۔۔۔۔وہ اپنے مخصوص لب و لہجے میں بولتے سیدھے مطلب کی بات پر آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ایبہا نے حیران ہو کر ایک نظر اسکے خوبصورت چہرے پر ڈالی تھی ۔۔۔ بھورے سلکی بال جنہیں جیل لگا کر سیٹ کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔

کشادہ پیشانی،، گہرے سمندر جیسی نیلی آنکھیں،، کھڑی مغرور ناک،، بھرے بھرے خوبصورت سرخ ہونٹ،، گھنی مونچھیں اور ہلکی ہلکی بئرڈ بیشک وہ کسی

بھی لڑکی کا خواب ہو سکتا تھا۔۔۔جسے محسوس کر کے ایہا کا دل ایک بار زوروں سے دھڑکا تھا۔۔۔۔۔۔۔

لیکن اسکی اگلی بات سن کر اس نے اپنی اس سوچ پر دو حرف بھیجے تھے۔۔۔

جس کیلئے دادا سائیں تم سے تمہاری رضامندی پوچھے گئے اور تم انہیں انکار کرو گی۔۔۔۔۔۔۔

لیکن میں انہیں اپنے اس انکار کی وجہ کیا بتاؤں گی۔۔۔۔۔۔۔اب ایہا نے ہر سوچ کو پس و پشت ڈالتے اسکی آنکھوں میں دیکھتے سوال کیا تھا۔۔۔۔۔۔اسکے لہجے میں اب ہلکی سی ناگواری بھی در آئی تھی،،اور آتی بھی کیوں نا اپنی ذات کی نفی نے اس کی عزت نفس پر کاری ضرب لگائی تھی۔۔۔۔۔۔۔

یہ میرا مسئلہ نہیں ہے کوئی بھی بہانا بنا دینا۔۔۔۔۔۔۔بس یہ رشتہ طے نہیں ہونا چاہیے۔۔۔ حکم دیتا ہوا لہجہ جبکہ چہرے پر لاپرواہی واضح تھی۔۔۔۔۔۔

ایہا کے صبر کا پیمانہ اب لبریز ہوا تھا،،،،، مطلب سامنے کھڑا شخص مسلسل اسکی انسلٹ کر کے اسے حکم بھی دے رہا تھا۔آخر خود کو سمجھتا کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

دیکھیے مسٹر واسم شاہ پہلی بات میرے لیے میرے رشتے بہت خاص ہیں جنہیں میں آپکی وجہ سے ناراض نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔۔۔دوسرا اس رشتے سے اعتراض آپکو ہے تو انکار بھی آپ خود کریں۔۔۔۔۔۔۔

اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے ایہا نے سخت لہجے میں اسے جواب دیا تھا اب اسکے لہجے کے ساتھ ساتھ چہرے پر بھی ناگواری اتر آئی تھی اور غصے کی شدت سے چہرہ سرخ بھی ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

واسم شاہ نے اپنے سامنے کھڑی اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا تھا جو اسکی بات کی نفی کرتی اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے جواب دے رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ تو اسے کوئی دبو سی لڑکی سمجھ رہا تھا،،، اس لیے جب بابا اور داداسائیں نے اس سے رشتے کے بارے میں پوچھا تو وہ انکار کرنا چاہتا تھا،،، پھر وہ اسکے انکار کی وجہ بھی پوچھتے۔۔۔جو ابھی وہ کسی کو بتانا نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔اس لیے اس نے یہ درمیانی راہ نکالی تھی۔۔۔۔۔۔

لیکن اس لڑکی کے جواب نے اسکے غصے کو ہوا دی تھی۔۔۔۔۔۔اس کے خوبصورت ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ در آئی جبکہ آنکھوں میں اترتی سرخی اسکے غصے میں ہونے کا صاف پتا دے رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

وہ تھوڑا اسکے قریب ہو کر جھکا اور جب بولا تو اسکا لہجہ سرد تھا۔۔۔۔۔آئی لائک یور ایٹیٹیوڈ،،، بٹ یو نووٹ بے بی گرل،،،،،، مجھے انکار اور میری بات سے انحراف کرنے والے لوگ ذرا نہیں پسند،،،،،، اس لیے جتنا بولا ہے اتنا کرو

۔۔۔۔۔۔۔

اسکی عمر اور ہائٹ کو نشانہ بناتے ہوئے۔۔۔۔۔اپنی بات ٹھنڈے ٹھار لہجے میں مکمل کرتے،،،،،،،اب کے وہ رکا نہیں تھا بلکہ پلٹ گیا اور پیچھے وہ بس دانت پیستی رہ گئی۔۔۔۔۔

اب دیکھتے جائیں مسٹر واسم شاہ اگر اس بے بی گرل نے آپکو دن میں تارے نا دکھائے تو میں بھی سردار ضارب شاہ کی بہن کی نہیں۔۔۔۔۔

وہ دانت پیس کر کہتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

----------------♥-------------

السلام علیکم دادا سائیں !! کیسے ہیں آپ ؟؟؟

وعلیکم اسلام برخوردار " ہم بالکل ٹھیک آپ سنائیں کیسے ہیں----

وہ جو کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے ضارب کے اچانک سرپرائز کرنے پر حیرت سے مسکرا کر خوش ہوتے پر شفقت لہجے میں بولے----

اور ساتھ ہی اس کیلئے محبت سے دونوں بازوں واں کر دیئے----

ہم بھی بالکل ٹھیک " انکی باہنوں میں سماتے پیار سے بولا تھا---

جبکہ اسکو اپنے سینے میں بھینچتے حیدر شاہ کی آنکھیں پر نم ہوئی تھیں----

اصل میں آج ضارب نے انہیں ایسے سرپرائز دے کر انکے چھوٹے بیٹے کی یاد دلا گیا----

وہ بھی کبھی انہیں ایسے ہی سرپرائز دیا کرتا تھا۔۔۔۔

کتنا خوشحال تھا انکا گھرانہ لیکن ایک حادثے نے انکا سب کچھ تباہ کر دیا تھا۔۔۔۔

ان سے انکا بیٹا اور بہو چھین لیے۔۔۔۔ان کے ہنستے کھیلتے ضارب کو ایک روبوٹ بنا دیا۔۔۔۔

بھلے ہی وہ اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجائے رکھتا تھا۔۔۔۔

لیکن اسکی مسکراہٹ کے پیچھے چھپے درد سے وہ انجان بالکل نہیں تھے۔۔۔۔۔۔

ہمہ وقت اسکی آنکھوں میں جو وحشت اور سرخی چھائی رہتی تھی۔۔۔۔وہ اسکے اندر سے غمزدہ ہونے کی عکاسہ تھیں۔۔۔۔جسے وہ چاہ کر بھی کم از کم ان سے نہیں چھپا سکتا تھا۔۔۔۔

اسی لیے انہوں نے ابرش کو اس کیلیے چنا تھا۔۔۔۔

تاکہ وہ اپنی شوق اور چنچل معصومانہ شرارتوں سے اسکی خزاں رسیدہ زندگی میں خوشیوں کے رنگ بھر سکے۔۔۔۔اسے دل سے ہنسنا مسکرانا سکھائے اسے زندگی کی طرف واپس لے آئے۔۔۔۔

وہ اپنی زندگی کو بھرپور خوشی سے جیے نا کہ ایک مجبوری سمجھ کر گزار دے

وہ ان سے الگ ہو کر اماں سائیں کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔جو ہاتھ میں تسبیح لیے بیٹھی اسے ہی محبت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔

جنہوں اس پر قرآنی آیات کا ورد پڑھ کر پھونکتے اس کی کشادہ پیشانی پر محبت بھرا بوسہ دیا تھا۔۔۔۔

جیتے رہیں ہمیشہ خوش رہیں۔۔۔۔۔وہ اسے دعا دیتی شفقت سے بولیں

ضارب بیٹا آپ تو کل آنے والے تھے نا۔۔۔۔۔

جی دادا سائیں بس کام جلدی ختم ہو گیا۔۔۔۔تو ہمارا وہاں رکنے کا دل نہیں کیا،،،،، ویسے بھی آپکی بہت یاد آ رہی ہے تو سوچا آپکو سرپرائز کر دوں۔۔۔۔

کیا آپکو ہمارا آنا اچھا نہیں لگا؟؟؟

نہیں بیٹے بھلا ایسا ہو سکتا ہے،،،،، ہمیں آپکا آنا اچھا نا لگے۔۔۔۔۔آپ تو ہماری زندگی ہیں،،،،،، بھلا کسی کو اپنی سانسوں کا آنا بھی برا لگتا ہے۔۔۔۔۔

وہ اسکے خوبصورت چہرے کو اپنی نگاہوں میں سماتے پیار سے گویا ہوئے

۔۔۔۔۔۔

جبکہ انکی اتنی محبت پر وہ ایک بار پھر انہیں محبت سے گلے لگا گیا۔۔۔۔۔۔

اچھا ہمیں بتائیں آپکو ہم سے ایسی کونسی ضروری بات کرنی تھی،،،،،، جس کیلئے آپ نے ہمیں ارجنٹ آنے کا بولا تھا۔۔۔۔۔۔

ان سے الگ ہوتے وہ سوال گو ہوا۔۔۔۔۔۔

وہ ہمیں " وہ ایک پل کیلئے رکے،،،،،اور ایک نظر اماں سائیں کی طرف دیکھا ۔۔۔۔۔جی بولیں ہم سن رہیں ہیں۔۔۔۔۔

وہ ہم نے آپ سے بولا تھا کہ ہم نے آپ کیلئے ایک لڑکی پسند کی ہے۔۔۔۔۔۔

جی " تو اب سہی وقت آگیا ہے،،،،، ہم چاہتے ہیں ان سے آپکی شادی کر دی جائے۔۔۔۔۔۔۔

تو اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے،،،،،، ہم تو آپ سے پہلے بھی کہہ چکے ہیں آپ جب چاہیں گے جس سے چاہیں گے ہم شادی کر لیں گے۔۔۔۔۔

وہ تو ٹھیک ہے بیٹا لیکن پھر بھی آپ جاننا نہیں چاہے گے کہ ہم نے آپ کیلئے کسے پسند کیا ہے۔۔۔۔۔۔

ویسے بہت ضروری تو نہیں ہے۔۔۔۔۔ لیکن پھر بھی آپ بتانا چاہتے ہیں،،،،، تو بتادیں۔۔۔۔۔

ہم چاہتے ہیں آپکی شادی ابرش سے ہو،،،،،، آپکو کوئی اعتراض تو نہیں ہے

۔۔۔۔۔۔

اسکی بات کے جواب میں ابرش کا ذکر کرتے اس سے اس کی مرضی پوچھی تھی

۔۔۔۔۔

جبکہ ابرش کے نام پر وہ انہیں حیرت سے دیکھنے لگا،،،،،، اسکی آنکھوں کے سامنے ابرش کا معصوم بچوں جیسا چہرہ لہرایا تھا۔۔۔۔۔۔

ابھی کچھ دن پہلے ہی کی بات تو تھی۔۔۔۔۔جب اس نے اسکی جان بچائی تھی

۔۔۔۔۔۔

بھلا وہ معصوم گڑیا جیسی لڑکی اسکی وحشتوں کو جھیل سکتی تھی۔۔۔۔۔۔

داداسائیں ایسا فیصلہ کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔ضرور وہ اس سے مذاق کر رہے

تھے۔۔۔۔۔۔

داداسائیں اپنی ابرش کی بات کر رہے ہیں کیا؟؟؟

اس نے انکی طرف دیکھتے حیرت سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔۔

جی "انہی کی بات کر رہے ہیں،،،،،،انھوں نے اسکی بات کی تصدیق کرتے
ہوئے مہر لگائی تھی جیسے۔۔۔۔۔۔

جبکہ انکی بات پر اس بار کمرے میں ضارب شاہ کا زندگی سے بھرپور قہقہ گونجا تھا

۔۔۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے ہوئے داداسائیں اور اماں سائیں نے دل میں ہی ہزاروں بلائیں لے
ڈالی تھیں۔۔۔۔۔۔۔

وہ لگ ہی اتنا پیارا رہا تھا،،،،، انہیں ڈر ہوا کہیں اسے انکی اپنی نظر ہی نا لگ جائے

بھلا اس میں ہنسنے والی کونسی بات ہے۔۔۔۔۔ جبکہ اسے خود کی بات پر ہنستے دیکھ کر وہ منصوعی غصے سے بولے تھے۔۔۔۔۔۔۔

یار کیوں مذاق کر رہے ہیں۔۔۔۔ انکے غصے سے بولنے پر اب بھی ہنستے ہوئے ہی بولا تھا۔۔۔۔

ضارب ہم سیریس ہیں۔۔۔۔ اب کہ اپنی بات پر زور دیتے بولے۔۔۔۔

جس پر وہ بھی سیریس ہوتا،،،،، یکدم چہرے کے زاویے سپاٹ کر گیا۔۔۔۔

سوری دادا سائیں لیکن یہ مذاق ہی ہے۔۔۔۔ آپ ہماری ایج دیکھیں،،،،، اور پھر ابرش کی۔۔۔۔ وہ بہت چھوٹی ہیں ہم سے،،،،، وہ تو ہماری بیا سے بھی چھوٹی ہیں۔۔۔۔۔۔

ویسے بھی ہم نے نوٹ کیا ہے وہ ہم سے بہت زیادہ ڈرتی ہیں،،،،، ایسے میں وہ ساری زندگی کیسے گزارا کریں گی ہمارے ساتھ۔۔۔۔۔۔

اور وہ ساری زندگی ڈر ڈر کر گزار دیں یہ ہمیں قطع منظور نہیں۔۔۔۔۔یہ سراسر ناانصافی ہو گی انکے ساتھ۔۔۔۔۔

لیکن ضارب بیٹا شادی سے پہلے سبھی لڑکیاں ایسی ہی ہوتی ہیں۔۔۔۔۔بعد میں سب کچھ ٹھیک ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔

اسکی بات سن کر اماں سائیں اپنے تجربے کے حساب سے اسے سمجھاتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

ہاں بیٹا سب سے بڑی مثال تو آپکے سامنے ہی موجود ہیں۔۔۔۔۔آپ کی اماں سائیں بھی ہم سے پورے دس سال چھوٹی ہیں۔۔۔۔۔کیا ہم نے کامیاب شادی شدہ زندگی نہیں گزاری،،،،،،اور ڈرنے کی تو بات ہی نا کریں،،،،،، ہماری منگ ہونے کے باوجود،،،،، یہ کبھی ہمارے سامنے نہیں آتی تھی اور غلطی سے کبھی سامنا ہو جاتا تھا تو انکی کانپیں ٹانگ جایا کرتی تھیں۔۔۔۔۔

حیدر شاہ انکی تائید میں بولتے ضارب کو سمجھانے کی کوشش کرتے،،،،، اینڈ میں شرارتی لہجہ اپنا گئے۔۔۔۔۔

جسے سن کر وہ اماں سائیں کا متغیر ہوتا چہرہ دیکھ ایک بار پھر جاندار قہقہ لگا گیا

سائیں ں ں " کیا سائیں ہم نے کچھ غلط بولا کیا ؟؟؟

وہ آنکھوں میں بھرپور شرارت سموتے بظاہر سیریس ہو کر بولے ------

جس کے جواب میں وہ انہیں گھوری سے نوازتی خاموشی اختیار کر گئیں -----

اور انکا سرخ چہرہ دیکھتے ہی اس بار کمرے میں حیدر شاہ کا قہقہ زندگی کے رنگ بکھیر گیا -----

تو پھر بیٹا کیا سوچا آپ نے ؟؟؟

دیکھیں دادا سائیں پہلے آپ ابرش اور تایا سائیں سے بات کر لیں ،،،، انکی مرضی جانے کے وہ کیا چاہتی ہیں -----

اس کے بعد ہم سوچیں گے اس بارے میں ------

وہ اپنے مخصوص لب و لہجے میں بولتا انہیں اپنا فیصلہ سنا گیا -----

جس کے بعد وہ بھی چپ ہو گئے تھے۔۔۔۔کیونکہ انہیں پتا تھا اب آ گے وہ اس بارے میں کوئی بات نہیں کرے گا۔۔۔۔۔

اچھا بیٹا ہم نے بیا بٹیا کیلئے بھی ایک فیصلہ کیا ہے۔۔۔۔۔

ہم چاہتے ہیں کہ انکی شادی واسم سے ہو،،،،،جس کے بارے میں ہم واسم سے بات کر چکے ہیں۔۔۔۔۔۔۔

آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟؟؟

جبکہ واسم کا ذکر اپنی بہن کیلئے ایسے سن کر اس کے پیشانی پر واضح بل پڑے تھے

۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اصل میں دادا سائیں کا ایہا کیلئے واسم کا انتخاب اسے کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا

کیونکہ وہ جس نیچر کا مالک تھا۔۔۔۔وہ قطع بھی ایسے انسان سے اپنی بہن کو نہیں بیاہنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

ضارب نے اپنے ماں باپ کے جانے کے بعد بیا کو بہت ہی پیار سے پالا تھا۔۔۔

کسی نازک گلاب کے پھول کی طرح۔۔۔۔اس لیے وہ چاہتا تھا کہ اسے ہم سفر بھی ایسا ملے جو اس کا اس سے بڑھ کر خیال رکھ سکے۔۔۔

اور واسم کے نیچر سے کون واقف نہیں تھا وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اپنا ٹیمپر لوز کرنے والا شخص کیا اس کی بہن کے لیے نرم خو اور محبت کرنے والا بن سکتا تھا۔۔۔

" قطع نہیں

اسے واسم سے کوئی ذاتی پرخاش نہیں تھی۔۔۔ ناہی اس کی نیچر اور غصے سے کوئی مطلب،،،،، بس وہ اپنی بہن کے لیے ایسا شخص چاہتا تھا۔۔۔۔۔

جو اس کی بہن کو سمجھ سکے،،،،، جبکہ واسم حاکم طبیعت کا مالک تھا۔۔۔۔

حکم چلانے والا بس اپنی کرنے والا۔۔۔۔

اس رشتے میں صرف اور صرف ایک بات اچھی تھی۔۔۔۔۔

وہ یہ کہ اگر ابیہا کی شادی واسم کے ساتھ ہو جاتی تو وہ ہمیشہ اسکی آنکھوں کے سامنے رہتی۔۔۔۔

لیکن وہ بس اس ایک بات کے لئے وہ باقی چیزوں کو نظرانداز نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔۔

اور سب سے زیادہ جو امپورٹنٹ بات تھی وہ تھی ابیہا کی رضامندی،،،،، اس لیے وہ کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے اس سے بھی پوچھ لینا چاہتا تھا۔۔۔۔

اور پھر کیا جواب دیا اس نے آپ کو داداسائیں،،،،، اس نے اپنے تمام اندیشوں کو ایک طرف رکھتے ہوئے داداسائیں سے واسم کے بارے میں پوچھا تھا۔۔۔۔

ابھی تو انہوں نے کوئی خاص جواب نہیں دیا،،،، بس کچھ وقت مانگا ہے فیصلہ کرنے کے لئے۔۔۔۔

ٹھیک ہے جب وہ جواب دے دیں تو ہمیں بتا دیجئے گا تب تک ہم ابیہا سے بھی بات کرلیں گے۔۔۔۔۔

ان کی مرضی جاننے کے بعد ہی ہم کوئی حتمی فیصلہ کر پائیں گے۔۔۔۔

جس پر وہ سر ہلا گئے تھے۔۔۔۔

اس کے بعد کچھ ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد وہ انہیں شب بخیر کہتا وہاں سے اٹھ گیا تھا۔۔۔۔

جس کا محبت سے جواب دیتے انہوں نے اس کے سر پر پیار دیا تھا۔۔۔۔ جس کے بعد وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

---------------❤-----

آج کا دن بہت مصروفیت بھرا تھا۔۔۔۔ لگاتار ہونے والی میٹنگز نے اسے بہت تھکا دیا تھا۔۔۔۔

جس کی وجہ سے اب تو سر میں ہلکا ہلکا درد بھی شروع ہو چکا تھا۔۔۔

اور ابھی کچھ دیر بعد ہی ایک بہت امپورٹنٹ میٹنگ تھی لیکن اس میں ابھی تھوڑا سا وقت تھا اس لیے وہ پرسکون ہونے کے لئے آفس روم میں چلا آیا۔۔۔۔

اور فری ہوتے ہی جیسے دماغ تھوڑا سا ریلیکس ہوا ویسے ہی ایک بار پھر دادا اور بابا سائیں کی باتیں اس کے دماغ میں گونجنے لگی تھی۔۔۔۔۔

ابیہا سے اس کی بحث اور اس کا اسے جواب دینا اسے ایک بار پھر اشتعال دلا گیا۔۔۔۔۔

وہ ابھی ابہیا کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا جب دروازہ ناک کرتے معروف اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔۔

اس کے ہاتھ میں بھاپ اڑاتا گرم کافی کا کپ تھا،،،،، جو اس نے ہی منگوایا تھا۔۔۔۔

تاکہ میٹنگ سے پہلے اس سر درد سے چھٹکارا حاصل کر سکے۔۔۔۔

"رکیے مس حسن"

وہ جھکی نظروں کے ساتھ کافی کا کپ ٹیبل پر اس کے سامنے رکھتی،،،،، بنا کچھ کہے ویسے ہی واپس جا رہی تھی جب اس نے پیچھے سے اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔۔

" یس سر

جب کہ وہ جو یہاں سے بھاگنے کے لیے پر تول رہی تھی اس کے یوں بلانے پر گھبراتے ہوئے بولی۔۔۔۔

اسے لگا اس سے کوئی غلطی ہو گئی ہے،،،، اور اب اس نے شاید اسے کچھ کھری کھوٹی سنانے کے لئے روکا ہے۔۔۔۔

" بیٹھ جایئے مس حسن

جبکہ اس کے ڈر کو سمجھتے ہوئے اب کے بار وہ نرم لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔۔

دوسری طرف واسم کے اتنی نرمی سے بولنے پر وہ اسے حیران نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

آپ ہی سے کہہ رہا ہوں بیٹھ جایئے۔۔۔۔

جس پر وہ فورا عمل کرتی،،،،، اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔۔۔۔۔

اب میں آپ سے جو بھی سوال پوچھوں گا اس کا صحیح صحیح جواب دیجیے گا۔۔۔۔۔

جب کہ اس کی بات پر اس نے سر ہلانے پر ہی اتفاق کیا تھا۔۔۔۔۔

آپ کے گھر میں کون کون ہے ؟؟؟

" جی

میں نے پوچھا آپ کے گھر میں کتنے افراد ہیں؟؟؟

اپنے لفظوں میں کچھ ردوبدل کرتے دوبارہ سے اپنا سوال دہرایا تھا۔۔۔۔

اور ساتھ ہی گرم کافی کا سپ بھی لیا۔۔۔۔۔

جی،،،،، سر میں،،،،،اور میرا اماں بس،،،،،،

اور خاندان میں آگے پیچھے کوئی؟؟؟

کوئی نہیں۔۔۔۔۔اس کے مختصر سوال کا مختصر ہی جواب آیا تھا۔۔۔۔

جس پر وہ سر ہلا گیا۔۔۔۔۔

"ہمم سہی"

آپ کسی کے ساتھ انگیجڈ ہیں یا نہیں؟؟؟۔۔۔۔اسکے چہرے پر اپنی نظریں ٹکائے ایک بار پھر سوال گو ہوا تھا۔۔۔۔۔

" جی

اس نے ایک بار پھر حیران ہو کر پوچھا۔۔۔۔۔

میں پوچھ رہا ہوں کہ آپ کی کوئی منگنی وغیرہ یا پھر کہیں رشتہ وغیرہ طے ہوا کہ نہیں ؟؟؟۔۔

"نہیں سر"

اس نے نفی میں سر ہلا کر جواب دیا تھا۔۔۔۔ لیکن واسم کے اتنے پرسنل سوال پوچھنے پر وہ کافی حیران ہوئی تھی۔۔۔۔۔

"ہمم سہی

ابھی اس سے وہ کچھ اور بھی کہتا جب اچانک دروازہ ناک ہوا تھا۔۔۔۔۔

"یس کمینگ"

سر وہ عاطف حمدانی صاحب آ گئے ہیں۔۔۔۔ اور ساتھ دوسرے بورڈ ممبرز بھی میٹنگ روم میں موجود ہیں۔۔۔۔

اور اب آپ کا انتظار ہو رہا ہے۔۔۔۔

اجازت ملتے ہی اس کا پی اے عجلت میں اندر داخل ہوا تھا۔۔۔۔اور اسے کچھ دیر میں ہونے والی میٹنگ کے بارے میں بتایا تھا۔۔۔۔۔

جس پر اس نے ایک نظر اپنی گھڑی کی طرف دیکھا۔۔۔۔

وقت تو سچ میں ہو گیا تھا۔۔۔

اچھا تم چلو میں آتا ہوں۔۔۔۔ایک نظر معروف کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے اسے جانے کا بولا تھا۔۔۔۔

جس پر وہ خاموشی سے سر ہلاتا چلا گیا۔۔۔۔

مس حسن مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی تھی لیکن ابھی میرے پاس وقت نہیں ہے۔۔۔

اور میٹنگ ختم ہوتے تو کافی ٹائم ہو جائے گا اس لیے آپ کل صبح آفس آتے ہی سیدھا میرے روم میں آیئے گا۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔اب آپ جا سکتی ہیں۔۔۔

"او کے سر"

وہ اس کی بات پر سر ہلاتے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔

جبکہ اس کے جاتے ہی وہ بھی اپنی کافی ختم کرتا میٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا تھا جہاں اس کا انتظار ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

-----------------♥-----------------

صبح ناشتے کے بعد ضارب اپنے ڈیرے جب کہ واسم آفس چلا گیا تھا۔۔۔۔

جن کے جاتے ہی داداسائیں نے ابرش اور ابیہا کو اپنے کمرے میں بلایا تھا۔۔۔

تاکہ وہ ان سے ان کی مرضی پوچھ سکیں۔۔۔۔۔

کیونکہ اپنے پوتوں کا رشتے کی بات پر ری ایکشن دیکھ کر انہیں اپنی خواہش پوری ہوتی نظر نہیں آ رہی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بہنوں سے کچھ بات کرتے وہ انہیں اپنے اعتماد میں لے لینا چاہتے تھے۔۔۔۔

تبھی دروازہ ناک کرتے وہ دونوں کمرے میں داخل ہوئی اور انہیں سلام کر کے ان کے دائیں بائیں بیٹھ گئی یہاں انہوں نے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔۔

جی دادا سائیں آپ نے ہمیں بلایا؟؟؟

جی بیٹا سائیں ہم نے آپ دونوں سے کچھ ضروری بات کرنی تھی۔۔۔۔۔۔

بلکہ کچھ پوچھنا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ ان کی پوچھنے والی بات پر ابیہا کے کان کھڑے ہوئے تھے۔۔۔۔

اسے فوراً واسم کے الفاظ یاد آئے تھے۔۔۔

ہم نے آپ دونوں کی زندگی کا ایک فیصلہ لیا ہے۔۔۔۔اور وہ صرف ایک فیصلہ ہی نہیں بلکہ ہماری خواہش ہے جو ہم چاہتے ہیں کہ آپ دونوں پورا کریں۔۔۔۔۔

کیا آپ دونوں ہماری بات کا مان رکھتے ہوئے ہمارے اس فیصلے کو مانیں گی۔۔۔۔۔

وہ ان دونوں کے معصوم چہروں کو محبت سے دیکھتے شفقت سے گویا ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔

ارے یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں دادا سائیں آپ کے لیے تو ہماری جان بھی حاضر ہے۔۔۔۔۔

آپ پوچھے نہیں بلکہ حکم دیں۔۔۔۔آپ کا ہر فیصلہ ہماری سر آنکھوں پر،،،،،
ابرش لاڈ سے ان کے سینے سے لپٹتی بولی۔۔۔۔۔۔

جب کہ ابیہا فلحال خاموش تھی،،،،، لیکن پھر ان کے دیکھنے پر ہلکے سے مسکرائی۔۔۔

یہ دیکھتے انہیں کچھ حوصلہ ہوا تھا۔۔۔۔۔

بیٹا ہم نے آپ دونوں کا رشتہ واسم اور ضارب کے ساتھ طے کیا ہے آپ دونوں کو کوئی اعتراض تو نہیں۔۔۔۔۔

ایہا کو جس بات کا ڈر تھا آخر وہی بات نکلی،،،،، واسم کی بات سننے کے بعد اسے یہ تو پتہ تھا کہ دادا سائیں اس سے اس کی مرضی پوچھیں گے لیکن اتنی جلدی اسے اس بات کا اندازہ بالکل نہیں تھا۔۔۔۔۔

دادا سائیں ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن شاید واسم لالہ کو ہے۔۔۔۔۔

کیونکہ کل شام میں ہی انہوں نے مجھ سے بات کی تھی کہ وہ یہ رشتہ نہیں چاہتے اس لئے میں انکار کر دو۔۔۔۔۔

شاید وہ کسی کو پسند کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔اور اسی سے شادی کرنا چاہتے لیکن شاید انہوں نے ابھی ان سے بات نہیں کی اس لئے کچھ وقت مانگ رہے تھے۔۔۔۔۔

اور میرے انکار کے بعد میں وہ انہیں مل جاتا۔۔۔۔۔

دادا سائیں آپ میری ٹینشن نالیں،،،،، واسم لالا کی جہاں خواہش ہے وہی ان کی شادی کر دیں۔۔۔۔۔۔

تاکہ وہ خوش رہ سکیں۔۔۔۔۔۔

وہ فوراً اپنے چہرے پر مسکینیت لاتی معصومیت سے بولی جیسے اس سے بڑا اسکا کوئی خیر خواہ ہی نہ ہو۔۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف ضارب سے اپنی شادی کا سن کر ابرش کا گلابی چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا تھا۔۔۔۔

اس کے کانوں میں کسی کی درد*ناک چیخ اور ساتھ ہی آنکھوں کے سامنے اس کی خو*ن میں لت پت لا*ش لہرائی تھی۔۔۔۔

اور یکدم ہی اسے وہاں گھٹن سی محسوس ہونے لگی۔۔۔۔

جبکہ داداسائیں تو ابیہا کی بات سن کر ہی پریشان ہو چکے تھے،،،،،اس لئے اس کی بگڑتی حالت پر وہ دھیان نہیں دے سکے۔۔۔۔

کیا ہوا ابرش تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟؟؟؟۔۔۔

لیکن ابیہا جو اس کی طرف ہی رخ کر کے بیٹھی تھی اس کی زرد پڑتی رنگت کو دیکھ کر پریشانی سے بولی۔۔۔۔

اس کے بولنے پر اب کہ داداسائیں بھی اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔۔۔۔

کیا ہوا بیٹا آپ کی طبیعت کو۔۔۔۔

کچھ نہیں دادا سائیں بس اچانک سے دل تھوڑا سا گھبرانے لگا ہے۔۔۔۔

ان کی آواز سنتی وہ جیسے ہوش میں آ کر خود کو کمپوز کرتے ہوئے دھیرے سے بولی۔۔۔۔۔

ایہا فوراً اٹھ کر کمرے میں جگ سے اس کیلئے پانی لے آئی تھی۔۔۔۔

جسے کانپتے ہاتھوں سے پکڑتے وہ لبوں سے لگا گئی۔۔۔

جبکہ اماں سائیں جوان کی طرف ہی دیکھ رہی تھی ان کی زیرک نگاہوں سے ضارب کے نام پر اسکی بگڑتی حالت پوشیدہ نا رہ سکی۔۔۔۔

ضارب کی موجودگی میں اس کا ڈرنا وہ پہلے بھی محسوس کر چکی تھیں لیکن وہ اسے اسکی شرم وحیا اور ضارب کے بڑے ہونے پر اسکی جھجک سمجھی تھیں۔۔۔۔۔

لیکن اب انہیں معاملہ کچھ بڑا لگ رہا تھا۔۔۔ صرف ضارب کے نام پر ہی اسکی حالت کا اس حد تک بگڑنا انہیں تشویش میں مبتلا کر گیا۔۔۔۔

ایہا بیٹی ہمیں ابرش کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی آپ انہیں فی الحال ان کے کمرے میں لے جائیں۔۔۔۔

ہم اس بارے میں پھر کبھی بات کریں گے۔۔۔۔ وہ اسکی حالت کو دیکھتے ہوئے رسان سے بولیں تھیں۔۔۔۔

جس پر سر ہلاتے وہ فورا عمل کرتی۔۔۔۔ اسے وہاں سے لے گئی۔۔۔۔۔

جبکہ ابرش نے بھی ان کی بات پر سکھ کا سانس لیا تھا اور چپ چاپ اٹھ کر ایہا کے ساتھ کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔۔

یہ تو شکر تھا کہ انھوں نے زیادہ سوال نہیں پوچھے تھے ورنہ وہ اپنی اس حالت کے پیچھے انہیں کیا جواب دیتی۔۔۔۔

جبکہ ان دونوں کے جانے کے بعد دادا سائیں اور اماں سائیں دونوں پریشانی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔۔۔۔

ان حالات میں ان کو یہ رشتے پایا تکمیل تک پہنچتے ناممکن نظر آ رہے تھے۔۔۔۔۔

-------------------♥-----------------

رکو لڑکی کیا بولا ہے تم نے میرے بارے میں داداسائیں سے-----

وہ اچانک اسے پیچھے سے مخاطب کرتا گویا ہوا------

اور آپ مجھے بتانا پسند کریں گے کہ ایسا کیا کہا ہے میں نے جو آپ مجھ پر بن بادل برسات کی طرح گرج چمک رہے ہیں------.

اس کی دھاڑ پر ایہا کا نازک سا دل اچھل کر حلق میں آگیا تھا لیکن پھر خود کو مضبوط کرتی------

پلٹ کر سپاٹ لہجے میں بولی------

میں نے تمہیں رشتے سے انکار کرنے کا بولا تھا نہ کہ میری زندگی میں قیاس آرائیاں کرنے کو پھر کیا سوچ کر تم نے داداسائیں سے وہ سب کہا----

تم ہوتی کون ہو میری کردار پر بات کرنے والی۔۔۔۔

جبکہ اس کے یوانجان بن جانے پر واسم کے غصے میں کچھ اور اضافہ ہوا تھا۔۔۔۔۔

لیکن پھر آپ نے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ کر خود کو کنڑول کرتا دبے دبے غصے سے چلایا۔۔۔۔۔

جس کی وجہ سے اس کی آنکھوں کے ساتھ ساتھ پورا چہرہ بھی سرخ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

جسے دیکھ کر ایک پل کے لئے تو ابیہا گھبرا گئی۔۔۔۔

ایسا بھی کچھ غلط نہیں بولا میں نے صرف سچ ہی تو بیان کیا ہے

ویسے بھی آپ میرے کندھے پر بندوق رکھ کر چلا رہے تھے جو مجھے نہ منظور تھا آپ کی خاطر میں کیوں گھر والوں کی نظروں میں بری بنوں اس لئے جو حقیقت تھی وہ میں نے بیان کر دی۔۔۔۔۔۔

ویسے بھی اس رشتے سے اعتراض آپ کو ہے تو جواب بھی آپ ہی جا کر دیں مجھے ان سب میں شامل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔۔

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اطمینان سے گویا ہوئی۔۔۔۔۔۔

" اوآئی سی "

اب مجھے اصل بات سمجھ آ رہی ہے۔۔۔۔۔اصل میں میرا تمہیں ری جیکٹ کرنا پسند نہیں آیا۔۔۔

اس لیے اب تم میرے بارے میں ایسی باتیں بنا رہی ہوں تاکہ گھر والوں کے دباؤ میں آکر میں تم سے شادی کر لو۔۔۔۔۔

لیکن یہ آپ کی سب سے بڑی بھول ہے مس ابیہا کے واسم شاہ سے اس کی مرضی کے بغیر کوئی کام کروایا جا سکتا ہے۔۔۔۔

تم میرے سامنے پورا خاندان ہی کیوں نہ کھڑا کر دو پھر بھی تم سے شادی نہیں کروں گا۔۔۔۔

وہ طنزیہ مسکراتا استہزائیہ لہجے میں بولا۔۔۔۔۔۔

جب کہ اتنی بے عزتی پر ایہا کے چہرے کا رنگ متغیر ہوا تھا۔۔۔۔۔

ویسے آپ نے اپنے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں پال رکھی ہیں مسٹر واسم شاہ آپ میں ایسا ہے ہی کیا سوائے اس گوری چمڑی اور ڈریگن جیسی سرخ نیلی آنکھوں کے جو میں آپ سے شادی کرنے کے لیے ایسے ہتھکنڈے اپناؤں

۔۔۔۔۔۔

آپ مجھے کیا ریجیکٹ کریں گے میں آپ کو اپنے قابل ہی نہیں سمجھتی میں جس سے شادی کروں گی وہ ایک آئیڈیل انسان ہو گا۔۔۔۔۔

نا کہ آپ جیسا اپنی انا پرست اور باطل و مغرور،،،،، خود کو مسٹر پرفیکٹ اور دوسروں کو زمین کا کیڑا سمجھنے والا۔۔۔۔

آپ دنیا کے آخری مرد بھی بچیں نا تب بھی میں آپ سے شادی نہیں کروں گی۔۔۔۔

اس لیے اپنی خوش فہمیوں کے پہاڑ سے نیچے اتر آئیں ہر انسان شکل و صورت پر مرنے والا نہیں ہوتا انسان میں کچھ سیرت بھی ہونی چاہیے۔۔۔۔۔

جو آپ کے بیہیویر کو دیکھتے ہوئے مجھے آپ میں ناپید نظر آتی ہے۔۔۔۔

وہ بھی اسی کا لب و لہجہ اپناتے ہوئے طنزیہ بولی۔۔۔۔

اس بار چہرہ متغیر ہونے کی باری واسم شاہ کی تھی۔۔۔۔۔اور ساتھ ہی اس کے غصے کا گراف سوا نیزے پر پہنچا تھا۔۔۔۔

لڑکی بات اتنی کرو جتنی تم میں بعد میں برداشت کرنے کی ہمت ہو۔۔۔۔

وہ اس کے بازو کو اپنی سخت گرفت میں لیتا ایک جھٹکے سے قریب کرتے ہوئے غرا کر بولا۔۔۔۔

میں نے صرف سچ ہی بیان کیا ہے اگر آپ کو برا لگا ہے تو یہ آپ کا سر درد ہے میرا نہیں آپ مجھے ایسے ڈرا دھمکا کر چپ نہیں کروا سکتے۔۔۔۔۔

وہ اپنے بازو میں اس کی کھبتی سخت کھردری انگلیوں کا درد برداشت کرتے ہوئے۔۔۔۔ بنا ڈرے ڈٹ کر جواب دیتی گویا ہوئی۔۔۔۔

ٹھیک ہے اپنے ان الفاظ کا بھگتان بھرنے کے لیے تیار رہنا،،،،،میں کس قابل ہوں یا کس قابل نہیں بہت جلد تمہیں بتاؤں گا۔۔۔۔

اب تمہیں ساری زندگی اسی انا پرست اور باطل و مغرور انسان کے ساتھ گزارنی ہو گی۔۔۔۔

خود کو اچھے سے تیار کر کے آنا۔۔۔۔کیونکہ واسم شاہ کو جھیلنا ہر کسی کی بس کی بات نہیں۔۔۔

تمہاری نازک جان پر بہت مہنگی پڑنے والی اس خونخوار ڈریگن کی قربت

۔۔۔۔۔

وہ اسکے چہرے کو اپنے چہرے کے قریب کرتا ذو معنی انداز میں بولتا اسے ایک جھٹکے میں چھوڑ کر ایک استہزائیہ نظر اسکے شرم و حیا اور غصے کے ملے جلے تا ثررات سے سرخ پڑے چہرے پر ڈالتا پلٹ گیا۔۔۔

اور پیچھے ایہا نے غصے کی انتہا سے مٹھیاں بھینچی تھیں۔۔۔جبکہ اسکی بے باک باتوں پر چہرہ شرم سے پورہ سرخ تھا۔۔۔۔۔۔

آپ سے شادی کرے گی میری جوتی،،،،،وہ بھی اسکے پیچھے چلا کر کہتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

-----------------------❤---------------------

واسم آفس سے جیسے ہی گھر آیا،،،،،، ارمغان شاہ نے فوراا اپنے کمرے میں بلا کر اسکی کلاس لے ڈالی تھی۔۔۔۔۔۔

کیونکہ اسکی حرکت کے بارے میں داداسائیں انہیں دوپہر میں ہی بتا چکے تھے

۔۔۔۔۔۔

وہ سخت.برہم ہوئے تھے اسکی اس حرکت پر،،،،،،، جس کے کے چلتے انہوں نے اسے اچھا خاصا ذلیل کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ان کا کہنا تھا کہ اگر اسے ایہا سے شادی نہیں کرنی تھی تو وہ انہیں کل رات ہی صاف صاف بتا سکتا تھا۔۔۔۔۔۔

ایسے اس سے بات کر کے ایہا کی انسلٹ کرنے کا کوئی حق نہیں تھا اسے

۔۔۔۔۔۔

اور ساتھ ہی اس سے اس لڑکی کے گھر والوں کے بارے میں پوچھا تھا،،،، جسے وہ پسند کرتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

تاکہ وہ ان سے مل کر جلد از جلد اسکا رشتہ وہاں طے کر سکیں۔۔۔۔۔۔

جس کے جواب میں وہ اپنے غصے سے مٹھیاں بھینچ کر کنٹرول کرتا۔۔۔۔۔انہیں بنا کوئی جواب دیئے ہی اٹھ آیا تھا۔۔۔۔۔۔

ابھی وہ اپنے کمرے کی طرف ہی جا رہا تھا،،،، جب اسے ایہا نظر آئی،،،،،، اور اسے دیکھتے ہی اس کے غصے سے ابلتے خون میں طغیانی آئی تھی۔۔۔۔۔

اور وہ اسے پیچھے سے مخاطب کر بیٹھا۔۔۔۔۔۔

اور اس لڑکی کی باتوں نے سچ میں اسکا دماغ گھما دیا تھا۔۔۔۔۔جو اپنی نادانی میں اس کی انا پر کاری ضرب لگا گئی تھی۔۔۔۔۔۔

اس نے جو واسم شاہ کی بیعزتی کی تھی وہ اسے ساری زندگی نہیں بھولنے والا تھا اور نا اسے کبھی معاف کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔۔۔۔

صبح فجر کے ٹائم اسکی آنکھ کھل گئی تھی۔۔۔۔اسکا سر ابھی بھی غنی کے سینے پر تھا ،،،،، جبکہ اسکے دونوں ہاتھ اسکی نازک کمر کے گرد ابھی بھی سختی سے بندھے تھے۔۔۔۔۔

اس نے ہلکا سا سر اٹھا کر اسکے چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

بلاشبہ وہ مکمل وجاہت کا شہکار تھا۔۔۔۔۔۔

اسکی اور غنی کی شادی گھر والوں کی مرضی سے ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

ویسے بھی وہ شادی سے پہلے کسی سے پیار محبت اور عشق کرنے کو فضولیات اور غلط قرار دیتی تھی۔۔۔۔۔

اسکی نظر میں محبت صرف اپنے محرم سے کی جائے تو وہی بہتر،،،،،اس لیے
اس نے اپنے تمام جذبات صرف اور صرف اپنے محرم کیلئے بچا کر رکھے تھے

اور غنی کو تو وہ بچپن سے جانتی تھی۔۔۔۔

وہ ایک میچور اور صوبر سا انسان تھا،،،،،اس نے کبھی اسے فضول بولتے یا ہنستے
نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔۔

وہ ہمیشہ اپنے خول میں بند رہتا تھا،،،،،، لیکن پھر بھی اسے اسکی خاموش
نظروں میں اپنے لیے ایک الگ سا احساس الگ ہی جذبات نظر آتے تھے

جو کے بہت پاکیزہ تھے۔۔۔۔۔

اس کی آنکھوں میں اسے اپنے لیے محبت کے ساتھ ساتھ عزت واحترام بھی
نظر آتا تھا۔۔۔۔۔

اور ایک عورت کیلئے عزت کرنے والا مرد محبت کرنے والے شخص سے بھی زیادہ عزیز ہوتا ہے۔۔۔۔۔

اس لیے جب گھر والوں نے اس سے اسکی مرضی پوچھی تو اس نے بلا جھجک اپنی رضامندی دے دی تھی۔۔۔۔۔

انکی شادی کے بعد ان دونوں کے درمیان سب کچھ نارمل تھا۔۔۔۔۔ جیسا کہ اس نے سوچا تھا،،،،،، غنی نے اسے مکمل عزت اور خود کے برابر کا ہی درجہ دیا تھا۔۔۔۔۔۔

اور اس کے ہر عمل سے عزت کے ساتھ ساتھ محبت بھی جھلکتی تھی،،،،،،
لیکن کمی تھی تو صرف ایک بات کی کہ وہ کبھی منہ سے اظہار نہیں کرتا تھا

۔۔۔۔۔۔

اس نے کبھی اسکی تعریف نہیں کی تھی،،،،،، وہ اسکی کیئر کرتا تھا،،،،، لیکن اس پر رعب جما کر اس پر اپنی ملکیت کا احساس نہیں دلاتا تھا۔۔۔۔

دوسری طرف جب وہ حجاب کو مان کی باتوں پر ایسے شرماتے اور اسکی شرارتوں پر ہنستے دیکھتی تھی تو اس کے دل میں بھی خواہش جاگتی تھی کہ اسکا ہمسفر بھی اس سے کھل کر اپنی محبت کا اظہار کرے۔۔۔۔۔۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ اس سے حسد کرتی تھی،،،،،، بلکہ انہیں ایک ساتھ خوش دیکھ کر وہ بہت پر سکون تھی اور ان کیلیئے ہمیشہ دل سے دعا کرتی تھی کہ وہ ہمیشہ ایسے ہی رہیں۔۔۔۔۔۔

لیکن انہیں مکمل دیکھ کر اسے اپنی زندگی میں ایک خلا سا محسوس ہوتا تھا۔۔۔۔۔۔

ڈیڑھ ماہ کے عرصے وہ اسکے حد سے زیادہ قریب آچکی تھی،،،،،، لیکن اس نے کبھی روباب کو اپنے اندر جھانکنے کی اجازت نہیں دی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اسکی ذات کے گرد ابھی بھی ایک خول موجود تھا،،،،، جسے اس نے روباب کیلیئے بھی نہیں ہٹایا تھا۔۔۔۔۔

لیکن وہ تو اسے روح تک جان لینا چاہتی تھی اسکے عمل سے ہی نہیں بلکہ لفظوں سے اظہار چاہتی تھی۔۔۔۔۔

اس لیے پچھلے کچھ دنوں سے اس نے اسے خود سے مخاطب کرنا چھوڑ دیا تھا

وہ اسکی ہر ضرورت کا خیال رکھتی تھی ،،،،،،

لیکن اسکے بلانے پر بات کا جواب کم ہی دیتی تھی اپنی خوبصورت آنکھوں میں ڈھیروں شکایتیں جمع کر کے اسکی طرف دیکھتی تھی کہ شاید اسے تھوڑا احساس ہو جائے -----

لیکن وہ ایسا بے رحم اور ظالم تھا ،،،،، اسکی بے رخی محسوس کر کے بھی منہ سے ایک لفظ تک نہیں بولا -----

جسے یاد کر کے اسکی آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ کر اسکے سینے پر گرے تھے

جنہیں بے دردی سے وہ صاف کرتے ہوئے ،،،،،، اپنی کمر سے اسکے ہاتھ ہٹانے کی کوشش کرنے لگی -----

لیکن وہ نازک سی جان کیا اس مضبوط توانا وجود کی طاقت کا مقابلہ کر سکتی تھی ،،،، قطع نہیں۔۔۔۔۔۔۔

غنی چھوڑیں مجھے نماز کیلئے دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔۔۔

آخر کار جب وہ اتنی تگ و دو کے بعد بھی ایک انچ تک نا ہلا تو مجبوری میں اسے مخاطب کرنا پڑا۔۔۔۔۔

جسے سنتے ہی اس نے فوراً اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔۔۔

جبکہ چہرے پر محظوظ کن سی مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔۔

آپ جاگ رہے تھے ؟؟؟ اسکی مسکراہٹ کو دیکھ وہ تپ کر بولی۔۔۔۔۔۔

جبکہ اسکا غصے سے سرخ چہرہ دیکھتے وہ محظوظ کن سا زندگی سے بھرپور قہقہ لگا گیا ۔۔۔۔۔۔

وہ تو اسے ایسے ہنستے دیکھ کر ہی اس کے چہرے کی دلکشی میں کھو گئی ،،،، کہاں کا غصہ ،،،، کہاں کی ناراضگی ،،،،، سب بھول بھال کر۔۔۔۔۔۔

جبکہ اسے خود کو ایسے تکتے دیکھ کر غنی نے تھوڑا سا جھکتے اسکی صبیح پیشانی پر عقیدت سے لب رکھے تھے۔۔۔۔

جسے محسوس کرتے وہ ہوش میں آئی تھی،،،، پھر اپنی بے اختیاری پر خود کو دل میں کوستی ایک بار پھر اسکے حصار سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔

لیکن کامیاب نا ہو سکی۔۔۔۔۔

کیا ہے آپکو؟؟؟ چھوڑ کیوں نہیں رہے آپ مجھے؟؟؟

پہلے آپ بتائیں؟؟ آپ بات کیوں نہیں کر رہی مجھ سے؟؟؟

اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے آگے سے سوال کیا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ آنکھوں کے حصار میں اسکا معصوم خفا خفا سا چہرہ تھا۔۔۔۔۔

کر تو رہی ہوں،،،، اور کیسے کرتے ہیں بات۔۔۔۔۔

وہ اپنی نظریں جھکا کر دھیرے سے گویا ہوئی،،،،، کیونکہ اس کے سوال پر یکدم اسکی آنکھوں میں ڈھیروں پانی اتر آیا۔۔۔۔۔

جو وہ کم از کم اس بے رحم کو نہیں دکھانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔

لیکن کیا کوئی اپنے روح کے مکین کے احساسات سے انجان رہ سکتا تھا

۔۔۔۔۔۔

ایسے ہی غنی بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔

میری بات کے جواب میں ہوں ہاں کر دینا،،،، یا پھر کھانے پینے اور کپڑوں کا پوچھ لینا اسے آپ بات کرنا کہتی ہیں۔۔۔۔۔

روباب آپ تو ایسی نہیں تھیں۔۔۔۔۔

آپ تو زندگی کو کھل کر انجوائے کرنے والی،،،،، ہر بات منہ پر کہہ دینی والی نڈر اور بہادر لڑکی تھیں۔۔۔۔۔۔

ایسے اپنے احساسات کو خود تک محدود کر کے صرف اپنے آپ کو عزیت دینے والا کام کب سے شروع کر دیا۔۔۔۔۔

وہ اسکے جھکے سر کو دیکھتے سوال گو ہوا تھا؟؟؟

اسکے سوال پر روباب نے ایک نظر اسکے چہرے کی طرف دیکھا،،،،،جی میں تو آیا سیدھا اسکے منہ پر کہہ دے کہ جب سے آپ جیسے پتھر دل انسان سے شادی ہو گئی۔۔۔۔

آپکی بے رحم محبت نے مجھے ایسا بنا دیا،،،، لیکن پھر اسے اپنی جذبوں کی توہین سمجھتے اپنے لب بھینچ گئی۔۔۔۔۔

لیکن اسکی نظروں کا پیغام بنا کہے بھی اس تک پہنچ گیا تھا۔۔۔۔۔

کچھ نہیں ہوا ہے مجھے میں شروع سے ہی ایسی تھی۔۔۔۔

اور اب پلیز مجھے چھوڑ دیں مجھے نماز کیلئے دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔۔

میں تو نہیں چھوڑ رہا،،،،،آپ میں ہمت ہے تو خود چھڑوالیں۔۔۔۔۔میں بھی تو دیکھوں آخر میری بیگم میں کتنا دم خم ہے۔۔۔۔

وہ بھی اس کی بات کے جواب میں آنکھوں میں شرارت سموتے ڈھٹائی سے گویا ہوا۔۔۔۔

آخر چاہتے کیا ہیں آپ؟؟؟

اسکے جواب پر اب کہ وہ چڑ کر بولی۔۔۔۔۔

آپ اور آپ کی محبت وہ بے باکی سے گویا ہوا۔۔۔۔۔

یہ کوئی وقت ہے محبت کرنے کا،،،،،،وہ منمنا کر بولی،،،،، جبکہ حیا کی لالی سے پورا چہرہ سرخ تھا۔۔۔۔۔

محبت کرنے کیلیئے کوئی خاص وقت مقرر تو نہیں ہوتا،،،،،، یہ تو کسی بھی وقت کی جاسکتی ہے۔۔۔۔بس محبوب کی رضامندی ہونی چاہیے۔۔۔۔

وہ اپنی نظریں اسکے چہرے پر ٹکاتے بوجھل لہجے میں بولا۔۔۔۔

نہیں پلیززززز،،،،،،

وہ اپنا چہرہ اسکے سینے میں چھپاتے التجائی لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔۔

جس پر اس نے روباب کا مان رکھتے ہوئے اسکے سر پر بوسہ دیتے ہاتھ ہٹا لیے تھے۔۔۔۔

جبکہ اس نے آزادی ملتے ہی واشروم کی طرف دوڑ لگائی۔۔۔۔

اسکی جلد بازی کو دیکھتے ایک بار پھر کمرے میں اسکا جاندار قہقہ گونجا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔

وہ نماز ادا کرنے کے بعد سورت الرحمٰن کی تلاوت کر کے فارغ ہوتے اپنے گرد چادر لیتی کمرے سے باہر آ گئی تھی۔۔۔۔۔

پورا گھر خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔۔ لگتا ہے حجاب اور مان ابھی اٹھے نہیں۔۔۔۔

وہ خود سے حساب لگاتی،،،،،ایک نظر ارد گرد دیکھتے ہوئے دھیرے سے دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔۔۔۔۔

یہاں سوات کی یک بستہ ٹھنڈی ہواوں نے اس کا استقبال کیا تھا۔۔۔۔

سوات کی یہ صبح بہت خوبصورت تھی،،،،،، جسے وہ کچھ دیر وہی کھڑے رہ کر محسوس کرتی رہی۔۔۔۔۔۔

پھر اس چھوٹے سے لان میں رکھے جھولے میں بیٹھ گئی ،،،،،، اور اپنے اور غنی کے رشتے کے بارے میں سوچنے لگی ۔۔۔۔۔

اسے یہاں کتنا وقت گزر گیا تھا اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا ،،،،، وہ تو بس غنی کے کچھ دیر پہلے کیے گئے عمل کے بارے میں سوچ رہی تھی ۔۔۔۔۔

یہ شادی کے بعد پہلی بار تھا جب اس نے ایسے بے تکلف ہو کر اس سے بات کی

۔۔۔۔۔۔

جسے سوچتے اسکے ہونٹوں پر ایک خوبصورت مسکراہٹ تھی ۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ جب اندر داخل ہوئی ،،،،،، تو پہلی نظر مان اور حجاب پر پڑی جو سیڑھیوں سے نیچے آ رہے تھے ۔۔۔۔۔۔ جنہیں دیکھتے وہ مسکرائی تھی ۔۔۔۔۔

السلام و علیکم صبح بخیر !!

وعلیکم السلام بھابھی اتنی صبح باہر کہاں سے آ رہی ہیں اور بھائی کہاں ہیں وہ بھی آپ کے ساتھ گئے تھے کیا؟؟؟

اسکے سلام کا جواب دیتے وہ سردی سے سرخ پڑتے اسکے چہرے کو دیکھتے سوال گو ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

نہیں وہ تو ابھی سو رہے ہیں۔۔۔۔مجھے نیند نہیں آ رہی تھی اس لیے کچھ دیر کیلئے لان میں چلی گئی تھی۔۔۔۔

اچھا آپ لوگ بیٹھو میں ابھی ناشتہ تیار کرتی ہوں۔۔۔۔۔تب تک تمہارے بھائی بھی اٹھ جائیں گے۔۔۔۔۔

اس کے سوال کا جواب دیتے وہ کچن کی طرف جانے لگی تھی جب مان نے اسے روکا۔۔۔۔۔

نہیں روباب رہنے دیں اس کی ضرورت نہیں،،،، ہم ناشتہ باہر سے کریں گے ،،،، بس آپ بھائی کو بلا لائیں۔۔۔۔پھر چلتے ہیں۔۔۔۔۔

اچھا سہی۔۔۔اتنا کہتے ابھی وہ کمرے کی طرف بڑھتی جب غنی خود فریش سا وہاں آیا تھا۔۔۔۔۔

بھئی کہاں جانے کی بات ہو رہی ہے صبح صبح؟؟؟

سوات کا سپیشل ناشتہ کرنے،،،، بس میں روباب سے کہہ رہا تھا کہ وہ آپکو بلا لائے پھر چلتے ہیں۔۔۔۔

مان اس کے سوال کا جواب دیتے بولا۔۔۔۔۔

ہاں ضرور کیوں نہیں،،،،، چلتے ہیں،،،،، لیکن روباب پہلے آپ کچھ گرم پہن کر آئیں کیونکہ یہ آپکی چادر باہر موجود سردی کا مقابلہ کرنے کیلئے ناکافی ہے

۔۔۔۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔۔وہ اسکی بات پر سر ہلاتی ایک نظر حجاب کو دیکھتی،،،،، جسے مان نے گرم کپڑوں سے بالکل پیک کیا ہوا تھا کہ وہ بالکل چھوٹا سا کیوٹ بھالو معلوم ہو رہی تھی۔۔۔۔ مسکراتے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔

-------------------♥--------------

پہاڑ کی چوٹی پر بنا چھوٹا ڈا بے نما ہوٹل ،،،،، آس پاس موجود آنکھوں کو خیرہ کرتے پہاڑ ،،،،،، ساتھ انکے درمیان میں بہتی خوبصورت ندیاں ،،،،،، مختلف ممالک سے تفریح کے لیے آئے سیاح ،،،،، اور دل موہ لینے والے نظاریں روباب اور حجاب کو مبہوت کر رہے تھے-------

وہ دونوں وہاں مقامی لباس میں ملبوس لوگوں کو بڑے اشتیاق سے دیکھ رہی تھیں-----

ساتھ وہاں کے روایتی لذیذ ناشتے سے لطف اندوز ہو رہی تھیں-----

ناشتے کے بعد انہیں وہاں کی سپیشل چائے پیش کی گئی ،،،، جس کا ذائقہ انہیں بہت پسند آیا تھا ،،،، کہ وہ تعریف کیے بنا نا رہ سکیں-----

ناشتے کے فورا بعد غنی ضروری کام کا بولتے فورا وہاں سے چلا گیا ،،،، جس کے جانے کے بعد روباب کا دل ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا تھا------

لیکن پھر بھی وہ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ سجائے بیٹھی رہی کیونکہ وہ اپنی وجہ سے حجاب اور مان کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔

اس نے پہلی بار اپنی بہن کو بناڈرے کسی چیز میں دلچسپی لیتے دیکھا تھا،،،، اس لیے وہ اسکی خوشی برباد نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔

مان ناشتے کے بعد انہیں آس پاس کی دو چار جگہوں پر گھمانے کیلئے لے گیا تھا اور جب حجاب نے کہاں کے وہ اس سے آگے نہیں چل سکتی تو انہوں نے مسکراتے ہوئے واپسی کی راہ لی تھی۔۔۔۔۔۔۔

انہیں گھر پہنچتے تقریبا دوپہر دو بجے کا وقت ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں تو آتے ہی کمرے کی طرف بڑھ گئے آرام کرنے کی غرض سے،،،،، جنہیں اس نے کھانے کا پوچھا تھا لیکن وہ نفی میں سر ہلا گئے تھے۔۔۔۔۔۔

ان کے جانے کے وہ بھی بجھے دل کے ساتھ اپنے کمرے میں آ گئی تھی

۔۔۔۔۔۔

یہاں پر آ کر بھی اس شخص کے پاس اس کیلئے وقت نہیں تھا جس کی وجہ سے ایک بار پھر اسکی خوبصورت آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔۔۔۔۔

صبح اس کے رویے سے جو دل میں ایک امید کی کرن جگی تھی اسکے روکھے رویے اور اس نذر اندازی پر پھر سے بجھ گئی۔۔۔۔۔۔

وہ آس پاس دیکھے بنا اپنی چادر بے دلی سے اتار کر صوفے پر چھینکتی واشروم کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

اور جب وہ فریش ہو کر واپس آئی تو اسکی نظر بیڈ پر رکھے کچھ شاپنگ بیگز پر پڑی ،،،، جنہیں دیکھ کر وہ کافی حیران ہوئی۔۔۔

فوراً آگے بڑھ کر انہیں ایک ایک کر کے کھولا تھا،،،، جس میں ایک ڈیپ ریڈ کلر کی ساڑھی تھی۔۔۔۔ساتھ میچنگ جیولری،، سینڈلز اور ساڑھی کی ہی ہم رنگ شال تھی۔۔۔۔۔

اور ساتھ ایک خوبصورت سا کارڈ تھا،،،،

جس پر خوبصورت ہینڈ رائٹنگ میں " فار مائی بیوٹیفل وائف " لکھا تھا۔۔۔۔

اور ساتھ ہی اسے پہن کر تیار رہنے کی تلقین بھی کی گئی تھی۔۔۔۔۔

جس پر وہ مسکراتی اپنے لب رکھ گئی تھی۔۔۔۔۔پھر آس پاس دیکھتے خجل ہوتی ساڑھی اٹھا کر دیکھنے لگی۔۔۔۔جس کے باڈر پر خوبصورت بلیک ڈائمنڈ کا کام تھا ،،،،، ساتھ ہی ہاف بلیک بلاوز،،،،،، جسے دیکھتے وہ ایک پل کیلئے سٹپٹا گئی،،،،، کیونکہ اس نے ایسا لباس پہلے کبھی نہیں پہنا تھا۔۔۔۔

لیکن پھر غنی کے بارے سوچتی ساری چیزیں اٹھا کر ڈریسنگ کی طرف بڑھ گئی

۔۔۔۔۔

کیونکہ غنی نے پہلی بار اس سے بولا تھا۔۔۔۔۔اور بھلا اسے کیسے انکار کر سکتی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ جیسے تیسے کر کے ساڑھی پہن آئی تھی،،،،جس میں اسکا دبلا پتلا خوبصورت سراپا بہت بھلا لگ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

اس نے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر خود کو ایک نظر دیکھا اور پھر خود ہی شرما گئی۔۔۔۔

اس کے بعد اس نے چہرے پر ہلکا پھلکا میک اپ کا ٹچ دیا اور ہونٹوں پر ساڑھی کی ہم رنگ ڈیپ لپ اسٹک لگائی۔۔۔۔

اتنے میں ہی وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔

اس نے بالوں کو آگے سے ہلکا سا سٹائل دیتے باقی بال کمر پر ایسے ہی کھلے چھوڑ دیئے۔۔۔۔۔۔

ابھی وہ جیولری نکال کر پہنتی تبھی غنی نک سک سا تیار کمرے داخل ہوا تھا

۔۔۔۔

اور شیشے میں اسکا خوبصورت عکس دیکھتا مبہوت رہ گیا۔۔۔۔

جبکہ ساکت تو وہ بھی رہ گئی تھی اسکے ایسے اچانک آ جانے پر،،،،،اسکی صرف نظروں کے ہی ارتکاز پر اسکا نازک سا دل اچھل کر حلق میں آگیا تھا۔۔۔۔

وہ نپے تلے قدم لیتا آگے بڑھا اور آئینے میں بالکل اس کے پیچھے آکر کھڑا ہو گیا

۔۔۔۔۔۔

روباب نے نظر اٹھا کر آئینے میں اسکے اور اپنے عکس کو دیکھا تھا،،،، بلاشبہ وہ دونوں ایک ساتھ بہت حسین لگ رہے تھے۔۔۔۔۔۔

جب اس نے ڈریسنگ ٹیبل سے جیولری اٹھا کر اسے پہنانی شروع کی،،،،، دونوں کانوں میں ڈائمنڈ کے خوبصورت آویزے پہنانے کے بعد اس نے اسکی شفاف صراحی دار گردن میں پینڈٹ پہنایا اور ساتھ ہی وہاں اپنے لب رکھے تھے۔۔۔۔۔۔

جس پر وہ پوری جان سے لرزی تھی۔۔۔۔اور اس سے پہلے کے وہ خود پر سے اختیار کھوتا اسے باہر آنے کا اشارہ کرتا باہر چلا گیا۔۔۔۔۔

جبکہ وہ سرخ چہرے کے ساتھ باقی تیاری مکمل کرتی،،،،، چادر کو اپنے گرد اچھے سے اوڑھتی باہر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

---------------❤---------------

گاڑی پتھریلے راستوں پر رواں دواں تھی،،،،، جس میں ایک معنی خیز سی خاموشی تھی۔۔۔۔۔

مان کی باتوں کی وجہ سے اسکا چہرہ ابھی تک شرم سے پورہ سرخ تھا جبکہ غنی کے چہرے پر محظوظ کن سی مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔

جو کہہ رہا تھا مجھے دال میں کچھ کالا لگ رہا ہے،،،،، جو آپ لوگ ایسے تیار شیار ہو کر ہم معصوموں کو گھر میں ہی چھوڑیں جا رہے ہیں۔۔۔۔ بھابھی آپ آج اتنی خوبصورت لگ رہی ہیں مجھے آج بھائی کی خیر نہیں لگ رہی۔۔۔۔اور

حجاب کا اسکی ہاں میں ہاں ملانا۔۔۔اور غنی کا محظوظ ہوتے قہقہ لگانا اسے بری طرح شرمندہ کر گیا۔۔۔۔۔

اس لیے اب بھی وہ سرخ چہرے کے ساتھ اس سے خفا سی بیٹھی تھی،،،، جبکہ وہ ایک دو بار بلانے کی کوشش بھی کر چکا تھا۔۔۔

لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔۔

آخر دو تین گھنٹوں کے سفر کے بعد گاڑی ایک پہاڑ کے پاس آ کر رکی تھی ۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ دیکھتی غنی نے اسکی آنکھوں پر کالی پٹی باندھ دی۔۔۔۔۔

پھر خود گاڑی سے باہر نکلتے اسکی طرف کا دروازہ کھولتے اسے بانہوں میں اٹھایا تھا

۔۔۔۔

جس پر اس نے سٹپٹاتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ اسکے گلے میں باندھ دیئے

۔۔۔۔۔

اور پھر ایک جگہ آ کر وہ رک گیا،،،،،اسے اس کے قدموں پر کھڑا کرتے،،،،
انکھون سے پٹی ہٹائی اور کان میں دھیمی سرگوشی سے اسے سامنے دیکھنے کو بولا تھا

اس نے آرام سے اپنی آنکھیں کھولتے سامنے دیکھا،،،،،جس پر ایک پل کیلئے وہ
ساکت رہ گئی-----

جہاں سامنے پہاڑ پر فینسٹی لائٹ سے بڑے حروف میں "آئی لو یو رو باب" لکھا
تھا-------جو اتنا خوبصورت لگ رہا تھا------

کہ تعریف کیلئے الفاظ کم پڑ جائیں-----اس نے آنکھوں میں خوشی کے آنسو
لیے مڑ کر دیکھا تو اس کی نظر ہاتھ میں انگوٹھی لیے گھٹنوں کے بل بیٹھے غنی پر
پڑی-----

جس پر اس نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لیے-----جبکہ آنکھوں سے
آنسوؤں کی برسات جاری ہو چکی تھی------

تو مسز غنی کیا آپ میری محبت قبول کریں گی-----

وہ مسکراتے ہوئے محبت سے بولا۔۔۔۔۔

جبکہ وہ تو اس خوبصرت اظہار پر اپنی جگہ پر بالکل ساکت رہ گئی۔۔۔اس لیے کوئی جواب نہیں دے سکی۔۔۔۔

یار جلدی جواب دواب ایسے بیٹھے بیٹھے میرے گھٹنے میں درد شروع ہو گیا ہے

۔۔۔۔۔۔

وہ تو اسکا جواب اسکی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر ہی جان چکا تھا۔۔۔اس لیے اسے ہنسانے کیلئے شرارتی لہجے میں بولا۔۔۔۔۔

جس پر وہ مسکراتے ہوئے فوراہاں سر ہلا گئی۔۔۔۔

اس نے بہت چاہت سے ہاتھ میں انگوٹھی پہنائی پھر وہاں اپنے دہکتے لب رکھ کر اٹھ گیا۔۔۔۔

جب روباب آگے بڑھ کر اسکے سینے سے لگتی زاروقطار رونا شروع کر چکی تھی

۔۔۔۔۔۔

جس کے جذبات کو سمجھتے اس نے بھی اسکے گرد باہوں کا حصار کھینچا تھا

-------------------♥-----------------

حجاب کچن میں ڈنر کی تیاری کر رہی تھی۔۔۔۔جب مان نے پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔۔۔۔

کیا کر رہی ہیں جان مان ؟؟؟

جبکہ وہ تو اس اچانک پڑنے والی افتاد پر خوف سے اچھل پڑی،،،، جس کی وجہ سے ہاتھ میں پکڑا چمچہ چھوٹ کر زمین پر گرا۔۔۔۔

مان فورا اپنا حصار توڑ کر پیچھے ہوا تھا۔۔۔۔

آپ ٹھیک ہیں لگی تو نہیں آپکو۔۔۔اسکا رخ اپنی طرف کر کے اسکے پاؤں کو دیکھتا محبت سے گویا ہوا۔۔۔۔

نہہ،،،،، نہیں میں ٹھیک ہوں مان،،،،، بس آپ کے ایسے اچانک آ جانے سے تھوڑا ڈر گئی تھی بس اسی وجہ۔۔۔۔۔

لیکن پھر مان کو پریشان ہوتے دیکھ خود کو سنبھالتے ہوئے نرم لہجے میں بولتی ایک نظر زمین پر گرے چمچے کو دیکھتی بات ادھوری چھوڑ گئی۔۔۔۔

کوئی بات نہیں غلطی میری ہے مجھے آپکو ایسے ڈرانا نہیں چاہیے تھا۔۔۔۔

" سوسوری "

میرا ہرگز مقصد آپکو ڈرانا نہیں تھا میں تو بس،،،،،

"میں جانتی ہوں،،،،، "مان

آپکو صفائی دینے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اپنا جملہ مکمل کرتا حجاب اسکا جملہ درمیان میں ہی کاٹتی مسکرا کر بولی۔۔۔۔

جس پر وہ بھی دھیرے سے مسکراتا محبت سے اسکی پیشانی چوم گیا۔۔۔۔

جبکہ حجاب کو اسکے لمس میں موجود محبت و عقیدت سے اپنی روح تک سکون اترتا محسوس ہوا۔۔۔۔۔

جس پر وہ دھیرے سے اپنی آنکھیں موند گئی۔۔۔۔۔

انہیں ایسے کھڑے کتنے ہی لمحے بیت گئے ،،،، جن کا انہیں خود بھی اندازہ نہیں تھا۔۔۔۔۔۔

ہوش تو تب آیا جب انکے نتھنوں سے کسی چیز کی جلنے کی بو ٹکرائی۔۔۔۔۔

ہائے اللہ میرے کباب " وہ فورا اسکے حصار سے نکلتے ہوئے چولہا بند کرتی بولی

۔۔۔۔

مان ایک نظر پین میں جلے ہوئے کبابوں کو دیکھتا اسکا پھولا ہوا چہرہ دیکھنے لگا جس پر خفگی کے آثار تھے۔۔۔۔

کیا ہوا بھئی ؟؟

میری طرف کیوں ایسے دیکھ رہی ہیں۔۔۔ مجھ معصوم نے کیا کیا ؟؟؟

اسکے خود کو پلٹ کر گھورنے پر وہ اپنے ہاتھ کھڑے کرتا معصومیت سے بولا

سارا قصور آپکا ہے،،،،،، نا آپ یہاں آتے،،،،، نا میرا دھیان بھٹکتا،،،،، نا ہی یہ جلتے------

جبکہ اس کے ایسے معصوم بن جانے پر وہ تپ کر بولی------

اچھا کیا سچ میں ایسا ہے،،،،،، کیا میرے آپکے قریب آنے پر سچ میں آپ کا دھیان بھٹک جاتا ہے-----

وہ اسکی ساری باتوں کو نظرانداز کرتے اپنی مطلب کی بات نکالتے بولا----

اور نہیں تو کیا کہیں پر بھی شروع ہو جاتے ہیں،،،،،، نا پبلک پلیس کا خیال کرتے ہیں نا ہی بھائی اور آپو کا،،،،،، اور نا ہی صبح یا پھر شام کا خیال ہے بس ہر وقت،،،،،،

وہ غصے سے بولتی آخری بات پر زبان دانتوں تلے دبا گئی------ جبکہ چہرہ غصے اور شرم وحیا کے ملے جلے تاثرات سے سرخ ہو کر تپ گیا-----

بس ہر وقت " کیا؟؟؟آگے بھی تو کچھ بولیں۔۔۔۔۔

اسکے تپ کر ایسے روانی سے بولنے اور اچانک رک جانے پر وہ اسے آگے بولنے کیلئے اکساتا شرارت سے گویا ہوا۔۔۔۔۔

مجھے نا آپ سے بات ہی نہیں کرنی،،،،، وہ اسکے لبوں میں چھپی مسکراہٹ دیکھتی ناراض ہو کر اپنا رخ ہی پلٹ گئی۔۔۔۔

اچھا سوری میں اب بالکل آپکو تنگ نہیں کرونگا،،،،، اب اپنی ناراضگی ختم کریں۔۔۔وہ پیچھے سے اسے دوبارہ اپنے حصار میں لیتا محبت سے گویا ہوا

۔۔۔۔۔

جس پر وہ مسکرائی تھی لیکن اس پر ظاہر نہیں ہونے دیا۔۔۔۔۔

صرف ایک شرط پر مانوں گی آپ شرافت سے باہر جا کر لاؤنج بیٹھے گے ،،،،، مجھے کھانا بنانے کے دوران دوبارہ ڈسٹرب نہیں کریں گے۔۔۔۔

اور اگر آپ نے دوبارہ ایسا کیا تو میں آپ سے پکا والا ناراض ہو جاؤں گی

۔۔۔۔۔۔

یار یہ کیا بات ہوئی،،،،،،اپنی ہی بیوی سے پیار کرنے پر اتنی پابندیاں،،،،
چھوڑیں یہ سب کھانا وغیرہ،،،،،،میں باہر سے آڈر کر لیتا ہوں۔۔۔۔۔

آپ کیا میرے ساتھ ہنی مون پر کھانا بنانے کیلئے آئی ہیں؟؟؟

وہ اسکی شرط کو سن کر رد کرتے ہوئے اس سے سوال گو ہوا تھا۔۔۔۔۔

تو پھر اور کیا کرنے آئی ہوں۔۔۔۔

اسکے اپنی بات کو اہمیت نا دینے پر وہ غصے سے بولی تھی۔۔۔۔۔

ظاہر سی بات ہے اپنے شوہر کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنے کیلئے اس سے پیار کرنے کیلئے۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات کے جواب میں وہ بے باکی سے بولا۔۔۔۔۔

" مااااااااان

حکم جان مان،،،،،،

پلیز مجھے کھانا بنا لینے دیں،،،، ورنہ میں آپ سے سچ میں ناراض ہو جاؤں گی

وہ التجا کرتے ہوئے آخر میں دھمکی آمیز لہجے میں بولی-----

لیکن،،،،،،

پلیززززز،،،،، ابھی وہ کچھ کہتا کہ وہ چہرے پر معصومیت طاری کرتی التجائی لہجے میں بولی-----

جس پر وہ اسے اور تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے خاموشی سے پلٹ گیا

جس پر حجاب سکھ کا سانس لیتی،،،، ایک بار پھر اپنے کام مشغول ہو گئی-----

------------------♥-----------------

روباب یار اب بس کر دیں کیوں رو رو کر خود کو ہلکان کر رہی ہیں۔۔۔۔

وہ اسے خود سے آرام سے الگ کرتا نرم لہجے میں بولا۔۔۔۔۔

آپکو پتا ہے مجھے آپ کا یوں رونا بالکل اچھا نہیں لگ رہا،،،،، آپکے یہ جو آنسو ہیں سیدھے میرے دل پر گر رہے ہیں۔۔۔۔
اس لیے وعدہ کریں کہ دوبارہ کبھی ان آنکھوں میں آنسو نہیں آنے دیں گی

۔۔۔۔

وہ اسکے گرتے آنسو اپنے ہونٹوں سے چنتا محبت سے گویا ہوا۔۔۔۔

جس پر وہ دھیرے سے مسکرائی تھی۔۔۔۔

" گڈ گرل

اچھا ادھر دیکھیں میرے پاس آپ کے لئے اور بھی سرپرائز ہیں۔۔۔۔

اس کے مسکرانے پر وہ اس کی توجہ اپنے پیچھے دلواتے ہوئے نرمی سے بولا

۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے اس کے بڑی بڑی خوبصورت آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھی

جہاں بالکل جھیل کے کنارے ایک ٹیبل کو پھولوں اور کینڈلز کے ساتھ خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔۔۔

اور اسکے ارد گرد پھولوں اور سفید رنگ کے خوبصورت کرٹنز سجایا گیا تھا ٹیبل پر خوبصورت سا ہارٹ شیپ ریڈ ویلوٹ کیک رکھا گیا تھا اور ساتھ ہی کھانے کے دوسرے لوازمات سجے تھے۔۔۔۔۔

اسکے بالکل سامنے ایک پھولوں کی رویش بنائی گئی تھی۔۔۔۔۔

جو پہاڑ کے ساتھ لگائے گئے کیمپ تک جاتی تھی۔۔۔۔

کیمپ کے اندر ایک بلب روشن تھا جس سے اندر کے ماحول کو واضح کیا گیا تھا

جسے دیکھتے ہوئے اور آنے والے لمحات کا سوچتے روباب کی شفاف ہتھیلیاں پسینے سے بھیگی تھیں۔۔۔۔۔۔

جبکہ نرم گداز گالوں پر گلال اتر آیا تھا۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے غنی کے چہرے پر ایک محفوظ کن مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔۔۔

چلیں " اسکے آگے اپنی مظبوط ہتھیلی پھیلاتے پیار سے بولا۔۔۔۔۔۔

جس کو دیکھتے روباب نے مسکراکر اسکی ہتھیلی پر اپنی نرم ہتھیلی رکھ دی تھی

۔۔۔۔۔

جسے محبت سے تھامتے وہ ٹیبل کی طرف.بڑھا تھا۔۔۔۔۔

جہاں اسے اپنے حصار میں لے کر سب سے پہلے کیک کٹ کرتے ہوئے اسے محبت سے کھلایا۔۔۔۔۔

ابھی روباب بھی ایک پیس اٹھا کر اسے کھلاتی جب اس نے نفی میں سر ہلاتے اسکا رخ اپنی اور کیا۔۔۔۔۔

اور اچانک اسے بنا کچھ سمجھنے کا موقع دیے اسکے مخملی لبوں پر جھکا۔۔۔۔۔

جسکے کناروں پر کریم لگی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

ویسے یہ والا زیادہ میٹھا تھا۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد اسے دھیرے سے آزاد کرتا اپنے لمس سے بھیگے اسکے لبوں کو دیکھتے گمبھیرتا سے بولا۔۔۔۔۔

جس پر شرماتے ہوئے وہ اپنا چہرہ جھکا گئی۔۔۔۔۔

آپکو پتا ہے روباب مجھے آپ سے محبت کب ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

ایک چیئر کو کھینچ کر اسے اس پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے اس کیلئے پلیٹ میں کھانا نکالتے بولا۔۔۔۔۔

جس پر اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔

جب میں نے بابا سائیں سے ضد کر کے سائیکلینگ کی تھی،،،،،،اور پھر اسے پہلی بار چلاتے ہوئے گر گیا تھا،،،،،،اس وقت وہاں لان میں کوئی موجود نہیں تھا سوائے ہم دونوں کے،،،،،،

اور آپ نے بھاگ کر آتے مجھے اٹھانے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔۔۔

حالانکہ اس وقت آپ خود بھی بہت چھوٹی تھیں۔۔۔۔۔

پھر بھی میرے گھٹنے سے خون نکلتے دیکھ ڈرنے یا رونے کی بجائے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اسے روکنے کی کوشش کر رہی تھیں۔۔۔۔۔

اور بالکل مجھے ایسے دلاسہ دے رہی تھیں،،،،، جیسے حجاب کے رونے یا پھر گھبرانے پر دیتی ہیں۔۔۔۔۔

اس وقت مجھے آپ پر بہت پیار آیا تھا۔۔۔۔

اس چوٹ کا درد تو بہت پیچھے رہ گیا،،،،، اس پر آپکی کی جانے والی عنایت غالب آ گئی۔۔۔۔۔

وہ نرم لہجے میں اسے اپنی زندگی اور محبت کے بارے میں آگاہ کرتا۔۔۔۔ساتھ ساتھ اپنے ہاتھ سے کھانا بھی کھلا رہا تھا۔۔۔۔

جب روباب نے نوالا بنا کر اسکی طرف بڑھایا۔۔۔۔

جسے ایک نظر دیکھنے کے بعد اس نے اپنا منہ کھول دیا۔۔۔۔

ابھی وہ اسے کھلا کر ہاتھ پیچھے کرتی جب اس نے اسے تھامتے ہوئے،،،،، اسکے پوروں کو محبت سے چوما تھا۔۔۔۔۔

جس پر اس نے کپکپاتے ہوئے۔۔۔۔ہاتھ کھینچا لیکن اب وہ چھوڑنے کے موڈ میں ہرگز نہیں تھا۔۔۔۔۔

وہ اسکے خوبصورت چہرے پر نظریں ٹکاتے۔۔۔۔اسے لیے ساتھ کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔۔

" ڈانس

اسکے سامنے ہاتھ پھیلاتے پوچھا۔۔۔۔۔

جس پر وہ مسکراتی اسکا ہاتھ تھامتی اسکے باہنوں کے گھیرے میں آگئی تھی

۔۔۔۔۔

جب اس نے موبائل پر میوزک آن کیا تھا۔۔۔۔

گلوکار کی خوبصورت آواز نے فضا میں اپنا جادو جگایا۔۔۔۔۔

جبکہ وہ اسکے ساتھ ہی ہلکے ہلکے سٹیپ لینے لگے تھے۔۔۔۔

یہ راتیں یہ موسم ندی کا کنارہ یہ چنچل ہوا "

" کہا دو دلوں نے،، کہ ملکر کبھی ہم نا ہونگے جدا

یہ راتیں یہ موسم ندی کا کنارہ یہ چنچل ہوا،،،،

یہ کیا بات ہے آج کی چاندنی میں

کہ ہم کھو گئے پیار کی راگنی میں

یہ باہوں میں باہیں یہ بہکی نگاہیں لو آنے لگا زندگی کا مزہ

یہ راتیں یہ موسم ندی کا کنارہ یہ چنچل ہوا،،،،،

اسکے ساتھ غنی نے اسے گھول گھماتے ہوئے اسکا رخ پلٹتے اسے اپنے حصار میں لیا۔۔۔

جبکہ اس نے جو چادر اپنے چاروں طرف پھیلا رکھی تھی ،،،،، وہ اتر کر ایک کندھے پر جھولنے لگی تھی۔۔۔۔

ستاروں کی محفل نے کر کے اشارہ

کہا اب تو سارا جہاں ہے تمہارا

محبت جواں ہو کھلا آسماں ہو کرے کوئی دل آرزو اور کیا

یہ راتیں یہ موسم ندی کا کنارہ یہ چنچل ہوا،،،،،

گلوکارہ کے ان آخری لفظوں پر اس نے شرماتے ہوئے غنی کے کشادہ سینے میں اپنا چہرہ چھپایا تھا۔۔۔۔۔

جس پر وہ دھیرے سے مسکرایا۔۔۔۔

قسم ہے تمہیں تم اگر مجھ سے روٹھے،،،،،

ان الفاظ پر اس نے غنی کی آنکھوں میں دیکھا،،،،، جس پر مسکراتے ہوئے اسکا ڈر سمجھتے انہیں باری باری چاہت سے چوم گیا۔۔۔

قسم ہے تمہیں تم اگر مجھ سے روٹھے

رہے سانس جب تک یہ بندھن نا ٹوٹے

غنی اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیتے ساتھ خود بھی گنگنایا تھا۔۔۔۔

تمہیں دل دیا ہے یہ وعدہ کیا ہے صنم میں تمہاری رہوں گی صدا

اسکے دل کے مقام پر اپنے لب رکھتے وعدہ کیا تھا۔۔۔۔

یہ راتیں یہ موسم ندی کا کنارہ یہ چنچل ہوا

کہا دو دلوں نے کہ ملکر کبھی ہم نا ہونگے جدا

یہ راتیں یہ موسم ندی کا کنارہ یہ چنچل ہوا۔۔۔۔

گانے کے ختم ہوتے ہی اس نے روباب کو اپنے بازوؤں میں اٹھایا۔۔۔۔

اور کیمپ کی طرف بڑھ گیا،،،،، جبکہ دوسری طرف روباب کی دھڑکنیں اسکے ارادوں کو سمجھتے اب شور مچانے لگی تھیں۔۔۔۔

غنی نے اسے لاکر دبیز نرم پھولوں سے سجے بستر پر اتارا تھا،،،،،

اور ساتھ ہی اپنا کوٹ اتار کر ایک طرف رکھتے،،،،، اسکی طرف متوجہ ہوا

۔۔۔۔۔

غنی آپکو نہیں لگتا کہ ہمیں گھر چلنا چاہیے،،،،، میرا مطلب ہے کہ یہ علاقہ کافی سنسان ہے،،،،، کیا یہاں رات رکنا سیف رہے گا؟؟؟

اس سے پہلے وہ کچھ بولتا یا کرتا وہ انکے درمیان تھوڑا فاصلہ بناتی معصومیت سے بولی۔۔۔۔۔

جس پر غنی نے لب دبا کر بمشکل اپنے قہقہے کو روکا تھا۔۔۔۔۔

نہیں جاناں یہ بالکل سیف علاقہ ہے آپکو ڈرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔

وہ اتنا کہتے درمیان کا فاصلہ سمیٹتے اسکے قریب ہوا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر وہ اپنا سوکھا حلق تر کرنے لگی تھی۔۔۔۔۔

وہ اسکی چادر کو کندھے سے اتار کر اپنے کوٹ کے ساتھ رکھتا اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے قریب کھینچ گیا۔۔۔۔

جس سے ان کے درمیان انچ بھر کا فاصلہ بھی سمٹ گیا تھا،،،،،

کبھی سوچا نہیں تھا کہ اوپر والا یوں بن کہے ہی میری خاموش محبت میری جھولی میں ڈال دے گا۔۔۔۔۔

میں آپکو بتا نہیں سکتا روباب جب اچانک سے آپ میری زندگی میں شامل ہوئی اس وقت میری فیلنگز کیا تھیں۔۔۔۔۔۔

میری رگ رگ میں نئی زندگی دوڑ گئی تھی،،،،،، آپکی محبت جو میری سانسوں میں بسی تھی اسے زندگی کا پروانہ ملا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ ساری رات میں نے اپنے رب کا شکر ادا کرتے گزاری تھی۔۔۔۔۔۔

ہاں میں جانتا ہوں ہے کہ میں نے اظہار کرنے میں تھوڑی دیر کر دی،،،،، اور شاید آپ اسکی وجہ سے ہرٹ بھی ہوئی لیکن میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔۔۔۔۔۔

وہ اسکے ایک ایک نقش کو محبت سے چومتا گمبھیر سرگوشی میں بولا۔۔۔۔

پتا ہے روباب جب جب بھی آپکو اپنی زندگی میں شامل دیکھتا ہوں تو سورت الرحمٰن کی اس آیت پر میرا ایمان اور مظبوط ہو جاتا۔۔۔۔۔

(ترجمہ)

کہ تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ۔۔۔۔

جبکہ اسکی اتنی محبت پر روباب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے ۔۔۔۔

جسے وہ نرمی سے صاف کرتا اسے اپنے حصار میں لے گیا،،،،،اور کیمپ میں جلتا واحد بلب بھی بند کر دیا تھا۔۔۔۔

اسکی گردن میں جھکتے ہوئے اس نے ابھی اپنی محبت کی برسات کی شروعات ہی تھی جب وہ ایک بار پھر سے بول پڑی۔۔۔۔۔

غنی آپکو نہیں لگتا،،،،،، کہ بچے گھر میں اکیلے ہیں،،،،،اور کبھی بھی کسی بھی وقت کسی بھی چیز کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔۔۔۔تو ہمیں انکے پاس ہونا چاہیے

۔۔۔۔۔۔

کونسے بچے ؟؟؟

وہ جو اسکے نرم لمس میں کھویا ہوا تھا،،،،اسکی بات پر حیران ہوتے تعجب سے بولا۔۔۔۔۔

مان حجاب کی بات کر رہی ہوں۔۔۔۔۔

وہ اپنی مسکراہٹ دباتے بولی۔۔۔۔

سیر یسلی روباب،،،،،

آپ جسے بچہ کہہ رہی ہیں وہ آپ سے بھی سات سال بڑا ہے،،،،، اور حجاب بھی آپکی ہی ہم عمر ہیں،،،،، بھولیں مت آپ دونوں ٹونز ہیں۔۔۔۔۔

اس لیے وہ اپنا خیال اچھے سے رکھ سکتے ہیں اس لیے آپ تھوڑا اپنے اس مظلوم شوہر پر دھیان دیں لیں۔۔۔۔۔

وہ تو اسکی بات پر جل ہی گیا تھا اس لیے تپ کر بولا۔۔۔۔۔

پھر بھی،،،،،،،

اس سے پہلے کہ وہ اپنا جملہ مکمل کرتی وہ اسکے لبوں پر جھکتا باقی کے الفاظ چن گیا

۔۔۔۔۔۔

جبکہ وہ اس کے لمس کی نرمی کو محسوس کرتی اسکی گردن میں اپنی بازوؤں کا ہار ڈالتی خود بھی اسکی شدتوں میں شامل ہو گئی۔۔۔۔۔

جس پر وہ مسرور ہوتا اس گداز روئی جیسے وجود کو خود میں سمیٹ گیا۔۔۔۔۔

------------------❤----

حجاب کھانا بنا کر ٹیبل سیٹ کرتی جب اسے بلانے کیلئے جانے لگی تو وہ اسے سیڑھیوں سے نیچے آتا دکھائی دیا۔۔۔۔۔

جس پر وہ مسکرا کر ابھی کچھ بولتی جب وہ اسے نظرانداز کرتے ہوئے خود ہی جا کر ٹیبل پر بیٹھتے کھانا اپنی پلیٹ میں نکال کر کھانے لگا۔۔۔۔۔

جبکہ وہ اسکے رویے سے اب پریشان ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

اس لیے اسکے قریب آ کر نرمی سے پوچھنے لگی۔۔۔۔

کیا ہوا امان سب ٹھیک ہے ؟؟؟

جی سب ٹھیک ہے۔۔۔۔

اس کے مختصر سوال پر مختصر ہی جواب آیا تھا۔۔۔۔۔۔

جبکہ وہ بری طرح اپنے کھانے کی متوجہ تھا۔۔۔۔۔۔

یہ بات حجاب کو محسوس تو بہت ہوئی لیکن پھر سر جھٹکتے ہوئے اسکی طرف کباب کی پلیٹ بڑھا گئی۔۔۔۔۔۔۔

یہ میں نے فرسٹ ٹائم بنائے ہیں۔۔۔۔۔زرا چکھ کر بتائیں کیسے بنے ہیں

۔۔۔۔۔

جس پر وہ اس پر ایک خاموش نظر ڈالتا ایک کباب فوک سے اٹھا کر اپنی پلیٹ میں رکھ کر خاموشی سے کھانے لگا۔۔۔۔۔۔۔

آپ نے بتایا نہیں کیسے بنے ہیں ؟؟؟

ہمم " اچھے ہیں۔۔۔۔۔۔اس پر بنا نظر ڈالیں اسکی بات کا جواب دیتے انہماک سے اپنا کھانا مکمل کرنے لگا۔۔۔۔۔۔

جبکہ اس کی بے رخی پر اب اسکی شفاف آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے تھے

۔۔۔۔۔۔۔

لیکن وہ خاموشی سے اپنا کھانا مکمل کرتے بنا اس پر کوئی بھی دھیان دیئے دوبارہ کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔۔۔

جب کہ حجاب کے آنسو ٹپ ٹپ اسکی آنکھوں سے ٹیبل پر گرنے لگے تھے

۔۔۔۔۔

لیکن اسے وہاں خاموش کروانے والا وہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔

کیونکہ جو اسکی ایک بوند آنسو پر تڑپ جایا کرتا تھا،،،،،، آج خود بے رحم بن کر اس سے لاپرواہی برتتے روٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بہت سارا رو لینے کے بعد اپنے دل کو اچھے سے ہلکا کر کے وہ اس کیلئے چائے بنا کر کمرے کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔۔۔۔

لیکن جب وہ کمرے میں پہنچی تو خالی کمرہ اسے منہ چڑا رہا تھا۔۔۔۔

لیکن پھر آس پاس غور سے دیکھنے پر اسے بالکنی کا دروازہ کھلا نظر آیا تھا۔۔۔۔

وہ چائے کو ٹیبل پر رکھتی اسکی کی طرف بڑھی،،،،، لیکن بنا کوئی گرم کپڑا لیے جب وہ بالکنی میں آئی،،،،،، سوات کی اس ٹھٹھرا دینی والی سردی سے اسکے دانت بجنے لگے۔۔۔۔۔

مان آپ اتنی سردی میں باہر کیوں کھڑیں ہیں۔۔۔۔ پلیز اندر آجائیں آپکو سردی لگ جائے گی۔۔۔۔۔۔

وہ دروازے پر ہی رکتی اسے بلانے لگی،،،،،، جو ٹروزر شرٹ میں ملبوس بنا کوئی گرم کپڑا لیے کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔

میں ٹھیک ہوں حجاب آپکو میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔آپ جا کر سو جائیں،،،،،، جب میرا دل کرے گا میں کمرے آجاؤں گا۔۔۔۔۔

جبکہ اسکے جواب پر حجاب کی آنکھوں میں ایک بار پھر نمی اترنے لگی تھی

۔۔۔۔۔۔

لیکن پھر وہ خود کو رونے سے باز رکھتی اسکی طرف بڑھی جو پتا نہیں کس بات پر روٹھ کر اس سے منہ موڑے کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔

سوری "اگر آپکو میری کسی بات کا برا لگا ہو۔۔۔۔۔۔ پلیز مان مجھ سے یوں ناراض مت ہو،،،،،،،،آپکو پتا ہے میں آپکے بغیر ایک پل نہیں رہ سکتی

۔۔۔۔۔۔

آپ کے ایسے روٹھنے سے میری سانسیں رکنے لگتی ہیں۔۔۔۔

وہ پیچھے سے اسکی کمر کے گرد اپنی نازک بازوؤں کا حصار کھینچتی اسکی پشت پر چہرہ ٹکاتے اسے مناتے ہوئے بولی۔۔۔

جبکہ لہجہ بھیگا ہوا تھا۔۔۔۔۔

لیکن شاید وہ اتنی جلدی ماننے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا،،،،،اس لیے اپنے آگے بندھے ہوئے اسکے ہاتھ کھولنے لگا،،،،،، جسے محسوس کر کے وہ اپنی پکڑ اور مظبوط کر گئی۔۔۔۔۔

پلیززززز نہیں،،،،،،

جس پر وہ ہلکا سا مسکرایا تھا لیکن اس پر ظاہر نہیں ہونے دیا۔۔۔۔۔۔

نہیں اب بھی کیوں آئی ہیں میرے پاس اب بھی جا کر کھانا بنائیں۔۔۔۔۔۔

وہ سخت لہجے میں بولا۔۔۔۔۔۔

مان یہ بھی کوئی روٹھنے والی بات ہے جس پر آپ خفا ہو کر بیٹھے ہیں۔۔۔۔۔۔

وہ اسکے سخت لہجے پر گھبرائی ضرور تھی۔۔۔۔ لیکن پھر اسکی بات کرنے پر دل کو مظبوط کرتی نرمی سے گویا ہوئی۔۔۔۔۔۔

جب یکدم ہی پلٹ اس نے حجاب کو بالوں سے پکڑتے قریب کھینچا تھا۔۔۔۔۔۔

حجاب میں آپکو آج ایک بات کلیئرلی بتا دینا چاہتا ہوں کہ ،،،،،، آپ کسی بات یا پھر چیز کو اہمیت دیتے ہوئے مجھے نظرانداز کریں،،،،،، یہ مجھے قطع برداشت نہیں ہے۔۔۔۔۔۔

اس لیے اس بات کو اچھی طرح اپنے دماغ میں بٹھالیں کے آپ کیلئے سب سے زیادہ ضروری صرف اور صرف میری ذات ہونی چاہیے۔۔۔۔۔

وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتا اسے باور کراتے بولا۔۔۔۔اور پھر دھیرے سے اسکے بالوں کو چھوڑتا کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

جبکہ وہ اسکی باتوں پر شوکڈ ہوتی اب بھی وہیں سٹل کھڑی تھی۔۔۔۔۔

ایسا نہیں تھا اسکی پکڑ بہت مظبوط تھی یا پھر اسے کوئی تکلیف پہنچی تھی۔۔۔۔۔

بس اس کے لب و لہجے اور پازیزیونس پر حیران تھی۔۔۔کیونکہ مان کا یہ روپ اس نے پہلی بار دیکھا تھا۔۔۔۔

پھر اسکی باتوں پر مسکراتے ہوئے اسکی پیچھے ہی کمرے میں آگئی۔۔۔۔

یہاں ہیٹر کی گرمی سے اسے تھوڑا سکون محسوس ہوا تھا۔۔۔۔

وہ بالکنی کا دروازہ اچھے سے بند کرتی اسکی طرف دیکھنے لگی جواب بیڈ پر براجمان ہو چکا تھا۔۔۔۔

چہرے پر ایک بازو رکھ کر اسے کور کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ سائڈ ٹیبل پر چائے ویسی کی ویسی پڑی ٹھنڈی ہو چکی تھی۔۔۔

جسے دیکھتے وہ نفی میں سر ہلا گئی۔۔۔۔۔۔

" مان

اسکے قریب بیڈ پر بیٹھتے نرمی سے پکارا۔۔۔۔۔۔

لیکن جواب ندارد۔۔۔۔۔۔

اچھا سوری نا میں آئندہ ایسا نہیں کروں گی پلیز مان جائیں۔۔۔۔۔

اب کے وہ التجائی لہجے میں بولی۔۔۔۔۔

" پلیززززز

جبکہ اسکے اتنے لمبے پلیز پر اس نے دھیرے سے اپنی آنکھوں سے ہاتھ ہٹایا تھا

۔۔۔۔۔۔

ایسے نہیں مانوں گا پہلے وعدہ کریں۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے وعدہ کرتی ہوں،،،،، پلیز اب تو مان جائیں۔۔۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے آپ مجھے منانا چاہتی ہیں تو ڈریسنگ کی الماری میں ایک ڈریس پڑا ہے ۔۔۔۔۔۔

اسے بنا کوئی چوں چراں کیے پہن کر آئیں پھر ملے گی آپکو معافی ۔۔۔۔۔

جس پر وہ بلا سوال جواب کے اٹھ کر ڈریسنگ کی طرف بڑھ گئی تھی

۔۔۔۔۔ کیونکہ فلحال اس کیلئے مان کو منانا سب سے زیادہ ضروری تھا۔۔۔۔۔

جس کیلئے وہ کچھ بھی کر سکتی تھی ۔۔۔۔۔۔

جبکہ اس کے پیچھے وہ دلکشی سے مسکرا تھا۔۔۔۔۔۔

اس نے جذبات میں آ کر یہ ڈریس پہن تو لیا تھا،،،،،، لیکن اب ایسے باہر جاتے ہوئے اسے شرم آ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔

جبکہ اب تو کھڑے کھڑے اسکے پاؤں بھی شل ہونے لگے تھے ۔۔۔۔۔

لیکن کمرے میں جانے کی ہمت خود میں ناپید پاتی تھی ۔۔۔۔۔۔۔

حجاب کیا ہوا کہیں ڈریسنگ میں ہی تو نہیں سو گئی،،،،،، مان باہر سے ہی اس کی پتلی ہوئی حالت کا اندازہ لگاتے ۔۔۔۔۔۔

اپنی مسکراہٹ دبا کر سنجیدہ لہجے میں بولا۔۔۔۔۔

حجاب نے ایک بار اپنے ڈریس کی طرف دیکھا جہاں آستین تو سرے سے ہی غائب تھیں اور اگلا گلا اتنا گہرا کہ جسے دیکھتی وہ خود ہی شرم سے چہرہ جھکا گئی ۔۔۔۔۔گھٹنے سے تھوڑی نیچے آتی نائٹی میں وہ مان کے سامنے جانے کا سوچتے ہی پسینے سے پوری شرابور ہو گئی تھی

حجاب !!

لیکن پھر اسکے دوبارہ پکارنے پر مرتے کیا نا کرتے کے مترادف چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی باہر تو آ گئی لیکن اس کے پاس جانے کی ہمت کہاں سے لاتی اس لیے وہیں اسکے دروازے ساتھ جم کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

ادھر میرے پاس آئیں حجاب،،،،،،

ایک نظر اسکی طرف دیکھتے جس نے اپنے دوپٹے سے خود کو پوری کور کر رکھا تھا ،،،،،، لیکن پھر بھی اس میں سے اسکی رعنائیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔۔۔۔۔

اس نے اپنا ہاتھ آگے کر کے نرمی سے بولایا تھا۔۔۔۔۔

لیکن وہ اپنی جگہ سے ایک انچ تک نہیں ہلی۔۔۔۔۔

آخر وہ خود ہی اٹھ کر اسکے قریب گیا،،،،،،اور دھیرے سے اسکے ہاتھ کو تھامتے اسی دروازے سے پن کرتے تھوڑا اسکے قریب ہوا۔۔۔۔۔

جس سے اسکی گرم سانسیں اسکے چہرے پر پڑتے اسے سلگانے لگی تھیں

۔۔۔۔۔۔

یکدم اسکے چہرے پر ٹوٹ کر گلال بکھرا تھا۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے وہ ہلکا سا جھکا اور اسکے دہکتے گالوں پر اپنا نرم گرم لمس چھوڑ گیا

۔۔۔۔۔۔

" مان

اس نے تڑپ کر اسے پکارا،،،،،، وہ جو چہرے سے ہوتے اس کی گردن سے دوپٹے کو الگ کرتے اپنی محبت کے پھول کھلا رہا تھا رک کر اسکی طرف دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

و،،،،،،، وہ میں کہہ رہی تھی،،،،،،

کیا ؟؟؟

بھائی لوگ وغیرہ نہیں آئے،،،،،، اب تو کافی دیر ہو گئی ہے۔۔۔۔۔۔

وہ اسکا دھیان بھٹکانے کیلیئے اسکی کی توجہ غنی والوں کی طرف کراتی نامحسوس انداز میں اپنا دوپٹہ سیٹ کرنے لگی۔۔۔۔۔۔

جس پر وہ دھیرے سے مسکرایا۔۔۔۔۔۔

وہ آج نہیں آئیں،،،،،، وہ اتنا کہتے جھک کر اسے باہنوں میں اٹھاتے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔۔

لیکن کیوں ؟؟؟

وہ اپنا حلق تر کرتے ہوئے خشک لبوں پر زبان پھیرتی دبے لہجے میں بولی

۔۔۔۔۔۔

کیونکہ آج بھائی نے انکے کیلیئے سپیشل سرپرائز پلین کیا تھا،،،،،، آج کی رات وہ لوگ وہی گزارے گے۔۔۔۔۔۔

اسے بیڈ پر اتارتے ہوئے اسے اپنے حصار میں لیتا نرم لہجے میں بولا۔۔۔۔۔۔

آپکو پہلے سے پتا تھا اس بارے میں ؟؟؟

ہمم !!

وہ جو اسکے نرم وجود میں کھونے لگا صرف اتنا کہنے پر ہی اتفاق کیا۔۔۔۔

پھر آپ نے مجھے پہلے ،،،،،،

ابھی تھوڑی دیر پہلے ہماری کیا بات ہوئی تھی ،،،،،،،اس سے پہلے کہ وہ اپنا جملہ مکمل کرتی وہ اسکے لبوں پر انگلی رکھتے تھوڑا سخت لہجے میں بولا۔۔۔۔۔

مان میں تو بس ،،،،،،

بس وس کچھ نہیں آپ بتا دیں کہ آپکی نظر میں میری بات کی کوئی ویلیو ہے یا نہیں۔۔۔۔

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے اب کے غصے سے بولا۔۔۔۔۔اور ساتھ ہی اٹھ کر وہاں سے جانے لگا تھا جب اس نے فورا اٹھتے اسکے گلے میں اپنے بازوؤں کا ہار ڈالا

۔۔۔۔۔۔

اچھا سوری دوبارہ ایسا نہیں ہو گا۔۔۔۔۔

وہ اسکے ہی دونوں کان پکڑ کر مسکراتے گویا ہوئی۔۔۔۔۔

جس پر وہ ایک پل کیلئے رک اسکے چہرے طرف دیکھتا،،،،،اچانک اسکے لبوں پر جھکا۔۔۔۔۔۔

اور اسکے لمس میں اس قدر شدت تھی کہ وہ بری طرح گھبرا گئی۔۔۔۔۔

اس بار تو اس نے اسکی بگڑتی حالت کا احساس بھی نہیں کیا بلکہ اچھی طرح اپنی من مرضی کرنے کے بعد ہی پیچھے ہٹا۔۔۔۔۔

حجاب نے آنکھوں میں شکوہ لیے اسکی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔

جسکا وہ بنا اثر لیے اسے دوبارہ بیڈ پر ڈالتا اس پر گھنی گھٹا کی طرح چھا گیا

۔۔۔۔۔۔

حجاب میرا آج خود پر بس نہیں ہے اس لیے آپکو آج تھوڑا برداشت کرنا ہوگا

۔۔۔۔۔۔

اسکی گردن میں گہرا سانس کھینچتے وہ گمبھیرتا سے بولا۔۔۔۔۔

"مان

جبکہ اسکی بڑھتی شدتوں پر حجاب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔۔۔۔۔۔

جس کے چلتے وہ ایک بار پھر اسے پکار گئی۔۔۔۔۔۔جسے سنتے وہ اسکی گردن سے چہرہ اٹھاتا اسکی پلکوں سے آنسوؤں کو چنتا اسکے کانپتے لبوں کو اپنی نرم گرفت میں لیتے اسے دنیا بھولا گیا۔۔۔۔۔۔

جبکہ ان کے خوبصورت پاکیزہ ملن پر سوات کی یک بستہ فضاؤں میں محبت رقص کرنے لگی تھی۔۔۔۔۔

جس پر دور کھڑی قسمت استہزائیہ مسکرائی تھی۔۔۔۔۔

-------♥----------------------

نہیں نہیں ایسے کیسے ہو سکتا ہے،،،،،، میری شادی وہ بھی ضارب لالا کے ساتھ،،،،، ناممکن۔۔۔۔۔۔

ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔۔۔

وہ تو بالکل بھی اچھے انسان نہیں ہیں۔۔۔۔۔

میں کبھی ان سے شادی نہیں کروں گی۔۔۔۔۔

ابرش اپنے کمرے میں پریشانی سے منہ میں بڑ بڑاتے ہوئے ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ جب سے دادا سائیں کے کمرے سے آئی تھی تب سے اب تک ایک منٹ کیلئے بھی چین سے نہیں بیٹھی تھی۔۔۔۔۔۔

حالانکہ ابیہا جاتے ہوئے اسے آرام کرنے کی تلقین کر کے گئی تھی۔۔۔۔۔۔

لیکن ضارب سے صرف شادی کے خیال سے اسے اپنی جان جاتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

ایسے میں وہ سکون سے کیسے بیٹھ سکتی تھی۔۔۔۔۔

نہیں مجھے کچھ کرنا ہو گا۔۔۔۔۔۔۔

لیکن کس سے بات کروں ،،،،، کون کرے گا میرا یقین ،،،،،، دادا سائیں کے تو وہ لاڈلے ہیں ۔۔۔۔۔۔

اگر میں انہیں بتا بھی دوں تو وہ کبھی نہیں مانے گے ،،،،، وہ اسے میری غلط فہمی قرار دے دیں گے ۔۔۔۔۔۔

بابا سائیں " نہیں وہ تو ہم سے بھی زیادہ ان سے پیار کرتے ہیں ،،،،،، کہیں الٹا مجھے ان سے ڈانٹ ہی نا پڑ جائے ۔۔۔۔۔۔

اپنے نچلے لب کو دانتوں تلے کچلتے ہوئے نفی میں سر ہلا گئی ۔۔۔۔۔

" تو کیا واسم لالا

نہیں ان کا تو خود ابیہا کے ساتھ رشتہ طے ہو رہا ہے اور اگر انہوں نے غصے میں آ کر کچھ الٹا سیدھا بول دیا تو ۔۔۔۔۔

گھر میں نیا بوال کھڑا ہو جائے گا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اب تو چکر لگا لگا کر اسکے پاؤں بھی جواب دے گئے تھے اس لیے تھک کر بیڈ پر بیٹھتی دونوں ہاتھوں میں اپنا سر گرا گئی ۔۔۔۔۔

لیکن اسے اس مسئلے کا کوئی حل نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

کیا میں ماما سے بات کروں،،،،،، کہ مجھے ابھی شادی نہیں کرنی،،،،، کیونکہ اگر میں انہیں بھی یہ سچ بتاؤں کے ضارب لالا اچھے انسان نہیں تو میری بات کا یقین تو وہ بھی نہیں کریں گی۔۔۔۔

کیونکہ انہوں نے گھر والوں کے سامنے امیج جو ایسا بنا رکھا ہے۔۔۔۔۔

لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ میری بات کو سمجھے کہ میں ابھی اور پڑھنا چاہتی ہوں اور شادی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔۔۔

تو ہو سکتا ہے کہ کچھ وقت کیلئے یہ مصیبت ٹل جائے،،،،، اور کیا پتا وہ اور انتظار نا کریں اور کہیں اور شادی کر لیں۔۔۔۔

ہاں یہ سہی رہے گا،،،،، میں ماما سے بات کرتی ہوں وہ اپنے اس آڈیئا سے مطمئن ہوتی ایکسائٹڈ سی اٹھ کر عظمی بیگم کے کمرے کی طرف بڑھ گئی تاکہ ان سے اس بارے میں بات کر سکے۔۔۔۔۔۔۔۔

--------------------♥---------------

عظمی بیگم پورے بیڈ پر کپڑے پھیلائے کبرڈ کی صفائی کر رہی تھیں،،،،،جب وہ دروازہ ناک کرتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی تھی----

وہ تیز ہاتھوں سے جلدی جلدی اپنا کام سمیٹ رہی تھیں جب دروازہ ناک ہونے کی آواز پر اس طرف متوجہ ہوئی اور اسے اندر آتے دیکھ کر مسکرائی تھی

کیا کر رہی تھیں ماما؟؟؟

وہ عظمی بیگم کو مصروف دیکھ کر بیڈ پر جگہ بناتے بیٹھتے ہوئے بولی----

کچھ نہیں بیٹے بس کبرڈ کی صفائی کر رہی تھی،،،،،لیکن اب تو کام تقریبا مکمل ہو گیا ہے---

وہ طے لگا کر رکھے کپڑوں کو اٹھاتے ہوئے اسکے چہرے کی طرف دیکھتے مسکرا کر بولی-----

میں کچھ ہیلپ کر دوں آپکی ؟؟؟

نہیں اسکی ضرورت نہیں ہے آپ ایک منٹ بیٹھیے میں انہیں ابھی سیٹ کر کے آتی ہوں ۔۔۔۔وہ اتنا کہتے ڈریسنگ کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

ہاں جی تو بتائیں کیسی طبیعت ہے اب آپکی ،،،،،مجھے ایہا نے بتایا تھا کہ آپکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے کیا ہوا میری بیٹی کو۔۔۔۔

وہ جب کپڑے ڈریسنگ میں رکھ کر واپس آئی تو اسکے پاس بیٹھتے ہوئے محبت سے گویا ہوئی۔۔۔۔۔۔

کچھ نہیں ماما بس ایسے ہی دل تھوڑا گھبرا رہا تھا،،،،،،لیکن اب آپکے پاس آگئی ہوں نا تو سب ٹھیک ہو گیا ہے۔۔۔۔

وہ انکے سینے لگتی لاڈ سے بولی تھی،،،،،جس پر انہوں نے اسے سینے میں بھینچتے محبت سے اسکے سر پر بوسہ دیا تھا۔۔۔۔۔

و،،،،،وہ،،،،ماما مجھے نا آپ سے،،،،،کچھ ضروری بات کرنی ہے ؟؟؟

وہ ایسے ہی انکے آگے تھوڑا ہچکچاتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔۔

جی بولیں میری جان میں سن رہی ہوں۔۔۔۔

اسکی ہچکچاہٹ انہوں نے بھی بخوبی محسوس کر لی تھی اس لیے نرمی اور پیار سے گویا ہوئی۔۔۔۔۔

" و،،،،، وہ ماما

وہ ان سے الگ ہوتی انکے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے ایک پل کیلئے رکی،،،،

" جی میری جان

وہ ماما میں،،،،،، میں یہ،،،،، شادی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔۔۔۔

لیکن پھر انکے چہرے پر شفقت کو دیکھتے تھوڑا اٹک کر ہی سہی لیکن اپنا جملہ مکمل کر گئی۔۔۔۔

عظمی بیگم نے غور سے اسکے معصوم چہرے کی طرف دیکھا جس پر ڈر کے ساتھ پریشانی جھلک رہی تھی۔۔۔۔۔

اب انہیں اسکی اچانک طبیعت خرابی کی بھی وجہ سمجھ آرہی تھی۔۔۔۔۔

کیونکہ حیدر شاہ سے انکی ہونے والی بات کے بارے میں انہیں علم تھا

۔۔۔۔۔۔شاید وہ اس بات کو اچانک سن کر قبول نہیں کر پائی تھی۔۔۔۔۔

لیکن بیٹا کیوں ؟؟؟؟آپ شادی کیوں نہیں کرنا چاہتی ؟؟؟

لیکن پھر اسے اسکی فطری گھبراہٹ سمجھتے ہوئے اسے سمجھانے کا فیصلہ کرتے سوال گو ہوئی تھیں۔۔۔۔۔۔

ماما ابھی میری عمر ہی کیا ہے،،،،، دوسرا ابھی میں بہت سارا پڑھنا چاہتی ہوں

۔۔۔۔۔۔اور ان سب کے دوران یہ شادی وغیرہ۔۔۔۔۔

نہیں ابھی میں شادی نہیں کرنا چاہتی پلیز آپ دادا سائیں کو انکار کر دیں

۔۔۔۔۔

وہ انکے سوال کے جواب میں اپنا سوچا ہوا بہانا بتاتے بولی۔۔۔۔۔

جس پر وہ مسکرائی تھی

۔۔۔۔۔۔

لیکن بیٹا یہ اتنی بڑی بات تو نہیں جو ہم ایسے رشتے سے انکار کر دیں

۔۔۔۔۔ویسے بھی شادی کر کے کونسا آپکو کسی دوسرے گھر جانا ہے،،،،،

ضارب کے ساتھ یہی پر ہی تو رہنا ہے،،،،، اور مجھے نہیں لگتا کہ انہیں آپکی پڑھائی سے کوئی مسئلہ ہو گا۔۔۔۔۔

آپ شادی کے بعد بھی اپنی پڑھائی جاری رکھ سکتی ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ آپکے دادا سائیں کی خواہش ہے۔۔۔۔۔

جسے ہم رد نہیں کر سکتے،،،،، وہ اسے رسان سے سمجھاتی ہوئیں بولی۔۔۔۔

دوسری طرف واسم جو ابیہا سے جھگڑے کے بعد آخری فیصلہ کرتے ہوئے اس شادی کیلیئے ہاں کرنے آیا تھا،،،،، دروازہ ہلکا سا کھلا ہونے کی وجہ سے ساری باتیں سن کر غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچ گیا۔۔۔۔۔

اسکا دماغ تو پہلے ہی ابیہا کی باتوں کی وجہ سے خراب ہو رکھا تھا،،،،، رہی سہی کسر عظمی بیگم کے دادا سائیں کی خواہش کے نام پر ابرش کو اس شادی کیلیئے مجبور کرنے نے پوری کر دی تھی۔۔۔۔۔

کیونکہ اسکے حساب سے ابرش ان سب کیلیئے ابھی بہت چھوٹی تھی،،،،،

دوسرا ابرش اور ضارب کی ایج میں اتنا فرق تھا گھر والے ایسا سوچ بھی کیسے سکتے تھے۔۔۔۔

اپنے مسئلے کو وہی چھوڑا اسے اب ابرش کی فکر لگ گئی تھی،،،،، اس لیے وہ ارمغان شاہ سے اس بارے میں بات کرنے کا ارادہ کرتا دروازے سے واپس پلٹ گیا،،،،، کیونکہ اسے اتنا اندازہ تو ہو گیا تھا۔۔۔۔

فلحال وہ یہاں موجود نہیں تھے۔۔۔۔

اور وہ اسے کہاں مل سکتے تھے،،،،، اس بات کا اندازہ بھی اسے بخوب تھا

۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا ہمیں لگ رہا ہے کہ جیسا ہم نے سوچا تھا۔۔۔۔۔

ہمارے بچے اس فیصلے سے خوش نہیں ہیں۔۔۔۔اس لیے ہمیں لگ رہا ہے

۔۔۔۔۔

ہمیں ایک بار اور اس بارے میں سوچ لینا چاہیے۔۔۔۔۔۔

آخر زندگی تو انھوں نے ہی گزارنی ہے۔۔۔۔۔

اور جب وہ ہی لوگ خوش نہیں ہیں تو اپنا فیصلہ ان پر تھوپنے کا کیا فائدہ،،،،،، یہ تو سراسر زیادتی ہی ان کے ساتھ۔۔۔۔۔۔

حیدر شاہ ان سب کے رویوں کے دیکھتے مایوسی سے گویا ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔

بابا سائیں ایسا کیوں سوچ رہے ہیں،،،،،،آپ کسی پر اپنا فیصلہ نہیں تھوپ رہے ،،،،،،آپ نے تو بس اپنی رائے دی اگر ان لوگوں کو قبول ہو گا تو ٹھیک ہے ۔۔۔۔ورنہ ہم کوئی زور زبردستی تو نہیں کر رہے نا ان کے ساتھ،،،،،، اللہ پاک نے جو ان کے نصیب میں لکھا ہو گا ہونا وہی ہے اس لیے آپ پریشان ہونا چھوڑ دیں۔۔۔۔۔

ان شااللہ سب بہتر ہی ہو گا۔۔۔۔۔۔

ارمغان شاہ انہیں تسلی دیتے بولے ۔۔۔۔۔

جس پر وہ سر ہلا گئے تھے ۔۔۔۔۔۔

ابھی وہ باتیں ہی کر رہے تھے جب دروازہ ناک کرتے واسم اندر داخل ہوا تھا

۔۔۔۔۔

" السلام و علیکم داداسائیں

و علیکم السلام ،،،،،، کیسے آنا ہوا برخوردار ،،،،،، اصل میں حیدر شاہ اسکی کل والی حرکت سے ناراض تھے اس لیے کھینچے کھینچے سے بولے ۔۔۔۔

داداسائیں ،،،،، ڈیڈ مجھے آپ لوگوں سے کچھ ضروری بات کرنی ہے ۔۔۔۔۔۔

لیکن وہ انکے اس بات کا اثر لیے بنا مطلب کی بات پر آیا تھا ۔۔۔۔

جی بولیں سن رہیں ہیں ہم ۔۔۔۔۔۔

داداسائیں یہ ضارب اور ابرش کا رشتہ آپ لوگوں نے کب طے کیا اور مجھے بتانا تک ضروری نہیں سمجھا ۔۔۔۔۔۔

وہ بنا لحاظ کے بد تمیزی سے بولا۔۔۔۔۔۔

جس پر حیدر شاہ کے ساتھ ارمغان شاہ کے ماتھے پر بھی بل پڑے تھے۔۔۔۔۔۔

سب سے پہلے تو آپ اپنا بولنے کا طریقہ درست کریں یہ کس لہجے میں بات کر رہے ہیں آپ،،،،،بڑوں سے بات کرنے کی تمیز آداب سب بھول گئے ہیں آپ،،،،،دوسرا مجھے اپنی بیٹی کا رشتہ کس سے طے کرنا ہے کس سے نہیں ،،،،،کم از کم آپ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے مجھے۔۔۔۔۔

ارمغان شاہ حیدر شاہ سے اسکی بد تمیزی پر درشتگی سے گویا ہوئے تھے۔۔۔۔۔

سوری ڈیڈ لیکن وہ میری بہن ہے،،،،،کوئی بھیڑ بکری نہیں ہے جو آپ کسی سے بھی اسکا یوں رشتہ طے کر دیں اور مجھے بولنے تک کی بھی اجازت نا دیں

۔۔۔۔۔

آپکو لوگوں کو ان دونوں کی عمر میں فرق نظر نہیں آرہا،،،،،ضارب ایک میچور اور سنجیدہ انسان ہے،،،،،اسکے ساتھ اسکے مزاج کی میچور لڑکی ہی سوٹ کرے گی نا کے ابرش جیسی،،،،،

آپ لوگوں نے ایک بار بھی اسکے بارے میں نہیں سوچا کہ وہ کیسے ایڈجسٹ کرے گی اسکے ساتھ ۔۔۔۔۔اور بس فیصلہ سنا دیا۔۔۔۔۔

ارمغان شاہ کے ٹوکنے پر اس نے اپنا لہجہ تھوڑا دھیما ضرور کیا تھا لیکن انداز اب بھی گستاخانہ ہی تھا۔۔۔۔۔

واااسم "آپکو پتا بھی ہے کہ آپ کس کے بارے میں اور کیا بول رہے ہیں،،،،، آپکی ہمت کیسے ہوئی ضارب کو کسی یا غیر بولنے کی،،،،

اور آپ سے بہتر پتا ہے ہمیں کہ ہماری بیٹی کیلئے کیا اچھا رہے گا اور کیا برا،،،،، آپ نے اپنی زندگی کا فیصلہ لے لیا ہے نا۔۔۔۔۔

ہم نے کوئی اعتراض اٹھایا نہیں نا،،،،، پھر آپ کون ہوتے ہیں ہمارے فیصلے پر اعتراض کرنے والے،،،،، وہ ہماری بیٹی ہے اور انکی شادی ضارب سے ہی ہو گی یہ ہمارا آخری فیصلہ ہے۔۔۔۔

اب آپ یہاں سے جا سکتے ہیں۔۔۔۔۔

جبکہ اس کی بد تمیزی پر حیدر شاہ کے متغیر ہوتے چہرے کو دیکھ کر ارمغان شاہ دھاڑ اٹھے تھے۔۔۔۔۔۔

" لیکن ڈیڈ

بس کہہ دیا ہے نا ہم نے آگے ایک لفظ نہیں سننا چاہتے،،،،،آپ فلحال چلے جائیں یہاں سے،،،،،،

جس پر وہ مٹھیاں بھینچتا ایک نظر سر جھکائے بیٹھے حیدر شاہ کو دیکھ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔

جبکہ پیچھے ارمغان شاہ پریشان سے صوفے پر ڈھے گئے۔۔۔۔۔

-------------------♥---------------

حیدر شاہ کی اچانک بگڑنے والی طبیعت نے پوری حویلی میں بھگدڑ مچادی تھی

کسی کو سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ اچانک انہیں ہوا کیا،،،، اوپر سے وہ کسی بھی ہسپتال جانے سے صاف انکار کر چکے تھے۔۔۔۔۔

اس لیے ضارب نے فیملی ڈاکٹر کے ساتھ ساتھ شہر کے مشہور ہسپتالوں سے دوسرے بڑے ڈاکٹر بھی گھر ہی بلوا لیے تھے۔۔۔۔۔

لیکن حیدر شاہ ان سے چیک اپ کروانے کیلئے مان کہ ہی نہیں دے رہے تھے سوائے فیملی ڈاکٹر کے جس پر بھی وہ بہت منتوں اور ترلوں کے بعد جا کر راضی ہوئے تھے۔۔۔۔

ابھی سب لوگ ان کے کمرے کے دروازے کے باہر کھڑے تھے جبکہ حیدر شاہ کے کمرے میں ان کے اور ڈاکٹر کے علاوہ صرف ارمغان شاہ موجود تھے

۔۔۔۔۔

جبکہ گھر کے سبھی افراد کے چہرے پر پریشانی واضح تھی۔۔۔۔۔

ابھی سب لوگ پریشان حال کھڑے دروازے کی طرف ہی دیکھ رہے تھے

۔۔۔۔جب ڈاکٹر یاسر دروازہ کھول کر باہر آئے تھے،،،،، ڈاکٹر کیا ہوا ہے

ہمارے دادا سائیں کو وہ ٹھیک تو ہیں نا،،،،، ہاں ڈاکٹر کوئی پریشانی والی بات تو نہیں،،،،، جبکہ انکو باہر آتے دیکھ کر ضارب کے ساتھ واسم اور زارون بھی فوراً انکی طرف لپکے تھے-----

جی ضارب بیٹا وہ الحمداللہ اب بالکل ٹھیک ہیں لیکن " وہ ایک پل کیلئے رکے

" لیکن کیا ڈاکٹر

دیکھیں فلحال تو وہ ٹھیک ہیں لیکن اگر وہ ایسے ٹینشن لیتے رہے تو یہ بات ان کیلئے بہت بڑا خطرہ ثابت ہو سکتی ہے-----

اس عمر میں اتنا زیادہ بی پی کا شوٹ کر جانا،،،،، جان لیوا بھی ثابت ہو سکتا ہے

اس لیے جتنا زیادہ ہو سکے انہیں ٹینشن سے دور رکھے------

گھر میں ایسا ماحول بنائیں جس سے ان کی صحت پر اچھے اثرات پڑ سکے-----

باقی میں کچھ دوائیاں لکھ دیتا ہوں جو انہیں روٹین سے دیں-----

ان شااللہ اللہ پاک سب بہتر کریں گے۔۔۔۔۔

وہ مسکراکرانہیں ساری صورتحال سے آگاہ کرتے کچھ ہدایات دے کر روانہ ہوئے تھے۔۔۔۔۔

جنھے زارون باہر دروازے تک چھوڑنے گیا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ باقی سب ان کے کمرے میں داخل ہوگئے۔۔۔۔۔۔

---------------------♥---------------------

حیدرشاہ بیڈپر آنکھیں موند کر لیٹے ہوئے تھے جبکہ ارمغان شاہ انکی دائیں طرف کرسی پر براجمان تھے۔۔۔۔۔

جب ان سب کی آہٹ پر انہوں نے دھیرے سے اپنی آنکھیں کھولیں،،،،، جو لہو نما رنگ کی ہو رہی تھیں۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے ان سب کی پریشانی میں کچھ اور اضافہ ہوا تھا۔۔۔۔۔

کیا ہو گیا داداسائیں کس بات کی آپ نے اتنی ٹینشن لی ہے جو آپکی طبیعت اس حد تک خراب ہو گئی۔۔۔۔۔

آپ ہمیں بتائیں،،،،،، ہم سے کوئی غلطی ہو گئی ہے کیا۔۔۔۔

پلیز داداسائیں کچھ بولیں،،،،،، آپکی یہ خاموشی ہمیں اندر سے مار رہی ہے۔۔۔۔

انکی حالت کو دیکھتے ہوئے ضارب انکے قریب بیڈ پر بیٹھتا محبت سے گویا ہوا

۔۔۔۔۔۔

نہیں بیٹا غلطی آپ سے نہیں ہوئی بلکہ ہم سے ہوئی ہے،،،،، جو ہم نے آپ سب سے ضرورت سے زیادہ امیدیں باندھ لی۔۔۔۔۔

لیکن اب ہمیں اپنی اہمیت کا اچھے سے اندازہ ہو گیا ہے۔۔۔۔۔

اس لیے ہم نے سوچ لیا ہے آج سے ہم آپ کے معاملے میں ایک لفظ تک نہیں بولے گے۔۔۔۔۔۔۔

آج سے آپ لوگ آزاد ہیں اپنی زندگی کا فیصلہ خود کر سکتے ہیں۔۔۔

ہم کوئی اعتراض نہیں اٹھائیں گے۔۔۔۔۔۔

جبکہ انکی بات سنتا واسم اچھے سے سمجھ چکا تھا،،،،،، وہ یہ سپیشلی اسی کیلئے بول رہے ہیں،،،،، اس لیے دھیمی مسکراہٹ لیے انکے قریب دوسری طرف بیٹھتے ہوئے،،،،،،

ان کے سینے سے لگ گیا۔۔۔۔۔

یہ بھی اسکا ایک انداز تھا انہیں منانے کا،،،،، لیکن وہ اس بار اس سے شدید برہم تھے اس لیے اسکے پیار جتانے پر بھی اسکے گرد اپنا حصار نہیں کھینچا تھا

،،۔۔۔۔

بلکہ ناراضگی سے چہرے کا رخ بدل گئے تھے۔۔۔۔۔

جبکہ باقی گھر والوں کے چہروں پر واسم کے انہیں منانے کے اس انداز پر آسودہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔

سوائے تین لوگوں کے ،،،،ایک ارمغان شاہ جو اسکی دوپہر کی بدتمیزی بھولے نہیں تھے ،،،،،،دوسری ایبہا جو اسکا دوسرا روپ دیکھ چکی تھی کہ وہ کیسی سوچ کا مالک تھا اس لیے اب بھی اسے سپاٹ نظروں سے دیکھ رہی تھی ،،،،،

تیسرا ضارب جسے معاملہ اب تھوڑا تھوڑا سمجھ آرہا تھا ،،،، جسکی وجہ سے غصے سے اسکی دماغ کی رگیں تن گئی تھیں ۔۔۔۔۔

یار اب بس بھی کر دیں میرا کوئی ارادہ نہیں تھا آپ کو ہرٹ کرنے کا ،،،،،، بس ایسے ہی غصے میں منہ سے نکل گیا ۔۔۔۔۔

یار معاف کر دیں ،،،،،، آپ کو پورا حق ہے ہماری زندگی کا فیصلہ لینے کا ،،،،،، اگر آپ کہیں تو انہی کپڑوں میں میں دلہا بننے کیلیئے بھی تیار ہوں ۔۔۔۔۔

اب تو خوش ہو جائیں ۔۔۔۔۔

وہ انکا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیتا لاڈ سے بولا ،،،،، لیکن انہوں نے کوئی خاص رسپانس نہیں دیا تھا ۔۔۔۔

جس کا مطلب تھا وہ اتنی جلدی ماننے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے ۔۔۔۔۔

اچھا بتائیں کیسے مانے گے میں وہی کرنے کو تیار ہوں،،،،، لیکن پلیز آپ ٹینشن لے کر اپنی طبیعت خراب نا کریں۔۔۔۔۔

آپ ہی تو ہماری زندگی ہیں۔۔۔۔۔

جنہوں نے ہمیں ایک ساتھ جوڑ کر رکھا ہے۔۔۔۔۔اور اگر آپ ہی ایسے روٹھ جائیں گے تو ہمیں کون سمجھائے گا۔۔۔۔۔۔

وہ انکے چہرے کی طرف دیکھتے محبت سے کہتا ایک بار پھر انکے سینے سے لگ گیا تھا۔۔۔۔

جس پر وہ بھی اپنی ناراضگی ختم کرتے اس کے گرد اپنا حصار کھینچ گئے تھے

۔۔۔۔۔

جبکہ ضارب جو انکی طرف ہی سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا،،،،،، اس کیلئے بھی اپنا دوسرا بازو واں کیا تھا۔۔۔۔

جس پر وہ مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلاتا فورا سما گیا۔۔۔۔

ہم آپ دونوں کو اپنی زندگی میں ہی دلہا بنا دیکھ لینا چاہتے ہیں،،،،،، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔۔۔۔۔

یار دادا سائیں یہ تو زیادتی ہے۔۔۔۔۔

آپ صرف ضارب اور واسم لالا کو دلہا بنا دیکھنا چاہتے ہیں مجھے نہیں،،،، تو اسکا مطلب کیا میں ساری زندگی کنوارہ ہی رہوں گا۔۔۔۔

زارون جو ابھی ڈاکٹر کو باہر چھوڑ کر آیا تھا۔۔۔۔۔

اس کی سماعت میں حیدر شاہ آخری جملہ پڑا تھا،،،،، جس پر فوراً اس نے اپنا دکھڑا رویا تھا۔۔۔۔

جسے سنتے محفل زعفران زار بنی تھی۔۔۔۔۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے۔۔۔۔ ہم آپکو بھی دلہا بنائے گے،،،،، لیکن پہلے آپ اس قابل تو ہو جائیں اب ایسے تو آپ کو کوئی اپنی بیٹی نہیں دے گا

۔۔۔۔۔

جبکہ داداسائیں کے جواب پر کمرے میں ایک بار پھر قہقہے گونج اٹھے تھے

جس پر وہ خجل ہوتا سر جھکا گیا------

داداسائیں یہ سب تو ٹھیک ہے لیکن آپکو ایک بار ابیہا، ابرش سے بھی پوچھ لینا چاہیے کہ کیا وہ اس رشتے سے خوش ہیں-----

ان سب کی باتیں سنجیدگی سے سنتا ان دونوں کی طرف دیکھتے نرمی سے گویا ہوا تھا-----

جس پر داداسائیں بھی مسکرائے تھے------

ضارب نے ابیہا کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا تھا-----

جس پر وہ دھیمے قدم لیتی اسکے پہلو میں آکر بیٹھ گئی------

دیکھیں بیا بیٹے آپ پر کوئی بھی دباؤ یا زور زبردستی نہیں اگر آپ یہ شادی نہیں کرنا چاہتی ہیں تو اپنے لالا کو کھل کر بتا سکتی ہیں،،،،، ہم کوئی اعتراض نہیں کریں گے------

اسکے ضارب کے قریب بیٹھتے حیدر شاہ اس سے گویا ہوئے تھے۔۔۔

جس پر ضارب نے تائید میں سر ہلایا تھا،،،،، کیونکہ داداسائیں کی خواہش اپنی جگہ لیکن وہ اپنی معصوم گڑیا کے سے ساتھ کوئی بھی زیادتی نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ انکی بات پر اس نے سر اٹھا کر ایک نظر سامنے بیٹھے واسم شاہ کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔

جس کے چہرے پر ایک تمسخرانا سی مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔

جس کا مطلب وہ اچھے سے جانتی تھی،،،،، ایک پل کیلئے تو دل میں آیا ابھی سب کو سچ بتا کر اس کمینے ڈریگن کی اصلیت سب کے سامنے لے آئے۔۔۔۔

لیکن اسکی نظر داداسائیں کے چہرے پر پڑی تھی۔۔۔۔۔

جو اسے ہی امید بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے،،،،،، جس پر وہ نا چاہتے ہوئے بھی اپنا سر جھکا گئی۔۔۔۔۔

نہیں داداسائیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔۔۔۔وہ دھیمے لہجے میں بولتی اپنی رضامندی دے گئی تھی۔۔۔۔۔۔

جس پر انہوں نے اسکے سر پر اپنا دست شفقت رکھا تھا،،،،، جبکہ ضارب اسے سینے سے لگاتے سر پر محبت سے بوسہ دے گیا۔۔۔۔۔۔

اسکے بعد سب کی نظریں ابرش کی طرف اٹھی تھی،،،،، جسے دیکھتے وہ تھوڑا گھبرا گئی تھی۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے واسم ابھی اٹھ کر اسے گلے سے لگاتا یا پھر کچھ کہتا اس سے پہلے ہی ارمغان شاہ اٹھ کر اسے اپنے حصار میں لے گئے۔۔۔۔۔۔۔

جس پر وہ جل بھن ہی تو گیا تھا،،،،، لیکن مصلحتا فلحال خاموش ہی رہا۔۔۔۔۔۔

بولیں ابرش داداسائیں کچھ پوچھ رہیں ہیں بیٹا۔۔۔۔۔۔

ارمغان شاہ محبت سے گویا ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔

وہ ایک نظر انکی طرف اور پھر داداسائیں کی طرف دیکھ کر نفی میں سر ہلا گئی

۔۔۔۔۔

نہیں مجھے ،،،،، کوئی اعتراض نہیں ،،،،،

وہ اٹک اٹک کر بولتی حیدر شاہ کو خوشیوں کی نوید سنا گئی تھی۔۔۔۔۔

جس پر سب ہی مسکرائے تھے۔۔۔۔۔

لیکن ضارب جو اسکی طرف ہی غور سے دیکھ رہا تھا،،،،، اسے ایسا لگا جیسے وہ رشتہ مجبوری میں قبول کر رہی ہے۔۔۔۔

اس لیے اس نے بعد میں اس سے دوبارہ پوچھنے کا ارادہ کیا تھا۔۔۔۔۔

چلیں تو پھر ٹھیک ہے۔۔۔۔آنے والے جمعہ کے مبارک دن کو نکاح کا فریضہ انجام دیا جائے اور ایک ہفتہ بعد ہم اپنے پوتوں کی دھوم دھام سے شادی کریں گے۔۔۔۔

اسکے جواب سنتے ہی حیدر شاہ نے اپنا فیصلہ سنایا تھا،،،،، جس پر سب نے ادب سے اپنا سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ ان سب سے نظر بچا کر حیدر شاہ نے ارمغان شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے شرارت سے ایک آنکھ دبائی تھی۔۔۔۔

جس پر وہ لب دبا کر اپنا منہ نیچے کرتے اپنی مسکراہٹ چھپا گئے تھے۔۔۔۔۔

اگر واسم اور ضارب شاہ سیر تھے تو حیدر شاہ سوا سیر تھے،،،،،اپنے بپھرے اونٹوں جیسے پوتوں کو پہاڑ کے نیچے کیسے لانا ہے وہ یہ اچھے سے جانتے تھے

۔۔۔۔۔۔

اور اپنے مقصد میں کامیاب بھی ٹھہریں تھے۔۔۔۔

جبکہ ان سب کے نکاح کا سنتے حویلی میں خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی۔۔۔۔

جو کب تک برقرار رہنی تھی کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

داداسائیں کے کمرے سے نکلتے ہی زر نے ان کو دونوں دبوچ لیا تھا۔۔۔۔۔

اور گھسیٹ کر اپنے کمرے میں لے گئی۔۔۔۔۔۔تاکہ انکی کلاس لے سکے اتنی بڑی بات چھپانے کیلئے۔۔۔۔۔

کیونکہ اندر اب دوسرے معاملات طے ہو رہے تھے۔۔۔۔۔تو لڑکیوں کے ساتھ زارون بھی باہر آ گیا تھا۔۔۔۔

لیکن پھر ضروری کال آ جانے کی وجہ سے وہ انہیں جوائن کرنے کی بجائے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔

اپنے کمرے میں لاتے ہی دروازے کو لاک کرتے اس نے ان دونوں پر پلوز کی برسات شروع کر دی تھی۔۔۔۔۔

جس پر وہ ہنستے ہوئے اپنا بچاؤ کرتیں اسے رکنے کا بول رہی تھی۔۔۔۔۔

لیکن زر کا غصہ کسی طور کم نہیں ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

تم لوگوں کی ہمت کیسی ہوئی مجھ سے اتنی بڑی بات چھپانے کی۔۔۔۔

آج نہیں چھوڑوں گی،،،،، وہ بیڈ پر چڑھ کر ان دونوں کو پکڑنے کی کوشش کرتی جو دوسری طرف کھڑی تھیں غصے سے بولی۔۔۔۔

یار ہمیں خود صبح پتا چلا ہے۔۔۔۔۔ صبح جب دادا سائیں نے ہمیں اپنے کمرے میں بلایا تھا تب ذکر کیا تھا اس بات کا ہمیں نہیں پتا تھا کہ معاملات اتنی جلدی طے ہو جائیں گے۔۔۔۔۔۔

یقین کرو ہمارا ہم بس تمہیں بتانے ہی والے تھے۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں اسے منانے کی کوشش کرتی عاجزی سے بولی تھیں۔۔۔۔۔

نا تم لوگوں کو مجھے بتانے کی کیا ضرورت تھی اکٹھے شادی والے دن بتا دیتی

۔۔۔۔۔

وہ غصے سے منہ پھلا کر بیڈ پر بیٹھتے ہوئے پھولے سانسوں کے درمیان بولی

۔۔۔۔۔۔

کیونکہ وہ ان کے پیچھے بھاگ بھاگ کر اب تھک گئی تھی۔۔۔۔۔

جبکہ اس کو تھک کر بیٹھتے دیکھ وہ مسکراتے ہوئے اسکے دائیں بائیں بیٹھتی اسے گلے لگا گئی۔۔۔۔۔

جس پر وہ بھی اپنی ناراضگی ختم کرتے انہیں اپنے سینے میں بھینچ گئی۔۔۔۔۔۔۔

یار میں بتا نہیں سکتی کہ میں تم لوگوں کیلئے کتنی خوش ہوں۔۔۔۔

تم دونوں میری بھابھی بننے والی ہو،،،،، وہ ان سے الگ ہو کر ایکسائٹڈ سی بولی۔۔۔۔

جس پر وہ دونوں سہی سے مسکرا بھی نہیں سکیں۔۔۔۔۔

دیکھنا تم دونوں کی شادی پر میں ساری رسمیں ادا کروں گی۔۔۔۔۔

ضارب لالا کی بہن بن کر اور واسم لالا کی سالی بن خوب لوٹنے والی ہوں میں انہیں،،،،، لیکن میں تم دونوں کو پہلے سے بتائے دے رہی ہوں۔۔۔۔

کہ وہ صرف میرے پیسے ہونگے ان میں سے تم دونوں کو ایک روپیہ بھی نہیں ملے گا۔۔۔۔۔

وہ انہیں چڑاتے ہوئے بولی لیکن پھر ان دونوں کو خاموش دیکھ کر انکے چہرے کی طرف دیکھنے لگی یہاں ڈھونڈنے سے بھی کوئی خوشی کی رمک تک نہیں تھی

۔۔۔۔۔

کیا ہوا ہے تم لوگوں کو کیا تم لوگ خوش نہیں ہو اس رشتے سے ؟؟؟

نہیں ایسی بات نہیں ہے بس سب کچھ اتنی جلدی جلدی ہو رہا ہے نا تو دل ابھی ان سب کو قبول نہیں کر پا رہا۔۔۔۔

اس کے سوال کے جواب میں ایہا جبرا مسکراتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔

اور ابرش تم ؟؟؟؟؟

میں کچھ ،،،، بھی نہیں ،،،،

کیا تم خوش نہیں ہو ؟؟؟

جبکہ زر کے پوچھنے پر اب ایہا بھی اسکی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔۔۔

اپنی پریشانی میں وہ یہ تو بھول ہی گئی کہ ابرش کی شادی اس کے لالا کے ساتھ ہونے والی ہے۔۔۔۔۔

اور وہ تو اس سے بھی چھوٹی تھی جب اسکا دل اتنی جلدی یہ تبدیلی قبول نہیں کر پا رہا تھا،،،، تو اسکی حالت کیسی ہو گی۔۔۔۔

اور وہ تو ضارب سے ڈرتی بھی بہت تھی ،،،، اسکے ڈر کے پیچھے وجہ کیا تھی وہ یہ تو نہیں جانتی تھی ،،،،،

لیکن اسے اس بات کا یقین ضرور تھا کہ شادی کے بعد وہ سب کچھ اچھے سے سنبھال لیتا کیونکہ وہ اپنے لالا کی کیئرنگ نیچر سے اچھے سے واقف تھی۔۔۔۔وہ جلد ہی اسے خود سے مانوس کر لیتے۔۔۔۔

دیکھو چندا اگر آپکو کوئی بھی پریشانی ہے تو آپ ہمیں کھل کر بتا سکتی ہیں

۔۔۔۔۔۔

ایپھا اٹھ کر اسکی طرف آتی اسکے چہرے کو محبت سے اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتی ایک بڑی بہن کی طرح محبت سے گویا ہوئی تھی۔۔۔۔

جس پر زر نے بھی تائید میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

وہ ایک نظر ان دونوں کے چہرے کی طرف دیکھتے سوچنے لگی تھی کہ کیا یہ میری بات کا یقین کریں گی،،،،،

اور ایپھا کی اپنے لالا کے ساتھ محبت سے کون واقف نہیں تھا۔۔۔

وہ کبھی بھی اتنی بڑی بات برداشت نہیں کر پاتی کہ جسے وہ اپنا ہیرو سمجھتی ہے اصل میں وہ کیسا انسان تھا۔۔۔۔

وہ چاہ کر بھی اپنی بیا کو ضارب کی وجہ سے دکھ نہیں دے سکتی تھی۔۔۔۔

نہیں بیا ایسی کوئی بات نہیں بس اتنی جلدی شادی کا سنتے تھوڑا دل گھبرا رہا ہے
،،،،، بس کچھ اور نہیں۔۔۔

اس لیے خود کو کمپوز کرتے ہوئے دھیرے سے مسکرا کر بولی۔۔۔۔

جسے سن کر وہ تھوڑا پر سکون ہوئی تھی۔۔۔۔

آپی میرے لالا بہت اچھے ہیں دیکھنا وہ تمہیں بہت خوش رکھے گئے ان شاءاللہ وہ
محبت سے اسے اپنے ساتھ لگاتی بولی۔۔۔

میرے لالا بھی بہت ،،،، بلکہ بہت بہت زیادہ والے اچھے ہیں وہ بھی آپکو بہت
خوش رکھیں گے دیکھنا آپ کے لالا سے زیادہ،،،،،

جبکہ اسکی بات پر وہ بھی پرجوش سی معصومیت سے بولی تھی۔۔۔

جس پر زر نے قہقہہ لگایا تھا،،،،، جبکہ اس ڈریگن کے ذکر پر ابیہا کا منہ ایسے
بن گیا تھا جیسے کسی نے اسے کڑوا بادام کھلا دیا ہو۔۔۔۔۔

لیکن پھر زر کے قہقہے پر اسکا پھولا منہ دیکھ کر وہ بھی ہنستی ان سے باتوں میں مشغول ہو گئی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔

صبح ناشتے کے بعد حویلی میں افراتفری کا عالم تھا۔۔۔۔۔

کیونکہ اب جمعہ کے دن میں صرف ایک دن ہی باقی تھا،،،،، اور بہت ساری تیاریاں ابھی باقی تھی۔۔۔۔۔

جسکی وجہ سے داداسائیں نے گھر کے افراد کے ساتھ ساتھ نوکروں کی بھی دوڑیں لگوائی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔

اور ان سب سے الگ جن کا نکاح تھا وہ اپنے اپنے کام پر نکلنے کی تیاری کر رہے تھے۔۔۔۔۔۔

جب ایہا ضارب کے جانے کا سنتی اسے رکنے کیلیئے منانے اسکے کمرے میں آئی تھی۔۔۔۔۔جسے دیکھتے وہ مسکرایا تھا۔۔۔۔

کیا ہو گیا آپکو لالا کل آپکا نکاح ہے اور آج آپ شہر جا رہے ہیں۔۔۔۔

آپ نکاح کے بعد چلے جایئے گا نا،،،، مجھے ایسے اچھا نہیں لگ رہا آپ کا جانا

۔۔۔۔

گڑیا اگر ہمارا جانا بہت ضروری نا ہوتا تو ہم کبھی نا جاتے،،،، لیکن ہماری مجبوری ہے جسے آپکو سمجھنا ہو گا۔۔۔

اور ویسے بھی ہم زیادہ دیر کیلیئے نہیں جا رہے،،،، بس شام تک واپس آ جائیں گے۔۔۔۔۔

ہمیں پتا ہے کل آپکا نکاح ہے،،،،، اور ہماری گڑیا کو ہماری ضرورت ہے،،،، بس ہم یہ امپورٹنٹ میٹنگ اٹینڈ کر آئیں۔۔۔۔

اسکے بعد کا ہمارا سارا وقت آپکا،،،،

وہ اسے اپنے پاس بٹھاتے رسان سے سمجھاتے ہوئے بولا۔۔۔۔

جس پر وہ مسکرا کر سر ہلا گئی۔۔۔۔۔

" گڈ گرل

اچھا اب چلتے ہیں ان شاءاللہ شام سے پہلے واپس آ جائیں گے۔۔۔۔۔

وہ اس کے گال کو محبت سے تھپتھپاتے ہوئے اٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔۔

لیکن پھر کچھ یاد آنے پر مڑا،،،،، وہ بیا بیٹا ہمیں آپ سے ایک معاملے میں مدد چاہیے تھی ۔۔۔۔۔۔

کیا آپ کریں گی ؟؟؟؟

یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے آپ حکم کریں۔۔۔۔۔

اسکی بات کے جواب میں وہ تابعداری سے سر جھکا کر بولی،،،،، جس پر وہ مسکرایا تھا۔۔۔۔

ہمیں نکاح سے پہلے ابرش سے ایک بار بات کرنی ہے،،،،،، پتا نہیں کیوں لیکن ہمیں لگتا ہے کہ وہ اس رشتے سے خوش نہیں شاید۔۔۔۔۔۔

اس لیے ہم ان سے مل کر ایک بار کنفرم کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔

لیکن ان سے بات کیسے کریں یہ سمجھ نہیں آرہی،،،،، وہ سب کے درمیان ہم سے بات نہیں کرتی۔۔۔۔

ہمارے بلانے پر اکیلے کیسے آئیں گی،،،،،

آپ کچھ ارینج کر سکتی ہیں۔۔۔۔

اس کی طرف دیکھتے دھیمے لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔۔

جس پر ابیہا کو اپنے بھائی پر فخر محسوس ہوا،،،،، کتنا اچھا انسان تھا اب بھی خود سے پہلے ابرش کی خوشی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔۔

یہ کونسا بڑی بات ہے،،،،، ابھی ارینج کر دیتے ہیں۔۔۔۔

لیکن پہلے مجھے بتائیں آپ نے ملنا کب ہے ان سے ابھی یا پھر شام میں؟؟؟؟؟

جس پر اس نے ایک نظر گھڑی کی طرف دیکھا،،،،، میٹنگ میں ابھی کافی ٹائم تھا ،،،،،اور شام میں ٹائم ملتا یا نہیں کوئی پتا نہیں تھا۔۔۔۔

نہیں ابھی کافی ٹائم ہے ہماری میٹنگ میں آپ انہیں نیچے لان میں بلالائیں

''''''

لیکن ہمارا نام مت لیجئے گا،،،،، ورنہ وہ نہیں آئیں گی،،،،، ٹھیک ہے؟۔۔۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔۔۔۔

اس کی بات پر وہ سر ہلاتی بولی۔۔۔۔۔ جس پر وہ اٹھتے اپنی تیاری مکمل کرنے لگا تھا،،،،، جبکہ ایہا باہر کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔۔

تاکہ ابرش کو اپنے فون سے میسج کر کے اسے لان میں بلا سکے۔۔۔۔

وہ میسج ٹائپ کر کے ابرش کو بھیج چکی تھی،،،،، جس پر اس نے او کے کا سائن دیا تھا۔۔۔۔

جسے دیکھتے وہ مسکراتی ہوئی عظمی بیگم کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

کیونکہ اسے ملازمہ سے پیغام ملا تھا کہ وہ اسے اپنے کمرے میں بلا رہی ہیں

۔۔۔۔

جب کوریڈور سے گزرتے ہوئے واسم شاہ پر اس کی نظر پڑی تھی،،،،، جسے اگنور کرتے ہوئے وہ سائڈ سے نکل کر جانے لگی،،،، لیکن پھر اسکی بات سن کر قدم تھمے تھے۔۔۔۔

جبکہ غصے سے اس نے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں۔۔۔۔

کل کوئی بہت بڑی بڑی باتیں کر رہا تھا کہ آپ اگر دنیا کے آخری مرد بھی بچیں تب بھی میں آپ سے شادی نہیں کروں گی،،،،،

بلکہ کسی پڑھے لکھے آئیڈیل اور کیا تھا،،،، ہاں تمیز دار ادب و آداب جاننے والے شخص جس میں انا اور غرور نا ہو اس کی دلہن بنوں گی۔۔۔۔

لیکن ہوا کیا،،،،، جب رات میں داداسائیں نے پوچھا شادی کا تب تو بنا کوئی چوں چراں کیے ہی ہاں کر دی۔۔۔۔

اسکا کیا مطلب نکلتا ہے،،،،، کل تم نے جو کچھ بھی کہاں بس ایسے ہی اپنی ذات کا برہم رکھنے کیلیئے،،،،،، ورنہ اندر سے تو تم بھی وہی چاہتی تھی جو باقی گھر والے

،،،،،،

اصل میں تم بھی اسی گوری چمڑی پر مرنے والی نکلی۔۔۔۔

وہ اپنے چہرے پر استہزائیہ مسکراہٹ سجاتے طنزیہ بولا تھا۔۔۔۔

جس پر ایہا کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو گیا۔۔۔۔

تب ہی وہ پیچھے پلٹی اور واسم جو اسکی طرف ہی رخ کر کے کھڑا تھا اسکا سرخ چہرہ دیکھتے دھیرے سے طنزیہ مسکرایا۔۔۔۔
جیسے اسے تپا کر اسے تسکین ملی تھی۔۔۔۔

مسٹر واسم شاہ کسی غلط فہمی میں مت رہیے گا،،،،،، میں نے آپکی وجہ سے یا پھر آپکی گوری چمڑی پر مرتے ہوئے شادی کیلیئے ہاں کہی ہے۔۔۔۔

میں اگر جھکی ہوں تو صرف اور صرف اپنی فیملی اور اپنے دادا سائیں کی وجہ سے ،،،،،، کیونکہ میں اپنی وجہ سے انہیں کوئی دکھ نہیں دینا چاہتی۔۔۔۔

اور جیسی کل انکی حالت تھی اگر میں انہیں آپکی اصلیت بتا دیتی تو کیا بیتتی انکے دل پر،،،،،،اس لیے زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں،،،،

اگر میرے بس میں ہوتا تو میں آپ پر تھوکنا بھی پسند نا کرتی،،،،،،شادی تو بہت دور کی بات ہے۔۔۔۔

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جتاتی بولی تھی۔۔۔۔

جبکہ اس کی بات پر واسم کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا،،،،،،جبکہ اتنی تذلیل پر چہرہ غصے کی شدت سرخ ہو گیا۔۔۔۔۔

جس کے چلتے اس نے اسکے ہاتھ کو موڑ کر اسکی پشت سے لگا دیا۔۔۔۔

تمہاری ہمت کیسی ہوئی مجھے یہ سب کہنے کی،،،،،،تمہاری اوقات کیا ہے،،،،،، خود کو سمجھتی کیا ہو،،،،،،

بہت خوبصورت ہو،،،،،،،جو میرے سامنے اتنا اکڑ رہی ہو،،،،،،

میں اپنی آئی پر آ جاؤں تو تم مجھے چند لمحوں کیلیئے بھی برداشت نہیں کر سکتی

۔۔۔۔۔

اس لیے اپنی اوقات میں رہ کر بات کرو،،،،،،ایسا نا ہو تمہیں تمہارے بولے ہوئے الفاظ مہنگے پڑ جائیں گے۔۔۔۔

وہ اسے اپنے قریب کرتے ہوئے پوری شدت سے اسکے ہاتھ پر دباؤ ڈالتے بولا نہیں بلکہ پھنکارا تھا۔۔۔۔

جس پر ایہا کا دل سہم گیا تھا،،،،،جبکہ اسکی باتوں کا مطلب سمجھتے شرمندگی سے اپنا چہرہ جھکا گئی۔۔۔۔

جبکہ اب اسکے منہ سے الفاظ نکلنے سے انکاری تھے۔۔۔۔

جسے دیکھتے وہ اسے ایک جھٹکے سے چھوڑتا،،،،،جس پر وہ بمشکل گرتے گرتے بچی تھی،،،،،،بنا اس پر دوسری نظر ڈالے چلا گیا۔۔۔۔

جبکہ پیچھے سے ایہا نے اسے ہزاروں صلواتوں سے بخشا تھا۔۔۔۔۔

ایک بات تو اسے سمجھ آ گئی تھی،،،،،کہ وہ اس کمینے ڈریگن سے نہیں جیت سکتی تھی۔۔۔۔۔

لیکن اسے اچھے سے سبق سکھانے کا خود سے وعدہ ضرور کیا تھا۔۔۔۔

------------------♥----

ابرش جو دادا سائیں کے ساتھ بیٹھی تھی،،،،،،ابیہا کا میسج ملتے ہی حیران سی اٹھ کر حویلی سے باہر آ گئی تھی۔۔۔۔

کیونکہ اس نے بہت ضروری بات کرنے کا بولا تھا۔۔۔۔۔اور فوراآنے کا کہا

جس پر وہ پریشان ہو گئی تھی،،،،،،

اس لیے فوراآ گئی،،،،، لیکن باہر لان میں کوئی بھی موجود نہیں تھا،،،،،، لیکن پھراس کی نظرلان میں ایک طرف رکھی کرسیوں پر بیٹھے ضارب شاہ پر پڑی تھی۔۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے وہ گھبراتی فوراپلٹنے لگی جب ضارب نے اسے پیچھے سے پکارا تھا

رکیے ابرش ہمیں آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔۔۔۔۔

وہ جو اسے لان میں بیٹھے دیکھ کر واپس جانے لگی تھی،،،،،اسکے بلانے پر آنکھیں بند کرتی اپنے ڈر کو دل میں دباتی ایک لمبی سانس کھینچ کر خود کو پر سکون کرتے ہوئے تھوڑا قریب چلی آئی،،،، لیکن پھر بیٹھے یا نا بیٹھے اس کشمکش میں پڑ کر اپنی انگلیاں چٹخانے لگی۔۔۔۔

" بیٹھ جائیں

اسکی جھجک کو سمجھتے ہوئے ضارب نے خود ہی اس کی پریشانی دور کر دی تھی

۔۔۔۔۔

جس پر وہ سر ہلاتی بیٹھ گئی،،،،،اور اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی

۔۔۔۔۔۔

دیکھیں ابرش شادی ایک دو پل یا کچھ سال ساتھ گزار لینے کا نام نہیں ہے

۔۔۔۔۔یہ عمر بھر کا ساتھ ہوتا ہے۔۔۔۔

اور اگر آپکو یہ رشتہ قبول نہیں ہے،،،،، تو آپ اب بھی ہمیں بتا سکتی ہیں،،،،، دادا سائیں سے ہم خود بات کر لیں گے۔۔۔۔۔

اسکے معصوم چہرے کی طرف دیکھتے وہ نرمی سے گویا ہوا۔۔۔۔۔۔

جبکہ اس کی بات سن کر ابرش نے چہرہ اوپر اٹھاتے اپنے سامنے بیٹھے اس وجاہت کے شہکار کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

کتنا خوبصورت تھا وہ اگر ابرش اسکی حقیقت نا جانتی ہوتی تو ہر عام لڑکی کی طرح اپنی قسمت پر رشک کرتی۔۔۔۔۔۔

لیکن اس وقت اسکی بات سن کر اسے ضارب پر شدید غصہ آیا تھا۔۔۔۔۔۔

ویل ڈن مسٹر ضارب شاہ کتنا اچھا دکھاوا کر لیتے ہیں آپ،،،،،، یہ سب باتیں کر کے مجھ پر کیا ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔۔

کہ آپ کتنے اچھے اور مہربان انسان ہیں۔۔۔۔۔۔

بٹ سوری ٹو سے،،،،،، میں آپکو بتا دوں مجھ پر آپکی ان باتوں کا کوئی اثر نہیں ہونے والا۔۔۔۔۔

کیونکہ میں آپکی حقیقت سے اچھی طرح واقف ہوں۔۔۔۔

وہ اس پر کاٹدار نظریں ڈالتی استہزائیہ لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات سن کر ضارب کی پیشانی پر واضح بل پڑے تھے۔۔۔۔۔

کیا مطلب ہے آپکا؟؟؟ کونسی حقیقت کی بات کررہی ہیں؟؟؟

یہی کہ آپ کتنے بڑے جھوٹے، منافق اور درندہ صفت انسان ہے۔۔۔۔۔

دوسروں کے سامنے اپنے چہرے پر کیسے اچھائی کا نقاب اوڑھے رکھتے ہیں اور حقیقت میں آپ ایک ظالم و جابر، بے رحم و بے حس اور قا*تل ہیں۔۔۔۔۔

جس کی نظر میں دوسروں کی زندگی کی کوئی اہمیت نہیں،،،،، اس لیے تو کسی کو بھی ختم کرنا آپکے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔۔۔۔۔

اسکے سوال کے جواب میں وہ اس بار کھڑی ہوتی بولی نہیں بلکہ پھنکاری تھی

۔۔۔۔۔

جسے سنتے ضارب کے چہرے کے تاثرات پل میں سپاٹ ہوئے تھے جبکہ گہری سبز کانچ سی آنکھوں میں لہو اتر آیا تھا۔۔۔۔۔

آپکو پتا بھی ہے کہ آپ کس سے اور کیا بول رہی ہیں،،،،،،آپ کا کہیں دماغ وغیرہ تو خراب نہیں ہو گیا۔۔۔۔

وہ بھی اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔۔

بالکل ہوش میں ہوں،،،،،،اور یہ بھی پتا ہے کس سے کیا کہہ رہی ہوں،،،،،،

اپنی ان آنکھوں سے دیکھا ہے،،،،،،آپکو دوسروں کی زندگی سے کھلواڑ کرتے ہوئے۔۔۔۔

اسکا ٹھنڈا لہجہ سن کر ایک بار تو ابرش کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی ہوئی لیکن پھر خود کو کمپوز کرتی وہ سرد لہجے میں بولی۔۔۔۔۔

اچھا ایسا کیا دیکھا ہے آپ نے؟؟؟

اسکی بات سن کر اب کہ وہ ریلکس انداز میں جیب سے سگریٹ نکال کر سلگاتا استہزائیہ بولا۔۔۔۔۔جبکہ چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔۔

ایک معصوم انسان کی جان لیتے ہوئے دیکھا ہے آپکو بے رحمی سے ،،،،،،،اس کی مسکراہٹ کو دیکھتے ابرش کا دل تو چاہا وہ منہ نوچ لے اسکا،،،،،، لیکن خود کو بے بس محسوس کرتے ہوئے صرف چیخ ہی سکی۔۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی آنکھوں کے ساتھ ساتھ لہجے میں بھی نمی گھلی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

آں ہاں " یہ تو بہت بڑا راز پتا چل گیا آپکو ہمارا،،،،،،،آپ تو بہت بڑا خطرہ ثابت ہو سکتی ہیں ہمارے لیے۔۔۔۔۔۔۔

تو پھر کیا کرنا چاہیے آپ کے ساتھ ،،،،،،

وہ سگریٹ کا گہرا کش لیتے دھواں اسکے منہ پر چھوڑتا ذومعنی انداز میں بولا،،،،،، جسکی وجہ ابرش کی آنکھوں میں فورا خوف اترا تھا۔۔۔۔۔

اسے اب محسوس ہو رہا تھا کہ اس نے کتنی بڑی غلطی کر دی تھی اسے سچ بتا کر ،،،،، لیکن اب کیا ہو سکتا،،،،،، کیونکہ اب تیر کمان سے نکل چکا تھا۔۔۔۔۔

لیکن ہمارے خیال سے آپ ان سب کے بارے میں بہت پہلے سے جانتی ہیں ،،،،، سہی کہہ رہے ہیں نا ہم ،،،،،،

اتنا کہتے رک کر جیسے ضارب نے اس سے تائید چاہی تھی،،،،،جس پر ابرش نے اسکی آنکھوں میں اترتی وحشت کو دیکھتے فوراہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔

تو جیسے آج تک اس راز کو اپنے دل میں دفن کر رکھا تھا آگے بھی رکھیے تو آپ کیلیئے یہی بہتر ہوگا۔۔۔۔

ویسے تو کوئی ہمارا راز جانے ہمیں بالکل پسند نہیں لیکن رازدان آپکے روپ میں ہو تو ایسا کوئی مضائقہ بھی نہیں۔۔۔۔

وہ اسے سر سے لے کر پاؤں تک گہری نگاہوں سے دیکھتا بولا۔۔۔۔

جس پر ابرش نے ایک جھرجھری لی تھی۔۔۔۔۔

ویسے بھی آپ ہماری ہمسفر بننے والی ہیں تو اچھا ہی ہوا کہ پہلے ہی ہماری اصلیت جان گئی۔۔۔۔آپ کے سامنے فضول میں ہمیں اچھا بننے کا ناٹک نہیں کرنا پڑے گا۔۔۔۔

وہ اس کے چہرے قریب جھکتے طنزیہ گویا ہوا،،،،،جس سے اسکے ناک منہ سے نکلتا دھواں ابرش کے چہرے پر پڑتے اسے سلگانے لگا تھا۔۔۔۔۔

ایک نظر اسکے چہرے کو قریب سے غور سے دیکھنے کے بعد جس پر خوف و دہشت کے سائے لہرا رہے تھے،،،،، پلٹنے لگا جب کچھ یاد آنے پر دوبارہ اسکے تھوڑا قریب ہوا۔۔۔۔۔۔۔

اور جب بولا تو اسکے لہجے میں ایسی سفاکیت تھی،،،،، کہ ابرش روح تک کانپ گئی۔۔۔۔۔

اور کیا کہا تھا آپ نے " درندہ صفت اور قا*تل " تو بس کچھ دن انتظار کر لیں بہت جلد آپ اسی قا*تل کے نکاح میں آنے والی ہیں،،،،،

اس درندے کی درندگی سے اچھے سے روشناس کروائیں گے آپکو،،،،، ہماری درندگی سہنے کیلئے مظبوط بن کر آیئے گا " لٹل باربی " ایسے تو آپ ہمارا مقابلہ نہیں کر پائیں گی۔۔۔۔

اسکے چہرے کے گرد جھولتی لٹ کو اسکے کان کے پیچھے اڑستے وہ ذو معنی انداز میں گمبھیرتا سے بولتا اسکے تھر تھر کانپتے سراپے پر ایک استہزائیہ نظر ڈالتا پلٹ گیا۔۔۔۔

\-❤\-

خان باہر گاڑیوں اور گارڈز کے ساتھ بالکل تیار کھڑا ضارب کا انتظار کر رہا تھا

\-\-\-\-\-\-

جب اسے وہ غصہ میں باہر آتا ہوا دکھائی دیا تھا۔۔۔۔

اسکی آنکھوں میں اتری لالی اور وحشت کو دیکھتے وہ کافی حیران ہوا تھا۔۔۔۔۔

کیونکہ اس نے اسکا یہ روپ زیادہ تر گھر کے باہر ہی دیکھا تھا۔۔۔۔

تو پھر اچانک ایسی کیا بات ہو گئی جو ایسے خوشی کے موقع پر بھی اسکی آنکھوں میں ایسی دہشت اتری ہوئی تھی۔۔۔۔

لیکن چاہ کر بھی وہ پوچھنے کی ہمت اپنے اندر مفقود پاتا تھا۔۔۔۔

کیونکہ ضارب شاہ نے اپنے معاملات میں بولنے یا پھر مداخلت کرنے کی اجازت کسی کو نہیں دی تھی۔۔۔

سوائے داداسائیں کے،،،،، لیکن اسکی ذات کے بہت سارے پہلوؤں سے تو ابھی تک وہ بھی ناواقف تھے۔۔۔۔۔۔

اسکے قریب پہنچنے سے پہلے ہی اس نے گاڑی کا دروازہ کھول دیا تھا۔۔۔۔

جس میں وہ اپنے جاہ وجلال کے ساتھ براجمان ہوتا ایک بار پھر سگریٹ سلگا گیا

۔۔۔۔

جس کے بعد وہ بھی دروازہ بند کرتا بھاگ کر ڈرائیور کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھا،،،،، جس کے بیٹھتے ہی ڈرائیور نے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔۔۔۔

ایک ساتھ کئی گاڑیاں ھول اڑاتی ہوئی حویلی سے نکلتی چلی گئی۔۔۔۔۔

سفر خاموشی سے طے ہو رہا تھا،،،،،

جب گاڑی میں خان کی آواز گونجی۔۔۔۔۔

سر دار سائیں آپ ٹھیک تو ہیں ؟؟؟؟؟؟

اپنے اندر کی ساری ہمت جمع کرنے کے بعد آخر ڈرتے ڈرتے اس نے پوچھ ہی لیا تھا۔۔۔۔

جس کے جواب میں ضارب نے اسے ایسی نظروں سے دیکھا تھا،،،،،، جس سے اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔۔۔۔۔

جس پر اس نے فورا معذرت کرتے ہوئے اپنا رخ سیدھا کیا اور بھول کر بھی دوبارہ اپنے حلق سے لفظ نا نکالا۔۔۔۔۔

جبکہ ضارب جس کا دماغ ابرش کی باتوں پر پہلے سے ہی خراب تھا اسکی مداخلت پر اسکا غصہ سوا نیزے پر پہنچ چکا تھا۔۔۔۔۔

بہت غلط کیا تھا اس لڑکی نے،،،،،، جو اسکے اندر کے حیوان کو للکار دیا تھا

۔۔۔۔۔

جس کے جاگنے پر وہ خود پر سے ہر اختیار کھو دیتا تھا۔۔۔۔۔

اس نے اپنے جس روپ کو اپنے خاندان سے چھپا کر الگ رکھا تھا،،،،، وہ اس سے واقف ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

اوپر سے اسکی نے جو اس سے بد تمیزی کی تھی،،،،، بالکل نا قابل معافی تھی

۔۔۔۔

جسکا انجام کتنا برا ہو سکتا تھا،،،،، وہ نادان لڑکی کبھی اپنے خیالوں میں بھی نہیں سوچ سکتی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

واسم جو بہت غصے میں آفس پہنچا تھا۔۔۔۔۔۔

اس نے سب سے پہلے اپنے پی اے کی بلاوجہ ہی کلاس لے ڈالی تھی۔۔۔۔

جس پر وہ بیچارہ تو اپنے غلطی ہی ڈھونڈتا رہ گیا تھا،،،،، لیکن اس غریب کو کیا پتا،،،،،

کسی اور کی غلطی کی سزا اس غریب کو بھگتنی پڑی ہے۔۔۔۔۔۔

اور یہی نہیں باقی جو جو بھی اسکے ہتھے چڑھ رہا تھا،،،،،اس سے بیعزتی کروا رہا تھا

۔۔۔۔۔۔

جبکہ آج صبح صبح اسے اس روپ میں دیکھ کر سارے سٹاف کی سانسیں خشک ہو چکی تھیں۔۔۔۔۔۔

کہ پتا نہیں کب انکا باس عزرائیل کی طرح انکی روح قبض کرنے کیلیئے پہنچ جائے ۔۔۔۔۔اور ان بیچاروں کو پتا بھی نا چلے۔۔۔۔۔

ان سب پر اچھی طرح اپنا غصہ نکالنے کے بعد جب وہ اپنے آفس روم میں پہنچا تو ،،،،،،معروف کو پہلے سے وہاں موجود دیکھ کر اسکا دماغ ہل کر رہ گیا۔۔۔۔۔

اور غصے کا گراف جو تھوڑا کم ہوا تھا دوبارہ سے بڑھ گیا۔۔۔۔۔۔

آپ جہاں کیا کر رہی ہیں مس حسن؟؟؟؟؟

وہ اپنے غصے کو بنا دبائے اپنے لہجے میں درشتگی لاتے چیخ کر بولا،،،،،،جس پر وہ اپنی جگہ سے ایک فٹ تک اچھلی تھی۔۔۔۔۔

اس کا دل واسم کی دھاڑ پر سہم سا گیا۔۔۔۔۔

لیکن اسکے ساتھ ساتھ وہ تھوڑی حیران بھی تھی،،،،، کیونکہ کل اسی نے تو اسے اسکے آفس پہنچنے سے پہلے کیبن میں آنے کا کہا تھا اب وہ اس پر برہم ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔

س،،،،،، سر،،،،،، آپ،،،،، نے ہی تو،،،، بولا تھا،،،، میرے آنے سے پہلے کل آفس روم،،،،، میں موجود رہنا۔۔۔۔۔۔

بس،،،،اسی لیے۔۔۔۔۔۔

وہ فورا اپنی جگہ کھڑی ہوتی،،،،، اسے اپنی جہاں موجودگی کی وجہ بتانے لگی

۔۔۔۔۔

جبکہ اسکے ڈر کی وجہ سے اسکے منہ سے الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر نکل رہے تھے۔۔۔۔۔

کالی خوبصورت آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے تھے۔۔۔۔۔اور پورا سراپا ڈر کی وجہ سے تھر تھر کانپنے لگا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ اس کی بات پر واسم کے کانوں میں اسکے ہی کل کے بولے گئے لفظ گونجنے لگے تھے۔۔۔۔۔۔

جس پر اس نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں اور ساتھ ہی اپنی جلتی آنکھوں کو ایک پل کیلیئے بند کرتے خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔

اب کہ جب وہ بولا تو اسکی آواز میں پہلے جیسی درشتگی مفقود تھی البتہ لہجہ اب بھی سپاٹ ہی تھا۔۔۔۔۔

نہیں مس حسن اب مجھے کوئی بات نہیں کرنی،،،،،اس لیے آپ جاسکتی ہیں ۔۔۔۔۔

لیکن ،،،،سر ،،،،

آپکو میری بات سمجھ نہیں آرہی کہ مجھے کوئی بات نہیں کرنی،،،،،اب کہ وہ دھاڑ کر بولا۔۔۔۔۔

جس پر وہ سر ہلاتی فوراسے پہلے اسکے کیبن سے نکلتی چلی گئی۔۔۔۔

جبکہ پیچھے واسم شاہ نے اپنا سیل فون غصے سے سامنے موجود دیوار دے مارا تھا

لیکن اسکا غصہ کسی طور پر کم نہیں ہو پا رہا تھا۔۔۔۔

آج جو ابیہا نے اسکی تذلیل کی تھی،،،،،، وہ الفاظ اسکے کان میں بار بار گونجتے اسکے رگ و پے میں ایک جنون اور نفرت کی لہر برپا کر رہے تھے۔۔۔۔

اب وہ لڑکی واسم شاہ کی ضد بن چکی تھی،،،،،

اور اس ضد کے چلتے اپنے جنون میں وہ اسکا کیا حشر کرتا،،،،، وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔۔۔

------------------♥------------

سر آپ نے ہمیں جس لڑکی کا پتا لگانے کو بولا تھا۔۔۔۔۔اس فائل میں اسکی ساری انفارمیشن موجود ہے۔۔۔۔۔

اسکا باس جو اپنی کرسی کا رخ دوسری طرف کر کے بیٹھا تھا،،،،، ٹیبل پر ایک فائل رکھتے اس نے اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔

جس میں وہ کامیاب بھی ٹھرا تھا۔۔۔۔

کیونکہ اس کا باس اسکی بات سنتے ہی سیدھا ہوتے،،،،، اپنی سامنے رکھی فائل کو اٹھاتے اسے دیکھنا شروع کر چکا تھا۔۔۔۔

جسے دیکھتے ہی اسکے چہرے پر ایک مکروہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔۔

تو میرا شک سہی نکلا،،،،،، یہ لڑکی بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتی ہے

۔۔۔۔۔

آر جے " مجھے یہ لڑکی ہر حال میں چاہیے۔۔۔۔۔

کسی بھی قیمت پر،،،،،، تمہیں اسے حاصل کر کے مجھ تک پہنچانا ہو گا۔۔۔۔۔

لیکن سر یہ کام اتنا ابھی آسان نہیں ہے۔۔۔۔۔

وہ سردار ضارب شاہ کی بہن ہے،،،،،، جس سے دشمنی مول لینا مطلب اپنی موت کو دعوت دینے کے برابر ہے۔۔۔۔۔۔۔

اور آپ تو سیدھا اسکی بہن کو اٹھانے کی بات کر رہے ہیں۔۔۔۔۔

جسے وہ اپنی زندگی کہتا ہے۔۔۔۔۔

اگر اس کام میں ہم سے ایک چھوٹی سی بھی غلطی ہو گئی اور ہم اسکے ہاتھ چڑھ گئے تو،،،،،، وہ ہمیں ایسی مو*ت دے گا۔۔۔۔۔

جس سے خود مو*ت بھی خوف کھاتی ہو گی۔۔۔۔۔۔

سر وہ انسان نہیں بلکہ ایک درندہ ہے،،،،،، جو کب اور کہاں سے وار کر دے کچھ پتا نہیں چلتا۔۔۔۔۔۔

وہ ڈرے ہوئے لہجے میں اسے ضارب کی طاقت اور درندگی کے بارے میں بتا رہا تھا۔۔۔۔۔

جسے سنتے اسکا باس قہقہہ لگا گیا۔۔۔۔۔۔

بھلا اس سے بہتر ضارب شاہ کو اور کون جان سکتا تھا۔۔۔۔۔۔

یار آرجے مجھے تم سے ایسی بزدلی کی ہرگز امید نہیں تھی،،،،،، کچھ نہیں بگاڑ سکتا ہمارا یہ شاہ خاندان۔۔۔۔۔

نا برسوں پہلے وہ کچھ کر پائے تھے ،،،،،، نا ہی وہ اب کچھ کر سکیں گے ۔۔۔۔۔

یہ ضارب شاہ چاہے کتنا بھی بڑا درندہ کیوں نا بن جائے ،،،،،،

لیکن میرے سامنے ابھی وہ چھوٹا بچہ ہی ہے ۔۔۔۔۔۔

اس لیے ریلکس رہو ،،،،،، جب اسکے بڑے ہمارا کچھ نہیں بگاڑ پائے تھے تو یہ اکیلا کیا کر لے گا ۔۔۔۔۔

تم بس اس لڑکی کی اٹھانے والی بات کرو ،،،،،، وہ اپنے چہرے پر استہزائیہ مسکراہٹ سجاتے طنزیہ کہتے ہوئے اسے اپنا اگلا حکم سنا گیا ۔۔۔۔۔

لیکن سر وہ اکیلا ہی سو کے برابر ہے ۔۔۔۔۔

اور رہی بات اسکی لڑکی کو اٹھانے کی یہ تو اب ناممکنات سے ہے ۔۔۔۔۔

ایک وہ لڑکی کبھی گھر سے اکیلی نکلتی نہیں ہے ۔۔۔۔

اور دوسرا اسکی اب شادی ہو رہی ہے ،،،،،، ضارب شاہ کے ہی تایازاد کزن واسم شاہ سے ،،،،،، جو خود بھی ایک سائیکو انسان ہے ۔۔۔۔۔

جو وقت پڑنے پر اپنوں کو بھی نہیں بخشتا۔۔۔۔۔

اسکی بات سنتے اس نے اپنے باس کو ایہا کے نکاح کے بارے میں بتایا تھا

۔۔۔۔

جس پر وہ ایک پل کیلئے چونکا لیکن پھر پہلے سے بھی زیادہ جاندار قہقہ لگا گیا

۔۔۔۔

اب ہی تو مزہ آئے گا بیو قوف،،،،، سوچوں ذرا کتنی بیعزتی ہو گی شاہ خاندان کی جب شادی والے دن بارات دلہے سمیت در پر کھڑی ہو گی۔۔۔۔

" اور دلہن گھر سے غائب

ضارب شاہ کی ساری اکڑ اور ہیکڑی ایک ہی وار سے نکل جائے گی۔۔۔۔

جس کے بعد وہ لوگ آپس میں ہی لڑ لڑ کر م*ر جائیں گے۔۔۔۔۔

وہ مکروہ قہقہ لگاتا اسے اپنے پلین سے آگاہ کرنے لگا تھا،،،،، جسے سننے کے بعد آرجے کے چہرے پر بھی ایک محفوظ کن مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔۔

-------------♥-------------

ساری حویلی کو برقی قمقموں اور پھولوں کے ساتھ سجادیا گیا تھا۔۔۔۔۔

کئی ہزار رقبے پر بنی یہ شاہ حویلی،،،،،جو سادگی میں بھی اپنی خوبصورتی سے دیکھنے والوں کو مبہوت کر دیتی تھی۔۔۔۔۔

آج جگمگ کرتی ہوئی لائٹوں سے سجی اس میں رہنے والے افراد کی خوشی کا پتا دے رہی تھی۔۔۔۔۔

نکاح بھلے ہی ان لوگوں کا سادگی سے ہو رہا تھا،،،،، لیکن حیدر شاہ نے اتنے کم وقت میں بھی انتظامات ایسے کیئے تھے۔۔۔۔۔

جسکی تعریف کرنے کیلئے الفاظ کم پڑ جائیں۔۔۔۔

آج سردار حیدر شاہ کے پوتوں سردار ضارب شاہ اور واسم شاہ کا نکاح تھا جسکی خوشی میں آج پورے گاؤں میں مٹھائی کے ساتھ ساتھ کھانا تقسیم کرنے کا اعلان کر دیا گیا تھا۔۔۔۔۔

جس کے بعد ایک بھی گھر میں چولہا نہیں جلا تھا۔۔۔۔۔

حویلی کے لان میں ایک بڑا سٹیج تیار کیا گیا تھا۔۔۔۔

جس کے درمیان میں پھولوں کی لڑیاں لگا کر اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا جو نکاح مکمل ہونے کے بعد ہٹائی جانی تھی۔۔۔۔

دلہنوں کو تیار کرنے کیلیئے بیوٹیشن کو حویلی میں ہی بلا لیا گیا تھا۔۔۔۔۔

جس نے اپنا کام سر خوبی انجام دیتے ہوئے انہیں تیار کر دیا تھا۔۔۔۔۔

جن کو دیکھنے کے بعد وہ خود بھی حیران تھی،،،،، کیونکہ اس نے اتنی خوبصورت دلہنیں ایک ساتھ آج تک نہیں دیکھی تھیں۔۔۔۔۔۔

جن میں یہ فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ زیادہ کون پیاری ہے۔۔۔۔۔

عظمی بیگم نجمہ بیگم کے ساتھ اماں سائیں بھی انکی بلائیں لیتی نہیں تھک رہی تھیں۔۔۔۔۔

اور ان کے ساتھ سفید فراک میں ملبوس ہلکے پھلکے میک اپ میں تیار ہوئی زر بھی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔۔کہ اس پر سے نظر نہیں ٹھر رہی تھی۔۔۔۔

جس کی وجہ سے اماں سائیں نے دونوں دلہنوں کے ساتھ ساتھ اسکا صدقہ بھی اتار دیا تھا۔۔۔۔

کہ کہیں انکی گلشن کی کلیوں کو کسی نظر نا لگ جائے۔۔۔۔

لیکن نظر تو بہت پہلے کی ہی لگ چکی تھی،،،،،وہ علیحدہ بات کے وہ فلحال اس بات سے انجان تھیں۔۔۔۔

ان سب سے فارغ ہو کر وہ تینوں خواتین زر کو انکا خیال رکھنے کی تلقین کرتی باہر چلی گئی تھیں۔۔۔۔

کیونکہ ابھی کچھ دیر میں ہی نکاح کا فریضہ انجام دیا جانا تھا،،،،،اور ساتھ ساتھ حویلی میں آنے مہمانوں کی خاطر تواضع کیلیئے ان کا وہاں موجود ہونا بھی ضروری تھا۔۔۔۔۔۔

ان کے جانے کے بعد زران دونوں کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔۔۔۔

جواب بھی منہ لٹکائے ہی بیٹھیں تھیں۔۔۔۔۔

کیونکہ ایک لڑکی کیلئے یہ وقت بالکل بھی آسان نہیں ہوتا،،،،،، بھلے ہی ان لوگوں نے شادی کر کے اسی گھر میں رہنا تھا۔۔۔۔۔۔

لیکن اپنی ذات کے ساتھ ساتھ اپنی روح پر بھی کسی دوسرے انسان کو مکمل اختیارات دے دینا بہت ہی مشکل امر ہوتا ہے۔۔۔۔

اور انسان بھی وہ جو ان دونوں کو بالکل بھی پسند نہیں تھے۔۔۔۔۔

ایسے میں وہ خوش دکھائی کیسے دے سکتی تھیں۔۔۔۔۔

جب اندر سے انکا دل دماغ اور روح ہی خوش نہیں تھی۔۔۔۔۔

کیا ہوا ہے تم لوگوں کو کوئی اپنے نکاح کے دن بھی ایسا منہ بناتا ہے،،،،، جیسے تم لوگ بنا کر بیٹھی ہو۔۔۔۔۔۔۔

وہ انکے سڑے ہوئے منہ دیکھ کر تپ کر بولی۔۔۔۔۔

تم لوگوں کو پتا تم لوگ کتنی لکی ہو،،،،،،ایک تو تمہیں اتنے پیارے دلہے مل رہیں ہیں۔۔۔۔۔۔

دوسرا پڑھائی سے تم لوگوں کی جان چھوٹ جائے گی۔۔۔۔۔۔

تم لوگ ہر ٹینشن سے فری ہو کر اپنی زندگی جی سکتی ہو۔۔۔۔۔۔

اور پتا تم لوگوں کو اب تو مجھے تم سے جیلسی بھی فیل ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ میرا بھی دل کر رہا ہے،،،،،،،میں بھی جلدی دلہن بن جاؤں،،،،،، میرے لیے بھی تمہارے ہی جیسا پیارا سا دلہا آئے اور مجھے دلہن بنا کر ڈھولی میں بٹھا کے لے جائے۔۔۔۔۔

ہائے سب کی باراتیں آئی ڈھولی توں بھی لاں نا

دلہن بنا کے ہمیں راجا جی لے جاناں سب کی باراتیں آئی

وہ اپنی آنکھیں بند کرتی خوابدیدہ لہجے میں ہلکا سا گنگنا کر بولی۔۔۔۔۔۔

جس پر ان کی ہنسی چھوٹی تھی ،،،،، جسے دیکھتے ہی وہ ہوش میں آتی منہ بنا گئی

کیا ہے اب کیوں ہنس رہی ہو تم دونوں ؟؟؟؟

ان کے ایسے ہنسنے پر اب کہ وہ غصے سے بولی تھی ۔۔۔۔۔۔جس پر وہ ایک بار پھر قہقہ لگا گئی ۔۔۔۔۔۔

لیکن پھر اسکے بگڑتے تاثرات کو دیکھتے انہوں نے بمشکل اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے ہنسی کو کنڑول کیا تھا،،،،،، اچھا اچھا سوری اب ہم لوگ نہیں ہنسے گے اس لیے اپنا موڈ ٹھیک کرو ۔۔۔۔۔۔

ایہا اسے مناتے ہوئے پیار سے گویا ہوئی تھی جس پر وہ بھی مسکرائی ۔۔۔۔

اچھا زرپتا ہے میں کیا سوچ رہی ہوں ۔۔۔۔۔

ہاں بولو " ابرش کے کہنے پر وہ اسکی متوجہ ہوتی بولی ۔۔۔۔۔۔

کہ کیوں نا دادا سائیں سے بات کر کے اپنے ساتھ ساتھ آج تمہارا بھی نکاح نا پڑھوا دیں ۔۔۔۔۔۔

ہائے سچی پر اتنی جلدی دلہا کہاں سے ڈھونڈ کر لائیں گے ۔۔۔۔

وہ اسکی بات پر خوش ہوتی اینڈ میں پریشانی سے گویا ہوئی تھی ۔۔۔۔

جس پر ان دونوں نے اپنی مسکراہٹ چھپائی ۔۔۔۔

یار باہر ڈھونڈنے کی کیا ضرورت ہے ،،،،، دلہا تو گھر میں ہی موجود ہے ،،،،، زارون سے شادی کروادیتے ہیں تمہاری ،،،، کیوں کیسا لگا میرا آئیڈیا ۔۔۔۔

اس کے چہرے کی طرف شرارت سے دیکھتے اب کے ابیہا بولی تھی ۔۔۔۔

جس کی تائید میں ابرش نے بھی زور و شور سے سر ہلایا تھا ۔۔۔۔۔۔

جبکہ زارون کے نام پر زر نے برا سا منہ بنایا تھا ۔۔۔۔۔

کبھی سوچنا بھی مت میں کبھی شادی نہیں کروں گی تمہارے اس نکمّے نالائق اور بدتمیز لالا سے ،،،،، انکی بات پر اس نے انکار کرتے ہوئے اپنا فیصلہ سنایا تھا

۔۔۔۔۔

جبکہ اپنے لالا کے بارے میں اسکے نادر خیالات جان کر ابرش کا منہ بن گیا تھا

۔۔۔۔

اسکے بر عکس ایہا قہقہ لگا گئی۔۔۔۔

دوسری طرف زارون جو اپنی بہنوں کو نکاح سے پہلے ملنے اور پیار کرنے کیلئے آیا تھا،،،،، اور اسکے خیالات جان کر اپنی ہنسی چھپاتے اسکے سجے سنورے سراپے کو اپنی نگاہوں میں سماتے چھپکے سے اسکی فوٹو بھی اپنے فون میں بنا لی تھی

۔۔۔۔۔

لیکن جب ایہا نے اسکا ذکر کیا تو ایک پل کیلئے اسکے دل نے خواہش کی تھی وہ فوراً اسے ہاں کر دے۔۔۔۔۔

لیکن اسکے اپنے بارے میں نادر خیالات جان کر اسکے سارے ارمانوں ہر پانی پھیر گیا تھا جیسے۔۔۔۔۔۔

مس زرمینے موسی شاہ " دیکھیے گا دلہن آپ اسی نکمّے اور نالائق انسان کی ہی بنے گی،،،،، یہ زارون ارمغان شاہ کا آپ سے وعدہ ہے۔۔۔۔۔۔

اس کے خوبصورت چہرے کی طرف دیکھتے زارون نے خود سے وعدہ کیا تھا

۔۔۔۔۔

لیکن قسمت میں کیا لکھا تھا اس سے اندر موجود تینوں ہستیوں کے ساتھ ساتھ وہ باہر کھڑا وہ وجود خود بھی انجان تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ تینوں ابھی آپس میں نوک جھونک کرنے میں مصروف تھیں۔۔۔۔۔

جب زارون دروازہ ہلکا سا ناک کرتے اندر داخل ہوا تھا،،،،، جسے دیکھتے ابیہا اور ابرش دونوں مسکرائی تھیں۔۔۔۔

جبکہ زرکا اسے دیکھتے ہی منہ بن گیا۔۔۔۔

لو شیطان کا نام لیا اور شیطان حاضر،،،،، وہ اپنا چہرہ نیچے جھکا کر منہ میں نروٹھے پن سے بڑبڑائی تھی۔۔۔۔

جو کم از کم ان تینوں کو سنائی نہیں دیا تھا۔۔۔۔۔

آج تو میری بہنیں بہت پیاری لگ رہی ہیں۔۔۔۔۔ماشاءاللہ اللہ پاک نظر بد

سے بچائے،،،،،،اور ڈھیروں خوشیوں سے نوازے۔۔۔۔۔

زارون نے بھی اسے مکمل طور پر نظر انداز کرتے،،،،،،اپنی طبیعت سے ہٹ کر

آج بنا کوئی شرارت کیئے ہی ان دونوں کی دل سے تعریف کی تھی۔۔۔۔

اور ساتھ ہی انہیں ہمیشہ خوش رہنے کی دعا دی،،،،،

جبکہ اسکی آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی بھی اپنی جھلک دکھا رہی تھی۔۔۔۔

بھلے اسکی بہن نے شادی کر کے اسی گھر میں رہ جانا تھا۔۔۔۔

لیکن اسکی چھوٹی سی گڑیا آج ہمیشہ کیلیئے پرائی ہونے جارہی تھی۔۔۔۔۔

اس بات پر اسکا دل بھر آیا تھا۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے ہوئے ابرش بھی روتی ہوئی اسکے سینے سے آ لگی تھی۔۔۔۔

جس کے گرد محبت سے حصار کھینچتے اس نے اس کے سر پر لب رکھے تھے

جبکہ ان دونوں کو ایسے دیکھ کر ابیہا اور زرمینے کی آنکھیں بھی بھر آئی تھیں

اچھا اب بس بھی کرو گڑیا،،،،، ورنہ تمہارا میک اپ خراب ہو جائے گا۔۔۔۔

اور پھر تم پری کی جگہ پوری چڑیل لگو گی۔۔۔۔۔ جسے دیکھ کر ضارب لالا بھی ڈر جائیں گے۔۔۔۔

وہ کچھ دیر تو اسے سینے لگائے کھڑا لیکن پھر اسے چپ نا ہوتے دیکھ کر خود کو کمپوز کرتا شرارت سے گویا ہوا تھا۔۔۔۔۔

جس پر وہ منہ بناتی اس سے الگ ہو گئی۔۔۔۔۔ زارون نے مسکراتے ہوئے اسکی نرم و نازک گالوں سے آنسوؤں کو صاف کیا اور ساتھ ہی اسکی رونے کی وجہ سے سرخ ہوئی ناک کو ہلکا سا کھینچا تھا،،،،، جس پر وہ چیخ پڑی۔۔۔۔۔

البتہ اسکی شرارت پر ابیہا اور زرمینے مسکرائی تھیں۔۔۔۔

جسے دیکھتے ہوئے زارون نے ایہا کے سر پر ایک بڑے بھائی کی طرح ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اور صدا خوش رہنے کی دعا دیتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔۔

جبکہ اسکے اتنے سیریس انداز کو دیکھتے زر کافی حیران ہوئی تھی۔۔۔۔۔کیونکہ اس نے ہمیشہ زارون کو شرارت کرتے یا پھر دوسروں کو تنگ کرتے ہی دیکھا تھا۔۔۔۔

اس لیے اسکا یہ صوبر سا انداز اسے ہضم نہیں ہو رہا تھا۔۔۔۔

لیکن پھر جلد ہی سر جھٹکتی ہوئی دوبارہ ایہا اور ابرش کی طرف متوجہ ہو گئی

----------------♥----------

وائٹ اینڈ گولڈن کمبینیشن کا بھاری لہنگا زیب تن کیے ،،،،،

بھاری نگینوں زرک سے سجے دوپٹے کا گھونگھٹ اوڑھے ہوئے،،،،،

اپنے دونوں ہاتھوں سے بھاری لہنگے کے بھاری باڈر کو اٹھائے وائٹ اونچی ہیل میں سبھج سبھج کر قدم رکھتی،،،،،

وہ عظمی اور نجمہ بیگم کی سنگت میں چلی آرہی تھی۔۔۔۔۔۔

اس کی دونوں کلائیوں میں ڈائمنڈ کے خاندانی خوبصورت کنگن تھے۔۔۔۔۔۔
جبکہ مخروطی نازک انگلیاں ڈائمنڈ اور سونے کی انگوٹھیوں سے سجی ہوئی تھی

۔۔۔۔۔

جبکہ لائٹ مہرون رنگ کی لپ سٹک سے سجے ہونٹوں کو اس نے سختی سے آپس میں پیوست کر رکھا تھا۔۔۔۔۔

جو اسکے ضبط کی گواہی دے رہے تھے۔۔۔۔۔۔

وہ آسمان سے اتری کوئی حور لگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

اس نے قدم دادا سائیں کی محبت میں اٹھا تو لیا تھا،،،،،

لیکن واسم شاہ کے خود کے ساتھ اب تک کیے سلوک کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ رشتہ اسے اپنی زندگی کی سب سے بڑی بھول لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

جسے وہ چاہ کر بھی اب سدھار نہیں سکتی تھی۔۔۔۔۔

اس لیے صبر کے گھونٹ بھرتی ہوئی اپنے درد کو دل میں ہی دبائے بظاہر خوش دکھائی دینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔

کہ کہیں اسکے چہرے کی ویرانی دیکھ کر اسکے لالا کو اسکے اندر کا حال پتا نا چل جائے۔۔۔۔۔

جسکے چلتے وہ انتہائی قدم اٹھالیں،،،،،

اور ابرش کی آنے والی خوبصورت زندگی متاثر ہو جائے۔۔۔۔۔

عظمی اور نجمہ بیگم نے اسے لاکر سٹیج پر بیٹھی اماں سائیں کے پہلوں میں بٹھا دیا تھا۔۔۔۔۔

جنہوں نے اسکے گرد شفقت بھرا احصار کھینچا تھا،،،،،

اور ساتھ ہی پاس بیٹھی دوسری خواتین سے اسکا تعارف کروانے لگی تھیں

۔۔۔۔۔۔

جبکہ تھوڑی ہی دیر میں نکاح ہو جانا تھا جس کے بعد ساری زندگی کیلئے اس نے اس بد تمیز ڈریگن کی دسترس میں چلے جانا تھا۔۔۔۔۔

یہ سوچتے ہوئے اسکی دھڑکنوں میں اشتعال پیدا ہو رہا تھا۔۔۔۔

جسے وہ مٹھیاں بھینچے بمشکل کنڑول کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔

جبکہ پردے کے اس پار واسم شاہ بلیک ٹیکسڈو میں اپنی چھا جانے والی شخصیت کے ساتھ پوری شان سے صوفے پر براجمان تھا۔۔۔۔۔۔

اور ساتھ وائٹ تھری پیس سوٹ میں ارمغان شاہ بیٹھے تھے۔۔۔۔۔

جو اسکے والد کم اور بڑے بھائی زیادہ لگ رہے تھے۔۔۔۔۔

وہ شکل و صورت میں بالکل انکے ہی جیسا تھا،،،،،

سوائے اسکے بالوں اور اوشن بلیو آئز کے کیونکہ وہ دونوں چیزیں اسکی اپنی ماں پر گئی تھیں۔۔۔۔۔

ساتھ دوسرے صوفے پر اپنے پورے جاہ وجلال کے ساتھ کالے کلف دار سوٹ میں سرداروں کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے شانوں پر کالی چادر اوڑھے،،،، اپنے گھنے کالے بالوں کو سٹائل سے ایک طرف سیٹ کیے ہوئے اپنی شاندار وجاہت کے ساتھ بیٹھا ضارب شاہ ماحول پر طلسم کی طرح چھایا ہوا تھا۔۔۔۔

اور ساتھ ہی وائٹ کلف دار سوٹ میں ملبوس دو مولویوں گواہوں اور گاؤں کے معزز بزرگان کے ساتھ حیدر شاہ بیٹھے تھے۔۔۔۔

جن کے چہرے پر آج خوشی ہی نرالی تھی۔۔۔۔

ہوتی بھی کیوں نا انکے جان سے پیارے پوتے پوتیوں کا نکاح تھا۔۔۔۔

انکا بس چلتا تو وہ انکی خوشی میں زمین آسمان ایک کر دیتے۔۔۔۔

زارون بھی نک سک سا تیار ہونٹوں پر نرم مسکراہٹ سجائے اپنے بھائی اور باپ کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔۔۔

جبکہ موسی شاہ گرے تھری پیس سوٹ میں ملبوس ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے آنے والوں مہمانوں کا خیر مقدم کر رہے تھے۔۔۔۔

تبھی فضا میں دوسری دلہن کے آنے شور بلند ہوا تھا۔۔۔۔۔

گرے اور پیچ کمبینیشن کی لانگ میکسی میں جس پر سفید ڈائمنڈ اور نگینوں کا نفیس کام تھا جو دیکھنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا۔۔۔۔

ڈائمنڈ کی نفیس جیولری ہاتھوں میں کنگن اور چوڑیاں،،،،،

چھوٹی ستواں ناک میں چمکتا لونگ ہونٹوں پر پیچ لپ اسٹک لگائے ابرش کوئی نازک سی گڑیا معلوم ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

حالانکہ اس کے چہرے پر میکسی کے باریک پلو کا گھونگھٹ تھا لیکن اس کے باوجود وہ دیکھنے والوں کو مبہوت کر گئی تھی۔۔۔۔۔

یہ جوڑا اس کیلئے ضارب شاہ لے کر آیا تھا،،،،، جب دلہن کے کپڑوں کی بات ہوئی تھی تو وہ ایہا کیلئے کپڑے خود لانا چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔

لیکن پھر عظمی بیگم کے کہنے پر کہ دلہن کا نکاح کا جوڑا سسرال والوں کی طرف سے آتا ہے۔۔۔۔

اور وہ ایہا اور ابرش کیلئے کپڑے خرید چکی ہیں تو انکی بات کا احترام کرتے ہوئے وہ مان گیا تھا۔۔۔۔

لیکن اس شرط پر کہ پھر ابرش کے کپڑے اسکی طرف سے آئیں گے۔۔۔۔۔

اسکی بات پر انہوں نے کچھ کہنا چاہا تھا لیکن پھر ارمغان شاہ کے اشارہ کرنے پر خاموش ہو گئی تھیں۔۔۔۔

ابرش کو لاکر ایہا کے ساتھ ہی بیٹھا دیا گیا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ زر سمیت دوسری خواتین بھی ساتھ ہی براجمان ہو گئی تھیں۔۔۔۔

کیونکہ اب کچھ ہی دیر میں نکاح شروع ہونے والا تھا۔۔۔۔۔

---------------♥-------------

ضارب شاہ کی خواہش پر ابیہا کا نکاح پہلے پڑھوایا گیا تھا،،،،، جس کے شروع ہوتے ہی ضارب اٹھ کر اس سائیڈ پر آگیا تھا اور اسے اپنے حصار میں لے کر سہارا دیا۔۔۔۔

تاکہ اس موقع پر اسے اپنے ماں باپ کی کمی محسوس نا ہو۔۔۔۔۔۔

جس کے بعد تمام مراحل بس چند لمحوں میں ہی طے ہو گئے تھے،،،،،

ابیہا نے غائب دماغی سے ہی قبول ہے کہتے نکاح نامے پر سائن کر دیئے تھے

۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر اسکی گالوں سے پھسلتا نکاح نامے پر گرا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف اسکے ہامی بھرنے پر واسم شاہ اپنی جیت پر دلکشی سے مسکرایا تھا۔۔۔۔

اس لڑکی کی انا و غرور کو ٹوٹتے دیکھ کر اسکے اندر تک سکون اترا تھا۔۔۔۔۔

وہ صرف اس لڑکی کو اپنے آگے جھکا ہوا دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

اسکے لفظوں نے جو اسکی انا پر کاری ضرب لگائی تھی،،،،،، وہ اس سے معافی منگوا کر تسکین حاصل کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

اور نکاح اس سفر کی پہلی سیڑھی تھی،،،،،، جس پر کامیابی سے وہ اپنے قدم رکھ چکا تھا۔۔۔۔

ایہا سے سائن کروانے کے بعد اس کے سر پر شفقت سے بوسہ دیتے ہوئے ضارب اسے صدا خوش رہنے کی دعا دیتا واپس اپنی جگہ پر آ گیا تھا۔۔۔۔

جس کے بعد واسم شاہ کی رضامندی دینے پر نکاح مکمل ہوتے ہی سب نے اسے مبارکباد دی تھی۔۔۔۔۔

----------------❤----------------

واسم ایہا کے نکاح کے بعد اب ضارب اور ابرش کی باری تھی۔۔۔۔۔

وہ جو ابھی تک اپنے بھائی کا نکاح خیریت سے مکمل ہونے پر ریلکس بیٹھی تھی

اپنا نام آنے پر اسکے ہاتھوں میں ایک لرزش واقعہ ہوئی تھی ۔۔۔۔

جسے چھپانے کیلئے وہ اپنے ہاتھ کی مٹھیاں سختی سے بھینچ گئی تھی ۔۔۔۔

جبکہ عظمی بیگم نے اسے اپنے حصار میں لیا تھا،،،،، جب دوسری طرف سے مولوی صاحب کی آواز ابھری تھی ۔۔۔۔

ابرش ارمغان شاہ،،، ولد ارمغان حیدر شاہ،،،،، آپکا نکاح سردار ضارب شاہ کے ساتھ ایک کروڑ روپے سکا رائج الوقت قرار پایا گیا ہے ۔۔۔

کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے ؟؟؟؟

جس پر اسکے کانوں میں ضارب کے کل کے بولے گئے الفاظ گونجنے لگے تھے

ہماری درندگی سہنے کیلئے مظبوط بن کر آیئے گا " لٹل باربی " ایسے تو آپ ہمارا مقابلہ نہیں کر پائیں گی ۔۔۔۔

اس کی آنکھوں کی وحشت اور اسکے لفظوں کی کاٹ اسکے لہجے کی درشتگی کو یاد کرتے اسکا ننھا سا دل ڈوبنے لگا تھا۔۔۔۔

جس کی وجہ سے لفظ اسکے حلق سے نکلنے سے انکاری تھے۔۔۔۔

جبکہ اسکی خاموشی کو دیکھتے ہوئے مولوی صاحب نے اپنے الفاظ دوبارہ دوہرائے تھے۔۔۔۔

ابرش ارمغان شاہ،،، ولد ارمغان حیدر شاہ،،، آپکا نکاح سردار ضارب شاہ کے ساتھ ایک کروڑ روپے سکہ رائج الوقت قرار پایا گیا ہے۔۔۔

کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے ؟؟؟؟

لیکن دوسری طرف سے جواب اب بھی خاموشی ہی تھا۔۔۔۔۔

جس پر سب لوگ پریشان ہو گئے تھے۔۔۔۔

سوائے دو لوگوں کے ایک واسم شاہ جو اس شادی کے حق میں بالکل بھی نہیں تھا

،،،،

لیکن اپنے والد کے فیصلے کے احترام میں خاموش ہو گیا تھا۔۔۔۔

دوسرا ضارب شاہ جو اسکے اندر کے خیالات سے اچھے سے واقفیت رکھتا تھا،،،،

اسکی خاموشی اور ڈر کو بھی اچھے سے سمجھتا تھا۔۔۔۔۔

لیکن اسکے دل میں اس کیلیئے کوئی احساسات نہیں تھے،،،،،، ناہی رحم کے اور نا ہی ہمدردی کے،،،،،، اسکا چہرہ جس پر کچھ دیر پہلے ایک نرم مسکراہٹ تھی

۔۔۔۔۔

اب بالکل سپاٹ ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

جب مولوی صاحب نے اپنے الفاظ آخری بار دوہرائے تھے۔۔۔۔۔

ابرش ارمغان شاہ،،،، ولد ارمغان حیدر شاہ آپکا نکاح سردار ضارب شاہ کے ساتھ ایک کروڑ روپے سکا رائج الوقت قرار پایا گیا ہے۔۔۔۔

کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے؟؟؟؟

بیٹا ہاں بولو۔۔۔۔

جبکہ اب کی بار عظمی بیگم نے اسکے کندھے پر ہلکا سا دباؤ ڈالتے ہوئے کان میں ہلکی سی سرگوشی کی تھی۔۔۔۔

ق،،، قبول ہے۔۔۔۔

جس پر وہ ہوش میں آتی ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں اپنی رضامندی دے گئی تھی

۔۔۔۔

جبکہ اس کے جواب دینے پر سب نے سکون کا سانس لیا تھا۔۔۔۔

جس کے بعد ضارب سے اسکی رضامندی پوچھی گئی تھی۔۔۔۔

جس نے سپاٹ انداز میں ہی قبول ہے کہتے نکاح نامے پر سائن کرتے اسے ہمیشہ کیلئے اپنی دسترس میں لے لیا تھا۔۔۔۔۔

جس سے رہائی اسے اپنی آخری سانس تک نہیں ملنی تھی۔۔۔۔

اسکے سائن کرتے ہی ارمغان شاہ کے ساتھ واسم اور زارون بھی نکاح نامہ لے کر ابرش کے پاس آئے تھے۔۔۔

جس پر کانپتے ہاتھوں سے سائن کر دیئے تھے۔۔۔۔

اور ہمیشہ کیلئے اپنا آپ اس بے رحم شخص کے نام لکھ دیا،،،، جسکی پرچھائی تک سے وہ ڈرتی تھی۔۔۔۔

اس کے سائن کرنے پر وہ تینوں باپ بیٹے اسے باری باری پیار کرتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے دوسری طرف چلے گئے تھے۔۔۔۔

جبکہ دونوں نکاح مکمل ہونے پر فضا میں ایک مبارکباد کا شور بلند ہوا تھا۔۔۔۔

ساتھ ہی تمام مہمانوں میں مٹھائی کے ساتھ ساتھ نکاح کے چھوارے بھی تقسیم کر دیئے گئے تھے۔۔۔۔

جس میں سے سب سے زیادہ زارون نے مٹھی بھر کر اٹھائے تھے۔۔۔۔۔

اس نے سن رکھا تھا کہ نکاح کے چھوارے کھانے سے کنواروں کی بھی جلدی شادی ہو جاتی ہے۔۔۔۔

اس لیے اس نے چھوارے زیادہ اٹھائے تھے۔۔۔۔ تاکہ اثر زیادہ ہو،،،،،اور اسکی شادی بھی جلدی ہو جائے۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف جیسے زرمینے میڈم کے اس کے بارے میں خیالات تھے ،،،،،اسے تو اپنی شادی ہی خطرے میں پڑتی نظر آ رہی تھی۔۔۔۔۔

سٹیج کے درمیان میں لگا پھولوں کا پردہ جو نکاح کے فورا بعد ہٹایا جانا تھا۔۔

اسے ضارب اور واسم کے کہنے پر روک دیا گیا تھا۔۔۔۔

کیونکہ شاہ خاندان میں رواج تھا کہ نکاح کے بعد دلہن کا چہرہ سب سے پہلے اسکا خاوند اسکا مجازی خدا دیکھتا ہے۔۔۔۔۔۔

لیکن ان دونوں نے سب کے سامنے گھونٹ اٹھانے سے انکار کر دیا تھا

۔۔۔۔۔۔

جس پر وہاں بیٹھی خواتین کے منہ بن گئے تھے،،،،، کیونکہ جب تک وہ لوگ دلہنوں کا چہرہ نہیں دیکھ لیتے تھے۔۔۔۔

وہ بھی نہیں دیکھ سکتیں تھیں۔۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف زارون اور خاندان کے دوسرے لڑکوں نے ان کی اس بات پر زبردست ہوٹنگ کی تھی۔۔۔۔۔۔

جس سے محفل زعفران بنی تھی۔۔۔۔۔

اور ساتھ ہی ڈھول جنکا انتظام انہوں نے پہلے سے ہی کر رکھا تھا۔۔۔۔۔۔

اسے گلے میں ڈالتے بجانا اور پھر بھنگڑے ڈالنے شروع کر دیئے تھے۔۔۔۔۔

جس میں ان لوگوں نے زارون ، واسم ، ضارب ، ارمغان موسی شاہ کے ساتھ حیدر شاہ کو بھی کھینچ لیا تھا۔۔۔۔۔

ضارب واسم تو انکے اسرار پر بس درمیان میں کھڑے تالیاں بجا رہے تھا

۔۔۔۔

جبکہ باقی سب نے جم کر اس میں اپنا حصہ ڈالا تھا۔۔۔۔

ارمغان شاہ، حیدر شاہ، اور موسی شاہ نے نوٹوں کی کئی گڈیاں ان دونوں کے سر پر وار کر ہوا میں اڑا دی تھے۔۔۔۔۔

وہاں موجود تمام خواتین پردے کے پار لڑکوں کو بھنگڑا ڈالتے دیکھ خوش ہو رہی تھیں۔۔۔۔۔۔

جبکہ ایبہا اور ابرش کو انکی تھکاوٹ کا احساس کرتے انکے کمرے میں پہنچا دیا گیا تھا۔۔۔۔۔

کیونکہ یہ تو ابھی بس شروعات تھی۔۔۔۔اصل جشن تو سرداروں کے ڈیرے پر منایا جانا تھا،،،،،جو ساری رات جاری رہنا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥

عظمی اور نجمہ بیگم ان دونوں کو انکے کمرے میں لے گئی تھیں۔۔۔۔

جبکہ زرمینے کو ان کیلئے کھانا لانے کا بولا تھا۔۔۔۔

جب تک ضارب اور واسم انکا چہرہ نہیں دیکھ لیتے انہیں گھونگھٹ ہٹانے کی اجازت نہیں تھیں۔۔۔۔۔

یہاں تک کہ کھانا بھی انہوں نے ایسے ہی کھایا تھا۔۔۔۔کھایا بھی کیا تھا دونوں نے چند نوالے زہر مار کیے تھے۔۔۔۔

صرف اور صرف سامنے بیٹھیں اپنی ماؤں کی خاطر۔۔۔۔۔

یہ کیا بات ہوئی ماما اگر ضارب لالا میرا چہرہ نہیں دیکھیں گے تو کیا میں ساری زندگی گھونگھٹ میں ہی بیٹھی رہوں گی۔۔۔۔

ابرش منہ بناتے ہوئے معصومیت سے بولی تھی۔۔۔۔

جس پر وہاں بیٹھی عظمی اور نجمہ بیگم سمیت گھونگھٹ میں ابیہا بھی دھیرے سے مسکرائی تھی۔۔۔۔

البتہ اسکے ضارب کو لالا کہنے پر زرمینے نے قہقہہ لگایا تھا،،،،، جس پر وہ خجل ہوتی زبان دانتوں تلے دبا گئی۔۔۔۔۔

سب سے پہلے تو بیٹا ضارب اب آپ کے لالا نہیں ہیں۔۔۔۔

اس لیے آپ انہیں اب لالا نہیں بلا سکتی،،،،، دوسرا یہ ہمارے خاندان کا رواج ہے۔۔۔۔

جسے آپکو ہر حال میں نبھانا ہی ہو گا۔۔۔۔

کہتے ہیں نکاح کی دلہن کے چہرے پر جو روپ اور نور آتا ہے اسے دیکھنے کا سب سے پہلا حق اسکے شوہر کا ہوتا ہے۔۔۔۔

اس سے دونوں کے درمیان پیار بڑھتا ہے۔۔۔۔

اور ہم چاہتے ہیں ہمارے بچوں کے رشتے میں اتنا پیار محبت اور اعتبار ہو،،،،،،
کہ کوئی سرد و گرم ہوا آپکے رشتے کو نقصان نا پہنچا سکے۔۔۔۔۔

بیٹا میاں بیوی کے رشتے میں سب سے مضبوط کڑی اعتبار کی ہوتی ہے۔۔۔۔۔

اسی لیے انہیں ایک دوسرے کا لباس کہاں جاتا ہے۔۔۔۔

آپ بھی اپنے رشتے میں اعتبار کا ایسا اٹوٹ بندھن باندھیے گا،،،،،، کہ کوئی
تیسرا کبھی آپ دونوں کے درمیان میں نا آ سکے۔۔۔۔

وہ ان دونوں کو ہی رسان سے سمجھاتے ہوئے محبت سے گویا ہوئی تھیں

۔۔۔۔۔

جس پر وہ دونوں ہی اپنا سر ہلا گئی تھیں۔۔۔۔

چلیں اٹھیں ابرش ہم آپکو آپ کے کمرے میں چھوڑ دیتے ہیں۔۔۔۔

جب تک ضارب باہر سے فارغ ہو کر آتے ہیں،،،،آپ تب تک تھوڑا آرام
کر لیں۔۔۔۔

اور بیا بیٹا آپ بھی ریلکس کر لیں۔۔۔۔

پھر ہم واسم کو بھی بھیجتے ہیں۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔۔۔

جس پر اس نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ ابرش انکے ساتھ اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔

اور پیچھے نجمہ بیگم بھی اسے پیار کرتی چلی گئی،،،،، جبکہ زر نے اسکے قریب جھکتے ہوئے کان میں شرارت سے بیسٹ آف لک کہاں تھا۔۔۔۔۔

جس کا مطلب سمجھتے اس نے گھونگھٹ کے اندر سے ہی اسے گھوری سے نوازتے اسکے کندھے پر ہلکا دھموکا جڑا تھا۔۔۔۔۔

جس پر وہ قہقہ لگاتی اسے زبردستی ہگ کرتی خیال رکھنے کا کہہ کر باہر کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔۔

اسکے جاتے ہی ایہا نے ایک جھٹکے سے گھونگھٹ الٹا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ چہرے پر ناقابل فہم سے تاثرات تھے۔۔۔۔۔۔

-------------------❤-----------------

عظمی بیگم ابرش کو اس کے کمرے میں چھوڑ کر اسے ایک بار پھر اچھے سے سمجھاتے کے اس نے ضارب سے کیسے بات کرنی ہے۔۔۔۔

اور تھوڑا بہت اس رشتے کی نزاکتوں کے بارے میں بتاتے ہوئے خیال رکھنے کا کہتی ہوئے چلی گئی تھیں۔۔۔۔۔

جبکہ انکے جاتے ہی ضارب کے بارے میں سوچتے ہوئے،،،،

اسکا نازک سا دل گھبرانے لگا تھا۔۔۔۔۔

جس کے چلتے دھیرے سے اسنے اپنا گھونگھٹ اٹھایا تھا،،،،،اور پریشانی سے اپنے ہاتھ کی انگلیاں چٹخانے لگی تھی۔۔۔۔۔

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔ کہ وہ اب ضارب سے کیسے بچے گی۔۔۔۔

اور جو کچھ ابھی تھوڑی دیر پہلے عظمی بیگم بتا کر گئی تھیں۔۔۔۔

اسے یاد کرتے اسکے نرم نازک گال ابھی تک دہک رہے تھے۔۔۔۔

ایسا کرتی ہوں انکے آنے سے پہلے ہی کپڑے چینج کر کے سو جاتی ہوں۔۔۔۔

مجھے سوتا ہوا دیکھ کر خود ہی واپس چلیں جائیں گے۔۔۔۔۔

اپنے منصوبے پر خوش ہوتے وہ فورا بیڈ سے اترتی آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔

اور جلدی جلدی اپنی جیولری اتارنے لگی۔۔۔۔

سب سے پہلے اس نے ایک ایک کر کے دوپٹے کو پنز کی چنگل سے آزاد کرتے ہوئے اسے اتار کر ایک سائڈ پر رکھا تھا۔۔۔۔

پھر کان میں پہنے ہوئے آویزے اتارے اور گلے سے نازک ہار اتار کر جیولری باکس میں رکھا۔۔۔

اور اسے ڈریسنگ ٹیبل کی ڈرا میں رکھ کر ابھی وہ کپڑے لینے کیلئے الماری کی طرف بڑھتی کہ اسے کمرے میں کچھ غیر معمولی سا محسوس ہوا تھا۔۔۔۔

کمرے میں پھیلتی ڈارک کلون کے ساتھ سگریٹ کی خوشبو نے اسکی دھڑکنیں منتشر کر دی تھیں۔۔۔۔

جس پر اس نے نظریں اٹھا کر آئینے میں دیکھا تھا۔۔۔۔

اور اسے آرام دہ حالت میں بیڈ پر براجمان سگریٹ سلگائے بیٹھے دیکھ کر اسکی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔۔۔۔

وہ کمرے میں کب آیا،،،،، اسے اس بات کا پتا کیوں نہیں چلا۔۔۔۔

اور اس ڈارک گرین آئیز کو خود پر ٹکے دیکھ کر اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی ہوئی تھی۔۔۔۔

یکدم اسے اپنے وجود پر دوپٹے کی کمی کا احساس ہوا تھا۔۔۔۔

جس پر اسکے پہلے سے ہی گلابی گال پل میں سرخ ہوئے تھے۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھ کر دوپٹہ اٹھا کر اوڑھتی،،،، وہ اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے اس کی طرف بڑھنے لگا تھا۔۔۔۔

جسے دیکھتے اسکے قدم اپنی جگہ سے ہلنے سے انکاری تھے ۔۔۔۔اور ساتھ اس نے پریشانی میں اپنا نچلہ لب دانتوں تلے کچلا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ نپے تلے قدم لیتا بالکل اسکے پیچھے آکھڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

اور آئینے میں نظر آتے اپنے اور اسکے عکس کو دیکھنے لگا تھا،،،،،جو انہیں ایک دوسرے کیلئے بالکل پرفیکٹ میچ دکھا رہا تھا۔۔۔۔۔

جس پر وہ استہزائیہ مسکرایا تھا۔۔۔۔۔

ایک ہاتھ سے اسکا رخ اپنی طرف کر کے دو انگلیوں سے اسکا جھکا چہرہ اوپر اٹھایا

۔۔۔۔۔۔

اور غور سے اسکے چہرے کی طرف دیکھنے لگا جس پر انتہا کی معصومیت تھی

۔۔۔۔۔۔

ضارب نے ایک ہاتھ کے انگوٹھے سے اسکے نچلے لب کو دانتوں کی قید سے آزاد کرواتے اسے ہلکا سا انگوٹھے سے مسلا تھا۔۔۔۔

اس کی اس حرکت پر ابرش اپنی آنکھیں سختی سے مینچ گئی۔۔۔۔۔

جبکہ اسکے لمس پر ابرش کا وجود کانپنے لگا تھا،،،، جسے محسوس کرتے ہوئے وہ اسی انگوٹھے سے اسکی گال کو نرمی سے سہلانے لگا تھا۔۔۔۔

جبکہ اسکی ساری توجہ کا مرکز اسکی ستواں ناک میں چمکتا لونگ تھا۔۔۔۔

جس پر جھکتے اس نے اپنا جائز حق استعمال کرتے اپنا پہلا دہکتا لمس چھوڑا تھا اور پھر کچھ دیر کیلئے وہی ٹھہر گیا۔۔۔۔۔

جبکہ اسکے دہکتے ہونٹوں کا لمس محسوس کر کے اسے اپنے وجود سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔

اور وہ گرنے سے بچنے کیلئے اس کے مظبوط کندھوں کو اتنی سختی سے تھام گئی

۔۔۔۔

کہ ضارب کو اسکے ناخن اپنے جلد میں کھبتے ہوئے محسوس ہوئے۔۔۔

جس پر وہ دھیرے سے پیچھے ہوا اور اپنی ذرا سی قربت پر اسکا لال انار ہوا چہرہ دیکھنے لگا۔۔۔۔

جسے دیکھتے اسکے چہرے پر دلفریب مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔۔

تو پھر کیسا لگ رہا ہے،،،،،،اس درندے اور قا*تل کی بیوی بن کر،،،،،، مس ابرش ارمغان شاہ؟؟؟؟؟

اسکے کان کے پاس جھکتے ضارب نے دھیمی سرگوشی کی تھی۔۔۔۔۔

جسے سنتے ابرش نے ہوش میں آتے فٹ سے اپنی آنکھیں کھولیں تھیں ۔۔۔۔۔۔ جبکہ کمرے کے ماحول میں پھیلا فسوں پل میں غائب ہوا تھا

۔۔۔۔۔۔

اور ابرش حیرت سے اسکے چہرے کی طرف دیکھتی پل میں اس سے دوری بنا گئی

۔۔۔۔۔۔۔

ہمیں نہیں لگتا کہ آپکو کوئی بھی اعتراض ہے اس درندہ صفت انسان کے ساتھ زندگی گزارنے پر اور اس بات کا اندازہ ہم کچھ دیر پہلے بیتے لمحوں میں لگا چکے ہیں

بلکہ آپ تو کافی انجوائے کر رہی ہیں-----

سہی کہہ رہے ہیں نا ہم ؟؟؟؟؟؟

وہ اپنے لفظوں کے نشتر سے اس کی روح اور کردار پر کاری ضرب لگا گیا تھا

جس پر وہ بلبلا اٹھی تھی-----

جس سے ابرش کا چہرہ پل میں شرمندگی سے سرخ ہوا تھا،،،،،، جبکہ اسکی خوبصورت نیلی آنکھیں لبالب آنسوؤں سے بھر گئی تھیں------

لیکن اس نے ہمت کرتے ہوئے ان آنسوؤں کو بہنے نہیں دیا تھا،،،،، بلکہ اپنے اندر ہی کہیں اتار گئی----

کیونکہ وہ اس بے رحم انسان کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی-----

اور آپ کا اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔۔۔۔۔

ایک لڑکی جس نے آپ کی کچھ دن پہلے اتنی تذلیل کی تھی،،،،، جس نے ایک مجبوری کے تحت رشتہ جوڑا،،،،، موقع دیکھتے ہی اسکا فائدہ اٹھانے چلے آئے

۔۔۔۔۔۔

اور کیا کہہ رہے تھے کہ کیسا لگ رہا ہے مجھے آپ کی بیوی بن کر۔۔۔۔۔

تو اپنے کان کھول کر سن لیں ضارب شاہ،،،،، مجھے شرمندگی ہو رہی ہے آپکی بیوی کر۔۔۔۔۔۔

اپنی ذات سے اپنے نام سے جو آپکے نام کے ساتھ جڑ چکا ہے۔۔۔۔۔

گھن آ رہی ہے،،،،، اپنے وجود سے کیونکہ جن گندے ہاتھوں سے آپ نے پتا نہیں کتنے لوگوں کی جا*ن لی ہے۔۔۔۔۔

انہی ہاتھوں سے آپ نے مجھے چھوا ہے۔۔۔۔۔

سمجھ رہے ہیں آپ گھن آ رہی ہے مجھے۔۔۔۔۔۔

وہ غصے سے چیختی ہوئی بولی تھی۔۔۔۔۔

ضارب جو پر سکون سا کھڑا تھا،،،،، اسکی باتوں پر اس کے مسکراتے لب فورا سکڑے تھے۔۔۔۔۔

جبکہ آنکھوں میں طیش کی لالی اتر آئی تھی۔۔۔۔۔۔

اور پورا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو گیا تھا۔۔۔،۔

جس کے چلتے اس نے ابرش کا ایک ہاتھ موڑ کر اسکی پشت سے لگاتے اسے اپنے قریب کھینچا تھا۔۔۔۔۔۔۔

آپ جانتی بھی ہیں،،،،،، کہ آپ کیا بکواس کر رہی ہیں،،،،،، آپکو آپکے یہ الفاظ کتنے مہنگے پڑ سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔

آپکو پتا بھی ہے کسی کا فائدہ کیسے اٹھایا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

یقینا نہیں جانتی لیکن اب ضرور جان جائیں گی۔۔۔۔۔۔

اتنا کہتے ہی وہ اسکی نازک صراحی دار گردن پر جھکا تھا،،،،، اور وہاں شدت سے اپنا دہکتا لمس چھوڑنے لگا تھا۔۔۔۔۔۔

ساتھ ہی اسکے ہاتھ اسکی پشت پر میکسی کی ڈوری ڈھونڈنے میں مصروف تھے

جس کے ملتے ہی اس نے ایک جھٹکے سے کھینچتے اسے توڑ ڈالا تھا------

اس کے ٹوٹتے ہی ڈوری کے موتی نیچے فرش پر گرے تھے-----

اور میکسی کا گہرا گلا جو اس کے سہارے ہی بندھا تھا،،،،، وہ نیچے ڈھلک آیا تھا

جس سے اسکے وجود کی گہرائیاں نظر آنے لگی تھیں------

جسے دیکھتے ابرش نے شرمندگی سے سرخ ہوتے اپنی پوری طاقت لگا کر اسے خود سے الگ کرنا چاہا لیکن وہ نازک جان اس توانا وجود کا مقابلہ کہاں کر سکتی تھی

جبکہ اسے اپنے کام میں رکاوٹ ڈالتے دیکھ کر ضارب نے اسکا دوسرا ہاتھ بھی پکڑ کر پشت سے لگا دیا تھا------

اور تھوڑا سا جھک کر اسکے دل کے مقام پر اپنے دہکتے لب رکھے------

جس پر وہ تڑپ اٹھی تھی ۔۔۔۔۔۔

پلیز نہیں ،،،،،، ایم سوری پلیز مجھے چھوڑ دیں ۔۔۔۔۔۔

وہ روتے ہوئے اس سے التجا کرتی بولی تھی ۔۔۔۔۔۔

وہ جو اسکے وجود کی نرماہٹ میں کھونے لگا تھا اسکی آواز سن کر اس نے اپنا چہرہ اٹھا کر اسکے چہرے کی طرف دیکھا تھا ۔۔۔۔۔۔

اور ایک نظر اسکے لرزتے گلابی پنکھڑیوں جیسے ہونٹوں کو دیکھتے ہوئے ،،،،، انہیں اپنی شدت بھری گرفت میں لے گیا ۔۔۔۔۔۔

جس سے ابرش کے منہ سے نکلتے باقی کے الفاظ اسکے حلق میں ہی کہیں دب گئے تھے ۔۔۔۔۔۔

اس پر اچھی طرح اپنی وحشت اتار کر اس نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا تھا ۔۔۔۔۔۔

جس پر وہ اپنا توازن برقرار نہیں رکھ سکی تھی ۔۔۔۔۔

لہذا لہرا کر اوندھے منہ فرش گری۔۔۔۔اور زار و قطار رونا شروع ہو گئی

۔۔۔۔۔۔

جبکہ اس کے خوبصورت گھنگریالے بال جو کمر سے بھی نیچے تک آتے تھے

،،،،،،اسکے وجود کے ساتھ چہرے کو بھی مکمل چھپا گئے۔۔۔۔۔

ہمارے خیال سے اب آپکو اچھی طرح سمجھ آگیا ہوگا کہ فائدہ اٹھانا کسے کہتے ہیں

۔۔۔۔۔۔

آئندہ ہمارے سامنے اپنا منہ کھولنے سے پہلے ہزار بار سوچیے گا،،،،،،،ورنہ اس بار تو ہم نے آپ کو چھوڑ دیا ہے۔۔۔۔۔

اگلی بار آپ کا حشر بگاڑ دیں گے۔۔۔۔

نا پھر آپ کا رونا کام آئے گا،،،،،اور نا ہی آپکی التجائیں۔۔۔۔۔

اپنی جیب سے سگریٹ نکال کر اسے سلگاتے ہوئے،،،،،،اس کے پاس گھٹنے کے بل بیٹھتے۔۔۔۔

اسے بالوں سے پکڑ کر اسکا رخ پلٹتے اسکے چہرہ اپنے چہرے کے قریب کرتے وہ وارننگ دیتے ہوئے کاٹدار لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔

جس سے اسکے آنسوؤں میں اور روانی آئی تھی ۔۔۔۔۔

جبکہ ضارب کی نظریں ابرش کے کانپتے لرزتے گلابی ہونٹوں پر ٹھری خون کی ننھی بوند پر اٹک گئی تھیں،،،،،

جو اسکی بے رحمی دکھانے پر اس کے ہونٹوں پر آئے کٹ سے نکل رہا تھا

۔۔۔۔۔۔

جسے وہ ایک پل کیلئے دیکھنے کے بعد جھکتے ہوئے نرمی سے سمیٹ گیا۔۔۔۔

اور پھر ایسے ہی بنا اس سے الگ ہوئے اسکی ٹھوڑی پر لب رکھتا ہوا نرمی سے اسکی گردن میں جھک کر مسیحائی کرنے لگا۔۔۔۔

جہاں اسکی شدتوں سے اب سرخ دھبے بن گئے تھے۔۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی اتنی نرمی اور نرم گرم لمس سے ابرش کے وجود میں برقی لہریں سی دوڑنے لگی تھیں۔۔۔۔۔۔

جس پر وہ اپنی آنکھیں سختی بند کر گئی تھی۔۔۔۔

اور پھر اسکی گردن سے سر اٹھا کر اسے اپنے بازوؤں میں اٹھاتا بیڈ پر لے آیا تھا

۔۔۔۔

اور اسے نرمی سے اس پر ڈالتے اسکے لرزتے کانپتے وجود کو دیکھتے ہوئے اٹھنے لگا

،،،،،

جب ابرش چیخ اٹھی تھی۔۔۔۔۔

کیونکہ اس کے بال جو کھلے ہوئے تھے اسکی شرٹ کے بٹن میں الجھ گئے تھے

۔۔۔

اور اسکے ایسے اٹھنے سے اسے تکلیف ہوئی تھی۔۔۔۔

جس پر وہ دوبارہ اس پر جھک گیا۔۔۔۔۔

اور ابرش جو اپنے کانپتے ہاتھوں سے اپنے بالوں کو نکالنے کی کوشش کر رہی تھی

۔۔۔۔

اسے ناکام ہوتے دیکھ ،،،،، نرمی سے خود بال نکالنے لگا۔۔۔۔

جبکہ اسکے اتنے قریب ہونے پر اسکے مہکتے وجود کی خوشبو اسے دوبارہ اپنی طرف کھینچنے لگی تھی۔۔۔۔۔

جس پر وہ بہکتا نرمی سے اسکے گلابی گال کو اپنے ہونٹوں سے چھو گیا۔۔۔۔۔۔

جبکہ وہ اسکے نرم گرم ہونٹوں اور مونچھوں کے چبھتے لمس پر اسکے چہرے کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

جس پر ڈھونڈنے سے بھی غصے کا کوئی نام ونشان نہیں تھا۔۔۔۔۔۔

جبکہ اسکے ایسے دیکھنے پر وہ اسکی آنکھوں کو باری باری نرمی سے چھوتے۔۔۔۔۔

اسکے الجھے بالوں کو اپنے بٹن سے آزاد کرتے ہوئے۔۔۔۔۔۔

تھوڑا سا جھک کر اسکے نچلے ہونٹ کو ایک بار پھر اپنے لمس سے بھگوتے اس پر کنفرٹ درست کرتا۔۔۔۔۔

بنا کوئی بات کیے ہی اٹھ کر چلا گیا تھا۔۔۔۔۔

لیکن جاتے ہوئے کمرے کی لائٹ آف کرنا نہیں بھولا تھا۔۔۔۔۔

اور پیچھے ابرش کیلئے سوچوں کے کیے دروازے کھول گیا تھا۔۔۔۔۔۔

جو اسکے پل میں بدلتے روپ کو دیکھتے ابھی تک حیران تھی۔۔۔۔۔۔۔

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا،،،،،،اسکا کونسا روپ اصلی تھا،،،،،،،کبھی وہ نہایت رحم دل لگتا تھا،،،،،اور کبھی حد سے زیادہ ظالم۔۔۔۔۔۔

وہ اسکے کس روپ پر یقین کرے اور کس پر نہیں اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا

۔۔۔۔۔

اس کی زندگی عجیب دوہرائے پر آ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

جس پر اسے کس طرف جانا تھا،،،،،اسے کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ پر سکون سی شاور لے کر ایزی کپڑوں میں گنگناتی ہوئی باہر آئی تھی۔۔۔۔۔

اور آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر ڈرائیر سے اپنے بال سکھانے لگی۔۔۔۔۔۔

جب وہ بنا ناک کیے ہی اچانک دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

ایہانے اپنی نظریں اٹھا کر آئینے میں ہی آنے والی ہستی کو دیکھا تھا،،،،، جس سے اسکی سنہری کانچ سی آنکھیں سیدھا جا کر اوشن بلیو آئز سے ٹکرائی تھیں

۔۔۔۔۔۔۔

جبکہ وہ آئینے میں نظر آتے اسکے عکس کو دیکھتے ایک پل کیلئے مبہوت ہوا تھا

۔۔۔۔۔۔۔

واسم اپنے کزنز اور دوستوں کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔

جب زارون نے اس تک عظمی بیگم کا پیغام پہنچایا تھا۔۔۔۔۔۔

کہ وہ آکر اپنی دلہن کا چہرہ دیکھ لے اور اسے اس دس گز لمبے گھونگھٹ سے آزادی دلوادے۔۔۔۔۔۔

عظمی بیگم کے سادہ سے پیغام کو زارون نے ایسے بیان کیا تھا۔۔۔۔

کہ پورے لاؤنج میں قہقہے ابل پڑے تھے۔۔۔۔۔۔

ساتھ ہی کزنز نے اسے چھیڑنا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔

البتہ ان سب کی باتوں پر اس نے صرف مسکرانے پر ہی اتفاق کیا تھا۔۔۔۔۔۔

یہاں یہ سب اکٹھے رونق لگائے بیٹھے تھے وہی ضارب شاہ بہت پہلے ہی ان سب سے معذرت کرتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔

جس کا ان لوگوں نے کچھ اور ہی مطلب نکالا تھا۔۔۔۔۔۔

لیکن اصل حقیقت میں اسے زیادہ شور شرابے اور فضول کی ہنسی مذاق کی محفل میں بیٹھنا پسند نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔

کیونکہ وہ بہت ہی سنجیدہ بندہ تھا۔۔۔۔۔۔

اور ایسی چیزیں اسے پسند نہیں تھیں۔۔۔۔۔

پسند تو واسم شاہ کو بھی نہیں تھیں،،،،، لیکن وہ میزبانی نبھانے کیلئے مروت میں بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔

لیکن زارون کے اس پیغام پر اس نے سکھ کا سانس لیتے ہوئے فوراً وہاں سے اٹھنے کی کی۔۔۔۔۔۔

جس پر ایک بار پھر سب نے زبردست ہوٹنگ کی تھی۔۔۔۔۔۔

ارے دلہے میاں اتنی جلدی بھی کیا ہے۔۔۔۔۔ کچھ دیر اور بیٹھ جاتے ہمارے ساتھ،،،،، بھابھی کا گھونگھٹ بعد میں اٹھا لینا۔۔۔۔۔۔

جہاں انہوں نے اتنا ٹائم انتظار کیا ہے۔۔۔۔۔ وہاں کچھ دیر اور کر لیں گی

۔۔۔۔۔

اسکے اٹھنے پر ایک کزن نے جملہ کسا تھا۔۔۔۔۔ جس پر سب نے مشترکہ قہقہہ لگایا۔۔۔۔۔۔

لیکن مجھے فضول میں کسی کو بھی انتظار کروانا پسند نہیں۔۔۔۔۔

ویسے بھی ایسے نیک کام جتنی جلدی ہو جائیں اتنا ہی بہتر ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔

وہ بھی اس کی طرف دیکھتے سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔۔۔۔۔

جس پر محفل ایک بار پھر زعفران ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

البتہ اسکے چہرے پر کہیں ڈھونڈنے سے بھی مسکراہٹ کی شبہ تک نہیں تھی

اس کے بعد بنا کسی کی بات سنے وہ وہاں سے چلا آیا تھا۔۔۔۔

جبکہ پیچھے انہوں نے زارون کو پکڑ لیا تھا۔۔۔۔

اور سناؤ چھوٹے میاں تمہارے کیا ارادے ہیں۔۔۔۔۔

کس بارے میں بھائی ؟؟؟؟ وہ انکے سوال کے جواب میں سوال گو ہوا تھا

شادی کے بارے میں،،،،، تم کب ہمیں اپنی نکاح کے چھوارے کھلا رہے ہو

جس پر ایک پل کیلئے زارون کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔۔اور وہ شرما کر اپنا چہرہ جھکا گیا۔۔۔۔

جبکہ اسے ایسے لڑکیوں کی طرح شرماتے دیکھ سب نے قہقہہ لگایا تھا۔۔۔۔

ارے بتاؤ بھی یار،،،،، شرما بعد میں لینا۔۔۔۔

میں اس بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔۔۔۔۔ یہ تو گھر کے بڑے ہی فیصلہ کریں گے۔۔۔۔۔

وہ انکی بات پر مسکرا کر گویا ہوا۔۔۔۔

لیکن پھر بھی کچھ تو سوچا ہو گا۔۔۔۔

کوئی لڑکی وڑکی پسند کی جا نہیں۔۔۔۔۔ اگر کی ہے تو ہمیں بتا دو ہم دادا سائیں سے بات کر کے ضارب اور واسم کے ساتھ تمہاری بھی شادی کروادیں گے ۔۔۔۔۔۔۔

جس پر سب نے انکی تائید میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

جبکہ انکی بات پر زارون کی آنکھوں کے سامنے زرمینے کا خوبصورت سراپا لہرایا تھا۔۔۔۔

جس کی وجہ سے اس کے لب مسکرائے۔۔۔۔

اور سب نے اسکی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔۔

ہم تو یہ بات ہے۔۔۔بتاؤ کون ہے وہ لڑکی جو ہمارے چھوٹے شہزادے کے دل میں بستی ہے۔۔۔۔

ارے کونسی لڑکی کیسی لڑکی بھائی ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔آپکو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔۔

وہ انکی بات پر ہوش میں آتے اپنی بے خودی پر خود کو کوستا انہیں یقین دلانے لگا تھا۔۔۔۔

نہیں کچھ تو بات ہے،،،، جو تم ایسے بیٹھے بیٹھے خیالوں میں کسی کو تصور کر کے مسکرا رہے تھے۔۔۔۔۔

اب تم ہمیں سچ بتاتے ہو یا تایا سائیں سے تمہاری شکایت لگائی جائے۔۔۔۔

کہ آپ کا بیٹا کسی لڑکی کے چکروں میں پڑ کر اپنی پڑھائی پر دھیان نہیں دیتا

۔۔۔۔۔

اس سے آگے وہ تم سے خود اگلوالیں گے۔۔۔۔

جبکہ ارمغان شاہ کے ذکر پر اسکا چہرہ لٹھے کی مانند سفید ہوا تھا۔۔۔

خدا کا نام لیں بھائی ایسی کوئی بات نہیں ہے،،،،،،اور پلیز ڈیڈ سے کوئی ایسی ویسی بات مت کیجئے گا۔۔۔۔۔۔

وہ تو میری چمڑی ادھیڑ دے گے۔۔۔۔۔

وہ انکی طرف دیکھتا التجائی لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔۔۔

جس پر وہ نفی میں سر ہلاتے مسکرائے تھے۔۔۔۔۔

جبکہ زارون اس وقت کو کوس رہا تھا،،،،،،جب وہ عظمی بیگم کا پیغام واسم کیلئے لے کر آیا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ خود تو ان سب کا منہ بند کر کے اٹھ کر چلا گیا۔۔۔۔۔

لیکن پیچھے اسے پھنسا گیا تھا۔۔۔۔۔۔

اصل میں اسے اپنے بڑے بھائی کا مذاق بنانے کی سزا مل رہی تھی۔۔۔۔۔

اب تو بس وہ دعا ہی کر سکتا تھا کہ یہ لوگ بابا سائیں سے کچھ نا کہیں ورنہ انکی ہاتھوں ہونے والی اسکی دھلائی سے اسے کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔۔۔۔۔۔

-------------------❤-----------------

واسم ان سب کی باتوں کو سوچتے ہوئے نفی میں سر ہلاتا۔۔۔۔۔۔ابیہا کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔

دروازہ ناک کرنے کا تکلف اس نے نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔

کیونکہ اس کے مطابق یہ لڑکی اب اسکی ملکیت تھی۔۔۔۔۔

جس پر وہ جس مرضی طریقے سے چاہے حق جتا سکتا تھا۔۔۔۔۔۔

اصل میں وہ اس لڑکی کی بے بسی انجوائے کرنے کیلئے آیا تھا،،،،،اس سے پوچھنے کہ جس پر تم تھوکنا پسند نہیں کرتی تھی۔۔۔۔

اس کے انتظار میں ابھی گھونگھٹ اوڑھے بیٹھ کر کیسا لگ رہا ہے۔۔۔۔۔

وہ اسکا مذاق بنانے کیلیئے آیا تھا،،،،، ورنہ اسے اس رشتے اور لڑکی سے کوئی سروکار نہیں تھا۔۔۔۔۔۔

لیکن کمرے میں داخل ہوتے اسے الگ ہی نظارہ دیکھنے کو ملا تھا۔۔۔۔۔۔

آئینے میں نظر آتا کالے کپڑوں میں اسکا دودھیا وجود چاندی کی طرح دمک رہا تھا ۔۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے وہ ایک پل کیلیئے مبہوت ہوا تھا،،،،،، لیکن یہ صرف ایک پل کیلیئے ہی تھا دوسرے ہی پل وہ اپنے روپ میں واپس آتے اس لڑکی کی ہمت پر ایک آئی بر وداد میں اٹھا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

جو اسکا انتظار کرنے کے بجائے،،،،، فریش سی آئینے کے سامنے کھڑی گنگنا رہی تھی۔۔۔۔۔

آخر اس پر جتانا کیا چاہتی تھی،،،،، کہ اسکی نظر میں واسم شاہ کی کوئی ویلیو نہیں ہے۔۔۔۔۔

جبکہ ایہا واسم کے یوں اچانک کمرے میں آ جانے سے حیران کھڑی تھی

کیونکہ اس کے مطابق اس نے جتنی اسکی بیعزتی کی تھی،،،،،، وہ انا اور غرور کا مارا ہوا شخص کبھی اس کے پاس نہیں آتا-----

اس لیے وہ ریلکس سی فریش ہو کر سونے کیلئے لیٹنے لگی تھی------

لیکن اچانک اسے اپنے روم میں دیکھ کر اسے اپنے گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئی تھیں--------

آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟؟؟؟؟

اس نے پلٹ کر اسکے چہرے کی طرف دیکھتے حیرت سے سوال کیا تھا-------

کیوں تمہیں نہیں پتا میں یہاں کیا کرنے آیا ہوں،،،،،،، وہ ایک ہاتھ سے دروازہ اندر سے بند کرتا اپنی گہری سمندر جیسی نیلی آنکھیں اسکے چہرے پر ٹکاتے ہوئے بولا------

جس پر ایہا نے دانت پیسے تھے------

نہیں مجھے نہیں پتا اور نا ہی مجھے جاننے میں کوئی انٹرسٹ ہے تو برائے کرم آپ یہاں سے جا سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔

وہ انتہائی بے مروتی سے اس کے منہ پر ہی اسے کمرے سے باہر جانے کا بولتی دوبارہ سے اپنے بال سکھانے لگی تھی۔۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی بدتمیزی پر واسم نے اشتعال سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں،،،،،، وہ اگر چاہتا تو ایک منٹ میں اسکا دماغ ٹھکانے لگا سکتا تھا۔۔۔۔۔۔

لیکن فلحال اپنے غصے پر ضبط کے بندھن باندھ گیا۔۔۔۔۔۔

پھر اسکی نظریں اسکے بھیگے بالوں اور کمر پر پڑی تھیں جسے دیکھتے وہ دلکشی سے مسکرایا تھا۔۔۔۔۔۔

اور بھاری قدم لیتا وہاں رکھے صوفے پر شان سے براجمان ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔

چلا جاؤنگا اتنی جلدی بھی کیا ہے،،،،، پہلے وہ کام تو کر لوں جس کیلئے یہاں آیا ہوں۔۔۔۔۔۔۔

کونسا کام ؟؟؟؟

جبکہ اسکی بات پر وہ حیران ہوتے سوال گو ہوئی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب تم اتنا دور کھڑے ہو کر پوچھوں گی تو کیسے بتاؤں گا مسز تھوڑا قریب آئیں پھر بتاتا ہوں۔۔۔۔۔

جبکہ ایسا تو اسکے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر ہی جل بھن گئی تھی۔۔۔۔

اس نے جان بوجھ کر اس سے بد تمیزی سے بات کی تھی تا کہ وہ غصے میں آکر وہاں سے چلا جائے،،،،، لیکن وہ تو اب پہلے سے بھی زیادہ ریلکس بیٹھا مسکرا رہا تھا۔۔۔۔۔

اوپر سے اسکا بلانے کا انداز اور آنکھوں میں جو پیغام تھا آخر وہ اسے سمجھ کیا رہا تھا اسکے حکم کی غلام یا پھر اسکی باندی جو اسکی جی حضوری کرتی ہوئی جا کر اسکی بانھوں میں سما جاتی۔۔۔۔

منہ نا توڑ دے وہ اسکا۔۔۔۔۔۔

نہیں رہنے دیں مجھے کوئی شوق نہیں ہے آپکے فضول کاموں کے بارے جاننے کا اور نا ہی کوئی تجسّس۔۔۔۔۔۔

تو پلیز آپ یہاں سے تشریف لے جا سکتے ہیں۔۔۔۔۔

وہ اسکی طرف دیکھتی سپاٹ لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔۔۔۔

آخر تم مجھے بار بار کمرے سے جانے کا کیوں بول رہی ہو،،،،،، کیا تمھیں یہاں میری موجودگی سے کہیں ڈر تو نہیں لگ رہا۔۔۔۔۔۔

وہ صوفے سے اٹھ کر اسکی طرف بڑھتا استہزائیہ بولا۔۔۔۔۔۔

جبکہ اس کی بات پر تو ایپھا کو پتنگے ہی لگ گئے،،،،،، ایپھا ڈر جائے وہ بھی اس ڈریگن سے ناممکن،،،،،،

یہ آپکی سب سے بڑی غلط فہمی کہ میں آپ سے ڈر رہی ہوں،،،،،، آپکی یہاں موجودگی سے میری جوتی کو بھی فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔۔۔

سردار ضارب شاہ کی بہن کسی چیز سے نہیں ڈرتی۔۔۔۔۔

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اکھڑتی بولی،،،،،، جبکہ اسکی بات پر واسم کے لب مسکرائے تھے۔۔۔۔۔۔

اور وہ جو اس سے چند قدم کی دوری پر کھڑا تھا دو قدم اور لیتا بالکل اسکے قریب آ گیا جس سے ان کے درمیان کا فاصلہ صرف ایک ہاتھ تک کا رہ گیا۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے ہوئے ایہا نے اپنے قدم پیچھے کی طرف اٹھائے تھے۔۔۔۔۔۔

اور اس سے واسم کی مسکراہٹ اور گہری ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

دیکھیں آپکو جو بات کرنی ہے پیچھے رہ کر کریں۔۔۔۔۔۔

وہ اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر اپنے لہجے کو مظبوط کرتی بولی۔۔۔۔۔۔

جس کا واسم نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا تھا اور ایسے ہی خاموشی سے آگے بڑھتا رہا۔۔۔۔۔۔

حتی کہ پیچھے ہوتے ہوتے ایہا کی پشت دیوار کے ساتھ لگ گئی۔۔۔۔۔۔

جس پر وہ بھی اس سے ایک قدم کے فاصلے پر رک گیا۔۔۔۔۔ اور غور سے اسکے حسین چہرے کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

البتہ لبوں سے ابھی بھی کچھ نہیں بولا۔۔۔۔

دوسری طرف ایہا کو اس کے ایسے دیکھنے سے اب الجھن ہونے لگی تھی

۔۔۔۔۔۔

آپ ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں میری طرف؟؟؟؟؟؟

اسکی اتنی نزدیکی پر ایہا کی دھڑکنیں اب شور مچانے لگی تھیں،،،،،،

جبکہ ہاتھ پاؤں لرزنے لگے تھے لیکن پھر بھی اپنے آپ کو مظبوط ظاہر کرتے ہوئے سوال گو ہوئی۔۔۔۔۔

بس میں دیکھنا چاہ رہا تھا کہ اس چہرے میں ایسی کیا بات ہے،،،،،، جو مجھے بار بار اس چہرے کو دیکھنے کیلئے کہا جا رہا تھا۔۔۔۔۔

لیکن مجھے تو کچھ بھی ایسا نظر نہیں آ رہا جو کہ خاص ہو۔۔۔۔۔۔

یہ چہرہ تو میں بچپن سے دیکھتا آ رہا ہوں کچھ بھی تو نہیں بدلہ۔۔۔۔۔۔

اس نے اسکے سامنے تو بول دیا تھا ایسے لیکن یہ تو اسکا دل ہی جانتا تھا کہ آج ایسا کیا خاص نظر آیا تھا۔۔۔۔۔۔

اسے اسکے چہرے میں جسے دیکھتے ہوئے اسکی ایک ہارٹ بیٹ مس ہوئی تھی

یہ سچ تھا کہ یہ چہرہ اس نے پہلے بھی دیکھا تھا لیکن کبھی غور نہیں کیا،،،،،،

اور آج غور کرنے پر جو بات اسے پتا چلی تھی،،،،،،،اس نے اس کے احساسات یکدم بدل دیئے تھے۔۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف اسکے یہ الفاظ ابیہا کو سراسر اپنی توہین لگے۔۔۔۔۔۔

جس سے پل میں اسکے چہرے کا رنگ متغیر ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

اچھا تو یہ بات آپ مجھے دور رہ کر بھی بتا سکتے ہیں،،،،،،اس کیلئے میرے خیال میں آپکو میرے قریب آنے کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔۔۔۔

وہ اسکی بات پر جل کر غصے سے بولی تھی۔۔۔۔۔۔

جبکہ اسکے غصے پر واسم نے بمشکل اپنی چہرے پر در آنے والی مسکراہٹ کو روکا تھا

جبکہ اپنی ذرا سی نزدیکی پر اسکا لرزنا بھی محسوس کر چکا تھا،،،،،

چہ چہ چہ کسی سے نا ڈرنے والی سردار ضارب شاہ کی بہن میری ذرا سی قربت پر گھبرا گئی۔۔۔۔۔۔

وہ اسکے ریشمی بھیگے بالوں کو اسکے چہرے سے ہٹاتے تھوڑا اور قریب ہوتا سردار ضارب شاہ کی بہن پر زور دیتا استہزائیہ سرگوشی میں بولا۔۔۔۔۔۔

اور ساتھ ہی اسی ہاتھ کے انگوٹھے سے اسکے لبوں پر ٹھہریں پانی کی شبنمی بوندوں کو بڑی توجہ کے ساتھ چننے لگا تھا۔۔۔۔۔

اسکے لمس پر ابیہا کے وجود میں ایک برقی لہر سی دوڑ گئی جبکہ اسکی سانسوں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کر کے اسکے گلابی گال تپنے لگے تھے۔۔۔۔۔

آخر وہ اس کے ساتھ کرنا کیا چاہ رہا تھا،،،،، یوں ایسے پہلے اپنے لفظوں سے اسے ذلیل کر رہا تھا۔۔۔۔

اور دوسرے ہی پل ایسے نرمی سے چھو رہا تھا جیسے انکے درمیان بہت خوشگوار تعلقات ہو۔۔۔۔۔

اور اس سے پہلے کہ وہ کوئی دوسری حرکت انجام دیتا ابیہا نے پوری قوت سے اسکا ہاتھ جھٹکا تھا۔۔۔۔۔

اپنی حد میں رہیں مسٹر واسم شاہ،،،،،، یہ کیا بیہودگی ہے،،،،،، آپکی ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی،،،،،،، اور رہی بات ڈرنے کی وہ بھی آپ سے "

ہنہہ بھول ہے آپکی اتنا کہتے وہ اسکی سائیڈ سے نکلنے لگی۔۔۔۔

جب ایک مظبوط ہاتھ اسکے پہلوں میں حائل ہوا اور یکدم سختی سے اپنی طرف کھینچ گیا جس سے وہ سیدھا اسکے سینے سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔

جبکہ وہ اس اچانک افتاد پر بھوکلا کر اس کے کندھوں کو تھام گئی۔۔۔۔۔

واسم جو اس سے نرم رویہ اختیار کرنے کی کوشش کر رہا تھا،،،،، اسکے ہاتھ جھٹکنے پر طیش میں آتا اپنی سخت گرفت میں لے گیا۔۔۔۔

اصل میں تم نرمی کے لائق نہیں ہو،،،،،، وہ اس کے چہرے کے قریب جھکتے ہوئے غصے سے بولا۔۔۔۔۔۔

اور ایک ہاتھ اسکے سر کے پیچھے بالوں میں پھنساتے اسکا چہرہ اپنے مقابل کیا تھا

جبکہ اسکے ارادوں کو بھانپتے ایہا نفی میں سر ہلاتی اس سے بچنے کی کوشش کرنے لگی تھی ------

خبردار واسم اگر آپ میرے قریب آئے منہ توڑ دوں گی میں آپکا،،،،،،

لیکن دوسری طرف سب اس برق رفتاری سے ہوا کہ اسے سمجھنے کا موقع بھی نہیں دیا-------

ہوش تو تب آیا جب اپنے ہونٹوں پر کسی کی چھبتی مونچھوں اور دہکتے لبوں کا لمس محسوس ہوا-----

اور اس لمس میں اس قدر شدت تھی،،،،،، جسے محسوس کر کے ایہا کی خوبصورت آنکھوں میں آنسو آ گئے-----

جس کے بدلے میں اس نے اپنے تیز ناخن اسکی گردن میں گاڑ دیئے تھے

لیکن واسم کو اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑا تھا،،،،، وہ ہنوز اپنا کام جاری رکھے ہوئے تھا۔۔۔۔۔

بلکہ اسکے عمل میں اور شدت آئی تھی جس پر وہ تڑپ اٹھی تھی۔۔۔۔۔۔

لیکن جب اسے لگا کہ وہ اب بالکل بھی سانس نہیں لے پا رہی تو اس نے گرفت تھوڑی ہلکی کی۔۔۔۔

لیکن اس سے جدا نہیں ہوا بلکہ اسکے لبوں سے لب ملا کہ اسے اپنی سانسیں دینے لگا تھا۔۔۔۔۔۔

جس پر وہ جی بھر کر حیران ہوئی تھی،،،،،، وہ واسم شاہ جو بات بات پہ اسکی تذلیل کرتا تھا۔۔۔۔۔۔

اسے اپنے لائق نہیں سمجھتا تھا،،،،،، وہ اسے ایک پل سانس لینے تک کی مہلت نہیں دے رہا تھا۔۔۔۔۔

اوپر سے اب اسکے عمل میں حد سے زیادہ نرمی آگئی،،،،،،اسکا ہاتھ جس سے اس نے ایہا کے بالوں کو سختی سے پکڑ رکھا تھا،،،،،اب نرمی سے انہیں سہلاتے ہوئے اسکے ریشمی پن کو محسوس کرتے،،،،،

ساتھ ہی دوسرے ہاتھ سے اسکی کمر کو سہلاتے ہوئے اس نے اسے نڈھال کر دیا تھا،،،،،جس کی وجہ سے وہ اپنی تمام تر مزاحمت ترک کرتی اسکے سہارے پر آ گئی تھی۔۔۔۔۔۔

جبکہ اس کو ہتھیار ڈالتے دیکھ وہ مسکراتا دھیرے سے اس سے الگ ہوا تھا

۔۔۔۔۔۔

ایہا جسے لگا تھا اب وہ نہیں بچے گی اسکے آزادی بخشتے ہی اسکے سینے پر سر رکھ کر لمبے لمبے سانس لینے لگی تھی۔۔۔۔۔۔

جب وہ ایک جھٹکے سے اسے بالوں سے پکڑ کر پیچھے کھینچتا اسکی شہہ رگ پر اپنے بھیگے لب رکھ گیا۔۔۔۔۔

اور اپنا نرم گرم لب اور مونچھوں کا شریر چبھتا لمس چھوڑنے لگا۔۔۔۔۔

جبکہ اس کی بے رحمی پر ایہا کے لبوں سے ایک سسکی برآمد ہوئی تھی ۔۔۔۔

چند لمحوں میں ہی وہ اسکی حالت ایسی کر گیا تھا کہ ایہا کا اپنے قدموں پر کھڑا رہنا مشکل ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

اچھی بھلی خنکی کے موسم میں اسکا پورا وجود پسینے سے شرابور تھا۔۔۔۔

جبکہ اسکے دل کی دھڑکن کسی ڈھول کی طرح بج رہی تھی ۔۔۔۔۔

وہ اسکی گردن سے سر اٹھا کر اسکے چہرے کے قریب آتا اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا تھا۔۔۔۔۔

جہاں ہلکی ہلکی نمی اپنی جھلک دکھا رہی تھی ۔۔۔۔۔

بس نکل گیا دم ،،،،، اتنی ہی ہمت تھی تمہارے اندر ،،،،، جب آپکے اندر سہنے کی ہمت نا ہو تو منہ سے بڑی بڑی باتیں نہیں نکالنی چاہیے ۔۔۔۔۔

اسکے چہرے کو قریب سے دیکھتے وہ طنزیہ مسکراتا استہزائیہ لہجے میں بولا تھا

۔۔۔۔۔

پھر اسے ایک جھٹکے سے چھوڑتے پیچھے ہوتا اسکے سانسیں بھرتے سراپے کو گہری نگاہوں سے دیکھنے لگا تھا۔۔۔۔۔

ہمت کی بات نا کریں واسم شاہ وہ میرے اندر بہت ہے،،،،،، بلکہ اپنی حرکت کی طرف توجہ فرمائیں،،،،، میرے ساتھ یوں جانوروں والا سلوک کر کے اپنی مردانگی دکھا کر اگر آپ سمجھ رہیں ہیں کہ آپ مجھے دبا لیں گے۔۔۔۔

یا پھر میں آپ سے ڈر جاؤں گی تو یہ آپکی سب سے بڑی بھول ہے۔۔۔۔۔

وہ پھولی سانسوں کے ساتھ چلاتی ہوئی بولی تھی۔۔۔۔۔

اور ان سب کے درمیان وہ یہ بات بالکل فراموش کر چکی تھی،،،،، کہ وہ زندگی میں پہلی بار کسی مرد کے سامنے اتنی دیر سے بغیر دوپٹے کے کھڑی تھی

۔۔۔۔۔

جس کا پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے واسم شاہ اسکے چہرے کے ساتھ ساتھ سراپے کے حسین خدوخال کو گہرائی سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ ایہا کی بات پر اسکے لب مسکرائے تھے۔۔۔۔۔

جو چیز آسانی سے زیر ہو جائے وہ واسم شاہ کو پسند بھی نہیں،،،،، مسز ایہا واسم شاہ۔۔۔۔۔

وہ اسکے قریب ہوتا معنی خیزی سے بولا تھا۔۔۔۔

اور ساتھ ہی اسکا رخ پلٹ کر اسکا چہرہ آئینے کی طرف کرتے اسے اپنے حصار میں لیتے اسکے بھیگے بال ایک طرف رکھتے اسکی شفاف گردن پر اپنے لب رکھے تھے ۔۔۔۔۔۔

میں تمہاری رگ و جان میں ایسے جنون بن کر اتروں گا،،،،،، کہ ایک ایک سانس لینے سے پہلے تم مجھے پکارو گی۔۔۔۔۔

وہ شدت سے سرگوشی نما آواز میں کہتا اسکی گردن پر ہلکا سا دانتوں کا دباؤ ڈال گیا ۔۔۔۔۔۔۔

جس سے ایہا کے منہ سے ہلکی سی سسکاری نکلی تھی۔۔۔۔

ساتھ ساتھ ہی اسکے روم روم میں برقی لہریں دوڑنے لگی تھیں۔۔۔۔۔۔

جبکہ مدہوش ہوتا اسے یوں ہی نرمی سے چھوتا ہوا اوپر کی طرف بڑھتا اسکی گال پر شدت بھرا بوسہ دے گیا،،،،، جس پر وہ تڑپ کر ایک جھٹکے سے اس کے حصار سے نکلتی فورا دوری بنا گئی۔۔۔۔۔

اپنے خوش فہمیوں کے پہاڑ سے نیچے اتر آئیں واسم شاہ ایسا کچھ نہیں ہونے والا

۔۔۔۔۔

آپ اپنی طاقت کی زور پر میرے وجود کو تو مسل سکتے ہیں لیکن میری دل میں کبھی جگہ نہیں بنا سکتے۔۔۔۔

اور نا ہی کبھی میں آپکو آپکے اس مقصد میں کامیاب ہونے دوں گی۔۔۔۔۔

وہ بھی اپنے چہرے پر زہر خند سی مسکراہٹ سجا کر بولی تھی۔۔۔۔۔

یہ تو وقت ہی بتائے گا،،،،، بہر حال تمہارے پاس صرف ایک ہفتہ ہے جتنے پل آزادی کے جینا چاہتی ہو جی لو۔۔۔۔۔

اسکے بعد جب تم میری دسترس میں آوگی تو ایک ایک سانس کیلئے تمہیں نا تڑپا دیا تو میرا نام بھی واسم شاہ نہیں۔۔۔۔

وہ اسکی بات کے جواب میں جتاتے ہوئے لہجے میں کہتا ایک نظر اسکے لرزتے کانپتے سراپے پر ڈال کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔

جبکہ پیچھے ابیہا گھٹنوں کے بل گرتی اسکی باتوں کو یاد کرتی اپنی قسمت پر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔۔۔۔۔

اور حد تو یہ تھی وہ اپنا یہ درد کسی کے ساتھ بانٹ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔۔

کیونکہ واسم کی حقیقت گھر والوں اور سپیشلی اسکے لالا کو پتا چلتی تو اسکے بعد جو طوفان اٹھنا تھا۔۔۔۔۔

اس نے اپنے ساتھ اس گھر کی تمام خوشیاں بھی بہالے جانی تھیں۔۔۔۔۔۔

_________________♥_____________

ضارب کیا آپکا آج جانا ضروری ہے۔۔۔۔۔

ابھی کل ہی تو نکاح ہوا ہے۔۔۔۔۔ دوسرا شادی میں دن ہی کتنے بچیں ہیں
۔۔۔۔۔

یہ سب کام تو شادی کے بعد بھی ہو سکتے ہیں۔۔۔۔۔

ضارب کی شہر جانے کی بات سن کر دادا سائیں اس سے مخاطب ہوئے تھے
۔۔۔۔۔

جس نے ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھے تمام افراد کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی تھی۔۔۔۔۔

سوائے ایک واسم شاہ کے جو انہماک سے اپنا ناشتہ مکمل کر رہا تھا۔۔۔۔

کیونکہ کسی کے کہیں بھی آنے جانے سے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔۔۔۔

اور سپیشلی ضارب شاہ کے تو بالکل بھی نہیں۔۔۔۔۔

داداسائیں ہمارا جانا بہت ضروری ہے،،،،،

بہت سے ایسے کام ہیں جو ہماری غیر موجودگی کی وجہ سے رکے ہوئے ہیں

۔۔۔۔۔

اور آپ ٹینشن نالیں ہم پوری کوشش کریں گے کہ کل تک واپس آجائیں

۔۔۔۔۔۔

وہ انکے چہرے کی طرف دیکھتے رسانیت سے گویا ہوا تھا۔۔۔۔۔

جس پر ناچاہتے ہوئے بھی انہیں خاموش ہونا پڑا تھا۔۔۔۔

جبکہ اپنا ناشتہ مکمل کرتے واسم سب کو اللہ حافظ کہتا آفس کیلئے روانہ ہو چکا تھا

جس کے جانے کے کچھ دیر بعد ہی ضارب شاہ بھی سب سے ملتا شہر کیلئے نکل گیا

جبکہ دادا سائیں نے اپنے دونوں پوتوں کی شادی میں عدم دلچسپی کو دیکھتے ہوئے ارمغان شاہ کی طرف پریشان نظروں سے دیکھا تھا-----

جنہوں نے انکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے انہیں آنکھوں سے ہی تسلی دی تھی

جس پر وہ پریشان سے نفی میں سر ہلا گئے تھے-----

_______________♥______________

کیا ہے ایسے کیا دیکھ رہی ہوں تم ہم دونوں کی طرف ؟؟؟؟؟؟

زر کو شرارتی نظروں سے خود کو گھورتے دیکھ کر ایبہا چڑ کر بولی تھی۔۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی نظروں کا مفہوم سمجھتے ابرش سر سے لے کر پاؤں تک پوری سرخ ہو چکی تھی۔۔۔۔۔۔

کیا ہے میں نے کچھ کہا ہے تم لوگوں کو جو تم دونوں ایساری ایکٹ کر رہی ہو

۔۔۔۔۔۔

وہ انکی حالت کا حظ اٹھاتے بمشکل اپنی مسکراہٹ چھپاتی بظاہر سیر لیس ہوتے بولی

اور جو تب سے اپنی ان بڑی بڑی بنٹوں جیسی آنکھوں سے ہمیں گھور رہی ہو اسکا

کیا؟؟؟؟؟؟

اس کی بات پر اب کہ ابرش جل کر بولی تھی-----

جس پر کمرے میں زر کا جلترنگ خوشیاں بکھیرتا قہقہہ گونجا تھا------

جبکہ وہ دونوں اسے غصے سے گھورنے لگی تھیں-----

نہیں میں بس دیکھ رہی ہوں نکاح کے بعد میری بہنیں کتنی نکھر گئی ہیں-----

صرف ایک دن میں اتنا فرق تعجب کی بات ہے-----

لگتا ہے میرے بھائیوں کی محبت کا رنگ چڑھ گیا ہے۔۔۔۔۔

وہ انکے خوبصورت چمکتے چہروں کو دیکھتے معنی خیزی سے بولی تھی۔۔۔۔۔

اسکی بات سن کر دونوں کے آنکھوں کے سامنے کل رات کا منظر لہرایا تھا جسے یاد کرتے ابرش پہلے تو گھبرائی لیکن پھر اسکا آخری عمل یاد کرتے ایک بار پھر سرخ ہوئی تھی۔۔۔

جبکہ اسکے برعکس ایہا کا چہرہ اب بالکل سپاٹ ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

کیونکہ واسم شاہ اپنے کافی حد تک نرم رویے کے باوجود بھی اسکے دل میں کوئی نرم گوشہ پیدا نہیں کر سکا تھا۔۔۔۔۔

بلکہ اس کیلئے ایہا کے دل میں بدگمانی کچھ اور بڑھی تھی۔۔۔۔

جبکہ اسکے سپاٹ چہرے کو دیکھتے زر پریشان ہوئی تھی ۔۔۔۔

کیا ہوا ابیا سب کچھ ٹھیک تو ہے ؟؟؟؟؟

کوئی بات ہوئی ہے کیا تم دونوں کے درمیان ؟؟؟؟؟

ہاں نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ،،،،، اسکی بات پر وہ ہوش میں آتی بولی تھی

۔۔۔۔۔

جبکہ ابرش بھی اسکی طرف متوجہ ہو چکی تھی ۔۔۔۔۔

تم کیوں ایسے پوچھ رہی ہو ۔۔۔۔

بس مجھے لگا جیسے آپ پریشان ہو ۔۔۔۔

نہیں پاگل ایسی کوئی بات نہیں،،،،،، وہ اسے یقین دلاتی تسلی آمیز لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔۔

جس پر وہ دونوں مسکرائی تھیں۔۔۔۔۔

اچھا تو ہم کہاں تھے۔۔۔۔۔

آپ نے بتایا نہیں یہ ہمارے لالا کی محبت کا رنگ چڑھا ہے جو صبح صبح ایسے دمک رہی ہیں۔۔۔۔۔

وہ ایک بار پھر شرارت سے گویا ہوئی تھی۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر ایہانے اسکی کمر پر دھپ رسید کی تھی۔۔۔۔۔

ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔۔۔ہم شروع سے پیارے ہیں۔۔۔۔۔

بس تم نے غور آج کیا ہے۔۔۔۔۔

وہ ناک سے مکھی اڑاتی شان بے نیازی سے بولی تھی۔۔۔۔۔۔

جس میں ابرش نے بھی اسکی تائید کی تھی۔۔۔۔۔۔

البتہ ہمیں لگتا ہے تمہیں اشد ضرورت ہے کسی ایسے کی جسکا تم پر نکھار چڑھ سکے

۔۔۔۔۔

وہ آنکھ دبا کر شرارت سے گویا ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

جس پر ابرش ہنسنے لگی تھی۔۔۔۔۔

ہائے کب آئے گا وہ وقت ،،،،،، وہ دل ہاتھ رکھتی بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹ گئی تھی۔۔۔۔۔

جبکہ اس کی دہائی پر کمرے میں ابرش ایہا کہ قہقہے گونج اٹھے تھے۔۔۔۔۔

ہنس لو ہنس لو بد تمیزوں خود تو آرام سے نکاح کروا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

میرا کسی کو بھی خیال نہیں آیا۔۔۔۔

اتنا کہتے اس نے اپنے نا نظر آنے والے نادیدہ آنسو پونچھے تھے۔۔۔۔۔۔

ہم نے تو تمہیں مشورہ دیا تھا اب تمہیں دلہا نہیں پسند تو ہم کیا کر سکتے ہیں

۔۔۔۔۔

ایہا بمشکل اپنی ہنسی روکتی ہوئی بولی۔۔۔۔۔۔

جس پر اس نے برا سا منہ بنایا تھا۔۔۔۔۔

اچھا چھوڑو یہ سب،،،،،، دیکھو میں نے تم لوگوں کیلئے کچھ چیزیں پسند کی ہیں
۔۔۔۔۔۔۔

وہ انکی وہی بات سن کر بحث میں نہیں پڑھنا چاہتی تھی اس لیے بات بدلتی ہوئی بولی۔۔۔۔

جس پر وہ دونوں بھی سب کچھ بھلاتی اس کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گئی تھیں۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نکاح کے فورا بعد ہی حویلی میں شادی کے ہنگامے جاگ اٹھے تھے۔۔۔۔۔

اس لیے وہ سب شاپنگ کرنے کیلئے شہر کے سب سے بڑے مال میں آئی تھیں

۔۔۔۔۔۔

ویسے تو بہت ساری چیزیں انہوں نے آنلائن ہی منگوالی تھیں۔۔۔۔

بس دلہنوں کے بارات ولیمے کے جوڑے اور کچھ ڈریسز وغیرہ رہ گئے تھے

۔۔۔۔۔

جس کیلئے عظمی اور نجمہ بیگم خاص طور پر ابرش ایبہا کو اپنے ساتھ لے کر آئی تھیں۔۔۔۔۔۔

تاکہ وہ اپنی مرضی اور خوشی سے اپنے سب سے خاص دن کیلئے لہنگے وغیرہ پسند کر سکیں۔۔۔۔۔

اور انکے ساتھ سیکیورٹی کیلئے خان آیا تھا۔۔۔۔۔

جسے ضارب نے ان سب کی حفاظت کیلئے خاص طور پر ہدایت دے کر بھیجا تھا

۔۔۔۔۔۔

انکے پیچھے پیچھے آنکھیں جھکا کر چلتا کسی بھی خطرے کیلئے ہر وقت چکنا بلیک پینٹ کوٹ میں ملبوس وہ خوبرو سا نوجوان آس پاس سے گزرتی لڑکیوں کی توجہ اپنی جانب کھینچ رہا تھا۔۔۔۔۔

لیکن اس نے ان سب سے کوئی خاص توجہ نہیں دی تھی ۔۔۔۔

کیونکہ وہ ان سب چیزوں کا پہلے سے عادی تھا۔۔۔۔اور کافی حد تک بے حس بھی اپنے مالک کی طرح ۔۔۔۔۔

وہ سب مال کی سیکنڈ فلور پر بنی سب سے بڑی شاپ میں داخل ہو گئی تھیں۔۔۔۔

جہاں شادی پر پہننے کیلیئے دنیا کے بیسٹ ڈیزائنر کے کپڑے موجود تھے۔۔۔۔۔

جب شاپ میں داخل ہوتے ہی ابرش کی نظر سامنے ڈمی پر لگے خوبصورت مہرون اور گولڈن امتزاج کے لہنگے پر پڑی تھی۔۔۔۔۔۔

جسکے بارڈر پر خوبصورت زرک اور بھاری ڈائمنڈ کا کام تھا،،،،، جو دیکھنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا۔۔۔۔۔

اور اس نے اسے ایک نظر دیکھتے ہی ابیہا کیلیئے فائنل کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔

کیونکہ اسے پتا تھا کہ اس میں اسکی جان سے پیاری بہن کوئی چاند کا ٹکڑا لگے گی۔۔۔۔۔

گھر سے نکلتے وقت ان تینوں نے ڈیسائیڈ کیا تھا کہ شادی والے دن یہ لہنگے ابیہا ابرش ایک دوسرے کی پسند کا پہنے گے۔۔۔۔۔

جبکہ ولیمے کیلیئے انکا جوڑا ازر پسند کرے گی۔۔۔۔۔

اور ابیہا کے ساتھ ساتھ باقی سب کو بھی یہ لہنگا بہت پسند آیا تھا۔۔۔۔
جسے فائنل کرتے ہوئے انہوں نے اسے پیک کرنے کا کہہ دیا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ انہیں لہنگا کس سائز میں چاہیے وہ وہاں موجود سیل گرل کو پہلے ہی بتا چکی تھیں۔۔۔۔

اس کے بعد انہوں نے سب کیلئے ہی مختلف ڈریسز لیے تھے۔۔۔۔۔

اور اسکے بعد میچنگ جیولری سینڈلز اور دوسری ضرورت کی اشیاء لینے میں انہیں تقریبا چار سے پانچ گھنٹے اور لگ گئے تھے۔۔۔۔۔

لیکن ابھی کچھ چیزیں باقی تھیں۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف مال میں ادھر سے ادھر گھوم گھوم کر زر کو اب سخت بھوک لگ گئی تھی۔۔۔۔۔

جس پر عظمی اور نجمہ بیگم سے اجازت لے کر فوڈ کارٹ کی طرف بڑھ گئی تھی

۔۔۔۔۔

جس کیلئے اسے اکیلے آنے کی اجازت بالکل نہیں ملی تھی اس لیے ایہا اسکے ساتھ آئی تھی۔۔۔۔۔۔

انہوں نے تو ابرش کو بھی بلایا تھا لیکن اس نے کچھ بھی کھانے پینے سے انکار کر دیا تھا۔۔۔۔
کیونکہ اسے اپنے طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔۔۔۔

دوسرا وہ کھانے پینے کے معاملے میں ویسے بھی چور تھی۔۔۔۔جو کھانا بھی ایسے کھاتی تھی جیسے چڑیا دانا چگ رہی ہو۔۔۔۔

اس کی صحت اور اس عادت کو لے کر اماں سائیں بہت فکرمند رہتی تھیں

۔۔۔۔۔۔۔

ایسی حالت میں جب وہ خود کا خیال ٹھیک سے نہیں رکھ سکتی،،،،،، تو ہونے والے شوہر کے کام کیسے کرے گی۔۔۔۔۔

جس پر عظمی اور نجمہ بیگم مسکرا دیتی تھی کہ آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابھی وہ لوگ بیٹھی فرائز کے ساتھ کولڈ ڈرنک انجوائے کر رہی تھیں۔۔۔۔۔
جب ایک بد تمیز لڑکا جان بوجھ کر ابیہا کی کرسی کے ساتھ ٹکرایا تھا۔۔۔۔۔

جس سے اسکے ہاتھ میں پکڑی ڈرنک چھلک کر اسکے کپڑوں پر گری تھی

۔۔۔۔۔

اور وہ فورا کھڑی ہو کر اسے صاف کرنے لگی۔۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف وہ معذرت کرتے ہوئے ایسے بن گیا جیسے یہ حرکت اس نے غلطی سے انجام دی ہو۔۔۔۔۔

لیکن زر جس نے غور سے دیکھا تھا کہ اس نے یہ سب جان بوجھ کر کیا ہے ابھی آگے بڑھ کر اس کا دماغ ٹھکانے لگاتی۔۔۔۔۔

لیکن ایہا اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے آنکھ کے اشارے سے منع کر دیا تھا۔۔۔

اور اس لڑکے کو جانے کا بولا۔۔۔۔۔

جس پر وہ صرف اپنی مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی۔۔۔۔۔

جبکہ جاتے ہوئے اس لڑکے کے چہرے پر مکروہ مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔۔

یہ ایسے صاف نہیں ہو گا چلو واشروم چلتے ہیں وہاں پانی سے اچھے سے صاف کر لینا ورنہ داغ چھوڑ جائے گا۔۔۔۔۔

ابیہا جو کولڈ ڈرنک کو ٹشو سے صاف کر رہی تھی اس کی بات پر سر ہلاتی اس کے ساتھ واشروم کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔

---------------♥-------------

وہ کھڑی ابھی ابیھا کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔۔

جب اسے کچھ غیر معمولی سا محسوس ہوا تھا۔۔۔۔۔

ایسا لگا جیسے اسکے پیچھے سے کوئی تیزی سے گزرا تھا،،،،، لیکن جب اس نے مڑ کر دیکھا تو وہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔۔

لیکن پھر اسکی نظر اپنے پیچھے موجود پلر کی اوٹ میں بلیک گلووز میں موجود ہاتھ پر پڑی تھی۔۔۔۔

لیکن جہاں وہ کھڑی تھی،،،،، وہاں سے اسے سہی سے کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔۔۔

پھر تجسّس کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ اس طرف بڑھی لیکن جب وہاں پہنچ کر سامنے موجود منظر کو دیکھا۔۔۔۔

تو اس نے بمشکل اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے نکلنے والی چیخ کو روکا تھا۔۔۔۔۔۔

کیونکہ سامنے موجود شخص کوئی اور نہیں بلکہ اسی دن والا درندہ تھا،،،،،، جو آج بھی فرصت سے اپنی دردنگی انجام دے رہا تھا۔۔۔۔۔۔

اور اس بات کا یقین اسے اسکے ہاتھ میں اس دن والا چا*قو دیکھ کر ہو گیا تھا

۔۔۔۔۔۔

اس نے اپنے شکار کے پیٹ میں اتنی بار چا*قو کے ساتھ وار کیا تھا کہ خو*ن کے ساتھ ساتھ اس آدمی کے پیٹ کے عضاء بھی باہر نکل آئے تھے۔۔۔۔۔ جسے دیکھتے اسے خوف کے ساتھ ساتھ ابکائی بھی آئی تھی۔۔۔۔۔

پھر وہ اسے ایک جھٹکے سے چھوڑتا پیچھے اسکی طرف پلٹا تھا،،،،، کیونکہ وہ اپنے کام میں مصروف ہونے کے باوجود اپنے پیچھے اسکی موجودگی محسوس کر چکا تھا ـــــ

ابھی وہ کچھ سمجھتی اس سے پہلے ہی وہ تیز رفتاری سے چا* قو لے کر اسکی طرف بڑھا تھا،،،،، زر کو لگا کہ آج اسکا اس دنیا میں آخری دن ہے ـــــ

جس سے اسکے ہاتھ پیر کانپنے لگے تھے،،،،، اور وہ سختی سے اپنی آنکھیں بند کر گئی ـــــ

لیکن کچھ دیر بعد بھی اسے جب کوئی درد محسوس نہیں ہوا تو اس نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولیں تھیں ـــــ

اور بالکل اپنے پیچھے ایک آدمی کو کھڑے پایا جسکے دل کے مقام پر وہ اپنا چا*قو گاڑ چکا تھا۔۔۔۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اس آدمی پر چا*قو کے تین سے چار وار دیگر بادیگر اس رفتار سے کیے کہ سامنے والے کو سانس لینے کا بھی موقع نہیں ملا،،،،

اور وہ لہرا کر نیچے زمین پر گرا۔۔۔۔۔

جبکہ یہ سب دیکھتے زر کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ چکا تھا۔۔۔۔

ان سب سے فارغ ہو کر وہ ابھی رخ پلٹ کر اسکی طرف متوجہ ہوا تھا،،،،،

جب ایک آدمی اسکا دھیان بھٹکنے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس پر حملہ آور ہوا تھا

۔۔۔۔۔

جس کی وجہ سے اسکے کندھے پر گہرا ز*خم آیا تھا۔۔۔۔

اور پل میں اسکی بلیک ہڈی اسکے خو*ن سے تر ہو گئی۔۔۔۔۔۔ لیکن اس کے منہ سے ایک سسکاری تک نہیں نکلی تھی۔۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے زر بہت حیران ہوئی۔۔۔۔۔

اسے شک سا ہوا کہ یہ انسان بھی ہے یا نہیں۔۔۔۔۔۔

اس نے اسی ز*خمی کندھے کے بل گھومتے ہوئے چ*قو سیدھا اسکی گردن کے آر پار کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

جس سے اس آدمی کی آنکھیں ابل کر باہر آگئی تھیں۔۔۔۔

جبکہ اسکی گردن سے خو*ن تواتر سے بہنے لگا تھا۔۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے ابھی زر کے منہ سے چیخ برآمد ہوتی اسی پل بلیک گلووز میں موجود ایک مظبوط ہاتھ اسکے لبوں پر آتا اسے اسکے حلق میں روک گیا۔۔۔۔

جبکہ اسکا دوسرا خو*ن سے سنہ چا* قو والا ہاتھ اس برق رفتاری سے اس کی کمر میں حائل ہوا کہ زر کو کچھ سمجھنے کا موقع نہیں ملا تھا۔۔۔۔

اور وہ اسے ایک جھٹکے سے اٹھاتے ہوئے قدرے تاریکی والی جگہ پر لے آیا تھا

۔۔۔۔۔

جہاں کم از کم انہیں کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔۔

اوران سب کے دوران زرجو سخت مزاحمت کررہی تھی اسے ایک جھٹکے سے چھوڑ کر دیوار سے لگاتے اسکے چہرے سے ہاتھ ہٹاتے وہ چا* قواسکے لبوں پر رکھا تھا۔۔۔۔

جس سے وہ ڈرتے ہوئے اپنی سانسیں تک روک گئی تھی۔۔۔۔

اوراپنی پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔۔۔

جہاں آج بھی پہلے دن کی طرح وحشت اور جنون رقم تھا۔۔۔۔۔

جبکہ باقی اس کا چہرہ ماسک کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔۔۔۔۔

میرا پیچھا کررہی تھی تم؟؟؟؟؟؟

وہ اسکے ڈرے سہمے چہرے کی طرف دیکھتا ہوا وحشت زدہ لہجے میں سوال گو ہوا تھا

جبکہ اسکی بات پر وہ حیرانی سے اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی تھی------

نہ،،،،،،، نہی،،،،،،، نہیں می،،،،، میں ت،،،،،، تو،،،،،،

اپنے لبوں خو*ن لگے تیز دھار چا*قو کو محسوس کر کے زر کے منہ سے یہ چند الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر نکلے تھے-----

اور اس سے پہلے وہ اپنا جملہ مکمل کرتی اس درندے نے اس کے نازک لبوں پر چاقو کا دباؤ بڑھاتے اس کے باقی کے الفاظ اسکے حلق میں ہی کہیں روک دیئے تھے-------

جبکہ اسکی آنکھوں سے گرم سیال تواتر سے بہہ رہا تھا------

---------------❤------------

ضارب کیا آپکا آج جانا ضروری ہے۔۔۔۔۔۔

ابھی کل ہی تو نکاح ہوا ہے۔۔۔۔۔ دوسرا شادی میں دن ہی کتنے بچیں ہیں

۔۔۔۔۔

یہ سب کام تو شادی کے بعد بھی ہو سکتے ہیں۔۔۔۔۔

ضارب کی شہر جانے کی بات سن کر دادا سائیں اس سے مخاطب ہوئے تھے

۔۔۔۔۔

جس نے ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھے تمام افراد کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی تھی۔۔۔۔

سوائے ایک واسم شاہ کے جو انہماک سے اپنا ناشتہ مکمل کر رہا تھا۔۔۔

کیونکہ کسی کے کہیں بھی آنے جانے سے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔۔۔

اور سپیشلی ضارب شاہ کے تو بالکل بھی نہیں۔۔۔۔۔

دادا سائیں ہمارا جانا بہت ضروری ہے،،،،،

بہت سے ایسے کام ہیں جو ہماری غیر موجودگی کی وجہ سے رکے ہوئے ہیں

۔۔۔۔۔

اور آپ ٹینشن نا لیں ہم پوری کوشش کریں گے کہ کل تک واپس آ جائیں

وہ انکے چہرے کی طرف دیکھتے رسانیت سے گویا ہوا تھا۔۔۔۔۔

جس پر نا چاہتے ہوئے بھی انہیں خاموش ہونا پڑا تھا۔۔۔۔

جبکہ اپنا ناشتہ مکمل کرتے واسم سب کو اللہ حافظ کہتا آفس کیلیئے روانہ ہو چکا تھا

جس کے جانے کے کچھ دیر بعد ہی ضارب شاہ بھی سب سے ملتا شہر کیلیئے نکل گیا

جبکہ دادا سائیں نے اپنے دونوں پوتوں کی شادی میں عدم دلچسپی کو دیکھتے ہوئے ارمغان شاہ کی طرف پریشان نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔۔

جنہوں نے انکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے انہیں آنکھوں سے ہی تسلی دی تھی

جس پر وہ پریشان سے نفی میں سر ہلا گئے تھے-----

---------------❤--------------

کیا ہے ایسے کیا دیکھ رہی ہوں تم ہم دونوں کی طرف ؟؟؟؟؟؟

زر کو شرارتی نظروں سے خود کو گھورتے دیکھ کر ابیہا چڑ کر بولی تھی-----

جبکہ اسکی نظروں کا مفہوم سمجھتے ابرش سر سے لے کر پاؤں تک پوری سرخ ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

کیا ہے میں نے کچھ کہا ہے تم لوگوں کو جو تم دونوں ایساری ایکٹ کر رہی ہو

۔۔۔۔۔۔

وہ انکی حالت کا حظ اٹھاتے بمشکل اپنی مسکراہٹ چھپاتی بظاہر سیر لیس ہوتے بولی

۔۔۔۔۔

اور جو تب سے اپنی ان بڑی.بڑی بنٹوں جیسی آنکھوں سے ہمیں گھور رہی ہو اسکا کیا؟؟؟؟؟؟

اس کی بات پر اب کہ ابرش جل کر بولی تھی۔۔۔۔۔

جس پر کمرے میں زرکا جلترنگ خوشیاں بکھیرتا قہقہہ گونجا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ وہ دونوں اسے غصے سے گھورنے لگی تھیں۔۔۔۔

نہیں میں بس دیکھ رہی ہوں نکاح کے بعد میری بہنیں کتنی نکھر گئی ہیں۔۔۔۔

صرف ایک دن میں اتنا فرق تعجب کی بات ہے۔۔۔۔

لگتا ہے میرے بھائیوں کی محبت کا رنگ چڑھ گیا ہے۔۔۔۔۔

وہ انکے خوبصورت چمکتے چہروں کو دیکھتے معنی خیزی سے بولی تھی۔۔۔۔۔

اسکی بات سن کر دونوں کے آنکھوں کے سامنے کل رات کا منظر لہرایا تھا جسے یاد کرتے ابرش پہلے تو گھبرائی لیکن پھر اسکا آخری عمل یاد کرتے ایک بار پھر سرخ ہوئی تھی۔۔۔

جبکہ اسکے بر عکس ایہا کا چہرہ اب بالکل سپاٹ ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

کیونکہ واسم شاہ اپنے کافی حد تک نرم رویے کے باوجود بھی اسکے دل میں کوئی نرم گوشہ پیدا نہیں کر سکا تھا۔۔۔۔۔

بلکہ اس کیلیئے ایہا کے دل میں بدگمانی کچھ اور بڑھی تھی۔۔۔۔

جبکہ اسکے سپاٹ چہرے کو دیکھتے زر پریشان ہوئی تھی۔۔۔۔

کیا ہوا ایہا سب کچھ ٹھیک تو ہے؟؟؟؟؟

کوئی بات ہوئی ہے کیا تم دونوں کے درمیان؟؟؟؟؟

ہاں نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں،،،،،،اسکی بات پر وہ ہوش میں آتی بولی تھی

۔۔۔۔۔

جبکہ ابرش بھی اسکی طرف متوجہ ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

تم کیوں ایسے پوچھ رہی ہو۔۔۔۔

بس مجھے لگا جیسے آپ پریشان ہو۔۔۔۔

نہیں پاگل ایسی کوئی بات نہیں،،،،، وہ اسے یقین دلاتی تسلی آمیز لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔

جس پر وہ دونوں مسکرائی تھیں۔۔۔۔

اچھا تو ہم کہاں تھے۔۔۔۔

آپ نے بتایا نہیں یہ ہمارے لالا کی محبت کا رنگ چڑھا ہے جو صبح صبح ایسے دمک رہی ہیں۔۔۔۔

وہ ایک بار پھر شرارت سے گویا ہوئی تھی۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر ابیہا نے اسکی کمر پر دھپ رسید کی تھی۔۔۔۔

ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔۔ ہم شروع سے پیارے ہیں۔۔۔۔

بس تم نے غور آج کیا ہے۔۔۔۔

وہ ناک سے مکھی اڑاتی شان بے نیازی سے بولی تھی۔۔۔۔۔

جس میں ابرش نے بھی اسکی تائید کی تھی۔۔۔۔۔

البتہ ہمیں لگتا ہے تمہیں اشد ضرورت ہے کسی ایسے کی جسکا تم پر نکھار چڑھ سکے

وہ آنکھ دبا کر شرارت سے گویا ہوئی تھی-------

جس پر ابرش ہنسنے لگی تھی----

ہائے کب آئے گا وہ وقت،،،،،، وہ دل ہاتھ رکھتی بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹ گئی تھی----

جبکہ اس کی دہائی پر کمرے میں ابرش ایبہا کہ قہقہے گونج اٹھے تھے----

ہنس لو ہنس لو بدتمیزوں خود تو آرام سے نکاح کروا کر بیٹھ گئی----

میرا کسی کو بھی خیال نہیں آیا----

اتنا کہتے اس نے اپنے نا نظر آنے والے نادیدہ آنسو پونچھے تھے ۔۔۔۔۔۔

ہم نے تو تمہیں مشورہ دیا تھا اب تمہیں دلہا نہیں پسند تو ہم کیا کر سکتے ہیں

۔۔۔۔۔

ایہا بمشکل اپنی ہنسی روکتی ہوئی بولی ۔۔۔۔۔۔

جس پر اس نے برا سا منہ بنایا تھا ۔۔۔۔۔

اچھا چھوڑو یہ سب ،،،،، دیکھو میں نے تم لوگوں کیلئے کچھ چیزیں پسند کی ہیں

۔۔۔۔۔۔۔

وہ انکی وہی بات سن کر بحث میں نہیں پڑھنا چاہتی تھی اس لیے بات بدلتی ہوئی

بولی ۔۔۔۔۔

جس پر وہ دونوں بھی سب کچھ بھلاتی اس کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گئی تھیں۔۔۔۔۔۔

---------------------❤--------------

نکاح کے فورا بعد ہی حویلی میں شادی کے ہنگامے جاگ اٹھے تھے۔۔۔۔۔

اس لیے وہ سب شاپنگ کرنے کیلئے شہر کے سب سے بڑے مال میں آئی تھیں ۔۔۔۔۔

ویسے تو بہت ساری چیزیں انہوں نے آنلائن ہی منگوالی تھیں۔۔۔۔

بس دلہنوں کے بارات ولیمے کے جوڑے اور کچھ ڈریسز وغیرہ رہ گئے تھے

جس کیلئے عظمی اور نجمہ بیگم خاص طور پر ابرش ابیہا کو اپنے ساتھ لے کر آئی تھیں------

تاکہ وہ اپنی مرضی اور خوشی سے اپنے سب سے خاص دن کیلئے لہنگے وغیرہ پسند کر سکیں-----

اور انکے ساتھ سیکیورٹی کیلئے خان آیا تھا-----

جسے ضارب نے ان سب کی حفاظت کیلئے خاص طور پر ہدایت دے کر بھیجا تھا

انکے پیچھے پیچھے آنکھیں جھکا کر چلتا کسی بھی خطرے کیلئے ہر وقت چکنا بلیک پینٹ کوٹ میں ملبوس وہ خوبرو سا نوجوان آس پاس سے گزرتی لڑکیوں کی توجہ اپنی جانب کھینچ رہا تھا۔۔۔۔۔

لیکن اس نے ان سب سے کوئی خاص توجہ نہیں دی تھی ۔۔۔۔

کیونکہ وہ ان سب چیزوں کا پہلے سے عادی تھا۔۔۔۔اور کافی حد تک بے حس بھی اپنے مالک کی طرح۔۔۔۔۔

وہ سب مال کی سیکنڈ فلور پر بنی سب سے بڑی شاپ میں داخل ہو گئی تھیں۔۔۔

جہاں شادی پر پہننے کیلئے دنیا کے بیسٹ ڈیزائنر کے کپڑے موجود تھے۔۔۔۔

جب شاپ میں داخل ہوتے ہی ابرش کی نظر سامنے ڈمی پر لگے خوبصورت مہرون اور گولڈن امتزاج کے لہنگے پر پڑی تھی۔۔۔۔۔

جسکے بارڈر پر خوبصورت زرک اور بھاری ڈائمنڈ کا کام تھا،،،،، جو دیکھنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا۔۔۔۔

اور اس نے اسے ایک نظر دیکھتے ہی ایہا کیلیئے فائنل کر دیا تھا۔۔۔۔۔

کیونکہ اسے پتا تھا کہ اس میں اسکی جان سے پیاری بہن کوئی چاند کا ٹکڑا لگے گی۔۔۔۔۔

گھر سے نکلتے وقت ان تینوں نے ڈیسائیڈ کیا تھا کہ شادی والے دن یہ لہنگے ابیھا ابرش ایک دوسرے کی پسند کا پہنے گے ۔۔۔۔۔۔

جبکہ ولیمے کیلئے انکا جوڑا زر پسند کرے گی ۔۔۔۔۔۔

اور ابیھا کے ساتھ ساتھ باقی سب کو بھی یہ لہنگا بہت پسند آیا تھا۔۔۔۔۔

جسے فائنل کرتے ہوئے انھوں نے اسے پیک کرنے کا کہہ دیا تھا۔۔۔۔۔۔

جبکہ انہیں لہنگا کس سائز میں چاہیے وہ وہاں موجود سیل گرل کو پہلے ہی بتا چکی تھیں ۔۔۔۔۔

اس کے بعد انھوں نے سب کیلئے ہی مختلف ڈریسز لیے تھے ۔۔۔۔۔۔

اور اسکے بعد میچنگ جیولری سینڈلز اور دوسری ضرورت کی اشیاء لینے میں انہیں تقریبا چار سے پانچ گھنٹے اور لگ گئے تھے۔۔۔۔۔۔

لیکن ابھی کچھ چیزیں باقی تھیں۔۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف مال میں ادھر سے ادھر گھوم گھوم کر زر کو اب سخت بھوک لگ گئی تھی۔۔۔۔۔۔

جس پر عظمی اور نجمہ بیگم سے اجازت لے کر فوڈ کارٹ کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔۔

جس کیلئے اسے اکیلے آنے کی اجازت بالکل نہیں ملی تھی اس لیے ابیہا اسکے ساتھ آئی تھی۔۔۔۔۔۔

انہوں نے تو ابرش کو بھی بلایا تھا لیکن اس نے کچھ بھی کھانے پینے سے انکار کر دیا تھا۔۔۔۔

کیونکہ اسے اپنے طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔۔۔۔

دوسرا وہ کھانے پینے کے معاملے میں ویسے بھی چور تھی۔۔۔۔ جو کھانا بھی ایسے کھاتی تھی جیسے چڑیا دانا چگ رہی ہو۔۔۔۔

اس کی صحت اور اس عادت کو لے کر اماں سائیں بہت فکرمند رہتی تھیں ۔۔۔۔۔۔۔

ایسی حالت میں جب وہ خود کا خیال ٹھیک سے نہیں رکھ سکتی،،،،، تو ہونے والے شوہر کے کام کیسے کرے گی۔۔۔۔۔

جس پر عظمی اور نجمہ بیگم مسکرا دیتی تھی کہ آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو جائے گا

-----------------♥-----------------

ابھی وہ لوگ بیٹھی فرائز کے ساتھ کولڈ ڈرنک انجوائے کر رہی تھیں-----

جب ایک بد تمیز لڑکا جان بوجھ کر ایہا کی کرسی کے ساتھ ٹکرایا تھا-----

جس سے اسکے ہاتھ میں پکڑی ڈرنک چھلک کر اسکے کپڑوں پر گری تھی

اور وہ فورا کھڑی ہو کر اسے صاف کرنے لگی-----

جبکہ دوسری طرف وہ معذرت کرتے ہوئے ایسے بن گیا جیسے یہ حرکت اس نے غلطی سے انجام دی ہو۔۔۔۔۔۔

لیکن زر جس نے غور سے دیکھا تھا کہ اس نے یہ سب جان بوجھ کر کیا ہے ابھی آگے بڑھ کر اس کا دماغ ٹھکانے لگاتی۔۔۔۔۔

لیکن ابیہا اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے آنکھ کے اشارے سے منع کر دیا تھا۔۔۔

اور اس لڑکے کو جانے کا بولا۔۔۔۔۔

جس پر وہ صرف اپنی مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی۔۔۔۔

جبکہ جاتے ہوئے اس لڑکے کے چہرے پر مکروہ مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔

یہ ایسے صاف نہیں ہو گا چلو واشروم چلتے ہیں وہاں پانی سے اچھے سے صاف کر لینا ورنہ داغ چھوڑ جائے گا۔۔۔۔

ابیہا جو کولڈ ڈرنک کو ٹشو سے صاف کر رہی تھی اس کی بات پر سر ہلاتی اس کے ساتھ واشروم کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔

______________♥____________

وہ کھڑی ابھی ابیہا کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔۔

جب اسے کچھ غیر معمولی سا محسوس ہوا تھا۔۔۔۔۔

ایسا لگا جیسے اسکے پیچھے سے کوئی تیزی سے گزرا تھا،،،،، لیکن جب اس نے مڑ کر دیکھا تو وہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔۔

لیکن پھر اسکی نظر اپنے پیچھے موجود پلر کی اوٹ میں بلیک گلووز میں موجود ہاتھ پر پڑی تھی۔۔۔۔

لیکن جہاں وہ کھڑی تھی،،،،، وہاں سے اسے سہی سے کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔۔۔

پھر تجسّس کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ اس طرف بڑھی لیکن جب وہاں پہنچ کر سامنے موجود منظر کو دیکھا۔۔۔۔

تو اس نے بمشکل اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے نکلنے والی چیخ کو روکا تھا۔۔۔۔۔

کیونکہ سامنے موجود شخص کوئی اور نہیں بلکہ اسی دن والا درندہ تھا،،،،،، جو آج بھی فرصت سے اپنی درندگی انجام دے رہا تھا۔۔۔۔۔

اور اس بات کا یقین اسے اسکے ہاتھ میں اس دن والا چا*قو دیکھ کر ہو گیا تھا ۔۔۔۔۔

اس نے اپنے شکار کے پیٹ میں اتنی بار چا*قو کے ساتھ وار کیا تھا کہ خو*ن کے ساتھ ساتھ اس آدمی کے پیٹ کے عضاء بھی باہر نکل آئے تھے۔۔۔۔ جسے دیکھتے اسے خوف کے ساتھ ساتھ ابکائی بھی آئی تھی۔۔۔۔

پھر وہ اسے ایک جھٹکے سے چھوڑتا پیچھے اسکی طرف پلٹا تھا،،،، کیونکہ وہ اپنے کام میں مصروف ہونے کے باوجود اپنے پیچھے اسکی موجودگی محسوس کر چکا تھا ۔۔۔۔۔

ابھی وہ کچھ سمجھتی اس سے پہلے ہی وہ تیز رفتاری سے چا* قو لے کر اسکی طرف بڑھا تھا،،،،،زر کو لگا کہ آج اسکا اس دنیا میں آخری دن ہے۔۔۔۔۔

جس سے اسکے ہاتھ پیر کانپنے لگے تھے،،،،،،اور وہ سختی سے اپنی آنکھیں بند کر گئی۔۔۔۔۔

لیکن کچھ دیر بعد بھی اسے جب کوئی درد محسوس نہیں ہوا تو اس نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولیں تھیں۔۔۔۔۔

اور بالکل اپنے پیچھے ایک آدمی کو کھڑے پایا جسکے دل کے مقام پر وہ اپنا چا* قو گاڑ چکا تھا۔۔۔۔۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اس آدمی پر چا*قو کے تین سے چار وار دیگر بادیگر اس رفتار سے کیے کہ سامنے والے کو سانس لینے کا بھی موقع نہیں ملا،،،،

اور وہ لہرا کر نیچے زمین پر گرا۔۔۔۔۔

جبکہ یہ سب دیکھتے زر کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ چکا تھا۔۔۔۔

ان سب سے فارغ ہو کر وہ ابھی رخ پلٹ کر اسکی طرف متوجہ ہوا تھا،،،،،

جب ایک آدمی اسکا دھیان بھٹکنے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس پر حملہ آور ہوا تھا

۔۔۔۔۔

جس کی وجہ سے اسکے کندھے پر گہرا ز*خم آیا تھا۔۔۔۔

اور پل میں اسکی بلیک ہڈی اسکے خو*ن سے تر ہو گئی۔۔۔۔۔ لیکن اس کے منہ سے ایک سسکاری تک نہیں نکلی تھی۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے زر بہت حیران ہوئی۔۔۔۔

اسے شک سا ہوا کہ یہ انسان بھی ہے یا نہیں۔۔۔۔۔

اس نے اسی ز*خمی کندھے کے بل گھومتے ہوئے چ*قو سیدھا اسکی گردن کے آر پار کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔

جس سے اس آدمی کی آنکھیں ابل کر باہر آ گئی تھیں۔۔۔

جبکہ اسکی گردن سے خو*ن تواتر سے بہنے لگا تھا۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے ابھی زر کے منہ سے چیخ برآمد ہوتی اسی پل بلیک گلووز میں موجود ایک مظبوط ہاتھ اسکے لبوں پر آتا اسے اسکے حلق میں روک گیا۔۔۔۔

جبکہ اسکا دوسرا خو*ن سے سنہ چا* قو والا ہاتھ اس برق رفتاری سے اس کی کمر میں حائل ہوا کہ زر کو کچھ سمجھنے کا موقع نہیں ملا تھا۔۔۔۔

اور وہ اسے ایک جھٹکے سے اٹھاتے ہوئے قدرے تاریکی والی جگہ پر لے آیا تھا

۔۔۔۔۔

جہاں کم از کم انہیں کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔۔

اور ان سب کے دوران زر جو سخت مزاحمت کر رہی تھی اسے ایک جھٹکے سے چھوڑ کر دیوار سے لگاتے اسکے چہرے سے ہاتھ ہٹاتے وہ چا* قو اسکے لبوں پر رکھا تھا۔۔۔۔

جس سے وہ ڈرتے ہوئے اپنی سانسیں تک روک گئی تھی۔۔۔۔

اور اپنی پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔۔۔

جہاں آج بھی پہلے دن کی طرح وحشت اور جنون رقم تھا۔۔۔۔۔

جبکہ باقی اس کا چہرہ ماسک کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔۔۔۔۔

میرا پیچھا کر رہی تھی تم؟؟؟؟؟؟

وہ اسکے ڈرے سہمے چہرے کی طرف دیکھتا ہوا وحشت زدہ لہجے میں سوال گو ہوا تھا ۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر وہ حیرانی سے اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی تھی۔۔۔۔۔

نہ،،،،،، نہی،،،،،، نہیں می،،،، میں ت،،،،، تو،،،،،

اپنے لبوں خو*ن لگے تیز دھار چا*قو کو محسوس کر کے زر کے منہ سے یہ چند الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر نکلے تھے۔۔۔۔۔

اور اس سے پہلے وہ اپنا جملہ مکمل کرتی اس درندے نے اس کے نازک لبوں پر چاقو کا دباؤ بڑھاتے اس کے باقی کے الفاظ اسکے حلق میں ہی کہیں روک دیئے تھے۔۔۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی آنکھوں سے گرم سیال تواتر سے بہہ رہا تھا۔۔۔۔۔

---------------❤-------------

--------------❤------------

اسے پورے بارہ گھنٹے بعد ہوش آیا تھا۔۔۔۔

جب اس نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھولیں کچھ وقت وہ غائب دماغی سے ہسپتال کی چھت کو گھورتی رہی۔۔۔

لیکن پھر جیسے جیسے اسکے دماغ نے ہوش کی دنیا میں قدم رکھا تو اس نے اپنے آس پاس نظریں دوڑائی تو اسے نجمہ بیگم کمرے میں ایک طرف مسلا بچھا کر نماز پڑھتی ہوئی نظر آئی۔۔۔

ان دونوں کے علاوہ فلحال کمرے کوئی تیسرا وہاں موجود نہیں تھا۔۔۔۔۔

جنہیں ایک نظر دیکھنے کے اس نے دوبارہ اپنی آنکھیں بند کر لیں۔۔۔ لیکن آنکھیں بند کرتے ہی کل رونما ہونے والا واقعہ اور خو*ن میں لت پت لا*شیں نظر آنے لگی۔۔۔۔

اس درندے کی درندگی نے اس کے حواسوں کو ایک بار پھر بری طرح جھنجھوڑ دیا تھا۔۔۔

جسکی وجہ سے اس کا نازک وجود پوری طرح کانپنے لگا تھا۔۔۔۔

اور اسکے حلق سے ایک چیخ برآمد ہوئی تھی۔۔۔۔۔

نجمہ بیگم جو نماز پڑھنے کے بعد اس کی خیریت کی دعا مانگ رہی تھیں۔۔۔۔۔

اس کے اچانک چیخنے پر دعا کو آدھا ادھورا چھوڑ کر اسکی طرف بھاگی تھیں۔۔۔۔۔۔

جبکہ وہ مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔۔۔

اور اسکی بند آنکھوں سے آنسو تواتر سے بہہ رہے تھے۔۔۔۔۔

زر،،،زر میری جان کیا ہوا آپکو ؟؟؟؟

ہوش میں آئیں،،،،،دیکھیں آپکی ماما آپکے پاس ہیں۔۔۔۔

زر میری بچی آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔

وہ اسے جھنجھوڑتے ہوئے اٹھانے کی کوشش کی کرنے لگی تھی۔۔۔۔۔

جو نیم بیہوشی کے عالم میں بس روئے جارہی تھی،،،،، جبکہ اسکے لبوں سے ہلکی ہلکی بڑ.بڑاہٹ بھی جاری تھی۔۔۔۔

جو آواز کم ہونے کی وجہ سے وہ سمجھ نہیں پائی تھیں۔۔۔۔۔۔

لیکن پھر انکے جھنجھوڑنے پر جیسے ہوش میں آتی آنکھیں کھول گئی تھی۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے ہوئے انہوں نے سکھ کا سانس لیا تھا۔۔۔۔

"ماما

اس نے نقاہت زدہ آواز میں انہیں پکارا تھا۔۔۔۔

جی ماما کی جان،،،، میں یہی میری بچی وہ اسکے آنسوؤں کو صاف کرتی اسکی پیشانی چوم کر محبت بھرے لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔۔۔۔

جبکہ انکی محبت پر وہ آگے بھڑا انکے سینے سے لگ گئی تھی۔۔۔۔

جس سے اسکی روح تک سکون اترا تھا،،،،، انکی آغوش میں آکر اسے ایسا لگا جیسے یکدم پتتے صحراؤں سے گھنی چھاؤں میں آگئی ہو۔۔۔۔

سچ کہتے ہیں لوگ ماں کی ممتا کا کوئی نیمل بدل نہیں ہوتا۔۔۔۔اور نا دنیا میں آپکو کہیں ایسا سکون کہیں اور مل سکتا ہے۔۔۔

جو کہ اپنی ماں کی گود میں سر رکھنے سے وجود میں اترتا ہے۔۔۔۔

انسان کی ساری تھکن تکلیفیں دور ہو جاتی ہیں۔۔۔۔

کچھ ایسی ہی حالت زرمینے کی تھی،،،،،اسکے تڑپتے لرزتے دل کو انکے سینے سے لگتے ہی سکون ملا تھا۔۔۔۔۔

جس سے وہ کافی حد تک پرسکون ہو چکی تھی۔۔۔۔

کافی دیر اپنے دل کے قرار کو سینے سے لگائے رکھنے کے بعد نجمہ بیگم نے اسے دھیرے سے الگ کیا تھا۔۔۔۔۔

کیسی طبیعت ہے اب آپکی،،،،،آپ ایسے رو کیوں رہی تھیں،،،،، کوئی برا خواب دیکھ لیا تھا کیا؟؟؟؟؟

وہ اسکے رونے کی وجہ سے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھتی محبت سے سوال گو ہوئی تھیں۔۔۔۔

ج،،،،جی۔۔۔۔

جس کے جواب میں بس وہ صرف اتنا ہی بولی تھی۔۔۔۔

کوئی بات نہیں بیٹا خواب تو صرف خواب ہوتے ہیں جنکا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔۔۔۔

اس لیے اسے زیادہ دماغ پر سوار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔

آپکی طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔

کاش ماما میں آپکو بتا سکتی کہ یہ صرف میرا خواب نہیں ہے۔۔۔۔

بلکہ ایسی بھیانک حقیقت ہے جسے میں چاہ کر بھی بھولا نہیں سکتی۔۔۔۔

اور نا ہی اپنی تکلیف آپ لوگوں کے ساتھ بانٹ سکتی ہوں۔۔۔۔

اگراس درندے نے اس کے ماں باپ کو کچھ کر دیا تو۔۔۔ یہ سوچ آتے ہی وہ دہل گئی تھی۔۔۔۔

کیا ہو رہا ہے زر بیٹے طبیعت پھر خراب ہو رہی ہے کیا۔۔۔ میں ڈاکٹر کو بلا کر لاوں ؟؟؟؟

جبکہ اسکا چہرہ دوبارہ زرد پڑتے دیکھ وہ فکر مندی سے گویا ہوئی تھیں۔۔۔۔

نہیں ماما میں بالکل ٹھیک ہوں،،،، ہم گھر کب جائیں گے ؟؟؟؟؟

وہ انکے پریشان چہرے کو دیکھتے خود کو کمپوز کرتی ہوئی بولی تھی۔۔۔

سچ میں آپ ٹھیک ہیں نا ؟؟؟؟؟

انہوں نے ایک بار پھر تصدیق کی جیسے انہیں اسکے کو دیکھتے یقین نہیں ہو پا رہا تھا کہ وہ ٹھیک ہے۔۔۔۔۔

جی ماما میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔

وہ اس بار تھوڑا مسکرا کر بولی تھی،،،، تاکہ انہیں تسلی ہو جائے۔۔۔۔۔

جس پر وہ بھی مسکرائی تھیں۔۔۔۔۔

بس ابھی کچھ دیر میں،،،، ہم بس آپکے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔۔

آپکے باباسائیں ابھی کچھ دیر پہلے ہی ڈاکٹر کے بلاوے پر ان سے ملنے کیلئے گئے ہیں۔۔۔۔

ابھی وہ بس آتے ہی ہونگے۔۔۔۔۔

جس پر ہاں سر ہلا گئی تھی۔۔۔۔۔

ابھی وہ لوگ باتیں ہی کر رہے تھے۔۔۔۔۔جب موسی شاہ کمرے میں داخل ہوئے تھے۔۔۔۔

اور اسے ہوش میں سہی سلامت بیٹھے دیکھ انکے چہرے پر ایک خوبصورت مسکان آئی تھی۔۔۔۔۔

جبکہ وہ ماں بیٹی بھی انہیں آتے دیکھ مسکرائی تھیں۔۔۔۔

کیسا ہے ہمارا بچہ،،،،، وہ اسکے قریب آتے اسے اپنے حصار میں لے کر شفقت سے سر بوسہ دیتے محبت سے گویا ہوئے تھے۔۔۔۔۔

میں اب بالکل ٹھیک ہوں باباسائیں،،،،،جوابا وہ بھی انکے گرد بازو باندھتی ان کے سینے سے لگتی پیار سے بولی تھی۔۔۔۔

آپ نے تو ہماری جان ہی نکال دی تھی آپ جانتی ہیں ہم سب کتنا پریشان ہو گئے تھے۔۔۔

آپکو ایسی حالت میں دیکھ کر۔۔۔۔

سوری باباسائیں وہ ان سے الگ ہوتی روندے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔۔۔

ارے میرا بچہ آپ کیوں معافی مانگ رہی ہیں اس میں آپکی کیا غلطی ہے،،،،، الٹا ہم قصوروار ہیں جو آپکا ٹھیک سے خیال نہیں رکھ پائے۔۔۔۔

ہماری بیٹی پتا نہیں کب سے کمرے میں بیہوش پڑی تھی۔۔۔۔

اور ہمیں خبر تک نہیں ہوئی،،،،،اگر ایہا آپکو کمرے میں دیکھنے نا جاتی تو پتا نہیں کب تک آپ اسی حالت میں فرش پر پڑی رہتیں۔۔۔۔۔

وہ اسکے من موہنے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیتے دکھ سے گویا ہوئے۔۔۔۔

جس پر وہ نفی میں سر ہلاتی ایک بار پھر انکے گلے لگ گئی۔۔۔۔

جبکہ ان باپ بیٹی کی محبت کو دیکھتی پاس کھڑی نجمہ بیگم مسکرا رہیں تھیں ۔۔۔۔

ویسے زر بیٹا آپ جب ہمارے ساتھ شاپنگ سے گھر آئی تھی تب تو آپ بالکل ٹھیک تھیں۔۔۔۔۔

پھر اچانک سے اتنا تیز بخار کیسے ہو؟؟؟؟

و،،،،وہ ماما،،،،، میری طبیعت وہاں مال میں تھوڑی خراب لگ رہی تھی،،،،،

مجھے لگا ایسے ہی تھکاوٹ کی وجہ سے ہو رہا ہے۔۔۔۔۔

تھوڑا آرام کروں گی تو سیٹ ہو جائے گی۔۔۔۔۔۔

اس لیے آپکو نہیں بتایا کہ کہیں آپ پریشان نا ہو جائیں بس۔۔۔۔۔

وہ انکی بات پر تھوڑا جھوٹ اور سچ ملا کر جواب دیتے بولی۔۔۔۔۔

ایسے نہیں کرتے بیٹے اگر آپکو اپنی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی تو کم از کم اپنی ماں کو بتا دینا چاہیے تھا۔۔۔۔۔

کم از کم آپ کی حالت اتنی خراب تو نا ہوتی۔۔۔۔۔ دیکھیں اب بھی تو ہم پریشان ہو رہیں ہیں نا آپکو ایسے دیکھ کر۔۔۔۔۔۔

سوری بابا سائیں میں آئندہ خیال رکھوں گی۔۔۔۔

موسی شاہ کے رسانیت سے سمجھانے پر وہ اپنی غلطی مانتے ہوئے بولی۔۔۔۔

جس پر وہ شفقت سے مسکرائے تھے۔۔۔۔

آپ ہماری بات سمجھ گئی ہیں ہمارے لیے یہی بہت ہے۔۔۔۔

آپکو معافی مانگنے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔

وہ اسکے سر پر دست شفقت رکھتے بولے تھے۔۔۔۔

جب ہلکا سا دروازہ ناک کرتے زارون اندر داخل ہوا تھا۔۔۔۔

چلیں چھوٹے بابا" بس ڈاکٹر صاحب آکر زر کا چیک اپ کر لیں پھر چلتے ہیں

۔۔۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔۔۔۔

وہ انکے چہرے کی طرف دیکھتا ادب سے بولا تھا۔۔۔۔۔

جب اس کی نظر اس دشمن جان پر پڑی تھی۔۔۔۔۔ جسے دیکھ کر ایسا لگا جیسے کسی نے اسکے جلتے دل پر ٹھنڈے پانی کی پھوار پھینک دی ہو۔۔۔۔

وہ اسے کبھی بتا نہیں سکتا تھا،،،،، کل سے لے کر اب تک اسکی حالت کو دیکھتے وہ کیسے انگاروں پر لوٹا تھا۔۔۔۔۔

اس نے اپنے رب سے کتنی دعائیں مانگی تھی،،،،،، کہ وہ ٹھیک ہو جائے،،،،،، اللہ تعالیٰ اسکے حصے کے سبھی درد اور تکلیف میرے حصے میں ڈال کر اسے مکمل شفا عطا کر دے۔۔۔۔۔

کل سے لے کر اب تک اس نے ایک پل کیلئے بھی اپنی آنکھ بند نہیں کی تھی

،،،،،، کہ نا جانے کب اسکو کسی چیز کی ضرورت پڑ جائے۔۔۔۔۔

اور اب تھکاوٹ سے اسکی اپنی آنکھیں بھی سرخ ہو رہی تھیں۔۔۔۔

جو اسکے رت جگے کی گواہ تھیں۔۔۔۔۔

اب کیسی طبیعت ہے تمہاری؟؟؟؟

زارون نے اسکے معصوم چہرے کو اپنی نگاہوں میں سماتے اسکی طبیعت کے بارے میں پوچھا تھا۔۔۔۔

" جی بہتر

جسکا جواب زر نے مختصر دیا تھا اور پھر خاموش ہو گئی۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی یہ بے رخی زارون کے دل کو بری طرح چبھی تھی،،،،،اس لیے وہ موسی شاہ کو گاڑی میں ویٹ کرنے کا کہتے ہوئے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔

جس پر وہ سر ہلا گئے تھے۔۔۔۔

جبکہ دروازے سے غائب ہونے تک زر نے اسکی پشت کو پر سوچ نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

-----------❤---------

کل رات جب ابیہا زر کو کھانے کیلئے بلانے اسکے کمرے میں گئی تو اس نے وہاں اس کو زمین پر بیہوش گرے پایا۔۔۔

جسے دیکھتے پہلے تو اس نے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی لیکن پھر اسے بری طرح بخار پھنکتے دیکھ وہ بھاگ کر گھر والوں کو بلا لائی۔۔۔۔

جبکہ اس کو اس حالت میں دیکھ سبھی بہت پریشان ہو گئے تھے۔۔۔۔اور فورا اسے لے کر شہر ہسپتال کیلئے نکلے۔۔۔۔

جہاں اتنے بڑی بڑی ہستیوں کو دیکھتے ڈاکٹرز نے فورا اسکا ٹریٹمینٹ شروع کر دیا تھا۔۔۔۔۔

تقریبا دو سے ڈھائی گھنٹے کی جان توڑ کوششوں کے بعد جا کر کہیں اسکے بخار کا زور ٹوٹا تھا۔۔۔۔۔

اور ڈاکٹروں نے انہیں اسکی حالت سدھرنے کی خبر سنائی۔۔۔۔۔

جس کے بعد جا کر کہیں ان لوگوں نے سکھ کا سانس لیا تھا۔۔۔۔

لیکن اسے ہوش نہیں آیا تھا اس لیے انہوں نے اسے ایک دن ہسپتال میں ہی رکھنے کی تجویز پیش کی تھی۔۔۔۔

جس پر موسی شاہ نے دادا سائیں سمیت سب کو زبردستی گھر بھیج دیا تھا۔۔۔

لیکن زارون وہاں رکنے کی ضد کر رہا تھا۔۔۔ کہ کیا پتا کب ایمرجنسی میں کسی چیز کی ضرورت پڑ جائے۔۔۔۔

موسی شاہ سب اکیلے سب کچھ کیسے سنبھالیں۔۔۔۔

جبکہ اسکی اتنی سمجھداری والی باتوں پر سب ہی مسکرائے تھے۔۔۔

اور پھر ضارب کے کہنے پر موسی شاہ بھی مان گئے تھے۔۔۔۔ جس کے بعد باقی سب حویلی کیلئے روانہ ہوئے تھے۔۔۔

اس نے ساری رات زر کے کمرے کے باہر بنا کچھ کھائے پیے ہی بینچ پر بیٹھ کر جاگتے ہوئے گزار دی تھی۔۔۔۔

کہ جب تک وہ مکمل ٹھیک نہیں ہو جاتی تھی،،،،،، وہ آرام کیسے کر سکتا تھا

۔۔۔۔۔

لیکن اسکے روکھے پھیکے رویے نے زارون کے معصوم دل پر چوٹ لگائی تھی

۔۔۔۔۔

جس پر وہ اس سے بنا کوئی دوسرا لفظ کہے ہی پلٹ آیا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ سائیں یہ رہا وہ لڑکا جو بی بی جی کے ساتھ جان بوجھ کر ٹکرایا تھا۔۔۔۔

اسکا ملازم ایک لڑکے کو جس کی حالت کافی بگڑی ہوئی تھی،،،،،، جس سے پتا چل رہا تھا کہ اسکی کافی خاطر تواضع کی گئی ہے۔۔۔۔

بالکل اسکے قدموں کے قریب پھینکتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔

شاہ جی مجھے معاف کر دیں،،،،،، میں آئندہ کبھی ایسا نہیں کروں گا۔۔۔۔۔

کبھی کسی کی بہن بیٹی کی طرف آنکھ اٹھانے کی دوبارہ جرات نہیں کروں گا۔۔۔۔ پلیز مجھے اس بار معاف کر دیں۔۔۔۔۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر روتا اسکے آگے ہاتھ جوڑ کر التجا کرتا بولا تھا۔۔۔۔۔

لیکن سامنے والے کو اس کے آنسوؤں سے کوئی غرض نہیں تھی۔۔۔۔۔

وہ ہنوز ٹانگ پر ٹانگ جمائے سپاٹ نظروں سے اسکی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

جب پیچھے کھڑے اسکے ملازم نے ایک بار پھر اس پر چابک سے وار کیا تھا۔۔۔۔

جس پر اسکی دردناک چیخیں نکلی تھی۔۔۔۔

جب اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے دوبارہ مارنے سے روکا تھا۔۔۔۔۔

جس پر اسکا ملازم ہاتھ باندھ کر تھوڑا پیچھے ہو کر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔

اور وہ جو زمین پر بالکل اسکے قدموں میں سر ٹکائے رو رہا تھا،،، اس نے تھوڑا سا جھکتے ہوئے اسے بالوں سے پکڑتے اوپر کھینچا تھا۔۔۔۔

جس سے اسکے منہ سے ایک کراہ نکلی تھی۔۔۔۔ ساتھ ہی اسکے آنسوؤں میں بھی روانی آئی تھی۔۔۔۔

تمہیں پتا ہے تم نے کس کی غیرت اور عزت کی طرف نگاہ اٹھانے کی غلطی کی ہے۔۔۔۔

میں چاہوں تو پل میں تمہاری یہ چلتی سانسیں روک دوں،،،،،وہ اسکی گردن پر ایک ہاتھ کا دباؤ ڈالتے ہوئے بولا۔۔۔۔

جس سے اس لڑکے کی آنکھیں ابل کر باہر آ گئی تھیں۔۔۔

جبکہ سانس بند ہونے لگا تھا۔۔۔۔

لیکن تمہیں اتنی آسان مو*ت دے کر مجھے مزہ نہیں آئے گا۔۔۔۔

مجھے سکون تب ملے گا جب تم اپنی باقی کی زندگی سسکتے ہوئے گزارو گے

۔۔۔۔

لیکن پھر اسکی اکھڑتی سانسوں کا خیال کرتے اسے ایک جھٹکے سے چھوڑتا درشتگی سے گویا ہوا۔۔۔۔

ایسا کرو اسکے دونوں ہاتھ ، پاؤں تو*ڑ دو اور جس سے اس نے میری عزت کی طرف دیکھا اس ایک آنکھ سے ہمیشہ کیلئے محروم کر دو۔۔۔۔

نہ،،،،، نہیں،،،،،، سائیں رحم شاہ جی رحم مجھے معاف کر دیں۔۔۔۔

نہیں تو ایسی زندگی سے اچھا ہے مجھے ما*ر دیں،،،،،، ہاں مجھے ما*ر دیں لیکن ایسی بھیانک سزا نا دیں۔۔۔۔

معاف کر دیں شاہ جی معاف کر دیں۔۔۔

وہ اس کے قدموں میں گرتا منتوں ترلوں پر اتر آیا تھا۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر سامنے والا دلکشی سے مسکرایا تھا۔۔۔۔

میری ڈکشنری میں معافی نام کا کوئی لفظ نہیں پایا جاتا،،،،، یہاں بس غلطی پر سزائیں ملتی ہیں۔۔۔

جبکہ تم نے تو گناہ کیا ہے۔۔۔اس شاہ کی عزت پر نگاہ اٹھا کر۔۔۔

اور جو سزا میں نے تمہاری لیے تجویز کی ہے میرے حساب سے وہ بھی کم ہے

۔۔۔۔۔

وہ اسے زبردست ٹھوکر رسید کرتا جس سے وہ اسکے قدموں سے دور جا کر گرا تھا وحشت زدہ لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔

جبکہ اسکی دھاڑ پر سامنے والا سر سے لے کر پاؤں تک لرزنے لگا تھا۔۔۔۔

آپکو اللہ کا واسطہ مجھے معاف کر دیں،،،، وہ اسکے سامنے ہاتھ جوڑتے واسطہ دیتے بولا۔۔۔

جس پر اس نے اپنی آنکھیں زور سے بند کر کے کھولیں تھیں۔۔۔

جن میں اب لہو اتر آیا تھا۔۔۔۔

خبر دار " خبر دار اگر تم نے مجھے دوبارہ اس خدا کا واسطہ دیا تو جس کی مخلوق پر ظلم کرتے ہوئے کبھی اسکے ڈر سے تمہارے ہاتھ نہیں کانپیں۔۔۔۔

وہ اسکے چہرے کی طرف دیکھتے دھاڑتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر سامنے والا رونا بھول کر حیرت سے اسکی طرف دیکھنے لگا

جس پر وہ زیر لب طنزیہ مسکرایا تھا-----

ساتھ ہی اسکی آنکھوں میں پر اسرار سی چمک اتر آئی تھی-----

جس سے ظاہر ہوتے کئی راز سامنے والے کو روح تک لرزا گئے تھے-----

------------♥----------

زر کو گھر واپس آئے پورا ایک دن گزر چکا تھا،،،،،اور اب اسکی حالت میں بھی کافی سدھار تھا-----

اور اسکے ساتھ ساتھ آج گھر میں ابرش ایہا کی مایوں کی رسم بھی ادا کی جانی تھی

جس کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں-----

حویلی میں مہمانوں کی آمد کی وجہ سے ہر طرف چہل پہل تھی-----

باہر حویلی کے لان میں سٹیج لگا کر اس پر دو جھولوں کو پیلے مختلف پھولوں اور چھوٹی فیری لائٹس کے ساتھ سجا دیا گیا تھا------

یہ فنکشن سپیشل عورتوں کیلیئے تھا جس میں مردوں کا آنا ممنوع تھا-----

جبکہ سب مردوں کیلیئے الگ ڈیرے پر انتظامات کیے تھے جہاں انہوں نے علیحدہ اپنی محفل سجانی تھی-----

تبھی نجمہ بیگم اسکے آج فنکشن میں پہننے کیلئے ڈریس لے کر کمرے میں داخل ہوئی تھیں۔۔۔۔۔

اور اسے چھت پر کسی غیر مرئی نقطے کو گھورتے دیکھ پکارا تھا۔۔۔۔

زراب کیسی طبیعت ہے آپکی؟؟؟؟؟

وہ تھوڑا اسکے قریب آتیں پیشانی پر ہاتھ رکھتے بخار چیک کرتے ہوئے بولیں ۔۔۔۔۔

جو کے اب بالکل ٹھیک تھا۔۔۔۔

میں ٹھیک ہوں ماما،،،، وہ اٹھ کر بیٹھتی آہستہ سے بولی۔۔۔۔

تو پھر میری ایسی حالت کیوں بنا رکھی ہے۔۔۔۔آپکو پتا ہے آج گھر میں فنکشن ہے۔۔۔۔۔ سبھی مہمان آپکا پوچھ چکے ہیں۔۔۔۔

اوپر سے ابیہا ابرش کو بھی چین نہیں ہے۔۔۔۔وہ دونوں زبردستی ادھر آنے والی تھیں۔۔۔۔

لیکن انہیں سمجھا بجھا کر تیار ہونے کیلیئے بٹھا کر آئیں ہوں کہ آپکی دوست ابھی لے کر آتی ہوں۔۔۔۔۔

لیکن آپکے موڈ کو دیکھتے ہوئے تو لگتا ہے جیسے آپ آج ان سب میں شامل ہی ہونا چاہتیں۔۔۔۔۔

وہ اسکے چہرے کو گہری نگاہوں سے جانچتے ہوئے بولی تھیں جس پر اب بھی پژمردگی سی چھائی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے۔۔۔۔ بس دل تھوڑا عجیب ہو رہا تھا۔۔۔

اور بھلا میں ان سب میں حصہ کیوں نہیں لوں گی میری بہنوں کی شادی ہے

۔۔۔۔

میں تو خوب ہلا گلا کرنے والی ہوں۔۔۔

بھلا یہ دن روز روز تھوڑی آئیں گے۔۔۔۔

وہ انکے پریشان چہرے کو دیکھتی اب کہ ہشاش بشاش لہجے میں بولی تھی۔۔۔

آپ نیچے جائیں میں بس کچھ ہی منٹوں میں ڈریس چینج کر کے آتی ہوں ٹھیک

ہے۔۔۔۔

اور ساتھ ہی انکے ہاتھ سے ڈریس لیتے واشروم کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔

جبکہ وہ پیچھے ارے ارے ہی کرتی رہ گئیں۔۔۔۔

شاید وہ انکے اور سوالوں سے بچنا چاہتی تھی۔۔۔۔

کچھ نہیں ہو سکتا اس لڑکی کا،،،،، لیکن پھر نفی میں سر ہلاتی مسکرائی تھیں

۔۔۔۔۔

اور پھر ایک نظر اس کمرے کو دیکھتے منہ میں بڑ.بڑاتے ہوئے نیچے کی طرف.بڑھ گئی تھیں۔۔۔۔

جہاں دوسرے بہت سے کام انکا انتظار کر رہے تھے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پنک کلر کے لہنگے کے اوپر ییلو شورٹ کرتی زیب تن کیے ،،، پاؤں میں اونچی ہیل نازک ہاتھوں میں گلاب اور موتیوں کے گجرے ،،،،

گلے اور کانوں میں نازک خوبصورت پھولوں کے زیورات پہنے ،،،، اور میک اپ کے نام پر ہونٹوں پر پنک لپ گلوز لگائے ایسا مکمل مایوں کی دلہن کے روپ میں نہایت خوبصورت لگ رہی تھی ----

اور اسکے بالکل ساتھ اورنج اور گرین کلر کے شورٹ فراک اور شرارے میں بالکل اسی کی طرح کے پھولوں کے زیورات زیب تن کیے وہ شاہ خاندان کی نیلی آنکھوں والی نازک شہزادی آسمان سے اتری حور لگ رہی تھی ----

وہ دونوں خاندان کی لڑکیوں اور اپنی چند دوستوں کے ہمراہ سٹیج کی طرف جاتی روش جسے پورا سرخ گلاب کی پتیوں سے سجایا گیا تھا۔۔۔

اس پر سہج سہج کر قدم رکھتی ہوئیں سٹیج کی بڑھ رہی تھیں۔۔۔۔

کیونکہ آج ان کی اس رسم میں مردوں کا آنا منا تھا اس لیے دونوں کا گھونگھٹ نہیں کیا گیا تھا۔۔۔۔

جس کی وجہ سے وہ دونوں دیکھنے والوں کو اپنے طلسماتی حسن سے مہبوت کرتی جا رہی تھیں۔۔۔

اماں سائیں سمیت نجمہ اور عظمی بیگم بھی انکی کتنی بار نظر اتار چکی تھیں ۔۔۔۔ جبکہ ان دونوں سمیت زرمینے کا ہاتھ لگوا کر خصوصی بکروں کا صدقہ بھی دیا گیا تھا۔۔۔۔۔

ان دونوں کو لے جا کر پھولوں سے سجے جھولوں میں بٹھا دیا گیا تھا،،،،

جہاں اماں سائیں نے آگے بڑھتے ہوئے ان دونوں کی پیشانی پر باری باری شفقت سے بوسہ دیا تھا۔۔۔۔

اور پھر ڈھیروں دعاؤں کے ساتھ انہیں ہلدی لگاتے ہوئے رسم کی شروعات کی تھی۔۔۔۔۔

جبکہ انکے بعد عظمی بیگم پھر نجمہ بیگم اور انکے بعد خاندان کی معزز خواتین اور سہاگنوں نے ہلدی کی رسم ادا کرتے ہوئے انہیں ڈھیروں دعاؤں سے نوازا تھا ۔۔۔۔۔

جہاں انکی شادی شدہ زندگی اور بچوں کی دعاؤں پر ابرش کے گلابی گال سرخ انار ہو رہے تھے۔۔۔

وہی دوسری طرف ابیہا کا چہرہ سپاٹ ہوتا جارہا تھا۔۔۔۔۔

وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے لبوں پر رسمی سی مسکراہٹ سجائے بیٹھی تھی ۔۔۔۔۔

لیکن اندر سے تو اسکا دل واسم کے سلوک کے بارے سوچتے لہو لہو ہو رکھا تھا ۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زر ہاتھوں میں خوبصورت پھولوں کے گجروں سے بھرا تھال اٹھائے جلد بازی میں سیڑھیوں سے اترتی باہر کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔۔

جب بے دھیانی میں باہر سے آتے زارون سے بری طرح ٹکرا گئی۔۔۔۔

جس کی وجہ سے اسکے ہاتھ میں پکڑا تھال چھوٹ کر زمین پر جا گرا تھا جبکہ اس میں موجود گجرے جابجا زمین پر بکھر گئے تھے۔۔۔۔

اور اس زور تصادم کی وجہ زر جس نے آج لہنگے کے ساتھ اونچی ہیل پہن رکھی تھی اسکا پاؤں ڈس بیلنس ہوا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ گرتی زارون نے فوراً اسکی کمر کے گرد اپنا حصار کھینچتے اسے گرنے سے بچایا تھا۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف اسی کوشش میں زر بھی اسکی شرٹ کا کالر سختی سے اپنی مٹھیوں میں بھینچ گئی تھی۔۔۔۔

اور ان سب کے دوران وہ اتنے قریب آگئے تھے کہ زر کی گرم سانسیں زارون کو اپنی گردن پر محسوس ہو رہی تھیں جبکہ اس نے اپنی آنکھیں گرنے کے ڈر سے زور سے بھینچ رکھی تھی۔۔۔۔

جسے دیکھتے وہ ایک پل کیلئے مسکرایا تھا۔۔۔۔

اور بہت غور سے اسکے چہرے کو دیکھنے لگا تھا جسے دور سے ہی ایک نظر دیکھ کر اسکی دھڑکنیں منتشر ہو جایا کرتی تھی۔۔۔۔

آج اسکے خوابوں کی شہزادی اسکے بازوؤں میں اسکے سینے سے لگی اسکے بہت قریب کھڑی تھی۔۔۔

اسکے دل نے شدت سے دعا کی تھی کہ کاش یہ لمحے یہی تھم جائیں اور وہ یوں ہی اپنے محبوب کو اپنے حصار میں لیے اسکا چہرہ تکتا رہے۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف خود کو محفوظ محسوس کرتے زر نے اپنی آنکھیں کھولیں تھیں

۔۔۔۔۔

اور اسکی سرمئی خوبصورت آنکھیں سیدھی زارون کی شوخ رنگ آنکھوں سے ٹکرائی تھیں،،،،،، جن میں اس کیلیئے محبت ہی محبت جھلک رہی تھی۔۔۔

جسے ایک پل دیکھنے کے بعد وہ سٹپٹاتی ہوئی اسکا حصار توڑ کر دور کھڑی ہو گئی تھی

۔۔۔۔

جبکہ اسکی اس ستم ظریفی پر زارون کے سینے میں دھڑکتا دل تڑپ اٹھا تھا۔۔۔

کیونکہ اس کو اپنے مکین کا یوں خود سے دور جانا پسند نہیں آیا تھا اس لیے وہ احتجاجا شور مچانے لگا تھا۔۔۔۔

آئی ایم سوری" جبکہ دوسری طرف وہ خجل سے ہوتی اس سے معذرت کرتی جھک کر زمین پر بکھرے گجرے اٹھانے لگی تھی۔۔۔

جب وہ بھی اسکی آواز پر جیسے ہوش میں آیا تھا۔۔۔اور پھر نفی میں سر ہلاتا اپنے دل کو ڈپٹ کر خاموش کرواتے اسکے ساتھ بیٹھ کر مدد کروانے لگا تھا۔۔۔۔

جس پر زرمینے نے اسے روکنا چاہا لیکن وہ مسکراتا ہوا تمام گجرے تھال میں دوبارہ سجاتے ہوئے اسے زر کے ہاتھ میں پکڑاتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ پیچھے زر نے اسے اندر کہیں راہداریوں میں گھم ہو جانے تک مسکراتی نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔

اس کے علاوہ اسکے خوبصورت لبوں پر دھیمی سے مسکان تھی جبکہ اسکی دھڑکنیں الگ شور مچارہی تھی۔۔۔۔

اسکے کانوں میں ابیہا کے نکاح کے دن بولے گئے الفاظ گونجنے لگے تھے کہ تمہاری شادی زارون سے کروادیتے ہیں۔۔۔

اور نجمہ بیگم نے اسے جب وہ بیہوش تھی ہاسپٹل والی ساری بات بتائی تھی

۔۔۔۔

کہ کیسے زارون نے انکا پل پل خیال رکھا تھا۔۔۔۔

بالکل ایک سگے بیٹے کی طرح،،،،، جس کی وجہ سے اس کے دل میں زارون کیلئے ایک نرم گوشہ پیدا ہو گیا تھا۔۔۔۔

بندہ اتنا برا بھی نہیں،،،،، اس نے لاشعوری پر خود سے ہی سرگوشی تھی،،،،، لیکن پھر ہوش میں آتی اپنی بات پر خود ہی حیران ہوتی سر جھٹکتی ہوئی باہر کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔

جہاں اسکا انتظار ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹوٹ کر ڈالی سے ہاتھوں میں بکھر جاتی ہے،،،،

مہندی ہاں ہاں مہندی

ٹوٹ کے ڈالی سے ہاتھوں میں بکھر جاتی ہے،،،،،ٹوٹ کے ڈالی سے ہاتھوں
میں بکھر جاتی ہے

یہ تو مہندی ہے یہ تو مہندی ہے مہندی تو رنگ لاتی ہے

مہندی ہاں ہاں مہندی

لاوڈ سپیکر پر چلتے مہندی سونگ پر مصرعوں کے حساب سے سٹیج پر کچھ لڑکیاں
ڈانس کر رہی تھیں۔۔۔۔

جب ڈی جے بنی بیٹھی لڑکی نے سونگ چینج کیا تھا۔۔۔۔

اور فضاء میں جواد احمد کی خوبصورت آواز نے اپنا جادو جگایا تھا۔۔۔۔

آئی مہندی کی یہ رات اولائی سپنوں کی سوغات

سجنیاں ساجن کے ہے ساتھ رہے ہاتھوں میں ایسے ہاتھ

گوری کرت سنگھار گوری کرت سنگھار۔۔۔

اس گانے کے چلتے ہی زر جو ایک سائڈ پر کھڑی انہیں ڈانس کرتے دیکھ خوش ہوتی تالیاں بجارہی تھی لڑکیوں نے اسے زبردستی ساتھ کھینچ لیا تھا۔۔۔

جب مجبوری میں اس نے بھی انکے قدم کے ساتھ قدم ملاتے لفظوں کے حساب سے سٹیپ لیا تھا۔۔۔۔

بال بال موتی چمکائے روم روم مہکا

لال سندور کی سندرتا سے مہکے چندن بال

گوری کرت سنگھار گوری کرت سنگھار

جب ایک بار پھر ٹریک چینج ہوا تھا۔۔۔۔۔

چاندنی رات تاروں کی بارات ہے دل کی محفل سجانے میں کیا دیر ہے۔۔۔

کیا دیر ہے

دھڑکنیں دل کی شہنائیاں بن گئی اب تو ساجن کے آنے میں کیا دیر ہے ۔۔۔۔

کیا دیر ہے ۔۔۔۔

میری زندگی میرا پیار یاد آرہا ہے
آنے والا ہے جو وہ یاد آرہا ہے ۔۔۔۔۔

ساجن ساجن تیری دلہن تجھ کو بلائے آجا
آکر میرے ہاتھوں میں مہندی توں ہی رچا جا

ناچتے ناچتے اچانک سب لڑکیوں کو شرارت سجھی تھی۔۔۔۔

ایہا ابرش جوان لوگوں کو ڈانس کرتے ہوئے دیکھ رہی تھیں،،،،،

وہ انہیں بھی زبردستی کھینچ کر بالکل سٹیج کے درمیان لے آئی تھیں اور ان دونوں کے گرد گھیرا بنا کر ڈانس کرنے لگی۔۔۔۔

جس کے چلتے انہیں بھی مجبوری میں ہاتھ ہلانے پڑے تھے۔۔۔۔

پائل، چوڑی، کنگن، دامن سارے تجھے بلائیں

آجا ساجن آجا تیرے اپنے تجھے بلائیں

ساجن آجا ساجن آجا

گھومتے گھومتے اچانک ابیہا کے آنکھ سے ایک آنسو بے مول ہو کر زمین پر گرا تھا۔۔۔۔

جس اس کے ساتھ ناچتی ابرش اور زرمینے نے اسے پریشانی سے دیکھا تھا۔۔۔

جس کے بعد بمشکل اس نے خود سنبھالتے جھوٹی مسکراہٹ لبوں پر سجاتے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

اور دوبارہ گانے کے ساتھ بلانے کے انداز میں ہاتھ ہلائے

ساجن ساجن تیری دلہن تجھ کو پکارے آجا

آکر میرے ہاتھوں میں مہندی توں ہی رچا جا

دوسری طرف واسم جو اپنے کمرے کی بالکنی میں فون سننے کیلئے آیا تھا۔۔۔

اسکی غیر ارادی نظر ابیہا پر اٹھی تھی اور پھر جھکنا بھول گئی۔۔۔۔

اس نے تھوڑا آگے ہو کر اسکے ہاتھوں کے اشارے اور پھر گانے کی لائنز پر غور کیا تھا۔۔۔۔

ہمم میری دلہن " انٹرسٹنگ

اسکے خوبصورت چہرے کی طرف دیکھتے وہ سرگوشی نما آواز میں بولا تھا۔۔۔

ساتھ ہی اسکی سمندر جیسی آنکھوں میں چمک آئی تھی جبکہ گھنی مونچھوں تلے سرخ و سفید لب شان سے مسکرائے تھے۔۔۔۔

وہ ایک نظر اسے سر لے کر پاؤں تک گہرائی سے دیکھتا کچھ سوچ کر اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہلدی کی رسم ختم ہوتے تقریبا رات کے گیارہ بج گئے تھے۔۔۔۔

جسکی وجہ سے وہ دونوں کافی تھک چکی تھیں تو اماں سائیں نے انہیں انکے کمرے میں پہنچانے کا حکم سنایا تھا۔۔۔۔

جس کے بعد زران دونوں کو لے کر اندر حویلی کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

جبکہ عظمی اور نجمہ بیگم وہاں بیٹھی عورتوں کی خاطر مدارت میں لگی ہوئی تھیں۔۔۔۔

کیونکہ ابیہا کا کمرہ بالکل سیڑھیوں کے پاس والا تھا اس لیے پہلے وہ اسے کمرے میں چھوڑتے ہوئے اس سے کھانے پینے کا پوچھتی جس پر اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

ابرش کو لے کر اسکے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔۔
جس کے جانے کے بعد اس نے دروازہ بند کرتے سکون کا سانس لیا تھا۔۔۔۔

اسے اب الجھن سی ہونے لگی ان کپڑوں اور حلیے سے ،،،،،،
اوپر سے زرمینے نے ہلدی لگاتے وقت ان دونوں کی گال کے ساتھ پورا چہرہ بھی بھر دیا تھا۔۔۔

اسکی چہچاہٹ الگ ،،،،، کمرے میں آتے ہی اس نے سب سے پہلے دوپٹہ اتار کر بیڈ پر پھینکا تھا۔۔۔۔

پھر اپنے کھلے بالوں کو ایک جوڑے کی شکل میں باندھتی جس سے اسکی صراحی دار گردن کچھ اور واضح ہو رہی تھی۔۔۔۔

ابھی کپڑے لینے کیلئے ڈریسنگ کی طرف بڑھتی جب اسے کمرے میں کچھ غیر معمولی سا محسوس ہوا تھا۔۔۔۔۔

ایک مخصوص پرفیوم کی خوشبو جس نے پورے کمرے کو اپنے حصار میں لے رکھا تھا،،،، اس نے اسے چونکا دیا تھا۔۔۔

اس نے فوراً کمرے کی مین لائٹ جلائی تھی۔۔۔

اور اسکا شک بالکل ٹھیک ثابت ہوا تھا۔۔۔۔

واسم شاہ اپنی پوری وجاہت اور مسحور کر دینے والی پرسنیلٹی کے ساتھ کمرے میں رکھے صوفے پر شان سے براجمان اسکی طرف ہی گہری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

جن میں اسے آج ایسے جذبات نظر آئے تھے جسے دیکھتے ایہا کی ریڑھ کی ہڈی میں ایک سنسناہٹ سی ہوئی تھی،،،،،،
جبکہ اسکی دھڑکنیں الگ شور مچانے لگی تھی۔۔۔

آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟؟؟؟؟
لیکن پھر اپنے دل کو سختی سے ڈپٹتے ہوئے مظبوط لہجے میں بولی۔۔۔۔

جسے سن کر واسم کے لب مسکرائے تھے۔۔۔۔

اور وہ صوفے کی بیک کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھتا اسے اپنی نگاہوں کے حصار میں لے کر جب بولا،،،،، تو ایہا نے دل میں اسے ہزار صلوات سنائی تھی۔۔۔

تم خود ہی تو مجھے بلا رہی تھی،،،،،، تو میں نے سوچا کیوں نا اپنی بیوی آں ہاں نہیں دلہن کی یہ خواہش پوری کی جائے۔۔۔۔

اب تم اتنے پیار سے پکارو اور تمہارا ساجن نا آئے تو یہ تو تمہارے ساتھ ناانصافی ہو گی نا،،،، اور واسم شاہ کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کرتا۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف اب اسکی ایکسرے کرتی نگاہوں سے ایہا کو الجھن سی ہونے لگی تھی۔۔۔۔

اسکا یوں خود کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا،،،، اسکو کنفیوژن کا شکار بنا رہا تھا۔۔۔۔

تب ہی اسکی نظر بیڈ پر پڑے اپنے دوپٹے پر پڑی تھی جسے فوراً آگے بڑھ کر اٹھاتے اپنی چاروں طرف اچھے سے اوڑھا تھا۔۔۔۔

جس پر واسم نے لب دانتوں تلے دبا کر اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی۔۔۔۔

دیکھیں آپکو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے میں نے آپکو نہیں بلایا،،،،، اور نا ہی آگے کبھی زندگی میں ایسی کوئی حماقت کروں گی۔۔۔

تو برائے مہربانی آپ یہاں سے جا سکتے ہیں۔۔۔ کیونکہ مجھے فریش ہونا ہے ۔۔۔۔

وہ سارے لحاظ برائے طاق رکھ کے بدتمیزی سے بولی تھی۔۔۔۔

جس سے واسم کے چہرے کے زاویے بگڑے تھے۔۔۔۔

آخر یہ لڑکی خود کو سمجھتی کیا تھی،،،،،جب چاہے جیسے چاہے اسکی بیعزتی کر دیتی تھی۔۔۔۔

شاید یہ واسم شاہ کو ابھی اچھے سے جانتی نہیں تھی کہ وہ کس فطرت کا مالک ہے اگر جانتی تو کبھی ایسی حماقت نہیں کرتی۔۔۔۔

اور اگر میں یہاں سے نا جاؤں تو؟؟؟؟؟؟

وہ صوفے سے اٹھ کر بھاری قدم لیتا بالکل اسکے قریب پہنچ کر اسکے کان کے قریب جھکتا گمبھیرتا سے بولا تھا۔۔۔۔

جس سے اسکے لب ایہا کی کان کی لوں سے ٹکرائے تھے اور ساتھ اسکی بڑھی ہوئی شیو والا گال ایہا کی گال سے ہلکا سا مس ہوا،،،،،، جس سے اسکے چہرے پر لگی ہلدی واسم کے چہرے پر بھی لگ گئی تھی۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی شیو کے چبھتے لمس کو محسوس کرتے ایہا کسمسائی تھی۔۔۔۔

دیکھیں اب میں آپکی کوئی بھی بد تمیزی بالکل برداشت نہیں کروں گی،،،،،، اور اگر آپ نے میرے ساتھ کچھ بھی غلط کرنے کا سوچا بھی تو میں شور مچا کر سب کو اکٹھا کر لوں گی۔۔۔۔۔

اسکی بات کے جواب وہ دھمکی دیتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔۔

اور ئیلی تمہیں لگتا ہے کہ ایسے شور مچا کر تم مجھے میرے ارادوں سے روک سکتی ہو تو یہ بھی کر کے دیکھ لو۔۔۔۔۔

مجھے کسی کی رتی برابر پرواہ نہیں ہے،،،،،،الٹا ایسا کر کے تم میرا کام آسان کرو گی۔۔۔۔

اور پھر جو رخصتی دو دن بعد ہونے والی ہے وہ آج ہی انجام دے دی جائے گی

۔۔۔۔۔۔

وہ اسکے چہرے کی طرف تمسخرانا نظروں سے دیکھتا استہزائیہ لہجے میں بولا تھا

۔۔۔۔۔

جبکہ ایہانے اسکی بات پر غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں۔۔۔۔

کیا ہوا رک کیوں گئی مچاو شور؟؟؟؟

وہ ایک قدم اسکے اور قریب ہوتے طنزیہ گویا ہوا۔۔۔۔

دیکھیں واسم میں بتا رہی ہوں آپکو دور رہیں مجھ سے ورنہ یہ آپ کے حق میں بالکل ٹھیک نہیں ہو گا۔۔۔۔۔

وہ اسکے بڑھتے قدم دیکھ کر پیچھے ہوتے بولی تھی۔۔۔۔

جب ایک ہی جست میں واسم نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا ۔۔۔۔۔

جس سے وہ سیدھا اسکے کشادہ سینے سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی فاصلہ بنانے کی کوشش کو دیکھتے وہ اسکے گرد تنگ حصار کھینچ گیا تھا ۔۔۔۔۔

جس سے وہ چاہ کر بھی آزاد نہیں ہو سکتی تھی۔۔۔۔۔۔

تم جانتی ہو،،،،، تمہاری انہیں باتوں نے مجھے تمہاری طرف اٹریکٹ کیا ہے

جب تم مجھے خود سے دور رہنے کا بولتی ہو تو دل کرتا ہے تمہاری رگ و جان میں ایسے اتر جاؤں،،،،

کہ تمہیں اپنی سانسوں سے میری خوشبو میں آئے اور جب تم آئینے میں خود کو دیکھو تو تمہیں تم نہیں بلکہ میں نظر آوں-----

وہ اسکی گردن میں جھک کر گہرا سانس کھینچتا سرگوشی میں بولا تھا-----

جس سے ابیہا کا دل بری طرح دھڑک اٹھا تھا جبکہ اسکی نازک ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ گئی تھی-----

اور اس نے ایسے ہی جھکتے اسکی گردن پر اپنا دہکتا لمس چھوڑا تھا۔۔۔۔

جس پر وہ تڑپ کر اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی تھی۔۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف وہ اسکی خوشبو میں کھویا اسکی گردن کو اپنے لمس سے بھگو رہا تھا۔۔۔۔اور ساتھ ساتھ اسکے ہاتھوں کی بے باک جسارتیں بھی عروج پر تھیں

۔۔۔۔۔

جس کی وجہ ایہا کا اپنے قدموں پر کھڑا رہنا مشکل ہو گیا تھا وہ بالکل اسکے سہارے پر آگئی تھی۔۔۔۔

جب واسم شاہ نے تھوڑا اور نیچے جھکتے بڑے حق اور جرات سے اسکے دل کے مقام پر اپنے دہکتے لب رکھے تھے۔۔۔۔۔۔

اور پھر ایسا کی یہی پر بس ہوئی تھی،،،،،اس نے اپنی پوری طاقت جمع کر کے واسم کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کی جس میں وہ کامیاب بھی ہوئی تھی

کیونکہ ان سب کے دوران واسم اپنی گرفت ہلکی کر چکا تھا۔۔۔۔

جبکہ اسکے خود سے الگ کرنے پر اسکی پیشانی ناگواری سے بل پڑے تھے۔۔۔۔

لڑکی ابھی کے ابھی واپس اپنی جگہ پر آو ورنہ اگر میں تمہارے پاس آیا تو یہ تمہارے لیے بالکل بھی اچھا نہیں ہو گا۔۔۔۔

نہیں آو گی بلکہ آپ کیلئے بھی یہی اچھا ہو گا کہ اب آپ چپ چاپ یہاں سے چلے جائے ورنہ،،،،

وہ اسکی بات کے جواب میں اپنی بکھری سانسوں کو سنبھالتی ابھی اتنا ہی بولی تھی جب واسم نے اسکا جملہ درمیان میں اچک لیا تھا۔۔۔۔

ورنہ کیا؟؟؟؟؟ وہ اسکی طرف قدم بڑھاتا ہوا بولا تھا۔۔۔

جبکہ اس ڈریگن کو دوبارہ اپنی طرف بڑھتے دیکھ ایسا کا دل کیا وہ پھوٹ پھوٹ کر روئے یا پھر اس کے سر میں کوئی چیز ما*ر کر اسکا قصہ ہی تمام کر دے ۔۔۔۔۔۔

جس سے کم از کم اسکے چنگل سے اسکی جان تو آزاد ہو جائے گی۔۔۔۔

اور وہ اپنی باقی کی زندگی آرام سے گزارتی۔۔۔

لیکن وہ ایسا صرف سوچ سکتی تھی۔۔۔۔ایسا کرنے کی ہمت اپنے اندر مفقود پاتی تھی۔۔۔۔۔

اب بولو ورنہ کیا کرلو گی ؟؟؟؟

وہ اسکی طرف چیلنجنگ نظروں سے دیکھتا طنزیہ بولا۔۔۔۔۔

ورنہ میں آپکا سر پھا*ڑ دوں گی۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے وہ غصے سے چیختی ہوئی بولی۔۔۔۔۔

جس پر وہ ایک پل کیلئے حیران ہوا تھا پھر کمرے میں اسکا زندگی سے بھرپور قہقہ گونجا تھا۔۔۔۔

اور اسے ایسے ہنستے دیکھ ابیہا ایک پل کیلئے مبہوت رہ گئی تھی۔۔۔۔۔

اور ساتھ ہی اسکا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔۔۔

کاش یہ جتنا باہر سے خوبصورت ہے اندر سے بھی ہوتا تو وہ دل و جان سے اس پر فدا ہو جاتی۔۔۔۔

لیکن یہ غرور اور تکبر کا مارا انسان بالکل بھی محبت کرنے لائق نہیں تھا۔۔۔

اور اس سوچ کے آتے ہی اسکے چہرے پر دوبارہ ناگواری پھیل گئی تھی۔۔۔

جبکہ وہ اب بھی اس کی بچگانہ بات پر ہنس رہا تھا۔۔۔۔

کیا چیز ہو تم یار سچ میں۔۔۔۔

وہ اسکے معصوم چہرے کی طرف دیکھتے ہنستے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔

جبکہ ایہانے اسکا دھیان دوسری طرف دیکھتے ہی واشروم کی طرف دوڑ لگائی تھی۔۔۔۔

تاکہ وہ اس کے اندر بند ہو کر فلحال اس ڈریگن سے اپنی جان بچا سکے۔۔۔

لیکن. برا ہو قسمت کا کہ اسکے دروازہ بند کرنے سے پہلے ہی واسم شاہ نے بھاگ کر اسکے درمیان اپنا پیر رکھتے ہوئے اسکی کوشش کو ناکام بنا دیا تھا۔۔۔۔

وہ بیوقوف سمجھ رہی تھی کہ اسکا دھیان کسی اور طرف ہے جبکہ اسکی پوری توجہ کا مرکز صرف اسکی ہی ذات تھی۔۔۔۔

لیکن اسے ایہا سے یوں میدان چھوڑ کر بھاگنے کی امید ہر گز نہیں تھی۔۔۔۔

اس لیے ریلکس کھڑا تھا۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف ایہا دروازہ بند کرنے کیلئے اپنا پورا زور لگا چکی تھی۔۔۔

لیکن واسم کی طاقت کا مقابلہ کیسے کرتی جو ایک جھٹکے سے اسے پیچھے دھکیلتا واشروم میں داخل ہو چکا تھا۔۔۔

اور پھر اسکا دروازہ اندر سے بند کرتا اسکی طرف بڑھنے لگا۔۔۔۔

دیکھیں،،،،، واسم،،،،، خبردار آپ میرے قریب آئے۔۔۔۔۔ جبکہ وہ اسکی ساری باتوں کو نظرانداز کرتے اسکی طرف اپنے قدم بڑھا رہا تھا۔۔۔۔۔

یو فون کی پرانی سم برتن دھونے والے وم دور رہیں مجھ سے۔۔۔۔

جبکہ اس کو مسلسل خود کی اوور بڑھتے دیکھ وہ اسکا نام بگاڑتی ہاتھ میں آئی شیمپو کی بوتل اسکی طرف پھینکتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔

جسے وہ کیچ کرتا بنا اسکی کسی بھی بات کا اثر لیے اسکے قریب پہنچتا اسے اپنے حصار میں لے گیا۔۔۔۔۔

اب تم نے مجھے سوپ بنا ہی دیا ہے،،،، تو میں تمہیں مکمل طور پر واش کیے بنا واپس نہیں جاؤں گا۔۔۔۔

وہ اسکے چہرے کی طرف دیکھتا مسکراتا معنی خیزی سے بولا تھا۔۔۔۔

جس پر ایہا اسکی طرف حیران نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔۔

کیا مطلب؟؟؟؟

جب واسم نے ہاتھ بڑھا کر شاور آن کیا تھا۔۔۔۔

جس سے نکلتی ٹھنڈے پانی کی پھوار ایہا اور اسے پوری طرح بھگو گئی تھی

۔۔۔۔۔

اور دسمبر کے مہینے میں جہاں ہڈیوں کو جما دینے والی سردی پڑ رہی تھی وہی یک بستہ ٹھنڈے پانی کی پھوار نے ایہا کو ٹھٹھرنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔۔

جس سے بچنے کیلیئے اس نے واسم کے ہی سینے میں جائے پناہ ڈھونڈی تھی

اور اسکے چہرے اور ہاتھوں پر لگی ہلدی واسم کی سفید شرٹ کو داغدار کر گئی تھی

لیکن یہاں ان سب چیزوں کی پرواہ کسے تھی----

وہ تو بری طرح اس کے وجود کے نرم لمس میں کھویا ہوا تھا-----

پھر ایک ہاتھ سے اسکا چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے اپنی انگلیوں کے پوروں سے نرمی کے ساتھ اسکا چہرہ صاف کرنے لگا تھا------

جبکہ اسکی انگلیوں کا لمس اپنے چہرے پر محسوس کرتے ایہا کا دل ڈھول کی طرح بجنے لگا تھا------

اور رہی پرانی سم کی بات تو یہ بنانیٹ ورک کہ بھی مکمل سنگل دیتی ہے چاہے تو چیک کر سکتی ہو،،،،، لیکن پہلے آزمائش شرط ہے۔۔۔۔۔

وہ یوں نرمی سے اسکی گال کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتا گھمبیر تا سے بولا۔۔۔۔

جبکہ اسکی ساری باتیں ایسا کہ سر کے اوپر سے گزر گئی تھیں۔۔۔۔

اور وہ ہونق چہرہ بنا کر اسکی طرف دیکھنے لگی۔۔۔

جبکہ شاور سے نکلتا ٹھنڈا پانی ابھی بھی ان دونوں کے اوپر برس رہا تھا جسے وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے بالکل فراموش کر چکے تھے۔۔۔۔

جبکہ اسکے خود کو ایسے منہ کھولے ہونقوں کی طرح دیکھنے پر وہ بنا وقت ضائع کیے اسکی دھیمی چلتی سانسوں کو اپنے قبضے میں لے گیا تھا۔۔۔۔

اور اسکے لمس میں اس قدر نرمی اور چاہت تھی جسے محسوس کرتے ایہا نا چاہتے ہوئے بھی اپنی آنکھیں بند کر گئی۔۔۔۔۔

اور سہارے کیلیئے اسکی گردن میں بازو باندھتی اسکی نرمی کو محسوس کرتے ہوئے بہکتی خود بھی اسکا ساتھ دینے لگی تھی۔۔۔۔

جس پر واسم کے لب مسکرائے تھے،،،،،تادیر ایک دوسرے کے لمس میں کھوئے رہنے کے بعد جبکہ واسم کو لگا کہ اب وہ بالکل بھی سانس نہیں لے پا رہی تو،،،،،،،

وہ دھیرے سے پیچھے ہوا تھا اور مخمور نگاہوں سے اسکی طرف دیکھنے لگا جو اسکی گردن میں چہرہ چھپائے اپنی بکھری سانسیں سنوار رہی تھی۔۔۔۔

پھر اسکے نیلے پڑتے ہوئے چہرے کو دیکھتا ہاتھ بڑھا کر شاور بند کر گیا۔۔۔۔

اور اسکے بھیگے بالوں کی لٹوں کو اسکے چہرے سے ہٹاتا ایک بار پھر اسکے لبوں پر جھکنے لگا تھا۔۔۔۔۔

جب ایہا نے اپنا نازک ہاتھ اسکے لبوں پر رکھتے اسے روکا تھا۔۔۔۔۔۔

نہیں پلیز،،،،،،

وہ بمشکل اپنی بکھری سانسوں کے درمیان بولی تھی۔۔۔۔۔۔

پلیز اب آپ جائیں یہاں سے،،،،،، وہ اسکے چہرے کی طرف دیکھنے سے گریز کرتی بولی تھی۔۔۔۔۔

جبکہ اسکے یوں خود سے نظریں چرانے پر وہ محظوظ ہوا تھا۔۔۔۔۔

اور اگر میں یہاں سے نا جانا چاہوں تو؟؟؟؟؟

وہ اپنی مسکراہٹ چھپاتا چہرے پر سنجیدگی طاری کرتے ہوئے سوال گو ہوا۔۔۔۔

جس سے ایبہا کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا۔۔۔۔

یہ کیسی باتیں کر رہیں واسم اگر کسی نے آپکو رات کے اس پہر میرے روم دیکھ لیا یا پھر کسی کو پتا چل گیا تو گھر میں اتنے سارے مہمان ہیں۔۔۔

سب کیا سوچیں گے ہمارے بارے میں۔۔۔۔۔

سب سے پہلے تصیح کر لیں مسز روم نہیں باتھروم،،،،

سیکنڈ کوئی میرے بارے میں کیا سوچتا ہے اور کیا نہیں واسم شاہ کو اس سے رتی برابر بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔

وہ اسکی بات کے جواب میں سپاٹ لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔۔۔

ٹھیک ہے آپکو فرق نہیں پڑتا نا لیکن مجھے ضرور پڑتا ہے اس لیے میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ پلیز یہاں سے چلے جائیں۔۔۔۔

وہ اسکی ہٹ دھرمی کو دیکھتی بے بسی سے اسکے سامنے ہاتھ جوڑ گئی تھی جبکہ اسکے چہرے سے ایسے لگ رہا تھا کہ وہ کسی بھی وقت رو دے گی۔۔۔

ٹھیک ہے چلا جاؤں گا لیکن اس سے پہلے تمہیں میری ایک شرط پوری کرنی ہو گی ۔۔۔۔

اس کے بولنے پر وہ اسکی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔۔۔۔

تمہیں مجھے کس کرنا ہو گا۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر ایہا کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کی قریب تھی اور چہرہ پل میں سرخ ہوا تھا۔۔۔۔

یہ کیا بیہودگی ہے میں ایسا کچھ نہیں کرنے والی۔۔۔۔

وہ اسکی بے باکی پر درشتگی سے گویا ہوئی تھی۔۔۔۔

تو پھر ٹھیک میں بھی کہیں نہیں جانے والا،،،،، اتنا کہتے وہ آگے بڑھ کر ابھی وہ اسے دوبارہ اپنے حصار میں لیتا۔۔۔۔

کرتی ہوں کرتی ہوں۔۔۔

جب وہ پھدک کر اسکی پہنچ سے دور ہوتی بولی تھی۔۔۔۔

جبکہ اسکی جلد بازی پر واسم نے اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی۔۔۔۔

اوکے " اسکی بے بسی کو انجوائے کرتا احسان کرتے بولا،،،،،، سو بے شرم مرے ہونگے جب یہ پیدا ہوا ہوگا پتا نہیں کیا سوچ کر اللہ تعالیٰ نے اسے میرے نصیب میں لکھ دیا تھا،،،، اسکے ڈھیٹ پن کو دیکھتے ایپھا نے اسے دل میں ہی کوسا تھا۔۔۔۔۔

لیکن پہلے آپ اپنی آنکھیں بند کریں۔۔۔۔۔

یہ بیوقوفیاں میرے سامنے نا ہی کرو تو بہتر ہے اب تم اپنی مرضی سے آتی ہو یاں پھر میں آوں۔۔۔۔۔

اس کی بات پر وہ اپنی پیشانی پر بل ڈالتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔

ٹھیک ہے تم ایسے نہیں مانو،،،،،، ابھی اسکا جملہ مکمل بھی نہیں ہوا تھا جب ایہا نے اپنی ساری ہمت جمع کرتے ہوئے آگے بڑھ کر اسے چپ کروادیا تھا

۔۔۔۔۔

اور اس سے پہلے کہ وہ اس سے الگ ہوتی واسم نے اس کے گرد اپنی گرفت مضبوط کرتے اسے ایسا کرنے سے روکا۔۔۔۔

ایہا نے حساب لگایا تھا کہ وہ اس بے شرم اور اکڑوں ڈریگن سے کبھی جیت نہیں سکتی تھی۔۔۔۔۔

ابھی بھی وہ اپنی منمانی پوری کرتا اپنی مرضی سے ہی پیچھے ہٹا تھا اور پھر اسکے دہکتے چہرے اور اسکے لمس سے بھیگے ہونٹوں کو دیکھتا انہیں ہلکا سا انگوٹھے سے مسلتا،،،،،اسکی صبیح پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے بنا کچھ کہے وہاں سے نکلتا چلا گیا

جبکہ اسکے پیچھے وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھتی اسکی دھڑکنوں کا شمار کرنے لگی تھی

------------❤---------

رات کے آخری پہر پیاس کی شدت سے اسکی آنکھ کھل گئی تھی----

اور جب اس نے سائڈ ٹیبل پر رکھے جگ کو دیکھا تو وہ خالی تھا۔۔۔شاید زر جگ میں پانی ڈالنا بھول گئی تھی۔۔۔۔

اس نے نظر اٹھا کر گھڑی کی طرف دیکھا جو رات کے تین بجا رہی تھی۔۔۔

اوپر سے اتنی سردی تھی کہ اسکا اپنے گرم بستر سے نکلنے کا بالکل دل نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔

لیکن مجبوری یہ تھی کہ اسے پیاس بھی بہت شدت سے لگی تھی۔۔۔

جس پر وہ نا چاہتے ہوئے بھی کوفت سے سر جھٹکتی بستر سے نکل کر اچھی طرح اپنے گرد گرم شال اوڑھتی نیچے کچن کی طرف بڑھی تھی۔۔۔

اس وقت حویلی کی ساری بتیاں گل تھیں،،،، جس کی وجہ سے وہ اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔۔۔۔

سب لوگ تھک کر اپنے اپنے کمرے میں آرام کر رہے تھے،،،،،اس لیے ہر طرف گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

وہ سیڑھیوں سے نیچے اترتی کچن میں داخل ہوتے،،،،،وہاں رکھے جگ سے پانی کا گلاس بھر کر وہی کھڑے پینا شروع کر چکی تھی۔۔۔۔۔

ابھی اس نے آدھا پانی ہی ختم کیا تھا جب اس کے کانوں سے ضارب کی غصیلی آواز ٹکرائی تھی۔۔۔۔۔

نہیں آپ ایسا کریں انہیں ڈیرے کے پاس والے میدان میں لیں آئیں

۔۔۔۔۔۔

نہیں ہم صبح تک انتظار نہیں کر سکتے،،،،، معاملے کی گمبھیر تا سے آپ خود بھی واقف ہیں۔۔۔۔۔

ایسے میں ہم ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہتے۔۔۔۔۔

دوسری طرف سے کچھ کہا گیا تھا جس کی وہ نفی کرتا حویلی کا مین ڈور عبور کر گیا تھا۔۔۔۔

جبکہ ضارب کی عجلت اور اسکے آخری الفاظ سن کر اسکے کان کھڑے ہو چکے تھے۔۔۔۔۔

کیونکہ اسے ضارب سے کسی اچھے کی امید ہرگز نہیں تھی اس لیے وہ پریشانی میں پانی کا گلاس وہی ٹیبل پر رکھتی،،،،، اس کے پیچھے ہی حویلی سے نکلتی چلی گئی۔۔۔۔

جبکہ اس جلد بازی میں اس نے یہ بھی نہیں سوچا کہ اگر وہ کسی کی نظروں میں آ گئی یا ضارب شاہ نے اسے وہاں دیکھ لیا تو اس کا انجام کیا ہو سکتا تھا۔۔۔

---------------♥-------------

وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اپنے چہرے کو چادر سے بالکل کور کیے دبے پیروں سے اسکا پیچھا کر رہی تھی۔۔۔۔

جہاں اسکی جرات پر اسکا نازک دل دھڑک جا رہا تھا وہی اسکا دماغ بھی اسے اس کام سے باز رہنے کا بول رہا تھا۔۔۔

کیونکہ اگر ان سب دوران کسی کی نظر اس پر پڑ جاتی تو اسکا انجام کتنا برا ہو سکتا تھا یہ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔۔۔۔

گاؤں کے کچے پکے راستے سے گزر کر وہ کھیتوں کے درمیان سے نکلتے ایک کھلے میدان میں آ گئے تھے۔۔۔۔

جہاں آس پاس اندھیرے کے سوا کچھ نہیں تھا،،،، لیکن ضارب کے میدان کے بالکل درمیان میں پہنچتے ہی یکدم کئی گاڑیوں کی لائٹس ایک ساتھ روشن ہو گئی تھیں۔۔۔۔

جنہوں نے چند پل کیلئے اسکی آنکھوں کو چندیا دیا تھا۔۔۔ کہ اسے چند لمحوں کیلئے کچھ بھی نظر آنا بالکل بند ہو گیا۔۔۔۔

لیکن پھر جب کچھ دیر بعد اسکی آنکھیں وہاں کے ماحول سے مانوس ہو گئی تو جو نظارہ اس نے دیکھا اس نے ابرش کے پیروں تلے سے زمین کھینچ لی تھی

کہ وہ بمشکل اپنے منہ پر ہاتھ رکھتی خود کو چیخنے سے باز رکھ سکی-----

اور ساتھ ہی دوڑ کر وہاں موجود ایک بڑے سے پیڑ کی اوٹ میں ہو گئی تا کہ کسی کی نظر اس پر نا پڑے-----

ضارب کے ان سب کے قریب پہنچتے ہی خان نے آگے بڑھ اسے کرسی پیش کی تھی-----

جس پرشان سے .براجمان ہوتے اس نے اپنا فیورٹ مشغلہ انجام دیا یعنی کہ سگریٹ سلگائی تھی ۔۔۔۔

جبکہ اپنی وحشت سے بھری گہری سبز کانچ سی آنکھیں اپنے سامنے زمین پر لہو لہان گرے دو لوگوں پر ٹکائی ۔۔۔۔

جو اچھی خاصی تواضع کروانے کے بعد اب زمین پر سر ٹکائے نڈھال پڑے تھے ۔۔۔۔

سیدھا کرو انہیں ،،،،،اس سکوت زدہ ماحول میں ضارب کی گمبھیر آواز ابھری تھی ۔۔۔

جس نے اس خوفناک خاموشی میں اشتعال پیدا کیا تھا ۔۔۔۔

اور اسکے حکم پر فورا عمل کرتے ہوئے وہاں موجود کچھ لوگوں نے آگے بڑھتے انہیں سیدھا کر کے گھٹنے کے بل بٹھا دیا تھا۔۔۔۔

جہاں وہ لوگ اپنی سجھن زدہ مندی مندی آنکھیں کھول کر اپنے سامنے موجود ہستی کو دیکھنے لگے تھے۔۔۔۔

جسے دیکھتے انکی آنکھوں میں خوف اترا تھا،،،، اور ساتھ ہی مو*ت کے ڈر سے انکی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی تھی۔۔۔۔

صرف اور صرف ایک سوال جس کا اگر صحیح جواب نہیں دیا تو انجام صرف مو*ت۔۔۔۔۔

مال میں ہونے والا حملہ کس نے کروایا تھا؟؟؟؟؟

وہ اپنے مخصوص ٹھہریں ہوئے لہجے میں درشتگی سے گویا ہوا۔۔۔۔

ہم،،،،، دونوں اسکے بارے میں کچھ نہیں جانتے ہمارا صرف اس سے فون پر رابطہ ہوا تھا۔۔۔

اس سے آگے ہمیں کچھ نہیں پتا۔۔۔

اس میں سے ایک اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سپاٹ لہجے میں بولا تھا،،،، جبکہ دوسرا ابھی بھی خوف سے تھر تھر کانپ رہا تھا۔۔۔

جبکہ اسکی اتنی ہمت پر ضارب نے داد میں ایک آئی.برو اٹھایا تھا۔۔۔ جو مو*ت کو بالکل اپنے سامنے دیکھتے ہوئے بھی بنا ڈرے جواب دے رہا تھا۔۔۔

" انٹرسٹنگ

جبکہ اسکی گھنی مونچھوں تلے عنابی لبوں کی تراش میں ایک مسکان ابھری تھی

۔۔۔۔۔

ہمم تو تم کچھ نہیں جانتے ؟؟؟؟؟

جب ضارب نے اپنا سوال دوہرایا تھا۔۔۔۔۔

جس پر اس نے پھر نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

اور تمہیں ؟؟؟؟اب رخ دوسرے کی طرف تھا،،،،جو اسکی صرف آنکھوں میں اتری وحشت کو دیکھتے ہی بری طرح لرز رہا تھا۔۔۔

جس کے چلتے اس نے ابھی کچھ کہنے کیلئے اپنے لب کھولیں تھے جب دوسرے نے نامحسوس طریقے سے اسکے ہاتھ پر اپنا زخمی ہاتھ رکھتے اسے روکا تھا۔۔۔

جس پر وہ اپنے لب فورا سل گیا تھا۔۔۔

جو کہ ضارب کی زیرک نگاہوں سے پوشیدہ نا رہ سکا۔۔۔

اور اس نے بنا ان دونوں کو سنبھلنے کا موقع دیے اسی ہاتھ پر فا*ئر کیا تھا جس سے وہاں کی خاموش فضاء میں انکی چیخیں گونج اٹھی تھیں۔۔۔

لیکن ان سب کے باوجود وہ دونوں اپنا منہ کھولنے سے انکاری تھے۔۔۔

جس پر ضارب نے طیش میں آتے دونوں پر گو*لیا*ں برسا دی تھیں۔۔۔

جس کی تاب نالاتے ایک فورا وہی ڈھیر ہو گیا جبکہ دوسرے کے چہرے پر ایک زہر خند سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔

اور وہ جب بولا تو سردار ضارب شاہ کی غیرت کو للکار گیا۔۔۔۔

تم ،،،، تم کچھ ،،،، نہیں کر سکو گے ،،،،، وہ تمہیں ،،،،،برباد کر دے گا،،،،،، کتے کی مو*ت مارے گا،،،،، وہ تم سب کو،،،،، اور تمہاری بہن ،،،،،، جسے تم ،،،،، اپنی زندگی ،،،،، کہتے ہو،،،، وہ رکھیل بن ،،،،،،

اس سے پہلے کہ وہ اپنا جملہ مکمل کرتا۔۔۔۔۔۔

ضارب نے اپنے پستو*ل میں موجود ساری گو*لیا*ں اس کے سر میں اتار دی تھیں۔۔۔۔۔

جس سے خو*ن کے ساتھ اسکے دماغ کا مغز بھی باہر نکل آیا تھا۔۔۔۔

جسے دیکھتے وہاں موجود اسکے بندوں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں تھیں۔۔۔۔

لیکن ان سب کے باوجود بھی ضارب کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوا۔۔۔۔

اس نے وہاں موجود ایک گارڈ کے ہاتھ سے ہتھیا*ر چھینتے اس پر وا*ر کیا تھا ۔۔۔۔۔جس سے ایک دھما* کے کے ساتھ اسکے باقی جسم کے چھیتڑ*ے اڑ گئے ۔۔۔۔

ابھی وہ سب اس خوفناک منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے ۔۔۔۔

جب ان سب کی توجہ ایک نسوانی چیخ نے اپنی طرف مبذول کروائی تھی ۔۔۔۔ وہ لوگ ابھی اس آواز کا تعاقب کرتے جب ضارب نے انہیں روکتے ایک مخصوص اشارہ کیا تھا۔۔۔۔

اور پھر اسی لمحے ساری لائٹس ایک دم بند ہوئی تھیں اور ہر طرف ایسا گھنور اندھیرہ چھا گیا کہ ایک ہاتھ کو دوسرا ہاتھ سجھائی نا دے۔۔۔۔

ابرش جو اس روح کو لزرہ دینے والے منظر کو درخت کی اوٹ میں سے دل تھام کر دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

اسے اچانک اپنے پاؤں پر کچھ رینگتا ہوا محسوس ہوا اور اس نے جب نیچے دیکھا ایک جنگلی چوہا بہت مزے سے اسکے سرخ و سفید پاؤں پر بیٹھا ہوا تھا۔۔۔۔

جس سے ڈر کر اسے جھٹکتے بے ساختہ اسکے منہ سے ہلکی سی چیخ بر آمد ہوئی تھی۔۔۔۔۔جس کی آواز تو زیادہ نہیں تھی لیکن ہر طرف خاموشی ہونے کی وجہ سے رات کے سناٹے میں سب کو وہ صاف سنائی دی۔۔۔۔

اور اسکے بعد یکدم اندھیرہ چھاتے دیکھ اس نے ڈر کر اپنے لبوں پر ہاتھ رکھتے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

اور پھر بچنے کیلیئے اس نے وہاں سے پلٹتے جلد بازی میں قدم اٹھایا جو کہ غلط جگہ پڑنے کی وجہ سے بری طرح ڈس بیلنس ہوا تھا۔۔۔۔

اور وہ لہرا کر زمین پر گری،،،،، اسکے پاؤں میں زبردست قسم کی موچ آئی تھی

۔۔۔۔۔

جس سے اسکے جسم میں درد کی ایک شدید لہر دوڑ گئی۔۔۔۔

اسکی آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ کر زمین پر گرے جبکہ اس نے بمشکل خود کو اونچی آواز میں رونے سے روکا تھا۔۔۔۔۔

اور اس سے پہلے وہ ہمت کر کے اٹھتی اسے اپنے پیچھے کسی وجود کا احساس ہوا تھا

۔۔۔۔۔

اور وہ وجود کوئی اور نہیں بلکہ سردار ضارب شاہ کا تھا،،،، جسکا اندازہ اسے اپنے اردگرد پھیلی فضاء میں اسکی خوشبو سے ہو گیا تھا۔۔۔۔

جو ہوا کے ساتھ اسکی سانسوں میں اترتی اسے وحشت اور ڈر کی ایک نئی دنیا سے روشناس کروا رہی تھی۔۔۔۔۔

اس نے بے بسی سے اپنی آنسوؤں سے بھری آنکھیں بند کر لیں،،،،، اس نے ضارب شاہ کا پیچھا کر کے کتنی بڑی غلطی کی اسے اب احساس ہو رہا تھا۔۔۔۔

اسے ایسا لگ رہا تھا کہ اسکے سر پر ضارب نہیں بلکہ مالکلموت کھڑا ہو جو کسی بھی وقت اس سے اسکی سانسیں چھین سکتا تھا۔۔۔۔

______________♥__________

جہاں ابرش کو اپنا آخری وقت قریب لگ رہا تھا،،،،، اور وہ دھڑکتے دل کے ساتھ خدا کو یاد کرتی اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہی تھی۔۔۔۔

وہی اب اسکو یوں ہی زمین پر کافی دیر سے بیٹھے دیکھ کر اب ضارب کوفت ہونے لگی۔۔۔۔

اس لیے جب بولا تو اسکے لہجے میں بھی ایسا طنز شامل تھا کہ ابرش بری طرح شرمندہ ہو کر رہ گئی۔۔۔۔

مطلب کہ وہ اسے بنا دیکھے بھی پہنچان چکا تھا۔۔۔

اب آپ اٹھیں گی محترمہ یا پھر باقی کی رات بھی یہیں گزارنے کا ارادہ ہے
،،،،،،آفٹر آل آپکو ہمارے خلاف ثبوت بھی تو اکٹھے کرنے ہیں جس سے آپ
ہمیں قا*تل اور درندہ ثابت کر سکیں۔۔۔۔

جبکہ اب ابرش میں اتنی ہمت بھی نہیں بچی تھی کہ وہ پلٹ کر اسے کوئی جواب
دے سکے۔۔۔۔

اور پاؤں میں جو تکلیف ہو رہی تھی وہ الگ،،،،،، وہ چپ چاپ بنا آواز کیے پاؤں
کے درد کو برداشت کرتی شرمندہ سی اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔

جب بری طرح لڑکھڑائی،،،،،، اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ زمین بوس ہوتی
ضارب نے آگے بڑھ کر اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔۔۔۔

اور بہت قریب سے کالی چادر کی ہالے میں اسکا رویا رویا چہرہ دیکھنے لگا۔۔۔ جس پر تکلیف کے آثار تھے۔۔۔۔

آپکو چوٹ لگی ہے ؟؟؟؟؟اس بار پہلے کی نسبت لہجہ قدرے نرم تھا۔۔۔۔ جبکہ انداز سے اس کی فکر جھلک رہی تھی۔۔۔ جسکا اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔۔

کیونکہ جو کچھ ابھی وہ کچھ دیر پہلے دیکھ چکی تھی۔۔۔اس کی یہ فکر ابرش کو صرف ایک ڈھونگ لگ رہی تھی۔۔۔۔

جبکہ اسکی خاموشی پر ضارب اپنے لب سختی سے بھینچ گیا تھا اصل میں یہ لڑکی ہمدردی کے لائق بالکل نہیں تھی۔۔۔۔

اس لیے جس ہاتھ سے اس نے ابرش کو سہارا دے رکھا تھا ایک جھٹکے سے پیچھے کھینچا جس سے وہ ایک بار پھر لڑکھڑائی لیکن ہمت کرتی خود کو گرنے سے بچا گئی ـــــ

یو نو وٹ آپ ہمدردی کے بالکل لائق نہیں ہیں،،،،،آپ ڈیزرو نہیں کرتی کے آپکے ساتھ نرم رویہ اپنایا جائے ـــــ

اتنا کہتے ہی اس نے ابرش کا ایک ہاتھ اپنی سخت گرفت میں لیا اور ایک طرف چلنا شروع ہو گیا ـــــ

اور اسکی پکڑ ابرش کے ہاتھ پر اس قدر سخت تھی کہ اسے لگا آج اسکا ہاتھ ضرور اسکے تن سے جدا ہو جائے گا ـــــ

جبکہ جیسے وہ تیزی سے چل رہا تھا ابرش اسکے ساتھ کھینچتی ہوئی جارہی تھی ۔۔۔۔جس کی وجہ سے اسکے پاؤں کے درد میں کچھ اور اضافہ ہوا تھا۔۔۔۔

جس سے اسکے آنسوؤں کی رفتار میں روانی آئی تھی ۔۔۔۔

لیکن وہ بالکل بے حس اور ظالم بنا اسے کھینچتے ہوئے لیجا رہا تھا۔۔۔۔۔

پھر کچھ دور سڑک کے کنارے پہنچتے وہاں موجود اپنی گاڑی کا دروازہ کھولتے اسے دھکیلنے کے انداز میں اندر بٹھایا تھا۔۔۔۔

اور دروازہ اتنی زور سے بند کیا کہ ابرش اچھل کر رہ گئی۔۔۔۔جبکہ اسکے سینے میں موجود ننھا سا دل سہم سا گیا۔۔۔۔۔

جب اس نے دوسری طرف آکر بیٹھتے گاڑی سٹارٹ کی ،،،،،، سارے راستے گاڑی میں وقفے وقفے سے ابرش کی سسکیاں گونجتی رہی ،،،،،، لیکن وہ ایسے بن گیا جیسے گاڑی میں اسکے علاوہ کوئی موجود ہی نا ہو۔۔۔۔

اور نا ہی اس نے اسے چپ کروانے کیلئے دوبارہ کوئی کوشش کی۔۔۔۔

______♥______

گاڑی آکر حویلی کے پورچ میں رکی تھی۔۔۔۔جب وہ گاڑی سے باہر نکلتا اسکی طرف آکر دروازہ کھولتا اسے ایک جھٹکے سے باہر کھینچ گیا۔۔۔۔

جبکہ ضارب کے ایسے بے دردی سے کھینچنے پر ابرش کے لبوں سے ایک چیخ برآمد ہوئی تھی۔۔۔۔۔

چپ بالکل چپ آواز نہیں نکلنی چاہیے۔۔۔۔۔ورنہ یہ آپ کے حق میں بالکل بھی اچھا نہیں ہوگا۔۔۔۔

جسے وہ اسکے ہونٹوں پر اپنا بھاری ہاتھ رکھتا اسکے حلق میں ہی روک گیا۔۔۔۔

جبکہ اسکی دھمکی پر ابرش نے سہمی ہوئی نگاہوں سے اسکے چہرے کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔

جسے وہ نظرانداز کرتے ابھی اس کے ہاتھ کو کھینچ کر اندر کی طرف بڑھتا جب اسکے لبوں سے پاؤں میں بڑھتے درد کی وجہ سے کراہ نکلی۔۔۔۔

جس پر وہ نا چاہتے ہوئے بھی رک گیا تھا۔۔۔۔۔

اور ایک نظر تکلیف سے سرخ ہوئے اسکے چہرے کو دیکھنے کے بعد اسے ایک جھٹکے سے بازوؤں میں اٹھاتا اندر کی طرف بڑھا۔۔۔۔

جبکہ وہ گرنے کے ڈر سے اسکی گردن میں اپنے دونوں بازو باندھ گئی،،،،،
دوسری طرف اسکے ایسے اٹھانے پر شرمندگی الگ ہو رہی تھی،،،،، جس کی وجہ سے اسکا پہلے سے ہی سرخ چہرہ اب خون چھلکانے لگا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ تیز قدموں سے سیڑھیاں عبور کرتا اسے لے کر اوپر اسکے کمرے میں داخل ہوا اور پھر لے جا کر پٹکنے کے انداز میں بیڈ پر اتارا تھا۔۔۔۔۔۔

جس پر وہ سسکی تھی۔۔۔۔۔

بہت شوق ہے آپکو ہمارا پیچھا کرنے کا،،،،،، ایک ہاتھ سے اسکے بالوں کو پکڑ کر چہرہ اوپر اٹھاتے وہ درشتگی سے گویا ہوا۔۔۔۔۔

نہی،،،،،، نہیں،،،،،، وہ میں،،،،،، تو بس،،،،،،

ضارب کے اتنے قریب آنے اور بالوں کو کھینچنے پر وہ سسکتی بمشکل اٹکتی ہوئی اتنا ہی بول پائی جب اسے اپنے گلے میں آنسوؤں کا گولا اٹکتا ہوا محسوس ہوا،،،،،،

اور وہ بے آواز رونے لگی۔۔۔۔

جبکہ ضارب اب بھی اسکے معصوم چہرے کو سپاٹ نظروں سے دیکھ رہا تھا ۔۔۔۔

اسکے سرخ و سفید نازک روئی جیسے گالوں پر پھسلتے آنسو اس نیم اندھیرے میں موتیوں کی طرح چمک رہے تھے۔۔۔۔

رونے کی وجہ سے سرخ ہوئی چھوٹی سی ستواں ناک اور اس میں چمکتا لونگ اور کپکپاتے سرخ گلاب کی پتیوں جیسے لب اسکی توجہ بری طرح اپنی طرف کھینچ گئے تھے۔۔۔۔

کہ وہ اپنا غصہ بھولتا اسکے چہرے کے معصوم نقوش میں کھونے لگا۔۔۔۔۔

پھر خود پر ضبط کے کڑے پہرے بٹھا کر اس نے اپنی جلتی آنکھیں زور سے بند کر کے کھولیں تھیں۔۔۔۔۔

اور دھیرے اسے اپنی گرفت سے آزاد کرتا وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔

ہم آپکو یہ آخری وارننگ دے رہیں ہیں کہ آپ ہمارے معاملات سے دور رہیں ورنہ ہم آپکی زندگی کو جہنم بنانے میں ایک سیکنڈ نہیں لگائیں گے۔۔۔۔۔
اور یہ صرف دھمکی نہیں ہے آپ کیلیئے آخری موقع ہے ہمارے طرف سے سدھر جائیں ورنہ وہ حشر کریں گے آپکو اپنے پیدا ہونے پر افسوس ہو گا۔۔۔۔

وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولتا ابرش کے ننھے سے دل کو سہما گیا۔۔۔۔۔

اور اس سے پہلے کہ وہ پلٹتا اسکی نظر ابرش کے ہاتھ پر پڑی تھی جس سے اس نے اپنے دائیں پاؤں کو پکڑ رکھا تھا۔۔۔۔

جبکہ اسکی آنکھوں سے آنسو تواتر سے بہہ رہے تھے۔۔۔۔۔

پھر نا جانے کیا اسکے دل میں سمائی کہ وہ اپنا سارا غصہ بھول کر ابرش کے قریب بیڈ پر بیٹھتے ہوئے،،،،،

ایک ہاتھ میں اسکا پاؤں پکڑ کر اس کا معائنہ کرنے لگا۔۔۔۔

جواب ہلکا سا سوجھ چکا تھا اور ابھی اس نے دوسرے ہاتھ سے چیک کرتے ہوئے اسے ہلکا سا دبایا تھا کہ وہ تکلیف سے چیخ اٹھی تھی۔۔۔۔

نہیں،،،، نہیں لالا پلیز بہت درد ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔ پلیز چھوڑ دیں۔۔۔۔

وہ نفی میں سر ہلاتی اسے رکنے کا بولتی اپنا پاؤں اسکے ہاتھ سے کھینچنے لگی۔۔۔۔۔

اور ان سب کے دوران وہ ایک بار پھر روانی میں اسے لالا پکار گئی تھی جسکا اسے بالکل اندازہ نہیں ہوا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ اس کے منہ سے اپنے لیے لفظ لالا سن کر ضارب ایک پل کیلئے حیران ہوا تھا اور پھر اسکی معصومیت کو دیکھتے اس ٹینشن زدہ ماحول میں بھی وہ زیر لب دلکشی سے مسکرایا تھا۔۔۔۔

شاید آپ بھول رہی ہیں کہ آپ سے ہمارا اصل رشتہ کیا ہے؟؟؟؟؟

لیکن پھر چہرے کو سپاٹ کرتا ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا جس پر وہ حیران ہوتی اسکے خوبصورت چہرے کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔

جب اسے کچھ دیر پہلے کہے گئے اپنے الفاظ یاد آئے تھے اور وہ شرمندگی سے اپنا چہرہ جھکا گئی۔۔۔۔

جسے دیکھتے ہوئے وہ تھوڑا اور اسکے قریب ہوا تھا۔۔۔

جس پر وہ خود میں سمٹی تھی،،،،،شاید آپکو یہ بات اچھے سے باور کرانے کی ضرورت ہے۔۔۔۔

کہ ہم آپکے کیا لگتے ہیں اسکے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کرتے وہ سرگوشی نما آواز میں بولا تھا۔۔۔۔

جبکہ اسکی نظریں ابرش کے ناک میں چمکتے لونگ کا طواف کر رہی تھیں۔۔۔۔

اسکی نظروں کی تپش اور لفظوں کے مفہوم سمجھتے وہ پل میں گلال ہوئی تھی

اور یہی وہ وقت تھا جب ضارب نے اس کے پاؤں کو ایک زور دار جھٹکا دیا تھا اور اس سے پہلے کہ وہ تکلیف سے چیختی وہ اس پر جھکتا ہوا اسے حلق میں ہی روک گیا

ابرش نے تڑپ کر دونوں ہاتھوں سے اسکے کندھوں کو تھاما تھا،،،،، جب پاؤں کے ساتھ ساتھ اسے اپنے لبوں پر بھی تکلیف کا احساس ہوا تھا۔۔۔۔

جس پر اس نے الگ ہونا چاہا لیکن ضارب کی گرفت مضبوط ہونے کی وجہ سے اس میں بری طرح ناکام ہوئی تھی۔۔۔۔۔

جبکہ اسکے ہونٹوں پر تکلیف کا احساس بڑھتا جا رہا تھا لیکن وہ بے رحم انسان پیچھے ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔۔

اینڈ جب وہ بالکل بے بس ہوتے سانسیں ہارنے لگی تب جا کر کہیں اس نے ابرش کو اپنی گرفت سے آزاد کیا۔۔۔۔

اور دانتوں تلے لب دبا کر اپنی مسکراہٹ چھپاتا اسکے روئے روئے چہرے اور سرخ لبوں کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

جن سے اب اسکی زیادتی کی وجہ سے خون چھلکنے کو بے تاب تھا۔۔۔۔

امید ہے آپ اچھی طرح سمجھ گئی ہونگی کہ آپ سے ہمارا رشتہ کیا ہے۔۔۔۔

اور آج سے آپ ہمیں سائیں کہہ کر بلائیں گی جو کہ ہمارے خاندان کی روایت ہے۔۔۔۔

اور سائیں کے علاوہ اگر آپکے ہونٹوں سے کبھی کوئی دوسرا لفظ ادا ہوا تو یاد رکھیے گا۔۔۔۔

اسکا انجام بھی انہیں بھگتنا ہوگا۔۔۔۔

وہ اسکے بھیگے سرخ ہونٹوں کو نرمی سے سہلاتے اسے اچھے سے باور کراتا ہوا بولا تھا۔۔۔۔۔۔

جس پر وہ اپنا سر جھکا گئی تھی۔۔۔۔۔

کیونکہ اس کے اندر ضارب کی لو دیتی نظروں کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ بالکل نہیں تھا۔۔۔۔۔۔

ایک نظر اسکے جھکے سر کو دیکھنے کے بعد وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا ۔۔۔۔۔کیونکہ صبح ہونے میں اب بس کچھ ہی وقت بچا تھا۔۔۔۔۔

وہ کسی کو بھی اپنے اور خاص طور ابرش کی ذات پر سوال اٹھانے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔

اس لیے وقت رہتے ہی وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔۔

جبکہ اسکے جاتے ہی ابرش تکیے میں اپنا چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔۔۔۔

اور ساتھ ساتھ اپنے ہونٹوں کو بھی مسل رہی تھی جیسے ان پر سے ضارب کا لمس مٹانا چاہتی ہو۔۔۔۔

لیکن لاکھ کوششوں کے بعد بھی وہ ایسا نہیں کر پا رہی تھی،،،،، اسے ابھی اپنے ہونٹوں پر اسکے دہکتے لبوں اور مونچھوں کا چبھتا لمس بچھوں کی مانند رینگتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔

جس کا اس کے پاس کوئی حل نہیں سوائے اپنی قسمت کو کوسنے اور رونے کے۔۔۔

-------------♥-----------

پتا چل گیا ہے مجھے سہی گدھوں کی فوج پال رکھی ہے میں نے ----

کسی کام کے نہیں ہو تم لوگ ،،،،، وہ غصے میں ادھر سے ادھر چکر کاٹتا چلاتا ہوا

بولا ----

جبکہ اسکی دھاڑ پر وہاں کھڑے اسکے تمام آدمی تھر تھر کانپ رہے تھے ---

کیونکہ یہ انسان نہیں بلکہ حیوان تھا جو کب کس کی موت بن جاتا پتا نہیں چلتا تھا

اور اس وقت تو وہ اپنی درد نگی کی انتہا پر تھا،،،، ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی اس نے

ناکامی کی خبر سنانے پر ایک انسان کو اتنی بے دردی سے موت دی تھی کہ اسے

دیکھنے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے ---

اور تم کتنا وقت ہو گیا تمہیں صرف ایک کام بولا تھا اور تم سے وہ بھی انجام نہیں دیا گیا۔۔۔۔

وہ ایک طرف اندھیرے میں کھڑے وجود کے سامنے رکتا ہوا بولا اور باقی سب کو ہاتھ کے اشارے سے باہر جانے کا بولا تھا۔۔۔۔

سر میری کوشش جاری ہے،،،، کوشش نہیں مجھے رزلٹ چاہیے وہ اسکی بات درمیان میں کاٹتا اسکی گردن دبوچ گیا۔۔۔۔

جس سے اسکی آنکھیں ابل کر باہر آ گئی،،،، جبکہ سانسیں رکنے لگی تھی۔۔۔۔

سر،،،، میری،،،، بات تو سنے،،،، سامنے کھڑا وجود اسکی سخت گرفت پر تڑپتے ہوئے اٹک اٹک کر بولا۔۔۔۔

نہیں مجھے ہاں یا ناں میں جواب چاہیے یا پھر میں کوئی اور انتظام کروں۔۔۔

سر میرا وار،،،، خالی نہیں جا سکتا،،،،، بس تھوڑا سا،،،،، اور وقت دے دیں

۔۔۔۔

جبکہ اس کی بات سن کر اس نے اسے ایک جھٹکے سے چھوڑا تھا جس پر وہ وجود کھانستے ہوئے اپنی اکھڑتی سانسیں درست کرنے لگا۔۔۔

ٹھیک ہے دیا تمہیں وقت،،،،،، اور اگر تم نے اس وقت کے ختم ہونے سے پہلے میرا یہ کام مکمل نہیں کیا تو،،،،،، تمہیں ایسی مو*ت دوں گا کہ تمہاری سات نسلیں یاد رکھیں گی۔۔۔

کیونکہ نفرت ہے مجھے ناکامی اور ناکام لوگوں سے،،،،، جبکہ اسکی بات پر سامنے والے نے صرف سر ہلانے پر ہی اتفاق کیا تھا۔۔۔

شراب لے کر آو میرے لیے وہ اسے حکم دیتا جا کر صوفے پر براجمان ہو گیا

جس پر اس نے سر ہلاتے فوراً اسکے حکم کی تکمیل کی تھی-----

------------♥----------

ابیہا ابھی واشروم سے فریش ہو کر نکلی تھی جب زر دھڑ سے دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی----

جسے دیکھ وہ مسکرائی تھی----

بیا چلو نیچے اماں سائیں تمہیں اور ابرش کو اپنے کمرے میں بلا رہی ہیں----

انہوں نے کچھ ضروری بات کرنی ہے تم لوگوں سے ،،،،، اسکی مسکراہٹ کو دیکھتے وہ عجلت میں بولی۔۔۔۔۔

صبر رکھو لڑکی اتنی جلدی بھی کیا ہے ،،،، پہلے میں اپنے بال تو بنا لوں پھر چلتے ہیں۔۔۔۔

آ ،،،، چھوں

وہ اپنے گیلے بالوں کو ٹاول سے آزاد کرتی چھینکتے ہوئے بولی ،،،،، جبکہ اسکی آواز بھی تھوڑی بیٹھی ہوئی لگی زر کو۔۔۔۔

بیا تمہارے طبیعت تو ٹھیک ہے وہ سردی سے سرخ ہوئے اسکے ناک اور چہرے کو دیکھتے تشویش سے گویا ہوئی۔۔۔

ہاں میں ٹھیک ہوں ،،،،، بس تھوڑا سا زکام ہو گیا ہے ،،،،

وہ اسکی بات کے جواب میں مسکراتی بولی۔۔۔۔

کہاں سے ٹھیک ہو مجھے تو لگ رہا تمہیں سردی لگ گئی اوپر سے پاگل لڑکی جب تمہیں لگ رہا تھا تمہاری طبیعت نہیں ٹھیک تو کیا ضرورت تھی نہانے کی

۔۔۔۔۔

وہ اسکی فکر میں آگے بڑھ کر اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھتی ٹمپریچر چیک کرتے ہوئے غصے سے بولی۔۔۔۔

یار میں ٹھیک ہوں بس تھوڑا سا زکام ہے ابھی بڑی ماں سے قہوہ بنوا کر پیوں گی تو ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔

وہ اسکے پریشان چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے تسلی دیتی پیار سے گویا ہوئی۔۔۔۔

جس پر اس نے اسے گھوری سے نوازا تھا۔۔۔

کچھ ٹھیک نہیں ہو گا قہوے سے مجھے تمہاری طبیعت زیادہ خراب لگ رہی ہے اوپر سے کل تمہاری شادی ہے۔۔۔۔

مجھے لگتا ہے ہمیں ڈاکٹر سے چیک اپ کروالینا چاہیے۔۔۔۔

زر مجھے کچھ نہیں ہوا میں ٹھیک ہوں بالکل،،،، اور اگر مجھے لگا میری طبعیت زیادہ خراب ہو رہی ہے تو میں پین کلر لے لوں گی۔۔۔۔

لیکن ڈاکٹر کو بلانے کی ضرورت نہیں ایویں ہی گھر میں سب پریشان ہو جائیں گے۔۔۔۔

لیکن بیا،،،، میں کہہ رہی ہوں نا کہ میں ٹھیک ہوں،،،، جس پر وہ نا چاہتے ہوئے بھی سر ہلا گئی تھی۔۔۔۔۔

اچھا چلو بال بنالو پھر چلتے ہیں اس بار وہ تھوڑا مسکرا کر بولی تھی جس پر وہ بھی سر ہلاتی ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

جبکہ وہ بیڈ پر بیٹھتی اسکے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگی،،،،،ایہانے اپنے لمبے بالوں کو ڈرائیر سے سکھاتے انہیں چٹیا میں باندھا اور پھر بیڈ پر رکھے اپنے دوپٹے کو اٹھاتی سر پر اوڑھنے لگی۔۔۔۔

جب غیر ارادی طور پر زرمینے کی نظر اسکی گردن پر بنے نشانات پر پڑی تھی ،،،،،جو کہ رات واسم شاہ کی کیگئی کرم نوازیوں کا نتیجہ تھے وہ انہیں دیکھتے چونکی تھی۔۔۔۔۔

ایک منٹ بیا یہ کیا ہوا ہے تمہاری گردن پر؟؟؟؟؟

اس نے اسکا دوپٹہ گردن سے ہٹاتے تشویش سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

ہیں کیا ہوا ہے ؟؟؟

وہ اسکی بات پر حیران ہوتی آگے بڑھ کر آئینے میں اپنا عکس دیکھنے لگی جب گردن پر بنے سرخ دھبوں اور ہلکے کاٹنے کے نشانات کو دیکھتے وہ پل میں سرخ ہوئی تھی ۔۔۔۔

اسے رات کی کیگئی واسم کی کاروائی یاد آئی تھی جسے سوچتے اسکے گلابی گال تپنے لگے تھے ۔۔۔۔

وہ،،،،،، ہاں،،،،، وہ کل کے ڈریس،،،، کا دوپٹہ بہت بھاری تھا نا اوپر سے باڈر پر جو کام تھا لگتا ہے،،،،،، اسکی وجہ سے انفیکشن ہو گیا ہے،،،،، وہ سرخ چہرے کے ساتھ اٹکتی بمشکل بات بناتے ہوئے بولی ۔۔۔

جبکہ اسکے برعکس دل میں اس نیلے ڈریگن کو یاد کرتے ہزاروں صلواتوں سے نوازا تھا ۔۔۔۔

لیکن مجھے تو یہ کچھ اور ہی لگ رہا ہے،،،،، وہ اسکے اٹکنے اور پل میں سرخ ہوتے چہرے کو دیکھتی بات کی طے تک پہنچتے ہوئے شرارت سے گویا ہوئی۔۔۔

مجھے تو لگتا ہے کہ تمہیں ہمارے واسم لالا کا انفیکشن ہو گیا ہے۔۔۔

زررر،،،،، جبکہ اسکی بات پر وہ سرخ ہوتے غصے سے چیخی تھی۔۔۔

جس پر اس نے قہقہہ لگایا،،،،، اسکا مطلب کافی حد تک درست اندازہ لگایا ہے میں نے۔۔۔۔

اس کے غصہ کرنے پر بھی وہ شرارت سے باز نہیں آئی تھی،،،،، جس پر ابیہا نے اسے گھوری سے نوازا اور ناراضگی کے طور پر اپنا رخ پھیر گئی۔۔۔

اچھا یار سوری اب نہیں کرتی ،،،، وہ پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیتی محبت سے بولی ،،،، جس پر ابیہا بھی مسکرائی تھی اور پلٹ کر اسے اپنے گلے سے لگا گئی۔۔۔۔

چلو اب چلتے ہیں ابھی ابرش کو بھی اسکے کمرے سے لینا ہے کہیں ایسا نا ہو لیٹ پہنچنے پر اماں سائیں سے ڈانٹ پڑ جائے ہمیں ،،،، وہ اس سے الگ ہوتی عجلت بھرے انداز میں بولی تھی۔۔۔۔

جس پر وہ مسکراتے ہوئے اس کے ساتھ باہر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

لیکن انہیں ابرش کے کمرے تک جانے کا تکلف نہیں کرنا پڑا تھا وہ انہیں راہداری میں ہی مل گئی تھی جبکہ انکو اپنے پاس آتے دیکھ وہ مسکرائی تھی۔۔۔

شکر ہے تم ہمیں یہی مل گئی چلو نیچے اماں سائیں تم لوگوں کو اپنے کمرے میں بلا رہی ہیں۔۔۔۔

وہ عجلت میں اسکا ہاتھ تھامتی ساتھ لیجانے لگی جبکہ دوسرے ہاتھ میں اس نے ایہا کا بازو پکڑ رکھا تھا۔۔۔۔

جس پر وہ بمشکل مسکراتی اپنے پاؤں کے درد کو نظرانداز کرتی ان کے ساتھ نیچے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

__________❤__________

وہ تینوں جب اماں سائیں کے کمرے میں پہنچی تو وہ انہیں دیکھ کر مسکرائی تھیں اور ساتھ ہی محبت سے ان کیلئے اپنے دونوں بازو واں کیے تھے۔۔۔۔

جن میں وہ تینوں ایک ساتھ سمائی تھیں،،،،،اور پھر انہوں نے باری باری ان تینوں کی پیشانی پر محبت سے بوسہ دیا تھا۔۔۔۔

ہماری خواہش ہے کہ آپ دونوں اپنی شادی والے دن ہمارے خاندانی زیورات جو کہ آپکی ماما اور ہماری بہوؤں کے ہیں وہ پہنے جو انہوں نے اپنی شادی پر پہنے تھے۔۔۔۔

اس لیے آپ دونوں کو بلایا ہے،،،،،تاکہ آپ سے آپکی رائے جان سکے۔۔۔۔
اماں سائیں اپنی خواہش کا اظہار کرتیں محبت سے گویا ہوئی تھی۔۔۔۔

انکی بات سنتی ابرش تو مسکرا کر عظمی بیگم کی طرف دیکھنے لگی جس پر بدلے میں وہ بھی دھیمے سے مسکرائی تھی۔۔۔۔

جبکہ اسکے بر عکس ابیہا اپنی ماں کا نام سنتی اداس ہو گئی اور ساتھ ہی اسکی خوبصورت آنکھیں بھر آئی تھیں۔۔۔۔

جس پر اماں سائیں نے اسے دوبارہ اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔۔۔

پھر کیا ہوا بیا بٹیا جو وہ آج ہمارے ساتھ نہیں ہیں لیکن انکی دعائیں تو صدا آپ کے ساتھ رہیں گی نا۔۔۔۔

کیونکہ ماں باپ تو مر کر بھی اپنی اولاد کا کوئی دکھ برداشت نہیں کر سکتے،،،،، اور اب تو آپکی زندگی کا اتنا بڑا موقع ہے سوچیں جب وہ آپکو خوشی خوشی ایک نئی زندگی کی شروعات کرتے دیکھیں گے۔۔۔۔

تو کتنا سکون ملے گا انکی ارواح کو،،،، آنکھیں تو انکی بھی بھر آئی تھیں اپنے لاڈلے بیٹے اور بہو کے ذکر پر لیکن پھر خود کو سنبھالتی اسے رسان سے سمجھاتیں ہوئے بولیں۔۔۔۔

اور ساتھ ہی اسکی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کو محبت سے صاف کیا تھا۔۔۔

پھر اسکے بعد ان دونوں کے سامنے زیورات رکھے تھے جس میں کندن اور سفید ڈائمنڈز کے ہار، جڑاو دار ڈائمنڈ کے خاندانی کنگن سونے کے کمر بند جس میں چھوٹے چھوٹے سفید ہیرے لگے ہوئے تھے۔۔۔

ماتھا پٹی ناک میں پہننے کیلئے خوبصورت سی نتھ، کانوں کے آویزے اور ساتھ دوسری بھی بہت ساری چیزیں شامل تھیں۔۔۔

یہ تو بہت پیارے ہیں ہیں نا ابرش۔۔۔

ایپھا ان زیورات کو دیکھتی اپنی ماں کو یاد کرتی خوشی سے بولی۔۔۔۔

ہاں سبھی بہت پیارے ہیں جس پر اس نے بھی تائید میں سر ہلایا تھا۔۔۔

تو ٹھیک ہے یہ طے ہوا کہ کل تم دونوں یہی زیورات زیب تن کرو گی جس پر ان دونوں نے خوشی خوشی سر ہلایا تھا۔۔۔

جسے دیکھتے وہاں بیٹھی تمام خواتین مسکرائی تھیں۔۔۔۔

اور ہاں ابرش بٹیاں ہمیں آپ کو ایک خاص چیز بھی دینی ہے جو کہ ضارب کی ماں کی نشانی ہے۔۔۔۔

جو اس نے خاص طور پر ضارب کی دلہن کیلیئے رکھی تھی۔۔۔۔

اتنا کہتے انہوں نے ایک الگ زیور کا ڈبہ اٹھایا اور اسکے ہاتھ میں پکڑا دیا تھا

۔۔۔۔۔

جس پر وہ حیران نظروں سے انکی طرف دیکھنے لگی تھی جبکہ ضارب کے ذکر پر ڈر کی ایک نئی لہر اسکے وجود میں سرائیت کر گئی تھی۔۔۔۔

ابھی چند گھنٹے ہی تو گزرے تھے جب اس نے اپنی آنکھوں سے وہ قیامت خیز منظر کو دیکھا تھا جسے وہ زندگی بھر کبھی نہیں بھلا سکتی تھی۔۔۔۔

یہ نا ضارب کی پیدائش پر میرے بیٹے نے اسے گفٹ کیا تھا جو اسے اتنا پسند آیا کہ اس نے کہاں تھا یہ تو میرے ضارب کی دلہن ہی پہنے گی۔۔۔

بلکہ میں اپنے ہاتھوں سے پہناوں گی اسے،،،، لیکن زندگی نے اسے اتنی مہلت ہی نہیں دی کہ وہ اپنی یہ خواہش پوری کر سکتی۔۔۔۔

وہ پرانی باتوں کو یاد کرتیں آبدیدہ لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔۔۔۔

لیکن یہ میرے پاس اسکی امانت تھی جو تم تک پہنچادی ہے اسے سنبھال کر رکھنا ۔۔۔۔۔۔

انھوں نے اسکے معصوم چہرے کی طرف دیکھتے جیسے تاکید کی تھی ۔۔۔۔

جس پر وہ نا چاہتے ہوئے بھی مسکرا کر سر ہلا گئی تھی ۔۔۔۔

اچھا ابرش ذرا کھول کر تو دکھاو کیا ہے اس میں،،،،، زرا انکی باتوں میں حصہ لیتی عجلت بھرے لہجے میں بولی تھی ۔۔۔۔۔

جس پر عمل کرتے اس نے وہ باکس کھولا تھا،،،،، اور اس میں موجود چیز کو دیکھتے ہوئے ان تینوں کے منہ سے صرف ایک لفظ نکلا تھا۔۔۔۔۔

Wowwwww

اس میں بہت ہی خوبصورت اور نازک سا ایک کمربند تھا جو مکمل وائٹ گولڈ اور ڈائمنڈز سے بنا تھا۔۔۔۔۔

اسکی پوری بناوٹ چھوٹے چھوٹے ہارٹس کے ساتھ بنی ہوئی تھی اور اسکے ساتھ لٹکتی لڑیاں جس کے اینڈ میں بھی دو دل بنے ہوئے تھے،،،،، جن کے درمیان میں بہت خوبصورتی سے انگلش کے دو ایلفابیٹس وائے اور ایچ لکھے ہوئے تھے

جو اسے مزید خوبصورت بنا رہے تھے-----

یہ کمر بند خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھا----

واو یار چھوٹے بابا تو بہت رومینٹک انسان تھے،،،،، اسکی خوبصورتی اور بناوٹ کو دیکھتے سب سے پہلے زرمینے نے کمنٹ پاس کیا تھا----

جس پر سبھی مسکرائے تھے-----

ہاں وہ بہت محبت کرتا تھا اپنی بیوی سے اور اسے تمام زیورات میں کمر بند سب سے زیادہ پسند تھا،،،،، جو کہ ابیہا کی ماں نے بتایا تھا ہمیں۔۔۔۔

اماں سائیں اسکی بات پر مسکرا کر بولی تھیں۔۔۔۔۔

جسے سنتے ایک بار پھر ابیہا اور ان سب کی آنکھیں بھر آئی تھیں۔۔۔۔۔

اور اس کے بعد وہ انہیں اپنے بہو اور بیٹے کے قصے سنانے لگی تھیں ان دونوں کی آپس میں محبت انکی شادی کیسے ہوئی وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔۔

جسے وہ لوگ مسکراتی ہوئی بہت اشتیاق کے ساتھ سن رہی تھیں۔۔۔۔۔

اور ساتھ ساتھ انکی کمنٹری بھی جاری تھی۔۔۔۔۔

-----------♥---------

وہ اماں سائیں کی باتیں یاد کرتی مسکراتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی تھی

تاکہ تھوڑی دیر آرام کر سکے ،،،،، کیونکہ شام ہونے میں بس اب کچھ وقت باقی تھا----

جس کے بعد پارلر سے کچھ لڑکیوں نے آنا تھا،،،،، جنہوں نے اسے اور ابرش کو مہندی لگانی تھی ----

ابھی وہ بیڈ پر لیٹنے ہی لگی تھی جب اسکا فون رنگ ہوا،،،،، جس پر ان نون نمبر لکھا آ رہا تھا----

جسے دیکھتے اس نے کال کو اگنور کرتے ہوئے سیل سائڈ ٹیبل پر رکھا اور کنفرٹ درست کرتی بیڈ پر لیٹ گئی----

جب فون دوبارہ رنگ ہوا،،،،اس نے جب اٹھا کر دیکھا تو پھر وہی نمبر تھا،،،،، جس پر پہلے تو اسے کال کاٹنے کا سوچا لیکن پتا نہیں پھر کیا دل میں سمائی کہ کال ریس کرتے کان سے لگا گئی۔۔۔۔

کتنی سست ہو تم ایک فون کال اٹھانے میں میرا کتنا وقت ضائع کر دیا،،،، دوسری طرف کال ریس ہوتے ہی واسم نے کھری کھری سنائی تھی۔۔۔۔

جس پر حیرت سے ایبہا کا منہ کھل گیا،،،،،اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ یہ ڈریگن کبھی اسے فون کرے گا۔۔۔

مجھے کیا الہام ہو گا کہ یہ آپکا نمبر ہے،،،،، جو میں جلدی سے اٹھا لیتی،،،،، مجھے لگا کوئی رانگ نمبر ہے جو ویسے ہی کال کر کے تنگ کر رہا ہے۔۔۔۔

لیکن پھر خود کی حیرت پر قابو پاتی اسکی بات کے جواب میں غصے سے بولی

اچھا اگر تمہیں پتا ہوتا تو تم فون پک کرنے میں کبھی اتنا وقت نا لگاتی یہی کہنا چاہ رہی ہو نا تم ؟؟؟؟؟

وہ اسکی باتوں میں سے اپنی مطلب کی بات پکڑتا بولا۔۔۔۔

غلط فہمی ہے آپ کی اگر مجھے پہلے پتا ہوتا تو میں نے یہ کال اٹینڈ ہی نہیں کرنی تھی

وہ اسکی بات پر لب دانتوں تلے دبا کر اس شرارت سے گویا ہوئی۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف اسکی بات پر وہ جل بھن ہی تو گیا تھا۔۔۔

ساتھ ہی غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں۔۔۔۔ لگتا ہے رات کا سبق بھول گئی ہو،،،،،،

تمہیں اچھے سے ٹیوشن دینے کی ضرورت ہے جس کے بعد کبھی تم میری کال کاٹنا تو دور ایسا سوچو گی بھی نہیں۔۔۔

جبکہ اسکی باتوں کا مفہوم سمجھتے اسکی گالوں پر گلال اتر آیا اور اسکی رات کی قربت اور اپنی بے اختیاری کو یاد کرتے دل زوروں سے دھڑکنے لگا۔۔۔۔

دیکھیں واسم آپکو کوئی ضروری بات کرنی ہے تو بتائیں ورنہ میں فون رکھ رہی ہوں۔۔۔۔۔

نامسز فون رکھنے کی غلطی مت کرنا ورنہ سارے کام چھوڑ کر تمہارا دماغ ٹھکانے لگانے ابھی تمہارے پاس چلا آوں گا۔۔۔

وہ اسکی دھیمی آواز اور بڑھتی سانسوں کو فون سے ہی محسوس کر چکا تھا اس لیے مسکراتے ہوئے معنی خیز لہجے میں گویا ہوا۔۔۔۔

جبکہ اسکی فضولیات پر وہ پیچ و تاب کھا کر رہ گئی۔۔۔۔

لیکن اسکی بات کے جواب میں الٹا جواب دینے سے فلحال پرہیز کیا تھا۔۔۔

ابھی وہ اس سے بات کر ہی رہا تھا جب دروازہ ناک کرتے معروف اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔

جس کے ہاتھ میں اسکی کافی تھی۔۔۔۔

جو وہ اسکی طرف دیکھے بنا ہی ٹیبل پر رکھتی واپس جانے لگی تھی جب واسم نے اسے پیچھے سے پکارا تھا۔۔۔۔۔

رکیے مس حسن مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔۔۔۔۔

جس پر پلٹ کر معروف نے حیرت سے اسکی طرف دیکھا تھا کیونکہ جس دن سے اس نے ڈانٹ کر اسے اپنے روم سے نکالا تھا۔۔۔۔

تقریبا تبھی سے انکے درمیان بول چال بند تھی،،،،، ناہی واسم نے کبھی دوبارہ اسے مخاطب کیا تھا اور ناہی معروف نے اس سے بات کرنے کی کبھی کوشش کی

۔۔۔۔۔

بس چپ چاپ وہ بنا اسکی طرف دیکھے اپنی فرائض انجام دیتی اور ایسے ہی خاموشی سے واپس چلی جاتی۔۔۔۔۔

اس لیے اچانک اتنے دنوں بعد اسکا خود کو مخاطب کرنا اسے حیران کر گیا۔۔۔

" جی سر

پہلے بیٹھ جائیں،،،،اس نے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ سجاتے اسے بیٹھنے کا بولا تھا ،،،،،اور وہ جو پہلے ہی اسکی دیوانی تھی اسکی مسکراہٹ کو دیکھتے بمشکل اپنے دھڑکتے دل کو سنبھالتی سر ہلا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔

اچھا میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں او کے

ٹیک کیئر۔۔۔۔۔

اتنا کہتے ہی واسم کال ڈسکنیکٹ کرتے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔۔

-----------♥---------

جبکہ دوسری طرف ایہا اسکے بات کرتے ہوئے یوں اچانک کال کاٹنے پر حیرت سے بند فون کو دیکھنے لگی تھی۔۔۔۔

اسکے کانوں میں ابھی بھی واسم کے آخری الفاظ گونج رہے تھے۔۔۔۔

رکیے مس حسن مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے،،،،،اسے چھوڑ کر واسم کا کسی اور پکارنا خاص طور پر ایک لڑکی کو اسے بالکل اچھا نہیں لگا تھا۔۔۔۔

اسے واسم کے ساتھ ساتھ اب اس لڑکی پر بھی غصہ آنے لگا جو اچانک ان دونوں کے درمیان آگئی تھی۔۔۔۔۔

میری بلا سے جس سے مرضی بات کرے مجھے اس سے کیا،،،،،مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا،،،،،ایک چھوڑ کر بھلے دس سے کرے بات وہ نیلا ڈریگن،،،،،

وہ جلتے دل کے ساتھ منہ میں ہی بڑبڑائی تھی۔۔۔۔۔

لیکن اپنے اس دل کا کیا کرتی جس میں عجیب بے قراری اور بے چینی سی پیدا ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

جس کے چلتے وہ بار بار بند فون کو دیکھتی پریشانی میں اپنے لب کاٹنے لگی تھی

۔۔۔۔۔

ایسا کرتی ہوں فون کر لیتی ہوں اسے،،،،، یہ سوچتے ابھی اس نے فون اٹھایا ہی تھا،،،، جب کچھ سوچتے دوبارہ واپس رکھ دیا۔۔۔۔۔

نہیں کیا سوچے گا وہ میرے بارے کہ مری جا رہی ہوں اس سے بات کرنے کیلئے۔۔۔۔۔

اس نے سر جھٹکتے ہوئے اپنی سوچ کی نفی تھی۔۔۔۔

بیا ایسا بھی تو ہو سکتا ہے اس نے آفس میں کام کے متعلق کوئی بات کرنی ہو ۔۔۔۔۔

ضروری تو نہیں اس نے کچھ پرسنل بات کرنے کیلئے روکا ہو اسے ،،،،، ہاں یہی وجہ ہو سکتی ہے ورنہ وہ تو کسی سے سیدھے منہ بات نہیں کرتا دوسرا افیئر کیا چلائے گا ۔۔۔۔۔

وہ اپنی سوچ پر مطمئن ہوتی مسکرائی تھی ،،،،، کیونکہ واسم سے لاکھ اختلافات ہونے کے باوجود اسے اس پر اتنا یقین تو تھا کہ وہ کبھی اسے دھوکہ نہیں دے سکتا ۔۔۔۔

میں بہت زیادہ اوور سوچ رہی ہوں ایسا کچھ نہیں ہو سکتا وہ ایک نظر فون کی طرف دیکھتی یقین سے بولی تھی ۔۔۔۔۔

لیکن واسم پر اسکا یہ یقین کتنا سچ ثابت ہوتا ہے یہ تو وقت ہی بتانے والا تھا

----------❤----------

مہندی ہے رچنے والی ہاتھوں میں گہری لالی

کہیں سکھیاں اب کلیاں ہاتھوں میں کھلنے والی ہیں

تیرے من کو جیون کو نئی خوشیاں ملنے والی ہیں

او ہریالی بنو

آنے والے ہیں سیاں پکڑیں جو تیری بیاں

گونجے گی شہنائی انگنائی انگنائی

مہندی ہے رچنے والی ہاتھوں میں گہری لالی

سٹیج پر پیلے رنگ کے خوبصورت شرارے کرتی جس پر خوبصورت زرک کا کام تھا دوپٹہ سر پر پیچھے پنز کے ساتھ ٹکائے،،،،،

جبکہ شرٹ کے بازو کہنیوں تک فولڈ کر رکھے تھے۔۔۔۔

وہ دونوں صوفے پر بیٹھیں ہوئی ہاتھوں اور پاؤں میں مہندی لگوانے میں مصروف تھیں۔۔۔۔

اور انکے بالکل سامنے گاؤں کی کچھ عورتیں اور خاندان کی لڑکیاں ڈھولکی پر گیت گا رہی تھیں۔۔۔۔۔

آپ انکے ہاتھوں کے ڈیزائن میں دلھوں کا نام بھی لکھیے گا چھپا کر جو کہ آسانی سے مل نا سکے۔۔۔۔۔

زر نے ان دونوں کی طرف شرارت سے دیکھتے مہندی لگانے والی لڑکیوں کو کہا جس پر وہ مسکرائی تھیں۔۔۔۔۔

جبکہ اسکے برعکس ابرش ابیہا نے اسے آنکھیں دکھائی تھی۔۔۔۔

جس پر اس نے بے نیازی سے سر جھٹکا تھا۔۔۔۔

ٹھیک ہے آپ ہمیں نام بتادیں ہم لکھ دے گی۔۔۔۔ وہ زر کی طرف دیکھتی ہوئے بولی۔۔۔۔

ارے میں کیوں بتاؤں گی یہ دونوں ہیں نا یہ بتائیں گی آپکو اپنے ہونے والے سائیں کا نام،،،،، چلو لڑکیوں تم جلدی سے انہیں اپنے میاں کا نام بتاؤ تب تک میں بڑی ماں کی بات سن کر آتی ہوں۔۔۔۔

اور آپ یاد سے انکے ہاتھ پر میرے بھائیوں کا نام لکھیے گا میں کچھ دیر میں آ کر باقاعدہ چیک کروں گی ٹھیک ہے۔۔۔

جس پر انھوں سر ہلایا تھا۔۔۔

وہ مہندی لگانی والی لڑکیوں کو اچھے سے تاکید کرتی ان دونوں کو پھنسا کر خود وہاں سے رفو چکر ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

جبکہ اسکے پیچھے ان دونوں نے دانت پیسے تھے۔۔۔۔۔

جی آپ ہمیں بتادیں کہ کیا نام لکھوانا ہے آپ نے؟؟؟؟؟
کچھ دیر بعد ایک لڑکی نے ان کے چہرے کی طرف دیکھتے سوال کیا تھا۔۔۔۔

" ڈریگن

جی،،،،،ابیہا کے جواب پر مہندی والی حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔۔

جبکہ حیران تو ابرش بھی بہت ہوئی تھی یہ نام سن کر۔۔۔۔

کیا جی ،،،،،، جو بولا ہے وہ لکھ دیں ،،،،، لیکن آپکے ہزبینڈ کا نام

یہی نام ہے میرے ہونے والے سائیں کا ،،،،،، اس سے پہلے کہ وہ لڑکی اپنا

جملہ مکمل کرتی ایہا اسکی بات کاٹتی تھوڑا شرمانے کی کوشش کرتے بولی ۔۔۔۔

جبکہ اسکے لہجے سے بالکل نہیں لگ رہا تھا کہ وہ شرما رہی ہے ۔۔۔۔۔

جس پر وہ اپنی مسکراہٹ چھپاتی سر ہلا گئی ۔۔۔۔

لیکن بیا آپ لالا کے نام کی جگہ ڈریگن کیوں لکھوا رہی ہیں ؟؟؟؟

اس کی بات پر ابرش نے حیرت سے پوچھا تھا ۔۔۔۔

چپ کرو تم اپنے لالا کی چمچی اسی لائق ہیں تمہارے لالا۔۔۔۔ وہ بڑے ہونے کا رعب جماتی اسے تھوڑا غصے سے ڈپٹتے ہوئے بولی۔۔۔۔

اصل میں دوپہر میں جو واسم نے کسی اور کیلئے اسے اگنور کیا تھا اسکا غصہ تھا جو اسکا نام ڈریگن لکھوا کر نکالا تھا۔۔۔

دیکھیے گا میں انہیں بتاؤں گی اس بارے میں،،،،، اسکے رعب ڈالنے پر وہ معصومیت سے اسے دھمکی دیتی بولی۔۔۔۔

بتا دینا میں کونسا ڈرتی ہوں تمہارے لالا سے،،،،، جبکہ اسکی دھمکی پر وہ شان بے نیازی سے بولی تھی۔۔۔

جس پر وہ منہ بناتی ناچاہتے ہوئے بھی خاموشی اختیار کر گئی۔۔۔۔

آپکے ہبی کا کیا نام ہے ؟؟؟؟؟

جب دوسری لڑکی جو اسے مہندی لگا رہی تھی اس معصوم گڑیا کے چہرے کی طرف دیکھتی سوال گو ہوئی۔۔۔۔

و،،،،،، وہ،،،،،

جی ؟؟؟؟؟

وہ،،،،،، کیا وہ وہ لگا رکھی ہے ،،،،، نام کیوں نہیں بتا رہی تم لالا کا۔۔۔۔۔

جبکہ اسکے اٹکنے پر ابیہا آنکھوں میں بھرپور شرارت سموئے بظاہر غصے سے بولی تھی۔۔۔۔

جس پر اس نے ایہا کی طرف مدد طلب نظروں سے دیکھا تھا،،،، کہ نام بتا دے لیکن اسکی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

جس پر اس نے بیچارگی سے اسے ایک نظر دیکھنے کے بعد پھر مہندی والی کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

جو اسے ہی منتظر نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

جب اس کے کانوں میں صبح ضارب شاہ کے بولے گئے الفاظ گونجے تھے۔۔۔

کہ آج کے بعد آپ ہمیں سائیں کہہ کر بلائیں گی جو کہ ہمارے خاندان کی روایت ہے

اور سائیں کے علاوہ اگر آپکے ہونٹوں سے کبھی کوئی دوسرا لفظ ادا ہوا تو یاد رکھیے گا کہ اس کا انجام بھی انہیں بھگتنا ہوگا۔۔۔

سا،،،،سائیں

اسکی دھمکی اور عمل کو یاد کرتے ہوئے وہ پل میں گلال ہوتی بمشکل اٹکتے ہوئے بولی تھی---

جس پر اس نے حیرت بھری نظروں سے دیکھا تھا کہ یہ کیسا نام ہوا بھلا سائیں ----

حیران تو ایہا بھی ہوئی تھی،،،،وہ انہوں نے بولا ہے ایسا کہنے کیلئے---

ایہا کو اپنی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے وہ معصومیت سے گویا ہوئی تھی---

جبکہ اسکی بات پر ایہا نے قہقہہ لگایا تھا،،،،جس پر وہ منہ بسور کر رہ گئی---

جی تو پھر یہی نام لکھ دوں،،،،جب مہندی والی نے ان دونوں کی طرف دیکھتے دوبارہ پوچھا تھا---

جی لکھ دیں اب کی بار ابیہا نے جواب دیا تھا جس پر وہ سر ہلا گئی۔۔۔۔۔

لیکن وہ ابھی تک حیران تھی ان دونوں پر زندگی میں پہلی بار ایسی دلہنیں دیکھی تھیں جو اپنے ہاتھوں میں اپنے ہزبینڈ کا سہی نام لکھوانے کی بجائے ایسے عجیب و غریب نام لکھوا رہی تھیں۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ لوگ انکی مہندی مکمل کرتی وہاں سے اٹھ گئی تھیں۔۔۔۔

جو کہ انکے نازک ہاتھوں پر بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔

جب زر نے وہاں آکر اسے دیکھنے کی کوشش کی لیکن وہ دونوں ناراضگی کے اظہار پر اپنے دونوں ہاتھ اسکی پہنچ سے دور کر گئی۔۔۔

جس پر وہ نفی سر ہلاتی،،،،،انہیں بعد میں دیکھنے کا ارادہ کرتی خود بھی مہندی لگوانے بیٹھ گئی۔۔۔۔

جبکہ اسکے بسورے ہوئے منہ کو دیکھتے ان دونوں نے اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی

۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔۔

انکی مہندی کافی حد تک سوکھ چکی تھی اور تب تک زرمینے کے ساتھ ساتھ دوسری لڑکیاں بھی مہندی لگوا کر فارغ ہو چکی تھیں۔۔۔

اور انکے ہاتھوں میں سجی مہندی مختلف بیل بوٹوں کے خوبصورت ڈیزائن کو دیکھتے ہوئے عورتوں نے کافی تعریف کی تھی اور ساتھ صدا سہاگن رہنے کی دعا بھی کی۔۔۔۔

جب زر کے قریب ہوتے ابرش نے سرگوشی کی تھی۔۔۔۔۔

زر مجھے واشروم جانا ہے۔۔۔۔۔ جس پر وہ سرہلاتے ہوئے عظمی بیگم کو بتانے کے بعد اسے ساتھ لے کر اندر کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔

جب پیچھے سے اسے کسی نے آواز دی تھی۔۔۔۔۔ ابرش تم چلو میں ابھی آتی ہوں ٹھیک ہے۔۔۔۔

وہ اتنا کہتی خود باہر کی طرف بڑھ گئی تھی،،،، جبکہ ابرش نے حویلی اندر جانے کیلئے قدم بڑھائے تھے۔۔۔۔۔

جب یکدم کسی نے اسے پیچھے سے دبوچتے ہوئے اسکی ناک پر رومال رکھا تھا جس کے بعد اسے ہاتھ ہلانے کا موقع بھی نہیں ملا تھا اور وہ اپنے حواس کھوتی چلی گئی

۔۔۔۔

جبکہ اس نقاب پوش نے اس پر کالی چادر ڈالتے ہوئے آس پاس نظر دوڑاتے اسے اپنے کندھے پر اٹھایا تھا،،،،،اور حویلی کی پچھلی سائڈ سے یہاں ایک پرانا گیٹ تھا اس پر لگے زنگ آلود تالے کو توڑتے ہوئے باہر مین سڑک کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

جہاں ایک وین میں اسکے باقی ساتھی اسکا انتظار کر رہے تھے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زر نے پورے لان میں ایک نظر دیکھنے کے بعد کہ اسے کس نے بلایا تھا جب کسی کو اپنی طرف متوجہ نہیں پایا تو وہ سر جھٹکتی ہوئی اندر کی طرف دوبارہ بڑھ گئی

۔۔۔۔۔

اور ابرش کے کمرے جاکر واشروم کے بند دروازے کو دیکھتی وہاں بیڈ پر بیٹھتے ہوئے اسکے باہر آنے کا انتظار کرنے لگی۔۔۔۔

اور ساتھ ساتھ اپنے ہاتھوں کو بھی دیکھ رہی تھی جس پر مہندی سوکھ کر اب ہلکی ہلکی اترنی شروع ہوگئی۔۔۔۔۔

لیکن جب کافی دیر گزرنے کے بعد بھی وہ باہر نا آئی تو اور ناہی واشروم سے پانی گرنے کی کوئی آواز تو پریشان ہوتی اٹھ کر اسکا دروازہ ناک کرنے لگی۔۔۔۔

ابرش اس نے دروازہ ناک کرتے اسے آواز دی لیکن جواب ندارد جبکہ اسکا ہاتھ لگتے دروازہ ہلکا سا کھل گیا تھا۔۔۔۔

جسے پورا اندر کی طرف دھکیلتے اس نے واشروم کے اندر نظر دوڑائی جہاں خالی باتھروم اسکا منہ چڑا رہا تھا۔۔۔۔

ہو سکتا ہے کسی اور روم میں چلی گئی ہو،،،، وہ دل میں آئے برے خیالات کو جھٹکتے ہوئے اسے حویلی کے دوسرے کمروں میں ڈھونڈنے لگی۔۔۔

جب وہ اسے وہاں نا ملی تو وہ باہر کی طرف بڑھ گئی کہ شاید وہ واپس چلی گئی ہو ،،،، لیکن وہاں سٹیج پر اکیلی بیٹھی ایہا کو دیکھ کر اسکا دل بند ہونے لگا تھا

۔۔۔۔۔

ساتھ ہی اسکی آنکھوں سے آنسو روانی سے بہنے لگے تھے۔۔۔۔

جب اچانک نجمہ بیگم کی اس پر نظر پڑی اور اسے ایسے پھوٹ پھوٹ روتے دیکھ وہ فورا اسکی طرف بڑھتی اسے اپنے حصار میں لے کر چپ کروانے لگی۔۔۔

کیا ہوا زرا ایسے کیوں رو رہی ہیں بیٹا ؟؟؟؟؟

وہ ،،،، وہ ماما ،،،، ابرش ،،،،، وہ اتنا کہتے ایک بار پھر روانی سے رونے لگی تھی

\-----

جبکہ اسکے ایسے رونے کے درمیان ابرش کا نام لینے اور پھر اسے سٹیج پر ناموجود پاکر انہیں کچھ غلط ہونے کا احساس شدت سے ہوا تھا۔۔۔

لیکن وہ ایک سمجھدار خاتون تھیں جو کہ زمانے کی اونچ نیچ کو اچھے سے سمجھتی تھیں ،،،،، اس لیے آس پاس خواتین کا رش دیکھتی ہوئی اسے اپنے حصار میں لے کر ایک سائڈ چلی آئی ۔۔۔

اب بتائیں مجھے کیا ہوا ہے ؟؟؟؟ کہاں ہیں ابرش ؟؟؟؟

ماما وہ میں اس نے روتے ہوئے شروع سے لے اینڈ تک انہیں ساری بات تفصیل سے بتائی تھی ۔۔۔۔۔

میں پوری حویلی میں چیک کر لیا ہے ماما وہ کہیں پر بھی نہیں ہے۔۔۔

میں سب کو کیا جواب دوں گی،،،،،بڑی ماں نے اسے میرے ساتھ بھیجا تھا میں کہاں سے لا کر دوں گی انہیں انکی بیٹی،،،،، وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی تڑپتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

اس کو ایسے روتے دیکھ کر آنسو تو نجمہ بیگم کی آنکھوں سے بھی جاری ہو گئے تھے ۔۔۔۔

جبکہ عظمی بیگم اور ابرش کی تکلیف کا احساس کرتے دل پھٹنے کے قریب تھا ۔۔۔

اچھاادھر دیکھیں ہماری طرف،،،،،آپ پیار کرتی ہیں نا ابرش سے،،،،، لیکن پھر خود کو سنبھالتے اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لے کر پیار سے گویا ہوئی تھیں۔۔۔۔

یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ماما اگر میرا بس چلے تو اسکی ساری پریشانی اپنے حصے میں لے کر اسے ہر تکلیف سے بچالوں۔۔۔

ماما وہ بہت معصوم ہے،،،،اور کافی حد نا سمجھ بھی پتا نہیں کہاں ہو گی،،، کس حال میں ہو گی۔۔۔۔

اتنا کہتے وہ ایک بار رونا شروع کر چکی تھی۔۔۔۔

کچھ نہیں ہو گا انہیں وہ یہی کہیں گھر میں ہی ہو نگی،،،،آپ نے ٹھیک سے دیکھا نہیں ہو گا۔۔۔

ہم سب مل کر ڈھونڈتے ہیں نا مل جائیں گی ان شااللہ۔۔۔۔

سب سے پہلے آپ رونا بند کریں اور ہماری بات دھیان سے سنے،،،،،انکی بات کو سنتے اسے ڈھارس سی ملی اور ساتھ میں امید کی ایک نئ کرن بھی روشن ہوئی تو وہ اپنے آنسو پونچھتے انکی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔

آپ نے باہر جا کر کسی کے بھی سامنے اس بات کا ذکر نہیں کرنا کہ ابرش حویلی سے غائب ہیں۔۔۔

لیکن کیوں ماما؟؟؟؟؟

بیٹے یہ آپکی بہن اور اس خاندان کی عزت کا سوال ہے،،،، ہو سکتا ہے بلکہ ہمیں پوری امید ہے کہ ابرش حویلی میں ہی ہو نگی لیکن اگر یہ بات مہمانوں یا پھر کسی اور پتا چل گئی تو وہ انکے کردار پر باتیں بنائے گے۔۔۔۔

آپ نہیں جانتی میری بچی یہ دنیا بڑی ظالم ہے،،،،، ہمیشہ مظلوم کو ہی غلط بولتی ہے جس کے چلتے اصل گنہگار تو ہمیشہ بچ کر نکل جاتا ہے۔۔۔۔
لیکن ساری زندگی کیلئے ذلالت صرف لڑکی کے حصے آجاتی ہے۔۔۔

اس لیے آپکو اپنی بہن کی خاطر مظبوط بننا ہو گا،،،،، آپ اپنے آنسو صاف کریں اور اماں سائیں کے ساتھ اپنی بڑی ماما اور ابیہا کو بابا سائیں کے کمرے میں لے کر جائیں اور انہیں ساری تفصیل بتائیں۔۔۔۔

تب تک ہم باہر کے معاملات سنبھالتے ہیں۔۔۔۔

جائیں میری جان اور خبردار جواب آپ روئیں یا پھر ابرش کے بارے میں کچھ بھی برا سوچا،،،، وہ ادھر ہی کہیں ہونگی ان شاءاللہ جلد مل جائیں گی۔۔۔۔

وہ اسے رسان سے سمجھاتیں دنیا کی اونچ نیچ بتاتیں ہوئی ہمت دیتے ہوئے بولی ۔۔۔۔۔

جس پر سر ہلاتے وہ ایک امید کے تحت مسکرائی تھی اور پھر ایک نظر انکے چہرے کی طرف دیکھتی سٹیج پر خواتین کی حلقے میں بیٹھی اماں سائیں اور ابیہا کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

جبکہ پیچھے سے نجمہ بیگم نے ابرش کیلیئے اس کے سہی سلامت رہنے کی دعا کی تھی ،،،،، جو قبول ہوئی تھی یا نہیں یہ تو آنے والا وقت ہی بتا سکتا تھا۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ❤ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ کیا بکواس کر رہی ہو لڑکی ،،،، کیا مطلب کہاں ہے ابرش ؟؟؟؟؟

واسم نے اس کا رخ اپنی طرف کرتے غصے سے پوچھا۔۔۔

وہ ،،،،،، وہ لالا

جبکہ اسکی سرخ آنکھوں کو دیکھتے زرمینے کے لبوں سے لفظ نکلنے سے انکاری تھے

۔۔۔۔۔

حیدر شاہ تو ابرش کی گمشدگی کا سنتے ہی بستر پر ڈھے گئے تھے۔۔۔

اماں سائیں اور عظمی بیگم سمیت ایہا کا بھی یہ خبر سنتے رو رو کر برا حال تھا

،،،،،، جنہیں ارمغان شاہ بمشکل سنبھال رہے تھے۔۔۔

یہ تو شکر تھا وقت رہتے نجمہ بیگم نے باہر کے حالات کو سنبھال لیا تھا اور ابرش کی طبیعت خرابی کا بہانہ بناتے رسم ختم کرتے ہوئے سب کو روانہ کیا۔۔۔

اور جو مہمان حویلی میں رکے ہوئے تھے،،،،، انکی تمام ضروریات کا خیال بھی وہی رکھ رہی تھیں۔۔۔

جبکہ زارون کو جب سے پتا چلا کہ ابرش نہیں مل رہی،،،، وہ بھی پوری حویلی کا کونا کونا دوبارہ چیک کر چکا۔۔۔
لیکن وہ یہاں ہوتی تو اسے ملتی،،،، جسے دیکھتے ضبط سے اسکی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔۔۔۔

جبکہ زرمینے کی اس لاپرواہی کی وجہ سے اس نے بھی اسکی طرف ملامتی نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔۔

جس سے اس کو اپنا آپ شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا ۔۔۔۔

واسم " اسکی دھاڑ کو سنتے ارمغان شاہ نے اسے تنبیہ نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔ لیکن اگر وہ اپنے ہوش میں ہوتا تو،،،،انکی بات غور کرتا۔۔۔

میں کیا پوچھ رہا ہوں کہاں ہے ابرش ؟؟؟؟؟اسکی مسلسل خاموشی پر اب کی بار وہ دھاڑا تھا۔۔۔۔

جس پر تھر تھر کانپتی نفی میں سر ہلا گئی۔۔۔۔

نہی،،،،،نہیں،،،،،،پتا،،،،،

ایسے کیسے نہیں پتا وہ تمہارے ساتھ تھی نا تو پھر ؟؟؟؟؟

مجھے ،،،،،، کسی نے ،،،، آواز دی جسے ،،،،، سننے کیلئے میں دوبارہ ،،،،، واپس چلی گئی تھی ،،،،، اور جب میں نے اس کے بعد ،،،،، آ کر اسے ڈھونڈا تو ،،،،، وہ کہی ،،،،، کہیں نہیں ،،،،، تھی ۔۔۔۔

اس نے روتے ہوئے بمشکل رک رک کر اٹکتے ہوئے اپنا جملہ مکمل کیا تھا

۔۔۔۔

کس نے آواز دی تھی تمہیں ؟؟؟؟؟

پتا ،،،، پتا نہیں

واہ بہت اچھے ،،،،،ابرش کہاں ہے ،،،،،پتا نہیں ،،،،،کس نے آواز دی یہ بھی نہیں پتا ،،،،تو تمہیں آخر پتا کیا ہے ۔۔۔۔

جب اسکی زمداری سنبھال نہیں سکتی تھی تو کیوں لے کر گئی تھی اسے اپنے ساتھ ،،،،،،اس بار وہ پہلے سے بھی زیادہ آواز میں دھاڑتے ہوئے بولا تھا ۔۔۔۔

اور ساتھ ہی وہاں رکھا کرسٹل کا واز اٹھا کر دیوار پر دے مارا ،،،،جس پر دہل کر زرمینے سمیت ایہا نے منہ پر ہاتھ رکھتے بمشکل منہ سے نکلنے والی چیخ کو روکا تھا ۔۔۔۔۔

" بیہیو یور سیلف واسم شاہ

یہ آپ زرمینے سے کیسے بات کر رہیں ہیں ؟؟؟؟؟

ضارب دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتا واسم کی حرکت کو دیکھتے تنبیہ کرتے بولا -----

اور اسکے ساتھ ہی اندر داخل ہوتے موسی شاہ نے آگے بڑھ کر روتی ہوئی زرمینے کو سینے سے لگایا-----

اور اس کو ایسے پھوٹ پھوٹ کر روتے دیکھ بمشکل خود کو کنڑول کرتے واسم کو کچھ سخت کہنے سے باز رکھا-----

جبکہ ضارب کو اندر داخل ہوتے دیکھ ابیہا بھاگ کر اسکے کشادہ سینے کا حصہ بنی تھی،،،،،،

لا،،،،،لالا،،،،،،وہ ابرش اتنا کہتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی ضارب شاہ کو ضبط کی انتہا پر پہنچا گئی-----

تمہاری بہن گھر سے غائب ہوتی نا تو پھر میں دیکھتا کہ کیسے تم اتنے ریلکس رہتے ،،،،،، اسکی بات کے جواب میں وہ طنزیہ گویا ہوا تھا۔۔۔۔

شاید آپ بھول رہیں ہیں آپکی بہن ہماری بھی کچھ لگتیں ہیں،،،،،، عزت ہیں وہ ہماری ،،،،، لیکن اسکا مطلب یہ نہیں کہ ہم انکی گمشدگی کا غصہ کسی بے قصور پر نکالیں۔۔۔۔

وہ اپنی لہورنگ ہوئی آنکھیں اسکی سرخ اوشن بلیو آئز میں ڈال کر بولا تھا۔۔۔

ویسے بھی گھر کی عورتوں کی حفاظت کرنا ہم مردوں کا کام ہے نا کہ خود انکا تو اپنی غیر ذمہ داری کا الزام ہم کسی دوسرے پر کیوں لگائیں۔۔۔

ابھی اس کی بات کے جواب میں واسم غصے سے کچھ کہتا جب جھکے سر کے ساتھ خان دروازہ ناک کرتے اندر داخل ہوا تھا۔۔۔۔

سر دار سائیں ہم سب نے پوری حویلی اچھے سے چیک کی ہے،،،، سب اپنی جگہ سہی سلامت ہے،،،،، لیکن حویلی کی پچھلی سائڈ پر جو پرانا گیٹ ہے اسکا تالا ٹوٹا ہوا ملا ہے اور گیٹ بھی ہلکا کھلا ہوا تھا۔۔۔۔۔

خان وہ زنگ آلود تالا اسکی طرف بڑھاتے ہوئے بولا،،،،،

جسے واسم نے جھپٹنے کے انداز میں پکڑا تھا،،،،، جس پر گو*لی کا نشان تھا جس کا مطلب تھا اسے فا*ئر کر کے کھولا گیا تھا۔۔۔۔

اور پھر اسے ایک نظر دیکھنے کے بعد وہ بنا کچھ بولے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

جس کے بعد ضارب خان سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔۔

خان گاڑیاں نکالو،،،،، ہم آتے ہیں،،،،، جس پر وہ سر ہلاتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔

لیکن جانے سے پہلے ایک نظر روتی سسکتی اپنے باپ کے سینے لگی کانپتی ہوئی زرمینے پر ڈالنا نہیں بھولا تھا۔۔۔۔

ضارب نے روتی ہوئی ایہا کو خود سے الگ کرتے پیار سے اسکے بہتے آنسو صاف کیے ،،،،،، گڑیا رونا بند کریں میری جان ،،،،، کچھ نہیں ہوگا ابرش کو ہم وعدہ کرتے ہیں انہیں سہی سلامت واپس لے کر آئیں گے ۔۔۔۔

آپ بس دعا کریں۔۔۔۔

وہ اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

جس پر وہ اپنے آنسو پونچھتی ہاں میں سر ہلا گئی۔۔۔۔

اور پھر وہ کمرے میں موجود سب کی طرف ایک نظر دیکھتے وہاں سے نکلتا چلا گیا

۔۔۔۔

جبکہ پیچھے سب نے ابرش اور انکی سلامتی کی دعا کی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی سر لڑکی اٹھالی ہے،،،،،

لیکن وہاں کیوں نہیں لے کر جانا،،،،،شاید دوسری طرف سے کچھ کہا گیا تھا جس پر وہ حیران ہوتے بولا تھا۔۔۔۔

جی ٹھیک ہے،،،،، سر ہم دیکھ لیں گے،،،،،جی کل صبح تک،،،،،جی ٹھیک ہے،،،،، سر اوکے۔۔۔۔

سنو بوس نے بولا ہے کہ ہم اس لڑکی کو پہلے جس جگہ پر لے کر جا رہے تھے ،،،،،، وہاں اب نہیں لے کر جانا۔۔۔۔

تو ہمیں آج رات کسی اور جگہ پر ٹھہر کر گزارنی ہو گی۔۔۔۔

کیونکہ اسکی فیملی نے پورے شہر میں ناکہ بندی لگوادی ہے ،،،، جگہ جگہ پولیس کے چھاپے پڑ رہیں ہیں۔۔۔

کوئی آس پاس جگہ دیکھ کر ہمیں چھپنے کی جگہ ڈھونڈنی ہو گی ،،،، جلدی کرو ہمارے پاس وقت زیادہ نہیں ہے۔۔۔

وہ فون بند کرتا ،،،، اپنے بوس کے ہدایت کے مطابق اپنے ساتھیوں کو انسٹرکشن دیتے بولا۔۔۔۔

جس پر عمل کرتے اس نے گاڑی کچے راستے پر اتاری،،،،، پاس ہی کچھ کلومیٹر کی دوری پر ایک بند فیکٹری تھی،،،،، جہاں انہوں نے آج رات رکنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔۔

جب گاڑی کے ہچکولے کھانے کی وجہ سے اچانک ابرش کے منہ سے چادر سرکی ۔۔۔۔۔

اور وہ جو آس پاس چوکنا سا دیکھ رہا تھا۔۔۔اس پر نظر پڑتے ٹھہر گیا۔۔۔

اور اس نے ابرش کے چہرے سے پوری چادر ہٹاتے غور سے دیکھا تھا۔۔۔

" یہ کسے اٹھا لائے ہو بیوقوف

جسے دیکھنے کے بعد وہ چلاتے ہوئے بولا۔۔۔

کیوں کیا ہوا تھا آپ نے جسے بولا تھا وہی تو،،،،،، جبکہ اس کے چہرے کی طرف دیکھتے باقی الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔۔۔

اب میں بوس کو کیا جواب دوں گا۔۔۔

جبکہ اسکے ساتھ ساتھ وہاں بیٹھے اسکے دوسرے ساتھی بھی اب پریشان ہو چکے تھے۔۔۔۔

میرا یقین کریں میں تو وہی لڑکی اٹھائی تھی پر یہ بدل کیسے گئی۔۔۔۔

وہ اسکے چہرے کی طرف دیکھتا یقین دلانے والے انداز میں بولا تھا،،،،، جس پر ساتھ والے نے رکھ کر اس کے کان کے نیچے تھپڑ لگایا تھا۔۔۔۔

میں نے بدلی ہے،،،، مجھے کیا پتا کیا بیو قوفی انجام دے کر آئے ہو۔۔۔۔۔

مجھے تمہیں بھیجنا ہی نہیں چاہیے تھا۔۔۔۔

وہ اسے کوستے ہوئے بولا۔۔۔

جبکہ اتنی بیعزتی پر وہ منہ لٹکا کر پیچھے ہو کر بیٹھ گیا۔۔۔۔

اب اسکا کیا کرنا ہے ؟؟؟؟ اسکے ایک ساتھی نے اسکی طرف دیکھتے سوال کیا تھا

۔۔۔۔۔

واپس چھوڑ آئیں،،،،،اسکے ایک دوسرے ساتھی نے اسے مفید مشورے سے نوازا تھا،،،،،جس پر اس نے اسے ایسی نظروں سے دیکھا کہ وہ شرمندہ ہوتا پیچھے ہو گیا۔۔۔۔

جس کے بعد اس نے ابرش کے معصوم چہرے کی طرف دیکھا تھا،،،،،جو کہ بے سدھ ہوش سے بیگانہ پڑی تھی۔۔۔

اور پھر کمینگی سے مسکرایا۔۔۔۔

ہم پاگل ہیں جو اتنی خوبصورت بلا کو ہاتھ سے جانے دیں۔۔۔۔

ہاتھ آئی حور کو ایسے ہی چھوڑ دینا یہ تو کفران نعمت ہو گا،،،،،استعمال کرنے کے بعد مار کر کہیں پھینک دیں۔۔۔۔

وہ ان سب کی طرف دیکھتا اپنے ارادوں سے آگاہ کرتا سفاکیت سے بولا تھا،،،،
جسے سننے کے بعد ان سب کے چہروں پر بھی شیطانی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔

اور وہ لوگ اپنی حوس بھری نگاہوں سے اس نازک وجود کی طرف دیکھنے لگے
،،،،،جو آنے والے وقت اور پریشانیوں سے انجان بیہوش پڑی تھی۔۔۔۔

____________♥____________

اس نے بھاری ہوتی پلکوں کے ساتھ بمشکل اپنی آنکھیں کھولیں تھیں۔۔۔۔
اور انہیں کھولنے کے بعد جو پہلی چیز اسے دیکھنے ملی تھی وہ تھا ملگجا سا اندھیرہ جس سے وہ اندازہ نہیں لگا سکی کہ وہ کس جگہ پر تھی۔۔۔۔

وہ اپنا ایک ہاتھ اٹھا کر اپنے درد سے پھٹتے سر پر رکھتے ہوئے کراہی تھی۔۔۔

اور پھر آنکھیں کھول کر آس پاس دیکھنے لگی،،،،،جب اسکا دماغ پوری طرح بیدار ہوا تھا۔۔۔

اور آہستہ آہستہ سب کچھ یاد آنے لگا،،،،اسکا زر کو واشروم کیلیئے کہنا اسکو کسی کا بلانا پھر اسکا حویلی کی طرف اکیلے جانا۔۔۔

اور یکدم اپنے ہاتھوں پر کسی کی پکڑ اور اسکے ناک منہ پر رومال جیسی کوئی چیز رکھنا ۔۔۔۔

اسکے بعد یکدم اسکی آنکھوں کے آگے اندھیرہ چھا جانا،،،،جسے یاد کر کے اسکے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے،،،،

اور پھر ایسی جگہ پر اسکی آنکھ کھلنا،،،،،اس کا مطلب کہ میں،،،،،کڈنیپ،،،، ہو چکی ہوں۔۔۔۔

وہ کانپتے لہجے میں منہ میں بڑ بڑائی تھی۔۔۔۔

اور پھر اپنے بابا اور بھائیوں کو یاد کرتے آنسو اسکی آنکھوں سے روانی سے بہنے لگے تھے۔۔۔۔

جب اسے کچھ قدموں کی چاپ اپنی طرف آتی سنائی دی تھی،،،، جس سے وہ سہم گی،،،، لیکن پھر کچھ یاد آنے پر دوبارہ آنسو پونچھ کر بیہوش ہونے کا ناٹک کرنے لگی۔۔۔۔

کیونکہ اس نے ایک ناول میں ایسا سین پڑھا تھا جب کچھ لوگ ایک لڑکی کو کڈنیپ کر لیتے ہیں اور وہ کڈنیپرز کے آنے پر ہوش میں ہونے کے باوجود بیہوشی کا ناٹک کرتی ہے۔۔۔

بس اس نے یہاں یہی ٹرک آزمانے کا سوچتے دل میں اپنی عزت کی حفاظت کی دعا کی اور لیٹ گئی تھی۔۔۔۔

ارے یار کوئی اٹھاو اسے یہ کب تک بیہوش رہے گی،،،،، مجھ سے اور انتظار نہیں ہو رہا،،،،، اسکو بیہوش پڑے دیکھ کر ایک آدمی کوفت سے بولا تھا۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر ابرش کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی ہوئی تھی۔۔۔ لیکن وہ خود پر قابو کرتی ویسے ہی پڑی رہی۔۔۔

ہاں یار بہت ہو گیا انتظار،،،، لیکن اس شباب سے لطف اندوز ہونے سے پہلے کچھ شراب کا نشہ بھی ہو جاتا تو کیا ہی بات۔۔۔

انکا بوس کمینگی سے آنکھ دباتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

جس پر وہ سب حیوان قہقہ لگا کر ہنسے تھے۔۔۔۔

اور پھر اسے ایک نظر دیکھنے کے بعد باہر کی طرف بڑھ گئے۔۔۔۔ لیکن اپنے غرور میں ایک سنگین غلطی ضرور کر گئے کہ اسے بیہوش جانتے انہوں نے دروازہ بند کرنے کا خیال بالکل نہیں کیا تھا۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف انکی باتیں اور ارادے جان کر ابرش جی جان سے لرزی تھی ۔۔۔۔

اور انکے جانے کے بعد آنکھیں کھول کر اٹھ کر بیٹھتی بے آواز رونے لگی ۔۔۔۔۔

لیکن پھر ہمت کرتی اٹھتے ہوئے آس پاس کا جائزہ لینے لگی جب اسکی نظر کمرے کے کھلے دروازے پر پڑی۔۔۔۔

اور وہ دل میں اپنے رب کا شکر ادا کرتی دروازے سے باہر احتیاط سے دیکھتی کہ اور انکے چلے جانے کا یقین کرتی باہر کے جانب بھاگی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایہا جائے نماز پر بیٹھی مسلسل ابرش کی سلامتی کیلئے دعا کر رہی تھی۔۔۔

اسکی آنکھوں سے بہتے آنسو اسکی نازک مہندی سے سجی ہتھیلیوں پر گر رہے تھے ۔۔۔۔۔

جبکہ لبوں پر قفل لگے تھے،،،،، کیونکہ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ ایسا کیا عمل کرے جس سے خوش ہو کر اوپر والا اسکی معصوم سی بہن کو بحفاظت ان تک پہنچا دیں۔۔۔۔

" میرے اللہ

ابرش کے درد کے اور تکلیف کو محسوس کرتے اسکے سہمے ہوئے دل سے صرف یہ ایک صدا نکلی تھی۔۔۔۔

میرے اللہ آپ تو ہماری شہ رگ سے بھی قریب ہیں،،،،،،سب کے دلوں کے حال جاننے والے میرے مالک،،،،،،آج آپکی یہ گنہگار بندی آپکے سامنے ہاتھ پھیلاتی ہے۔۔۔۔

اپنے محبوب حضرت محمد (صل اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صدقے میری معصوم بہن کی حفاظت فرما،،،،،،اس کے حصے کی تمام پریشانیاں میری جھولی میں ڈال کر اسے اس آزمائش سے رہائی عطا فرما،،،،،،

تجھے پاک بی بی فاطمہ الظاہرہ کی تطہیر کا واسطہ اسکی آبرو کی حفاظت کرنا،،،،،،

اسکی مشکل آسان فرمانا،،،،،

وہ ایسے ہی دعا مانگتے مانگتے سجدے میں سر رکھ کر باآواز رونے لگی،،،،،، جبکہ لبوں پر صرف ایک ہی صدا تھی،،،،،

ہماری ابرش ہمیں بحفاظت لٹا دے۔۔۔۔

___________♥__________

شراب کی بوتلیں منہ سے لگائے وہ شیطانی قہقہے لگاتے اپنے غلیظ ارادوں کے ساتھ واپس اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔۔

جب ابرش کو وہاں موجود نا پا کر انکا سارا نشہ اڑن چھو ہوا تھا۔۔۔۔

یہ کہاں گئی،،،،،ارے دیکھ کیا رہے...... گالی ڈھونڈو اسے مجھے ہر حال میں وہ لڑکی چاہیے۔۔۔۔۔

جس کی حکم کی فورا تعمیل کرتے دو لوگ اندر فیکٹری جبکہ دو باہر جنگلات کی طرف بھاگے تھے۔۔۔۔۔

نہیں باس وہ اندر نہیں ہے،،،،، جسکی بات سنتے اس نے ایک زبردست مکہ اسکے منہ پر مارا تھا اور اسکے ساتھ ساتھ ابرش کو بھی گالی نکالتے باہر کی طرف بھاگا۔۔۔۔۔

گھنور کالا اندھیرہ گھنا جنگل اور اس میں گونجتی مختلف جانوروں کی آوازیں،،،، جو رات کے سناٹے کو کچھ اور خوفناک بنا رہی تھیں۔۔۔۔۔

اور دسمبر کا مہینہ ہونے کی وجہ سے زمین پر اتری دھند جس میں ایک ہاتھ کو دوسرا ہاتھ سجھائی نا دے اور ہڈیوں کو جما دینے والی سردی ایسے میں وہ آس پاس کا ہوش بھلائے جنگل سے ہوتی ایک طرف بھاگی جا رہی تھی۔۔۔۔

یہ راستہ کس طرف جاتا تھا اسے کچھ اتا پتا نہیں تھا۔۔۔۔

بس اسے کسی بھی حال میں اپنی عزت بچانی تھی جس کیلئے اسے اپنی جان بھی دینی پڑتی تو اسے کوئی دکھ نا ہوتا۔۔۔

اور اس بات نے اس معصوم سی لڑکی کے اندر اتنی ہمت بھر دی تھی،،،،، کہ جس نے کبھی کوئی سرد و گرم ہوا بھی نہیں دیکھی تھی۔۔۔

جسے کبھی پھولوں کی ٹہنی سے بھی نہیں چھوا گیا تھا آج وہ کانٹوں کے اوپر ننگے پاؤں بھاگتی ہاتھ اور پاؤں بری طرح زخمی ہونے کے باوجود بھی اپنی عزت کی خاطر ہر تکلیف سہنے کو تیار تھی۔۔۔۔

جب اسے اپنے پیچھے قدموں کی آواز قریب آتی محسوس ہوئی۔۔۔۔

اس نے اپنی پوری قوت جمع کر کے بنار کے اور بنا پیچھے دیکھے رفتار اور تیز کر دی ،،،،، لیکن قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا اس لیے وہ پاؤں کے پاس آگے آتا پتھر دیکھ نہیں پائی اور ٹھوکر لگنے سے اوندھے منہ زمین پر گری۔۔۔

جسکی وجہ سے اسکے ہونٹوں سے ایک چیخ بلند ہوئی تھی ،،،،، اسکا پاؤں جس میں پہلے سے ہی ہلکی ہلکی تکلیف ہو رہی تھی ،،،، اب اس میں درد کی ٹیسیں اٹھنے لگی ،،،،،

جبکہ ایسے گرنے سے اسکی نازک کہنیاں بھی بری طرح چھل گئی تھی ،،،، لیکن پھر بھی وہ ہمت کرتی اٹھی لیکن بری طرح لڑکھڑاتے دوبارہ زمین بوس ہو گئی۔۔۔۔۔

یا میرے اللہ

جبکہ لبوں سے صرف یہ ایک ہی صدا نکلی تھی۔۔۔۔

دوسری طرف وہ لوگ جو اسے ڈھونڈتے ہوئے اس طرف ہی آ رہے تھے

۔۔۔۔

اسکی چیخ سن کر اپنی آنکھوں میں شیطانی چمک اور حوس لیے اس طرف بڑھے

۔۔۔۔

وہ رہی باس

جب انکے ایک ساتھی نے اسے دیکھتے باقی سب کو متوجہ کیا تھا۔۔۔۔

جس کے بعد وہ سب اسکی طرف بڑھے۔۔۔۔

جبکہ انکو اپنے قریب آتے دیکھ کر ابرش کی روح لرزی تھی اور وہ اپنے پاؤں میں اٹھتے ناقابل برداشت درد کو نظرانداز کرتی زمین پر ہاتھ رکھتے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی جس سے اسکی ہتھیلیوں میں کانٹے سے چبھے تھے،،،،

جس کی وجہ سے اسکے ہونٹوں سے ایک سسکاری نکلی تھی۔۔۔

لیکن پھر انہیں ایک نظر دیکھتے جو اسکے قریب سے قریب تر آتے جا رہے تھے ۔۔۔۔

وہ اٹھ کر بھاگی۔۔۔

جبکہ اس کو یوں بھاگتے دیکھ کر ان غنڈوں نے بھی اپنی رفتار تیز کر دی تھی ۔۔۔۔۔

جب بھاگتے بھاگتے اسے نیم اندھیرے میں جنگل کے باہر مین سڑک دکھائی تھی ،،،،،جس سے اسکے دل میں ایک امید کی کرن روشن ہوئی تھی اور وہ اپنی رفتار تیز کرتی اس طرف بھاگی۔۔۔۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ سڑک کے اوپر چڑھتی کسی نے اسکا ایک پاؤں پکڑ کر پیچھے کی طرف کھینچا تھا۔۔۔۔

اور وہ ڈھلان سے بری طرح پھسلتی دوبارہ نیچے کانٹوں بھری زمین پر آگری

،،،،،،

اور وہ پانچوں شیطان اس کے گرد گھیرا تنگ کرتے خوفناک قہقہے لگانے لگے

۔۔۔۔۔

جن پر ابرش نے انکی طرف سہمی ہوئی نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔۔

-------❤-------

پھنس گئی شکنجے میں اب کہاں جاو گی چڑیا،،،،اسکے نازک سراپے کو حوس بھری نگاہوں سے دیکھتے وہ طنزیہ گویا ہوا۔۔۔۔

جس پر اسکے ساتھیوں نے ایک بار پھر قہقہے لگائے تھے۔۔۔۔

جبکہ اپنے وجود پر انکی غلیظ نظروں کو آر پار ہوتے دیکھ ابرش کے آنسوؤں میں کچھ اور روانی آئی تھی۔۔۔

اور ساتھ ہی اس نے اپنا پیلا زری گوٹے والا دوپٹہ اپنی چاروں طرف پھیلا کر خود کو چھپانے کی ناکام کوشش کی۔۔۔

جبکہ اس کی اس حرکت کو دیکھتے وہ سب محظوظ ہوئے،،،،، اور ساتھ ہی انکے ایک ساتھی نے آگے بڑھ کر اسکے دوپٹے کو پکڑتے کھینچنے کی کوشش کی تھی ۔۔۔۔

جس پر اس نے دوپٹے پر اپنی پکڑ کچھ اور مظبوط کر لی،،،،، اور اپنے ایک ہاتھ کا استعمال کرتے اسے خود سے دور رکھنے کی کوشش کرنے لگی ۔۔۔

جبکہ اس کو مزاحمت کرتے دیکھ انکے باس نے آگے بڑھتے کھینچ کر اس کے منہ پر تھپڑ مارا تھا،،،،

جس کی وہ تاب نا لاتے اوندھے منہ زمین پر گری،،،،، اس نے ایک جھٹکے سے کھینچتے دوپٹہ اسکے تن سے جدا کیا تھا ۔۔۔۔

اور اس کو سیدھا کرتے اس پر حاوی ہونے کی کوشش کرنے لگا،،،،، جبکہ اسکے باقی ساتھی کھڑے اس تماشے کو انجوائے کر رہے تھے۔۔۔

ابرش اپنے دونوں ہاتھوں کا استعمال کرتی اسے خود سے دور رکھنے کی مکمل کوشش کر رہی تھی،،،،، جس پر اس نے تھوڑا پیچھے ہوتے ایک اور تھپڑ اسے رسید کیا تھا۔۔۔

جس کی وجہ سے ابرش کا نچلا ہونٹ پھٹ گیا تھا اور اس سے خون بہنے لگا،،،،، لیکن ان سب کے باوجود بھی اس نے ہمت نہیں ہاری اور زمین پر ہاتھ رکھتے اپنی مٹھی میں مٹی بھر کر اسکے چہرے کی طرف پھینکی،،،،

جو کہ سیدھا اسکی آنکھوں میں جا کر پڑی تھی اور وہ پیچھے ہوتا اسے غلیظ گالیاں بکتے اپنی آنکھیں ملنے لگا،،،، جس کا فائدہ اٹھاتے ابرش نے اپنی پوری ہمت جمع کرتے ایک بار پھر اوپر کی طرف دوڑ لگائی تھی۔۔۔۔

جبکہ ابرش کو بھاگتے دیکھ اس کے دوسرے ساتھی اسکے پیچھے بھاگے تھے،،،،، جب ایک نے اسے کندھے سے پکڑتے قابو کرنا چاہا تو اس نے مزاحمت کرتے اسے پیچھے دھکا دیا۔۔۔

اور اس کھینچا تانی میں اسکی شرٹ کا بازو کندھے سے پھٹ گیا جبکہ نازک سفید جلد پر خراشیں پڑ گئی تھیں۔۔۔۔

لیکن پھر بھی وہ ہمت کرتے وہاں سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی لیکن وہ ان تین چار ہٹے کٹے مردوں کا مقابلہ کیسی کرتی جو ایک بار پھر اسے دوبارہ گھیر چکے تھے ----

جب اس گھیرے میں اپنی آنکھیں ملتا انکا باس آگے بڑھا اور اس نے اپنی پوری قوت سے اسے تھپڑ مارا اور ساتھ ہی غلیظ گالی سے نوازا تھا ---

اور اس تھپڑ کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ ابرش کو اپنا کان سن ہوتا محسوس ہوا اور وہ سیدھا جا کر ایک درخت کے ساتھ ٹکرائی ،،،

جس سے اسکے منہ سے ایک دردناک چیخ نکلی تھی جو رات کے اندھیرے اور سناٹے میں دور تک گونجی ---

اور ٹکرانے کی وجہ سے اسکی پیشانی پر چوٹ بھی آئی تھی جس سے خو*ن تواتر سے بہنے لگا،،،،،ابرش کو سن دماغ کے ساتھ اپنی آنکھوں کے آگے اندھیرہ چھاتا محسوس ہوا۔۔۔۔

جب اس نے آگے بڑھتے اسے سیدھا کرتے ایک اور تھپڑ رسید کیا اور اس سے پہلے کہ وہ چکراتے سر کے ساتھ دوبارہ زمین بوس ہوتی،،،،ایک طرف سے بھاگ کر آتے وجود نے اسے سہارا دیتے اپنی آغوش میں لیا تھا۔۔۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-♥\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

اس وجود کی خوشبو کو محسوس کرتے اتنے درد اور تکلیف کے باوجود ابرش کے لب مسکرائے تھے۔۔۔

اور اپنی عزت محفوظ محسوس کرتے بے خاستہ دل سے شکر خدا ادا ہوا۔۔۔۔

" سائیں

اس کے لبوں سے بے آواز سرگوشی نکلی تھی۔۔۔۔

اور پھر یقین دہانی کیلیۓ اس نے اپنا زخم زخم ہوا چہرہ اٹھا کر ایک نظر اسکے چہرے کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔

جو اپنے لبوں کو سختی سے بھینچے قہر بھری نظروں سے ان غنڈوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

لیکن پھر اسکے سر اٹھانے پر وہ ابرش کی طرف متوجہ ہوا جو اپنی نیلی سمندر جیسی آنکھوں میں آنسو بھر کر ابھی تک اسے بے یقینی سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

اور اسکے چہرے پر لگے زخم اور حالت کو دیکھتے اسکے طیش میں کچھ اور اضافہ ہوا تھا اور رگوں میں دوڑتے خون سے شرارے پھوٹنے لگے۔۔۔۔

وہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ جو فعل انہوں نے انجام دیا ہے،،،،،اس کی کس قدر بھیانک سزا انہیں ملنے والی تھی۔۔۔۔

ابرش نے کچھ دیر اسکے چہرے کو دیکھنے کے بعد دھیرے سے اپنا ایک ہاتھ اٹھاتے اسکے چہرے کو نرمی سے چھوا تھا،،،،،اور پھر جب اسے یقین ہو گیا تھا کہ ضارب سچ میں اس کے پاس ہے تو وہ ایک لمحے کی دھیری کیے بنا اسکے کشادہ سینے کا حصہ بنی تھی۔۔۔۔

جس پر سر رکھتے ہی اس کے تڑپتے دل اور زخمی وجود کو ایک راحت سی ملی تھی

۔۔۔۔۔

اور وہ جو اتنی دیر سے ان سب کا بہادری سے مقابلہ کر رہی تھی،،،،،کسی اپنے کا سہارا ملتے ہی بری طرح ٹوٹتے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔۔۔

ضارب نے بھی بہت محبت کے ساتھ اسکے گرد اپنے تحفظ کا حصار کھینچا تھا،،،،
اور اپنی چادر جو اس نے اوڑھ رکھی تھی،،،،،اسکے گرد پھیلاتے ہوئے اسے
مکمل طور پر اپنے وجود میں چھپا گیا۔۔۔۔

کون ہے بے توں؟؟؟؟؟

لگتا ہے توں ہمیں جانتا نہیں جو موت کے منہ میں ہاتھ ڈالنے چلا آیا۔۔۔۔

یہ لڑکی آج رات ہمارا شکار ہے،،،،،

اس لیے اسے چپ چاپ ہمارے حوالے کر کے یہاں سے چلتا بن،،،،،نہیں تو
اس کے ساتھ ساتھ تجھے بھی مار کر اسی جنگل میں دفن کر دے گے۔۔۔

وہ اندھیرے کی وجہ سے ضارب کا چہرہ ٹھیک سے دیکھ نہیں پایا تھا تبھی اکڑ
دکھاتے بد تمیزی سے بولا۔۔۔

جبکہ اسکی دھمکی کو سنتے ابرش نے ضارب کی پشت سے شرٹ پر اپنی پکڑ کچھ اور مظبوط کی تھی۔۔۔۔

جس پر ضارب نے اسکے ڈر کو سمجھتے مزید خود میں بھینچتے اسے تحفظ کا احساس دلایا،،،،،البتہ اسے کچھ نہیں بولا تھا۔۔۔۔

اور اسکی خاموشی دیکھتے اس سے پہلے وہ لوگ آگے بڑھ کر اس پر حملہ کرتے

،،،،،

تبھی خان کے ساتھ آتے اسکے گارڈز نے انہیں چاروں طرف سے گھیرا تھا

۔۔۔۔۔

اور ان پر اپنی گنز تان لیں۔۔۔۔

جس پر انہیں اپنی موت سر پر ناچتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔

ہے باربی اوپر دیکھیں میری طرف ،،،،اب آپ بالکل محفوظ ہیں اس لیے آپکو کسی سے بھی ڈرنے یا پھر چھپنے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔

ہم ہیں نا آپ کے پاس ،،،،،آپکو کچھ نہیں ہونے دیں گے۔۔۔۔

ابرش کو مسلسل روتے اور خود میں چھپتے دیکھ کر وہ بہت محبت سے اسکا چہرہ تھام کر اوپر کرتا نرمی اور پیار سے گویا ہوا تھا،،،،،اور بہت توجہ کے ساتھ اسکے بہتے آنسو اپنے پوروں کے ساتھ صاف کیے۔۔۔۔

جبکہ اسکی نرم سرگوشی اور محبت کو دیکھتے ابرش نے اپنی اوشن بلو آئز جن میں رونے کی وجہ سے سرخ ڈورے تیر رہے تھے اٹھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھا تھا

۔۔۔۔۔

جن میں ہلکی سرخی کے ساتھ ایک وحشت سی رقم تھی۔۔۔۔

جبکہ اسکے بر عکس ہونٹوں پر ایک نرم مسکراہٹ تھی۔۔۔۔

آپکو ہم پر یقین ہے نا،،،،،اس کو خود تکتے دیکھ کر وہ ایک بار پھر نرمی سے بولا

،،،،،

جس پر اس نے بلاتردد ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔

جس سے اسکی مسکراہٹ کچھ اور گہری ہوئی تھی،،،،، تو پھر ریلکس ہو جائے

،،،،، اور ان لوگوں نے آپ پر ہاتھ اٹھا کر جو غلطی کی ہے،،،،،اس کی سزا اور

انجام آپ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گی۔۔۔۔

وہ اسکے گال کو نرمی سے سہلاتے قہر بھری نظروں سے ان غنڈوں کی طرف

دیکھتا بولا اور پھر اسے ایک سائڈ کرتے خود آگے بڑھنے لگا جب ابرش نے اسکا

ہاتھ پکڑتے ہوئے اسے روکا تھا۔۔۔۔

نہی،،،،، نہیں مجھے،،،،، کچھ نہیں،،،،، دیکھنا،،،،، پلیز مجھے بس،،،،، گھر جانا ہے-----

اسکے مڑنے پر وہ روتے ہوئے اٹک اٹک کر بولی تھی-----

کیونکہ ایک پل کیلئے بھی وہ اس سے الگ نہیں ہونا چاہتی تھی اس لیے دوبارہ اسکے حصار میں آتے اسے امید بھری نظروں سے دیکھنے لگی-----

کہ وہ اسکی بات کا مان رکھے گا----

جب ضارب اور خان کا دھیان بھٹکتے دیکھ کر جمشید نامی غنڈہ جو اس گروہ کا سربراہ تھا اس نے اپنی چھپی ہوئی پستو*ل نکال کر ضارب پر حملہ کرنا چاہا جب دوسری طرف سے آتے واسم شاہ نے زمین سے پتھر اٹھا کر اسکے ہاتھ پر مارا تھا

جس سے اس کے ہاتھ سے پستو*ل چھوٹ کر دور زمین پر گری،،،،،اور پھر واسم شاہ نے اسے سنبھلنے کا موقع نہیں دیا تھااور قہر بن کر اس پر ٹوٹ پڑا

جس کو دیکھتے اسکے دوسرے ساتھیوں نے بھی ہاتھ پیر چلانے چاہے لیکن ضارب کے گارڈز نے انہیں موقع نہیں دیا اور انہیں دبوچتے مکمل اپنی حراست میں لے لیا۔۔۔۔

واسم شاہ نے مار مار کر اس غنڈے کو ادھ مرا کر دیا تھا لیکن پھر بھی غصہ کسی طور کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔

جبکہ دوسری طرف زندگی میں پہلی بار اپنے واسم لالا کا یہ روپ دیکھ ابرش کو اس سے اتنا خوف محسوس ہوا،،،، کہ اسے پکار کر روکنے کیلئے منہ سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے۔۔۔۔

" لالا

بس اسکے لب بے آواز پھڑ پھڑا کر رہ گئے۔۔۔۔

اور اس سے پہلے کہ واسم شاہ اپنے جنون میں اس کی جان لے لیتا ضارب نے خان کو اشارہ کیا تھا،،،،، جسے سمجھتے وہ آگے بڑھ کر اسے روکنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔

چھوٹے سائیں ہم لوگ انہیں دیکھ لیں آپ پلیز انکے گندے خون سے اپنے ہاتھ نا بھریں،،،،، اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے وہ روکتے ہوئے بولا۔۔۔

جبکہ واسم شاہ کو اس کی یہ مخدالت بالکل پسند نہیں آئی تھی،،،، اس لیے اس غنڈے کو چھوڑتے اس نے اوپر اٹھتے ہوئے زبردست قسم کا مکہ خان کے منہ پر جڑا تھا۔۔۔۔

جسے دیکھتے ابرش کے منہ سے ایک چیخ برآمد ہوئی تھی،،،، جبکہ خان کے ناک سے خو*ن روانی سے بہنے لگا جسے روکنے کی اس نے بالکل کوئی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔

تمہاری ہمت کیسی ہوئی میرے کام میں مداخلت کرنے کی ہاں،،،، اسکے چہرے کی طرف دیکھتے وہ دھاڑتے ہوئے بولا۔۔۔

تم جس کے دم چھلے ہو نا اسکے ہی آگے پیچھے پھرو دم ہلاو تو بہتر ہوگا ورنہ آج کے بعد میرے راستے میں آئے تو میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔۔۔

وہ اسے وارن کرتا ایک قہر بھری نظر خو*ن میں لت پت زمین پر پڑے اس غنڈے پر ڈالتا اسے ایک زوردار ٹھوکر رسید کرتے وہ ابرش کی طرف بڑھا تھا

جواب بھی ضارب کے کندھے کو ایک ہاتھ سے تھامے تھر تھر کانپتی اپنے بھائی کا یہ روپ حیرانگی سے دیکھ رہی تھی-----

واسم شاہ کی حالت اس وقت بپھرے ہوئے شیر کے جیسے تھی کہ جس کے سامنے کوئی بھی آ جائے وہ اسے چیڑ پھاڑ دیتا-----

گڑیا،،،،،

لیکن ابرش کے قریب پہنچتے اس کو خود سے ڈرتے دیکھ کر اس نے بہت پیار اور نرم لہجے میں اسے پکارا تھا۔۔۔۔۔

جسے سنتے وہ فورا روتی ہوئی اسکے سینے آ لگی تھی جب اس نے اسکا چہرہ اوپر اٹھاتے بہت محبت سے اسکی پیشانی پر بوسہ دیا تھا،،،،، اور اسکے بہتے آنسوؤں کو صاف کرتے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

اور پھر ایک نظر ضارب کی طرف دیکھتے جو اسے ہی سپاٹ نظروں سے دیکھ رہا تھا،،،،، اسے اپنے حصار میں لے کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھنے لگا جب پاؤں میں درد کی وجہ سے ابرش کے منہ سے کراہ نکلی تھی۔۔۔۔

جسے سنتے وہ فورا جھک کر اس کے پاؤں کو دیکھنے لگا جس پر سوزش کے ساتھ ساتھ زخموں کے بھی نشانات تھے۔۔۔۔

اور وہ بمشکل لب بھینچ کر اپنے غصے کو کنڑول کرتے سیدھا ہوتا اسے اپنے بازوؤں میں اٹھا کر گاڑی کی طرف.بڑھ گیا۔۔۔۔

اور ان سب کے دوران اس نے ضارب شاہ کو بالکل اگنور کیا تھا،،،،، جس پر ضارب نے گہرا سانس کھینچتے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

ان سب کو انکے خاص ٹھکانے پر پہنچاو،،،، اور پھر خان کو حکم دیتے خود بھی اوپر کی طرف.بڑھ گیا۔۔۔۔

جبکہ پیچھے خان ان سب کو ہدایت دیتا کام سمجھانے لگا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

انہیں حویلی پہنچتے تقریبا صبح کے چار بج گئے تھے اور ان سب کے دوران پورے شاہ خاندان نے ایک پل کیلئے بھی آنکھ نہیں لگائی تھی۔۔۔۔۔

ضارب انہیں فون کر کے ابرش کی سلامتی کی خبر پہلے ہی دے چکا تھا۔۔۔۔ جس پر ان سب نے رب کا شکر ادا کیا تھا۔۔۔۔

وہ سب لاؤنج میں ہی بیٹھے انکی واپسی کی راہ تک رہے تھے۔۔۔۔ جب واسم شاہ ابرش کو بازوؤں میں اٹھائے اندر داخل ہوا۔۔۔۔

جسے دیکھتے ارمغان شاہ آگے.بڑھے تھے لیکن وہ ان سب کو اگنور کرتا اسے یوں ہی اٹھائے اوپر اس کے کمرے کی طرف.بڑھ گیا۔۔۔۔

جس پر بمشکل انہوں نے مٹھیاں بھینچ کر اپنے غصے کو کنڑول کیا تھا کیونکہ ان نازک لمحوں میں وہ اس سے الجھ کر کوئی تماشا نہیں لگانا چاہتے تھے۔۔۔۔

جس سے گھر میں رکے مہمان متوجہ ہو کر باتیں بناتے،،،،اس لیے فلحال ہونٹوں پر چپ کا قفل لگائے اس کے پیچھے اوپر کی طرف بڑھ گئے۔۔۔

اس کے برعکس ابرش جو اپنے بابا کے سینے سے لگ کر رونا چاہتی تھی،،،،، خود پر گزرے قیامت خیز لمحوں کے بارے میں بتاتے اپنا درد ان سے بانٹنا چاہتی تھی۔۔۔

واسم کے اس عمل پر اسکے ضبط سے سرخ چہرے کی طرف دیکھنے لگی البتہ منہ سے کچھ کہہ نہیں پائی۔۔۔۔

اس نے کمرے میں داخل ہوتے اسے آرام سے بیڈ پر اتارا تھا،،،،اور سردی کا احساس ہونے پر اس پر کنفرٹ درست کرتے ہیٹر آن کیا۔۔۔۔

تب تک ارمغان شاہ اور باقی گھر کے افراد کے ساتھ ایک لیڈی ڈاکٹر بھی اندر داخل ہوئیں تھیں۔۔۔۔

جسے آتے ہوئے وہ راستے میں فون کر چکا تھا۔۔۔۔

جس نے ابرش کے تھپڑوں سے سوجھے چہرے اور زخموں کو دیکھتے فلحال ان سب کو کمرے سے باہر جانے کا بولا تھا۔۔۔۔

جس پر وہ سبھی باہر کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔۔۔

لیکن ابرش نے اپنے پاس کھڑی عظمی بیگم کا ہاتھ تھامتے انہیں پاس روک لیا تھا

۔۔۔۔

ڈاکٹر نے اسکا مکمل چیک اپ کرتے اسکے چہرے اور پاؤں کے ڈریسنگ کے ساتھ کمر اور بازوؤں میں آئی خراشوں پر بھی مرہم پٹی کر دی تھی۔۔۔۔۔

اور ان سب کے دوران اسکے پھٹے ہوئے کپڑے بھی تبدیل کروا دیئے تھے۔۔۔۔

اور پھر اسے پین کلر دیتی مکمل بیڈ ریسٹ کا کہتے وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔۔

جن کے جانے کے بعد وہ سب دوبارہ اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔۔۔

اور سب سے پہلے دادا سائیں نے آگے بڑھتے اسکے پیشانی پر پیار کیا،،،،، انکی کمزور پر شفق آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر ابرش کے بالوں میں کہیں گم ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ ان سب کو آتے دیکھ ابرش نے اٹھ کر بیٹھنا چاہا جب داداسائیں نے نفی میں سر ہلاتے لیٹے رہنے کا بولا تھا۔۔۔۔۔

جس کے بعد سب نے باری باری آکر اسے پیار کرتے اسکا حال دریافت کیا تھا ۔۔۔۔۔

اور سب کے آخر میں ایبہا آگے بڑھی تھی۔۔۔۔۔۔

میری جان ٹھیک ہے نا؟؟؟؟؟

اسکے مرہم لگے گال پر اپنے مرمریں لب رکھتے بہت محبت سے پوچھا،،،،، جس پر بدلے میں اس نے مسکراتے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

جب اسکی نظر دروازے کے پاس کھڑی زرمینے پر پڑی تھی،،،،، جو اپنی سرمئی آنکھوں میں آنسو بھر کر اسے محبت سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

لیکن واسم کی وہاں موجودگی کی وجہ سے آگے بڑھ کر اسکے پاس جانے کی جرات ہرگز نہیں کی تھی۔۔۔۔

زر تم وہاں کیوں کھڑی ہو ادھر آو میرے پاس،،،،،اسے مسلسل اپنی جگہ پر کھڑے دیکھ کر ابرش نے خود سے اسے مخاطب کرتے اپنے پاس بلایا تھا۔۔۔

جس پر اس نے سہمی ہوئی نگاہوں سے واسم شاہ کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

زر بیٹے آپکی دوست آپکو بلا رہی ہیں،،،،جائیں ان کے پاس،،،،اور آپکو کسی سے بھی ڈرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔

ارمغان شاہ اس سے پیار سے مخاطب ہوتے واسم کی طرف گھورتے ہوئے بولے تھے۔۔۔۔

جس پر اس نے لب بھینچے تھے پھر آگے بڑھ کر ابرش کے سر پر پیار کرتے اسے خیال رکھنے کا بولتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔

جس کے نکلتے زرمینے نے سکھ کا سانس لیتے اس کی طرف اپنے قدم بڑھائے تھے ۔۔۔۔

مجھے معاف کر دینا ابرش میں تمہارا ٹھیک سے خیال نہیں رکھ پائی،،،، صرف اور صرف میری غفلت کی وجہ سے تمہیں اتنا کچھ برداشت کرنا پڑا،،،، میں بہت شرمندہ ہوں پلیز مجھے معاف کر دینا میری جان،،،،، اسکے سامنے اپنے دونوں ہاتھ جوڑتے وہ روتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔

جس پر اس نے نفی میں سر ہلاتے اٹھ کر اسکے دونوں ہاتھوں کو کھولتے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔۔۔

تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے یہ سب تو میری قسمت میں لکھا تھا،،،، اور آج جو میں یہاں سہی سلامت بیٹھی ہوں یہ بھی آپ سب کی محبت اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔۔۔۔

اس لیے تمہیں شرمندہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔۔

اس سے الگ ہو کر اسکے آنسو صاف کرتی وہ مسکرا کر پیار سے بولی تھی۔۔۔۔
جس پر وہ ایک بار پھر آگے بڑھتی اسکے سینے سے لگ گئی۔۔۔

جبکہ ابیہا جوان دونوں کو ہی مسکرا کر دیکھ رہی تھی ابرش نے اس کیلئے بھی اپنا دوسرا بازو واں کیا تھا۔۔۔۔

جس میں سماتے اس نے دوبارہ اسکے گال پر پیار کیا تھا۔۔۔۔

جبکہ ان تینوں کی محبت کو دیکھتے باقی گھر والے آسودگی سے مسکرائے تھے ،،،،،اور پھر ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق اسے آرام کرنے کا کہتے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔۔۔۔۔

لیکن ایہا اور زرمینے دونوں اسکا خیال رکھنے کیلئے وہی اسکے کمرے میں ٹھہر گئی تھیں،،،،،اور اسکے دائیں بائیں لیٹتے اسے مکمل اپنے حصار میں لیا تھا۔۔۔

کیونکہ وہ اپنی اس نازک گڑیا سے اب ایک پل کیلئے بھی دور نہیں رہنا چاہتی تھیں۔۔۔

جبکہ انکی محبت اور پازیزونیس کو دیکھتے ابرش مسکرائی تھی۔۔۔۔

لیکن ان سب کے باوجود بھی اسے ایک وجود کی کمی کا شدت سے احساس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔اور وہ وجود تھا ضارب شاہ کا،،،،،

جسے واسم کے ساتھ واپس حویلی آنے کے بعد سے اس نے نہیں دیکھا تھا

۔۔۔۔

سب سے ملنے کے دوران بھی اسکی نظریں مسلسل دروازے پر ٹکی ہوئی تھیں کہ وہ کب اس سے ملنے آئے،،،،،اور اسکا حال دریافت کرے،،،،، کیا اسکی نظر میں ابرش کی اتنی اہمیت بھی نہیں تھی،،،،،کہ وہ ایک بار آکر اسکا حال پوچھ لیتا۔۔۔۔۔

اور اپنی اس کم مائیگی کا احساس کرتے اسکی آنکھوں میں آنسو آرہے تھے،،،،،اور ساتھ ہی دل میں اس کیلئے ناراضگی سپیدا ہو رہی تھی۔۔۔

جس کے چلتے اس نے ضارب شاہ سے کبھی نا بات کرنے کا فیصلہ کرتے اپنے آنکھیں موند لی تھیں۔۔۔۔

دواوں کے زیر اثر جلد ہی گہری نیند میں چلی گئی۔

لیکن وہ معصوم نہیں جانتی تھی،،،،، کہ جس سے وہ ناراض ہو رہی ہے،،،، کیسے اس نے اسکے گنہگاروں کو کیسے کیف کردار تک پہنچایا تھا۔۔۔۔

اس پر اٹھنے والے ہاتھوں کو کس بے رحمی سے کا*ٹا تھا،،،،، اسے گالی دینے والی زبان کو کیسے تیزا*ب سے جلا*یا تھا،،،،، اس پر اٹھنے والی نظروں کو کیسے نو*چا تھا،،،،، کہ وہ کسی اور پر اٹھنے کے قابل نہیں رہی تھیں۔۔۔۔

کہ آج تو خان سے بھی اسکا یہ روپ دیکھنا برداشت نہیں ہوا تھا،،،،، اور وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھتا اس کمرے سے نکلتا چلا گیا،،،،، اور باقی جو وہاں موجود تھے سب نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔۔۔۔

کیونکہ ضارب شاہ انہیں اس وقت انسان کے بھیس میں ایک حیوان نظر آ رہا تھا ،،،،،،، جو اس وقت اپنی درد نگی کی انتہا پر تھا،،،،،، جس نے ان سب کے اتنے چھوٹے چھوٹے ٹکڑ*ے کیے تھے۔۔۔۔۔

کہ انکی گنتی کرنا مشکل تھی،،،،،، بہت بڑی غلطی کی تھی،،،،، اسکے دشمنوں نے جو اسکی فیملی کو درمیان میں لے آئے تھے۔۔۔۔۔

جن پر وہ اٹھنے والی ایک غلط نگاہ تک بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا،،،،،، انہوں نے یہ حرکت انجام دیتے اس کے اندر کے جانور کو جگایا تھا،،،،، اسکی گھر کی لڑکیوں پر نظر ڈالتے اسکی غیرت کو للکارا تھا۔۔۔۔۔

جس کا انجام کتنا بھیانک ہونا تھا اگر وہ جان جاتے تو کبھی یہ غلطی سرانجام نا دیتے

لیکن اب تو یہ جنگ شروع ہو چکی تھی ،،،،،، جس کا اختتام تو صرف انکی یا پھر ضارب شاہ کی مو*ت پر ہی ہو سکتا تھا ،،،،،، وقت کی دھار نے کس طرف بہنا تھا ،،،،،، زندگی نے کسے شہہ اور کسے مات دینی تھی ،،،،،، اور کس نے سکندر بنتے جیت کا سہرا اپنے سر سجانا تھا ،،،،،، یہ تو آنے والا وقت ہی بتا سکتا تھا

------------❤-----------

ابرش کو پر سکون سوتے دیکھ کر ابیہا اور زرمینے وہاں سے اٹھ آئی تھیں،،،،
کیونکہ اس کے سلامت مل جانے پر انھوں نے شکرانے کے نفل بھی ادا کرنے تھے۔۔۔۔

سیکنڈ آج بارات کا دن تھا تو زر نے نجمہ اور عظمی بیگم کے کاموں میں ان ہاتھ بھی بٹانا تھا۔۔۔۔

ویسے بھی پارلر والی نے دوپہر دو بجے کے قریب آنا تھا،،،، اچھا ہی تھا کہ وہ تب تک آرام کر لیتی اور اسکی طبیعت بھی کچھ حد تک سنبھل جاتی۔۔۔۔

اس لیے وہ دونوں اسے بنا ڈسٹرب کیے وہاں سے نکل آئی تھی۔۔۔۔

یہ تقریبا صبح ساڑھے پانچ بجے کا ٹائم تھا جب ضارب شاہ اپنے تمام کام مکمل کر کے حویلی میں داخل ہوا۔۔۔۔

اور آتے ہوئے وہ فجر کی نماز باجماعت ادا کرتے ہوئے آیا تھا۔۔۔۔

اب بس کچھ دیر آرام کرنے کی غرض سے اپنے کمرے کی طرف جارہا تھا کیونکہ اتنی ٹینشن اور اوپر سے ساری رات جاگتے رہنے کی وجہ سے اسکی آنکھیں جل رہی تھیں۔۔۔

جبکہ سر میں شدید درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔۔۔

ایک ہاتھ سے اپنی آنکھوں کو مسلتا اوپر تیسری منزل پر بنے اپنے پورشن کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔۔

جب راستے سے گزرتے ابرش کے کمرے کے بند دروازے پر اسکی نظر پڑی تھی اور وہ جو اوپر جارہا تھا رک کر اس دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔۔

آج جو اس نے ابرش کی حالت دیکھی تھی دل میں اس کیلیئے کوئی جذبات نا ہونے کے باوجود بھی وہ تڑپ اٹھا تھا۔۔۔۔

اس کی گمشدگی کی خبر نے اسکے پتھر جیسے دل پر گہرا وار کیا تھا۔۔۔

اسکی گمشدگی سے لے ڈھونڈنے اور پھر مل جانے تک ایک الگ قسم کی بے چینی نے اسے اپنے حصار میں لے رکھا تھا۔۔۔

جو ابرش کے اسکے سینے پر سر رکھتے ہی دور ہو گئی تھی۔۔۔ابرش کا تڑپ کر روتے اسکے سینے کے ساتھ لگنا اسے ایسا لگا جیسے اسکے مردہ ہوئے دل میں نئ جان ڈال گیا۔۔۔۔

اور وہ اتنے زور سے دھڑکا جس کی آواز اسے اپنے کانوں تک سنائی دی تھی

۔۔۔۔

اسکے وجود کا نرم گرم لمس،،،،، اسکے بہتے آنسو اور سانسوں کی تپش اپنے سینے پر محسوس کر کے وہ ایک نئے جذبے سے روشناس ہوا تھا۔۔۔۔

جسے دینے کیلئے اس کے پاس فلحال کوئی نام نہیں تھا،،،،، لیکن جو بھی تھا یہ احساس بہت پیارا تھا،،،،، جسے یاد کرتے اسکے لب ایک بار پھر مسکرائے تھے

۔۔۔۔

اور وہ اوپر جا کر کچھ دیر آرام کرنے کا ارادہ ملتوی کرتے ہوئے اسے ایک نظر دیکھنے کی غرض سے اسکے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے بنا آواز کیے دروازے کو دھیرے سے دھکیلتے ہوئے اسے کھولا تھا

تاکہ ابرش کے آرام میں خلل نا پڑے،،،، اور پھر اسی طریقے سے دروازے کو بند کرتا بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔

جس پر ابرش اپنے سینے تک کنفرٹ اوڑھے سکون کے ساتھ سو رہی تھی۔۔۔

اس نے دھیرے سے جھکتے اس نیم اندھیرے میں اس کے معصوم چہرے کو بہت قریب سے دیکھا تھا۔۔۔

اسکی نظریں ابرش کی پیشانی پر لگی بینڈج سے ہوتی ہوئی اسکے تھپڑوں سے سوجھے ہوئے روئی جیسے گالوں پر آئی تھیں اور پھر اسکے پتیوں جیسے نرم لبوں پر آئے زخم اور اس پر لگے مرہم پر ٹھہر گئی۔۔۔

جسے دیکھتے اس نے ایک بار پھر اشتعال سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں جبکہ اسکی تکلیف کو محسوس کرتے اسے اپنی روح میں بے سکونی سی اترتی محسوس ہوئی

جس کے چلتے اس نے اپنے عنابی لب دھیرے سے اسکی پیشانی پر لگی بینڈج پر رکھے اور وہاں سے ہوتے ہوئے اس سے بنا الگ ہوئے بہت نرمی کے ساتھ بائیں گال پر آیا تھا-----

جس پر انگلیوں کے نشان واضح تھے جسے نرمی سے چھوتے اس نے ان پر مرہم رکھنے کی کوشش کی تھی-----

اور نچلے لب کے پاس آئے زخم پر دھیرے سے انگوٹھے سے سہلاتے اسکی ستواں ناک میں چمکتے لونگ پر جھک گیا-----

کچھ دیر اسے محسوس کرنے کے بعد اس سے پہلے کہ وہ اس سے الگ ہوتا،،،،،
ابرش نے اپنے چہرے پر اسکے لمس کو محسوس کرتے آرام سے اپنی آنکھیں کھولیں تھیں۔۔۔۔۔

اور اسے اپنے اتنے قریب دیکھتے اسکا دل زوروں سے دھڑکا تھا،،،،،، جس پر اپنا ایک ہاتھ رکھتے بمشکل خود کو سنبھالتے اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

جو اسکے جاگنے پر تھوڑا پیچھے ہوتا اپنی تھکاوٹ سے سرخ ہوئی گہری سبز رنگ آنکھوں میں فکر مندی بھر کر اسکی طرف دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

آپ ؟؟؟؟؟

جب خاموشی کا دورانیہ بڑھنے لگا تو اپنی دھڑکنوں کے شور سے تنگ آتے ابرش نے خود سے اسے مخاطب کر لیا۔۔۔۔۔

اور وہ جو اسکے معصوم چہرے میں کھویا ہوا تھا،،، اسکے پکارنے پر ہوش میں آتا دلکشی سے مسکرایا۔۔۔۔

آپکو دیکھنے کیلئے آئے تھے ہم،،،،، اب کیسی طبیعت ہے آپکی؟؟؟؟؟

اپنے لفظوں میں مٹھاس بھر کر وہ اپنے مخصوص لب و لہجے میں گویا ہوا۔۔۔۔

جسے ابرش نے پہلی بار دل سے محسوس کیا تھا،،،، کتنا عزت و احترام تھا اسکے لفظوں میں،،،،، اور وہ اسکے ساتھ اپنے پچھلے رویے کو یاد کرتے جی بھر کر شرمندہ ہوئی تھی۔۔۔۔

ایسا نہیں تھا کہ اسے ضارب کا دوسرا روپ بھول گیا تھا،،،، یا پھر وہ اسے بہت اچھا سمجھنے لگی تھی۔۔۔۔

لیکن کل کے حادثے کے بعد اسے اتنا ضرور پتا چل گیا تھا،،،، کہ اصل معنوں میں وہی اسکا محافظ تھا۔۔۔۔

اور وہ اسکی عزت اور امانت جس کی حفاظت کیلئے وہ اپنی جان تک دینے کو تیار تھی۔۔۔۔

اور جیسے کل اسکی بات کا مان رکھتے ہوئے وہ رک گیا،،،، اسے پوری امید تھی کہ وہ اگر کوشش کرے تو اسے سہی اور اچھائی کے راستے پر لا سکتی تھی۔۔۔

جی پہلے سے بہتر،،،، وہ بہت ٹھہریں ہوئے لہجے میں نرمی سے گویا ہوئی

۔۔۔۔۔

جسے سنتے ضارب نے سر ہلایا تھا۔۔۔ چلیں پھر آپ آرام کریں ہم اب چلتے ہیں۔۔۔

" لیکن اتنی جلدی

اسکے گال کو پیار سے تھپتھپاتے وہ اٹھنے لگا تھا،،،،،جب ابرش کے منہ سے بے ساختہ نکلا،،،،،اور پھر اپنی جلد بازی کا احساس ہوتے زبان دانتوں تلے دبائی ۔۔۔۔جبکہ دل میں خود کو ہزار صلوات سناتے لعن طعن کی تھی۔۔۔۔

جبکہ اسکے برعکس اسکی بات پر ضارب کے گھنی مونچھوں تلے عنابی لب دھیرے سے مسکرائے تھے۔۔۔۔

آپ کے خیال سے ہمیں کچھ دیر اور یہاں بیٹھنا چاہیے یہی کہنا چاہ رہی ہیں آپ ؟؟؟؟؟

وہ اس کے قریب بیڈ پر بیٹھتا تھوڑا اسکے قریب ہوتے اپنے نچلے لب کو دانتوں تلے دبا کر شرارت سے بولا تھا۔۔۔۔

جس پر ابرش اپنی آنکھیں سختی سے مینچ گئی،،، جبکہ دل اسکی سر گوشی پر ایسے دھڑک رہا تھا،،،، جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آ جائے گا۔۔۔۔

اور ساتھ ساتھ وہ بے چینی سے اپنے پہلے سے زخم شدہ لبوں کو دانتوں سے چبھا رہی تھی۔۔۔۔

جسے دیکھتے ضارب نے اپنا انگوٹھا اسکے لبوں پر رکھتے اسے اس عمل سے روکا تھا اور انہیں دانتوں کی قید سے آزاد کراتے نرمی سے سہلانے لگا۔۔۔۔

جبکہ اپنی جذبات اور طلب سے پر کانچ سی آنکھیں اسکی اوشن بلو آئز پر ٹکا رکھیں تھیں،،،،، جن میں ادھوری نیند کے ساتھ ساتھ اب اسکی قربت کی خماری بھی اترنے لگی تھی۔۔۔۔

اپنے چہرے پر پڑتی ضارب کی گرم سانسوں اور لبوں پر سہلاتے کھردرے لمس کو محسوس کرتے ابرش کی آنکھیں بھوجل ہونے لگی تھی۔۔۔۔

دل میں جاگتا کچھ کچھ ہونے کا احساس،،،،، سانسوں میں اترتی اسکے ڈارک کلون کے ساتھ سگریٹ کی بھینی بھینی خوشبو،،،،، اور ضارب کی آنکھوں میں نظر آتی خواہش کو جانتے وہ دھیرے سے اپنی آنکھیں بند کر گئی۔۔۔۔

جسے اسکی رضامندی جانتے وہ تھوڑا اور اوپر ہوتا اپنی قربت کی وجہ سے دھیمی چلتی اسکی سانسوں کو اپنی نرم گرفت میں لے گیا۔۔۔۔

اور بہت چاہت اور توجہ کے ساتھ اسکے نرم لمس کو محسوس کرنے لگا تھا،،،،، جب اسکی چاہت کو دیکھتے ہوئے ابرش نے اپنے دونوں بازو اسکی گردن میں حائل کرتے خود بھی اسکا ساتھ دینے لگی۔۔۔۔۔

جسے محسوس کرتے ہوئے وہ کچھ پل کیلئے حیران ہوتا رک گیا،،،،، لیکن ابرش اسکے لمس میں اس قدر کھوئی ہوئی تھی کہ بے خودی میں اس کا رکنا بھی محسوس نا کر سکی،،،،، جس پر وہ مسکراتا ہوا اپنے پیروں کو جوتے کی قید سے آزاد کراتا سہی سے اوپر ہوتے اسکے نازک وجود پر اپنا بھوج منتقل کرتا اپنے عمل میں نرمی کے ساتھ اب ہلکی شدت بھی لے آیا تھا۔۔۔۔

جس کا ابرش اسکے گھنے بالوں میں نرمی سے اپنی نازک انگلیاں سہلاتے ہوئے مکمل ساتھ دے رہی تھی،،،،، حالانکہ اب اسکی سانسیں ٹوٹنے لگی تھی،،،، لیکن پھر بھی اس نے ضارب کو خود سے الگ ہونے کا نہیں بولا تھا۔۔۔۔

یہ ضارب شاہ کی شخصیت کا طلسم تھا جس نے اسے مکمل اپنے حصار میں لے رکھا تھا۔۔۔۔

کہ وہ مکمل اس میں کھوئی ہوئی تھی۔۔۔

اسکے کے لمس سے ایک سکون سا اسے اپنے رگ و جان میں اترتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

اسکی بند ہوتی سانسوں کا خیال کرتے وہ خود ہی دھیرے سے پیچھے ہوا لیکن اس سے الگ نہیں ہوا،،،، بلکہ وہ اسکے لبوں سے ہوتا اسکی چن پر لب رکھتا اسے اپنے لمس سے سلگاتے ہوئے گردن کی طرف آیا تھا۔۔۔۔

اور اسکی بیوٹی بون پر اپنے بھیگے لب رکھتا اسے نئے امتحان میں ڈال گیا،،،،، جس پر تڑپ کر ابرش نے اسکی پشت پر اپنے ناخن چبھوئے تھے،،،،، جسکی میٹھی چبھن کو محسوس کرتے اسکے لب مسکرائے تھے۔۔۔۔

جبکہ اپنی گردن پر اسکے بھیگے لبوں کے ساتھ داڑھی مونچھوں کے چھبتے سرکتے لمس اور اسکی شدت کو محسوس کرتے اسکی بند آنکھیں اب نم ہونے لگی تھیں

جبکہ ضارب اسکے وجود کے نرم لمس میں کھویا ہوا گردن کی حدود پھلانگتا اب نیچے کی طرف بڑھنے لگا،،،، جس پر ابرش کی بس ہوئی تھی اور اس نے بے ساختہ تڑپ کر اسے پیچھے کی طرف دھکیلا-----

جس پر وہ پورا تو نہیں البتہ تھوڑا سا پیچھے ضرور ہوا تھا،،،، جبکہ اسکے ایسے جھٹکنے پر آنکھوں میں ہلکی ناگواری اتر آئی-----

اور اس نے نظر اٹھا کر اسکے چہرے کی طرف دیکھا تھا،،،،، جو لمبے لمبے سانس بھرتی سرخ نم آنکھوں کے ساتھ اس کے چہرے کی طرف ہی دیکھ رہی تھی ------

جسے ایک پل دیکھنے کے بعد وہ سپاٹ چہرے کے ساتھ اسے اپنے حصار سے آزاد کرتا سیدھا ہوتے بنا کچھ کہے ہی اپنے جوتے دوبارہ پہننے لگا،،،،، اور اس سے پہلے کہ وہ اس کے پاس سے اٹھتا نا جانے کس احساس کے تحت ابرش اٹھ کر اس کے حصار میں آتے دوبارہ اسکے سینے کا حصہ بنی تھی ----

آئی،،،،، ایم،،،،، سوری،،،،، میرا مقصد،،،،، ہرگز آپکو ہرٹ،،،،، کرنے کا نہیں تھا،،،،،، وہ میں،،،،، تو بس،،،،، گھبراہٹ میں،،،،، پلیز برامت،،،،، مانیے گا ------

اسکے سینے سے سر نکال کر اسکے چہرے کی طرف دیکھتی اٹک اٹک کر بولی تھی

۔۔۔۔۔

جسکا ضارب نے کوئی رسپانس نہیں دیا تھا،،،، وہ اب بھی خاموش نظروں سے اسکی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

پھر اسے اپنی گود سے اٹھاتے ایک سائڈ کرنے لگا جب اسکے ارادوں کو سمجھتے ابرش نے اسکی گردن میں بازو حائل کرتے بے ساختہ اوپر ہوتے اسکی گھنی مونچھوں تلے عنابی لبوں پر اپنے بھیگے اسکی شدت سے سرخ ہوئے لب رکھے تھے۔۔۔۔

" سوری

اور پھر تھوڑی دیر بعد اس سے الگ ہوتے نظریں جھکا کر سرخ چہرے کے ساتھ دھیرے سے بولی تھی ،،،،،، جبکہ اسکے منانے کے انداز اور معصومیت کو دیکھتے وہ مسکرایا تھا۔۔۔۔

نا کریں باربی ،،،،، آپکی یہ حرکتیں اور معصوم شرارتیں ہمیں دوبارہ بہکنے پر مجبور کر رہی ہیں ،،،،، اور اگر اس بار ہم بہکے تو اپنے قدم نہیں روک پائیں گے اور نا ہی شام تک رخصتی کا انتظار کریں گے ،،،،،، آپکی ننھی سی جان پر بہت بھاری پڑے گی ہماری قربت ،،،،، وہ اسکی بھیگی پلکوں اور سرخ چہرے کو دیکھتے ایک بے باک جسارت کرتا سرگوشی نما آواز میں جتاتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

جس پر وہ کانپ کر رہ گئی تھی ،،،،، اور فورا اس سے دور ہوتے اس کے حصار سے نکلنا چاہا ،،،، لیکن ضارب نے اسکی کوشش کو ناکام کرتے اسے ایک لمحے

کی مہلت دیئے بنا جھکتے ہوئے اسکے لرزتے کانپتے سرخ ہونٹوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لیا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ ان سب کے دوران ابرش کچھ نہیں کر پائی تھی سوائے اسکے کندھوں کو اپنے ہاتھوں سے تھامنے کے،،،،،، اور جو غصہ ابرش کے جھٹکنے پر اسے آیا تھا ،،،،،، اسکے نرم ہونٹوں پر اچھی طرح نکال لینے کے بعد وہ اس سے الگ ہوا ،،،،،، اور اسکی بھیگی نم پلکوں کو دیکھتے انہیں نرمی سے چھوتے ہوئے بیڈ پر ڈالنے لگا۔۔۔۔

جبکہ اسے دوبارہ خود کو بیڈ پر ڈالنے اور جھکتے دیکھ کر وہ اسکے ارادوں کا کچھ اور مطلب نکالتی اپنی آنکھیں سختی سے بند کر گئی تھی،،،،،، البتہ دوبارہ اسے جھٹکنے کی غلطی نہیں کی۔۔۔۔

دوسری طرف اسکی آنکھیں بند کرنے پر وہ اسکے ڈر کو سمجھتے ہوئے زیر لب مسکرایا تھا۔۔۔۔

آپکو ہم سے ڈرنے کی ضرورت نہیں،،،،،،ابھی ہم کچھ نہیں کر رہے آپکے ساتھ،،،،،،اور ناہی یہ وقت ہے ان سب چیزوں کا،،،،،، لیکن ہم ایک بات آپکو کلیر لی بتا دینا چاہتے ہیں " باربی " کہ دوبارہ کبھی ہمارے پاس آنے پر ہمیں ایسے مت جھٹکیے گا،،،،،ورنہ اپنے غصے میں ہم کیا کر جائیں گے،،،،،،یہ ہم خود بھی نہیں جانتے۔۔۔۔۔

وہ اسکی پیشانی کو ہونٹوں سے چھوتے نرمی سے باور کراتا،،،،،اسکے بلائی لب کو اپنی ہونٹوں کی گرفت میں لیتے ایک بار پھر نرمی سے اپنے لمس سے بھگوتا ایک نظر اسکے سرخ انار ہوئے چہرے کی طرف دیکھتے وہاں سے اٹھ گیا،،،،،جبکہ

اسکے اٹھتے ہی ابرش نے کنفرٹ کو کھینچ کر اوپر لیتے خود کو مکمل اس میں چھپا لیا

جسے دیکھتے ہوئے کمرے میں ضارب کا دلکش قہقہ گونجا تھا اور پھر وہ نفی میں سر ہلاتے وہاں سے نکلتا چلا گیا-----

کیونکہ اگر کچھ دیر اور وہ یہاں ٹھہرتا تو خود پر کیے ضبط کو مکمل طور پر کھو دیتا ،،،،،اور وہ اپنے جذبات کی رو میں بہہ کر ابرش کیلئے کوئی مصیبت کھڑی نہیں کرنا چاہتا تھا-----

کیونکہ اس کے حساب سے ابرش ابھی ان سب چیزوں کیلئے بہت چھوٹی تھی ،،،،،جو اسکے اندر پل رہی وحشتوں اور اسکے لمس کی شدتوں کو اپنے وجود پر نہیں جھیل سکتی تھی-----

جس کا اندازہ اسے اپنی دو پل کی قربت پر اسکی نم ہوئی آنکھوں سے ہو گیا تھا

جس کے جاتے ہی اس نے دھیرے سے اپنے چہرے سے کنفرٹ ہٹایا تھا،،،،
اور پھر بند دروازے کو دیکھتے کچھ دیر پہلے کی اسکی قربت کو یاد کرتے ہوئے
،،،،،آس پاس دیکھنے کے بعد خود ہی شرما گئی۔۔۔۔

اور دوبارہ کنفرٹ اپنے اوپر لیتے سونے کی کوشش کرنے لگی،،،،،جو کہ اپنی
بڑھتی دھڑکنوں کا شور سنتے اسے اب ناممکن لگ رہا تھا۔۔۔

__________♥__________

ایبہا نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر ابرش کو دیکھنے کیلیئے اس کے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی ،،،،، جب راستے میں ٹریک سوٹ میں ملبوس جوگنگ سے واپس آتے واسم شاہ سے ٹکرا گئی۔۔۔۔۔

جسے ایک نظر دیکھنے کے بعد اس نے سائڈ سے ہو کر نکلنا چاہا،،،، لیکن وہ اسکی کوشش کو ناکام بناتا ایک بار پھر اسکے راستے میں حائل ہو گیا۔۔۔۔

لیکن ایبہا نے اسکی اس حرکت پر بنا کوئی رسپانس دیئے چپ چاپ دوسری طرف سے آگے بڑھنا چاہا،،،، جب واسم شاہ نے اسکی کلائی کو تھامتے ہوئے اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔۔

لڑکی مسئلہ کیا ہے آخر تمہارے ساتھ کیوں اگنور کر رہی ہو مجھے ؟؟؟؟؟

جب اس نے اپنی سنہری آنکھیں اٹھا کر اسکے پر ٹکائی تھیں،،،، اور جب بولی تو اسکا لہجہ عاجزی لیے ہوئے تھا۔۔۔۔

یہ تو آپکو خود سے سوچنا چاہیے نا کہ آخر میرے ایسے رویے کے پیچھے کیا وجہ ہے۔۔۔۔ خیر میں آپ سے کوئی بھی بحث نہیں کرنا چاہتی تو مہربانی فرما کر میرا راستہ چھوڑ دیں۔۔۔۔

اور اگر میں نا چھوڑو تو،،،، بھولے مت مسز کہ اب آپکے سارے راستے واسم شاہ پر ہی آکر ختم ہوتے ہیں۔۔۔۔

اس لیے اپنے مزاج درست کر لیں ورنہ یہ آپ کے حق میں بالکل بھی اچھا نہیں ہوگا۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر واسم نے پہلے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا،،،،، پھر سر جھٹکتے ہوئے اپنی ازلی روپ میں آتا سپاٹ لہجے میں بولا۔۔۔۔

مزاج درست کرنے کی ضرورت آپکو پے مجھے نہیں واسم شاہ،،،،، خود کی حرکتوں پر غور کریں،،،،، کہ آپ کیسا سلوک کرتے ہیں دوسروں کے ساتھ پھر کسی اور پر انگلی اٹھائیں۔۔۔

اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وہ سپاٹ لہجے میں جتاتے ہوئے بولی،،،،، اور اسے ایک سائڈ کرتے وہاں سے نکلنا چاہا،،،،، جب واسم اسے زبردستی روکتے اپنے ساتھ کھینچ کر اپنے کمرے میں لے آیا تھا۔۔۔

اور دروازے کو ایک جھٹکے سے بند کرتے اسے اس کے ساتھ پن کیا،،،،، جس سے ایہا کو تکلیف تو ہوئی لیکن وہ لب بھینچ کر برداشت کر گئی۔۔۔

تمہاری اس بکواس کا مطلب جان سکتا ہوں میں ؟؟؟؟؟

اسکے چہرے کو اپنے ہاتھ کی سخت گرفت لیتے غصے سے بولا تھا۔۔۔

کوئی مطلب نہیں ہے میری بات کا،،،،،،اور خبردار آپ نے مجھے دوبارہ چھونے کی کوشش کی تو،،،،،، وہ اسکے ہاتھ کو جھٹکتے ہوئے درشتگی سے گویا ہوئی تھی۔۔۔۔۔

لگتا ہے تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے،،،،،،اسے درست کرنے کی ضرورت ہے ،،،،،، اتنا کہتے ہی اس نے بالوں سے پکڑ کر اسکا چہرہ مقابل کرتے ہوئے اس پر جھکنا چاہا جب ایہانے اپنا چہرہ موڑتے ہوئے اسکی کوشش کو ناکام بنایا تھا

۔۔۔۔۔

اور ساتھ ہی اپنی پوری قوت جمع کر کے اسے پیچھے کی طرف دھکیلا تھا۔۔۔۔

سمجھ کیا رکھا ہے آپ نے مجھے واسم شاہ،،،،، ہاں کوئی کھلونا جس سے آپ جب مرضی کھیل سکتے ہیں یا پھر کوئی ٹشو پیپر جسے جب آپکے دل میں آئے اسے یوز کریں اور بعد میں پھینک دیں۔۔۔۔

آپکی نظر میں میری کیا اہمیت ہے یہ میں کل رات اچھے طریقے سے جان چکی ہوں،،،،، آپ نے میری ذات کیلیئے وہ سب لفظ استعمال کرتے ایک بار بھی نہیں سوچا کہ میں صرف ضارب شاہ کی بہن ہی نہیں آپکی بھی کچھ لگتی ہوں ،،،،، آپکی عزت ہوں۔۔۔۔

لیکن نہیں آپ اپنی انا میں اس حد تک آگے بڑھ چکے ہیں،،،، کہ آپ کو اپنے علاوہ باقی سب حقیر نظر آتے ہیں۔۔۔۔

میرے لالا سے بلاوجہ کی چڑ اور ضد نے آپکو رشتوں کی پہچان بھولا دی ہے

آپ کیا سمجھتے ہیں آپ میرے ساتھ جیسا مرضی سلوک کریں گے اور میں سب کچھ چپ چاپ.برداشت کرلوں گی ـــ۔

تو یہ آپکی سب سے.بڑی غلط فہمی ہے ـــ۔ میں یہ رشتہ نبھانے کیلئے مجبور ضرور ہوں،،،، لیکن اپنی عزت نفس کے ساتھ کوئی سمجھوتا نہیں کروں گی ـــــ۔

" مائنڈاٹ

اس لیے آج کے بعد اگر آپ نے مجھے چھوایا پھر زبردستی کرنے کی کوشش کی تو میں آپ کا یہ مکروہ چہرہ سب کے سامنے بے نقاب کر دوں گی ـــــ۔

وہ اپنی ایک ایک بات پر زور دیتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کر بولی تھی،،،،، جسے سنتے اس نے ایک آئی بر و داد میں اٹھایا تھا۔۔۔۔

جبکہ گھنی مونچھوں تلے سرخ و سفید لبوں پر دلفریب مسکراہٹ در آئی تھی ۔۔۔۔

جسے دیکھتے ابیہا نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں،،،،،، مطلب اس انسان کو اب بھی کوئی فرق نہیں پڑا تھا،،،،،، جی میں تو آیا کہ اس کا منہ نوچ لے،،،،، لیکن پھر اپنے غصے کو کنٹرول کرتی اس بے وفا پر دو حرف بھیجتی دروازہ کھولنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔

جو لاکھ کوششوں کے باوجود بھی کھل کر ہی نہیں دے رہا تھا۔۔۔۔

کوشش بیکار ہے مسز،،،، یہ دروازہ میری مرضی کے بغیر نہیں کھلے گا۔۔۔۔

وہ بھاری قدم لیتا اسکی پشت پر قریب آتے تھوڑا جھکتے سر گوشی نما آواز میں بولا تھا

۔۔۔۔

اور ساتھ ہی اسکا رخ پلٹتے اسکی دائیں بائیں ہاتھ رکھتے اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا

،،،،،جو روٹھی سی منہ پھولا کر بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔

تو میری مسز کو میری نظروں میں اپنی اہمیت جاننی ہے ہاں۔۔۔۔

ایک ہاتھ سے اسکے گال کو نرمی سہلاتے ہوئے وہ گھمبیر تا سے بولا،،،،،جس

سے وہ پزل سی ہونے لگی تھی۔۔۔۔

نہیں مجھے کوئی شوق نہیں مجھے جتنا جاننا اور سمجھنا تھا وہ کل رات اچھے سے جان

چکی ہوں،،،،،اس لیے مزید آپکی ان چکنی چپڑی باتوں میں نہیں آنے والی،،،،،

اس لیے بہتر یہی ہو گا کہ آپ مجھ سے دور رہیں اور شرافت کے ساتھ دروازہ کھول دیں،،،،،، ورنہ

لیکن پھر ہمت کرتے ہوئے اسکے ہاتھ کو جھٹکتی درشتگی سے گویا ہوئی تھی

جس پر اس کے نخرے کو دیکھتے واسم کو غصہ تو بہت آیا لیکن پھر لب بھینچ کر خود کو کنٹرول کر گیا-----

ورنہ کیا ہاں،،،،،، ورنہ کیا

تم کچھ نہیں کر سکتی سوائے میرے سامنے اکڑنے کے،،،،، وہ اتنا کہتے بنا اسے کچھ سمجھنے کا موقع دیئے جھکا تھا اور اسکے لبوں پر اپنی شدتیں نچھاور کرتے اسے اسکے لفظوں کی سزا دینے لگا----

جس پر وہ تڑپ ہی تو گئی تھی اسکے اس عمل سے ایک شدید درد کی لہر اسکے وجود میں سرائیت کر گئی تھی جسکی وجہ سے اسکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے

اور وہ اپنی پوری قوت جمع کرتی اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی

اور جب اس میں کامیاب نہیں ہوئی تو اپنے دونوں ہاتھوں کا استعمال کرتے اسکے بال کھینچنے شروع کر دیئے،،،،، لیکن اس ظالم انسان کو اس سے بھی خاص فرق نہیں پڑا تھا،،،،

وہ اب بھی دلجمعی سے اپنے اس عمل کو جاری رکھے ہوئے تھے،،،،، ہاں اس کے بال کھینچنے پر اس کے لب مسکراہٹ میں ضرور ڈلے تھے-----

اور ساتھ اپنے چہرے پر گرتے اسکے آنسوؤں کا خیال کرتے اپنی گرفت ہلکی ضرور کی لیکن الگ نہیں ہوا تھا۔۔۔۔

جسے دیکھتے ایہا نے غصے میں آکر اسکے نچلے لب کو اپنے دانتوں سے کاٹا تھا،،،،، یعنی کہ اسکے عمل کی اپنے طور پر سزا دی تاکہ وہ اس سے الگ ہو جائے

۔۔۔۔۔۔

لیکن اس نے پیچھے کیا ہونا تھا بدلے میں ایسی جان لیوا گستاخی انجام دی کہ جس سے ایہا کے چودہ طبق روشن ہو گئے تھے۔۔۔۔

لیکن وہ کچھ نہیں کر پائی سوائے اسکے شکنجے میں پھڑپھڑانے کے۔۔۔۔

آخر وہ اپنی منمانی پوری کرتا اپنی مرضی سے ہی پیچھے ہوا،،،،، جبکہ اس سب کے دوران اسکی اپنی سانسیں بھی بری طرح پھول چکی تھیں۔۔۔

جنہیں گہرا سانس کھینچتے درست کرتا وہ اپنے نچلے لب دانتوں تلے دبا کر شرارت سے اسکی طرف دیکھنے لگا۔۔۔

جبکہ ایہا کے اندر تو اب اتنی ہمت بھی نہیں بچی تھی کہ وہ اس سے نظریں بھی ملا سکتی۔۔۔۔

مجھے یقین ہے کہ آپ آئندہ مجھ سے الجھنے سے پہلے سو بار سوچیں گی،،،،

سیکنڈ کل رات میں نے جو کچھ بھی کہا وہ بس غصے میں کیا گیا ایک عمل تھا اس کے سوا کچھ نہیں۔۔۔۔

اور رہی آپکی میری نظروں میں اہمیت کی بات تو آج رات جب آپ مکمل طور پر میری بن کر آئیں گی،،،،، تو آپکو اپنے ایک ایک عمل سے یہ بتاؤں گا کہ آپ میرے لیے کتنی اہمیت کی حامل ہیں۔۔۔۔

وہ اسکے کان کے پاس جھکتے گھمبیر سرگوشی کرتا،،،،، ساتھ ہی نامحسوس طریقے سے دروازہ بھی کھول گیا تھا۔۔۔

پھر تھوڑا پیچھے ہوتے ایک نظر اسکے سرخ چہرے کو دیکھنے کے بعد ٹاول لیتے واشروم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

جبکہ اس کے مڑنے پر ابیہا اسکی پشت کو گھورتی اسکی سرگوشی پر شور مچاتی دھڑکنوں کو غصے سے ڈپٹتی پلٹ کر دوبارہ دروازہ کھولنے کی کوشش کرنے لگی

۔۔۔۔

جو اس بار آسانی سے کھل گیا تھا،،،،، جس پر وہ اپنے رب کا شکر ادا کرتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دونوں دلہنوں کو مکمل طور پر تیار کر دیا گیا تھا۔۔۔۔

جنہیں مکمل سکیورٹی کے ساتھ ہال لیجایا جانا تھا جسکی مکمل زمداری خان اور زارون پر تھی۔۔۔۔

واسم اور ضارب شاہ تو پہلے ہی تیار ہو کر شہر کیلئے نکل چکے تھے۔۔۔۔

کیونکہ آج کوئی عام ہستیوں نہیں بلکہ پنجاب کے نامور ایم این اے لاکھوں دلوں کے دھڑکن سردار ضارب شاہ اور ساتھ ساتھ ملک کے مشہور بزنس مین پلس موسٹ ایلیجیبل بیلچر واسم شاہ کی شادی تھی۔۔۔۔

حیدر شاہ نے اپنے پوتوں کی شادی کے انتظامات ایسے کیے تھے کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں چندھیا کر رہ گئی۔۔۔۔

ہال کی ڈیکوریشن ،،،، مختلف اقسام کے لوازمات ،،،، مہمانوں کے آو بھگت اور دیگر دوسرے انواع اقسام کی چیزوں پر پیسہ پانی کی طرح بہادیا گیا۔۔۔۔۔

یہ شادی اپنی مکمل شان و شوکت کے ساتھ ملک کی سب سے بڑی شادیوں میں سے ایک ہونے والی تھی جسے لوگ صدیوں تک یاد رکھتے۔۔۔۔۔

ہوتی بھی کیوں نا حیدر کے نسل کے آمین انکے گلستان کے شہزادوں کی شادی تھی۔۔۔۔

وہ بھی ایک ساتھ ،،،،،

جس نے میڈیا کی دنیا میں تہلکہ مچا دیا تھا۔۔۔۔

کیونکہ ان لوگوں کا نکاح سادگی سے گاؤں میں ہوا تھا جس کے بارے میں زیادہ لوگ نہیں جانتے ہیں۔۔۔

پھر اچانک سے اتنی بڑی خبر کا سامنے آنا سب کو ورطہ حیرت میں ڈال گیا

۔۔۔۔۔

میرج ہال میں یہاں میڈیا کی بھرمار تھی وہی سیاست کی دنیا کئی مشہور شخصیات کو وہاں مدعو کیا گیا تھا۔۔۔۔

اور یہی نہیں سیاست کے ساتھ آرمی اور مختلف شعبوں کے عہدیداران بھی اس تقریب میں اپنی فیملی کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔۔۔۔

ایک طرف یہاں ضارب شاہ کے دوست اور سینئرز اسے گھیرے کھڑے تھے وہی واسم شاہ باہر ممالک سے آئے اپنے خاص مہمانوں کے ساتھ کھڑا تھا۔۔۔

جو اسکی شادی کا سنتے ہے اپنے ہر کام کو پس و پشت ڈالتے صرف اسکی خوشی میں شامل ہونے کیلیئے آئے تھے۔۔۔

کیونکہ بہت کم عرصے میں واسم شاہ نے اپنا ایسا نام بنایا تھا ایسی پہچان بنائی تھی۔۔۔ کہ بزنس کی دنیا میں لوگ دیوانے تھے اسکے کام کے۔۔۔

ابھی بھی وہ اپنے ساتھ کھڑے مسٹر واٹسن کی کسی بات پر مسکرایا تھا،،،،،جو که شاید اس سے پوچھ رہے تھے کہ اسکی یہ شادی اسکی پسند سے ہو رہی مین کے لو میرج،،،،،جس پر بے ساختہ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھل گئی،،،،،لیکن اس نے انہیں کوئی خاص جواب نہیں دیا تھا۔۔۔۔

لیکن اس کے مسکرانے پر وہ اسے مثبت لیتے مسکرائے تھے،،،،،لیکن اس بے ساختہ مسکراہٹ کی پیچھے اصل حقیقت کیا تھی یہ تو صرف واسم شاہ ہی جانتا تھا یا پھر اسکا خدا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لڑکیوں تیار نہیں ہوئی تم لوگ اور کتنی دیر لگاو گی،،،،،وہ اتنا کہتا ابھی دلہنوں والے روم میں داخل ہونے والا تھا۔۔۔۔

جب اندر سے نکلتی زر مینے سے ٹکرا گیا،،،،، اور بس زارون کو ایسا لگا جیسے وقت تھم گیا ہو۔۔۔۔۔

اس کائنات کی ہر چیز اپنی جگہ سٹل ہو گئی،،،،، مہمانوں کا شور،،،، ہال میں جانے کیلئے ہوتی دھیری وہ سب بھول گیا۔۔۔۔

جیسے ہر چیز اچانک سے غائب ہو گئی اور وہ سارے ہوش بھولائے بس اسکی معصوم صورت میں کھو گیا۔۔۔۔

جو آج ملٹی کلر کا لہنگا زیب تن کیے قیامت ڈھا رہی تھی اوپر سے پارلر والی نے اس کی ناک پلک کو سنوار کر اسکے حسن کو مزید دو آتشہ بنا دیا تھا۔۔۔

اور وہ جو پہلے سے ہی اسکا دیوانہ تھا آج تو اسے اپنا دل سینے سے نکل کر اسکے قدموں میں ڈھیر ہوتا محسوس ہوا کہ بے ساختہ ہی وہ اپنا ہاتھ اپنے دل کے مقام پر رکھ گیا۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف زارون کا خود کو یوں ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا زرمینے کو کنفیوژ کر رہا تھا جس کے چلتے وہ اپنی انگلیاں چٹخانے لگی تھی۔۔۔۔

اور کبھی کنفیوز ہو کر اپنے بالوں کی لٹ کان کے پیچھے کرتی،،،،، لیکن وہ اسکی سبھی باتوں کو فراموش کیے اسے ایک ٹک دیکھنے میں مصروف تھا۔۔۔۔

لیکن زراب اسکے سامنے یوں کھڑا ہونا محال ہو گیا تھا اس لیے اسے ہوش میں لانے کیلئے،،،،، آس پاس نظر دوڑا کر اپنے جوتے کی ہائی ہیل زور سے اسکے پاؤں پر ماری تھی۔۔۔۔

اور یکدم چہرہ سنجیدہ بناتے مسکراہٹ چھپا گئی۔۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف اسکی یہ حرکت زارون کو واپس ہوش کی دنیا میں لے آئی تھی اور ساتھ ہی درد کی وجہ سے اس کے منہ سے کراہ نکلی جسے وہ لب بھینچ کر برداشت کر گیا۔۔۔۔۔

اور اب غصے سے اسے گھورنے لگا۔۔۔۔۔

کچھ دیر پہلے کی ساری خماری ہوا ہو گئی تھی اور اسکی جگہ پاؤں میں اٹھتے درد نے لے لی۔۔۔۔۔

جبکہ اسکے ضبط سے سرخ چہرے کو دیکھتے زرمینے نے منہ پر ہاتھ رکھ کر بمشکل امڈ آنے والے قہقہے کو روکا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ اسے مسکراہٹ چھپاتے دیکھ کر وہ کچھ اور جلا تھا،،،،اور آس پاس دیکھتا ایک قدم بڑھا کر اس کے قریب ہوا،،،،جس سے یکدم زر مینے کے چہرے کا رنگ بدلہ تھا۔۔۔۔

مس زر مینے موسی شاہ اگر اس بات کا سود سمیت بدلہ نا لیا تو میرا نام بھی سید زارون ارمغان شاہ نہیں،،،،،اس کے کان قریب جھکتے ہوئے وہ سرگوشی نما آواز میں بولتا زر مینے کے دل کو بری طرح دھڑکا گیا۔۔۔۔

اور پیچھے ہوتا اپنی ذرا سی نزدیکی پر اسکے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھتے اسکے معصوم چہرے کو چھونے کی خواہش کو بمشکل اپنے دل دباتے ہوئے اسے ایک سائڈ کرتا اندر داخل ہو گیا۔۔۔۔

جہاں ابیہا اور ابرش بالکل تیار گھونگھٹ نکالے بیٹھی تھیں،،،،، جبکہ نجمہ اور عظمی بیگم انکے ارد گرد اچھے سے چادریں اڑا رہی تھیں۔۔۔۔

جب اس نے مداخلت کرتے انہیں روکا تھا۔۔۔

ایک منٹ ماما ان دونوں چڑیلوں کو ہال لیجانے سے پہلے میں انکا چہرہ دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔

کہ ہمارے ہزاروں روپے خرچ کرنے کے بعد انہیں کوئی فرق پڑا ابھی یا نہیں ،،،،

کہیں ایسا نا ہو میرے معصوم لالا انکے بندریوں والے چہرے دیکھ کر ڈر جائیں ۔۔۔۔

وہ شرارت سے ایک آنکھ ونک کرتا گھونگھٹ میں مکمل چھپے انکے چہروں کی طرف دیکھتا ہوا بولا تھا۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر تو ابیہا ابرش کے سر پر لگی اور تلووں بجھی۔۔۔۔۔۔

کہ وہ اتنی بدصورت تھیں کہ ضارب اور واسم انکا چہرہ دیکھ کر ڈر جاتے۔۔۔۔

بے ساختہ ہی ان دونوں ایک دوسرے ہاتھ پکڑتے تسلی دی تھی اور گھونگھٹ کی آڑ سے اسے خونخوار نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔۔

جو لب دانتوں تلے دبا کر اپنی مسکراہٹ چھپاتا اب ابرش کا گھونگھٹ اٹھانے والا تھا۔۔۔۔

جب ابیہا ایک زوردار قسم کی چپت اسکے ہاتھ پر رسید کی تھی۔۔۔۔

خبردار اگر تم اسکا گھونگھٹ اٹھایا یا پھر ہم دونوں کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کی ----

تمہیں شرم نہیں آتی اپنے بہنوں کے بارے میں ایسے بولتے ہوئے وہ ابرش کو اسکی پہنچ سے دور کرتی غصے سے بولی تھی ----

بھئی ایسا بھی کیا غلط بولا ،،،،، سچ نہیں ہے تم لوگوں نے اپنے بندریوں جیسے چہروں کی سجاوٹ کیلئے ہمارے لاکھوں روپے یوں پانی کی طرح بہا دیئے جیسے کہ یہ بہت ثواب کا کام ہو ----

میں تو بس دیکھنا چاہ رہا تھا کہ ہمارے حق حلال کی کمائی کا تم لوگوں پر کچھ اثر بھی ہوا یا پھر ،،،،، ابیہا کے غصے کا اس پر کچھ خاص اثر نہیں ہوا تھا اس لیے اب بھی شرارت سے گویا ہوتا آخری بات پر زوردار قہقہہ لگا گیا ----

بڑی ماما " دیکھ لیں

اس کی بات پر ابیہا چیختی ہوئی بولی تھی ۔۔۔۔

زارون " جس پر انہوں نے اپنی مسکراہٹ کا گلا گھونٹتے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے اس کا کان پکڑا تھا۔۔۔۔۔

جس پر وہ بھی سدھرنے کا ڈرامہ کرتا انکے گرد محبت سے حصار کھینچتے باری باری دونوں کے سر پر شفقت سے بوسہ دے گیا۔۔۔۔۔

چلو اب سب وہاں ہال میں ہمارا انتظار ہو رہا ہے ،،،، کہیں ایسا نا ہو تم لوگوں کی وجہ سے دادا سائیں اور بابا سائیں سے میری کلاس لگ جائے۔۔۔۔۔

وہ عجلت میں بولتا انہیں اپنے حصار میں لیتے باہر کی طرف بڑھا تھا،،،، جس کے پیچھے گھر کی خواتین اور وہاں موجود دوسرے مہمان لڑکیوں نے بھی قدم بڑھائے تھے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گاڑیاں آکر میرج ہال کی انٹرنس پر رکی تھیں،،،،، آگے پیچھے گارڈز جبکہ درمیان میں دلہنوں کے ساتھ باقی مہمان شامل تھے۔۔۔۔

جب انکی پہنچنے کی خبر سنتے حیدر شاہ کے ساتھ ارمغان اور موسی شاہ انٹرنس آئے تھے۔۔۔۔

اور بہت محبت کے ساتھ اپنی آنگن کی چڑیوں اپنی شہزادی جیسی بیٹیوں کو گاڑی سے نکالا تھا۔۔۔۔

ابرش کو پیار کرنے کے بعد اسے حیدر شاہ کی طرف بڑھتے دیکھ ارمغان شاہ ایہا کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔۔۔۔
اور اسکی طرف کا دروازہ کھول کر اپنی ہتھیلی بڑھائی جس پر اپنا نازک ہاتھ رکھتے انکے تھامنے ارمغان شاہ کے سہارے پر باہر نکلی تھی۔۔۔

جبکہ اسے دلہن کے روپ میں سجے دیکھ کر اپنے چھوٹے بھائی کو یاد کرتے انکی آنکھیں بھر آئی تھیں اور انہوں نے بہت محبت کے ساتھ اسکی پیشانی پر پیار کرتے ہوئے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔۔۔

اور ساتھ آسمان کی طرف منہ لمبا سانس کھینچ کر خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔۔

جبکہ بھائی کی جدائی اور غم سے دل پھٹنے کے قریب تھا جس کے چلتے انکی آنکھوں سے آنسو تواتر سے بہہ رہے تھے۔۔۔۔۔

دوسری طرف ان کو روتے دیکھ کر ابیہا خود پر سے کنڑول کھوتی ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔۔۔۔

جسے دیکھتے وہاں موجود سبھی لوگوں کی آنکھیں نم ہو گئی تھی۔۔۔۔

آپ تو ہماری بہادر بیٹی ہیں ایسے روتے ہوئے بالکل بھی اچھی نہیں لگ رہی ۔۔۔۔

پھر کیا ہوا جو آپکے بابا سائیں آج کے دن آپکے پاس موجود نہیں لیکن ہم تو ہیں نا،،،،انکی کمی تو پورا نہیں کر سکتے،،،، لیکن اپنے تئیں کوشش پوری کرتے ہیں آپکو انکی یاد نا ستائے۔۔۔۔

اسکا چہرہ اپنے سینے سے نکالتے بہت محبت کے ساتھ اسکے بہتے آنسو صاف کرتے پرنم لہجے میں گویا ہوئے تھے۔۔۔۔

لیکن لگتا ہے ہم اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکے تبھی تو ہماری بیٹی آج کے دن ہمارے ہوتے ہوئے،،،،

نہیں ایسی بات نہیں ہے تایا سائیں آپ اور بڑی ماں میرے لیے میرے ماما بابا سے بھی بڑھ کر ہیں،،،،، کیونکہ میں تو بہت چھوٹی تھی جب وہ لوگ مجھے اور لالا کو چھوڑ کر چلے گئے مجھے تو انکا لمس بھی سہی سے یاد نہیں۔۔۔

جب سے ہوش سنبھالا ہے ماما بابا کے روپ میں ہمیشہ آپکو ہی پایا ہے،،،،،، اور اس بات میں بھی کوئی شک نہیں آپ نے مجھے اور لالا کو اپنی سگی اولاد سے بھی بڑھ کر پیار دیا ہے۔۔۔۔۔

جس کیلئے ہم صدا آپکے شکر گزار رہیں گے آج ہم جو کچھ بھی ہیں صرف اور صرف آپ سب کی بدولت ہیں۔۔۔۔۔

انکی بات کو درمیان میں ہی کاٹتی انکے ہاتھوں کو عقیدت سے اپنے لبوں سے چھوتی پیار سے بولی۔۔۔۔۔

جس پر نفی میں سر ہلاتے ہوئے انہوں نے اسے دوبارہ رونے سے باز رکھتے ہوئے گھونگھٹ کے اوپر سے ہی اسکی پیشانی کو چھوا تھا۔۔۔۔۔

اور پھر اسے ابرش دونوں کو اپنے حصار میں لیتے اندر کی طرف بڑھے تھے،،،،
جس کی تکمیل اپنے اپنے آنسو صاف کرتے گھر کے باقی افراد اور مہمانوں نے بھی کی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مین ہال میں داخل ہوتے ہی ان پر پھولوں کی برسات شروع ہوئی تھی،،،،،اور ساتھ ہی مین لائٹ کو بجھا کر ایک سپورٹ لائٹ سے دلھنوں کو فوکس کیا گیا تھا۔۔۔۔۔

کیونکہ انکے نکاح پہلے سے ہی ہو چکے تھے اس لیے بنا وقت ضائع کیے انہیں سیدھا سٹیج کی طرف لیجایا جا رہا تھا۔۔۔

جہاں ضارب اور واسم شاہ اپنی اپنی شاندار پرسنیلٹی کے ساتھ ماحول پر طلسم کی طرح چھائے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

سب سے پہلے ارمغان شاہ ابیہا کو لے کر آگے بڑھے تھے،،،،، جنہیں سپورٹ لائٹ کی روشنی میں وہاں موجود سبھی لوگ دم سادھ کر دیکھ رہے تھے

۔۔۔۔۔

مہرون اور گولڈن کمبینیشن کے بھاری لہنگے میں ملبوس واسم شاہ کی دلہن اور ضارب شاہ کی بہن چہرے پر گھونگھٹ ہونے کے باوجود بھی سب کو مبہوت کر گئی تھی۔۔۔۔۔

جب آدھے راستے میں پہنچتے ہی ضارب نے سٹیج سے اتر کر نیچے آتے اسے اپنے حصار میں لیا تھا،،،،،اور اسکی پیشانی پر پیار کرتے ہوئے خود لے کر آگے بڑھا ----

جب ان بہن بھائی کے پیار کو دیکھتے ہوئے پورا ہال تالیوں کے شور سے گونج اٹھا تھا،،،،،اور اس سے پہلے کہ وہ اسے لے کر سٹیج پر چڑھتا واسم اپنی جگہ چھوڑ کر اٹھتا آگے بڑھ کر ایک سٹائل کے ساتھ اسکی طرف اپنا دایاں ہاتھ بڑھا گیا -----

جس پر ہال ایک بار پھر تالیوں اور سیٹیوں سے گونج اٹھا تھا----

سپورٹ لائٹ کی روشنی میں لوگوں کی کچھ رشک اور کچھ حسد بھری نظریں ان سب پر ٹکی ہوئی تھیں جہاں ایک مغرور شہزادہ اپنے مقابل کھڑے دوسرے شہزادے کے حصار میں کھڑی شہزادی کیلئے ہاتھ بڑھائے ہوئے تھا----

لیکن وہ اسکا ہاتھ تھامنے کی بجائے شش و پنج کا شکار کبھی اسکے اور کبھی اپنے بھائی کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

جسے دیکھتے اس مغرور شہزادے کی کشادہ پیشانی بل پڑے تھے،،،، اور اس سے پہلے وہ خود پر سے کنڑول کھوتا کوئی حرکت انجام دیتا۔۔۔۔

دوسرے شہزادے کے مسکرا کر اشارہ کرنے پر نا چاہتے ہوئے بھی شہزادی نے اسکے پھیلے ہوئے مظبوط ہاتھ کی کھردری ہتھیلی پر اپنا نرم و نازک ہاتھ رکھا جسے مظبوطی سے تھامتے ہوئے اس نے ایک جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا،،،،

جس پر وہ لہراتی ہوئی کٹی ڈال کی طرح اسکے کشادہ سینے کا حصہ بنی،،،،، جبکہ دوسرے ہاتھ سے اسکے کندھے کو تھامتے بمشکل خود کو گرنے سے بچایا تھا

اور اسکی یکدم تیز ہوتی دھڑکنوں کو محسوس کرتے وہ دلکشی سے مسکرایا تھا ،،،،، جسے دیکھتے ہوئے سب نے زبردست ہوٹنگ کے ساتھ تالیاں بجائی تھی

وہ نہیں جانتا تھا کہ اسکی یہ ایک مسکراہٹ کتنے دلوں میں گھر کر گئی تھی،،،،، کتنی دھڑکنوں کو اس ایک مسکراہٹ نے ازبر کیا تھا،،،، وہ تو اپنی آنکھوں میں جنون سمائے بس گھونگھٹ کی آڑ میں چھپے اپنی شہزادی کے خوبصورت چہرے کو محبت سے دیکھنے میں مگن تھا-----

جبکہ اسکی محویت کو دیکھتے ایہا کی نازک ہتھیلیاں پسینے سے بھیگی تھیں،،،،،اور دھڑکنوں میں ارتعاش پیدا ہوا تھا،،،،،، جس پر وہ نا چاہتے ہوئے بھی اسے ہوش کی دنیا میں لانے کیلیئے،،،،،اس کی ہتھیلی پر اپنے لمبے خوبصورتی سے تراشے ہوئے ناخن سختی سے گاڑھ گئی۔۔۔۔

اور ساتھ ہی چہرہ نیچا کر کے اپنی امڈ آنے والی مسکراہٹ چھپائی تھی،،،،، جس کا وہ بنا اثر لیے ایک بار پھر دلکشی سے مسکرایا تھا،،،،، لیکن اس بار اسکی یہ مسکراہٹ کچھ الگ سی تھی۔۔۔۔

اسکی آنکھوں میں ایک خاص چمک تھی،،،،، جسے ایہا چاہ کر سمجھ نہیں پائی اور وہ اسے ایسے ہی اپنے حصار میں لے کر وہاں رکھے صوفوں پر میں سے ایک پر براجمان ہو گیا۔۔۔۔

جب سپورٹ لائٹ ان سے ہٹتی دوبارہ ہال کے انٹرنس پر جا کر رکی تھی۔۔۔۔

جہاں شاہ خاندان کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی شہزادی اپنے باپ اور بھائی کے حصار میں اپنی بڑھتی ہوئی دھڑکنوں کا شمار کرتی اپنے زخمی ہوئے پاؤں سے بمشکل پھولوں کی روش پر سہج سہج کر قدم رکھتی،،،،، اپنے سبز آنکھوں والے کچھ نرم اور کچھ کچھ سخت مزاج شہزادے کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔۔

بے بی پنک کلر کے بھاری لہنگے اور اپنے من موہ لینے والے معصوم حسن کے ساتھ وہ وہاں موجود لوگوں کے ساتھ ضارب شاہ کی دھڑکنیں بھی بڑھا گئی

۔۔۔۔۔۔

وہ ضارب شاہ جو خود لاکھوں دلوں کی دھڑکن تھا،،،، جسے صرف لڑکیاں ہی نہیں مرد حضرات بھی مبہوت ہو کر دیکھتے تھے،،،،، جس پر حسین سے حسین

افسرائین پل میں لٹنے کیلیئے تیار تھیں ،،،،، لیکن اس نے کبھی کسی پر ایک نگاہ الفت تک نہیں ڈالی تھی۔۔۔۔

جو اپنے سرکل میں سٹون ہارٹ کے نام سے مشہور تھا۔۔۔۔

آج ایک معصوم سی گڑیا اسکے پتھر ہوئے دل میں گہری دراڑ ڈال گئی تھی،،،، کہ اسکے بڑھتے قدموں کی دھمک اسے اپنے کانوں تک سنائی دے رہی تھی

۔۔۔۔

سٹیج کے قریب پہنچتے ارمغان اور زارون شاہ نے اپنے قدم روکے تھے۔۔۔۔

اور مسکرا کر اسکی طرف دیکھا جس کا مطلب سمجھتے ہوئے وہ اپنی جگہ سے اٹھتا نپے تلے بھاری قدم لیتا اسکی طرف بڑھا اور اسکے آگے اپنا ایک ہاتھ بڑھا گیا

۔۔۔۔۔

لیکن ابرش کے اندر تو اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ نظر اٹھا کر ایک بار اسکا خوبصورت چہرہ ہی دیکھ لیتی تو اسکا ہاتھ کہاں سے تھامتی۔۔۔۔

جسے دیکھتے ارمغان شاہ نے مسکراتے ہوئے خود ہی اسکا دایاں ہاتھ اٹھا اسکی مظبوط کشادہ ہتھیلی پر رکھ دیا تھا۔۔۔

جبکہ آنکھوں میں ایسا تاثر تھا جیسے اپنی کل کائنات کو اسکے حوالے کر دیا ہو۔۔۔۔ جسے سمجھتے وہ انہیں آنکھوں سے ہی تسلی دیتا نرمی سے اسے لے کر اوپر کی طرف بڑھا۔۔۔۔

جب بے دھیانی میں ابرش کا پہلے سے ہی زخم شدہ پاؤں ڈس بیلنس ہوا تھا،،،، اور درد کی وجہ سے اسکے منہ سے ایک چیخ برآمد ہوئی،،،، اور ساتھ ہی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر گالوں پر بہہ نکلا۔۔۔

جبکہ اسکی چیخ کو سنتا واسم اسکی تکلیف کو محسوس کرتا اٹھ کر اسکی طرف بڑھا اور اس سے پہلے کے وہ قریب آتا،،،، ضارب نے اسکے درد کا خیال کرتے ہوئے اسے ایک جھٹکے سے گود میں اٹھایا تھا۔۔۔۔

جس پر پورے ہال میں ایک بارزبردست ہوٹنگ ہوئی تھی۔۔۔

جبکہ اپنے قریب کھڑے واسم شاہ کو جتاتی ہوئی نظروں سے دیکھتا وہ اسے اگنور کرتے ابرش کو لے کر آگے بڑھ گیا۔۔۔۔

جبکہ پیچھے سے واسم نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں،،،، اسے بے ساختہ کل رات کا منظر یاد آیا تھا جب وہ ایسے ہی ابرش کو اپنی گود میں اٹھا کر ضارب کے قریب سے گزرا تھا۔۔۔

اسکی جتاتی ہوئی نظریں کیا کہنا چاہ رہی تھیں وہ اچھے سے سمجھ رہا تھا پھر خود بھی سر جھٹکتا ہوا ایہا کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

جبکہ ان نیلی اور ہری آنکھوں کے وار دیکھتے دادا سائیں کی پر شفق آنکھیں مسکرائیں تھیں۔۔۔۔

جبکہ ہونٹوں پر بھی جاندار سی مسکراہٹ تھی،،،، جیسے وہ اپنے مقصد کے بہت قریب قریب پہنچنے والے تھے۔۔۔۔

ضارب نے اسے لاکر آرام سے صوفے پر اتارا تھا،،،، اور پھر پیچھے ہونے کی بجائے کچھ دیر یونہی ٹھہر کر گھونگھٹ کی آڑ میں چھپے اسکے معصوم چہرے کی طرف دیکھنے لگا جس پر تکلیف کے آثار تھے۔۔۔۔

زیادہ درد ہو رہا ہے پاؤں میں،،،، اسکا لہجہ فکر اور چاشنی میں ڈوبا ہوا تھا،،،،
جسے محسوس کرتے ہوئے ابرش نے اپنا جھکا چہرہ اٹھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھا تھا
۔۔۔۔

اور اسکی اوشن بلو آئز ضارب کی گہری سبز آنکھوں سے ٹکرائی تھیں۔۔۔
اور یہی وہ وقت تھا جب کیمرے کی آنکھ نے اس خوبصورت منظر کو ہمیشہ کیلئے محفوظ کر لیا تھا۔۔۔

نہی،،،، نہیں بہت زیادہ،،،، تو نہیں،،،، بس ہلکا سا،،،،
خود کو اتنی ساری نظروں کے حصار میں پا کر وہ اٹک اٹک کر بولی تھی۔۔۔۔
جسے سن کر اسے تسلی ہوئی یا نہیں لیکن وہ سر ضرور ہلا گیا،،،، اور پیچھے ہونے لگا جب پتا نہیں دل میں کیا سمائی کہ تھوڑا اسکے قریب ہوتے اسکی صبیح پیشانی پر اپنا نرم گرم لمس چھوڑ گیا۔۔۔۔

جس پر فضاء ایک بار پھر تالیوں اور ہوٹنگ سے گونج اٹھی تھی۔۔۔۔

اور پھر مسکراتے ہوئے اسکے ساتھ براجمان ہوتا اسکا ایک ہاتھ نرمی سے اپنی گرفت میں لے گیا۔۔۔۔

شاید اسکی تکلیف کو محسوس کرتے اسے اپنے ہمیشہ ساتھ ہونے کا احساس دلانا چاہ رہا تھا۔۔۔۔

دوسری طرف اسکی اتنی محبت کو دیکھتے اور ساتھ لوگوں کا خیال کرتے ابرش اپنا جھکا ہوا سر کچھ اور جھکا گئی تھی۔۔۔۔

لیکن دل میں تو جیسے اسکی ذرا سی فکر پر ہزاروں گلاب کھل اٹھے تھے۔۔۔۔

دوسری طرف ایہا بھی ابرش کے ساتھ ضارب کا اتنا خوبصورت رویہ دیکھ کر ہر فکر سے آزاد ہوتی محبت سے مسکرائی تھی۔۔۔۔

جسے دیکھتے ہوئے واسم شاہ نے منہ بنایا تھا،،،،، کیونکہ اسے ایہا کا ضارب کی طرف دیکھ کر مسکرانا کچھ زیادہ پسند نہیں آیا تھا۔۔۔

زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں کوئی ایسا بھی تیر نہیں مار لیا تمہارے بھائی نے جو ایسے خوش ہو رہی ہو۔۔۔

سب ناٹک ہے جیسے جانتا نہیں میں،،،،، لوگوں کی آنکھوں میں اچھا بننے کیلیئے،،،، ان سیاستدانوں کی چالیں۔۔۔۔

وہ اسے ٹوکتا ہوا طنزیہ لب و لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

جس پر ایہا نے اسے گھور کر دیکھا تھا،،،،، آپکو یہ سب ناٹک نظر آ رہا ہے،،،،، کتنا مان کتنی عزت دی ہے لالا نے ابرش کو یہ دکھائی نہیں دے رہا۔۔۔

خیر میں بھی کس سے بات کر رہی ہوں ،،،، صدا کے ان رومینٹک انسان سے ،،،، جلکڑے کہیں کے ۔۔۔۔

او جلکڑہ کس کو بولا ۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے ،،،، میں جلتا ہوں تمہارے بھائی سے ؟؟؟؟

وہ مکمل اسکی طرف متوجہ ہوتا غصے سے بولا ۔۔۔

ہاں بالکل مجھے ایسا ہی لگتا ہے ۔۔۔ آپ بالکل ایسے ہی ہے نہایت ہی ان رومینٹک اور جلکڑے ۔۔۔۔

وہ گھونگھٹ کی آڑ سے اسکی طرف دیکھتے اپنی بات پر زور دیتی بولی ۔۔۔۔

جس پر پہلے تو اس نے گھور کر ابیہا کی طرف دیکھا ،،،، لیکن پھر اس کی بات پر غور کرتے ہوئے اس کے لب مسکرائے تھے ۔۔۔

لگتا ہے میری قربت کے نظارے بھول گئی ہو تبھی تو مجھے ان رومینٹک ہونے تانا دے رہی،،،،، میں چاہوں تو ایک منٹ میں تمہاری یہ شکایت دور کر سکتا ہوں۔۔۔۔

لیکن وہ کیا ہے نا بعد میں تمہیں ہی کہیں منہ چھپانے کیلیئے کوئی جگہ نہیں ملے گی ،،،،،، وہ اپنی نظریں اسکے مرمریں لبوں پر ٹکاتا ذومعنی انداز میں گویا ہوا تھا ۔۔۔۔

جس کا مطلب جانتے وہ سٹپٹائی تھی۔۔۔

نہایت کوئی فضول انسان ہے۔۔۔۔ وہ اسکی نظریں اپنے ہونٹوں پر محسوس کرتے اس سے تھوڑی دوری بنانے کی کوشش کرتی غصے سے بولی۔۔۔

جس پر واسم نے اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی۔۔۔۔

اور اسکی دوری بنانے کی کوشش کو دیکھتے صوفے پر اسکے پیچھے سے کمر کو تھامتے مکمل اپنے حصار میں لے گیا۔۔۔۔

چپ چاپ آرام سے بیٹھی رہو،،،، ورنہ اگر مجھے غصہ آگیا تو پھر آگے اپنے انجام کی زمدار خود ہو گی۔۔۔۔

ایبہا نے سٹپٹاتے ہوئے اسکے حصار سے نکلنا چاہا جب اس نے بظاہر مسکراتے گھمبیر سرگوشی کی تھی۔۔۔۔

اور ساتھ ساتھ اسکے ہاتھ کی بے باک جسارتیں بھی جاری تھیں۔۔۔۔

جس پر نا چاہتے ہوئے اسے خاموشی اختیار کرنی پڑی تھی۔۔۔۔

لیکن اسکی بے باکیوں پر چہرہ مکمل طور پر تپ چکا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

باری باری آکر سب نے دونوں جوڑیو کے ساتھ فوٹو گرافس بنائے تھے۔۔۔۔

جس کے بعد زرمینے ہاتھ میں ٹرے لیے اوپر سٹیج پر آئی،،،،، جس میں دو بہت پیارے دودھ کے گلاس رکھے تھے۔۔۔۔

جسے دیکھتے ہوئے ضارب تو مسکرایا البتہ واسم شاہ کا چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔۔

لو بھئی آگئی منگتی پیسے بٹورنے،،،،،اسے سٹیج پر آتے دیکھ کر وہاں کھڑے زارون نے لقمہ دیا۔۔۔۔

جس کے بدلے زر نے اسے ایک گھوری سے نوازا تھا۔۔۔۔

جبکہ باقی سب نے محظوظ ہوتے قہقہ لگایا۔۔۔۔

لالا میں کہہ رہا ہوں آپ دونوں کو کوئی ضرورت نہیں ہے اسکے باسی دودھ کے بدلے میں اس کو پیسے دینے کی۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی خاموشی کو دیکھتے ایک اور جملہ کسا جس پر زرمینے کی بس ہوئی تھی

۔۔۔۔۔

جی نہیں یہ آپکے لالا نہیں بلکہ میرے لالا ہیں،،،، اور انہیں پتا ہے یہ بہنوں کا حق ہوتا ہے،،،، ویسے بھی میں آپ سے تو نہیں مانگ رہی نا پیسے تو پھر آپ کون ہوتے یہ فیصلہ کرنے والے کہ مجھے پیسے ملنے چاہیے یا نہیں۔۔۔

ہاتھ میں پکڑی ٹرے کو وہاں موجود شیشے کی میز پر رکھتی منہ بناتے غصے سے بولی۔۔۔۔

کیونکہ میں انکا چھوٹا بھائی ہوں اور ایسے کیسے اتنی آسانی سے اپنے بھائیوں کا نقصان ہونے دوں۔۔۔

نہیں چاہیے ہمیں تمہارا دو نمبر پانی ملا دودھ جس کے ابھی تم نے تھوڑی دیر میں لاکھوں روپے مانگنے ہیں۔۔۔۔

میں اپنے بھائیوں کو اس سے اچھا دودھ لا کر پلاوں گا وہ بھی مفت میں،،،،، اس لیے یہ ٹرے اٹھاو اور یہاں سے نو دو گیارہ ہو جاو۔۔۔۔۔

ایک نظر واسم اور ضارب شاہ کی طرف دیکھتے وہ اکڑتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔

بھولیں مت ہم اتنی پیاری پیاری دلہنیں دے رہیں آپکے بھائیوں کو اور جب تک یہ رسم نہیں ہو جاتی رخصتی بھی نہیں ہو گی۔۔۔

سوچ لیں آپ لوگوں کو پیسے زیادہ عزیز ہیں یا پھر میری بہنیں،،،،

وہ بھی اپنے دونوں بازو سینے پر باندھتی اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی تھی۔۔۔۔

جس پر زارون نے داد میں آئی برو اٹھائی تھی۔۔۔۔

لڑکی شاید تم بھول رہی ہو وہ دونوں بھی میری ہی بہنیں ہیں،،،، اور انہیں لیجانے سے ہمیں کوئی نہیں روک سکتا۔۔۔۔

وہ اسکے معصوم چہرے کو اپنی نگاہوں میں سماتے جتاتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

جس پر یکدم اسکے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا لیکن پھر گھونگھٹ میں بیٹھی اپنی دوستوں کو دیکھتی جب بولی تو لہجے میں ان کیلئے اسکا مان بول رہا تھا۔۔۔

غلط فہمی ہے آپ کی یہ دونوں میری بہنیں ہیں،،،، اور تب تک اپنی جگہ سے نہیں ہلے گی جب تک مجھے اپنا حق نہیں ملتا،،،، اگر آپ چاہیں تو پوچھ سکتے ہیں

۔۔۔۔

اچھاایسی بات ہے تو ابھی پوچھ لیتے ہیں،،،، وہ اسکی سرمئی خوبصورت آنکھوں میں اپنی شوخ رنگ چیلنج کرتی آنکھیں گاڑھ کر کونفیڈینس سے بولا،،،، جس کا اس نے کوئی خاص جواب نہیں دیا تھا بس ناک پر سے مکھی اڑائی تھی۔۔۔۔

جیسے اسے یہ چیلنج قبول ہو۔۔۔۔

جب وہ پیچھے مڑتا ایہا اور ابرش سے ایک ساتھ مخاطب ہوا تھا۔۔۔

تم دونوں میری بہنیں ہو آج تم لوگوں کو ثابت کرنا ہو گا،،،، کہہ دو صاف صاف اپنی سہیلی سے تم لوگ کوئی اسکی فضول قسم کی رسم کا حصہ نہیں بنو گی ،،،،، سہی کہہ رہا ہوں نا میں اس نے دونوں کو پیار سے پچکارتے اینڈ میں تائید چاہی تھی۔۔۔۔

جبکہ اب زارون اور زر مینے کے ساتھ وہاں موجود سب کی نظریں بھی ابرش ابیہا پر ٹکی تھیں کہ آخر وہ کس کا ساتھ دیتی ہیں۔۔۔۔

نہیں،،،،، دونوں نے ایک ساتھ جواب دیا تھا۔۔۔

جس پر خوش ہوتے زارون نے یاہو کا نعرہ لگایا تھا دیکھا میں جیت گیا ابرش ابیہا بالکل بھی تمہارا ساتھ نہیں دے گی اس فضول رسم کیلئے۔۔۔

جسے سنتے زر مینے کا منہ لٹک گیا تھا۔۔۔

نہیں ہم کہہ رہے تھے ہم زر مینے کے ساتھ ہیں جب تک یہ رسم مکمل نہیں ہوتی اور اسے نیگ کے پیسے نہیں ملتے ہماری رخصتی نہیں ہو گی۔۔۔۔

اب کہ وہ تفصیل کے ساتھ بولی تھیں،،،، جسے سنتے حیرت سے پیچھے مڑتے زاروں نے گھونگھٹ میں چھپے انکے چہروں کو دیکھتے گھورا تھا۔۔۔۔

جس پر ان دونوں نے اسے دانت دکھائے تھے۔۔۔۔

ابھی بھی ٹائم پارٹی بدل لو،،،، کیونکہ فیوچر میں تمہارا یہی ہنڈسم اور دولت مند بھائی تمہارے کام آنے والا ہے نا کہ تمہاری یہ پھٹیچر دوست،،،، سوچ لو میرا ساتھ دینے میں تم دونوں کا ہی فائدہ ہے۔۔۔۔

اپنی بات نا بنتے دیکھ کر اب کہ وہ انہیں لالچ دیتے بولا تھا۔۔۔

نہیں ہم اپنی دوست کا ساتھ دے گے ویسے بھی الحمدللہ ہمارے شوہر بہت امیر ہے ہمیں تمہارے پیسوں کی ضرورت نہیں۔۔۔

ایہا نے ناک سے مکھی اڑاتے اسے جیسے حقیقت سے روشناس کروایا تھا،،،
جس کی تائید میں ابرش نے بھی سر ہلایا۔۔۔ جس پر ساتھ بیٹھا واسم دلکشی سے مسکرایا تھا۔۔۔۔

کیونکہ اسے ایہا کا اپنے بھائی نام لینے کی بجائے اس پر حق جتانا اچھا لگا تھا ۔۔۔۔

انہی کا تو نقصان ہونے سے بچا رہا تھا لیکن یہاں تو کسی کو قدر ہی نہیں ہے وہ اترے ہوئے منہ کے ساتھ افسردگی سے گویا ہوا۔۔۔
جس کا ان دونوں نے کوئی خاص نوٹس نہیں لیا تھا۔۔۔۔

جبکہ اسکے اترے چہرے کو دیکھتے وہاں موجود گھر کے سبھی افراد نے قہقہہ لگایا تھا ۔۔۔۔

سب بڑے بچوں کی نوک جھونک کو دیکھتے کافی محظوظ ہوئے تھے۔۔۔۔

ہو گئی تسلی اب پیچھے ہٹیں مجھے رسم کرنی ہے۔۔۔۔۔

اسے ایک سائڈ کرتے زر مینے اب کہ ایک ہاتھ سے ٹیبل پر رکھی ٹرے کو دوبارہ اٹھاتی پہلے ضارب کی طرف بڑھی تھی،،،،، جبکہ چہرہ چھپا کر اسے زبان چڑھانا نہیں بولی تھی جس کے بدلے زارون نے بھی برا سا منہ بنایا،،،،

ضارب نے مسکراتے ہوئے ایک گلاس اٹھالیا تھا،،،،

اور ساتھ ہی ایک طرف کھڑے خان کو خاص اشارہ کیا۔۔۔۔

جس پر وہ سر ہلاتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

ضارب کو گلاس دینے کے بعد زر مینے ڈرتے ڈرتے ٹرے لے کر اب واسم شاہ کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔۔

چاہے سب کچھ اب پہلے کی طرح ٹھیک ہو گیا تھا لیکن کل جیسے واسم نے غصے سے اسے ڈانٹا تھا ایک ڈر سا زرمینے کے دل میں بیٹھ گیا تھا اسے لے کر۔۔۔

ابھی بھی وہ اس بات سے ڈر رہی تھی،،،، کہ کہیں وہ دودھ پینے سے انکار کر کے اسکی بیعزتی نا کر دے۔۔۔۔

جس نے اس کے قدموں میں واضح لرزش پیدا کر دی تھی۔۔۔

کہ اسے یہ دو قدم کا فاصلہ طے کرنا مشکل لگ رہا تھا،،،، لیکن اسے یہ کام تو مکمل کرنا ہی تھا اس لیے مرتے کیا نا کرتے کے مصداق وہ اسکے قریب جا کر رکی تھی۔۔۔۔

اور ڈرتے ڈرتے اپنا ہاتھ بڑھایا تھا۔۔۔۔

واسم شاہ نے پہلے سپاٹ نظروں سے اسکے دوپٹے میں ہالے میں چمکتے معصوم چہرے کو دیکھتے پھر دوسری نظر اسکے ہاتھوں کی کپکپاہٹ پر ڈالی تھی۔۔۔۔

پھر بنا کوئی تاثر دیئے گلاس اٹھا گیا،،،، جس پر زرمینے نے دل میں رب شکرادا کیا تھا۔۔۔۔

اور مسکراتی ہوئی پیچھے ہو کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔

جب خان اپنے ہاتھوں میں کچھ شاپنگ بیگز لے سٹیج پر آیا تھا اور وہ ضارب شاہ کے ہاتھوں میں تھمانے کے بعد ایک سائڈ پر نظریں جھکا کر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔

ضارب اپنی جگہ کھڑا ہوتا زرمینے کے مقابل آتا اسکے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھتا بنا کچھ کہے ہی وہ شاپنگ بیگز اسکے ہاتھ میں تھما گیا۔۔۔۔

جس پر اس نے خوش ہوتے ہوئے ضارب کا شکریہ ادا کیا تھا۔۔۔

اور پھر خوش ہو کر بیگز کھول کر اس کے اندر دیکھنے لگی،،،، جن میں گفٹس ایک سے زیادہ تھے۔۔۔۔۔اور بہت زیادہ مہنگے بھی،،،،،

پھر حیرانی سے اسکی طرف دیکھنے لگی جو مسکراتے ہوئے اسکے طرف ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

یہ سب کچھ ہم آپکی بہن کے شوہر ہونے کے ناطے نہیں بلکہ آپ کے لالا ہونے کی حیثیت سے دے رہیں ہیں،،،،، اور آپکا ہم پر اور ہماری ہر چیز پر بالکل ویسا ہی حق ہے جیسے کہ بیا کا۔۔۔۔

اس لیے گڑیا آپکو ہم سے کوئی بھی چیز لینے یا پھر مانگنے میں ہچکچانے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔

وہ بہت خوبصورتی سے اسے اپنی بہن ہونے کا مان بخشتا اسکے اندر کی ہچکچاہٹ کو پل میں ختم کر گیا۔۔۔۔

رشتوں کو انکی مکمل خوبصورتی سے کیسے نبھایا جاتا ہے یہ تو کوئی ضارب شاہ سے سیکھتا۔۔۔۔

جس پر وہ کھل کر مسکرائی تھی۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف انکی باتیں سنتا واسم چہرے پر استہزائیہ مسکراہٹ سجاتے نفی میں سر ہلاتا دودھ کا گلاس لبوں سے لگا گیا۔۔۔۔

جس کے ساتھ ہی اسکے منہ میں ایک خوش ذائقہ گھلا تھا اور وہ جو ایک سپ لے کر اسے واپس رکھنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔۔

دو تین گھونٹ میں ہی گلاس آدھے سے زیادہ ختم کر گیا۔۔۔۔

پھر اسے ٹیبل پر رکھتا اپنے پی اے سے چیک بک لے کر ایک بلینک چیک پر سائن کرتا زرمینے کو اشارے سے اپنے پاس بلاتا اسے اسکی طرف بڑھا گیا۔۔

جسے مسکراتے ہوئے اس نے تھام لیا تھا۔۔۔۔

اور پھر اسکا شکریہ ادا کرتی وہاں سے پیچھے ہٹ گئی۔۔۔۔

واہ موٹی تمہارے تو عیش ہو گئے۔۔۔۔

اسکو مسکراتے دیکھ کر زارون کی رگ ظرافت ایک بار پھر بھڑکی تھی۔۔۔اس لیے وہ دوبارہ اسے چڑانے کیلئے مخاطب کر گیا۔۔۔۔

میری بھی دعا ہے اللہ تعالیٰ سے کہ زارون لالا آپکو مجھ سے بھی دوگنی موٹی بیوی ملے جو دن رات آپکے بال کھینچ کھینچ کر آپکو وقت سے پہلے ہی گنجا کر دے ۔۔۔۔

جبکہ خود کو موٹا کہے جانے پر وہ غصے سے پلٹتی اسے بددعا دیتی بولی۔۔۔۔

اور زارون جو واسم کا چھوڑا ہوا دودھ منہ سے لگا کر کھڑا تھا،،،،،،اسکی بددعا کو سنتے گلے میں اسے زبردست قسم پھندا لگا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ اسکے خود کو لالا پکارنے پر سینے میں موجود دل خون کے آنسو رویا تھا

۔۔۔۔۔

جسے وہ تھپک کر تسلی دیتا خاموش کروا گیا۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی بری ہوئی حالت کو دیکھتے وہاں ایک بار پھر سب کا قہقہہ گونجا تھا

۔۔۔۔۔

حیدر شاہ نے مسکراتے ہوئے اپنے گھر کی رونق کو دیکھا تھا،،،،، جہاں ایک طرف ضارب شاہ ابرش کے ساتھ بیٹھا مسکرا کر کچھ بات کر رہا تھا،،،، جبکہ دوسری طرف واسم ایہا کی کسی بات کو سنتے اسے غصے سے گھور رہا تھا۔۔۔

جسے دیکھتے انہوں نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

اور تیسری طرف غصے سے سرخ چہرہ لیے لڑتی جھگڑتی زرمینے اور اسے مسکرا کر چڑاتا ہوا زارون ،،،،، لیکن اس لڑنے اور جھگڑنے کے پیچھے زارون کی آنکھوں میں چھپے زرمینے کیلئے پیار کے جذباتوں سے وہ اچھے طرح واقف تھے۔۔۔

جنہیں دیکھتے انہوں نے اپنے رب کا شکر ادا کیا تھا۔۔۔۔آج سہی معنوں انہیں ان سب کو ایک ساتھ دیکھنے کی اپنی خواہش پوری ہوتی نظر آ رہی تھی

۔۔۔۔

اب تو بس انکے لبوں پر صرف ایک یہی دعا تھی کہ سب ہمیشہ ایک ساتھ ایسے ہی خوش رہتے،،،،،، جو انکے دل سے نکل کر عرش تک تو ضرور گئی تھی لیکن قبولیت کا شرف حاصل نہیں کر سکی۔۔۔۔

کیونکہ ان سب کی زندگی میں ابھی بہت سے ایسے امتحانات باقی تھے جنہوں نے حیدر شاہ کے ان تین مظبوط قہارو کی بنیادوں کو جڑ سے ہلانا تھا،،،،،، ابھی تو وقت کا گہرا وار باقی تھی،،،،، ابھی تو اعتبار اور محبت کی دوڑ سے جڑے ان خوبصورت رشتوں کا امتحان باقی تھا۔۔۔۔

ابھی تو زندگی کی بساط پر انکے عشق کو آزمایا جانا تھا،،،،، جس میں کس نے ثابت قدم رہتے کامیاب ہونا تھا اور کس نے ناکام ٹھہرنا تھا ابھی فلحال وقت پہلے اسکا حساب لگانا مشکل تھا۔۔۔۔

________♥_________

واسم ان سے ملو یہ ہیں میرے بہت اچھے دوست اور یونی فیلو احسن حیات ،،،،،

اور احسن یہ میرا بڑا بیٹا واسم شاہ ،،،،،

ارمغان شاہ واسم کو مخاطب اپنے بہت عزیز دوست سے اسکا تعارف کرواتے ی بولے تھے ۔۔۔۔

بھی دجس پر انھوں نے مسکراتے ہوئے اسکی طرف اپنا دایاں ہاتھ بڑھایا تھا

۔۔۔۔

جسے منہ پر رسمی سی مسکراہٹ سجاتے واسم شاہ نے تھام لیا تھا۔۔۔

لیکن ڈیڈ میں نے پہلے کبھی انہیں نہیں دیکھا آپ کے ساتھ ؟؟؟؟

وہ ایکچلی ،،،،

وہ اس لیے ینگ مین کیونکہ میں بیس سال پہلے یہاں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ہمیشہ کیلئے امریکہ شفٹ ہو گیا تھا۔۔۔۔

اور ابھی کچھ دن پہلے ہی واپسی ہوئی ہے۔۔۔۔

اور کچھ دن پہلے ایک ریسٹورنٹ میں ارمغان سے سرسری سے ملاقات ہوئی تھی اور انھوں نے اپنے بچوں کی شادی کا بتاتے ہوئے بہت پیار سے شادی میں آنے کی دعوت بھی دی تھی۔۔۔۔

جسے میں چاہ کر بھی منع نہیں کر پایا۔۔۔۔

اور آج آپ سامنے موجود ہوں۔۔۔۔

اس سے پہلے ارمغان شاہ واسم کے سوال کا جواب دیتے،،،،احسن حیات انکی بات درمیان میں کاٹتے ہوئے تفصیلا بولے تھے۔۔۔۔

جس پر انہوں نے مسکرا کر سر ہلایا تھا۔۔۔۔

اور ینگ مین اور کیا ہو رہا ہے آجکل ؟؟؟؟؟ وہ واسم کی خاموشی دیکھتے خود سے ہی اسے مخاطب کرتے بولے۔۔۔

کچھ خاص نہیں سر بس سارا دن آفس دن اور اسکے بعد گھر،،،،،انکے مختصر سوال کا واسم نے مختصر سا ہی جواب دیا تھا۔۔۔۔

اور پھر اپنے ایک پارٹنر کی آواز پر ان سے ایکسیوز کرتا اسکی طرف بڑھ گیا

۔۔۔۔

جب وہ دوبارہ ارمغان شاہ کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔۔۔

اور اپنے داماد سے نہیں ملواو گئے ؟؟؟؟ارے کیوں نہیں آو ابھی ملواتا ہوں

۔۔۔۔

وہ ہال میں نظر دوڑاتے ضارب کو دیکھتے انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے اسکی طرف بڑھ گئے۔۔۔۔

جب انہیں اپنی طرف آتے دیکھ ضارب اپنے سینئرز سے ایکسیوز کرتا خود انکی طرف آگیا تھا۔۔۔

اور ارمغان شاہ کے ساتھ ایک نئے چہرے کو دیکھتے انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھا،،،، جنھوں نے اسکی آنکھوں میں چھپے سوال کو بھانپتے ہوئے مسکرا کر اپنے دوست کا تعارف کروایا تھا۔۔۔۔

ارے انہیں کون نہیں جانتا،،،، ہمارے ملک کی شان ہیں یہ ماشاءاللہ،،،،،

جہاں کا چھوٹا چھوٹا ان سے واقف ہے۔۔۔۔۔

ہمارے پنجاب کے ایم این اے ہیں سردار ضارب شاہ۔۔۔۔۔

اور اس سے پہلے کہ ارمغان شاہ احسن سے ضارب کا تعارف کرواتے وہ انکی بات درمیان میں کاٹتے خوشامدی لہجے میں بولے تھے۔۔۔۔۔

جس پر ارمغان شاہ کے ساتھ ضارب شاہ بھی مسکرایا تھا،،،،، لیکن یہ مسکراہٹ صرف رسمی تھی کیونکہ اسے احسن حیات کا لہجہ خاصہ طنزیہ لگا تھا،،،،، اور انکی آنکھوں میں بھی ایک الگ سی چمک ضارب کو محسوس ہوئی،،،،، جس کا مطلب تو وہ فلحال نہیں سمجھ سکا لیکن کچھ تو ایسا تھا جو اسے محتاط رہنے کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔۔۔۔۔

جسے نا سمجھتے ہوئے اس نے سر کو جھٹکا تھا،،،، اور پھر خود بھی نفی میں سر ہلاتا انکی باتوں میں شامل ہو گیا جو سیاست میں اس کے اب تک کے کیریئر کے حوالے سے ہی بات کر رہے تھے۔۔۔۔

لیکن انکی یہ کنور سیشن زیادہ لمبی نہیں چل سکی کیونکہ دیر زیادہ ہو جانے کی وجہ داداسائیں نے اب رخصتی کا حکم سنا دیا تھا،،، پھر سبھی لوگ اسی طرف متوجہ ہوگئے اور وہ جو بات کر رہے تھے اسے درمیان میں ہی ختم کرنا پڑا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک طرف یہاں شاہ حویلی میں خوشیوں کا راج تھا وہی معروف کے گھر آدھی رات قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔۔۔۔

شبنم بیگم طبیعت زیادہ خراب ہو جانے کی وجہ سے انہیں ارجنٹ ہاسپٹل لیجانا پڑا جہاں وہ آئی سی یو میں داخل اپنی زندگی کی آخری سانسیں گن رہی تھیں۔۔۔۔

ڈاکٹرز نے ارجنٹ آپریشن کا بولا تھا جس کے چارجز پورے دس لاکھ روپے بتایا تھا۔۔۔۔۔

معروف کے ساتھ ہاسپٹل میں اس وقت اسکی ماں کے علاوہ صرف محلے کی ایک خاتون تھیں جو ان دونوں ماں بیٹی پر ترس کھا کر ساتھ آگئی تھیں۔۔۔

لیکن پیسوں کے معاملے میں تو وہ بھی اسکی کوئی مدد نہیں کر سکتی تھیں۔۔۔

جس کا جواب انہوں نے اسے ڈاکٹر کی بات سنتے ہی اسے دے دیا تھا کہ کہیں وہ ان سے نا مانگ لیں۔۔۔۔

اور اس مشکل گھڑی میں معروف کو صرف ایک ہی انسان یاد آیا جو اسکی مدد کر سکتا تھا،،،،،اور وہ تھا واسم شاہ۔۔۔۔

وہ ان آنٹی کو چند پل اپنی ماں کے کمرے باہر ٹھہرنے کا بولتی خود ہاسپٹل سے باہر آ کر خود واسم کے پرسنل نمبر پر کال کرنے لگی جو مسلسل انریچیبل آ رہا تھا۔۔۔۔

جس کی وجہ سے اسے اپنی ماں کو بچانے کی آخری امید بھی اپنے ہاتھوں سے جاتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

جس پر روتے ہوئے تھے اس نے آسمان کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

لیکن پھر جیسے اسکے دماغ میں کچھ کلک ہوا تھا۔۔۔۔اور اس نے کونٹیکٹ لسٹ سے اسکے پی اے کا نمبر ڈھونڈا تھا۔۔۔۔

جس کے مل جانے پر وہ رب کا شکر ادا کرتی اسے ڈائل کر گئی،،،،،

جسے پہلے تو اس نے اٹھایا نہیں اور فون مسلسل بج بج کر بند ہو گیا،،،،، لیکن اسکے دوسری بار کوشش کرنے پر اس نے تیسری بیل پر اٹھالیا۔۔۔۔

پلیز کامران سر مجھے واسم سر سے بہت ضروری کام ہے آپ میری ان سے بات کروا سکتے ہیں میں معروف حسن بات کر رہی ہوں۔۔۔۔

دوسری طرف ہیلو سنتے ہی وہ عجلت بھرے لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔

جسے واسم کا پی اے پیچھے شور زیادہ ہونے کی وجہ سے ٹھیک سے سن نہیں پایا ،،،،، سوائے واسم اور معروف حسن کے نام سے جس پر وہ اسے ہولڈ رکھنے کا

بولتے قدرے خاموش کونے کی طرف بڑھ گیا تاکہ ٹھیک سے اسکی بات سن سکے۔۔۔۔

کیونکہ اتنی رات کو مس حسن کا اسے فون کرنا کچھ سمجھ نہیں آیا تھا۔۔۔۔

جی مس حسن اب بولیں کیا کہہ رہی تھیں آپ؟؟؟؟؟

جی،،،، وہ میں کہہ رہی تھی،،،،، کہ مجھے واسم سر سے بہت ضروری کام،،،،، کیا آپ میری ان سے بات کروا سکتے ہیں؟؟؟؟؟

دیکھیں پلیز انکار مت کیجیئے گا میں انکا فون بھی پہلے ملا چکی ہوں لیکن وہ مسلسل بند آرہاہے،،،،، یہ میری امی کی زندگی اور موت کا سوال ہے پلیز کسی طرح میری ان سے بات کروادیں۔۔۔۔۔۔

وہ روتے ہوئے اسے ساری بات تفصیل سے بتاتے بولی۔۔۔۔

جس پر اس نے ایک لمبا سانس کھینچا تھا اور پھر پیچھے مڑ کر دیکھا یہاں رخصتی کی رسم ادا ہو رہی تھی۔۔۔۔

اور پھر اسے تسلی دیتے ہوئے سمجھانے کی کوشش کرنے لگا کہ وہ اس وقت واسم سے اسکی بات نہیں کروا سکتا۔۔۔

دیکھیں مس حسن آپکو جو بھی مدد چاہیے آپ مجھے بتا دیں میں آپکی ہیلپ کر دوں گا،،،، لیکن فلحال سر آپ سے بات نہیں کر سکتے کیونکہ وہ مصروف ہیں

۔۔۔۔۔

لیکن اسکی بات وہ ہتھے سے اکھڑتی انکار کر گئی،،،، وہ ایسے کیسے مصروف ہیں آپ انہیں ایک بار بتائیں کہ میرا فون ہے،،،، مجھے پورا یقین ہے وہ انکار نہیں کرے گے۔۔۔۔

دیکھیں مس حسن سمجھنے کی کوشش کریں سر اس وقت آپ سے بات نہیں کر سکتے کیونکہ وہ مصروف ہیں آج انکی شادی ہے۔۔۔۔

اس کے غصے کو نظر انداز کرتے تحمل سے گویا ہوا۔۔۔

جسے سنتے معروف نے بے یقینی کے ساتھ ایک بار فون کو دیکھا تھا جس سے واسم کی شادی کی خبر اسے سنائی گئی تھی۔۔۔

لیکن ایسے کیسے ہو سکتا ہے انہوں نے تو بولا تھا وہ مجھے پسند کرتے ہیں اور مجھ سے ہی شادی کریں گے،،،، اس کے لب بے آواز پھڑپھڑائے تھے۔۔۔

اور ساتھ ہی اسکی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر بے مول ہوتا زمین پر گرا تھا

نہیں انہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی ،،،،، واسم سر مجھے دھوکا نہیں دے سکتے تھے-----

پھر اسکی بات کو جھٹلاتی خود کو تسلی دیتی دوبارہ فون کان سے لگا گئی-----

دیکھیں سر میں آپ سے ریکویسٹ کرتی ہوں صرف ایک بار میری بات واسم سر کروادیں میں ساری زندگی آپکی شکر گزار رہوں گی----

لیکن مس حسن میں آپکو بتا رہا ہوں کہ سر کی،،،،، پلیززززز سر وہ اس بار اونچی آواز میں روتی ہوئی بولی----

جس پر نا چاہتے ہوئے بھی اسے ہار ماننی پڑی تھی اور اسے تسلی کے دو لفظ بولتا انتظار کا کہتے ہوئے فون کاٹتا ہوا واسم شاہ کی طرف بڑھ گیا جو اپنی گاڑی کے قریب کھڑا ایہا کو روتے ہوئے دلچسپ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔۔

قرآن پاک کے سائے تلے جسے زارون نے اونچے سے ہاتھ تھام رکھا تھا

۔۔۔۔۔

ایہا ضارب شاہ کے گلے لگے ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی،،،،، بیشک وہ رخصت ہو کر واپس اپنے ہی گھر جا رہی تھی۔۔۔۔

لیکن شاید یہ وقت ہی ایسا ہوتا ہے کہ مظبوط سے مظبوط انسان کو بھی کمزور کر دے جیسے اس وقت اپنے سینے سے لگی روتی ہوئی اپنی کل متاع کو دیکھتے ضارب شاہ کی آنکھیں بھی ضبط سے پوری سرخ ہو چکی تھیں۔۔۔۔

اور اس نے بمشکل اپنے سینے سے اسکا چہرہ نکال کر ہاتھ کے پوروں سے اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

اور ساتھ ہی اسکی پیشانی پر بوسہ دیتے صدا خوش رہنے کی دعا دی تھی۔۔۔۔

اور پھر گاڑی کے پاس کھڑے واسم شاہ کے قریب جاتے ایہا کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیتے خیال رکھنے کی تلقین کی تھی۔۔۔

اور ساتھ ہی آگے بڑھ کر ایک بڑے بھائی کی طرح سبھی رنجشوں کو دل سے نکالتے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔۔۔

جس کے بدلے اس نے بھی اس کے گرد اپنا حصار بنایا جو دل سے تھا یا پھر رسمی یہ کہہ پانا فلحال مشکل تھا۔۔۔۔

اور اس سے الگ ہوتے گاڑی کا دروازہ کھولتے ایہا کو اس میں بیٹھنے میں ہیلپ کی تھی۔۔۔۔

جس کے بعد اسی طرح قرآن پاک کے سائے تلے ابرش کی بھی رخصتی ہوئی جس نے رو رو کر پہلے سے خراب اپنی طبیعت کو اور زیادہ خراب کر لیا تھا،،،، باری باری اپنے باپ اور بھائیوں کے سینے سے لگتی روتے ہوئے سب کی آنکھیں اشکبار کر گئی۔۔۔۔

جسے بہت مشکل سے سمجھانے بجھانے کے بعد کہ وہ اپنے ہی گھر جا رہی ہے چپ کروایا گیا تھا،،،،اور پھر اسے پھولوں کے ساتھ سجی ضارب شاہ کی میں بٹھاتے رخصت کیا گیا۔۔۔۔

جس کے روانہ ہوتے ہی واسم اپنی گاڑی کی طرف بڑھا تھا،،،،،اور اس سے پہلے کہ وہ اس میں براجمان ہوتا اس کے پی اے نے آکر اسے روکا تھا۔۔۔۔

اور پھر مس حسن کے فون کال اور اس سے ہوئی بات کی تمام تفصیل اس کے گوش گزار کرتے ہوئے اپنے لیے اگلا حکم مانگا تھا۔۔۔۔

جس پر واسم نے ایک گہرا سانس کھینچتے ہوئے گاڑی میں بیٹھی ہوئی ابیہا کی طرف دیکھا تھا،،،،تم ایسا کرو دوبارہ اسے فون کال کر کے تمام تفصیلات معلوم کر کے اسکے پاس پہنچو۔۔۔۔

اور پھر وہاں کے حالات دیکھنے کے بعد اگر تمہیں لگے کے میری ضرورت ہے تو مجھے فون کرنا۔۔۔ بلکہ تب تک میں ان سب سے فارغ ہو کر خود تم سے کونٹیکٹ کرتا ہوں۔۔۔۔

" اوکے

جس پر وہ خاموشی سے سر ہلا گیا تھا۔۔۔۔

وہ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تھپتھاتا خود بھی گاڑی میں براجمان ہوتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

جس کے جاتے ہی اس نے دوبارہ معروف کو کال ملائی تھی۔۔۔

جی ہیلو،،،،،،،،

_________♥__________

حویلی پہنچتے ہی کچھ رسمیں ادا کرنے کے ان دونوں کی تھکاوٹ اور خاص طور پر ابرش کی بگڑتی طبیعت کا خیال کرتے انہیں واسم اور ضارب کے کمروں میں پہنچا دیا گیا۔۔۔۔

تاکہ وہ لوگ کچھ دیر آرام کر کے تھکاوٹ اتار سکیں۔۔۔۔

جب تک واسم اور ضارب اپنے دوستوں سے فارغ ہو جاتے جو ان دونوں کو مکمل گھیرے ہوئے تھے۔۔۔۔

ابرش کی تو اتنا بھاری جوڑا پہن کر مسلسل بیٹھنے کی وجہ سے طبیعت کچھ ہی خراب ہو چکی تھی ،،،،،اس لیے اسے کچھ ہلکا پھلکا کھلانے کے بعد میڈیسن دیتے ہوئے زرا اسے بنا چھیڑے ہی باہر آ گئی تھی۔۔۔۔

البتہ اسکے برعکس ایہا اسکے ہتھے چڑھ گئی تھی ،،،،، جسے اس نے واسم کا نام لے لے کر اتنا زچ کر دیا تھا کہ وہ پتتے ہوئے گالوں سے اسے گالیوں سے نوازتی اسکے کمرے سے نکل جانے کا بولی تھی۔۔۔۔

آئے ہائے میرا کمرہ،،،،، ویسے بیا یہ کمرہ تو واسم لالا کا تھا نا تمہارے کیسے ہو گیا ،،،،،

اس کے منہ سے گالیاں سننے کے بعد بھی وہ باز نہیں آئی تھی ،،،،، ایک بار پھر واسم کے نام سے چڑاتے ہوئے بولی۔۔۔۔

بالکل ویسے ہی جیسے آج سے تمہارے واسم لالا ہمیشہ کیلئے میرے ہو گئے۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر وہ چڑنے کی بجائے اتراتے ہوئے گویا ہوئی،،،،، جس پر زر مینے نے داد میں آئی.بر واٹھائی تھی۔۔۔۔

سوچ لو بیا صرف ایسے خالی خولی تمہارے نہیں ہونگے اس کیلئے تمہیں بہت کچھ سہنا بھی،،،،،،،

زررررررر

اس سے پہلے کہ زر ذو معنی انداز میں اپنا جملہ مکمل کرتی ابیہا نے چیخ کر اس اسکا نام لیتے پاس رکھا کشن اٹھا کر اسے مارا تھا۔۔۔۔۔

جسے وہ.بروقت کیچ کرتی شرارت سے ایک آنکھ دبا گئی،،،،،، جس پر ابیہا نے شرماتے ہوئے لب دبا کر اپنی امڈ آنے والی مسکراہٹ چھپائی تھی۔۔۔۔

جسے دیکھتے ہوئے زرمینے نے آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگاتے ہوئے صدا خوش کی دعا دیتی خیال رکھنے کا کہتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔۔۔۔

جس کے جاتے ہی ایہانے بیڈ کراون سے ٹیک لگاتے کچھ دیر کیلئے اپنی آنکھیں بند کر کے انہیں سکون پہنچانے کی کوشش کی تھی اور ساتھ ساتھ زرمینے کی باتوں کو یاد کرتے اسکے لب مسکرا رہے تھے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دوست اور رشتے داروں سے جان چھڑوانے کے بعد وہ تیز قدم لیتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا،،،،، کیونکہ شادی کے اس فارمل ڈریس کو کیری کر کر کے اب وہ تھک چکا تھا۔۔۔۔

اور جلد از جلد فریش ہو کر اس تھکاوٹ سے جان چھڑوانا چاہتا تھا۔۔۔۔

ابھی وہ اپنے کمرے سے کچھ قدم کی دوری پر تھا جب اچانک سے اسکا فون رنگ ہوا تھا۔۔۔۔

جسے اس نے کوفت سے سر ہلاتے پاکٹ سے باہر نکالا اور پھر اس پر اپنے پی اے کا نمبر بلنک کرتے دیکھ کر لمبا سانس کھینچتے کان سے لگایا تھا۔۔۔

اور دوسری طرف سے جو اسے خبر سنائی گئی تھی اس پر وہ اپنی پیشانی کو انگلیوں سے سہلاتے ہوئے ایک نظر اپنے کمرے کے بند دروازے کو دیکھتا اسے اپنے آنے کا بولتا انہیں قدموں سے واپس ہوتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

کیونکہ اسے جلد از جلد شہر پہنچنا تھا۔۔۔۔

ابھی وہ تیز تیز قدم لیتا حویلی کے باہر نکلتا جب بے دھیانی میں اندر داخل ہوتے ضارب کو نا دیکھ سکا اور اس سے ٹکرا گیا۔۔۔۔

اور پھر لب بھینچ کر اسے ایک نظر دیکھنے کے بعد اگنور کرتا باہر کی طرف بڑھا جب ضارب نے اسے پیچھے سے مخاطب کیا تھا۔۔۔۔

کیا ہم جان سکتے ہیں کہ آپ رات کے اس پہر کہاں جا رہے ہیں؟؟؟؟؟
اور میرے خیال سے میں اپنے کسی بھی عمل کا کم از کم تمہیں جوابدہ نہیں ہوں ۔۔۔۔

اس کی بات پر پلٹ کر اسکی آنکھوں میں دیکھتا سپاٹ لہجے میں بولا۔۔۔۔

جس پر ضارب نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں۔۔۔۔

بالکل آپ ہمیں اپنے کسی بھی عمل کے جوابدہ نہیں،،،،، لیکن یہ کبھی مت بھولیے گا کہ اب آپکے ساتھ ہماری بہن کی زندگی بھی جڑ چکی ہے،،،،،، اور آپکے کسی بھی عمل سے اگر کبھی بھی انہیں کوئی تکلیف پہنچی تو ہم سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔۔۔

اسکی بات کے جواب میں وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے بولا۔۔۔۔

جس کا واسم نے کوئی جواب نہیں دیا تھا،،،، صرف لب بھینچ کر اپنے غصے کو کنٹرول کرتا اسے ایک نظر دیکھنے کے بعد پلٹ گیا۔۔۔۔

جبکہ ضارب نے اسے جاتے دیکھ کر اسکی پشت کو پر سوچ نظروں سے دیکھتے فون جیب سے نکال کر کان سے لگاتے کال ملائی تھی۔۔۔۔

ہاں ہیلو خان۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بلیک پینٹ کوٹ میں ملبوس کشادہ پیشانی پر اپنے سنہری بال سٹائل سے سیٹ کیے واسم شاہ نے ہاسپٹل کے اندر قدم رکھے تھے۔۔۔۔

جس کا پتا اس کا پی اے فون پر بتا چکا تھا۔۔۔۔

آتے ہوئے راستے میں وہ مال سے کپڑے چینج کر آیا تھا کیونکہ اسکے پی اے نے جو خبر اسے فون پر سنائی تھی۔۔۔۔

اسکے شادی والے کپڑے اس کیلئے بالکل بھی سوٹیبل نہیں تھے۔۔۔۔

اس نے ریسیپشن پر آکر وہاں بیٹھی لڑکی سے شبنم بیگم کے وارڈ کے بارے پوچھا تھا۔۔۔۔

جس نے پہلے تو اتنے ہنڈسم بندے کو منہ کھول کر سر سے لے کر پاؤں تک دیکھا تھا۔۔۔۔

جس پر اس نے ناگواری سے بل اپنی پیشانی پر سجاتے اسکی آنکھوں کے سامنے چھٹکی بجائی۔۔۔۔

جس سے وہ خجل ہوتی فورا اپنی نگاہیں جھکا کر ابھی چیک کر کے اسے بتاتی جب پیچھے سے اس کے پی اے نے اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔۔

سر اس طرف آئیں۔۔۔۔

جس پر وہ سر ہلاتا اسکے پیچھے بڑھ گیا۔۔۔۔

اس نے جیسے ہی کوریڈور میں اپنا پہلا قدم رکھا آئی سی یو کے باہر بیٹھی معروف جو پھوٹ پھوٹ کر رونے میں مصروف تھی۔۔۔۔

اسے آتا دیکھ بھاگ کر اسکے کشادہ سینے کا حصہ بنی اور تڑپ تڑپ کر رونے لگی

۔۔۔۔۔

جبکہ راستے سے آتے جاتے لوگ انہیں اس طرح گلے لگے اور لڑکی کو روتے دیکھ کر کچھ ترس اور تشویش بھری نظروں سے رک رک کر دیکھنے لگے۔۔۔۔

جس کا احساس واسم شاہ کو بھی ہو گیا تھا اس لیے اس نے معروف کو خود سے الگ کرنا چاہا لیکن وہ اسکے ارادوں کو سمجھتی اسکی پشت پر اپنی پکڑ کچھ مظبوط کر گئی ۔۔۔۔۔

سر،،،،، سر،،،، میری ماما،،،،، وہ اب اس دنیا،،،،، میں نہیں رہی،،،،، میرا تو انکے سوا،،،،، کوئی ہے بھی نہیں،،،، میں کہاں جاؤں گی۔۔۔۔

وہ اسکے سینے سے چہرہ نکال روتے ہوئے اٹک اٹک کر بولتی ایک بار تڑپ کر روتے اسکے سینے سے لگ گئی تھی۔۔۔

جس کا اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا اسے اور نا ہی تسلی کہ دو بول کہے بس خاموشی سے اسے رونے دیا تھا۔۔۔۔

شاید وہ اسکے اندر کا تمام غبار نکل جانے دینا چاہتا تھا۔۔۔۔

اے توبہ توبہ " کیا زمانہ آگیا ہے ابھی اس کی ماں کو مرے ایک گھنٹہ بھی نہیں ہوا یہ غیر مردوں کے گلے کا ہار بنی کھڑی ہے۔۔۔۔

ضرور اسکی انہی کرتوتوں کا صدمہ لیا ہے شبنم نے جو اتنی جلدی اس دنیا سے رخصت ہو گئی۔۔۔۔

ورنہ میں کل شام میں ہی تو اس سے مل کر گئی تھی،،،،، اچھی بھلی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔۔

معروف کو واسم کے گلے لگے دیکھ محلے سے آئی عورت نے اونچی آواز میں کہتے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔۔۔۔

جس سے جو لوگ معروف کو ہمدردی کی نظر سے دیکھ رہے تھے اب نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھنے لگے تھے۔۔۔۔

جبکہ اس عورت کی اگلی بات سنتے ہوئے واسم کی کشادہ پیشانی پر بل پڑے تھے اور وہ دھاڑ اٹھا تھا۔۔۔۔۔

پتا نہیں اور کتنوں کے ساتھ اسکا یارانہ چل رہا،،،، شٹ اپ جسٹ شٹ اپ

،،،،،

خبردار اگر ایک اور لفظ اپنی اس گندی زبان سے نکالا تو ورنہ ،،،،، وہ اپنی بلو آئز اس عورت کے چہرے پر ٹکاتے وارننگ دینے والے انداز میں بولا تھا۔۔۔

جبکہ اسکی دھاڑ کو سنتے معروف اس سے الگ ہو کر تھر تھر کانپتی روتے ہوئے زمین پر گر گئی تھی۔۔۔۔

اور پھوٹ کر روتی نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔

ورنہ ورنہ کیا کر لو گے میاں ہاں ،،،،، آخر میں پوچھتی ہوں تمہارا رشتہ کیا ہے اس سے جو بھرے بازار میں اسے اپنے گلے کا ہار بنائے کھڑے ہو ہاں ،،،،

وہ عورت اسکی دھاڑ کو سنتے چپ ہونے یا ڈرنے کی بجائے اپنے دونوں بازو اوپر چڑھاتی پہلے سے زیادہ چیختی ہوئی بولی تھی۔۔۔

میرا ان سے جو بھی رشتہ ہے وہ مجھے کم از کم آپ جیسی عورت کو بتانے کی ضرورت نہیں جو کسی کے مشکل وقت میں اسکا ساتھ دینے کی بجائے اس پر جھوٹی تہمتیں لگانا شروع کر دیں۔۔۔۔

اس لیے اپنے کام سے کام رکھیں۔۔۔۔
اس عورت کی بات کے جواب میں درشتگی سے کہتا اپنے پی اے کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔۔۔

جو باقی کے تمام کاروائیاں مکمل کرتا ڈیڈ باڈی کو گھر لیجانے کے انتظامات بھی مکمل کر آیا تھا۔۔۔۔۔

جسے وہ سر ہلا سنتا معروف کو زمین سے اٹھا کر اپنے ساتھ لیتا باہر کی طرف بڑھا تھا جہاں ایمبولینس میں اسکی ماں کی لاش کو ٹرانسفر کر دیا گیا تھا۔۔۔۔

جبکہ پیچھے سے وہ عورت ان دونوں کو کوستی ہوئی،،،،، خود بھی باہر کی طرف بڑھی تھی،،،،، اور ساتھ ساتھ ذہن میں انہیں محلے میں بدنام کرنے کا مکمل منصوبہ بھی بنا چکی تھی۔۔۔۔

کیونکہ واسم شاہ نے جیسے سب کے سامنے اسکی بیعزتی کی تھی اتنی آسانی سے تو وہ اسے معاف کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ جب اپنے کمرے میں داخل ہوا تو پھولوں کی خوبصورت مہک کے ساتھ وہاں موجود ایک نازک اور مومی وجود نے اسکی توجہ اپنی طرف مبذول کروائی تھی

۔۔۔۔۔

اس کے جہازی سائز گلاب اور موتیوں کے پھولوں سے سجے بیڈ پر وہ گلابی بھاری لہنگے میں.براجمان خود بھی کوئی نازک سا گلاب لگ رہی تھی۔۔۔۔

جواب بھی گھونگھٹ کی آڑ میں اپنا چہرہ چھپائے بیڈ کراون کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی شاید اسکا انتظار کرتی کرتی سو گئی تھی۔۔۔

جسے محسوس کر کے ضارب نے ایک گہرا سانس کھینچا تھا پھر اسے بنا ڈسٹرب کیے واشروم کی طرف.بڑھ گیا تاکہ فریش ہو کے اپنی تھکاوٹ اتار سکے۔۔۔۔

جبکہ کمرے میں اسکی موجودگی کو محسوس کرتے ابرش جو ابھی کچی نیند میں تھی اس کی آنکھ کھل چکی تھی۔۔۔

اور وہ سیدھا ہو کر بیٹھتے اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگی ،،،،، حالانکہ آنے والے لمحات کا سوچتے اسکا نازک سا دل بری طرح دھڑک رہا تھا،،،،، اور کچھ اسکی طبیعت بھی ٹھیک نہیں تھی لیکن پھر بھی وہ اپنی طرف سے کوئی کوتاہی برت کر ضارب شاہ کو ہرٹ نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔

اس لیے اپنے ڈر کو دل میں ہی دباتی ،،،، اپنی بڑھتی ہوئی دھڑکنوں کا شور سنتی ،،،، آس پاس کمرے میں ایک طائرانہ نگاہ دوڑا کر اپنے ڈر کو کم کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔

بیشک ضارب شاہ کا یہ کمرہ بہت خوبصورت تھا،،،،، بلیک اور گرے کمبینیشن کے رنگوں سے سجا یہ کمرہ حویلی کے باقی سبھی کمروں سے تین سے چار گنا بڑا تھا

۔۔۔۔۔

جسکے بالکل وسط میں ایک جہازی سائز بیڈ رکھا تھا،،،،،اور اسکے بالکل سامنے فل سائز کی ایل سی ڈی لگی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

ایک طرف ڈریسنگ روم تھا جسے مرر وال لگا کر اس کمرے سے الگ کیا گیا تھا لیکن شیشے کے آر پار کا منظر اتنا واضح تھا کہ وہ کہیں سے بھی اس سے الگ معلوم نہیں ہوتا تھا۔۔۔۔۔

حتی کہ واشروم کا دروازہ بھی مرر کا تھا لیکن یہاں فرق صرف اتنا تھا کہ اسکے اندر کھڑا انسان تو باہر ہوتی کاروائی کو مکمل طور پر دیکھ سکتا تھا لیکن باہر سے یہ ایک آئینے کا کام انجام دیتا تھا۔۔۔۔۔

بیڈ کے بالکل سرہانے ضارب شاہ کی ایک لارج سائز فوٹو لگی تھی جس میں وہ اپنا فیورٹ مشغلہ بہت خوبصورتی کے ساتھ انجام دے رہا تھا۔۔۔۔۔۔

جس نے اس تصویر کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔۔۔۔

اور بیڈ کے بالکل اوپر خوبصورت روشنیاں بکھیرتا قیمتی فانوس ضارب شاہ کے اعلی ذوق و شوق کا منہ بولتا ثبوت تھا۔۔۔۔

ایک طرف اسی کمرے سے منسلک سٹڈی روم تھا جبکہ بائیں طرف بالکنی کا دروازہ تھا جس کے آگے فلحال پردے گرے ہوئے تھے۔۔۔۔

اس کمرے کی بلیک رنگ کی دیواریں جنہیں آج مکمل طور پر کلیوں سے سجاتے وائٹ کر دیا تھا،،،،،اور ان سے نکلتی مسحور کن خوشبو کمرے کے ماحول کو مزید فسوں خیز بنا رہی تھی۔۔۔۔

شاہ حویلی کی تیسری منزل پر بنایہ خوبصورت پورشن مکمل طور پر ضارب شاہ کی ملکیت تھا،،،، جسے صرف اس کے حویلی میں آنے پر کھولا جاتا تھا۔۔۔۔

اس کی صاف ستھرائی کا سارا ذمہ خان خود سنبھالتا تھا کیونکہ حویلی کے باقی ملازمین کو جہاں آنے کی اجازت بالکل نہیں تھی۔۔۔۔

ایہا بھی صرف ضارب شاہ کی موجودگی میں ہی ادھر کا رخ کرتی تھی،،،، اس کے علاوہ باقی گھر کے افراد سے وہ نیچے خود ہی مل لیتا تھا۔۔۔۔

ابرش کی زندگی میں یہ پہلا موقع تھا جب وہ اپنے مکمل ہوش و حواس میں اس جگہ پر موجود تھی،،،، بچپن کا تو اسے اپنا کچھ خاص طریقے سے یاد نہیں لیکن جب سے اسکے سامنے ضارب شاہ کی حقیقت کھلی تھی اس نے بھول کر بھی کبھی اس طرف اپنے قدم نہیں اٹھائے تھے۔۔۔۔

اور آج زندگی نے کیسا کھیل کھیلا تھا کہ جس انسان کے وہ سائے بھی ڈرتی تھی
آج پور پور سجی اسکی سیج سجائے دل و جان سے اسکا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔

اسکی آنکھیں چہرے پر گھونگھٹ ہونے کے باوجود بھی جھکی تھیں جبکہ ہونٹوں
پر شرمیلی سی مسکراہٹ کا راج تھا۔۔۔۔

جب وہ فریش فریش سا ایزی کپڑوں میں ٹاول سے بال رگڑتا ہوا باہر آیا تھا،،،،
اور اسے جاگتے اور اپنا انتظار کرتے دیکھ نرمی سے مسکرایا۔۔۔

پھر ٹاول کو نفاست سے ایک جگہ پر رکھتا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کر بالوں
کو برش سے سیٹ کرتے ہوئے اس سے مخاطب ہوا۔۔۔۔

ابرش میرے خیال سے رات بہت ہو گئی ہے اور اتنے بھاری کپڑوں میں یقینا آپ بھی تھک گئی ہو گئی،،،، سو فریش ہو کر کپڑے چینج کر لیں،،،،،، وہ شیشے سے نظر آتے اسکے عکس کو دیکھتے نرمی سے بولا تھا۔۔۔۔

جس پر ابرش نے حیرت سے سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا تھا کیونکہ اس وقت وہ اس سے یہ اسپکٹ نہیں کر رہی تھی،،،،، لیکن پھر آئینے میں نظر آتے اسکے وجیہہ چہرے کو دیکھتے سر ہلا کر اٹھ گئی۔۔۔۔

جس پر وہ مسکراتا ہوا ڈریسنگ ٹیبل سے اپنی لائٹر اور سگریٹ کا پیکٹ اٹھا کر بالکنی کا دروازہ کھول ٹیرس کی طرف بڑھ گیا تاکہ کھلی فضاء میں اپنا مشغلہ انجام دے سکے۔۔۔۔۔

اور کچھ وہ ابرش کو پرائیویسی بھی فراہم کرنا چاہتا تھا جس سے وہ ایزی رہ کر کپڑے وغیرہ چینج کر لیتی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کافی دیر اپنے دل کو سگریٹ کے دھوئیں سے جلانے اور واسم کے آج کے دن کیے جانے عجیب و غریب رویے کے بارے سوچنے کے بعد جب وہ بالکنی کا دروازہ دھکیلتا دوبارہ کمرے میں داخل ہوا تھا تو ابرش اسے اسی حلیے میں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے پریشان سی کھڑی نظر آئی۔۔۔۔

جسے دیکھتے وہ کافی حیران ہوا تھا۔۔۔۔

لیکن پھر سر جھٹکتا نپے تلے قدم لیتا بالکل اسکے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا تھا جس سے وہ کافی شرمندہ ہوئی تھی۔۔۔۔

ابھی تک اس نے صرف اپنے ہاتھوں سے سونے اور ڈائمنڈز کی چوریاں نکالی تھی یا پھر گلے سے بس ایک ہار باقی سب کچھ ویسے ہی پہنا ہوا تھا۔۔۔۔

کیونکہ اسکی دائیں بازو کی کہنی میں بہت زیادہ پین ہو رہا جس کی وجہ سے وہ اوپر اٹھ کر ہی نہیں دے رہی تھی جس کی وجہ سے وہ اپنے دوپٹے سے چھٹکارا حاصل نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔۔

جس میں ڈھیر ساری پنز لگی ہوئی تھی اور نا ہی نیچے سے کسی کو اپنی مدد کیلئے بلا سکتی تھی۔۔۔۔اور نا ہی ضارب سے کچھ کہہ سکتی تھی اس لیے شش و پنج کا شکار آئینے کے سامنے کھڑے ہوتے انگلیاں چٹخا رہی تھی۔۔۔

اور ساتھ ساتھ رونے کا مشغلہ بھی جاری تھا۔۔۔۔

کیا ہوا باربی آپ ایسے کیوں رو رہی ہیں ؟؟؟؟؟آپکی طبیعت تو ٹھیک ہے ؟؟؟؟؟ جبکہ اسکو یوں روتے ہوئے دیکھ کر ضارب بہت احتیاط سے اسکا رخ اپنی طرف پلٹتے نرمی اور پیار سے گویا ہوا تھا۔۔۔۔

اور ساتھ ساتھ بہت محبت سے اسکے بہتے آنسو اپنے پوروں سے صاف کیے تھے ۔۔۔۔۔

وہ،،،،، وہ میرے ،،،،، دائیں بازو میں بہت پین ،،،،، ہو رہا ہے جس کی وجہ سے ،،،،، مجھ سے یہ دوپٹہ نہیں اتر رہا۔۔۔۔

اس کے پیار سے پوچھنے پر وہ روتی ہوئی اٹکتی معصومیت سے بولی جس پر ضارب زیر لب نرمی سے مسکرایا تھا۔۔۔

تو اس میں رونے والی کونسی بات ہے آپ ہم سے بول دیتی ہم آپکی ہیلپ کر دیتے،،،،، پاگل لڑکی

چلیں بیٹھے ہم ہیلپ کر دیتے ہیں اور آپکے بازو میں پین ہے آپ نے ہمیں بتایا نہیں اتنی دیر سے اتنا ہیوی جوڑا پہن کر بیٹھی ہوئی ہیں۔۔۔۔

وہ اسے نرمی وہاں رکھی چیئر پر بیٹھاتا ڈانٹتا ہوا بولا اور ساتھ ہی نرمی سے اسکے دوپٹے میں لگی پنز کو نکالنے لگا،،،،، اسکے آخری پن نکالتے ہی دوپٹہ اسکے ریشمی بالوں سے پھسلتا زمین بوس ہو گیا،،،،، جس کی وجہ سے ابرش کا رعنائیاں بکھیرتا خوبصورت وجود بنا کسی حجاب کے بالکل اسکے سامنے تھا۔۔۔

جس سے ضارب کی ایک ہارٹ بیٹ مس ہوئی اور بمشکل اس کے حسن سے نظریں چراتا اس کے کانوں میں آویزوں کو نکالنے لگا،،،،،اور پھر کان سرخ ہوئی لوں دھیرے سے سہلاتا نرمی سے اس پر اپنا دہکتا لمس چھوڑ گیا۔۔۔

جس پر ابرش جی جان لرزی تھی۔۔۔۔جبکہ اس کے ری ایکشن پر ضارب نے اپنا لب دبایا تھا۔۔۔اسکے کانوں کو آویزے نکالنے کے بعد اسکے گلے سے باقی رانی ہار نکالتے وہاں بھی اپنا عمل دوہرایا تھا۔۔۔۔

جس پر ابرش کسمساتے ہوئے سختی سے اپنی آنکھیں بند کر گئی تھی،،،،،اور پھر اسکا رخ اپنی طرف پلٹتے ہوئے نظریں اسکی ستواں ناک میں پہنی نت پر ٹکائی تھیں۔۔۔۔

جس کے ساتھ لٹکتے دو خوبصورت موتی اسکے خوبصورت گلاب کی پتیوں جیسے پنک لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں کو شریر پن سے چھو رہے تھے۔۔۔۔

جسے دیکھتے ضارب کو اپنے اندر جذبات کا طوفان اٹھتا محسوس ہوا جس کی رو میں بہہ کر وہ ان موتیوں کو اپنے ہونٹوں سے چھو گیا۔۔۔۔

جس پر تڑپ کر ابرش نے اس سے دوری بنانی چاہی لیکن وہ اسکے گرد اپنا حصار تنگ کرتا اسکی کوشش کو ناکام بنا گیا۔۔۔۔

آخر اپنی مرضی سے خود اس سے دور ہوتا دھیرے سے اسکی نازک ناک کو اس نتھلی کی قید سے آزاد کراتا اسے لبوں چھوتا پیچھے ہٹا۔۔۔۔

اور اسکے جوڑے میں مقید بالوں کو دیکھتے ان میں لگی پنز کو نکال گیا جس سے وہ لہرا کر ابرش کی کمر پر گرتے اسے مکمل طور پر چھپا گئے تھے۔۔۔۔۔

جن میں جھک کر گہرا سانس کھینچتے اس نے گھمبیر سرگوشی کی تھی۔۔۔۔

اب کپڑے خود چینج کریں گی یا پھر اس میں بھی ہمارے ہیلپ چاہیے،،،،،

ابرش جو اسکی شریر حرکتوں کو محسوس کرتے اپنی آنکھیں بند کر گئی تھی۔۔۔۔

اسکی سرگوشی پر انہیں پھٹ سے کھولتی اپنی پہلے سے بڑی بڑی اوشن بلیو آئز کو اور بڑی کرتی حیرانی سے اسکی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔

جبکہ چہرہ مکمل طور پر خون چھلکانے لگا تھا۔۔۔

اور ایسی حالت میں وہ اتنی پیاری لگی ضارب کو وہ آگے بڑھ کر اسکی آنکھوں کو باری باری نرمی سے چھوتے اسکے ہونٹوں کو بھی پیار سے چوم گیا۔۔۔۔

جس پر وہ خجل سی ہوتی اسکے آزادی بخشنے پر سرخ چہرے کے ساتھ ڈریسنگ روم سے کپڑے لیتی واشروم کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

جس پر وہ نفی میں سر ہلاتا اس کے زخموں پر لگانے کیلئے وارڈروب سے کوئی آئنٹمنٹ ڈھونڈنے لگا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کے کپڑے تبدیل کر کے آنے تک وہ کمرے کی مین لائٹ کو بجھا کر کمرے میں مکمل طور پر اندھیرہ پھیلا چکا تھا،،،، بس بیڈ کی ایک طرف موجود سائڈ ٹیبل پر ایک چھوٹا سا لیمپ روشن تھا،،،، جس کی روشنی بالکل نا ہونے کے برابر تھی۔۔۔۔

جبکہ اتنے اندھیرے کو دیکھتے ہوئے ابرش بے ساختہ ہی گھبرا کر اسے پکار گئی تھی۔۔۔۔۔

ہم ادھر ہی ہیں باربی آپکو ڈرنے کی ضرورت نہیں،،،،،ابرش کو یہ سرگوشی اور ضارب کی خوشبو بہت قریب سے محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔

جس پر وہ پلٹ کر اسے دیکھتی اس سے پہلے ہی وہ اسے اپنے حصار میں گود میں اٹھا چکا تھا۔۔۔۔جس پر ابرش نے ڈرتے بمشکل خود کو چیخنے سے روکا تھا

۔۔۔۔۔

لیکن ضارب نے اسکی بات کا کوئی خاص نوٹس نہیں لیا تھا وہ اسے یونہی گود میں اٹھائے نرمی سے بیڈ پر اتارتا اسکی طرف کا بھی سائڈ لیمپ روشن کرتا نیم اندھیرے میں اس کے زخموں کا معائنہ کرنے لگا تھا۔۔۔۔۔

اسکے بازو کو کہنی سے فولڈ کرتے ہوئے وہاں آئے زخم کو لب بھینچ کر دیکھتا کریم لگانے کے بعد نرمی سے ہونٹوں سے چھو گیا۔۔۔۔

جس پر سکون محسوس کرتے ابرش نے اپنی آنکھیں بند کی تھی۔۔۔۔

پھر ایسے ہی گردن پر آئی خراشوں پر مرہم لگاتا وہاں اپنے نرم لمس سے سلگاتے ہوئے اسکا رخ پلٹ گیا تھا۔۔۔۔

جس پر ابرش حیران تو ہوئی لیکن کچھ کہاں نہیں اس نے بہت آرام سے کمر سے اسکی زیپ کو کھولتے ہوئے اسے نیچے کی کھسکایا تھا جس پر ابرش کے چودہ طبق روشن ہوئے تھے،،،،اور اس نے تڑپ کر پلٹنا چاہا جب ضارب نے ڈپٹتے ایسا کرنے سے روکا تھا۔۔۔۔

جس سے وہ شرم سے دوہری ہوتی تکیے میں اپنا سرخ ہوا چہرہ چھپا گئی۔۔۔۔

اسکی کمر پر آئی چوٹ کا اچھے سے معائنہ کرنے کے بعد وہاں مرہم لگاتے ضارب نے اسے ہونٹوں سے چھوا تھا۔۔۔۔

لگتا ہے ہماری چھوٹی سی بیوی کو پنک رنگ سے کچھ زیادہ ہی محبت ہے جو ہر چیز پنک کلر،،،،،اس سے پہلے کہ وہ اپنا جملہ مکمل کرتا ابرش نے بے ساختہ پلٹتے ہوئے اسکے ہونٹوں پر اپنا نازک ہاتھ تھا۔۔۔۔۔

جسے نرمی سے چھوتے ہوئے ضارب نے قہقہہ لگایا،،،،،اور پھر اسکے سرخ ہوئے چہرے کو دیکھتا اسکی گردن میں جھکتے ہوئے وہاں نرمی سے اپنے چاہت کے پھول بکھیرنے لگا۔۔۔۔۔

جس پر ابرش بھی اپنی آنکھیں بند کرتی اس نرم لمس کو محسوس کرنے لگی تھی ،،،،،، جب ضارب شاہ نے اسکے کندھے سے شرٹ کو کھسکاتے ہوئے وہاں اپنے بھیگے لب رکھے تھے۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی بڑھتی جسارتوں کو محسوس کرتے اس نے مزاحمت کرنی چاہی لیکن وہ نرمی اس کے ہاتھ کو تھامتے ہوئے بیڈ کراون سے لگاتا اسے مکمل طور پر بے بس کر گیا۔۔۔۔۔۔

ابرش کو اپنی جان کو تو تب نکلتی محسوس ہوئی جب اسکے حصار میں تڑپتے پھڑ پھڑاتے ہوئے نازک دل کے مقام پر ضارب شاہ نے اپنے دہکتے ہوئے لب بہت حق اور جرات سے رکھے تھے۔۔۔۔۔۔

" سائیں

جس پر وہ تڑپ کر اسے پکار گئی ،،،،،،

حکم جان سائیں ،،،،،، اتنا کہتے اس نے ایک بار پھر اسے اپنے لمس سے سلگایا تھا

جس پر وہ اپنی مزاحمت تیز کرتی اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی ،،،،،، لیکن وہ اگر اپنے ہوش میں ہوتا تو اس کی روک ٹوک یا پھر مزاحمت کا نوٹس لیتا ،،،،، وہ تو اسکے وجود کی نرماہٹوں میں کھویا ہوا اسکے پور پور کو اپنے لمس سے سلگاتا نیچے کی بڑھا ،،،،، اور اسکی نازک پتلی سی کمر پر لب رکھتا اسکی سانسیں سینے میں ہی کہیں روک گیا ------

جس پر اس نے ضارب کے کندھوں کو چھوڑتے ہوئے بیڈ شیٹ کو اپنی مٹھیوں میں جھکڑا تھا،،،،، جبکہ اسکی آدھ کھلی ہوئی آنکھیں نیم اندھیرے میں نظر آتے اوپر لٹکے ہوئے فانوس پر ٹکی تھیں۔۔۔۔۔

جس میں سے پتا نہیں لیکن کیسے اب موتیے کی چھوٹی چھوٹی پتیاں ان دونوں پر پھولوں کی بارش کی طرح برسنے لگی تھی۔۔۔۔۔

جب وہ اس کے پور پور سے سیراب ہوتا اسکی گردن کی طرف دوبارہ آتے اسے نرمی سے چھوتا اسے نئے امتحان میں ڈال گیا۔۔۔۔

اور پھر اسے بے حس و حرکت پڑے دیکھ کر اس نیم اندھیرے میں غور سے اسکے سرخ تپے ہوئے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

اور پھر اسکی گھنیری پلکوں میں اٹکے موتی کی صورت ٹھہریں آنسو کو اپنے ہونٹوں سے چن گیا۔۔۔۔

جس پر ابرش نے اپنی نم سرخ رنگ گہری سمندر جیسی آنکھوں کو کھولتے ان میں شکوہ بھرا اسکی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔

جس پر وہ دلکشی سے مسکرایا تھا۔۔۔۔

شکر ہے آپ ہوش میں ہیں ورنہ جیسے بے حس و حرکت پڑی ہوئی تھیں ہمیں لگا ہماری جان نے اپنے ہوش گنوا دیئے۔۔۔۔۔

وہ اسکے تپتے چہرے پھونک مار کر اسکی گال کو نرمی سے سہلاتے ہوئے قہقہہ لگاتا بولا۔۔۔۔

جس پر ابرش نے اس کے سینے پر اپنے نازک ہاتھوں کے مکے برسائے تھے

بہت برے ہیں آپ ،،،،

ہمم " وہ تو ہیں اس میں کوئی شک نہیں -----

اسکے سرخ چہرے کی طرف دیکھتے نرمی سے گویا ہوا ------

لیکن پتا نہیں کیوں آج ابرش کو اسکے منہ سے یہ الفاظ بالکل اچھے نہیں لگے تھے

نہیں میرے کہنے کا وہ مطلب نہیں تھا،،،،اسے لگا شاید ضارب کو اسکا ایسا بولنا پسند نہیں آیا اس لیے صفائی دینے لگی جسے اس نے درمیان میں کاٹا تھا۔۔۔۔

آپکا جو بھی مطلب تھا لیکن حقیقت یہی ہے باربی کے ہم بالکل بھی اچھے نہیں ہیں جس کا اندازہ آپکو بھی بہت جلد ہو جائے گا۔۔۔۔

وہ اپنی نظریں اسکے پنکھڑیوں جیسے ہونٹوں پر ٹکاتے ذو معنی انداز میں بولتا اسے بنا کوئی بھی بات سمجھنے کا موقع دیئے ان پر جھکتا اسے اپنے لمس سے مہکانے لگا تھا

۔۔۔۔۔

جس پر ابرش بھی اسکی گردن میں بازو حائل کرتی اپنے ذہن میں آتے ہر برے خیال کو جھٹکتی ہوئی خود بھی اسکا ساتھ دینے لگی۔۔۔۔۔

جسے اسے کچھ دیر محسوس کرنے کے بعد وہ اسے فضاء میں بلند کرتے کروٹ بدلتا ہوا اسے اپنے سینے پر منتقل کرتے ہوئے اسکی ڈھلکتی ہوئی شرٹ کو واپس سہی کرتے اسکی کھلی زیپ بند کرتا نرمی سے اسکی کمر کو اپنی کھردری انگلیوں سے سہلاتے ہوئے اسے ریلکس کرنے کی کوشش کرنے لگا،،،،،

اور پھر یونہی لیٹے لیٹے دونوں پر کنفرٹ درست کرتا ابرش کے ساتھ خود بھی سکون سے آنکھیں موند گیا۔۔۔۔۔

وہ علیحدہ بات کے اسکی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی،،،،، لیکن ابرش اسکی گرفت میں سکون محسوس کرتی جلد ہی گہری نیند میں چلی گئی تھی۔۔۔۔۔

جسے محسوس کرتے وہ اسے نرمی سے بیڈ پر منتقل کرتا خود اٹھ کر ایک نظر اسے دیکھنے کے بعد خود دوبارہ لائٹر اور سگریٹ اٹھاتا اس کمرے کے خاص حصے کی طرف بڑھ گیا،،،،، جہاں مرر کی ایک دیوار پر ہاتھ رکھتے ہی وہ دو حصوں میں تقسیم ہوتی ایک راستہ بنا گئی۔۔۔۔

اور ضارب کے اندر داخل ہوتے ہی دوبارہ ایسے ساتھ جڑ گئی جیسے کبھی الگ ہوئی ہی نہیں۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

صبح ٹھیک فجر کے ٹائم اسکی آنکھ کھلی تھی،،،،، اور واسم شاہ کے کمرے کو کچھ دیر انجان نظروں سے دیکھنے کے بعد وہ حیران ہوتی یکدم اٹھ کر بیٹھ گئی

۔۔۔۔۔۔

جس سے اسے تکلیف بھی ہوئی کیونکہ وہ ایسے ہی بنا کوئی کنفرٹ لیے ایسے ہی واسم کا انتظار کرتے سو گئی تھی۔۔۔۔

لیکن اس نے نہیں آنا تھا وہ نہیں آیا،،،،، جس کا ایہا کو دکھ تو بہت ہوا لیکن پھر نماز کا ٹائم نکل جانے کی وجہ سے سر جھٹکتی ہوئی اٹھی اور فریش ہونے واشروم کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

اس بھاری لہنگے سے جان چھڑاتے ہوئے سادہ کپڑوں میں وضو بناتی آکر نماز کیلئے کھڑی ہوئی جسے ادا کرنے کے بعد اسے اپنے رگ و جان میں سکون اترتا محسوس ہوا تھا۔۔۔۔۔

اور وہ اپنی ساری شکایتیں اپنے رب کے حضور رکھتی ہلکی پھلکی ہوتی قرآن پاک کی تلاوت کرنے لگی۔۔۔۔

جس کے بعد ایک نظر گھڑی کی طرف دیکھتے جس میں صبح کے ساڑھے چھ بج رہے تھے،،،،،تلاوت سے فارغ ہو کر قرآن پاک کو چوم اپنی آنکھوں سے لگاتی واپس اسے اپنی جگہ پر رکھتی۔۔۔۔

آئینے کے سامنے آئی تھی تاکہ اپنے الجھے ہوئے بالوں سلجھا سکے۔۔۔۔

ابھی اس نے دوپٹہ سر سے اتار کر.برش کی طرف ہاتھ.بڑھایا تھا جب اسکا فون بلنک ہوا جس میں ایک ویڈیو کا میسج تھا۔۔۔۔

پہلے تو اس نے ان نون نمبر دیکھتے اسے اگنور کرنا چاہا۔۔۔

لیکن پھر کچھ سوچ کر وہ ویڈیو اوپن کی تھی اور ابھی اس نے پلے کا بٹن کا دبایا تھا جب اسی وقت دروازہ کھول کر واسم شاہ کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔۔۔

جسے ایک نظر دیکھنے کے بعد اس نے دوبارہ موبائل میں چلتی ویڈیو کی طرف دیکھا تھا،،،،، جس میں اسکی اور معروف ہاسپٹل والی ویڈیو چل رہی تھی جس میں وہ اسکے سینے سے لگی ہوئی تھی۔۔۔۔

جسے ایک نظر دیکھنے کے بعد ایہا نے حیران نظروں سے اسکے وجیہہ چہرے کی طرف دیکھا تھا جس پر واضح تھکن کے آثار تھے۔۔۔۔

ایک آنسو اسکی آنکھوں سے ٹوٹ کر بے مول ہوتا اسکی گالوں پر بہہ نکلا ساتھ ہی موبائل ہاتھوں سے چھوٹ کر زمین پر گرا تھا۔۔۔۔۔

اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے لبوں پر رکھتے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

اور پھر روتی ہوئی ڈریسنگ روم میں جا کر بند ہو گئی جبکہ واسم نے اسکے ری ایکشن کو دیکھتے ایک نظر موبائل پر چلتی ویڈیو پر ڈالی تھی۔۔۔۔

جسے ایک نظر دیکھنے کے بعد وہ گہرا سانس کھینچتا نفی میں سر ہلاتا ڈریسنگ روم کے بند دروازے کو پر سوچ نظروں سے دیکھنے کے بعد خود فریش ہونے واشروم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

جبکہ پیچھے ایہا کے فون پر چلتی ویڈیو مکمل ہوتی خود ہی بند ہو گئی۔۔۔۔

ماضی

ہم نے آپ کو امریکہ باہر اعلی تعلیم حاصل کرنے کیلئے بھیجا تھا،،،،،، نا کہ یہ گل کھلانے کیلئے،،،،، یہ صلہ دیا ہے آپ نے ہمارے بھروسے اور یقین کا

آٹھ سالہ موسی شاہ کو اپنے سامنے دیکھتے ہوئے حیدر شاہ کی دھاڑ شاہ حویلی میں گونجی تھی----

جس پر عمائمہ بیگم (حیدر شاہ کی بیوی) کے ساتھ ان کے دونوں بیٹوں نے بھی سہمی ہوئی نگاہوں سے انکی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔

سہم تو وہ چھوٹا سا سرمئی آنکھوں والا بچہ بھی گیا تھا،،،، جس نے ابھی دو دن پہلے ہی ایک ایکسیڈنٹ میں اپنی ماں کو کھویا تھا،،،،، جسے دفنانے کے اگلے دن ہی اسکا باپ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اسے لے کر اس انجان جگہ پر آ گیا تھا۔۔۔۔

جہاں کچھ لوگ اسے حیرت جبکہ کچھ ہمدردی کی نظر سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

کیونکہ حیدر شاہ کے سخت مزاج اور انکے اصولوں سے کون واقف نہیں تھا ،،،،،انہیں اپنے خاندان کی روایات ، اپنی انا و عزت اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تھی۔۔۔۔

اور ابراہیم شاہ انہی روایات کو توڑنے کا جرم سرزد کر آئے تھے ،،،،، اور اب سر جھکا کر چپ چاپ اپنے باپ سمان لالا کی باتیں سنتے ان سے معافی کے طلبگار تھے -----

کیونکہ وہ جانتے تھے ،،،،، حیدر شاہ چاہے ان سے جتنے مرضی ناراض ہو جاتے ،،،،، لیکن انہیں کبھی خود سے جدا نہیں کرتے ،،،،، کیونکہ اپنے ماں باپ کی وفات کے بعد جیسے انہوں نے انہیں اپنی اولاد کی طرح پالا تھا،،،،، جیسے ان میں انکی جان بستی تھی ----

وہ چاہ کر بھی انکے خلاف کوئی سخت قدم نہیں اٹھا سکتے تھے ----

شاہ سائیں ،،،،، اب بچے سے غلطی ہو گئی ،،،،، دیکھیں وہ شرمندہ بھی تو ہیں ،،،،، اب آپ بھی اپنی ناراضگی ختم کر دیں ،،،،، اور انہیں قبول کر لیں

عمائمہ بیگم انکے غصے سے ڈرتی ہوئی اٹکتے لہجے میں اپنے دیور کی حمایت میں بولی تھی۔۔۔

جس کے بدلے حیدر شاہ نے انکی طرف غصے سے دیکھا تھا۔۔۔

کیا کریں گے ہم انکی شرمندگی کا ہاں اچار ڈالیں،،،، خاندان میں جواب تو ہمیں دینا پڑے گا نا،،،،

کیا کہیں گے جسے اپنی اولاد سمجھ کر پالا،،،،، جن پر بھروسہ کر کے انہیں ہر قسم کی آزادی دی مان دیا،،،، آج انھوں نے اپنی شادی میں بلانا تو دور کی بات ہمیں بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا،،،،

کیا جواب دیں گے ہم اس لڑکی کے والدین کو جو بچپن سے ان کے نام بیٹھی ہیں ،،،،،،انہوں نے ہمیں کسی کے بھی سامنے سر اٹھانے لائق نہیں چھوڑا،،،،،، وہ غم وغصے کی حالت میں دھاڑتے ہوئے بولے تھے۔۔۔۔

جسے سنتے وہ خاموشی اختیار کر گئی تھیں۔۔۔

البتہ ابراہیم شاہ آگے بڑھ کر انکے مظبوط سینے کا حصہ بنے تھے،،،، جنہیں انہوں نے غصے سے جھٹکنا چاہا،،، لیکن انکی پکڑ مظبوط ہونے کی وجہ سے کامیاب نا ہوسکے۔۔۔۔

سوری لالا میں شرمندہ ہوں اپنی غلطی پر،،،، لیکن میں اس وقت بہت مجبور تھا ،،،،اور اگر آپکو بتاتا تو آپ میری مجبوری کو نا سمجھتے فوراواپس آنے کا بولتے

۔۔۔۔۔

بس اسی لیے آپکو نہیں بتایا تھا،،،، لیکن میں وعدہ کرتا ہوں آئندہ کبھی کوئی بھی کام آپکی مرضی کے خلاف نہیں کروں گا۔۔۔۔

بس میری یہ ایک غلطی معاف کر دیں۔۔۔

وہ ان سے الگ ہوتے التجائی لہجے میں بولے تھے،،،،، جس کا حیدر شاہ نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔

البتہ غصے سے اپنا رخ بدل گئے۔۔۔۔

جس پر ابراہیم شاہ آسودہ سے مسکرائے تھے،،،، مطلب کے برف پگل رہی تھی۔۔۔۔

" سوری

اور پھر انکے سامنے جاتے بالکل بچوں کی طرح اپنے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھتے معصوم شکل بناتے بولے۔۔۔

جیسے وہ بچپن میں کیا کرتے تھے۔۔۔

جس پر نا چاہتے ہوئے بھی حیدر شاہ کے لب مسکرائے تھے،،،، اور انھوں نے آگے بڑھ کر اپنے عزیز و جان بھائی کو اپنے سینے میں بھینچا تھا۔۔۔

لیکن مکمل طور پر معافی آپکو صرف ایک صورت میں ملے گی،،،،، جب آپ اپنی بچپن کی منگ سے اسی ہفتے شادی کریں گے۔۔۔۔

وہ انہیں خود سے علیحدہ کرتے انکے سامنے شرط رکھتے بولے ،،،،،

لیکن لالا اتنی جلدی ،،،،، ایک نظر معصوم موسی شاہ کی طرف دیکھنے کے بعد وہ ہچکچاتے ہوئے بولے تھے ۔۔۔۔۔

آپکو ابھی بھی یہ جلدی لگ رہا ہے ،،،،، آپ اور کتنا انتظار کروانا چاہتے ہیں اس معصوم کو ،،،،، جبکہ انکی بات کو سنتے وہ دوبارہ غصے سے بولے ۔۔۔۔

پر لالا میرا بیٹا ،،،،،، انہوں نے حیدر شاہ کا دھیان اپنے بیٹے کی طرف دلانا چاہا جو انکے غصے کو دیکھتے ہوئے تھر تھر کانپ رہا تھا ۔۔۔۔

آپ انکی فکر نا کریں،،،،، آج سے ہمارے دو نہیں بلکہ تین بیٹے ہیں،،،،،، ہم انہیں کبھی کسی چیز کی کمی محسوس نہیں ہونے دیں گے،،،،،، لیکن انکی وجہ سے کسی بے قصور کو اور انتظار کی سولی پر نہیں لٹکا سکتے۔۔۔۔

وہ موسی شاہ کی طرف پیار سے دیکھتے اپنا حتمی فیصلہ سنا گئے،،،،، جس پر وہ نا چاہتے ہوئے خاموشی اختیار کرتے اپنا سر جھکا گئے تھے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔

پھر حیدر شاہ نے دیری بالکل نہیں کی تھی،،،،،، بلکہ اپنے خاندان کا نام اونچا رکھنے کیلئے بہت دھوم دھام سے اپنے چھوٹے بھائی کی شادی انکی بچپن کی منگ رضیہ بیگم سے کر دی تھی۔۔۔۔

جنہوں نے اپنے حسن اخلاق سے نا صرف ابراہیم کی مجبوری کو سمجھتے ہوئے انہیں معاف کر دیا تھا،،،،، بلکہ موسی شاہ کو بھی دل و جان سے اپنے بیٹے کے روپ میں قبول کر چکی تھیں۔۔۔۔۔

حیدر شاہ سمیت گھر کے باقی افراد بھی انکا بہت خیال رکھتے تھے،،،،،، بلکہ وہ انہیں اپنے دونوں بیٹوں سے زیادہ پیار دیتے تھے،،،،، کہ کہیں انہیں اپنی ماں کی کمی محسوس نا ہو،،،،، اور انکے ساتھ ساتھ انکے بچے بھی انہیں اپنے سگے بھائی کی طرح ٹریٹ کرتے۔۔۔۔۔

لیکن موسی شاہ کچھ ریزورڈ نیچر اور کچھ بچپن سے اپنی ماں کے زیادہ قریب ہونے کی وجہ سے ان سب کے درمیان سہی سے گھل مل نہیں پا رہے تھے

۔۔۔۔۔

اس لیے زیادہ تر خاموش ہی رہتے تھے۔۔۔۔۔

لیکن وہ کہتے ہیں ناوقت کسی کیلئے نہیں رکتا تھا،،،،،انہیں بھی اپنی ماں سے جدا ہوئے ایک سال سے اوپر کا عرصہ گزر چکا تھا۔۔۔۔

اوراس سب کے دوران حیدر شاہ کے ساتھ ابراہیم شاہ نے بھی انہیں زندگی کی طرف لانے کیلئے جان توڑ کوششیں کی تھی جسکاانجام صرف یہ نکلا تھا کہ وہ اب زیادہ نہیں تو کچھ حد تک ان سب سے کھل کر باتیں کرنے لگے تھے۔۔۔۔۔

اوراس کے علاوہ ابراہیم شاہ اور رضیہ بیگم کی زندگی میں دو پریوں کا بھی اضافہ ہو چکا تھا،،،، جنہوں نے آکر انکی چھوٹی سی فیملی کو کمپلیٹ کر دیا تھا۔۔۔۔

سب اپنی اپنی زندگیوں میں بہت خوش اور مطمئن تھے ،،،،جب ایک حادثے نے شاہ حویلی کی دیواریں ہلادی تھی ،،،،،جب ابراہیم شاہ اور رضیہ بیگم ایک کار ایکسیڈنٹ میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے تھے۔۔۔۔

جس نے موسی شاہ کو یتیم کرنے کے ساتھ ساتھ حیدر شاہ کی کمر بھی توڑ دی تھی ،،،،،عمائمہ بیگم نے اپنی اتنے سالوں کی رفاقت میں انہیں پہلی بار ٹوٹ کر روتے دیکھا تھا،،،،،جب وہ اپنے جوان بھائی اور بھاوج کی میت کو کندھا دے کر آئے تھے۔۔۔۔

یہ رات شاہ حویلی کے مکینوں پر قیامت کی رات سے کم نہیں تھی ،،،،یہاں تمام چھوٹے اور بڑے ایک دوسرے کا سہارا بنے حوصلہ دینے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔۔

جب حیدر شاہ کے چھوٹے بیٹے یمان شاہ کی نظر جھولے میں روتی ہوئی ایک معصوم پری پر پڑی تھی،،،،،اور وہ ایک نظر روتے ہوئے موسی کو چپ کرواتی اپنی ماں کو دیکھتے اس کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

اور جھولے کو ہلا کر اسے چپ کروانے کی کوشش کرنے لگا،،،، لیکن جھولے میں موجود بچی نے چپ ہونے کی بجائے ڈر کر اور اونچی آواز میں رونا شروع کر دیا۔۔۔۔

جس پر اس نے پریشانی سے اسکی طرف دیکھا تھا۔۔۔ لیکن پھر اسے چپ نا ہوتے دیکھ کوشش کر کے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اسے جھولے سے اٹھاتا اپنے سینے سے لگا گیا۔۔۔۔

حالانکہ وہ اس وقت خود بھی بہت چھوٹا تھا،،،، لیکن اسے اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے تھپکتے چپ کروانے لگا۔۔۔۔

اور حیرت کی بات تو یہ تھی کہ اسکے چھوٹے سے حصار میں آنے کے بعد وہ بچی بھی چپ ہوتی اپنی گہری سبز کانچ سی آنکھوں کو کھولتی ٹکر ٹکر اسکے چہرے کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔

جسے دیکھتے وہ مسکرایا تھا۔۔۔۔

اور پھر اسکے آنسوؤں سے بھیگے گلابی پھولے پھولے گالوں کو محبت سے چوم گیا ،،،،، جس پر اس نے پھر منہ بسورا تھا۔۔۔۔

جبکہ اسکے دوبارہ رونے کیلئے تیاری پکڑتے دیکھ وہ اسے پچکارنے لگا،،،،، ہے بے بی روتے نہیں،،،،، ادھر دیکھیں میری طرف مجھ سے دوستی کریں گی

،،،،،

میں ناآپکا بہت زیادہ خیال رکھوں گا،،،،اور بہت ساری چاکلیٹس بھی لا کر دوں گا بس آپ دوبارہ رونا نہیں۔۔۔۔

وہ اسے اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق بہلاتے ہوئے پیار سے بولا،،،،، جسے سنتے حیرت انگیز طور وہ چپ ہوتی مسکرانے لگی،،،،،

آپ میری دوست بنے گی؟؟؟؟؟

اسے مسکراتے دیکھ کریمان نے دوبارہ سوال کیا تھا،،،، جس پر وہ ایک بار پھر کھلکھلائی تھی۔۔۔۔

جیسے وہ اسکی ہر بات سمجھ رہی ہو،،،،

ڈن آج سے آپ اور میں بیسٹ فرینڈ ہیں،،،، اسکے دائیں چھوٹے سے ہاتھ کو پیار سے تھامتے مسکراتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔

اور ساتھ اسکی چھوٹی سی پیشانی پر لب رکھ گیا،،،،،اور یہ وہ لمحہ تھا جب حجاب ابراہیم شاہ اور یمان حیدر شاہ کے اس خوبصورت اور پاکیزہ رشتے کا آغاز ہوا تھا

جس نے آگے چل کر دوستی سے محبت اور پھر عشق کی منزلوں کو طے کرنا تھا

---------❤---------

حال

ایہا نے ڈریسنگ روم میں بند ہوتے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا تھا،،،،
اتنا بڑا دھوکا وہ بھی شادی کی پہلی رات جب وہ پچھلی سبھی باتوں کو بھلا کر ایک نئی زندگی کی شروعات کیلئے دل و جان سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔

لیکن اسکی زندگی اور نظر میں تو اسکی ذات کی کوئی اہمیت ہی نہیں تھی جسکا احساس وہ انکی سپیشل رات میں اسے چھوڑ کر کسی دوسری عورت کو اپنے سینے سے لگا کر کروا چکا تھا۔۔۔۔

اسے لاکھ جھٹکنے اور نفی کرنے کے بعد بھی وہ منظر نہیں بھول پا رہا تھا جو اس نے کچھ دیر پہلے فون پر دیکھا تھا۔۔۔۔

یہ عمل انجام دے کر واسم شاہ نے سراسر اسکی ذات کی تذلیل کی تھی اسے اسکی اوقات بتائی تھی،،،،، جو اسکے روانی سے بہتے آنسوؤں کی وجہ بن رہی تھی

وہ ابھی اپنی ذات کی نفی کا غم منانے میں مصروف تھی جب اسے ڈریسنگ کا دروازے کھلنے کی آواز آئی تھی-----

اس نے حیرت سے چہرہ اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا تھا-----
لیکن سامنے کا نظارہ دیکھتے اسکی آنکھیں پھٹنے کے قریب باہر کو ابل آئی تھیں

جہاں واسم شاہ فریش سا بنا کسی لباس کے صرف ایک ٹاول میں ملبوس اپنی باڈی کی نمائش کرتا ڈریسنگ روم کا دروازہ بند کر رہا تھا-----

جسے دیکھتے اس نے فوراً اپنی نظریں جھکائیں تھیں۔۔۔۔

جبکہ شرمندگی سے چہرہ الگ سرخ ہو گیا۔۔۔۔

لیکن سامنے والے کو جیسے پرواہی نہیں تھی وہ اب بھی ریلکس سا وارڈروب سے پہننے کیلئے کپڑے نکال رہا تھا۔۔۔۔

جب ایہانے یہ موقع غنیمت جانتے سائڈ سے ہو کر نکلنا چاہا۔۔۔۔

تبھی وہ الماری کا دروازہ بند کرتا اسکے اور دروازے کے درمیان میں دیوار کی طرح حائل ہو گیا۔۔۔۔۔

جس پر اس غصے سے مٹھیاں بھینچی تھیں۔۔۔۔

یہ کیا بد تمیزی ہے راستہ چھوڑیں میرا؟؟؟؟

وہ شرمندہ شرمندہ سی نظریں جھکا کر غصے سے بولی،،،، جسکا سامنے والے نے کوئی خاص اثر نہیں لیا تھا۔۔۔۔

وہ لب دانتوں تلے دبا کر اپنی مسکراہٹ چھپاتا نفی میں سر ہلا گیا۔۔۔۔

اور اگر میں نا چھوڑوں تو؟؟؟؟

دیکھیں میں آپکے منہ نہیں لگنا چاہتی تو بہتر یہی ہو گا کہ آپ عزت کے ساتھ میرا راستہ چھوڑ دیں۔۔۔۔

تم یہی بات میری آنکھوں میں دیکھ کر بولو۔۔۔۔۔

اسکی بات کا اثر لینے کی بجائے اس نے اپنی ہی کہی تھی ۔۔۔۔

کیوں دوسروں سے نظریں ملا کر دل نہیں بھرا آپکا یا پھر اس نے رات کچھ کمی چھوڑ دی ،،،،، جواب میرے پاس چلے آئیں ہیں ۔۔۔

وہ اسکے چہرے کی طرف دیکھتی طنزیہ لب و لہجے میں گویا ہوئی ۔۔۔

یہ تو تمہاری سوچ ہے ،،،،، ورنہ واسم شاہ حرام چیز کو منہ نہیں لگاتا ،،،،، اسکے طنز کے جواب میں وہ آرام سے بولا ۔۔۔۔

ہاں سینے سے ضرور لگا لیتا ہے ،،،،، وہ جلے دل کے ساتھ گویا ہوئی ۔۔۔۔

خیر میری بلا سے آپ جس کے پاس مرضی جائیں لیکن فلحال شرافت کے ساتھ میرا راستہ چھوڑ دیں ورنہ میں آپکا منہ ،،،،،،

ورنہ تم میرا منہ چوم لو گی ،،،،، یہی نا چوم لو میں بالکل مائنڈ نہیں کرونگا۔۔۔۔

وہ اسکی بات درمیان میں کاٹتا بے باکی سے گویا ہوا۔۔۔۔

جسے سنتے وہ کانوں کی لوں تک سرخ پڑ گئی ،،،،،، سب کو اپنی طرح بیہودہ سمجھا ہوا ہے۔۔۔۔

وہ بمشکل خود کو کمپوز کرتی غصے بولی۔۔۔۔

بیہودگی ابھی آپ نے دیکھی کہاں ہے مسز،،،،، وہ اسکے تپتے سرخ چہرے کو دیکھتا ذو معنی انداز میں گویا ہوا۔۔۔

البتہ چہرے کے تاثرات سپاٹ تھے،،،،، جن کے ساتھ اس نے ایہا کی طرف اپنے قدم بڑھائے۔۔۔۔

جبکہ اس کو خود کی طرف بڑھتے دیکھ کر ایہا نے قدم پیچھے کی طرف اٹھائے تھے۔۔۔۔

اور اسکی کمر دیوار کے ساتھ لگتے ہی وہ اسکے دائیں بائیں ہاتھ رکھتے اسکی فرار کی تمام راہیں مسدود کر گیا۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی اتنی نزدیکی اور اسے شرٹ لیس دیکھ کر اتنی سردی میں بھی اسے اب پسینے آنے لگے تھے۔۔۔۔۔

اس میں تو کوئی شک نہیں،،،،،،آپ نے تو بے شرمی میں پی ایچ ڈی کر رکھی ہے۔۔۔۔۔
وہ اسکے چہرے اور برہنہ سینے کی طرف دیکھتی طنزیہ بولی تھی،،،،،جسے سمجھتے ہوئے اس نے قہقہہ لگایا۔۔۔۔

بھئی اس میں بے شرمی والی کونسی بات ہے،،،،ویسے بھی اپنی بیوی سے کیسا پردہ میاں بیوی تو ایک دوسرے کا لباس ہوتے ہیں۔۔۔۔

اسکی سرخ تپے ہوئے گال کو نرمی سے سہلاتے مسکراتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔۔

جسے غصے سے اس نے جھٹکا تھا،،،،،آپ اپنی ان فضول باتوں سے میرا دھیان نہیں بھٹکا سکتے۔۔۔۔۔

جس پر اس نے اپنے لب بھینچے تھے،،،،،اور پھر خاموشی سے پیچھے ہوتے وارڈ روب سے کپڑے نکال کر شرٹ پہنی،،،،،، جبکہ اسکو یہی کپڑے پہنتے دیکھ کر ایہا نے شرمندہ ہوتے فورا اپنا رخ بدلہ تھا۔۔۔۔

جسے دیکھتے واسم شاہ نے نفی میں سر ہلایا،،،،اور واشروم جانے کا ارادہ ترک کرتے اپنے کام سے فارغ ہوتا،،،،،اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بنا ہی ایک جھٹکے سے کندھے پر اٹھا گیا۔۔۔

جس پر ایہا کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی،،،،، اور وہ احتجاج کے طور پر اسکی پشت پر اپنے نازک ہاتھوں کے وار کرنے لگی،،،،، اور ساتھ ساتھ زبان سے کوسنے کا کام بھی جاری تھا،،،،، جسکا اس نے کوئی خاص نوٹس نہیں لیا۔۔۔۔

اور خاموشی سے کمرے میں آکر بیڈ پر اتارا تھا،،،،، جب ایہا نے احتجاج کرتے اٹھنا چاہا تو اسے دونوں ہاتھوں سے قابو کرتے اس پر حاوی ہوا۔۔۔۔

میرے آفس میں کام کرتی ہے وہ لڑکی جس کے آگے پیچھے کوئی نہیں،،،،، صرف ایک ماں تھی وہ بھی کل رات انتقال کر گئی،،،،، صرف انسانیت کے ناطے مدد کرنے گیا تھا۔۔۔۔

جسے سنتے ایہا کے اعصاب کچھ ڈھیلے پڑے تھے ،،،،، کیونکہ ماں کی جدائی کے درد سے تو وہ اچھے سے واقف تھی ،،،،،، یہ بات کر کے جیسے واسم شاہ اسکی دھکتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔۔

لیکن وہ یہ بات اسے بتا کر بھی تو جا سکتا تھا نا ،،،،، اور وڈیو میں جو نظارہ اسے دیکھنے کو ملا تھا وہ چاہ کر بھی اسے نہیں بھولا سکتی تھی۔۔۔

اپنے گلے کا ہار بھی آپ نے اسے انسانیت کے ناطے ہی بنایا تھا۔۔۔

جسے یاد کرتے وہ ایک بار پھر غصے سے بولی تھی ،،،،، جس پر واسم نے گہرا سانس کھینچتے خاموش نظروں سے اسکی طرف دیکھا تھا اور جب بولا تو لہجے میں تھکن واضح تھی۔۔۔

ایہا میں بہت تھک چکا ہوں پلیز کچھ پل کیلئے سکون چاہتا ہوں،،،،،ایہا نے

" کچھ کہنا چاہا۔۔۔۔لیکن

واسم شاہ نے اسکی بات کاٹتے کہا۔۔۔۔

" پلیز

جس پر ایہا نے اسکی سرخ ڈوروں سے سجی گہری سمندر جیسی آنکھوں میں دیکھا تھا اور پھر نا چاہتے ہوئے بھی خاموشی اختیار کر گئی۔۔۔۔

جبکہ اسکو خاموش ہوتے دیکھ کر وہ تھوڑا جھکتے اسکی سانسوں پر اپنا تسلط قائم کرتا اسے اپنے لمس سے مہکانے لگا،،،،،جس پر وہ اپنی آنکھیں سختی سے بند کر گئی

۔۔۔۔۔۔

جبکہ اسکے قید میں مقید اپنے ہاتھوں کو اسکی گرفت سے آزاد کراتے اسکی گردن میں حائل کیا تھا۔۔۔۔۔

جس پر وہ ریلکس ہوتا اسکے ہونٹوں کو نرمی سے اپنی گرفت سے آزاد کرتا اسکی ٹھوڑی پر لب رکھتے گردن کی طرف آیا اور وہاں اپنے لمس سے بھگونے لگا ،،،،، جبکہ اسکے داڑھی مونچھوں کے چبھتے بھیگے لبوں کے دہکتے لمس کو محسوس کرتے ابیہا نے اسکے کندھوں پر گرفت کچھ اور مظبوط کی تھی۔۔۔۔

کافی سارے لمحے ایسے ہی ایک دوسرے کو محسوس کرتے گزر گئے ،،،،، جب ابیہا کو اپنی گردن پر اسکی بھاری ہوتی سانسوں کا احساس ہوا تھا۔۔۔۔

اور اس نے اپنی سنہری ہلکی نم ہوئی آنکھوں کو کھول کر اسکے سنہری گھنے بالوں والے سر کی طرف دیکھا ،،،،، جو اسکی گردن میں چہرہ چھپائے اسے محسوس کرتے ایسے ہی سو گیا تھا۔۔۔۔

اس نے ہلکی سی کروٹ بدلتے اسکے حصار سے نکلنا چاہا لیکن سونے کے باوجود واسم کی گرفت مظبوط ہونے کی وجہ سے کامیاب نا ہو سکی۔۔۔۔

اس نے نظریں جھکا کر اسکے وجیہہ چہرے کی طرف دیکھا جو سوتے ہوئے بہت معصوم اور پیارا الگ رہا تھا۔۔۔۔

جسے دیکھتے بے ساختہ ہی اسکے لب مسکرائے،،،،، اور پھر وہ ایک ہاتھ سے دونوں پر کنفرٹ لیتے ہوئے،،،،، کہیں اسکی نیند خراب نا ہو اس ڈر سے بنا کسی کھینچا تانی کے خود بھی اسکے گرد اپنا حصار کھینچتی اس کے سر پر نا محسوس انداز میں اپنے لب رکھتے ہوئے سکون سے آنکھیں موند گئی۔۔۔۔

____________♥__________

ضارب بلیک شلوار قمیض میں ملبوس کندھوں پر بلیک ہی گرم شال اوڑھے نک سک سا تیار صوفے پر براجمان لیپ ٹاپ پر ضروری ای میل چیک کر رہا تھا ----

جب ابرش واشروم سے شاور لے کر بھیگے بالوں کے ساتھ باہر آئی تھی ------

جسے ایک نظر دیکھنے کے بعد وہ دوبارہ اپنے کام مصروف میں ہو گیا----

جبکہ اسکے برعکس ابرش جو اسکا دیکھنا نوٹ کر چکی تھی اسکی بے اعتنائی پر منہ بناتی آئینے کے سامنے جا کر ڈرائیر سے اپنے بال سکھانے لگی----

جنہیں ہلکا سا سکھانے کے بعد سلجھاتے ہوئے ایسے ہی کمر پر کھلا چھوڑیں،،،،، وہ اپنی سونی کلائیوں میں چوریاں سجانے لگی،،،،، اور ساتھ اماں سائیں کے

دیئے ہوئے گنگن بھی پہنے،،،،، اور ان سب سے فارغ ہوتے اس نے ابھی اپنے ہونٹوں پر لگانے کیلیئے لپ اسٹک اٹھائی تھی،،،،، جب ضارب شاہ نے اس سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔۔

اوں ہوں یہ مت لگائیں۔۔۔۔ البتہ نظریں ابھی بھی لیپ ٹاپ پر ہی مرکوز کر رکھی تھی۔۔۔۔

جبکہ اسکی آواز پر خوش ہوتے آئینے سے اسکے عکس کو دیکھا تھا،،،، لیکن پھر اسے بزی دیکھتے ہوئے سمجھ نہیں سکی کہ وہ اس سے ہی مخاطب تھا یا نہیں

۔۔۔۔

اور پھر کچھ دیر تک مسلسل دیکھنے کے بعد جب اسے ایسے ہی مصروف پایا تو سر جھٹکتے ہوئے ہلکے رنگ کو چھوڑتے ڈارک لپ اسٹک اٹھاتی اپنے ہونٹوں پر سجا گئی۔۔۔۔۔

ابھی وہ اس سے فارغ ہی ہوئی تھی جب یکدم اسکا رخ بدلتے ضارب شاہ اسکی سانسوں پر قابض ہوتا اسکے ہونٹوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لے گیا ۔۔۔۔۔

جبکہ اس اچانک پڑنے والی افتاد پر وہ بھوکلا کر رہ گئی،،، لیکن لاکھ کوششوں کے باوجود بھی خود کو اس سے چھڑوا نہیں سکی۔۔۔۔

بلکہ اسکی بے رحمی پر آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے،،،،،، جو اسکی آنکھوں سے چھلکتے گالوں پر بہہ نکلے،،،،،، لیکن اپنے چہرے پر نمی محسوس کرنے کے باوجود بھی وہ پیچھے نہیں ہوا۔۔۔۔۔

اینڈ جب وہ بالکل سانسیں ہارتی مرنے کے قریب ہوئی تب جا کر کہیں اس سے الگ ہوا،،،،،، لیکن الگ ہونے سے پہلے اس نے اسکے نچلے ہونٹ پر زبردست قسم کا دانتوں کا دباؤ ڈالا تھا۔۔۔۔۔

جس پر وہ تڑپ کر رہ گئی،،،،،، جبکہ اس سے ابرش کے بہتے آنسوؤں میں کچھ اور روانی آئی تھی۔۔۔۔۔

جب ہم نے آپکو منع کیا تھا کہ یہ مت لگائیں تو پھر آپ نے کیونکر یہ حرکت انجام دی،،،،، وہ اسکے بالوں سے پکڑ اسکا چہرہ مقابل کرتے درشتگی سے گویا ہوا ۔۔۔۔

البتہ بالوں پر گرفت ہلکی رکھی تھی۔۔۔۔

وہ،،،،،، مجھے سمجھ،،،،، نہیں آیا تھا،،،،، کہ آپ مجھ سے مخاطب،،،،، تھے یا نہیں،،،،،،

اور ویسے بھی میں،،،،،، نے یہ شوق سے نہیں لگائی تھی،،،،، بس ہونٹوں پر آئے زخم کو چھپانے کیلئے۔۔۔۔

وہ اسکے غصے کو دیکھتے بمشکل اٹکتے ہوئے صفائی دیتی بولی۔۔۔۔

جبکہ اسے اپنے قدموں سے جان الگ نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

کیونکہ آج اس نے بہت دنوں بعد پھر ضارب شاہ کا پرانا روپ دیکھا تھا،،،،،
جس نے اس کی ساری ہمت ختم کر دی تھی۔۔۔۔

جس پر ضارب نے ایک نظر اسکے زخمی ہونٹوں کی طرف دیکھا،،،،، جس پر زخم ٹھیک ہونے کی بجائے اسکی شدتوں کی وجہ سے مزید بڑھ گیا تھا۔۔۔۔

جسے دیکھتے اس نے نرمی سے اسے انگوٹھے سے سہلایا تھا،،،، جس پر تکلیف محسوس کرتے وہ سسکی تھی۔۔۔۔

جس پر ضارب کو افسوس تو ہوا لیکن پھر سر جھٹک گیا۔۔۔۔

وہ ہمیں لگا شاید آپکی نظر میں ہماری بات کی کوئی اہمیت نہیں بس اسی لیے ،،،،،،
اور کسی بھی چیز کیلئے آپ ہمیں اگنور کریں یہ ہمیں بالکل برداشت نہیں۔۔۔۔

وہ اسکو اپنے سینے سے لگاتے ہوئے اس بار نرمی سے گویا ہوا۔۔۔۔
جس پر وہ حیران تو ہوئی لیکن فلحال خاموشی میں اپنی عافیت جانی۔۔۔۔

اور آپ ہمیں سادگی میں ہی پیاری لگتی ہیں بس اسی لیے منع کر رہے تھے
۔۔۔۔۔
اور ویسے بھی ہم نہیں چاہتے کہ آپکے سجے سنورے روپ کو ہمارے علاوہ کوئی اور دیکھے ،،،،،،آپ پر اور آپکے بناو سنگھار پر صرف ہمارا ہی حق ہے سمجھ رہی ہیں نا ہم کیا کہنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔

وہ اسکے معصوم چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لے کر اسے نرمی سے سمجھا رہا تھا۔۔۔۔۔

جس پر وہ معصومیت سے سر ہلا گئی،،،،، جبکہ اسکی پازیزیونیس کو دیکھتے ہوئے اسے ہلکا سا ڈر بھی لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

جسے ضارب نے محسوس کرتے اس بار نرمی سے اسے چھوا،،،،، ابرش نے سرخ ہوتے اسکے حصار نکلنا چاہا،،،،، جس پر ضارب نے اسے آنکھیں دکھائی تھیں۔۔۔

اور پھر ایک نظر اسکے کپڑوں کی طرف دیکھتے نفی میں سر ہلاتے قہقہہ لگا گیا ،،،،،، جبکہ اسکو ہنستے دیکھ کر ابرش نے حیرت سے اسکی طرف سوالیہ دیکھا ۔۔۔۔۔

پنک کلر "اس نے اسکے کپڑوں کی طرف توجہ دلواتے اشارہ کیا تھا۔۔۔۔

جسے ایک نظر دیکھنے کے بعد اسکی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے وہ چیخی تھیں

۔۔۔۔۔۔

" سائیں

جبکہ اسکا سرخ چہرہ دیکھتے وہ ایک بار پھر زندگی سے بھرپور قہقہہ لگا گیا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔

دادا سائیں کی سر براہی میں گھر کے سبھی افراد ناشتے کی ٹیبل پر براجمان تھے

آج نو بیاہتا جوڑوں کیلئے ناشتے کی ٹیبل پر خاص انتظامات کیے گئے تھے،،،،، جہاں ابرش ایبہا زرمینے کی نظروں سے کنفیوژ ہوتی سرخ سی بیٹھی تھیں،،،،، وہی ضارب اور واسم شاہ ریلکس انداز میں بیٹھے ناشتہ کر رہے،،،،،، جبکہ ایک دوسرے کیلئے لاپرواہی دونوں طرف سے عروج پر تھی-----

جبکہ انکے برعکس زارون کی نظریں زرمینے کے خوبصورت چہرے پر ٹکی ہوئی تھیں جس پر شرارتی تاثرات سجے ہوئے تھے-----

جنہیں دیکھتے بے ساختگی میں اپنے آپ ہی اسکے لب مسکرائے تھے-----

جبکہ اسکی محویت کو دیکھتے دادا سائیں نے اپنے گلا کھنکارا تھا----

جس پر اس کے ساتھ ساتھ باقی گھر کے افراد بھی متوجہ ہوئے تھے،،،،، ہمیں آپ سب سے بہت ضروری بات کرنی ہیں۔۔۔۔

اپنے خاندان کو دیکھتے وہ پر شفیق لہجے میں گویا ہوئے تھے۔۔۔۔

جس پر سبھی نے ادب سے سر ہلایا تھا،،،، جیسا کہ سبھی جانتے ہیں کہ ہم اپنے دونوں بڑے پوتوں کے فرض سے خیر خیریت سے فارغ ہو چکے ہیں،،،،، وہ ایک نظر واسم اور ضارب شاہ کی دیکھتے مسکرا کر بولے۔۔۔۔

اور ماشاءاللہ سے آج شام میں انکے ولیمے کی رسم ادا کی جائے گی،،،، جس پر سبھی نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا تھا۔۔۔۔

لیکن ہم اس خاص دن کو کچھ اور سپیشل بنانا چاہتے ہیں،،،، وہ ایک نظر زارون کے چہرے کی طرف دیکھتے رکے تھے،،،، جبکہ انکے چہرے پر خوبصورت سی مسکراہٹ تھی۔۔۔۔

لیکن وہ کیسے باباسائیں؟؟؟؟؟ انکے خاموش ہونے پر ارمغان شاہ سوال گو ہوئے۔۔۔۔

وہ ایسے کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ آج شام میں واسم، ضارب کے ولیمے کے ساتھ ہم اپنے چھوٹے پوتے زارون شاہ کا بھی نکاح پڑھاوے گے۔۔۔۔

جس پر سبھی بڑوں کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی سوائے موسی شاہ کے کیونکہ وہ اتنی جلدی زرمینے کا نکاح نہیں کرنا چاہتے تھے،،،، لیکن پھر حیدر شاہ کے ادب میں خاموشی اختیار کر گئے،،،، البتہ بچے ابھی کچھ کنفیوژ تھے لیکن ساتھ

خوش بھی،،،،، جبکہ اس خبر کو سنتے زارون کے چہرے کا رنگ لٹھے کی مانند سفید ہوا تھا۔۔۔۔

اس نے ایک نظر زرمینے کی طرف دیکھا تھا،،،،، اور پھر دوسری نظر داداسائیں کی طرف جو اسکی طرف دیکھ رہے تھے،،،،، جسے دیکھتے اسے اپنی محبت اپنے ہاتھوں سے ریت کی طرح پھسلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔

اور وہ بنا کچھ کہے ہی وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔۔۔۔

جسکی پشت کو دیکھتے انہوں نے نفی میں سر ہلایا تھا البتہ ہونٹوں پر شرارتی مسکراہٹ تھی۔۔۔

لیکن داداسائیں آپ نے زارون لالا کی دلہن کے بارے میں تو بتایا ہی نہیں،،،،، انکا نکاح کس کے ساتھ ہوگا؟؟؟؟؟

داداسائیں کو خاموش ہوتے دیکھ کر ابرش نے سب سے ضروری سوال کیا تھا

آبی بٹیا ہم آپکی دوسری سہیلی کو بھی آپکی بھابھی بنارہے ہیں،،،،، وہ اسکے معصوم چہرے دیکھتے ہوئے لاڈ سے بولے-----

جس پر وہ خوشی سے اچھل کر اپنی جگہ سے کھڑی تھی،،،،، جبکہ ضارب شاہ نے اسکی بچگانہ حرکت کو دیکھتے ہوئے نفی میں سرہلایا تھا----

جبکہ اپنا نام سننے کے بعد زرمینے پہلے حیران اور پھر سرخ ہوتے اپنا چہرہ جھکا گئی تھی----

سچ میں دادا سائیں،،،،،زرمینے کے جھکے سر کو دیکھنے کے بعد اس نے ایک بار پھر یقین دہانی چاہی تھی۔۔۔۔

جس پر انہوں نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا تھا۔۔۔۔

اور وہ خوش ہوتے فوراا نکے گلے لگتی خوشی سے انکا دایاں گال بھی چوم گئی

۔۔۔۔۔

جسکے بدلے انہوں نے بھی اس کے سر پیار کیا تھا۔۔۔۔

جس کے بعد وہ زرمینے کی طرف.بڑھی تھی،،،،اور اسے چیئر سے کھڑا کرتی مبارکباد دیتے ہوئے گلے لگا گئی۔۔۔۔

جسے دیکھتے ایہا بھی اپنی جگہ سے اٹھتی ایسے ہی ان دونوں کے گرد اپنا حصار کھینچتی اسے مبارکباد دینے لگی۔۔۔۔

زر مینے بٹیا بھلے ہی اس گھر کے بڑے ہم ہیں،،،، لیکن زندگی آپ نے گزارنی ہیں،،،، اور اگر آپکو یہ رشتہ نہیں قبول تو آپ ابھی بھی کھل کر ہمیں بتا سکتی ہیں،،،، ہم کوئی اعتراض نہیں اٹھائیں گے۔۔۔۔

کیونکہ بیٹا آپکی خوشی میں ہی ہماری خوشی ہے۔۔۔۔

داداسائیں اپنی جگہ سے اٹھتے ان تینوں کے قریب آتے،،،، شفقت بھرے لہجے میں گویا ہوئے تھے۔۔۔۔

جس پر اس نے نظر اٹھا کر انکے روشن چہرے کی طرف دیکھا اور پھر ایک نظر اپنے ماں باپ کی طرف جس پر آسودہ سی مسکراہٹ تھی۔۔۔۔

اور پھر نفی میں سر ہلاتی انہیں خوشیوں کی نوید سنا گئی۔۔۔۔

جس پر انہوں نے آگے بڑھ اسے سینے سے لگاتے اسکی صبیح پیشانی پر شفقت سے بوسہ دیا تھا۔۔۔۔

جس کے بعد باقی سبھی گھر کے افراد نے بھی واسم، ضارب سمیت اسکے سر پر ہاتھ رکھتے ہمیشہ خوش رہنے کی دعا دی تھی۔۔۔

-----------❤---------

نہیں ایسے کیسے ہو سکتا ہے،،،،، وہ تو صرف ،،،،،، نہیں ایسا نہیں ہو سکتا ،،،،، ہزیانی انداز میں چیختے اس وجود نے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی تمام چیزوں کو غصے سے زمین پر پھینکا تھا۔۔۔۔

جس سے اسکی قیمتی سامان کے ساتھ پرفیوم کئی بوتلیں بھی زمین پر ایک ساتھ گرتی چھناکے کے ساتھ ٹوٹی تھیں۔۔۔۔

جسکی خوشبو سے یکدم پورا کمرہ معطر ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

لیکن اس خوشبو کے مالک کی زندگی تو پت جھڑ کے اس پھول جیسی تھی جس سے خوشبو کے ساتھ ساتھ زندگی کے سارے رنگ بھی نچوڑ لیے گئے تھے۔۔۔۔۔

اور وہ کچھ نہیں کر سکا سوائے خاموشی اختیار کرنے کے۔۔۔۔۔

ایک اندھیرے سے بھرپور کمرے میں وہ تن تنہا وجود اپنی قسمت پر ماتم کناں ٹھنڈے ماربل کے فرش پر گھٹنے کے بل گرا تھا۔۔۔۔۔

جس سے فرش پر بکھرے کانچ اسکے وجود میں پیوست ہوتے اسے بری طرح زخمی کر گئے۔۔۔۔۔

لیکن یہاں پرواہ کسے تھی،،،،اب نا تو اس کے اندر کوئی احساس بچا تھا اور نا ہی کوئی ایسی حس جس سے وہ اپنی وجود میں اٹھنے والے اس جان لیوا درد کو محسوس کر سکتا۔۔۔۔

اسکے اندر تو بس وحشت بسی ہوئی تھی،،،،جس نے اسے ہر احساس سے عاری انسان بنا دیا تھا۔۔۔۔

اسکے چاروں طرف بس ایک ہی چیز کا راج تھا،،،،اور وہ تھی خاموشی گہری موت جیسی خاموشی۔۔۔۔۔

_________❤_________

شاہ حویلی کا وسیع لان جو کہ ایک کثیر رقبے پر محیط تھا،،،، اسے ولیمے کے فنکشن کیلئے کسی دلہن کی طرح سجا دیا تھا۔۔۔۔

اور یہ کام بھی دادا سائیں کے حکم پر کیا گیا تھا،،،، کہ وہ اپنے پوتوں کی یہ مکمل خوشی اپنے اپنوں اپنے گاؤں والوں کے درمیان رہ کر منانا چاہتے تھے۔۔۔۔

جس کا سبھی نے احترام کیا تھا،،،،، اور آج تو انکے چہرے پر خوشی ہی نرالی تھی ،،،،،، جیسے سبھی جہاں کی خوشیاں انکی جھولی میں ڈال دی گئی ہو۔۔۔۔۔

آج ولیمے کیلئے اس فنکشن کے انتظامات بارات سے بھی دوگنے بڑے پیمانے پر کیے گئے تھے،،،،، جہاں حیدر شاہ نے ہر امیر اور غریب کا فرق مٹاتے ہوئے سب کیلئے دعوت عام کا اعلان کیا تھا۔۔۔۔

تینوں دلہنوں کو تیار کر کے سٹیج پر پہنچا دیا گیا تھا،،،،، جسے دیکھتے ہوئے تمام مہمانوں نے خوشی کے ساتھ کافی حیرت کا بھی اظہار کیا۔۔۔

ان کی حیرت کو مٹانے کیلئے حیدر شاہ نے اپنے تیسرے پوتے کے نکاح کا اعلان کیا تھا۔۔۔۔

جسے سنتے ہوئے ہر طرف سے دعاؤں کے ساتھ ساتھ مبارکباد کا شور بلند ہوا

۔۔۔۔۔

جہاں ہر طرف رنگ. برنگے آنچل،،،، انکی خوشیوں کا ایک ایک لمحہ محفوظ کرتے کیمرے کی روشنیاں،،،، ہنستے مسکراتے چہرے اور خوشیوں کا راج تھا ----

وہی واسم شاہ بھی نک سک سا فور پیس سوٹ میں ملبوس اپنے مہمانوں کے درمیان کھڑا مسکرا رہا تھا،،،،، موسی شاہ اور نجمہ بیگم آنے والے مہمانوں کا خوشی سے استقبال کر رہے تھے -----

وہی عظمی بیگم اور اماں سائیں دلہنوں کے ساتھ بیٹھی کچھ ضروری ہدایات دے رہی تھیں -----

یعنی ہر منظر آنکھوں کو خیرہ کرنے والا خوشیوں سے بھرپور تھا،،،، اب بس کمی تھی تو بس ایک ضارب شاہ اور زارون شاہ کی جسے لینے کیلئے ارمغان شاہ حویلی کے اندر کی طرف بڑھے تھے ----

جبکہ حیدر شاہ بھی ضارب کو کال کر رہے تھے جو شام سے ہی ایک ضروری کام کا کہتے نکلا ابھی تک واپس نہیں آیا تھا۔۔۔۔

اب تو وہاں موجود مہمان میں بھی اس کے بارے میں پوچھنے لگے تھے۔۔۔۔ لیکن اسکا فون تھا کہ مسلسل بند آ رہا تھا،،،، جس نے حیدر شاہ کی پریشانی میں اضافہ کیا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ارمغان شاہ زارون کے کمرے دروازے پر دستک دیتے اندر داخل ہوئے تھے ۔۔۔۔

جہاں وہ اب بھی منہ لٹکائے بیٹھا،،،،اپنے نکاح پر پہنے جانے والے جوڑے کو گھور رہا تھا۔۔۔۔

جبکہ اسکو ابھی تک ایسے ہی بیٹھے دیکھ کرار مغان شاہ کو غصے کے ساتھ پریشانی بھی لاحق ہوئی تھی۔۔۔۔

کیا ہوا زارون آپ ابھی تک تیار نہیں ہوئے؟؟؟؟؟ وہ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے اپنی طرف متوجہ کرتے بولے۔۔۔

جو پتا نہیں کس گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا کہ انکا اندر آنا بھی محسوس نا کر سکا ۔۔۔

ہنہہ " جی ڈیڈ بس جا ہی رہا تھا،،، وہ ایک نظر انکے چہرے کی طرف دیکھتا افسردگی سے گویا ہوا۔۔۔۔

کیا ہوا سب ٹھیک ہے،،،،، آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں ہمیں؟؟؟؟؟

جس پر نظر اٹھا کر اس نے انکی طرف دیکھا تھا،،،، جی میں تو آیا ان سے اپنی پریشانی شیئر کر دے کہ لیکن پھر یہ سوچ کر رک گیا کہ اب وقت ہاتھ سے گزر چکا۔۔۔۔۔

اوپر سے زرمینے نے بھی تو کوئی ری ایکٹ نہیں کیا،،،، اگر وہ اس میں انٹرسٹڈ ہوتی تو کچھ تو اشارہ کرتی لیکن وہ تو بالکل ریلکس بیٹھی تھی جیسے اسکی شادی سے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔۔

تو وہ کس بنا پر انکار کرتا اور ویسے بھی اب سارے مہمان باہر اکٹھے ہو چکے تھے ،،،، اگر ایسے میں وہ انکار کرتا تو کسی کی زندگی خراب ہو سکتی تھی۔۔۔۔

نہیں کچھ نہیں ،،،،، اتنا کہتے وہ بیڈ سے کپڑے اٹھاتا واشروم کی طرف بڑھ گیا ،،،،، جبکہ ارمغان شاہ جو اسکے چہرے کے اتار چڑھاو کو بہت غور دیکھ رہے تھے ۔۔۔۔۔

اسکی اندر کی حالت کو اچھے سمجھتے ہوئے انہوں نے مسکراہٹ چھپائی تھی ۔۔۔۔ کیونکہ حیدر شاہ اس سارے معاملے کے بارے میں پہلے سے ہی آگاہ کر چکے تھے۔۔۔۔

جبکہ باقی گھر والوں اور سپیشلی ابرش ایبھا کو سختی سے منع کیا تھا کہ وہ زارون کو کچھ نا بتائیں کہ اسکا نکاح کس کے ساتھ ہو رہا ہے۔۔۔۔

جس پر وہ جھٹ سے راضی ہوئی کیونکہ بہت عرصے بعد زارون کو تنگ کرنے کا موقع انکے ہاتھ آیا تھا۔۔۔۔

جبکہ اب اسکی اتری صورت کو دیکھتے ارمغان شاہ کو ہنسی کے ساتھ اس پر ترس بھی آ رہا تھا،،،، لیکن وہ مجبور تھے کہ کسی صورت بھی اپنے والد کا حکم نہیں ٹال سکتے تھے۔۔۔۔

اس لیے واشروم سے پانی گرنے کی آواز سنتے ہوئے مسکراتے دوبارہ باہر کی طرف بڑھ گئے،،،، کیونکہ وہ جانتے تھے اس وقتی اداسی کے بعد انکے بیٹے کو جو خوشی ملنی تھی۔۔۔۔

وہ دیکھنے کے قابل ہوتی۔۔۔۔

___________❤__________

زارون تیار ہو کر باہر سٹیج پر پہنچ چکا تھا،،،،،اور مولوی صاحب بھی تمام کاروائی مکمل کرتے نکاح پڑھانے کیلیئے بالکل تیار تھے____

بس انتظار تھا تو ضارب شاہ کا جو ابھی تک نہیں آیا تھا،،،، جس کے بغیر حیدر شاہ یہ فریضہ انجام دینے کے بارے سوچ بھی نہیں سکتے تھے___

اس لیے ابھی بھی پریشانی میں مسلسل اسے فون ملا رہے تھے،،،، لیکن نتیجہ وہی صفر،،،،،اب تو انتظار کرتے کرتے لوگوں میں بھی چہ میگوئیاں شروع ہو چکی تھیں____

جس نے واسم شاہ کے غصے کو ہوا دی،،،،، وہ جو پہلے ہی اس سے متنفر تھا،،،،، اب اسکا غیر زمہ دارانہ رویہ دیکھتے کچھ اور خلاف ہو گیا۔۔۔۔

اس نے تو ارمغان شاہ کو اسکے بغیر ہی نکاح پڑھوانے کا مشورہ دیا تھا،،،، لیکن وہ اسکی نفی کر گئے کیونکہ انہیں اپنا بھتیجہ ہر چیز سے بڑھ کر عزیز تھا۔۔۔۔

اس لیے وہ ابھی بھی مین گیٹ پر نظر ٹکائے مسلسل کبھی ضارب اور کبھی خان کا نمبر ملا رہے تھے۔۔۔۔

جسے دیکھتے واسم شاہ نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں،،،،، ایسا نہیں تھا کہ وہ ضارب سے جلتا تھا،،،،، بس گھر کے ہر افراد کا اسے ضرورت سے زیادہ اہمیت دینا اسے بالکل پسند نہیں تھا۔۔۔۔

کیونکہ اسے ہر چیز ایک اعتدال میں ہی پسند تھی۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ حیدر شاہ ارمغان شاہ سے کہہ کر کسی کو اسے ڈھونڈنے کیلئے بھیجتے انہیں وہ اپنی شاندار پرسنیلٹی کے ساتھ ایک طرف سے آتا ہوا دکھائی دیا،،،، جبکہ اسکے بالکل پیچھے جھکے سر کے ساتھ خان بھی چلا آ رہا تھا۔۔۔۔

جسے سہی سلامت دیکھتے انہوں نے سکھ کا سانس خارج کیا تھا۔۔۔۔

البتہ اسے اتنا ریلکس دیکھتے واسم شاہ کا پارہ کچھ اور ہائی ہوا تھا۔۔۔۔

تم نے سمجھ کیا رکھا ہے ہم سب کو،،،،، تمہارے ملازم ہیں جسے جیسے مرضی ٹریٹ کرو گے اور ہم کچھ نہیں کہیں گے۔۔۔۔

زمہ داری نام کی بھی کوئی چیز ہوتی ہے،،،،، تمہیں بھلے ہی اس بات سے کوئی فرق ناپڑتا ہو،،،،، لیکن تمہاری وجہ سے لوگ میرے خاندان اور میری بہن کے بارے میں باتیں بنائے میں یہ بالکل قبول نہیں کروں گا۔۔۔۔

وہ حیدر شاہ کے قریب پہنچتے اس سے پہلے کچھ کہتا واسم اسکے راستے میں حائل ہوتا غصے سے بولا تھا۔۔۔۔

جس پر ضارب نے سپاٹ نظروں سے اسکی طرف دیکھا،،،،، البتہ ارمغان شاہ نفی میں سر ہلا کر رہ گئے۔۔۔۔

زمہ داری کی بات کم از کم آپ کے منہ سے ہرگز اچھی نہیں لگتی،،،،، وہ بھی اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر طنزیہ بولا تھا،،،،، جسے سمجھتے ہوئے واسم نے

لب بھینچے اور اس سے پہلے کہ وہ اسے کوئی جواب دیتا ارمغان شاہ نے آگے بڑھتے اسے روکا تھا۔۔۔

کیا ہو گیا آپ دونوں کو یہ ہرگز وقت نہیں ان سب باتوں کا،،،،، کچھ تو خیال کریں،،،،، وہ دونوں کی طرف دیکھتے رسانیت سے بولے تھے۔۔۔۔

اور پھر ضارب کو اشارہ کرتے واسم کو لے کر سٹیج کی طرف بڑھے تھے،،،، کیونکہ ضارب کی وجہ سے پہلے ہی بہت دیر ہو چکی تھی اور اب نئی بحث میں پڑ کر وہ وہاں کا ماحول خراب نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔۔۔

اور نا ہی موسی شاہ کو یہ احساس دلانا چاہتے تھے کہ انکی بیٹی کی خوشیوں کی انہیں کوئی پرواہ نہیں۔۔۔۔

-----------♥---------

زر مینے موسی شاہ ولد موسی ابراہیم شاہ آپکا نکاح زارون ارمغان شاہ ولد ارمغان حیدر شاہ کے ساتھ پچاس لاکھ حق مہر سکا رائج الوقت قرار پایا گیا ہے کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے-----

پردے کے اس پار بیٹھی مولوی صاحب کے الفاظ سن کر زر مینے کی دھڑکنیں یکدم تیز ہوئی تھیں،،،،،، یہ سچ تھا کہ اسکے دل میں زارون کیلیئے فلحال کوئی جذبات نہیں تھے-----

اور ناہی اس نے کبھی اس کے بارے میں ایسا سوچا تھا،،،، لیکن اسکی آنکھوں میں نظر آتے خود کیلیئے جذبات سے انجان بھی نہیں تھی-----

" قبول ہے

جسے یاد کرتے ہوئے اسکی دھڑکنیں منتشر ہوئی تھی ،،،،،اور پھر نجمہ بیگم کے کندھے پر دباؤڈالنے پر ہلکی آواز میں اپنی رضامندی دے گئی۔۔۔۔

جس کے بعد مولوی صاحب نے دو بار پھر اپنے الفاظ دہرائے تھے ،،،،، جسے اپنی دل کی مکمل رضامندی کے ساتھ اس نے قبول کیا تھا۔۔۔۔

جبکہ اسکے بر عکس زارون ابھی تک مولوی صاحب کے منہ سے نکلنے والے الفاظ کو سنتے حیران نظروں سے انکی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

اسے تو یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ اسے اسکی محبت یوں بن کہے ہی اتنی آسانی سے حاصل ہو گئی تھی۔۔۔۔

ہوش تو تب آیا جب مولوی صاحب کے اس سے پوچھنے پر ارمغان شاہ نے اپنی مسکراہٹ چھپاتے زور سے اسکا کندھا ہلایا تھا۔۔۔۔

جنہیں شکایتی نظروں سے دیکھنے کے بعد مولوی صاحب کے دوبارہ پوچھنے پر جلد بازی میں خوش ہوتے ایک ہی بار تین دفعہ قبول ہے کہہ گیا۔۔۔۔

جس پر پورا ہال قہقہوں سے گونج اٹھا تھا۔۔۔۔۔

جب اپنے جھلے بیٹے کی حرکت پر اس کے سر پر چپت لگاتے ارمغان شاہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

نکاح مکمل ہوتے ہی ہر طرف مبارکباد کا شور بلند ہوا تھا،،،،، جس پر سبھی نے باری باری اسے گلے لگاتے مبارک باد دی تھی۔۔۔۔

واسم اور ضارب شاہ کے گلے ملنے کے بعد خان نے بھی اسے گلے لگاتے مبارک باد دی تھی ،،،،،

خان لالا یہ آپکے ہاتھ میں چوٹ کیسے آئی ؟؟؟؟؟

جسے شکریہ کے ساتھ قبول کرتے اس نے اسکے ہاتھ پر بندھی پٹی کو دیکھتے پریشانی سے استفسار کیا۔۔۔۔

کچھ نہیں چھوٹے سائیں بس ایسے ہی ،،،،، جس پر اس نے پردے کے اس پار دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

اور پھر سر جھکا کر پیچھے ہو گیا۔۔۔

" پھر کیسا لگا ہمارا سرپرائز

جس ہٹتے ہی حیدر شاہ نے آگے بڑھ کر اسے سینے میں بھینچتے ہوئے سرگوشی کی تھی۔۔۔۔

جس پر وہ حیران ہوتا،،،،، ایک نظر انکے روشن چہرے کو دیکھنے کے بعد خوشی سے ایک بار پھر سینے میں بھینچ گیا۔۔۔۔

بہت بہت پیارا" پردے کے اس پار گھونگھٹ میں بیٹھی اپنی محبت دیکھتے مسکراتے بولا۔۔۔۔

جس پر انہوں نے اسکی کشادہ پیشانی پر محبت سے بوسہ دیا تھا۔۔۔۔

جبکہ وہ تو اپنی محبت مل جانے پر اس حد تک خوش تھا کہ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بھنگڑا ڈالنا شروع کر دیں۔۔۔۔

اسکے خوبصورت وجیہہ چہرے پر پیاری سی مسکراہٹ تھی جس کی نظر اتارتے ہوئے حیدر شاہ نے ہزاروں کی گڈیاں ملازم کے ہاتھ پکڑائی تھی۔۔۔۔

اور ساتھ اسکی یہ مسکراہٹ ہمیشہ قائم و دائم رہنے کی دعا کی،،،،، جو قبول ہوئی تھی یا نہیں یہ تو آنے والا بتا سکتا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔

نکاح مکمل ہوتے ہی درمیان میں لگا پردہ جو کہ مختلف پھولوں کی لڑیوں سے بنا ہوا تھا،،،، اسے ہٹا دیا گیا تھا۔۔۔۔

جس کے بعد ایک ایک کر کے سبھی جوڑو نے اپنی جگہ سنبھالی تھی،،،،، جب بہت محبت اور چاہت کے ساتھ آگے بڑھ کر زاروں نے زرمینے کی طرف اپنا دایاں ہاتھ بڑھایا۔۔۔۔

جسے دیکھتے پورا ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔۔۔۔

جس پر کچھ پل دیکھنے کے بعد اس نے اپنا حنائی ہاتھ رکھ دیا۔۔۔۔۔

جسے نرمی سے تھامنے کے بعد وہ اسے لے کر صوفے کی طرف بڑھا اور مسکراتے ہوئے براجمان ہو گیا۔۔۔۔

سبھی جوڑیوں کے فوٹو شوٹ اور رسمیں ادا کرنے کے بعد اس خوبصورت شام کا بہت لاجواب اختتام ہوا تھا۔۔۔۔۔

جس کی تعریفیں وہاں موجود ہر مہمان کے منہ پر تھی۔۔۔۔۔

دلہنوں کو توانکے آرام کی غرض سے جلد ہی حویلی کے اندر پہنچا دیا گیا تھا،،،،
البتہ دلہوں کو انکے دوست اور قریبی کزنز نے گھیر لیا جس سے چاہ کر بھی وہ
تینوں جان نہیں چھڑوا پائے تھے۔۔۔۔

ضارب واسم کے ساتھ اپنے سب سے چھوٹے اور شرارتی کزن کے اتنے جلدی
گھوڑی چڑنے اور نکاح کے مکمل ہونے سے لے کر اب تک جو اسکی بتیسی اندر
نہیں جا رہی تھی اسے خوب ریکارڈ کا نشانہ بنایا گیا،،،، جسکا اس نے بنا برا منائے
بہت بے شرمی کے ساتھ سر جھکاتے خیر مقدم کیا تھا۔۔۔۔

جس پر واسم، ضارب نے سر نفی میں ہلایا تھا البتہ اپنے بھائی کی خوشی میں وہ
دونوں بہت خوش تھے۔۔۔۔

دیکھ لیں عاقب لالا ضارب اور واسم لالا کے نکاح والے دن جب آپ نے اس سے پوچھا تھا کہ یہ کسی لڑکی کو پسند کرتا ہے تو کیسے شریف بچہ بنتے ہوئے اس نے انکار کیا تھا۔۔۔

اور اب دیکھیں،،،،، جب سے نکاح ہوا ہے محترم کے پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے۔۔۔۔

وہاں موجود ایک کزن نے اسکی خوشی کو دیکھتے جملہ کسا تھا۔۔۔۔

جسے سنتے انھوں نے گھور کر اسکی طرف دیکھا جس پر وہ سٹپٹایا تھا،،،، لالا یہ جو نکاح ہوا ہے اس میں میرا کوئی عمل دخل نہیں صرف داداسائیں کی خواہش ہے

۔۔۔۔۔۔

انکے خود کو گھورنے پر وہ سچ جھوٹ ملاتا انہیں یقین دلاتے بولا۔۔۔۔

ہاں اتنے تم فرمانبردار بچے جیسے جانتے نہیں ہم تمہیں،،،،، وہ اب بھی اسے ترچھی نظروں سے دیکھتے ہوئے طنزیہ بولے تھے۔۔۔۔

جس پر زارون نے کچھ اور معصوم شکل بنائی تھی۔۔۔۔۔۔

البتہ وہ اسکی نوٹنکی پر نفی میں سر ہلا کر رہ گئے۔۔۔۔۔

تبھی خان ضارب کیلئے دادا سائیں کا پیغام لے کر آیا تھا کہ وہ انہیں اپنے کمرے میں بلا رہے ہیں۔۔۔۔۔

جس کے اٹھتے ہی واسم بھی ضروری کال کا کہتے اٹھ گیا تھا،،،،، جسے روکنے کی انہوں نے کوشش تو کی لیکن کامیاب نا ہو سکے۔۔۔۔۔

البتہ زارون کافی دیر ان سب کے ہاتھوں ذلیل ہوتا رہا،،،، اینڈ عظمی بیگم کا پیغام آیا کہ انہیں اس سے ضروری کام ہے تب جا کر کہیں اس کی جان خلاصی ہوئی تھی۔۔۔۔

اور وہ ایسے وہاں سے جان چھڑوا کر بھاگا،،،،، جیسے کسی قید سے آزادی ملی ہو ،،،، جبکہ اسکی پتلی ہوئی حالت کو دیکھتے ہوئے وہاں سب کے قہقہے گونجے تھے

۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ دھیرے سے دروازہ کھولتے ہوئے کمرے میں داخل ہوا تھا،،، جہاں نیم اندھیرے نے اسکا استقبال کیا تھا۔۔۔۔

جسے دیکھتے وہ کافی حیران ہوا،،، البتہ اسے بیڈ پر کسی وجود کے موجود ہونے کا احساس ضرور ہوا تھا۔۔۔۔

ماما نے تو بولا تھا کہ زرمینے میرا انتظار کر رہی ہے،،،، کہیں میں نے آنے میں دیر تو نہیں کر دی اور وہ بیچاری انتظار کرتی کرتی سو گئی۔۔۔۔

اس سوچ کے آتے ہی اپنے لیٹ آنے پر اسے کافی افسوس ہوا تھا،،،،، لیکن پھر نفی میں سر ہلاتے بیڈ کی طرف قدم بڑھائے کہ کم از کم زیادہ نہیں تو ایک بار قریب سے اپنے محبوب کا چہرہ دیکھ سکے۔۔۔

اور تب اسکی خوشی کی انتہا نہیں رہی جب قریب جانے پر اس نے زرمینے کو گھونگھٹ میں بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے دیکھا۔۔۔۔

اور اسکے وجود کی جنبش سے اسے اتنا اندازہ تو ہو ہی گیا تھا کہ وہ جاگ رہی ہے ـــــ لیکن لائٹ کیوں آف کر رکھی تھی اس بات کی اسے سمجھ نہیں آئی ـــــ

شاید لگتا ہے مجھ سے شرما رہی ہے،،،، خود سے اندازے لگاتے اسکے لبوں پر شریر سی مسکراہٹ آئی تھی ـــــ

اور وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتا بیڈ پر بالکل اسکے قریب ہی براجمان ہو گیا،،،،
" السلام وعلیکم

گلا کھنکارتے ہوئے بہت پیار سے سلام کیا تھا ـــــ

جس پر سامنے والے نے صرف سر ہلانے پر ہی اتفاق کیا ـــــ

جبکہ اپنے گھونگھٹ کو اور کھینچ کر لمبا کرتے خود کو مکمل طور پر چھپایا تھا،،،،
جبکہ اس نیم اندھیرے میں بھی زارون اسکی ہاتھوں کی کپکپاہٹ واضح طور پر دیکھ سکتا تھا۔۔۔۔

کیا ہو گیا زر آپ مجھ سے اتنا گھبرا کیوں رہی ہیں یار ،،،،، اتنا کہتے زارون نے بہت نرمی سے اسکے ٹھنڈے یک ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیا،،،، جسے محسوس کرتے اسے کچھ گڑ بڑ کا احساس ہوا تھا۔۔۔

اور اس نے فورا اٹھتے ہوئے کمرے کی مین لائٹ جلاتے اس وجود کا گھونگھٹ پلٹا تھا،،،، اور وہاں زر مینے کی جگہ مالی بابا کے سب سے چھوٹے بیٹے کو بیٹھے دیکھ کر اسکی حیرت کی انتہا نا رہی۔۔۔۔

" تم

وہ،،،وہ،، چھوٹے،،،،، سائیں

کیا چھوٹے سائیں ہاں،،،،، تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔۔

" وہ بی بی جی

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتا ابرش ابیہا ہنستی ہوئی ڈریسنگ روم سے باہر نکلی تھی۔۔۔۔

جنہیں دیکھتے اسے سارا معاملہ سمجھ آ گیا تھا کہ یہ انکی ہی شرارت ہے۔۔۔۔

تو چڑیلوں یہ تم دونوں کا کیا دھرا ہے نا؟؟؟؟؟

بالکل،،،،ایسا اتراتے ہوئے بولی تھی جیسے کوئی بہت ہی زبردست کام انجام دیا ہو۔۔۔۔

جبکہ انکی بے نیازی کو دیکھتے وہ جل بھن ہی تو گیا تھا۔۔۔۔

اب تم لوگ شرافت سے مجھے بتاتی ہو کہ میری دلہن کہاں ہے،،،،یا پھر میں تم لوگوں کی شکایت ماما سے لگاؤں۔۔۔۔

آپ جس سے مرضی شکایت لگالیں،،،،لیکن اتنی آسانی سے تو ہم آپکو زر کا پتا نہیں بتائیں گے اس کیلئے آپکو جرمانہ بھرنا پڑے گا۔۔۔۔

اسکی بات کے جواب میں اب کے ابرش شرارت سے گویا ہوئی۔۔۔۔

کیوں کل تو تم لوگ بہت بڑی بڑی باتیں کر رہی تھیں ،،،، ہمارے شوہر بہت امیر ہے ہمیں تمہارے پیسوں کی ضرورت نہیں وغیرہ وغیرہ

اور آج فقیرنیاں بن کر مانگنے کیلئے آگئی ،،،، جاو معاف کرو ،،،،، کچھ نہیں ملنے والا تم لوگوں کو۔۔۔۔۔

جس پر ان دونوں نے اسے گھورا تھا ،،،، سوچ لو ایک بار پھر تمہیں آج اپنی دلہن کا چہرہ دیکھنا ہے یا نہیں ،،،، اسکے چہرے کی طرف دیکھتی ایہا وارننگ دینے والے انداز میں بولی۔۔۔۔۔

جسے سمجھتے ہوئے اس نے اسے گھورا تھا ،،،، جس پر دونوں نے دانتوں کی نمائش کی تھی۔۔۔۔۔

کیا چاہتی ہو تم لوگ ؟؟؟؟آخر مجبوری کے تحت زارون کو ہی ہار ماننی پڑی اور وہ چڑتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

زیادہ تو کچھ نہیں ،،،،، کیونکہ ہمیں پتا آپ غریب ہیں ،،،،، بس ایک اچھے سے ہوٹل میں نکاح کی ٹریٹ ،،، منظور ہے ؟؟؟؟؟

منظور ہے ،،،،، ابرش کی بات پر وہ سر ہلاتے ہوئے بولا

جس پر دونوں نے یاہو وووو کا نعرہ لگایا تھا ،،،، کیونکہ فطرتا اس معاملے میں زارون بہت کنجوس تھا اور اسکی جیب ہلکی کرنے کا موقع بہت کم ہی انکے ہاتھ آتا تھا۔۔۔۔

جسے وہ گوانا نہیں چاہتی تھیں۔۔۔۔۔

اچھا اب تو بتا دو زر کہاں ہے،،،، اب کہ عاجزی سے بولا

جبکہ اسکی اتری ہوئی شکل کو دیکھتے دونوں نے قہقہہ لگایا تھا۔۔۔

اسی کمرے میں موجود ہے خود ہی ڈھونڈ لو،،،۔ اتنا کہتے ہوئے ایہا اپنی بھاری میکسی سنبھالتی ابرش کو لے کر باہر کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔۔

جبکہ وہ لڑکا تو ایہا ابرش کے آتے ہی وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔۔

جس پر سکھ کا سانس لیتے اس نے کمرے میں ایک طائرانہ نگاہ دوڑائی تھی،،،،، جب اسکی نظر ڈریسنگ روم کے بند دروازے کی طرف پڑی اور وہ مسکراتا ہوا اس طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

-----------❤---------

وہ جب ڈریسنگ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو زرا اسے نکاح کے جوڑے میں ملبوس ایک طرف کھڑی ہوئی نظر آئی جس نے ابھی بھی گھونگھٹ سے اپنے چہرے کو مکمل طور پر کور کیا ہوا تھا۔۔۔۔

جسے دیکھتے بے ساختہ اسکے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی اور وہ دروازہ بند کرتا نپے تلے قدم لے کر اس سے چند قدم کے فاصلے پر رک گیا۔۔۔۔

جبکہ نکاح کے بعد یوں پہلی بار اسکے قریب آنے پر زرمینے کی دھڑکنیں منتشر ہوئی تھی۔۔۔

تم بھی شامل تھی ان دونوں کی شرارت میں،،،،، اسکی ہاتھوں کی لرزش کو دیکھتے وہ تھوڑا رعب سے گویا ہوا۔۔۔۔

جس پر بے ساختہ اس نے نفی میں سر ہلایا تھا،،،،، جبکہ اسکی اتنی فرمانبرداری اور اسکے ڈر کو دیکھتے ہوئے اس نے بمشکل اپنا امڈ آنے والا قہقہہ روکا تھا۔۔۔۔۔۔

اور پھر بہت نرمی سے اسکے دونوں ہاتھ اپنی گرفت میں لیے تھے۔۔۔۔۔

جس پر وہ کپکپائی تھی،،،،،، جسے محسوس کرتے اس نے نرمی سے انہیں سہلایا تھا۔۔۔۔

تمہیں پتا ہے زرشاید میں خود بھی نہیں جانتا کہ کب تم میرے دل کو اتنی اچھی لگنے لگی،،،،، کہ وہ زندگی بھر کیلئے تمہارے ساتھ کی خواہش کرنے لگا

۔۔۔۔۔۔

تمہیں ہر وقت صرف اپنے نگاہوں کے سامنے رکھنے کی خواہش ،،،،، مجھے پتا ہی نہیں چلا کہ کب تم میرے لیے میری سانسوں کی طرح ضروری ہو گئی۔۔۔۔

کہ جسے ایک پل کیلئے نا دیکھوں تو وہ رکنے لگتی ہیں۔۔۔۔

اور آج صبح جب داداسائیں نے کہا کہ وہ میرا نکاح کروانا چاہتے ہیں ،،،،، مجھے ایک پل کیلئے لگا کہ جیسے میں نے تمہیں ہمیشہ کیلئے کھو دیا ،،،،، تم سوچ بھی نہیں سکتی کہ وہ لمحے مجھ پر کسی قیامت کی گھڑیوں سے کم نہیں تھے۔۔۔۔

لیکن شکر اللہ پاک کا کہ انہوں نے تمہیں ہمیشہ کیلئے میرے نصیب میں لکھ دیا ،،،،، میں تمہیں بتا نہیں سکتا کہ میں اس وقت کتنا خوش ہوں۔۔۔۔

تم صرف میری ہو،،،،،، یہ احساس کتنا خوش کن ہے میرے لیے،،،،، اب تو بس یہی دعا ہے کہ میری آخری سانس تک یہ بندھن یونہی قائم رہے،،،،، وہ اسکے جھکے سر کو دیکھتے ہوئے بہت نرمی اور محبت سے اپنے احساسات بیان کر رہا تھا۔۔۔۔

کیا کچھ نہیں تھا ان لفظوں میں محبت عزت چاہت جسے سنتے ہوئے بے ساختہ زرمینے کو اپنی قسمت پر رشک ہوا تھا۔۔۔۔۔

جسکے بعد زارون نے اسکے ہاتھوں کو چھوڑتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں سے اسکا گھونگھٹ اٹھایا تھا۔۔۔۔۔

اور اسے ایسا لگا کہ جیسے لمحے تھم گئے ہو،،،،،،اور وہ مبہوت ہو کر اسکے
خوبصورت چہرے کی طرف دیکھنے لگا جس نے اپنی جھکی ہوئی نظریں ابھی بھی
نہیں اٹھائی تھی۔۔۔۔۔

اسکی نظریں اسکی پیشانی پر سجے جھومر سے ہو تیں اسکی چھوٹی سی ستواں ناک میں
سجی نتھلی پر آئی تھیں،،،،،اور پھر وہاں سے ہوتے اسکے ریڈ لپ اسٹک سے
سجے بھرے بھرے ہونٹوں پر اور اسکی ٹھوڑی سی پھسلتی ہوئی بالکل اسکی بیوٹی
بون کے قریب تل پر رکی تھیں۔۔۔۔

جسے اس نے آج پہلے بار دیکھا تھا،،،،،،جو اسکا دل بری طرح دھڑکا گیا،،،،،
وائٹ کرتی شرارے کے ساتھ لال دوپٹے میں سجی سنوری کھڑی وہ اسے جنت
سے آئی کوئی حور لگی۔۔۔۔

پھر بے ساختہ آگے ہوتے بہت عقیدت اور محبت کے ساتھ اسکی پیشانی پر اپنی محبت کی پہلی مہر ثبت کی تھی۔۔۔۔۔

جس پر زر مینے کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی اس نے بے ساختہ ہی اسکی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں بھینچا تھا۔۔۔۔

جس سے وہ اسکے اور بھی قریب آگئی تھی۔۔۔۔ کہ زارون کو اسکی بڑھتی دھڑکنوں کا شور صاف سنائی دینے لگا تھا۔۔۔۔

اور وہ مسکراتے ہوئے اس سے دوری بنا گیا،،،، جبکہ اپنی چھوٹی سی جسارت پر اسکے سرخ ہوئے چہرے کو دیکھتے اسکا دل اسے مزید شرارتوں پر اکسانے لگا تھا

۔۔۔۔

جس پر بمشکل بندھ باندھتے خود کو روکا۔۔۔۔

جبکہ اسکے پیچھے ہونے پر زرمینے شرم وحیا کے بھوج سے جھکی اپنی بھاری ہوتی پلکوں کو اٹھا کر اسکی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔

جو اپنی آنکھوں میں ہزاروں چاہت کے دیپ جلائے اسکی طرف ہی دیکھ کر رہا تھا،،،، جسکی تاب نالاتے ہوئے وہ دوبارہ نظریں جھکا گئی۔۔۔

جسے دیکھتے زارون نے قہقہہ لگایا تھا،،،،، جبکہ اسکو ہنستے دیکھ کر زرمینے نے حیرت سے سر اٹھاتے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔

یار کیا ہو گیا ہے تمہیں،،،،، تم کب سے یوں شرمانے لگی،،،، وہ بھی مجھ سے،،،،، میں وہی زارون ہو۔۔۔۔

رشتہ بدل جانے سے ،،،،، ہماری دوستی نہیں بدل جائے گی ،،،،، اور نا ہی میں تمہیں تنگ کرنا چھوڑو گا ،،،،، پتا ہے تمہیں شرماتے دیکھ کر مجھے کیسی فیلنگز آ رہی ہیں ،،،،، تمہیں ایسے دیکھ کر میرا دل ہے ایمان ہو رہا ہے اور اگر پھر مجھ سے کوئی ایسی ویسی حرکت سرزد ہو گئی تو اسکی زمہ دار تم خود ہو گی ۔۔۔۔

ہلکے پھلکے لہجے میں بات شروع کرتے آخر میں اسکے تھوڑا قریب ہوتا گمبھیر تا سے بولا ۔۔۔۔

جس پر وہ سٹپٹاتی اس دوری بنا گئی جبکہ اپنی سرمئی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے گھوری سے نوازا تھا ۔۔۔۔

جس پر زارون نے دوبارہ قہقہہ لگایا ۔۔۔۔

میرے خیال سے بہت ہو گئی منہ دکھائی،،،،،اور وقت بھی بہت زیادہ ہو گیا تو اب آپکو یہاں جانا چاہیے۔۔۔۔۔

وہ اپنی ساری شرم وحیا ایک طرف رکھتی اپنی پرانی ٹون میں واپس آتے بولی

۔۔۔۔۔

اور ساتھ ہی قدم باہر کمرے کی طرف بڑھائے،،،،،، جبکہ اسکی بے مروتی کو دیکھتے ہوئے زارون کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا۔۔۔۔۔

اور پھر نفی میں سر ہلاتے مسکراتے ہوئے وہ بھی اس کے پیچھے آیا۔۔۔۔۔

وہ اسکی سرگوشی پر تیز ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالتی،،،،،اپنی شرم کو غصے کے لبادے میں چھپاتے بمشکل خود کو کمپوز کرتے ہوئے جلد بازی میں باہر کی طرف بڑھی جب بے دھیانی میں خود کے کپڑوں میں الجھ کر اس سے پہلے کہ منہ کے

بل گرتی پیچھے آتے زارون نے اسے اپنے حصار میں لیتے گرنے سے بچایا تھا

اور اسکی بند آنکھوں کو دیکھتے ہوئے اس کے لب مسکرائے جبکہ خود کو محفوظ محسوس کرتے اس نے اپنی آنکھیں کھولیں تھیں۔۔۔۔

جب اسکی سرمئی آنکھیں سیدھی زارون کی بلیک شوخ رنگ آنکھوں سے ٹکرائی تھیں جن میں اس کیلئے جذبات کا سمندر موجزن تھا۔۔۔۔

جبکہ اسکی قربت پر دھڑکنوں نے الگ شور مچارکھا تھا،،،،، دل میں جاگتے اس نئے رشتے اور اپنی ملکیت کا احساس کرتے وہ جھکا اور اسکے سرخ اپنی قربت کی وجہ سے تپتے گال پر اپنے دہکتے ہوئے لب رکھ گیا۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی جسارت پر زر مینے کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی،،،، جنہیں باری باری نرمی سے چھوتے زارون نے اس کے کان کے پاس جھکتے سرگوشی کی تھی -----

اپنے نئے نئے بننے والے مجازی خدا سے بدتمیزی کرنے کی سزا ملی ہے تمہیں ،،،، سوچو اگر میں یہاں نا ہوتا تو تمہارا کیا بنتا----

جبکہ اسکی بات پر زر مینے نے حیران نظروں سے اسکی طرف دیکھا،،،، کب کی میں نے بدتمیزی ؟؟؟؟؟

اسکے حصار سے نکلتے ہوئے حیرانی سے پوچھا----

ابھی تھوڑی دیر پہلے جو کمرے سے نکل جانے کا بولا،،،، اتنی جلدی بھول گئی

کتنے بڑے جھوٹے ہو آپ،،،،، صرف وقت کا احساس دلایا،،،، نا کہ نکل جانے کا بولا----

اسکا مطلب تم نہیں چاہتی میں یہاں سے جاؤں ؟؟؟؟؟اسکی بات سے اپنی مطلب کی بات نکالتے بولا اور ساتھ آرام سے بیڈ پر براجمان ہو گیا----

جبکہ اسکو آرام سے بیڈ پر براجمان ہوتے اور اسکی بات سنتے زرمینے نے ہونق چہرے سے اسکی طرف دیکھا تھا----

جو اسکی باتوں کے خود ہی الٹے مطلب اخذ کیے جا رہا تھا-----

یہ آپ کیسی ،،،،، وہ اسکے تھوڑا قریب آتی اس سے پہلے کے اپنی بات کا مطلب اسے سمجھاتی زارون نے اسے ایک ہاتھ سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا جس سے وہ اپنا توازن برقرار نہیں رکھ سکی اور لہرا کر اس کے اوپر گری تھی ۔۔۔۔

جب وہ اسے بیڈ پر منتقل کرتے ہوئے خود اس پر حاوی ہوا ۔۔۔۔

اور ذرا سا جھکتے ہوئے اسکی گردن پر نظر آتے تل پر اپنے ہونٹ رکھے تھے

۔۔۔۔۔

جس سے زرمینے کو اپنے وجود سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی اور وہ تڑپ کر اسکے کندھوں کو تھام گئی ۔۔۔۔

لیکن زارون تو اسکے نرم لمس میں کھویا مکمل اس پر اپنی شدت نچھاور کرنے لگا ،،،، جس پر وہ نا چاہتے ہوئے بھی اپنی آنکھیں بند کر گئی ۔۔۔۔

اسکی گردن کو مکمل اپنے لمس سے بھگونے کے بعد وہ اسکی ٹھوڑی کو ہونٹوں سے چھوتے چہرے کی طرف آیا تھا۔۔۔۔

اور اس سے پہلے کے وہ اسکے ہونٹوں پر جھکتا زرمینے نے اسکے لبوں پر ہاتھ رکھتے اسے روکا تھا۔۔۔۔

" نہیں پلیز

یہ سب،،،، ٹھیک نہیں

وہ بمشکل اسکی قربت کی وجہ سے پھولتی سانسوں کو سنبھالتی اٹکتے ہوئے بولی

۔۔۔۔۔

جس پر زارون نے محبت سے اسکی نرم ہتھیلی کو چوما تھا۔۔۔۔

جس پر وہ فورا اسے پیچھے کر گئی۔۔۔۔

مجھے اپنی لمٹس بہت اچھے سے پتا ہے جاناں " اس بات کی آپ ٹینشن بالکل مت لیں۔۔۔۔

بس کچھ پل کیلئے آپکو محسوس کر کے اپنی محبت اپنی دسترس میں ہونے کا یقین کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔

اس کے ڈر کو سمجھتے ہوئے بہت نرمی کے ساتھ اسکے سرخ نرم و نازک گال کو سہلاتے ہوئے بولا،،،،، جس پر اس نے اسکی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔۔۔

پھر اسکی چاہت کو دیکھتی دھیرے سے اپنی آنکھیں بند کر گئی۔۔۔۔

جسے اسکی رضامندی جانتے وہ جھکا اور اس پر اپنی نرم گرفت جماتے بہت نرمی اور محبت سے اسے محسوس کرنے لگا۔۔۔۔

اور جیسے جیسے وقت بڑھتا جارہا تھا اسکے لمس میں نرمی کے ساتھ شدت بھی آتی جارہی تھی۔۔۔۔

جس سے زرمینے کی بند آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔۔

اور جب زارون کو لگا کہ وہ اب بالکل سانس نہیں لے پارہی تو آرام سے پیچھے ہٹ گیا،،،،اور بہت غور سے اسکا چہرہ دیکھنے لگا جو اسکے آزادی بخشنے پر اب گہرے سانس لیتی اپنی بکھری سانسیں سنوار رہی تھی۔۔۔۔

بس چند ہی پلوں میں اس نے زر مینے کی حالت بری طرح بگاڑ دی تھی،،،،، جسے دیکھتے اس نے شرارت سے لب دبایا تھا۔۔۔۔

ایسے کام نہیں چلے گا دادا سائیں سے کہہ کر رخصتی جلدی کروانی پڑے گی۔۔۔۔

اسے اپنے حصار سے آزاد کر کے اٹھ کر بیٹھتا اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر نفی میں سر ہلاتا بولا۔۔۔۔۔

جسے سنتے زر مینے نے حیرت سے فوراً اپنی آنکھیں کھولیں تھیں۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے اس نے شرارت سے ایک آنکھ ونک کی تھی،،،،،، جبکہ اسکا مطلب سمجھتے ہوئے زر مینے نے شرم سے سرخ پڑتے پاس رکھا پلو اٹھا کر اسے مارا تھا

۔۔۔۔۔

جسے کیچ کرتے وہ اسکی پتلی ہوئی حالت کو دیکھتا جاندار قہقہہ لگا گیا،،،، جبکہ اسکی معنی خیز نظروں سے بچنے کیلئے بیڈ پر رکھے کنفرٹر کو اوپر کھینچتے خود کو مکمل طور پر چھپایا تھا۔۔۔۔

آپکو کیا لگتا ہے یہ آپکے حفاظتی اقدامات مجھے آپکے قریب آنے سے روک سکتے ہیں تو ایسا بالکل نہیں ہے۔۔۔۔

اس کے چہرے سے کمفرٹر کو کھینچتے معنی خیزی سے گویا ہے۔۔۔۔
زارون پلیز،،،،

جبکہ اسکو دوبارہ خود کے قریب آتے دیکھ کر وہ التجائی لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

جس پر وہ نرمی سے مسکرایا۔۔۔۔

اچھا ریلکس رہو کچھ نہیں کر رہا،،،،، بس ایک بات یاد رکھنا کہ اب سے تم صرف میری ہو،،،،،، اور اب کبھی تمہیں خود کی طرف سے لاپرواہی برتتے ہوئے نا دیکھوں۔۔۔۔۔

سمجھ آئی میری بات۔۔۔۔۔

یکدم ہی اسکا لہجہ اور ٹون بدلی تھی۔۔۔۔۔

اسکی گال کو نرمی سے سہلاتے شدت پسندی سے گویا ہوا۔۔۔۔۔

جبکہ آنکھوں میں بھی عجیب سا تاثر تھا۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے وہ کافی حیران ہوئی تھی،،،، کیونکہ زارون کا یہ روپ اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔

پھر اسکی نظروں کو خود پر جمی دیکھ کر دھیرے سے ہاں میں سر ہلا گئی۔۔۔۔

گڈ گرل،،،،، اسکی گال کو نرمی سے سہلاتے ہوئے اسکی پیشانی پر دھیرے سے لب رکھتا اٹھ گیا۔۔۔۔

جبکہ زرمینے نے پیچھے سے اسکی چوڑی پشت کو دروازے سے باہر نکل جانے تک پر سوچ نظروں سے دیکھا تھا،،،، لیکن کچھ سمجھ نا آنے پر سر جھٹکتے ہوئی اٹھتی کپڑے چینج کرنے کیلئے دوبارہ ڈریسنگ کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

__________♥_______

عظمی بیگم نے حیرت سے ان دونوں کو زر کے کمرے سے نکلتے دیکھا تھا،،،، وہ تو سمجھ رہی تھیں کہ یہ دونوں اپنے اپنے کمرے میں موجود ہونگی،،،، لیکن پھر انکے چہرے پر شرارتی مسکراہٹ دیکھتے سب سمجھ گئی کہ ضرور زارون کو تنگ کر کے آ رہی ہیں۔۔۔۔

جس پر انہوں نے ان دونوں کو مصنوعی گھوری سے نوازا تھا،،،، جس پر ان دونوں نے مسکراتے محبت سے انہیں گلے لگایا۔۔۔۔

اور پھر وہ انہیں اپنی نگرانی میں لے کر کمرے تک چھوڑنے آئی تھیں اور ساتھ ساتھ ان دونوں کو شادی شدہ زندگی کے طور طریقے اور اونچ نیچ سمجھانے کا سیشن بھی جاری تھا۔۔۔

پہلے ایہا کو واسم اور اسکے کمرے کے باہر چھوڑتے ہوئے اور اسکی پیشانی پر پیار کر کے خود ابرش کو لے کر اوپر ضارب کے پورشن کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

جبکہ انکی محبت اور باتوں کو یاد کرتے ہوئے ابھی تک ایہا کے لب مسکرا رہے تھے جب وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔۔۔

لیکن خالی کمرے کو دیکھتے ہوئے اسکی مسکراہٹ سمٹی تھی۔۔۔۔

اور بے ساختہ اسے کل رات کا واقعہ یاد آیا کہ کیسے شادی کی پہلی رات واسم اسے اکیلا چھوڑ کر چلا گیا تھا۔۔۔۔

بھلے ہی اسکے وجہ بتانے پر وہ اسکی سچویشن کو سمجھ گئی تھی لیکن اس ویڈیو میں نظر آتے نظارے کو یاد کرتے اسکے دل میں ایک ڈر سا بھی بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔

اور آج پھر اسکی غیر موجودگی کو دیکھتے دل میں بدگمانی سی ابھرنے لگی تھی

جبکہ خوبصورت سنہری آنکھوں میں آنسو بھر آئے-----

جسکے چلتے غصے میں آکر اس نے دوپٹہ اپنے سر سے نو*چنے کے انداز میں اتارتے بیڈ پر پھینکتے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جاتے جیولری اتارنی شروع کی تھی

اتار بھی کیا رہی تھی بلکہ نو*چ رہی تھی جس کی وجہ سے اسکی کلائیاں کافی حد تک ز*خمی بھی ہوگئی تھی-----

جبکہ کان اور ناک حد سے زیادہ سر*خ،،،،، جن میں تک*لیف محسوس کرتے اسکے بہتے آنسوؤں میں کچھ اور اضافہ ہوا تھا-----

اصل میں رونا اسے اس ظاہری د*رد پر نہیں بلکہ اپنی ذات کی بے وقتی پر آ رہا تھا ،،،،،،آج شدت سے اسے اپنے ماں باپ یاد آئے تھے،،،،،اور اس نے غصے میں ڈریسنگ ٹیبل پر ہاتھ مارا۔۔۔۔۔

جس سے اس پر موجود چیزیں زمین پر گری تھیں۔۔۔۔۔۔

واسم جو کمرے کی بالکنی میں موجود ضروری کال اٹینڈ کر رہا تھا کمرے میں ہوتے شور سنتے فون ڈسکنیکٹ کرتا اندر داخل ہوا۔۔۔۔۔

اور اسے ہچکیوں کے ساتھ روتے اور چیزیں اٹھا اٹھا کر پھینکتے دیکھ کر آ گے.بڑھ کر اپنے حصار میں لے گیا۔۔۔۔

جس پر وہ احتجاج کرتی خود کو اس سے چھڑوانے کی کوشش کرتی اسکے ہاتھ جھٹکنے لگی۔۔۔۔۔

کیا ہو گیا؟؟؟؟؟ تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے؟؟؟؟؟؟ کہیں پاگل واگل تو نہیں ہو گئی؟؟؟؟؟ یہ کیا کر رہی ہو؟؟؟؟؟

اسے جھنجھوڑتے ہوئے ہوش میں لانے کی کوشش کرتا غصے سے بولا۔۔۔۔۔

جس پر اس نے اپنی رونے کی وجہ سے سرخ ہوئی نظریں اٹھا کر اسکی طرف غصے سے دیکھا۔۔۔۔

ہاں ہو گئی ہوں میں پاگل،،،، لیکن آپ یہاں کیا کر رہے ہیں،،،، جائیں یہاں سے چلے جائیں،،،، میں آپکی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔۔۔۔

خود کو اسکے حصار سے آزاد کراتے چیختی ہوئی بولی تھی۔۔۔۔۔

جس سے واسم کی کشادہ کی پیشانی پر بل پڑے تھے۔۔۔۔

البتہ ایہا نے اپنا رخ پلٹتے ہوئے دوبارہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا تھا

۔۔۔۔

جسے دیکھتے وہ تھوڑا نرم پڑا تھا،،،،، پھر نرمی سے اسکا رخ بدلتے ہوئے اپنے سینے سے لگاتے چپ کروانے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔

لیکن وہ تھی کہ چپ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی،،،،، پتا نہیں اپنے اندر کب سے جمع غبار آنسوؤں کے ذریعے نکال رہی تھی۔۔۔۔

لیکن کافی دیر گزرنے کے بعد جب وہ چپ نا ہوئی تو اسکا چہرہ اپنے سینے سے نکالتے ہوئے بہت نرمی اسکے آنسو صاف کیے تھے۔۔۔۔

کیا ہوا ہے کسی نے کچھ کہا ہے تمہیں کیوں ایسے رو رہی ہو؟؟؟؟؟

وہ اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھتے جس میں رونے کی وجہ سے سرخیاں گھلی ہوئی تھی نرمی سے گویا ہوا۔۔۔۔

جس سے یکدم وہ ہوش میں آئی تھی۔۔۔۔

پھر خود کو کمپوز کرتی اسکی نرم گرفت سے نکلتے ہوئے نفی میں سر ہلا گئی۔۔۔۔

نہیں کچھ نہیں۔۔۔۔

سپاٹ لہجے میں بولتے اسے اگنور کر کے وہاں سے واشروم جانا چاہا۔۔۔۔

جب واسم شاہ نے اسکے دائیں بازو پر گرفت جماتے اسے اپنی اور کھینچا تھا،،،،،
اچھا کچھ نہیں۔۔۔

لیکن رو تم ایسی رہی تھی جیسے تمہارا کوئی اپنا مر گیا ہو،،،،،،، خود کو اگنور کرنے پر اب کہ غصے سے دھاڑتے ہوئے بولا،،،،،

جس پر ابیہا نے اسے گھوری سے نوازا تھا،،،،،،، اب وہ اسے کیا بتاتی کہ وہ اسکی وجہ سے رو رہی تھی،،،،،، جسکا پہلے ہی دماغ ساتویں آسمان پر تھا کچھ اور اونچا ہو جاتا۔۔۔۔

جب میں آپکو کہہ رہی ہوں کہ کوئی بات نہیں میں بس ویسے ہی،،،،،،اس سے پہلے کے وہ اپنی بات مکمل کرتی وہ اسکے لبوں پر جھکتے ہوئے اسکی بولتی بند کر گیا ۔۔۔۔۔

اور جو اسکے جھوٹ بول کر بات چھپانے پر غصہ آیا تھا وہ نکالنے لگا۔۔۔۔

ابیہا نے اسکے سینے پر دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے اسے خود سے دور دھکیلنا چاہا جس پر وہ پچھتائی تھی۔۔۔۔

کیونکہ وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیتے پشت پر سختی سے باندھتے اپنے عمل میں اور شدت لے آیا تھا۔۔۔۔

اور اچھی طرح اسکی سانسیں بکھیرنے کے بعد پیچھے ہٹا،،،، جس پر ایہا گہرا سانس لیتے غصے سے اسکی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔

جس کا بنا کوئی اثر لیے اس نے ایک جھٹکے سے اسے اپنی گود میں اٹھایا اور بیڈ کی طرف بڑھنے لگا،،،، جس سے اسکے ارادوں کو سمجھتے ایہا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔۔۔۔

چھوڑیں مجھے یہ کیا کر رہے ہیں آپ،،،، اسکی گود میں ہاتھ پیر چلاتی اترنے کی کوشش کرتی غصے بولی۔۔۔۔

کیوں تم بچی ہو جو نہیں جانتی کہ میں کیا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔

" اسے بیڈ پر اتارتے ہوئے اس پر حاوی ہوتا معنی خیزی سے گویا ہوا،،،،، لیکن

ایہا نے کچھ کہنا چاہا جب اس نے دوبارہ جھکتے ہوئے اسکی سانسوں پر اپنا قبضہ جمایا تھا۔۔۔۔۔۔

ایک لفظ نہیں سنوں گا میں،،،،، اسکے لبوں کو آزادی بخشتے ہوئے نرمی سے سہلاتے بولا اور پھر بنا وقت ضائع کیے اسکی گردن میں جھکا تھا۔۔۔۔

اور اپنے لمس سے بھگونے لگا،،،،، جبکہ اسکے حکم چلانے والے انداز کو دیکھتے ایہا کو غصہ تو بہت آیا اور جی میں آیا کہ اسے جھٹک دے لیکن پھر اسکے نرم لمس کو اور عظمی بیگم کی باتوں کو یاد کرتے نا چاہتے ہوئے بھی خاموشی اختیار کر گئی

۔۔۔۔۔

واسم نے اسے تھوڑا اوپر اٹھاتے ہوئے ایک جھٹکے سے اسکی میکسی کی زیپ کھولی تھی پھر اسے کندھے سے سرکاتے ہوئے وہاں اپنے بھیگے دہکتے ہوئے لب رکھے -----

جبکہ ایہا اسکے گردن میں بازو حائل کرتی آنکھیں بند کر کے جیسے اسے مکمل طور پر اجازت دے چکی تھی-----

اور اس سے پہلے کہ وہ اپنے اور اسکے درمیان حائل پردے کی تمام دیواریں گراتا سائڈ ٹیبل پر رکھا ہوا اسکا فون رنگ ہوا تھا-----

جسکا واسم نے تو کوئی خاص نوٹس نہیں لیا البتہ ایہا نے اسکا کندھا ہلایا تھا،،،، جو اسکے وجود کے نرم لمس میں مکمل طور پر کھو چکا تھا-----

جبکہ اسکے ڈسٹرب کرنے پر واسم نے ناگواری سے چہرہ اٹھا کر اسکی طرف دیکھا

وہ،،،،، وہ آپکا فون بج رہا ہے------

بمشکل اپنی بکھری سانسوں کے درمیان بولی تھی-----

بجنے دو،،،،، اتنا کہتے وہ دوبارہ اس پر جھکنے لگا جب فون دوبارہ رنگ ہوا تھا

جس پر واسم نے ایپہا کے ساتھ ساتھ فون کو بھی گھورا تھا----

البتہ ایپہا نے لب دبا کر مسکراہٹ چھپائی تھی-----

اور واسم نے ہاتھ بڑھا کر فون کو اٹھایا جس پر اس کے پی اے کا نمبر بلنک ہو رہا تھا۔۔۔۔

اور پھر ایک نظر ایہا کی طرف دیکھتے گہرا سانس کھینچتے ہوئے اٹھ گیا۔۔۔۔

جس کے اٹھتے ہی ایہا نے اپنی حالت کے پیشِ نظر کمفرٹ کھینچتے ہوئے خود کو اس میں چھپایا تھا۔۔۔۔

جس پر وہ مسکرا کر نفی میں سر ہلا گیا،،،،، ایسا کرو تم کپڑے چینج کر لو میں آتا ہوں کچھ دیر میں۔۔۔۔

جس پر اس نے سر ہلایا تھا۔۔۔

جسے ایک نظر دیکھنے کے بعد واسم فون اٹینڈ کرتا کمرے سے منسلک سٹڈی روم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

-------------❤----------

ہاہاہاہا

بن گیا بیو قوف دنیا کا مشہور اور عقلمند بزنس ٹائکون واسم شاہ،،،،،، نیم اندھیرے کمرے میں اسکا جناتی قہقہہ گونجا تھا۔۔۔۔

جسکا ساتھ معروف حسن کے نسوانی قہقہے نے بھی دیا تھا۔۔۔۔

افففففف بہت مشکل تھا اسے خود پر یقین دلانا،،،، معصوم ہونے کا ڈھونگ کرنا،،،، ہر وقت آنکھوں میں جھوٹے آنسو لے کر اسے اپنی طرف مائل کرنا

اپنی نیلی آنکھوں سے گھورتا تو ایسے تھا جیسے آنکھوں سے جان لینے کا ارادہ رکھتا ہو۔۔۔۔

لیکن سامنے بھی دنیا کی حسین اور ٹیلینٹڈ لڑکی معروف حسن کھڑی تھی آخر اپنے پیچھے پاگل کر کے ہی چھوڑا۔۔۔۔

وہ ایک ادا سے اتراتے ہوئے بولی،،،،، جس پر صوفے پر براجمان اس وجود نے مسکراتے تائید میں سر ہلایا۔۔۔۔

مس حسن آپ ٹینشن نا لیں،،،،، میں آپ سے اسی ہفتے شادی کروں گا،،،، آپکو اپنا نام دے کر تحفظ دوں گا،،،، میرے ہوتے ہوئے آپکو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔

وہ منہ بنا کر واسم کی نقل اتارتے بولی ،،،،، جس پر سامنے بیٹھے وجود نے قہقہہ لگایا تھا۔۔۔۔

سچ میں تم نے کمال کر دیا آدھے سے زیادہ کام تو ہمارا ہو گیا ہے ،،،،،، بس ایک بار وہ تم سے شادی کر لے ،،،،، پھر دیکھنا کیسے میں حیدر شاہ کے شیرازے کو بکھیرتا ہوں ،،،،، اسے اشارے سے اپنے پاس بلاتے زہر خند لہجے میں گویا ہوا ۔۔۔۔۔

جس پر وہ فوراً عمل درآمد ہوتی آ کر آرام سے اسکی گود میں بیٹھ گئی اور ساتھ ہی ایک ادا سے اسکی گردن میں اپنے بازو حائل کیے تھے۔۔۔۔۔

اور اس نے مسکراتے ہوئے اسکے خوبصورت چہرے کی طرف دیکھا،،،، پھر اسکے سر کے پیچھے ایک ہاتھ سے بالوں کو پکڑ کر خود پر جھکاتا حرام فعل انجام دینے لگا۔۔۔۔

جسکا وہ مسکراتے ہوئے ساتھ دے رہی تھی،،،،، دونوں اپنی جیت کی خوشی میں گم ایک دوسرے میں مکمل طور پر کھوئے ہوئے تھے۔۔۔۔

لیکن سوچنے والی بات تو یہ تھی کہ واسم شاہ سچ میں اتنا ہی بیوقوف تھا جتنا ان لوگوں نے اسے سمجھ لیا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔۔

" ہاں بولو

وہ سٹڈی روم کے دروازے کو بند کرتے ہوئے سپاٹ لہجے میں بولا۔۔۔۔

سر وہ مس حسن بنا بتائے کہیں چلی گئی ہیں۔۔۔۔

کیا مطلب کہاں چلی گئی،،،،، وہ تو تمہاری ذمہ داری تھی نا تو ایسے کیسے بنا بتائے چلی گئی۔۔۔۔

تمہیں اسکا دھیان رکھنا چاہیے تھا۔۔۔۔

وہ اسکی بات کی جواب میں غصے سے بولا۔۔۔۔

سر میں کچھ ضروری کام سے گیا تھا جب واپس آیا تو وہ اپارٹمنٹ میں نہیں تھی،،،،، میں نے بلڈنگ کی سی سی ٹی وی فوٹیج چیک کی ہے۔۔۔۔

وہ میرے جانے کے کچھ دیر بعد ہی نکلی تھیں اور ابھی تک واپس نہیں آئی

وہ اسے ساری بات تفصیل سے بتاتا پریشانی سے گویا ہوا-----

ہمم " وہ اسکی بات سنتا پر سوچ لہجے میں بولا-----

تم نے اسکا فون ٹرائی کیا؟؟؟؟؟

جی سر لیکن وہ اپنا فون ساتھ نہیں لے کر گئی،،،، وہ انکے کمرے میں ہی پڑا ہوا تھا،،،، ہاتھ میں پکڑے پرانے بٹنوں والے چھوٹے سے فون کو دیکھتے ہوئے بولا-----

جسے سن کر اس سے پہلے کہ واسم اسے اگلا کوئی حکم دیتا تبھی اپارٹمنٹ کا دروازہ ناک ہوا تھا-----

جسے سن کر وہ ایسے ہی فون کان سے لگائے دروازے کی طرف بڑھتا واسم سے مخاطب ہوا،،،،، سر مجھے لگتا ہے کہ وہ آگئی ہیں۔۔۔۔

میری بات کرواو۔۔۔۔

اوکے سر۔۔۔۔

کامران نے ایک سے دروازہ کھولا تھا،،،، جہاں اندازے کے عین مطابق معروف کالی چادر میں خود کو مکمل طور پر چھپائے سر جھکا کر کھڑی تھی۔۔۔

جسے دیکھتے اس نے راستہ چھوڑا تھا اور وہ چپ چاپ اندر داخل ہو کر اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگی جب دروازہ بند کرتے اس نے پیچھے اسے مخاطب کیا

۔۔۔۔۔

سر آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔

جس پر اس نے رک کر پلٹتے ہوئے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

جب اس نے اپنا فون اسکی طرف بڑھایا تھا،،،، جسے وہ چادر سے ہاتھ نکالتے پکڑ کر کان سے لگا گئی۔۔۔

" السلام وعلیکم

کہاں گئی تھی؟؟؟؟؟ اسکے سلام کا جواب دینے کی بجائے وہ سیدھے مدعے کی بات پر آیا تھا۔۔۔۔

جس پر معروف نے دل میں اسے کوسا تھا البتہ جب بولی تو لہجے میں واضح نمی گھلی ہوئی۔۔۔۔

وہ،،،،، وہ اماں کی ،،،، قبر پر گئی تھی۔۔۔۔

ہمم " لیکن تمہیں ایسے بنا بتائے نہیں جانا چاہیے تھا،،،، آئندہ اس بات کا خیال رکھنا۔۔۔۔

وہ اسکی بات سن کر سپاٹ لہجے میں بولتا بنا اسے کوئی دوسری بات کرنے کا موقع دیئے فون بند کر گیا۔۔۔۔

جس پر اس نے آنکھوں میں جھوٹے آنسو بھر کر سامنے کھڑے اسکے پی اے کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔

کیا ہوا ڈانٹ پڑی ؟؟؟؟؟

جسے دیکھتے وہ ہمدردی سے بولا۔۔۔

لیکن وہ اسکا فون واپس اسکے ہاتھ میں پکڑاتے ہوئے،،،، لبوں پر ہاتھ رکھ کر بنا کوئی جواب دیتے روتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی۔۔۔

جسے کچھ پل دیکھنے کے بعد اس نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے تھے اور پھر کچن کی طرف بڑھ گیا تاکہ اپنے لیے کافی تیار کر سکے۔۔۔۔

معروف اس وقت واسم کے پی اے کامران کے اپارٹمنٹ میں تھی،،،، جہاں وہ اسکی ماں کے کفن و دفن کے بعد واسم کے کہنے پر اسے لایا تھا۔۔۔۔

کیونکہ اس عورت نے واپس جاتے ہی محلے میں بوال کھڑا کر دیا تھا جس پر پورے محلے والے کانوں کو ہاتھ لگاتے اسے وہاں رکھنے سے انکاری تھے۔۔۔۔

جبکہ مکان مالک نے بھی فوراً اسے اپنا گھر خالی کرنے کا بولا،،،، اور وہاں کے حالات و واقعات کو دیکھتے ہوئے واسم اسے اپنے ساتھ لے آیا تھا۔۔۔

لیکن وہ اسے اپنے ساتھ حویلی تو کسی صورت نہیں لے جا سکتا تھا،،،، اس لیے جب تک اسکے رہنے کا کوئی مناسب انتظام نہیں ہوتا واسم نے اپنے پی اے کو اسے اپنے ساتھ رکھنے کا بولا۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف فون بند ہونے کے بعد واسم نے کچھ سوچتے ہوئے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

آخر کب تک بچو گی خود سے ہی سر گوشی نما آواز میں بولا۔۔۔

البتہ آنکھوں میں خاص چمک تھی،،،،، جیسے کسی شکاری کی آنکھوں میں اپنے شکار کے پھنس جانے پر۔۔۔۔

ان سب سے فارغ ہو کر جب وہ دوبارہ کمرے میں آیا تو ایہا چینج کر کے تب تک سو چکی تھی۔۔۔۔

جسے دیکھتے اسکے ہونٹوں پر نرم مسکراہٹ آئی تھی،،،، پھر گہرا سانس کھینچتے ہوئے فریش ہونے واشروم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔

ابرش بیٹا ضارب نے چھوٹی سی عمر میں بہت بڑا دکھ جھیلا ہے،،،،، جس نے اسے مکمل طور اندر توڑ کر رکھ دیا۔۔۔

وہ بظاہر چاہیں جتنا مرضی مظبوط بن جائیں،،،،، یا پھر یہ ظاہر کریں کے وہ خوش ہیں اپنی زندگی میں لیکن وہ اپنی آنکھوں سے ظاہر ہوتی اداسی اور ان کے اندر پل رہی وحشت کو اپنے اپنوں سے نہیں چھپا سکتے۔۔۔۔۔

اسی وجہ سے باباسائیں نے ان کیلئے آپکا انتخاب کیا ہے،،،،، کہ آپ اپنی معصوم شرارتوں اور ہنس مکھ نرم رویے سے انکی زندگی میں خوشیاں واپس لے آئیں ۔۔۔۔۔

تاکہ وہ اپنی زندگی صرف گزارنے کے نام پر نا بتائے بلکہ خوشی سے جیے۔۔۔۔ سمجھ رہی ہیں نا میری بات کہ میں کیا کہنا چاہ رہی ہوں۔۔۔۔۔

عظمی بیگم اسے ضارب کے ماضی کے بارے میں بتاتے حیدر شاہ کے اس فیصلے کے پیچھے کا مقصد سے اسے آگاہ کرتے ہوئے نرمی سے بولی۔۔۔۔

جس پر اس نے صرف سر ہلانے پر ہی اتفاق کیا تھا۔۔۔۔۔

کیونکہ وہ اتنا سب کچھ جان کر ابھی بھی شاکڈ کی حالت میں تھی۔۔۔۔

مجھے اپنی بیٹی پر پورا بھروسہ ہے کہ وہ زندگی کے اس امتحان کو بہت آسانی سے پاس کرلے گی۔۔۔۔

اسکی صبیح پیشانی پر شفقت سے بوسہ دیتے ہوئے وہ مان سے بولی تھیں،،،،، جس پر وہ ہلکا سا مسکرائی،،،،، جسے ایک نظر دیکھنے کے بعد اسے اندر جانے کا اشارہ کر کے خود وہی سے واپس چلی گئی۔۔۔۔۔

اسے تو پتا ہی نہیں تھا کہ ضارب کے والدین کی ڈیتھ ایسے ہوئی تھی۔۔۔۔

جسے جان کر اسکا معصوم سا دل دہل گیا تھا۔۔۔۔

شاید ضارب کے ایسے رویے کے پیچھے بھی یہی وجہ تھی۔۔۔۔

وہ انہی سوچوں میں گم بے دھیانی میں کمرے میں داخل ہوئی،،،، جبکہ فرش پر بچھے کلین میں اس کا پاؤں اٹکا اور اس سے پہلے وہ گرتی ضارب شاہ نے اسکے گرد حصار کھینچتے اسے گرنے سے بچایا تھا۔۔۔۔

کیا ہو گیا باربی آپ کا دھیان کدھر ہے ؟؟؟؟ ہم اگر وقت پر نا آتے تو آپکو کتنی بری چو*ٹ لگتی اور ابھی تو آپکے پہلے ز*خم بھی ٹھیک نہیں ہوئے۔۔۔۔

وہ اسے سیدھا کھڑا کرتے فکرمندی سے بولا تھا۔۔۔۔

جس پر نظریں اٹھا کر ابرش نے اسکی طرف دیکھا تھا،،،، اور بے ساختہ آگے بڑھ کر اسکے سینے کا حصہ بنی۔۔۔۔

جبکہ ابرش کے اس عمل پر وہ کافی حیران ہوا تھا۔۔۔

لیکن پھر مسکراتے ہوئے اسکے گرد اپنا حصار کھینچ گیا۔۔۔

لگتا ہے ہماری باربی رومانس کرنے کے موڈ میں ہیں ہاں ،،،، وہ اسے ایسے ہی سینے سے لگائے سرگوشی نما آواز میں بولا تھا۔۔۔۔

جس پر فورا ابرش کو اپنی پوزیشن کا خیال آیا اور وہ سرخ ہوتے اسکا نرم حصار توڑ پیچھے ہونے لگی۔۔۔۔

لیکن کامیاب نا ہو سکی کیونکہ اب ضارب اسے چھوڑنے کے موڈ میں نہیں تھا

۔۔۔۔۔

جبکہ اسکے سرخ اور معصوم چہرے کو دیکھتے اسے بے ساختہ اس پر پیار آیا،،،،
اور اس نے جھکتے ہوئے اسکے گلابی نرم روئی جیسے گال کو ہونٹوں سے چھوا تھا
۔۔۔۔

جس پر ابرش اپنی آنکھیں بند کرتی اسکی پشت پر ہاتھوں کی گرفت کو کچھ اور مظبوط کر گئی۔۔۔۔

جائیں کپڑے چینج کر لیں،،،، لیکن پھر یکدم اسے اپنے حصار سے آزاد کرتے سپاٹ لہجے میں بولا۔۔۔۔
جسے سنتے ابرش نے حیرت سے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

جس نے اپنے لب سختی سے بھینچ رکھے تھے،،،، جبکہ اسکا سفید خوبصورت وجیہہ چہرہ حد سے زیادہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔۔

جس پر وہ پریشان ہوئی،،،،،اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی اسے اپنے دائیں ہاتھ پر نمی کا احساس ہوا۔۔۔۔

اس نے حیرت سے اسکی شرٹ کو چھوڑتے ہوئے اپنے ہاتھ کو دیکھا،،،،،جس پر خو*ن لگا ہوا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ،،،،،،یہ کیا ہوا،،،،،آپکو؟؟؟؟؟

کپکپاتی آواز میں اسکی طرف دیکھتے سوال کیا تھا پھر بنا وقت ضائع کیے آگے بڑھ کر اسکی پشت کو دیکھا۔۔۔۔

جہاں بائیں طرف کندھے کے پاس سفید شرٹ پر سرخ دھبے نمایاں ہو رہے تھے۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے ہی اسکی آنکھیں لبالب آنسوؤں سے بھر گئی تھیں۔۔۔۔

آپکو چو*ٹ لگی ہے اور آپ نے ہم میں سے کسی کو بتایا بھی نہیں،،،، دوبارہ اسکے سامنے آتے ہوئے بری طرح رو*تے ہوئے غصے سے بولی۔۔۔۔

بس اسی لیے نہیں بتایا تھا،،،،، سب لوگ پریشان ہو جاتے،،،، جیسے ابھی آپ ہو رہی ہیں۔۔۔۔

کچھ نہیں ہوا ہے ہمیں بس ایک معمولی سی چو*ٹ ہے۔۔۔۔

اسکے بہتے آنسو صاف کرتے نرمی سے گویا ہوا۔۔۔

یہ معمولی سے چو*ٹ ہے دیکھیں ابھی بھی خو*ن بہہ رہا ہے اور آپ اسے معمولی کہہ رہے ہیں۔۔۔۔

وہ اپنا ہاتھ اسکے آگے کرتی پریشانی اور غم و غصے کی حالت میں بولی۔۔۔۔

جس پر اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

اور اس سے پہلے کہ لبوں سے کچھ کہتا ابرش نے اسکے لبوں پر ہاتھ رکھتے اسے خاموش کروایا تھا۔۔۔۔

اور پھر خاموشی سے اسکا ہاتھ پکڑ کر بیڈ کی طرف بڑھنے لگی،،،، جس پر نا چاہتے ہوئے بھی ضارب نے اپنے قدم بڑھائے تھے۔۔۔۔۔

اسے لے جا کر بیڈ پر بیٹھاتے ہوئے خود اپنا بھاری لباس سنبھالتے ہوئے ڈریسنگ کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔۔

پھر وارڈروب سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر لائی،،،،،اور بنا وقت ضائع کیے ضارب کی شرٹ کے بٹن کھولنے لگی۔۔۔۔

اور وہ جو خاموشی سے اسکی تمام کاروائی دیکھ رہا تھا اسے اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے دیکھ کر اس پر ہاتھ رکھتے روک گیا۔۔۔۔

جس پر اس نے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا جن میں آنسو بھرے ہوئے تھے ۔۔۔۔۔

جن میں ضارب کو اپنا دل ڈوب کر ابھرتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔۔

یہ کیا کر رہی ہیں ؟؟؟؟؟آپکو پتا بھی ہے کہ آپ جن حدود کی طرف.بڑھ رہی ہیں،،،،،ان کا انجام کیا ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔

ایک ہاتھ سے اسکے چہرے پر جھولتی لٹ کو پکڑ کر اسکے کان پیچھے اڑستے گھمبیرتا سے بولا۔۔۔۔

جس کا مطلب سمجھتے ہوئے ابرش کے اسکی شرٹ پر رکھے ہاتھ کانپے تھے اور چہرہ پل میں سرخ ہو گیا،،،، جسے دیکھتے ضارب نے لب دبا کر مسکراہٹ چھپائی تھی۔۔۔۔

لیکن پھر اسے مسکراہٹ چھپاتے دیکھ کر وہ اسکا مقصد سمجھتے ہوئے اسے گھوری سے نواز گئی۔۔۔۔

مجھے پتا ہے کہ میں کیا کر رہی ہوں،،،،،اور اسکا ہر انجام بھگتنے کیلئے بھی تیار ہوں،،،،،، وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی تھی،،،،،، جبکہ اسکی ہمت پر ضارب نے داد میں آبرو اٹھائی۔۔۔۔

فلحال میرے شوہر کے بیما*ر ہیں انکے ز*خموں پر مرہم لگانے دیں مجھے۔۔۔۔

اتنا کہتے پھر دوبارہ اسکا ہاتھ ہٹا کر بٹن کھولنے شروع کر دیئے۔۔۔۔۔

حالانکہ اسکے ہاتھ کپکپا رہے تھے،،،،، اسکے کشادہ سینے کو دیکھتے ہوئے گال بھی تپنے لگے تھے،،،،،، لیکن پھر بھی ہمت کرتے ہوئے وہ اسکی طرف دیکھنے سے گریز کرتی شرٹ اتارنے لگی۔۔۔۔

جس کے دوران ضارب لو دیتی نظروں سے اسکے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا جبکہ ہونٹوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ تھی۔۔۔۔

شرٹ اتار کر ایک سائڈ رکھتی وہ اسکی پشت پر آئی تھی جہاں ڈاکٹر کی کی گئی پٹی اب مکمل خو*ن میں بھیگ چکی تھی۔۔۔۔

جسے دیکھتے ایک بار پھر ابرش کی آنکھیں بھر آئی تھیں۔۔۔۔اور بمشکل خود کو رونے سے باز رکھتی کانپتے ہوئے ہاتھوں سے پٹی پر لگی ٹیپ اتار کر روئی ہٹا کر ز*خم کا معائنہ کرنے لگی۔۔۔۔

جو کہ گو*لی لگنے کا تھا۔۔۔۔

جس سے پٹی ہٹ جانے کی وجہ سے خو*ن اب روانی سے بہنے لگا تھا جسے وہ روئی کے ساتھ روکنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔

آ،،،،،آپ کو،،،،، گو*لی لگی ہے۔۔۔۔۔

وہ بمشکل اٹکتے ہوئے بولی،،،،،، جبکہ وہ لب بھینچ کر ز*خم سے اٹھتی ٹی*سوں کو برداشت کرتا ہاں میں سر ہلا گیا۔۔۔۔

جبکہ یہ سب دیکھتے ہوئے ابرش کے رکے ہوئے آنسو اسکے روئی جیسے گالوں پر بہہ نکلے تھے۔۔۔۔

لیکن پھر ہمت کرتے ہوئے بمشکل کانپتے ہاتھوں سے روئی ڈیٹول میں ڈبو کر ز*خم کی صفائی کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔

رہنے دیں باربی آپ سے نہیں ہوگا میں خان کو بلا لیتا ہوں۔۔۔۔

اپنی پشت پر اسکی کپکپاتی انگلیوں کا لمس محسوس کر کے مسکراتے بولا۔۔۔۔

آپ میں صبر نہیں ہے،،،،، میں کر تو رہی ہوں ویسے بھی بیوی میں ہوں آپکی یا پھر خان لالا؟؟؟؟؟

جو ہر وقت انہیں ساتھ لٹکائے رکھتے ہیں۔۔۔۔

اسکی بات کو سنتے جو غصہ اسے ضارب کے اتنی بڑی بات چھپانے پر آیا تھا نکالتے بولی۔۔۔۔

اور روانی میں کیا کہہ گئی تھی اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات سنتا وہ ایک بار پھر مسکرایا تھا۔۔۔۔

ظاہر ہے آپ ہی ہیں۔۔۔۔

تو پھر خاموش ہو جائے اور مجھے اپنا کام کرنے دیں۔۔۔۔۔

وہ ذرا رعب سے اسے ڈپٹتے ہوئے بولی،،،،، جس پر ضارب نے فرمانبرداری سے سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔

اسکے ز*خم کو اچھے سے صاف کرنے کے بعد ڈھیر ساری روئی سے کور کرتے الٹی سیدھی جیسی بھی اسے آتی تھی اس نے دوبارہ پٹی کر دی۔۔۔۔

جس سے اسکا بہتا ہوا خو*ن اب رک گیا تھا۔۔۔۔
پھر بے ساختہ جھکتے ہوئے اسکی پٹی پر اپنے لب رکھے تھے۔۔۔۔

جس سے ضارب نے اپنی روح تک سکون اترتا محسوس کیا تھا۔۔۔۔

اور ایک بار اچھے سے تسلی کر لینے کے بعد کہ اب خو*ن رک گیا ہے اس نے باقی کی بکھری ہوئے چیزیں سمیٹی تھیں-----

اور بیڈ سے اتر کر خو*ن سے بھیگی پٹیاں اور روئی ڈسٹبین میں پھینکی جبکہ فرسٹ ایڈ باکس کو واپس ڈرا میں رکھتے ہوئے خود واشروم میں جا کر ہاتھ دھو کر واپس آئی تھیں----

آپکو د*رد تو نہیں ہو رہا؟؟؟؟

جس پر ضارب نے ہاں میں سر ہلایا تھا----

ٹھہریں میں آپکو پین ک*لر دیتی ہوں،،،، وہ اپنی بات مکمل کرتی اس سے پہلے کہ دوبارہ واپس جاتی ضارب شاہ کھینچ کر اسے اپنی گود میں بٹھایا تھا----

جس پر وہ سٹپٹائی۔۔۔۔۔

میڈیسن نہیں چاہیے،،،،،، وہ اسکے گرد گرفت سخت کرتے گمبھیرتا سے بولا

۔۔۔۔۔

تو پھر اور کیا چاہیے ؟؟؟؟؟

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔۔

" سکون

ایک لفظی جواب فوراً آیا تھا۔۔۔۔۔

مطلب " وہ ناسمجھی سے گویا ہوئی۔۔۔۔۔

جس کے جواب میں اب کہ وہ کچھ نہیں بولا صرف خاموش نظروں سے اسکی طرف دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

جسے ایک نظر دیکھنے کے بعد ابرش نے آگے بڑھ کر اسکی پیشانی پر اپنے لب رکھے تھے،،،،، اسکے نرم نازک ہونٹوں کا لمس اپنی پیشانی پر محسوس کرتے وہ سکون سے اپنی آنکھیں بند کر گیا۔۔۔۔

پھر اسکی پیشانی سے ہوتے باری باری نرمی سے اسکی بند آنکھوں کو چھوا تھا ،،،،، جس سے ضارب کے ہونٹوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ آئی تھی

۔۔۔۔۔

اور پھر یہی عمل اسکی دائیں بائیں گالوں پر دہراتے ہوئے نیچے ہونٹوں کی طرف آئی،،،،، لیکن چاہ کر بھی اسے چھو نا سکی۔۔۔۔۔

جسے ضارب نے محسوس کرتے ہوئے اپنی گہری سبز کانچ جیسی کچھ د*ر داور کچھ اسکی قربت کی وجہ سے اترتی خماری سے سرخ ہوئی آنکھیں کھولیں تھیں

پھر اسے خود سے ایک انچ کی دوری پر رکے دیکھ کر فاصلوں کو مٹاتا ہوا اسکے پنکھڑیوں جیسے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کی نرم گرفت میں لیتے محسوس کرنے لگا

جس پر ابرش اپنی مخروطی نازک سفید انگلیاں اسکے گھنے بالوں میں چلاتے نرمی سے اسکا ساتھ دینے لگی-----

ضارب اسے یونہی محسوس کرتے ہوئے اپنی گود سے بیڈ پر منتقل کرتا اسے مکمل اپنے حصار میں لیتے بے بس کر گیا تھا۔۔۔۔

جب وہ اسکی بند ہوتی سانسوں کا خیال کرتے دھیرے سے پیچھے ہوتا غور سے اسکا سرخ خوبصورت چہرہ دیکھنے لگا،،،، جو گہرے سانس لیتی ہوئی بند آنکھوں سے پڑی سے تھی۔۔۔۔

پھر دھیرے سے ایک ایک کر کے اسکے کانوں میں پہنے آویزے نکالے تھے اور اپنی راہ میں رکاوٹ بنتے گلے میں پہنے ہار کو نکالتے وہاں دھیرے سے اپنے لب رکھے۔۔۔۔

اور اس سے پہلے کہ وہ اسکے وجود دوپٹے سے آزاد کرتا ابرش نے اس پر اپنی گرفت مظبوط کرتے اسے روکا۔۔۔۔

جس پر ضارب نے سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔

جو اپنی سرخ آنکھیں کھول کر اسکی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

وہ،،،،، وہ آپ نے،،،،،، بتایا نہیں آپکو یہ،،،،،، چوٹ کیسے لگی؟؟؟؟؟؟

جیسے بھی لگی آپ جان کر کیا کریں گی؟؟؟؟؟ اسکے سوال کے بدلے سوال کرتے اس نے ایک بار پھر اسے نرمی سے چھوا تھا۔۔۔۔

پلیز بتا دیں؟؟؟؟؟

اسکے الگ ہوتے ہی دوبارہ سوال کیا تھا،،،، جس پر ضارب نے اسے گھوری سے نوازا تھا۔۔۔۔

کچھ نہیں بس ایک چھوٹا ساح*ملہ ہو گیا تھا،،،، جس میں یہ چو*ٹ لگ گئی ہمیں،،،،، اور اس میں صرف ہم ہی ز*خمی نہیں ہوئے بلکہ خان بھی ہوا ہے ۔۔۔۔۔۔

وہ اسکی پریشانی کو محسوس کرتے تفصیل سے بولا۔۔۔۔

جس پر اس نے اپنی آنکھوں میں آنسو بھر کر اسکی طرف دیکھا،،،،،، اور آپ نے اتنی بڑی بات کسی کو نہیں بتائی۔۔۔۔

دادا سائیں کو بتایا ہے لیکن اپنے ز*خمی ہونے کا نہیں اور آپ بھی ہم سے وعدہ کریں کہ کسی کو اس بارے میں نہیں بتائیں گی۔۔۔۔۔

" لیکن

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی ضارب نے واپس اس پر جھکتے اسے خاموش کروایا تھا۔۔۔۔

کچھ دیر بعد اسے آزادی بخشتے اسکی گردن میں جھکنے لگا جب ابرش نے اسے دوبارہ روکا تھا۔۔۔۔

وہ،،،،،، وہ آپکو،،،،، چو*ٹ لگی ہے،،،،،، اب آپکو آرام کرنا چاہیے،،،،،،
اسکے غصے سے گھورنے پر وہ تھوک نگلتی اٹک اٹک کر بولی۔۔۔۔

ہمیں کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں یہ آپکو ہمیں بتانے کی ضرورت نہیں،،،،، اسکی بات کے جواب میں غصے سے کہتے وہ دوبارہ اسکی گردن میں جھکا اور اس بار ہونٹوں کی جگہ اس نے سختی سے اپنے دانت گا*ڑے تھے۔۔۔۔

مطلب اسکی مخدالت پر اسے سز*ادی،،،، جس پر اس نے ضارب کے کندھے کو تھاما،،،،اور غلطی سے اسکے ز*خم پر ہاتھ رکھ گئی۔۔۔۔

جس پر تکلیف محسوس کرتے وہ پیچھے ہوا تھا۔۔۔

سوری،،،، وہ میں نے جان بوجھ نہیں کر کیا،،،،، وہ آنکھوں میں آنسو لیے رونے کو تیار دھیرے سے منمنائی۔۔۔۔

جسے ایک نظر دیکھنے کے بعد ضارب اسے اپنے حصار سے آزاد کرتا پیچھے ہو گیا ۔۔۔۔

جائیں کپڑے چینج کر لیں،،،،،،، لیکن آپ میری بات تو،،،،، ہم کیا کہہ رہے ہیں ابرش جائیں یہاں سے،،،،،اب کہ غصے سے دھاڑتے ہوئے بولا ۔۔۔۔

جس پر وہ تھر تھر کا*نپتی فوراً اٹھ کر ڈریسنگ روم میں بند ہوئی تھی،،،،،، جبکہ ضارب سائڈ ٹیبل پر رکھا اپنا لائٹر اور سگریٹ اٹھا کر جنوری کی اس ٹھٹھراتی سردی میں بنا شرٹ کے بالکنی کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔

ضارب شاہ گاؤں کی لڑکیوں کیلئے ایک کالج تعمیر کروا رہا تھا،،،،،، تا کہ میٹرک کے بعد انہیں آگے پڑھنے کیلئے شہر جانے کی ضرورت درپیش نا آئے۔۔۔۔

جو اب اپنی تعمیر کے آخری مراحل میں پہنچ چکا تھا۔۔۔۔

جسے لے کر وہ بہت خوش تھا۔۔۔۔

لیکن آج شام میں ہی اسے فون آیا کہ اچانک شارٹ سر*کٹ کی وجہ سے کالج کی بلڈنگ میں آ*گ لگ گئی ہے ۔۔۔۔

جس پر وہ فوراخان کو لیتے داداسائیں کو ضروری کام کا کہتے روانہ ہوا تھا ۔۔۔۔۔۔

بلد*نگ میں لگی آ*گ پر بروقت ایکشن لیتے ہوئے قابو پالیا گیا جس کی وجہ سے عمارت کسی بڑے نقصا*ن سے بچ گئی ۔۔۔۔

لیکن اسکے وہاں پہنچتے ہی نا*معلوم افراد کی طرف سے اس پر گو*لیو*ں کی بر*سات کی گئی تھی ۔۔۔۔۔

جس پر اس کے گارڈز نے بھی مکمل جوابی کارروائی کی،،،،،، لیکن اسکے باوجود بھی ایک گو*لی اسکے کندھے میں پیو*ست ہوتے اسے ز*خمی کر گئی۔۔۔۔۔

جبکہ اسکے ایک گارڈ گو*لیا*ں لگنے کی وجہ سے موقع پر ڈ*یتھ ہو گئی تھی ایک دو شدید ز*خمی تھے۔۔۔۔

باقی دوسری طرف کے تمام بندے انہوں نے ما*ر گر*ائے تھے۔۔۔۔۔

اسکے ز*خم دیکھتے ہوئے ہاسپٹل والوں نے تو اسے وہی رکنے کا مشورہ دیا تھا

۔۔۔۔۔

لیکن گھر میں ولیمے کی تقریب اور خاص طور پر زارون کے نکاح کی وجہ سے وہ ضد کر کے چھٹی لے کر آ گیا تھا۔۔۔۔

لیکن اب تحمل سے سوچنے پر اسے یہ کسی کی سوچی سمجھی سازش لگ رہی تھی ،،،،،،جو کہ سچ بھی تھا۔۔۔۔

پہلے کالج میں آ*گ اور اسکے وہاں پہنچتے ہی فا*ئر*نگ سٹارٹ ہو جانا،،،،اسے ما*رنے کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔۔۔۔

لیکن قسمت نے ہر بار کی طرح آج بھی اسکا ساتھ دیتے د*شمن کو دھول چاٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔۔

__________♥_________

ماضی

وقت کا کام ہے گزرنا چاہے اچھا ہو یا برا گزر ہی جاتا ہے۔۔۔۔

حیدر شاہ نے بھی اپنے بھائی کے غم کو دل میں دفن کر کے خود کو سنبھال لیا تھا

۔۔۔۔۔

کیونکہ اب ان پر صرف گاؤں اور اپنے بچوں کی نہیں بلکہ ابراہیم شاہ کی تین نشانیوں کی بھی ذمہ داری تھی۔۔۔۔

جو وہ بخوبی انجام دے رہے تھے۔۔۔۔

اپنے بچوں سے بڑھ کر انھوں نے انکا خیال رکھا تھا۔۔۔۔

موسی شاہ کو ہر معاملے میں ارمغان اور یمان شاہ سے آگے رکھا تاکہ اسے کبھی یہ محسوس نا ہو کہ وہ یتیم یا لاوارث ہے۔۔۔۔۔

ابراہیم شاہ کی ننھی پریوں کو شہزادیوں کی طرح پالا،،،،، بالکل اپنی بیٹیاں بنا کر ،،،،، جبکہ حجاب کے ساتھ یمان کا لگاو دیکھتے ہوئے،،،، انہوں نے بچپن میں ہی انکا رشتہ طے کر دیا تھا۔۔۔۔

جسکی خبر عمائمہ بیگم کے ساتھ ساتھ ارمغان شاہ اور موسی شاہ کو بھی تھی

۔۔۔۔۔

البتہ گھر کے چھوٹے بچوں سے یہ بات پوشیدہ رکھی گئی تھی۔۔۔۔

دوسری طرف بڑھتی عمر کے ساتھ یمان شاہ کی دوستی حجاب شاہ سے گہری سے اور گہری ہوتی جا رہی تھی۔۔۔۔

اگر یمان کیلئے وہ اسکی زندگی تھی تو حجاب کیلئے بھی وہ روباب کے بعد اسکی پوری دنیا۔۔۔۔

فطرتاً ڈرپوک ہونے کی وجہ سے وہ ہماوقت کسی نا کسی مسئلے کا شکار ہی رہتی تھی ۔۔۔۔

اور یمان شاہ اسکے ہر مسئلے کا حل۔۔۔۔

یہ دونوں بہنیں اپنی بھائی (موسی شاہ) سے زیادہ یمان اور ارمغان شاہ کے قریب تھیں،،،،، کیونکہ وہ ایک الگ ہی نیچر کا مالک تھا،،،،، صرف اپنی دنیا میں مگن رہنے والا،،،،، اسے ان دونوں سے کوئی سروکار نہیں تھا۔۔۔

اور نا ہی اس نے کبھی انہیں بڑے بھائیوں والا مان دیا تھا،،،،، البتہ یہ دونوں اپنی زندگی سے بڑھ کر اسے چاہتی تھی۔۔۔۔

لیکن اسکے سرد رویے کو دیکھتے کبھی اظہار نہیں کر پائی۔۔۔۔

____________♥____________

آج ان دونوں کی یونیورسٹی کا پہلا دن تھا،،،،، جسے لے کر روباب جتنی ایکسائیٹڈ تھی حجاب اتنی ہی نروس۔۔۔۔

یہ دونوں بہنیں ایک ساتھ دنیا میں آئی تھیں،،،،، جو شکل و صورت میں بھی بالکل ایک جیسی تھی۔۔۔۔

لیکن دو چیزیں تھیں جو انہیں الگ بناتی تھیں،،،،، ایک ان دونوں کے آنکھوں کا رنگ اور دوسرے انکے بال،،،،، حجاب شاہ کی آنکھیں گہری سبز جبکہ روباب

کی نیلی گہرے سمندر جیسی،،،،،، حجاب کے بال یہاں گھنگریالے تھے،،،، وہی روباب کے حد سے زیادہ سلکی اور سٹریٹ۔۔۔۔

اور اسکے علاوہ روباب جتنی پراعتماد تھی حجاب اتنی ہی بزدل،،،،،، اب بھی وہ اپنے ہرے نگینوں سے آتے جاتے سٹوڈنٹس کو سہمی ہوئی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

اسکی یہ گھبراہٹ اسکے حسن اور معصومیت کو اور حسین بنا رہی تھی۔۔۔۔

کیا ہو گیا ہے حجاب میں ساتھ ہوں نا تمہارے پھر کیوں گھبرا رہی ہو،،،،، کیا تمہیں اپنی آپی پر یقین نہیں۔۔۔۔

اپنے سے صرف پانچ منٹ چھوٹی بہن کو اپنے ساتھ کا یقین دلاتے پیار سے بولی

۔۔۔۔۔

نہیں آپی بس نئ جگہ اور لوگوں کو دیکھ کر ہلکی سی گھبراہٹ ہو رہی ہے

میرے ہوتے ہوئے تمہیں ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں ہے،،،، چلو مسکراو

اسکے ہاتھ کو پکڑ کر سہلاتے ہوئے مسکرا کر بولی---

جسکے بدلے وہ بھی مسکرائی تھی----

اچھا چلو تم وہاں بینچ پر جاکر بیٹھو میں ذرا کسی سے اپنے کلاس روم کا پوچھ کر آتی ہوں---- ٹھیک ہے---

جس پر وہ سر ہلا گئی،،،، جبکہ روباب اسکا ہاتھ چھوڑ کر اندر کی طرف.بڑھ گئی

جبکہ پیچھے اکیلے رہ جانے سے اسکی گھبراہٹ میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔۔۔

اور جسم سے یکدم جان نکلتی محسوس ہونے لگی،،،، جس کے چلتے اس نے جلد بازی میں قدم بینچ کی طرف بڑھائے تھے۔۔۔۔۔

اور سامنے سے آتے وجود کو نہیں دیکھ پائی۔۔۔۔

نتیجتا دونوں کا زبردست قسم کا تصادم ہوا تھا،،،، جس سے حجاب کو دن میں بھی اپنی آنکھوں کے سامنے تارے ناچتے ہوئے نظر آئے۔۔۔۔

اور اس سے پہلے کے وہ گرتی سامنے والے نے اسے ایک بازو سے تھامتے ہوئے گرنے سے بچایا۔۔۔۔

جبکہ کسی کے ہاتھ کا لمس اپنے بازو پر محسوس کر کے اس نے اپنی سہمی ہوئی نگاہیں اٹھائی تھیں۔۔۔۔۔۔

جن میں سامنے والے کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا تھا،،،،،،

سو،،،،، سوری

اسکی پکڑ سے بازو آزاد کرواتی بمشکل اٹکتی بولی۔۔۔۔۔

جس پر وہ ہوش میں آتا مسکرایا۔۔۔۔

اٹس اوکے۔۔۔۔۔

ارے تم ابھی تک یہی کھڑی ہو چلو ہمیں کلاس کیلیئے دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔

اور اس سے پہلے کہ وہ اس سے کوئی اور بات کرتا روباب وہاں آتی جلد بازی میں آگے پیچھے دیکھے بنا ہی اسے کھینچ کر اپنے ساتھ لے گئی۔۔۔۔

جبکہ پیچھے کھڑے محسن حیات کو ایک پل کیلئے اپنا دل بھی اسکے ساتھ خود سے دور جاتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔۔

لیکن پھر مسکرا کر سر جھٹکتے وہ بھی اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

___________❤_________

حال

واسم آفس جانے کیلیئے تیار ہو رہا تھا جب ایہا اسکا کوٹ لے کر اسکے پیچھے آ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

جسے آئینے سے واسم نے حیران نظروں سے دیکھا۔۔۔۔

لیکن اسکے عمل سے اسی خوشی بھی ہوئی تھی،،،، جو اس نے ظاہر نہیں کی البتہ بازو سیدھے کر کے کوٹ پہن لیا تھا۔۔۔۔

جس کے بعد وہ پلٹتی جب واسم نے اپنا رخ بدلتے ایک ہاتھ سے اسکا بازو تھامتے ہوئے اسے روکا تھا۔۔۔۔

جبکہ دوسرے کی پشت اسکی پیشانی پر رکھی،،، البتہ چہرے پر ناقابل فہم سے تاثرات تھے۔۔۔۔

جبکہ اسکے عمل پر اب کہ حیران ہونے کی باری ایہا کی تھی۔۔۔۔

کیا چیک کر رہے ہیں ؟؟؟؟؟

دیکھ رہا ہوں کہ کہیں تمہیں بخار تو نہیں ،،،،،اس کی بات کے جواب میں لب دبا کر بولا۔۔۔۔

مطلب ؟؟؟؟

تمہاری یہ فرمانبر داری اور خدمت گزاری ہضم نہیں ہو رہی ۔۔۔۔

جبکہ اب اسکا مطلب سمجھتے ایہانے اسے گھورا تھا،،،،، زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ،،،،، بس بڑی ماما نے بولا شوہر کے کام اپنے ہاتھ سے کرنے چاہییے اس پر عمل کر رہی ہوں ۔۔۔۔

ورنہ مجھے کوئی شوق نہیں ہے۔۔۔۔۔

وہ ٹکا سا جواب دیتی پلٹنے لگی جب واسم نے دوبارہ کھینچ کر اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔۔۔۔۔

اسکے علاوہ شوہر کی دوسری ضرورتوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے یہ نہیں بتایا تمہیں تمہاری بڑی ماما نے ؟؟؟؟؟

اسکے گال کو نرمی سے سہلاتے معنی خیزی سے بولا۔۔۔۔۔

جس پر وہ سرخ ہوئی تھی،،،،، جبکہ نظریں اٹھانا مشکل ہوگیا۔۔۔۔۔

ایسا مجھے تمہارے ان کاموں کی ضرورت نہیں ہے بلکہ تمہارے اعتبار اور ساتھ کی ہے۔۔۔۔۔

نیکسٹ ٹائم جب بھی تمہیں میرے خلاف کوئی بھی بات پتا چلے تو اپنے دل میں میرے لیے بدگمانی لانے سے پہلے ایک بار مجھ سے پوچھ ضرور لینا۔۔۔۔۔

کیونکہ ہر عمل کے پیچھے کوئی نا کوئی وجہ ضرورت ہوتی ہے۔۔۔۔

اور یہ میں تمہیں اپنی عادت کے برخلاف جا کر بتا رہا ہوں،،،،، کیونکہ میری زندگی میں صرف چند گھنے چنے لوگ ہیں جنہیں میں کوئی اہمیت دیتا ہوں

۔۔۔۔۔

ورنہ باقی ساری دنیا جو مرضی سوچتی رہے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔۔

وہ یکدم ہی سیریس ہوتے اسے نرمی سے سمجھاتے ہوئے بولا۔۔۔۔

جس پر ایہا کافی حیران ہوئی،،،،، کیونکہ اس نے ڈریگن کا یہ روپ پہلی بار دیکھا تھا،،،،، اور اتنا نرم لہجہ کہ بمشکل ہی اسے غش آتے آتے بچا۔۔۔۔

ورنہ اس نے تو اسے ہمیشہ آگ اگلتے ہی دیکھا تھا۔۔۔۔

لیکن وہ اس کے لیے اہم تھی یہ جان کر اسے بہت خوش بھی ہوئی تھی۔۔۔۔

" سمجھ آئی بات

اسے خاموش نظروں سے خود کی طرف دیکھتے پایا تو اسے تھوڑا اور اپنے قریب کرتا پیار سے گویا ہوا۔۔۔۔

جس پر ابیہا نے مسکرا کر سر ہلایا تھا۔۔۔۔

اور واسم نے آگے بڑھ کر بہت محبت کے ساتھ اسکی پیشانی پر اپنے لب رکھے ،،،،جس پر ابیہا نے آنکھیں بند کر کے اپنی روح میں سکون اترتا محسوس کیا ۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سائیں "آپ ابھی ،،،،،تک ناراض ،،،،،ہے مجھ سے ؟؟؟؟؟

ابرش کے سوال پر آئینے کے سامنے کھڑے تیار ہوتے ضارب شاہ کے بالوں میں برش کرتے ہاتھ ایک پل کیلئے تھمے ۔۔۔۔۔

لیکن پھر اسے بنا کوئی رسپانس دیئے اس نے اپنا کام دوبارہ شروع کر دیا۔۔۔۔

برش کرنے کے بعد خود پر پرفیوم سپرے کرتے ڈریسنگ ٹیبل سے گھڑی اٹھائی تھی۔۔۔۔

اور اس سے پہلے کہ وہ پہنتا ابرش نے آگے بڑھ کر اسکے ہاتھ کو تھاما تھا۔۔۔۔

جس پر اس نے اپنے لب بھینچے البتہ کہا کچھ نہیں اور نا اسکا ہاتھ جھٹکا بس خاموش نظریں اسکی طرف اٹھائی تھیں۔۔۔

میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا تھا،،،،، پلیز سوری

اسکے چہرے کی طرف دیکھتی معصومیت سے بولی۔۔۔۔

جس کے جواب میں اب بھی بس خاموشی تھی۔۔۔

پھر اسے ایک سائڈ کرتے بیڈ پر رکھی اپنی چادر اٹھائی تھی۔۔۔۔

جس پر ابرش کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا اور وہ آگے بڑھ کر اسکے سینے کا حصہ بنتی پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی ہے۔۔۔۔

جس پر ضارب نے اسکے خوبصورت بالوں کو ایک ہاتھ میں پکڑ کر اسکا چہرہ مقابل کیا تھا۔۔۔۔

ہم نے آپ کو پہلے ہی بتایا تھا،،،، ہمارے قریب آنے پر ہمیں جھٹکنے یا پھر روکنے کی کوشش مت کریئے گا۔۔۔۔

اس بات پر ہم کوئی کمپرومائز نہیں کرینگے۔۔۔۔

ہم اگر چاہیں تو پل میں آپکی سانسوں پر قابض ہو کر آپکی روح میں اتر جائیں ،،،،،آپکے پور پور پر اپنے لمس کی چھاپ چھوڑ کر حکمرانی کریں۔۔۔۔

لیکن ہم ایسا نہیں چاہتے ،،،،، ہم آپکے ساتھ نرم رویہ اختیار کرنا چاہتے ہیں ،،،، ہمیں جھٹک کر ہماری انا کو ٹھیس پہنچا کر ہمیں ہمارے اصل روپ میں آنے پر مجبور نا کریں۔۔۔۔

کیونکہ یہ آپکی ننھی سی جان پر بہت بھاری پڑے گا۔۔۔۔

وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ایک ایک لفظ ٹھہر ٹھہر کر بولا تھا۔۔۔۔

جس پر ابرش نے اسکی طرف سہمی ہوئی نگاہوں سے دیکھا۔۔۔۔

جبکہ آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کر گالوں پر بہہ نکلے ،،،،،،اور وہ جو ایک بار پھر سوری کہنے والی تھی ،،،،،،اسکے غصے کو دیکھتے لب بے آواز پھڑ پھڑا کر رہ گئے

۔۔۔۔۔۔

جنہیں اتنے قریب سے ضارب نے بہت غور سے دیکھا تھا۔۔۔

جی میں تو آیا کہ یہ دو انچ کا فاصلہ مٹا کر اسے چھو لے لیکن وہ اسے اتنی جلدی معاف کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔۔۔۔

اس لیے لب بھینچ کر اپنے جذبات پر کنٹرول کرتا اسے ایک سائڈ کرتے چادر اوڑھ کر وہاں سے جانے لگا جب کچھ یاد آنے پر پلٹا۔۔۔

اپنی پیکنگ کر لیجئے گا ،،،،،،شام میں ہم شہر واپس جا رہے ہیں۔۔۔۔۔

جسے سنتے ابرش نے پریشانی سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

لیکن سائیں،،،،

" اینی پروبلم

پھر اسکے سپاٹ لہجے پر نفی میں سر ہلا گئی۔۔۔۔

جسے ایک نظر دیکھنے کے بعد وہ پلٹ کر وہاں سے نکلتا چلا گیا،،،،، جبکہ ابرش پریشان سی بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔۔

یہ تو اس نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا،،،،، کہ وہ ضارب کے ساتھ اسکے شہر والے گھر میں رہے گی۔۔۔۔

وہ کیسے رہے گی اپنے اپنوں سے دور اکیلے وہاں اسکے ساتھ۔۔۔۔

لیکن ضارب کو انکار بھی نہیں کر سکتی تھی،،،، وہ پہلے ہی اس سے ناراض تھا
،،،، نا جانے یہ بات سن کر کیساری ایکشن دیتا۔۔۔۔

اس نے پریشانی سے نظریں اٹھا کر سامنے لگی اسکی تصویر کو دیکھا تھا،،،، اور اسکی
بے رخی کو یاد کرتے ہوئے آنکھیں لبالب آنسوؤں سے بھر گئی۔۔۔۔

دوسری طرف شہر جانے کی ٹینشن اسکے بہتے آنسوؤں میں اور روانی لے آئی تھی
،،،،، لیکن اس مسئلے کا اسے کوئی حل نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔

سوائے رونے کے جو وہ بخوبی انجام دے رہی تھی۔۔۔۔

-----------❤--------

ابرش اپنے کمرے میں پیکنگ کر رہی تھی،،،،جب ابیہا اور زرمینے دروازہ ناک کرتی اندر داخل ہوئی۔۔۔۔

جنہیں دیکھ کر وہ مسکرائی تھی۔۔۔۔

کیا کر رہی ہو بھئی؟؟؟؟؟

یہ کہاں جانے کی تیاری ہو رہی ہے؟؟؟؟؟

جبکہ اسکو پیکنگ کرتے دیکھ کر دونوں نے باری باری سوال کیا تھا۔۔۔۔

جس پر اس نے اداس نظروں سے ان دونوں کی طرف دیکھا۔۔۔۔

انہوں نے بولا ہے پیکنگ کرنے کو شام میں وہ واپس شہر جا رہے ہیں اور ساتھ مجھے بھی لے جا رہے۔۔۔۔

ان کے سوال کرنے پر وہ افسردگی سے گویا ہوئی۔۔۔۔

لالا شہر جا رہے ہیں،،،، لیکن انہوں نے تو گھر میں کسی کو نہیں بتایا،،،، ابھی دن ہی کتنے ہوئے ہیں۔۔۔۔

شادی کو۔۔۔۔

پتا نہیں بیا انہوں نے مجھے تیاری کرنے کا بولا۔۔۔۔اسکی بات کے جواب بس اتنا ہی بولی۔۔۔۔

جبکہ اسکی اداسی ان دونوں کو واضح محسوس ہوئی تھی ۔۔۔۔

اچھا یہ چھوڑو تم ادھر آو ہمارے پاس ،،،، جسے دیکھتے اس نے بیڈ پر جگہ بناتے اسے اپنے پاس بلایا تھا۔۔۔۔

اور اسے درمیان میں بٹھا کر خود دائیں بائیں بیٹھ گئیں ۔۔۔۔

تم کیوں اتنی اداس ہو،،،، کیا تم لالا کے ساتھ شہر نہیں جانا چاہتی ؟؟؟؟

اسکا جھکا چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے نرمی سے پوچھا۔۔۔۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے بس آپ سب سے دور جانے کا سوچتے دل گھبرا رہا ۔۔۔۔۔

کبھی گئی نہیں نا اکیلی کہیں بس اسی لیے۔۔۔۔

ارے پاگل تم اکیلی تھوڑی جارہی ہو لالا بھی تو تمہارے ساتھ ہونگے ،،،،
ویسے بھی ہر لڑکی کا اصل گھر وہی ہوتا ہے جہاں اسکا شوہر رہے۔۔۔۔

اور ویسے بھی لالا ہر ہفتے حویلی کا چکر لگاتے تو ہیں ،،،، تم بھی آ جایا کرنا ساتھ
۔۔۔۔۔

اسکی بات کے جواب میں رسان سے سمجھاتی بولی۔۔۔۔
جس پر اس نے صرف سر ہلانے پر ہی اتفاق کیا تھا۔۔۔۔

کیا ہوا ہے ابرش اسکے علاوہ بھی کوئی بات ہے ؟؟؟؟؟ اسکی پریشان صورت
دیکھتے ایک بار پھر نرمی سے سوال کیا تھا۔۔۔۔

جس پر اس نے نظر اٹھا کر ان دونوں کی طرف دیکھا۔۔۔۔

تم ہم دونوں پر بھروسہ کر سکتی ہو۔۔۔۔۔اسے کشش و پنج کا شکار ہوتے دیکھ اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے بولی۔۔۔۔۔

و،،،،،وہ

ہاں بولو۔۔۔۔

وہ مجھ سے ناراض ہیں۔۔۔۔۔

جس پر حیرت سے ان دونوں نے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

لالا ناراض ہیں تم سے،،،،، کیا کیا تھا تم نے؟؟؟؟؟ مطلب وجہ کیا تھی؟؟؟؟؟

دونوں نے حیران ہوتے باری باری سوال کیا تھا۔۔۔۔

جس پر وہ سوچنے لگی اب ان دونوں کو کیا جواب دے،،،،،اب اصل وجہ تو انہیں بتانے سے رہی،،،،، جسے سوچتے ہی اسکے نرم و نازک گال سرخ ہونے لگے تھے۔۔۔۔

وہ تم لوگ چھوڑو بس منانے کا طریقہ بتاو مجھے،،،،

لیکن ایسے کیسے پہلے تم وجہ تو بتاؤ تبھی ہم کچھ مدد کر پائیں گے۔۔۔

اب کہ اسکارخ پلٹتے ہوئے زرمینے بولی تھی۔۔۔

جس کی تائید ابیہا نے بھی کی،،،،،

یار اب میں کیا بتاؤں،،،، تم لوگ خود ہی سمجھ جاو نا،،،،، وہ سرخ چہرے کے ساتھ چڑتے ہوئے بولی۔۔۔۔

اووووو تو ایسی بات ہے۔۔۔۔

اسکی سرخ تپے چہرے کو دیکھتے ہوئے دونوں نے اوو کو لمبا کھینچا تھا۔۔۔۔

جسے سنتے ابرش نے شرما کر اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپایا۔۔۔۔۔

جس پر وہ دونوں قہقہہ لگا کر ہنسی تھیں۔۔۔۔

تو پاگل سوری بول دینا سمپل،،،، بولا تھا لیکن وہ نہیں مان رہے۔۔۔۔

تو پھر وہ والا گانا گا کر ان سے ہی طریقہ پوچھ لینا تھا،،،،، زرمینے کی بات پر ابرش نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

یار وہی

روٹھے ہو تم،،، تم کو کیسے مناوں پیا

بولو نا،،،،،،،،، ہائے بولو ناااااااا

وہ شرارت سے نا کو لمبا کھینچتی بولی جس پر ابرش نے اسکے کندھے پر ایک م*کہ جڑا تھا۔۔۔۔

جبکہ اسکے برعکس ابیہا نے قہقہہ لگایا۔۔۔۔

کمینی دفع ہو جا،،،، اتنا کہتے خود سے دور دھیکلا۔۔۔۔

البتہ وہ ہنستے اسکے گلے لگی تھی۔۔۔۔

جبکہ ابرش نے اب رونے والی صورت بنائی تھی۔۔۔۔

اچھا یار سوچتے ہیں کچھ تم پریشان تو نا ہونا۔۔۔۔۔

تم ایسا کرنا ابھی کچھ دنوں بعد لالا کی برتھڈے آرہی ہے،،،،، تم انہیں اچھا سا سرپرائز دینااور ساتھ سوری بھی بول دینا۔۔۔۔

مجھے پکا یقین ہے وہ مان جائیں گے۔۔۔۔

آپ سچ کہہ رہی ہیں وہ مان جائیں گے،،،،، ابیہا کی بات پر اس نے خوش ہوتے دوبارہ تائید چاہی تھی۔۔۔

بالکل میری جان۔۔۔

اسے پیار سے اپنے گلے لگاتی بولی تھی۔۔۔

اور اگر نا مانے تو میرے آئیڈیے پر عمل کر کے دیکھ لینا۔۔۔۔

زرمینے کی بات پر اس نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔۔

ارے وہی روٹھے ہو تم تم کو کیسے مناوں پیا

بولو نا،،،، ہائے بولو

اس سے پہلے وہ جملہ مکمل کرتی ابرش نے پاس رکھا پلو اٹھا کر اسے مارا تھا

جس پر ہنستے ہوئے اس نے ایک آنکھ دبائی تھی۔۔۔۔

جسے دیکھتے ابرش نے شرماتے ہوئے ابیہا کے سینے میں اپنا چہرہ چھپایا۔۔۔۔

جبکہ اسکی اس حرکت اور معصومیت کو دیکھتے کمرے میں دونوں کے قہقہے گونجے تھے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ماضی

یونی کے پہلے دن سے لے کر اب تک حجاب کو خود پر کسی کی نظریں محسوس ہوتی تھیں۔۔۔۔

لیکن آس پاس دیکھنے پر وہاں کوئی موجود نہیں ہوتا تھا۔۔۔۔

جو اسکے ڈر میں مزید اضافہ کرتا۔۔۔۔

جسکا ذکر اس نے روباب سے بھی کیا تھا،،،، لیکن وہ آس پاس کسی متوجہ نا دیکھ کر یہی کہتی کہ تمہارا وہم ہے اور کچھ نہیں۔۔۔۔

جس پر وہ صرف سر ہلا کر رہ جاتی۔۔۔۔

دوسری طرف محسن حیات جو پہلی نظر میں ہی محبت کا شکار ہوا تھا اسکی نظریں ہر وقت اسکے معصوم چہرے کا طواف کرتی رہتی تھیں۔۔۔۔

لیکن جب وہ اسکی نظروں کی تپش محسوس کر کے آس پاس دیکھتی تو وہ اپنی نظریں جھکا کر اور طرف متوجہ ہوتے خود کو مصروف ظاہر کرتا۔۔۔۔

اسے حجاب کی معصومیت اسکا ڈرنا چھوٹی چھوٹی بات پر پزل ہوتے گھبرانا بہت پیارا لگتا تھا۔۔۔۔۔

اور جب وہ روباب کی کسی بات پر مسکراتی تھی تو اسکے دائیں گال میں ظاہر ہوتے بھنور میں اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوتا۔۔۔۔۔

وہ اس بات کا اظہار اپنے دل میں ہزاروں بار کر چکا تھا کہ اسے حجاب ابراہیم شاہ سے محبت نہیں بلکہ عشق ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

جس کا اظہار وہ اس سے نکاح پاک بندھن میں بندھنے کے بعد ہی کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔۔۔۔

جس کو پایا تکمیل تک پہنچانے کیلئے وہ بہت جلد اپنے گھر والوں سے بات کرنے والا تھا۔۔۔۔

اور اسکے گھر میں تھا کون سوائے ایک بار بڑے بھائی کے جسکی کل کائنات وہ خود ہی تھا۔۔۔۔

اسے پورا یقین تھا اسکا بھائی اسکی یہ خواہش ضرور پوری کرتا۔۔۔۔

لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ قسمت نے بہت پہلے ہی اسے کسی اور کے مقدر میں لکھ دیا تھا،،،،، جسے بدلنا اب اسکے ہاتھ میں بھی نہیں تھا۔۔۔۔

__________❤__________

بھئی آجکل تو کوئی ہمیں لفٹ ہی نہیں کرا رہا،،،،،.بڑے بھائی کی تو کوئی وقت ہی نہیں رہ گئی۔۔۔۔

وہ اپنی سوچوں میں گم مسکراتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف.بڑھ رہا تھا،،،، جب پیچھے سے احسن حیات نے اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔۔

جس پر وہ خجل سا ہوتا آنکھیں بند کر کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر گہرا سانس کھینچ کر مسکراتے ہوئے پلٹا تھا۔۔۔۔

اور پھر اتنے دنوں بعد گھر واپس آئے سامنے کھڑے اپنے.بڑے بھائی کو دیکھ کر خوش ہوتا آگے.بڑھ کر اسکے سینے سے لگا۔۔۔۔

سوری بھیو میں نے آپکو دیکھا نہیں۔۔۔۔

ہاں بھئی اب تم ہمیں کیوں دیکھو گے ،،،،،، جسکی نظروں اور سوچوں میں اب کوئی اور بس گیا ہے ۔۔۔۔۔

جس پر محسن نے حیران نظروں سے اسکی طرف دیکھا ،،،،، لیکن پھر انکے چہرے سجی معنی خیز مسکراہٹ کو دیکھتے ہوئے وہ بھی نفی میں سر ہلاتا دلکشی سے مسکرایا ۔۔۔۔۔

بھلا وہ کیسے بھول گیا کہ اسکا بھائی اسکی کسی بات سے انجان نہیں رہ سکتا ۔۔۔۔۔

تو ہمارے شہزادے کو پیار ہو گیا ہے ؟؟؟؟؟

وہ ایک بار پھر شرارت سے گویا ہوئے تھے ۔۔۔۔۔

جس پر وہ خجل سا ہوتا دوبارہ انکے کشادہ سینے کا حصہ بنا ۔۔۔۔۔

جس کے بدلے انہوں نے محبت سے اسکی پیٹھ تھپتھپائی تھی۔۔۔۔

تو پھر اظہار کیا ہمارے شیر نے؟؟؟؟؟

اسے لے کر لاؤنج میں رکھے صوفے پر براجمان ہوتے مسکرا کر بولے۔۔۔

نہیں بھیو وہ بہت معصوم ہے،،،، چھوٹی چھوٹی باتوں پر بہت جلدی ڈر جاتی اور خاندانی بھی ہے۔۔۔۔

مجھے ایسے بنا کسی رشتے کے اظہار کرنا مجھے مناسب نہیں لگا۔۔۔۔

تو اس میں کونسی بڑی بات ہے بہت جلد ہم ان گھر جا کر رشتہ جوڑ لیں گے

۔۔۔۔۔

آپ سچ کہہ رہے ہیں ؟؟؟؟

انکی بات پر خوش ہوتا فورا بولا۔۔۔

لیکن پھر اپنی جلد بازی کا احساس ہوتے اور انہیں اپنی طرف دیکھتے دیکھ کر سر جھکا گیا۔۔۔۔

جس پر انہوں نے قہقہہ لگایا تھا۔۔۔۔

بالکل میری جان بھلا کبھی ایسا ہوا ہے کہ آپ نے کسی چیز کی خواہش کی ہو اور آپکے بھائی نے وہ پوری نا کی ہو۔۔۔۔

جس پر اس نے مسکراتے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

ہم بہت جلد انکے گھر اپنے لاڈلے کا رشتہ لے کر جائیں گے ۔۔۔۔۔

لیکن ابھی تو آپ کی شادی بھی نہیں ہوئی ،،،، میں آپ سے پہلے شادی کیسے کر سکتا ہوں ؟؟؟؟؟

میری جان میرے لیے آپ سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے ۔۔۔۔ اور رہی میری شادی کی بات تو وہ کرلیں گے اس میں کونسی بڑی بات ہے ۔۔۔۔

جس پر وہ بھی مسکرا کر سر ہلا گیا ۔۔۔۔۔

اچھا آپ نے اس بار بہت دن لگا دیئے واپس آنے میں ،،،،، جس کے بعد وہ دونوں بھائی آنے والے وقت سے انجان مسکراتے ہوئے دوسری باتوں میں مصروف ہو گئے ۔۔۔۔۔

-------------❤----------

حال

سر میں کوشش کر تو رہی ہوں،،،،،،آپکو سمجھنا ہوگا میں نکاح کو لے کر واسم شاہ پر کسی بھی قسم کا دباؤ نہیں ڈال سکتی۔۔۔۔

اور ویسے بھی میری ماں کو مر*ے ابھی دن ہی کتنے ہوئے ہیں،،،،،، کچھ دن تو یہ رونے دھونے کا ڈرامہ کنٹینیو کرنا ہی ہوگا۔۔۔۔۔

وہ بہت شاطر انسان ہے اگر اس کو مجھ پر کسی بھی قسم کا شک ہو گیا تو ہمارا سارا بنا بنایا پلین خراب ہو جائے گا۔۔۔۔

معروف اپنے کیبن میں بیٹھی ہوئی دھیمے لہجے میں اپنے باس کو سمجھا رہی تھی جو اسے جلد از جلد واسم سے نکاح کرنے کا بول رہا تھا۔۔۔۔

میں وہ سب کچھ نہیں جانتا،،،،، مجھے ہر حال میں نتیجہ چاہیے،،،، میں پہلے ہی تمہیں ضرورت سے زیادہ وقت دے چکا ہوں۔۔۔۔

اگر اگلے ایک ہفتے میں تم نے یہ کام مکمل نہیں کیا تھا،،،، تو تمہارے لیے یہ بالکل بھی اچھا نہیں ہو گا۔۔۔۔

اسکی دھمکی سن کر ایک پل کیلئے معروف جیسی لڑکی بھی جی جان سے لرزی تھی

کیونکہ اسکی سفا* کیت سے تو وہ اچھے سے واقف تھی-----

بہت سے دل د*ہلا دینے والے نظارے اپنی آنکھوں سے جو دیکھ رکھے تھے

جی،،،،،،، سر میں،،،،، کوشش کرتی ہوں-----

بمشکل سہمے ہوئے لہجے میں اٹکتے ہوئے بولی-----

جس پر سامنے والے نے بنا کچھ کہے ہی فون بند کر دیا تھا-----

جبکہ معروف اسکی دھمکی کی وجہ سے اس سردی میں بھی اپنی پیشانی پر آئی پسینے کی بوندوں کو صاف کرتی گہرا سانس کھینچ کر رہ گئی۔۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف اپنے روم میں بیٹھا واسم شاہ کیمرے کی آنکھ سے اسکی حالت کو دیکھتے اور اسکی باتیں سنتے ہوئے معنی خیزی سے مسکرایا تھا۔۔۔۔

پھر کریڈل سے فون اٹھاتے اپنے پی اے کو ملا کر اسے اندر بھیجنے کا بولا تھا ۔۔۔۔۔

جسکے کچھ دیر بعد ہی وہ دروازہ ناک کرتی اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔۔

" آپ نے مجھے بلایا سر

" ہاں بیٹھو

اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے خود سامنے ٹیبل پر رکھا ہوا ایک خوبصورت جیولری کا باکس اٹھاتے ہوئے خود اٹھ کر اسکے قریب آیا تھا۔۔۔۔

جس پر معروف نے سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

کچھ دن بعد ہمارا نکاح ہے تو میں نے سوچا اپنی ہونے والی خوبصورت سی بیوی کو کوئی پیارا سا گفٹ دیدوں۔۔۔۔

اپنے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ سجاتے بہت پیار سے گویا ہوا،،،،، جس پر معروف نے شرمانے کی ایکٹنگ کرتے نظریں جھکائی تھیں۔۔۔۔

دیکھو گی نہیں میں تمہارے لیے کیا لایا ہوں؟؟؟؟؟

اسکی جھکے سر کو دیکھتے ہوئے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بظاہر مسکرا کر بولا۔۔۔۔

جس پر اس نے اپنا جھکا ہوا سر اٹھایا تھا،،،، پھر اسکے ہاتھ سے وہ جیولری باکس تھامتے ہوئے کھولا۔۔۔۔

جس میں بہت ہی نازک اور خوبصورت ڈائمنڈ کا پینڈٹ تھا۔۔۔

جسے دیکھتے اسکی آنکھیں چمکی تھیں۔۔۔۔

تھینک یو سر بہت پیارا ہے۔۔۔۔

پھر مسکرا کر اسکا شکریہ ادا کرتی بولی۔۔۔۔

ارے اس میں شکریہ کی کیا بات ہے،،،،، میری ہر چیز پر تمہارا حق ہے

مسکراتے ہوئے لگاوٹ سے بولا،،،، جس پر اس نے سر ہلایا تھا-----

جس کے وہ جیولری باکس بند کرنے لگی،،،، جب وہ اسے روکتے دوبارہ مخاطب ہوا-----

مجھے پہن کر نہیں دکھاو گی-----

" لیکن سر ابھی

ہاں بالکل ابھی اور اسی وقت-----

جس پر ناچاہتے ہوئے بھی معروف نے وہ پینڈٹ نکال کر اپنے گلے کی زینت بنایا،،،، جو اسکی سفید صراحی دار گردن میں بہت بچ رہا تھا۔۔۔۔

یہ میرا پہلا تحفہ ہے تمہارے لیے میرے پیار کی نشانی،،،،، جو میں چاہتا ہوں تم کبھی خود سے جدا نا کرو۔۔۔۔

وہ اسکے خوبصورت چہرے کی طرف دیکھتے دلفریبی سے بولا تھا،،،،، جس پر وہ شرما کر اپنا سر ہلا گئی تھی۔۔۔۔

جسے دیکھتے واسم کے چہرے کی مسکراہٹ کچھ اور گہری ہوئی تھی۔۔۔۔

---------❤---------

چلتی ہوئی گاڑی میں ابرش کی سوں سوں ابھی تک جاری تھی،،،،،انہیں حویلی سے نکلے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی اور اب تو وہ تقریباً شہر کی حدود میں داخل ہو چکے تھے۔۔۔۔

حویلی سے روانہ ہوتے گھر والوں سے ملتے ہوئے آج ابرش شادی والے دن سے بھی زیادہ روئی تھی،،،،،کیونکہ اسے لگ رہا تھا کہ اسکی اصل رخصتی آج ہوئی ہے۔۔۔۔

جس پر عظمی بیگم نے بمشکل سمجھا بجھا کر چپ کروایا تھا،،،،البتہ ضارب شاہ نے کوئی خاص رسپانس نہیں دیا تھا۔۔۔۔

اور اب بھی اسکے قریب بالکل بے نیاز ہو کر بیٹھا گاڑی کے باہر نظاروں کو دیکھ رہا تھا جس سے اس سے ضروری کوئی کام ہی نا ہو زندگی میں۔۔۔۔

اور اسکی یہی بے رخی ابرش کو اور زیادہ رونے پر مجبور کر رہی تھی۔۔۔۔

اسے سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی کہ اپنے روٹھے ہوئے پیا کو وہ کیسے منائے،،،،اور نا ہی اس نے پہلے یہ کام کبھی انجام دیا تھا۔۔۔۔

کیونکہ کبھی کوئی اس سے ناراض ہی نہیں ہوا تھا الٹا وہ سب سے ہوتی تھی

۔۔۔۔۔

لیکن اب وقت بدل چکا تھا،،،، وہ بار بار اپنی بھیگی ہوئی پلکیں اٹھا کر اسکی طرف دیکھتی،،،، لیکن اسکی پوزیشن میں کوئی فرق نا آئے دیکھ کر دوبارہ جھکا لیتی

۔۔۔۔۔

" سا،،،،،،سائیں

لیکن آخر کب تک ایسا چلتا اس لیے اپنی اندر کی ساری ہمت جمع کرتے اس نے ضارب کو مخاطب کر لیا تھا۔۔۔۔۔

جس پر ضارب نے چہرہ موڑتے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔

" پلیز،،،مجھے معاف

اس سے پہلے کہ وہ اپنا جملہ مکمل کرتی گاڑی کو ایک زوردار جھٹکا لگا تھا اور وہ اپنی جگہ سے پھسلتی ہوئی ضارب سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔۔

جس پر اس نے اسے ایک ہاتھ سے تھاما تھا۔۔۔۔۔

اور غور سے اپنے بہت قریب اسکے روئے روئے چہرے کو دیکھنے لگا،،،،، جس میں سرخیاں سی گھلی ہوئی تھیں۔۔۔۔

لیکن پھر اپنی ناراضگی یاد کرتے اسے پیچھے کرنے لگا،،،،، جب ابرش نے اسکے ارادے کو سمجھتے ہوئے اسکے کشادہ سینے میں اپنا چہرہ چھپایا تھا۔۔۔۔

" سوری

اور ساتھ ہی اسکے گرد اپنی پکڑ مظبوط کی،،،،،، جسے وہ چاہ بھی جھٹک نہیں سکا ،،،،، جبکہ اسکی اس حرکت پر اسکی گھنی مونچھوں تلے عنابی لبوں پر ہلکی سی سہی لیکن خوبصورت مسکراہٹ نے اپنی چھب دکھلائی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا کر رہی ہو؟؟؟؟؟

زرمینے جو کچن میں اپنے کھانے کیلئے نوڈلز بنا رہی تھی،،،،اچانک پیچھے سے اسے اپنے حصار لیتے ہوئے زارون سرگوشی نما آواز میں بولا۔۔۔۔

جبکہ اس اچانک پڑنے والی افتاد پر وہ بھوکلا کر رہ گئی۔۔۔۔

اور ہاتھ میں پکڑا چمچ چھوٹ کر نیچے فرش پر گرا۔۔۔۔

کیا کر رہے ہیں،،،،،زارون کوئی آجائے گا،،،، چھوڑیں مجھے،،،،،وہ آس پاس دیکھتے ہوئے غصے سے بولی۔۔۔۔

جسکا زاروں پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا،،، الٹا اس نے اپنی پکڑ کچھ مظبوط کی۔۔۔۔

یار نکاح کے بعد جیسے تم مجھ سے چھپتی پھر رہی ہو،،،، میں تو اپنی بیوی کا حسین چہرہ دیکھنے کو ترس گیا ہوں۔۔۔۔

اب ہاتھ آئی ہو تو اتنی آسانی سے تو نہیں چھوڑنے والا۔۔۔۔
اسکے کان کے پاس جھکتے ضدی لہجے میں بولا۔۔۔۔

جس پر زرمینے کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں،،،،، جبکہ شرم چہرہ الگ سرخ ہو گیا۔۔۔۔

زارون یہ کچن ہے کچھ تو خیال کریں کوئی آ جائے گا،،،،آپ سمجھ کیوں نہیں رہے،،،،،،اسکی قربت پر بمشکل اپنی گھبراہٹ کو چھپاتے ہوئے بولی۔۔۔

تو کیا ہوا اپنی خود کی ہی بیوی سے رومانس کر رہا ہوں کسی پڑوسن سے تو نہیں ۔۔۔۔

نچلہ لب دبا کر شرارت سے گویا ہوا۔۔۔

جس پر وہ مسکرائی تھی،،،،،آپ شاید بھول رہے ہیں میں آپکی بیوی نہیں منکوحہ ہوں،،،،،جس کے ساتھ آپ یوں کھلے عام رومانس نہیں کر سکتے ۔۔۔

جس پر اس نے منہ بنایا تھا،،،،،یہ کونسی بڑی بات ہے دادا سائیں سے کہہ کر رخصتی کروا لیتے ہیں۔۔۔

کیا خیال ہے ؟؟؟؟؟

لیکن پھر اس کی مسکراہٹ دیکھتے ہوئے معنی خیزی سے بولا۔۔۔۔

" شاہ پلیز

اس کی بات پر شرماتے ہوئے التجائی لہجے میں بولی۔۔۔۔

جبکہ اسکے خود کو شاہ پکارنے پر زارون نے حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات چہرے پر سجاتے اسکا رخ موڑا تھا۔۔۔۔

جو سرخ چہرے کے ساتھ نظریں جھکائے اسکے حصار میں کھڑی تھی۔۔۔۔

ابھی کیا کہا تم نے ؟؟؟؟

اسکے سوال پر نظریں اٹھا کر زرمینے نے اسکی طرف دیکھا،،،، یہی کہ تنگ مت کریں۔۔۔۔

اسکے حیرت اور خوشی کو دیکھتے ہوئے وہ اسکی بات سمجھ تو گئی تھی کہ وہ کیا سننا چاہتا ہے ،،،، لیکن انجان بن کر بولی۔۔۔۔

یہ نہیں یار تم نے ابھی مجھے کیا پکارا؟؟؟؟؟

میں نے کچھ بھی تو نہیں ،،،،، اتنا کہتے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔۔

جس پر زارون کا منہ بنا تھا ،،،،، لیکن پھر اسکے مسکراہٹ ضبط کرنے کے چکر میں سرخ ہوئے چہرے کو دیکھتے اس کی شرارت کو سمجھتے ہوئے مسکرایا۔۔۔۔

اچھا تو ایسی بات ہے،،،،،، ابھی وہ کچھ سمجھتی جب وہ اچانک بنا اسے سمجھنے کا موقع دیئے جھکا تھا،،،،، اور اسکے لبوں کو قید کرتا اپنی شدتیں نچھاور کرنے لگا

جبکہ زارون کے اچانک انجام دیئے جانے والے اس عمل پر اس نے بھوکلا کر اسکی شرٹ کو سختی سے اپنی مٹھیوں میں جکڑا تھا۔۔۔۔

لیکن وہ تو جھک کر جیسے پیچھے ہونا ہی بھول گیا۔۔۔۔

زر نے اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر پیچھے دھکیلنے کی کوشش کی جسکا اس نے کوئی خاص اثر نہیں لیا،،،،، الٹا اسکے مزاحمت کرتے ہاتھوں کو پکڑ کر پشت پر باندھا تھا

جبکہ اسکی اتنی شدت پسندی پر زر مینے کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔۔۔۔

جسے اپنے چہرے پر محسوس کرتے وہ دھیرے سے پیچھے ہوا تھا۔۔۔۔

اور اسکے سرخ بھیگے اپنی شدت سے سرخ ہوئے لبوں کو نرمی سے سہلایا،،،،،
جس پر زر نے اپنی آنکھوں میں شکوہ بھر اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

جسے دیکھتے وہ نرمی سے مسکرایا۔۔۔۔

کچھ یاد آیا،،،،، اسکے بہتے آنسو صاف کرتے اسکے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کرتے گھمبیرتا سے بولا۔۔۔۔

جبکہ اسکی گرم سانسوں کو اپنے چہرے پر محسوس کرتے اپنی تیز ہوتی دھڑکنوں سے گھبرا کر وہ اسکا نرم حصار توڑ کر تھوڑا پیچھے ہوئی تھی۔۔۔۔

جبکہ اسکے خو*ن چھلکاتے چہرے کو دیکھتے زارون مسکرایا۔۔۔۔

اور اس سے پہلے وہ آگے بڑھ دوبارہ اسے اپنے حصار میں لیتا،،،، جب کچن میں داخل ہوتی ایہانے ان دونوں کو اتنا قریب کھڑے دیکھ کر گلا کھنکارتے ہوئے اپنی موجودگی کا احساس دلایا تھا۔۔۔۔

جس پر زارون تو نہیں البتہ زر ضرور بھوکلائی تھی۔۔۔۔

کیا ہو رہا تھا یہاں ؟؟؟؟ زر کے سرخ چہرے کو دیکھتے ہوئے شرارت سے گویا ہوئی۔۔۔۔

کچھ،،،،،، کچھ بھی تو،،،،، نہیں

زرہ ہڑبڑی میں بھوکلاتے ہوئے بولی تھی،،،،، جس پر زارون کے ساتھ ساتھ ابیہا نے بھی اسے ایسی معنی خیز نظروں سے دیکھا کہ وہ دونوں کو گھورتی ہوئی کچن سے واک آؤٹ کر گئی۔۔۔۔۔

جبکہ پیچھے وہ دونوں قہقہہ لگا کر ہنسے تھے۔۔۔۔۔

پھر کیا ارادے ہیں؟؟؟؟؟ زرہ کے جانے کے بعد ابیہا زارون کی طرف متوجہ ہوتے بولی۔۔۔۔۔

ارادے تو جلد رخصتی کے ہیں۔۔۔۔۔

جس کے جواب میں وہ ایک آنکھ ونک کرتا شرارت سے گویا ہوا۔۔۔۔۔

وہ تو تب ہو گی نا بیٹا جب آپ اس بار ایگزیمز میں پاس ہو نگے ،،،،، ورنہ.بڑے بابا کی د* ھمکی تو یاد ہی ہو گی۔۔۔۔

وہ دانت نکالتے بولی۔۔۔۔

جس پر زارون نے اسے گھورا تھا۔۔۔

ایسا کچھ نہیں ہو گا تم دیکھنا اس بار صرف پاس ہی نہیں ہو نگا بلکہ پوری کلاس میں ٹاپ کروں گا۔۔۔۔

وہ کالر کھڑا کرتا سٹائل سے بولا ،،،،، جس پر ایہما نے مسکراہٹ چھپائی تھی

۔۔۔۔۔

یہ تو وقت ہی بتائے گا ،،،،، وہ اسے چڑاتی ہوئی کافی بنانے میں مصروف ہو گئی جس کیلئے وہ وہاں آئی تھی۔۔۔۔

جبکہ زارون اسکی پشت کو گھورتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔۔

واسم کمرے میں لیپ ٹاپ پر آفس کا ضروری کام کر رہا تھا،،،، جب ابیہا ٹرے میں کافی کے دو کپ لیے کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔۔

ٹرے ٹیبل پر بالکل اسکے پاس رکھتے،،،،، اپنا کافی کا کپ اٹھا کر بیڈ پر براجمان ہو گئی۔۔۔۔۔

جبکہ واسم نے ایک نظر کافی کی طرف دیکھ کر اسے تھینکس بولا اور دوبارہ کام میں مصروف ہو گیا۔۔۔۔۔

اسکے برعکس ایہانے اپنی نظریں اسکے وجیہہ خوبصورت چہرے پر ٹکار کھی تھی جو نیلی پینٹ کے ساتھ وائٹ شرٹ ملبوس،،، کشادہ پیشانی پر سنہرے بال لاپرواہی سے بکھرائے بہت پیارالگ رہا تھا۔۔۔۔

کہ وہ چاہ کر بھی اس سے نظریں نہیں ہٹا پا رہی تھی۔۔۔۔۔

جب اپنے چہرے پر اسکی نظروں کا ارتکاز محسوس کر کے واسم نے چہرہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔

جس پر سٹپٹاتے ہوئے وہ فورا نظریں جھکاتی گرم کافی کا کپ ہونٹوں سے لگا گئی ـــــ

جس کی وجہ اسکا منہ بری طرح جلا تھا،،،،اور وہ سی کر کے رہ گئی ـــــ

جبکہ یہ سب دیکھتے ہوئے وہ مسکرایا تھا ـــــ

کچھ بات کرنی ہے ؟؟؟؟

اسکی جھکی نظروں کو دیکھتے خود سے مخاطب کرتے بات کا آغاز کیا ـــــ

جی نہیں،،،،،جی ہاں

وہ خجالت مٹاتی جلد بازی میں سر ہاں ناں میں ہلاتے بولی ـــــ

جبکہ اپنی بیوقوفی پر خود کو دل میں کوسا تھا۔۔۔۔

ہمم بولو میں سن رہا ہوں،،،،، کافی کا کپ اٹھا کر لبوں سے لگاتے سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔۔

وہ میں وہ ہاں میرا تھرڈ ایئر کا رزلٹ آنے والا ہے،،،،، اور بہت جلد نیو کلاسز بھی سٹارٹ ہو جائے گی۔۔۔۔

جلد بازی میں جو بہانہ اسے سجھا وہ بول دیا تاکہ اسکی چوری پکڑی نا جائے

۔۔۔۔۔

کہ وہ اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

" جس پر اس نے سر ہلایا،،،،، تو پھر

تو میں اپنی سٹڈی کمپلیٹ کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔۔

یہ تو اچھی بات ہے۔۔۔۔۔

وہ میں پوچھنا چاہ رہی تھی کہ آپکو کوئی اعتراض تو نہیں۔۔۔۔۔

اس کی بات پر واسم نے حیرت سے چہرہ اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

بھلا مجھے کیوں اعتراض ہو گا،،،،،، بلکہ خوشی ہو گی،،،،، اسکے خوبصورت چہرے کی طرف دیکھتے اس بار مسکرا بولا۔۔۔۔

جس پر وہ مطمئن سی مسکرائی تھی۔۔۔۔

جبکہ اسے ایک نظر دیکھنے بعد وہ دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔۔۔۔

جب دوبارہ کچھ یاد آنے پر اسے مخاطب کیا۔۔۔۔

" ابیہا

" جی

کل شام میں ہماری فلائٹ ہے تو پیکنگ کر لینا۔۔۔۔

جس پر اس نے حیران نظروں سے اسکی طرف دیکھا،،،، ہماری مطلب ہم دونوں کی؟؟؟؟

ہاں

یک لفظی جواب۔۔۔۔

لیکن ہم کہاں جارہے ہیں ؟؟؟؟؟

ایک اور سوال ۔۔۔۔

" ترکی

جس کا مختصر جواب آیا تھا۔۔۔۔۔

واوآپ مجھے گھمانے لے کر جارہے ہیں ،،،،، وہ ایکسائٹڈ سی خوش ہو کر بولی

۔۔۔۔۔

یہی سمجھ لو،،،،، میری بہت امپورٹنٹ بزنس میٹنگ تھی تو سوچا تمہیں بھی

اپنے ساتھ لے جاؤں۔۔۔۔۔

ویسے بھی یہاں کیا کرو گی۔۔۔۔

اس کے روکھے سوکھے جواب پر ابیہا کی ساری خوشی جھاگ کی طرح بیٹھی تھی

۔۔۔۔۔

میں نے سوچ بھی کیسے لیا کہ یہ کھڑوس سپیشل میرے لیے کوئی پلین بنائے گا

،،،،،،امپورٹنٹ بزنس میٹنگ،،،،،ہنہہ

غصے میں منہ بناتے دھیرے سے بڑبڑائی۔۔۔

جسے محسوس کر کے واسم نے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔

کچھ کہا؟؟؟؟

جس پر وہ نفی میں سر ہلاتی خالی کپ اٹھا کر باہر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔
جبکہ وہ سر جھٹکتے دوبارہ کام میں مصروف ہو گیا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابرش اداس سی اپنے کمرے میں بیٹھی تھی،،،،،، دو دن ہو گئے تھے اسے یہاں آئے ہوئے،،،،، اور ان دونوں دنوں میں اس نے حویلی اور اس میں بسنے والے لوگوں کو شدت سے یاد کیا تھا۔۔۔۔

ویسے تو وہ سارا دن وقفے وقفے سے سب کو کال کرتی رہتی تھی جس سے اس کا کچھ وقت خوبصورت گزر جاتا تھا۔۔۔۔

لیکن اسکے بعد اسے یہ تنہائی کاٹنے کو دوڑتی تھی۔۔۔۔۔

ویسے بھی وہ بھرے پڑے خاندان میں رہنے والی لڑکی تھی،،،،، جہاں ہر وقت اسکی شرارتوں اور مستیوں پر سب کے قہقہے گونجتے تھے۔۔۔۔۔

لیکن یہاں وہ یہ سب کس کے ساتھ انجام دیتی۔۔۔۔۔

ضارب شاہ کے پاس تو وقت ہی نہیں تھا اس کیلئے۔۔۔۔۔

وہ روز صبح اس کے اٹھنے سے پہلے ہی اپنے کام پر چلا جاتا تھا جبکہ رات کو بھی گھر لیٹ واپس آتا،،،،، جب تک وہ سو چکی ہوتی۔۔۔۔۔

ان دو دنوں میں اسے نہیں یاد پڑتا تھا کہ اس نے پانچ منٹ بھی بیٹھ کر اس سے بات کی ہو،،،،،، لیکن ہاں روزانہ صبح ملازموں کو اسکا خیال رکھنے کی ہدایت ضرور کرتا تھا۔۔۔۔

جو وہاں کام کرتی ایک ملازمہ نے اسے بتایا تھا۔۔۔۔

جبکہ اسکی بے رخی سہتی اب اسکے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور وہ آج اس سے دو ٹوک بات کرنے کا ارادہ بنا چکی تھی۔۔۔۔

یا تو وہ اسے ٹائم دے یا پھر اسے حویلی واپس چھوڑ آئے کیونکہ وہ ایسے یہاں اکیلی تن تنہا ملازموں کے ساتھ نہیں رہ سکتی تھی۔۔۔۔

وہ انہی سوچوں میں گم تھی جب اسے باہر بادل گرجنے کی آواز آئی۔۔۔۔۔

جس پر اس نے چہرہ موڑ کر باہر بالکنی کی طرف دیکھا تھا،،،،، جہاں بارش پورے زور و شور کے ساتھ برس رہی تھی۔۔۔۔

جسے دیکھتے اسکے اداس چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔

ویسے بھی بارش تو اسکی ہمیشہ سے کمزوری رہی تھی،،،،، اور اس وقت بھی وہ ساری باتوں کو پس پشت ڈال کر بنا سردی کا احساس کیے سردیوں کی پہلی بارش انجوائے کرنے نیچے لان کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

________♥________

شادی میں مصروفیت کی وجہ سے اسکا بہت سارا کام پینڈنگ میں چلا گیا تھا،،،،، جسکی وجہ وہ آجکل ابرش کو بالکل ٹائم نہیں دے پا رہا تھا۔۔۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ اسے یہاں لا کر بھول گیا تھا،،،،، یا پھر اس سے ناراض تھا ،،،،،، اسکی ناراضگی تو اسی دن گاڑی میں ہی جب ابرش نے اسکے سینے کے ساتھ لگ کر سوری بولا تھا ختم ہو گئی تھی۔۔۔۔

بس در پے در ہونے والی میٹنگز اور دوسری فلاحی کاموں کی وجہ سے اسے وقت نہیں مل پا رہا تھا۔۔۔۔

لیکن آج اپنا سارا کام ختم کرتے اس نے گھر جلدی جانے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔۔ لیکن تیز برستی بارش اور راستے میں ٹریفک کی وجہ سے پھر بھی کچھ حد تک لیٹ ہو گیا۔۔۔۔۔

رات کے آٹھ بجے اسکی گاڑیاں شاہ مینشن میں داخل ہوتے پورچ میں آ کر رکی تھی،،،،، جب خان نے فوراً باہر نکلتے ہوئے اس کیلئے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا -----

اور وہ تھکا تھکا سا ایک ہاتھ میں کوٹ پکڑے اپنی شاندار پرسنیلٹی کے ساتھ باہر نکلا-----

ابھی اس نے اندر جانے کیلئے صرف چار قدم ہی لیے تھے،،،،، جب اسے دائیں طرف لان سے ابرش کی کھلکھلانے کی آواز سنائی دی تھی----

جسے سنتے اس نے قدم اس طرف اٹھائے ،،،،،، البتہ اسے باہر کی طرف بڑھتے دیکھ خان فورا اچھاتا لیتا پیچھے آیا جسے اس نے ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا

جنوری کے مہینے میں جہاں ہڈیوں کو جما دینے والی سر دی پڑ رہی تھی ،،،،، وہی سر دیوں کی اس پہلی بارش نے اس میں کچھ اور اضافہ کیا تھا۔۔۔۔

اور ایسے ماحول میں ابرش اپنی آنکھیں بند کیے ۔۔۔ گول گول گھومتے ،،،، آس پاس کے ماحول کو یکسر فراموش کیے صرف بارش کی بوندوں کو اپنی روح تک محسوس کر رہی تھی ۔۔۔۔۔۔

اگر یہ کہاں جائے تو بالکل غلط نہیں ہو گا کہ اس لڑکی کو بارش سے عشق تھا۔۔۔ گھومتے گھومتے اچانک اسکا ہلکا سا پاؤں مڑا اس سے پہلے کہ وہ گرتی دو مضبوط بازوؤں نے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔۔۔۔۔

وہ جو اس کی آواز سن کر دیکھنے کیلئے آیا تھا اسے گرتے دیکھ فوراً سے پہلے اسے اپنے حصار میں لیا اور اب یک ٹک اس کا خوبصورت معصوم چہرہ دیکھ رہا تھا

خوبصورت بڑی بڑی گہری سمندر جیسی آنکھیں جو گرنے کے ڈر سے فلحال سختی سے میچ رکھی تھی ------

چھوٹی سی ستواں ناک جس میں لونگ چمک رہا تھا جس نے اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کر دیا تھا باریک گلاب کی پتیوں جیسے خوبصورت ہونٹ جو بارش میں بھیگنے اور کچھ سردی کی شدت کی وجہ سے اب نیلے ہو رہے تھے ---

بیشک وہ بنانے والے کی تخلیق کا اعلی شہکار تھی ۔۔۔اور اسکے چہرے کی معصومیت جو اسے سب سے الگ بناتی تھی وہ اس میں بالکل کھو چکا تھا ۔۔۔۔۔۔۔

ان سب کے درمیان وہ خود بھی بری طرح بھیگ چکا تھا۔۔۔جس کا اسے خود بھی اندازہ نا تھا۔۔۔۔۔۔

جبکہ اپنے آپ کو محفوظ محسوس کرتے ابرش نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں تھی۔۔۔جو اپنے سامنے ضارب اور خود کو اسکے حصار میں پاتے ہی فورا اسے پہلے جھکا بھی لیں۔۔۔۔۔۔

اور اپنی حالت کا احساس کرتے کپڑے جو بارش میں بھیگنے کی وجہ سے بدن سے بالکل چپک چکے تھے۔۔۔

اسکے جسم کا سارا خون چہرے پر سمٹ آیا تھا۔۔۔

ضارب شاہ نے بہت مبہوت ہو کر اسکی اٹھتی گرتی پلکوں کا رقص اور چہرے پر بکھرے قوس و قزاں کے رنگ دیکھے تھے۔۔۔ نگاہیں آ کر اسکی شبنمی پتیوں پر ٹھہریں بارش کی بوندوں پر رکی تھیں۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے ہی اسے شدید پیاس کا احساس ہوا تھا وہ سب کچھ بھلائے جھکا ایک ہاتھ اسکے سر کے پیچھے جبکہ دوسرے سے اسکی نازک مرمریں کمر کو جکڑے اپنے تشنا لب اسکے بھیگے لبوں پر رکھتے انہیں سخت گرفت میں لے گیا۔۔۔۔۔

ضارب کی اس حرکت پر ابرش کا سانس کہیں میں ہی اٹک گیا تھا،، اس نے اس کے کالر کو مٹھیوں میں بھنچتے آنکھیں سختی سے بند کر لی۔۔۔۔۔

پر وہ تو جیسے پیچھے ہٹنا ہی بھول گیا تھا۔۔۔ لیکن جلد ہی اس کی بند ہوتی سانسوں کا احساس کر کے اس نے اپنی گرفت ہلکی کی اور بہت چاہت اور توجہ سے اس کے پنکھڑیوں جیسے ہونٹوں کو محسوس کرتے ہوئے پیچھے ہٹنے کا تکلف کیے بغیر اس میں اپنی سانسیں منتقل کرنے لگا۔۔۔۔۔

ابرش جسے اپنی بند ہوتی سانسوں کے ساتھ اپنا آخری وقت قریب لگ رہا تھا ۔۔۔اچانک اپنے وجود میں ضارب شاہ کی اترتی گرم سانسیں اور کمر پر سہلاتے کھردرے ہاتھوں کا لمس محسوس کر کے اس کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے۔۔۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ بیہوش ہوتی وہ دھیرے سے پیچھے ہوا تھا۔۔۔ جبکہ ابرش اپنا سر اس کے کشادہ سینے پر رکھے اب لمبے لمبے سانس لینے لگی تھی۔۔۔

جبکہ اسکا بھیگا وجود اب کپکپانے لگا تھا،،،،، جسے محسوس کرتے ضارب نے اسے اپنے بازوؤں میں اٹھایا اور قدم اندر کی طرف بڑھائے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔

ضارب شاہ اسکے کپکپاتے سردی سے نیلے پڑتے نازک وجود کو بازوؤں میں بھرے سیڑھیاں عبور کرتا اوپر کی طرف بڑھا۔۔۔

جس نے اپنی حالت کے پیشِ نظر شرم وحیا سے سرخ پڑتے اپنے چہرے کو اسکی گردن میں چھپا رکھا تھا۔۔۔

اسے کمرے میں لا کر دروازہ پاؤں سے آٹو لاک کرتے دھیرے سے نیچے اتارا ،،،،، جس کے سردی کی وجہ اب دانت بجنے لگے ،،،،، جبکہ چھینکیں الگ سٹارٹ ہو گئی تھیں۔۔۔۔۔

اسے دیکھتے ضارب نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

بھلا کیا ضرورت تھی آپکو اتنی سردی میں بارش میں جانے کی ،،،،، اسے غصے سے ڈپٹتے ہوئے خود جا کر ڈریسنگ سے اس کیلئے ٹاول لے کر آیا۔۔۔۔

وہ ،،،،،، میں ،،،،، آچھی ،،،،، مجھے بارش بہت ،،،،، آچھو ،،،،، پسند ہے ،،،،، اسکے ہاتھ سے ٹاول لیتے وہ بمشکل ہی چھینکوں کے درمیان اپنا جملہ مکمل کر پائی تھی جبکہ پہلے سے سرخ ہوئے ناک کو اپنے دوپٹے سے رگڑ کر صاف کرتے مزید سرخ کیا۔۔۔۔۔

جبکہ یہ سب دیکھتے ضارب نے بمشکل اسکے معصوم حسن سے نظریں چرائی تھیں

۔۔۔۔۔۔

جائیں کپڑے چینج کرلیں،،،،،ورنہ آپکو سردی لگ جائے گی۔۔۔۔۔

پھر سنجیدگی سے کہتے ہوئے پلٹنے لگا جب ابرش نے اسکا ہاتھ پکڑتے اسے روکا تھا

۔۔۔۔

ضارب نے پلٹ کر سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔۔

آپ ابھی تک ناراض ہیں مجھ سے؟؟؟؟؟اسکے پل میں سپاٹ ہوتے تاثرات کو دیکھتے ڈرتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔

ضارب کو اسکے لہجے میں بے چینی واضح محسوس ہوئی۔۔۔۔

اور اگر ہم ہاں کہیں تو پھر ؟؟؟؟

خود پر ٹکی اسکی اوشن بلو آئز میں اپنی گہری سبز کانچ سی آنکھوں کو گاڑتے ہوئے گھمبیرتا سے بولا۔۔۔۔

پلیز مان جائیں میں نے سوری بولا تو ہے ؟؟؟؟؟

ہاتھ میں پکڑا ٹاول بیڈ پر پھینکتے ہوئے تھوڑا اسکے قریب ہوتے التجائی لہجے میں بولی۔۔۔۔۔

ضارب نے خاموش نظروں سے اسکی طرف دیکھا البتہ لبوں سے کچھ نہیں بولا ـــــــ

اسکی خاموشی کو دیکھتے ابرش نے ہمت کرتے درمیان میں موجود دو قدموں کا فاصلہ بھی ختم کرتے ہوئے اسکے کندھوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر تھوڑا اوپر ہوتے اسکے دائیں گال پر اپنے کپکپاتے لب رکھے تھے ـــــ

" سوری

اور آنکھوں میں آنسو بھر کر سرگوشی نما آواز میں بولی ـــــ

اسکے منانے کا انداز بہت ہی معصومانہ اور کافی حد تک بچگانہ بھی تھا،،،،،

ضارب کو اس پر پیار تو بہت آیا لیکن چہرے سے ظاہر ہونے نا دیا ـــ

وہ اب بھی اسے سپاٹ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

پھر اس نے یہی عمل ضارب کے دوسرے شیو زدہ گال پر دوہرایا۔۔۔

سوری

" لیکن جواب ندارد

اس نے اپنے کپکپاتے سردی سے نیلے ہوئے لب اسکی ٹھوڑی پر رکھے تھے،،،،
اسکی بڑی ہوئی داڑھی کے چبھتے لمس کو اپنے ہونٹوں پر محسوس کر کے اسکے وجود میں برقی لہریں سی دوڑ گئی۔۔۔۔

یہاں تک کہ اپنے قدموں پر کھڑا رہنا مشکل لگنے لگا۔۔۔

کپکپاتے نازک وجود کی لرزش میں کچھ اور اضافہ ہوا۔۔۔

لیکن وہ آج ہر حال میں اپنے سائیں کو منا لینا چاہتی تھی۔۔۔

اس لیے تھوڑا اور اوپر ہوتے اسکے لبوں پر جھکنے لگی جب ضارب نے اسے بالوں سے پکڑ کر اس عمل سے روکا تھا۔۔۔۔

ابرش نے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

یہ سب کر کے کیا ظاہر کرنا چاہتی ہیں،،،، بہت فکر ہے آپکو ہماری ناراضگی کی ،،،، آپکی نظر میں ہماری بات کا کتنا مان ہے یہ ہم دیکھ چکے ہیں۔۔۔

ایسی بات نہیں ہے سائیں،،،، میں نے جو کچھ بھی کیا وہ جان بوجھ کر نہیں تھا بلکہ غلطی سے ہو گیا۔۔۔۔

اسکے غصے سے ڈرتی اسکی سرخ وحشت زدہ آنکھوں پر اپنی نم آنکھیں ٹکاتے بولی

۔۔۔۔

اچھا بتائیں کیسے مانے گے میں ویسے منانے کیلیئے تیار ہوں؟؟؟؟

اسکی بات پر ضارب کے گھنی مونچھوں تلے عنابی لبوں پر معنی خیز سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔

رہنے دیں آپ سے نہیں ہو پائے گا،،،، بیڈ سے ٹاول اٹھاتے ہوئے اسکے نم بالوں کو خشک کرتا اسکے کپکپاتے نازک وجود کو دیکھتے ذو معنی انداز میں گویا ہوا

۔۔۔۔

کیوں نہیں ہو گا آپ بتائیں تو سہی میں کر لوں گی،،،،،،اسے نارمل ہوتے دیکھ کر پر جوشی سے بولی۔۔۔۔

جبکہ اسکی معصومیت کو دیکھتے ہوئے ضارب کو ٹوٹ کر اس پر پیار آیا تھا جس کا اظہار اس نے والہانہ طریقے سے اسکے لبوں پر جھکتے ہوئے کیا۔۔۔۔

ابرش نے تڑپ کر اس اچانک رونما ہونے والی افتاد پر سہارے کیلئے اسکے کندھوں کو تھاما۔۔۔۔

انسان کو اتنی بڑی بڑی باتیں نہیں کرنی چاہیے جسے پورا کرنے کی ہمت اسکے اندر نا ہو۔۔۔۔۔

اسکے لبوں کو آزادی بخشتے،،،،،،اسکی پل میں غیر ہوتی حالت پر نرمی سے اسکی کمر سہلاتے جتاتے ہوئے بولا۔۔۔۔

اسکی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے ابرش کا چہرہ پل میں متغیر ہوا تھا۔۔۔۔

جائیں اور کپڑے چینج کر لیں نرمی سے اسے خود سے جدا کرتا خود پلٹنے لگا جب ابرش ایک پل کی دیری کیے بنا اسکی چوڑی پشت کا حصہ بنی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ضارب شاہ نے پلٹ کر اسکی طرف دیکھا جو سرخ چہرے کے ساتھ نظریں جھکائے کھڑی تھی۔۔۔۔۔

پھر بنا وقت ضائع کیے اسے بازوؤں میں اٹھا کر بیڈ کی طرف بڑھا،،،،، جبکہ ابرش نے شرما کر چہرہ اسکی گردن میں چھپایا تھا۔۔۔۔

اسے بیڈ پر ڈالتے ہوئے ایک نظر اسکی بند آنکھوں کو دیکھتے انہیں نرمی سے چھوتا اسکے لبوں پر جھکتے ہوئے اپنی شدتیں نچھاور کرنے لگا۔۔۔۔

جس پر مدہوش ہوتے وہ اسکی پشت پر ناخن گاڑھتے خود بھی اسکا ساتھ دینے لگی ۔۔۔۔۔۔

جب وہ اسکی بند ہوتی سانسوں کا خیال کرتے دھیرے سے پیچھے ہوا۔۔۔۔

ابرش نے اپنی سرخ ڈورے والی نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا،،،، جو اسے ہی گہری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

پھر شرما کر نظریں جھکاتی اس کے سینے میں چھپنا چاہا،،،، لیکن ضارب نے اسکے بالوں پر پکڑ مظبوط کرتے اسے روکا جبکہ دوسرے ہاتھ سے اسکے دوپٹے کو گردن سے جدا کرتے وہاں جھکنے لگا۔۔۔

جب ابرش نے اپنا رخ بدلا تھا۔۔۔۔

اسکے کانپتے گہری سانسیں بھرتے وجود کو دیکھ کر وہ دھیرے سے مسکرایا۔۔۔۔

" آج یہ گریز ناممکن ہے " لٹل باربی

اسکے کان کے قریب جھکتے گھمبیر سرگوشی کی تھی ساتھ ہی کان کی لوں کو ہونٹوں سے چھوا۔۔۔۔

جس پر وہ جی جان سے لرزی تھی۔۔۔۔

اور اسکے بھیگے خوبصورت بالوں کو ایک سائڈ کرتے پیچھے گردن پر اپنے دہکتے ہوئے لب رکھتے اسے اپنے لمس سے سلگانے لگا،،،، جسے محسوس کرتے ابرش نے تکیے پر اپنی پکڑ مظبوط کی تھی۔۔۔۔

جب اسے اپنے ڈریس کی زیپ کھلتی ہوئی محسوس ہوئی،،،، ابرش کو اپنی جان وجود سے نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔۔

ضارب نے اسکے دودھیا وجود کی دلکشی کو دیکھتے اسکی کمر پر ہاتھ کی پشت پھیری تھی،،،، جس پر وہ خود میں سمٹی۔۔۔۔

اور پھر یکدم جھکتے ہوئے وہاں اپنی شدتیں نچھاور کرنے لگا۔۔۔۔

جب وہ گھبرا کر اسکی طرف پلٹ آئی۔۔۔۔۔

ضارب نے بہت نرمی سے اسے خود سے الگ کرتے اسکا سرخ چہرہ اوپر اٹھایا تھا

۔۔۔۔۔۔

اور اسکے معصوم نقوش کو نگاہوں میں سماتے تکیے پر ڈالا اور ساتھ ہی اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے شروع کیے۔۔۔۔

آپ جانتی ہیں باربی،،،،، ہم آپ سے شادی نہیں کرنا چاہتے تھے،،،،، کیونکہ ہمارا وجود زندہ ہوتے ہوئے بھی ایک لاش کی طرح تھا ایک زندہ لاش ،،،،، جسکی سانسیں تو چل رہی تھی،،،، لیکن زندگی کی رمق باقی نہیں تھی

۔۔۔۔

جس کے اندر کا ہر احساس ختم ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

باقی تھا تو صرف اور صرف وحشتیں اور اندھیرہ،،،،،، اور ہم نہیں چاہتے تھے کہ ان وحشتوں کے سائے میں آکر آپکی زندگی برباد ہو۔۔۔۔

لیکن نا چاہتے ہوئے بھی آپ ہماری زندگی میں شامل ہو گئی،،،،،، ہمارا دل جو پتھر کا ہو چکا تھا،،،،، آپ کے قریب آنے سے وہ دوبارہ دھڑکنے لگا،،،،، ورنہ اس سے پہلے تو اسکی وقت سینے میں موجود ایک گوشت کے لوتھڑے سے زیادہ نہیں تھی۔۔۔۔

اور آپ نے ہمیں بالکل ٹھیک پہنچانا تھا کہ ہم درندے ہیں ابرش جو بہت غور سے اسکی باتیں سن رہی تھی اسکے خود کو درندہ کہنے پر اسکے لبوں پر ہاتھ رکھتے نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔۔

نہیں میں غلط تھی آپ بالکل بھی ایسے نہیں ہیں۔۔۔۔۔بلکہ آپ تو بہت اچھے ہیں۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر وہ نفی میں سر ہلاتا مسکرایا۔۔۔۔۔

آپکے کہہ دینے سے حقیقت بدل تو نہیں جائے گی،،،،،، سچ ہمیشہ سچ ہی رہتا ہے،،،،،، اس نے ابرش کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جتایا۔۔۔۔۔

اگر ایسا ہے بھی تو میں بہت جلد آپکو بدل دوں گی،،،،، وہ بھی دو بدو اسکی گہری آنکھوں میں دیکھتے اعتماد سے بولی۔۔۔۔۔

ضارب شاہ نے اسکی خود اعتمادی کو دیکھتے داد میں آئی بر واچکائی،،،،

یہ اتنا آسان نہیں،،،،، وہ اسے چیلنجنگ نظروں سے دیکھتا طنزیہ بولا۔۔۔

میرا ابھی یہ وعدہ ہے میں یہ آپکو کر کے دکھاؤں گی۔۔۔۔

وہ بھی اسکا چیلنج ایکسپٹ کرتے اسی کے لب و لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

جبکہ اسکے جواب پر وہ معنی خیزی سے مسکرایا۔۔۔۔

ہمم ! ! وہ تو ہم وقت آنے پر دیکھ ہی لیں گے،،،،، پہلے ہمیں اس امتحان میں تو پاس ہو کر دکھائیں۔۔۔۔

اسکی بات پر ابرش کی ساری خوداعتمادی پل میں ہوا ہوئی تھی،،،،، چہرے کے خدوخال میں سرخی دوڑ گئی جبکہ دارز خوبصورت پلکیں لرز کر جھک گئی۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے ضارب کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔۔۔۔

اس نے اپنے وجود سے شرٹ کو ایک جھٹکے سے جدا کرتے نیچے پھینکا تھا۔۔۔۔۔

اور اسکے کندھے سے شرٹ کو سرکاتے ہوئے وہاں ہونٹوں سے چھوا ۔۔۔۔۔ابرش نے اپنی آنکھیں سختی سے بند کرتے اسکی پشت پر ناخن چبھوئے ۔۔۔۔۔

چند ہی پلوں میں کمرے کا ماحول فسوں خیز بن گیا تھا،،،،، اسکا رواں رواں اسکے سلگتے ہوئے لمس کو محسوس کرتے لرز رہا تھا۔۔۔۔

اسکی بے باکیوں اور جسارتوں نے اسکی سانسیں خشک کر دی تھیں،،،،، جس کے چلتے وہ بار بار اپنے خشک لبوں پر زبان پھیر کر اسے تر کر رہی تھی۔۔۔۔

جب وہ دوبارہ اسکے پور پور سے سیراب ہوتا اسکے خدوخال کو ہونٹوں سے چھوتے ہوئے چہرے کی طرف آیا،،،، اسکی لرزتی ہوئی پلکوں کو دیکھتے ہوئے ہونٹوں سے چھوتا لبوں کی طرف آیا۔۔۔۔

اور اسے گہری سانسیں بھرتے دیکھ کر دلکشی سے مسکرایا۔۔۔۔

جبکہ اسکی گرم سانسیں اپنے ہونٹوں پر محسوس کر کے ابرش نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں تھیں۔۔۔۔

جو سیدھا خود کو تکتی خمار سے بھری ضارب کی گہری سبز آنکھوں سے ٹکرائی

۔۔۔۔۔

اور ان میں نظر آتے جذبات کو دیکھتے لرز کر دوبارہ جھک گئی۔۔۔۔

ضارب نے ہاتھ بڑھا کر کمرے میں جلتے فانوس کو بجھایا تھا،،،، جس کے بعد کمرے میں مکمل اندھیرہ چھا گیا۔۔۔۔

جس پر وہ کچھ سہمی تھی،،،،،

" سائیں

اور گھبرا کر اسکے کندھوں کو تھامنا چاہا،،، لیکن ضارب نے اسکے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں اپنی کھردری سخت انگلیاں پھنساتے اسے بیڈ کراون سے لگایا۔۔۔۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔۔

اسے اپنے بہت قریب محسوس کرتے نم لہجے میں بولی۔۔۔

ہم ہیں نا،،،، آپکو ہم پر یقین نہیں۔۔۔۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے،،، لیکن " ابرش نے کسمساتے ہوئے کچھ کہنا چاہا،،، لیکن ضارب اسے جملہ مکمل کرنے کی مہلت دیئے بنا ہی اسکے لبوں پر جھکتا اس پر اپنی گرفت کچھ اور سخت کر گیا۔۔۔۔

اور وہ کچھ نا کر سکی سوائے اسکے شکنجے میں پھڑ پھڑانے کے۔۔۔۔

کچھ دیر بعد اسے آزادی بخشتے ضارب نے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا،،،،

جس کے بدلے ابرش نے اپنی نم پلکیں اٹھا کر شکوہ بھری نظروں سے اسے دیکھا

بہت برے ہیں آپ ،،،،،،

جس پر ضارب نے قہقہہ لگایا تھا۔۔۔۔

اور دونوں پر بلینکٹ کھینچتے پھر دوبارہ اس پر شدتوں سے جھک گیا۔۔۔

ابرش اپنے کلائیوں سے ٹوٹتی ہوئی چوڑیوں کو محسوس کرتی روح میں اترتے ضارب شاہ کے نرم گرم لمس پر اپنی آنکھیں سختی سے بند کر گئی۔۔۔۔

جہاں باہر جنوری کی پہلی بارش اپنے جوبن پر آ کر زور و شور سے برستی سردی میں مزید اضافہ کر رہی تھی۔۔۔۔

وہی اندر ضارب شاہ بوند بوند بن کر ابرش پر اپنی شدتیں نچھاور کرتا اسے اپنی وحشتوں سے روشناس کروا رہا تھا۔۔۔۔

جہاں بارش کے ساتھ چلتی یک بستہ ٹھنڈی ہواؤں نے زور پکڑا تھا،،،، وہی اندر ضارب شاہ کا جنون سر چڑھ کر بولتا ابرش کو سہمنے پر مجبور کر گیا۔۔۔۔

لیکن وہ اسے روک ٹوک کر دوبارہ خود سے ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے چپ چاپ اسکی شدتیں برداشت کرتی خاموشی سے پڑی تھی۔۔۔

البتہ آنکھوں سے آنسو موتیوں کی صورت ٹوٹ کر گرتے اسکے کھلے خوبصورت گھنگریالے بالوں میں جذب ہو رہے تھے۔۔۔۔

جسے دیکھ کر ضارب نے انہیں اپنے ہونٹوں سے چنتے ایک بار پھر نرمی سے اسکے ہونٹوں کو چھوا تھا۔۔۔۔

" باربی

بہت نرمی سے پکارا۔۔۔

ابرش نے اپنی اوشن بلو اسکی شدت سرخ ہوئی نم آنکھیں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

نیلے سمندر میں گھلی سرخیوں کو دیکھتے ضارب کو اپنا آپ ان میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

کیا ہوا؟؟؟؟؟

پھر اسکے چہرے پر پھونک مارتے شرارت سے گویا ہوا۔۔۔۔

لیکن وہ اس سے نظریں چراتی ہوئی بے رخی سے چہرہ پھیر گئی۔۔۔۔

اب یہ تو غلط بات ہے،،،،،آپ خود ہی تو ہماری ناراضگی دور کرنا چاہتی تھی ،،،،،،لیکن اب ایسے رخ موڑ کر ہمیں یہ احساس دلانا چاہتی ہیں کہ ہم نے جیسے آپ کے ساتھ زبردستی کی ہو۔۔۔۔

میں نے ایسا کب بولا،،،،،اسکی بات پر وہ دوبارہ اسکی طرف دیکھتی نم لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔۔

کہا نہیں لیکن ایسے منہ موڑ کر احساس ضرور کرا رہی ہیں۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر اب کہ ابرش نے اسے گھورا تھا۔۔۔۔

اچھا تو ایسے کوئی کرتا ہے اپنے بیوی کے ساتھ جیسے آپ نے کیا ہے،،،،، اسکے سینے پر اپنے نازک ہاتھوں کے وار کرتی معصومیت سے بولی۔۔۔۔

جسے اپنے دونوں ہاتھوں سے تھام کر روکتے ہوئے اس نے مسکراتی نظروں سے اسکے سرخ چہرے کو دیکھا۔۔۔۔

جہاں تک ہم جانتے ہیں سبھی ایسا ہی کرتے ہیں۔۔۔۔

اور ساتھ ہی جھک کر کان میں گھمبیر سرگوشی کی تھی۔۔۔۔

جبکہ وہ اسکی سرگوشی پر سرخ پڑتی خاموشی اختیار کر گئی۔۔۔

اسے خاموش ہوتے دیکھ کر وہ دوبارہ اس پر جھکا تھا،،،،، جسے چاہ کر بھی وہ روک نا سکی۔۔۔۔

اسکے لمس سے اپنی روح میں اترتے سکون کو محسوس کرتے دھیرے سے آنکھیں بند کر گئی۔۔۔۔

جبکہ ضارب شاہ اپنی دھڑکنوں کے ساتھ دھڑکتی اسکی دھڑکنوں کو محسوس کرتے نرمی سے مسکرایا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ماضی

شاہ سائیں کوئی احسن حیات صاحب آئیں ہیں اور آپ سے ملاقات کا پوچھ رہے

لاؤنج میں یمان شاہ کے ساتھ بیٹھے حیدر شاہ کو مخاطب کرتے انکا خاص ملازم ادب سے گویا ہوا۔۔۔۔

ہمم "آپ نے پوچھا نہیں کہ وہ ہم سے کس سلسلے میں ملنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔

سائیں پوچھا تھا،،،، لیکن وہ کہہ رہے ہیں کہ صرف آپکو ہی اپنا معاملہ بتائیں گے۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے آپ انہیں مہمان خانے میں بٹھائے اور چائے ناشتے کا انتظام کروائیں ہم آتے ہیں۔۔۔۔۔

اس کی بات پر سر ہلاتے نرمی سے گویا ہوئے۔۔۔۔۔

جس پر وہ سر ہلاتا ہوا باہر کی طرف.بڑھ گیا۔۔۔۔۔

بابا سائیں آپ جانتے ہیں احسن حیات کو؟؟؟؟؟ یمان شاہ نے حیرت سے استفسار کیا۔۔۔۔۔

کیونکہ اس نے یہ نام آج زندگی میں پہلی بار سنا تھا۔۔۔۔

جس کے جواب میں انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

چلیں دیکھ لیتے ہیں شاید کوئی ضروری کام ہو،،،،،، اتنا کہتے حیدر شاہ اپنی جگہ چھوڑ کر کھڑے ہو گئے تھے۔۔۔۔

اور پھر وہ دونوں باپ بیٹا حویلی کے ایک طرف بنے مہمان خانے کی طرف.بڑھ گئے۔۔۔۔

---------♥---------

السلام و علیکم !!

اندر داخل ہوتے حیدر شاہ نے بلند آواز میں سلام کیا،،،،، جسے سنتے احسن حیات جو اس کمرے میں لگی اینٹیک پینٹنگز اور ہتھیاروں کو دیکھ رہے تھے ----

پلٹ کر انکی طرف متوجہ ہوتے مسکرائے تھے----

وعلیکم السلام " ساتھ ہی آگے بڑھ کر پر شفق اور وجیہہ چہرے والے حیدر شاہ کو دیکھتے ادب سے مصافحہ کیا تھا----

اور ساتھ مسکرا کر یمان شاہ کی طرف ہاتھ بڑھایا،،،، جو ایک نظر دیکھنے کے بعد وہ تھام گیا----

جس کے بعد حیدر شاہ نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا----

جی تو برخوردار ہم آپکی کیا خدمت کر سکتے ہیں؟؟؟؟؟اونچے لمبے ہنڈسم اور با ادب احسن حیات کو دیکھتے مسکرا کر بولے۔۔۔۔

انکی بات سن کر وہ مسکرائے تھے۔۔۔

خدمت نہیں کروانی شاہ جی،،،، بلکہ میں تو آج سوالی بن کر آپ سے کچھ مانگنے کیلئے آیا ہوں اگر آپ ہاں کر دیں تو اس غریب کی جھولی اور آنگن خوشیوں سے بھر جائے۔۔۔۔

وہ بہت ہی ادب کے ساتھ نظریں جھکا کر بولے،،،، جبکہ انکی عاجزی کو دیکھتے حیدر شاہ مسکرائے البتہ یمان شاہ نے متفرق نظروں سے انکی طرف دیکھا۔۔۔

جی جی بولیں ،،،،، اگر ہمارے بس میں ہوا تو ضرور ان شااللہ۔۔۔۔

انکے پر شفق لہجے کو سنتے انہیں کچھ حوصلہ ہوا تھا۔۔۔۔

جی میں اپنے چھوٹے بھائی محسن حیات کیلیئے آپکی بھتیجی حجاب شاہ کا ہاتھ مانگنے آیا ہوں۔۔۔۔

انکے چہرے کی طرف دیکھتے مسکرا کر اپنا مدعا بیان کیا۔۔۔۔

البتہ ان کی بات سن کر ان دونوں باپ بیٹے کے چہرے کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔۔۔۔

یمان شاہ نے رخ موڑ کر ساتھ بیٹھے حیدر شاہ کی طرف ایک نظر دیکھا اور پھر بنا کچھ کہے ہی وہاں سے اٹھ کر اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

جبکہ اسکے ری ایکشن کو دیکھتے ہوئے احسن حیات کو حیرت کے ساتھ تشویش بھی لاحق ہوئی،،،، لیکن پھر بھی دل کو تسلی دیتے عاجزانہ لہجے میں گویا ہوئے

۔۔۔۔۔

کیا ہوا شاہ جی میں نے کچھ غلط بول دیا کیا؟؟؟؟؟

نہیں ایسی بات نہیں لیکن " وہ ایک پل کیلئے رک کر ان کے چہرے کی طرف دیکھنے لگے جو انہیں ہی امید بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

آپ ہمارے گھر عزت سے رشتہ لے کر آئے،،،،آپ کے اخلاق اور ادب و آداب کو دیکھتے ہوئے ہم بہت متاثر بھی ہوئے اور یقیناآپکے بھائی بھی آپ ہی کی طرح سلجھے ہوئے انسان ہونگے لیکن "

لیکن کیا شاہ جی۔۔۔۔

لیکن بیٹا ہم معذرت خواہ ہیں کہ ہم آپکی یہ خواہش پوری نہیں کر سکتے۔۔۔۔ انکے وجیہہ چہرے کی طرف دیکھتے بہت نرمی سے گویا ہوئے۔۔۔

لیکن کیوں شاہ جی ؟؟؟؟؟

میرے بھائی میں کوئی کمی نہیں ہے،،،،،اخلاق و آداب کے ساتھ شکل و صورت اور سیرت و کردار میں بھی بے مثال ہے میرا بھائی۔۔۔۔

اور عزت و شہرت سٹیٹس میں بھی ہم آپ لوگوں سے زیادہ کم نہیں۔۔۔۔

پھر کیا وجہ ہے اس رشتے سے انکار کی۔۔۔۔

حیدر شاہ کا یوں صاف انکار کر دینا انہیں بالکل اچھا نہیں لگا تھا اور نا ہی انکی انا کو یہ بات منظور تھی کہ وہ ایسی جگہ دوبارہ بات کرتے۔۔۔

لیکن کہتے ہیں نا جن سے آپکو محبت ہو انکی خوشیوں کیلیئے کسی کے قدموں میں بھی بیٹھنا پڑے تو منظور ہوتا ہے۔۔۔

یہاں بھی وہی بات تھی،،،،، اتنے صاف لفظوں میں انکار سننے کے بعد بھی صرف اور صرف اپنی بھائی کی خوشیوں کیلئے اپنی انا کو ایک سائڈ رکھتے دوبارہ عاجزی سے سوال گو ہوئے۔۔۔۔

نہیں بیٹا یہ بات نہیں ہے،،،،، یقیناً آپکے بھائی بہت اچھے ہونگے اور اسکا اندازہ ہمیں آپ سے مل کر ہو گیا ہے۔۔۔۔

لیکن پہلی بات تو یہ کہ ہم خاندان سے باہر رشتہ نہیں کرتے،،،،،، دوسرا آپ جن کا رشتہ مانگ رہے ہیں وہ بچپن سے ہی ہمارے چھوٹے بیٹے یمان شاہ کے ساتھ منسوب ہیں۔۔۔۔

ہم مجبور ہیں بیٹا ہم آپکی یہ خواہش پوری نہیں کر سکتے،،،،، ہماری طرف سے معذرت ہے۔۔۔۔۔

اتنا کہتے ہی وہ اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے تھے،،،،، جس کے بعد احسن حیات کے پاس کوئی جواز نہیں بنتا تھا وہاں بیٹھنے کا اس لیے وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔۔۔

آپ ہمارے گھر پہلی بار آئے ہیں کچھ چائے ناشتہ تو کر کے جاتے۔۔۔۔۔انہیں اٹھتے دیکھ کر حیدر شاہ مہمان نوازی نبھاتے بولے۔۔۔۔۔

نہیں بہت شکریہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔۔ایک نظر انکی طرف دیکھ کر سپاٹ سے لہجے میں بولتے وہ دوبارہ مصافحہ کرتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گئے۔۔۔۔۔

________♥________

اپنی محبت کا نام کسی اور کے ساتھ آتے ہی یمان شاہ کی رگوں میں شرارے پھوٹنے لگے تھے۔۔۔۔

احسن حیات کا یوں منہ اٹھا کر اپنے بھائی کیلئے حجاب کا رشتہ مانگنا اسے انگاروں پر لٹا گیا۔۔۔۔

جب ملازمہ کے ساتھ چائے اور دوسرے لوازمات لے کر آتی حجاب پر اسکی نظر پڑی،،،،، جو اسکے غصے میں مزید اضافے کا سبب بنا تھا۔۔۔۔

آپ یہ سب کہاں لے کر جا رہی ہیں ؟؟؟؟؟

لب بھینچ کر اپنے غصے کو کنٹرول کرتا دبے دبے لہجے میں بولا،،،،،اور ساتھ ہی ملازمہ کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا تھا

جس کے جاتے دوبارہ اسکی طرف متوجہ ہوا۔۔۔۔

" مان وہ تایا سائیں کے مہمان آئیں ہیں،،،،،تو بس ان کیلئے یہ چائے

آپ سے کس نے کہا یہ سب کرنے کو ہاں،،،،،اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی وہ دھاڑتے ہوئے بولا۔۔۔۔

جبکہ اسکی دھاڑ پر وہ جی جان سے لرزی تھی،،،،،اور ساتھ ہی فوراً گہری سبز آنکھوں میں نمی بھرنے لگی۔۔۔۔

جائیں اپنے کمرے میں،،،، وہ اسکے معصوم چہرے کی طرف دیکھتا غصے سے بولا

آپ بہت برے ہیں میں کبھی آپ سے بات نہیں کروں گی،،،،، آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کے ساتھ نم لہجے میں بولتی منہ پر ہاتھ رکھ کر بھاگی تھی۔۔۔۔

جسے دیکھ کر اسے اپنے لہجے کا احساس ہوا تھا،،،، لیکن وہ کیا کرتا اس وقت احسن حیات کی باتیں یاد کر کے دماغ میں غصے سے لہرے اٹھ رہی تھی۔۔۔۔

اس لیے اسے بعد میں منانے کا سوچتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا جبکہ آج شام میں ہی اپنے اور حجاب کے رشتے کے بارے میں حیدر شاہ سے دو ٹوک بات کرنے کا پکا ارادہ باندھ چکا تھا۔۔۔۔۔۔

--------❤--------

حال

واسم شاہ کے ساتھ ترکی کے شہر استنبول کے ایئرپورٹ پر قدم رکھتے ہی ابیہا کے چہرے کی خوشی دیکھنے کے لائق تھی-----

اسے ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا،،،، کہ وہ جہان سکندر کے شہر میں کھڑی تھی ،،،،، جہاں جانا ہر ناول پڑھنے والی لڑکی کا خواب تھا------

جبکہ اسکے بر عکس ابیہا کی مسکراہٹ دیکھتے واسم حیران نظروں سے اسکی طرف دیکھ رہا تھا،،،،،، وہ جیسے آنکھیں کھول کھول کر آس پاس کی چیزوں اور انسانوں کو اشتیاق سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

اسے کوئی عجوبہ ہی لگی،،،،،، بیوقوف

تم نے کبھی پہلے انسان نہیں دیکھے کیا؟؟؟؟؟اس کے کھلے ہوئے منہ کو دیکھتے ہوئے وہ لوگوں کی نظروں سے ایمبریسمینٹ فیل کرتا طنزیہ بولا۔۔۔۔

جس پر ابیہا کی مسکراہٹ فورا سمٹی تھی۔۔۔۔

دیکھیں ہیں کیوں؟؟؟؟

نا سمجھی سے بولی۔۔۔۔

تو پھر انہیں گھور کیوں رہی ہو بیو قوف" جبکہ اسکی بات پر ابیہا نے اسے غصے سے گھورا تھا۔۔۔۔

جس کا بنا کوئی اثر لیے اس نے قدم باہر کی طرف بڑھائے،،،،، اسکے قدموں کے ساتھ قدم ملانے کیلئے ابیہا کو تقریبا بھاگنا پڑ رہا تھا۔۔۔۔

ایئر پورٹ سے باہر آتے اسکے بزنس پارٹنرز نے اسے پہلی بار اپنی بیوی کے ساتھ آنے پر اسکا شاندار استقبال کیا تھا۔۔۔۔

جسکا وہ مسکرا کر شکریہ ادا کرتا،،،، جلد میٹنگ میں ملنے کا بولتے اس کیلئے لائی گئی گاڑی میں سوار ہوا تھا اور ابیہا کہ بیٹھتے ہی گاڑی آگے بڑھائی گئی تھی۔۔۔۔

اوران سب کے دوران ایبہا خاموش تماشائی بنی رہی ،،،،، لیکن سفر سٹارٹ ہوتے اسکی توجہ استنبول کی خوبصورت عمارتوں اور نظاروں نے اپنی طرف مبذول کی تھی۔۔۔۔۔

جنہیں اشتیاق سے دیکھتے ہوئے وہ ساتھ بیٹھے واسم شاہ کو بالکل فراموش کر گئی تھی۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔

عام طور پر وہ جب بھی کہیں میٹنگ کیلئے جاتا تھا،،،، تو وہاں کے ہوٹلز میں سٹے کرتا تھا،،،، لیکن اس بار ایبہا کے ساتھ ہونے کی وجہ سے اس نے خاص طور

پر شہر کے باہر خاموش کونے میں پہاڑوں کے درمیان ایک خوبصورت کاٹیج کا انتظام کیا تھا۔۔۔۔

جہاں وہ ہر پریشانی اور شور شرابے سے دور اسکے ساتھ کچھ کوالٹی ٹائم سپینڈ کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔

لیکن ایہا کیلئے فلحال یہ سرپرائز ہی تھا کیونکہ اسے صرف واسم شاہ کی بزنس میٹنگ کے بارے میں پتا تھا،،،، جس کے فورا بعد انہوں نے واپس جانا تھا ،،،، لیکن واسم شاہ اسکے بعد دو دن اور ادھر رکنے کا ارادہ رکھتا تھا،،،، جس سے وہ فلحال انجان تھی۔۔۔۔

________♥________

ماضی

بابا سائیں مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے،،،،، دروازہ ناک کر کے اندر ہوتا مان سنجیدگی سے بولا۔۔۔۔

حیدر شاہ جوار مغان شاہ کے ساتھ دوپہر والا معاملہ ہی ڈسکس کر رہے تھے،،،، اسکی اچانک آمد پر خاموش ہوتے اسکی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔۔

بولیں ہم سن رہے ہیں۔۔۔۔

ماں نے ایک نظر سنجیدہ سے بیٹھے ارمغان شاہ کی طرف دیکھتے دوبارہ انکی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

اور پھر بنا تمہید باندھے سید حامدے کی بات پر آیا۔۔۔

میں حجاب سے شادی کرنا چاہتا ہوں،،،،اسکی دوٹوک بات سنتے اور اسکے چہرے کی سنجیدگی کو دیکھتے ان دونوں نے بمشکل اپنی امڈ آنے والی مسکراہٹ چھپائی تھی۔۔۔۔

لیکن یہ اچانک حجاب سے شادی کرنے کا فیصلہ،،،،یہ اچانک نہیں ہے بابا سائیں میں انہیں بچپن سے ہی پسند کرتا ہوں،،،،بس انکی پڑھائی ختم ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔

لیکن اب مجھے لگتا ہے ،،،، اب اگر میں نے کچھ اور دیر کی تو انہیں ہمیشہ کیلئے کھو دوں گا۔۔۔۔

وہ انکی بات درمیان میں کاٹتا دوپہر سے دل و دماغ میں چل رہے خدشات بھی بیان کر گیا۔۔۔۔

دیر تو آپ نے کر دی برخوردار کیونکہ حجاب کی زندگی کا فیصلہ ہم لے چکے ہیں ،،،، جسے اب بدلنا ہمارے بس میں بھی نہیں۔۔۔۔

اسکے طرف دیکھتے سنجیدگی سے گویا ہوئے۔۔۔

لیکن آپ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں باباسائیں وہ میری محبت ہیں،،،،، میں نہیں جی سکتا ان کے بنا" اور اگر آپ نے مجھ سے میری حجاب کو دور کرنے کی کوشش کی تو بالکل اچھا نہیں ہوگا۔۔۔۔

میں،،،،، میں اپنی جان دے دوں گا۔۔۔۔

وہ غصے اور تپش سے سرخ ہوئی نظروں کے ساتھ جن میں ہلکی نمی بھی اتر آئی تھی چلاتے ہوئے بولا۔۔۔۔

اسکی روتی صورت کو دیکھتے ان دونوں کی بس ہوئی تھی،،،،، اور وہ دونوں قہقہہ لگا کر ہنسے۔۔۔۔۔

ان کو ہنستا دیکھ کرمان نے حیران نظروں سے انکی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

کہیں نہیں جارہی ہیں آپکی حجاب ،،،، وہ ہمیشہ سے صرف آپکی تھیں اور ہمیشہ آپکی ہی رہیں گیں ۔۔۔۔

ارمغان شاہ اسے اپنے سینے میں بھینچتے مسکرا کر بولے ۔۔۔

جبکہ انکی بات پر یمان نے حیدر شاہ کی طرف دیکھا کہ آیا وہ سچ کہہ رہے ہیں یا نہیں ،،،، جس پر انہوں نے مسکرا کر سر ہلایا تھا ۔۔۔۔

جس کے بعد مان کے چہرے کی خوشی دیکھنے کے لائق تھی ،،،، اور وہ خوشی سے اپنے سینے لگے ارمغان شاہ کو بازوؤں میں بھینچتے اوپر اٹھا کر گول گول گھمانے لگا

۔۔۔۔۔

یار بس کر دے مجھے پتا ہے کہ توں بہت بڑا ہو گیا ہے اپنی یہ طاقت مظاہرے کسی اور پر آزمانا،،،،،، وہ اسکے خوشی سے سرخ پڑتے چہرے کی طرف دیکھتے زو معنی انداز میں بولے۔۔۔۔

مان نے خجل ہوتے سر کھجایا،،،،، پھر ایک دوسرے کی طرف دیکھتے دونوں بھائیوں نے قہقہہ لگایا تھا۔۔۔۔

--------❤--------

بھیو آپ نے بتایا نہیں پھر کہ انہوں نے کیا جواب دیا؟؟؟؟؟ محسن کے سوال پر احسن حیات نے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

جو مسکراتے چہرے کے ساتھ سامنے پڑے ناشتے کو بنا چھوئے انکی طرف ہی امید بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

وہ جانتے تھے کہ اگر انھوں نے اسے حقیقت بتائی تو اپنے بھائی کے چہرے کی یہ مسکراہٹ ہمیشہ کیلیئے کھو دیں گے لیکن وہ اسے کسی بھی قسم کی جھوٹی امید نہیں دینا چاہتے تھے۔۔۔۔

اس لیے اسے سچ بتانے کا فیصلہ کرتے نرمی سے اس سے مخاطب ہوئے۔۔۔۔

دیکھیں محسن میری بات بہت ہی تحمل سے سنیے گا اور اسے سمجھنے کی کوشش کیجئے گا۔۔۔۔

انکو تمہید باندھتے دیکھ کچھ غلط ہونے کا احساس اسے شدت سے ہوا،،، لیکن اپنے دل کو مظبوط کرتا جو اپنی محبت کھو دینے کا صرف سوچ کر ہی گھبرانے لگا تھا ہاں میں سر ہلا گیا۔۔۔۔

" وہ،،،،، وہ انہوں نے،،،، انکار کر دیا ہے

اسکے چہرے کی مسکراہٹ مانند پڑتے دیکھ بمشکل اٹکتے بولے۔۔۔۔

لیکن کیوں بھیو؟؟؟؟

بیٹا وہ لوگ خاندان سے باہر رشتہ نہیں کرتے،،،،، سیکنڈ وہ لڑکی بچپن سے کسی اور کے ساتھ منسوب ہے،،،، جسکی وجہ سے انہوں نے انکار کر دیا۔۔۔۔

اسکے سوال پر وہ حیدر شاہ کی بات من و عن اسے سچ سچ بتا گئے۔۔۔۔

جسے سن کر اسکی خوبصورت آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی،،،،، جبکہ اپنی بائیں سائڈ دل کے مقام پر شدید درد کا احساس جاگا تھا۔۔۔

جس سے اسے اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔۔۔

اسکے پیلے پڑتے چہرے کو دیکھ کر احسن حیات نے آگے بڑھ کر اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔۔۔۔

کیا ہو گیا ہے یار وہ دنیا میں کوئی آخری لڑکی تو نہیں تھی،،،، اور میرا بیٹا تو اتنا پیارا ہے جس کیلئے میں دنیا کی سب سے حسین لڑکی ڈھونڈ کر لاوں گا۔۔۔۔

لیکن وہ حجاب تو نہیں ہو گی نا،،،، اسے اپنے حلق میں کچھ اٹکتا ہوا محسوس ہوا ،،،،، جبکہ آنکھوں میں ٹھہری نمی آنسوؤں کی شکل میں سرخ و سفید گالوں پر بہہ نکلی۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے احسن حیات نے بے بسی سے اپنے لب بھینچے تھے،،،، اور اسے دوبارہ سینے سے لگانا چاہا۔۔۔۔

لیکن وہ قدم پیچھے لیتا تیز رفتاری سے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔۔

جب احسن حیات نے اپنے خاص ملازم کو اسکے پیچھے بھیجا تھا،،،، تاکہ وہ اس حالت میں کوئی غلط قدم نا اٹھالے۔۔۔۔۔

________❤________

حیدر شاہ نے یمان حجاب کے ساتھ ارمغان اور روباب کا رشتہ بھی طے کر دیا تھا۔۔۔۔۔

جس پر وہ دونوں بھائی بہت خوش تھے،،،،، اور خوش ہوتے بھی کیوں نا آخر انکی محبت بنا کسی رکاوٹ کے انکی جھولی میں ڈال دی گئی تھی۔۔۔۔

جب سے انکا رشتہ طے ہوا اور نکاح کی ڈیٹ رکھی گئی تھی حجاب مان سے چھپتی پھر رہی تھی۔۔۔۔

کیونکہ اس نازک جان کیلئے اسکی لو دیتی نظروں کا سامنا کرنا بہت مشکل تھا

۔۔۔۔۔

البتہ ارمغان شاہ اپنی سنجیدہ طبیعت کی وجہ سے ان سب چیزوں سے پرہیز کرتے تھے۔۔۔۔۔

دوسری طرف محسن حیات نے ان دنوں میں خود کو مکمل طور پر کمرے میں بند رکھا تھا،،،، جس کے پیشے نظر احسن حیات بہت پریشان تھے۔۔۔۔

صرف انکی خاطر کچھ پل کیلئے وہ باہر آتا جھوٹی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر بیٹھ جاتا ۔۔۔۔

لیکن انکے کام پر جانے کے بعد خود کو دوبارہ کمرے میں بند کر لیتا،،،،
یونیورسٹی اور دوستوں کے ساتھ باہر جانا ان دنوں میں وہ مکمل طور پر طرق کر چکا تھا۔۔۔۔

جسے دیکھتے ہوئے احسن حیات نے خود اسکے یونی کے بیسٹ فرینڈ کو فون کر کے حیات مینشن میں بولایا تھا۔۔۔۔

تاکہ وہ اسے سمجھا بجھا کر زندگی کی طرف واپس لانے کی کوشش کرے کہیں باہر گھمانے لے کر جائے جس سے اسکا موڈ فریش ہو سکے ورنہ احسن حیات کو تو وہ ان سب چیزوں سے صاف لفظوں میں انکار کر چکا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔

محسن کا دوست جسکا نام شہریار تھا،،،، دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا،،،، جس میں مکمل طور پر اندھیرہ چھایا،،،، بالکل اس کمرے کے مکین کی زندگی کی طرح۔۔۔۔

اس نے آگے بڑھ کر کمرے کی کھڑکیوں سے پردے اٹھا کر سورج کی روشنی اندر کو راستہ دیا۔۔۔۔

محسن جو اوندھے منہ پلو میں چہرہ چھپائے پڑا تھا کمرے میں قدموں کی آواز پر پلٹ کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔

جو اسے ہی ہمدردی کی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

یہ تو نے اپنا کیا حال بنا لیا ہے یار،،،، ایک نظر اسکے پژمردہ سے حلیے کی طرف دیکھتا افسردگی سے گویا ہوا۔۔۔۔

بڑھی ہوئی شیو پیشانی پر بکھرے بال،،، پیلی رنگت آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے وہ کہیں سے اسکا دوست محسن حیات نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

جسکی وجاہت کی ایک دنیا دیوانی تھی۔۔۔۔۔

کچھ نہیں یار بس ایسے ہی ہے۔۔۔۔۔

کیا ایسے ہی،،،، وہ دنیا میں کوئی آخری لڑکی نہیں تھی،،،،، جس کے پیچھے تو نے اپنی یہ حالت کرلی ہے۔۔۔۔۔

اب کہ غصے سے بولا۔۔۔۔

جس پر وہ افسردگی سے مسکرایا،،،، لیکن میری محبت تو ہے نا۔۔۔۔۔

یار ٹھیک ہے مان لیتا ہوں ،،،،، لیکن تو نے اس محبت کو پانے کی کوشش بھی تو نہیں کی نا ،،،،،

مطلب " اس کی بات پر سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔

مطلب اگر اتنی ہی محبت ہے تو تمہیں کوشش کرنے چاہیے تھی ،،،،، صرف اسکے گھر والوں کے ایک انکار پر یوں مجنوں والا حال بنا لینے سے وہ تمہیں نہیں ملے گی۔۔۔

کم از کم تمہیں ایک بار خود اس سے بات کرنی چاہیے تھی ،،،،، اپنی محبت کا اظہار کرتے ،،،،، لیکن تم نے تو بنا کوشش کیے ہی ہار مان لی۔۔۔۔

لیکن یار وہ بچپن سے کسی اور سے منسوب ہے۔۔۔۔

واہ کیا بات کہی ہے ،،،،، بچپن کے رشتے یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ اس رشتے سے ناخوش ہو،،،،اس کے گھر والے زبردستی کر رہے ہو اسکے ساتھ ،،،،،، مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی کہ تم بنا کوشش کیے ہے ایسے ہار مان لو گے

اسکی باتوں سے اسے امید کی ایک نئی کرن نظر آئی تھی-----

جبکہ لبوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ-----تم سہی کہہ رہے ہو مجھے کوشش کرنی چاہیے-----

جس پر اس نے ہاں میں سر ہلایا تھا----

محسن نے آگے بڑھ کر اسے اپنے سینے میں بھینچا پھر یکدم بستر چھوڑ کر واشروم کی طرف بڑھا فریش ہونے----

جب پیچھے سے شہریار نے اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔۔

ارے کہاں چلے ،،،،، یونیورسٹی کیلیئے تیار ہونے اور کہاں تمہاری ہونے والی بھابھی سے اپنی محبت کا اظہار بھی کرنا ہے۔۔۔۔

اب کے مسکرا کر شرارت سے گویا ہوا۔۔۔۔

یار بڑے بے مروت ہو دوست کو چائے ناشتے کا بھی نہیں پوچھا،،، وہ منہ پھلا کر بولا۔۔۔۔

جس پر محسن نے اپنی شرٹ اتار کر اسکے چہرے پر ماری تھی ،،،، تجھے سیدھا اپنی شادی کے لڈو کھلاؤں گا ،،،، آنکھ دبا کر شرارت سے کہتا واشروم میں بند ہو گیا

جبکہ پیچھے وہ گہرا سانس کھینچتے نفی میں سر ہلا کر رہ گیا-----

---------♥--------

ان دونوں بہنوں کی تو شادی ہے کل ،،،، اپنے کانوں میں گونجتے بار بار ان لفظوں کی بر گشت سے بچنے کیلیۓ اس نے اپنے دونوں ہاتھ ان پر رکھے تھے

نہیں ایسے کیسے ہو سکتا ہے ،،،،،، وہ تو صرف ،،،،،، نہیں ایسا نہیں ہو سکتا ،،،،،، ہزیانی انداز میں چیختے محسن حیات نے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی تمام چیزوں کو غصے سے زمین پر پھینکا تھا۔۔۔۔

جس سے اسکی قیمتی سامان کے ساتھ پرفیوم کئی بوتلیں بھی زمین پر ایک ساتھ گرتی چھناکے کے ساتھ ٹوٹی تھیں۔۔۔

جسکی خوشبو سے یکدم پورا کمرہ معطر ہو گیا تھا۔۔۔۔

لیکن اس خوشبو کے مالک کی زندگی تو پت جھڑ کے اس پھول جیسی تھی جس سے خوشبو کے ساتھ ساتھ زندگی کے سارے رنگ بھی نچوڑ لیے گئے تھے۔۔۔۔

اور وہ کچھ نہیں کر سکا سوائے خاموشی اختیار کرنے کے۔۔۔۔

ایک اندھیرے سے بھرپور کمرے میں وہ تن تنہا اپنی قسمت پر ماتم کنا ٹھنڈے ماربل کے فرش پر گھٹنے کے بل گرا تھا۔۔۔۔

جس سے فرش پر بکھرے کانچ اسکے وجود میں پیوست ہوتے اسے بری طرح زخمی کر گئے۔۔۔۔

لیکن یہاں پرواہ کسے تھی،،،،،اب نا تو اس کے اندر کوئی احساس بچا تھا اور نا ہی کوئی ایسی حس جس سے وہ اپنی وجود میں اٹھنے والے اس جان لیوا درد کو محسوس کر سکتا۔۔۔

اسکے اندر تو بس وحشت بسی ہوئی تھی،،،،،جس نے اسے ہر احساس سے عاری انسان بنا دیا تھا۔۔۔۔

اسکے چاروں طرف بس ایک ہی چیز کا راج تھا،،،، اور وہ تھی خاموشی گہری موت جیسی خاموشی۔۔۔۔

جبکہ اسکے کمرے سے توڑ پھوڑ کی آواز سن کر پریشان ہوتے احسن حیات اوپر کی طرف بھاگے تھے۔۔۔۔

جس نے اپنا کمرہ اندر سے بند کر رکھا تھا۔۔۔

محسن دروازہ کھولو میری جان،،،، آپکو میری قسم ہے خبردار اگر آپ نے خود کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔۔

آپکو وہ لڑکی چاہیے نا میں لا کر دوں گا،،،، لیکن پلیز خود کو کچھ مت کیجئے گا ۔۔۔۔

وہ مسلسل دروازہ ناک کرتے التجائی لہجے میں بولے تھے۔۔۔۔

لیکن دوسری طرف مکمل طور پر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔

جس نے انکی پریشانی میں مزید اضافہ کیا تھا۔۔۔۔

جس کے چلتے وہ ملازم کا انتظار کیے بنا جو کمرے کی ڈوبلیکیٹ چابی لینے گیا تھا،،،، دروازہ توڑنے کی کوشش کرنے لگے۔۔۔۔

جو تھوڑی بہت تگ و دو کے بعد کھل بھی گیا،،،، اندر داخل ہوتے ہی انکی سیدھی نظر زمین پر گھٹنے کے بل بیٹھے محسن حیات پر پڑی تھی،،،، جبکہ اسکے گھٹنوں سے بہتے ہوئے خو*ن کو دیکھ کر وہ تڑپ کر اسکے قریب پہنچتے اسے اپنے سینے میں بھینچ گئے۔۔۔۔

جس سے فرش پر بکھرے کچھ کانچ انکے وجود میں بھی پیوست ہوئے لیکن جہاں
پرواہ کسے تھی۔۔۔۔

کیونکہ انکی نظر میں یہ تکلیف اپنے سامنے بیٹھے اپنے بھائی اپنی زندگی کے درد کے
آگے کچھ نہیں تھی۔۔۔

یہ کیا حرکت ہے،،،،، اگر آپکو کچھ ہو جاتا تو،،،،، اٹھے جہاں سے دیکھیں کتنا
خو*ن بہہ رہا ہے۔۔۔۔

لیکن دوسری طرف اب بھی مکمل خاموشی تھی،،،،،، وہ ایسے بے حس حرکت
بیٹھا تھا کہ احسن حیات کو گمان ہوا کہ زندہ بھی ہے یا نہیں۔۔۔

اس لیے انہوں نے اسے بری طرح جھنجھوڑا تھا،،،،، آج وہ لڑکی اتنی ضروری ہو
گئی آپ کیلئے کہ اپنے بھائی کی محبت کو بھول گئے۔۔۔۔

ایک پل کیلئے یہ نہیں سوچ رہے کہ اگر آپکو کچھ ہو گیا تو آپ کا یہ بھائی کیسے جیے گا،،،،، آپکو وہ لڑکی چاہیے نا ٹھیک ہے میں آپکو لا کر دوں گا،،،،، لیکن آپکو مجھ سے وعدہ کرنا ہو گا آپ خود کو کوئی دوبارہ نقصان نہیں پہنچائے گے۔۔۔۔۔

انکی بات سن کر محسن کی پتھر ہوئی آنکھوں میں جنبش ہوئی تھی،،،، اور اس نے نظریں اٹھا کر انکی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے انہوں نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔

چلیں اٹھیں اب،،،،، وہ اسے اٹھانے کی کوشش کرتے پیار سے بولے۔۔۔۔۔

جسے سن کر اسکے لبوں پر افسردہ سی مسکراہٹ آئی تھی اس نے اپنی ضبط سے سرخ نظریں اٹھا کر ایک بار پھر اپنے بھائی کی طرف دیکھا جو اس سے بے انتہا محبت کرتا تھا۔۔۔۔۔

پھر دھیرے سے اپنا وجود ڈھیلا چھوڑتے انکے وجود کا حصہ بنا،،،،،، انہوں نے اسکے گرد اپنا حصار تنگ کرتے خود میں بھینچا تھا۔۔۔۔

کچھ دیر یونہی اسے سینے سے لگائے رکھنے کے بعد جب اسے خود سے الگ کرنا چاہا تو اسکا سر جو انکے کندھے پر تھا ایک طرف لڑھک گیا۔۔۔۔

جسے دیکھتے وہ پریشان ہوئے تھے،،،، محسن کیا ہوا آپکو محسن

اسکا چہرہ تھپتھپا کر اٹھانے کی کوشش کرنے جس کے وجود میں اب زندگی کی کوئی رمک باقی نہیں تھی۔۔۔۔

لیکن اپنے خدشات کی نفی کرتے اسے اپنے بازوؤں میں اٹھا کر باہر کی طرف بھاگے ،،،،، اپنے بڑے صاحب کے بازوؤں میں محسن حیات کو بیہوش دیکھتے ملازمین نے دوڑ کر گاڑیاں نکالی تھی ۔۔۔۔

________❤________

ہاسپٹل پہنچتے ہی اسے سٹیچر پر لٹاتے ایمرجنسی میں لیجایا گیا تھا ۔۔۔۔

جہاں کہ عملے میں احسن حیات جیسے بڑے آدمی کو دیکھتے بھگدڑ مچ گئی تھی ۔۔۔۔۔

ڈاکٹر میرے بھائی کو کچھ نہیں ہونا چاہیے وہ میری زندگی ہے،،،، تمہیں جتنی دولت چاہیے میں دینے کیلئے تیار ہوں،،،، لیکن پلیز اسے کسی بھی طریقے سے بچالو۔۔۔۔

اور اگر اسے کچھ ہوا تو یاد رکھنا میں تمہارے اس ہاسپٹل کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔۔۔۔

ڈاکٹر کو گریبان سے پکڑ کر دھاڑتے ہوئے بولے تھے۔۔۔۔

جس پر اس نے ڈرتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا تھا،،،، اور پھر اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

ان کیلئے یہ انتظار کے لمحات قیامت کے لمحات سے کم نہیں تھے،،،، لیکن انہیں زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا تھا کچھ دیر بعد ہی ڈاکٹر سر جھکائے باہر آیا تھا۔۔۔

جبکہ اسکے جھکے سر کو دیکھتے ہوئے انہیں اپنی سانسیں بند ہوتی محسوس ہوئی ۔۔۔۔۔

کیا ہوا،،،، بمشکل ہی پوچھ پائے۔۔۔

سوری سر آپ نے انہیں لانے میں دیر کر دی،،، انکی ڈیتھ تو ہاسپٹل پہنچنے سے پہلے ہی ہو چکی تھی۔۔۔۔

یہ کیا کہہ رہے ہو ایسا نہیں ہو سکتا تم نے کوشش ہی نہیں کی اسے بچانے کی ،،،،اس ڈاکٹر کو گریبان سے پکڑتے ہزیانی انداز میں چیختے ہوئے بولے ـــــ

سر ہماری کوئی غلطی نہیں یہ جانتے ہوئے بھی کہ انکی سانسیں بند ہو چکی ہیں ہم نے اپنی پوری کوشش کی ،،،،، لیکن ہارٹ اٹیک کی نوعیت اتنی گہری تھی کہ ایک جھٹکے میں انکی جان لے گئی ـــــ

لیکن ایسا کیسے ہو سکتا ہے ابھی اسکی عمر ہی کیا تھا،،،، جو اسے ہارٹ اٹیک آتا ،،،، ضرور تمہیں لوگوں نے مارا ہے میرے بھائی کو ـــــ

سر یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں ہم بھلا ایسا کیوں کرینگے،،،، حیران تو ہم بھی ہیں انکی عمر کو دیکھ کر،،،،، لیکن شاید انھوں نے کسی ایسی بات کا صدمہ لیا ہے جو انکا دل برداشت نہیں کر پایا،،،، اور انکی دھڑکنیں تھم گئی۔۔۔۔

انکی بات اور کنڈیشن کو سمجھتے ہوئے،،،، نرمی سے گویا ہوا تھا۔۔۔۔

جسے سن کر احسن حیات کے ہاتھ خود با خود اسکے گریبان سے نیچے آ گئے تھے ،،،،، اور وہ کافی حد تک محسن کی اس حالت کی پیچھے کی وجہ کو بھی سمجھ گئے تھے ۔۔۔۔۔

کب کے ضبط کیے ہوئے آنسو انکی آنکھوں سے پھسل کر چہرے پر بہہ نکلے تھے ۔۔۔۔۔

فریش ہو کر تیار ہوتے وہ شہریار کے ساتھ خوشی خوشی یونیورسٹی گیا تھا،،،،،
جہاں ڈھونڈنے سے بھی اسے حجاب شاہ نہیں ملی تھی۔۔۔۔

جس پر وہ کافی حیران ہوا،،،، جس کے بعد اس نے اسکی کلاس فیلوز سے اسکے بارے میں دریافت کیا تھا جو حجاب تو نہیں البتہ روباب کی بہت اچھی دوست تھی۔۔۔۔

جسے اس نے کئی بار ان دونوں کے ساتھ بیٹھے دیکھا تھا،،،، اور اس نے ہی ان دونوں کی شادی کے بارے میں اسے بتایا تھا۔۔۔۔

اور یہ سب جان کر اس سے۔برداشت نہیں ہوا تھا،،،، اسکی بائیں سائڈ شدید درد کی لہر اٹھی تھی،،،، شہریار جو اسکے ساتھ ہی موجود تھا اسے اس نے گھر چھوڑنے کا بولا تھا۔۔۔۔

لیکن مجھے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی،،،،

میں کہہ رہا ہوں نا مجھے گھر چھوڑ دو تو بس چھوڑ دو اسکے غصے سے بولنے پر وہ سر ہلاتا خاموشی سے اسے اسکے گھر چھوڑ گیا تھا۔۔۔۔

جہاں پہنچتے ہی اس نے خود کو کمرے میں بند کرتے دل میں اٹھتی تکلیف کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی ناکام محبت غم منانے لگا۔۔۔۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اسکی تکلیف میں بھی اضافہ ہوتا جارہا تھا،،،،

لیکن وہ لب بھینچ کر چپ چاپ اسے برداشت کرتا رہا۔۔۔۔

اور احسن حیات یہ کہنے پر کہ وہ اسے اسکی محبت لا کر دیں گے ،،،،، اس نے حیران نظروں سے انکی طرف دیکھا ،،،،، وہ جانتا تھا کہ وہ جو کہہ رہے ہیں ایسا کر بھی گزریں گے ۔۔۔۔

لیکن وہ چاہ کر بھی اپنی محبت کے نام پر بدنامی کی کالک نہیں لگا سکتا تھا ،،،،، لیکن تکلیف زیادہ ہونے کی وجہ سے لفظ اسکے منہ سے نکلنے سے انکاری تھے ۔۔۔۔

اس لیے انہیں اپنے پاس بٹھاتے سینے سے لگتا سکون محسوس کرتے دھیرے سے اپنی جلتی آنکھیں بند کر گیا ،،،،، کچھ کہنے کیلئے کھلتے اسکے لب پھڑ پھڑا کر رہ گئے ۔۔۔۔۔۔

بھیو " یہی سانس ساکن ہو گئی ۔۔۔۔

_______♥_______

شاہ حویلی میں آج جہاں خوشیوں کا سماں تھا،،،،، ارمغان شاہ اور یمان شاہ نے اپنی محبت کو مکمل کرتے زندگی کا نیا سفر شروع کیا تھا۔۔۔۔

وہی احسن حیات جھکے کندھے ڈگمگاتے قدموں کے ساتھ اپنے جان سے پیارے بھائی اپنی زندگی کو منوں مٹی تلے دفنا کر حیات مینشن جہاں اس وقت وحشت چھائی ہوئی تھی داخل ہوا۔۔۔

اس گھر کی ویرانی اور اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھتے زور زور سے چلانے لگا۔۔۔

وہ اس وقت اپنا غصہ بے جان چیزوں پر نکال رہا تھا۔۔۔ شیشے کی میز کو اتنی زوردار ٹھوکر ماری گئی تھی کہ گر کر ٹوٹنے کے بعد اس کے ٹکڑے پورے فرش بکھرے ہوئے تھے۔۔۔

صرف اتنا ہی نہیں جو جو چیز اس کے ہاتھ آ رہی تھی وہ اسے توڑتے جا رہا تھا۔۔۔ صرف چند ہی منٹوں میں اس نے خوبصورت ہال کا نقشہ بگاڑ کر رکھ دیا تھا۔۔۔

جبکہ گھر کے ملازم ایک طرف کھڑے تھر تھر کانپ رہے تھے۔۔انھوں نے اپنے مہربان اور رحم دل مالک کا یہ روپ پہلی بار دیکھا تھا۔۔۔ جس نے کبھی نوکروں سے بھی اونچی آواز میں بات نہیں کی تھی۔۔آج وہ پوری قوت سے چیخ رہا تھا۔۔

نہیں چھوڑوں گا۔۔۔کسی کو بھی نہیں چھوڑوں گا۔۔۔اس ایک کا کیا پورا خاندان بھگتے گا۔۔۔میں نے آج اپنا کل سرمایہ کھویا ہے۔۔۔اسے چھیننے والوں کو کبھی خوش نہیں رہنے دوں گا۔۔۔

ایسی دردناک موت دوں گا۔۔۔کہ انہیں اپنے پیدا ہونے پر افسوس ہو گا ۔۔۔اس کے لفظ لفظ میں وحشت تھی ۔۔آنکھوں اور لہجے میں ایسی حیوانیت اور درندگی کے سننے والے کی روح کانپ جائے۔۔۔

وہ بھرپور توانا مرد ہال کے بالکل وسط میں گٹنوں کے بل بیٹھا اپنے ہونے والے نقصان پر جسکا کوئی مداوا نہیں تھا۔۔۔زار و قطار رو رہا تھا۔۔

--------❤--------

حال

ایئرپورٹ سے اس کاٹیج میں پہنچنے کیلئے انہیں تقریبا دو سے ڈھائی گھنٹے لگ گئے تھے،،،،، اور ایہا جو پہلے ہی اتنا لمبا سفر کر کے آئی تھی،،،،، نا چاہتے ہوئے بھی تھکاوٹ کی وجہ سے اسکی آنکھیں بند ہو گئی تھی۔۔۔۔

جس کی وجہ سے وہ دیکھ نا سکی کہ واسم اسے کہاں لے کر آیا تھا،،،،، پتھریلے راستوں سے گزرتے ہوئے جب گاڑی کو بار بار زور دار جھٹکے لگے تو وہ ہڑبڑا کر اٹھی۔۔۔۔

اسکی نظریں باہر کے نظاروں پر پڑی تو وہ چند پلوں کیلئے مبہوت رہ گئی۔۔۔۔

ہر طرف اونچے اونچے برف سے ڈھکے پہاڑ،،،، دور دور تک پھیلی ہریالی اور اوراس پر روئی کی گالوں جیسی گرتی برف،،،،، درختوں پر بیٹھے پرندوں کی چہچہاہٹ اور دور کہیں بہتے ہوئے پانی کا شور،،،، جو اس خاموشی میں صاف سنائی دے رہا تھا۔۔۔۔

سب کچھ بہت ہی مسمرائز کرتا تھا۔۔۔

جب گاڑی ایک جھٹکے سے دو پہاڑوں کے بالکل درمیان زمین سے کافی اوپر برف سے ڈھکے ہوئے لکڑی کے خوبصورت کاٹیج کے سامنے رکی۔۔۔

جسے مبہوت نظروں سے دیکھ کر وہ خوشی سے واسم کی طرف پلٹی،،،،، جو اسے ہی نرم نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

واو سب کتنا پیارا ہے،،،،، آپ نے مجھے پہلے نہیں بتایا کہ ہم ایسی جگہ جا رہے ہیں مجھے لگا ہم کسی ہوٹل میں سٹے کریں گے۔۔۔۔

اگر پہلے بتا دیتا تو تمہارے چہرے کی یہ خوشی کیسے دیکھتا،،،، بہت ہی نرم اور چاشنی میں ڈوبا ہوا لہجہ،،،،، جسے سن کر ابیہا کو خوشی کم اور حیرت زیادہ ہوئی تھی۔۔۔۔

جبکہ اسکی حیرت کو دیکھتے وہ مسکرایا تھا،،،،، چلو آ جاو،،،،، اتنا کہتے خود باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

یہ نیم چڑھا کریلا اتنا میٹھا کب سے ہو گیا،،،، بیا کچھ تو گڑ بڑ ہے۔۔۔۔
اسکی پشت کو پر سوچ نظروں سے دیکھتی خود سے بڑبڑائی تھی،،،،، پھر اسکے دوبارہ اشارہ کرنے پر سر ہلا کر باہر نکلی۔۔۔۔۔

لیکن باہر نکلتے ہی وہاں کی سرد ہوائیں اسکے وجود سے ٹکراتی اسے ٹھٹھرنے پر مجبور کر گئی۔۔۔۔

اور اسکے دانت بجنے لگے وہ اپنے دونوں ہاتھ اوڑھی ہوئی چادر میں چھپا کر واسم کی طرف تیز قدموں سے بڑھی۔۔۔۔

اسے سردی سے کانپتے دیکھ کر اس نے فوراً اسے اپنے گرم حصار میں لیا تھا،،،، ایہا نے نظریں اٹھا کر اسکے خوبصورت چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔

اتنا کیئرنگ انداز،،،، اسے حیرت کا دوسرا جھٹکا لگا،،،، واسم شاہ نے اسکی سنہری آنکھوں میں دیکھا اور کچھ پل تکنے کے بعد انہیں ہونٹوں سے چھوا۔۔۔

جس پر وہ نظریں جھکا گئی،،،، وہ اسے یونہی اپنے حصار میں لے کر اوپر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔

جیب سے چابیاں نکال کر دروازہ کھولتے وہ دونوں اندر داخل ہوئے تھے،،،، ایہمانے حیران نظروں سے اس چھوٹے سے لکڑی سے بنے گھر کو دیکھا،،،، جو چھوٹا ہونے کے باوجود بھی خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھا۔۔۔۔

جگہ زیادہ تو نہیں تھی بس سامنے ایک روم تھا اور اسکے آگے چھوٹا سا لاؤنج جس میں ایک صوفہ جبکہ دو لکڑی کی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں جن کے بالکل سامنے آگ جلانے کیلئے الاودان تھا۔۔۔

ایک طرف چھوٹا سا اوپن کچن تھا،،،، یعنی کہ زندگی کی ساری آسائشوں کو اس چھوٹی سی جگہ پر سمیٹ دیا گیا تھا۔۔۔۔

واسم اسے لے کر کمرے کی طرف بڑھا تھا جس میں ایک لکڑی کا ڈبل بیڈ تھا جس پر سفید چادریں بچھی ہوئی تھی جبکہ زمین پر بھی سفید کلین بچھا ہوا تھا جس میں پاؤں دھنس رہے تھے۔۔۔ دائیں طرف بیٹھنے کیلئے ایک سنگل صوفہ ایک طرف لڑکی الماری،،،،،اور اٹیچ باتھروم تھا بس۔۔۔۔

کیسا لگا تمہیں یہ گھر،،،،،اپنا نے کوٹ اتارتے ہوئے واسم نے سوال کیا۔۔۔

بہت بہت،،،،،بہت پیارا،،،،،سب کچھ بہت اچھا ہے،،،،،اور ویسے بھی یہ میرے جہان کا شہر ہے اسکی کوئی بھی چیز بری نہیں ہو سکتی۔۔۔۔

وہ ایکسائٹڈ سی خوش ہوتے بولی۔۔۔

جبکہ اس کی بات پر واسم نے پلٹ کر حیران نظروں سے دیکھا،،،،،جس کے لبوں پر خوبصورت مسکراہٹ تھی۔۔۔۔

لیکن اسے یہ مسکراہٹ بالکل اچھی نہیں لگی تھی،،،،اسکا کسی اور کو میرا کہنا پتا نہیں کیوں لیکن اسے طیش دلا گیا۔۔۔۔

جس کے چلتے وہ اسکے قریب آتا اسکے بازو کو سختی سے پکڑ کر پشت باندھ گیا

۔۔۔۔

کون جہان؟؟؟؟؟

آنکھوں میں طیش کی سرخی لیے غصے سے بولا۔۔۔۔

اسکا جہان کے نام پر ری ایکشن دیکھتے وہ کافی حیران ہوئی تھی،،،، جبکہ اسکی پکڑ سے بازو جو درد ہو رہی تھی وہ الگ۔۔۔۔۔

کیا کر رہے چھوڑیں مجھے درد ہو رہا ہے۔۔۔۔۔

میں نے پوچھا کون جہان؟؟؟؟؟ تمہاری ہمت کیسے ہوئی اسے اپنا کہنے کی ۔۔۔۔۔

اسکی بات کا بنا اثر لیے اپنی ہی کہی،،،، جبکہ بازو پر اپنی گرفت کچھ اور سخت کی تھی۔۔۔۔۔

کوئی بھی ہو،،،، آپکو اس سے کیا؟؟؟؟؟

وہ بھی ضد میں آکر اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھتی اکڑ کر بولی۔۔۔۔

جب اس نے اپنی آنکھوں کو بند کر کے غصہ کنڑول کرنے کی کوشش کرتے دوبارہ کھولا۔۔۔۔

ایہا مجھے غصہ مت دلاو،،،،، میں آپکو غصہ دلا رہی ہوں اور جو آپ کر رہے ہیں وہ کیا ہے؟؟؟؟؟

دوبدو بولی۔۔۔۔

جس پر اس نے ایہا کے بازو پر گرفت ہلکی کی تھی۔۔۔۔۔

میں آج کے بعد تمہارے منہ سے یہ نام نا سنوں،،،،، ورنہ بالکل اچھا نہیں ہو گا۔۔۔

وہ وارننگ دینے والے انداز میں بولتا ایک جھٹکے سے چھوڑ کر پیچھے ہوا تھا

اب ابیہا کو معاملہ کچھ کچھ سمجھ آنے لگا تھا،،،، مطلب ڈریگن کو اسکا جہان کو اپنا کہنا اچھا نہیں لگ رہا تھا----

وہ جیلس ہو رہا تھا،،،،، جسے سمجھ کر اسکے چہرے پر شرارتی مسکراہٹ آئی تھی

میں تو کہوں گی،،،،، میرا جہا،،،،،،،

ابھی وہ اپنا جملہ مکمل کرتی جب واشروم کی طرف بڑھ رہے واسم اسکی بات سن کر چار قدموں کا فاصلہ دو قدموں میں طے کرتے ہوئے اسے اپنے حصار میں لیتا بیڈ پر گراتے اسکی سانسوں پر قابض ہوا تھا۔۔۔۔

اور اسکے لمس میں اس قدر شدت تھی کہ ایسا کہ آنکھوں میں آنسو آ گئے،،،،
اور وہ پچھتائی اس ڈریگن کو چھیڑ کر،،،،،

اس نے واسم کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے دھکیلنا چاہا لیکن وہ ایک انچ نا ہلا ،،،،،اسے اچھی طرح سبق سکھانے کے بعد اسکی سانسوں کو آزادی بخشتے تھوڑا پیچھے ہوا لیکن اسے اپنے حصار سے آزاد نہیں کیا۔۔۔۔

کون ہے جہان ؟؟؟؟؟

سوال دوہرایا۔۔۔۔

ایبہا نے نم پلکیں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا،،،،، جن میں شکوہ تھا اسکے ایسے سلوک پر،،،،، جسکا واسم نے کوئی اثر نہیں لیا تھا۔۔۔

اس کو خاموش دیکھتے وہ دوبارہ جھکنے لگا،،،،،

" ایک کہانی کا کریکٹر ہے

اسے روکتے ہوئے بولی۔۔۔۔

جس سے اسے کچھ سکون ہوا،،،،، لیکن پھر بھی ایبہا کا اسے اپنا کہنا اسے پسند آیا۔۔۔۔

جو بھی ہے،،،،، لیکن آج کے بعد ان لبوں سے میں اسکا نام نا سنوں،،،،، ان پر صرف اور صرف میرا نام ہونا چاہیے،،،،،، صرف واسم شاہ کا۔۔۔

آج کے بعد تم صرف مجھے اپنا کہو گی،،،،،، تمہارے ان لبوں، سانسوں حتیٰ کہ دھڑکنوں میں بھی صرف میرا نام گونجنا چاہیے۔۔۔

اسکے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے جنونیت سے بولا،،،،،، اسکی اتنی پازیزونیس کو دیکھتے ہوئے وہ کچھ سہمی،،،،

اور میں یہ بات بار بار نہیں سمجھاوگا اسے اپنے چھوٹے سے دماغ میں اچھی طرح بٹھالو۔۔۔۔

جسے سنتے اس نے منہ بنایا تھا،،،، مطلب وہ اسے چھوٹے دماغ والی کہہ رہا تھا

۔۔۔۔۔

جس پر واسم نے مسکراتے ہوئے ایک بار پھر جھکتے نرمی سے اس کے زخمی لبوں کو چھوا تھا۔۔۔۔

اور پھر دھیرے سے اپنے حصار سے آزاد کرتا اٹھ گیا۔۔۔۔

واشروم جانے لگا جب کچھ یاد آنے پر پلٹا،،،،، کیا کھاو گی میں وہ آڈر کر دیتا ہوں ،،،،، کیونکہ ڈلیوری میں بھی ٹائم لگے گا۔۔۔۔

نہیں اسکی ضرورت نہیں ہے میں گھر میں ہی کچھ بنالوں گی ،،،،، کچن میں گروسری کا سامان پڑا ہوا ہے۔۔۔۔

" آر یو شیور

مطلب سفر سے تھکی ہوئی آئی ہو۔۔۔۔۔

اسکے خیال سے بولا۔۔۔۔

نہیں کوئی بات نہیں میں مینج کر لوں گی۔۔۔۔

جس پر وہ کندھے اچکا کر واشروم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

جبکہ پیچھے ایہا کی آنکھیں کچھ سوچ کر مسکرائی تھی۔۔۔۔

--------❤--------

وہ اکیلا نہیں گیا بلکہ اپنی بیوی کو ساتھ لے کر گیا ہے،،،،،، تم تو کہہ رہی تھی کہ وہ تمہارے جال میں پھنس گیا ہے۔۔۔۔۔

لیکن مجھے تو ایسا نہیں لگ رہا۔۔۔۔۔

اپنی آنکھوں میں شولے بھر کر غصے سے بولا،،،،،، ساتھ ہی ایک ہاتھ میں اسکی پتلی سی گردن دبوچی تھی۔۔۔۔۔

معروف کو اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔۔۔

سر،،،،، سر ہو سکتا ہے کہ وہ دنیا دکھاوے کیلئے اسے اپنے ساتھ لے گیا ہو،،،،،، مجھے پورا یقین ہے،،،،،، ورنہ پیار تو وہ صرف مجھ سے ہی کرتا ہے۔۔۔۔

میں آپکو اس بات کی گارنٹی دیتی ہوں۔۔۔۔

بس تھوڑا،،،، سا انتظار اور پھر واسم شاہ ہمارے ہاتھوں میں ہو گا۔۔۔۔

اسکی بات سن ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا۔۔۔۔۔

اور وہ گلے پر ہاتھ رکھ کر کھانسنے لگی۔۔۔۔۔

ایسا ہی ہونا چاہیے ورنہ آگے تم خود سمجھدار ہو۔۔۔۔ وہ طنزیہ کہتا جا کر صوفے پر براجمان ہوا۔۔۔۔

جب اس کے اشارے پر معروف وائن گلاس میں حرام مشروب بھر کر اسکی گود میں آ کر بیٹھی تھی۔۔۔۔

جس کی کمر کو دونوں ہاتھوں سے کھینچ کر اس نے اپنے اور قریب کیا تھا،،،،،،
اور وہ اسکے سینے کے ساتھ ٹکرائی۔۔۔۔

معروف نے وائن کا گلاس اسکے ہونٹوں کے ساتھ لگانا چاہا جب اس ایک ہاتھ سے تھامتے اسے روکا تھا۔۔۔۔

معروف نے سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

جو آنکھوں میں خماری لیے اسکے چہرے کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

اور پھر گلاس کو تھوڑا اوپر اٹھاتے ہوئے اسکے حسین لبوں پر قطرہ قطرہ انڈیلنے لگا

۔۔۔۔۔

جو اسکے لبوں سے پھسل کر گردن سے ہوتے وجود کی گہرائیوں میں اتر گئی اور پھر وہ گلاس فرش پر پھینک کر اسکے لبوں پر جھکا اور شراب کی بوندوں کے ساتھ اسکے ہونٹوں کو شدت سے کاٹنے لگا،،،،، اور وہاں سے ہوتے ٹھوڑی پھر گردن کی طرف آیا۔۔۔۔

جبکہ اسکے دونوں ہاتھ بے تکلفی سے اسکے وجود کی نرماہٹوں کو محسوس کر رہے تھے،،،،، جب اسکے ہونٹوں سے کوئی سخت چیز ٹکرائی۔۔۔۔

اس نے آنکھیں کھول اسکے گلے میں جھولتے ہوئے پینڈٹ کو دیکھا۔۔۔۔

جو دیکھنے میں کافی ایکسپنسیو لگ رہا تھا،،،،، جسے ایک جھٹکے کھینچ کر اتارتے ہوئے پھینکنے لگا۔۔۔۔

جب اسکی بناوٹ کو دیکھتے رکا۔۔۔۔

اور بہت غور سے اسکا تجزیہ کرنے لگا۔۔۔۔

یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا؟؟؟؟؟؟

اسی بیوقوف نے دیا ہے۔۔۔۔ وہ اتراتے ہوئے ایک ادا سے بولی،،،،، جب آنکھوں میں قہر بھر کر اس نے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

معروف کو یکدم اپنی سانسیں خشک ہوتی محسوس ہوئی۔۔۔۔

--------❤--------

بن گیا کھانا ؟؟؟؟؟؟

واسم اپنی شرٹ کے بازو فولڈ کرتا،،،، کچن میں داخل ہوتا بولا،،،،، جسے ایک نظر چمکتی آنکھوں سے دیکھتی وہ مسکرائی۔۔۔۔

جی بس آپ بیٹھے میں کھانا لگانے لگی ہوں۔۔۔۔

جس پر وہ سر ہلاتے وہاں رکھے چھوٹے سے ڈائنگ ٹیبل جس کے گرد صرف دو ہی کرسیاں رکھی گئی تھیں ایک پر براجمان ہو گیا۔۔۔۔

ابیہا نے سلیقے کے ساتھ ڈائنگ ٹیبل پر کھانا چنا۔۔۔۔۔

اسکی پلیٹ میں بریانی کے ڈالتے ہوئے اسکے چہرے پر معنی خیز سی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔۔۔۔۔

اور پھر اپنی جگہ پر براجمان ہوتے اپنے لیے کھانا نکالنے لگی۔۔۔۔۔

کیا ہوا کھانا شروع کریں؟؟؟؟؟ اسے اپنی طرف دیکھتے پا کر نرمی سے بولی

۔۔۔۔۔

واسم جسکا سارا دھیان اسکی طرف تھا اسکے ہونٹوں میں مچلتی مسکراہٹ کو دیکھ کر اسے کچھ گڑبڑ کا احساس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

لیکن پھر سر جھٹکتے ہوئے فورک اٹھا کر پہلا نوالا لیا۔۔۔۔۔

ایہا جو چور نگاہوں سے اسکی طرف دیکھ رہی تھی واسم نے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

اور پھر بنا کچھ کہے دوبارہ آرام سے کھانا کھانے لگا۔۔۔۔

جبکہ اسکو سکون سے کھاتے دیکھ کر ایہا نے حیرت سے اسکی طرف دیکھا تھا ۔۔۔۔۔

جسکا چہرہ ضبط کے چکر میں مکمل سرخ ہو چکا تھا،،،،، لیکن پھر بھی وہ بنا رکے کھا رہا تھا۔۔۔۔

ایہا اسکے چہرے کی طرف دیکھتی اٹھ کر فورا بھاگ کر اس کیلئے پانی لے آئی تھی ،،،،،، جو اسے سبق سکھانے کیلئے جان بھوج کر ٹیبل پر نہیں رکھا تھا،،،،، اور ساتھ اسکے ہاتھ پر اپنا نازک ہاتھ رکھتے مزید کھانے سے روکا۔۔۔۔۔

واسم شاہ نے اپنی سرخ ڈورے والی اوشن بلو آئز اٹھا کر اسکی طرف دیکھا،،،،،
جس پر وہ شرمندگی محسوس کرتی اپنا سر جھکا گئی۔۔۔۔

" پانی
اسکی آنکھوں کی سرخی دیکھ کر شرمندگی سے منمناتے ہوئے بولی۔۔۔

لیکن جواب ندارد وہ اب بھی اسے خاموش نظروں سے دیکھ رہا تھا،،،،جب ایپھا نے ہاتھ بڑھا کر خود اسکے ہونٹوں سے گلاس لگانا چاہا جسے جھٹکتے ہوئے ،،،،وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا اسے بنا ایک بھی لفظ بولے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

ایہانے نم آنکھوں سے اسکی چوڑی پشت کو دیکھا تھا،،،، اپنے کیے پر اسے اب شدید ملال ہو رہا تھا۔۔۔۔

دوپہر والی بات کا بدلہ لینے کیلئے اس نے جان بھوج کر کھانے میں زیادہ سپائسز ایڈ کر دیئے تھے،،،،، جیسا وہ تینوں اکثر بنا کر کھاتی تھیں۔۔۔۔

جو اکثر زارون ان سے چھین کر خود کھا جاتا تھا۔۔۔۔

لیکن واسم اور ضارب شاہ تیز مرچ مصالحوں والے کھانے نہیں کھا سکتے تھے ،،،،،ان سے ان دونوں کی طبیعت خراب ہو جاتی تھی۔۔۔۔اور یہ وہ واحد چیز تھی جو ان دونوں کی ملتی تھی۔۔۔۔

اس لیے حویلی میں خاص طور پر اس بات کا خیال رکھا جاتا تھا،،،،،اس نے تو صرف ایک چھوٹا سا مذاق کیا تھا،،،،اسے نہیں پتا کہ واسم وہ کھانا کھالیں گا

اسکی بگڑتی ہوئی حالت کا اندازہ تو اسے اسکے سرخ ہوئے چہرے سے ہو گیا تھا

جس پر وہ بے حد شرمندہ تھی-----

لیکن اسے ایسے بھی تو نہیں چھوڑ سکتی تھی،،،،،جب کچھ سوچ کر مسکراتے ہوئے کچن کی طرف بڑھی-----

--------♥--------

ہاتھ میں ٹرے میں لیے وہ کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔۔

جہاں واسم شاہ اتنی سردی میں کمرے کی کھڑکی کھولیں جس نے پورے کمرے سردی کی شدت کو بڑھادیا تھا،،،، باہر اندھیرے میں پتا نہیں کیا ڈھونڈ رہا تھا ۔۔۔۔

" واسم

ابیھا نے اسے پکارا،،،،، جسکا جواب دینا اس نے ضروری نہیں سمجھا۔۔۔۔

سوری میں صرف مذاق کر رہی تھی،،،،، ٹرے بیڈ پر رکھتے ہوئے اسکے تھوڑا قریب جاتی شرمندگی سے گویا ہوئی۔۔۔۔

لیکن دوسری طرف مکمل خاموشی تھی ،،،،،،جب اسکے برداشت کی حد ختم ہوئی اور وہ قدم آگے بڑھاکر بالکل اس کے سامنے جاکر کھڑی ہوگئی۔۔۔۔

اپنی پشت پر یک بستہ ٹھنڈی ہواؤں کو محسوس کر کے وہ کانپی تھی ،،،،، واسم نے سپاٹ نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

میں کہہ رہی ہوں نا کہ میں مذاق کر رہی تھی ،،،،، لیکن آپکو کیا ضرورت تھی وہ کھانا کھانے کی ،،،،،اب کہ نروٹھے پن سے گویا ہوئی۔۔۔۔

جس پر واسم نے اسے گھورا،،،،،

" اچھاسوری

اپنے دونوں کان پکڑ کر مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔۔

جسکا اس نے کوئی جواب نہیں۔۔۔۔۔

دیکھیں میں آپ کیلئے کیا لائی ہوں،،،، اس سے آپکی جلن بہت جلد ختم ہو جائے گی،،،،، وہ اسکا ایک ہاتھ پکڑ کر کھینچتی بیڈ کی طرف لیجانے لگی۔۔۔۔

جس پر نا چاہتے ہوئے واسم نے اپنا جسم ڈھیلا چھوڑا تھا،،،،، ورنہ ایہا جیسی نازک لڑکی اسے ایک انچ بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتی تھی۔۔۔۔

واسم نے بیڈ پر رکھی ہوئی ٹرے کی طرف دیکھا،،،،، جس میں چاکلیٹ کیک کے ساتھ ایک کٹوری میں شہد رکھا ہوا تھا۔۔۔۔۔

ایہانے وہ کٹوری اٹھاتے ہوئے شہد کا چمچ بھر کر اسکے لبوں سے لگایا تھا،،،،،
جسے ایک نظر دیکھنے کے بعد اس نے اسکی امید بھری نظروں کی طرف دیکھا
،،،،،اور پھر دھیرے سے لب کھولے۔۔۔۔

جبکہ اسکے چپ چاپ کھا لینے پر وہ خوش ہوتی،،،،، دوبارہ چمچ بھر کر اسکی طرف
بڑھا گئی۔۔۔۔۔

جسے ایک ہاتھ سے روکتے وہ اپنے ہاتھ میں لیتا اسکے لبوں سے لگا گیا،،،،، جس پر
وہ نا سمجھی سے اسکی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔

جب واسم نے اسکے ہاتھ سے وہ کٹوری لی اور اسے بنا سمجھنے کا موقع دیئے پیچھے کی
طرف دھکیلا جس سے وہ نرم بیڈ پر گری تھی،،،،،، اور وہ ہاتھ میں کٹوری لیے

اس کے اوپر جھکا،،،،، چمچ ٹرے میں پھینکتے ہوئے کٹوری سے شہد کی انگلی بھر کر اس کے نرم لبوں پر لگاتے ہوئے اس پر نرمی سے جھکا تھا۔۔۔۔۔

اس کے نرم لمس کو محسوس کرتے ابیہا نے اسکے کندھوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے تھے،،،،،اسکے ہونٹوں سے شہد اچھی طرح سمیٹ لینے کے بعد اس نے دوبارہ اپنا عمل دوہرایا تھا۔۔۔۔

اور کٹوری سے مکمل شہد ختم ہو جانے تک اسے جاری رکھا۔۔۔

جبکہ ان سب کے دوران ابیہا کا چہرہ مکمل طور پر سرخ ہو چکا تھا،،،،،اور اسکی قربت کی خماری اسکی آنکھوں میں اترنے لگی تھی،،،،،جس کے چلتے وہ اسکے گردن میں بازو حائل کر گئی تھی۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ بہکتے ہوئے لبوں سے آ گے بڑھتا،،،، جیب میں رکھا اسکا فون رنگ ہوا تھا۔۔۔۔

وہ ہوش میں آتا دھیرے سے پیچھے ہوا اور اسکے گہری سانسیں بھرتے سراپے کو دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔۔

لیکن مسلسل رنگ کرتے فون کو سنتے ہوئے نا چاہتے ہوئے بھی اسے چھوڑ کر اٹھ گیا۔۔۔۔

جیب سے فون نکال کر دیکھا،،،، جہاں حسب توقع اسکے پی اے کا نمبر بلنک ہو رہا تھا،،،، پھر ایک نظر ایہا کی طرف دیکھا،،،، جو آنکھوں میں چاہت کے دیپ جلائے اسکی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

اور اسکی چاہت سمجھتے ہوئے،،،، دوبارہ بجتے ہوئے فون کی طرف دیکھا اگر یہ فون ضروری نا ہوتا تو وہ کبھی بھی یوں اسے چھوڑ کر نا جاتا۔۔۔۔

مجھے ضروری کام ہے،،،،،، تم سو جاو مجھے تھوڑا ٹائم لگ جائے گا،،،،، نرمی سے اسکی گال کو سہلاتے ہوئے اٹھنے لگا تھا،،،، جب ایہا نے خفا نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

جسے سمجھ کر بھی انجان بنتے مسکرا کر اٹھتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

ایہا نے نم آنکھوں سے دروازے غائب ہو جانے تک اسکی پشت کو دیکھا،،،،، اور پھر سسکتے ہوئے تکیے میں اپنا چہرہ چھپا گئی۔۔۔۔۔

________♥________

بکھری سی حالت ،،،،،،اسی کی بلیک شرٹ میں ملبوس ،،،،،،وہ اسکے کشادہ سینے پر سر رکھے سو رہی تھی۔۔۔۔

نازک سراپے کا نرم گرم لمس ،،،،،سینے پر محسوس ہوتی اسکی گرم دھیمی چلتی سانسوں کی تپش۔۔۔

خوبصورت دارازنم پلکیں ،،،،،کپکپاتے نازک گلاب کی پتیوں جیسے لب ،،،،،جو گہری نیند میں ہونے کی وجہ سے ہلکے سے کھول رکھے تھے۔۔۔۔

کانوں میں کبھی تیز اور کبھی دھیمی گونجتی اسکی دھڑکنوں کی جلترنگ۔۔۔۔

وہ کب سے اسکے معصوم نقوش کو نگاہوں میں سمائے محبت سے تک رہا تھا

۔۔۔۔

جو دنیا جہان کا ہوش بھلائے صرف اپنی نیند پوری کر رہی تھی۔۔۔۔

وہ ساری رات اس کے نقش نقش پور پور پر اپنی شدتیں نچھاور کر چکا تھا لیکن اسکی طلب کم ہونے کی بجائے مزید بڑھ رہی تھی۔۔۔۔

ضارب شاہ نے نظر اٹھا گھڑی کی طرف دیکھا تھا،،،،جو صبح کے آٹھ بجا رہی تھی،،،،اور دس بجے اسے ایک بہت امپورٹنٹ میٹنگ میں جانا تھا۔۔۔

اور پھر ایک نظر اپنی معصوم بیوی کی طرف جس کے ابھی اٹھنے کے دور دور تک کوئی آثار نظر نہیں آ رہے تھے۔۔۔۔

پہلے تو اس نے سوچا وہ اسے بنا ڈسٹرب کیے ہی اٹھ کر چلا جائے،،،،، لیکن اپنے اس دل کا کیا کرتا جو مزید اسے تنگ کرنے اور اپنی قربت کے رنگ اسکی آنکھوں میں دیکھنے کا خواہاں تھا۔۔۔

ضارب شاہ نے دھیرے سے اسکا سر تکیے پر منتقل کیا تھا،،،،، لیکن ابرش کی پوزیشن میں کوئی خاص فرق نہیں آیا وہ اب بھی گہری نیند میں تھی۔۔۔۔

لگتا ہے کہ ہماری بیگم کو بیہوش ہو کر سونے کی عادت ہے،،،،، کیوں نا انکی بیہوشی کا کچھ فائدہ اٹھا لیا جائے۔۔۔۔

وہ شرارت سے کہتا دھیرے سے جھکا اور اسکی پیشانی پر اپنے لب رکھے،،،،، پھر آنکھوں کو باری باری چھوتے ناک میں پہنی لونگ پر جھک گیا۔۔۔۔

جس سے اسکی پلکوں میں ہلکی لرزش ہوئی تھی۔۔۔۔

جسے دیکھ کر ضارب شاہ دھیرے سے مسکرایا،،،،، پھر اسکی ٹھوڑی پر لب رکھتا گردن کی طرف آیا۔۔۔۔

اور اسکے مہکتے وجود کی خوشبو محسوس کر کے گہرا سانس کھینچتا نرمی سے وہاں ناک کو سہلانے لگا۔۔۔۔

جس پر وہ کسمسائی،،،،، البتہ آنکھیں اب بھی بند کر رکھی تھیں۔۔۔۔

ضارب شاہ نے نرمی سے اپنے دہکتے لب اپنی رات کی لٹائی گئیں شدتوں کے نشانوں پر رکھے،،،،، اور پھر دھیرے دھیرے اسے چھونے لگا۔۔۔۔

جبکہ اسکے لمس پر ابرش کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھی۔۔۔۔

دھیمی چلتی سانسوں میں ارتعاش پیدا ہوا۔۔۔۔

چہرہ سرخ ہو کر دوبارہ تپنے لگا،،،، پلکوں کی لرزش میں واضح اضافہ ہوا جبکہ وجود کانپنے لگا تھا۔۔۔۔۔

اس نے اپنے دونوں کانپتے ہوئے ہاتھ اسکے کندھوں پر رکھے۔۔۔۔

ضارب کے لبوں پر اسکی حالت سمجھتے گہری مسکراہٹ آئی تھی،،،، اس نے اپنے دہکتے ہوئے لب دھیرے سے اسکی تیز ہوتی دھڑکنوں کے مقام پر رکھے

۔۔۔۔

" ضارب

ابرش کو اپنی برداشت کی حد ختم ہوتی محسوس ہوئی اور وہ تڑپ کر روانی میں اسے اسکے نام سے پکار گئی ۔۔۔۔

اس کے لبوں سے اپنا نام سنتے ضارب شاہ نے اپنا چہرہ اٹھا کر اسکی طرف دیکھا ۔۔۔۔

جبکہ اسکے سر اٹھانے پر ابرش نے بھی اسکی طرف دیکھا تھا،،،، ضارب شاہ کے دل کی مراد پوری ہوئی،،،، اسکی اوشن بلو آئز میں کچھ کچی نیند اور اسکی قربت کی وجہ سے سرخیاں گھلی ہوئی تھی ۔۔۔۔

ابرش کو اسے خاموش دیکھتے ہوئے اپنی غلطی کا احساس ہوا،،،، اور وہ اپنی زبان دانتوں تلے دبا کر آنکھیں سختی بند کر گئی ۔۔۔۔

" سوری

بے آواز منمنائی۔۔۔۔

ضارب کے لب مسکرائے اسکی ادا پر،،،،

ہمیں برا نہیں لگا۔۔۔۔۔

نرمی سے بولا۔۔۔۔۔

ابرش نے آنکھیں کھول کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

اسکی یقین دہانی کیلیئے ضارب نے دوبارہ ہاں میں سر ہلایا،،،،،ابرش مسکرائی

۔۔۔۔

ضارب شاہ کا چہرہ اسکے بے حد قریب تھا کہ اسکی گرم سانسیں اسے اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

اسکی آنکھوں کا گہرا سبز رنگ،،،،ابرش کو لگا وہ ان نین کٹوروں میں ڈوب جائے گی۔۔۔۔

اسکی خوبصورت تیکھی ناک بلیک بڑھی ہوئی شیو اور گھنی مونچھوں تلے عنابی لب،،،،اس وجاہت کے شہکار کو اپنے اتنے قریب دیکھتے بے ساختہ ہی اپنی قسمت پر رشک آیا۔۔۔۔

لیکن ایک چیز اور بھی تھی جو آج ابرش نے پہلی بار دیکھی تھی،،،،، اور وہ اسکا چہرہ قریب ہونے کی وجہ سے،،،،، ورنہ دور سے دیکھنے پر شاید ہی نظر آئے اور وہ تھا اسکی گھنی مونچھوں کے اوپر دائیں طرف چمکتا ہوا کالا تل۔۔۔۔۔

شاید قدرت نے اس شہکار کو بنانے کے بعد اسکی نظر اتارنے کیلئے لگایا تھا

۔۔۔۔۔

جو اسکی خوبصورتی میں مزید اضافہ کر رہا تھا،،،، ضارب کی نظریں اسکے چہرے پر ہی مرکوز تھیں اسکی تجزیہ لیتی اور اپنے چہرے پھسلتی ہوئی نگاہوں کا ایک جگہ آ کر ٹھہر جانا،،،، وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا دیکھ رہی ہے۔۔۔۔

لیکن پھر بھی اسکی گال کو سہلاتے ہوئے نرمی سے بولا۔۔۔۔

کیا ہوا؟؟؟؟

اسکی آواز پر وہ ہوش میں آئی اور خجل ہوتی نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔۔۔

نہیں کچھ نہیں۔۔۔۔ نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

" پتا ہے باربی

آپ جب سے ہماری زندگی میں آئی ہیں،،،، ایسا لگتا ہے کہ جیسے اندھیروں میں کسی نے خوشیوں کے چراغ روشن کر دیئے ہوں۔۔۔۔

ہم آپ سے دور بہت دور رہنا چاہتے تھے،،،، لیکن آپکی معصوم حرکتیں ہمیں اپنی طرف کھینچنے لگی۔۔۔

ہم یہ بالکل نہیں کہیں گے کہ ہمیں آپ سے کوئی شدید قسم کی محبت ہے،،،،،
لیکن اس دل کو آپکی معصومیت نے اپنا اثیر بنایا ہے اس بات سے انکار نہیں
۔۔۔۔۔

اب یہ دل آپ سے ایک پل کی بھی دوری برداشت نہیں کرتا،،،،،، جس کی وجہ سے اب ہمیں خود سے بھی ڈر لگنے لگا ہے،،،،، کہ یہ ہمیں جس راستے کا مسافر بنا رہا ہے،،،،، اگر ہم اس راستے پر چل نکلے تو آپکا وجود کیا چیز ہے آپکی سانسوں کو بھی خود میں قید کر لیں گے۔۔۔۔۔

جس سے رہائی پانا آپ کیلئے ناممکن ہو گا۔۔۔۔۔

وہ اسکے گلابی ہونٹوں کو دیکھتے شدت پسندی سے گویا ہوا۔۔۔۔

مجھے رہائی چاہیے بھی نہیں،،،، میں قید ہونا چاہتی ہوں،،،،، اپنی جذبات سے پر آنکھیں اسکی گہری آنکھوں پر ٹکاتے دھیرے سے بولی۔۔۔۔

جسے سن کر اس نے نفی میں سر ہلایا تھا،،،، وہ بہت چھوٹی تھی اسکی گہری باتوں کا مطلب نہیں سمجھتی تھی،،،، شاید اپنے دل میں اس کیلئے جذبات بھی رکھتی تھی اس لیے ایسی باتیں کر رہی تھی۔۔۔۔

وہ دھیرے سے مسکراتا سر جھٹکتے ہوئے اس پر جھکنے لگا جب ابرش نے اپنے لب بھینچ کر اسکی کوشش کو ناکام بنایا تھا۔۔۔۔

ضارب نے اسے آنکھیں دکھائی تھیں۔۔۔۔

جس پر مسکراتے اس نے نفی میں سر ہلایا،،،،، جس کا اثر لیے بنا ضارب نے اسکی چھوٹی موٹی مزاحمتوں کو اپنے طریقے سے روکتے اسکی سانسوں پر مکمل دسترس پائی تھی ۔۔۔۔

کچھ دیر بعد اسے آزادی بخشتے اسکی بکھری سانسوں کو دیکھتے دھیرے سے مسکرایا ۔۔۔۔

اسے ہنستے دیکھ کر ابرش نے مصنوعی گھوری ڈالی تھی ۔۔۔۔

" اچھا باربی

لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا،،،، الٹا خفا ہوتے نگاہیں پھیر لیں ۔۔۔

یار بات تو سنیں۔۔۔۔

نرم اور چاشنی میں ڈوبا ہوا لہجہ۔۔۔۔

ابرش نے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر نگاہیں اٹھائی۔۔۔۔۔

آپ نے آج میچنگ نہیں کی؟؟؟؟بڑا سیریس انداز

لیکن ابرش کو اسکی بات سمجھ نہیں آئی۔۔۔۔۔

اس نے نا سمجھی سے دیکھا۔۔۔۔۔

جس پر ضارب نے آنکھوں سے اشارہ کیا،،،، جسے سمجھتے ابرش کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی جبکہ چہرے کے خدوخال میں تیزی سے سرخی دوڑ گئی ۔۔۔۔۔

ویسے بلیک ہمارا فیورٹ ہے کان میں جھکتے گھمبیر سرگوشی کی تھی۔۔۔۔

ابرش نے شرم سے سرخ ہوتے اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر پیچھے کی طرف دھکیلا ،،،، لیکن وہ اپنی جگہ سے ایک انچ نا ہلا۔۔۔۔

الٹا قہقہہ لگاتے دوبارہ اسکے لبوں پر جھکا تھا،،،، اسکی سانسوں کو آزادی دیتے تھوڑا پیچھے ہوا جب بے خودی میں ابرش نے اسکے مونچھوں کے اوپر دائیں طرف چمکتے تل پر اپنے نرم ہونٹ رکھے۔۔۔۔

ضارب نے مسکراتے دوبارہ اسکی سانسوں پر قبضہ جمایا،،،،اور اس بار اسکے لمس میں پہلے سے زیادہ شدت تھی۔۔۔۔

اسکی گردن میں بازو باندھتے سکون سے آنکھیں بند کر گئی۔۔۔۔اور وہ اسکی رضامندی جانتے اسے مکمل اپنے حصار میں لے گیا۔۔۔۔

دونوں کی دھڑکنوں کی آواز خاموش کمرے میں گونجنے لگی تھی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ آئینے کے سامنے کھڑا تیار ہو رہا تھا،،،،جب ابرش بھیگے بالوں کے ساتھ واشروم سے باہر نکلی۔۔۔۔

اسکا نازک وجود ابھی تک کانپ رہا تھا۔۔۔۔۔

ضارب نے پلٹتے اسے اپنے پاس بلایا،،،، وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اس سے کچھ فاصلے پر آکر رک گئی۔۔۔۔۔

ہم پارٹی آفس جا رہے ہیں،،،،، ویسے تو ہم جلدی آنے کی کوشش کریں گے لیکن ہو سکتا ہے ہمیں دیر ہو جائے۔۔۔۔۔۔

اسکے گال کو نرمی سے سہلاتے بولا اور ساتھ ہی آگے بڑھ کر اسکی پیشانی پر اپنے لب رکھے۔۔۔۔۔

ابرش نے دھیرے سے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔۔۔

" سائیں

وہ پلٹنے لگا تھا جب ابرش نے پکارا،،،،آپ ناشتہ نہیں کریں گے۔۔۔۔

نہیں ہم پہلے ہی لیٹ ہو چکے ہیں،،،،آفس میں کر لیں گے،،،،،وہ اپنی کلائی میں گھڑی پہنتے عجلت میں بولا۔۔۔۔

سائیں

اس سے پہلے وہ پلٹتا اس نے دوبارہ مخاطب کیا۔۔۔۔

ضارب نے سوالیہ دیکھا۔۔۔

سائیں مجھے یہاں اکیلے نہیں رہنا،،،، مجھے تنہائی سے وحشت ہوتی ہے۔۔۔۔

کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں حویلی ،،،،،، ابھی اسکی بات مکمل نہیں ہوئی تھی جب ضارب نے اسکے لبوں پر ہاتھ رکھتے اسے روکا۔۔۔۔

یہ بات ہم آپکے لبوں سے دوبارہ نا سنیں ،،،،، جہاں ہم ،،،،،

" لیکن

کہہ دیا نا بس کہہ دیا۔۔۔۔

یکدم ہی اسکا لہجہ بدلہ تھا۔۔۔۔

" ابرش کچھ سہمی

ضارب نے اپنی آنکھیں بند کر کے کھولیں۔۔۔۔

دیکھیں بار بی ہم اب ایک پل کیلئے بھی آپکو خود سے دور نہیں کرنا چاہتے ،،،،

اس لیے آپکو حویلی واپس بھیجنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔۔۔

لیکن آپکی تنہائی ختم کرنے کا ایک طریقہ ہے ہمارے پاس۔۔۔

ابرش نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔

آپ اپنی سٹڈی دوبارہ کنٹینیو کریں ،،،، کچھ دنوں میں ویسے بھی کلاسز سٹارٹ ہونے والی ہیں ہم آپکا ایڈمیشن کروا دیں گے۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔

نرمی سے بولا۔۔۔

ابرش نے سر ہلایا،،،، لیکن زر؟؟؟؟

ٹینشن نا لیں انکا بھی آپکے ساتھ کروائیں گے۔۔۔۔

جسے سن کر ابرش کے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔ جسے اسکے ہونٹوں سے چنتے وہ نرمی سے سہلا کر پلٹنے لگا جب ابرش نے دوبارہ اسے روکا

۔۔۔۔۔

ضارب نے گہرا سانس کھینچا۔۔۔۔

لگتا ہے آج آپ ہمیں کام پر نہیں جانے دینا چاہتی۔۔۔۔۔

جس پر ابرش نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا،،، اور پھر سر پر دوپٹہ لیتے آیت الکرسی پڑھ کر اس پر پھونکی اور تھوڑا آگے بڑھ کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے تھوڑا اوپر ہوتے اسکی پیشانی پر اپنے کپکپاتے لب رکھے۔۔۔۔

وہ لگ ہی اتنا پیارا رہا تھا کہ وہ خود کو اس عمل سے روک نہیں پائی۔۔۔۔۔
ضارب نے سکون محسوس کرتے آنکھیں بند کیں۔۔۔۔

اب جائیں،،،، دھیرے سے پیچھے ہوتے نظریں جھکا کر بولی۔۔۔۔۔
ابرش کے اس عمل پر ضارب شاہ کے چہرے پر گہری مسکراہٹ آئی تھی
۔۔۔۔۔

اس نے شدت جذبات سے اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا اور اسکے سر پر پیار کرتے بنا دوسری نظر ڈالے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔

کیونکہ وہ اگر اسے دیکھ لیتا تو اسے چھوڑ کر جانا مشکل ہو جاتا۔۔۔۔

جبکہ پیچھے ابرش نے مسکراتے اسکی خیریت کی دعا کی تھی۔۔۔۔

________❤________

ابیہا نے خاموشی کے ساتھ اسکے آگے ٹیبل پر ناشتہ رکھا تھا،،،،،کپ میں چائے نکال کر رکھنے کے بعد خاموشی سے پلٹنے لگی جب واسم نے اسے مخاطب کیا ۔۔۔۔۔۔

تم ناشتہ نہیں کرو گی۔۔۔۔

وہ ایک پل کیلیئے رکی،،،، پھر بنا جواب دیئے ہی وہاں سے جانے لگی،،،،، واسم شاہ نے اسکا ہاتھ تھامتے روکا۔۔۔۔

اٹھ کر اسکا رخ اپنی طرف پلٹا۔۔۔۔۔

کیا ہوا ہے طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟؟؟؟

ایہا نے اپنی سنہری نظریں اٹھا کر اسے دیکھا جن میں رونے کی وجہ سے
سرخیاں گھلی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

پھر اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑواتی بنا کچھ کہے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔

واسم نے اسکی خاموشی اور ناراضگی کو شدت سے محسوس کیا۔۔۔۔۔

اور اسی وقت اسکا فون رنگ ہوا۔۔۔ جسے دیکھتے اس نے گہرا سانس کھینچا،،،،
وہ اسے ایسے ناراض چھوڑ کر جانا تو نہیں چاہتا تھا لیکن یہ کام بھی بہت ضروری تھا۔۔۔۔

اس لیے وہ اسے شام میں منانے کا ارادہ کرتا اپنا فون اٹھاتے وہ بھی وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔

ابیہا نے گاڑی سٹارٹ ہونے کی آواز سنی،،،، مطلب اسکی نظروں میں اسکی ناراضگی اسکی ذات اتنی بھی اہمیت نہیں تھی کہ وہ ایک بار بھی منانے آتا۔۔۔

وہ اپنی کم مائیگی پر تکیے میں منہ چھپاتے دوبارہ رونا شروع کر چکی تھی۔۔۔

---------❤-------

صبح سے دوپہر اور دوپہر سے شام ہو گئی-----

لیکن واسم کا ابھی تک کوئی اتا پتا نہیں تھا،،،،ابیہا کو اپنی طبیعت خراب ہوتی محسوس ہو رہی تھی------

زیادہ رونے سے سر میں شدید تھا اوپر سے کل رات سے اس نے کچھ کھایا پیا بھی نہیں تھا،،،جس کی وجہ سے اسے اب چکر آ رہے تھے-----

آخر جب بھوک کی انتہا ہو گئی تو وہ تھوڑی ہمت کر کے اٹھی،،،،کمرے سے باہر نکل کر اس نے ایک نظر اس ویران پڑے چھوٹے مگر خوبصورت سے گھر پر ڈالی

اور پھر کچن کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔

ٹیبل پر ناشتہ جوں کا توں ہی پڑا تھا جیسے وہ صبح رکھ کر گئی تھی۔۔

۔۔۔۔

مطلب وہ کچھ کھائے پیے بنا ہی چلا گیا۔۔۔۔

ابیہا کو یکدم اسکی فکر ہوئی۔۔۔۔۔

لیکن پھر اپنے ساتھ اسکا سلوک یاد آیا،،،،،،جب اسے اسکی کوئی فکر نہیں تھی تو اسے کیا ضرورت تھی اس کیلئے ٹینشن لیتی۔۔۔۔

سر جھٹک سارے برتن اٹھا کر کچن میں رکھے اور اپنے لیے ایک گلاس دودھ گرم کر لیا،،،، کیونکہ فلحال اسکا کچھ بھی کھانے کا دل نہیں تھا اور ناہی اس کے اندر اتنی ہمت تھی کہ وہ کچن میں کھڑے ہو کر کچھ بنا پاتی۔۔۔۔

وہ ہاتھ میں دودھ کا گلاس لے کر ابھی ٹیبل پر آکر بیٹھی ہی تھی اس سے پہلے کہ وہ گلاس منہ کو لگاتی۔۔۔

پاس ٹیبل پر رکھا اسکا فون رنگ ہوا تھا۔۔۔۔

ایہانے فون دیکھا تھا تو کوئی ان نون نمبر تھا،،،، جسے دیکھ کر اس نے فون دوبارہ ٹیبل پر رکھ دیا۔۔۔۔۔

فون بجبج کر خود ہی بند ہو گیا۔۔۔۔

ایبہا گلاس اٹھا کر دوبارہ منہ سے لگایا ابھی دو گھونٹ ہی اندر لیے تھے جب فون دوبارہ رنگ کرنا ہو گیا۔۔۔۔

ایک تو سر درد اوپر سے یہ فون اس نے غصے سے گلاس پٹکنے کے انداز میں ٹیبل پر رکھا۔۔۔

جس سے وہ تھوڑا اچھلک گیا،،،،،اس نے کال غصے سے اٹینڈ کر کے فون کان سے لگایا،،،،،

" ہیلو

ابھی وہ کچھ بولتی جب دوسری طرف سے اسے کسی کی سہمی ہوئی نسوانی آواز سنائی دی۔۔۔۔

کیا آپ مسز واسم شاہ بات کر رہی ہیں ؟؟؟؟؟

اور وہ جو غصے سے کچھ بولنے والی تھی رک کر پریشانی سے فون کان ہٹا کر دیکھا

ہیلو

میری آواز آ رہی ہے آپکو،،،،، ابیہا کو اس کی آواز میں ڈر واضح محسوس ہوا

" ہیلو

" پھر آواز آئی

جی،،،،جی

کیا آپ مسز واسم شاہ بات کر رہی ہیں؟؟؟؟

سامنے والے نے پھر اپنا سوال دوہرایا۔۔۔

جی بات کر رہی ہوں۔۔۔۔

جی مجھے آپکو ایک بہت ضروری بات بتانی تھی۔۔۔۔

جی بولیں میں سن رہی ہوں،،،،، اسکے سہمے ہوئے لہجے کو محسوس کر کے نرمی سے گویا ہوئی۔۔۔۔

جی" وہ ایک پل کیلئے رکی۔۔۔۔

جی بولیں۔۔۔۔

اس نے اپنی طرف سے حوصلہ دیا۔۔۔۔۔

وہ،،،،وہ،،،،آپ،،،،،،آپکے شوہر بالکل بھی،،،،،،اچھے انسان نہیں ہے

۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات سن کر ابیہا اپنی جگہ چھوڑ کر کھڑی ہو گئ تھی۔۔۔۔

کیا بکواس کر رہی ہیں،،،،،آپ کو پتا بھی ہے کہ آپ کیا بول رہی ہیں۔۔۔۔

غصے سے چلاتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

میں،،،، میری بات کا،،،، یقین کریں میں سچ،،،، کہہ رہی ہوں۔۔۔۔

انہوں نے مجھ سے یہ کہہ کر کہ وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں اپنے جال میں پھسنایا۔۔۔۔

اور دوسری طرف آپ سے شادی کرلی۔۔۔۔

اور جب مجھے آپکو بارے میں پتا چلا تو میں نے ان سے سوال کیا،،،، انہوں نے کہا کہ انہوں نے یہ شادی مجبوری میں کی ہے،،،، گھر والوں کے دباؤ میں آکر ،،،، ورنہ آپ سے ان کا کوئی لینا دینا نہیں ہے۔۔۔۔

لیکن میرے ضمیر کو یہ بات گوارہ نہیں تھی،،،، میں نے ان سے شادی سے انکار کردیا۔۔۔۔

جس پر غصہ ہو کر انہوں نے مجھے میرے گھر سے اٹھوالیا۔۔۔۔۔

اور اب اپنے پی اے کے گھر پر یر غمال بنا کر رکھا ہوا ہے۔۔۔۔

وہ مسلسل یہی کوشش کر رہے ہیں کہ میں ان سے شادی کر لوں،،،، لیکن میرے انکار پر وہ مجھے جانوروں کی طرح ما*رتے ہیں۔۔۔۔

ابھی وہ لوگ یہاں نہیں ہے۔۔۔۔میں بڑی مشکل سے آپ سے رابطہ کیا ہے پلیز میری مدددد۔۔۔۔ "

ابھی بات مکمل نہیں ہوئی تھی جب پہلے ہی فون کٹ ہو گیا۔۔۔۔

ہیلو،،،،، ہیلو،،، ہیلو

ایہا نے پکارا لیکن دوسری طرف سے لائن بے جان ہو چکی تھی۔۔۔۔

فون بند ہوتے ہی معروف نے اپنے باس کی طرف پلٹتے ہوئے قہقہہ لگایا،،،،،، جو مسکراتا ہوا اس کی طرف ہی بڑھ رہا تھا۔۔۔۔

اسے لگا وہ اسے انعام دینے آ رہا ہے،،،،، اس نے ایکٹنگ ہی اتنی زبردست کی تھی۔۔۔۔ کہ کوئی بھی اسکی بات پر یقین کر لیتا۔۔۔۔

اسکے باس نے قریب آتے دلفریبی سے اسکے گال سہلائے،،،،،، واقعے ہی تم کمال کی چیز ہو،،،،، وہ اپنے بال جھٹکتی ایک ادا سے مسکرائی۔۔۔۔

وہ ایسے ہی مسکراتے ہوئے جھکا،،،،،اسکی سانسوں کو اپنے قبضے میں لے گیا ۔۔۔۔۔اور وہ پینڈٹ واسم نے جو اسے دیا تھا اسکے گلے کے گرد نرمی سے باندھتے یکدم پکڑ سخت کر گیا۔۔۔۔۔

جس پر تڑپ اٹھی،،،،،سانس رکنے لگا آنکھیں ابل کر باہر آ گئی۔۔۔۔

اس نے خود کو بچانے کیلئے پیر چلانے چاہے لیکن اسکی پکڑ مظبوط تھی کامیاب نا ہو سکی۔۔۔۔

نا تو وہ اسکی سانسوں کو آزادی دے رہا تھا جبکہ دوسری طرف اسکے گلے پر دباؤ بھی بڑھاتا جا رہا تھا۔۔۔۔

معروف کی ہمت اب جواب دینے لگی تھی۔۔۔۔

اس پینڈٹ کی پتلی سی چین نے اسکے گلے کی نازک نسوں کو بری طرح متاثر کیا تھا اسکی سانس بالکل بند ہونے لگی۔۔۔۔۔

اور آخر وہ سانسوں کیلئے تڑپتی ایسے ہی بے دم ہو کر ہاتھ پیر ڈھیلے چھوڑ گئی،،،،، جسے محسوس کر کے وہ مسکراتا ہوا اس سے دور ہوا۔۔۔۔

جس کا سفید رنگ اب نیلا پڑ چکا تھا،،،، آنکھیں ابل کر باہر آئی ہوئی تھی جبکہ سانس ساکن ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

کوئی عام انسان ہوتا تو اب تک اسے دیکھ کر خوف سے ڈر کر پیلا ہو جاتا،،،، لیکن وہ انسان تھا ہی نہیں وہ ایک درندہ تھا۔۔۔۔

وہ دلچسپی سے اسے دیکھتا دھیرے سے اپنی پکڑ سے آزاد کر گیا۔۔۔۔

اور وہ لہرا کر زمین پر گری۔۔۔۔

وہ نیچے اسکے قریب بیٹھا۔۔۔۔

واقعے ہی تم کمال کی چیز ہو،،،، لیکن مجھے زندہ سے زیادہ مردہ کام آو گی

۔۔۔۔۔

اسکی نیلی ہوئی گال سہلاتے وحشت بھرا قہقہہ لگا گیا۔۔۔۔۔

________❤________

دوسری طرف ایہا کی تو جیسے زندگی اجڑ چکی تھی۔۔۔۔

اتنا بڑا دھوکا اتنا بڑا فریب،،،، معروف کا بولا گیا ایک ایک لفظ اسکے کانوں بازگشت کرنے لگا۔۔۔۔

فون ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا،،،،آنکھوں سے آنسو موتیوں کی صورت نرم و نازک گالوں پر بہہ نکلے۔۔۔۔

محبت کو بھرے بازار میں رسوا کیا توں نے

او سوداگر میرے دل کے یہ کیا سودا کیا توں نے

اسے اپنے نکاح سے پہلے اور نکاح کے بعد سے لے کر اب تک واسم سے ساتھ گزرا ایک ایک پل یاد آنے لگا۔۔۔۔۔

اس نے صاف لفظوں میں شادی سے انکار کیا تھا۔۔۔۔

مطلب سچ میں وہ کسی سے پیار کرتا تھا،،،،،، تو اس سے شادی کیوں کی ،،،، اسکے ساتھ محبت بھرا سلوک۔۔۔۔

وہ قربت کے لمحات ،،،، کیا وہ سب جھوٹ تھا،،،،، اسکی سختی میں بھی نرمی وہ احساسات وہ سب کیا تھا۔۔۔۔

لیکن وہ اسکے قریب ہوتے بھی اسکے پاس نہیں ہوتا تھا،،،،، وہ شادی کی رات اسے چھوڑ کر چلے جانا،،،،، انکار شتہ اور کل رات بھی تو

اس نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے لبوں پر رکھے تھے۔۔۔۔

وہ صرف اپنی مرضی پر ہی اسکے قریب آتا تھا اور وہ بیوقوف کیسے ٹشو بن کر اسکے استعمال میں آتی تھی۔۔۔۔

مطلب وہ صرف اسکے ساتھ وقت گزاری کر رہا تھا۔۔۔

اسے کھلونا سمجھ کر اپنا دل بہلا رہا تھا۔۔۔اور وہ اسے اپنا سب کچھ مان کر اسے اپنا آپ اسکے سپرد کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔

یہ سوچ آتے ہی اسکے قدم ڈگمگائے تھے۔۔۔

اس نے گرنے سے بچنے کیلئے ٹیبل کو تھاما جو غلطی سے ٹیبل پر رکھے گلاس کو لگا وہ زمین پر گر کر چھنا کے سے ٹکڑوں میں بٹ گیا۔۔۔۔

جبکہ دودھ زمین پر پھیل گیا۔۔۔۔۔

صرف اسکے ایک انکار پر اپنی انا کا مسئلہ بناتے وہ اسکی زندگی برباد کرنے پر تل گیا ،،،،،اور یہ بھی نا سوچا کہ جب حقیقت کھلے گی ،،،، تو اس سے ساتھ ساتھ کتنی اور زندگیاں بھی برباد ہونگی۔۔۔۔

باقی سب تو ایک طرف اسے تو اپنی معصوم بہن کا بھی خیال نہیں تھا،،،، کتنا خود غرض انسان تھا،،،، ابیہا کو یکدم اس سے شدید نفرت محسوس ہوئی تھی

۔۔۔۔۔۔

تیری مرضی تیری مرضی

یہ کیسی تیری خود غرضی

وہ گھٹنوں کے بل زمین پر گری،،،،،، شوک ہی اتنا بڑا تھا کہ اس سے برداشت نہیں ہوا تھا۔۔۔۔

اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔

موسم کی خرابی کی وجہ سے اسے گھر واپس آتے کافی دیر ہو گئی تھی۔۔۔۔

اور ایسے حالات میں جب ابیہا بالکل اکیلی تھی اسے اسکی فکر ستانے لگی۔۔۔

موسم کے تیور تو صبح سے ہی خراب تھے گھنے کالے بادلوں کے ساتھ چلتی ٹھنڈی یک بستہ ہواؤں اور وقفے وقفے سے ہوتی سنو فال نے سارے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا۔۔۔۔

لیکن شام ہوتے ہی دھیمی چلتی ہواؤں نے زور پکڑا تھااور شدید طوفان کارخ اختیار کر گئی تھیں۔۔۔۔

جس کے پیشے نظر اڑان بھرنے والی تمام پروازوں کو فلحال روک دیا گیا تھا

۔۔۔

واسم کا پی اے جو میٹنگ ختم ہوتے ہی واپس پاکستان کیلئے روانہ ہونے والا تھا ،،،، مجبوری میں یہی پھنس کر رہ گیا۔۔۔۔

ہوٹل سے نکلتے وقت شدید برف باری کو دیکھتے ہوئے ،،،، اس نے واسم کو بھی وہی رکنے کی تجویز دی تھی لیکن وہ کسی صورت بھی ایسے حالات میں ابیہا کو وہاں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔۔

اس لیے اس کے روکنے کے باوجود بھی گاڑی لے کر نکل آیا۔۔۔

راستے میں اسکا کتنی بار ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا،،،، ایک تو چاروں طرف دھند کے بادل اوپر سے شدید تیز ہوا اور بارش کے ساتھ برستی برف نے تمام راستے بلاک کر دیئے گئے تھے۔۔۔۔

اور جس جگہ پر انکا کاٹیج تھا،،،،،اس طرف جاتے راستے میں لینڈ سلائنڈنگ ہو گئی تھی۔۔۔۔

ایک پہاڑ کے اوپر سے.برف کا بڑا تودہ سڑک کے بیچوں بیچ گرتا راستہ مکمل بلاک کر گیا تھا۔۔۔ جسکی وجہ سے گاڑی آگے نہیں جاسکتی تھی۔۔۔۔

وہ گاڑی وہی چھوڑ کر جنگل کے راستے بمشکل کاٹیج تک پہنچا،،،،،مائنس ڈگری سے بھی کئی پوائنٹ نیچے پہنچے ٹمپریچر نے اسکی کلفی جمادی تھی۔۔۔۔

وہ تو شکر تھا کہ اس نے رین کوٹ پہن رکھا تھا،،،،،ورنہ ابھی تک تو مکمل بھیگ چکا ہوتا۔۔۔۔

لیکن گھر پہنچتے ہی جس چیز نے واسم کو ٹھٹھکنے پر مجبور کیا تھا وہ تھا کاٹیج کا کھلا ہوا دروازہ،،،،ابیہا اتنی لاپرواہ تو بالکل نہیں تھی کہ یوں اس طوفان میں گھر کا دروازہ کھلا چھوڑ دیتی۔۔۔

اسکی پریشانی میں مزید اضافہ ہوا۔۔۔اور وہ اپنے قدموں میں تیزی لاتا جلدی سے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔

" ابیہا

وہ اسے پکارتے کمرے کی طرف بڑھا،،،، جسے خالی پا کر اس نے واشروم کا دروازہ ناک کیا۔۔۔

ابیہا تم اندر ہو۔۔۔

لیکن جواب ندارد،،،،اس نے جھجھکتے ہوئے واشروم کا بند دروازہ کھولا ۔۔۔۔لیکن وہ وہاں بھی نہیں تھی۔۔۔۔۔

اب اصل طریقے سے اسکے اوسان خطا ہوئے تھے۔۔۔۔

وہ اسے ایک جھٹکے سے بند کرتا باہر کی طرف بڑھاجب راستے سے گزرتے کچھ دیکھ کر ٹھٹھکا۔۔۔۔

اوپن کچن میں رکھے ڈائنگ ٹیبل کے فرش پر دودھ گرا ہوا تھا،،،،،

ٹوٹے ہوئے گلاس کے کانچ کے ٹکڑے۔۔۔۔

ساتھ ہی زمین پر ایک طرف ایہا کا موبائل پڑا تھا۔۔۔

واسم نے آگے بڑھ کر وہ فون اٹھایا تھا۔۔۔۔

اسکی پہلی نظر کال ہسٹری پر پڑی،،،،،، یہ نمبر تو معروف کا " مطلب ضرور اس نے ایہا کو کوئی الٹی سیدھی بات کہی تھی۔۔۔۔

جس پر یقین کرتے اس نے ایساری ایکشن دیا،،،، اور گھر چھوڑ کر چلی گئی

" بیوقوف لڑکی

لیکن ابھی ٹائم زیادہ نہیں ہوا تھا،،،، کال بند ہوئے ابھی تقریبا پچیس منٹ ہی ہوئے تھے،،،،، اور جتنا باہر شدید طوفان تھا اس میں وہ زیادہ دور نہیں جا سکتی تھی۔۔۔۔

فون وہی ٹیبل پر رکھتے اس نے باہر کی طرف دوڑ لگائی۔۔۔۔

لیکن اسے سمجھ نہیں آئی کہ وہ کس طرف جائے،،،،ایہا کس طرف گئی ہو گی ۔۔۔۔

اسے تو یہاں کہ راستوں کا بھی نہیں پتا تھا۔۔۔۔ لیکن پھر اسکی نظر برف پر بنے مٹے مٹے پاؤں کے نشان پر پڑی جو سامنے کی طرف جارہے تھے۔۔۔۔

اور اس طرف تو پہاڑوں کے درمیان میں گزرتے آبشاروں کی ندی بہتی تھی جو فلحال برف سے پوری طرح ڈھکی ہوئی تھی۔۔۔۔ کہ غور سے دیکھنے پر بھی پتا نا چلے زمین کہاں پر ہے اور پانی کہاں پر۔۔۔۔

اور اس موسم میں اس میں گرنا جان لیوا ثابت ہو سکتا تھا۔۔۔۔

ابیھا یہ سوچ آتے اسکا دل بری طرح دھڑکا تھا۔۔۔۔اور واسم نے اس طرف دوڑ لگائی۔۔۔۔

" ابیھا

اسکی آواز چاروں طرف کھڑے بڑے بڑے پہاڑوں سے ٹکراتی پوری وادی میں گونجی۔۔۔۔

" ابیھا

وہ اسے ڈھونڈتے ہوئے مسلسل ساتھ پکار بھی رہا تھا۔۔۔۔

دوسری طرف بیا اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ بنا آگے پیچھے دیکھے بس ایک طرف چلی جا رہی تھی،،،،، اسے نہیں پتا تھا کہ یہ راستہ کس طرف جاتا تھا ----

وہ بس اس بے وفا انسان سے دور بہت دور چلی جانا چاہتی تھی یہاں اسکی پرچھائی تک بھی اس تک نا پہنچ پاتی ----

لیکن وہ نہیں جانتی تھی وہ جس طرف قدم بڑھا رہی ہے وہ راستہ اسے موت کے قریب لیجا رہا ہے ----

وہ اس وقت پانی کے اوپر جمی برف کی پرت پر چل رہی تھی ---

بھلے ہی ندی کے اوپر برف کی سخت پرت جم چکی تھی لیکن کسی کسی جگہ پر وہ بالکل کچی تھی اور ایہا کا ایک غلط قدم اسے ٹھنڈے یک گہرے پانیوں کے کالے اندھیروں میں لے جاتا۔۔۔۔۔

یہاں سے واپس آ پانا تقریبا ناممکن ہی ہوتا۔۔۔۔

اور ہوا بھی وہی تھا اس نے بے دھیانی میں قدم آگے بڑھایا اور اسکا وزن پڑتے ہی برف درمیان سے ٹوٹی جس پر وہ خود کو سنبھال نہیں پائی اور سیدھا پانی میں گری۔۔۔۔۔

ایک زوردار چیخ اسکے منہ سے نکلی تھی۔۔۔۔۔ اور پہاڑوں میں گونجی۔۔۔۔

جو اس سے کچھ دوری پر موجود واسم نے صاف سنی۔۔۔۔

" ابیہا

وہ اور تیزی سے اس طرف بھاگا جس طرف سے آواز آئی تھی۔۔۔۔

ابیہا کیلیئے اتنے ٹھنڈے پانی میں سانس لینا مشکل ہو گیا تھا،،،،، اسکے ہاتھ پاؤں تقریبا جم کر نکارہ ہو چکے تھے،،،،،، اوپر سے پانی ٹھنڈا ہونے کے ساتھ بہت گہرا تھا اور وہ اس میں ڈوبتی جا رہی تھی۔۔۔۔

آخر وہی ہوا تھا جسکا اسے ڈر تھا ابیہا ندی کے گہرے پانی میں گر گئی تھی جس میں بنا کسی تیاری کے جانا تقریبا موت کے منہ میں جانے کے مترادف تھا۔۔۔۔

لیکن وہ اسے چھوڑ بھی تو نہیں سکتا تھا اس لیے اپنا بھاری کوٹ اتار کر وہاں زمین پر رکھتا بنا سوچے سمجھے خود بھی پانی میں اتر گیا۔۔۔۔

لیکن اس گہرے اندھیرے میں اسے کچھ صاف دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔

وہ مہارت سے تیرتا آس پاس اسے ڈھونڈھنے لگا تھا،،،، جب اسے نیچے گہرائی کی طرف ایہا کے دوپٹے کی ایک جھلک دکھائی دی۔۔۔۔۔

اور وہ تیزی سے اس طرف بڑھا،،،، جہاں ایہا نیم بیہوش سی پانی ڈوبتی جا رہی تھی واسم نے اپنی رفتار تیز کرتے اسے دونوں ہاتھوں سے تھاما۔۔۔۔

اور اسے سینے میں بھینچتے ہوئے اوپر کی طرف بڑھا،،،،، اتنے ٹھنڈے پانی میں آہستہ آہستہ اسکا وجود بھی ساتھ چھوڑتا جا رہا تھا،،، لیکن اپنی ول پاور کے دم پر اس نے کوشش جاری رکھی ہوئی تھی۔۔۔۔

وہ اسے لے کر اوپر آیا،،،، لیکن وہاں تو برف کی چھت بنی ہوئی،،،،اس نے ہاتھ لگا کر چیک کیا تو وہ بہت سخت تھی،،،، وہ اسے لے کر دوسری طرف بڑھا لیکن ہر طرف یہی حال تھا۔۔۔۔

اب تو واسم کا اپنا سانس بھی ٹوٹنے لگا تھا۔۔۔اور اگر تھوڑی دیر وہ اس پانی میں رہ جاتے تو یقینا ان دونوں نے مکمل جم کر اسی پانی میں دفن ہو جانا تھا

۔۔۔۔۔

اور انکے گھر والوں کو کبھی پتا نا چلتا کہ وہ کہاں گئے۔۔۔۔

اس نے بے ساختہ ہی دل میں اپنے رب کو پکارا تھا،،،، اور ستر ماوں سے زیادہ اپنے بندوں سے پیار کرنے والا رب مشکل گھڑی میں انہیں اکیلا کیسے چھوڑ سکتا تھا۔۔۔۔

اچانک ہی اسکی نظر ایک طرف پانی میں تیرتی ہوئی کسی چیز پر پڑی جسکا باقی کا حصہ پانی سے باہر تھا۔۔۔

مطلب وہاں باہر جانے کا راستہ تھا۔۔۔

وہ اللہ کا شکر ادا کرتا تیزی سے اس طرف بڑھا،،،،،اور پانی سے باہر سر نکالتے ہی گہرا سانس لیا جو بری طرح پھول چکا تھا۔۔۔۔

ایہا کو باہر برف پر منتقل کرتے خود باہر نکلا۔۔۔۔

پانی میں تیرتی ہوئی چیز کچھ اور نہیں بلکہ اسکے ہی کوٹ کا ایک بازو تھا جو جلد بازی میں اتار کر اس نے پھینکا تھا۔۔۔

ایک نظر اسے دیکھ کر اوپر آسمان کی طرف دیکھا اور مسکرایا۔۔۔۔

پھر ابیہا کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔۔

جو ان سب کے دوران مکمل نیلی ہو چکی تھی۔۔۔۔

" ابیہا

اس نے اسکا چہرہ تھپتھپایا۔۔۔۔

اس نے ابیہا کے ناک کے قریب ہاتھ کر کے سانسیں چیک کرنی چاہی لیکن اسے کچھ محسوس نا ہوا۔۔۔۔

واسم نے اسکے پیٹ پر دونوں ہاتھوں کا دباؤ ڈالتے ہوئے پانی نکالنے کی کوشش کرنے لگا،،،، لیکن اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑا تھا۔۔۔۔

اینڈ کوئی اور راستہ دکھائی نا دیتے،،،، اسکے لبوں کو کھولتے ہوئے اسے مصنوعی سانسیں دینے لگا۔۔۔۔

اور لگاتار دو چار مرتبہ یہ عمل دوہرانے سے اسکی کوشش رنگ لائی تھی،،،،
اسکے وجود نے ایک جھٹکا کھاتے گہرا سانس بھرا اور ساتھ ہی اسکے منہ سے پانی نکلا تھا۔۔۔

لیکن اسکی آنکھیں ابھی بھی بند تھیں۔۔۔
لیکن واسم کیلیئے یہی بہت تھا کہ وہ اب سانس لے رہی تھی۔۔۔

اپنا کوٹ اسے پہنا کر اسکے نازک وجود کو باہوں میں بھرتے وہ تیزی سے کاٹیج کی طرف بڑھا۔۔۔۔

-------❤-------

اسے کاٹیج میں لانے تک اسکی اپنی حالت بھی بہت خراب ہو گئی تھی۔۔۔۔

یہ تو ابیہا کو لے کر بھاگنے کی وجہ سے خون کی روانی میں جو گردش تھی اسکی گرمائش اور کچھ اسکی ول پاور نے اسے گھر تک پہنچا دیا،،،، ورنہ باہر جو حالات تھے دونوں کہیں برف پڑے اب تک جم چکے ہوتے۔۔۔۔

گھر میں داخل ہوتے وہ سیدھا اسے کمرے میں لایا اور بیڈ پر ڈالتے گرم لحاف سے اچھے سے کور کرتا کاٹیج کا دروازہ کرتا اندر آکر کمرے کی کھڑکیوں کو بند کرتے ہیٹر آن کیا تھا۔۔۔۔۔

جس سے دھیرے دھیرے روم کا ٹمپریچر معمول پر آنے لگا۔۔۔۔

واسم نے اپنے سن ہوتے ہاتھوں کی مٹھیاں بنا کر کھولیں،،،، پاؤں میں پہنے گیلے شوز اتار کر ایک طرف رکھے اور اپنی گیلی شرٹ اتار کر پھینکتے قدم اسکی طرف بڑھائے۔۔۔۔

واسم نے لحاف میں دبکے اسکے نرم وجود کو دیکھا جو اب بھی بالکل بے حس و حرکت پڑی تھی۔۔۔۔

بلکہ اب تو چہرہ سردی کی وجہ سے پہلے سے زیادہ نیلا ہو رہا تھا،،،، جسے دیکھ کر وہ پریشان ہوا،،،، پھر اسکے سرہانے بیٹھتے کمفرٹ سے اسکا ہاتھ نکالتے اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر مساج کرنے لگا۔۔۔۔

دونوں ہاتھوں کے ساتھ پاؤں پر یہ عمل دوہرانے کے باوجود اسکی حالت میں کوئی سدھار نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔

واسم کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ اب کیا کرے،،،،، باہر جتنا موسم خراب تھا وہ اسے ہاسپٹل بھی نہیں لے کر جا سکتا،،،، اور راستے بند ہونے کی وجہ سے نا ہی کسی کو اپنی مدد کیلئے یہاں بلا سکتا تھا۔۔۔۔

اور ایک ایہا کی حالت تھی جو وقت گزرنے کے ساتھ بگڑتی جا رہی تھی ۔۔۔۔اسے فوری علاج کی سخت ضرورت تھی۔۔۔۔

ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا جب اسکی توجہ اسکے وجود پر موجود بھیگے کپڑوں کی طرف گئی۔۔۔۔اسے تو گرمائش کی ضرورت تھی اور ایسے تو" اسکے دماغ میں کچھ کلک ہوا،،،،،، لیکن وہ اپنے ہوش میں نہیں تھی،،،،

کہیں اسے ایسا نا لگے کے میں نے بیہوشی میں اسکا فائدہ اٹھایا،،،،

" خود سے بڑ بڑایا

وہ تو پہلے ہی ناراض تھی،،،، لیکن اس وقت اسے بچانا سب سے زیادہ ضروری تھا ایک نتیجے پر پہنچتے وہ اسکے قریب بیڈ پر آ کر لیٹا،،،، اور لحاف اسکے وجود سے سرکاتے اپنے پہنائے ہوئے کوٹ کے بٹن کھولیں۔۔۔۔

اسے اتار کر زمین پر پھینکتے ،،،،،،اس نے اپنی اوشن بلو آئیز اسکے چہرے پر ٹکائیں

،،،،،

" ابیہا

اسکے گال کو نرمی سے سہلاتے ہوئے پکارا،،،،، کیونکہ وہ اسکی مرضی کے بغیر اسے نہیں چھونا چاہتا تھا۔۔۔

" لیکن جواب ندارد

واسم نے گہرا سانس کھینچتے کمرے میں جلتی مین لائٹ بجھا کر چھوٹا بلب روشن کیا ،،،،۔ نیم اندھیرے میں اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھتے آخری فیصلہ لیتا نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے دبا کر دلکشی سے مسکرایا۔۔۔۔

بہت نرمی سے اسے اوپر اٹھاتے کمر سے ڈریس کی زیپ کھولتے کندھے سے شرٹ سرکائی تھی۔۔۔۔اور دونوں پر بلینکٹ ڈالتے ہوئے دھیرے سے اس پر جھکتے ہوئے نرمی سے اسے چھونے لگا۔۔۔۔

کمرے میں معنی خیز سے خاموشی کا راج تھا جس میں واسم شاہ کی تیز دھڑکنوں کے ساتھ دوسرے وجود کی دھیمی چلتی سانسوں کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔۔۔۔

جن میں آہستہ آہستہ وقت گزرنے کے روانی آتی جارہی تھی۔۔۔۔
جسے محسوس کرکے واسم کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

چند لمحے پہلے جو وجود سردی سے نیلا ہوا پڑا تھا اب اسکی قربت کی وجہ دہکنے لگا تھا ،،،،، جسکی دلکشی اسے مزید بہکا رہی تھی۔۔۔۔

اور وہ خود پر ضبط کا خواہاں تھا،،،،،اسکی رعنائیوں میں کھوتے حدیں پھلانگنے لگا

ایہاکا سن ہوا دماغ آہستہ آہستہ ہوش کی دنیا میں قدم رکھنے لگا تھا،،،،،اسے کسی لڑکی کا فون آنا واسم شاہ کی اصل حقیقت اسکا غصے سے گھر سے باہر نکلنا پھر پانی میں گرنا،،،،، گہرا ٹھنڈا پانی گھپ اندھیرہ،،،،،اسکا سانسوں کیلئے مچلنا تڑپنا

سب واقعات باری باری آنکھوں کے پردے پر لہرائے،،،،،جس سے خوف کھاتے اس نے ایک جھٹکے سے اپنی آنکھیں کھولیں تھیں-----

جو سیدھا نیم اندھیرے میں نظر آتی لکڑی کی چھت پر پڑی،،،، میں یہاں کیسے آئی؟؟؟؟؟

" دھیرے سے لب پھڑ پھڑائے

دوسری طرف واسم جو اس کا ہوش میں آنا محسوس کر چکا اسکی گردن کو نرمی سے چھوتے ہوئے ٹھوڑی پر لب رکھتا چہرے کی طرف آیا۔۔۔۔

نیلی گہرے سمندر جیسی جذبات سے سرخ ہوئی آنکھیں،،،، اسکی سنہری آنکھوں سے ٹکرائی۔۔۔۔

جن میں اسے اپنے اتنے دیکھتے ہی شدید ناگواری اتر آئی تھی۔۔۔۔

ایہا نے اپنے دونوں ہاتھوں کا استعمال کرتے اسے خود سے دور دھکیلنا چاہا،،،، جس میں وہ کامیاب نا ہو سکی۔۔۔۔

البتہ اسے شرٹ لیس دیکھ کر اپنی پوزیشن کا ادراک شدت سے ہوا،،،،ایک نظر اپنی حالت پر ڈالتے دوسری نفرت بھری نظر اس پر ڈالی۔۔۔۔

جو اسکے ہی چہرے کے پل میں بدلتے تاثرات غور سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

اور واپس جاتے ہی اس معروف کو اچھا سبق سکھانے کا دل میں پکا ارادہ باندھ چکا تھا۔۔۔۔

ابیہا نے سرخ چہرے کے ساتھ خود پر کمفرٹ لیتے جیسے خود کو چھپانا چاہا،،،، جسے دیکھتے واسم کو شرارت سوجھی تھی۔۔۔۔

اب کیا فائدہ اب تو میں نے دیکھ لیا۔۔۔۔

اسکے کان کے قریب جھکتے گھمبیرتا سے بولا،،،،،اسکی بے باک سرگوشی پر ایہا کو شرم سے اپنے کانوں سے دھواں نکلتا ہوا محسوس ہوا،،،،

اور ساتھ ہی دل میں پلتی اسکی نفرت میں مزید اضافہ بھی۔۔۔۔

بہت خوش ہیں کسی کی بے بسی کا فائدہ اٹھا کر،،،،آپ سے اور امید بھی کیا کی جا سکتی ہے،،،،،آپ جیسے لوگ تو موقع کی تلاش میں رہتے ہیں،،،،کہ کوئی بے بس لڑکی آپکے ہاتھ آئے جسکا فائدہ اٹھاتے آپ اپنی حوس پوری کر سکیں ۔۔۔۔۔۔

وہ جلتے دل کے ساتھ زہر خند لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔۔

جس پر وہ تلملا کر رہ گیا،،،،،

تم ہوش میں تو ہو،،،،،، جانتی ہو کونسی بکواس کس کے سامنے کر رہی ہو

اسکے چہرے کو غصے سے ایک ہاتھ میں دبوچتے دھاڑتے ہوئے بولا۔۔۔۔

ابیہا نے نظریں اٹھا کر نفرت آمیز نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔۔

بالکل ہوش میں ہوں،،،،، حقیقت بیان کی ہے،،،،، جو آپ سے برداشت نہیں ہو رہی۔۔۔۔۔

وہ بھی دوبدو چیختے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔

جسے سن غصے کی زیادتی سے واسم کی آنکھوں میں شرارے پھوٹنے لگے۔۔۔۔

تم نے صرف نام سنا ہے آج میں تمہیں بتاؤں گا حوس پوری کرنا کسے کہتے ہیں

،،،،،، وہ غصے سے کہتا یکدم ہی اسکی گردن میں جھکا تھا۔۔۔۔

اور وہاں ہونٹوں کی جگہ سختی سے اپنے دانت گاڑے۔۔۔۔۔

جسکی تکلیف سے ایہا تڑپ اٹھی ،،،،، اسکے کندھوں پر ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور دھکیلنا چاہا،،،،، لیکن بدلے میں واسم نے اپنی پکڑ اور مظبوط کی تھی

۔۔۔۔۔

ایہا کو شدید تکلیف کے احساس سے اپنے وجود سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی ساتھ ہی آنکھوں سے آنسو روانی سے بہنے لگے۔۔۔۔۔

جبکہ اسے روتے ہوئے محسوس کر کے اس نے اسکی گردن سے چہرہ اٹھایا تھا ،،،،، یہ اس تکلیف کا ایک فیصد بھی نہیں تھا جو معصوم لڑکیاں حوس کے نام پر اپنے وجود پر سہتی ہیں۔۔۔۔

اور تمہاری اتنے میں ہی بس ہو گئی ،،،،، میں چاہوں تو اسی وقت تمہارے نازک وجود کا وہ حال کروں کہ تم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نا رہو۔۔۔

اسکی نم آنکھوں میں اپنی غصے سے سرخ ہوئی آنکھیں گاڑتے ہوئے بولا۔۔۔۔

اور کونسے فائدے اٹھانے کی بات کر رہی ہو ،،،،،، یہاں تک میں جانتا ہوں تم پر تمہارے اس وجود پر حتی کہ تمہاری چلتی ان سانسوں پر بھی مکمل حق رکھتا ہوں۔۔۔۔

اور یہ حق مجھے میرے خدا نے دیا ہے،،،، اور میں جب چاہوں جیسے چاہوں اسے وصول سکتا ہوں۔۔۔۔

دنیا کی کوئی طاقت کوئی عدالت مجھے میرا حق لینے سے نہیں روک سکتی حتی کہ تم بھی نہیں،،،،، تو پھر کس بنا پر مجھ پر اتنا بڑا الزام لگا رہی ہو۔۔۔

موقع سے فائدہ اٹھانے والا اور حوس پرست کہہ رہی ہو۔۔۔۔

اگر میں نے تمہارا فائدہ ہی اٹھانا ہوتا تو شادی کے بعد سے اب تک کتنے مواقع تھے میرے پاس تب کیوں نہیں میں نے تمہارا فائدہ اٹھایا۔۔۔۔

اور کل رات کی ہی بات لے لو جب تم مجھے خود روک رہی تھی،،،، اگر میں اتنا ہی حوس اور موقع پرست ہوتا تو کبھی تمہیں چھوڑ کر نا جاتا۔۔۔۔

اس نے طنزیہ کہتے ابیہا کو جیسے آئینہ دکھایا تھا۔۔۔

جس پر وہ اپنی ہی نظروں میں شرمندہ ہو کر رہ گئی۔۔۔۔

جب وہ اسکی جھکی نظروں کو دیکھ کر اسے اپنے حصار سے آزاد کرتا اٹھا تھا

۔۔۔۔۔۔

مانتی ہوں آپ نے میرا فائدہ نہیں اٹھایا،،،،،اور یہ بھی کہ آپکا مجھ پر حق ہے،،،،،آپکی سبھی باتیں ٹھیک ہیں،،،،لیکن میرے حق کا کیا جس میں آپ نے خیانت کی ہے۔۔۔۔

وہ پھوٹ کر روتے نم لہجے میں بولی۔۔۔

______♥______

جاری ہے۔۔۔۔

آج اتنا ہی لکھا گیا،،،، سیکنڈ پارٹ کل پوسٹ ہوگا ان شااللہ

#Tere_sang_yara_____

#by_wafa_shah

#Episode_49 part 2

#Dont_Copy_Paste_Without_My_Permission

______♥______

اسکے رونے اور ایک اور نئے الزام پر واسم نے حیرت سے پلٹ کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

کس خیانت کی بات کر رہی ہو؟؟؟؟؟

واسم نے سوالیہ دیکھا۔۔۔۔

جیسے آپکے نکاح میں ہوتے مجھ پر،، میرے وجود پر اور میری سانسوں پر صرف آپکا حق ہے،،،،، ویسے ہی آپ،،،، آپکے وجود اور آپکی محبت پر بھی صرف میرا حق ہونا چاہیے۔۔۔۔

لیکن آپ نے اس میں خیانت کی ہے میرے حصے کی محبت کسی اور پر لٹا کر،،،،،
وہ اپنے وجود کو بلینکٹ سے مکمل کور کر کے اٹھ کر اسکے مقابل بیٹھتی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔۔۔۔

اور یہ تم سے کس نے کہا؟؟؟؟اسکی بات پر ون سائڈڈ مسکراتے طنزیہ گویا ہوا

۔۔۔۔۔۔

اس نے ہی جس سے آپ محبت کرتے ہیں،،،،، جس کیلئے مجھے شادی کی رات اکیلا چھوڑ کر چلے گئے تھے اور جس سے زبردستی شادی کرنا چاہتے ہیں،،،،،، جس کے انکار پر آپ اسے اسکے گھر سے اٹھوا کر اپنے پی اے کے اپارٹمنٹ میں یرغمال بنا کر رکھا ہوا ہے۔۔۔۔

" وٹ " اسکی باتیں سن کر وہ حیرت سے چلایا

اس نے تم سے یہ سب کہا،،،،،، اس کے ری ایکشن کو دیکھتے ایہا حیرت سے اسکی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔

اس نے نا سمجھی سے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر واسم نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں،،،،، اب ایک بات تو طے تھی،،،،، یہ لڑکی اس کے ہاتھ سے نہیں بچتی۔۔۔

اور اس سے زیادہ غصہ تو اسے ایہا پر آ رہا تھا جو اسکی فضول باتوں پر یقین کر کے مرنے کیلئے اس طوفان میں باہر نکل گئی تھی۔۔۔۔

اگر وہ وقت پر نا پہنچتا یہ سوچ ہی اس کیلئے سوہان روح تھی۔۔۔۔

ویسے بہت افسوس کی بات ہے،،،،، تمھیں اپنے شوہر سے زیادہ اس غیر لڑکی کی بات پر یقین ہے؟؟؟؟؟ واسم نے ملامتی نگاہوں سے دیکھا۔۔۔۔

آپ نے اپنا یقین دلایا کب مجھے ؟؟؟؟؟

وہ بھی نم لہجے میں دوبدو بولی۔۔۔۔

سیریسلی ابیہا میں نے کبھی تمہیں کوئی مان نہیں بخشا۔۔۔۔

اسکی بات پر ابیہا کو یکدم کچھ دن پہلے بولے گئے واسم کے الفاظ یاد آئے تھے کہ اگر تمہیں میرے بارے میں کبھی بھی کچھ بھی پتا چلے تو اس پر یقین کرنے سے پہلے ایک بار مجھ سے پوچھ ضرور لینا۔۔۔۔

اور وہ یہاں جذبات میں آکر غلطی کر گئی تھی۔۔۔۔

" اس نے شرمندہ نظریں اسکی طرف اٹھائی،،،، لیکن وہ لڑکی

" ابیہا

جبکہ اسکی سوئی وہی اٹکی دیکھ کر دھاڑا،،،،اور وہ کانپ پر رہ گئی

" سوری

ابیہا نے شرمندگی سے نظریں جھکائیں،،،،اور ساتھ ہی اسے اب اپنے لفظوں کا احساس ہو رہا تھا کہ اس نے غصے میں آکر واسم کو کیا کچھ کہہ دیا تھا

واسم نے اسکی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا،،،،خاموشی سے اٹھ کر جانے لگا جب ابیہا نے بے ساختہ اسکا ہاتھ پکڑ کر روکا تھا----

واسم نے پلٹ کر غصے سے اسے دیکھا۔۔۔۔

سوری بول تو رہی ہوں،،،،، سردی سے سرخ ہوئی ناک کو رگڑتے نروٹھے پن سے بولی۔۔۔۔

سوری کہہ دینے سے کیا ہوگا،،،،، تمہارے بولے گئے الفاظ واپس آجائیں گے ،،،،،اور آج جو تم حرکت کی سوچو اگر میں وقت پر نا آتا تو تمہارا کیا ہوتا

اسکا ہاتھ جھٹکتے غصے سے چیخا۔۔۔۔

جسے سن کر ایہا بغیر سوچے سمجھے آگے بڑھی تھی اور اسکی گردن میں بازو حائل کرتے اسکے دہکتے گھنی مونچھوں تلے سرخ و سفید لبوں پر اپنے کپکپاتے ہوئے لب رکھے۔۔۔۔

کچھ وقت کیلئے کمرے میں مکمل خاموشی چھا گئی،،،،، صرف سنائی دے رہا تھا تو انکی تیز دھڑکنوں کا شور۔۔۔۔۔

آگے سے ایسا نہیں ہو گا اس بار معاف کر دیں۔۔۔۔

کچھ دیر بعد اس سے الگ ہوتی سرخ چہرے کے ساتھ بولی۔۔۔۔۔

اور اگر میں نا کروں تو؟؟؟؟

چہرہ سپاٹ جبکہ آنکھوں میں خاص چمک تھی۔۔۔۔

ابیہا کو اپنی پوزیشن کا خیال ہوا،،،،، بلینکٹ جو اسکی جلد بازی میں اٹھنے کی وجہ سے اسکے وجود سے سرک گیا تھا شرمندہ ہوتے ہوئے دوبارہ لینا چاہا۔۔۔۔

لیکن تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔۔۔۔

واسم شاہ اسے اپنے حصار میں قید کر چکا تھا،،،،،اس نے تھوڑا سا جھکتے ایک بے باک جسارت کی،،،،کہ ایہا کیلئے سانس لینا مشکل ہو گیا۔۔۔

" میں نے پوچھا کہ اگر میں معاف نا کروں تو پھر

اسے تکیے پر ڈالتے ہوئے خود اس پر جھکتا سپاٹ لہجے میں بولا۔۔۔

ایہا نے جھکی نظریں اٹھائیں۔۔۔

آپ کر چکے ہیں،،،،اسکی گردن میں بازو حائل کرتے مسکراتے چھوٹی سی ناک چڑھا کر بولی۔۔۔۔

اسکی بات پر واسم کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔

اتنی آسانی سے کیسے ،،،، ابھی تو تمہارے بولے گئے لفظوں کی سزا باقی ہے ،،،،، معنی خیز لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

میں ہر سزا بھگتنے کیلئے تیار ہوں ،،،،، لیکن پلیز مجھ سے کبھی دور مت جایئے گا ،،،،، کسی دوسرے کیلئے دھوکا مت دیجئے گا ،،،،، میں برداشت نہیں کر پاؤں گی ۔۔۔۔

بہت چھوٹی سی عمر میں میں نے اپنے ماں باپ کھوئیں ہیں ،،،،، اور کسی اپنے کو کھونے کی ہمت نہیں ہے میرے اندر ،،،،، اور کبھی کسی دوسرے کے پیچھے آپ

نے مجھے چھوڑنے یا پھر دھوکا دینے کے بارے میں سوچا بھی تو یاد رکھیے گا میں اپنی جان لے لوں گی اور ساتھ میں آپکی بھی۔۔۔۔۔

وہ آنکھوں میں آنسو لیے ایک ایک بات ٹھہر ٹھہر کر بولی۔۔۔۔۔

میں نے چھوڑیں ہیں سارے راستے

بس آیا ہوں تیرے پاس رے

میری آنکھوں میں تیرا نام ہے پہچان لے

واسم شاہ لبوں سے کچھ نہیں بولا صرف مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا ،،،، پھر دھیرے سے جھکتے باری باری اسکی نم آنکھوں کو چھوا۔۔۔۔

میرے لیے سب کچھ تیرے بعد ہے

سو باتوں کی اک بات ہے

میں نا جاؤں گا کبھی تجھے چھوڑ کے یہ جان لے

اسے ایہا کی خود کیلئے پازیزیونیس پسند آئی تھی،،،، جاناں تمہیں پتا ہے کہ جان کیسے لی جاتی ہے-----

اسکے بالوں کو سنوارتے ہوئے اسکی آنکھوں میں اپنی سرخ آنکھیں گاڑتے ہوئے بولا--

" بہت ہی پر سوز اور گھمبیر لہجہ

جو ایہا کہ سر کے اوپر سے گزر گیا۔۔۔

اس نے نا سمجھی دیکھا۔۔۔

واسم کے چہرے پر گہری معنی خیز مسکراہٹ آئی ،،،،، ابھی پتا چل جائے گا،،،، اس نے گھمبیرتا سے کہتے کمرے میں جل رہا وہ واحد چھوٹا سا بلب بھی بجھایا تھا

۔۔۔۔۔

جس کے بعد کمرے میں گہرا اندھیرہ چھا گیا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسکے دونوں ہاتھوں کو تھامتے تھوڑا اور قریب ہوا،،،، جس پر وہ اسکے ارادے اور باتوں کا مطلب سمجھتی سرخ ہوتے کسمسائی۔۔۔۔

اس نے اپنا نچلہ لب دانتوں تلے دبا کر واسم کی آنکھوں میں دیکھتے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

جس کا بنا اثر لیے وہ مسکراتے ہوئے جھکا تھا،،،، اور اسکے نرم ہونٹوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لیا۔۔۔۔

ایہا نے اپنی آنکھیں بند کر کے اسکے ہاتھوں پر اپنی گرفت مظبوط کی۔۔۔۔
کچھ دیر بعد اسکی سانسوں کو آزادی دیتے اسکی سرخ سنہری آنکھوں میں دیکھتے دلکشی سے مسکرایا۔۔۔

ایبہا نے شرما کر اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپایا۔۔۔۔

جس پر وہ قہقہہ لگاتا اپنی تمام تر شدتوں سے اس پر جھکا،،،، اور اسکے پور پور پر اپنے لمس سے چاہتوں کے پھول کھلانے لگا۔۔۔۔

ایبہا کو سچ میں اپنے وجود سے جان نکلتی محسوس ہوئی،،،، جبکہ سرخ سنہری آنکھوں سے آنسو موتیوں کی صورت ٹوٹ کر بکھرے۔۔۔۔

جسے واسم نے اپنے ہونٹوں سے چنا۔۔۔۔

وہ آہستہ سے اسکے وجود میں سمٹ گئی،،،، اسکا پور پور اپنے لمس سے مہکاتے واسم شاہ نے اسکے شکوے اور شکایتوں کو کہیں خود میں ہی جذب کر لیا تھا

۔۔۔۔

" واسم

اور اس سے پہلے وہ دوبارہ اس پر جھکتا ابیہا نے اسے روکتے گھبرا کر پکارا۔۔۔

اس نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔

آپکا سچ میں اس لڑکی سے کوئی رشتہ نہیں ہے نا،،،، واسم نے اسکی بات پر غصے سے گھورا۔۔۔۔

آپ ایک بار اپنے منہ سے کہہ دیں کہ میرا اس سے کوئی رشتہ نہیں تو میرے دل میں جو آخری پھانس ہے وہ بھی نکل جائے گی۔۔۔

اسکے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے تھامتے نم لہجے میں بولی۔۔۔

جس پر واسم نے گہرا سانس لیا تھا۔۔۔۔

وہ لڑکی فراڈ ہے،،،،، جسے مجھے ٹریپ کرنے کیلئے میرے کسی دشمن یا کومپٹیٹر نے میرے آفس میں بھیجا ہے،،،،، میں بس اسی کا پتا لگانے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔

اس کے علاوہ میرا اس سے کوئی رشتہ نہیں،،،،، اس بار نرمی سے گویا ہوا۔۔۔
اسکی بات پر ابیہا کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے جسے نرمی سے چھوتے وہ دوبارہ اس پر جھکنے لگا۔۔۔۔

" سم

جب ابیہا نے دوبارہ اسے روکا،،،، واسم نے اس بار ناگواری سے سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

لیکن پھر سب کچھ جانتے بھوجتے اسے اپنے ساتھ کیوں رکھا ہوا ہے،،،،، آپکو اسے پولیس کے حوالے کر دینا چاہیے تھا،،،، ایسے تو وہ آپکو کوئی بڑا نقصان بھی پہنچا سکتی ہے۔۔۔۔

اسکے چہرے پر ناگواری دیکھتے ڈرتے ہوئے فکرمندی سے بولی۔۔۔۔

ابیہا مجھے پتا ہے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں،،،، یہ میرا معاملہ ہے میں اسے اپنے طریقے سے ہینڈل کر لوں گا۔۔۔۔
تمہیں اس میں مجھے سجیشن دینے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔

فلحال تمہاری جو زمہ داری ہے تم اس پر فوکس کرو۔۔۔۔

نہایت ہی سرد اور سپاٹ لہجے میں گویا ہوا۔۔۔۔

لیکن ؟؟؟؟

ایہا نے کچھ کہنا چاہا جب وہ اسکی بولتی بند کرتا باقی کے الفاظ اسکے حلق میں ہی روک گیا۔۔۔۔

آواز نہیں آنی چاہیے مجھے دوبارہ ورنہ بہت برے طریقے سے پیش آوں گا،،،،

اسکے بار بار مخدالت کرنے پر وہ اپنے اصلی روپ میں واپس آتے شدید ناگواری سے بولا تھا۔۔۔۔

اور ساتھ ہی اسے مکمل قید کرتے اس پر تمام تر شدتوں سے جھکا۔۔۔۔۔

اسکے دوٹوک انداز کو دیکھتے ایہا کی ہمت نہیں ہوئی تھی کہ دوبارہ اسے روک سکے،،،،، جبکہ اسکے بے رحمانہ سلوک پر آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔۔۔۔

پہلے تو وہ خاموش رہی لیکن جب بات بالکل برداشت سے باہر ہوئی تو پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔۔۔۔

واسم نے اسکے ری ایکشن پر مسکراہٹ ضبط کرتے نرمی سے اسکی پیٹھ سہلائی تھی ۔۔۔۔

جب وہ غصے سے اسکا ہاتھ جھٹکتی اپنا رخ موڑ گئی۔۔۔۔

کس نے بولا تھا مجھے غصہ دلانے کو۔۔۔۔اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیتا شرارت سے گویا ہوا۔۔۔۔

مجھے آپ سے بات نہیں کرنی،،،،اور میرے خیال سے میں اپنی ذمہ داری بھی پوری کرچکی ہوں تو مہربانی فرما کر اب میری جان چھوڑ دیں۔۔۔۔

اسکے حصار کو توڑتے روندھے ہوئے لہجے میں جتایا۔۔۔۔

ابھی کہاں میری جان،،،،ابھی تو بہت کچھ باقی ہے،،،،،ابھی تو یہ رات باقی ہے ابھی تو یہ سانس باقی ہے۔۔۔۔

اسکے کان میں گھمبیر سرگوشی کرتے رخ پلٹا۔۔۔۔

ایہا نے نم پلکیں اٹھا کر اسے غصے سے گھورا،،،،،

بہت ظالم ہیں۔۔۔۔

اسکا شکوہ سنتے واسم شاہ نے قہقہہ لگایا تھا۔۔۔۔

اب میں خود کو تو نہیں بدل سکتا جیسا ہوں تمہیں ویسے ہی قبول کرنا پڑے گا ،،،،،اسکے گرد دوبارہ حصار تنگ کرتے لاپرواہی سے بولا۔۔۔۔

جبکہ اسے خود پر پھر سے جھکتے دیکھ کر ایہا نے مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کی تھیں۔۔۔۔

کیونکہ ایسا کیلئے اسے روک پانا تقریباً اب ناممکن تھا،،،،، اسکا روح کو پگھلا دینے والا انداز،،،،،، اسکے نرم گرم ہونٹوں کی شریر شرارتیں،،،،،، داڑھی مونچھوں کا کسمساتا لمس،،،،،، وہ دھیرے دھیرے اسے اپنی شخصیت کے طلسم میں دوبارہ قید کرتا جارہا تھا۔۔۔۔

اور وہ پور پور اسکے لمس سے بھیگتی اسکی چاہت پر نا چاہتے ہوئے بھی اسکا ساتھ دینے پر مجبور تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ہاسپٹل کے کوریڈور میں ادھر سے ادھر چکر لگا رہا تھا۔۔۔۔

جبکہ نظریں سامنے لیبر روم کے دروازے پر ٹکی ہوئی تھیں جہاں اسکی زندگی ایک اور زندگی کو اس دنیا میں لانے والی تھی۔۔۔۔

جبکہ اسکی حالت کو دیکھتے ارمغان شاہ کو پریشانی کے ساتھ اب ہنسی بھی آ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

کیا ہو گیا ہے ماں ہر لڑکی کو اس تکلیف دہ عمل سے گزرنا پڑتا ہے ایسے ہی تو نہیں اللہ تعالیٰ نے ماں کے قدموں کے نیچے جنت رکھ دی۔۔۔۔

وہ سب تو ٹھیک ہے لالا،،،، لیکن مجھ سے انکی یہ تکلیف نہیں دیکھی جا رہی وہ بہت زیادہ رو رہی تھی۔۔۔۔۔

اور میں کتنا بے بس ہوں ان کیلئے کچھ نہیں کر پا رہا۔۔۔۔

اگر میرے بس میں ہوتا تو انکی تکلیف میں اپنے اوپر لے لیتا۔۔۔۔

مان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ساری باتوں کو پس و پشت ڈالتے اندر چلا جاتا حجاب کے پاس۔۔۔

جبکہ اسکی بات کو سنتے ارمغان شاہ نے قہقہہ لگایا تھا۔۔۔۔

جس کے بدلے اس نے اپنے بڑے بھائی کو گھورا۔۔۔

تو پہلے یہ کارنامہ انجام ہی نہیں دینا تھا،،،،، اپنی عادت کے برخلاف ہنستے ہوئے معنی خیزی سے جتا کر بولے۔۔۔

" غلطی ہو گئی مجھ سے

وہ جو روانی میں کچھ بولنے جا رہا تھا اپنی بات کا احساس ہوتے ہی لب سختی سے بھینچ گیا جبکہ چہرے کے خدوخال میں تیزی سے سرخی دوڑ گئی۔۔۔۔

جسے دیکھتے ارمغان شاہ نے ایک بار پھر قہقہہ لگایا۔۔۔۔

اب کی بار تومان کے ساتھ روباب نے بھی اسے گھورا تھا۔۔۔۔

ایسے کیا گھور رہی ہیں بیگم میں نے کچھ غلط بولا ہے کیا،،،، ایک آنکھ دبا کر شرارت سے گویا ہوئے۔۔۔

کچھ شرم کر لیں،،،،، انکے کندھے پر تھپڑ مارتے مسکراہٹ چھپا کر بولی۔۔۔۔

آپ نے وہ محاورہ نہیں سنا

جس نے کی شرم اسکے پھوٹے کرم

اور اگر میں شرم میں ہی رہ جاتا تھا تو جنت آپکے قدموں کے نیچے کیسے آتی

اسکے کان کے قریب جھکتے گھمبیر تا سے بولے-----

جو خود بھی اس خوبصورت مراحل سے گزر رہی تھی----

جبکہ انکی بات پر وہ سرخ پڑتی جا کر اماں سائیں کے ساتھ بینچ پر بیٹھ گئی تھی ،،،،جو ہاتھ میں تسبیح لیے وظائف پڑھ رہی تھیں----

ارمغان شاہ نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا تھا-----

تبھی ایک نرس سفید کمبل میں ہاتھ میں ایک چھوٹا سا سرخ و سفید رنگ کا بچہ لے کر کمرے سے باہر آئی تھی۔۔۔۔

جسے دیکھتے وہاں موجود تمام افراد اسکی طرف بڑھے۔۔۔

مبارک ہو شاہ صاحب پوتا ہوا ہے۔۔۔۔

حیدر شاہ سے مخاطب ہوتے مسکرا کر بولی تھی۔۔۔۔

جسے مسکرا کر اپنی گود میں لیتے انہوں نے جیب سے نوٹوں کی گڈیاں نکال کر وارتے ایک اسکی طرف بڑھائی تھی۔۔۔۔

جبکہ باقی ملازموں کے ہاتھ میں دیتے مٹھائی لاکر پورے ہاسپٹل میں بانٹنے کا حکم دیا تھا۔۔۔۔

" میری بیوی

مان کو اب بھی حجاب کی ہی فکر تھی۔۔۔۔

جی وہ بالکل ٹھیک ہیں ابھی کچھ ہی دیر میں ہم انہیں دوسرے روم میں شفٹ کر دیں گے پھر آپ ان سے مل سکتے ہیں۔۔۔۔۔

جس پر اس نے سکھ کا سانس لیتے اپنے رب کا شکر ادا کیا تھا۔۔۔۔

ارمغان شاہ نے آگے بڑھ کر اسے اپنے سینے میں بھینچا۔۔۔۔

بہت بہت مبارک ہو یار تم بابا بن گئے ،،،، آپکو بھی بہت مبارک ہو۔۔۔۔ گہرا مسکراتے محبت سے بولا۔۔۔۔۔

حیدر شاہ نے بچے کی پیشانی پر پیار کرتے ہوئے اسے یمان کی طرف بڑھایا تھا ۔۔۔۔۔

اپنے وجود کے حصے کو گود میں لیتے ایک الگ سا احساس یمان شاہ کے رگ و جان میں دوڑ گیا تھا بے ساختہ ہی اسکی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔۔۔۔

حیدر شاہ نے اسکے احساسات سمجھتے اسکی پیٹھ تھپتھپائی تھی۔۔۔۔۔

مان نے ذرا سا جھکتے بچے کے پھولے ہوئے گال پر لب رکھے تھے۔۔۔۔

جس پر اس نے منہ بھسوراشاید اسے اسکا یہ عمل پسند نہیں آیا تھا۔۔۔۔

ماں نے یہ دیکھتے مسکراکر دوسرے گال پر بھی پیار کیا تھا،،،،، جس سے بچے نے رونے کی تیاری پکڑتے نچلہ لب باہر نکالا تھا۔۔۔۔

باباسائیں یہ کتنا پیارا ہے ماشاءاللہ

وہ ہنستے ہوئے پیار سے بولا،،،، ماشاءاللہ بالکل ہمارے بیٹے پر گیا ہے۔۔۔۔

آپ بھی چھوٹے ہوتے بالکل ایسے ہی تھے،،،،، بس ایک چیز کا فرق ہے۔۔۔

اور وہ کیا؟؟؟؟

حیدر شاہ نے مسکراتے اسکے بلائی لب کے قریب چمکتے تل کی طرف اشارہ کیا

۔۔۔۔۔

اللہ نظر بد سے بچائے اماں سائیں آگے بڑھ کر بچے کے چہرے پر پھونک مارتے محبت سے گویا ہوئیں۔۔۔۔۔

آمین،،،،، سب نے دل سے بولا۔۔۔۔۔

اور اس کے بعد باری باری گود میں لیتے پیار کرنے لگے۔۔۔۔۔

________♥________

چھوٹے سے بچے کی رونے کی باریک سی آواز سنتے اس نے دھیرے دھیرے اپنی آنکھیں کھولیں تھیں۔۔۔۔۔

جو سیدھی مان کے وجیہہ چہرے پر پڑیں جو اسے ہوش میں آتے دیکھ کر اسکے قریب چلا آیا تھا۔۔۔۔

" مان

دھیرے سے پکارا۔۔۔۔

حکم جان مان۔۔۔۔

اسکا ہاتھ لبوں سے لگاتے محبت سے گویا ہوا۔۔۔۔۔

میں نے بچے کے رونے کی آواز سنی ؟؟؟؟

مان کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے ،،،،، ہمارا بیٹا رو رہا تھا،،،،، شاید اسے بھی اپنے بابا کی طرح اپنی ماما کی یاد آ رہی تھی جو کہ ہوش میں آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔۔۔۔۔

" ہمارا بیٹا

نم آنکھوں کے ساتھ بولی۔۔۔۔

جنہیں محبت سے چھوتے اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔

کہاں ہے ؟؟؟؟؟

ادھر ہے،،،،،ارمغان شاہ کے ساتھ روباب اندر داخل ہوتے بولی تھی حیدر شاہ کے ہاتھ میں سفید کمبل میں چھوٹی سی جان کو دیکھتے اسکے لبوں پر حسین مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔

ماں نے اسے سہارا دے کر بیٹھایا جو کہ اب اٹھنا چاہ رہی تھی۔۔۔۔

حیدر شاہ نے آگے بڑھ کر اسکو پیار کرتے اسکا ننھا سا شہزادہ اسکی گود میں تھمایا تھا

۔۔۔۔۔

حجاب نے اسے تھوڑا اوپر اٹھاتے جھک کر پیشانی پر پیار کیا تھا جس سے وہ مسکرایا

۔۔۔۔۔

ارے یہ میرے پیار کرنے پر کیسے منہ بھسور رہا تھا اب دیکھو کیسے مسکرا رہا ہے

۔۔۔۔۔

جسے سن کر وہاں موجود سبھی افراد مسکرائے تھے۔۔۔۔

ماں یہ کتنا پیارا ہے۔۔۔

وہ خوشی سے نم آواز میں بولی۔۔۔۔

میرا بیٹا ہے نا بالکل اپنے باپ پر گیا ہے۔۔۔

وہ گردن اکڑا کر شرارت سے بولا۔۔۔۔

نہیں یہ میرا بیٹا ہے مجھ پر گیا ہے۔۔۔ وہ گھورتے ہوئے بولی۔۔۔

نہیں تو تم بابا سائیں سے پوچھ لو۔۔۔ مجھ پر گیا ہے میں بھی بچپن میں بالکل ایسا ہی تھا۔۔۔

جس پر حجاب نے رونے والی شکل بناتے انکی طرف دیکھا۔۔۔

حیدر شاہ نے انکو لڑتے دیکھ کر مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔۔۔

دونوں پر گیا ہے۔۔۔۔

انہوں نے مسکرا کر بات ختم کرنی چاہی۔۔۔۔

" لیکن

ماں نے کچھ کہنا چاہا جب حجاب کی گود میں موجود اس ننھی سی جان نے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔۔

اور اسکی بالکل اپنی جیسی گہری سبز آنکھوں کو دیکھتے حجاب نے اسے زبان چڑھائی

دیکھا مجھ پر گیا ہے-----

ماں نے ہتھیار ڈالتے سر جھکایا جس پر وہ مسکرائی-----

سب کچھ مکمل تھا بس کمی تھی تو موسی شاہ جو آج بھی انکی خوشیوں میں شامل نہیں ہوئے تھے-----

اپنے بھائی کیلیئے دروازے کی طرف بار بار اٹھتی حجاب کی نظر اسکی اداسی ماں کے ساتھ وہاں موجود سبھی افراد سے چھپی ہوئی نہیں تھی-----

لیکن اس معاملے میں وہ سب مجبور تھے،،،،، کچھ نہیں کر سکتے تھے۔۔۔۔

کیونکہ وہ بچپن سے ہی ان سب سے الگ رہتے تھے،،،،،، بہت اہم مواقع پر بھی برائے نام ہی شامل ہوتے۔۔۔۔

اور حیدر شاہ ان پر سختی کر کے خود سے متنفر نہیں کرنا چاہتے تھے اس لیے زیادہ ٹائم انکی زیادتی پر بھی خاموش رہ جاتے۔۔۔۔

حجاب کی اداسی کو دیکھتے ہوئے ماں نے کتنی بار انکا فون بھی ملایا،،،، بیل بھی جا رہی تھی لیکن شاید انہوں نے دیکھا نہیں یا پھر دیکھ کر بھی اٹھانا ضروری نہیں سمجھا۔۔۔۔

---------❤--------

حال

تاشے تجھے کیا ضرورت تھی ان پاگلوں کی باتوں میں آکر اتنی دیر وہاں رکنے کی -----

اوپر سے گاڑی کو بھی آج ہی خراب ہونا تھا۔۔۔۔ میں تو بہت لیٹ ہو گئی ----

بھائی تو بہت غصہ کریں گے ----

اللہ جی پلیز آج بچا لیجئے ،،،، آئندہ میرے بڑوں کی بھی توبہ جو میں انکی باتوں میں آگئی ----

" پلیززززز

وہ خود سے بڑ.بڑاتی ہوئی تیز قدموں سے اپنے گھر کی طرف.بڑھ رہی تھی

ویسے تو یہ لاہور کا پوش علاقہ تھا،،،،، یہاں کوئی ڈر خطرے کی بات نہیں تھی

لیکن اس کے بھائی کو لڑکیوں کا اتنی دیر گھر سے باہر رہنا بالکل پسند نہیں تھا ،،،،،اور وہ اس پر عمل بھی کرتی تھی ،،،،، لیکن آج ایک فرینڈ کی.برتھڈے تھی جسے منانے کیلئے اکیڈمی سے اسکی سہیلیاں ز.بردستی اسے اپنے ساتھ لے گئی تھی ----

جہاں اسے جلدی جلدی کرتے بھی کافی زیادہ ٹائم لگ گیا،،،،اوپر سے راستے میں آتے ہوئے اسکی گاڑی بھی خراب ہو گئی۔۔۔۔

شام کے چھ بجے ہر طرف اندھیرا چھاتے دیکھ کر اسے اپنے بھائی کے ہاتھوں اپنی شامت صاف دکھائی دے رہی تھی۔۔۔۔

وہ اپنے دھیان میں ہی جا رہی تھی،،،،،جب سٹریٹ کی نکر پر کھڑے دو آوارہ لڑکے اسے اکیلی دیکھ کر پیچھا کرنے لگے۔۔۔۔

ویسے تو وہ ڈرنے والوں میں سے نہیں تھی،،،، لیکن ایک تو اندھیرہ سیکنڈ سڑک بالکل سنسان دیکھ کر تھوڑا دل گھبرانے لگا تھا۔۔۔۔اس نے اپنی رفتار کچھ اور تیز کرلی۔۔۔

بے ساختہ اسے اپنے بھائی کی باتیں یاد آنے لگی،،،،، جو کہتا تھا کہ یہ دنیا حیو*انوں سے بھری پڑی ہے،،،،، جو ہر وقت اسی تاک میں رہتے ہیں کوئی معصوم لڑکی انکے ہاتھ لگے اور وہ اسے دبوچ لیں۔۔۔۔۔

اور میری گڑیا بہت معصوم ہے،،،،، جسے میں ہر سرد و گرم سے بچانا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

وہ اسے ہمیشہ وقت پر گھر آنے کی تلقین کرتا تھا۔۔۔۔

اسے رفتار تیز کرتے دیکھ وہ بھی اپنے قدموں میں تیزی لے آئے تھے۔۔۔۔

جسے محسوس کر کے اس نے اب دوڑنا شروع کر دیا تھا،،،،، اور جلد بازی میں موڑ مڑتے وہ سامنے سے آتی گاڑیوں کو دیکھ نہیں سکی تھی۔۔۔۔۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ گاڑی سے ٹکراتی ڈرائیور نے یکدم بریک لگائی تھی

فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر خان فورا باہر نکلا تھا-----

اور وہ جس طرح بھاگ کر آرہی تھی کافی حد معاملہ بھی سمجھ چکا تھا-----

اس نے نظر اٹھا کر پیچھے آتے لڑکوں کی طرف دیکھا جو اتنے بڑے لوگوں کی گاڑیاں دیکھتے ہی واپسی کیلئے دوڑ لگا چکے تھے----

آپ ٹھیک ہیں؟؟؟؟

اسکے گھبرائے ہوئے چہرے کو دیکھتے نرمی سے پوچھا-----

زرتاشے نے اپنی آنسوؤں سے بھری بڑی بڑی آنکھیں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا جس کے چہرے سے فکرمندی ظاہر ہو رہی تھی۔۔۔۔

یہ آنکھیں" خان کا دل ایک بار زوروں سے دھڑکا۔۔۔۔

پھر ہاں میں سر ہلا دیا۔۔۔۔۔

جبکہ ایک لڑکی کا معاملہ دیکھ کر ضارب دروازہ کھول کر باہر آ گیا تھا،،،،،، جس کے اترتے ہی گارڈز نے چاروں طرف گھیرا بنایا تھا اور خان بھی ہاتھ باندھ کر پیچھے ہو گیا۔۔۔۔۔

آپ یہاں اس وقت اکیلی کیا کر رہی تھی؟؟؟؟؟

معاملہ وہ کافی حد تک سمجھ چکا تھا اس لیے نرمی سے بولا۔۔۔۔

وہ،،،،، وہ میں،،،،، اتنے سارے گارڈز کو گ*ن سمیت کھڑے دیکھ کر اسکے منہ سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے۔۔۔۔

ہمیں اپنا بڑا بھائی ہی سمجھیں،،،،، اسکی گھبراہٹ کو دیکھتے مسکرا کر بولا تھا۔۔۔۔

جس سے اسے کچھ حوصلہ ہوا۔۔۔۔

وہ میں اپنے گھر جا رہی تھی کہ راستے میں میری گاڑی خراب ہو گئی،،،،، گھر زیادہ دور نہیں تھا اس لیے میں نے پیدل جانے کا فیصلہ کیا۔۔۔ لیکن راستے میں یہ غنڈے پیچھے لگ گئے۔۔۔۔

آخری بات کرتے اسکی آواز بھرا گئی تھی۔۔۔۔

تو گڑیا آپکو گھر سے کسی کو فون کر کے بلا لینا چاہیے تھا،،،،، ایسے اس وقت اکیلے باہر نکلنا کسی بھی لڑکی کیلیئے سیو نہیں ہے،،،، اسکی بات پر وہ شرمندگی سے نظریں جھکا گئی۔۔۔۔

بہرحال جو ہونا تھا وہ ہوگیا۔۔۔۔آئندہ اس بات کا خیال رکھیے گا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔

جس پر اس نے مسکرا کر سر ہلایا۔۔۔۔۔

آپکا گھر کدھر ہے آئیں ہم آپکو چھوڑ دیں گے۔۔۔۔۔

اس کی بات پر زرتاشے نے حیرت سے سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا،،،، بیشک وہ اس سے انجان بالکل نہیں تھی بلکہ کون نہیں جانتا تھا ضارب شاہ کو،،،،، اتنے بڑے اور مشہور سیاست دان اتنا نرم لہجہ اسکا حیران ہونا تو بنتا تھا۔۔۔

نہیں زیادہ دور نہیں ہے میں چلی جاؤں گی۔۔۔

" لیکن

وہ آپ سب کو دیکھ کر میرے بھائی پریشان ہو جائیں گے۔۔۔

ضارب کچھ کہتا اس سے پہلے اس نے اپنی اصل مجبوری بتائی تھی۔۔۔

جسے سمجھ کر اس نے سر ہلایا،،،، ٹھیک ہے لیکن ہم آپکو اکیلے بھی نہیں جانے دے سکتے یہ ہمارے خاص آدمی ہیں،،،،، خان کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

آپکو باحفاظت گھر تک چھوڑ کر آئیں گے ،،،، لیکن " بس آگے ہم ایک لفظ نہیں سنے گے ۔۔۔۔

ہم پر بھروسہ کریں آپکو کوئی کچھ نہیں کہے گا ۔۔۔

جس پر وہ نا چاہتے ہوئے بھی سر ہلا گئی ۔۔۔

" سر

ضارب اسکے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھتے گاڑی میں بیٹھنے لگا جب اس نے پکارا ۔۔۔

میری فرینڈز ٹھیک کہتی تھیں آپ سچ میں بہت اچھے ہیں تھینک یو سو مچ ۔۔۔

وہ مسکرا کر نہایت معصومیت سے بولی ۔۔۔

ضارب کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔۔

شکریہ کی ضرورت نہیں یہ تو ہمارا فرض تھا،،،، ویسے بھی بہنیں بھائیوں کو شکریہ ادا نہیں کرتی۔۔۔۔

جس پر اس نے مسکرا کر سر ہلایا۔۔۔

سر آپکا آٹو گراف مل سکتا ہے،،،، میری فرینڈز بہت خوش ہو گی جب میں انہیں دکھاو گی۔۔۔۔وہ سب آپکی بہت بڑی فین ہیں۔۔۔۔

" ایک شرط پر

زرتاشے نے سوالیہ دیکھا۔۔۔

آپ ہمیں سر نہیں بلکہ لالا کہہ کر بلائیں گی۔۔۔۔

جی لالا۔۔۔۔

مسکرا کر بولی۔۔۔۔

اب تاشے کے پاس تو کوئی چیز نہیں تھی جس پر ضارب آٹو گراف دیتا تو خان نے اپنی جیب سے رومال نکال کر دیا اور ساتھ میں پین بھی۔۔۔

جس پر اپنا نام لکھ کر ضارب نے اسکی طرف بڑھایا اور اسکے سر پر ہاتھ رکھتے گاڑی میں براجمان ہو گیا۔۔۔۔

تاشے نے خوش ہو کر وہ رومال سینے سے لگایا تھا۔۔۔۔

جبکہ ضارب کے بیٹھتے ہی ڈرائیور نے گاڑی سٹارٹ کی تھی جسے وہ مسکراتی نظروں سے دور جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

جب خان نے اسے مخاطب کیا۔۔۔۔

چلیں محترمہ میں آپکو گھر تک ڈراپ کر دوں۔۔۔۔

جس پر وہ ہوش میں آئی اور سر ہلاتے ہوئے ایک طرف چل پڑی،،،، جبکہ پیچھے پیچھے سر جھکا کر اسکے قدموں پر اپنے قدم رکھتا خان چل رہا تھا۔۔۔۔

________❤________

ابرش لاؤنج میں بیٹھی ٹی وی پر کارٹون مووی دیکھ رہی تھی جب تھکا ہارا سا ضارب اندر داخل ہوا۔۔۔۔

اور اسے ٹی وی میں مگن دیکھ کر بلند آواز میں سلام کیا۔۔۔۔

" وعلیکم السلام

آپ کب آئے حیرت سے پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔۔۔۔

تبھی جب ہماری چھوٹی سی بیگم کارٹون دیکھنے میں مگن تھیں۔۔۔۔۔

اسکے قریب ہی براجمان ہوتے اسکی پیشانی پر پیار کرتا مسکرا کر بولا۔۔۔۔۔

بس بور ہو رہی تھی تو سوچا مووی دیکھ لوں۔۔۔۔

اسکی بات پر وہ منہ بنا کر بولی ۔۔۔۔

چلیں اب ہم آ گئے ہیں تو آپکو بور نہیں ہونے دینے گے ،،،، اسے اپنے حصار لیتا معنی خیز لہجے میں بولا ۔۔۔۔

جبکہ یوں کھلے عام اسکے محبت کے مظاہروں پر وہ کسمسائی تھی ۔۔۔۔

سائیں کیا کر رہیں ہیں ہم اپنے کمرے میں نہیں ہیں ۔۔۔۔

" تو پھر

یہ پورا گھر ہمارا ہے ہم جہاں چاہیں اپنی بیوی سے پیار کر سکتے ہیں ،،،، کسی کو کوئی اعتراض "

وہ آئی برو اچکا کر بولا ۔۔۔۔

لیکن ایسے اچھا بھی تو نہیں لگتا وہ اسکے حصار سے نکل کر اٹھنے لگی جب ضارب نے کھینچ کر اسے اپنی گود میں بٹھایا۔۔۔۔

" سائیں گھر میں ملازم

اس سے پہلے وہ مکمل کرتی ضارب اسکی بولتی بند کر چکا تھا۔۔۔۔

ہمیں فرق نہیں پڑتا۔۔۔

کچھ دیر بعد اسکی سانسوں کو آزادی دیتے مسکرا کر بولا۔۔۔۔

ابرش نے شرم سے سرخ پڑتے اسے گھورا اور پھر آس پاس دیکھنے لگی یہ تو شکر تھا کہ کوئی ملازم فلحال وہاں موجود نہیں تھا۔۔۔۔

لیکن وہ معصوم نہیں جانتی تھی کہ اسکا شوہر سب ملازموں کو پہلے ہی اشارے سے وہاں سے روانہ کر چکا تھا،،،، تاکہ اسکی پرائیویسی ڈسٹرب نا ہو۔۔۔۔

ہو گئی تسلی کوئی نہیں ہے،،،،، اب چلیں جیسے ہم نے آپ کو پیار کیا ہے ویسے آپ بھی کریں۔۔۔۔

جبکہ اسکی ڈیمانڈ پر ابرش کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں۔۔۔۔

" یہ کیا کہہ رہے ہیں سائیں

فلحال نہیں ہے لیکن کوئی آ بھی سکتا ہے۔۔۔۔

" ابرش

اب کہ ضارب غصے سے بولا۔۔۔۔

جس پر وہ کچھ سہمی۔۔۔۔

پھر ایک نظر آس پاس دیکھنے کے بعد اسکی مرضی کا فعل انجام دینے لگی۔۔۔۔

اسکے محتاط انداز کو دیکھتے ضارب کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔۔

کوئی نہیں آئے گا ریلکس رہیں۔۔۔۔

اسکی ناک کے ساتھ ناک جوڑتے اسکی سانسوں کو ان ہیل کرتا گھمبیر تا سے بولا تھا۔۔۔۔

آپ،،،،،اتنی جلدی کیسے آ گئے؟؟؟؟؟

کیوں آپکو ہمارا آنا اچھا نہیں لگا؟؟؟؟؟

سوال کے بدلے سوال۔۔۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے بس ایسے ہی،،،،،اسکی سرخ خمار بھری نظروں کو دیکھتی منمنائی۔۔۔۔

کچھ نہیں کام جلدی ختم ہو گیا اور کچھ طبیعت بھی ٹھیک نہیں لگ رہی تھی تو بس اسی لیے چلے آئے۔۔۔۔

کیا ہوا ہے آپکو؟؟؟؟؟

اسکی طبیعت خرابی کا سنتی اسکی پیشانی پر ہاتھ رکھتے پریشانی سے گویا ہوئی۔۔۔۔

ریلکس،،،،، کچھ نہیں ہوا بس ہلکا سا سر میں درد ہو رہا تھا،،،، اب ہم بالکل ٹھیک ہیں۔۔۔۔

اسے پریشان ہوتے دیکھ کر نرمی سے بولا۔۔۔۔

آپکو اپنا دھیان رکھنا چاہیے نا،،،، ایسے بنا آرام کیے ہر وقت کام کریں گے تو سر درد ہوگا ہی نا،،،، اسکے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں تھامتے نم لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔۔

چلیں اٹھیں کمرے میں چل کر آرام کریں۔۔۔۔۔

وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھانے لگی جب ضارب نے اسے دوبارہ کھینچ کر اپنی گود میں بٹھایا تھا۔۔۔۔۔۔

ہمارا دل نہیں چاہ رہا بس آپ ہمارے پاس بیٹھ جائیں،،،،، اچھا میں ابھی آپ کیلئے اچھی سی کافی بنا کر لاتی ہوں۔۔۔۔۔

جو میں نے واسم لالا کیلئے بنانا سیکھی ہے۔۔۔۔۔اس سے آپکا سر درد بھی ٹھیک ہو جائے گا اور پھر ہم ساتھ میں ڈھیر ساری باتیں بھی کریں گے۔۔۔۔۔

اسکی معصومیت کو دیکھتے ضارب نے نا چاہتے ہوئے بھی ہاں میں سر ہلایا

۔۔۔۔۔

اور وہ اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

جبکہ پیچھے وہ نفی میں سر ہلاتا ٹی وی کی طرف متوجہ جس پر کوئی کارٹون مووی چل رہی تھی۔۔۔۔

" باربی

پھر ریموٹ اٹھا کر چینل چینج کیا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔

ناظرین آپکو بتاتے چلیں کہ پاکستان کے مشہور بزنس ٹائکون واسم شاہ نے کی ایک معصوم لڑکی کے ساتھ زیا*دتی۔۔۔۔

اور اپنی حوس پوری کرنے کے بعد پھر اسے مو*ت کے گھا*ٹ اتار دیا۔۔۔۔

ہمیں ہمارے ذرائع سے پتا چلا ہے،،،،، جہاں اس لڑکی کی تشد*د زدہ لا*ش پائی گئی ہے وہ واسم شاہ کے پی اے کا گھر ہے۔۔۔۔۔

جہاں اسے پچھلے کئی دنوں سے یر*غمال بنا کر رکھا گیا تھا۔۔۔۔۔

اور سننے میں یہ بھی آیا ہے،،،،، کہ یہ لڑکی واسم شاہ سے محبت کرتی تھی،،،، جسے شادی کا جھانسا دے کر انہوں نے اپنے جال میں پھسنایا تھا۔۔۔۔

ساتھ ہی سکرین پر واسم اور معروف کی ہاسپٹل والی ویڈیو چلائی گئی تھی۔۔۔۔۔

ان کے رشتے کا اندازہ آپ اس ویڈیو سے لگا سکتے ہیں۔۔۔۔

رپورٹرا بھی اور بھی بہت کچھ کہہ رہی تھی،،،، جب ضارب شاہ نے یہ سب سنتے پاس رکھا کرسٹل کا واز اٹھا کر ایل وی ڈی پر دے مارا۔۔۔۔

اور وہ ایک زور دار دھما* کے کے ساتھ بند ہوئی تھی۔۔۔۔ جس کی آواز سن کر کچن سے ضارب کیلئے کافی لے کر آتی ابرش ڈر کر چیخی اور ساتھ ہی ہاتھ میں پکڑی ٹرے زمین بوس ہوئی تھی۔۔۔۔

کافی کا مگ زمین پر گرتے کئی ٹکڑوں میں بٹ گیا۔۔۔۔ جبکہ گرم کافی کہ چھینٹے اس کے پاؤں پر گر کر اسے جھلسا گئے۔۔۔۔

جس پر وہ سسکی۔۔۔

ضارب شاہ نے پلٹ کر اپنی لہو رنگ ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھا،،،، پھر نظر انداز کرتے خان سے مخاطب ہوا۔۔۔۔

جو زرتاشے کو اسکے گھر چھوڑ کر ابھی ابھی شاہ مینشن میں داخل ہوا تھا

۔۔۔۔۔

اور دھما* کے کی آواز سنتے ہی دوڑ کر اسکے پاس آتا صورتحال سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔

واسم شاہ کو فون لگاووو۔۔۔۔

جس پر فورا عمل کرتے اس نے کال ملائی تھی۔۔۔۔

جبکہ ضارب کو اتنے غصے میں اپنے بھائی کا نام لیتے دیکھ کر ابرش کو کچھ غلط ہونے کا احساس شدت سے ہوا تھا۔۔۔۔

________❤________

________❤________

ماضی

حیدر شاہ کی قیادت میں شاہ خاندان خوشحال زندگی گزار رہا تھا۔۔۔۔

ان گزرے سے سالوں میں حویلی میں بہت سے لوگوں کا اضافہ ہو چکا تھا جس نے اسکی رونق کو مزید بڑھا دیا تھا۔۔۔۔

ارمغان شاہ اور روباب کے تین بچے تھے سب سے بڑے واسم جو اس وقت دس سال کے تھے،،،، ان سے چھوٹا زارون سات سال کا جبکہ سب سے چھوٹی بیٹی ابرش جو فلحال صرف ایک ماہ کی تھی۔۔۔۔۔

واسم نیچر وائز اور شکل و صورت میں بالکل ارمغان شاہ کی کوپی تھا،،، بس دو چیزیں تھیں جو اسے ان سے الگ بناتی تھیں۔۔۔۔

ایک اسکی آنکھیں اور بالوں کا رنگ جو اپنی ماں پر گیا۔۔۔۔

سیکنڈ غصے میں وہ ان سے بھی چار ہاتھ آگے تھا،،، اس چھوٹی سی عمر میں بھی غصہ ہر وقت اپنی چھوٹی سی ناک پر سجائے رکھتا تھا۔۔۔۔۔

وہ اپنی عمر کے بچوں کے برعکس ہر وقت سنجیدہ موڈ میں ہی رہتا۔۔۔۔

جبکہ اسکا چھوٹا بھائی زارون نیچر وائز بہت شرارتی تھا،،، ہر وقت کسی نا کسی تنگ کرتے پایا جاتا تھا۔۔۔۔

شکل و صورت میں وہ بھی اسکی ہی طرح بہت پیارا تھا لیکن اسکی آنکھوں کا رنگ اپنے بابا ارمغان شاہ پر گیا تھا۔۔۔۔
گہری کالی گھٹاؤں جیسا۔۔۔۔

اور اینڈ میں سب سے چھوٹی ابرش جس میں ان دونوں بھائیوں کی جان بستی تھی ۔۔۔۔

جسکی آنکھیں تو روباب پر گئی تھیں گہری نیلی لیکن اسکے نقوش جو تھے ان سب سے الگ اور بہت پیارے تھے،،،، ہاں اسکے بال جو تھے وہ اسکی آنی حجاب جیسے تھے۔۔۔۔

گھنگریالے ڈارک براون،،،،، وہ چھوٹی سی کوئی پری ہی معلوم ہوتی تھی جو بھٹک کراس دنیامیں آگئی۔۔۔۔

اسکے بعد یمان شاہ جن کے دو بچے تھے۔۔۔۔

بڑے ضارب شاہ جو اپنے دادا سائیں کے ساتھ ساتھ پورے خاندان کے لاڈلے تھے۔۔۔۔۔

لیکن اتنے لاڈ پیار کے باجود بھی چھوٹی سی عمر میں ہی وہ کافی سمجھدار تھے،،،،، انکے مزاج میں ایک ٹھہراؤ تھا۔۔۔۔۔

جو شاید حیدر شاہ کے زیادہ قریب ہونے کی وجہ سے۔۔۔۔۔

اور دوسری انکی بیٹی ابیہا جو ضارب سے تقریبا نو سال بعد انکی زندگی میں آئی تھی

جو ہو بہو حجاب اور روباب کی کاپی تھی ----بس اسکی آنکھیں اپنے بابا یمان شاہ پر تھی ----

سنہری کانچ جیسی -----

اور انکے بعد تھے موسی شاہ جنکی شادی حیدر شاہ نے اپنے ہی خاندان میں کی تھی -----اور انکی صرف ایک ہی بیٹی تھی ----

زر مینے موسی شاہ -----

ابرش سے صرف دو تین ماہ ہی بڑی تھی ----

اور اتنے سالوں میں موسی شاہ کے مزاج میں بھی اچھی خاصی تبدیلی آچکی تھی

وہ جو سب سے دور دور اور ہر وقت خاموشی اختیار کیے رکھتے تھے اب اپنی فیملی کو وقت دینے لگے تھے-----

رو باب اور حجاب کے ساتھ بھی انکے رویے میں کافی حد تک مثبت تبدیلیاں آئی تھیں-----

جو شاہ خاندان کیلیئے ایک بہت ہی خوش آئند بات تھی-----

--------♥--------

واسم میں نے آپکو کتنی بار بولا ہے بیٹا کہ یوں چھوٹی چھوٹی باتوں پر کسی پر ہاتھ نہیں اٹھاتے آخر آپکو میری بات سمجھ کیوں نہیں آتی ۔۔۔۔

ارمغان شاہ اسے غصے سے ڈپٹتے ہوئے بولے تھے جو اپنی آنکھوں میں غصے کی سرخی لیے ضارب شاہ کو گھور رہا تھا۔۔۔۔

آخر اس نے ہی تو سکول میں ہونے والی لڑائی کے بارے میں گھر آکر بتایا تھا ۔۔۔۔

آپ ضارب کی طرف کیا دیکھ رہے ہیں میں آپ سے بات کر رہا ہوں۔۔۔

اسکا رخ اپنی طرف موڑتے ہوئے کہا۔۔۔

پہلی بات اس میں میری کوئی غلطی نہیں تھی۔۔۔

اس لڑکے کی ہمت کیسے ہوئی تھی،،،، میرے بھائی واسم شاہ کے بھائی کو دھکا دے کر گرانے کی۔۔۔۔

لیکن ان سب میں انکی کوئی غلطی نہیں تھی کھیلتے وقت غلطی سے زارون کو دھکا لگا اور وہ گر گئے تھے۔۔۔

" اور انہیں تو زیادہ چوٹ بھی نہیں آئی لیکن آپ نے تو

میں تم سے بات نہیں کر رہا اس لیے بہتر یہی ہو گا،،،، تم اپنا منہ بند رکھو۔۔۔

ضارب کی بات درمیان میں کاٹتے چلاتے ہوئے بولا۔۔۔

جبکہ اسکی بدتمیزی کو دیکھتے ارمغان شاہ نے کھینچ کر اسے تھپڑ دے مارا تھا

لیکن اسکے منہ سے اف تک نہیں نکلی،،،، وہ اب بھی آنکھوں طیش لیے انکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑا تھا-----

یہ کیسی زبان استعمال کر رہے ہیں---ہم نے آپ کو یہ سب سکھایا ہے

" وہ آپکے بڑے بھائی ہیں،،، معافی مانگے ان سے،،،، فورا

نہیں بولوں گا---

" یک لفظی جواب

جس پر ارمغان شاہ نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی۔۔۔۔

میں یہ آپکو آخری وارننگ دے رہا ہوں،،،،، اگر آپ نے اپنی یہ حرکتیں نا سدھاری تو میں آپکو بوڈنگ میں ڈال دوں گا۔۔۔

تب آپکی عقل ٹھکانے آئے گی۔۔۔

انکی بات پر واسم ایک نظر اپنے باپ کی طرف اور دوسری قہر بھری نظر وہ ضارب پر ڈالتے بنا کچھ کہے ہی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

واسم

" واسم

جبکہ پیچھے وہ اسے پکارتے رہ گئے۔۔۔۔

کوئی بات نہیں تایا سائیں،،،، ابھی وہ چھوٹے ہیں اور کافی جذباتی بھی ہم سمجھ سکتے ہیں۔۔۔

رہنے دیں۔۔۔

نہایت نرم ٹھہرا ہوا لہجہ۔۔۔

لگتا ہی نہیں تھا کہ گیارہ سال کا بچہ بول رہا تھا۔۔۔

لیکن پھر بھی بیٹا انھوں نے بہت بدتمیزی سے بات کی انکی طرف سے میں آپ سے معافی مانگتا ہوں۔۔۔

کیسی باتیں کر رہیں ہیں تایا سائیں۔۔۔وہ ہمارے چھوٹے بھائی ہیں اور ہمیں انکی بات ذرا بھی بری نہیں لگی۔۔۔

آپ ہم سے معافی مانگ کر ہمیں شرمندہ مت کریں۔۔۔

آئی پراوڈ آف یو مائی سن۔۔۔

اسے اپنے سینے سے لگا کر پیشانی پر پیار کرتے فخریہ بولے۔۔۔

__________❤__________

سکول میں فٹبال سے کھیلتے وقت غلطی سے زارون کو دھکا لگا تھا،،،، جس کی وجہ سے اسکی ہلکی سی چوٹ لگی اور وہ رونے لگا۔۔۔۔

واسم شاہ جو اپنی بہن بھائی پر جان دیتا تھا،،،،اس نے بنا اصل بات جانے ہی اسکے بچے کو بری طرح پیٹ ڈالا۔۔۔۔

جس سے وہ بچہ ضرورت سے زیادہ زخمی ہو گیا تھا۔۔۔۔

اسکے والدین نے پرنسپل سے شکایت کرتے انہیں بہت برا بھلا کہا اور ساتھ ہی اسے سکول سے باہر نکالنے کے بارے میں بھی۔۔۔۔

سکول کے پرنسپل جو حیدر شاہ کے جاننے والے تھے،،،انہوں نے بہت مشکل سے معاملے کو سنبھالتے ہوئے اسے آخری وارننگ دی تھی۔۔۔۔

کہ اگر اس نے آئندہ سکول میں کوئی ایسی حرکت کی تو وہ بنا حیدر شاہ کا لحاظ کیے اسے سکول سے باہر نکال دے گئے۔۔۔۔

جس پر ضارب نے آگے بڑھتے انہیں یقین دہانی کرائی تھی کہ آئندہ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔۔۔

البتہ واسم شاہ کچھ بھی نہیں بولا تھا اور نا ہی اسکے کسی انداز سے ایسا لگ رہا تھا وہ اپنے کیے پر زرا بھی شرمندہ ہے۔۔۔

گھر واپس آتے ہی ضارب نے ساری بات ارمغان شاہ کو بتائی تھی۔۔۔۔

جنکی ڈانٹ کا بھی اس نے کوئی اثر نہیں لیا تھا،،، اور نا ہی اپنی غلطی ماننے کو تیار تھا،،،، الٹا اسے جو ڈانٹ پڑی تھی اس کیلئے ضارب کو زمہ دار سمجھ رہا تھا،،،، اگر وہ گھر آکر یہ سب نا بتاتا تو یہ سب نا ہوتا۔۔۔۔

_________♥________

حجاب آئینے کے سامنے کھڑی تیار ہو رہی تھی ابھی اس نے ہونٹوں پر لگانے کیلئے لپ اسٹک اٹھائی ہی تھی جب یمان نے اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیا۔۔۔۔

بہت پیاری لگ رہی ہیں۔۔۔

اسکے من موہنے مکھڑے کو آئینے میں دیکھتے گردن میں جھک کر اسکی خوشبو میں گہرا سانس کھینچتے محبت سے بولا۔۔۔

جبکہ اسکے حصار میں وہ کسمسائی تھی۔۔۔

شادی کو اتنے سال گزر جانے کے بعد بھی اسکی ذرا سی قربت پر اب بھی پہلے دن کی طرح ہی شرماتے تھی۔۔۔۔

اب بھی اسکے قریب آنے پر اسکے گلابی گال تپ کر سرخ ہونا شروع ہو گئے جس پر مسکراتے مان نے انہیں محبت سے چھوا۔۔۔۔

مان کیا کر رہے ہیں۔۔۔۔۔

اسکا حصار توڑنے کی کوشش کرتی منمنائی۔۔۔۔

کیوں آپکو نہیں پتا۔۔۔۔

گردن میں ناک سہلاتے گھمبیرتا سے بولا۔۔۔۔۔

" مان پلیز

پیچھے ہٹے مجھے تیار ہونا ہے۔۔۔۔

شرماتے ہوئے التجائی لہجے میں بولی۔۔۔۔۔

آپکو کسی تیاری کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔ میری آنکھوں سے دیکھیں آپ بنا کسی سنگھار کے بھی کتنی خوبصورت ہیں۔۔۔۔۔

اسکے معصوم نقوش کو والہانہ طریقے سے چھوتے اسے سٹپٹانے پر مجبور کر گیا

۔۔۔۔۔

" مان

اس نے رونے والی صورت بنائی۔۔۔۔

جس پر اس نے قہقہہ لگایا۔۔۔۔

اچھا نہیں کرتا تنگ تیار ہوں جائیں،،،، اور شرافت سے جا کر بیڈ پر سوئی ہوئی اپنی پرنسز سے پیار کرنے لگا۔۔۔۔

حجاب نے مسکرا کر اسکے وجیہہ چہرے کی طرف دیکھا،،،، بیشک یمان شاہ کی سنگت میں اسکی زندگی کے گزرے یہ ماہ و سال بہت خوبصورت تھے۔۔۔

اس نے ہر قدم پر حجاب کو سنبھالا تھا،،،، وہ جو چھوٹی چھوٹی باتوں سے ڈر جاتی تھی۔۔۔

اب حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا سیکھ گئی تھی۔۔۔

جسکی زبان صرف دوسروں کی ہاں میں ہاں ملانے کیلئے ہلتی تھی۔۔۔

اب بلا جھجھک سہی کو سہی اور غلط کو غلط بولتی تھی،،،، اسکی ذات کا غرور اسکا سارا اعتماد یمان شاہ کا ہی بخشا ہوا تھا۔۔۔۔

جس پر وہ تہہ دل سے اپنے رب کی مشکور تھی جس نے اسے اتنا پیار کرنے والا اسے سمجھنے والا خوبصورت ہمسفر عطا کیا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔

اچھا ماں کب تک واپسی ہو گی آپکی؟؟؟؟؟

حیدر شاہ نے اپنے خوبرو وجیہہ بیٹے کو دیکھتے ہوئے دل میں اسکی نظر اتارتے دریافت کیا۔۔۔

جی بابا سائیں ابھی تو کچھ کہا نہیں جا سکتا کیونکہ فنکشن رات کا ہے۔۔۔

" ہمم سہی

اگر زیادہ رات ہو جائے تو واپس آنے کی ضرورت نہیں ہے رات وہی رک جایئے گا۔۔۔۔

لیکن باباسائیں ایہا ابھی بہت چھوٹی ہے وہ میرے بغیر،،،،

تم ایہا کی فکر نہیں کرو میں ہوں نا تم بس آرام سے جا کر اچھے سے شادی انجوائے کر کے او۔

۔۔

اسکی بات کاٹتے ہوئے روباب محبت سے گویا ہوئی۔۔۔۔

" لیکن

بیٹا آپکو ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں روباب بٹیا سنبھال لیں گی سب۔۔۔۔اس بار حیدر شاہ سمجھاتے ہوئے بولے۔۔۔۔۔

جس پر اس نے نا چاہتے ہوئے بھی ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔

اور آگے بڑھ کر ضارب کو اپنے سینے میں بھینچتے اسکی پیشانی پر محبت سے بوسہ دیا۔۔۔۔۔

بہن کا خیال رکھنا ٹھیک ہے۔۔۔۔۔

جس کے جواب میں اس نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا تھا،،،،اور جب وہ اس سے الگ ہوا،،،، حجاب کو لگا جیسے اسکے وجود کا کوئی بہت خاص حصہ اس سے جدا ہو رہا ہو۔۔۔۔

اس نے تڑپ کر دوبارہ اسے سینے سے لگایا۔۔۔۔

پتا نہیں کیوں اسکا دل نہیں مان رہا تھا،،،، اپنے بچوں کو چھوڑ کر جانے کا۔۔۔۔

انجانے خدشات کے تحت اسکا دل بری طرح گھبرا رہا تھا۔۔۔۔

اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کبھی انہیں دوبارہ نہیں دیکھ پائے گی۔۔۔۔

چلیں حجاب دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔۔

یمان بولا۔۔۔۔

اور اسکے الگ ہوتے ہی اس نے بھی ضارب کو سینے سے لگاتے پیار کیا تھا،،،،
پھر حیدر شاہ اور باقی سب سے ملتے حجاب کو لے کر باہر کی طرف بڑھا۔۔۔۔

حیدر شاہ نے اپنے جوان توانا بیٹے کی پشت کو دروازے سے باہر غائب ہو جانے تک دیکھا تھا۔۔۔۔

پتا نہیں کیوں لیکن انکا دل کر رہا تھا کہ وہ انہیں روک دیں جانے سے،،،، لیکن پھر اپنے خیالات کی نفی کرتے اپنے بچوں کو اللہ کے ایمان میں دیا تھا۔۔۔۔

---------❤---------

شام کا وقت تھا۔۔۔۔

روباب اور نجمہ بیگم سبھی بچوں کو (سوائے واسم شاہ کے) لان میں لے کر بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔۔

باتوں کے ساتھ ساتھ چائے ناشتے کا دور بھی جاری تھا۔۔۔۔۔

ضارب کی گود میں ایک سالا ایہا بیٹھی تھی جسے وہ محبت سے کھیلا رہا تھا۔۔۔۔

جبکہ نجمہ اور روباب کی گود میں انکی بیٹیاں ابرش اور زر مینے تھیں۔۔۔۔۔

البتہ زارون پاس ہی لان میں فٹبال سے کھیل رہا تھا۔۔۔۔۔

چونکہ زرمینے سو چکی تھی تو نجمہ بیگم اسے لیٹانے کیلئے اندر کی طرف بڑھ گئیں

جب روباب کو یاد آیا کہ اس نے اماں سائیں کو میڈیسن نہیں دی جو وہ اکثر شام کے وقت چائے سے پہلے لیتی تھیں-----

ابیہا جو ایک سال کی تھی اب ہلکا ہلکا اپنے قدموں پر چلنے لگی تھی اب بھی ضارب کی گود سے اتر کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی زارون کی طرف بڑھ رہی تھی----

جو اپنی دونوں بانہیں پھیلائے----اسے اپنی طرف بلا رہا تھا-----

ضارب بیٹا آپ کچھ دیر ابرش کو سنبھالیں گے-----

میں ابھی اماں سائیں کو انکی دوائی دے کر آتی ہوں۔۔۔۔۔

جی آنی۔۔۔۔

مسکرا کر کہتے دونوں ہاتھ بڑھائے۔۔۔۔۔

روباب ایک ماہ کی ابرش کو اسکی گود میں دیتے مسکرا کر اندر کی طرف بڑھ گئی

۔۔۔۔۔

جب وہ اس چھوٹی سی گڑیا کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔۔

جو اپنی اوشن بلو آئز کھول کر ٹکر ٹکر اسکی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

اسکے معصوم نقوش اور پھولے گالوں کو دیکھتے بے ساختہ ضارب کو اس پر پیار آیا اور اس نے جھک کر اسکے دائیں گال ہونٹوں سے چھوا۔۔۔

لیکن یہ بات شاید اس پرنسز کو پسند نہیں آئی تبھی وہ گلا پھاڑ کر رونا شروع ہو گئی۔۔۔

جبکہ اسکے ری ایکشن پر وہ گھبرا کر اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔

اور اسے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے سنبھالتے کندھے کے ساتھ لگاتا چپ کروانے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔

لیکن وہ تھی کہ چپ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔۔

لٹل پرنسز "چپ ہو جائے۔۔۔۔

وہ اسکی پیٹھ تھپتھپاتے پچکارتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

جواب بھی روئے جارہی تھی۔۔۔۔۔

ہے لٹل باربی" یہ دیکھیں ہم اپنی گڑیا کو یہ چاکلیٹ دیں گے اگر آپ چپ ہو گئی تو۔۔۔۔۔

وہ اپنی جیب سے چاکلیٹ نکال کر اسکی آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے بولا ،،،،،جس پر وہ حیران ہو کر ایک پل کیلئے اسکی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔

اور پھر دوسرے ہی سیکنڈ دوبارہ رونا شروع کر دیا۔۔۔۔

جس پر ضارب نے گہرا سانس کھینچا ابھی وہ اسے چپ کروانے کی کوئی ترکیب سوچ ہی رہا تھا۔۔۔۔

جب واسم شاہ نے وہاں آتے ایک جھٹکے سے ابرش کو اسکی گود سے کھینچا۔۔۔

جس سے اسکے رونے میں روانی آئی تھی۔۔۔

یہ کیا کر رہے ہیں،،،،اگر وہ گر جاتیں تو؟؟؟؟؟

وہ فکرمندی سے اس معصوم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جسے وہ اپنے کندھے سے لگا چکا تھا۔۔۔۔

یہ میری بہن ہے مجھے پتا کہ مجھے اسکے ساتھ کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں۔۔۔

تم آئندہ اسے ہاتھ لگانے کی غلطی مت کرنا۔۔۔

ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔۔۔۔

اسکی بات سن کر ضارب نے غصے سے اپنے لب بھینچے۔۔۔۔

پہلی بات ہم سے تمیز سے بات کریں۔۔۔۔اور رہی گڑیا کو ہاتھ لگانے کی بات یہ ہماری بھی بہن ہیں اور آپ انہیں ہم سے دور نہیں کر سکتے۔۔۔۔

نہیں ہے یہ تمہاری بہن یہ صرف میری گڑیا ہے۔۔۔۔

وہ رہی تمہاری بہن تمہیں جتنا بھی پیار ہے اس پر جا کر لٹاو،،،،زارون کے ساتھ کھیلتی ابیہا کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔

آئندہ میری بہن قریب مت آنا،،،اور نا اسے اٹھانے کی کوشش کرنا ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔۔۔

سمجھ آئی میری بات۔۔۔۔

نہایت بدتمیزی سے کہتے وہ روتی ہوئی ابرش کو لے کر اندر حویلی کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

جبکہ پیچھے زندگی میں پہلی بار کول مائنڈڈ ضارب شاہ کو واسم شاہ پر شدید غصہ آیا تھا۔۔۔

--------❤--------

رات کے گیارہ بجے ،،،،، غور اندھیری سی رات ،،،،، آج تو آسمان سے چاند بھی غائب تھا۔۔۔۔

سنسان سڑک جسکے دونوں اطراف میں بڑے بڑے درخت تھے ،،،،،
اندھیرے میں گونجتی مختلف جانوروں کی آوازیں جو ماحول کو مزید خوفناک بنا رہی تھیں۔۔۔۔

ایسے میں دو گاڑیاں اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھیں۔۔۔۔
اگلی گاڑی میں مان اور حجاب بیٹھے تھے جبکہ انکے پیچھے گارڈز کی گاڑی تھی۔۔۔

جنہیں حیدر شاہ نے انکی حفاظت کیلئے ساتھ بھیجا تھا۔۔۔۔

ویسے تو مان کا آج رات وہی رکنے کا ارادہ بن رہا تھا،،،، لیکن حجاب کے کہنے پر کہ اسے اپنے بچوں کے بغیر اچھا نہیں لگ رہا،،،، وہ تقریب ختم ہونے سے پہلے ہی وہاں سے نکل آئے۔۔۔۔۔

جس کا اسکے دوست نے گلا بھی کیا۔۔۔۔

لیکن وہ مسکرا کر معذرت کرتا حجاب کو لے کر نکل آیا۔۔۔۔

کیا ہو گیا ہے حجاب ہم بس پہنچنے ہی والے ہیں۔۔۔۔۔ چلیں اپنا موڈ ٹھیک کریں اب۔۔۔۔۔

اسکو پریشان دیکھ کر نرمی سے گویا ہوا۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر وہ نا چاہتے ہوئے بھی زبردستی مسکرائی۔۔۔۔

اصل میں اسکا دل صبح سے ہی بہت گھبرا رہا،،، عجیب وسوسے سے دل میں آ رہے ۔۔۔۔ایسا لگ رہا جیسے کچھ بہت غلط ہونے والا ہے ۔۔۔۔

بس وہ جلد از جلد اپنے بچوں کے پاس پہنچ جانا چاہتی تھی ۔۔۔۔

ویسے آپکو ایک بات بتاؤں ۔۔۔۔۔

اسکو خاموش دیکھ کر دوبارہ مخاطب کیا۔۔۔۔۔

" جی

حجاب نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔۔

یار وہاں تقریب میں نکاح کی دلہن سے زیادہ تو تم پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔

قسم سے میرا دل کر رہا تھا کہ ایک بار پھر میں تمہیں دلہن بنا کر تم سے شادی کر لوں۔۔۔۔۔

پھر اسکے بعد دوبارہ ہنی مون منانے چلتے۔۔۔۔

وہ ایک آنکھ دبا کر شرارت سے گویا ہوا۔۔۔۔

جس پر وہ شرمائی تھی۔۔۔۔۔

تھوڑی شرم کر لیں مان آپ دو بچوں کے باپ ہیں۔۔۔۔۔

تو پھر کیا ہوا۔۔۔۔

جن کے بچے ہو جائیں کیا وہ لوگ دوبارہ ہنی مون پر نہیں جا سکتے۔۔۔۔

اور ویسے بھی مجھے لگتا ہے ہمیں ایک کوشش اور کرنی چاہیے ،،،، تمہیں نہیں لگتا ضارب اور ابیہا کا ایک بھائی بہن اور آنا چاہیے اس دنیا میں ؟؟؟؟

نہایت ہی سنجیدگی سے غیر سنجیدہ بات کہتا اسے سٹپٹانے پر مجبور کر گیا۔۔۔

وہ کانوں کی لوں تک سرخ پڑ گئی۔۔۔۔

نہیں مجھے ایسا نہیں لگتا اور اب چپ چاپ ڈرائیونگ کی طرف دھیان دیں ۔۔۔۔

مجھے اپنے بچوں کے پاس پہنچنا ہے جلد از جلد۔۔۔

وہ اسکا دھیان سامنے کی طرف کرواتی مسکراہٹ چھپا کر بولی۔۔۔۔

یار بچوں کے پاس بھی چلیں جائے گے پہلے بچوں کے باپ پر تو دھیان دے لو ــــــ

" مان

اسے شرارت سے باز نا آتے دیکھ کر اب کہ غصے سے بولی ــــ

جبکہ اسکو غصے سے اپنی طرف دیکھتے پا کر مان نے قہقہہ لگایا تھا ــــ

گاڑی اپنی رفتار سے چل رہی تھی ـــ وہ ابھی اپنے گاؤں سے چند کلومیٹر ہی دور تھے کہ مان کو سڑک کے بالکل درمیان میں ایک ہیولا نظر آیا ــ جسکی وجہ سے اسے اچانک بریک لگانی پڑی ــــ
جس کی وجہ سے انکے پیچھے آتے گارڈز کی گاڑی بھی رک چکی تھی ـــــ

اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے یا دیکھتے سڑک کے دونوں اطراف سے کچھ مسلح افراد نکلے جو ہتھیا*روں سے لیس تھے۔۔۔انہوں نے اندھادھند فائر*نگ سٹارٹ کر دی۔۔۔

مان حجاب اور گارڈز کو سنبھلنے کا موقع بھی نہیں ملا تھا۔۔۔۔

اور پوری فضاء گو*لیو*ں کی آواز سے گونج اٹھی تھی۔۔۔۔

مان نے حجاب کو نیچے کی طرف جھکاتے اسے بچانے کی ناکام کوشش کی تھی ۔۔۔۔

جبکہ اسکا اپنا وجود کچھ گولیوں اور کچھ گاڑی کے ٹوٹے ہوئے کانچ سے لہو لہان ہو چکا تھا۔۔۔

لیکن اس سے پہلے ایک گو*لی حجاب کے پہلو میں پیوست ہوتی اسے بری طرح زخمی کر چکی تھی۔۔۔۔

" جس پر وہ سسکی

ماں نے اسے اپنے سینے میں چھپاتے،،،مزید زخمی ہونے سے بچایا جبکہ خود رخ پلٹ کر اپنی پشت اوپر کر دی۔۔۔۔

کئی گو*لیاں ایک ساتھ آ کر اسکے وجود میں پیوست ہوئی۔۔۔۔

ماں کو اپنے حواس گم ہوتے محسوس ہوئے۔۔۔۔

جبکہ درد کی تاب نالاتے حجاب تو پہلے ہی اپنے ہوش و حواس کھو چکی تھی۔۔۔

مان نے بند ہوتی آنکھوں کے ساتھ اپنے سینے میں چھپے وجود کو ایک نظر دیکھنا چاہا لیکن اسکا وجود مکمل طور پر مفلوج ہو چکا تھا۔۔۔۔

پورے بدن میں درد کی شدت اس قدر تھی کہ وہ اسے پکارنے کی چاہ میں پھڑ پھڑاتے لبوں کے ساتھ لہرا کر گاڑی کی سیٹ پر گرا۔۔۔

اور ساتھ اسکے سینے پر خو*ن سے لت پت حجاب پڑی تھی۔۔۔۔

وہ مسلح افراد اپنا کام تمام کر کے جس خاموشی سے آئے تھے اسی سے واپس چلے گئے۔۔۔ جبکہ پیچھے سڑک پر بس خوفناک خاموشی رہ گئی اور حبس زادہ فضاء میں محسوس کی جانے والی خون کی بو۔۔۔۔

" مان

حیدر شاہ ایک خوفناک خواب کے زیر اثر ایک جھٹکے سے بیدار ہوئے تھے۔۔۔۔

انکی ایک کتاب کے مطالعے کے دوران چیئر پر بیٹھے بیٹھے ہی آنکھ لگ گئی تھی ،،،،، لیکن جو خواب انہوں نے دیکھا تھا اس نے انکا آرام سکون سب کچھ چھین لیا تھا۔۔۔۔۔

اور وہ فوراً امان کو فون ملانے لگے۔۔۔۔۔

جسکی بیل تو جا رہی تھی ،،،،، لیکن وہ اٹھا نہیں رہا تھا۔۔۔۔۔۔

حتیٰ کہ اسکے ساتھ گئے گارڈز کے فون بھی بند تھے۔۔۔۔۔

جس نے انکی پریشانی میں مزید اضافہ کیا تھا۔۔۔۔

اور وہ فوراسٹڈی روم سے نکل کر تیز قدموں سے ارمغان شاہ کے کمرے کی طرف بڑھے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔

حال

زارون نے اپنی زندگی کے چہرے کی طرف دیکھا،،،،جو بکھری سی حالت میں اسکے سینے پر سر رکھے سو رہی تھی۔۔۔۔

جب اسکی نظر وال کلوک پر گئی،،،،جو صبح کے چار بجا رہی تھی۔۔۔۔

اسے یکدم وقت کا احساس ہوا۔۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں سب گھر والے بیدار ہو جاتے۔۔۔۔۔

اور وہ اس سے پہلے پہلے اسے اسکے کمرے میں پہنچا دینا چاہتا۔۔۔۔۔۔

تاکہ کسی کو بھی اسکی ذات پر انگلی اٹھانے کا موقع نا ملے۔۔۔۔۔

" زر

بہت محبت سے پکارا۔۔۔۔۔

جسکا اس نے کوئی جواب نہیں دیا البتہ اسکی کمر کے گرد بازو کی گرفت اور مظبوط کی۔۔۔۔۔

" زر میری جان

دھیرے سے گال کو تھپتھپاتے ہوئے دوبارہ جگانے کی کوشش کی۔۔۔۔۔
جس پر جھنجھلائی۔۔۔۔۔

اوں ہوں،،،،، کیا ہے شاہ؟؟؟؟ سونے دیں۔۔۔۔۔
سینے میں چہرہ چھپاتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

زارون کے لب مسکرائے۔۔۔۔۔۔

شاہ کی جان صبح ہونے والی ہے۔۔۔۔اور اگر کسی نے آپکو میرے ساتھ اس وقت دیکھ لیا تو پھر پتا ہے نا کیا ہو گا۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر اس نے پھٹ سے اپنی سرمئی آنکھیں کھولیں،،،، جن میں اسکی قربت کی سرخیاں گھلی ہوئی تھیں۔۔۔۔

اسے یکدم ہی اپنی پوزیشن کا خیال ہوا،،،، اور وہ فوراً اس سے دور ہونے لگی ۔۔۔۔

لیکن زارون نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسکی کوشش کو ناکام بنایا۔۔۔۔

اب کیا ہوا؟؟؟؟اور نہیں سونا کیا؟؟؟؟؟

اسکے سرخ چہرے کو دیکھتے تکیے پر منتقل کرتا گردن میں شرارت سے ناک سہلاتے ہوئے بولا۔۔۔۔

کیا،،،،، کیا کر رہے ہیں؟؟؟؟

پلیز جانے دے۔۔۔۔

اس سے پہلے کوئی جاگ جائے۔۔۔۔

اسکی بے باکیوں پر بمشکل اٹکتے ہوئے بولی۔۔۔۔

لیکن اس نے کوئی اثر نہیں لیا اور اسے دھیرے دھیرے لبوں سے چھونے لگا

۔۔۔۔

" شاہ پلیز

اسے دوبارہ بہکتے دیکھ التجائی پکارا۔۔۔۔۔

کیا یار بندہ اپنی بیوی سے کھل کر رومانس بھی نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔

منہ بنا کر بولتا اسے چھوڑ کر اٹھ بیٹھا۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر زرمینے کی آنکھیں حیرت سے پھیلی۔۔۔۔۔

اور جو مجھے ساری رات ایک پل کیلئے سکون نہیں لینے دیا وہ کیا تھا؟؟؟؟؟

وہ رومانس تھا کیا؟؟؟؟؟

اسکی بات پر شرارت سے سوال گو ہوا۔۔۔

زرمینے کو اپنی بات کا ادراک ہوا،،،، اور وہ سرخ پڑتی خاموشی اختیار کر گئی

۔۔۔۔۔

زاروں نے بے ساختہ جھکتے اسکے سرخ بھرے بھرے لبوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لیا۔۔۔۔

اور چند پل اس کی سانسوں کو محسوس کرنے کے بعد دور ہوا۔۔۔۔

میرا دل تو نہیں کر رہا،،،، تمہیں ایک پل کیلئے بھی خود سے دور بھیجنے کا لیکن فلحال مجبوری ہے۔۔۔۔

ساتھ ہی دھیرے سے اسکی ٹھوڑی پر لب رکھے۔۔۔

تم ایک منٹ رکو میں ذرا دیکھ کر آوں کے راستہ کلیر ہے جا نہیں۔۔۔

ٹھیک ہے اسکی گال تھپتھپاتے پیار سے بولا۔۔۔۔

زرمینے نے مسکرا کر سر ہلایا۔۔۔

پھر اٹھ کر اپنی شرٹ پہننے لگا،،، جب زرمینے نے اسے روکا۔۔۔۔

کیا ہوا؟؟؟؟؟

سوالیہ دیکھا۔۔۔

زر مینے اپنے کپڑے درست کر کے اٹھ کر بیٹھی اور اسکا رخ پلٹ کر اسکی پشت کو بہت غور سے دیکھنے۔۔۔۔۔

اور اپنے کپکپاتے ہاتھ اسکی پشت پر کندھے کے نزدیک موجود گہرے زخم کے نشان پر رکھے۔۔۔۔

یہ کیا ہوا ہے ؟؟؟؟؟

کپکپاتے لہجے میں بولی۔۔۔۔

جس پر زارون کی آنکھوں کا رنگ یکدم بدلہ۔۔۔۔۔

جسے اگر زر مینے دیکھ لیتی تو روح تک لرز جاتی۔۔۔۔۔

اس نے اپنی آنکھیں بند کر کے دوبارہ کھولیں۔۔۔۔۔

پھر لبوں پر مسکراہٹ سجاتے پلٹا۔۔۔۔

کچھ نہیں ہوا میری جان ،،،، لیکن زارون یہ نشان تو ایسا ہے جیسے کسی نے آپ پر کسی تیز دھار چیز سے وار کیا ہو۔۔۔۔

ایسا کچھ نہیں ہے ،،،، یہ بچپن میں میں ایک بار گر گیا تھا اسی چوٹ کا نشان ہے ۔۔۔۔

" لیکن

میں کہہ رہا ہوں نا۔۔۔۔یکدم اسکا لہجہ تیز ہوا۔۔۔۔

اسکی بات درمیان میں کاٹتے بولا۔۔۔۔

اور اسکا انداز اس قدر سرد تھا،،،،، کہ زرمینے کی ہمت نہیں ہوئی دوبارہ سوال کرنے کی۔۔۔۔۔

اور چپ چاپ سر ہلا گئی۔۔۔۔۔

گڈ گرل۔۔۔۔۔

میں آتا ہوں ابھی،،،،، سپاٹ سے لہجے میں کہتے شرٹ پہنتا ہوا باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

پیچھے اسکی پشت کو زرمینے نے پرسوچ نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔

زرمینے کی آنکھوں کے آگے ایک بھیانک منظر چھن سے لہرایا۔۔۔۔

" وہ زارون

نہیں۔۔۔

اس نے نفی میں سر ہلاتے اپنے دماغ میں آتے خیالات کی نفی کی تھی۔۔۔۔۔۔

________♥________

واسم شاہ نے رات ورات دشمن کی بازی اس پر ہی پلٹ دی تھی۔۔۔۔

ہائی ایتھورٹی سے بات کر کے معروف کا پورسموٹم دوبارہ کروایا تھا،،،، جس کیلئے ڈاکٹرز بھی باہر سے منگوائے گئے۔۔۔۔

جن کی رپورٹ سے یہ ثابت ہوا تھا کہ معروف کی ڈیتھ تین دن پہلے نہیں بلکہ ایک دن پہلے تقریباً شام بجے کے قریب ہوئی تھی۔۔۔۔

اور وہ اس وقت پاکستان میں موجود ہی نہیں تھا۔۔۔

اپنے پاس موجود تمام ثبوت اس نے میڈیا کے سامنے رکھے تھے بمع ڈی این اے رپورٹ جس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ وہ لڑکی کتنی بڑی فراڈ تھی۔۔۔۔

اور اسے ٹریپ کرنے کیلئے دشمن کی چلی گئی چال۔۔۔۔

جبکہ واسم شاہ کا دور دور تک اس سے کسی بھی قسم کا کوئی تعلق نہیں تھا۔۔۔۔

اس نے بہت واضح الفاظ میں معروف کا کردار سب کے سامنے پیش کیا تھا،،،،

جبکہ اسکے بے باک انداز نے میڈیا کے ساتھ ساتھ تمام سننے والوں کے کانوں سے بھی دھوائیں نکال دیئے تھے۔۔۔۔

بات اس وقت اسکے کردار پر آئی تھی،،،، جس پر وہ کسی بھی قسم کا کمپرومائز کرنے کو تیار نہیں تھا۔۔۔۔

بس اپنے راستے میں آنے والی ہر چیز ہر شخص جس نے اسکے ماں باپ کی پرورش پر سوال اٹھایا تھا اسکے کردار پر تہمت لگائی تھی اسے برباد کر دینا چاہتا تھا ـــــ

دشمنوں نے بہت ہلکے میں لے لیا تھا واسم شاہ کو،،،،، وہ نیلی آنکھوں والوں مغرور شہزادہ جس کے سامنے اسکے ماں باپ کی بھی نہیں چلتی تھی،،،،، جو صرف حکمت کرنا جانتا تھا ـــ

تمام مہرو کو اپنی انگلیوں پر نچاتے ایک لمحہ لگا تھا اسے اور ساری بازی الٹ گئی تھی ـــــ

اس نے اپنی چھا جانی والی شخصیت اور لہو رنگ ہوئی آنکھوں کے ساتھ پورے ماحول پر سحر طاری کر رکھا تھا ـــــ

اس کے لفظ لفظ میں ایک جنون تھا اور ایسی کاٹ کہ اس پر سوال اٹھانے والے اپنی ہی نظروں میں شرمندہ ہو کر رہ گئے۔۔۔۔۔

واسم شاہ ایک ایسی آگ تھا جو اپنے اندر سب کچھ جلا کر تباہ و برباد کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔۔۔۔

اس نے اپنے خلاف رپورٹ تیار کرنے پر رپورٹ تیار کرنے والے ڈاکٹر کے ساتھ ساتھ اس کے ہاسپٹل پر بھی کیس دائر کر دیا تھا۔۔۔۔۔

جس پر ہاسپٹل انتظامیہ نے ایکشن میں آتے نا صرف اس ڈاکٹر کا لائسنس کینسل کیا تھا بلکہ پولیس اسے اپنی حراست میں بھی لے چکی تھی۔۔۔۔

جس نے بتایا تھا کہ اس نے یہ سب اپنی فیملی کو بچانے کیلئے کیا۔۔۔

کیونکہ اسکی پانچ سالہ بیٹی کو کچھ لوگوں نے اغوا کر لیا تھا۔۔۔اور اسے چھوڑنے کے بدلے میں جھوٹی رپورٹ تیار کرنے کا بولا۔۔۔

تمام معاملہ کلیر ہوتے ہی ہاسپٹل کے اونر نے بذات خود اس سے معافی مانگی تھی ۔۔۔۔

اور کیس واپس لینے کی درخواست کی۔۔۔۔

جبکہ اپنے پوتے کا جاہ وجلال دیکھتے حیدر شاہ کا سینہ فخر سے چوڑا ہوا تھا۔۔۔۔

انہیں اپنے پوتوں پر ناز تھا،،،، کہ وہ اپنے اندر ہر حالات ، ہر پریشانی کا سامنا کرنے کی ہمت وصلاحیت رکھتے تھے۔۔۔

ارمغان شاہ کے چہرے پر بھی اپنے شیر کو دیکھتے ہوئے پر سکون مسکراہٹ تھی

سر ایک ہی رات میں جیسے آپ نے ساری بازی پلٹی ہے کسی عام انسان کی عقل اسے دیکھتے دنگ رہ جائے۔۔۔۔

تو کیا آپ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ یہ سب کچھ آپ نے اکیلے کیا ہے یا پھر کسی خاص شخصیت نے مدد کی ہے؟؟؟؟؟

ایک رپورٹر نے اٹھ کر مسکراتے ہوئے سوال کیا۔۔۔

جس کے جواب میں وہ بھی ون سائڈڈ خوبصورتی سے مسکرایا۔۔۔

جی بالکل ،،،،، کوئی ہے جس مدد کے بنا میں یہ سب کچھ نہیں کر پاتا۔۔۔

اور وہ ذات ہے میرے اللہ کی ،،،، جو واحدہ ہو لا شریک ہے ،،،، ہر چیز پر قادر ،،،، جس کی مرضی کے بنا ایک پتہ بھی نہیں ہل سکتا۔۔۔۔

وہی سب کی مدد کرنے والا کارساز ہے ،،،، وہ اپنے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ سجائے نرمی سے گویا ہوا۔۔۔

اور جس انسان کو اپنے رب کا ساتھ مل جائے اسے دنیاوی ہمدردیوں کی ضرورت نہیں رہتی۔۔۔۔

اور ویسے بھی مجھے کسی دوسرے کا احسان لینا نہیں پسند ،،،، اپنے دشمنوں کو منہ توڑ جواب کیسے دینا ہے یہ میں اچھے سے جانتا ہوں۔۔۔۔

نہایت ہی پر سکون انداز میں ایک ایک لفظ ٹھہر ٹھہر کر بولا۔۔۔۔

جس پر اس نے مسکرا کر سر ہلایا۔۔۔۔

دوسری طرف شاہ مینشن کے لاؤنج میں بیٹھے ضارب شاہ کے گھنی مونچھوں تلے عنابی لب اسکی باتوں پر دلکشی سے مسکرائے تھے۔۔۔۔

سردار سائیں یہ آخری لائن سپیشلی آپ کیلئے بولی گئی ہے۔۔۔۔

خان ضارب کو مسکراتے دیکھ شرارت سے گویا ہوا،،،، جس پر اسکی مسکراہٹ کچھ اور گہری ہوئی تھی۔۔۔۔

ابیہا جو ضارب کیلئے چائے لے کر آرہی تھی اسکی سماعتوں سے واسم کے آخری جملے ٹکرائے تھے۔۔۔۔

" نک چڑھا کھڑوس ڈریگن

اونچی آواز میں بڑبڑائی تھی،،،،، ضارب نے سنتے قہقہہ لگایا،،، جس پر وہ خفیف سی ہوتی اسے چائے دے کر جانے لگی جب اس نے چائے ایک سائڈ رکھتے اسے اپنے پاس بٹھایا تھا۔۔۔۔

ابیہا نے آنکھوں میں آنسو بھر اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

ان شااللہ سب کچھ بہت جلد ٹھیک ہو جائے اسکی پیشانی پر محبت سے بوسہ دیتے اپنے سینے سے لگایا۔۔۔

ان شااللہ

اسکے سینے میں چہرہ چھپاتے دھیرے سے بولی۔۔۔۔

________♥________

میرے خیال میں اب تمہیں کچھ بڑا پلین کرنا چاہیے ،،،،ان چھوٹی موٹی چالوں سے تم انکا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ویسے بھی تمہاری ہر چال تم ہی الٹی پڑتی جا رہی ہے ____

احسن حیات اپنے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھتے استہزائیہ بولے____

سوچ ہے تمہاری ورنہ میں جو کرنا چاہ رہا تھا وہ تو ہو گیا___

" کیا مطلب

انکی بات پر وہ طنزیہ مسکرایا___

میرا مقصد انکی بدنامی نہیں بلکہ انہیں آپس میں لڑوا کر انہیں ایک دوسرے سے الگ کرنا ہے۔۔۔۔

حیدر شاہ نے اپنے خاندان کو جو ایک تسبیح کی صورت باندھ کر رکھا ہے اسے توڑ کر ان موتیوں کو بکھیرنا ہے۔۔۔

جس کی شروعات ہو چکی ہے۔۔۔

اتنی نفرت پیدا کر دوں گا انکے درمیان کہ ایک دوسرے کی شکل دیکھنا بھی پسند نہیں کرینگے۔۔۔

جب یہ ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے تو انکی طاقت بھی آدھی رہ جائے گی

۔۔۔۔

پھر ایک ایک کر کے انہیں میں اپنا شکار بناوں گا۔۔۔۔

وہ اپنے عزائم سے انہیں آگاہ کرتا زہر خند لہجے میں گویا ہوا۔۔۔۔

وہ سب تو ٹھیک ہے،،،، لیکن مجھے نہیں لگتا کہ تم اس میں کامیاب ہو پاو گے

۔۔۔۔

پھر اتنی محنت کا فائدہ۔۔۔

میرے خیال میں اب تمہیں انہیں انکے حال پر چھوڑ دینا چاہیے۔۔۔۔

وہ اس پر طنز کرتے بولے۔۔۔

جس پر اس نے اپنے جبڑے بھینچے تھے۔۔۔۔

نہیں چھوڑ سکتا،،، کسی صورت نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔

تم اپنے بھائی کا قتل بھول سکتے ہو،،، لیکن میں اپنے باپ کا نہیں۔۔۔۔

جب تک شاہ خاندان کی نسل ختم نا کر دوں تب تک مجھے چین نہیں ملے گا۔۔۔

اپنے ہاتھ میں پکڑا وائن کا گلاس دیوار پر مارتے دھاڑ کر بولا۔۔۔
تم سے کس نے بول دیا کہ میں اپنے بھائی کا قتل بھول گیا ہوں۔۔۔

استہزائیہ لب و لہجہ

تمہارے پرانے اعمال نے،،، وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دو بدو طنزیہ گویا ہوا۔۔۔

جس پر وہ کچھ پل کیلئے خاموشی اختیار کر گئے۔۔۔

اور وہ طنزیہ ہنسا۔۔۔

اب تمہیں وہ لڑکی نہیں چاہیے کیا؟؟؟؟

قریب آکر کندھے پر ہاتھ رکھتے سرگوشی نما آواز میں بولا۔۔۔

وہ میرا مسئلہ ہے تمہیں ان سب میں بولنے کی ضرورت نہیں۔۔۔

اپنے کندھے سے اسکا ہاتھ جھٹکتے غصے سے بولے۔۔۔۔

جس پر اس نے قہقہہ لگایا۔۔۔

دیکھا جائے تو میرا تمہارا مقصد الگ نہیں ہے۔۔۔

تمہیں حیدر شاہ کی پوتی چاہیے اور مجھے حیدر شاہ اور اسکے خاندان کی بربادی

اور اگر ہم مل جائیں تو انکے خلاف ہماری طاقت بھی دوگنی ہو جائے گی۔۔۔

کیا کہتے ہو؟؟؟؟

اسکی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتے اس بار مسکرا کر بولا۔۔۔

جسے کچھ پل دیکھنے کے بعد انہوں نے تھام لیا،،،، دونوں کا وحشت ناک قہقہہ ایک ساتھ گونجا تھا۔۔۔

-------♥-------

زندگی کے دن ایسے ہی بے کیف سے گزر رہے تھے۔۔۔۔

اس دن کے بعد سے نا واسم شاہ اس سے کوئی رابطہ کیا،،،، اور نا ہی فلحال ضارب شاہ کے پاس وقت تھا اس مسئلے کو سلجھانے کا،،،،، اسکی روٹین کچھ دنوں سے کافی ٹف ہو چکی تھی۔۔۔۔

اور وہ حیدر شاہ کے کئی بار حویلی بلانے پر وقت نا ہونے کی وجہ سے چاہ کر بھی نہیں جا سکا۔۔۔۔

جس کی وجہ سے ابرش اب اس سے کافی حد بدگمان ہو چکی تھی۔۔۔

کیونکہ اس نے جو شرط رکھی تھی وہ پوری ہونے کے بعد اسے خود ایہا کو واپس واسم کے پاس چھوڑ کر جانا چاہیے تھا۔۔۔۔

دوسرا اس نے ایک بار بھی فون کر کے اسکا حال نہیں پوچھا تھا کہ وہ کیسی ہے کس حال میں ہے۔۔۔۔

کیا اسکی نظر میں اسکی ذات کی کوئی اہمیت نہیں تھی یہی بات ابرش کو دن با دن اس سے دور کرتی جا رہی تھی۔۔۔۔

وہ بہت چھوٹی تھی،،،،، ضارب کے مصلحتاً لیے گئے فیصلوں کو نہیں سمجھتی تھی ۔۔۔۔۔

اس کیلئے تو انسانوں کا رویہ ہی سب سے زیادہ اہمیت رکھتا تھا۔۔۔۔

اور یہاں ضارب شاہ سے غلطی ہوئی تھی اپنے دوسرے مسلوں کو سلجھاتے اسکی طرف سے اس نے لاپرواہی برتی تھی۔۔۔۔

جس نے ابرش کا دل اسکی طرف سے کھٹا کر دیا تھا

اور وہ جو پہلے کچھ دن اپنے سائیں کے پاس جانے کی رٹ لگائی رکھتی تھی اب اسکا نام تک سننا گوارہ نہیں کرتی تھی۔۔۔۔

بلکہ جہاں اسکا ذکر ہوتا تھا وہاں سے خاموشی سے اٹھ کر چلی جاتی۔۔۔۔

اور نا ہی پہلے کی طرح ہنستی مسکراتی تھی،،،،، جسے دیکھ کر حیدر شاہ کے ساتھ باقی گھر والے بھی بہت پریشان تھے۔۔۔۔

حیدر شاہ نے ضارب کو فون کر کے کتنی بار حویلی بلایا تھا لیکن وہ اپنے سیاست کے کاموں میں اتنا الجھا ہوا تھا کہ اسے وقت ہی نہیں مل پا رہا تھا۔۔۔۔

دوسری طرف ابیہا نے واسم کو بہت بار فون کر کے بات کرنے کی کوشش کی ٹیکسٹ کیے لیکن اس نے ایک بار بھی جواب دینا ضروری نہیں سمجھا۔۔۔۔

جس پر اس نے بھی ناامید ہوتے یہ کوشش ترک کر دی۔۔۔

بلکہ ضارب کے کہنے پر وہ یونیورسٹی جوائن کر چکی تھی،،،، وہ علیحدہ بات کہ اب اسکا پڑھائی میں بھی دل نہیں لگتا تھا۔۔۔

کیونکہ اس کے دھیان کے دھاگے تو ہر وقت اس بے رحم ظالم انسان کے ساتھ جڑے رہتے تھے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔

یہ بھی کچھ ایسا ہی دن تھا۔۔۔۔

ابیہا اپنی فرینڈز کے ساتھ یونی کے گیٹ پر کھڑی تھی۔۔۔۔

آج وہ لوگ وقت سے پہلے ہی فارغ ہو گئے تھے۔۔۔کیونکہ انکا لاسٹ پریڈ فری تھا۔۔۔

پروفیسر لیکچر دینے کیلئے روم میں آئے لیکن پھر پتا نہیں اچانک کیا ہوا کہ انہیں ایک فون کال آئی اور وہ ضروری کام کا کہتے وہاں سے نکلتے چلے گئے ۔۔۔

جس کی وجہ سے ساری کلاس بہت خوش تھی ،،،، ابیہا کی فرینڈز نے مل کر کسی اچھے سے ہوٹل میں لنچ ساتھ کرنے کا پلان بنایا۔۔۔

وہ اسے بھی اپنے ساتھ لیجانا چاہتی تھیں لیکن ایک تو آجکل اسکا موڈ ویسے ہی خراب تھا دوسرا اسے بلا ضرورت یونی اور گھر سے باہر نکلنے کی اجازت بھی نہیں تھی ۔۔۔

اس لیے اس نے سہولت سے ان سب سے معذرت کر لی۔۔۔

اور ساتھ خان کو فون کر کے یونیورسٹی آنے کا بھی بول چکی تھی۔۔۔

کیونکہ اسے یونی لیجانے اور واپس لانے کی زمہ داری اسی کی تھی۔۔۔

اس نے اسے صرف دس منٹ انتظار کا بولا۔۔۔

اسکی باقی فرینڈز تو اس سے مل کر ہوٹل کیلیئے روانہ ہو چکی تھیں۔۔۔

لیکن ایک اسکے ساتھ ابھی کھڑی تھی کیونکہ اسے ابیہا کو ایسے اکیلے چھوڑ کر جانا اچھا نہیں لگا۔۔۔۔

اس لیے انہیں کچھ دیر میں جوائن کرنے کا بولتی اسکے ساتھ خان کا انتظار کرنے لگی۔۔۔۔

ابھی وہ لوگ کھڑی باتیں ہی کر رہی تھیں۔۔۔۔

جب ایہا کو اپنے پیچھے بھاری قدموں کی آواز سنائی دی،،،،، جس کے ساتھ ہی ایہا کو اپنے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی محسوس ہوئی۔۔۔۔۔

فضاء میں پھیلتی اسکی مخصوص پرفیوم کی خوشبو نے اسے اپنے حصار میں لیا

۔۔۔۔۔

جس پر اس کا دل بے ساختہ زوروں سے دھڑکا۔۔۔۔

" سم

زیر لب بڑبڑائی۔۔۔۔

اور ساتھ ہی پیچھے مڑ کر دیکھا اور توقع کے عین مطابق وہ اپنی چھا جانے والی شخصیت کے ساتھ اسکی طرف ہی قدم بڑھا رہا تھا۔۔۔

اپنی گہری سمندر جیسی آنکھوں پر سن گلاسز لگائے،،،، سنہری بال جنہیں جیل لگا کر سیٹ کیا گیا تھا۔۔۔

گھنی مونچھوں کے ساتھ ہلکی بڑی ہوئی شیو۔۔۔

بلیک پینٹ کوٹ میں ملبوس وہ شخص ابیہا کو ٹھٹھکنے پر مجبور کر گیا۔۔۔

" ابیہا

اس کی دوستی نے پکارا۔۔۔

لیکن جواب ندارد۔۔۔۔

ایبھا ہوش میں ہوتی تو کوئی جواب دیتی وہ تواس ساحر کے سحر میں مکمل طور پر قید ہو چکی تھی۔۔۔۔

جسے محسوس کر کے واسم کے خوبصورت لبوں پر متبسم بکھرا۔۔۔۔

اسے ایک ہی جگہ ٹکٹکی باندھے دیکھ کر اسکی فرینڈ نے آگے بڑھ دیکھا۔۔۔۔

اور چند پل کیلئے مبہوت رہ گئی۔۔۔۔

واو ہی از سو ہینڈسم۔۔۔۔

سرگوشی نما آواز میں بولی۔۔۔۔۔

جسے سن کر ایبھا ہوش میں آئی ساتھ ہی اسکی صبیح پیشانی بل پڑے۔۔۔۔

اس نے ترچھی نظروں سے اسے گھورا۔۔۔

واسم اس سے چند قدموں کی دوری پر آ کر رکا۔۔۔

" چلو

تحکمانہ لہجہ ۔۔۔

واوا ایسا تم جانتی ہو انہیں،،، وہ جو واسم کی بات پر حیران نظروں سے اسکی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

ملیحہ (دوست) کی بات پر اسکی طرف دیکھنے لگی

بے ساختہ اسکا سر ہاں میں ہلا۔۔۔۔

اچھا یہ تمہارے لالا ہیں۔۔۔۔۔

اسکے سر ہلانے پر پر جوشی سے بولی۔۔۔۔

کیونکہ خان کو وہ پہلے دیکھ چکی تھی جو اسے روز چھوڑنے اور لینے آتا تھا۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات ایہا نے بے ساختہ لاحول ولا قوت پڑھا،،،، بل تو واسم کی کشادہ پیشانی پر بھی پڑے تھے۔۔۔

کیا کہہ رہی ہو بیوقوف یہ میرے لالا نہیں ہیں۔۔۔

تو کون ہیں پھر؟؟؟؟

ہز بینڈ ہیں۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ اور کوئی اندازہ لگاتی،،،ابیہا جلدی سے بولی۔۔۔۔

اس نے حیرت سے ایک بار پھر واسم کی طرف دیکھا جیسے اسکی بات پر یقین کرنا چاہ رہی ہو۔۔۔۔

شکل سے تو بھائی لگ رہے ہیں۔۔۔۔

اس نے روانی میں کہتے زبان دانتوں تلے دبائی۔۔۔۔

وہ میرا مطلب تھا کہ آپ دونوں کے نقوش بہت ملتے جلتے ہیں۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے ابیہا میں چلتی ہوں۔۔۔۔

جلد بازی میں کہتی ایبہا سے گلے مل کر فوراوہاں سے نکلی،،،، کیونکہ اپنی بات پر واسم کے سرخ و سفید رنگ میں سرخیاں گھلتی دیکھ چکی تھی اور ساتھ اسکا غصے سے مٹھیاں بھینچنا بھی۔۔۔۔

جبکہ واسم کی حالت اور ملیحہ کو اس سے ڈر کر بھاگتے دیکھ کر ایبہا نے بمشکل مسکراہٹ چھپائی۔۔۔۔

" تمہیں سنائی نہیں دے رہا چلو

پہلی کی نسبت قدرے غصے سے بولا۔۔۔۔

اور اگر میں نا چلوں تو " اسکی طرف متوجہ ہوتے بولی۔۔۔

واسم جسکا دماغ پہلے ہی ملیحہ کی باتوں سے تپ چکا تھا باقی کی رہی سہی کسر اسکے جواب نے پوری کر دی تھی۔۔۔۔

اس نے آو دیکھا نا تاوا سے ایک جھٹکے سے اٹھاتے کندھے پر ڈالا اور قدم گاڑی کی طرف بڑھائے۔۔۔۔

ابیہا نے بمشکل لب بھینچ کر نکلنے والی چیخ کو روکا۔۔۔۔

کیا کر رہے ہیں واسم مجھے نیچے اتاریں۔۔۔۔

وہ ہاتھ پیر چلاتی غصے سے بولی۔۔۔۔ جسکا واسم نے کوئی اثر نہیں لیا تھا اور اسے لا کر گاڑی میں پھٹکنے کے انداز میں بیٹھاتے دروازہ بند کیا۔۔۔۔

اور جلدی سے دوسری طرف آتے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔۔۔

_______♥_______

" گاڑی روکے سم

میں لالا کی اجازت کے بنا آپ کے ساتھ نہیں جاسکتی۔۔۔

وہ دروازہ کھولنے کی کوشش کرتی غصے سے بولی۔۔۔

جس کا اس نے کوئی اثر نہیں لیا الٹا گاڑی کی سپیڈ کچھ اور تیز کی۔۔۔۔

دوسری طرف خان یونیورسٹی پہنچ چکا تھا،،، اور اسے جب آس پاس دیکھنے کے بعد ابیہا کہیں نظر نہیں آئی تو اس نے فون نکال کر اسے کال ملائی۔۔۔

خان کی کال آتے دیکھ کر اس نے اٹینڈ کر کے بات کرنی چاہی۔۔۔

جب واسم نے اسکے ہاتھ سے موبائل چھینتے اسے آف کر کے اپنی جیب میں رکھ لیا۔۔۔

کیا کر رہے ہیں۔۔۔وہ مجھے لینے آئے ہونگے۔۔۔مجھے انہیں کچھ بتانے تو دیں۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف جواب بس خاموشی تھی۔۔۔

ایبہا نے اسکے ڈھیٹ پن کو دیکھتے دانت پیسے تھے۔۔۔اور منہ دوسری طرف کر کے باہر کے نظارے دیکھنے لگی۔۔۔۔

سم کہاں لے کر جا رہے ہیں مجھے ؟؟؟؟

گاڑی کو انجان راستوں پر چلتے دیکھ کر ابیہا پریشانی سے گویا ہوئی۔۔۔۔

میں تمہارے کسی بھی سوال کا جوابدہ نہیں اس لیے بہتر یہی ہو گا اپنا منہ بند رکھو

۔۔۔۔۔

لہو رنگ ہوئی آنکھیں اسکے چہرے پر ٹکاتے دھاڑتے ہوئے بولا۔۔۔۔

جبکہ اسکے غصے کو دیکھتے وہ کچھ سہمی تھی۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے میں کچھ نہیں بولوں گی نا ہی کوئی سوال کروں گی،،،، لیکن پلیز میرا فون تو مجھے دے دیں کم از کم میں لالا کو انفارم کر دوں کہ میں آپکے ساتھ ہوں۔۔۔۔۔

وہ پریشان ہو رہے ہونگے۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر واسم کے چہرے پر پراسرار سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

اسے ہی تو تڑپانا ہے۔۔۔

" بھاری معنی خیز لہجہ

جسے سن کر ایہا کو غصہ آنے لگا،،،،آخر آپکو مسئلہ کیا ہے لالا سے ؟؟؟؟

کیوں پریشان کرنا چاہتے ہیں انہیں ؟؟؟؟

اسکو غصے سے بات کرتے دیکھ واسم نے ایک جھٹکے سے گاڑی روکی تھی۔۔۔۔

ایہا جس نے سیٹ بیلٹ نہیں باندھی اس کا سر سیدھا جا کر ڈیش بورڈ سے ٹکراتا لیکن واسم نے اس سے پہلے ہی اسے ایک جھٹکے سے قریب کھینچا۔۔۔۔

ابھی وہ اس اچانک رونما ہونے والی افتاد پر سنبھل بھی نہیں پائی تھی کہ وہ اسکے لبوں پر جھکتے اپنا غصہ نکالنے لگا۔۔۔۔

اسکے جارحانہ اور تکلیف دہ عمل پر ایہا کے آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔۔۔

اور جب اسے سانس لینے میں مشکل پیش آئی،،،، تو اس نے واسم کو کندھے سے پکڑ کر پیچھے کی طرف دھکیلانا چاہا۔۔۔۔

لیکن اس نے گرفت مظبوط کرتے اپنا عمل جاری رکھا،،،، ایہا کی آنکھوں سے آنسو موتیوں کی صورت ٹوٹ کر اسکے چہرے پر گرے۔۔۔۔

جس پر وہ طنزیہ مسکراتے پیچھے ہوا۔۔۔۔

ابھی وہ ٹھیک سے سانس بھی نہیں لے پائی تھی کہ اس نے ایہا کو واپس اسکی سیٹ پر دھکیلتے اسکی نازک گردن کو اپنی سخت گرفت میں لیا۔۔۔

جبکہ اسکی حرکت پر ایہا نے حیرت اور ڈر کے ملے جلے تاثرات چہرے پر سجاتے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

آئندہ میرے سامنے اپنے بھائی کی حمایت میں تمہاری زبان سے ایک لفظ بھی نکلا تو اسکا انجام بالکل اچھا نہیں ہو گا۔۔۔۔

وہ کسی زخمی شیر کی طرح دھاڑتے ہوئے بولا۔۔۔۔

ساتھ ہی اسکی گردن پر دباؤ کچھ اور بڑھایا۔۔۔

ایہا کو اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا،،، آنکھیں بڑی ہو کر باہر کو ابل آئی۔۔۔۔

جسے دیکھ کر وہ اپنی گرفت ہلکی کرتا اسکی گردن کو نرمی سے سہلانے لگا،،،،
جس سے اسکی سانسیں کچھ ہموار ہوئی،،، البتہ اسکے سہلانے کے انداز اور
کھردرے لمس پر وجود میں سنسنی خیز لہر دوڑ گئی۔۔۔۔

واسم اسکے خوبصورت چہرے کو قریب سے دیکھتے ایک بار پھر اسکے لبوں پر جھکنے
لگا۔۔۔۔

جب ایہا نے بے رخی سے اپنے چہرے کا رخ پھیرا۔۔۔۔

واسم کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔۔اور اس نے نرمی سے اسکے گلابی گال پر
اپنے دہکتے لب رکھے۔۔۔۔۔

ایہا نے سختی سے اپنی آنکھیں مینچی ،،،، واسم کے ہونٹ اسکے گال سے سرکتے کالر بون پر آگئے اور اسے دھیمے دھیمے اپنے لمس سے سلگانے لگے ۔۔۔

ایہا کے نرم و نازک گال سرخ ہو کر تپ اٹھے ۔۔۔

اور جب بات اسکی برداشت سے باہر ہوئی اس نے واسم کو پیچھے کی طرف دھکیلا ۔۔۔۔

واسم نے مسکرا کر اسکی گردن سے سر اٹھایا۔۔۔

جسے دیکھ کر اسے شدید غصہ آیا تھا،،،، اس نے غصے میں آکر واسم شیوزدہ گال پر دانت گاڑے،،،، جس سے واسم کے تاثرات پہلے حیرت بعد میں متبسم میں ڈھلے ۔۔۔

اور زور سے کاٹو تاکہ کل جب میں آفس جاؤں تو سب کو یہ پتا چل سکے کہ میری بیوی مجھ سے کتنا پیار کرتی ہے۔۔۔

مسکراہٹ چھپا کر معنی خیزی سے گویا ہوا۔۔۔

ایہا خفت سے سرخ پڑتے فورا پیچھے ہوئی ،،،، جبکہ اسکی حرکت پر واسم نے قہقہہ لگاتے نرمی سے اسکے ہونٹوں کو چھوا پھر پیچھے ہوتے دوبارہ گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔

جبکہ ہونٹوں پر نرم مسکراہٹ تھی اسکے بر عکس ایہا کا خوبصورت چہرہ اس وقت خون چھلکا رہا تھا۔۔۔

-------♥-------

!!!! یہ کیا بکواس ہے کہاں جا سکتیں ہیں وہ

آپ نے ٹھیک سے چیک کیا یونی میں ؟؟؟؟ ضارب اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا دھاڑتے ہوئے بولا۔۔۔۔

جی سائیں میں کر چکا ہوں لیکن ایسا بی بی کہیں پر بھی نہیں ہیں۔۔۔۔ اور نا ہی انکا فون لگ رہا ہے۔۔۔۔۔

خان پریشانی سے گویا ہوا"۔۔۔۔۔"

ضارب نے اسکی بات پر پیشانی مسلی۔۔۔۔"جب اس کے دماغ میں کچھ کلک ہوا ۔۔۔۔

جس کے بعد اسکی پھولی ہوئی رگیں دوبارہ معمول پر آ گئی،،،، بھینچے ہوئے لب " مسکراہٹ میں ڈھلے اور وہ یکدم پر سکون ہوتا دوبارہ چیئر پر براجمان ہوا۔۔۔

سر دار سائیں اب آگے کیا کرنا ہے ؟؟؟؟

" سپیکر سے خان کی آواز گونجی

" کچھ نہیں کرنا آپ واپس آ جاو۔۔۔۔ " لیکن سائیں ابیہا بی بی

کسی دشمن کے اندر اتنی ہمت نہیں کہ وہ سردار ضارب شاہ کے بہن پر میلی نظر بھی اٹھا سکے نقصان پہنچانا تو دور کی بات۔۔۔

وہ اطمینان سے گویا ہوا تھا۔۔۔

چند پل لگے تھے خان کو سارا معاملہ سمجھنے میں۔۔۔اور وہ جو ابیہا کی یوں اچانک گمشدگی سے پریشان ہو چکا تھا۔۔۔۔

نفی میں سر ہلاتا مسکرایا۔۔۔۔

"آجائیں واپس۔۔۔

ضارب اسے دوبارہ ہدایت دیتا فون رکھ گیا۔۔۔۔

" The game is begin now "

پراسرار سرگوشی میں کہتا دلکشی سے مسکرایا۔۔۔۔

_______♥_______

واسم اسے لے کر شہر کے باہر اپنے فارم ہاؤس میں آیا تھا۔۔۔

جسکا علم اسکے پی اے کے علاوہ کسی کو نہیں تھا۔۔۔۔

شہر کے شور شرابے سے دور یہ کافی پر سکون علاقہ تھا،،،، گاڑی آکر فام ہاؤس کے بڑے سے گیٹ کے آگے رکی تھی جسے دیکھتے واچ مین نے گیٹ کھولا

۔۔۔۔

واسم نے گاڑی آگے بڑھاتے لاکر پورٹیکو میں روکی۔۔۔

ابیہا تو اس فارم ہاؤس کی خوبصورتی دیکھ کر دنگ تھی۔۔۔۔۔ گیٹ سے لے کر اندر عمارت تک جاتی مکمل روش دونوں طرف سے سبزہ زار سے ڈھکی ہوئی

۔۔۔۔۔

کالے خوبصورت پتھروں سے بنی اونچی دیواریں اور لٹکتی مختلف پھولوں کی خوبصورت بیلے،،،، جن کی معطر خوشبو ہوا میں پھیل کر سانسوں کو ایک خوبصورت احساس بخش رہی تھی۔۔۔۔

واسم اپنی طرف دروازہ کھول کر باہر نکلا،،،، پھر دوسری طرف آ کر اسکی دروازہ کھولا،،،، لیکن ابیہا ابھی بھی ڈھیٹ بنی ویسے ہی گاڑی میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔۔

واسم نے اسے ایک نظر دیکھتے گہرا سانس کھینچا۔۔۔۔

باہر آو !!!!!

لیکن جواب ندارد

"تمہیں سنائی نہیں دے رہا میں کیا کہہ رہا ہوں۔۔۔" اب کہ غصے سے بولا۔۔۔

مجھے گھر واپس جانا۔۔۔

ابیہا میں کیا کہہ رہا ہوں تمہیں سمجھ نہیں آ رہی۔۔۔

آپ کیوں میری بات نہیں سمجھ رہیں۔۔۔ " لالا پریشان ہو رہے ہونگے
"۔۔۔

" یا تو مجھے واپس چھوڑ کر آئیں یا پھر میری بات کروائیں لالا سے۔۔۔

ضدی لہجے میں بولی۔۔۔

اصل میں تم لائک نہیں ہو نرمی کے،،،،،، اتنا کہتے اسے ایک جھٹکے سے اپنی گود میں اٹھایا تھا۔۔۔

جب ایہا نے احتجاج کرنا چاہا تو اسکے دونوں ہاتھوں کو پیچھے کمر کی طرف باندھتے ہونٹوں پر قفل لگا یا۔۔۔۔

اور یونہی اسکی سانسوں کو قید کیے قدم اندر کی طرف بڑھائے۔۔۔۔

لاؤنج میں لاکر اسے جھٹکے سے وہاں رکھے صوفے پر پھینکا۔۔۔۔" جس سے ایہا کے منہ سے ایک چیخ برآمد ہوئی۔۔۔۔

اتنی سی جان ہے۔۔۔۔" اور اکڑ دیکھو۔۔۔۔

غصے سے کہتے واسم نے ایک جھٹکے سے اپنا کوٹ اتار کر دوسرے صوفے پر پھینکا اور ایہا کو سنبھلنے کا موقع دیے بنا دوبارہ اسکی سانسوں پر قابض ہوا۔۔۔۔

اسکے بھاری وجود تلے ایہا کو اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

"وہ سانسوں کیلئے تڑپی۔۔۔

لیکن وہ اپنی منمانی کرتا۔۔۔احتجاج کیلئے اٹھتے اسکے ہاتھوں کو صوفے کے

"ساتھ پن کر گیا۔۔۔

اور وہ بے بسی کے ساتھ اسکا جان لیوا عمل برداشت کرنے لگی۔۔۔

اور جب واسم کو لگا کہ وہ اپنے ہوش کھونے لگی ہے تو اسکی سانسوں کو آزادی دیتا

"اسکی ٹھوڑی کو نرمی سے چھوتے گردن کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔

اسکے بے رحمانہ اور کچھ حد تک جان لیوا عمل نے ایہا کے ہوش گھما دیئے تھے

اسکا سر چکرانے لگا۔۔۔۔

لیکن جب وہ گردن کی حدود پھلانگتے نیچے کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔ تو اس نے تڑپ کر اسے پکارا۔۔۔۔

" واسم

جسکا اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔

" سم

دوبارہ پکارا۔۔۔۔

"واسم نے چہرے پر ناگواریت سجاتے چہرہ اٹھایا۔۔۔

" مجھے بھوک لگی ہے۔۔۔

جلد بازی میں جو منہ میں آیا بول گئی۔۔۔۔

" جسے سن کر واسم کی پیشانی پر پڑے بلوں میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔۔۔

" تمہیں ہمیشہ ایسے وقت میں ہی کیوں بھوک لگتی ہے۔۔۔۔

ناگواریت سے سوال گو ہوا۔۔۔۔

" یا پھر تمہیں لگتا ہے ایسے بہانے بنا کر مجھ سے بچ جاو۔۔۔۔

اسکے لہجے میں غصے کی رمک واضح تھی۔۔۔۔

جس پر وہ کچھ سہمی۔۔۔۔

میں،،،،، بہانہ نہیں بنا رہی،،،،، میں نے صبح سے کچھ نہیں کھایا،،،، میرا سر چکرا رہا ہے اب۔۔۔۔

آنکھوں میں آنسو بھر کر نہایت معصومیت سے بولی۔۔۔

جو کہ کافی حد تک سچ بھی تھا۔۔۔۔

اور کون تھا جو اس معصومیت پر قربان نا جاتا۔۔۔واسم نے گہرا سانس کھینچا اور اسکے لبوں کو ایک بار پھر نرمی سے چھوتے اسے آزاد کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا

"۔۔۔۔

میں کھانا آڈر کرتا ہوں تب تک تم فریش ہو جاو۔۔۔۔۔وہ سامنے کمرہ ہے ۔۔۔۔ایک طرف اشارہ کرتا اب کہ نرمی سے بولا۔۔۔۔۔

" سم

اٹھ کر بیٹھتے ایک بار پھر پکارا۔۔۔

وہ جو کھانا آڈر کرنے کیلیئے فون ملا رہا تھا،،،، پلٹ کر اسکی طرف دیکھنے لگا

"۔۔۔

"کپڑے

" جھجھکتے ہوئے بولی۔۔۔

واسم نے گہری نگاہوں سے اسے سر سے لے کر پاؤں تک دیکھا۔۔۔ جو سفید

"شفون کی فراک میں کھلتا ہوا کوئی سفید گلاب لگ رہی تھی۔۔۔

جبکہ اسکی بے باک نگاہوں کو اپنے وجود پر محسوس کر کے،،،، ابیہا کا چہرہ پل

میں سرخ ہوا۔۔۔۔

واسم کے لب دھیرے سے مسکرائے۔۔۔۔

وہ اسے جذبات میں آکر یونی سے اٹھا تو لایا تھا لیکن اسکے کپڑوں کے بارے تو اس نے سوچا ہی نہیں۔۔۔۔ لیکن یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ بھی نہیں تھا۔۔۔۔

کچھ سوچ کر اس نے قدم کمرے کی طرف بڑھائے۔۔۔۔۔

" آو

ایہا جو ابھی تک صوفے پر بیٹھی اپنی دھڑکنوں کو سنبھال رہی تھی۔۔۔۔ اسکی " پکار پر ہوش میں آتی جلد بازی میں اسکے پیچھے بھاگی۔۔۔۔

اس نے ڈریسنگ روم میں آتے وارڈروب سے اس کیلئے اپنی پینٹ شرٹ نکالی ،،،، لیکن پھر کچھ سوچ کر اسکی آنکھیں چمکی اور وہ پینٹ دوبارہ الماری میں رکھ کر اسے بند کرتا۔۔۔

" باہر آکر شرٹ اسکی طرف بڑھا گیا۔۔۔

ایہانے حیرت سے اس وائٹ شرٹ کو دیکھا۔۔۔ میں یہ پہنوں گی ؟؟؟؟

ہمم فلحال تو یہی ہے میرے پاس ابھی اس سے ہی گزارا کرو پھر کچھ کرتے ہیں تمہارے کپڑوں کا بھی۔۔۔

لیکن واسم میں یہ کیسے پہن سکتی ہوں ؟؟؟؟

حیرت زدہ لہجے میں بولی۔۔۔

کیوں اس میں کیا برائی ہے ؟؟؟؟ سوالیہ دیکھا۔۔۔

نہیں برائی نہیں ہے لیکن صرف اکیلی شرٹ آئی مین ٹراوزر وغیرہ نہیں ہے ساتھ ۔۔۔۔

جھجھکتے ہوئے بولی ۔۔۔

نہیں " بس یہی پہن لوں ۔۔۔

" لیکن

ہشش" بول دیا ہے نا تو بس بنا بحث کے اسے پہن لو۔۔۔اور ویسے بھی تمہاری جتنی ہائٹ ہے تمہارا ننھا سا وجود میری اس شرٹ میں ہی مکمل سما جائے " گا سو ڈونٹ وری" بے بی گرل

اسکی لبوں پر انگلی رکھتے سرگوشی میں بولا۔۔۔۔

جس سے ایہا کا چہرہ متغیر ہوا۔۔۔

اس نے نظریں اٹھا کر غصے سے اسے گھورا۔۔۔ میری ہائٹ چھوٹی نہیں ہے ۔۔۔غصے سے ناک پھلا کر بولی۔۔۔

جبکہ اسکی شکل کو دیکھتے واسم نے بمشکل اپنا امڈ آنے والا قہقہہ روکا۔۔۔

نہیں بالکل نہیں تمہاری ہائٹ چھوٹی نہیں ہے بلکہ میری شرٹ ضرورت سے زیادہ بڑی ہے۔۔۔

چلواب چپ چاپ اب اسے اچھے بچوں کی طرح پہن کراو۔۔۔اسے بچوں کی طرح پچکارتے صلح جو انداز میں بولا۔۔۔

نہیں چاہیے آپکی شرٹ میں اپنے انہی کپڑوں میں ٹھیک ہوں۔۔۔شرٹ واپس اسکے ہاتھ میں پکڑاتے بنا کوئی دوسری بات سنے جاکر واشروم میں بند ہو گئی۔۔۔۔

کیونکہ وہ اسکے ہونٹوں میں مچلتی مسکراہٹ دیکھ چکی تھی۔۔۔
جبکہ پیچھے واسم نے نفی میں سر ہلاتے قہقہہ لگایا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔

نہیں میں ایسے ہار نہیں مان سکتی۔۔۔۔

لالا کتنے پریشان ہو رہے ہونگے۔۔۔۔ مجھے کچھ نا کچھ کر کے ان سے رابطہ کرنا ہی ہوگا۔۔۔۔

" لیکن کیا کروں میرا فون تو سم

"اللہ پوچھے آپکو سم برتن دھونے والے وم۔۔۔۔۔

اگر میں پیار سے سمجھانے کی کوشش کروں تو ہو سکتا ہے وہ مان جائیں۔۔۔۔ لیکن کیسے ؟؟؟؟

اسے یکدم کچھ دیر پہلے بیتے ہوئے لمحے یاد آئے،،،، جسے سوچتے وہ ایک بار پھر مکمل سرخ ہوئی تھی۔۔۔۔

نا میں نہیں جا رہی اس ڈریگن کے پاس۔۔۔۔۔

اپنی ہی بات کی نفی کرتے نا میں سر ہلایا۔۔۔۔

پھر کیا کروں؟؟؟؟؟

اپنا ناخن دانتوں تلے چباتے پریشانی سے ادھر سے ادھر چکر لگانے لگی۔۔۔۔

جب اسے واشروم کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔۔۔۔اس نے حیرت سے پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔۔۔۔

جہاں واسم شاہ اپنی مسمرائز کر دینے والی وجاہت کے ساتھ بنا شرٹ کے اپنی " باڈی کی نمائش کرتا اسکی طرف ہی مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

آ،،،،آپ یہاں،،،،، اندر کیسے آئے؟؟؟؟؟

دروازے سے۔۔۔۔

یک لفظی جواب۔۔۔۔

میرا مطلب وہ،،،،، نہیں تھا مطلب کیوں آئیں ہیں۔۔۔۔۔

واشروم میں ہم کیا کرنے آتے ہیں؟؟؟؟

" سوال کے بدلے سوال

ابیہا نے اسکے تیور دیکھتے تھوک نگل کر اپنا خشک گلا تر کیا تب تک وہ اسکے بالکل قریب پہنچ چکا تھا۔۔۔۔

سم،،،، مجھے شاور لینا ہے۔۔۔ جھجھکتے ہوئے بولی۔۔۔

" تو

مطلب " ابیہا کی آنکھیں حیرت سے پھیلی۔۔۔

مطلب لو شاور میں نے کونسا تمہیں روکا ہے۔۔۔

سپاٹ اور سنجیدہ لہجہ۔۔۔۔

لیکن ایسے کیسے ؟؟؟؟ ابیہا کے شرم کی وجہ سے حلق سے الفاظ نکلنے سے انکاری تھے۔۔۔۔

بالکل ویسے جیسے پہلے لیتی ہو۔۔۔۔

ایک ہاتھ سے اسے قریب کرتے سرگوشی نما آواز میں بولا۔۔۔

"ایہا کسمسائی" لیکن اسکی گرفت سے آزاد نہیں ہو پائی۔۔۔

واسم نے ہاتھ سے اسکی گال کو سہلاتے دوسرے سے اسکی گردن سے دوپٹہ جدا کیا۔۔۔۔جو ریشمی ہونے کی وجہ سے پھسلتا ہوا ان دونوں کے قدموں میں آ کر گرا۔۔۔۔

جسے ایہا اسکی آنکھوں کے طلسم میں کھوئے ہونے کی وجہ سے محسوس نہیں کر پائی۔۔۔

واسم کی پر شوق نرم گرم نگاہیں اسکے چہرے کے حسین نقوش کو وار فتگی سے نہار رہی تھی۔۔۔۔

جبکہ ایہا کی تمام توجہ کا مرکز اسکے دو نیلے نین تھے۔۔۔۔جس میں اسکا دل ڈوب کر ابھر رہا تھا۔۔۔۔

واسم کی نگاہوں نے اسکے چہرے سے ہوتے ہوئے گردن اور پھر اسکے بعد بے باکی سے نیچے کا سفر شروع کیا۔۔۔

جبکہ اسکی پھسلتی حدیں پھلانگتی نگاہوں کو اپنے سراپے پر ٹکے دیکھ کر ایہا نے "شرم سے سٹپٹاتے اپنا رخ بدلا۔۔۔۔

ساتھ گہرے سانس بھرتی ماتھے پر آئی پسینے کی بوندوں کو صاف کرنے لگی۔۔۔

جبکہ اسکی حالت کو دیکھتے واسم نے لب تلے دبا کر مسکراہٹ چھپائی۔۔۔

اسکے خوبصورت لمبے بال جسے ایہانے جوڑے کی شکل میں قید کر رکھا تھا ہاتھ بڑھا کر اسے لمحے میں آزاد کر دیا۔۔۔"

" واسم پلیز

" التجائی کہاں

جسکا اس نے کوئی خاص اثر نہیں لیا بلکہ ہاتھ بڑھا کر شاور آن کیا۔۔۔

یک ٹھنڈا برستے پانی کی پہلی پھوار اسے کانپنے پر مجبور کر گئی۔۔۔

ایہانے پلٹ کر اسکے سینے میں چہرہ چھپانا چاہا لیکن واسم نے اسکی کوشش ناکام بناتے دوبارہ رخ بدلہ اسکی پشت کو سینے سے لگاتے ساتھ دوسری طرف گرم پانی کا شاور آن کیا۔۔۔

اسکے بالوں کو اکٹھا کر کے کندھے پر ایک طرف رکھا۔۔۔۔

پھر دھیرے سے جھکتے نرمی سے وہاں اپنے دہکتے ہونٹ رکھے۔۔۔۔۔ ابیہا اسکے حصار میں کسمسائی۔۔۔۔

"Hey don't be interrupt baby"

"Just feel it"

کان کی لوں پر اپنی گرم ہونٹ سہلاتے گھمبیر تا سے بولا۔۔۔۔

"جس پر ابیہا نے اپنی آنکھیں سختی سے بند کرتے مزاحمت ترک کر دی۔۔۔۔

واسم نے دھیرے سے پشت سے فراک کی ڈوریاں کھولیں۔۔۔۔

ایہا نے سٹپٹاتے نفی میں سر ہلانا چاہا۔۔۔" لیکن واسم کے آگے اسکی کونسا پہلے چلی تھی جواب چلتی۔۔۔۔

اپنے ہاتھ میں باڈی واش نکال کر دونوں ہاتھوں پر اچھے سے لگاتے واسم نے اسکی پشت پر پھیرا۔۔۔۔

ایہا کیلئے اپنے قدموں پر کھڑا رہنا مشکل ہو گیا۔۔۔

جب اسکے ہاتھ پشت سے سرکتے ہوئے فراک کے اندر سے آگے اسکے پیٹ پر آئے۔۔۔۔

اسکی کھردری انگلیوں کا سخت لمس اسے تڑپنے پر مجبور کر گیا۔۔۔۔

جب وہ دھیرے دھیرے اوپر کی طرف بڑھنے لگا،،،، ایہا نے نفی میں سر ہلاتے اسکے دونوں ہاتھوں کو تھاما۔۔۔۔

لیکن وہ اسکی چھوٹی موٹی مزاحمتوں کو خاطر میں نا لاتے اپنی انگلیوں کے پوروں سے ہی اسکی جان نکال گیا۔۔۔۔

اسکے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھتے واسم نے اسکا رخ بدلہ اور بالوں سے پکڑتے چہرہ پیچھے کی طرف جھکایا۔۔۔۔

ٹھنڈے اور گرم پانی کی ملی جلی پھوار اسکے چہرے سے ہوتے حسین سراپے پر پھلسنے لگی۔۔۔۔۔

اسکے خوبصورت شرم سے پتتے ہوئے گالوں اور پھڑپھڑاتے ہوئے ہونٹوں پر پھسلتی پانی کی بوندوں کو دیکھتا خود پر کنڑول کھوتے نرمی سے اس پر جھک آیا

۔۔۔۔۔

ایہا نے اپنے دونوں ہاتھ اسکے توانا سینے پر رکھے۔۔۔۔اور آہستہ آہستہ اسکے لمس میں شدت کو بڑھتے دیکھ وہ سینے سے ہوتے گردن میں آ گئے سہارے کیلئے

۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد اسے آزادی دے کر ٹھوڑی پر لب رکھتے گردن کی طرف سرک آیا

۔۔۔۔۔

ایہا اسکے نرم لمس پر مدہوش ہونے لگی۔۔۔ تھوڑی دیر بعد گردن سے سر اٹھاتے اسکے سانسیں بھرتے خوبصورت وجود کو دیکھتے کان کے قریب جھکا

۔۔۔۔۔

باقی کے حساب کتاب بعد میں پہلے آ کر کھانا کھالو،،،،، کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ تم وقت سے پہلے ہی بیہوش ہو جاو۔۔۔

انتہائی گھمبیرتا سے معنی خیز سرگوشی کرتا ایک پل میں اس سے جدا ہوا۔۔۔

ابیہا نے سرخ خمار بھری نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔

اسکا نازک دل تڑپ اٹھا اس ظالم کی اس بے رحمی پر۔۔۔۔

اور کپڑے باہر بیڈ پر رکھیں ہیں۔۔۔ پہن کر آجاو۔۔۔۔ صرف پانچ منٹ ہیں تمہارے پاس جس سے اگر ایک لمحہ بھی اوپر ہوا تو پھر مجھ سے شکایت مت کرنا۔۔۔

سنجیدہ لہجے میں اسے وارن کرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

"جس کے جاتے ہی وہ یکدم ہوش میں آئی تھی۔۔۔۔

کپڑے " اسکے دماغ میں جھماکہ ہوا۔۔۔اس نے اپنے کپڑوں کی طرف دیکھا جو مکمل طور پر بھیگ چکے تھے۔۔۔۔

اور پھر بند دروازے کی طرف جہاں سے ابھی وہ نکل کر گیا تھا۔۔۔۔

مطلب یہ سب کچھ ۔۔۔" وہ اس ڈریگن کی چالاکی اچھے سے سمجھ چکی تھی

۔۔۔۔۔

یکدم اسکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے،،،،،اسکی چالاکی پر نہیں بلکہ اپنے بیوقوف بن جانے پر۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔

وہ کھانا ٹیبل پر رکھے کب سے انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔

وہ جو صرف اسے پانچ منٹ کا بول کر آیا تھا اب آدھے گھنٹے سے زیادہ کا وقت گزر چکا تھا۔۔۔۔

اور وقت کے ساتھ ساتھ اسکا غصہ بھی سوا نیزے پہنچ چکا تھا۔۔۔۔

ابھی وہ مٹھیاں بھینچ کر کرسی سے کھڑا ہوا ہی تھا۔۔۔۔جب ایہا نے جھجکتے ہوئے دروازہ کھولا۔۔۔۔

واسم کی پر شوق نظریں اسکے سفید دودھیا پاؤں سے ہوتی ٹخنوں سے اوپر گھٹنے اور پھر اوپر کا سفر کرتیں ہوئی اسکے کم سن سراپے کے حسین خدوخال سے ہوتی اسکے خوبصورت چہرے پر آکر رکیں۔۔۔۔

وہ بہت غور سے اسکے چہرے کے حسین نقوش اور اس میں گھلی سرخیاں دیکھ رہا تھا

جو اسکی گھٹنوں سے تھوڑی اوپر آتی سفید شرٹ دمک رہی تھی۔۔۔۔

وہ خود بھی اس وقت بلیک پینٹ کے ساتھ وائٹ پلین شرٹ میں ملبوس تھا جس کے آگے کے دو بٹن کھول رکھے۔۔۔۔

جس سے اسکا چوڑا وسیع سینہ واضح ہو رہا تھا۔۔۔۔

ایہا نے اپنے کمر سے نیچے آتے سنہری بال آگے دونوں کندھوں پر ڈال رکھے تھے جو اب کافی حد سوکھ چکے تھے۔۔۔۔

جبکہ وہ بار بار شرٹ کو کھینچ کر لمبا کرنے کی اور خود کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔

جس پر واسم نے سنجیدہ تاثرات کے ساتھ اسکی طرف دیکھا۔۔۔

"البتہ دل تو قہقہہ لگانے کا کر رہا تھا۔۔۔

" آجاو

اسے ایک ہی جگہ پر جمے دیکھ کر نرمی سے بولا۔۔۔

لیکن ایہا جیسی بہادر لڑکی بھی ایسی حالت میں اسکے قریب جانے سے جھجھک رہی تھی۔۔۔۔

جس کی واسم کو ہرگز توقع نہیں تھی۔۔۔

اور اس سے پہلے کہ وہ واپس کمرے میں جاتی،،،، جو اسکا سرخ چہرہ دیکھتے وہ سمجھ رہا تھا کہ وہ کیا سوچ رہی ہے۔۔۔۔

اور اس سے پہلے وہ اپنی سوچ پر عمل پیرا ہوتی واسم لمبے بھاری ڈگ بھرتا ایک جھٹکے میں اسے اپنی گود میں اٹھا چکا تھا۔۔۔۔۔ واسم "۔۔۔۔ ابیہا نے شرمندہ ہوتے پکارا جسے وہ نظرانداز کرتے ٹیبل کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔

اور یونہی اپنی گود میں اٹھائے چیئر پر بیٹھ گیا۔۔۔۔

یہ کیا کر رہے ہیں مجھے نیچے اتاریں میں دوسری کرسی پر بیٹھ جاتی ہوں۔۔۔۔

جب اسکے لبوں پر ہاتھ چپ کروایا۔۔۔۔

چپ چاپ بیٹھی رہو ورنہ جتنا تم نے مجھے انتظار کروایا ہے کہیں ایسا نا ہو کہ اگلے پچھلے سارے حساب یہی بے باک کر دوں۔۔۔۔۔

سپاٹ لہجے میں بولتا۔۔۔۔ فرائڈ رائس کا چمچ بھر اسکے لبوں سے لگا گیا۔۔۔۔

جسے نا چاہتے ہوئے بھی اس نے منہ میں لیا۔۔۔۔ کیونکہ وہ کوئی مزاحمت کر کے اپنی شامت نہیں بلوانا چاہتی تھی۔۔۔۔

وہ اسے خاموشی سے کھانا کھلا رہا تھا۔۔۔۔ جبکہ چہرے کے تاثرات سپاٹ ہونے کی وجہ سے یہ اندازہ لگانا مشکل تھا کہ کیا سوچ رہا ہے۔۔۔۔

آپ نہیں کھائیں گے ؟؟؟؟ صرف خود کو کھلاتے دیکھ کر سوال کیا۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔" فلحال تمہیں اسکی زیادہ ضرورت ہے۔۔۔۔ " بھاری معنی خیز لہجہ "۔۔۔

یہ تو مجھے ایسے کھلا رہے ہیں جیسے قربانی سے پہلے بکروں کو کھلایا جاتا ہے

۔۔۔۔

یہ سوچ آتے ہی نوالہ ایہا کے حلق میں اٹکا تھا۔۔۔اور اسے زوردار قسم کی کھانسی شروع ہوگئی۔۔۔

واسم نے فورا پانی کا گلاس اسکے لبوں سے لگایا اور ساتھ اسکی پیٹھ رب کرنے لگا ۔۔۔۔

تم ٹھیک ہو۔۔۔اسکی آنکھوں میں آئے آنسوؤں کو دیکھ کر فکرمندی سے گویا ہوا۔۔۔۔

جی۔۔۔

اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

واسم نے نوالہ بنا کر دوبارہ اسکی طرف بڑھایا۔۔۔

جس پر اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

" بس

جی۔۔۔۔" مختصر جواب۔۔۔۔۔

جس کے بعد وہ اسے گود میں اٹھائے کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔ایہا نے گھبراتے اسکی گردن میں بازو باندھے۔۔۔۔

جبکہ واسم شاہ نے قدم سیڑھیوں کی طرف بڑھائے۔۔۔۔۔

ایہا کو آج کسی صورت رہائی کی کوئی امید نظر نہیں آ رہی تھی۔۔۔۔۔

جبکہ آنے والے لمحات کا سوچتے اسکا دل شدت سے دھڑک رہا تھا۔۔۔۔

جسے واسم بھی محسوس کر چکا تھا۔۔۔۔" البتہ لبوں سے کچھ کہنا مناسب نا سمجھا ۔۔۔۔

واسم نے اوپر آتے ایک پاؤں سے کمرے کا دروازہ کھولا۔۔۔۔

جس کے کھلتے ہی گلاب اور موتیے کی ملی جلی خوشبو ابیہا کے نتھنوں سے ٹکرائی

اس نے حیرت سے کمرے کا جائزہ لیا،،، جو مکمل طور پر پھولوں سے سجا ہوا تھا

جسکا مطلب تھا کہ واسم شاہ نے پہلے سے ہی ساری تیاریاں مکمل کر رکھی تھیں

ابیہا کی سفید ہتھیلیاں پسینے سے بھیگی-----

اسے نرم بیڈ پر منتقل کرتے ہوئے وہ بنا ایک لمحہ ضائع کیے اسکی سانسوں پر قابض ہونا چاہا-----

جب ابیہا نے رخ موڑتے اسے ایسا سے روکا-----

جس پر وہ چڑ گیا۔۔۔" آخر تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے ؟؟؟؟؟

انتہائی غصے سے بولا۔۔۔

میری ایک بار لالا سے بات کروا دیں۔۔۔اسکے بعد نہیں روکوں گی "۔۔۔ منمنائی

جبکہ اسکی سوئی وہی اٹکے دیکھ واسم کو اس پر شدید غصہ آیا۔۔۔

نہیں تمہیں کیا اپنا لالا کوئی دودھ پیتا بچہ لگتا ہے۔۔۔" اب تک اسے سب پتا چل گیا ہوگا کہ تم کہاں اور کس کے ساتھ ہو۔۔۔

اس لیے فون کال کی ضرورت نہیں۔۔۔ سپاٹ لہجہ۔۔۔

لیکن پھر بھی "آپ ایک بار بات کروا دیتے تو۔۔۔۔" پتا کیا ہے۔۔۔۔ مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو،،،،،، اس دن تمہاری اصلیت دیکھنے کے بھی تمہیں اپنے ساتھ لے آیا۔۔۔ کہ شاید تم ایسا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔۔

لیکن اصل میں تم بھی اپنے بھائی جیسی منافق ہو۔۔۔ منہ پر کچھ اور بعد میں کچھ اور۔۔۔۔

ایک جھٹکے سے اسے خود سے دور کرتے بیڈ سے اتر آیا۔۔۔

" واسم

اسے خود کو غلط سمجھتے دیکھ ایہا نے کچھ کہنا چاہا۔۔۔ لیکن واسم کی دھاڑ میں اسکے لفظ چھپ گئے۔۔۔

اصل میں تم دونوں لائک ہی نہیں ہو کہ تم لوگوں سے کوئی رشتہ رکھا جائے ۔۔۔۔

جاو چلی جاو یہاں سے اور آج کے بعد مجھے اپنی شکل مت دکھانا۔۔۔ پھولوں کی لڑیوں کو نوچتے ہوئے غصے میں قدم باہر کی طرف بڑھائے۔۔۔۔

جب ایسا ایک لمحے کی دیر کیے بنا اسکے راستے میں حائل ہوئی۔۔۔

آخر آپ سمجھتے کیا ہیں خود کو۔۔۔۔" جو دل میں آتا ہے بول دیتے ہیں،،،، کبھی دوسروں کے لفظوں کو بھی سمجھا ہے کہ وہ آخر کیا کہنا چاہتے ہیں۔۔

دوسرے انسان روبوٹ نہیں ہوتے واسم شاہ انکے بھی جذبات ہوتے احساسات ہوتے ہیں۔۔۔۔

جنہیں آپ اپنی انا میں روندتے ہوئے ایک لمحہ نہیں لگاتے۔۔۔

اسے گریبان سے تھامتے ہوئے چیخ کر بولی۔۔۔۔

تم لوگوں کو دوسروں کے جذبات اور احساسات کی کتنی فکر ہے میں بہت اچھے سے جانتا ہوں۔۔۔۔۔

یہ جو تم اتنے بڑے بڑے لفظ بول رہی ہو۔۔۔۔۔ تم لوگ اسکی کتنی پاسداری کرتے ہو یہ بھی۔۔۔۔۔

طنزیہ لب و لہجے میں گویا ہوا۔۔۔۔

اور اسکا اشارہ کس طرف تھا وہ اچھے سے سمجھ رہی تھی۔۔۔۔

اسے راستے سے ہٹاتے گزرنے لگا جب ابیہا نے ہاتھ پکڑ کر روکا۔۔۔۔

لالا نے وہ سب کسی مصلحت کے تحت کیا تھا،،،، واہ زبردست "خود کسی کے ساتھ جتنی مرضی زیادتی کر لو اور بعد میں اسے مصلحتا کا نام دیتے کور اپ

"۔۔۔

بٹ سوری ٹو سے " ان باتوں سے تم لوگ دوسروں کو تو بیوقوف بنا سکتے ہو لیکن واسم شاہ کو نہیں ۔۔۔۔

اسکی بات درمیان میں کاٹتے استہزائیہ بولا ۔۔۔۔

آپ غلط سمجھ رہیں ہیں واسم ،،،، ضارب لالا بہت جلد ابرش کو منا لیں ۔۔۔۔ اسکے تھوڑے قریب آتے اب کہ نرمی سے سمجھاتے ہوئے بولی ۔۔۔۔

مجھے تمہاری کوئی بات نہیں سننی ،،،، تو بہتر یہی ہو گا کہ میرا راستہ چھوڑ دو ۔۔۔۔

اسکی ساری باتوں کو نظر انداز کرتے سپاٹ لہجے میں بولا ۔۔۔۔

نہیں چھوڑوں گی۔۔۔۔جب تک میرے وجود میں آخری سانس باقی ہے آپکا راستہ نہیں چھوڑوں گی۔۔۔۔۔

اور نا ہی کبھی آپکو خود سے دور جانے دوں گی۔۔۔۔اسکی گردن میں دونوں بازو باندھتے اسکی دھڑکن سے اپنی دھڑکنوں کو ملاتے شدت پسندی سے گویا ہوئی ۔۔۔۔۔

اب میں تمہاری ان چکنی چپڑی باتوں میں نہیں آنے والا اس لیے کوشش بیکار ہے۔۔۔۔۔

اسکی آنکھوں میں دیکھتے جتاتے استہزائیہ بولا۔۔۔۔

ساتھ ہی اپنی گردن سے اسکے بازو ہٹانے لگا۔۔۔۔آپکو میری محبت ڈھونگ لگتی ہے؟؟؟؟

آنکھوں میں آنسو بھر سوالیہ دیکھا۔۔۔۔ "تم نے سوچنے پر مجبور کر دیا۔۔۔۔ اگر تم سچ میں مجھ سے محبت کرتی ہوتی تو۔۔۔۔ تمہاری فرسٹ پریورٹی میں ہوتا ناکہ ضارب شاہ۔۔۔۔۔

ضارب لالا درمیان میں کہاں سے آ گئے ؟؟؟ گہرا سانس کھینچتے بولی۔۔۔۔۔

تم لائی ہو۔۔۔۔ "اسے درمیان میں۔۔۔۔ "میں نے سب کچھ بھلا کر دوبارہ تمہاری طرف قدم بڑھایا تھا۔۔۔۔

لیکن تم نے میری سوچ غلط ثابت کر،،،،، اس سے پہلے وہ اپنا جملہ مکمل کرتا وہ اسکے ہونٹوں پر اپنے نازک لب رکھتی اسے خاموش کروا چکی تھی۔۔۔۔

سوری آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔۔۔۔۔

چند پلوں بعد سرخ چہرے کے ساتھ نظریں جھکا کر بولی۔۔۔۔

مجھے یقین نہیں۔۔۔۔

ویسے بھی میں ہر کسی کو صرف ایک ہی بار آزماتا ہوں۔۔۔۔اور تم سے تو دو بار دھوکا کھا چکا ہوں۔۔۔۔اب تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔۔۔

اسکے سرخ چہرے کو دیکھتے طنزیہ بولا۔۔۔۔

میں آپکو کیسے یقین دلاو کہ مجھے آپ سے کتنی محبت ہے۔۔۔۔۔ میری سانسوں میری دھڑکنوں میں بسے ہیں آپ۔۔۔۔ میرے جینے کی آخری وجہ ہیں۔۔۔۔

کاش میں آپکو اپنا دل چیڑ کر دکھا سکتی۔۔۔۔

اسکی آنکھوں میں دیکھتے پرنم لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔۔۔

لیکن جب اس پر اپنی باتوں کا کوئی اثر نا دیکھا تو گردن میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔۔۔۔

واسم نے اسکے بالوں پر گرفت مظبوط کرتے اسے خود سے جدا کیا۔۔۔۔

اگر تمہاری یہ سب باتیں جھوٹ نکلی ،،،،، تو تمہاری یہ چلتی ہوئی سانسیں واسم شاہ اپنے ہاتھوں سے بند کرے گا۔۔۔۔

اسکی گردن کو سخت گرفت میں لیتے اسکے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کرتا انتہائی سرد لہجے میں بولا۔۔۔

ایہا اسکی حرکت پر کچھ سہمی۔۔۔

نم سنہری کانچ سی آنکھیں واسم شاہ کی اوشن بلو آئز سے ٹکرائی۔۔۔

ایک کی آنکھوں میں جنون تھا جبکہ دوسرے کی محبت کے ساتھ ڈر کے بادل
"۔۔۔۔۔

جسے چند پل دیکھنے کے بعد اسکی سانسوں کو اپنے قبضے میں لیتا اسے گود میں اٹھا کر
دوبارہ بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔۔

اسے بیڈ پر ڈالتے ہوئے واسم نے اسکی دونوں اطراف ہاتھ رکھے۔۔۔۔

ایبہا نے اسکے جنون پر سہمتے ہوئے اسکے چوڑے وسیع کندھوں کو اپنے نازک
ہاتھوں سے تھاما۔۔۔وہ اسکی سانسوں کو آزادی دیتے پیچھے ہوا۔۔۔۔

ایہا نے گہرے سانس بھرتے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔ جو آنکھوں میں خمار کی سرخی لیے اسکی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

واسم ایک ہاتھ سے اسکے چہرے پر بکھری زلفوں کو کان کے پیچھے اڑستے ۔۔۔۔ شہادت کی انگلی سے پیشانی پر لکیر بناتے ہوئے اسکی ستواں ناک سے ہوتے ہونٹوں کی طرف آیا۔۔۔۔

جہاں سے اسکی انگلیاں سرکتے ہوئے ایہا کے کالر بون اور پھر پہنی ہوئی شرٹ کے پہلے بٹن پر آرکی۔۔۔۔

البتہ نظریں ابھی بھی اسکے سنہری کانچ پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔۔

ایہا نے اس کے لمس سے اتھل پتھل ہوتی سانسوں کے درمیان تڑپ کر اسکے ہاتھ کو تھاما۔۔۔۔

واسم کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ ابھری۔۔۔۔ جبکہ آنکھوں میں ایسے تاثرات تھے کہ جسے دیکھتے اسے اپنی روح فنا ہوتی محسوس ہوئی۔۔۔۔

ابیہا نے تھوک نگل کر بمشکل اپنا حلق تر کیا۔۔۔۔۔

جبکہ اسکے ہاتھ خود باخود پیچھے ہٹ گئے۔۔۔۔۔

واسم کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔۔۔

مجھے سمجھنے لگی ہو۔۔۔۔۔۔ "یہ بات اچھی لگی" پراسرار لہجے میں بولتے ہوئے ایک جھٹکے سے شرٹ کا کالر پکڑ کر کھینچا۔۔۔۔۔

جس سے بٹن ٹوٹ کر شرٹ سے جدا ہوتے بیڈ پر گرے۔۔۔۔۔

ایہا کی آنکھیں حیرت سے پھیلی،،،، شرمندگی سے چہرہ پل میں تپ کر قندھار ہوا۔۔۔۔

اس نے خود کو چھپانے کیلیئے رخ پلٹنا چاہا لیکن واسم نے اپنے بھاری وجود کا بھوج اس پر منتقل کرتے کوشش ناکام بنائی۔۔۔۔

ایہا کو اپنا وجود مفلوج ہوتا محسوس ہوا۔۔۔۔

واسم شاہ نے اسکے تپتے ہوئے گال پر ہاتھ کی پشت سہلائی۔۔۔

جبکہ آنکھیں اب بھی ایہا کی سنہری کانچ پر ٹکا رکھی تھیں۔۔۔۔ جو اسکی قربت کی خماری میں بھوجل ہونے لگی تھیں۔۔۔۔

واسم نے دوسرا جھٹکا دیتے ہوئے شرٹ کو مکمل طور پر بٹنوں کی قید سے آزاد کیا

۔۔۔۔

ابیہا نے اسکی گرفت نرم محسوس کرتے۔۔۔۔پل میں رخ پلٹا۔۔۔۔۔

جبکہ سرخ چہرہ پلو میں چھپایا۔۔۔۔۔

واسم نے مسکراتے ہوئے اسکی پشت ک دیکھا۔۔۔۔

جب پتا ہے کہ تم چاہ کر بھی مجھ سے نہیں بچ سکتی تو یہ گریز کیسا۔۔۔۔۔

گھمبیر سرگوشی کرتے اسکے کندھوں سے شرٹ سرکائی جو آہستہ سے بازوؤں سے ہوتی نیچے پھسل آئی۔۔۔۔۔

واسم نے اسکی دودھیا بل کھاتی کمر کو آنکھوں میں خمار لے کر دیکھا۔۔۔۔اور دھیرے سے ہاتھ کے پوروں سے چھوتے یکدم جھکتے اپنی شدتوں کے نشان چھوڑنے لگا۔۔۔۔

اسکے ہونٹ سرکتے ہوئے کمر کے خم پر آئے جہاں ہونٹوں کے ساتھ اس نے اپنے دانت گاڑے۔۔۔۔

جس پر ایہا سسکی اور تڑپ کر اسکی طرف پلٹ آئی۔۔۔۔

واسم نے نرمی سے اسکے نازک پیٹ پر لب رکھے اور اپنی تیکھی ناک سہلائی جس سے ایک عجیب گدگدی کا احساس ایہا کے وجود میں سرائیت کر گیا۔۔۔۔"

جس پر اس نے بمشکل لب بھینچ کر خود کو قہقہہ لگانے سے روکا۔۔۔۔۔

واسم اسے دھیرے دھیرے چھوتے اوپر کی طرف بڑھا۔۔۔۔

اور اسکی گردن میں جا بجا اپنی شدتوں کے نشان چھوڑتا اسے تڑپنے پر مجبور کر گیا

"ادھر میری طرف دیکھو-----

"اور محسوس کرو اس پل کو-----

ابیہا جس نے اپنی آنکھیں سختی سے بند کر رکھی تھیں اسکے چہرے کو نرمی سے تھپتھپاتے گھمبیرتا سے بولا-----

اسکی سرگوشی پر ابیہا نم پلکیں اٹھائی جو شرم و حیا کے بھوج تلے دبی ہوئی تھیں

جبکہ اسکی آنکھوں کی چمک کو دیکھتے ایہا کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا۔۔۔۔

نا،،،، کریں واسم۔۔۔۔آپکا یہ انداز مجھے ڈرا رہا ہے۔۔۔۔

کہیں ایسا نا ہو میرا دل بند ہو جائے۔۔۔۔ڈرے اور سہمے ہوئے لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔۔

واسم شاہ۔۔۔۔گہرا مسکرایا۔۔۔۔

اتنی آسانی سے میں اسے بند نہیں ہونے دوں گا۔۔۔۔۔" اور بالفرض تمہاری دھڑکنیں تھم بھی گئیں تو میں اپنے جنون سے اس میں دوبارہ زندگی پھونک دوں گا۔۔۔۔

اسکی ٹھوڑی کو شدت سے چومتے اسے کانپنے پر مجبور کر گیا۔۔۔۔

اب سے تمہارے اس وجود اور روح پر صرف میرا راج ہو گا۔۔۔۔اور تمہاری یہ دھڑکنیں میری تابع ۔۔۔۔" جنہیں میں جب چاہوں دھڑکاوں اور جب چاہے بند کر دوں۔۔۔۔

دھڑکنوں کے مقام پر شدت سے لب رکھتے اسے مزید سہمایا۔۔۔۔

ایہا کو یہ انسان پاگل لگا۔۔۔۔جو اپنے جنون میں کسی بھی حد سے گزر سکتا تھا "۔۔۔۔

"واسم نے اسکے دونوں ہاتھوں کو تھامتے ہوئے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔۔

کچھ وقت کیلئے ایسا لگا جیسے وقت تھم گیا۔۔۔۔ایہا کی سانسیں بڑھی ۔۔۔۔واسم مسکرایا اور دھیرے سے جھکتے ہوئے اسکے نازک وجود کو خود میں سمایا۔۔۔۔

" سم

ابیہا نے گہرا سانس لیتے اسے پکارا۔۔۔۔

ساتھ ہی اسکی بند آنکھوں سے ایک موتی ٹوٹ کر اسکے نازک گال پر پھسلا جسے بے مول ہونے سے پہلے واسم نے اپنے ہونٹوں سے چنا۔۔۔۔

ابیہا نے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ اسکے کندھوں پر رکھے۔۔۔۔

جبکہ وہ اسکی سانسوں میں اترتے ہوئے اپنے لمس کی شدتوں سے روشناس کرواتا ۔۔۔۔" اپنی گھمبیر سرگوشیوں میں اسے سراہتے ہوئے مسکرانے پر مجبور کر گیا

۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔

ضارب آج گاؤں جا رہا تھا۔۔۔۔ حالانکہ شہر میں اسکے بہت سے کام پینڈنگ پر تھے۔۔۔۔۔

لیکن حیدر شاہ نے اسے فون کر کے خاص ایک پنچایت کیلیئے بلایا تھا۔۔۔۔

ویسے تو اسکے پیچھے حیدر شاہ اور موسی مل کر پنچایت کے کام وغیرہ دیکھ لیتے تھے۔۔۔۔ اور یہ مسئلہ بھی کوئی اتنا بڑا نہیں تھا۔۔۔۔

لیکن ضارب کے سیاست میں مصروفیات اور ابرش کی بگڑتی حالت اور دن با دن بڑھتی خاموشی نے انہیں پریشان کر دیا تھا۔۔۔۔

اس لیے اسے فون کرتے سختی سے حویلی آنے کا بولا۔۔۔اور یہ بھی کہ اگر ذمہ داری لی ہے تو اچھے سے نبھائے۔۔۔اب اس عمر میں ان سے یہ سب کام نہیں دیکھے جاتے۔۔۔۔

جس پر اس نے کچھ کہنا چاہا لیکن وہ دوسری بات سنے بنا ہی کال کاٹ چکے تھے ۔۔۔۔

شہر سے سیدھا وہ لوگ پنچایت میں پہنچے تھے۔۔۔

یہاں سر براہی کرسیوں پر پہلے سے ہی باقی کے پنچ براجمان تھے۔۔۔۔" جبکہ درمیان والی کرسی خالی تھی۔۔۔

جب وہ اپنی سحر طاری کرنے والی شخصیت کے ساتھ لوگوں کے درمیان سے گزرتا ہوا حیدر شاہ کے قریب آکر رکا۔۔۔

"السلام وعلیکم۔۔۔

جس پر انہوں نے صرف سر ہلانے پر ہی اتفاق کیا تھا۔۔۔ نا پہلے کی طرح گلے سے لگایا اور نا ہی پیشانی پر پیار کیا۔۔۔

جو انکی ضارب شاہ سے شدید ناراضگی کا اظہار تھا۔۔۔

جبکہ انکے روٹھے ہوئے چہرے کو دیکھتے ضارب مسکرایا تھا۔۔۔ وہ انکی ناراضگی اور غصے کی وجہ اچھے سے سمجھ رہا تھا۔۔۔

انکی لاڈلی پوتی۔۔۔جس سے وہ بے پناہ پیار کرتے تھے۔۔۔اسکی بگڑتی حالت کا وہ اسے ذمہ دار سمجھ رہے تھے۔۔۔

جو سو فیصد سچ تھا۔۔۔اسے ابرش کا احساس تھا۔۔ لیکن وہ بھی اپنی جگہ مجبور تھا۔۔۔وہ چاہ کر بھی حویلی آنے کیلئے وقت نا نکال سکا۔۔۔

اور جو حالات چل رہے تھے ان میں بہت ضروری تھا کہ فلحال ابرش سے دور ہی رہتا۔۔۔ لیکن اسکا مطلب یہ نہیں تھا کہ اسکا احساس نہیں۔۔۔

ان گزرے ہوئے دنوں میں اس نے اپنی باربی کو بہت مس کیا تھا۔۔۔ کوئی لمحہ کوئی گھڑی ایسی نہیں تھی۔۔۔

جب اسے ابرش کی یاد نا آئی ہو۔۔۔ لیکن فلحال اپنے دل سے زیادہ اپنی فیملی کے بارے سوچنا تھا۔۔۔

آخر کون تھا جو ان دونوں کی آپس کی ان بن کو اچھے سے جانتا تھا۔۔۔۔انہیں آپس میں لڑوا کر ایک دوسرے سے الگ کرنا چاہتا تھا۔۔۔

دونوں کے درمیان پھوٹ ڈلوا کر ایک دوسرے کی نظروں میں گرانا چاہتا تھا

۔۔۔۔

اسکا اصل مقصد کیا تھا؟؟؟؟؟

وہ یہ سب کیوں کر رہا تھا؟؟؟؟؟

ایسے بہت سے سوال تھے۔۔۔۔جن کا جواب اسکے پاس نہیں تھا۔۔۔۔

لیکن وہ اتنا ضرور جانتا تھا کہ وہ جو بھی ہے۔۔۔۔شاہ فیملی کو توڑنا چاہتا ہے

۔۔۔۔

حیدر شاہ کے شیرازے کو بکھیرنا چاہتا ہے۔۔۔۔جس کیلئے وہ ہر وقت ان پر نظر رکھے ہوئے تھا۔۔۔۔اس لیے واسم کے بے قصور ہونے پر مکمل یقین کے باوجود اس نے جان بوجھ کر ایسی شرط رکھی تھی۔۔۔۔

جس سے وہ غصہ ہوتا۔۔۔۔کیونکہ وہ اسکے نیچر کو اچھے سے جانتا تھا۔۔۔۔اور وہ دشمن کے سامنے یہی ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو رہا ہے

۔۔۔۔

اور حویلی سے اتنی دن کی دوری بھی اسی مقصد کا حصہ تھی۔۔۔۔ چاہے وہ اپنے کاموں میں جتنا مرضی مصروف ہو جاتا لیکن اپنوں کیلئے وقت نکال ہی لیتا تھا۔۔۔۔

حیدر شاہ کے خود کو اگنور کرنے پر اس نے مسکرا کر انکے خوبصورت شفیق مگر ناراض چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔۔

اسکا دل تو کر رہا تھا کہ فوراً انہیں اپنے سینے سے لگا کر اپنا دل کھول کر انکے سامنے رکھ دے۔۔۔۔

انہیں تمام حقائق سے آگاہ کر کے اتنے دنوں سے جس پریشانی نے اسے اپنے حصار میں لے رکھا تھا اس سے آزاد ہو جائے۔۔۔۔

لیکن ایک تو ان سب کا وقت نہیں آیا تھا دوسرا یہ جگہ بھی مناسب نہیں تھی ۔۔۔اس لیے مسکرا کر وہاں موجود باقی سب کو سلام کرتا اپنی جگہ براجمان ہو گیا

۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔

سارا معاملہ پنچائیت کے سامنے کھول کر رکھا گیا تھا۔۔۔۔

جس میں ایک معصوم لڑکی کے ساتھ زیادتی ہو رہی تھی ۔۔۔۔اسکا شوہر کسی اور کے کیے کی سزا اسے دے رہا تھا۔۔۔۔

اور اس سارے معاملے میں نا تو اس لڑکی کا کوئی حصہ تھا اور ناہی وہ قصوروار تھی

۔۔۔۔۔

سائیں میں مانتا ہوں میرے بیٹے کی غلطی ہے۔۔۔۔اس نے اپنے بہنوئی کے ساتھ دھوکا کیا۔۔۔اسکے کاروبار کو نقصان پہنچایا اور پھر اس کی بہن کے ساتھ بھی بدسلوکی کی۔۔۔

اور پھر فرار ہو گیا۔۔۔

لیکن ان سب میں میری بیٹی کا تو کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔۔آخر کو غلطی میرے بیٹے کی ہے اسے وہ یہ جو چاہے سزا دلوائے،،، اپنے سامنے گردن اکڑائے کھڑے داماد کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔۔

بلکہ میں شرمندہ ہوں۔۔۔کہ ایک ایسی اولاد کا باپ ہوں جو انسان کہلانے کے لائق نہیں ہے۔۔۔

لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ اسکی اعمال کی سزا میری معصوم بیٹی کو دی جائے ۔۔۔۔اس سے اسکی اولاد چھین لی جائے۔۔۔۔اسے اپنے ہی گھر سے دربدر کر دیا جائے یہ کہاں کا انصاف ہے۔۔۔۔

میں آپکے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں۔۔۔ میری بیٹی کا گھر اجڑنے سے بچالیں ۔۔۔۔

ضارب کو اس بے بس باپ پر بے ساختہ رحم آیا تھا۔۔۔

جس کے بیٹے نے بڑھاپے میں اسکا سہارا بننے کی بجائے اسے زمانے بھر میں رسوا کر دیا تھا۔۔۔اور یہی نہیں اپنی بہن کے گھر اجاڑنے کا بھی سبب بن رہا تھا ۔۔۔۔

ایسے انسان کو تو ایسی سزا ملنی چاہیے تھی۔۔۔۔ کہ وہ دوبارہ ایسی حرکت انجام دینا تو دور کی بات سوچتے ہوئے بھی کانپ جاتا۔۔۔۔

اسکے بارے میں سنتے ہی ضارب نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں۔۔۔۔

اس نے انکی بات سننے کے بعد اسکے داماد کی طرف دیکھا،،،، جو اس بے بس مجبور انسان کو تمسخر بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

سپاٹ نظروں سے اسے دیکھتے بولنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔۔

سائیں سارا معاملہ یہ آپکو پہلے ہی کھل کر بتا چکے ہیں۔۔۔۔ آپ خود سوچیں کیا ایسے لوگ رشتہ داری رکھنے کے قابل ہیں۔۔۔۔

چلیں ایک وقت کیلیئے میں اپنے کاروبار میں ہوا نقصان بھول بھی جاؤں لیکن جو اسکے بھائی نے میرے بہن کے ساتھ بدتمیزی کی ہے۔۔۔ کیا اسکے بعد یہ عورت میرے گھر میں رہنے کا حق رکھتی ہیں۔۔۔

آپ خود ہی سوچیں جسکا بھائی ایسا فراڈی اور بدکردار ہو۔۔۔ اسکی بہن کیسی ہو گی۔۔۔

اسکی بات پر پہلی بار اس لڑکی نے سر اٹھا کر اپنے شوہر کی طرف دیکھا۔۔۔

اور کیا بات کہی ہے کہ وہ تو اس سارے معاملے کے بارے میں جانتی ہی نہیں اسکا کوئی قصور ہی نہیں۔۔۔

جب اسے اپنے بھائی کی فطرت کا پتا تھا تو کیوں مجھ سے کہہ کر اسے کام پر رکھوایا

میرے گھر میں بٹھا کر اسے کھانا کھلواتی رہی اور وہ میرا ہی کھا کر میری ہی عزت پر بری نظر ڈالتا رہا----

اور یہ اتنی بے خبر رہی کہ اسے کچھ پتا نہیں چل سکا----

حیرت کی بات نہیں-----

آخر کسے پاگل بنا رہے ہیں یہ لوگ میں تو کہوں گا کہ یہ ان سب میں برابر کی شریک ہے----

جیسا بھائی ویسی بہن ۔۔۔۔

اصل میں تو یہی گنہگار ہے ۔۔۔۔ کیا پتا اپنے بھائی کی طرح یہ بھی بدکردار ہو
۔۔۔۔ میں تو سارا دن گھر نہیں ہوتا مجھے کیا پتا پیچھے یہ ۔۔۔۔۔۔

بس ۔۔۔۔ "آگے ایک لفظ نہیں بولیں گے آپ ۔۔۔۔۔ خبردار "۔۔۔۔۔
خبردار اگر آپ نے میرے کردار پر انگلی اٹھائی ۔۔۔۔ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا
۔۔۔۔

میں آپکی ہر بات برداشت کر سکتی ہوں لیکن کوئی میرے کردار پر انگلی اٹھائے یہ
مجھے برداشت نہیں ۔۔۔۔

چیخ کر غصے سے بولی ۔۔۔۔

بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ میں ہی گنہگار ہوں۔۔۔۔یہ سب کچھ میری ہی شہہ پر ہوا ہے۔۔۔تو ابھی تک اپنے نام کے ساتھ کیوں جوڑ رکھا ہے ۔۔۔۔دے دیں مجھے طلاق۔۔۔۔۔دیتے کیوں نہیں۔۔۔۔

اپنے بہتے ہوئے آنسو ایک جھٹکے سے صاف کرتی طنزیہ بولی۔۔۔۔

جس پر اس نے خاموش نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔" اور اسکے علاوہ ضارب کے ساتھ باقی سارے گاؤں والوں کی نظریں بھی اس چھوٹی سی لڑکی پر ٹکیں ہوئی تھیں۔۔۔۔

جو اپنے کردار پر بات آتے ہی شیرنی بن کر دھاڑ اٹھی تھی۔۔۔۔

ارے آپ کیا مجھے طلاق دیں گے اب میں خود آپکے ساتھ نہیں رہنا چاہوں گی۔۔۔۔کیونکہ جس انسان کو اپنی بیوی کے کردار اور اسکی ذات پر ہی یقین نا ہو ۔۔۔۔تو پھر وہ چاہے ساری زندگی ہی کیوں نا اس کی خدمت کرلے۔۔۔۔وہ کبھی اسکی قدر نہیں کرے گا۔۔۔۔

اس نے جیسے اپنا فیصلہ سنایا۔۔۔۔

سائیں مجھے کوئی انصاف نہیں چاہیے۔۔۔۔اب اس کا رخ ضارب شاہ کی طرف تھا۔۔۔۔

بس میرا بیٹا مجھے واپس دلوادیں۔۔۔۔میں صدا آپکی مشکور رہوں گی۔۔۔۔

آنکھوں میں آنسو بھر کر التجا کی تھی۔۔۔۔

آپ کچھ کہنا چاہیں گے ؟؟؟؟ ضارب نے اس آدمی کی طرف دیکھتے سوال کیا

۔۔۔۔

سائیں میں اپنا بیٹا کسی طور پر اس لڑکی کو نہیں دوں گا۔۔۔۔ یہ مجھ سے طلاق لینا چاہیے شوق سے لے۔۔۔۔بہت جلد طلاق کے کاغذات اسکے گھر پہنچ جائیں گے۔۔۔۔

لیکن میں اپنی اولاد کبھی بھی اسے نہیں دوں گا۔۔۔۔

"ہمم "۔۔۔۔۔آپکی اولاد۔۔۔۔

کیا ثبوت ہے کہ یہ آپکی اولاد ہے ؟؟؟؟

ضارب نے طنزیہ مسکراتے سوال کیا۔۔۔۔

جس پر وہ حیرت سے منہ کھول کر اسکی طرف دیکھنے لگا۔۔۔

حیران تو سارے گاؤں والے بھی تھے کہ آخر یہ ضارب شاہ کیا بولنا چاہ رہا ہے

۔۔۔۔

البتہ حیدر شاہ کے ساتھ وہ لڑکی اچھی طرح سمجھ چکے تھے کہ اسکی بات کا کیا مطلب تھا۔۔۔۔

اس میں ثبوت دینے والی کونسی بات ہے مجھے پتا ہے کہ وہ میرا ہی خون ہے

۔۔۔

جس پر ضارب مسکرایا۔۔۔

ہم پھر وہی سوال دوہرائے گئے کہ آپکے پاس کیا ثبوت ہے۔۔۔۔

سائیں کہنا کیا چاہتے ہیں وہ میرا خون ہے جس کیلئے مجھے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں کیونکہ میں اپنی بیوی کو اچھے سے جانتا ہوں۔۔۔۔

وہ جلد بازی میں اس کی بات درمیان میں کاٹتے ہوئے بولا۔۔۔ لیکن بعد میں اپنے لفظوں کا ادراک ہوتے ہی شرمندگی سے نظریں جھکا گیا۔۔۔

بہت افسوس کی بات ہے،،،، آپ صرف اپنی بیوی کو جانتے ہیں لیکن سمجھتے نہیں۔۔۔۔ آپکو پتا ہے کہ کسی کے اوپر جھوٹی تہمت لگانے والے کی کیا سزا ہے۔۔۔" یقیناً نہیں جانتے۔۔۔

" ہمارے پیارے نبی (صل اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا

جس نے کسی کے بارے میں ایسی بات کہی یعنی الزام لگایا،،،، تہمت یا جھوٹی بات منسوب کی جو اس میں حقیقت میں تھی ہی نہیں تو اللہ یعنی الزام لگانے والے،،، تہمت لگانے والے،،، جھوٹا الزام منسوب کرنے والے کو دوزخ کی پیپ میں ڈالے گا۔۔۔ اور وہ آخرت میں اسی کا مستحق رہے گا۔۔۔

یہاں تک کہ اگر وہ اپنی اس حرکت سے باز آجائے،،، یعنی رک جائے اور اللہ سے توبہ کرلیں۔۔۔ پھر ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف کردیں۔۔۔

(مسند احمد 204/7) (صحیح الترغیب 2248)

جبکہ اسکی بات سن کر اس آدمی کو اپنا آپ شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

ہم مانتے ہیں آپکے ساتھ جو کچھ بھی ہوا وہ بہت غلط تھا۔۔۔ لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ آپ اسکا غصہ اپنی بے قصور بیوی پر نکالے،،،، جو اصل میں

گنہگار ہے اسے سزا دینے کی بجائے ،،، اپنی پاکباز بیوی کے کردار پر کیچڑ اچھالے ۔۔۔۔

کیونکہ ایسا کر کے آپ انکے نہیں بلکہ اپنے خود پر کیچڑ اچھالیں گے ،،،،، وہ آپکا لباس ہیں ۔۔۔۔ آپکی عزت ،،،، آپکے ہی وجود کا حصہ ۔۔۔۔

اللہ تعالیٰ نے آپکو انکا محافظ بنا کر بھیجا ،،،، آپ انکے سائبان ہیں اور اگر آپ ہی ان پر ظلم کرنا شروع کر دے تو انکی کیا زندگی رہ جائے گی ۔۔۔۔

نبی پاک کا فرمان ہے کہ اگر کسی نے ایک پاک باز عورت پر جھوٹا الزام لگایا ،،،، اور پھر توبہ نہیں کی ،،،،، اور اسکے بعد وہ سو سال تک بھی مصلہ پر بیٹھا رہے ،،،، تو اللہ تعالیٰ اس کے اعمال بنا تولے ہی اسے جہنم میں ڈال دے گا ۔۔۔

معاف کر دیں سائیں غلطی ہو گئی۔۔۔۔

شرمندگی سے سر جھکا کر بولا۔۔۔۔۔

آپکو معافی ہم سے نہیں بلکہ اپنی بیوی سے مانگنی چاہیے۔۔۔۔

جس پر اس نظریں اٹھا کر اسکی لڑکی کی طرف دیکھا جو سر جھکائے کھڑی تھی

۔۔۔۔

اس نے غصے میں آکر اسکے ساتھ سچ میں زیادتی کی تھی۔۔۔۔

میں شرمندہ ہوں۔۔۔۔مجھے معاف کر دو۔۔۔۔

جس کا اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔۔

جب ضارب شاہ نے اسے پیار سے مخاطب کیا۔۔۔۔

بیٹا آپ کیا کہنا چاہیں گی۔۔۔انہیں معاف کر کے اپنے گھر جانا چاہیں گی یاں پھر طلاق لینا چاہیں گی جو کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب سے ناپسندیدہ عمل ہے

۔۔۔۔

آپ پر کوئی بھی دباؤ نہیں ہے آپ جو بھی فیصلہ لیں گی ہم اس میں آپکے ساتھ کھڑے ہیں۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات سن کر اس نے پھوٹ پھوٹ رونا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔

میرا صرف ایک سوال ہے سائیں،،،، یہاں موجود سب مردوں سے۔۔۔۔

کہ ہر جرم کی سزا صرف ایک عورت کو ہی کیوں دی جاتی ہے؟؟؟؟

چاہے گناہ کسی نے بھی کیا ہو،،،،

مجرم کوئی بھی ہو،،،،

کیا کسی بھائی کی بہن یا بیٹی ہونا اتنا بڑا گناہ ہے ؟؟؟؟؟

کیا عورت کی اپنی کوئی پہنچان نہیں ہوتی ؟؟؟؟

کیوں انکے کیے کی سزا ہمیشہ انکی بے قصور بہنوں اور بیٹیوں کو بھگتنی پڑتی ہیں ؟؟؟؟

کیوں ہمیشہ عورت کے ہی وجود اور عزت کو پامال کیا جاتا ہے ؟؟؟؟

آخر اصل گنہگار کو سزا کیوں نہیں دی جاتی ؟؟؟؟

کیا ایک عورت ہونا بہت بڑا جرم ہے ؟؟؟؟؟

کیوں ہمیشہ بیٹیاں ہیں بے مول ہوتی ہیں ؟؟؟؟

ہر عمل کی جوابدہ ہوتی ہیں ؟؟؟؟؟

آخر مرد کیوں نہیں ؟؟؟؟

کیا عورت ذات کی کوئی عزت نہیں ہوتی ؟؟؟؟

مرد اسکی عزت نفس کو پیروں تلے روندتے ایک بار نہیں سوچتا ؟؟؟؟

کیوں ہمیشہ عورت سے ہی معافی کی توقع رکھی جاتی ہے ؟؟؟؟

کیوں ہر بار ایک عورت کو ہی جھکنا پڑتا ہے ؟؟؟؟؟

کیوں،،،،، کیوں،،،،، آخر ایک عورت ہی کیوں مرد کیوں نہیں ؟؟؟؟؟

اپنے گالوں پر بہتے ہوئے آنسوؤں کو سختی سے رگڑتے ہوئے سوال کیا تھا۔۔۔

جس نے وہاں موجود تمام مردوں کی زبانوں پر تالے لگا دیئے تھے،،،،، جبکہ عورتوں کی آنکھوں سے آنسو بے مول ہو کر زمین پر گرے۔۔۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو ایسی مٹی سے بنایا ہے،،،،، کہ اپنے اندر تمام غم سمیٹ لینے کے باوجود بھی سامنے والے کو معاف کرنے کا حوصلہ رکھتی ہے

۔۔۔۔

جو ایک مرد کے اندر بالکل بھی نہیں ہوتا۔۔۔

ایک عورت کا دل موم کی طرح ہوتا ہے جو جلدی پگل جاتا ہے اور اسکے مقابلے میں مرد کا پتھر جیسا۔۔۔ جسکے گرد انا اور غرور کی دیواریں کھڑی ہوتی ہیں جو اسے جھکنے نہیں دیتی۔۔۔

لیکن اسکا مطلب یہ نہیں کہ عورت کی کوئی عزت نہیں وہ بے مول ہوتی۔۔۔

اگر ایسا ہوتا تو ہمارے نبی پاک (صل اللہ علیہ وآلہ وسلم) کبھی یہ نا فرماتے

۔۔۔۔

خداوند عالم عورتوں پر مردوں سے زیادہ مہربان ہے۔۔۔اور اگر کوئی مرد اپنی محرم خواتین میں سے کسی کا دل خوش کرے گا تو خداوند عالم روز قیامت اسکا دل شاد کرے گا۔۔۔

بیٹی کی ذات اگر مقدس نا ہوتی تو اللہ کبھی ہمارے نبی پاک (صل اللہ علیہ و آلہ و سلم) کی اولاد کا سلسلہ حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہ) سے شروع نا کرتا ہے

نبی پاک کا فرمان ہے-----

کہ بیٹے نعمت اور بیٹیاں نیکی ہیں اللہ پاک نعمتوں پر حساب لیتا ہے جبکہ نیکیوں پر ثواب عطا فرماتا ہے----

تو آپ بتائیں پھر بیٹی کی ذات بے مول کیسی ہوئی-----

رسان سے سمجھاتے ہوئے بولا-----

جس کے بعد کچھ پل کیلئے وہاں خاموشی چھا گئی تھی----

سائیں میں فلحال ان کے ساتھ نہیں جانا چاہتی۔۔۔۔مجھے کچھ وقت چاہیے فیصلہ کرنے کیلیئے۔۔۔۔ لیکن پلیزان سے کہیں کے مجھے میرا بیٹا لٹادیں۔۔۔

بس اتنی سی التجاہے۔۔۔۔۔

جس پر ضارب نے آگے بڑھ کر اسکی سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

جیسی آپکی مرضی،،،،،آپکے ساتھ کوئی بھی کسی بھی قسم کی زبردستی نہیں کی جائے گی۔۔۔۔

جس پر وہ پہلی بار مسکرائی۔۔۔۔

جس کے بعد ضارب نے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے بچے کو ماں کے حوالے کرنے کا بولا۔۔۔۔

اور اس آدمی کا جو بھی نقصان ہوا تھا اسکی بھرپائی کی بھی ہامی بھری تھی۔۔۔۔
اور ساتھ ساتھ اس سارے معاملے میں جو اصل گنہگار تھا اسے ڈھونڈ کر سزا دینے کا بھی وعدہ کیا تھا۔۔۔۔

جبکہ اسکے فیصلے کو پورے گاؤں والوں نے سہرایا تھا۔۔۔
حیدر شاہ اپنے پوتے کی سمجھداری پر اندر سے خوش تو تھے لیکن چہرے سے ظاہر نہیں ہونے دیا۔۔۔

کیونکہ اتنا سب کچھ جانتے ہوئے بھی اس نے ابرش کے ساتھ زیادتی کی تھی ۔۔۔
جس پر وہ اسے آسانی سے معاف کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔۔۔۔

_______♥_______

کیا بتاؤں.بڑی بی بی کنا چنگا (کتنا پیارا) فیصلہ کیتا ہے.جی سر دار سائیں نے۔۔۔۔

ایک عورت دی (کی) ذات کنی (کتنی) مقدس ہوندی اے اے دسیا اے (ہوتی ہے یہ بتایا ہے)،،،، پنچائیت وچ (میں) موجود سارے مردوں کی آنکھیں کھول دی ہیں.جی۔۔۔۔

اللہ تعالیٰ ساڈے سر دار سائیں نوں لمبی عمر دیویں۔۔۔۔اوناں نوں صدا ساڈے سراں تے سلامت رکھے آمین۔۔۔۔

اللہ تعالیٰ ہمارے سر دار سائیں کو لمبی عمر دیں۔۔۔۔انکو صدا ہمارے سر پر) سلامت رکھے آمین (

رشیدہ (کام والی) آج کی پنچائیت کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتی خوشی سے بولی

جس پر اماں سائیں نے مسکراتے ہوئے دل سے آمین بولا تھا-----

جبکہ انکے بر عکس انکے ساتھ بیٹھی ہوئی ابرش نے کوئی رسپانس نہیں دیا----

یہ سب کچھ سن کر بھی وہ ایسے بیٹھی تھی جیسے کچھ سنا ہی نا ہو-----

ضارب کے اس عمل پر اس کے اندر کوئی خوشی کا احساس نہیں جاگا تھا----

بلکہ وہ تو ایسے تھی جیسے وہاں موجود ہی نا ہو-----

البتہ ہونٹوں پر ایک تلخ مسکراہٹ ضرور تھی جو انکی زندگی میں آنے والے طوفان کا پیش خیمہ تھی------

________♥________

کیا ہوا زرا ایسے کیوں بیٹھی ہو جہاں ؟؟؟؟؟

زرمینے جو باہر لان میں جھولے میں بیٹھی خاموش نظروں سے سامنے لگے ہوئے گلاب کے پھولوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

زارون اسکے قریب آ کر بیٹھتے ہوئے نرمی سے بولا۔۔۔

جس کے وہاں بیٹھتے ہی فوراً وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔۔۔۔

اور اس سے پہلے کہ وہ اندر جاتی زارون نے اسکا ہاتھ پکڑ کر روکا تھا۔۔۔۔

زارون میرا ہاتھ چھوڑیں پلیز۔۔۔۔۔

التجایا بولی۔۔۔۔

اسکی آواز سے ایسا لگ رہا تھا کہ وہ کسی بھی وقت رو دے گی۔۔۔۔

آخر ہوا کیا ہے مجھے بتاؤ تو سہی ؟؟؟؟ میں پچھلے کئی دنوں سے نوٹ کر رہا ہوں ۔۔۔۔

تم مجھے اگنور کر رہی ہو۔۔۔۔میں جہاں بھی آتا ہوں وہاں سے اٹھ کر چلی جاتی ہو۔۔۔۔آخر مسئلہ کیا تمہارے ساتھ ؟؟؟؟؟

"آپ۔۔۔" یک لفظی جواب۔۔۔۔

میں "میں سمجھا نہیں۔۔۔۔

اور کبھی سمجھ بھی نہیں سکتے۔۔۔۔"آپکو پتا ہے کہ میں کتنی عزیت میں ہوں

۔۔۔۔

اس دن جو کچھ بھی ہمارے درمیان ہوا۔۔۔۔

اس کا کسی کو پتا چل گیا تو؟؟؟؟؟

اندر سے گھٹ رہی ہوں۔۔۔۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میں نے اپنے ماں باپ کو دھوکا دیا ہو۔۔۔۔

انہیں کتنا یقین تھا مجھ پر،،، لیکن وقتی جذبات کی رو میں بہک کر میں نے انکا مان توڑ دیا۔۔۔۔

نفرت ہو رہی ہے مجھے اپنے وجود سے،،، گھن آ رہی،،،،،

"Shut up .... just shut up"

خبردار" تم نے اپنے منہ سے اب ایک اور لفظ بھی نکالا تو،،، تمہیں پتا بھی ہے کہ تم کیا بکواس کر رہی ہو۔۔۔۔ میری محبت کو گالی دے رہی ہو تم۔۔۔

جس پر میں منہ تو****ڑ دوں گا تمہارا

اسکی بات درمیان میں کاٹتے ہزیانی انداز میں چیختے ہوئے بولا۔۔۔۔

جس پر وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ رونا شروع ہو گئی۔۔۔

زارون نے اپنے مٹھیاں بھینچ کر غصے کو کنٹرول کرتے ایک نظر اسکی طرف جو رو رو کر خود کی جان تو ہلکان کر رہی تھی۔۔۔

ساتھ اسکے دل کو بھی سولی پر لٹکا رہی تھی۔۔۔

گہرا سانس کھینچ کر آگے بڑھا اور نرمی سے اسکے گرد اپنی محبت کا حصار کھینچا

۔۔۔۔۔

ہے رونا بند کرو۔۔۔ "کچھ نہیں ہوا۔۔۔" ہم نے کوئی گناہ نہیں کیا۔۔۔

میں مانتا ہوں،،،،، شادی سے پہلے یہ سب معیوب لگتا ہے۔۔۔۔ لیکن میں تمہیں کبھی بدنام نہیں ہونے دوں گا۔۔۔

تم میری محبت ہو میری عزت۔۔۔" مجھے میری زندگی سے بھی بڑھ کر عزیز ہو۔۔۔

اسکا سرخ نم چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لے کر محبت سے گویا ہوا۔۔۔۔ لیکن اگر کسی کو پتا چل گیا تو؟؟؟؟ روتے ہوئے بولی۔۔۔

کسی کو کچھ پتا نہیں چلے گا۔۔۔ میں بہت جلد بابا اور داداسائیں سے بات کر کے رخصتی کروالوں گا۔۔۔

تم رونا بند کرو۔۔۔۔مجھے تکلیف ہوتی ہے۔۔۔۔

تجھے محتاط کرتا ہوں میں تیری جان لے لوں گا
اگر ان اپنی جھیل آنکھوں کو پرنم کیا توں نے

اسکی نم آنکھوں کو نرمی سے باری باری چھوتے گھمبیر تا سے بولا۔۔۔۔
جس پر یکدم زر مینے کو اپنی روح میں سکون اترتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔۔ایسا لگا جیسے اتنے دن سے جو دل پر بھوج تھا وہ ہٹ گیا ہو۔۔۔۔

وہ اسکے گرد نازک ہاتھوں کی گرفت مظبوط کرتی اسکی گردن میں چہرہ چھپا کر نرمی سے مسکرائی۔۔۔۔

زارون نے اسکے سر پر لب رکھتے اسکی پیٹھ سہلائی تھی جبکہ سوچوں کے دھاگے آنے والے وقت کا لائحہ عمل تیار کرنے میں مصروف تھے۔۔۔

جس سے وہ جلد گھر والوں کو رخصتی کیلئے راضی کرلیتا۔۔۔

________♥______

ضارب حیدر شاہ کے ساتھ ہی انکے کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔۔۔

جہاں اماں سائیں کے ساتھ نجمہ اور عظمی بیگم بیٹھی ہوئی تھی جبکہ ابرش نے اپنا سر اماں سائیں کی گود میں رکھا ہوا تھا۔۔۔

اور اسکی آنکھیں بھی بند تھیں۔۔۔۔

جسے دیکھتے اس نے بلند آواز میں سلام کیا تھا۔۔۔۔

یعنی کہ اپنی موجودگی کا احساس دلانا چاہا۔۔۔۔۔

سب نے اسے دیکھتے خوش اسلوبی سے جواب دیا سوائے عظمی بیگم کے جنہوں نے جواب تو دیا تھا لیکن پہلے جیسی پر جوشی نہیں تھی انکی آواز میں۔۔۔۔

جبکہ ابرش نے تو سن کر بھی ان سنا کر دیا تھا۔۔۔۔۔

ہاں اسکی آواز پر اس نے اماں سائیں کی گود سے سر ضرور اٹھا لیا تھا۔۔۔۔۔

ضارب نے نرم نگاہوں سے اسے دشمن جان کی طرف دیکھا جو چند ہی دنوں میں مکمل مرجھا گئی تھی۔۔۔۔

اسکے معصوم چہرے پر پہلی جیسی شادابی غائب تھی۔۔۔۔ سفید رنگت میں زردیاں گھلی ہوئی تھیں۔۔۔ جبکہ خوبصورت آنکھوں کے نیچے سیاہ ہلکے واضح تھے۔۔۔۔۔

اسکی حالت کو دیکھتے ضارب کو اپنی لاپرواہی پر افسوس ہوا تھا۔۔۔۔

جبکہ ابرش نے تو اس پر نظر ڈالنا تک گوارہ نہیں کیا تھا۔۔۔۔

"میں آتی ہوں اماں سائیں۔۔۔۔

چپ چاپ اٹھ کر اسکے قریب سے ایسے گزر گئی جیسے اسے جانتی ہی نا ہو۔۔۔

ضارب نے اسکی پشت کو مسکراتی نظروں سے دیکھا،،،،اور ناراضگی دکھانے کی ادا پر مسکراتے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

پھر آگے بڑھ کر اماں سائیں سے پیار لیا۔۔۔

جنہوں نے محبت سے اسکی پیشانی چومتے صدا خوش رہنے کی دعا دی۔۔۔

جبکہ ابرش کے پیچھے عظمی بیگم بھی بنا کوئی بات کیے وہاں سے نکلنے لگی،،،جب ضارب نے انہیں مخاطب کیا تھا۔۔۔

"آپ ہم سے ناراض ہیں بڑی ماں۔۔۔

جس پر نا چاہتے ہوئے بھی انہیں رکنا پڑا تھا۔۔۔

نہیں تو میں کیوں ناراض ہونے لگی آپ سے،،،،،زبردستی مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔جبکہ یہ تو انکا خدا ہی جانتا تھا کہ ابرش یہ حالت دیکھ کر انہیں کتنا افسوس ہوا تھا انہیں ضارب سے اس سلوک ہرگز توقع نہیں تھی۔۔۔

پچھلے دنوں میں انہوں نے ابرش کو کتنی مشکل سے سنبھالا تھا یہ تو بس وہی جانتی تھیں۔۔۔

لیکن آپکے رویے سے تو لگ رہا ہے کہ آپ ناراض ہیں۔۔۔۔
عظمی بیگم نے نظریں اٹھا کر اسکے وجیہہ چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔

تو کیا نہیں ہونا چاہیے۔۔۔۔آپ میری بیٹی کی حالت دیکھ رہے ہیں۔۔۔۔کیسے مرجھا گئی ہیں وہ۔۔۔۔۔

نا کچھ ٹھیک سے کھاتی ہیں ناپیتی ہیں۔۔۔ناپہلے کی طرح ہنستی مسکراتی ہیں ۔۔۔۔

ہر وقت ایک جامد خاموشی اختیار کیے رکھتی ہیں۔۔۔۔

ہم نے اپنی بیٹی اس لیے تو نہیں دی تھی آپکو کہ آپ انکا یہ حال کر دیں۔۔۔۔

انکے چہرے سے زندگی کے سارے رنگ ہی نچوڑ لیں۔۔۔۔

انکا زرد چہرہ دیکھ کر ہر پل میرا کلیجہ کٹتا ہے۔۔۔۔

بے اختیار ہوتے آخر وہ روپڑی تھیں۔۔۔۔ جس پر وہ آگے بڑھ کر انہیں اپنے سینے سے لگا گیا۔۔۔۔

ہمیں معاف کر دیں۔۔۔۔ ہم یہ سب نہیں چاہتے تھے۔۔۔۔ ہمیں نہیں پتا تھا کہ وہ اپنی ایسی حالت کر لیں گی۔۔۔۔

آپ جانتے ہیں ضارب وہ بہت چھوٹی ہیں۔۔۔۔ بہت معصوم ہیں۔۔۔۔ جنہیں ہم نے بہت لاڈ پیار سے پالا ہے۔۔۔۔ کبھی انکی کوئی خواہش رد نہیں کی ۔۔۔۔۔

انہیں کسی نازک آبگینے کی طرح سنبھال کر رکھا،،،، انکا دل بہت نازک اور معصوم ہے۔۔۔۔ جس میں انہوں نے آپکو بہت محبت سے بسایا تھا۔۔۔۔

اور آپ نے انکا وہ معصوم دل ہی توڑ دیا۔۔۔۔

میں نے دیکھا ہے انہیں راتوں میں رو کر آپکو پکارتے ہوئے۔۔۔۔اور ایک آپ ہیں جنہوں نے پلٹ کر انکی خبر تک نہیں لی کہ وہ کس حال میں ہیں۔۔۔۔

کتنی بیمار رہی ہیں وہ۔۔۔۔

مجھے کم از کم آپ سے اس رویے اور لاپرواہی کی توقع ہر گز نہیں تھی۔۔۔۔

اسکی بات کے جواب میں پر شکوہ لہجے میں گویا ہوئیں۔۔۔۔

ضارب نے بہت نرمی سے انکے بہتے ہوئے آنسو صاف کیے تھے۔۔۔۔

آپ ٹینشن نا لیں ہم بہت جلد انہیں ٹھیک کر لیں۔۔۔۔بہت جلد وہ پہلے کی طرح ہنسنے مسکرانے لگے گی۔۔۔۔

یہ ہمارا وعدہ ہے آپ سے ۔۔۔۔آپ بس ہم پر یقین کریں ہم وعدہ کرتے ہیں دوبارہ آپکو شکایت کا موقع نہیں دے گے ۔۔۔۔

کریں گی نا ہم پر یقین ۔۔۔۔

جس پر انہوں نے مسکرا کر سر ہلایا تھا اور اسکی پیشانی پر محبت سے بوسہ دیا ۔۔۔۔۔

مجھے آپ پر پورا یقین ہے ۔۔۔۔۔

ضارب کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے ۔۔۔۔

چلیں آجائیں میں کھانا لگوا رہی ہوں ۔۔۔۔

بابا سائیں نے مجھے بتایا تھا کہ آج آپ آئیں گے اس لیے میں نے آپکی فیورٹ ڈشز بنائی ہیں۔۔۔۔

اب کہ نرمی سے مسکراتے ہوئے بولی جس پر اس نے سر ہلایا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔

ضارب دھیرے سے دروازہ کھولتے ابرش کے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔

جہاں وہ اپنے کمرے کی کھڑکی کے قریب کھڑی باہر نجانے کیا دیکھ رہی تھی ۔۔۔۔

ضارب بھاری قدم لیتا بالکل اسکی پشت پر آکر کھڑا ہوا تھا۔۔۔اور نظریں اسکی نظروں کے تعاقب میں دوڑائی جہاں لان میں مالی بابا پودوں کی کٹائی کر رہے تھے۔۔۔۔

پھر ایک نظر اسکی طرف دیکھا جو اسے محسوس کر لینے کے باوجود بھی بت بنے کھڑی تھی۔۔۔

کیسی ہیں؟؟؟؟؟

اسکے تھوڑا اور قریب ہوتے نرمی سے سوال کیا۔۔۔۔

جس کا اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔۔

" باربی

جواب ندارد۔۔۔۔

ہم آپ سے بات کر رہے ہیں۔۔۔۔

کندھے پر ہاتھ رکھتے نرمی سے اسکا رخ بدلہ۔۔۔۔۔

جسے ابرش نے ایک ہاتھ سے جھٹکا اور بنا اسے بات کا جواب دیئے وہاں سے جانے لگی۔۔۔۔

ضارب نے اسکا بازو پکڑ کر ایک جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچا۔۔۔۔جس سے وہ اسکے کشادہ سینے سے ٹکرائی۔۔۔۔۔

ابرش نے اپنی نیلی گہرے سمندر جیسی آنکھیں اٹھائی۔۔۔۔

جو گہرے سبز کانچ سے جا کر ملیں۔۔۔۔

ضارب نے دھیرے سے اسکی نازک گال کو سہلایا۔۔۔۔ ناراض ہیں ہم سے ؟؟؟؟

آنکھوں میں دیکھتے سوال کیا۔۔۔۔

ابرش کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی البتہ لبوں کو سختی سے بھینچ رکھا تھا۔۔۔۔

اپنے سائیں سے بات نہیں کریں گی۔۔۔۔ کوئی شکوہ کوئی شکایت نہیں ۔۔۔۔ ہمارے فیصلے کے پیچھے کی وجہ نہیں جاننا چاہیں گی۔۔۔۔

اسکے معصوم نقوش کو نگاہوں میں سماتے دھیرے دھیرے بول رہا تھا۔۔۔۔

" نہیں

مختصر جواب آیا۔۔۔۔

ضارب مسکرایا۔۔۔ چلو اس نے اپنی خاموشی تو توڑی۔۔۔

ہم پر یقین ہے۔۔۔۔

بات بڑھائی۔۔۔

" نہیں

پھر مختصر جواب۔۔۔

جس پر اس نے سر ہلایا۔۔۔

ناراض ہیں ؟؟؟

ایک اور سوال۔۔۔۔

" نہیں

ایک بار پھر مختصر جواب۔۔۔۔

اچھا تو پھر بات کیوں نہیں کر رہی ہیں ہم سے۔۔۔۔۔ کیونکہ آپ نے بات کرنے کیلیئے کچھ چھوڑا ہی نہیں۔۔۔۔

مطلب ؟؟؟

مطلب ابرش کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ آئی،،،، جسے ضارب نے گہری نگاہوں سے دیکھا۔۔۔۔۔

اسے حالات کی سنگینی کا اندازہ ہونے لگا تھا۔۔۔ابرش کو منانا اتنا بھی آسان نہیں تھا جتنا وہ سوچ کر آیا تھا۔۔۔

مطلب یہ کہ ضارب شاہ میرا آپ سے ایسا کوئی رشتہ نہیں کہ میں آپ سے ناراض ہو سکوں۔۔۔آپ سے کوئی شکوہ یا شکایت کر سکوں۔۔۔

ہمارے درمیان جو رشتہ تھا وہ اسی وقت ختم ہو گیا تھا۔۔۔جب آپ نے مجھے اپنے گھر سے چلے جانے کا بولا تھا۔۔۔۔

اب باقی جو بچا ہے صرف کاغذی ہے جسے میں بہت جلد ختم کر دوں گی۔۔۔

اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سپاٹ لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔۔

جس سے ضارب کے چہرے کے زاویے بدلے تھے۔۔۔۔کشادہ پیشانی پر بل پڑے۔۔۔۔اس نے سپاٹ نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

اسکی آنکھوں میں اترتی لالی پر ایک استہزائیہ نظر ڈال کر پلٹنے لگی۔۔۔۔

جب ضارب نے اسکا ایک ہاتھ پکڑ کر پشت سے لگاتے اپنے قریب کیا۔۔۔۔اور آپکو ایسا کیوں لگتا ہے کہ ہم یہ ہونے دیں گے ؟؟؟؟

آپ شاید بھول رہی ہیں ہم کون ہیں اور کیا کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔

بھینچا ہوا لہجہ۔۔۔۔

نہیں میں کچھ نہیں بھولی بہت اچھے سے جانتی ہوں کہ آپ کون ہیں اور کیا کر سکتے ہیں۔۔۔۔

ایک نمبر کے جھوٹے اور منافق انسان ہیں آپ۔۔۔۔

جو اندر سے کچھ اور باہر سے کچھ اور ہے۔۔۔

میرے لالا بالکل ٹھیک کہتے ہیں آپکے بارے میں۔۔۔۔۔سیاست دان میٹھی چھری کی طرح ہوتے ہیں،،،،، باہر لوگوں کے سامنے بہت انصاف اور دین کے بات کریں گے لیکن گھر اپنی عورتوں کے ساتھ بالکل ویسا ہی سلوک کرتے ہیں۔۔۔۔بلکہ اس سے بھی بدتر۔۔۔

زیادہ سے زیادہ کیا کریں گے جان سے مار دیں گے مار دیں۔۔۔۔کیوں اب میں آپ سے کسی قیمت پر نہیں ڈرنے والی۔۔۔

طلاق تو میں آپ سے لے کر،،،،،

ضارب نے یکدم جھکتے باقی کے الفاظ اسکے حلق میں روکے۔۔۔۔

اور اسکا عمل بہت جارہانہ اور تکلیف دہ تھا جس سے ابرش کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔۔۔

ایک ہاتھ تو اس نے پہلے ہی ابرش کی پشت پر باندھ رکھا تھا مزاحمت کیلئے اٹھتے دوسرے ہاتھ کو بھی مروڑ کر پشت سے لگایا۔۔۔۔

ابرش کو اسکے ہاتھوں کی انگلیاں اپنی نازک جلد میں کھبتی ہوئی محسوس ہوئی ۔۔۔۔

جبکہ ہونٹوں پر جو تکلیف ہو رہی تھی وہ الگ۔۔۔۔

کیونکہ ضارب نے غصے میں آکر تقریباً اسکے نچلے ہونٹ کو دانتوں سے چبا ڈالا تھا

ابرش کو اپنے حلق میں نمکین ذائقہ گھلتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔۔

بہتے آنسوؤں میں روانی آئی۔۔۔۔

اسکی سانسیں رکنے لگی۔۔۔۔۔

اسکے وجود کے جھٹکے پر اسے ایک جھٹکے سے الگ ہوا۔۔۔۔

ابرش تکلیف سے تڑپ اٹھی۔۔۔۔

یہ سزا ہے ان لفظوں کی جو ابھی آپ نے ہم سے کہے۔۔۔۔اور آئندہ اگر آپکے ہونٹوں پر طلاق کا لفظ آیا تو آپکی یہ چلتی ہوئی سانسیں اپنے ہاتھوں سے روک دیں گے۔۔۔۔

اسکے زخمی ہونٹ کو بے دردی سے رگڑتے اسکی گردن کو اپنی گرفت میں لیتے ہوئے درشتگی سے گویا ہوا۔۔۔۔

اور اسے ہماری دھمکی مت سمجھیے گا۔۔۔ایک اور بار یہ لفظ آپکے ہونٹوں سے ادا ہوا تو آپ ہمیں اس پر عمل پیرا ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھے گی۔۔۔۔

اور کیا کہا تھا ہم میٹھی چھری ہیں منافق ہیں۔۔۔۔جو گھر میں کچھ اور باہر کچھ اور تو ٹھیک ہے۔۔۔۔ہم ہیں ایسے۔۔۔۔لیکن یہ بات بھی اپنے دماغ میں اچھے سے بٹھا لیں۔۔۔۔

کہ اب آپ نے اپنی پوری زندگی اسی منافق انسان کے ساتھ گزارنی ہے ۔۔۔۔" ہم سے آپکو رہائی صرف اور صرف ہماری سانسیں رکنے کے بعد ہی ملے گی۔۔۔۔

ایک ایک لفظ ٹھہر ٹھہر کر بولتا اسے کانپنے پر مجبور کر گیا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔

ابرش نے آنکھوں میں نفرت بھر کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

جس سے ضارب کو اپنے ہونے والے نقصان کا اندازہ ہوا۔۔۔اس کا دل یکدم گھبرایا۔۔۔۔

لیکن اس نے چہرے سے ظاہر نہیں ہونے دیا۔۔۔۔

پھر اسے ایک ہاتھ میں اسکا بازو پکڑ کر تقریبا گھسیٹتے ہوئے قدم باہر کی طرف بڑھائے۔۔۔۔

گھر میں موجود سب لوگ اس وقت ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھے تھے۔۔۔۔یہ دوپہر کے کھانے کا وقت تھا۔۔۔۔

سب کے آجانے کے بعد ہی کھانا شروع کیا جانا تھا۔۔۔۔لیکن ضارب کی موجودگی کی وجہ سے ابرش نے باہر آنے سے صاف انکار کر دیا تھا۔۔۔۔۔

جس پر ضارب خود اٹھ کر اسے منانے کیلئے اس کے کمرے میں گیا۔۔۔۔

لیکن آگے سے جو کچھ ابرش نے اس سے کہاں تھا اس نے ضارب کے اندر سوئے ہوئے حیوان کو جگایا تھا۔۔۔۔۔

اور اس نے اپنا غصہ اسکے نازک ہونٹوں پر اتارا تھا۔۔۔
باہر سب لوگ ان دونوں کا ہی انتظار کر رہے تھے جب وہ اسے گھسیٹتے ہوئے وہاں لایا۔۔۔۔

کھانے کی ٹیبل پر فلحال داداسائیں کے ساتھ اماں سائیں،،، نجمہ اور عظمی بیگم اور زرمینے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

زاروں ضروری کام کا کہتے کچھ دیر پہلے ہی گھر سے نکلا تھا۔۔۔
جبکہ ارمغان شاہ آفس میں تھے اور موسی شاہ زمینوں پر۔۔۔

دادا سائیں ہم ابرش کو لے کر شہر واپس جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ ہماری بہت ضروری میٹنگ ہیں اس لیے آج رات نہیں رک سکتے۔۔۔۔

ان شااللہ جب نیکسٹ ٹائم آئے گے تو ضرور رکے گے۔۔۔۔

سپاٹ لہجے میں وہ سید ھاحیدر شاہ سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔۔

جس پر انھوں نے سر ہلایا۔۔۔۔

لیکن آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی۔۔۔۔

ابرش اسکی پکڑ سے اپنا بازو آزاد کروانے کی کوشش کرتی چیخی۔۔۔۔

جسکا اس نے کوئی اثر نہیں لیا اور سب کو الوداع کہتے۔۔۔۔ باہر کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔۔۔

عظمی بیگم نے ابرش کی حالت دیکھتے کچھ کہنا چاہا لیکن اماں سائیں نے انہیں اشارے سے منع کر دیا۔۔۔

کیونکہ ابرش کیلئے فلحال یہی بہتر تھا کہ ضارب اسے اپنے ساتھ لے کر جائے ۔۔۔۔

آپ میرے ساتھ ایسے زور زبردستی نہیں کر سکتے۔۔۔جب میں آپکے ساتھ رہنا ہی چاہتی تو کیوں آپ کے ساتھ جاؤں۔۔۔

لیکن ضارب ایسے تھا جیسے اس نے اپنے کان بند کر لیے ہو۔۔۔۔

میں اپنے واسم لالا کو بتاؤں گی۔۔۔کہ آپ میرے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہیں۔۔۔

اس پر اپنی باتوں کا اثر نا ہوتے دیکھ معصوم دھمکی لگائی۔۔۔

جس سے ضارب کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔۔۔

اور وہ رکا۔۔۔

سب لوگ پریشان نظروں سے انکی طرف ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔

اور آپکو کیا لگتا ہے ہم آپکے واسم لالا سے ڈرتے ہیں۔۔۔

استہزائیہ بولا۔۔۔

نہیں آپ کیوں ڈریں گے۔۔۔۔ جنہیں نا رشتوں کا خیال نا انکے احترام کا آپ تو بس اپنی طاقت کے نشے میں اپنوں پر ہاتھ اٹھانا جانتے ہیں۔۔۔۔

وہ دوبدو طنزیہ بولی۔۔۔۔

جبکہ اسکی زبان کی گوہر افشانیوں پر سب حیران تھے۔۔۔۔۔

بہت اچھے سے سمجھ چکی ہیں ہمیں۔۔۔۔

افسوس سے بولا۔۔۔۔

میں کہہ رہی ہوں میرا ہاتھ چھوڑیں میں آپکے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔۔۔۔

جبکہ اسکا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ اسے اپنے کندھے پر اٹھا چکا تھا۔۔۔۔

اور چپ چاپ باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

حیدر شاہ اور اماں سائیں ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔۔اور لبوں پر شرارتی مسکراہٹ دیکھتے ہوئے شرما کر نظریں چرا گئیں۔۔۔

جبکہ باقی سب بھی ضارب کے اس عمل پر حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔

وہ اسے یونہی کندھے پر ڈالے ہوئے باہر گاڑی کے قریب آیا تھا۔۔۔۔

اور اس سے پہلے وہ اسے گاڑی میں ڈالتا ارمغان شاہ کی گاڑی حویلی میں داخل ہوئی تھی۔۔۔۔

جسے دیکھتے اس نے ابرش کو زمین پر اتارا۔۔۔۔

اور وہ بنا وقت ضائع کیے اپنے بابا سائیں کی طرف بھاگی۔۔۔۔۔

جو ضارب کو یہاں دیکھتے گاڑی پارک کر کے انکی طرف ہی بڑھ رہے تھے

۔۔۔۔

ڈیڈ میں انکے ساتھ نہیں جاؤں گی۔۔۔۔

انکے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں سے تھامتے انکی پشت پر چھپتے ہوئے بولی۔۔۔۔

جو معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔۔

" السلام و علیکم تایا سائیں

ضارب نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔۔۔۔۔

وعلیکم السلام کیسے ہیں۔۔۔۔اسے سینے سے لگاتے محبت سے بولیں۔۔۔

جی الحمدللہ ہم بالکل ٹھیک۔۔۔۔آپ سنائیں۔۔۔

جبکہ اپنے باپ کو ضارب سے اتنی محبت سے ملتے دیکھ کر ابرش نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

اور اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ اندر کی طرف بھاگتی۔۔۔

ضارب نے اسکے ارادے سمجھ کر اسکے ہاتھ کو سختی سے تھاما۔۔۔

تایا سائیں ہم ابرش کو اپنے ساتھ لیجانے آئے تھے۔۔۔۔اگر آپ اجازت دیں تو۔۔۔

واسم بھی ابیہا کو اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔۔۔۔

مصلحتاً بتا دیا تاکہ وہ کوئی جواز نا اٹھائیں اسے روکنے کا۔۔۔

بیٹا جیسی آپکی مرضی۔۔۔

لیکن میں انکے ساتھ نہیں جانا چاہتی یہ بات آپ لوگ کیوں نہیں سمجھ رہے ۔۔۔

ارمغان شاہ کی بات پر غصے سے چیختے ہوئے بولی تھی۔۔۔

" ابرش

جبکہ اسکی بد تمیزی پر وہ دھاڑا تھا۔۔۔

جس پر وہ سہمی اور ساتھ ہی اسے اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

اور اس سے پہلے وہ بیہوش ہو کر گرتی ضارب نے اسکے گرد اپنا حصار کھینچا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔

بھاری ہوتے سر کے ساتھ اس نے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔

جیسے جیسے دماغ شعور کی طرف بڑھنے لگا اس نے اپنے آس پاس کے ماحول پر نظر دوڑائی۔۔۔

جس کے بعد وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی تھی۔۔۔

مطلب کہ وہ اسے پاس لے آیا تھا۔۔۔اپنے قید خانے میں قید کرنے
۔۔۔اس کی مزاحمت اسکی بات کو کسی نے اہم نہیں جانا۔۔۔

یہاں تک کہ اسکے خود کے ماں باپ نے بھی نہیں۔۔۔

یہ سوچ آتے ہی اسے اپنے گلے میں کچھ اٹکتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔ نیلی جھیل سی آنکھوں میں نمی اتری۔۔۔

اور وہ گھٹنوں میں اپنا چہرہ چھپا کر رونا شروع ہو گئی۔۔۔

ضارب جو کہ اسکے آرام کی غرض سے اٹھ کر سٹڈی روم میں چلا گیا تھا۔۔۔

اسکے رونے کی آواز سن کر ہڑبڑی میں کمرے میں داخل ہوا۔۔۔

"ابرش۔۔۔۔

اسکے قریب بیڈ پر بیٹھتے نرمی سے پکارا۔۔۔۔

لیکن اس نے کوئی جواب نہیں۔۔۔۔

بلکہ مزید اونچی آواز میں رونا شروع ہو گئی تھی۔۔۔۔ جس سے ضارب کو تکلیف ہوئی۔۔۔۔

کیا ہوا ایسے کیوں رو رہی ہیں۔۔۔۔

زبردستی اسکا چہرہ اوپر اٹھا کر آنسو صاف کرنے چاہے۔۔۔۔جب ابرش نے زور سے اسکا ہاتھ جھٹکا۔۔۔۔

خبردار " خبردار اگر آپ نے مجھے ہاتھ لگایا۔۔۔۔یا میرے قریب آنے کی کوشش کی تو بالکل اچھا نہیں ہو گا۔۔۔۔دور رہیں مجھ سے۔۔۔۔۔۔

غصے سے چیختے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

اچھا نہیں آتے ہم قریب لیکن آپ ایسے رو کیوں رہی ہیں ؟؟؟؟

میں جیسے مرضی رووں آپکو کیا تکلیف ہے۔۔۔۔۔انتہائی بد تمیزانہ لہجہ۔۔۔۔

ضارب نے افسوس سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔ جبکہ دماغ کی شریانے اب پھٹنے لگی تھیں۔۔۔۔ جن کا اثر اسکی آنکھوں میں بھی نظر آنے لگا تھا۔۔۔۔۔

لیکن پھر اسکی حالت کو دیکھتے خود پر کنٹرول کر گیا۔۔۔۔

آپکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے ایسے تو مزید بگڑ جائے گی۔۔۔۔۔لب بھینچ کر تحمل سے بولا۔۔۔۔۔

اللہ کریں م***رجاؤں،،،،، جان چھوٹے میری آپ سے۔۔۔۔

" ابرش

غصے کی زیادتی سے ضارب کی پیشانی کی رگیں ابھر آئی تھیں۔۔۔آنکھوں میں لہو۔۔۔" جبکہ آواز میں شیر جیسی دھاڑ تھی۔۔۔

جس سے ابرش کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔۔۔۔

کیا بکواس کی ابھی آپ نے۔۔۔۔" جانتی ہیں ہم اس بات پر آپکا کیا حشر کر سکتے ہیں۔۔۔

بیڈ سے اٹھ کر ایک جھٹکے سے اسے اپنے مقابل کھڑا کرتا جھنجھوڑتے ہوئے بولا ۔۔۔" جس پر ابرش سہمی۔۔۔۔" اسے ضارب کی آواز ہتھو***ڑے کی " طرح اپنے دماغ پر بجتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔

جس سے وہ اپنی حواس برقرار نہیں رکھ سکی اور دوبارہ بیہوش ہو کر اسکے بازوؤں میں لہرائی۔۔۔۔

ضارب کا غصہ فوراً جھاگ کی طرح بیٹھا۔۔۔۔" اس نے پریشانی سے اسکی گال "تھپتھپائی۔۔۔۔

" ابرش

لیکن کوئی رسپانس نا دیکھ کر اسے نرمی سے بیڈ پر لٹایا۔۔۔۔

اور فون نکال کر خان کو فوراً ڈاکٹر کو گھر بلانے کا بولا۔۔۔۔

ابرش کا یوں بار بار بیہوش ہونا۔۔۔" اسکی زرد پڑتی رنگت۔۔۔۔" اسے پریشانی میں مبتلا کر گئی تھی۔۔۔۔" اور ویسے بھی عظمی بیگم نے بتایا تھا کہ وہ پچھلے دنوں بہت بیمار رہی ہے۔۔۔۔

اب ضارب کو اپنے فیصلے پر افسوس ہو رہا تھا۔۔۔کہ اسے کسی قیمت پر بھی اسے خود سے دور نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔

د*شمن کا کیا تھا۔۔۔اسے تو وہ کسی بھی طریقے سے ڈھونڈ ہی لیتا۔۔۔لیکن کم از کم اسکی باربی کی یہ حالت تو نا ہوتی۔۔۔

آنکھوں میں فکر مندی لے کر ضارب نے اسکے مرجھائے ہوئے چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔

جبھی خان نے دروازہ ناک کرتے اندر آنے کی اجازت مانگی۔۔۔

ضارب نے ابرش پر بلینکٹ درست کرتے ہوئے اسے اندر آنے کی اجازت دی

۔۔۔

جس کے ہمراہ ایک لیڈی ڈاکٹر بھی اندر داخل ہوئی۔۔۔۔ سردار سائیں ڈاکٹر

۔۔۔۔

جس پر اس نے سر ہلایا۔۔۔۔

ڈاکٹر نے آگے بڑھ کر ابرش کا معائنہ شروع کیا۔۔۔۔

جب اسکی حالت کو دیکھتے ہوئے وہ ضارب سے مخاطب ہوئی۔۔۔۔

یہ آپکی وائف ہیں؟؟؟؟

ضارب نے ہاں سر ہلایا۔۔۔۔

اگر برا نا مانے تو کیا آپ کچھ ٹائم کیلیئے باہر جا سکتے ہیں۔۔۔۔ مجھے انکا تفصیلی

معائنہ کرنا ہے۔۔۔۔

جس پر وہ سر ہلاتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔ جبکہ خان تو پہلے ہی ڈاکٹر کو اسکا بیگ پکڑاتے کمرے سے باہر دروازے کے پاس اپنے سائیں کے اگلے حکم کی تکمیل کیلیئے سر جھکائے کھڑا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے ابھی تک یقین ہی نہیں آرہا تھا۔۔۔۔ کہ جو ڈاکٹر اسے بتا کر گئی تھی کیا وہ "حقیقت تھی۔۔۔۔

اس نے آنکھوں میں محبت بھر کر بیڈ پر پڑے اس نازک وجود کی طرف دیکھا ۔۔۔۔۔

جو اتنی جلدی اسکی بے رنگ اور نامکمل زندگی کو مکمل کرنے جارہی تھی۔۔۔۔

"Congratulations .....

"Mr zarib shah your wife are aspecting"

لیکن فلحال وہ بہت کمزور ہیں۔۔۔" اور انکی عمر بھی کچھ چھوٹی ہے۔۔۔اس لیے آپکو انکا خاص خیال رکھنا ہو گا۔۔۔
سپیشلی انکی ڈائیٹ کا۔۔۔۔میں کچھ وٹامنز لکھ کر دے رہی ہوں۔۔۔جو آپ انہیں ریگولر طور پر یوز کروائیں۔۔۔

ان شااللہ بہت جلد بہتر ہو جائیں گی۔۔۔

ڈاکٹر مسکراکر بولتی ہوئی ایک پرچی اسکی طرف بڑھاتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گئی جسے خان باہر دروازے تک چھوڑنے گیا۔۔۔

آج تو اس کے قدم بھی زمین پر نہیں لگ رہے تھے۔۔۔آخر خوشی جو اتنی بڑی ملی تھی۔۔۔۔

" ضارب نپے تلے قدم لیتا اسکے قریب آکر بیڈ پر بیٹھا تھا۔۔۔۔

اس نے بہت محبت سے اسکی پیشانی پر بکھرے ہوئے بال سنواریں۔۔۔

" باربی۔۔۔

محبت میں ڈوبا ہوا لہجہ۔۔۔۔

ہم آپکو بتا نہیں سکتے آج آپ نے ہمیں کتنی بڑی خوشی دی ہے۔۔۔۔ جسے لفظوں میں بیان کر پانا ہمارے لیے مشکل ہے۔۔۔۔

اسکے نازک ہاتھ کو تھام کر ہونٹوں سے لگاتے بولا۔۔۔۔

ہم جانتے ہیں ہم نے آپ کے ساتھ زیادتی کی جسکا ہمیں افسوس ہے ۔۔۔۔ لیکن ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ اب زندگی میں دوبارہ کبھی بھی یہ غلطی نہیں دہرائیں گے۔۔۔۔

بس ایک بار صرف اپنے سائیں کو معاف کر دیں۔۔۔۔۔

ضارب شاہ نے بہت غور سے اسکا معصوم چہرہ دیکھا۔۔۔۔" جس پر گہری نیند میں ہونے کے باوجود بے سکونی چھائی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

اور وہ دھیرے سے اپنے پاؤں کو جوتوں کی قید سے آزاد کراتے ہوئے اوپر اسکے قریب لیٹا۔۔۔۔۔

کروٹ لے کر اسکے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کیا۔۔۔۔۔

اسکے معصوم حسن اور دل موہ لینے والے نقوش کو دیکھتے ہوئے۔۔۔۔ دھیرے سے اسکی پیشانی پر لب رکھے۔۔۔۔۔

پھر دور ہو کر اسکے چہرے کو دیکھنے لگا،،،، جس میں کوئی بدلاو نہیں آیا تھا ۔۔۔۔۔

اسکے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔۔۔

اس نے نرمی سے جھک کر باری باری اسکی بند آنکھوں کو چھوا،،،جس سے ابرش کے تاثرات بدلے۔۔۔۔

کچھ دیر پہلے جو اسکے نقوش میں ایک تناو تھا۔۔۔۔

"اب کم ہونے لگا۔۔۔۔

جسے دیکھتے ضارب نے محبت سے اسکے ناک میں چمکتے لونگ کو ہونٹوں سے چھوا۔۔۔۔۔

ابرش کے وجود میں حرکت ہوئی۔۔۔۔

اس نے بند آنکھوں کے ساتھ ہی اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اسکے سینے پر رکھے۔۔۔۔ساتھ ہی اسکا چہرہ پر سکون ہونے لگا۔۔۔۔

جیسے پتا نہیں کب سے اسے اس لمس کی تلاش تھی۔۔۔۔۔

ضارب کے لب اسکے ناک سے ہوتے بائیں گال پر آئے،،،،،اسکی دہکتی سانسوں اور نرم گرم لمس سے ابرش کا چہرہ سرخ ہونے لگا۔۔۔۔۔

اس نے ضارب کی شرٹ پر اپنی پکڑ مظبوط کی۔۔۔۔

جسے محسوس کر کے ضارب نے اسکی دوسری گال کو بھی نرمی سے چھوا۔۔۔۔

اور پیچھے ہو کر اسکاری ایکشن دینے لگا۔۔۔۔جسکی سانسیں اب تیز ہونے لگی تھیں۔۔۔۔۔

وہ لب اسکے ہونٹوں کے قریب لایا۔۔۔۔۔

جس سے اسکی سانسیں ابرش کی سانسوں سے ٹکرانے لگی۔۔۔۔

ابرش کی دھڑکنوں میں ارتعاش پیدا ہوا۔۔۔۔ لیکن وہ فلحال دواوں کے زیر اثر اسے اپنا خواب سمجھ رہی تھی۔۔۔۔۔

البتہ چہرہ اب بالکل پرسکون ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

جسے ضارب نے قریب سے دیکھتے اسکے نرم لبوں پر اپنے دہکتے ہونٹ رکھے

۔۔۔۔

اور دھیرے دھیرے جنبش دیتے اسے محسوس کرنے لگا۔۔۔۔

ابرش کی دھڑکنیں بڑھنے لگی۔۔۔۔" وجود میں جیسے سکون اترنے لگا۔۔۔۔"

اسکے نرم گرم لمس پر اسکے ہاتھ خود باخود اسکے سینے سے سرکتے ہوئے گردن میں حائل ہوگئے۔۔۔۔

ضارب ایک منٹ کیلئے پیچھے ہوا۔۔۔ سانسوں کو آزادی ملنے پر ابرش نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔

جس پر ضارب نے دوبارہ جھکتے اسکے نچلے ہونٹ کو اپنی نرم گرفت میں لیا،،،، جسے اچھی طرح اپنے لمس سے بھگونے کے بعد ایک پل کیلئے پیچھے ہوتے اسے سانس لینے موقع دیے بنا دوبارہ جھکا۔۔۔

لیکن اس بار اسکا نشانہ اسکا بلائی لب تھا۔۔۔
دونوں کی سانسیں الجھنے لگی۔۔۔ ابرش اسکے لمس میں مدہوش ہوتے اسکا ساتھ دینے لگی۔۔۔

جس پر ضارب شاہ مسکرایا۔۔۔۔

وہ ہر دو منٹ کے وقفے کے بعد اس سے الگ ہوتا اور اسکی سانسیں سنورنے سے پہلے دوبارہ جھک جاتا۔۔۔۔

ضارب شاہ نے یہ عمل ایک بار نہیں کئی بار دہرایا۔۔۔۔۔ بلکہ بار بار دہرایا۔۔۔۔" لیکن پتا نہیں یہ کیسی تشنگی تھی جو مٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔۔

اور جب اسکی برداشت کی حد ختم ہوئی تو اسکے ہونٹ نرمی سے اسکے نچلے ہونٹ سے ابرش کی ٹھوڑی پر سرک آئے۔۔۔۔۔" اور وہاں سے گردن پر۔۔۔۔

آہستہ آہستہ انکے درمیان حائل پردے ہٹنے لگے۔۔۔۔وہ دھیرے دھیرے اسکی گردن کو اپنے لمس سے بھگوتے ہوئے۔۔۔۔۔" دوپٹے کو گردن سے جدا کرتا۔۔۔۔۔

" حدیں پھلانگنے لگا۔۔۔۔۔

اسکے ہاتھ ابرش کے وجود پر رینگنے لگے۔۔۔۔

جس سے اسکی بے چینی بڑھنے لگی۔۔۔۔۔اس نے اپنے بھیگے نم ہونٹ ابرش کی دھڑکنوں کے مقام پر رکھے۔۔۔۔

جس پر اس نے تڑپ کر اپنی بند آنکھیں کھولیں۔۔۔۔

جو شعور کی دنیا میں قدم رکھتے ہی حیرت سے پھیلیں۔۔۔۔۔

اسے ضارب کا جان لیوا لمس اپنی گردن پر محسوس ہوا۔۔۔۔اس نے نظریں جھکاتے ہوئے۔۔۔۔

اسکے گھنے بالوں والے سر کو دیکھا پھر اسکے کندھے پر رکھے اپنے ہاتھوں کو ۔۔۔۔چند پل لگے اسے ساری سچویشن سمجھنے میں۔۔۔۔

حقیقت کا ادراک ہوتے اسکے سرخ گال شرم سے تپنے لگے جسے وہ اپنا خواب سمجھ رہی تھی وہ اصل میں بھیانک حقیقت کا روپ دھارے اسکے سامنے تھی۔۔۔۔

یکدم اسے ضارب کی اپنے ساتھ کی گئی ساری زیادتیاں یاد آنے لگی۔۔۔

اسکی صبیح پیشانی بل پڑے اور اس نے اپنا پورا زور لگا کر اسکے سینے پر دونوں ہاتھ رکھتے پیچھے کی طرف دھکیلا۔۔۔۔

ضارب نے سرخ خمار بھری نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

اور اسکے چہرے پر غصے کو دیکھتے اسکے لب مسکرائے۔۔۔۔" مطلب اسکی چھوٹی سی مسز ہوش میں آچکی تھیں۔۔۔

آپکی ہمت کیسے ہوئی مجھے ،،،، جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ دوبارہ اسکی سانسوں کو اپنی دسترس میں لیتے اسکے وجود پر قابض ہوا۔۔۔۔

ابرش اسکی بھاری بھوج تلے پھڑ پھڑائی۔۔۔۔ لیکن اسے خود پر سے نا ہٹا سکی

۔۔۔۔

وہ اپنی منمانی پوری کرتا اپنی مرضی سے پیچھے ہوا۔۔۔۔

ہمت کی بات مت کریں باربی۔۔۔۔ " وہ آپکے سائیں کے اندر بہت ہے۔۔۔۔ کہیں ایسا نا آپکو اپنے یہ الفاظ مہنگے پڑ جائیں۔۔۔۔ " اور ہم آپکے دن میں ہی ہوش ٹھکانے لگا دیں۔۔۔۔

اور اس وقت جو آپکی حالت ہے۔۔۔۔۔ آپ کیلئے ہمارے جنون کو اپنے وجود پر سہنا مشکل ہو جائے گا۔۔۔۔۔

اسکے کان کے قریب جھکتا۔۔۔۔"زو معنی انداز میں گویا ہوا۔۔۔

ابرش کا چہرہ جو پہلے سے ہی سرخ تھا اسکی بات پر خون چھلکانے لگا۔۔۔۔

آپ اور کر بھی کیا سکتے ہیں آپکو آتا ہی کیا ہے۔۔۔"زورزبردستی کے علاوہ
۔۔۔۔

"زہر خند لہجہ۔۔۔
جبکہ ہونٹوں پر استہزائیہ مسکراہٹ تھی۔۔۔

ضارب کا چہرہ سپاٹ ہوا۔۔۔۔" ہماری برداشت کو مت آزمائیں۔۔۔۔کہیں ایسا نا ہو ہمارے اندر کا حیوان جاگ جائے اور ہم سارے لحاظ بھول کر سب کچھ نست و نابود کر دیں۔۔۔۔

ابرش نے ڈر کر سانس روکی۔۔۔۔

"اس نے اپنی جلتی ہوئی آنکھیں بند کر کے دوبارہ کھولیں۔۔۔

آج ہم بہت خوش ہیں۔۔۔۔آپ اس کے پیچھے کی وجہ نہیں جاننا چاہیں گی ۔۔۔

ہمم۔۔۔دھیرے دھیرے اسکے گال کو سہلاتے ہوئے بولا۔۔۔

ضرور کسی کی جان لی ہو گی۔۔۔۔

"وہ اب بھی طنز سے باز نہیں آئی ۔۔۔۔

لیکن بدلے میں وہ مسکرایا ۔۔۔ "لی ہے نہیں بلکہ کچھ دن پہلے کسی نے اپنی جان ہمارے حوالے کی تھی ۔۔۔۔ جسے اپنے جنون سے ہم اپنی سانسوں میں اتارا تھا

۔۔۔۔۔

کسی کی محبت کے بدلے اسکی روح میں اترتے اپنے لمس سے نکھارا تھا ۔۔۔۔
کسی کو اپنا مانتے ہوئے اسے اپنی روح اسکے حوالے کی تھی ۔۔۔۔

وہ اسکے چہرے کی قریب اپنا چہرہ کرتے دھیمی سرگوشیوں میں بول رہا تھا

۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی گہری باتوں اور سلگتی سانسوں کو محسوس کر کے ابرش کو کچھ کچھ ہونے لگا تھا ۔۔۔۔

اس نے ضارب کے سحر سے بچنے کیلئے اپنے چہرے کا رخ بدلا۔۔۔۔

جس پر ضارب نے مسکراتے ہوئے اسکی نازک گال پر اپنے لب سہلائے،،،،
داڑھی مونچھوں کے چبھتے کسمساتے لمس پر وہ مچلی۔۔۔۔

اور آج اسی کا نتیجہ نکلا ہے۔۔۔۔۔
سننا نہیں چاہیں گی کیا۔۔۔۔ابرش کو تو اسکی کوئی بات سمجھ نہیں آرہی تھی
۔۔۔۔۔

لیکن اسے یہ بھی پتا تھا کہ وہ جب تک اسکی بات نہیں سن لیتی وہ پیچھے نہیں ہٹے گا
۔۔۔۔

اس لیے سوالیہ اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

ہماری چھوٹی سی باربی اب بڑی ہونے والی ہیں۔۔۔۔ان کے قدموں کے نیچے "جنت آنے والی ہے۔۔۔۔

"اسکی پیشانی پر لب رکھتے بولا۔۔۔۔

ضارب کی بات پر ابرش نے حیرت سے آنکھیں پھیلا کر دیکھا۔۔۔۔۔

جس پر اس نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔

یکدم اسکے چہرے پر الوہی سی خوشی ابھری۔۔۔۔

اسکے پنکھڑیوں جیسے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔۔

اس نے مسکراتے ہوئے ضارب کی طرف دیکھا۔۔۔

اور یہی وہ لمحہ تھا جب پھر ضارب کے الفاظ اسکے کانوں میں گونجے۔۔۔

آپ اگر اپنے بھائی کے ساتھ جانا چاہتی ہیں تو جا سکتیں ہیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں"۔۔۔

جسے یاد کرتے اسکے مسکراتے لب فوراً سکڑے۔۔۔

ساری خوشی ماند پڑ گئی۔۔۔۔

جو بھی ہے لیکن آپ ہر گز یہ توقع مت رکھیے گا۔۔۔۔" کہ اس بچے کی وجہ سے میں آپ کو معاف کر دوں گی۔۔۔۔

یا آپ کے ساتھ رہنے کو تیار ہو جاؤں گی۔۔۔۔۔ کبھی سوچیے گا بھی مت ۔۔۔۔" طلاق تو میں آپ سے لے کر رہوں گی۔۔۔۔۔

انتہائی سرد لہجے میں بولی۔۔۔۔۔

جس پر ضارب اسے چھوڑ کر پیچھے ہوا تھا۔۔۔۔۔

یہ تو آنے والا وقت ہی بتایا تھا۔۔۔۔

" فلحال آپ آرام کریں

اتنا کہہ کر اٹھنے لگا جب ابرش نے اسے پیچھے سے مخاطب کیا۔۔۔۔

میں یہاں آپ کے ساتھ ایک پل نہیں رہنا چاہتی مجھے اسی وقت واپس حویلی چھوڑ کر آئیں۔۔۔۔۔۔" ورنہ۔۔۔۔"

ورنہ کیا؟؟؟؟

ضارب نے پلٹتے استہزائیہ پوچھا۔۔۔۔۔۔

ورنہ میں اپنے ساتھ ساتھ اس بچے کو بھی ختم کر دوں گی۔۔۔۔۔

غصے سے چیختے ہوئے بولی۔۔۔۔

"ابرش۔۔۔

ضارب کی دھاڑ میں اژدھوں سی پھنکار تھی۔۔۔۔

اور ساتھ ہی اس نے غصّے سے سائڈ ٹیبل سے لیمپ اٹھا کر ڈریسنگ کے شیشے پر مارا۔۔۔۔

جس پر وہ کئی ٹکڑوں میں بٹ کر زمین پر گرا۔۔۔

_______♥_______

اسکے ری ایکشن کو دیکھ کر ابرش کی چیخ بے ساختہ تھی۔۔۔۔

جس پر وہ ابھی سنبھل بھی نہیں پائی تھی جب ضارب نے بیڈ پر پڑا بلینکٹ اٹھا کر زمین پر پھینکا اور اسے بالوں سے پکڑ کر اپنے مقابل کرتے جب بولا تو ابرش کو روح تک لرزہ گیا۔۔۔۔

آپ نے صرف ہمارا نرم رویہ دیکھا ہے۔۔۔۔جس دن آپ ہمارے اصل روپ سے روشناس ہوئی یقین مانیے گا آپکی یہ چلتی ہوئی دھڑکنیں رک جائیں گی ۔۔۔۔

یہاں تک کہ آپکی سانسیں تھم کر آپکا وجود بے جان ہو جائے گا۔۔۔۔

آپ کے منہ سے یہ نکلے ہوئے لفظ ہم صرف اس لیے برداشت کر گئے ہیں ۔۔۔۔کہ کہیں نا کہیں ہمیں لگتا تھا کہ ہم نے آپ کے ساتھ زیادتی کی ہے ۔۔۔۔۔

لیکن اب اگر دوبارہ آپ نے کچھ الٹا سیدھا بولا یا پھر ہمارے بچے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو یاد رکھیے گا۔۔۔۔

ضارب شاہ آپکو اسکی ایسی بھیانک سزا دے گا۔۔۔۔کہ آپ نا زندوں میں رہیں گی نا مردوں میں۔۔۔۔

آپ نے صرف ضارب کو جانا ہے ابھی سمجھا نہیں۔۔۔۔

کیونکہ اگر آپ ہمیں سمجھتیں تو کبھی اپنے منہ سے یہ الفاظ نکالنے کی غلطی نا کرتیں۔۔۔۔

ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولتا اسے ایک جھٹکے سے بیڈ پر دھکیلتے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔۔

پیچھے تکلیف کے آثار سے ابرش نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔ "کیونکہوہ ہمیشہ اسے اپنے نرم لمس سے نوازتا آیا تھا آج غصے کی انتہا میں اسے درد دینے کا سبب بن گیا تھا۔۔۔۔

ابرش نہیں جانتی تھی۔۔۔۔ کہ اس نے اپنی نادانی میں کتنی بڑی غلطی کر دی تھی۔۔۔۔۔

وہ جو اپنے اندھیروں کو بھولا کر اسکی محبت کے ننھے جگنوؤں کی روشنی کو دیکھ اسکی طرف بڑھنے لگا۔۔۔۔

اپنے تلخ اور تکلیف دہ ماضی کو فراموش کر کے اپنی باربی کے سنگ خوشیوں بھری زندگی گزارنے کے سپنے سجانے لگا تھا۔۔۔۔

جسے حقیقت بننے سے پہلے ہی اس نے توڑ دیا تھا۔۔۔۔

اس نے اپنے لفظوں کے نشتر سے اسکے پہلے سے زخم زخم دل کو مزید لہو لہان کیا تھا۔۔۔۔

جس کی تکلیف پر اب کہ وہ تڑپ اٹھا تھا۔۔۔۔

اور وہ جو اسکا ساتھ پاتے بدلنے لگا تھا،،،، زندگی کو بھوج سمجھ کر صرف گزارنے نہیں بلکہ کھل کر جینے لگا تھا۔۔۔" صرف دکھاوے کیلئے ہی نہیں بلکہ دل سے مسکرانے لگا تھا

ابرش نے اسے واپس انہی اندھیروں میں دھکیل دیا۔۔۔

اسکے اندر کے سوئے ہوئے حیوان کو جگایا۔۔۔" اسے بار بار دھتکارتے اسکی "انا کو ٹھیس پہنچائی تھی۔۔۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ اپنی بیوقوفی میں کس طوفان کو چھیڑ بیٹھی تھی۔۔۔۔" جو اپنے ساتھ سب کچھ بہالے جانے کی طاقت رکھتا تھا۔۔۔۔

ضارب شاہ اپنوں کیلئے ٹھنڈی چھاؤں جیسا تھا۔۔۔ جبکہ دشمنوں کیلئے بارود کی آگ جیسا جو پل میں سب کچھ جلا کر راکھ کر دے۔۔۔

اور یہ بیوقوف لڑکی اس سے الجھنے نکلی تھی۔۔۔۔

ابرش کی آنکھوں سے آنسو روانی سے بہنے لگے۔۔۔۔۔اس نے نفرت سے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا۔۔۔۔۔اسے ضارب شاہ کے وجود سے نفرت ہونے لگی تھی اس کا بس نہیں چل رہا تھا۔۔۔۔کہ اپنے وجود سے اسکے لمس کو نوچ کر اتار دیتی۔۔۔۔

اسکی محبت اسکی طلب جو اسکی رگوں میں خون بن کر دوڑنے لگی اس سے چھٹکارا حاصل کر سکتی۔۔۔۔وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔"کچھ بھی نہیں۔۔۔۔

وہ چاہ کر بھی اپنے دل سے اسکی محبت نہیں نکال سکتی۔۔۔

اسکا نام اپنے نام جدا نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

کہنے کو تو اس نے بول دیا تھا کہ وہ اس سے طلاق لے گی۔۔۔۔ لیکن یہ تو اسکا دل ہی جانتا تھا یا پھر اسکا خدا کہ اندر سے کیسے وہ اپنے ہی لفظوں پر تڑپ اٹھی تھی۔۔۔۔

لیکن جو یہ کچھ بھی تھا اسے اپنی عزت نفس سے بڑھ کر عزیز بالکل نہیں تھا ۔۔۔۔

جس پر وہ کسی بھی قسم کا کمپرومائز نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔

وہ ضارب شاہ کو اسکے لفظوں کی سزا دینا چاہتی تھی۔۔۔۔اسے تڑپانا چاہتی تھی ۔۔۔۔

جس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی ٹھہری تھی۔۔۔۔

لیکن ساتھ ساتھ اسکی تکلیف پر نا چاہتے ہوئے خود بھی تڑپ رہی تھی
۔۔۔۔اندر سے گیلی لکڑی کی طرح سلگ رہی تھی۔۔۔۔اسے اپنی بے بسی پر
اب غصہ آنے لگا تھا،،،، لیکن وہ کسی بھی قیمت پر ضارب کے سامنے کمزور
نہیں پڑنا چاہتی۔۔۔۔

لیکن ضارب نے جو اسکا مان توڑا تھا اسکی بے رخی اور اپنی ذات کی بے وقتی اسکی
آنکھوں میں آنسو لے آتی تھی جس پر اسکا اختیار نہیں تھا۔۔۔۔
"میں آپکو کبھی معاف نہیں کروں گی ضارب شاہ۔۔۔۔۔" کبھی نہیں۔۔۔۔

اور اب بھی اسکی سخت باتوں کو یاد کرتے اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور وہ
دوبارہ اپنے گھٹنوں میں چہرہ چھپا کر زار و قطار رونے لگی۔۔۔۔

جب اسکے لمبے خوبصورت گھنگریالے بال کھل کر اسکی کمر اور باقی وجود کو مکمل چھپا گئے۔۔۔۔

اب کیا لکھے ہم کاغذ پر

اب لکھنے کو کیا باقی ہے۔۔۔

اک دل تھا وہی ٹوٹ گیا

اب لکھنے کو کیا باقی ہے۔۔۔

اک شخص کو ہم نے چاہا تھا

اک ریت پر نقش بنایا تھا

ان ریت کے ذروں کو ہم نے

پھر اپنے دل میں بسایا تھا

وہ ریت تو کب کی بکھر گئی

وہ نقش کہاں اب باقی ہے۔۔۔

اب کیا لکھیں ہم کاغذ پر

اب لکھنے کو کیا باقی ہے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا کہہ رہے ہو شہیر خان کیا یہ بات سچ ہے۔۔۔۔۔" حیدر شاہ اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے خوشی سے بولے۔۔۔۔

جی شاہ سائیں ہم بالکل سچ کہہ رہے ہیں۔۔۔۔۔

آپ پر دادا بننے والے ہیں والے ہیں۔۔۔۔ ویسے تو آپکو یہ بات سردار سائیں خود بتاتے لیکن مجھ سے صبر نہیں ہوا اس لیے فوراً آپکو فون کر دیا۔۔۔۔

بہت اچھا کیا آپ نے۔۔۔۔ہم بتا نہیں سکتے آپکو یہ خبر سن کر ہمیں کتنی خوشی ہوئی ہے۔۔۔۔

آپکے سردار سائیں کہاں ہیں ذرا ہم سے بات کروائیں انکی تاکہ ہم انہیں مبارکباد دے سکیں۔۔۔۔

جی وہ اپنے کمرے میں بی بی سائیں کے پاس ہیں۔۔۔۔انکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔ڈاکٹر نے انکا خاص خیال رکھنے کا بولا ہے۔۔۔۔بس اسی لیے۔۔۔۔

اچھا۔۔۔۔

چلیں ٹھیک ہیں۔۔۔۔ ہم ان سے بعد میں بات کر لیں گے۔۔۔۔ بلکہ ایک کام کرتے ہیں خود وہاں آ کر انہیں سرپرائز دیتے ہیں۔۔۔۔

آپ بھی انہیں مت بتایئے گا ہمیں پتا چل چکا ہے۔۔۔۔ ہم یہ خبر رو برو آ کر ان کے لبوں سے سنے گے ٹھیک ہے۔۔۔۔

"جو حکم۔۔۔

اور شہیر خان کوئی جشن وشن کا انتظام کروائیں۔۔۔۔ آخر اتنی بڑی خوشخبری ملی ہے۔۔۔ ہم بھی پہنچتے ہیں کچھ دیر میں۔۔۔۔

جو حکم شاہ سائیں۔۔۔

اسکی بات سن کر حیدر شاہ نے فون رکھا تھا۔۔۔اور پھر اپنے کمرے سے باہر کی طرف بڑھے تاکہ سب کو یہ خوشخبری سنا سکیں۔۔۔

________❤________

خان حیدر شاہ کے پہنچنے سے پہلے تمام انتظامات مکمل کر چکا تھا۔۔۔ جسکی ابھی تک ضارب کو بھنک نہیں پڑی تھی۔۔۔

وہ تو ابرش کی باتوں سے دل برداشتہ گھر سے ہی باہر نکل چکا تھا۔۔۔ لیکن جلد بازی میں ایک ضروری فائل گھر پر ہی بھول گیا۔۔۔۔

جسے خان کو گھر سے لانے بھیجا۔۔۔کیونکہ اس کے علاوہ وہ کسی پر اعتبار نہیں کرتا تھا۔۔۔۔

ابھی وہ راستے میں ہی تھا۔۔۔"جب راستے میں اسے ایک گاڑی کھڑی نظر آئی ۔۔۔جس میں بیٹھی لڑکی نے اپنے چہرے پر دونوں ہاتھ رکھے ہوئے تھے ۔۔۔۔

شاید نہیں بلکہ یقیناوہ رو رہی تھی۔۔۔

اسکے ہاتھوں اور گاڑی کو دیکھتے ہوئے اسے کسی کا گھمان گزرا۔۔۔"شاید وہ اسے پہلے بھی دیکھ چکا تھا۔۔۔

شاید وہ لڑکی کسی پریشانی میں تھی۔۔۔۔ جسے محسوس کر کے اس نے نا چاہتے ہوئے بھی بریک لگائی۔۔۔۔۔

اور گھڑی میں ٹائم دیکھا جس پر شام کے پانچ بجے تھے۔۔۔۔۔ اگرچہ یہ راستہ زیادہ سنسان نہیں تھا لیکن بہت زیادہ آباد بھی نہیں تھا۔۔۔۔
جو ایک لڑکی ایسے گاڑی روک کر بیٹھی رہتی تھی۔۔۔۔

اس نے اپنے گاڑی پیچھے لیتے اسکے قریب لا کر روکی۔۔۔۔ اور باہر نکلتے ہوئے سیدھا اسکی گاڑی کا شیشہ بجایا۔۔۔۔

جس سے لڑکی نے اپنے چہرے سے ہاتھ ہٹائے۔۔۔۔" اور حیرت سے شیشے کے باہر دیکھا۔۔۔۔
جس کے چہرے کو دیکھتے پہلی نظر میں ہی اسے پہنچان گیا تھا۔۔۔۔

وہ لڑکی کوئی اور نہیں بلکہ زرتاشے تھی۔۔۔۔۔

پہچان تو زرتاشے بھی اسے گئی تھی۔۔۔۔جس پر یکدم اپنے آنسو صاف کرتے خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔

کیا ہوا ہے آپ ایسے راستے میں گاڑی روک روکیوں رہی ہیں۔۔۔۔اینی پروبلم ؟؟؟؟

اسکے روئے روئے سنہری رنگت والے چہرے کو دیکھتے جس میں سرخیاں سی گھلی ہوئی تھیں نرمی سے سوال کیا۔۔۔۔

جس کا اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔۔

محترمہ میں آپ سے ہی بات کر رہا ہوں۔۔۔۔

خان نے دوبارہ اسے مخاطب کیا۔۔۔۔

وہ،،،،، وہ میری،،،، گاڑی خراب ہو گئی ہے۔۔۔۔۔۔

نم لہجے میں اپنی پروبلم بتائی۔۔۔۔

حد ہے تو اس میں رونے والی کیا بات ہے گاڑی سے باہر نکل کر چیک کر لیتی جا پھر کسی کو فون کر کے بلا لیتی۔۔۔۔

ایسے گاڑی میں بیٹھ کر رونے کا کیا جواز بنتا ہے بیوقوف۔۔۔۔۔

جبکہ اسکے ڈانٹنے پر زرتاشے کی آنکھوں سے ایک بار پھر آنسو پھسلے تھے۔۔۔۔

جس پر اس نے گہرا سانس لیا۔۔اور اسکے معصوم چہرے سے نظریں چراتے جو اسکے سنہرے گندمی حسن کو دیکھتے بھٹکنے لگی تھیں۔۔۔

نفی میں سر ہلاتے بونٹ کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

اور پندرہ بیس منٹ تک اس کے ساتھ دماغ کھپانے کے بعد اسے گاڑی سٹارٹ کرنے کا بولا۔۔۔

جس پر اس نے اپنے آنسو صاف کرتے فورا چابی گھمائی۔۔۔

ایک بار،،،،دو بار،،،، تین بار

لیکن جب گاڑی سٹارٹ نا ہوئی تو خان گاڑی کا بونٹ بند کرتے دوبارہ گاڑی کی کھڑکی کی طرف آیا۔۔۔۔

زرتاشے نے امید بھری نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

یہ ٹھیک نہیں ہو رہی مجھے لگتا ہے کوئی مسئلہ ہے۔۔۔۔ جسے مکینک ہی ٹھیک کر سکتا ہے۔۔۔۔ ایسا کریں آپ میرے ساتھ آئیں میں آپکو گھر چھوڑ دیتا ہوں ۔۔۔۔

گاڑی میں کسی سے ٹھیک کروا کر آپکے گھر پہنچا دوں گا۔۔۔۔

آجائیں۔۔۔۔

لیکن زرتاشے نے اسکی بات پر نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

جس پر خان کو اب غصہ آیا۔۔۔

آپ کہیں پاگل واگل تو نہیں ہو گئی۔۔۔میں کہہ رہا ہوں کہ میں آپکو گھر چھوڑ دیتا ہوں۔۔۔ویسے بھی ابھی کچھ ہی دیر میں اندھیرا ہو جائے گا۔۔۔

ایسے میں آپکا یوں اکیلے گاڑی میں بیٹھے رہنا سیو نہیں۔۔۔

جسکا اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔البتہ دوبارہ چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر رونا شروع ہو گئی۔۔۔

خان کو اب تشویش کے ساتھ پریشانی لاحق ہوئی تھی ۔۔۔

کیونکہ پچھلی ملاقات میں اس نے زرتاشے کو جتنا جانا تھا وہ ایسی تو نہیں تھی کہ صرف گاڑی خراب ہونے پر ایسے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دے ۔۔۔۔

ضرور بات کچھ اور تھی ۔۔۔۔

اچھا اچھا چپ جائیں ۔۔۔۔ مجھے بتائیں کیا پروبلم ہے ہو سکتا ہے کہ میں آپکی کچھ ہیلپ کر دوں ۔۔۔۔

اب کے پیار سے سمجھاتے بولا ۔۔۔۔

جس پر اس نے اپنے سے ہاتھ ہٹائے۔۔۔آپ،،،، میری مدد،،،، نہیں کر سکتے۔۔۔

اٹکتے ہوئے بولی۔۔۔

سفید دوپٹے کے ہالے میں چمکتے اسکے سنہری چہرے اور خوبصورت بھیگی پلکوں کو دیکھتے ہوئے خان کے دل کو اب کچھ ہونے لگا تھا۔۔۔۔

لیکن آپ مجھے بتائیں تو سہی آخر ہوا کیا ہے۔۔۔

میں نے بولا نا آپ کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔پلیز آپ جائیں یہاں سے۔۔۔

سرخ نم چہرے کے ساتھ عاجزی سے بولی۔۔۔

نہیں میں آپکو ایسے اکیلے تو کبھی بھی نہیں چھوڑ کر جا سکتا۔۔۔اور وقت تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔۔جبکہ آپ اپنی پروبلم بھی مجھے نہیں بتا رہی۔۔۔

جسکا اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔

خان نے گہرا سانس لیتے غصے کو کنڑول کیا۔۔۔

ایسا کریں مجھے اپنے بھائی کا نمبر دیں۔۔۔میں انہیں فون کر کے بلاتا ہوں۔۔۔اور پھر آپ انکے ساتھ چلی جانا۔۔۔۔

جس پر اس نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔۔۔

نہیں۔۔۔

آخر آپکے ساتھ مسئلہ کیا ہے۔۔۔ کیوں پریشان کر رہی ہیں۔۔۔۔ مجھے اپنی پروبلم بتا نہیں رہی اور اپنے بھائی کو بھی نہیں بلانے دے رہی۔۔۔

آپکو کیا مسئلہ ہے۔۔۔۔ میں نے تو نہیں کہا نا آپکو پریشان ہونے کو۔۔۔۔ آپ چلیں جائیں میں خود چلی جاؤں گی۔۔۔

اسکے غصے سے بات کرنے پر اب کہ وہ بھی غصے سے بولی۔۔۔ جبکہ اسکی آنکھوں سے بھی آنسو روانی سے بہہ رہے تھے۔۔۔

جو خان کی پریشانی کی اصل وجہ تھے۔۔۔

آپ ایسے نہیں مانے گی۔۔۔

اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولتے ہوئے۔۔۔زرتاشے کا بازو پکڑ کر اسے باہر کھینچا تھا۔۔۔

جس سے وہ اسکے کشادہ سینے سے ٹکرائی۔۔۔

جبکہ اسکے اچانک عمل پر زرتاشے کو سنبھلنے کا موقع بھی نہیں ملا تھا۔۔۔

اس نے سٹپٹاتے ہوئے اس سے اپنی کلائی آزاد کروائی اور گاڑی کے ساتھ اپنی پشت جوڑ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔

جبکہ اپنا سفید دوپٹہ اچھی طرح اپنے گرد پھیلا لیا۔۔۔

خان نے حیرانی سے اسکے عجیب و غریب رویے کو دیکھا۔۔۔۔

جب اسکی بے ساختہ نظر گاڑی کے اندر ڈرائیونگ سیٹ پر پڑی تھی ۔۔۔

جسے دیکھتے خان کی سفید دودھ جیسی رنگت میں سرخیاں گھلی ۔۔۔اس نے فورا نگاہوں کا زاویہ بدلہ ۔۔۔اور ایک نظر اسکے سفید لباس کو دیکھتے اسکی سچویشن کو سمجھتے ہوئے فورا اپنا کالا کوٹ اتارا۔۔۔

اور اسکی طرف بڑھایا۔۔۔زرتاشے نے شرمندگی سے اپنی نظریں جھکائیں ۔۔۔۔

جس پر وہ مجبور ہوتے خود آگے بڑھا اور ایک ہاتھ سے اسے گاڑی سے الگ کرتے ہوئے ہاتھ پیچھے سے گزار کر کوٹ کے بازو آگے اسکی کمر کے گرد باندھے ۔۔۔

جبکہ ان سب کے دوران وہ اپنی آنکھیں سختی سے بند کر چکی تھی۔۔۔۔

خان نے اسکے معصوم چہرے کو قریب سے بہت غور سے دیکھا۔۔۔۔

رنگت بھلے ہی گندمی تھی لیکن نقوش دل لوٹ لینے والے تھے۔۔۔

اسکے نازک وجود سے اٹھتی بینی خوشبو۔۔۔خان کے نتھنوں سے ٹکرائی ۔۔۔" اسکی بند آنکھوں پر لرزتی ہوئی پلکیں۔۔۔" شرمندگی سے سرخ ہوا "چہرہ۔۔۔" رونے کی وجہ سے کپکپاتے لب۔۔۔

پہلی بار دل پر قیامت گری تھی۔۔۔۔جس پر وہ گھبرا کر پیچھے ہوا۔۔۔

آجائیں گھر چھوڑ دیتا ہوں۔۔۔

اب کہ نظریں جھکا کر بولا اور بنا وقت ضائع کیے گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

جس کی پشت کو زرتاشے نے جھکی پلکیں اٹھا کر دیکھا۔۔۔۔ پھر مجبوری کے تحت اسکے پیچھے قدم بڑھائے۔۔۔۔۔

خان نے گاڑی اسکے گھر قریب آ کر روکی۔۔۔۔ جس پر وہ اسے تھینکس کہہ کر اترنے لگی جب خان نے اسے مخاطب کیا۔۔۔۔۔

وقت اور حالات سے لڑنا سیکھے۔۔۔۔ "بلی کی طرح بند کر لینے سے آپکی مصیبت ٹل نہیں جائے گی۔۔۔۔۔ "اور نا ہی بچوں کی طرح رونے سے مسئلے حل ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ اس کیلئے آپکو خود کو مظبوط بنانا ہو گا۔۔۔۔

جب کبھی دوبارہ ایسی مصیبت میں پھنس جائیں تو رونے کی بجائے۔۔۔اس مسئلے کا حل سوچیں۔۔۔آپکی گاڑی خراب تھی موبائل فون نہیں۔۔۔۔رو کر وقت ضائع کرنے کی بجائے اپنی کسی فرینڈ کو کال کر کے بلا سکتیں تھیں جو آپکی ہیلپ کر دیتی۔۔۔۔

آپ لڑکی ہیں یہ سوچ کر خود کو کمزور مت سمجھیں۔۔۔بلکہ وقت اور حالات کا مقابلہ کرنا سیکھیں۔۔۔

جیسے وہاں آپ گاڑی روک کر رو رہی تھیں۔۔۔اگر کوئی اس بات کا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا تو۔۔۔۔

سمجھ رہی ہیں نا میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔۔۔۔

یہ میں آپکو کوئی طنز نہیں کر رہا۔۔۔۔ میری بات کو غلط وے میں مت لیجئے گا ۔۔۔۔۔ صرف سمجھا رہا ہوں۔۔۔۔

اپنا رخ اسکی طرف کر کے آنکھیں جھکا کر نرمی سے گویا ہوا۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر زرتاشے نے پہلی بار اسکی طرف غور سے دیکھا۔۔۔۔یہ شخص کردار اور سیرت سے ہی نہیں شکل و صورت میں بھی لاجواب تھا۔۔۔۔

جی میں سمجھ گئی۔۔۔۔بہت شکریہ۔۔۔۔

مسکرا کر کہتے گاڑی سے اترتی۔۔۔۔ایک نظر اسے دوبارہ دیکھنے کے بعد اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

جبکہ اسکے جاتے ہی خان نے اپنی جھکی نظریں اٹھائی اور ایک نظر اسکے گھر کی طرف دیکھتے ہوئے گہرا سانس کھینچا پھر نفی میں سر ہلاتے گاڑی سٹارٹ کی

-------❤-------

گھنا جنگل جس میں بہت ساری کانٹے دار جھاڑیاں تھیں۔۔۔

اور انکے درمیان میں ایک راستہ تھا۔۔۔۔جس پر ایک خوبصورت ننگے سر اور ننگے پاؤں کے ساتھ بھاگ رہی تھی۔۔۔۔

کانٹوں نے اسکے نازک وجود کو جگہ جگہ سے زخمی کر دیا تھا۔۔۔۔

جن سے اب خو**ن رسنا بھی شروع ہو چکا تھا۔۔۔۔

لیکن پھر بھی وہ آگے پیچھے دیکھے بغیر بھاگ رہی تھی۔۔۔

بھاگتے بھاگتے وہ ایک کھلے میدان میں آ گئی۔۔۔۔

لیکن اب اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اسے کس طرف جانا ہے۔۔۔۔

جبکہ اسکے بالکل پیچھے ایک چھوٹا سا دس گیارہ سال کا بچہ بھی بھاگ رہا تھا

۔۔۔۔۔

اس عورت کو ایک جگہ پر رکتے دیکھ کر اس نے اونچی آواز میں اسے پکارا۔۔۔

"ماما۔۔۔۔

لیکن شاید اس عورت نے سنا نہیں۔۔۔

اور ایک سمت کا تعین کرتے دوبارہ بھاگنا سٹارٹ کیا۔۔۔۔جب یکدم جنگلی درندوں نے اسے چاروں طرف سے گھیرہ۔۔۔

اس بچے نے پریشانی سے ان درندوں کی طرف دیکھا۔۔۔

اسکی ماں ان کے گھیرے میں کھڑی تھی۔۔۔پریشان ڈری سہمی۔۔۔وہ اسے بچانا چاہتا تھا۔۔۔لیکن اس سے پہلے ہی وہ سارے درندے اسکی ماں پر حملہ آور ہو گئے۔۔۔۔

"سم۔۔۔۔

"سم ۔۔۔۔

کہیں بہت دور سے آواز آ رہی تھی ۔۔۔۔

"سم ۔۔۔

پھر سے پکارا ۔۔۔۔

جس پر اس نے ایک جھٹکے سے اپنی آنکھیں کھولیں ۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔

ماضی

شاہ حویلی میں تو جیسے قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔۔۔۔

ہنستی مسکراتی دو صورتیں۔۔۔ جن میں تمام حویلی والوں کی جانیں بستی تھیں
۔۔۔اس وقت خون میں لت پت چارپائیوں پر بے جان پڑی تھیں۔۔۔

البتہ مرنے کے بعد بھی انکے خوبصورت چہرے پر ایک سکون تھا۔۔۔پیاری سی مسکراہٹ جو شاید اپنی محبت کے بازوؤں میں سانسیں ہارنے کی وجہ سے تھی
۔۔۔۔۔

ورنہ دشمنوں نے اس قدر سفاکیت دکھائی تھی کہ۔۔۔ "ان دونوں کے جسموں پر کوئی جگہ ایسی نہیں تھی کہ جہاں زخم موجود نا ہو۔۔۔۔

"ان سے رستا ہوا لہو۔۔۔۔چارپائی سے نیچے تک بہہ رہا تھا۔۔۔۔

جسے دیکھ دیکھ کر اماں سائیں سمیت تمام عورتوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے

۔۔۔۔جبکہ دل پھٹنے کے قریب تھا۔۔۔۔"

حیدر شاہ پر تو جیسے بڑھاپا اتر آیا۔۔۔۔ان چند لمحوں میں وہ بوڑھے نظر آنے لگے

۔۔۔۔

ارمغان شاہ اپنی جگہ الگ حیران پریشان کھڑے تھے۔۔۔۔

آخر یہ پل میں کیا سے کیا ہو گیا تھا۔۔۔۔

جبکہ بچوں کا الگ برا حال تھا۔۔۔۔ایہا تو چھوٹی تھی۔۔۔۔

اصل دھچکا تو ضارب شاہ کو لگا تھا۔۔۔۔جو ایک پل میں یتیم ہو گیا تھا۔۔۔۔

پل میں انکی ہنستی بستی دنیا اجڑ گئی۔۔۔اسکے ماں باپ کا سایہ اسکے سر سے اٹھ گیا ۔۔۔۔

اسکے خوبصورت ہرے کانچ مان حجاب کے چہروں پر ٹکے ہوئے تھے۔۔۔

وہ سٹل اپنی جگہ پر بنا آنکھیں جھپکے انہیں تک رہا تھا۔۔۔
جبکہ چہرے پر کوئی تاثرات نہیں تھے۔۔۔وہ جیسے ہر احساس سے عاری ہو چکا تھا۔۔۔

اصل میں اسے اس بات پر یقین نہیں آ رہا کہ اسکے ماں باپ اسے اس بھری دنیا میں اکیلا چھوڑ کر جا چکے تھے۔۔۔

کبھی نا واپس آنے کیلئے۔۔۔۔

بھلے اسکے پاس ماں باپ سے زیادہ پیار کرنے والے دادا دادی موجود تھے

۔۔۔۔۔

جان وارنے والے تایا سائیں اور محبت جتانے والی اسکی آنی تھے۔۔۔۔لیکن پھر بھی ماں باپ کا تو کوئی نعملبدل نہیں ہوتا۔۔۔۔

وہ ایسے ہی اپنی جگہ بے حس و حرکت کھڑا تھا جب واسم نے آگے.بڑھ کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔

جسکی اپنی آنکھوں میں اپنے چاچا اور آنی کو کھونے کے درد کی وجہ سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔۔۔

"ضارب۔۔۔

نم لہجے میں پکارا۔۔۔۔جسکا اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔۔

آخر واسم نے ہی آگے بڑھ کر اسے اپنے گلے سے لگایا اور زار و قطار رونے لگا

۔۔۔۔

آخر تھا وہ بچہ ہی بھلے غصے کا تیز تھا۔۔۔۔ لیکن اپنے چاچا اور آنی سے بہت پیار کرتا تھا۔۔۔۔۔اور ضارب ایہا سے بھی۔۔۔۔

بس جتاتا نہیں تھا۔۔۔۔

جبکہ اسکے ایسے گلے لگ کر رونے سے ضارب کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔۔

جنہیں اس نے بے دردی سے رگڑا تھا۔۔۔۔

کیونکہ وہ اپنے درد کو ان آنسوؤں کے ذریعے نہیں بہانا چاہتا تھا۔۔۔

اسے اپنے اندر ہی کہیں دفن کر کے ایک آگ میں بدل کر ان دشمنوں کو اس میں جلانا چاہتا تھا۔۔۔"

جنہوں نے اس سے اسکے ماں باپ چھینے تھے۔۔۔۔

اور یہ وہ پہلی چوٹ تھی۔۔۔جس نے اسکے دل و دماغ پر گہرا اثر چھوڑا تھا ۔۔۔۔

نرم مزاج، رحم دل اور ہمیشہ محبت باٹنے والے ضارب شاہ کو نفرت کرنی سکھائی تھی۔۔۔

وحشت کیا ہوتی ہے۔۔۔۔اس سے روشناس کروایا تھا۔۔۔

تبھی تو وہ اپنے گلے لگے واسم کو خاموشی سے ایک سائڈ کرتے آگے بڑھ کر کفن میں لپٹے ہوئے اپنے ماں باپ کے خوبصورت چہروں پر جھکا۔۔۔

اور باری باری دونوں کی پیشانی پر محبت سے لب رکھتے وعدہ کیا تھا کہ ایک دن انکے مجرموں کو کیف کردار تک ضرور پہنچائے گا۔۔۔

اور پھر پیچھے ہو گیا کیونکہ جنازہ اٹھانے کا وقت ہو چکا تھا۔۔۔

ارمغان شاہ اور موسی شاہ آگے بڑھے تھے۔۔۔۔وہاں موجود تمام مہمانوں کو آخری دیدار کرواتے۔۔۔۔

بچوں اور عورتوں کو ایک سائڈ کرتے ہوئے۔۔۔

کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے چارپائیوں کو کندھوں پر اٹھایا تھا۔۔۔۔

اور یہ منظر بہت جان لیوا تھا۔۔۔۔

اماں سائیں اپنے لاڈلے بیٹے کو خود سے دور جاتے دیکھ کر اونچی آواز چیخ چیخ رونے لگی تھیں۔۔۔

مت لے کر جاو میرے بیٹے کو۔۔۔میں کیسے رہوں گی اسکے بغیر۔۔۔۔

وہ تو جب تک روزانہ اپنی ماں کی گود میں سر رکھ اس سے پیار بھری باتیں نا کریں ۔۔۔اسے اپنی دل کی روداد نا سنالیں اسے سکون کی نیند نہیں آتی۔۔۔

وہ تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میرے دل کا سکون ہے۔۔۔

ایک ماں سے اسکے جگر کے ٹکڑے کو مت جدا کرو۔۔۔

ارے ان معصوم بچوں کا تو کچھ خیال کرو۔۔۔

میرا ضارب میری ابیہا کیسے رہیں گے انکے بنا۔۔۔

انہیں روکنے کیلیئے التجائیں کرتی۔۔۔۔سب کو تڑپ تڑپ کر رونے پر مجبور کر گئی۔۔۔۔

نجمہ بیگم انہیں سنبھالنے کی بہت کوشش کر رہی تھیں لیکن انکا غم اتنا بڑا تھا۔۔۔کہ وہ اپنے حواس برقرار نہیں رکھ پائیں تھی۔۔۔

دوسری طرف روباب پر الگ قیامت ٹوٹی تھی۔۔۔۔وہ بہن جو اس کی دنیا ہی نہیں بلکہ ماں کے پیٹ سے اسکی ساتھی بن کر آئی تھی۔۔۔

جسکا ایک پل بھی اسکے بغیر نہیں گزرتا تھا۔۔۔۔آج اسکو خود سے اتنا دور جاتے دیکھ کر اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی اسکے وجود سے روح کو نکال کر لے جا رہا ہو۔۔۔۔

اسکے لبوں پر تو بس ایک ہی صدا تھی۔۔۔۔کہ اللہ تعالیٰ حجاب کی جگہ اسے اپنے پاس بلا لیتے۔۔۔۔

اسکی زندگی اسے لگا دیتے۔۔۔۔اسکے حصے کا ہر درد ہر تکلیف اسکی جھولی میں ڈال دیتے۔۔۔۔
لیکن اسے محفوظ رکھتے۔۔۔۔

اب تو رو رو کر اسکی آنکھوں کا پانی بھی خشک ہو چکا تھا۔۔۔۔

لیکن یہ خدا کی بنائی دنیا تھی جس میں ہر انسان نے اپنے حصے کا درد و غم خود پر ہی جھیلنا تھا۔۔۔۔

جسے کوئی بانٹ نہیں سکتا تھا۔۔۔۔

اور ہر ایک نے دنیا سے اپنے مقرر کردہ وقت پر ہی جانا تھا۔۔۔۔

آج ماں اور اسکی جان کی زندگی کا باب بند ہوا تھا۔۔۔۔
دو محبت کرتی پاکیزہ روحیں اپنی منزلیں مقصود تک پہنچی تھیں۔۔۔۔

کہنے کو صرف دو انسان اس دنیا سے گئے تھے۔۔۔۔ لیکن یہ تو کوئی حیدر شاہ سے پوچھتا کہ اپنے جوان بیٹے کی میت کو کندھا دیتے وہ کتنی بار بے موت مرے تھے۔۔۔۔

اس ماں سے پوچھتا جسکے جگر کا ٹکڑا اس سے ہمیشہ کیلئے جدا کر دیا گیا تھا۔۔۔۔

اپنے بیٹے اور جان سے پیاری بیٹی جیسی بہو کے گو**لی**وں سے چھلنی وجود کو دیکھتے۔۔۔اس کا کلیجہ کیسے کٹا تھا۔۔۔

کہ اس سے نکلی ہوئی بددعا سات آسمانوں کو چیرتی ہوئی عرش الہی تک پہنچی تھی ۔۔۔

جسکا احتساب بھی بہت جلد لیا جانا تھا۔۔۔

اس بھائی سے پوچھتا جسکا ایک بازو آج ہمیشہ کیلئے ک***ٹ گیا تھا۔۔۔۔

کہ وہ دنیا میں خود کو اکیلا اور بے سہارا سمجھنے لگا۔۔۔

اس بہن سے پوچھتا کہ کسی کی دنیا لٹنا کسے کہتے ہیں جسکی کل کائنات ہی اسکی بہن تھی۔۔۔۔

اس معصوم بچے سے پوچھتا جس کے سر سے گھنا سایہ چھین کر اسے پل میں تپتی دھوپ میں لا کھڑا کیا گیا تھا۔۔۔۔

جسکی تپش سے اسکی روح تک پر آبلے پڑ گئے تھے۔۔۔۔

لیکن ابھی تو یہ مصیبتوں کا آغاز تھا۔۔۔۔اصل امتحان تو ابھی باقی تھا۔۔۔

________❤________

مان اور گارڈز کے فون نا اٹھانے پر حیدر شاہ پریشان ہوتے ارمغان کے کمرے کی طرف بڑھے تھے۔۔۔۔۔

تاکہ وہ اسکے دوست وغیرہ کو فون کر کے انکی خیریت پوچھ سکیں۔۔۔۔
جنہوں نے بتایا تھا کہ وہ رات نو بجے کے قریب ہی حجاب کو لے وہاں سے نکل آیا تھا۔۔۔۔

اور اب تو رات ایک سے اوپر کا وقت ہو رہا تھا۔۔۔اسے بہت وقت پہلے کا گھر پہنچ جانا چاہیے تھا۔۔۔۔۔

انجانے خدشات کی تحت حیدر شاہ کا دل بری طرح دھڑکنا شروع کر چکا تھا ۔۔۔۔۔

جنہیں حوصلہ دیتے ہوئے وہ موسی شاہ کے پورشن میں آئے تھے ۔۔۔۔

لیکن نجمہ بیگم کے یہ بتانے پر کے وہ تو آج شہر گئے تھے کسی ضروری کام سے اور ابھی تک واپس نہیں آئے تھے ۔۔۔۔

جس کے بعد وہ اپنے قریبی دوست کو فون کر کے جو اس علاقے کا ڈی ایس پی بھی تھا ۔۔۔۔

خود گارڈز کے ساتھ انہیں ڈھونڈنے نکلے تھے ۔۔۔۔۔

لیکن انہیں زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی تھی ۔۔۔۔ گاؤں سے صرف چند کلومیٹر کی دوری پر ہی انہیں دو گاڑیاں کھڑی نظر آئی تھیں ۔۔۔۔

جن کی حالت کو دیکھ کر بے ساختہ ارمغان شاہ نے اپنے دل کو تھاما تھا۔۔۔

وہ اپنی گاڑی ایک جھٹکے سے روک کر باہر نکلتے مان کی گاڑی کی طرف بھاگے

۔۔۔۔۔

تب تک انکا دوست ڈی ایس پی رحمان بھی پولیس فورس لے کر انکے پیچھے پہنچ چکا تھا۔۔۔۔

خون میں لت پت اپنے بھائی اور حجاب کو دیکھ کر انکے قدم ڈگمائے تھے

۔۔۔ جنہیں دیکھتے رحمان صاحب نے آگے بڑھ کر انہیں سنبھالا۔۔۔

ایک امید کے تحت انہوں نے آگے بڑھ کر مان کے کندھے پر ہاتھ رکھا

۔۔۔اسکی نبض چیک کی۔۔۔۔حجاب کی سانسوں کے آگے ہاتھ کیا۔۔۔

پر افسوس انہیں انکے اندر زندگی کی کوئی رمک محسوس نا ہوئی۔۔۔۔

بے ساختہ انکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تھے۔۔۔۔ کہ رحمان صاحب سے انہیں سنبھالنا مشکل ترین عمل ہو گیا۔۔۔۔

بمشکل انہیں ایک سائڈ بٹھاتے ہوئے انہوں نے انہیں سمجھایا اگر وہ ایسے ہمت ہار جائیں گے تو انکے ماں باپ کو کون سنبھالے گا۔۔۔۔

اس مشکل وقت میں کون انکا سہارا بنے گا۔۔۔۔

اور حیدر شاہ کا خیال آتے ہی انہوں نے اپنے بہتے آنسوؤں کو صاف کرتے نظریں اٹھا کر انکی طرف دیکھا۔۔۔۔

جس پر انہوں نے انکو گلے لگاتے صبر کرنے کی تلقین کی تھی۔۔۔۔اور انکے مجرموں کو سزا دلوانے کا وعدہ بھی۔۔۔۔

اور باقی پولیس کی ساری کاروائی وغیرہ بھی انہوں نے ہی دیکھی تھی۔۔۔۔

کیونکہ یہ سب دیکھتے ارمغان شاہ کی حالت خراب ہو چکی تھی۔۔۔۔

ایمبولینسز کو بھلا کر جب ڈیڈ باڈیز کو پوسمورٹم کیلئے ہاسپٹل لیجانے کی بات کی گئی انہیں پہلی بار ہوش آیا۔۔۔۔

اور انہوں نے رحمان کو اس چیز کیلئے منع کرتے ہوئے انہیں سیدھا شاہ حویلی پہنچانے کا بولا۔۔۔۔

کیونکہ وہ کسی بھی قیمت پر اپنے بھائی اور چھوٹی بہن جیسی بھابھی کی بے حرمتی نہیں ہونے دینا چاہتے تھے۔۔۔۔۔

جس پر رحمان نے اسے سمجھانے کی کافی کوشش کی لیکن وہ کسی طور پر ماننے کو تیار نہیں تھے۔۔۔۔

البتہ نامعلوم افراد کے خلاف رپورٹ درج ضرور کروادی تھی۔۔۔۔

اور جب وہ ان دونوں کو لے کر حویلی پہنچے تو آگے منظر قیامت صغری سے کم نہیں تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ قیامت کی رات کاٹے نہیں کٹ رہی تھی۔۔۔۔

شاہ حویلی میں ہر طرف سوگواریت چھائی ہوئی تھی۔۔۔۔بچوں کو کیسے بھی بہلاتے پچکارتے نجمہ بیگم نے کچھ نا کچھ کھلا دیا تھا سوائے ضارب کے۔۔۔

البتہ گھر کے بڑوں میں سے کسی ایک نے بھی حلق سے نوالا نہیں اتارا تھا

۔۔۔۔

اور ٹائم سے کھانا اور میڈیسن نا ملنے کی وجہ سے اماں سائیں کی طبیعت خراب ہو گئی تھی۔۔۔

جس پر روباب نے اپنا غم ایک طرف رکھتے ہوئے انہیں سمجھانے اور سنبھالنے کی کوشش کی۔۔۔

لیکن انکی لبوں پر صرف ایک ہی صدا تھی کہ انہیں بیٹے بہو کے پاس جانا ہے

۔۔۔

جسے سن کر اسکی آنکھوں میں بھی آنسو دوبارہ بہنے لگتے۔۔۔

لیکن یہ قدرت کا قانون تھا کوئی انسان اپنے مقررہ وقت سے پہلے اس دنیا سے نہیں جا سکتا۔۔۔

بہت منتوں اور ترلوں کے بعد انہوں نے دودھ کے ساتھ دوائی لی تھی۔۔۔
جس کے کافی دیر بعد جا کر وہ پر سکون ہوئی تھیں۔۔۔۔

کیونکہ روباب نے دودھ میں نیند کی دوا ملا دی تھی۔۔۔
جس کے بعد اس نے حیدر شاہ سے کھانے کا پوچھا لیکن انہوں نے انکار کر دیا ۔۔۔۔

رات کے آخری پہر جب شاہ حویلی کے تمام افراد غم میں ڈوبے اپنے کمروں میں بند تھے۔۔۔۔

ارمغان شاہ نے خود کو سٹڈی میں بند کیا ہوا تھا۔۔۔۔روباب اماں سائیں کے کمرے سے نکل کر پہلے ضارب کے کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔جس نے شام سے خود کو بند کر رکھا تھا۔۔۔۔۔

" ضارب

دروازہ ناک کرتے آواز دی۔۔۔۔۔

جسکا اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔۔حالانکہ وہ جاگ رہا تھا۔۔۔۔۔

ضارب بیٹے جاگ رہیں ہیں۔۔۔۔

دوبارہ پوچھا۔۔۔۔

لیکن پھر جواب نا ملنے پر مایوس ہوتی یہ سوچ کر کہ شاید سو گیا ہو گا یا پھر ابھی بات نہیں کرنا چاہتا۔۔۔۔

کیونکہ ضارب اپنی عمر کے بچوں سے کہیں زیادہ سمجھدار اور ذہین تھا اس لیے انہیں اتنا تو یقین تھا کہ وہ خود کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔۔۔

اس لیے اسے پرائیویسی دیتے ایک نظر بند دروازے کو دیکھنے کے بعد واسم زارون کے کمرے کی طرف آئی۔۔۔

یہاں ایک بیڈ پر زارون سو رہا تھا لیکن واسم کا بیڈ خالی تھا۔۔۔

اس نے واشروم چیک کیا لیکن وہ بھی خالی تھا۔۔۔

جسے دیکھ وہ پریشان ہوئی۔۔۔ لیکن یہ سوچتے کہ یہی کہیں ہو گا دل کو تسلی دیتے حویلی کے دوسرے کمروں میں دیکھنے لگی۔۔۔

ڈھونڈتے ڈھونڈتے اسکی نظر اپنے کمرے کے کھلے دروازے پر پڑی تھی۔۔۔

جہاں بیڈ پر ابرش اور ابیہا پر سکون نیند سو رہی تھیں۔۔۔ جبکہ واسم انکے سرہانے بیٹھا۔۔۔۔

دونوں کے معصوم چہروں کو تک رہا تھا۔۔۔۔

جسے دیکھ کر اسکی جان میں جان آئی۔۔۔

واسم آپ سوئے نہیں بیٹا۔۔۔۔کمرے کا دروازہ بند کر کے اس کے قریب بیٹھتے اسکے بالوں کو شفقت سے سنوارتے ہوئے بولی۔۔۔۔

بس ایسے ہی ماما نیند نہیں آ رہی تھی۔۔۔۔

توآپکے کمرے میں آگیا۔۔۔۔

روباب نے اسکے اترے ہوئے چہرے کو دیکھتے اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔۔۔۔

جس سے جلتے دل کو تھوڑا سکون ملا تھا۔۔۔۔۔

پر سکون تو واسم بھی ہو گیا تھا۔۔۔۔بھائی کے کمرے میں گئے تھے آپ۔۔۔۔

ضارب کے بارے میں جاننا چاہا۔۔۔۔

گیا تھا لیکن اس نے دروازہ نہیں کھولا۔۔۔۔ماما ضارب کے ساتھ یہ سب کیوں ہوا۔۔۔۔کیوں چاچا سائیں اور آنی اسے چھوڑ کر چلے گئے ؟؟؟؟

اداس لہجے میں سوال کیا۔۔۔۔۔

جس پر روباب نے گہرا سانس لیا جبکہ آنسو اسکی آنکھوں سے دوبارہ بہنے کو تیار تھے۔۔۔۔۔

بس بیٹا اللہ تعالیٰ کی مرضی اسی میں تھی۔۔۔۔
غمگیں نم لہجہ۔۔۔۔

ماما آپ اور ڈیڈ تو مجھے چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔۔۔۔۔

بے ساختہ اسکے دل میں چھپا ڈر لفظوں کے ذریعے باہر نکلا۔۔۔۔

روباب کے سینے سے سر اٹھا اسکے خوبصورت چہرے کو امید بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔۔۔۔ کہ اب وہ اسکے پسندیدہ لفظ بول کر اسے تسلی دے گی۔۔۔۔

روباب نے اسکے معصوم چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا ۔۔۔۔۔

کیونکہ وہ اپنے بیٹے کی دل کی بات اسکا ڈر اچھے سے سمجھ چکی تھی۔۔۔۔

جسکے بعد وہ مسکرا کر دوبارہ اسکے سینے کا حصہ بنا۔۔۔۔

اچھا چلیں اب رات بہت ہو گئی ہے آپ بھی سو جاو۔۔۔۔ماما میں آج یہاں آپکے پاس سو جاؤں۔۔۔۔" مجھے وہاں کمرے میں اکیلے نیند نہیں آ رہی؟؟؟؟

اسکا دل عجیب خدشات کے تحت بری طرح دھڑک رہا تھا۔۔۔۔

جیسے اسکی ماں اس سے بہت دور جانے والی تھی۔۔۔۔وہ ایک پل کیلئے بھی اس سے دور نہیں جانا چاہتا تھا۔۔۔

روباب نے مسکرااہاں میں سر ہلایا پھر اسے ایک طرف لٹا کر کمفرٹر اس پر درست کرتے اٹھنے لگی۔۔۔۔جب واسم نے اسکا ہاتھ پکڑ روکا۔۔۔

یہی میرے پاس لیٹ جائیں۔۔۔۔

جس پر وہ نا چاہتے ہوئے اسکے قریب بیٹھی اور اسکے سنہری بالوں میں انگلیاں چلانے لگی۔۔۔۔

جس پر وہ پر سکون ہوتا جلد گہری نیند کی وادیوں میں چلا گیا۔۔۔

روباب نے جھک کر اسکی پیشانی پر پیار کیا۔۔۔اور اپنا ہاتھ جو واسم نے سوتے ہوئے بھی تھام رکھا نرمی سے آزاد کراتے۔۔۔

تمام بچوں کو ایک نظر دیکھنے کے بعد کچھ دیر کھلی فضاء میں سانس لینے کیلیئے باہر لان میں آگئی۔۔۔

کیونکہ اندر حویلی میں اسکا دم گھٹ رہا تھا۔۔۔

اور یہی اس سے سب سے بڑی غلطی سرزد ہوئی تھی۔۔۔

وہ اپنے غم میں ڈوبی ہوئی مان حجاب کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی۔۔۔جب کسی نے کلوروفام سے بھیگا رومال اسکے چہرے پر رکھا۔۔۔

جس پر وہ چند پل کیلئے پھڑ پھڑائی۔۔۔ لیکن جلد ہی بیہوش ہو کر اپنے پیچھے کھڑے انسان کی باہنوں میں جھول گئی۔۔۔

جس پر اس نے مسکرا کر ایک نظر اس شان سے کھڑی اونچی حویلی کی طرف دیکھا۔۔۔اور پھر اسکے مکینوں کی قسمت پر افسوس کرتے قہقہہ لگا کر روباب کو کندھے پر اٹھاتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

ابھی شاہ حویلی والے ایک غم سے نہیں نکلے تھے کہ موقع ہاتھ آتے ہی دشمن اپنی دوسری چال بھی چل گیا تھا۔۔۔

-----------♥-------

حال

ایہا واسم کے سینے پر سر رکھ کر سو رہی تھی۔۔۔۔جب واسم کے وجود میں بے چینی پیدا ہوئی اور وہ حرکت کرنے لگا۔۔۔۔

جس سے اس کی آنکھ کھل گئی۔۔۔۔

ایہا نے اپنی سرخ ڈوروں والی نظریں اٹھا کر اسکے چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔۔ جو مکمل پسینے سے بھیگا ہوا تھا۔۔۔۔

اور گہری نیند میں ہونے کے باوجود مسلسل نفی میں سر ہلاتے کچھ بڑبڑا رہا تھا

۔۔۔۔۔

ایہا نے اوپر ہو کر اسکے لبوں کے قریب اپنا کان لگایا تو اسے صرف ایک لفظ سنائی دیا۔۔۔

" ماما

اس نے دور ہو کر حیرانی سے اسکے وجیہہ چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔

شاید وہ کوئی خواب دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

" سم

نرمی سے پکارا۔۔۔

لیکن شاید اس وقت وہ سننے کی حالت میں نہیں تھا۔۔۔

" سم

دوبارہ پکارا۔۔۔

اور ساتھ نرمی سے اسکا چہرہ بھی تھپتھپایا۔۔۔۔

اسکی بے چینی میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔۔۔

واسم کیا ہو رہا ہے آپکو۔۔۔اٹھ جائیں۔۔۔۔

اب کے پریشانی سے قریب ہوتے جھنجھوڑتے ہوئے بولی۔۔۔۔

" سم

جس پر اس نے ایک جھٹکے سے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔

ابیہا کو کچھ حوصلہ ہوا۔۔۔

آپ ٹھیک ہیں۔۔۔قریب ہو کر نرمی سے پوچھا۔۔۔۔

جس پر واسم نے اجنبی نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔شاید اس وقت وہ اپنے حواس میں نہیں تھا۔۔۔

تبھی اس کا چہرہ بلینک تھا۔۔۔جس پر ابیہا کو اپنے لیے پہچان کی کوئی رمک نظر نہیں آئی۔۔۔۔

واسم میں کیا پوچھ رہی ہوں۔۔۔

آپ ٹھیک ہیں۔۔۔

لیکن جواب ندارد۔۔۔البتہ اسے ایک جھٹکے سے سائڈ کرتے اٹھ کر بیٹھا تھا۔۔۔۔

جس پر وہ کافی پریشان ہوئی۔۔۔

اور اس سے پہلے وہ بیڈ سے اٹھ کر جاتا ابیہا نے فوراً اسکا ہاتھ تھامتے روکا۔۔۔

کیونکہ فلحال اسے واسم کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔۔۔

کیا ہوا ہے؟؟؟؟

آپ کچھ بول کیوں نہیں رہے ہے۔۔۔

اب کے آگے بڑھ کر اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتے اونچی آواز میں مگر پیار سے بولی۔۔۔

جس پر واسم نے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔

جیسے وہ اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

آج پھر اسے کافی دنوں کے بعد پینک اٹیک آیا تھا۔۔۔جس کے بعد اسکی حالت کچھ ایسی ہی ہو جاتی تھی۔۔۔

کہ کچھ پلو کیلیئے اسکا دماغ بالکل ماووف ہو جاتا تھا۔۔۔

" سم

اسکی پریشان نظروں کو دیکھتے ابیہا اسکے سینے کا حصہ بنتی اسکے چہرے کی قریب اپنا چہرہ لائی۔۔۔

جس پر وہ کچھ ہوش میں آیا تھا۔۔۔

"ہممم

لیکن لبوں سے صرف ایک ہی لفظ نکلا۔۔۔

ابیہا کو کچھ حوصلہ ہوا۔۔۔

کہ وہ اسے پہچان رہا تھا ورنہ اسکی کچھ دیر پہلے کی حالت دیکھ کر وہ اندر سے کافی ڈر گئی تھی۔۔۔

آپ ٹھیک ہیں۔۔۔

سرگوشی نما آواز میں بولی۔۔۔

اسکا چہرہ واسم کے چہرے کے بہت قریب تھا۔۔۔اور مخملی لب اسکے سرخ و سفید لبوں کے صرف ایک انچ کی دوری پر۔۔۔

اسکی سانسوں کے بہت قریب۔۔۔

"ہمم

دوبارہ پھر ایک لفظی جواب۔۔۔

آپ نے کوئی برا خواب دیکھا؟؟؟؟

اپنے نرم ہاتھوں سے اسکے دونوں گال سہلاتے نرمی سے گویا ہوئی۔۔۔

وہ اس وقت واسم کو بالکل کسی بچے کی طرح ٹریٹ کر رہی تھی۔۔۔

جبکہ اسکے سوال پر۔۔۔۔ واسم کو آہستہ آہستہ سچویشن سمجھ آنے لگی تھی۔۔۔۔

اور اسکی اپنے لیے فکر مندی کو دیکھتے اسکے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔۔

ٹھیک ہوں میں۔۔۔۔

اپنے ہاتھوں سے اسکی نازک کمر کو تھامتے ہوئے وہ بھی اسی کے انداز میں سرگوشی میں بولا۔۔۔۔۔

لگ تو نہیں رہے۔۔۔۔۔

اسکے نیلے سمندر میں سنہری کانچ گاڑھتے سوال کیا۔۔۔۔

کچھ نہیں بس وہ ایسے ہی۔۔۔۔

بات گول کر گیا۔۔۔۔

بڑی ماں کی یاد آ رہی ہے۔۔۔۔

واسم نے نظریں اٹھا کر اسکی طرف نا سمجھی سے دیکھا۔۔۔۔

میں نے سنا آپ ماما کہہ کر انہیں پکار رہے تھے۔۔۔۔

جس پر واسم ایک نظر اسکے خوبصورت چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔۔

اور پھر نا چاہتے ہوئے اسکی ہاں میں ہاں ملائی۔۔۔۔

کیونکہ ایبہا اور ابرش ماضی کے بہت ساری باتوں سے ابھی ناواقف تھیں

تو انہیں فون کر لیں----

ہمم کر لوں گا----

اب کے سپاٹ لہجے میں بولا----

جسے ایبہا نے محسوس کیا----

آپ ان سے ہمیشہ خفا کیوں رہتے ہیں ؟؟؟؟

بچپن سے اس نے جیسا رویہ واسم کا عظمی بیگم کے ساتھ دیکھا تھا۔۔۔

ہمیشہ سوچتی تھی کہ کوئی اولاد اپنی ماں سے ایسے بھی بات کر سکتی ہے۔۔۔

اور ایک وہ تھی جو سب کے ہونے کے باوجود ماں کے پیار کیلئے ترستی تھی۔۔۔۔

آج وہ سوال لبوں پر آگیا تھا۔۔۔۔

جس پر یکدم اسکے چہرے کے تاثرات بدلے۔۔۔۔اور جب بولا تو لہجہ سپاٹ تھا

۔۔۔۔

ابیہا میں نے تمہیں اپنے پرسنل میٹرز میں انٹرفیئر کرنے کی اجازت نہیں دی

۔۔۔۔

لہذا بہتر یہی ہو گا کہ تم اس معاملے سے دور رہو۔۔۔۔

" لیکن

اس نے کچھ کہنا چاہا

" بس

واسم نے درمیان میں ٹوکتے غصے سے دیکھا۔۔۔۔

جس پر نا چاہتے ہوئے بھی اسے خاموشی اختیار کرنی پڑی۔۔۔۔

اچھا سوری نہیں کرتی۔۔۔۔

لیکن غصہ تو مت ہو۔۔۔۔

جس پر وہ مسکرایا۔۔۔ لیکن یہ صرف دکھاوے کی مسکراہٹ تھی۔۔۔۔

جسے ایہانے شدت سے محسوس کیا۔۔۔۔

وہ اسے اندر سے بہت ڈسٹرب لگا۔۔۔۔

پھر اسکا دھیان بھٹکانے کیلئے۔۔۔دل کو مظبوط کرتے اسکے قریب ہوئی

۔۔۔۔

اور اسکے دائیں گال پر اپنے نازک لب رکھے۔۔۔۔

جبکہ صبح صبح اسکی عنایت پر واسم نے حیرانی سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

ایہانے اسکی دوسری گال پر بھی اپنا عمل دوہرایا۔۔۔۔

"واسم مسکرایا۔۔۔۔

جس پر وہ اسکے قریب ہوتے اسکے مسکراہٹ میں ڈھلے لبوں سے لب جوڑ کر ایک پل کیلئے دانتوں سے شریر شرارت انجام دیتے پیچھے ہوئی۔۔۔۔۔

واسم کی آنکھوں میں اسکی حرکت پر خمار اترنے لگا۔۔۔۔۔

جنہیں اس نے باری باری محبت سے چھوا۔۔۔۔

اس نے واسم کی ٹھوڑی کو لبوں سے چھوتے تھوڑا جھک کر دل کے مقام پر لب رکھے۔۔۔۔۔واسم سکون محسوس کرتا آنکھیں بند کر گیا۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے ایہانے مسکراہٹ چھپائی۔۔۔۔۔اور اسے یکدم پیچھے کی طرف دھکا دیتے بھاگنے لگی۔۔۔۔

اس کا ارادہ واشروم میں بند ہونے کا تھا۔۔۔

لیکن اس سے پہلے ہی واسم نے پھرتی دکھاتے اسے قابو کیا تھا۔۔۔

میرے جذباتوں کو جگا کر کہاں بھاگ رہی ہیں مسز۔۔۔۔اسے بیڈ پر منتقل کرتے ہوئے اسکی نازک گال پر دانت گاڑھے۔۔۔۔

"واسم

وہ سسکی۔۔۔

واسم نے دانتوں کے نشان پر نرمی سے لب رکھے۔۔۔۔۔

پھر اسکے ہونٹ سرکتے ہوئے ایہا کی ٹھوڑی پر آ گئے۔۔۔۔ جبکہ دوسری طرف ہاتھوں کی بے باکیاں عروج پر۔۔۔۔۔

ایہا کا چہرہ سرخ ہونے لگا۔۔۔۔

جسے دیکھ کر واسم کے لب مسکرائے۔۔۔۔

ایہا نے جھکی نظریں اٹھائی۔۔۔۔۔

اور اسکی آنکھوں میں نظر آتی طلب کو دیکھتے شرماتے دوبارہ جھکا لی۔۔۔۔

جسے اسکی اجازت جانتے ہوئے وہ اسکی سانسوں پر قابض ہوا۔۔۔۔۔

ایہانے اپناایک ہاتھ اسکے کندھے پر رکھتے اپنی مخروطی نازک انگلیاں اسکے بالوں میں چلانی شروع کی۔۔۔۔

جبکہ اسکا ساتھ پاتے وہ اپنے عمل میں شدت لے آیا۔۔۔

اور کروٹ بدلتے ہوئے اسے اپنے سینے پر منتقل کیا۔۔۔۔ لیکن اسکی سانسوں کو آزادی نہیں دی۔۔۔

وہ بھی اسکے نرم لمس پر مدہوش ہونے لگی تھی۔۔۔۔

لمحے بڑھنے لگے۔۔۔۔ سانسیں ٹوٹنے لگی۔۔۔۔

اسکے بکھرتے تنفس کا خیال کرتے واسم نے اسکی سانسوں کو آزادی دی۔۔۔۔

واسم کے ہونٹ سرک کر اسکی گردن پر آ گئے۔۔۔۔۔

اور رات کی دی گئی اپنی شدتوں کو نرمی سے چھونے لگے۔۔۔۔۔

اس نے ایک بار پھر کروٹ بدلی۔۔۔۔۔

واسم کے لب اسکے نازک وجود پر سفر کرنے لگے۔۔۔۔۔ جس پر وہ گہری سانسیں بھرتی ساتھ ساتھ اسکے بال بھی سہلا رہی تھی۔۔۔۔۔

" واسم

لیکن جب وہ حدیں پھلانگنے لگا ایہا نے پکارا۔۔۔۔

اس نے سرخ خمار بھری نظریں اٹھا اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

وہ اپنے مقصد میں کامیاب ٹھہری تھی۔۔۔۔ جن آنکھوں میں کچھ دیر پہلے ویرانی چھائی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ان کی چمک لوٹ آئی تھی۔۔۔۔

مجھے شاور لینا ہے۔۔۔۔۔

پھولتی سانسوں کے درمیان بولی۔۔۔۔ کیونکہ اس کے ارادوں سے اب اسے ڈر لگ رہا تھا۔۔۔۔

اسکی ہمدردی اسے مہنگی پڑتی نظر آرہی تھی۔۔۔۔۔

"ابھی نہیں۔۔۔۔" کچھ دیر بعد۔۔۔۔

اتنا کہتے دو بارہ جھکنے لگا۔۔۔۔

لیکن مجھے بھوک لگی ہے۔۔۔۔ہمیشہ والا بہانا۔۔۔۔

پہلے میری بھوک مٹاو۔۔۔۔

باقی سب بعد میں۔۔۔۔اسکے نچلے ہونٹ پر دانتوں کا دباؤ دیتے نفی کی۔۔۔۔۔

ابیھا نے اسکی آنکھوں میں نظر آتے سوال پر نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔۔
لیکن اس نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلاتے اسے قابو کیا۔۔۔۔۔

جس کے بعد اسکی ایک نہیں چلی تھی۔۔۔۔۔

وہ اسکی تمام مزاحمتوں کو اپنے طریقے سے روکتے منمانی پر اتر آیا تھا۔۔۔۔

جبکہ ابیہا ہمیشہ کی طرح اسکے آگے بے بس تھی۔۔۔۔

اس نے اپنے نازک ہاتھ اسکی پشت پر رکھے۔۔۔۔آنکھوں میں نمی جبکہ ہونٹوں پر نرم مسکراہٹ تھی۔۔۔

جبکہ وہ اسکے نرم وجود کی رعنائیوں میں ڈوبتے اپنے درد کو اپنے اندر ہی کہیں دفن کرنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔

---------♥---------

یہ رہے آپ لوگوں کے ایڈمیشنز فارمز منڈے سے کلاسز سٹارٹ ہیں۔۔۔۔

یونی جانے کی تیاری کر لیں آپ لوگ اور اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو ہم سے کہہ دیجئے گا ہم لا دیں گے۔۔۔۔

ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھی زرمینے کو مخاطب کرتے ضارب نے پیپرز اسکی طرف بڑھائے۔۔۔

جبکہ ان سب کے دوران اس نے ابرش کو بالکل اگنور کیا تھا۔۔۔جو پلیٹ میں چمچ چلاتے کھا کم اور اس سے کھیل زیادہ رہی تھی۔۔۔

لیکن اسے کونسا کوئی فرق پڑا تھا۔۔۔۔۔

وہ خود بھی اسے مخاطب ہونے کی روادار نہیں تھی۔۔۔۔

ان دونوں کے درمیان بات چیت اس دن سے بند تھی۔۔۔۔اتنے دنوں میں نا ابرش اپنے رویے میں کوئی لچک لائی۔۔۔ نا ہی ضارب نے اسے منانے کی دوبارہ کوئی کوشش کی۔۔۔۔

دونوں اپنی اپنی جگہ اپنی انا کا پرچم بلند کیے ہوئے تھے۔۔۔۔

زرمینے جو خوشخبری سننے کے بعد گھر والوں کے ساتھ اس سے ملنے آئی تھی اس کی طبیعت کا خیال کرتے وہی رک گئی تھی۔۔۔۔

اور ابرش کو تو موقع مل گیا تھا وہ ضارب کے کمرے سے اپنا سمان لیتے نیچے اس کے ساتھ شفٹ ہو گئی تھی۔۔۔

زر نے تو اسے سمجھانے کی بہت کوشش کی تھی لیکن وہ کسی طور پر ماننے کو تیار ہی نہیں تھی۔۔۔۔

الٹا اس سے ناراض ہونے کی دھمکی پر وہ خاموشی اختیار کر گئی۔۔۔

ضارب اسکے یہ سارے ناٹک بہت مشکل سے برداشت کر رہا تھا۔۔۔اگر وہ چاہتا تو پل میں اس کی طبیعت صاف کر سکتا تھا۔۔۔۔

لیکن پھر اسکی حالت کو دیکھتے کنڑول کر جاتا۔۔۔۔

فلحال اس نے بھی اسے تھوڑی سپیس دیتے اسے اسکے حال پر چھوڑ دیا تھا۔۔۔

اس کے ہاتھ سے فارم لیتے زر مینے نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

اور وہ اسکے سر پر ہاتھ رکھتے پلٹنے لگا جب زر مینے نے روکا۔۔۔

لالا آپ ہمارے ساتھ ناشتہ نہیں کرینگے۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر ابرش نے اسے گھورا اور نظر بچا کر چٹکی کاٹی۔۔۔

جسے وہ دیکھ چکا تھا۔۔۔

" نہیں ہمیں ضروری کام سے جانا ہے بعد میں کر لیں گے۔۔۔ شکریہ

مسکرا کر بولا اور پلٹ گیا۔۔۔۔

کیونکہ وہ فلحال ابرش کو کوئی بھی تنگی نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔

البتہ اسکی حرکت پر اسکا دل ضرور کٹا تھا۔۔۔

میں یہاں اس قید خانے میں اور نہیں رہنا چاہتی اور نا ہی آپکا کوئی احسان لینا چاہتی ہوں۔۔۔۔

تو برائے کرم ہمیں عزت سے حویلی واپس پہنچا دیں۔۔۔
ورنہ میں خود اکیلی یہاں سے کسی ایسی جگہ پر چلی جاؤں گی جہاں آپ میری پرچھائی تک کو بھی ڈھونڈ نہیں پائے گے۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر ضارب کی کشادہ پیشانی پر بل پڑے تھے۔۔۔
اس نے پلٹ کر غصے سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

پھر ایک نظر زر مینے کی طرف۔۔۔جس پر وہ خود ہی سچویشن کو سمجھتے ہوئے وہاں سے ہٹ گئی۔۔۔

ضارب نے اپنے غصے کو کنٹرول کرنے کیلئے سگریٹ سلگائی۔۔۔

اسکے بگڑتے ہوئے تیور دیکھ کر بھی ابرش کی پوزیشن میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔

وہ ہنوز اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑی تھی۔۔۔۔

اسکی ہمت پر ضارب نے داد میں آبرو اچکائی۔۔۔۔

ہماری باربی بہت بڑی ہو گئی ہیں۔۔۔۔بہت بڑی بڑی باتیں کرنے لگی ہیں

۔۔۔۔

لیکن شاید یہ بھول گئی ہیں کہ انکے مقابل کون کھڑا ہے۔۔۔۔۔

اسکے تھوڑا قریب آتے تمسخرانہ لہجے میں گویا ہوا۔۔۔۔جبکہ بولتے ہوئے دھواں اسکے ناک اور منہ سے نکلتے ہوا میں تحویل ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

میں جانتی ہوں کہ میرے مقابل کون کھڑا ہے۔۔۔

لیکن شاید آپ یہ نہیں جانتے ضارب شاہ کہ جب ایک عورت اپنی ضد پر آ جائے تو دنیا کے بڑے بڑے شہنشاہ بھی اسکا مقابلہ نہیں کر سکتے۔۔۔۔

اسکے رو برو آ کر اسی کے لب و لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔۔

جبکہ ایسے بولتے ہوئے ضارب کو وہ کہیں سے بھی اپنی معصوم باربی نہیں لگی

۔۔۔۔۔

"تو بہتر یہی ہو گا کہ آپ مجھے عزت سے حویلی پہنچا دیں۔۔۔۔ورنہ۔۔۔

"ورنہ۔۔۔" ورنہ کیا۔۔۔

کچھ نہیں کر سکتی آپ۔۔۔یہ گھر دیکھ رہی ہیں اسکی مظبوط در و دیوار،،،، یہ ہمارا محل ہے۔۔۔ یہاں ضارب شاہ کی حکومت چلتی ہے۔۔۔

یہاں سے بھاگ کر جانا تو بہت دور کی بات ۔۔۔" سانس لینے کیلئے بھی ہماری اجازت کی ضرورت پڑتی ہے ۔۔۔

یہ جو آپکی اتنی زبان چل رہی ہے ۔۔۔ صرف و صرف ہماری دی گئی ڈھیل کا نتیجہ ہے ۔۔۔۔

ورنہ اگر ہم چاہیں تو آپ پر آپکی اپنی سانسیں بھی تنگ کر دیں ۔۔۔۔

اسکی گردن کو دبوچتے چہرہ مقابل کرتا استہزائیہ لہجے میں پراسرار سا گویا ہوا ۔۔۔۔

جبکہ اسکی حرکت پر ابرش کی خوبصورت آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں ۔۔۔

ضارب نے اتنے قریب سے اس خوبصورت نظارے کو دیکھتے۔۔۔اتنے دن سے خود پر کیا کنٹرول کھوتے اسکے وجود اور سانسوں کی مہکتی خوشبو میں گہرا سانس کھینچا تھا۔۔۔

پھر دھیرے سے سگریٹ اپنے پیروں تلے مسلتے ہوئے اسکے نرم لبوں سے اپنے دہکتے لب جوڑ کر انکی نرمی کو محسوس کرنے لگا۔۔۔۔

اسکی کمر کو جکڑ کر اونچا کرتے ہوئے اسکے ننھے وجود کو خود میں سمایا۔۔۔

جبکہ ان سب کے دوران ابرش ایسے تھی جیسے کسی مٹی کا بت۔۔۔ ناہی اس نے ضارب کی کوئی حوصلہ افزائی کرتے ساتھ دیا تھا اور ناہی کوئی مزاحمت کی

۔۔۔۔۔

وہ بس خاموش تھی۔۔۔۔۔

اور اسکی دھڑکنیں بھی۔۔۔۔اسی کی طرح خاموش تھیں۔۔۔۔۔آج ضارب کے اتنے قریب آنے پر بھی ان میں کوئی حرکت نہیں جاگی تھی۔۔۔۔۔

جنہیں ضارب نے بھی محسوس کر لیا تھا۔۔۔۔

اور پھر نرمی سے اس سے الگ ہو کر اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔۔۔

جبکہ سانسوں کو آزادی ملنے پر ابرش نے گہرا سانس لیا تھا۔۔۔۔۔

یار سمجھنے کی کوشش کریں ہم نے وہ سب کسی مصلحت کے تحت کیا تھا آپکو ہرٹ کرنے یا پھر تکلیف پہنچانا ہرگز مقصد نہیں تھا۔۔۔۔

آپ تو ہمارے لیے ہمارے رب کی عطا کی ہوئی نعمت ہیں۔۔۔۔ بھلا ہم آپکے ساتھ ایسا کیوں کرینگے۔۔۔۔۔

لیکن پھر بھی اگر آپ ہرٹ ہوئی ہیں تو ہم آپ سے سوری کر لیتے ہیں۔۔۔۔

پلیز ہمیں ہماری باربی واپس دے دیں۔۔۔۔

اسکی ستواں ناک کے ساتھ اپنی ناک سہلاتے ہوئے اس میں چمکتے ہوئے لونگ کو ہونٹوں سے چھوتے لبوں کو دوبارہ قید کیا۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد اس سے الگ ہوتے امید بھری نظروں سے اسکی طرف دیکھنے لگا

۔۔۔۔۔

جس پر ابرش کا دل دھڑکا۔۔۔ لیکن وہ اسے سختی سے ڈپٹتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے ہوئے قہقہہ لگا گئی۔۔۔

جبکہ اسکے عجیب و غریب رویے پر ضارب نے خاموش نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

یہ ہے آپکی اصلیت۔۔۔" چہ چہ چہ اتنی بڑی بڑی باتیں کرنے والا سردار ضارب شاہ۔۔۔۔اپنی نفس کی تسکین کیلئے میرے آگے جھکنے کیلئے بھی تیار ہے۔۔۔

ٹھاہ ٹھاہ کر کے ساتوں آسمان ضارب کے سر پر گرے تھے۔۔۔۔

اسکی کمر پر رکھے ہوئے اسکے مظبوط ہاتھ خود با خود پیچھے ہٹ گئے۔۔۔

شدید غصے سے دماغ کی شریانے واضح ہونے لگی۔۔۔۔۔ عنابی لب سختی سے ایک دوسرے میں پیوست ہو گئے۔۔۔۔

میں تو آپکو بہت مظبوط انسان سمجھتی تھی۔۔۔۔۔
لیکن آپ تو بہت کمزور نکلے۔۔۔۔۔

یہ جسم چاہیے آپکو گلے سے دوپٹہ ہٹا کر زمین پر پھینکتے ہوئے اسکے قریب ہوئی ۔۔۔۔۔

میں دینے کیلئے تیار ہوں۔۔۔۔ آپ جتنا چاہیں اسکے ساتھ کھیل سکتے ہیں ۔۔۔۔ لیکن میری ایک شرط ہے۔۔۔۔۔

اسکے لبوں کے قریب اپنے لب کرتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں بولی۔۔۔۔

لیکن اسکے بعد آپ مجھے ہمیشہ کیلئے اس گھٹن زدہ رشتے سے آزاد کرینگے۔۔۔۔

منظور ہے۔۔۔۔

اسکی گردن میں بازو حائل کرتے مسکرا کر بولی۔۔۔۔

ضارب کو یکدم اس سے شدید نفرت محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔

اس نے ایک جھٹکے سے اسے خود سے الگ کیا۔۔۔۔

کیا ہوا نہیں منظور کیا؟؟؟؟؟

طنزیہ لب ولہجہ۔۔۔۔۔

بہت افسوس ہوا ہمیں آپکی سوچ پر۔۔۔۔۔" ہم تو آپکو بہت معصوم سمجھتے تھے ۔۔۔۔۔لیکن ہمیں نہیں پتا تھا آپ اندر سے اتنی گھٹیا نکلیں گی۔۔۔۔۔

اور رہی بات آپکی شرط کی تو ابھی آپکی اتنی اوقات نہیں کہ آپ سردار ضارب شاہ کے ساتھ سودا بازی کر سکیں۔۔۔۔۔

کیوں اس میں گھٹیا پن والی کونسی بات ہے۔۔۔۔۔آپ یہی سب تو چاہتے ہیں۔۔۔۔پہلے بھی میری معصومیت کا فائدہ اٹھا کر تسکین حاصل کر چکے ہیں تو اب کیوں نہیں۔۔۔۔

بس میری شرط پوری کرنی ہو گی۔۔۔۔۔

" ابرش

ضارب کو اسکے الفاظ تیر کی طرح چبھے تھے۔۔۔۔اسکے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا ۔۔۔۔خود پر سے کنٹرول کھوتے اس نے ہاتھ اٹھایا۔۔۔۔۔

لیکن ضبط کی انتہاوؤں کو چھوتے درمیان میں ہی روک گیا۔۔۔۔

جبکہ اسکو ہاتھ اٹھاتے دیکھ کر وہ اپنی آنکھیں سختی سے بند کر چکی تھی۔۔۔

ضارب شاہ نے اس کے بالوں پر پکڑ مظبوط کرتے اسے قریب کیا۔۔۔۔

آج اتر گئیں ہیں آپ ہمارے دل سے۔۔۔۔آپ نے ہمارے پاکیزہ جذباتوں کو ہی نہیں اس خوبصورت رشتے کو بھی گالی بنادیا۔۔۔۔

ہماری محبت کو حوس کا نام دیتے۔۔۔۔اسکے پروان چڑھنے سے پہلے ہی اسکی قبر ہمارے دل میں بنادی۔۔۔۔

اب کبھی بھی ہم آپکو وہ مان اور عزت نہیں دینگے۔۔۔۔ جسکی ایک عورت اصل میں حقدار ہوتی ہے۔۔۔۔

اور نا ہی اب آپکو دوبارہ کبھی ہماری بیوی کا درجہ ملے گا۔۔۔۔آپ خود بھی کوشش کریں گی تب بھی نہیں۔۔۔۔

لیکن اسکا مطلب یہ نہیں کہ ہم آپکو چھوڑ دیں گے۔۔۔۔۔آپ کے نام کے ساتھ ہمارا نام ہمیشہ جڑا رہے گا۔۔۔۔۔

لیکن آپکی حیثیت کسی کونے میں پڑی بیکار چیز سے زیادہ نہیں ہو گی۔۔۔۔۔
آپ ترس جائیں گی ہماری محبت کو لیکن ہم آپ پر اب کبھی دوبارہ نگاہ الفت نہیں ڈالیں گے۔۔۔۔۔

ایک ایک لفظ ٹھہر ٹھہر کر بولتے ضارب نے اسے جھٹکے سے چھوڑا جس کی وجہ سے وہ ماربل کے فرش پر جا کر گری۔۔۔۔۔

اسکے گھٹنوں پر چوٹ آئی اور وہ سسکی۔۔۔۔
لیکن ضارب اس پر بنا توجہ دیئے۔۔۔۔۔لمبے ڈگ بھرتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

جبکہ پیچھے وہ تکلیف کا احساس کرتے رونے لگی۔۔۔۔

سچ کہتے ہیں غصہ انسان کی عقل کو کھا جاتا ہے۔۔۔ابرش کا بھی اس وقت یہی حال تھا۔۔۔۔

اسے ضارب کی اپنے ساتھ کی گئی ایک چھوٹی سی زیادتی تو یاد تھی لیکن اسکا پیار اسکی اپنے لیے کیئر محبت میں اپنے نیچر کے خلاف جا کر اسکے سامنے جھکنا نظر نہیں آیا۔۔۔۔

اگر وہ غور کرتی تو اسے پتا چلتا کہ ضارب شاہ نے اسے اپنے دل کے کس اونچے مسند پر جگہ دی تھی۔۔۔۔

اور وہ بظاہر ملنے والی اس چھوٹی سی چوٹ پر پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔۔۔

لیکن اصل نقصان کا تو اسے اندازہ ہی نہیں تھا جو اپنی بیو قوفی کے ہاتھوں اپنا وہ کر چکی تھی۔۔۔۔

لیکن قسمت بہت جلد اسے اسکا احساس دلوانے والی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ماضی

" ماما

وہ ایک جھٹکے سے بیدار ہوا تھا۔۔۔

جبکہ اسکی چیخ سن کر۔۔۔ پاس لیٹی ہوئی

ابرش ڈر کر رونے لگی تھی۔۔۔ اور ابیہا جو بیڈ پر بیٹھی کھیل رہی تھی ۔۔۔ اپنی بڑی بڑی سنہری آنکھوں سے اسکی طرف دیکھنے لگی۔۔۔

واسم نے ایک نظر پورے کمرے کی طرف دوڑائی۔۔۔ جہاں روم کی کھڑکی سے اندر آتی سورج کی کرنیں صبح ہونے کی نوید سنا رہی تھیں۔۔۔

جبکہ روباب اسے کہیں نظر نہیں آئی۔۔۔

جس کے بعد وہ ابرش کو روتے دیکھ کر اسے گود میں اٹھا کر چپ کرواتے اسے لے کر باہر روباب کو دیکھنے جانے لگا۔۔۔

جب ایہا کرولنگ کرتی اس کے قریب آئی۔۔۔اور اپنے دونوں ہاتھ بڑھائے

۔۔۔

مطلب کہ اسے بھی اٹھائے۔۔۔

واسم نے ایک نظر کندھے سے لگی ابرش کی طرف دیکھا۔۔۔جو رونا تو بند کر چکی تھی البتہ منہ ابھی بھی بسور رہی تھی۔۔۔

اور دوسری ایہا کی جو اسے خاموش کھڑے دیکھ کر رونے کی تیاری پکڑ رہی تھی

۔۔۔

جبکہ وہ ان دونوں کو دیکھتے پریشان ہو چکا تھا۔۔۔۔

کیونکہ وہ ابھی اتنا بڑا نہیں تھا کہ دونوں کو ایک ساتھ اٹھا سکتا۔۔۔۔

ویسے بھی ایہا تھوڑی ہیلتھی تھی۔۔۔۔

وہ کسی صورت ان دونوں کو نہیں اٹھا سکتا تھا۔۔۔۔

"ماما۔۔۔۔

آخر ہار کر اس نے روباب کو وہی کھڑے پکارا۔۔۔۔کیونکہ ایہا آجکل تھوڑا چلنے لگی تھی۔۔۔۔

کہیں اسکے پیچھے آنے کے چکر میں بیڈ سے گر ہی نا جاتی۔۔۔

ماما۔۔۔

دوبارہ پکارا۔۔۔

لیکن جواب نہیں آیا۔۔۔

البتہ ایہا کا بھونپو بجنا شروع ہو چکا تھا۔۔۔

کیونکہ واسم اسے اٹھانے کی بجائے روباب کو آوازیں لگا رہا تھا۔۔۔

اور یہ بات ایہا میڈم کو اچھی نہیں لگی تھی۔۔۔

گڑیا رونا بند کرو یار۔۔۔

یہ دیکھو میں نے چھوٹی گڑیا کو اٹھایا ہے نا۔۔۔آپکو کیسے اٹھاو۔۔۔

اگر میں آپ دونوں کو اٹھاؤں گا تو کہیں گر کر چوٹ وغیرہ نا لگ جائے۔۔۔

ایک ہاتھ سے اسکے نازک پھولے روئی جیسے گال کو سہلاتے ہوئے پیار سے بولا

۔۔۔

کہ شاید وہ چپ کر جائے۔۔۔

لیکن نہیں وہ تو اپنا سپیکر اور اونچا کر کے رونے لگی۔۔۔

جس پر اس نے بے بسی سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

اور دوبارہ روباب کو پکارا۔۔۔

" ماما

جسے سن کر روباب تو نہیں البتہ ضارب ضرور کمرے میں داخل ہوا اور روتی ہوئی ایہا کو دیکھ کر فوراً آگے بڑھ کر اسے گود میں اٹھایا۔۔۔

اور ایک نظر ابرش کو گود میں لے کر کھڑے واسم کو دیکھنے کے بعد چپ چاپ باہر کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔

جب واسم کی آواز نے اس کے قدم روکے۔۔۔

میں نے جان بوجھ کر نہیں رُلایا۔۔۔

وہ ابرش رو رہی تھی تو میں نے اسے گود میں اٹھالیا جسے دیکھ کر بیا بھی رونے لگی کہ اسے بھی اٹھاؤں۔۔۔

اور میں ایک ساتھ نہیں اٹھا سکتا تھا اسی لیے ماما کو بلا رہا تھا۔۔۔

اسکے قریب آتے نرمی سے بولا۔۔۔

کہ کہیں ضارب اسے غلط نا سمجھے۔۔۔

ہم سمجھ سکتے ہیں ویسے بھی ہم نے آپ سے کوئی صفائی نہیں مانگی۔۔۔

پلٹ کر سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔۔۔۔

اور دوبارہ پلٹنے لگا۔۔۔۔واسم نے دوبارہ روکا۔۔۔۔

ضارب تم ٹھیک ہو؟؟؟؟

فکر مندانہ لہجہ۔۔۔۔

" ہمم

یک لفظی جواب۔۔۔۔

اور پھر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔واسم نے پریشان نظروں سے اسکی پشت کو دیکھا۔۔۔

لیکن گود میں روتی ہوئی ابرش کو دیکھتے۔۔۔

گہرا سانس کھینچ کر باہر روباب کو دیکھنے کیلئے بڑھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ کچن کے ساتھ ساتھ باقی پوری حویلی میں بھی ڈھونڈ چکا تھا لیکن روباب اسے کہیں نظر نہیں آئی۔۔۔

جس کی وجہ سے وہ کافی پریشان ہو چکا تھا۔۔۔

بے ساختہ اسکی آنکھوں کے سامنے اپنا کچھ دیر پہلے دیکھا گیا خواب لہرایا۔۔۔۔

جس میں روباب ایک اندھیرے کمرے میں بیٹھی ہوئی رو رہی تھی۔۔۔۔

واسم کا دل گھبرایا۔۔۔۔

اس نے فورا مردان خانے کی طرف دوڑ لگائی۔۔۔۔

جبکہ ابرش کو اس نے ابھی تک گود میں اٹھا رکھا تھا۔۔۔۔

"ڈیڈ۔۔۔

دروازے سے اندر داخل ہوتے واسم نے فورا ارمغان شاہ کو پکارا۔۔۔۔

جو موسی شاہ کے ساتھ تعزیت کے لیے آئے ہوئے مہمانوں کے ساتھ بیٹھے تھے۔۔۔۔ابھی کچھ ہی دیر میں کل خانی کا ختم دلایا جانا تھا۔۔۔۔

جی۔۔۔۔

اسکے چہرے کی اڑی ہوئی رنگت اور گود میں روتی ہوئی ابرش کو دیکھ کر قریب آتے نرمی سے بولے تھے۔۔۔۔

ساتھ ہی ابرش کو اپنی گود میں لیا۔۔۔۔

وہ۔۔۔" وہ

حلق سے الفاظ نکلنے مشکل ہو گئے۔۔۔۔

سانسیں اٹکنے لگی۔۔۔

کیا ہوا؟؟؟؟

وہ،،،،،وہ،،،،ماما نہیں مل رہی۔۔۔۔

واسم کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔۔۔۔

اس میں رونے والی کونسی بات ہے۔۔۔گھر میں اتنے مہمان آئے ہوئے ہیں

۔۔۔۔

یہی کہیں کسی کے پاس بیٹھی ہو نگی۔۔۔

آپ نے ٹھیک سے دیکھا نہیں ہو گا۔۔۔

اسکے بہتے ہوئے آنسوؤں کو دیکھتے نرمی سے سمجھایا۔۔۔

نہیں میں نے پوری حویلی میں دیکھ لیا۔۔۔۔
وہ کہیں نہیں ہیں۔۔۔ نا اماں سائیں کے کمرے میں نا ہی کسی دوسرے مہمان کے۔۔۔

میں نے ممانی جان سے بھی پوچھا لیکن وہ کہہ رہی ہیں انھوں نے بھی صبح انہیں نہیں دیکھا۔۔۔

روتے ہوئے بتایا۔۔۔

جسے سن کر وہ پریشان ہوئے تھے۔۔۔ جبکہ اسکو اپنے ساتھ لگایا۔۔۔

اچھا چلیں آپ آئیں میرے ساتھ۔۔۔ میں دیکھتا ہوں۔۔۔۔

اور رونا بند کریں یہی کہیں ہو گی آپکی ماما۔۔۔۔ آپ تو میرے بہادر بیٹے ہیں ایسے روتے ہوئے بالکل اچھے نہیں لگ رہے۔۔۔۔

پھر موسی شاہ کو اشارہ کرتے مہمانوں کے پاس بیٹھنے کا کہا۔۔۔۔ جس پر انہوں نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا تھا۔۔۔ خود اندر کی طرف بڑھ گئے۔۔۔۔

----------❤----------

اس نے بھاری ہوتے سر کے ساتھ اپنی کھولیں-----

جو پہلا منظر اسکی انکھوں نے دیکھا وہ تھا گھپ گہرا اندھیرہ-----

اس نے اپنی آنکھیں بند کر کے اپنے دھکتے ہوئے سر پر ہاتھ رکھا----اور پھر سر جھٹکتے ہوئے دوبارہ اپنی آنکھیں کھولیں جواب ماحول سے تھوڑی مانوس ہونے لگی تھیں-----

یہ کوئی چھوٹا سا کمرہ تھا۔۔۔یہاں نا کوئی روشنی تھی اور نا ہی ساز و سامان
۔۔۔۔۔

وہ خود بھی زمین پر بے ترتیب سی پڑی ہوئی تھی۔۔۔

لیکن وہ تو حویلی میں تھی پھر آہستہ آہستہ اسے کل رات کا واقعہ یاد آنے لگا۔۔۔

اور وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی۔۔۔۔مطلب کہ وہ کڈنیپ ہو چکی تھی
۔۔۔۔۔

روباب کا دل گھبرایا۔۔۔۔

" ارمغان

پہلا نام جو ذہن میں آیا۔۔۔۔

بے ساختہ ہونٹوں سے نکلا۔۔۔

لیکن اسے کون کڈنیپ کر سکتا تھا؟؟؟؟؟

کہیں جنہوں نے مان حجاب کو مارا۔۔۔۔

اسکی صبیح پیشانی پر پسینے کی ننھی بوندیں نمودار ہوئی۔۔۔۔

اسے ڈر اس بات سے نہیں لگ رہا تھا کہ وہ لوگ اسے مار دیں گے بلکہ اس بات سے کہ کہیں اسکی عصمت کو کوئی نقصان نا پہنچائیں۔۔۔۔

اسے ارمغان اور اپنے بچوں کی شدت سے یاد آئی تھی۔۔۔

بے ساختہ آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ کر چہرے بہہ نکلے۔۔۔۔

لیکن وہ ایسے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تو نہیں بیٹھ سکتی تھی۔۔۔۔اسے خود کو بچانے کی کوشش کرنی تھی۔۔۔۔

اور ویسے بھی وہ روباب ارمغان شاہ تھی ہر مشکل کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے والی۔۔۔۔ہاں اگر اسکی جگہ حجاب ہوتی تو بات الگ تھی۔۔۔۔

وہ اپنے پیچھے موجود دیوار کا سہارا لے کر کھڑی ہوئی۔۔۔۔

جس سے یکدم اسکا سر چکرایا۔۔۔۔قدم ڈگمائے۔۔۔۔

لیکن وہ ہمت کرتی ہوئی۔۔۔۔اسکے ساتھ ساتھ چلتے دروازے تک پہنچی

۔۔۔۔۔

جو کہ باہر سے بند تھا۔۔۔۔

اس نے واپس مڑتے پورے کمرے میں نظریں دوڑائی۔۔۔۔لیکن اسے کوئی کھڑکی یا دوسرا راستہ نظر نہیں آیا۔۔۔۔۔

جہاں سے وہ بھاگ سکتی۔۔۔۔۔

کوئی ہے ؟؟؟؟؟ پلیز مجھے یہاں سے نکالو ؟؟؟؟

اس نے پلٹ کر اس دروازے کو بجایا۔۔۔۔

ایک بار نہیں بلکہ کئی بار۔۔۔۔۔

لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔۔۔۔اسکی آواز اسی کمرے کی چار دیواری سے ٹکراتی ہوئی یہی دفن ہو گئی۔۔۔۔

جس کے بعد وہ بہتے ہوئے آنسوؤں اور گھومتے ہوئے سر کے ساتھ وہی بیٹھتی چلی گئی۔۔۔۔

ابھی اسے بیٹھے ہوئے اسے چند ہی لمحے گزرے تھے۔۔۔۔

کہ اسے بھاری قدموں کی آواز سنائی دی۔۔۔جو اس کمرے کی طرف ہی.بڑھ رہے تھے۔۔۔۔

جس پر وہ فوراً دروازے سے ہٹتی پیچھے ہو کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔

جسے آنے والے نے آرام سے کھولتے اندر داخل ہو کر اپنے پیچھے دوبارہ بند کر دیا۔۔۔۔

روباب اپنی آنکھیں پوری کھول کر اسکے چہرے کو پہچاننے کی کوشش کرنے لگی ۔۔۔۔۔جو اندھیرے کی وجہ سے صاف نہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔۔

جسے سامنے والا بھی سمجھ چکا تھا۔۔۔۔

اس لیے قدم آگے بڑھاتے اسکے قریب ہوا۔۔۔۔

پہنچانا مجھے ؟؟؟؟؟

مسکرا کر سوال کیا گیا۔۔۔۔

جس سے روباب کی آنکھوں کے سامنے چند سال پہلے کا منظر لہرایا۔۔۔

--------❤--------

روباب اپنے ہی دھیان میں فون کان سے لگائے ہوئے بات کرتی اندر کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔۔

جب کوریڈور سے گزرتے ہوئے کسی سے ٹکرائی۔۔۔۔

موبائل فون ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا۔۔۔۔جبکہ گرنے کے ڈر سے وہ سامنے والے کا بازو تھام گئی۔۔۔۔

احسن حیات نے بہت غور سے اپنے قریب اس حسن کے شہکار کو دیکھا تھا ۔۔۔

جسے دیکھ کر زندگی میں پہلی بار اسکا دل دھڑکا۔۔۔۔

جبکہ اپنے گھر میں کسی اجنبی کو دیکھتے روباب فورا سنبھل کر پیچھے ہوئی۔۔۔

جس پر وہ کچھ ہوش میں آیا۔۔۔

اور ایک نظر زمین پر پڑے ہوئے اسکے فون کی طرف دیکھا جو گرنے کی وجہ سے ٹوٹ چکا تھا۔۔۔۔

اوہ آئی ایم سوری۔۔۔۔

میری وجہ سے آپ کا فون ٹوٹ گیا۔۔۔۔

اسکے خوبصورت چہرے کی طرف دیکھتے نرمی سے بولا۔۔۔۔۔

کوئی بات نہیں اصل میں غلطی میری تھی۔۔۔۔۔

میں نے آپکو دیکھا نہیں تھا۔۔۔۔۔

لیکن پھر بھی۔۔۔۔آپکا نقصان تو میری وجہ سے ہی ہوا۔۔۔۔۔

ایسے ہی بات بڑھائی۔۔۔۔۔

آپ یہاں کس سے ملنے کیلئے آئے ہیں؟؟؟؟

اسکی بات کو اگنور کرتے سوال کیا۔۔۔۔۔

جس پر وہ مسکرائے۔۔۔۔۔حیدر شاہ سے۔۔۔۔۔

مختصر جواب۔۔۔۔۔۔

توآپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟؟؟؟تایا سائیں آپکو یہاں نہیں ملیں گے۔۔۔۔۔

جی ۔۔۔۔ مجھے پتا ہے ۔۔۔۔ ایکچلی ابھی باہر مجھے ایک ملازم ملے تھے ۔۔۔۔ جن سے میں نے یہی بات کی کہ مجھے حیدر شاہ سے ملنا ہے ۔۔۔۔۔

تو وہ اپنے ساتھ اندر لے آئے اور یہاں انتظار کا بولا ۔۔۔۔

اب شاید پوچھنے گئے ہیں ۔۔۔۔۔

اب کہ تفصیل سے بتایا ۔۔۔۔۔

جس پر اس نے سر ہلایا ۔۔۔۔۔

اور پھر خاموشی سے فون اٹھا کر وہاں سے جانے لگی ۔۔۔۔ جب اس نے پیچھے سے دوبارہ مخاطب کیا ۔۔۔۔

آپکے ہاں مہمانوں کو چائے ناشتے کا نہیں پوچھتے ؟؟؟؟

اسے روکنے کیلئے پیچھے سے سوال کیا۔۔۔۔ اصل میں انہیں اچھا لگ رہا تھا اس سے بات کر کے۔۔۔۔ پتا نہیں لیکن یہ لڑکی انہیں پہلی نظر میں ہی پسند آئی تھی۔۔۔۔

جی پوچھتے ہیں۔۔۔ لیکن جن کے ساتھ جان پہچان ہو ایسے اجنبیوں کو نہیں ۔۔۔۔

اسے اس شخص کی نظریں کنفیوژ کر رہی تھیں اس لئے پلٹ کر سپاٹ لہجے میں بولی۔۔۔۔

اور بنا دوسری بات سنے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔۔۔

جبکہ پیچھے وہ نفی میں سر ہلا کر مسکرائے تھے۔۔۔۔

زندگی میں پہلی بار کسی لڑکی کو دیکھ کر انکا دل دھڑکا تھا۔۔۔۔

جس پر وہ خود بھی حیران تھے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔

آپ ؟؟؟؟؟

جی میں آپکے چہرے سے لگ رہا ہے۔۔۔ کہ آپ مجھے پہچان چکی ہوں۔۔۔۔

ہاں۔۔۔۔" لیکن آپ نے مجھے کیوں کڈنیپ کروایا؟؟؟؟

ہماری آپ سے کیا دشمنی ہے؟؟؟؟

حیرانی سے پوچھا۔۔۔۔

کیونکہ اسے نہیں یاد پڑتا کہ اس ایک بار کے بعد اس نے کبھی اس شخص کو اپنے گھر میں دوبارہ دیکھا ہو۔۔۔

اور آج اتنے سال بعد۔۔۔وہ سامنے آیا بھی تو کس روپ میں۔۔۔۔ حیرانی ہی حیرانی تھی۔۔۔۔

ہمم دشمنی " کتنے بے خبر ہیں سارے شاہ حویلی والے۔۔۔۔ جنکی وجہ سے میری کل کائنات لٹ گئی اور انہیں خبر بھی نہیں۔۔۔۔

یکدم ہی انکا لہجہ بدلہ ۔۔۔۔۔

جبکہ آنکھوں میں لہو اتر آیا۔۔۔۔۔

میں سمجھی نہیں۔۔۔۔۔ کس بارے میں بات کر رہے ہیں ؟؟؟؟؟

اپنے بھائی کی بات کر رہا ہوں جو تم لوگوں کی وجہ سے اس دنیا سے چلا گیا ۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات روباب نا سمجھی سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

کیا قصور تھا اسکا صرف اتنا ہی نا کہ تمہاری بہن سے پیار کرتا تھا۔۔۔۔۔اس سے شادی کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

لیکن کیا کیا تمہارے تایا سائیں نے رشتے سے انکار کر دیا یہ کہہ کر کہ وہ اپنے خاندان سے باہر رشتہ نہیں کرتے۔۔۔۔۔

اور اسکی شادی اپنے بیٹے سے کروادی۔۔۔۔

جسے وہ برداشت نہیں کر سکا اور اسکا دل ہی بند ہو گیا۔۔۔۔۔

بس اسی دن قسم کھائی تھی میں نے کہ پورے شاہ خاندان کو میرے بھائی کی ایک ایک تکلیف اسکے ایک ایک آنسو کا جواب دینا ہو گا۔۔۔۔

جیسے میں اپنے بھائی کو کھو کر پل پل مر رہا ہوں۔۔۔۔ایسے ہی شاہ حویلی والے تڑپے گے۔۔۔۔۔

وہ عجیب وحشت زدہ لہجے میں گویا ہوا۔۔۔۔

جس سے ڈر کر وہ فورا دو قدم پیچھے ہوئی۔۔۔۔۔

اور کل۔۔۔ایک پل کیلئے رکا۔۔۔۔چہرے پر پر اسرار سی مسکراہٹ تھی ۔۔۔۔

روباب کے چہرے پر سایہ سا لہرایا۔۔۔۔

اور کل میں نے اپنا پہلا وار کیا تھا۔۔۔۔۔جس میں کامیاب ٹہرا اور میں تمہیں بتا نہیں سکتا کہ حیدر شاہ کے خاندان کو تڑپتے دیکھ مجھے کتنا سکون ملا۔۔۔۔

اپنی آنکھیں بند کر کے گہرا سانس کھینچتا مسکرا کر بولا۔۔۔۔

وہ شخص روباب کو پاگل سا لگا۔۔۔۔ جبکہ آنکھوں کے سامنے مان حجاب کے خوبصورت چہرے لہرا گئے۔۔۔۔

اور تو اور رات ورات انکے اپنے گھر سے انکی دوسری بہو بھی اٹھا لی۔۔۔۔اور انہیں پتا بھی نہیں چلا۔۔۔۔

قہقہہ لگایا۔۔۔۔

اولاد کے ساتھ عزت جانے کا غم جلد ہی اس بڈھے کو قبر کے اندر لے جائے گا ۔۔۔۔۔

پھر کہیں جا کر میرے بھائی کی روح کو سکون ملے گا اور مجھے اس دنیا میں چین ۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات سن کر روباب نے آگے بڑھ کر اسکے چہرے پر ایک تھپڑ مارا تھا

کتنے گھٹیا اور کم ظرف انسان ہو تم-----

ارے تم سے اچھا تو تمہارا وہ بھائی تھا جو اپنی محبت کو اپنے دل میں دفن کیے اس دنیا سے چلا گیا----

اس کا تماشا نہیں بنایا-----

اور کس بات کا بدلہ لے رہے ہو تم----- میری معصوم بہن کا اس میں کیا قصور تھا----وہ تو جانتی تک نہیں تھی تمہارے بھائی کو----- نا ہی اسے کوئی امید دی----

تو پھر اسکی موت کی ذمہ دار وہ کیسے ہوئی----

تمہارے بھائی کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا مجھے اسکا افسوس ہے۔۔۔۔

لیکن اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں تھا۔۔۔

اور تم نے اپنی جھوٹی انا اور غرور کے چلتے ہمارے ہنستے بستے گھر کو اجاڑ دیا

۔۔۔۔۔

دو معصوم بچوں کے سر سے انکے ماں باپ کا سایہ اٹھا دیا۔۔۔۔ارے تمہیں تو اوپر والا بھی کبھی معاف نہیں کرے گا۔۔۔۔

میری بد دعا ہے تمہیں کبھی چین اور سکون نا ملے نا ہی اس دنیا میں نا ہی آخرت میں۔۔۔۔

تم یونہی تڑپتے۔۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتی احسن حیات نے اسے یکے بادیگر دو تھپڑ مارے تھے۔۔۔۔۔

اور اسے بالوں سے پکڑتے چہرہ اپنے قریب کیا۔۔۔۔۔

چپ ایکدم چپ۔۔۔۔

خبر دار اگر اب تمہاری آواز نکلی تو ابھی تمہاری چلتی ہوئی سانسیں بند کر دوں گا ۔۔۔۔۔

تم لوگ ہی ہو میرے بھائی کی موت کے ذمہ دار۔۔۔۔۔ اگر حیدر شاہ اس رشتے کیلئے ہاں کر دیتا تو میرا بھائی آج زندہ ہوتا۔۔۔۔

لیکن چھوڑو گا تو میں بھی نہیں۔۔۔۔ایک بہو بیٹا تو پہلے ہی اوپر پہنچا چکا ہوں

۔۔۔۔۔

دوسری بہو جب عزت لٹوا کر گھر پہنچے گی تو۔۔۔۔شرمندگی سے اپنی موت خود

ہی مر جائے گا۔۔۔۔

سپاٹ لہجے میں بولتے ہوئے وہ پراسرار سا مسکرایا۔۔۔۔

اور تم فکر نہیں کرنا اگر ارمغان شاہ نے اسکے بعد تمہیں نہیں اپنایا تو

۔۔۔۔میرے پاس چلی آنا۔۔۔۔

دل کی رانی بنا کر رکھوں گا۔۔۔۔

اسکے پسینے پسینے ہوئے چہرے پر پھونک مارتے کمینگی سے بولا۔۔۔۔۔

جس پر روباب نے بے ساختہ اسکے منہ پر تھوکا تھا۔۔۔۔

یہ اوقات ہے میری نظر میں تمہاری۔۔۔۔اور تم یہ سوچ رہے ہو کہ میں تمہارے پاس آوں گی۔۔۔۔۔

ارے لعنت بھیجتی ہوں میں تم پر۔۔۔۔۔

احسن حیات نے ایک ہاتھ سے تھوک اپنے چہرے سے صاف کرتے اسکے خوبصورت چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

اور ایک زور دار تھپڑ اسکے چہرے پر مارا۔۔۔

جسکی شدت اتنی تھی کہ روباب کا نچلہ ہونٹ پھٹ گیا جبکہ اسے اپنا کان سن ہوتا محسوس ہوا۔۔۔۔

تو مجھے میری اوقات بتائے گی۔۔۔گالی۔۔۔۔

دوسرا تھپڑ مارا اور پھر وہ رکا نہیں پہ در پہ کئی تھپڑ روباب کے چہرے پر جڑے۔۔۔جس سے اسے اپنے حواس گھم ہوتے محسوس ہوئے۔۔۔۔

وہ لہرا کر زمین پر گری۔۔۔۔

جبکہ وہ اپنی پینٹ سے بیلٹ نکال کر ہاتھ پر لپیٹتا ہوا اسکی طرف.بڑھا۔۔۔

جسے دیکھ کر اس نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔

ارمغان شاہ نے روباب کو پوری حویلی میں دوبارہ ڈھونڈا لیکن وہ یہاں ہوتی تو اسے ملتی۔۔۔۔

حویلی کے ساتھ ساتھ وہ رحمان صاحب اور موسی شاہ کے ساتھ مل کر آس پاس کا علاقہ بھی چیک کر چکے تھے۔۔۔

اسے ڈھونڈتے ہوئے صبح سے شام اور شام سے رات ہو گئی۔۔۔۔ لیکن روباب کا کچھ اتا پتا نہیں چلا۔۔۔۔

دوسری طرف بچوں نے الگ رو رو کر اپنا برا حال کر لیا تھا۔۔۔

جس پر ضارب اپنا غم پیچھے رکھ کر واسم کے ساتھ زارون کو بھی سنبھال رہا تھا ۔۔۔۔

جبکہ نجمہ بیگم نے زرمینے کے ساتھ ابرش، ابیہا کی ذمہ داری لے رکھی تھی ۔۔۔۔

ارمغان شاہ نے موسی شاہ کے ساتھ رات کے دس بجے کے قریب حویلی کے اندر قدم رکھا تھا۔۔۔

شاہ حویلی والے جنکے چہرے پر انکو آتے دیکھ کر ایک امید کی کرن روشن ہوئی تھی۔۔۔۔

انکے چہرے پر چھائی مایوسی اور جھکے کندھوں کو دیکھ کر دوبارہ بجھ گئی۔۔۔۔

ارمغان شاہ کا چہرہ تو ایسے تھا کہ کبھی بھی رو دیں گے۔۔۔۔

ابھی تو انکے بھائی بھابھی کا غم تازہ تھا۔۔۔۔اوپر سے انکی محبت کی گمشدگی نے انہیں اندر سے بالکل توڑ دیا۔۔۔۔

کچھ پتا چلا؟؟؟؟

انہیں قریب آتے دیکھ کر حیدر شاہ نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں پوچھا

۔۔۔۔کیونکہ انکے چہروں کو دیکھتے ہوئے کسی اچھی بات کی امید ہر گز نظر نہیں آرہی تھی۔۔۔۔

ارمغان شاہ نے ایک نظر انکے پر شفق چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔۔

پھر نفی میں سر ہلا کر ڈگمگاتے قدموں کے ساتھ اپنے کمرے کی طرف.بڑھ گئے

۔۔۔۔۔

جبکہ پیچھے حیدر شاہ جیسے ڈھے گئے تھے۔۔۔۔جنہیں آگے.بڑھ کر موسی شاہ نے سنبھالا۔۔۔۔

حوصلہ رکھیں تایا سائیں۔۔۔۔ان شااللہ کچھ نہیں ہوگا ہماری روباب کو ۔۔۔۔آپ بس دعا کریں۔۔۔۔وہ بہت جلد مل جائیں گی۔۔۔۔۔

نرم لہجے میں حوصلہ بڑھاتے مسکرا کر بولے۔۔۔۔

اور ساتھ ہی نجمہ بیگم کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لے کر انکی طرف بڑھایا۔۔۔

ان شااللہ۔۔۔

پانی لبوں سے لگاتے ہوئے۔۔۔۔پر امید لہجے میں بولے۔۔۔

آمین۔۔۔۔

وہاں موجود سبھی افراد نے دل سے آمین بولا۔۔۔۔

________❤________

واسم اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑا آسمان کو دیکھتے پتا نہیں اس میں تلاش کر رہا تھا۔۔۔۔

جبکہ نیلی سمندر جیسی آنکھوں سے آنسو تواتر سے بہہ رہے تھے۔۔۔

اور ہونٹوں پر ایک ہی صدا تھی۔۔۔

"ماما واپس آ جائیں۔۔۔

جب ضارب ہاتھ میں کھانا لے کر اندر داخل ہوا۔۔۔۔

زارون کو تو کسی طرح دودھ پلا کر پہلے ہی اپنے کمرے میں سلا چکا تھا۔۔۔۔اور اب واسم کے پاس آیا تھا۔۔۔۔

کھانا ٹیبل پر رکھتے ہوئے اسکے قریب آیا۔۔۔۔

"واسم۔۔۔۔

نرمی سے بولا یا۔۔۔۔

جسے سن کر واسم نے فوراا اپنے بہتے ہوئے آنسو صاف کیے۔۔۔۔

اور پلٹ کر اسکی طرف سوالیہ دیکھا۔۔۔۔۔

کھانا کھالیں۔۔۔۔۔

جس پر اس نے نفی میں سر ہلا یا۔۔۔۔

بھوک نہیں ہے۔۔۔۔۔

ایسے کھانا پینا چھوڑ دینے سے آنی واپس تو نہیں آ جائیں گی۔۔۔۔اور اگر آپ کھانا نہیں کھائیں گے تو بیمار ہو جائیں گے۔۔۔۔

تایا سائیں پہلے ہی بہت پریشان ہیں ان کی پریشانی میں مزید اضافہ ہو گا۔۔۔۔ ایسے میں وہ آنی کو کیسے ڈھونڈ پائیں گے۔۔۔۔۔

ضارب تمہیں پتا ہے۔۔۔۔۔

کل ماما نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ مجھے کبھی چھوڑ نہیں جائیں گی۔۔۔۔۔

لیکن دیکھو نا انھوں نے اپنا پرومس تھوڑ دیا۔۔۔۔

تم بولو نا انہیں کہ وہ واپس آجائیں گے۔۔۔۔میں وعدہ کرتا ہوں اب کبھی انہیں تنگ نہیں کرونگا۔۔۔۔۔

کبھی دوبارہ غصہ نہیں کرونگا۔۔۔۔۔

بالکل ویسا بن جاؤں گا جیسا انہیں پسند ہے۔۔۔۔۔انہیں تم پسند ہو۔۔۔۔۔ بالکل تمہارے جیسا۔۔۔۔۔

لیکن وہ ایک بار واپس آجائیں۔۔۔۔۔

آنکھوں سے آنسو دوبارہ ٹوٹ کر نازک گالوں پر بہنے لگے۔۔۔۔

جسے دیکھتے ہوئے ضارب نے آگے بڑھ کر واسم کو گلے سے لگایا۔۔۔۔

وہ ان شااللہ ضرور واپس آئیں گی۔۔۔۔رونا بند کریں اور ان کیلیئے دعا کریں

۔۔۔۔

اللہ تعالیٰ آپکی دعا ضرور قبول کریں گے۔۔۔

الگ ہو کر رسان سے سمجھاتے بولا۔۔۔۔

اور آپ بہت اچھے ہیں۔۔۔وہ آپ سے بہت پیار کرتی ہیں۔۔۔۔آپ

انہیں ایسے ہی پسند ہیں۔۔۔۔

آپکو ہمارے جیسا بننے کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔

نرمی سے مسکراتے ہوئے اسکے آنسو پونچھے۔۔۔۔

تم سچ کہہ رہے ہو۔۔۔۔ماما مجھ سے پیار کرتی ہیں۔۔۔

جس پر اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔

بالکل۔۔۔۔

چلیں پہلے کھانا کھالیں پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔۔۔

وہ جلد ہی آنی کو واپس آپکے پاس بھیج دیں گے ٹھیک ہے۔۔۔۔

جس پر وہ مسکرایا تھا۔۔۔۔

ضارب اسے لے کر بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔۔ جہاں واسم نے زیادہ نہیں لیکن چند لقمے زہر مار کر لیے تھے۔۔۔۔

جب واسم نے نوالہ بنا کر ضارب کی طرف بڑھایا۔۔۔۔

مجھے پتا ہے تم نے بھی کل سے کچھ نہیں کھایا۔۔۔۔ نا چاہتے ہوئے صرف واسم کی خاطر اس نے منہ کھولا تھا۔۔۔۔

جبکہ دروازے پر کھڑے حیدر شاہ اپنے پوتوں کو ایک دوسرے کا خیال کرتے دیکھ کر شفقت سے مسکرائے۔۔۔۔

اور انہیں ہمیشہ ایسے ہی رہنے کی دل سے دعا دی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

صبح کا نیا سورج شاہ حویلی پر ایک اور قیامت ڈھانے کیلئے طلوع ہوا تھا۔۔۔۔۔

رحمان صاحب کو قریبی جنگل سے ایک عورت کی مسخ شدہ لاش ملی تھی۔۔۔۔

جسکی شناخت کیلئے انہوں نے ارمغان اور موسی شاہ کو تھانے بولایا تھا۔۔۔۔

جبکہ یہ خبر سنتے ہی ارمغان شاہ کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ لیکن موسی شاہ اور حیدر شاہ کے سمجھانے پر کہ ان شااللہ وہ ہماری روباب نہیں ہو گی

۔۔۔۔۔

وہ بمشکل انکے ساتھ جانے پر تیار ہوئے تھے۔۔۔۔

تھانے پہنچتے ہی وہ انہیں مردہ خانے کی طرف لے کر گئے تھے۔۔۔۔

ارمغان شاہ کیلئے یہ چند قدم چلنا دوبھر ہو گیا۔۔۔۔

ڈی ایس پی رحمان نے انکے قریب پہنچتے ہی لاش کے منہ سے کپڑا ہٹایا تھا۔۔۔

جسے دیکھ کر دونوں نے گھبرا کر اپنی آنکھیں بند کی تھیں۔۔۔

کیونکہ اسکا چہرہ بری طرح سے بگاڑ دیا گیا تھا۔۔۔۔بے ساختہ ہی ارمغان شاہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

یہ میری روباب نہیں ہو سکتیں۔۔۔۔

تبھی ایک کانسٹیبل نے اس لاش سے برآمد ہونے والی کچھ چیزیں رحمان صاحب کے ہاتھ میں پکڑائی۔۔۔۔

یہ دیکھ لو ایک نظر۔۔۔یہ چیزیں بھابھی کی تو نہیں۔۔۔۔

رحمان صاحب نے وہ پیکٹ انکی طرف بڑھایا۔۔۔۔

جسے انہوں نے کانپتے ہاتھوں سے تھاما۔۔۔۔

اور اس میں موجود چیزوں کو دیکھتے انکی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر زمین پر گرا

کیونکہ اس میں موجود پینڈنٹ اور انگوٹھی روباب کی ہی تھی ---- جو انہوں نے ہی اسے گفٹ کی تھی ----

اور وہ انکی محبت کی نشانی کے طور پر ہمیشہ اپنے وجود کی زینت بنائے رکھتے تھیں

"یہ تو روباب ----

اس سے پہلے موسی شاہ اپنا جملہ مکمل کرتے۔۔۔۔۔

ارمغان شاہ اپنے حواس کھوتے لہرائے۔۔۔۔۔ جنہیں زمین پر گرنے سے موسی کے ساتھ رحمان صاحب نے بھی آگے بڑھ کر تھاما تھا۔۔۔۔۔

--------♥--------

حال

زرمینے کے سمجھانے پر ابرش اسکے ساتھ یونی جوائن کر چکی تھی۔۔۔۔

اور آج انکا وہاں دوسرا دن تھا۔۔۔۔۔ ضارب اور اسکے درمیان کی بول چال مکمل بند تھی۔۔۔۔۔ بلکہ اب تو وہ جو تھوڑا بہت انہیں گھر نظر آ جاتا تھا۔۔۔۔

وہ بھی بند ہو گیا تھا۔۔۔۔

البتہ انکی تمام ضرورتوں کیلئے۔۔۔۔خان ہمہ وقت مینشن میں موجود رہتا تھا ۔۔۔۔اور انہیں یونی بحفاظت لیجانے اور واپس لانے کی زمہ داری بھی اسی پر تھی۔۔۔۔

ضارب نے ان دونوں کا ایڈمیشن بھی ابیہا کی یونیورسٹی میں کروایا تھا۔۔۔

تاکہ وہ ایک ساتھ رہ کر ایک دوسرے کا خیال رکھ سکیں۔۔۔۔
لیکن فلحال وہ واسم کے ساتھ چھٹی پر تھی۔۔۔۔

کیونکہ ابھی وہ لوگ نئی تھیں تو انکی کوئی دوست نہیں بنی تھی۔۔۔۔ جبکہ باقی کلاس کے اپنے علیحدہ علیحدہ گروپس تھے۔۔۔۔

ویسے تو انہیں کسی کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔۔ لیکن شروعات کے کچھ لیکچرز ان سے مس ہو گئے تھے۔۔۔

جنکے نوٹس بنانے کیلیئے انہیں ہیلپ کی ضرورت تھی۔۔۔۔

لیکن یہاں تو ساری لڑکیاں ہی کچھ اوور سمارٹ سی تھی۔۔۔۔ جبکہ لڑکوں کو مخاطب کرنا انکو گوارا نہیں تھا۔۔۔

میں کچھ ہیلپ کر سکتی ہوں۔۔۔۔

ابھی وہ کلاس سے فارغ ہو کر کینٹین میں بیٹھیں اسی موضوع کو ڈسکس کر رہی تھیں۔۔۔۔جب انکی باتیں سن کر پاس سے گزرتی ہوئی زرتاشے اچانک انکے ٹیبل پر بیٹھتے ہوئے بے تکلفی سے بولی۔۔۔۔

ابرش اور زرمینے نے حیرت سے اس لڑکی کی طرف دیکھا۔۔۔۔

جو بنا جان پہچان کے انکی مدد کرنے چلی تھی۔۔۔۔

لیکن آپ۔۔۔۔

او سوری میں تعارف کروانا تو بھول ہی گئی۔۔۔۔

میرا نام زرتاشے ہے۔۔۔۔اور میں آپکی ہی طرح تھرڈ ایئر کی سٹوڈنٹ ہوں

۔۔۔۔

ابھی میں نے آپ لوگوں کی باتیں سنی۔۔۔۔

میرے پاس تمام نوٹس موجود ہیں جن سے آپکی مشکل حل ہو سکتی ہے
۔۔۔ لیکن اس کیلئے میری ایک شرط ہے۔۔۔۔

جبکہ اسکی باتیں سن کر ابرش زر مینے جو تھوڑا ریلکس ہوئی تھی۔۔۔اسکی شرط والی بات سن کر دوبارہ پریشان ہو گئی۔۔۔۔

ارے یار کوئی بہت مشکل کام نہیں بولنے والی جو اتنی پریشان ہو رہی ہو۔۔۔

"تو پھر۔۔۔۔

ابرش بے ساختہ بولی۔۔۔۔

تم لوگوں کو مجھ سے دوستی کرنی ہوگی۔۔۔

منظور ہے۔۔۔۔

اپنا ہاتھ انکی طرف بڑھاتے مسکرا کر بولی۔۔۔

جس پر وہ دونوں بھی مسکرائی۔۔۔۔

منظور ہے۔۔۔

باری باری ہاتھ ملایا۔۔۔

اچھا میں کب سے بولی جارہی ہوں تم لوگوں نے اپنا تعارف نہیں کروایا۔۔۔

میرا نام ابرش ہے۔۔۔۔

اور میرا زرمینے۔۔۔۔

اب بھی باری باری بتایا۔۔۔۔۔

واو بہت پیارے نام ہیں بالکل تم دونوں کی طرح۔۔۔۔۔ حجاب میں چمکتے انکے خوبصورت چہروں کی طرف دیکھتے مسکرا کر بولی۔۔۔۔۔

شکریہ تم بھی بہت پیاری ہو۔۔۔۔اور تمہارا نام بھی۔۔۔۔۔زرمینے بولی جس پر وہ مسکرائی۔۔۔۔

بالکل۔۔۔۔

جس پر ابرش نے بھی اسکی تائید کی۔۔۔

شکریہ۔۔۔

ویسے زر تم نے نوٹ کیا تم دونوں کے نام کتنے ملتے جلتے ہیں۔۔۔ ہیں نا

زرتاشے،،، زرمینے

اور یہ نہیں بلکہ تم دونوں کی توآنکھوں کا رنگ بھی ایک جیسا ہے۔۔۔۔

جس پر ان دونوں نے حیرت سے دوبارہ ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔۔

ہاں یہ تو بالکل میری جیسی آنکھیں ہیں۔۔۔۔

زرمینے بولی تھی۔۔۔۔

حیران تو زرتاشے بھی تھی۔۔۔۔

مجھے تو میلے میں بچھڑی ہوئی بہنیں لگ رہی ہو۔۔۔۔

ابرش ہنستے ہوئے بولی۔۔۔۔

جس پر ان دونوں نے بھی ایک دوسرے کی طرف دیکھتے قہقہہ لگایا تھا۔۔۔۔

تب تک انکا آڈر بھی ٹیبل پر آچکا تھا۔۔۔جسے دیکھ کر تاشے اٹھنے لگی۔۔۔

اچھا اب میں چلتی ہوں ان شااللہ نیکسٹ کلاس میں ملاقات ہوتی۔۔۔

ارے تم کہاں چلی لنچ کرو ہمارے ساتھ ۔۔۔زرمینے نے اسے اٹھتے دیکھ کر روکا۔۔۔۔

نہیں یار تم لوگ کرو فلحال میرا کچھ بھی کھانے کا موڈ نہیں۔۔۔۔

اچھا کھانے کا موڈ نہیں ہے لیکن یہاں بیٹھ کر کولڈ ڈرنک پیتے ہمیں کمپنی تو دے ہی سکتی ہو۔۔۔۔

جبکہ اسکے اسرار پر اب کہ اسے منع کرنا اچھا نہیں لگا۔۔۔۔

اوکے اور وہ سر ہلا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔

جبکہ ان سب کے دوران ابرش کھانا سٹارٹ کر چکی تھی۔۔۔کیونکہ آجکل اسے بہت زیادہ بھوک لگتی تھی۔۔۔۔

جس پر زرمینے نے اس کا مذاق بنایا۔۔۔

اسے دیکھو کیسے بھوکوں کی طرح ٹوٹ پڑی ہے کھانے پر۔۔۔۔

تاشے مسکرائی۔۔۔۔جبکہ ابرش نے گھوری سے نوازا۔۔۔۔

تم بھی کھالو کسی نے روکا تھوڑی ہے۔۔۔۔۔برگر کا بائٹ لیتے ہوئے نروٹھے پن سے بولی۔۔۔

جس پر نفی میں سر ہلاتے اس نے ملک شیک کا پہلا سپ لیا تھا۔۔۔۔ جسکے منہ کے اندر جاتے ہی اسے دودھ کی سمیل چڑھی تھی۔۔۔جس سے بے ساختہ اسے ابکائی آئی۔۔۔۔

اور وہ منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے واشروم کی طرف بھاگی۔۔۔۔

جبکہ اسکی حالت کو دیکھتے ہوئے وہ دونوں بھی پریشان ہوتی اسکے پیچھے آئی

کچھ دیر بعد وہ ٹشو سے منہ صاف کرتی باہر آئی۔۔۔۔

تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے۔۔۔۔ کیا ہوا تھا اچانک؟؟؟؟؟

ابرش اسکے قریب آتے ہی پریشانی سے بولی۔۔۔۔۔

پتا نہیں یار۔۔۔۔۔

کچھ دنوں سے معدہ ایسے ہی ڈسٹرب ہے۔۔۔۔۔کچھ بھی کھاتی ہوں دل خراب ہونے لگتا ہے۔۔۔۔۔

اگر طبیعت زیادہ خراب ہے۔۔۔۔تو ڈاکٹر کے پاس چلیں۔۔۔۔۔

تاشے بھی اسکے قریب آتی فکر مندی سے بولی۔۔۔۔۔

نہیں یار اب میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔

ایسے کیسے ٹھیک ہوں۔۔۔۔اپنی رنگت دیکھو کیسے زرد ہو رہی ہے۔۔۔۔۔

چلو ہاسپٹل چلتے ہیں۔۔۔۔۔

ہاں میرے خیال میں ابرش ٹھیک کہہ رہی ہے۔۔۔۔

تاشے نے بھی تائید کی۔۔۔۔

نہیں میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔

اس نے سمجھانا چاہا لیکن ابرش نے اسکی بات درمیان میں ہی کاٹ دی۔۔۔

چپ کر جاو تم میں ابھی خان لالا کو فون لگا رہی ہوں اور ہم سیدھا ہاسپٹل چلیں گے میں کوئی ایکسکیوز نہیں سنوں گی۔۔۔۔

ہر وقت الٹا سیدھا کھاتی رہتی ہو۔۔۔۔ معدہ تو خراب ہونا ہی تھا۔۔۔۔

وہ غصے سے ڈپٹتے ہوئے خان کو فون ملانے لگی۔۔۔۔

جس پر وہ آنے والے وقت سے انجان نفی میں سر ہلاتے مسکرائی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔

ابیہا کے ساتھ بھرپور ایک ہفتہ گزارنے کے بعد واسم اسے حویلی واپس لے آیا تھا۔۔۔۔۔

جسے دیکھ کر حویلی والے بہت خوش ہوئے تھے۔۔۔۔

ابیہا کے ابرش اور زرمینے کے بارے میں پوچھنے پر عظمی بیگم نے اسے ساری بات بتائی تھی ضارب کیسے اسے یہاں سے واپس لے کر گیا۔۔۔

اور ساتھ میں اسے پھوپھو بننے کی خوشخبری بھی سنائی تھی۔۔۔۔

اور اسکی طبیعت کا خیال کرتے زرمینے کا اسکے پاس رکنا بھی۔۔۔

جسے سن کر اسکی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھا۔۔۔۔اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اڑ کر ابرش کے اور اپنے لالا کے پاس پہنچ جاتی۔۔۔۔

ابھی بھی وہ اپنے کمرے میں بیٹھی ابرش اور زرمینے کو کال ہی ملا رہی تھی ۔۔۔۔۔

جو ہاسپٹل میں ہونے کی وجہ سے وہ دونوں ہی نہیں اٹھا رہی تھی۔۔۔

جبکہ ضارب کا فون فلحال بزی آ رہا تھا۔۔۔۔

جس پر اس نے غصے میں آ کر فون کو گھورا جیسے اس میں فون کی غلطی ہو ۔۔۔۔اور ایک بار پھر ضارب کا نمبر ملایا۔۔۔۔

تب ہی دروازہ کھول کر واسم روم میں داخل ہوا۔۔۔۔

جسے دیکھ کر وہ فون بند کرتی مسکرا کر اسکی طرف بڑھی۔۔۔۔

شکر ہے سم آپ آ گئے۔۔۔۔
میں آپکو بتا نہیں سکتی کہ آج میں کتنی خوش ہوں۔۔۔۔

اچھا اور ہماری مسز کی اتنا خوش ہونے کے پیچھے کیا وجہ ہے ؟؟؟؟

اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے پیشانی پر لب رکھتا محبت سے بولا۔۔۔اور پھر پیچھے ہو کر سوالیہ اسکی طرف دیکھنے لگا۔۔۔

جس پر وہ مسکرائی تھی۔۔۔۔

جب آپ کو پتا چلے گا نا تو آپ بھی ایسے ہی خوش ہونگے۔۔۔۔کیونکہ بات ہی ایسی ہے۔۔۔۔

چہک کر بولی۔۔۔۔

واسم اسکی مسکراہٹ کو اپنے ہونٹوں سے چنتے ہوئے کان کے قریب جھکا۔۔۔۔۔

کہیں مجھے بابا تو نہیں بنانے والی گھمبیر سرگوشی کرتے معنی خیزی سے دیکھا

ایہا پل میں گلال ہوئی۔۔۔۔

نہیں،،،، نہیں،،،،، ایسا کچھ،،،،، نہیں ہے۔۔۔۔

اٹکتے ہوئے بولی۔۔۔۔

تو پھر کیسا ہے۔۔۔۔۔۔

اسکا رخ موڑ کر پیچھے گردن میں اپنی ناک سہلاتے ہوئے ہونٹوں سے چھوا

سم پہلے میری بات تو سن لیں۔۔۔۔۔

التجا کی گئی۔۔۔۔۔

بولو میں سن رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔

لاپرواہ انداز۔۔۔۔۔

جبکہ اپنا کام اب بھی جاری رکھے ہوئے تھا۔۔۔۔۔۔

ایسے کیسے بتاؤں آپکا دھیان نہیں ہے۔۔۔۔۔

میرے دھیان کے سارے دھاگے تمہاری طرف ہی ہیں مسز ڈونٹ وری

۔۔۔۔۔

رخ موڑ کر گال کو نرمی سے سہلایا۔۔۔۔

وہ میں بتانا چاہ رہی تھی کہ لالا۔۔۔۔۔

ایہا میں تمہارے لالا کے بارے میں کچھ نہیں سننا چاہتا۔۔۔۔

ضارب کا نام آتے ہی یکدم ہی اسکا لہجہ بدلہ ۔۔۔۔۔ چہرے کے زاویے بگڑے اور وہ بات مکمل ہونے سے پہلے ہی درمیان میں ٹوک گیا۔۔۔۔

اور اسے ایک سائڈ کرتے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل کے آگے کھڑا ہو کر گھڑی اتارنے لگا۔۔۔

واسم میری بات تو سن لیں۔۔۔۔۔

ابیہا میں نے کہہ دیا نا کہ۔۔۔۔" بات ابرش کے بارے میں ہے ۔۔۔۔اسکی بات پوری ہونے سے پہلے بولی۔۔۔۔

ابرش کے بارے میں۔۔۔۔

" جی

جس پر اس نے سر ہلایا۔۔۔۔

بولو۔۔۔۔

وہ،،،،،وہ۔۔۔۔۔

اب بولو بھی وہ ٹھیک تو ہے ؟؟؟؟؟ تمہارے بھائی نے پھر کوئی تکلیف تو نہیں پہنچائی ؟؟؟؟؟

ایک ہی سانس میں بولا تھا۔۔۔۔

جس پر ابیہا نے منہ بنایا۔۔۔۔آپ ہمیشہ میرے لالا کے بارے میں نیگٹو کیوں سوچتے ہیں۔۔۔۔

شکوہ کیا گیا۔۔۔۔

کیونکہ اسکی حرکتیں ہی ایسی ہیں۔۔۔۔

دوبدو جواب آیا۔۔۔۔

سم۔۔۔۔۔

دانت پیسے۔۔۔۔

واسم مسکرایا۔۔۔۔اچھا بولو اب۔۔۔۔

وہ نا آپ ماموں بننے والے ہیں۔۔۔

ایبہا نے پہلے اسے آنکھیں دکھائی جسکے جواب میں واسم نے اسے گھورا۔۔۔

جس پر وہ مسکراتے ہوئے خوشی سے بولی۔۔۔۔

"وٹ۔۔۔۔

حیرت کی زیادتی سے واسم کا منہ کھل گیا تھا۔۔۔۔

جبکہ اسکے ری ایکشن پر ایبہا نے بتیسی کی نمائش کی تھی۔۔۔۔۔

_______❤_______

ماضی

مان، حجاب اور روباب کو اس دنیا سے گئے ہوئے۔۔۔۔ چالیس دن مکمل ہونے والے تھے۔۔۔۔

اور شاہ حویلی والوں نے یہ دن کیسے گزارے تھے یہ وہ جانتے تھے یا انکا رب ۔۔۔۔

ارمغان شاہ نے ان دنوں میں خود کو مکمل اپنے کمرے میں بند کر لیا تھا

۔۔۔۔جہاں تک کہ روباب کے غم میں وہ اپنے بچوں سے بھی بالکل غافل ہو

چکے تھے۔۔۔۔

جبکہ در پہ در ہونے والے حادثات نے شاہ خاندان کے ننھے پھولوں کو بری

طرح مرجھا دیا تھا۔۔۔

گھر کی چھوٹی کلیوں کو نجمہ بیگم نے پھر بھی کسی نا کسی طرح سنبھال لیا تھا

۔۔۔۔۔

لیکن واسم اور زارون کی حالت کافی خراب تھی۔۔۔۔

واسم اکثر راتوں کو نیند سے اٹھ کر چیخ چیخ کر روباب کو پکارتا تھا۔۔۔۔ جبکہ ماں کی جدائی اور باپ کی لاپرواہی پر زاروں کئی دنوں سے بخار میں تپ رہا تھا۔۔۔۔

جس کی شدت کم ہونے کی بجائے دن بادن بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔۔

البتہ ضارب شاہ بھی ان دنوں مکمل خاموشی اختیار کر چکا تھا۔۔۔۔۔

حیدر شاہ اور عمائمہ بیگم تو اپنے خاندان کی یہ حالت دیکھتے ہوئے بری طرح اندر سے ٹوٹ رہے تھے۔۔۔۔۔

جبکہ ان سب کو سنبھالنے کے چکر میں نجمہ بیگم کو بے حال ہوتے دیکھ کر انہوں نے ایک فیصلہ لیا تھا۔۔۔۔

جسے پا یا اے تکمیل تک پہنچانے کیلئے انھوں نے ارمغان شاہ کو آج اپنے کمرے میں بلایا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔

دروازے کو ہلکا سا ناک کرتے ارمغان شاہ اندر داخل ہوئے۔۔۔۔

بڑی ہوئی شیو،،، آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے پژمردہ سے حلیے میں حیدر شاہ اور عمائمہ بیگم کو کہیں سے بھی وہ اپنے پرانے ارمغان شاہ نہیں لگے جو ہمیشہ خود کو فٹ فاٹ رکھتے تھے۔۔۔

بابا سائیں آپ نے بلایا؟؟؟؟

قریب آتے ادب سے بولے۔۔۔۔۔جس پر انھوں نے سر ہلایا۔۔۔۔۔

"جی۔۔۔۔

بیٹھے ہیں ہمیں آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔۔۔۔

وہ سر ہلا کر کمرے میں رکھے صوفے پر براجمان ہو گئے۔۔۔۔جب ارمغان شاہ اپنی جگہ سے اٹھ کر انکے قریب آ کر بیٹھے۔۔۔۔

جنہوں اپنا چہرہ جھکا رکھا تھا۔۔۔۔۔

ارمغان آپ جانتے ہیں ناماں ہمیں چھوڑ کر اس دنیا سے ہمیشہ کیلئے جا چکے ہیں

انکے ہاتھ پر اپنا رکھتے ہوئے بات کا آغاز کیا-----

جبکہ انکے لہجے کی لرزش واضح محسوس کی جاسکتی تھی----

ارمغان شاہ نے تڑپ کر اپنے والد کی طرف دیکھا----جو اندر سے انہیں بہت ٹوٹے ہوئے محسوس ہوئے----

اور اب آپ ہی ہمارا واحد سہارا ہیں----

بات بڑھائی----

ارمغان شاہ نے انکا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے لبوں سے لگایا

باباسائیں ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں؟؟؟؟

اگر ہم آپ سے کچھ مانگے تو آپ ہمیں انکار تو نہیں کریں گے۔۔۔۔
انکی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے سوال کیا گیا۔۔۔۔

آپ کیلئے تو میری جان بھی حاضر ہے آپ کو مانگنے کی ضرورت نہیں آپ حکم کریں۔۔۔۔

انکی بات پر حیدر شاہ کے لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔۔۔

جبکہ عمائمہ بیگم کی آنکھوں میں اپنی اولاد کی اس قدر فرمانبرداری پر تشکر کی نمی دوڑ گئی۔۔۔۔

آپ جانتے ہیں کہ ضارب اور واسم کے علاوہ گھر کے دوسرے بچے ابھی بہت چھوٹے ہیں۔۔۔۔۔

جنہیں اکیلے نجمہ بیٹی کیلئے سنبھالنا اب مشکل ہوتا جارہا ہے۔۔۔۔

روباب حجاب اور مان کے اچانک اس دنیا سے چلے جانے کے بعد آپ نے بھی خود کو اپنے کمرے تک محدود کر لیا۔۔۔۔

اور اچانک نمودار ہونے والی اس صورتحال کو انکے ننھے ذہن قبول نہیں کر پا رہے۔۔۔۔انہیں آپ کے ساتھ اور پیار کی ضرورت ہے۔۔۔۔

جس پر انہوں نے شرمندگی سے سر جھکایا تھا۔۔۔۔کیونکہ اس معاملے میں انہوں نے سچ میں کوتاہی برتی تھی۔۔۔۔

میں آئندہ خیال کروں گا۔۔۔۔

ہمارا مقصد آپکو شرمندہ کرنا ہرگز نہیں تھا۔۔۔۔ہم جانتے ہیں آپکا غم بہت بڑا ہے۔۔۔۔ہم بس یہ سمجھانا چاہ رہے تھے۔۔۔۔

کہ جانے والے تو چلے گے۔۔۔۔جواب کبھی لوٹ کر واپس نہیں آسکتے ۔۔۔۔انکے غم میں جو زندہ ہیں انہیں بالکل فراموش کر دینا سہی نہیں۔۔۔ آپکے بچوں کو آپکی ضرورت ہے ہماری درخواست سمجھے یا حکم ان کیلئے زندگی کی طرف واپس آجائیں۔۔۔

جس پر انہوں نے سر ہلایا۔۔۔۔جی میں کوشش کروں گا کہ آئندہ آپکو شکایت کا موقع نا ملے۔۔۔۔۔

حیدر شاہ نے مسکرا کر انکا کندھا تھپتھپایا۔۔۔۔۔

اور اسکے علاوہ۔۔۔۔۔وہ کچھ کہتے کہتے رکے۔۔۔۔۔

ارمغان شاہ نے سوالیہ دیکھا۔۔۔۔۔

ہم نے ایک فیصلہ لیا ہے امید ہے آپ ہماری بات کا مان رکھیں گے۔۔۔۔۔

کونسا فیصلہ ؟؟؟؟

حیدر شاہ نے ایک نظر عمائمہ بیگم کی طرف دیکھا۔۔۔اور جب بولے تو ارمغان شاہ کو ایسا لگا جیسے کسی نے انکے کانوں میں سیسہ انڈیل دیا ہو۔۔۔

ہم چاہتے ہیں کہ آپ نکاح کر لیں۔۔۔۔

بابا سائیں آپ ایسا سوچ بھی کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔

وہ اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے حیرانگی سے بولے۔۔۔۔

ابھی روباب کو گئے دن ہی کتنے ہوئے ہیں اور ویسے بھی وہ میری پہلی اور آخری محبت تھی۔۔۔۔جس پر صرف اسی کا حق ہے۔۔۔

لفظ تھی ادا کرتے انہیں ایسا لگا جیسے انکا دل مٹھی میں جکڑا گیا ہو۔۔۔

اور میں اسکے حق میں خیانت نہیں کر سکتا۔۔۔۔

مجھے معاف کر دیں۔۔۔۔

سپاٹ لہجے میں نظریں جھکا کر بولے۔۔۔۔۔

ہم جانتے ہیں کہ آپ روباب بیٹی سے کتنی محبت کرتے ہیں۔۔۔۔لیکن یہ بھی سچ ہے کہ وہ اب اس دنیا میں ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں۔۔۔۔

بابا سائیں بھلے ہی وہ اس میں ہمارے درمیان موجود نہیں لیکن میرے دل وہ اب بھی موجود ہے۔۔۔۔۔اور میری آخری سانس تک رہے گی۔۔۔۔

میری درخواست ہے کہ آپ مجھے اس بات کیلئے مجبور نا کریں۔۔۔۔۔

نظریں جھکا کر بولتے وہاں سے جانے لگے جب حیدر شاہ نے انکا ہاتھ پکڑا

آئیں ہمارے ساتھ -----

اور قدم باہر کی طرف بڑھائے ----

انکا رخ واسم اور زارون کے کمرے کی طرف تھا-----

جسکے دروازے پر آکر وہ رکے تھے ---- جہاں ایک بیڈ پر واسم نڈھال سا ہاتھ میں ابرش کو لے کر بیٹھا اسے فیڈر پلانے کی کوشش کر رہا تھا-----

جو مسلسل رو رہی تھی -----

اور اسکے پاس ہی قریب زر مینے کو لیٹا یا ہوا۔۔۔۔جو فلحال سو رہی تھی۔۔۔

جبکہ دوسرے بیڈ پر زارون شدید بخار کے عالم میں بیہوش پڑا تھا۔۔۔۔
جس کے سرہانے ضارب بیٹھا ہوا مسلسل ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھ رہا تھا۔۔۔

جب نجمہ بیگم واشروم سے ایہا کا منہ دھلوا کر کپڑے تبدیل کر کے باہر لائی ،،،،،جو اس نے کھانے کے دوران خراب کر لیے تھے۔۔۔

پھر اسے ضارب کے حوالے کرتیں ہوئی۔۔۔۔خود زارون کے قریب بیٹھی اور اسکا بخار چیک کرنے لگیں۔۔۔۔

حالت دیکھ رہے ہیں آپ ان سب کی،،،، کیا قصور ہے انکا؟؟؟؟؟؟ انہیں کس چیز کی سزا مل رہی۔۔۔۔

جبکہ انکی اپنے بچوں کے ساتھ ان سب کی حالت کو دیکھتے شرمندگی سے نظریں چرا گئے۔۔۔۔

میں کسی کیئر ٹیکر کا انتظام کر دیتا ہوں۔۔۔۔۔

انکے چہرے کی طرف نرمی سے بولے۔۔۔۔جس پر وہ طنزیہ مسکرائے۔۔۔۔

ہمارے گھر میں ملازموں کی کمی نہیں ہے۔۔۔۔جو شاید ہمیں آپکو بتانے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔

" بابا سائیں ۔۔۔۔

انہیں ایک ایسی عورت کی ضرورت ہے جو ماں کی طرح انکا خیال رکھ سکے
۔۔۔۔

لیکن کیا گارنٹی ہے جو عورت آئے گی وہ ان بچوں کو ماں کی طرح ٹریٹ کرے گی ۔۔۔۔

آپ اسکی فکر نا کریں لڑکی ہم دیکھ چکے ہیں ۔۔۔۔اور ہم گارنٹی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں وہ انہیں بالکل سگی ماں کی طرح محبت کریں گی ۔۔۔

" لیکن بابا سائیں ۔۔۔۔

ہم آپکو کسی بھی چیز کیلئے فورس نہیں کر رہے ظاہر سی بات ہے زندگی آپکی ہے اور آخری فیصلہ بھی آپکا ہی ہو گا۔۔۔۔

لیکن ہمیں جواب دینے سے پہلے ایک بار اپنے بچوں کے بارے میں ضرور سوچیے گا۔۔۔۔

انکی بات پر انہوں نے ایک بار پھر کمرے کے اندر دیکھا جہاں اب واسم ابرش کو کندھے سے لگائے ٹہل رہا تھا۔۔۔۔

جو چپ ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔۔ جسکی رونے کی آواز سن کر اب زر بھی اٹھ کر رونے لگی تھی۔۔۔

جسے گود میں اٹھا کر نجمہ زارون کے سرہانے بیٹھی اسکی پیشانی پر پٹیاں رکھ رہی تھیں۔۔۔۔

پھر ایک نظر حیدر شاہ کی طرف جو انہیں ہی امید بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

بس یہی آکر وہ ہار گئے اور حالات کے سامنے سر جھکا دیا تھا۔۔۔

حیدر شاہ نے انہیں سینے سے لگاتے پیشانی پر پیار کیا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔

عظمی عمائمہ بیگم کے بھائی کی بیٹی تھیں۔۔۔۔جو خاندان میں جوڑ کا رشتہ نا ہونے کی وجہ سے تیس کی ہونے کے باوجود کنواری اپنے ماں باپ کے در بیٹھی تھیں۔۔۔۔

جبکہ اخلاقیات میں اس قدر اچھی تھیں کہ عمائمہ بیگم ہمیشہ انکے اچھے نصیب کی دعائیں کیا کرتیں تھیں۔۔۔

لیکن انہیں یہ نہیں پتا تھا کہ ایک دن وہ انکے ہی گھر کی بہو بن جائے گی۔۔۔

عمائمہ بیگم نے ایک ہی بار جا کر اپنے بھائی کے آگے سوال کیا تھا کہ اپنی بیٹی میری جھولی میں ڈال دیں۔۔۔۔

جسے انکے بھائی نے بنا کوئی سوال جواب کیے ہاں بول دیا تھا کیونکہ انہیں اپنی بہن اپنے بچوں سے بھی زیادہ عزیز تھیں۔۔۔۔

اور وہ ارمغان شاہ کے سلجھے ہوئے نیچر کو بھی اچھے سے جانتے تھے اس لیے انکے شادی شدہ اور تین بچوں کے باپ ہونے پر بھی کوئی اعتراض نہیں اٹھایا تھا۔۔۔۔

حیدر شاہ ارمغان شاہ کے ساتھ خاندان کے چند عزیز افراد کو لے جا کر انہیں سادگی سے حویلی بیاہ لائیں تھے۔۔۔۔

جس پر حویلی کے دوسرے بچوں نے تو کوئی خاص ری ایکشن نہیں دیا تھا۔۔۔

البتہ واسم شاہ نے بوال ضرور کھڑا کیا تھا۔۔۔ کہ کیوں اس عورت کو اسکی ماما کی جگہ دی جا رہی ہے۔۔۔۔

جسے ارمغان شاہ کے ساتھ حیدر شاہ نے بھی بہت سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ کسی صورت عظمی بیگم کو قبول کرنے کو تیار نہیں تھا۔۔۔

البتہ عظمی بیگم نے جلد ہی اپنے حسن اخلاق سے زارون اور ابرش کو خود سے مانوس کر لیا تھا۔۔۔۔

جبکہ انکے ساتھ ساتھ ضارب اور ابیہا کے ساتھ بھی انکا رویہ بہت اچھا تھا ۔۔۔۔۔

زندگی واپس اپنے روٹین پر آتی جا رہی تھی۔۔۔۔

ارمغان شاہ نے واپس آفس جوائن کر لیا تھا۔۔۔۔وہ خود کو کام میں اس قدر مصروف کر دینا چاہتے تھے۔۔۔۔۔

کہ دوسری سوچوں کو اپنے قریب بھی نہیں بھٹکنے دینا چاہتے تھے۔۔۔۔۔

لیکن اسکے باوجود انکا ضمیر انہیں ہر وقت کچوکے لگاتا رہتا تھا کہ انہوں نے روباب کے ساتھ بیوفائی کی ہے۔۔۔۔

جس کے چلتے وہ عظمی بیگم کو اپنی بیوی کا درجہ بھی نہیں دے سکے تھے جسکی ہر عورت اصل میں حقدار ہوتی ہے۔۔۔۔

لیکن وہ ایسی عظیم خاتون تھیں کہ لبوں پر ایک ہر حرف شکایت تک بھی نہیں لائی تھیں۔۔۔۔۔

دوسری طرف یمان حجاب اور روباب کے قاتلوں کی تلاش ابھی تک جاری تھی جس میں کوئی خاص پیش رفت نہیں ہوئی تھی اور نا ہی پولیس ابھی تک کوئی ثبوت حاصل کر پائی تھی۔۔۔۔

البتہ واسم کی دن بادن بڑھتی ہوئی بدتمیزیوں اور عظمی کے ساتھ گستاخانہ رویے کی وجہ سے ارمغان شاہ اسے بوڈنگ میں ڈال چکے تھے۔۔۔۔۔

جس نے اسے ارمغان شاہ کے ساتھ گھر کے باقی افراد سے متنفر کر دیا تھا ۔۔۔۔اور خاص طور پر ضارب شاہ سے جس نے ارمغان شاہ سے اسکی شکایت کی تھی۔۔۔۔۔

اصل میں عظمی بیگم گھر کے دوسرے بچوں کے ساتھ اسکے ساتھ بھی اٹیچ ہونے کی کوشش کر رہی تھیں۔۔۔۔

جس کے چلتے انہوں نے سب بچوں کے فیورٹ کھانے بنا کر گھر میں چھوٹی سی پارٹی کا ماحول بنایا تھا۔۔۔۔

واسم جو سکول کے بعد گھر آ کر اپنے کمرے میں ابرش کے ساتھ کھیل رہا تھا جب انکے بلانے پر باہر نہیں آیا تو وہ کھانا لے کر خود اسکے کمرے میں گئی تھیں

۔۔۔۔۔

جس پر اس نے ان سے بدتمیزی کرتے ہوئے انکے ہاتھ میں پکڑی ٹرے کو جھٹکا تھا۔۔۔۔

جس کی وجہ سارا گرم کھانا انکے پاؤں پر گرتے انہیں جھلسا گیا جبکہ کچھ برتن کانچ کے ہونے کی وجہ سے ٹوٹ کر فرش بکھرے۔۔۔۔

جسے دیکھ کر ضارب نے اسے سمجھانا چاہا لیکن وہ اس سے بھی بد تمیزی سے پیش آیا۔۔۔۔

جبکہ اس پر اپنی باتوں کا اثر نا ہوتے دیکھ کر اس نے یہ سارا معاملہ ارمغان شاہ کو بتایا تھا۔۔۔۔

جنہوں نے اسکی اچھی خاصی کلاس لی تھی۔۔۔۔ جبکہ اسکی ہٹ دھرمی کو دیکھتے اسے سدھارنے کیلئے اسے بورڈنگ میں ڈالنے کا فیصلہ کر لیا۔۔۔

جسکا زمہ دار وہ ضارب شاہ کو سمجھتا تھا جس نے اسے اسکے باپ سے اسکی شکایت کر کے اسے ان سے اور اسکے بھائی بہن سے دور کر دیا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔

"وقت نے اپنے پنے کچھ اور پلٹے تھے۔۔۔۔

شاہ حویلی کے بچے اب بڑے ہو رہے تھے۔۔۔۔اپنے جان سے عزیز رشتوں کو کھو کر جینا آسان تو نہیں تھا۔۔۔"

لیکن پھر بھی انہوں نے ہمت کی تھی۔۔۔۔

ضارب اور واسم شاہ بچپن کی چوکھٹ کو چھوڑ جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ چکے تھے ۔۔۔۔اور جہاں ضارب شاہ کی شخصیت میں نکھار آتے اسکے لہجے اور برتاؤ میں ٹھہراؤ آیا تھا۔۔۔۔

وہی واسم شاہ پہلے زیادہ غصیلہ اور خودسر ہو گیا تھا۔۔۔۔

لیکن ایک چیز تھی جو ان دونوں کی شخصیت متواتر پائی جاتی تھی۔۔۔وہ تھی "ایک خاص قسم کی خاموشی۔۔۔۔

واسم شاہ میٹرک کلیئر ہوتے ہی ہائی

سٹڈیز کیلئے ملک سے باہر چلا گیا تھا۔۔۔۔ جبکہ ضارب شاہ نے یہی کہ ایک بڑے کالج میں ایڈمیشن لے لیا تھا۔۔۔۔

البتہ زارون شاہ اس وقت ایٹ سٹینڈرڈ میں تھا۔۔۔۔

عظمی بیگم نے اپنی دن رات کی محنت اور محبت سے شاہ حویلی والوں کے دل میں اپنی خاص جگہ بنالی تھی۔۔۔۔

ضارب ایہااور زرمینے کی بڑی ماں جبکہ زارون ابرش کی اپنی ماما میں جان بستی تھی۔۔۔۔۔

ایسا نہیں تھا کہ زارون روباب کو بھول گیا تھا۔۔۔۔ ہر لمحہ ہر گھڑی اسے یاد کرتا تھا لیکن اب اسے صبر آگیا تھااور وہ عظمی بیگم کو ارمغان شاہ کی بیوی اور اپنی ماں کے طور پر قبول کر چکا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ ابرش نے ہوش سنبھالتے ہوئے اسے ہی اپنی ماں کی جگہ دیکھا تھا تو انہیں ہی اپنی سگی ماما سمجھتی تھی۔۔۔۔

اور گھر کے بڑوں نے بھی اسکی غلط فہمی کو کبھی دور نہیں کیا تھا بلکہ بڑے بچوں کو بھی اچھے سے سمجھا دیا تھا۔۔۔ ایسا ابرش اور زرمینے کو روباب کے بارے میں کچھ نا بتایا جائے۔۔۔

سب کچھ سہی تھا اپنی جگہ لیکن اگر کچھ نہیں سدھرا تھا تو وہ تھا ارمغان شاہ اور واسم شاہ کا عظمی بیگم کے ساتھ رویہ۔۔۔۔

واسم تو فلحال گھر سے دور تھا البتہ ارمغان شاہ نے انکے قریب ایک کمرے میں رہتے ہوئے بھی کبھی انہیں جاننے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔

وہ دونوں ایک ساتھ چل تو رہے تھے۔۔۔۔ لیکن ندی کے دو کناروں کی طرح جنکا ملن کبھی نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔۔

شادی کی شروعاتی دنوں میں عظمی بیگم نے انکے قریب ہونے کی کوشش کی تھی لیکن انکے سرد رویے کو دیکھتے اور بار بار دھتکارے جانے کی وجہ سے اپنی عزت نفس کا خیال کرتے ہوئے انہوں نے بھی خاموشی اختیار کر لی۔۔۔۔

اور خود کو بچوں میں اس طرح الجھا لیا کہ انہیں شوہر کے پیار کی کمی کبھی محسوس نا ہو۔۔۔۔

لیکن تھیں وہ بھی عورت کسی نازک آبگینے کی طرح خوبصورت اور نازک جن کا دل بھی ارمغان شاہ کی توجہ کیلیئے ترستا تھا لیکن انہوں نے کبھی انکا خیال نہیں کیا ۔۔۔۔

زیادہ تر تو وہ آفس میں ہی مصروف رہتے تھے۔۔۔۔اور غلطی سے کبھی گھر میں دکھ جاتے تو اپنے کمرے سے منسلک سٹڈی میں بند ہو جاتے۔۔۔۔

یہاں انہوں نے روباب کی ایک ایک چیز اور یادوں کو سنبھال کر رکھا تھا۔۔۔۔ جبکہ آہستہ آہستہ عظمی بیگم کو بھی صبر آ گیا تھا۔۔۔۔۔وہ خود سے انہیں مخاطب کرنا چھوڑ چکی تھیں۔۔۔۔۔

گھر والوں کے سامنے بظاہر وہ ایک مکمل مچلناد کھائی دیتے تھے۔۔۔۔۔ لیکن اصل حقیقت میں انکا رشتہ صرف کاغذی حد تک محدود تھا جنہیں دونوں ہی مجبوری میں نبھا رہے تھے۔۔۔۔۔

ارمغان شاہ اپنے بچوں جبکہ عظمی اپنے ماں باپ کی خاطر۔۔۔۔۔

کیونکہ وہ اس عمر میں کم از کم اپنی طرف سے کوئی تنگی نہیں دینا چاہتی تھیں

۔۔۔۔

دوسری طرف اتنے ماہ وسال گزر جانے کے باوجود بھی مان حجاب اور روباب کے قاتلوں کا کچھ پتا نہیں چلا تھا۔۔۔۔

بلکہ ڈی ایس پی رحمان جو اس کیس کی جانچ پڑتال کر رہے تھے۔۔۔انکی ایک ایکسیڈنٹ میں موت واقع ہو چکی تھی۔۔۔

جس کے بعد انکے اہل خانہ کہاں گئے تھے آج تک کسی کو پتا نا چل سکا تھا۔۔۔۔

اس کیس کا کوئی سرا ہاتھ نا آتے دیکھ حیدر شاہ نے بھی اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے کیس بند کروا دیا تھا۔۔۔

" اور " بیشک وہ بہترین کارساز اور انصاف کرنے والا تھا

لیکن انکی آزمائشیں ابھی ختم نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔ابھی تو دشمن کا ایک ایسا کاری وار باقی تھا جس نے انکی روح تک کو جھنجھوڑ کر رکھ دینا تھا۔۔۔

-------♥-------

یہ بھی ایک معمول کا ہی دن تھا۔۔۔۔

جب کالج کی واپسی پر ہمیشہ کی طرح ضارب نے زارون کے سکول کے آگے گاڑی روکی تھی۔۔۔۔

اسکے پیچھے ہی گارڈز کی گاڑی رکی تھی۔۔۔۔

اور کچھ ہی دیر بعد وہ مسکراتا ہوا اسکول سے باہر نکلا تھا۔۔۔۔

اس نے مسکرا کر دور سے ہی ہاتھ ہلایا تھا اور پھر تیز قدموں سے اسکی طرف بڑھنے لگا تھا۔۔۔۔

جب اچانک درمیان میں ایک وین آ کر رکی تھی۔۔۔۔

اس میں سے نکلتے مسلح افراد جنکے چہرے کالے نقابوں سے ڈھکے ہوئے تھے جبکہ ہاتھوں میں ہتھیار پکڑ کر رکھے تھے اسے کھینچ کر وین میں ڈالنے لگے۔۔۔۔۔

جس پر زاروں نے مزاحمت کی تو انہوں نے کھینچ کر ایک تھپڑ اسکے منہ پر جڑا

۔۔۔۔۔

جس سے وہ زمین پر گرا۔۔۔ جبکہ اسکا سر سڑک سے ٹکرایا۔۔۔

ایک غنڈے نے اسے بازو سے پکڑتے ہوئے اٹھا کر گاڑی میں پھینکا۔۔۔۔

جبکہ یہ سارا معاملہ دیکھتے ہوئے ضارب بھی اپنی گاڑی سے نکلتا ہوا انکی طرف بھاگا۔۔۔اور ساتھ اسکے گارڈز بھی۔۔۔۔

اور باقی نقاب پوشوں کے گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے ہی وہ انہیں گھیر چکے تھے ۔۔۔۔۔

بدلے میں ان نقاب پوشوں نے بھی ان پر گنز تان لی۔۔۔

جبکہ وہاں موجود لوگ خاموشی سے یہ سارا تماشا ہوتے دیکھ رہے تھے ۔۔۔لیکن ان ہاتھوں میں ہتھیاروں کو دیکھتے کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی ۔۔۔۔

کہ وہ آگے بڑھ کر اس بچے کو ان غنڈوں سے چھڑوا دے ۔۔۔۔سب کو اپنی زندگی پیاری تھی ۔۔۔۔

چھوڑو ہمارے بھائی کو ۔۔۔اس غنڈے کو سائڈ کرتے ہوئے ضارب نے وین کے اندر سے زارون کو باہر کھینچنا چاہا جب اندر بیٹھے انکے لیڈر نے اسکے سر پر پستول رکھ دی ۔۔۔۔

ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو ابھی اسکی کھوپڑی اڑا دوں گا ۔۔۔۔

وہ دھاڑتے ہوئے بولا تھا ۔۔۔۔

نہیں پلیز ہم کچھ نہیں کر رہے لیکن آپ انہیں کچھ مت کیجئے گا۔۔۔

اسکی دھمکی پر ضارب کا دل زوروں سے دھڑکنیں لگا۔۔۔اس نے پیچھے ہوتے التجا کی تھی۔۔۔۔

آخر تھا تو وہ بھی بچہ ہی آخر سولہ سترہ سال عمر ہی کتنی ہوتی ہے۔۔۔

اور ایسی صورتحال بھی پہلی بار دیکھی تھی۔۔۔اس لیے جلدی ہی گھبرا گیا تھا ۔۔۔۔

بول اپنے بندوں کو ہتھیار یہی پھینک کر واپس اپنی گاڑی میں جا کر بیٹھیں۔۔۔

"لیکن۔۔۔۔

بول رہاہے یا اسے میں ٹھوک دوں۔۔۔۔

زاروِن کی گردن پر پکڑ مظبوط کرتے ہوئے سر پر رکھی گن پر دباؤ دیتے ہوئے چیخ کر بولا۔۔۔۔۔

"نہیں پلیز۔۔۔۔ہم بول رہے ہیں۔۔۔۔۔

جائیں آپ لوگ۔۔۔۔ پیچھے مڑ کر اشارہ کیا۔۔۔۔۔

لیکن سائیں۔۔۔۔۔

ہم کیا کہہ رہے ہیں آپ سمجھ نہیں آرہا جیسے یہ بول رہے ہیں ویسا ہی کریں

۔۔۔۔۔

ان گارڈز میں جو ایک سینئر تھا اس نے سمجھانا چاہا لیکن ضارب نے درمیان دھاڑتے ہوئے جانے کا بولا۔۔۔۔

مجبوراسب نے اپنے اپنے ہتھیار وہی زمین پر پھینکے اور گاڑیوں کی طرف.بڑھ گئے۔۔۔۔

دیکھیں اب وہ لوگ چلیں گئے ہیں۔۔۔۔آپ ہمارے بھائی کو چھوڑ دیں ۔۔۔بدلے میں آپکو جو کچھ بھی چاہیے ہم آپکو دینے کیلئے تیار ہیں۔۔۔۔

لیکن پلیز ان کو چھوڑ دیں۔۔۔۔

اسکی بات پر اس نقاب پوش کے چہرے پر عجیب سے مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

اور اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا۔۔۔ جنہوں نے اپنی گنز سے ضارب کو چاروں طرف گھیر لیا۔۔۔

اور اس نے اپنی دوسری طرف کا دروازہ کھولتے ہوئے اسکی گاڑیوں کے ٹائر کا نشانہ لیا۔۔۔۔

جس سے وہ لوگ اگر انکا پیچھا کرنا بھی چاہیں تو کامیاب نا ہو سکیں۔۔۔

جبکہ ان سب کے دوران زارون سر میں اٹھتی تکلیف کی وجہ سے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر چکا تھا۔۔۔

ابے چپ کرتا ہے یا میں تجھے ہمیشہ کیلئے چپ کروادوں۔۔۔۔

زارون کے منہ پر تھپڑ مارتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔ جس سے ضارب اپنی جان کی پرواہ کیے بنا آگے بڑھا تھا۔۔۔۔

جب اسکے ساتھیوں نے اسے بھی قابو کرتے گاڑی میں ڈالا اور تیز رفتاری سے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔۔۔۔

ضارب نے بہت ہاتھ پیر چلانے چاہیں۔۔۔ لیکن وہ اکیلا ان ہٹے کٹے غنڈوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔

جبکہ زارون کو وہ لوگ پہلے ہی بیہوش کر چکے تھے۔۔۔اور اسے بھی قابو میں نا آتے دیکھ کر۔۔۔ایک غنڈے نے اسکے سر کے پچھلے حصے میں پستول کا بٹ مارا۔۔۔

جسے وہ.برداشت نہیں کر پایا تھا اور بیہوش ہو کر ایک طرف لڑھک گیا۔۔۔

جس پر ان غنڈوں نے سکھ کا سانس لیا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔

ان دونوں کے اغواء ہونے کی خبر حویلی والوں پر قیامت بن کر گری تھی۔۔۔

اور وہ حیدر شاہ جو اپنے بھائی اور جوان بیٹے بہوؤں کی لاشیں دیکھ کر بھی ہمت نہیں ہارے تھے۔۔۔۔

اپنے پوتوں کی اغواء کی خبر سن کر ڈھے گئے۔۔۔۔

انہیں میجر ہارٹ اٹیک ہوا تھا اور وہ ہسپتال پہنچ گئے تھے۔۔۔۔۔

سچ کہتے ہیں اصل سے زیادہ سود پیارا ہوتا ہے۔۔۔۔یہاں بھی کچھ یہی حساب تھا۔۔۔۔۔

جبکہ یہ وقت ارمغان شاہ کیلیئے بہت کٹھن تھا جسکا ایک ایک لمحہ ان کیلیئے قیامت خیز تھا۔۔۔۔

ایک طرف انکے والد جو پورے گھر کی ہمت تھے وہ ہاسپٹل کے بستر پر پڑے تھے جبکہ دوسری طرف انکے بھائی کی نشانی اسکا وارث جو انکی زمہ داری تھا اسکا خیال نہیں رکھ سکے تھے۔۔۔۔

اور ساتھ میں اپنے چھوٹے جگر کے ٹکڑے کا بھی۔۔۔۔

شاید ایک پل کیلئے وہ زارون کی گمشدگی پر پھر بھی صبر کر سکتے تھے۔۔۔لیکن ضارب شاہ کی نہیں جس کی صورت میں انہیں اپنا چھوٹا بھائی اپنا مان نظر آتا تھا ۔۔۔۔

اور اس مشکل وقت میں موسی شاہ نے ایک بھائی بن کر انکا ساتھ دیا تھا۔۔۔۔

تھانے میں ان دونوں کے اغواء کی رپورٹ درج ہو چکی تھی ۔۔۔۔

لیکن چوبیس گھنٹے سے اوپر کا وقت گزرنے کے باوجود کوئی خاص نتیجہ نہیں نکلا تھا۔۔۔۔

پولیس انہیں اب تک ڈھونڈنے میں ناکام ٹھہری تھی ۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف گھر کی عورتوں کا الگ برا حال تھا۔۔۔۔۔جو اپنے رب کے آگے مسلسل گڑگڑاتے ہوئے ان سب کی خیریت کی دعائیں مانگ رہی تھیں

۔۔۔۔۔

جو کہ کچھ حد تک رنگ لائی تھیں اور حیدر شاہ واپس زندگی کی طرف لوٹ آئے تھے۔۔۔۔انہیں ہوش آچکا تھا۔۔۔۔

لیکن ضارب زارون کا ابھی تک کچھ پتا نہیں چلا تھا۔۔۔۔

جنکا ہوش میں آنے کے بعد وہ مسلسل پوچھ رہے تھے۔۔۔

لیکن ارمغان شاہ کے پاس انہیں جواب دینے کیلئے کچھ نہیں تھا سوائے جھوٹی تسلیوں کے۔۔۔۔

وہ بس اپنے رب سے انکی خیریت کی دعا ہی مانگتے سکتے تھے۔۔۔۔ باقی وہ انہیں ڈھونڈنے کی اپنی مکمل کوشش کر چکے تھے۔۔۔۔

جسکا خاطر خواہ کوئی نتیجہ نہیں نکلا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔

ایک اندھیرے کمرے میں ضارب کو لکڑی کی کرسی پر رسیوں سے باندھا گیا تھا ۔۔۔۔

جسکا سر بیہوشی کی وجہ سے ایک طرف کو ڈھلکا ہوا تھا۔۔۔۔

جبکہ اسکے قدموں کے قریب ہی کچھ فاصلے پر زمین پر زارون بیہوش پڑا تھا ۔۔۔۔ جسکے ہاتھ پاؤں بھی رسیوں کو بندھے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

"جب دو نقاب پوش اس کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے۔۔۔۔

اور انکے ساتھ ہی بالکل پیچھے اس ساری گیم کا ماسٹر مائنڈ داخل ہوا۔۔۔۔

اور حیدر شاہ کے وارثوں کی ایسی حالت کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر نفی میں سر ہلانے لگا۔۔۔۔

جسکے بندوں نے آگے بڑھ کر اسے کرسی پیش کی تھی۔۔۔۔

جس پر وہ مسکراتے ہوئے براجمان ہوا۔۔۔۔

ہوش میں لاو اسے ۔۔۔۔" ضارب کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔۔۔۔

جسکی فورا تکمیل ہوئی۔۔۔اور ایک بندے نے پانی سے بھری بالٹی اسکے سر پر انڈیلی۔۔۔۔

جس پر ہڑبڑا کر اس نے اپنی آنکھیں کھولیں تھیں۔۔۔۔

جسکے کھلتے ہی اس کے سر کے پچھلے حصے میں شدید درد کی ٹیسیں اٹھی تھیں

۔۔۔۔۔

اور وہ اپنی آنکھیں دوبارہ بند کرتا اسے برداشت کرنے کی کوشش کرنے لگا

۔۔۔۔۔

ہنہہ "حیدر شاہ" نام کو کھینچ کر استہزائیہ لہجے میں ادا کیا گیا۔۔۔۔۔

جس پر ضارب نے سر میں اٹھتے درد کو نظرانداز کرتے اپنے سامنے بیٹھے شخص کے چہرہ دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔

لیکن کامیاب نا ہو سکا کیونکہ ایک تو کمرے میں اس قدر اندھیرہ چھایا ہوا تھا کہ ایک ہاتھ کو دوسرا ہاتھ سجھائی نا دے۔۔۔

دوسرا اسکے بندوں میں سے ایک کے ہاتھ میں ٹارچ تھی جو اس اندھیرے میں کمرے میں روشنی کا واحد سہارا تھی۔۔۔۔

اور اسکا رخ بھی اسکے اور زارون کی طرف تھا۔۔۔۔ جس سے وہ تو ان دونوں کو دیکھ سکتے تھے لیکن یہ لوگ نہیں۔۔۔۔

بڑا مان تھا اسے کہ اسکے ہوتے ہوئے کوئی اسکے خاندان کو ایک چھوٹی سی تکلیف بھی نہیں دے سکتا تھا۔۔۔۔۔۔

لیکن ہوا کیا۔۔۔۔

اندھیرے میں اس وجود کا خطرناک قہقہہ گونجا۔۔۔۔

پہلے اسکے چھوٹے بیٹے اور بہو کو مارا۔۔۔۔اور وہ کچھ نہیں کر سکا سوائے تڑپنے اور پھڑ پھڑانے کے۔۔۔۔۔

جبکہ اپنے ماں باپ کے ذکر پر ضارب نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں

۔۔۔۔

اور وہ ہلنے لگا لیکن اسے اس قدر سختی سے باندھا گیا تھا ہاتھ آزاد ہونے کی بجائے

زخمی ہو گئے۔۔۔۔

جسے دیکھ کر وہ وجود مسکرایا تھا۔۔۔۔

پھر اسکی بڑی بہو کو اسکے ہی گھر سے اسکی ناک کے نیچے سے اٹھوالیا

۔۔۔۔پہلے اس سے اسکی عزت چھینی۔۔۔۔

ضارب نے ضبط کی انتہا پر پہنچ کر اپنی آنکھیں بند کی اور اپنے رب سے دعا کرنے

لگا کے اس سے اسکی قوت سماعت چھین لیں۔۔۔۔

جبکہ اسکے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے وہ اسکے اندر کے حالات اچھے سے سمجھ رہا تھا۔۔۔۔اسکے چہرے پر مکرو مسکراہٹ ابھری۔۔۔۔

ایک بار نہیں بلکہ کئی بار اور ایک انسان نے نہیں بلکہ میرے پورے بندے اسکی نشیلی جوانی سے مستفید ہوئے۔۔۔۔

ضارب کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر بہنے لگے۔۔۔۔جبکہ اپنی چیخوں کو دبانے کیلئے اس نے اپنے ہونٹوں کو اتنی سختی سے دبایا کہ اسے اپنے حلق میں نمکین ذائقہ گھلتا ہوا محسوس ہونے لگا۔۔۔

اسکے لہجے سے صاف پتا چل رہا تھا۔۔۔کہ وہ یہ ساری باتیں اسے ذہنی عزیت پہنچانے کیلئے کر رہا ہے۔۔۔۔

لیکن فلحال ضارب کا معصوم ذہن دشمن کی ان سب چالوں کو سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔

ویسے میرا ارادہ تو اسکے بعد اسے واپس تم لوگوں کے پاس بھیجنے کا تھا۔۔۔

تاکہ اپنی عزت کی بربادی کو دیکھتے ہوئے وہ بڈھا قبر میں اتر جائے۔۔۔۔

لیکن شاید وہ یہ ذلت اور برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔

اس لیے اس نے خود ہی اپنے ہاتھوں سے اپنی جان لے لی۔۔۔۔۔اور مجبوری میں مجھے اسکی لاش کو جنگل میں پھکوانا پڑا۔۔۔۔

وہ افسوس کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔ جیسے اسے بات پسند نہیں آئی تھی

۔۔۔۔۔۔

جبکہ یہ سب سنتے ضارب کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔۔۔

خیر اسکے بعد بھی میں نے تم لوگوں کو کافی نقصان پہنچانے کی کوشش کی لیکن حیدر شاہ ہمیشہ مظبوط چٹان کی طرح آگے کھڑا ہو کر تمہاری حفاظت کرتا تھا

۔۔۔۔۔

لیکن آج برسوں بعد ایک بار پھر قسمت نے میرا ساتھ دیا۔۔۔۔۔

بلکہ اگلی پچھلی ساری کسریں نکال دی۔۔۔۔۔جسکا اندازہ تم اس بات سے لگا سکتے ہو۔۔۔۔کہ اپنے بندوں کے ہاتھوں اٹھوانے تو میں نے صرف حیدر شاہ کے چھوٹے پوتے کو بھیجا تھا۔۔۔۔

لیکن تم جس میں حیدر شاہ کی اصل جان بستی ہے انکے ہتھے چڑھ گیا۔۔۔۔

یہ تو وہی بائی ون گیٹ ون فری والا حساب ہوا۔۔۔۔

اور تمہاری بیوقوفی نے تمہارے دادا سائیں کو بستر مرگ تک پہنچا دیا۔۔۔

اس نے ایک بار پھر مکروہ قہقہہ لگایا۔۔۔۔

کیا ہوا ہمارے دادا سائیں کو۔۔۔۔۔

ضارب نے حیدر شاہ کے بارے سنتے تڑپ کر پہلی بار لب کھولے۔۔۔۔

جبکہ اسکی تڑپ کو دیکھتے ہوئے۔۔۔۔وہ دوبارہ ہنسا۔۔۔۔

تمہاری گمشدگی کی خبر سنتے ہی بڑی بڑی باتیں کرنے والے حیدر شاہ کے دل نے دھڑکنا بند کر دیا۔۔۔۔

وہ کمینگی سے ہنستے ہوئے بولا۔۔۔۔

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔

اسکی بات سن کر ضارب نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

--------❤--------

ارمغان ہم کیا پوچھ رہے ہیں۔۔۔۔ ہمارے پوتوں کا کچھ پتا چلا؟؟؟؟

حیدر شاہ اب کہ سختی سے بولے تھے۔۔۔ حالانکہ انکی طبیعت ابھی تک سہی سے سنبھلی نہیں تھی۔۔۔

اور ڈاکٹر نے انہیں سٹریس لینے سے بھی منع کیا تھا۔۔۔ لیکن جب تک وہ ضارب اور زارون کو اپنی آنکھوں سے اپنے سامنے سہی سلامت نا دیکھ لیتے ۔۔۔۔

انہیں سکون کیسے مل سکتا تھا۔۔۔۔

" بابا سائیں وہ۔۔۔۔

ہمیں ہاں یا ناں میں جواب چاہیے۔۔۔۔۔

اس سے پہلے ارمغان کوئی بہانہ بناتے درمیان ٹوکتے دوٹوک انداز میں بولے

۔۔۔۔

جس پر انہوں نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

تو دو دنوں سے پولیس کیا کر رہی ہے ؟؟؟؟

بابا سائیں وہ کوشش تو کر رہے ہیں۔۔۔۔

لیکن ابھی تک کوئی سرا ہاتھ نہیں آیا جس سے ہم کڈنیپر تک پہنچ سکیں ۔۔۔۔اور نا ہی تاوان کیلئے ابھی تک کوئی فون آیا ہے۔۔۔۔

اگر دوسری طرف سے کوئی پیش رفت نہیں ہوئی تو اسکا یہ مطلب نہیں کہ وہ ہاتھ پر ہاتھ در کر بیٹھ جائیں۔۔۔۔

سب کے سب نکمّے ہیں۔۔۔ نہیں چاہیے ہمیں کسی کی مدد ہم اپنے پوتوں کو خود ڈھونڈلیں گے۔۔۔۔

وہ یکدم ہی اپنے بستر سے اٹھتے ہاتھ میں لگی ڈرپ کو اتار کر پاؤں میں جوتا پہننے لگے۔۔۔۔

بابا سائیں کیا کر رہیں ہیں ابھی آپکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔

کچھ نہیں ہوا ہمیں ہم بالکل ٹھیک ہیں۔۔۔ ہمیں اپنے پوتوں کو ڈھونڈنا ہے ہر حال میں۔۔۔۔

انہیں ایک سائڈ کرتے ہوئے بیڈ پر سرہانے رکھی چادر کندھوں پر اوڑھ کر قدم باہر کی طرف بڑھائے تھے۔۔۔

لیکن ایک بار ڈاکٹر سے تو مل لیں۔۔۔

ارمغان شاہ نے انہیں ایک بار پھر روکنا چاہا۔۔۔

نہیں ٹھیک ہیں ہم ہمیں کسی نہیں ملنا۔۔۔جس کے بعد مجبوری میں انہوں نے بھی انکے پیچھے قدم بڑھائے۔۔۔۔

کیونکہ وہ اپنے والد کی ضدی طبیعت سے اچھی طرح واقف تھے۔۔۔کہ اب کسی صورت انکی بات نہیں مانے گے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔

پر افسوس بڑا ڈھیٹ نکلا۔۔۔" موت کے اتنے قریب جا کر بھی واپس لوٹ آیا ۔۔۔"

"زہر خند لہجہ۔۔۔

ضارب کا بس نہیں چل رہا تھا اگر اسکے ہاتھ آزاد ہوتے تو اپنے داداسائیں کے بارے میں ایسی بکواس کرنے والے کا منہ توڑ دیتا۔۔۔۔

غصے کی زیادتی سے اسکا چہرہ مکمل سرخ ہو گیا تھا۔۔۔

غصہ آرہا ہے ؟؟؟؟

مذاق بناتے ہوئے بولا۔۔۔۔

خیر تم کچھ کر بھی نہیں سکتے۔۔۔ سوائے میرے شکنجے کے پھڑ پھڑانے کے ۔۔۔۔

"سنو۔۔۔

اپنے بندوں سے مخاطب ہوا۔۔۔

سب سے پہلے شاہ خاندان کے اس چھوٹے پھول کو مسلوں۔۔۔زمین پر بیہوش پڑے زارون کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

نہیں ضارب بے ساختہ چیخا۔۔۔۔

جسے سن کر اس نے قہقہہ لگایا۔۔۔۔

ایسی عزیت دو کہ جسے دیکھ کر پورا شاہ خاندان تڑپ جائے۔۔۔"انکی روح تک لرز جائے۔۔۔۔

اور یہ سب کچھ اسکی آنکھوں کے سامنے ہونا چاہیے۔۔۔۔اور اگر اس نے ان سب کے دوران ایک پل کیلئے بھی اپنی آنکھیں بند کی تو اسی وقت دوسرے کو اوپر پہنچا دینا۔۔۔۔

نہیں پلیز۔۔۔آپ زارون کے ساتھ کچھ مت کریں۔۔۔وہ بہت چھوٹے ہیں۔۔۔آپکو جو کچھ بھی کرنا ہے ہمارے ساتھ کرلیں۔۔۔

چاہیں تو ہمیں جان سے ہی مار دیں لیکن انہیں چھوڑ دیں۔۔۔۔

روتے ہوئے التجا کی تھی۔۔۔

جسکا ان درندوں پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔۔۔الٹا سب نے اسکی بے بسی کا مذاق بناتے قہقہے لگائے۔۔۔۔

ابھی تمہاری باری نہیں آئی۔۔۔۔ابھی تو مجھے حیدر شاہ اور اسکے خاندان کو تڑپانا ہے۔۔۔۔

اور میں نے چاہتا کہ وہ یہ دیکھنے سے پہلے ہی اللہ کو پیارا ہو جائے۔۔۔

استہزائیہ لہجہ ۔۔۔۔

اور اس خوبصورت نظارے کا ایک ایک منظر کیمرے کی آنکھ میں قید ہونا چاہیے

۔۔۔۔۔میں چاہتا ہوں ۔۔۔۔" حیدر شاہ اپنے خاندان کی بربادی اپنی آنکھوں

سے دیکھے ۔۔۔۔۔

اپنے بڑے پوتے کو تڑپتے جبکہ چھوٹے کو عزیت کی انتہا پر دیکھے ۔۔۔۔

باقی تم لوگ اسکے ساتھ بھی جیسا چاہو سلوک کر سکتے ہو ۔۔۔۔ لیکن یہ دونوں

مرنے نہیں چاہیے ۔۔۔۔۔

اتنا حکم دیتے ہوئے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا ۔۔۔۔

ٹینشن نا لینا تم بہت جلد تمہاری اوپر جانے کی خواہش بھی پوری کر دی جائے

تھوڑا اسکے قریب ہوئے اسکے خوبصورت چہرے کو تھپتھپایا تھا۔۔۔۔جس سے وہ اسکا چہرہ تو نہیں دیکھ پایا۔۔۔۔

لیکن ہاتھ میں پہنی ہوئی انگوٹھی پر ضرور نظر پڑی تھی۔۔۔۔۔جس پر ایک خاص قسم کا لوگو بنا تھا۔۔۔۔اور اسکے درمیان میں انگلش کا ایک ایلفابیٹ لکھا تھا

جسے وہ ٹھیک سے دیکھ نہیں پایا۔۔۔۔۔

اور پھر مکروہ قہقہہ لگاتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔۔

______♥______

حیدر شاہ نے انہیں ڈھونڈنے میں زمین آسمان ایک کر دی تھی۔۔۔۔

یہاں تک کہ اس وین کا پتا لگانے کیلیئے زارون کے سکول سے لے کر تمام راستوں کی سی سی ٹی وی فوٹیج چیک کی۔۔۔۔

لیکن چند کلومیٹر دور جانے کے بعد وہ وین اچانک کہاں گم ہو گئی کچھ پتا نا چل سکا۔۔۔۔

ہر طرف سے ناکامی کے بعد بھی انہوں نے ہمت نہیں ہاری تھی۔۔۔۔کیونکہ انہیں اپنے رب پر مکمل یقین تھا۔۔۔۔

انکی کوششیں ابھی بھی جاری تھیں۔۔۔جب انہیں ایک پارسل کے ذریعے ایک سی ڈی معصول ہوئی۔۔۔

جس پر بڑے حروف میں " Surprise for haider Shah " لکھا ہوا تھا۔۔۔

جس پر وہ کافی حیران ہوئے تھے۔۔۔۔

فورا ارمغان شاہ اور موسی شاہ کو سٹڈی میں بلاتے اس سی ڈی کے بارے میں بتایا۔۔۔۔

جنہوں نے بنا وقت ضائع کیے اسے پلے کیا۔۔۔۔

اور اس میں موجود ویڈیو کو دیکھتے ہوئے تینوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے

۔۔۔۔۔

ویڈیو میں موجود منظر اس قدر جان لیوا تھا کہ حیدر شاہ نے بے ساختہ اپنے دل کو تھاما تھا۔۔۔۔

جبکہ موسی اور ارمغان شاہ کے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے۔۔۔۔

جب انکی نظر حیدر شاہ کی طرف گئی۔۔۔۔جنکے چہرے کا رنگ ایک بار پھر پیلا پڑتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔

" بابا سائیں۔۔۔۔

ارمغان شاہ اپنی جگہ سے اٹھ کر فوراانکے پاس پہنچے۔۔۔۔۔ موسی نے ویڈیو فورا بند کی۔۔۔۔۔

اور وہ اٹھ کر انکے قریب آ گئے تھے۔۔۔۔

"ہمارا زاارون۔۔۔

حیدر شاہ کے لبوں سے یہ دو لفظ بمشکل ادا ہوئے تھے۔۔۔۔۔

جسے سن کر ارمغان شاہ نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

جبکہ زارون کی چیخیں اور ضارب کی التجائیں انہیں ابھی تک اپنے کانوں میں سنائی دے رہی تھیں۔۔۔۔

اس ویڈیو میں ہوتے ظلم نے کمرے میں موجود تین مظبوط اعصاب رکھنے والے مردوں کی ہستی ہلادی تھی۔۔۔۔

ان درندوں نے جس انداز میں اس معصوم کو نوچا تھا اس کے ننھے وجود پر اپنی حوس اتاری تھی۔۔۔اس چیز نے ارمغان شاہ کے دل کو ہزاروں ٹکڑوں میں کاٹ دیا تھا۔۔۔

" یا اللہ

انہوں نے بے ساختہ آسمان کی طرف منہ کرتے ہوئے اپنے رب کو پکارا تھا
۔۔۔۔

________❤________

ان درندوں نے اپنے مالک کے حکم کے مطابق ان معصوم بچوں پر ظلم کی انتہا کر دی تھی۔۔۔۔

سب سے پہلے اپنے چہروں پر نقاب چڑھاتے ہوئے پورے کمرے میں روشنی پھیلائی۔۔۔۔

جسے دیکھتے ضارب اور زارون نے اپنی آنکھیں چند پل کیلئے بند کر دی ۔۔۔کیونکہ پچھلے دو دنوں میں ان لوگوں نے انہیں مکمل اندھیرے میں رکھا ہوا تھا۔۔۔۔

جبکہ چوبیس گھنٹوں میں انہیں کھانا بھی صرف ایک بار ہی ملتا تھا۔۔۔

آہستہ آہستہ روشنی سے مانوس ہوتے ان دونوں نے آنکھیں دوبارہ کھولیں

۔۔۔۔

اور زارون نے آنکھوں میں آنسو بھر کرسی پر بندھے ہوئے ضارب کو دیکھا

۔۔۔۔ جسکے ہرے کانچ اس پر ٹکے ہوئے تھے۔۔۔

اور اسے خود کی طرف دیکھتے پا کر آنکھوں کو جھپک کر میں تمہارے ساتھ ہوں

جیسے تسلی دینے لگا۔۔۔۔

تبھی ایک غنڈے نے آکر اسکی کرسی کو تھوڑا پیچھے کیا تھا جبکہ دو لوگ بندھے

ہوئے زارون کے ہاتھ پیر کھولنے لگے۔۔۔۔

ضارب نے حیران نظروں سے انکی کاروائی کو دیکھا تھا۔۔۔

جبکہ زارون آزادی ملنے کی خوشی میں مسکرایا۔۔۔۔اسے لگ رہا تھا کہ شاید یہ لوگ انہیں آزاد کرنے والے ہیں۔۔۔۔

لیکن وہ معصوم نہیں جانتا تھا کہ کچھ ہی پلوں میں اس پر کیا قیامت ٹوٹنے والی ہے ۔۔۔۔۔

تیار ہو۔۔۔

زارون کو کھول کر کمرے کے بالکل درمیان میں لاتے ہوئے۔۔۔اپنے ایک ساتھی کو اشارہ کیا۔۔۔۔

جس کے اوکے کا سائن دیتے ہی اس نے کھینچ کر ایک تھپڑ زارون کے نازک چہرے پر جڑا۔۔۔۔۔ جسے برداشت نا کرتے ہوئے وہ زمین پر گرا تھا۔۔۔۔

ہے تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو کیوں مار رہے ہو ہمارے بھائی کو۔۔۔۔ ضارب چیختے ہوئے بولا تھا۔۔۔اور ساتھ ہی اپنے ہاتھ آزاد کرنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔

جبکہ اسکی چیخ پر وہ سب قہقہہ لگا کر ہنسے تھے۔۔۔۔

ابھی پتا چل جائے گا۔۔۔۔ایک نقاب پوش جو زمین پر زارون کے قریب بالکل قریب بیٹھا ہوا تھا کمینگی سے ہنستا ہوا بولا۔۔۔

جبکہ باقی کے دو لوگوں نے زارون کے ہاتھ پاؤں قابو کیے تھے۔۔۔۔

اور آگے کا منظر قیامت خیز تھا جسے دیکھتے ہوئے ضارب کا معصوم دل پھٹنے کے قریب پہنچ گیا۔۔۔۔

پورے کمرے میں گونجتی زارون کی دردناک چیخوں نے اسکی روح تک کو جھنجھوڑ دیا تھا۔۔۔۔

اس منظر سے بچنے کیلیۓ اس نے اپنی آنکھیں سختی سے بند کی تھیں۔۔۔۔
جب ایک غنڈے نے آگے بڑھ کر اسکے چہرے پر زوردار تھپڑ مارا۔۔۔۔جس سے اسکا ہونٹ پھٹ گیا اور اس سے خون بہنے لگا۔۔۔۔

اپنی آنکھیں کھول ورنہ ابھی کے ابھی تیرے بھائی کو اس دنیا سے اٹھا دیں گے

وہ اسکے سفید چہرے کو تھپڑوں سے سرخ کرتے دھاڑ کر بولا۔۔۔۔

جس پر نا چاہتے ہوئے بھی اس نے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔۔

اور اگر تو نے ایک منٹ کیلیئے بھی اپنی آنکھیں بند کی تو انجام کا تو تجھے پتا ہی ہے

پلیز ہمارے بھائی کو چھوڑ دیں۔۔۔۔

اس نے بے بسی سے روتے ہوئے ایک بار پھر التجا کی تھی۔۔۔۔

جسے سن کر اس نے قہقہہ لگایا۔۔۔۔

چھوڑ دیں گے چھوڑ دیں گے ۔۔۔۔

بلکہ بہت جلد تم دونوں کو اس تکلیف دہ زندگی سے رہائی مل جائے گی ۔۔۔۔

استہزائیہ کہتے ہوئے اس نے ضارب کے چہرے کا رخ پھر زارون کی طرف کیا تھا۔۔۔۔

جو پتا نہیں کب سے اپنے حواس کھو چکا تھا۔۔۔ لیکن وہ درندہ رکنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔۔

چھوڑ دیں انہیں وہ مر جائیں گے ۔۔۔۔

اب کے وہ پہلے سے بھی زیادہ زور سے دھاڑ کر بولا تھا۔۔۔۔جس پر قریب کھڑے آدمی نے اسے ایک بار پھر مارنا شروع کردیا تھا۔۔۔۔

تیرا بھی انتظام کر رکھا ہے۔۔۔۔ایسا حال کریں گے تیرا کے دوبارہ بولنے کے قابل نہیں رہے گا۔۔۔۔

اسے مار مار کر آدھ مرا کرتے ہوئے غصے سے بولا تھا۔۔۔۔

جب اسکے ایک ساتھی نے آگے بڑھ کر اسے روکا۔۔۔۔

تجھے باس کے ہاتھوں مرنا تو نہیں اگر یہ وقت سے پہلے مر گیا نا تو توں جانتا ہے بھی کہ وہ تیرا کیا حشر کریں گے۔۔۔۔

اسے کھینچ ضارب سے دور کرتے سمجھاتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔

جبکہ اتنی مار اور زہنی عزیت سہنے کے بعد ضارب اپنے حواس ایک بار پھر سے کھو چکا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔

آج ان لونڈوں کی آخری رات ہے۔۔۔۔

باس نے بولا ہے۔۔۔۔کہ انہیں ختم کر کے انکی لاش کو کسی کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دیں۔۔۔۔

چلو سہی ہے۔۔۔۔ لیکن اس سے پہلے مجھے اس بڑے پر بھی ہاتھ صاف کرنا ہے۔۔۔۔ اتنے دنوں سے یہ صرف میرے ہاتھوں اس لیے بچا ہوا تھا۔۔۔

کیونکہ کہ باس کے آڈر تھے کہ اسے صرف تڑپانا ہے۔۔۔۔۔اب جب مارنے کا حکم مل ہی گیا ہے تو کیوں نا اپنے دل کی یہ حسرت بھی پوری کر لوں۔۔۔۔

حوش و حواس سے بیگانہ پڑے ضارب کے خوبصورت چہرے کی طرف دیکھتے جس پر کئی زخموں کے نشان تھے کمینگی سے بولا۔۔۔

جس پر دوسرے نے قہقہہ لگاتے۔۔۔ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔

لیکن اس سے پہلے اسے ہوش میں بھی تو لانا ہو گا۔۔۔۔ایسے تو مزہ نہیں آئے گا۔۔۔۔

ابھی کافی وقت ہے ہمارے پاس۔۔۔۔تب تک اس کا نشہ بھی اتر جائے گا ۔۔۔۔اور پھر تم اپنی حسرت بھی پوری کر لینا۔۔۔۔اور پھر مار کر پھینک دیں گے۔۔۔۔

ویسے بھی اب اس میں مزاحمت کی ہمت بالکل نہیں بچی ہو گی۔۔۔۔۔
دوسرا تو تقریباً اب مرنے کے قریب ہے۔۔۔۔۔

ایک طرف زخموں سے چور چور پڑے زارون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا ۔۔۔۔

چل آ جا جب تک یہ ہوش میں آتا ہے۔۔۔۔۔تب تک کچھ کھا پی کر آتے ہیں ۔۔۔۔

وہ دونوں ایسے ہی باتیں کرتے ہوئے باہر نکل گئے تھے۔۔۔۔

جبکہ اوور کونفیڈینس کی وجہ سے انہوں نے کمرے کا دروازہ بند کرنے کی زحمت بالکل نہیں اٹھائی تھی۔۔۔۔۔

جبکہ انکے نکلتے ہی ضارب نے اپنی بند کی ہوئی آنکھیں کھولیں تھیں۔۔۔۔

اور آہستہ آہستہ اپنی جگہ سے رینگتے ہوئے۔۔۔۔زارون کے قریب پہنچا۔۔۔۔

"زارون۔۔۔۔

اسکا کندھا ہلا کر سرگوشی میں بولا۔۔۔۔

لیکن جواب ندارد۔۔۔۔

اور وہ معصوم جواب دیتا بھی کیسے۔۔۔۔۔جس نے پچھلے ایک ہفتے میں اتنی عزیت سہی تھی۔۔۔۔۔کہ اسکے ننھے وجود میں اب چند سانسوں کے سوا کچھ نہیں بچا تھا۔۔۔۔۔

ان ظالموں نے اسکے وجود کے ساتھ ساتھ روح کو بھی اپنی درندگی سے کچل دیا تھا۔۔۔۔۔

ظلم کی اخیر تو ضارب کے ساتھ بھی ادا کی گئی تھی۔۔۔۔بھلے ہی انہوں نے اسے جسمانی تکلیف اتنی زیادہ نہیں دی۔۔۔۔

لیکن پچھلے ایک ہفتے سے روزانہ اسے انجیکشن کے ذریعے ڈرگز کی ایک خاص ڈوز دی جاتی تھی۔۔۔۔۔

جس سے آہستہ آہستہ اسکا وجود اندر سے ختم ہوتا جا رہا تھا۔۔۔۔ تبھی اسکی بگڑتی ہوئی حالت کو دیکھتے ان لوگوں نے اسکے ہاتھ پاؤں کھول کر اسے بھی زارون کی طرح آزاد کرتے زمین پر پھینک دیا تھا۔۔۔

لیکن شاید آج اس پر قسمت مہربان تھی جو وہ وقت سے پہلے ہوش میں آ چکا تھا ۔۔۔اور ان غنڈوں کی تمام باتیں سنتے ہوئے اپنے مفلوج ہوئے جسم کو گھسیٹتے ہوئے زارون تک پہنچا۔۔۔

اسکی حالت کو دیکھتے ہوئے ضارب کی آنکھوں سے آنسو ایک بار پھر پھسلے تھے ۔۔۔۔۔

اس نے ایک نظر کمرے کے کھلے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔

پھر ہمت کرتے گھومتے ہوئے سر اور ڈگمگاتے ہوئے قدموں کے ساتھ بمشکل دیوار کا سہارا لیتے ہوئے کھڑا ہوا۔۔۔۔

کیونکہ اسے آج کسی بھی قیمت پر اس جگہ سے فرار ہونا تھا۔۔۔

ورنہ وہ لوگ ان دونوں کو مار دیتے۔۔۔

اس نے پاس ہی کرسی پر پڑی رسیوں کی طرف دیکھا اور پھر ایک نظر بیہوش پڑے زارون کی طرف۔۔۔اور آگے بڑھ کر وہ رسیاں اٹھا لایا۔۔۔

اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اس نے بمشکل زارون کو اٹھاتے ہوئے اس کے دونوں بازو اپنی گردن میں باندھے۔۔۔۔

اور ایک رسی اسکی کمر کے گرد لپیٹتے ہوئے آگے اپنے پیٹ پر کس کر باندھی ۔۔۔۔اور یہ عمل کرتے ہوئے وہ بار بار دروازے کی طرف بھی دیکھ رہا تھا کہ کہیں وہ لوگ واپس نا آ جائیں۔۔۔۔۔

لیکن شکر تھا کہ وہ ابھی تک نہیں آئے تھے۔۔۔۔۔

اسے اپنے وجود کے ساتھ رسیوں سے اچھی طرح باندھتے وہ دیوار کا سہارا لیتے کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔

پھر اپنے رب کو دل میں مدد کیلئے پکارتے ہوئے۔۔۔۔ چھوٹے چھوٹے قدم لیتا محتاط انداز میں باہر کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔

اس پرانی عمارت سے باہر نکلتے ہی اس نے چاروں طرف نظریں دوڑائی
۔۔۔۔۔جہاں حد نگاہ تک بس جنگل ہی جنگل دکھائی دے رہا تھا۔۔۔۔

کیونکہ ابھی شام کا وقت تھا اس لیے روشنی تھی۔۔۔۔لیکن سورج بالکل غروب
ہونے کے قریب تھا۔۔۔۔جس کے بعد جلد ہی اندھیرہ چھا جاتا۔۔۔۔

اور اسے اس سے پہلے یہاں سے نکلنا تھا۔۔۔۔
اس لیے اللہ کا نام لیتے ہوئے ایک طرف کو دوڑ لگائی تھی۔۔۔۔۔

راستے میں وہ کتنی بار ڈگمگایا اور ایک دو بار گرا بھی جس سے اسکے گھٹنے اور
کہنیاں بھی چھل گئی۔۔۔۔لیکن پھر وہ ہمت کرتا ہوا۔۔۔۔آہستہ آہستہ ہی
سہی لیکن قدم بڑھاتا رہا۔۔۔۔۔

اور یہ شاہ خاندان کی دعاؤں کا ہی اثر تھا کہ جلد ہی اسے مین سڑک بھی مل گئی ۔۔۔۔اور وہ اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہوئے اسکی طرف بڑھا۔۔۔۔

دوسرے طرف وہ غنڈے ان دونوں کو کمرے میں نا پاکر انکے تعاقب میں نکل چکے تھے۔۔۔۔کیونکہ وہ اپنے درندے باس کے بارے میں اچھے سے جانتے تھے اگر یہ دونوں بچ کر نکل جاتے تو وہ انکا کیا حشر کرتا۔۔۔۔

تیز قدموں سے دوڑتے ہوئے وہ بھی بہت جلد اسکے قریب پہنچ چکے تھے

۔۔۔۔۔

لیکن تب تک ضارب سڑک کے اوپر چڑھ چکا تھا۔۔۔۔

اور اس سے پہلے وہ لوگ آگے بڑھ کر دوبارہ اسے قابو کرتے۔۔۔۔راستے کے بالکل درمیان میں کھڑے ایک بچے کی پشت پر دوسرے بچے کو زخمی حالت

میں دیکھتے ہوئے وہاں سے گزرتے ایک ٹرک والے نے گاڑی روکی تھی

جس سے دو بندے فورا نیچے اترے----

جس میں سے ایک.بزرگ تھا جبکہ دوسرا نوجوان-----

جنکو دیکھ کر وہ ایک درخت کی آڑھ میں چپ گئے----

انہوں نے آگے.بڑھ کر فورا ضارب کو سہارا دیا-----

بیٹا کیا ہوا ہے آپ کے ساتھ اور یہ بچہ کون ہے ؟؟؟؟ دو خوبصورت بچوں کو اس حالت میں دیکھتے ہوئے اس بزرگ نے نرمی سے پوچھا۔۔۔

یہ ہمارا بھائی ہے۔۔۔۔۔اور اسکی حالت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔۔انہیں ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔۔۔۔ ہم آپکے ہاتھ جوڑتے ہیں ہمیں کسی ہاسپٹل تک پہنچا دیں

۔۔۔۔۔

روتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

جس پر وہ دونوں بنا کوئی دوسرا سوال جواب کیے۔۔۔زارون کو اس کے کندھوں سے اتار کر جسکی نبض بہت دھیمے چل رہی تھیں گود میں اٹھاتے گاڑی کی طرف بڑھے تھے۔۔۔۔۔۔

جبکہ پیچھے وہ دونوں ہاتھ ملتے رہ گئے تھے۔۔۔۔

-------♥-------

راستے میں ضارب نے اپنے کڈنیپ ہونے سے لے کر اب تک کی تمام روداد انہیں بتادی تھی۔۔۔۔

جس پر انھوں نے افسوس سے ان دونوں بچوں کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔

پھر ہاسپٹل پہنچتے ساتھ ہی زارون کو ڈاکٹروں کو حوالے کرتے ساتھ پولیس بھی بلالی تھی۔۔۔

جنہوں نے ضارب کو پہچانتے ہی فوراحیدر شاہ کو انفارم کیا تھا۔۔۔۔

جبکہ اپنے بچوں کے مل جانے پر رب کا شکر ادا کرتے وہ فورا ہسپتال پہنچے تھے -----

جہاں ڈاکٹرز نے ضارب کی مرہم پٹی کر دی تھی ---البتہ زارون کی حالت کافی تشویش ناک تھی ----

حیدر شاہ نے آگے بڑھ کر فورا ضارب کو اپنے سینے میں بھینچا تھا ---- جس کی آنکھیں اب آہستہ آہستہ بند ہونے لگی تھیں ---

جبکہ ارمغان شاہ ڈاکٹر کی طرف بڑھے تھے ---جو زارون کے کمرے سے نکل رہا تھا ----

ڈاکٹر کیسا ہے میرا بیٹا؟؟؟؟؟

دیکھیں سر بچے کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔۔۔۔اور اسے کتنے دن سے ٹھیک سے کھانا بھی نہیں دیا گیا۔۔۔۔

ایسے میں ایک بچے کی دماغی حالت کا اندازہ تو آپ لگا ہی سکتے ہیں۔۔۔۔

اس کی جان تو بچ گئی ہے لیکن جب تک وہ ہوش میں نہیں آ جاتا ہم کچھ کہہ نہیں سکتے۔۔۔

آپ بس دعا کریں۔۔۔

جبکہ ڈاکٹر کی بات سن کر ارمغان شاہ کی آنکھوں سے آنسو پھسلے تھے۔۔۔جب موسی شاہ نے آگے بڑھ کر انہیں سہارا دیا۔۔۔

جبکہ دوسری طرف ضارب کی ناک سے خون ایک لکیر کی صورت بہنا شروع ہو چکا تھا۔۔۔اور وہ بیہوش ہو کر حیدر شاہ کے بازوؤں میں لہرایا تھا۔۔۔۔

ڈاکٹرز۔۔۔۔

حیدر شاہ کی دھاڑ نے پورے ہاسپٹل کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔۔۔

ڈاکٹرز نے فوراً اسے آبزرویشن میں لیتے ہوئے علاج شروع کیا تھا۔۔۔۔ جہاں ٹیسٹ کی رپورٹ میں ضارب کے خون میں شامل ہو چکے زہریلے ڈرگز کے بارے میں پتا چلا تھا۔۔۔۔

حالانکہ اسکی تعداد تو زیادہ نہیں تھی۔۔۔ لیکن پھر بھی ضارب کی جتنی عمر تھی اس لحاظ سے بہت زیادہ تھی۔۔۔۔

جس نے سیدھا اسکے دماغ پر اثر کیا تھا۔۔۔۔

اور اگر اسکا وقت پر علاج نا کیا جاتا تو وہ بہت جلد اپنی سانسیں ہار دیتا۔۔۔

________♥________

اس واقعے کو گزرے چھ ماہ سے اوپر کا وقت ہو چکا تھا۔۔۔۔

جہاں تین مہینے ہاسپٹل میں گزارنے کے بعد زارون گھر واپس آچکا تھا۔۔۔۔

وہی ضارب کو مکمل ٹھیک ہونے میں پورے چھ ماہ لگ گئے تھے۔۔۔

اور اس عرصے میں وہ بہت بدل چکا تھا۔۔۔۔

کیونکہ اپنے قید کے دنوں میں اس نے عزیت سہی تھی۔۔۔اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ ہوتی زیادتی دیکھی تھی۔۔۔۔

اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ اس قابل ضرور بنے گا کہ اسکے مجرموں کو اسکی سزا دے سکے۔۔۔۔

اس پر برپا ہونے والی قیامت نے اسے انسان سے جانور بنا دیا تھا۔۔۔

اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ ایسے درندوں کیلیۓ موت کا فرشتہ بن گیا تھا۔۔۔۔

اور اس واقعے نے جہاں ضارب شاہ کی رحم دلی کو ختم کر دیا تھا۔۔۔

وہی ہنستے مسکراتے زارون کی معصومیت چھین کر اسکی شرارتوں کو ختم کر دیا تھا۔۔۔۔

جسے دیکھ دیکھ کر پورے حویلی والوں کا دل کٹتا رہتا تھا۔۔۔۔

جسے وہ بھی محسوس کر چکا تھا۔۔۔۔

اور آہستہ آہستہ جیسے وقت گزرتا گیا۔۔۔۔وہ اپنی تکلیف کو اپنے اندر دباتے اپنے گھر والوں کیلیئے دوبارہ وہی زارون بن گیا۔۔۔

لیکن اسکی کالی آنکھوں میں کتنے طوفان چھپے تھے۔۔۔وہ تو صرف وہی جانتا تھا یا پھر اسکا خدا۔۔۔۔

-------♥------

"واسم۔۔۔

وہ آئینے کے سامنے کھڑا ہو کر بال بنا رہا تھا۔۔۔جب ایہا اسکا کوٹ لے کر قریب آئی اور نرمی سے پکارا۔۔۔

واسم نے برش ٹیبل پر رکھتے ہوئے بازو پھیلائے۔۔۔اور کوٹ پہن کر ٹیبل پر رکھی گھڑی اٹھائی۔۔۔۔

جبکہ ایہا سائڈ پر کھڑی ہو کر اسکی کاروائی کو دیکھتے ہوئے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھوں کی انگلیاں بھی مروڑ رہی تھی۔۔۔

کچھ کہنا چاہتی ہو؟؟؟؟

خود پر پرفیوم سپرے کرتے ہوئے اسکی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

"ہمم ۔۔۔

وہ اسکے قریب ہوئی تھی ۔۔۔۔اور اسکے کوٹ کے بٹن پر انگلی پھیرتے ہوئے ۔۔۔۔امید بھری نظروں سے اسکے وجیہہ چہرے کی طرف دیکھنے لگی ۔۔۔

بولو ۔۔۔

جبکہ اسکو جھجھکتے دیکھ وہ نرمی سے گال سہلاتے ہوئے بولا ۔۔۔۔ابیہا کا حوصلہ بڑھا ۔۔۔۔

وہ میں آج یونیورسٹی سے واپسی پر زر اور ابرش کے ساتھ لالا کے پاس گھر جانا چاہتی ہوں ۔۔۔۔

جسے سن کر اسکے چہرے زاویے بگڑے تھے۔۔۔

پلیز۔۔۔ پلیز سم مان جائیں نا۔۔۔ اسکا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑتے التجا کی گئی۔۔۔۔

ایہا تمہیں پتا ہے مجھے یہ سب نہیں پسند۔۔۔۔ سپاٹ لہجہ۔۔۔

واسم صرف ایک دن کی بات ہے پھر میں واپس آ جاؤں گی۔۔۔ اور ابرش کی کنڈیشن کا بھی آپکو پتا ہے۔۔۔

کتنے دن ہو گئے میں نے ٹھیک سے بات بھی نہیں کی اس سے۔۔۔۔

تم یونی جا رہی ہو وہی اس سے مل لینا۔۔۔

لیکن یہ رکنے والی بات اور خاص طور پر اپنے بھائی کے گھر تمہیں پتا ہے میں اجازت نہیں دوں گا۔۔۔۔

"واسم۔۔۔

ایبہا کی سنہری آنکھوں میں آنسو اتر آئے تھے۔۔۔میں نے اپنے لالا سے ملنا ہے ۔۔۔۔مجھے انکی یاد آرہی ہے۔۔۔۔واسم نے سپاٹ نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

جب واسم نے اسکی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تو وہ روتے ہوئے وہاں سے پلٹنے لگی۔۔۔۔

واسم نے گہرا سانس کھینچتے ہوئے اسکا ہاتھ پکڑ کر روکا۔۔۔۔

ابیہا نے پلٹ کر غصے سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ہاتھ چھوڑیں میرا۔۔۔۔۔

جبکہ واسم کے ہونٹوں پر اسکی ناراضگی کو دیکھتے ایک پل کیلیئے مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی۔۔۔۔

اس نے ایک جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچا۔۔۔۔اور اگر نا چھوڑو تو؟؟؟؟؟
اپنی اوشن بلو آئیز اسکے بھیگے سنہری کانچ پر ٹکائی۔۔۔۔۔

آپ ہمیشہ ہر جگہ صرف اپنی مرضی کیوں چلاتے ہیں۔۔۔۔آپ کی نظر میں میری ذات اور میری بات کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔۔۔۔

روٹھے ہوئے لہجے میں شکوہ کیا گیا۔۔۔۔واسم نے اسکے بہتے ہوئے آنسو ہونٹوں سے چنے۔۔۔۔

اور تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے میری نظر میں تمہاری کوئی اہمیت نہیں۔۔۔اگر ایسا سچ میں ہوتا تو آج یہاں میرے کمرے میں یوں حق سے میری بانہوں میں نا کھڑی ہوتی۔۔۔۔

اسکے نازک گال کو ہونٹوں سے چھوتے ہوئے گھمبیرتا سے بولا۔۔۔ابیہا پل میں سرخ ہوئی۔۔۔۔

اگر ایسا ہے تو پھر مجھے میرے لالا سے ملنے کی اجازت دیں۔۔۔۔واسم نے اس سے الگ ہو کر گہرا سانس کھینچا۔۔۔

ٹھیک ہے لیکن تم وہاں رات نہیں رکو گی۔۔۔۔۔میں آفس سے واپسی پر تمہیں لینے آوں گا۔۔۔۔اور تم بنا کوئی چوچراں کیے چپ چاپ باہر آو گی

۔۔۔۔ منظور ہے۔۔۔

شرط رکھی گئی۔۔۔۔

منظور ہے۔۔۔۔۔ تھینک یو۔۔۔ تھینک یو۔۔۔۔ تھینک یو سو مچ سم۔۔۔۔آپ بہت اچھے ہیں۔۔۔۔

وہ خوشی سے اچھل کر کہتی ہوئی اسکے گلے کا ہار بنی تھی۔۔۔۔پھر اس سے الگ ہونے لگی۔۔۔۔

جب واسم نے اسکے گرد اپنا حصار تنگ کیا۔۔۔۔

ایہا نے سوالیہ دیکھا۔۔۔۔

یہ تمہاری سوچ ہے مسز ورنہ واسم شاہ بالکل بھی اچھا نہیں۔۔۔۔۔زو معنی انداز

۔۔۔۔۔

ایہا نے نا سمجھی سے دیکھا۔۔۔۔جب وہ بنا اسے سمجھنے کا موقع دیئے اسکے

نازک لبوں پر جھکا تھا۔۔۔۔

ہر چیز کی ایک قیمت ہوتی ہے مسز۔۔۔۔جو تمہیں پہلے ادا کرنا پڑے گی

۔۔۔۔اسکے لبوں کو آزادی دیتے ہوئے کان میں گھمبیرتا سے بولا۔۔۔۔

اور پھر اسے گود میں اٹھا کر بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔۔

"ایہا کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔۔۔۔سم۔۔۔

آپ آفس سے لیٹ ہو جائیں گے۔۔۔۔اسکے ارادوں کو سمجھ کر پھنسی پھنسی آواز میں بولی۔۔۔۔

کوئی بات نہیں میں ایک دن لیٹ آفس چلا جاؤں گا۔۔۔۔

لیکن میری یونی۔۔۔۔ابھی بہت وقت ہے۔۔۔۔

اسے بیڈ پر منتقل کرتے ہوئے اسکا اعتراض رد کرتے ہوئے ہونٹوں پر کفل لگایا۔۔۔۔

جس پر ابیہا کو نا چاہتے ہوئے بھی خاموشی اختیار کرنی پڑی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔

جی سر آج آپکا کام ہو جائے۔۔۔۔۔

شام تک فام ہاؤس پر لڑکی پہنچ جائے گی۔۔۔۔۔۔

آر جے نے فون پر بات کرتے اپنے باس کو یقین دہانی کروائی تھی۔۔۔۔۔۔

جی سر میں جانتا ہوں۔۔۔۔۔

جی حملہ بالکل ایسے ہو گا کہ سب کو لگے گا کہ یہ دہشت گردوں کا کام ہے

۔۔۔۔۔

دوسری طرف سے کچھ کہا گیا تھا۔۔۔۔۔

جس کے جواب میں تسلی بخش جواب دیا گیا۔۔۔۔۔۔

جی آپ فکر نا کریں یہ سب میں اپنی نگرانی میں ہی کرواؤں گا۔۔۔۔

اسے اچھی طرح تسلی دینے کے بعد اس نے فون بند کیا تھا۔۔۔۔ جبکہ اسکی آنکھیں ہاتھ میں پکڑی ہوئی لڑکی کی تصویر پر ٹکی ہوئی تھی۔۔۔۔

اور ان میں ایسی چمک تھی۔۔۔۔ جیسے کسی کی آنکھوں میں اپنے شکار کو دیکھنے کے بعد آتی ہے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔

کیسی ہو تم دونوں ؟؟؟؟

زر مینے اور ابرش کو باری باری گلے لگاتے ایہا محبت سے گویا ہوئی تھی

ہم دونوں تو بالکل ٹھیک ہیں آپ سناؤ۔۔۔۔ کیسی رہی پھر آپکی واسم لالا کے ساتھ فارم ہاؤس کی جرنی۔۔۔۔

اسکے سوال پر زر مینے شرارت سے بولی تھی۔۔۔۔ جبکہ ابرش نے بھی اسے شرارتی نظروں سے دیکھا۔۔۔۔

ایہا کے نازک گالوں پر گلال اترا۔۔۔۔

ہم کافی زبردست رہی ہے۔۔۔۔ یہ تو بیا کہ چہرے سے پتا چل رہا ہے۔۔۔۔

اسکے سرخ چہرے کو دیکھتے ابرش نے بھی اسے چھیڑنے میں اپنا حصہ ڈالا تھا

جس پر ایبہا نے ان دونوں کو گھورا۔۔۔۔

ساتھ تو تمہارا ابھی میرے لالا کے ساتھ کافی اچھا رہا ہے تبھی تو اتنی جلدی مجھے پھوپھو کے عہدے پر فائز کرنے جا رہی ہو۔۔۔

اب کہ وہ بھی شرارت سے گویا ہوئی تھی۔۔۔جس پر زرمینے نے بھی قہقہہ لگایا تھا۔۔۔البتہ ابرش کے ہونٹوں کی مسکراہٹ ضارب کے ذکر پر سمٹ چکی تھی۔۔۔۔

بہت بہت مبارک ہو تمہیں۔۔۔۔ایبہا نے ایک بار پھر اسے گلے لگایا تھا

۔۔۔۔۔۔

یہ لوگ اپنی کلاسز بھنک کر کے یونیورسٹی کے گراونڈ میں ایک خاموش کونے میں بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔۔

آخر تینوں اتنے دنوں بعد ملی تھیں۔۔۔۔اتنا تو حق بنتا تھا پڑھائی تو چلتی ہی رہنی تھی۔۔۔۔

کیا ہوا ابرش تمہاری طبیعت ٹھیک ہے ؟؟؟؟

ایہا نے اسکے اترے ہوئے چہرے کی طرف دیکھتے سوال کیا تھا۔۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔لگ تو نہیں رہی۔۔۔۔

وہ بس ایسے ہی۔۔۔جبکہ زرمینے اسکے پیچھے کی وجہ اچھے سے جان چکی تھی

۔۔۔۔۔

ابھی وہ ایبہا کو ضارب اور اسکے جھگڑے کے بارے میں کچھ بتاتی ۔۔۔ان دونوں کو کلاس میں نا پاکر زرتاشے انہیں ڈھونڈتے ہوئے وہاں آ پہنچی ۔۔۔۔

ارے تم لوگ یہاں بیٹھی ہو میں تمہیں پوری یونیورسٹی میں ڈھونڈ چکی ہوں ؟؟؟؟

آتے سار بنا دیکھے شروع ہو گئی ۔۔۔۔جب اسکی نظر نئے چہرے پر پڑی تھی ۔۔۔اور اس نے سوالیہ نظروں سے ابرش اور زرمینے کی طرف دیکھا ۔۔۔۔ دیکھ تو ایبہا بھی انکی طرف ہی رہی تھی ۔۔۔۔جب زرمینے نے انکا تعارف کروایا ۔۔۔۔

بیا یہ زرتاشے ہے ۔۔۔۔ہماری یونی کی نئی دوست اور تاشے یہ ہیں ہماری بڑی بہن پلس دوست پلس بھابھی مسز ایبہا واسم شاہ ۔۔۔۔

اس نے شرارت سے مسکراتے ہوئے۔۔۔ لمبا چوڑا تعارف کروایا
۔۔۔۔۔ جس پر تاشے تو مسکرائی تھی البتہ ایہا نے اسے گھورا۔۔۔۔

"السلام و علیکم۔۔۔

ایہا نے مسکرا کر سلام کیا۔۔۔۔ و علیکم السلام۔۔۔۔ ماشاءاللہ آپ بہت پیاری ہیں۔۔۔۔۔
زریار تمہارے گھر میں سارے ہی ایسے پیارے ہیں۔۔۔۔ لگتا ہے اللہ تعالیٰ نے سارا حسن تم لوگوں کے گھر ہی بانٹ دیا۔۔۔۔

ایہا کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے ہوئے وہ زر کو مخاطب کرتے بے تکلفی سے بولی۔۔۔۔۔

جس پر وہ تینوں مسکرائی۔۔۔۔

ابھی تو تم نے ہمارے گھر کے مردوں کو نہیں دیکھا۔۔۔۔۔ میرے ضارب اور واسم لالا ایک دنیا انکے حسن کی دیوانی ہے۔۔۔۔

اسکے تعریف کرنے پر زرمینے اترا کر بولی تھی۔۔۔۔

اگر ایسی بات ہے تو اپنا ایک بھائی مجھے دے دو۔۔۔۔ وہ دوپٹہ منہ میں دباتے ہوئے شرمانے کی ایکٹنگ کرتے بولی۔۔۔۔۔

جس پر ان تینوں کا قہقہہ گونجا تھا۔۔۔۔

سوری یار اتم لیٹ ہو گئی۔۔۔ کیونکہ ہمارے گھر کے لڑکے بہت پہلے کہ بک ہو چکے۔۔۔۔ اب کہ ایہا مسکرا کر بولی۔۔۔ مطلب ؟؟؟؟؟

اس نے سوالیہ دیکھا۔۔۔۔

مطلب یہ ایہا اور ابرش کی شادی ہو چکی ہے ضارب اور واسم لالا سے۔۔۔۔

کیا مطلب ابرش بھی شادی شدہ ہے۔۔۔۔۔

ابرش کے معصوم چہرے کی طرف دیکھتے حیرت سے بولی۔۔۔۔۔

بالکل۔۔۔۔۔زرمینے اور ایہا نے ایک ساتھ جواب دیا تھا۔۔۔۔۔

اور تم ؟؟؟؟

اسکا اشارہ زر کی طرف تھا۔۔۔۔۔

یہ میڈم بھی نکاح شدہ ہیں۔۔۔۔۔ایہا مسکرا کر بولی تھی۔۔۔۔۔ہمارے گھر کا آخری پیس ہم نے اسی کے پلے باندھا ہے۔۔۔۔۔۔

جس پر تاشے نے اپنی خوبصورت آنکھیں پھیلا کر اسکی طرف دیکھا تھا۔۔۔

زرمینے نے جھوٹی شرمانے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔

جبکہ اسکی نوٹنکی پر ان تینوں کے قہقہے گونجے۔۔۔۔۔ جس پر وہ خود انکا ساتھ دیتی قہقہہ لگا گئی۔۔۔۔

واہ یار تم لوگوں کے تو مزے ہیں۔۔۔۔

اور ایک میں معصوم ہوں جسکا میرے بھائی کو خیال ہی نہیں۔۔۔۔۔انکے لبوں پر تو صرف ایک ہی بات ہوتی ہے گڑیا دل لگا کر پڑھائی کرو۔۔۔۔۔اور اپنے بھائی کا نام روشن کرو۔۔۔۔۔

ہائے میرے خوابوں کا شہزادہ پتا نہیں کب آئے گا۔۔۔۔۔۔

وہ دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔۔ابرش ایبہا اور زر مینے نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔۔

" بہت جلد ان شااللہ

تینوں ایک ساتھ بولی۔۔۔۔آمین ثم آمین۔۔۔۔جبکہ اسکی جلد بازی کو دیکھتے وہ ایک بار پھر قہقہہ لگا کر ہنسی جسکا ساتھ تاشے نے بھی دیا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔

یہ تقریبا یونی میں چھٹی کا وقت تھا۔۔۔۔۔

سٹوڈنٹس کلاس سے فارغ ہو کر کمروں سے باہر نکل رہے تھے۔۔۔۔۔جب یکدم یونیورسٹی کے گراونڈ میں ہلچل مچی تھی۔۔۔۔

دس پندرہ مصلح افراد نے اچانک یونیورسٹی میں داخل ہوتے ہی ہوائی فائرنگ شروع کر دی تھی۔۔۔۔جبکہ یونی کے واچ مین وہ پہلے ہی قابو کر چکے تھے ۔۔۔

جس سے سٹوڈنٹس میں بھگدڑ مچ گئی تھی۔۔۔۔۔

ابرش زرمینے اور تاشے جو مسکرا کر باتیں کرتی ہوئی کوریڈور سے ہوتے ابیہا کی کلاس روم کی طرف جارہی تھیں۔۔۔۔۔

لڑکے لڑکیوں کو بھاگتے دیکھ کر حیرانی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں۔۔۔۔

جب ایک گولی بالکل زر اور تاشے کے درمیان سے گزرتی ہوئی سامنے دیوار پر موجود نوٹس بورڈ پر لگی۔۔۔۔

جس کے اوپر شیشے کا کور لگا ہوا تھا۔۔۔۔۔جو گولی کی وجہ سے ایک دھما کے سے ٹوٹا۔۔۔۔اور کانچ نیچے فرش پر بکھرا۔۔۔۔

جبکہ اس دھماکے کی آواز سے ان تینوں کی چیخیں گونج اٹھی تھیں۔۔۔۔

اور وہ دوسرے سٹوڈنٹس کے ساتھ ایک طرف کو بھاگنے لگی۔۔۔۔۔ابرش جو اس ساری صورتحال سے گھبرا چکی تھی اسکی پیلی پڑتی رنگت کو دیکھتے ہوئے تاشے نے اسکا ہاتھ سختی سے تھاما۔۔۔۔

جبکہ سٹوڈنٹس کی بھیڑ میں زر مینے ان سے الگ ہو چکی تھی۔۔۔۔

وہ نقاب پوش مصلح افراد یونیورسٹی کے اندر داخل ہوتے جگہ جگہ پر کھڑے ہوتے اندھادھند فائرنگ کر رہے تھے۔۔۔۔

جس سے کئی سٹوڈنٹس زخمی بھی ہو چکے تھے۔۔۔۔۔

ابرش اور تاشے سے الگ ہونے کے بعد اس فائرنگ سے بچنے کیلئے زرمینے کوریڈور میں بھاگ رہی تھی۔۔۔۔۔جب اچانک ایک کلاس روم کا دروازہ کھلا تھا اور کسی نے اسکا ہاتھ تھام کر اندر کی طرف کھینچا۔۔۔۔

تبھی ایک گولی بالکل اسکے کان کے قریب سے گزری۔۔۔۔۔اگر ایک پل کی بھی دیری ہو جاتی تو شاید وہ آج زندہ نا بچتی۔۔۔۔

زرمینے نے موت کے خوف سے سہمتے ہوئے بچانے والے کے سینے میں اپنا چہرہ چھپایا تھا۔۔۔۔

جبکہ اسکے عمل سے سامنے والے کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔۔۔

جس پر اس نے اسے ایک جھٹکے سے خود سے جدا کرتے ہوئے۔۔۔۔دیوار کے ساتھ پن کیا

۔۔۔۔۔

جس سے زر مینے کی کمر میں شدید درد کی لہر اٹھی۔۔۔۔اس نے سہمی ہوئی نگاہوں سے سامنے موجود وجود کو دیکھا۔۔۔۔

اور بلیک ہڈی اور ماسک کے اندر سے جھانکتی اسکی سیاہ وحشت سے بھری آنکھوں کو دیکھتے یکدم اسکا دل ڈوبا۔۔۔۔

کیونکہ وہ اسے پہچان چکی تھی۔۔۔۔یہی وہی دہشت گرد تھا جس سے پہلے بھی دو بار

اسکی ملاقات ہو چکی تھی۔۔۔۔

آ،،،،آپ۔۔۔۔۔

لبوں سے سرگوشی نما آواز نکلی۔۔۔۔

ہمم میں۔۔۔۔

اسکے ہونٹوں کی جنبش کو دیکھتے ہوئے۔۔۔کان کے قریب جھکتے ہوئے گھمبیرتا سے بولا

۔۔۔۔

ماسک کے اندر سے اسکے دہکتے ہونٹ زر کے کان سے ٹکرائے۔۔۔جس سے اسکی ریڑھ کی ہڈی

میں سنسناہٹ سی ہوئی۔۔۔۔

دور ہو کر بات کریں۔۔۔اسے پیچھے کی طرف دھکیلتے ہوئے۔۔۔۔غصے سے بولی۔۔۔۔

جس پر وہ استہزائیہ بولا۔۔۔۔

کیوں ابھی تھوڑی دیر پہلے خود ہی تو میری بانہوں میں چھپنا چاہ رہی تھی ۔۔۔۔اپنی خوشی سے میرے سینے کا حصہ بن رہی تھی ۔۔۔۔

اب کیا ہوا۔۔۔۔

اسکے پسینے پسینے ہوئے چہرے کی طرف دیکھتے طنز کیا گیا۔۔۔۔جس پر شرمندہ ہوتے

۔۔۔۔زر نے سر جھکایا۔۔۔۔

میں اس وقت گھبرائی ہوئی تھی۔۔۔۔وہ ڈر کی وجہ سے انجام دیا جانے والا فطری عمل تھا۔۔۔۔

اس سے خوش فہمی پال کر میرے ساتھ فری ہونے کی کوشش نا کریں۔۔۔۔

بظاہر مضبوطی سے بولا۔۔۔البتہ سینے کے اندر دھڑکتا دل تو ایسے تھا جیسے کسی بھی وقت بند ہو جائے گا۔۔۔۔

ہمم سہی۔۔۔۔۔ مطلب ذرا سی بات پر ڈرتے تم کسی بھی انجان کے گلے لگ جاتی ہو۔۔۔

اچھی اور شریف گھر کی لڑکیوں کو یہ حرکتیں زیب نہیں دیتیں۔۔۔۔

اسکی باتوں سے زر کو اپنا آپ شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا

۔۔۔۔۔

"وہ میں۔۔۔۔

اس نے کچھ کہنا چاہا جب اس نے گلووز میں چھپی ہوئی شہادت کی انگلی اسکے ہونٹوں پر رکھتے ہوئے چپ کروایا۔۔۔۔

آئندہ اب اگر کبھی بھی کہیں بھی مجھے تم ایسی حرکت انجام دیتی ہوئی دکھائی دی تو۔۔۔۔اسی پل تمہاری یہ چلتی ہوئی سانسیں روک دوں گا۔۔۔۔

اسکا ایک ایک لفظ وحشت میں ڈوبا ہوا تھا زرمینے کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔۔۔لیکن ساتھ میں غصہ بھی آیا۔۔۔۔

کہ پتا نہیں وہ اسے کیسی لڑکی سمجھ رہا تھا۔۔۔

آپ کون ہوتے ہیں مجھ پر حکم چلانے والے۔۔۔۔آپکو کیا تکلیف ہے میں جسکے مرضی گلے لگوں یا پھر۔۔۔۔ابھی وہ اپنی بات مکمل کرتی اس نے اپنی پاکٹ سے چا* قو نکال کر اسکی گردن پر رکھا۔۔۔۔

زرکی بولتی اپنے آپ بند ہو گئی۔۔۔۔۔

جس پر وہ استہزائیہ مسکرایا۔۔۔۔البتہ آنکھوں میں تو وحشت رقصاں تھی

۔۔۔۔۔

اس نے زرمینے کو بالوں سے پکڑتے قریب کیا جبکہ گردن پر چا* قو کا دباؤ کچھ

اور

بڑھایا تھا۔۔۔۔۔

اب تم نے اگر اپنے منہ سے ایک بھی غلط لفظ نکالا تو ابھی کہ ابھی تمہاری شہہ

رگ کا**ٹ دوں گا۔۔۔۔

جبکہ اسکی حرکت سے زرمینے کے چہرے کی رنگت خطرناک حد تک پیلی پڑ گئی

تھی۔۔۔۔

جاننا چاہو گی میں کون ہوتا ہوں تم پر حکم چلانے والا۔۔۔۔

اسکے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کرتے زو معنی انداز میں گویا ہوا۔۔۔۔ جبکہ آنکھوں میں ایسا خطرناک تاثر تھا کہ زرمینے روح تک لرز گئی۔۔۔۔

وہ اسکی آنکھوں میں برپا وحشت و جنون کو دیکھتے ہوئے اپنے ہوش و حواس برقرار نہیں رکھ پائی تھی۔۔۔۔

لہٰذا بیہوش ہو کر اسکی بازوؤں میں لہرائی۔۔۔۔۔

جبکہ سامنے والے نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے گود میں اٹھایا اور باہر کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔

-------♥-------

ضارب کو جو ایک اہم میٹنگ سے فارغ ہو کر پارٹی آفس واپس جا رہا تھا۔۔۔۔

ایک فون کال کے ذریعے یونی میں ہونے والے حملے کی خبر مل چکی تھی۔۔۔۔۔

اور وہ اپنے گارڈز کے ساتھ فوراوہاں پہنچا۔۔۔۔۔

یونیورسٹی کے آگے گاڑیاں رکتے ہی ضارب شاہ اپنے جاہ وجلال کے ساتھ باہر نکلا تھا

۔۔۔۔۔

جبکہ اسکے گارڈز نے اسکے چاروں طرف حفاظتی گھیرہ بنایا۔۔۔۔۔

بلیک شلوار قمیض میں ملبوس کندھوں پر بلیک ہی چادر اوڑھے ہوئے اپنی طلسمی شخصیت کے ساتھ گارڈز کے گھیرے میں چلتا وہ دیکھنے والوں کو مبہوت کر گیا

۔۔۔۔۔

یونیورسٹی کے گراونڈ میں پہنچتے ہی اسکے تمام گارڈز وہاں پھیل گئے تھے

۔۔۔۔اور

گولیاں چلاتے ہوئے نقاب پوشوں کا مقابلہ کرتے ہوئے صورتحال پر قابو پانے کی کوشش

کرنے لگے۔۔۔۔۔

جبکہ خان کے ساتھ چار پانچ گارڈز الرٹ سے اسکے آگے پیچھے کھڑے تھے

۔۔۔۔

یونیورسٹی میں اس وقت بلکل مارشل لاء والا حساب تھا جن لوگوں نے ضارب کو نہیں

دیکھا تھا وہ سٹوڈنٹس سمجھ رہے تھے کہ آرمی یا کوئی اور ادارہ انکی مدد کو آیا ہے

۔۔۔۔دوسری طرف تاشے ابرش کو لے کر یونیورسٹی کی کینٹین میں داخل ہوئی تھی

۔۔۔۔اور سیدھا کاونٹر کے پیچھے جہاں چھپنے کی جگہ بنی ہوئی تھی اسے ایک سائڈ لے

کر بیٹھ گئی۔۔۔۔

وہاں پہلے بھی دو چار سٹوڈنٹس چھپ کر بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔۔

زرتاشے۔۔۔۔۔ تبھی اسے کسی نے آواز دی۔۔۔۔

اس نے آواز کو پہچانتے ہوئے فوراسر اٹھا کر سامنے دیکھا تو اسکا بھائی کھڑا تھا

۔۔۔۔۔

بھائی۔۔۔۔وہ فوراوہاں سے نکلتی ہوئی سیدھا اسکے سینے کا حصہ بنی تھی۔۔۔

جب رضا نے اسے خود سے الگ کرتے اسکی پیشانی پر پیار کیا۔۔۔

تم ٹھیک ہو نا گڑیا؟؟؟؟؟

جی بھائی میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔ لیکن آپ یہاں کیسے؟؟؟؟ اسکی تسلی کرواتے ہوئے سوال

کیا تھا۔۔۔۔

وہ آج آفس سے کام جلدی ختم ہو گیا تو میں نے سوچا اپنی گڑیا کے ساتھ ٹائم سپینڈ

کروں گا اس لیے تمہیں لینے آیا تھا۔۔۔۔

اور یونیورسٹی کی حالت دیکھتے بہت گھبرا گیا تھا۔۔۔ تمام کلاسز چیک کرنے کے بعد

تمہیں ڈھونڈتے ہوئے یہاں پہنچا۔۔۔۔

تفصیل سے بتاتے ہوئے اسے دوبارہ سینے سے لگایا۔۔۔۔

چلو اس سے پہلے حالات اور خراب ہو جائیں ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے

۔۔۔۔

جس پر اس نے سر ہلایا۔۔۔۔ایک منٹ بھائی۔۔۔۔میں اپنی دوست کو بھی لے کر آتی ہوں

۔۔۔اور اس سے پہلے وہ اسے لے کر نکلتا تاشے نے اسے روکا۔۔۔

ابرش جو ان دونوں بہن بھائی کو ہی آنکھوں میں آنسو بھر کر دیکھ رہی تھی

۔۔۔اصل میں رضا کو تاشے سے پیار کرتے دیکھ اسے واسم کی یاد آ گئی تھی

۔۔۔۔

زرتاشے اسکے قریب آئی۔۔۔۔

چلو بھائی کے ساتھ چلتے ہیں۔۔۔۔۔ لیکن زرمینے اور بیا۔۔۔۔۔پریشانی سے گویا ہوئی

۔۔۔۔

تم چلو تو سہی انہیں بھی دیکھتے ہیں۔۔۔۔ جس پر وہ سر ہلاتے ہوئے اسکے ساتھ رضا کے قریب آئی تھی۔۔۔۔۔

بھائی یہ میری دوست ہے۔۔۔۔۔رضا نے ایک نظر اسکے معصوم اور خوبصورت چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔۔ پھر مسکرا کر اسکے سر پر ہاتھ رکھتے دونوں کو لے کر باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔

جہاں ضارب کے گارڈز صورتحال پر مکمل قابو پا چکے تھے۔۔۔۔۔۔اور راستہ کلیر ہوتے

ہی وہ اندر ان تینوں کو دیکھنے کیلئے بڑھا تھا۔۔۔۔۔

جب ابرش رضا اور تاشے کے ساتھ باہر آئی تھی۔۔۔۔۔رضا نے ایک ہاتھ

میں تاشے جبکہ دوسرے میں ابرش کا ہاتھ سختی سے تھام رکھا تھا۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے ہوئے ضارب کی آنکھوں میں پل میں لہو اترا تھا۔۔۔۔

اوپر سے سونے پر سہاگا۔۔۔۔کہ اسکے چہرے کے گرد حجاب تو موجود تھا البتہ

سٹوڈنٹس

کی دھکم پیل میں اسکا دوپٹہ کہیں گر گیا تھا۔۔۔۔

اور اسے یوں کسی نامحرم کے ساتھ دیکھتے ضارب کی رگوں میں دوڑتے خون میں

شرارے پھوٹنے لگے۔۔۔۔۔

اس نے قہر بھری نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

جبکہ اسکے برعکس ضارب کو اپنے سامنے دیکھتے ہی ابرش رضا سے اپنا ہاتھ

چھڑواتی فورا بھاگ کر اسکے سینے کا حصہ بنی تھی۔۔۔۔۔

جسے لمحے کے ہزارویں حصے میں اس نے خود سے الگ کیا۔۔۔۔اور اپنی چادر اتار کر اسکے چاروں طرف پھیلائی۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی نظریں پیچھے کوریڈور میں اس نقاب پوش پر ٹکی ہوئی تھیں جو بیہوش زرمینے کو اپنے ہاتھوں میں لے کر کھڑا تھا۔۔۔۔

ضارب نے آنکھوں سے ہی اسے خاص اشارہ کیا تھا جسے سمجھتے ہوئے وہ اسے لے کر بنا کسی کی نظروں میں آئے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔

سائیں وہ۔۔۔۔بیا کدھر ہیں ؟؟؟؟؟اس کی بات درمیان میں کاٹتے سرد لہجے میں سوال کیا۔۔۔۔

جبکہ اسکے لہجے کے سرد پن کو محسوس کرتے اسے بھی جلد اپنی پوزیشن کا خیال ہوا اور

اپنی بے اختیاری پر خود کو کوستی ہوئی شرمندگی سے پیچھے ہوئی۔۔۔۔

مجھے نہیں پتا۔۔۔۔میں نے نہیں دیکھا۔۔۔۔۔وہ اپنی کلاس میں تھیں ۔۔۔۔آہستہ

آواز میں بولی تھی۔۔۔۔۔

"خان۔۔۔

ضارب کی دھاڑ پر وہ بھاگ کر اسکے قریب آیا تھا۔۔۔۔انہیں حفاظت سے گاڑی میں

بٹھائیں۔۔۔۔تب تک زرتاشے اور رضا بھی انکے قریب آچکے تھے۔۔۔۔

تاشے تو ضارب کو یہاں اور ابرش کو بھاگ کر اسکے گلے لگتے دیکھ کر ابھی تک شاکڈ میں تھی۔۔۔۔

اچھاتاشے خان کے ساتھ جانے سے پہلے وہ زرتاشے کے گلے لگی تھی
۔۔۔۔بہت شکریہ تم

نے میری جان بچائی۔۔۔۔۔

مسکراکر بولی۔۔۔۔

ہے دوستی میں نو سوری نو تھینک یو۔۔۔۔زرتاشے کے مسکراکر کہنے پر وہ بھی مسکرائی اور رضا کو سلام کہتے ہوئے خان کے ساتھ گاڑی کی طرف بڑھ گئی

۔۔۔۔۔

جبکہ ان سب کے دوران خان نے اپنی آنکھیں مکمل جھکا رکھی تھیں۔۔۔۔البتہ تاشے اسے ہی مسکراتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

بہت شکریہ آپ دونوں کا آپ نے ہماری بیوی کی حفاظت کی۔۔۔۔۔ابرش کے جاتے ہی ضارب نے مسکرا کر ان دونوں کا شکریہ ادا کیا تھا۔۔۔۔

شکریہ کی ضرورت نہیں ہے لالا سمجھیں آج انجانے میں آپکی بہن نے آپکا احسان اتارا

۔۔۔۔آپ نے بھی تو اس دن میری جان بچائی تھی۔۔۔۔

زرتاشے مسکرا کر بولی۔۔۔۔جبکہ ضارب نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا ۔۔۔البتہ رضا نے سوالیہ اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

بھائی اس دن غنڈوں سے مجھے انہوں نے ہی بچایا تھا۔۔۔۔جس پر سر ہلاتے ہوئے اس نے ضارب کا شکریہ ادا کیا۔۔۔۔اور پھر وہ دونوں بھی باہر کی طرف بڑھ گئے۔۔۔۔

جبکہ ضارب اندر بیا کو دیکھنے کیلئے بڑھا۔۔۔۔۔

--------❤-------

"ہے چھوڑو اسے -----

واسم شاہ نے بھاگ کر آتے ہوئے ---ایک غنڈے کہ منہ پر زبردست قسم کا

" مکا جڑا تھا ---

جو وہ برداشت نہیں کر پایا تھا اور سیدھا زمین پر گرا ---جبکہ اسکے ناک منہ

سے

خون کا چشمہ پھوٹ پڑا ---دو غنڈے جو ابیہا کو کھینچ کر لے جا رہے تھے

---" اپنے ساتھی کی یہ حالت دیکھتے ہوئے ----

اسے چھوڑ کر دونوں واسم پر ایک ساتھ حملہ آور ہوئے تھے۔۔۔۔

ایک کا وار اپنے بازو پر روکتے ہوئے دوسرے کے پیٹ میں زوردار ٹانگ ماری تھی۔۔۔۔

جس سے وہ دوہرا ہوا۔۔۔جب پہلے والے نے دوبارہ اس پر وار کیا جسے خوبصورتی سے ڈاج دیتے ہوئے۔۔۔۔

اس نے اسکے جبڑے پر وار کیا تھا۔۔۔

جس سے وہ دس قدم پیچھے زمین پر جا کر گرا۔۔۔۔

ایہا جو کچھ دیر پہلے اس اچانک رونما ہونے والی صورتحال سے پریشان تھی اب مبہوت نگاہوں سے واسم شاہ کو خوبصورت انداز میں لڑتے ہوئے دیکھ رہی تھی

۔۔۔۔

جب واسم ان غنڈوں کی اچھی طرح خاطر تواضع کر کے اسکی طرف متوجہ ہوا ۔۔۔۔اور اسے خود کو ٹکٹکی باندھ کر تکتے دیکھ خوبصورتی سے مسکرایا۔۔۔۔

ابھی واسم نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے اسکی طرف قدم بڑھائے ہی تھے کہ اچانک ایک طرف سے بھاگ کر آتے ضارب نے اسے اپنے سینے سے لگایا اور یکدم اسکا رخ بدلہ۔۔۔۔

تبھی فضاء میں یکدم گولی چلنے کی آواز گونجی تھی۔۔۔۔

"لالا۔۔۔

ایہا کی چیخ بے ساختہ تھی۔۔۔۔ایک کے بعد ایک تین گو*لیاں آکر ضارب کے وجود میں پیوست ہوئی تھی۔۔۔

جس سے اسکے وجود کو جھٹکا لگا جبکہ ہونٹوں سے بے نام سی سسکاری نکلی تھی

"ضارب----

واسم نے شاکڈ نظروں کے ساتھ دیکھتے ہوئے اسے پکارا-----

ضارب نے ایک پل کیلئے مسکرا کر اسکی طرف دیکھا اور پھر یکدم دوبارہ اپنا رخ بدلہ------

وہ غنڈہ جس نے واسم پر گو*لی چلائی تھی-----اس کی گن سے گو*لیاں ختم ہو چکی تھیں----

اس نے پستول وہی پھینکتے ہوئے دوڑ لگائی-----جب جسم سے اٹھتے درد کو لب بھینچ کر برداشت کرتے ہوئے ضارب نے واسم کے کندھے سے سر اٹھایا

اور قہر بھری نظروں سے اسکی پشت کو دیکھتے کمر پر لگے پستو*ل کو نکالتے ہوئے اسکے سر کا نشانہ لیا تھا۔۔۔۔۔

جس سے نکلی گو*لی اس غنڈے کی کھوپڑی کے آر پار ہوئی تھی اور وہ لہرا کر زمین پر گرا۔۔۔۔۔

دوسری طرف ضارب کے قدم بھی ڈگمائے تھے۔۔۔۔۔

ایہا بھاگ کر اسکے قریب آئی تھی۔۔۔۔۔ جبکہ واسم نے اسے دونوں ہاتھوں سے تھامتے گرنے سے بچایا۔۔۔۔۔۔

یہ کیا بیوقوفی تھی؟؟؟؟

غصے سے بولا۔۔۔۔

ضارب مسکرایا اور اس مسکراہٹ کے پیچھے کتنا درد چھپا تھا۔۔۔۔اسکے چہرے کی سرخ پڑتی رنگت سے وہ اندازہ لگا سکتا تھا۔۔۔۔

ویسے تو آپ ہمارا احسان لینا پسند نہیں کرتے تو سوچا ایسے آپکو اپنے احسان کے بھوج تلے دبائے۔۔۔۔۔

مسکرا کر بولا تھا۔۔۔۔۔جس پر واسم نے اسے گھوری سے نوازا۔۔۔۔

جبکہ ایہما نے روتے ہوئے منہ پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے تھے۔۔۔۔

ضارب شاہ کے ہوتے ہوئے اسکے بھائیوں پر کبھی آنچ نہیں آسکتی۔۔۔۔اپنے خاندان پر بری نظر ڈالنے والے کی ہم ہستی مٹادیں گے۔۔۔۔اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھتے محبت سے گویا ہوا۔۔۔۔واسم نے یکدم اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔۔۔۔جبکہ خو*ن کے روانی سے بہنے سے اب ضارب پر غنودگی چھانے لگی تھی۔۔۔

جسے محسوس کر کے وہ اسے اپنے کندھے پر اٹھا کر باہر کی جانب بھاگا۔۔۔

-------♥-------

شاہ حویلی کے سبھی افراد ہسپتال کے کوریڈور میں کھڑے ہو کر ضارب کی سلامتی کی دعا کر رہے تھے۔۔۔۔۔

جو اندر آئی سی یو میں زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا تھا۔۔۔۔۔

واسم ضارب کو کندھے پر اٹھا کر فورا یونی کے گیٹ کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔۔ جبکہ اسکے پیچھے پیچھے ہی ابیہا نے دوڑ لگائی۔۔۔۔۔ جس کی آنکھوں سے آنسو متواتر بہہ رہے تھے۔۔۔۔

واسم نے باہر آتے ہی خان کو دھاڑ کر گاڑی کا دروازہ کھولنے کا بولا۔۔۔۔۔

وہ جو ابھی ابرش کو گاڑی کے اندر بٹھا کر دروازہ بند کر رہا تھا۔۔۔۔۔ اسکی دھاڑ پر پلٹ کر اسکی طرف دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

جسکے کندھے پر اسکا سائیں زخمی حالت میں موجود تھا۔۔۔۔اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا کیونکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی تو وہ ضارب کو سہی سلامت اندر چھوڑ کر آیا تھا۔۔۔۔

اس نے واسم کی ہدایت پر عمل کرتے گاڑی کا دروازہ مکمل کھول دیا تھا۔۔۔۔

ابرش جو گاڑی کے اندر بیٹھی ہوئی تھی حیران نظروں سے صورتحال سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔

جب واسم نے بہت احتیاط کے ساتھ ضارب کو گاڑی کے اندر سیٹ پر ڈالا جسکی آنکھیں تقریباً اب بند ہونے کے قریب تھی۔۔۔۔۔

ہے بھائی " ضارب آنکھیں بند نہیں کرنا۔۔۔ بس تھوڑی سی ہمت اور ہم ابھی ہاسپٹل پہنچ جائیں گے۔۔۔اسکا چہرہ تھپتھپاتے ہوئے پیار سے بولا تھا

۔۔۔۔

جبکہ اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے کو تیار تھے جنہیں واسم نے بہت ضبط کے ساتھ روک رکھا تھا۔۔۔۔

جبکہ اسکے بھائی بولنے پر ضارب اتنی تکلیف میں بھی مسکرایا تھا۔۔۔

اپنا پہنا ہوا کوٹ اتار کر اسکے زخم پر باندھا تاکہ کچھ پل کیلئے خون رک جائے

۔۔۔۔۔

اور دروازہ بند کرتے خود ڈرائیونگ سیٹ پر آیا۔۔۔۔

اور ابیہا کے اندر بیٹھتے ہی گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔۔ جبکہ اسکے پیچھے ہی گارڈز کی گاڑیاں نکلی تھیں۔۔۔۔

ابرش نے بہت احتیاط کے ساتھ ضارب کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھا تھا۔۔۔

" سائیں

اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتے محبت کے ساتھ پکارا۔۔۔

جبکہ نیلے سمندر سے آنسو بہنا شروع ہو چکے تھے۔۔۔۔ ضارب جو تقریبا ہوش گنوانے کے قریب تھا۔۔۔۔

ابرش کا اپنے قریب آنا پکارنا اور پیار سے چھونا محسوس کر چکا۔۔۔۔

اپنی ساری ہمت جمع کرتے ہوئے اس نے بمشکل اپنی بند ہوتی آنکھیں کھولیں تھیں جو سیدھی اسکے نیلے سمندر سے ٹکرائی تھیں۔۔۔۔

جن میں اس کیلئے فکر تھی،، تڑپ تھی،، محبت تھی۔۔۔۔

اسکے بہتے ہوئے آنسو دیکھ کر ضارب کے دل کو تکلیف ہوئی۔۔۔۔اس نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھایا۔۔۔۔تاکہ اسکے آنسو صاف کر سکے۔۔۔

لیکن پھر اسکی باتوں کو یاد کرتے۔۔۔۔یکدم اسکے تاثرات بدلے۔۔۔۔اور اس نے اپنے چہرے پر رکھے ہوئے ابرش ہاتھوں کو جھٹکا۔۔۔۔

اور اسکی گود سے سر اٹھانے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔

سائیں "ابرش نے تڑپ کر پکارتے اسے ایسا کرنے سے روکا۔۔۔۔۔

خبر،،،،، خبردار،،،،، آپ نے،،،،، ہمیں اس،،،، نام سے،،،،، پکارا،،،،،
آپ ہمیں،،،،، اس نام سے پکارنے،،،،، کا حق کھو چکی ہیں۔۔۔۔۔

تکلیف زدہ لہجے میں اسے ٹوکتے ہوئے۔۔۔۔ دوبارہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگا
۔۔۔۔۔

ابرش نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

ابیہا جسکا دھیان ان دونوں کی طرف ہی تھا ابرش کی طرف سوالیہ دیکھنے لگی
۔۔۔۔

جس پر اس نے نظریں چرائی۔۔۔۔۔

جبکہ واسم نے گاڑی کی سپیڈ کچھ اور تیز کی تھی۔۔۔۔۔

ضارب جو ابرش کے ہاتھ جھٹک کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔اسکے ز*خموں پر کھینچاوپڑنے پر تکلیف کی ایک شدید لہر اسکے وجود میں سرائیت کر گئی تھی۔۔۔۔۔

جس سے اسکے منہ سے کراہ نکلی۔۔۔۔۔

ابرش نے اسکے کندھوں پر دباؤ بڑھاتے دوبارہ اسکا سر اپنی گود میں رکھا تھا

ضارب نے غصے سے چہرہ پھیرا-----

جس پر اس نے مدد طلب نظروں سے ابیہا کی طرف دیکھا-----

جس پر ابیہا نے اسے آنکھوں سے ہی تسلی دی پھر دوبارہ سیدھا ہو کر واسم سے مخاطب ہوئی-----

پلیز جلدی چلائیں----لالا کی حالت بگڑتی جا رہی ہے-----

واسم نے سر ہلایا-----

دوسری طرف ضارب اب اپنے حواس مکمل طور پر کھو چکا تھا۔۔۔۔

" سائیں

اسکی بند آنکھوں کو دیکھتے ہوئے ابرش نے اسکا چہرہ تھپتھپایا۔۔۔۔

"لیکن جواب ندارد۔۔۔۔

" لالا

ضارب کے جواب نا دینے پر اس نے واسم کو پکارا۔۔۔۔

واسم نے پیچھے مڑ کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔یہ آنکھیں نہیں کھول رہے۔۔۔۔۔

پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

حوصلہ کرو گڑیا ہم بس پہنچنے والے ہیں۔۔۔۔۔گاڑی کی سپیڈ اور تیز کرتے بیس منٹ کا راستہ پانچ میں طے کرتے ہوئے اس نے گاڑی ہاسپٹل کے احاطے میں روکی۔۔۔۔

اور فورا باہر نکلتے ہوئے گاڑی پچھلا دروازہ کھولا۔۔۔۔۔

تبھی پیچھے گارڈز کی گاڑیاں آکر رکی جس سے نکلتے خان نے اسکی مدد کرتے ہوئے سٹیچر پر ڈالا تھا۔۔۔۔

پھر وہ اندر کی طرف بڑھے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔

ضارب شاہ کو گو*لیاں لگنے کی خبر پورے ملک میں۔۔۔۔جنگل میں لگنے والی آگ کی طرح پھیلی تھی۔۔۔۔

لوگ اپنے لیڈر کے حق میں سڑکوں پر نکل آئے تھے۔۔۔۔

اسکے مجرموں کی فوری گرفتاری کی ڈیمانڈ کی جارہی تھی۔۔۔۔ جگہ جگہ مسجدوں میں اسکی سلامتی کیلیئے دعائیں کروائی جارہی تھیں۔۔۔۔

اس خبر کے پتا چلتے ہی تقریبا پورا لاہور ہی سڑکوں پر نکل آیا تھا۔۔۔۔

سب کی نظریں ہی ٹیوی پر آنے والی خبروں پر ٹکی ہوئی تھیں کہ کب اسکی طبیعت کے بارے کوئی خیر خبر مل سکے۔۔۔

لیکن فلحال ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔

نا اسکے خاندان نے میڈیا پر آکر اسکے بارے میں کچھ بتایا تھا اور نا ہی پارٹی ممبرز کچھ بتا رہے تھے۔۔۔۔

بس دوپہر میں اس کے سینئرز نے پوری قوم کے آگے اس کیلئے دعا کی اپیل کی تھی۔۔۔۔

اور اب دوپہر سے شام اور شام سے رات ڈھل چکی تھی لیکن ابھی تک کوئی نیو اپڈیٹ نہیں آئی تھی۔۔۔

البتہ یونیورسٹی پر ہونے والے حملے کو جس میں ضارب زخمی ہوا تھا اسے دہشت گردوں کا حملہ قرار دیتے ہوئے نامعلوم افراد کیخلاف رپورٹ درج کر لی گئی تھی۔۔۔۔

اور جائے وقوعہ سے تمام شواہد اکٹھے کرتے ہوئے پولیس نے اپنی تشویش بھی شروع کر دی تھی۔۔۔۔

اور میڈیا پر آکر عوام کے سامنے اعلان کیا تھا کہ بہت جلد وہ مجرموں کو گرفتار کرتے ہوئے انہیں کیف کردار تک پہنچائے گے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔

دوسری طرف حیدر شاہ اس خبر کے سنتے ہی پورے خاندان کے ہاسپٹل پہنچے تھے۔۔۔۔۔

حالانکہ عمائمہ بیگم (اماں بیگم) کی حالت ٹھیک نہیں تھی۔۔۔۔ لیکن وہ بھی اپنے پوتے کی حالت کے بارے میں سنتے ہوئے ضد کر کے ساتھ چلی آئی تھیں۔۔۔۔۔

اب سب لوگ بیٹھے ہوئے اسکی سلامتی کے دعا مانگ رہے تھے۔۔۔۔۔ جبکہ اندر ضارب کا آپریشن چل رہا تھا۔۔۔۔۔

ڈاکٹرز نے اسکی حالت کافی تشویش ناک بتائی تھی۔۔۔۔۔ جس کے چلتے ہوئے انہوں نے واسم سے ایک فارم پر سائن لیے تھے کہ اگر آپریشن کے دوران ضارب کو کچھ ہو گیا تو ہسپتال انتظامیہ اسکی ذمہ دار نہیں ہو گی۔۔۔۔

جبکہ انکی بات سن کر وہ غصے سے آگ بگولہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔

اگر میرے بھائی کو کچھ ہوا تو تمہارے اس ہاسپٹل کو اپنے ہاتھوں سے آ**گ لگا دوں گا۔۔۔۔۔۔

تم لوگ ابھی جانتے نہیں ہو کہ واسم شاہ کیا چیز ہے۔۔۔۔

ڈاکٹر کو گریبان سے پکڑتے ہوئے وہ دھاڑا تھا۔۔۔۔۔ جبکہ اسکی دھاڑ پر اس نیلی آنکھوں والے شہزادے کو لوگ رک کر مبہوت نگاہوں سے دیکھنے لگے

۔۔۔۔۔

جس کی وائٹ شرٹ ضارب کے خون سے مکمل بھیگی ہوئی تھی۔۔۔۔
جبکہ بازو اس نے کہنیوں تک فولڈ کر رکھے تھے۔۔۔۔۔

وہ اس رف ٹف حلیے میں بھی دھڑکنوں کو ساکت کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا

۔۔۔۔۔

جبکہ اس کی حالت اس وقت بپھرے ہوئے شیر کی جیسے تھی۔۔۔۔۔اپنے بھائی کیلئے ایسے الفاظ سن کر اپنا آپا کھوتے وہ ہاتھا* پائی پر اتر آیا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ اس سرخ چہرے نیلی آنکھوں والے ملکلموت کو اتنے قریب سے دیکھتے ہوئے۔۔۔۔ڈاکٹر نے سہم کر سر ہلایا تھا۔۔۔۔

جس پر واسم نے اسے ایک جھٹکے سے چھوڑا۔۔۔۔اور وہ سیدھا زمین پر جا کر گرا تھا۔۔۔۔

جبکہ اسکو غصے کی انتہا پر پہنچے دیکھ کر ابرش ایہا کی ہمت نہیں ہوئی اسے آگے ہو کر روک سکے۔۔۔۔

لیکن خان نے ضرور زمین گرے ہوئے ڈاکٹر کو سہارا دے کر اٹھایا تھا۔۔۔۔
جس پر وہ بنا ایک بھی پل ضائع کیے اندر ضارب کی روم کی طرف.بڑھا۔۔۔۔

جبکہ اسکی پھرتی کو دیکھتے وہاں موجود لوگوں کے ساتھ اتنی ٹینشن میں بھی خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نے اپنی چھب دکھلائی تھی۔۔۔۔

________❤________

ڈاکٹر کیسے ہے میرا لالا ؟؟؟؟

ڈاکٹر کے آئی سی یو سے باہر آتے ہی زارون نے فوراآ گے بڑھ کر پوچھا تھا

جبکہ باقی خاندان کے افراد بھی انکے قریب آتے ہوئے انہیں امید بھری نظروں سے دیکھنے لگے۔۔۔۔۔

جبکہ اسکے برعکس اس ڈاکٹر کی نظر تو واسم شاہ پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔۔جس کی آنکھیں حد سے زیادہ سرخ ہو رہی تھیں۔۔۔۔

جنہیں دیکھ کر اس نے بمشکل تھوک نگلتے اپنا حلق تر کیا۔۔۔۔۔

جب حیدر شاہ آگے بڑھے۔۔۔۔۔

آپ بتا کیوں نہیں رہے کہ ضارب ایسا کیسے ہیں؟؟؟؟

دیکھیں سر ہم نے انکی گولیاں نکال دی ہیں۔۔۔۔لیکن خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے فلحال انہیں ہوش نہیں آ رہا۔۔۔۔

تو تم کیا کر رہے ہو۔۔۔۔اسے خون چڑھاو۔۔۔۔۔

ڈاکٹر کی بات درمیان میں کاٹتے ہوئے واسم غصے سے بولا تھا۔۔۔۔

واسم۔۔۔" جیسے بات کر رہے ہیں۔۔۔

اس کے لہجے کو دیکھتے ہوئے حیدر شاہ نے اسے ڈپٹا تھا۔۔۔

سر ہم نے خون لگا دیا ہے۔۔۔اور پوری کوشش کر رہے ہیں کہ انہیں ہوش آ جائے۔۔۔۔

لیکن جب تک وہ ہوش میں نہیں آتے ہم کچھ کہہ نہیں سکتے۔۔۔۔آپ لوگ دعا کریں۔۔۔۔

اتنا کہتے ڈاکٹر وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔

جبکہ اسکی بات سن کر حیدر شاہ پاس رکھے بینچ پر ڈھے گئے۔۔۔۔ جن کے قریب بیٹھتے ہوئے ارمغان نے انکے کندھے پر ہاتھ رکھتے حوصلہ دیا تھا۔۔۔۔

پتا نہیں ہمارے بچے کی اور کتنی آزمائش باقی ہے۔۔۔۔

ارمغان شاہ کی طرف دیکھتے نم لہجے میں گویا ہوئے۔۔۔ جبکہ انکے ٹوٹے ہوئے لہجے کو سن کر سبھی گھر والوں کے آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔۔۔

میں گنہگار ہوں۔۔۔۔۔ ابرش روتے ہوئے تیز آواز میں بڑبڑائی تھی۔۔۔

جس پر آگے بڑھ کر فوراواسم نے اسے سینے سے لگایا تھا۔۔۔۔۔ جبکہ زارون بھی اسکے قریب آگیا تھا۔۔۔۔

لالا میں گنہگار ہوں۔۔۔۔ میں نے بہت بدتمیزی کی تھی ان سے۔۔۔۔ وہ مجھ سے ناراض ہیں۔۔۔۔۔ میں نے ان سے بولا تھا میری زندگی سے دور چلے جائیں۔۔۔

نہیں گڑیا اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔۔

واسم نے نرمی سے اسے سمجھانا چاہا لیکن وہ پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔۔

نہیں لالا یہ سب میرے ہی گناہوں کی سزا ہے۔۔۔جو اللہ تعالیٰ میرے سائیں کو مجھ سے دور کر رہے ہیں۔۔۔

میں قسم کھا کر کہتی ہوں لالا اگر میرے سائیں کو کچھ ہوا تو میں بھی زندہ نہیں رہوں گی۔۔۔

وہ ہزیانی انداز میں چیختے ہوئے بولی تھی۔۔۔

کچھ نہیں ہوگا تمہارے سائیں کو۔۔۔ادھر دیکھو میری طرف میرا وعدہ ہے میں کچھ نہیں ہونے دوں گا اسے۔۔۔۔

اسکا معصوم چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے پیار سے بولا۔۔۔۔

پلیز لالا انہیں بولیں نا۔۔۔۔وہ میرے ساتھ ایسا نا کریں۔۔۔۔۔میں نہیں رہ سکتی انکے بنا۔۔۔۔میں بہت محبت کرتی ہوں ان سے۔۔۔۔۔میں مر جاؤں گی ۔۔۔۔۔

واسم کے سینے پر سر رکھتے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔۔

خبردار اگر تم نے دوبارہ اپنے منہ سے یہ مرنے کی بات کی تو۔۔۔۔کچھ نہیں ہوگا ضارب کو وہ ان شااللہ بہت جلد ہوش میں آجائے گا۔۔۔۔

اب کے ذرا غصے سے ڈپٹتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔ جبکہ اسکی دھاڑ پر وہ کچھ سہمی ۔۔۔۔

لالا" زارون نے لہجے کا احساس کروایا۔۔۔۔

جسے ایک نظر دیکھتے واسم نے نفی میں سر ہلاتے اسکی پیشانی پر پیار کیا اور پھر اس کے چہرے سے آنسو صاف کرتے ہوئے دوبارہ اسے کل متاع کی طرح اپنے سینے میں بھینچا۔۔۔۔

اسکے منہ سے مرنے کی بات سنتے وہ تڑپ ہی تو گیا تھا۔۔۔۔

ایک تو ضارب کی یہ حالت دیکھتے ویسے ہی اسکا خون خول رہا تھا اوپر سے ابرش کی یہ باتیں۔۔۔۔

دوسری طرف ایہانے رو رو کر الگ اپنی بری حالت کی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

جسے دیکھ دیکھ کر اسکے دل کو الگ تکلیف پہنچ رہی تھی۔۔۔۔۔

ضارب شاہ اسکے اپنوں کیلئے کس اہمیت کا حامل تھا پورے خاندان کی غیر ہوئی حالت کو دیکھتے اسے اب اچھے سے اندازہ ہو رہا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔

زرمینے نے اپنی آنکھیں کھولتے ہی خود کو اپنے کمرے میں موجود پایا تھا۔۔۔۔

اور آہستہ آہستہ ہوش برقرار ہوتے ہی اسے دوپہر کا ایک ایک پل یاد آنے لگا

اس نقاب پوش کی باتوں کو یاد کرتے ہوئے اس نے جھر جھری لی-----
تبھی کمرے کا دروازہ کھولتے نجمہ بیگم اندر داخل ہوئی تھیں-----

جنہیں وہاں موجود دیکھ کر پہلے تو وہ حیران ہوئی پھر خوش ہوتے اٹھ کر انکے گلے ملی-----

آپ کب آئی؟؟؟؟؟

بس تھوڑی دیر پہلے ہی آئی ہوں آپکے بابا سائیں کے ساتھ ۔۔۔۔۔اور باقی سب گھر والے بھی آئیں ہیں۔۔۔۔

آپ بتاو اب آپکی طبیعت کیسی ہے۔۔۔۔۔ ہمیں زارون نے بتایا دوپہر میں آپکی طبیعت خراب ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

یونیورسٹی میں ہونے والے حملے کی وجہ سے۔۔۔۔۔

جس پر پہلے وہ حیران ہوئی۔۔۔۔۔ کہ زارون کو اسکی حالت کے بارے میں کیسے پتا۔۔۔۔۔۔اور وہ گھر کیسے آئی۔۔۔۔۔

اسے کچھ بھی یاد نہیں تھا۔۔۔۔۔

پھر اسے لگا شاید ضارب نے اسے فون کر کے بتایا ہو۔۔۔اور واپس بھی شاید وہی لایا۔۔۔۔

لیکن وہ نقاب پوش کہاں گیا؟؟؟؟

اسکے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔

کیا ہوا زربیٹا آپ ٹھیک ہیں؟؟؟؟

ہنہہ جی جی میں ٹھیک ہوں۔۔۔

نجمہ بیگم کی آواز پر وہ ہوش میں آئی ۔۔۔۔ چلیں باہر مجھے باباسائیں سے ملنا ہے ۔۔۔۔

کتنے دن ہوئے ان سے نہیں ملی ۔۔۔۔۔

مسکرا کر بولی ۔۔۔۔

وہ یہاں نہیں ہیں فلحال وہ ہاسپٹل میں ہیں ۔۔۔۔

مطلب نجمہ بیگم کی بات اس نے نا سمجھی سے اسکی طرف دیکھا ۔۔۔۔

جس کے بعد انہوں نے اسے ساری بات بتائی تھی ۔۔۔۔۔

ضارب کے بارے میں سنتے ہوئے اسکی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے ۔۔۔۔۔

بیٹا ڈاکٹرز نے انکی حالت کافی کریکٹل بتائی ہے ۔۔۔۔

جس سے اسکے آنسوؤں میں مزید روانی آئی تھی ۔۔۔۔

ماما ابرش اور بیا کیسی ہیں ؟؟؟؟اور ابرش کی حالت ابھی تو انہیں اتنی بڑی خوشخبری ملی تھی ۔۔۔۔یہ سب کیا ہو گیا۔۔۔۔۔

ضارب جس نے اسے ہمیشہ بہنوں جیسا پیار دیا تھا اسکی حالت کے بارے سوچتے اسکا دل پھٹا جا رہا تھا۔۔۔۔

اوپر ابرش کی حالت اور ابیہا جسکی جان اپنے بھائی میں بستی تھی ۔۔۔۔ نا جانے کس حالت میں ہونگی دونوں ۔۔۔۔

انکی بھی ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔بہت رو رہی تھیں دونوں۔۔۔۔لیکن ہم کافی سمجھایا ہے کہ ضارب رونے سے ٹھیک نہیں ہونگے۔۔۔۔

انہیں آپ لوگوں کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔

چلیں آپ بھی اٹھیں اور نفل ادا کر کے اپنے لالا کیلئے دعا کریں ان شااللہ وہ بہت جلد ٹھیک ہو جائینگے۔۔۔۔

پیاری سے بولیں۔۔۔

جس پر اس نے سر ہلایا۔۔۔

ماما وہ دونوں ہیں کہاں۔۔۔۔کیا وہ بھی گھر واپس آگئی آپ کے ساتھ یا پھر ہاسپٹل میں ہیں۔۔۔۔

نہیں وہ ہمارے ساتھ نہیں آئی۔۔۔۔۔کیونکہ ضارب کو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا اور کب تک آئے گا یہ ابھی کچھ کہا نہیں جا سکتا تھا۔۔۔

جبکہ ہاسپٹل میں اماں سائیں کی طبیعت خراب ہو رہی تھی۔۔۔۔
اس لیے بابا سائیں نے انہیں میرے اور عظمی آپی کے ساتھ گھر بھیج دیا ۔۔۔۔۔

باقی سب ابھی وہی موجود ہیں۔۔۔۔۔

انہوں نے تو ابرش ایبہا کو بھی بولا تھا لیکن ان دونوں نے انکار کر دیا آنے سے ۔۔۔۔

سہی۔۔۔۔وہ افسردگی سے بولی۔۔۔۔

چلیں اٹھ کر وضو کرلیں۔۔۔۔تب تک میں اماں سائیں کو دیکھ کر آتی ہوں کہ انہیں اور عظمی بھابھی کو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔

اس کے سر ہلانے پر وہ اٹھ کر باہر کی طرف بڑھ گئیں جبکہ وہ ضارب کیلئے پریشان ہوتی اٹھ کر وضو بنانے واشروم کی طرف چل دی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔

آخر کار بیس گھنٹوں کے طویل انتظار کے بعد ضارب شاہ کو ہوش آ گیا تھا

ڈاکٹرز نے اسکی حالت خطرے سے باہر بتائی تھی -----

ڈاکٹرز ہم مل سکتے ہیں انہیں ؟؟؟؟؟

حیدر شاہ نے اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہوئے فوراً آ گے بڑھ کر بولے

نہیں سر آپ بھی نہیں مل سکتے ہیں ---- کیونکہ انہیں ہوش تو آ گیا ہے ---- لیکن فلحال دواوں کے زیر اثر ہیں ------

کچھ گھنٹوں بعد ہم انہیں دوسرے روم میں شفٹ کر دیں گے پھر آپ ان سے مل سکتے ہیں۔۔۔۔

جس پر انہوں نے سر ہلایا۔۔۔

بہت شکریہ۔۔۔

ان کیلئے تو یہی بہت تھا کہ ضارب اب خطرے سے باہر تھا۔۔۔۔جس کیلئے وہ اپنے رب کا جتنا شکریہ ادا کرتے اتنا ہی کم تھا۔۔۔۔۔

ارمغان شاہ فوراً آگے بڑھ کر انکے سینے کا حصہ بنے تھے۔۔۔۔ جنہیں انہوں نے خوشی سے اپنے سینے میں بھینچتے ہوئے پیٹھ تھپتھپائی۔۔۔۔

جبکہ ڈاکٹر کی بات سن کر باقی سب گھر والوں نے بھی اپنے رب شکر ادا کرتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف مسکرا کر دیکھا تھا۔۔۔۔

جبکہ ابیہا نے آگے بڑھ کر ابرش کو اپنے سینے میں بھینچا تھا۔۔۔۔ جسکی یہ خبر سن کر جان میں جان آئی تھی۔۔۔۔۔

جبکہ آنکھوں سے تشکر کے آنسو اب تک بہہ رہے تھے۔۔۔۔

واسم اور زارون نے باری باری اسے سینے سے لگا کر پیار کیا تھا اور ہمیشہ خوش رہنے کی دعا دی۔۔۔۔۔

جبکہ پاس کھڑی ایبہا کے ہاتھ کو تھامتے ہوئے واسم نے مسکرا کر اسکی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔

جس پر اس نے اپنا دوسرا ہاتھ واسم کے ہاتھ پر رکھتے آنکھوں میں نمی جبکہ ہونٹوں پر مسکراہٹ لے کر سر ہلایا۔۔۔۔

جسے دیکھتے واسم کو ایک پل کیلئے ایسا لگا جیسے زندگی مسکرادی ہو۔۔۔۔

------❤------

ضارب کے مکمل ہوش میں آتے ہی اسے دوسرے روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا

لیکن فلحال سب کو ایک ساتھ اسکے کمرے میں جانے کی اجازت نہیں ملی تھی

اس لیے سب سے پہلے حیدر شاہ اس کے کمرے میں داخل ہوئے تھے-----

جنکی موجودگی کو محسوس کر کے اس نے دھیرے سے اپنی آنکھیں کھولیں تھیں

وہ نپے تلے قدم لے کر اسکے قریب آئے-----

کیسا محسوس کر رہے ہیں؟؟؟؟

جھک کر اسکی پیشانی پر پیار کرتے نرمی سے گویا ہوئے۔۔۔۔

جس پر اس نے سر ہلایا تھا۔۔۔۔

آپ نے تو ہماری جان ہی نکال دی تھی۔۔۔آخر کب باز آئیں گے اپنی ان حرکتوں سے۔۔۔

ضارب مسکرایا۔۔۔

ہم نے جان بوجھ کر تو کچھ نہیں کیا۔۔۔۔

پھر بھی آپ احتیاط سے کام لے سکتے۔۔۔۔ضارب ہم نے زندگی میں بہت سے اتار چڑھاو دیکھیں ہیں۔۔۔۔

اپنے جان سے پیارے رشتوں کو کھو کر بھی ہمت نہیں ہاری۔۔۔

لیکن اب ہم بوڑھے ہو چکے ہیں۔۔۔۔اپنے خاندان کو اور تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے۔۔۔۔

اور خاص طور پر آپکو۔۔۔۔

اسکے قریب کرسی پر براجمان ہوتے افسردگی سے گویا ہوئے۔۔۔۔

" داداسائیں

وہ ہم۔۔۔۔آہ

بولنے کی وجہ سے اسکے زخموں پر کھینچاو پڑا تھا جو ابھی بالکل تازہ تھے۔۔۔۔

ضارب کے منہ سے کراہ نکلی۔۔۔۔

کیا ہوا؟؟؟؟ درد ہو رہا ہے؟؟؟؟ ٹھہریں ہم ابھی ڈاکٹر کو بلاتے ہیں۔۔۔۔

اسکی ذرا سی کراہ پر تڑپ کر اٹھتے ایک ہی سانس میں بولے۔۔۔۔جس پر ضارب نے انکا ہاتھ تھامتے ہوئے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

ہم ٹھیک ہیں۔۔۔۔

سچ کہہ رہے ہیں۔۔۔فکرمندی سے گویا ہوئے۔۔۔

" جی

وہ ہم کہہ رہے تھے کہ۔۔۔۔

آپ زیادہ بات نا کریں۔۔۔آپکی طبیعت ابھی ٹھیک نہیں ہے۔۔۔جب آپ مکمل ٹھیک ہو جائیں گے تو ہم آرام سے بیٹھ کر باتیں کریں گے۔۔۔۔

فلحال آرام کریں۔۔۔۔

اتنا کہتے دوبارہ جھک کر اسکی پیشانی پر پیار کیا تھا۔۔۔۔

ضارب نے مسکرا کر اپنی درد سے سرخ ہوئی آنکھیں بند کیں۔۔۔۔

جسے ایک نظر دیکھنے کے بعد حیدر شاہ باہر کی طرف بڑھ گئے۔۔۔۔۔ جس کے بعد باری باری سب اس سے آکر ملے تھے۔۔۔۔۔

اینڈ میں اب بس ابرش ایہا اور واسم رہ گئے تھے۔۔۔۔

________❤________

چلو ابرش اب تم جا کر لالا سے مل آو۔۔۔۔

ابرش جو ضارب کے کمرے کے باہر ایک طرف رکھی چیئرز پر بیٹھی ہوئی ابیہا اسکے قریب بیٹھتے ہوئے بولی۔۔۔۔

جس پر اس نے فورا نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔

کیوں پاگل ہو گئی ہو کیا۔۔۔۔ کل سے بھوکی پیاسی انکے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہی تھی اب جب وہ ہوش میں آ گئے ہیں تو ان کے پاس جانے سے انکار کر رہی ہو۔۔۔۔

اپنی حالت دیکھو ایسی حالت میں اتنی دیر بھوکے پیٹ نہیں رہتے۔۔۔۔ایسے تمہارے بچے کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے۔۔۔۔۔

وہ بڑی بہن کی طرح سمجھاتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

نہیں میں ان کے پاس نہیں جاؤں گی۔۔۔۔۔وہ غصہ ہونگے۔۔۔۔۔۔

گاڑی میں بھی وہ میرا ہاتھ بار بار جھٹک رہے تھے۔۔۔۔۔ڈبڈبائی آنکھوں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

جس پر ابیہا نے گہرا سانس کھینچا۔۔۔۔۔

دیکھو یہ وقت نہیں ہے ان سب باتوں کا۔۔۔۔ بیشک وہ تم سے غصہ ہیں لیکن پیار بھی تو کرتے ہیں۔۔۔۔

کرتے ہیں نا؟؟؟؟

اسکے سوال پر ابرش نے فوراہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔۔

تو اگر تم انکے پاس جاؤ گی۔۔۔۔۔اپنی غلطی کی معذرت کر کے انہیں پیار سے مناو گی تو وہ مان جائیں گے۔۔۔۔۔

لیکن اگر یوں بنا کوشش کیے ہار مان جاو گی۔۔۔۔اس وقت جب انہیں سب سے زیادہ تمہاری ضرورت ہے۔۔۔۔۔ان کے پاس نہیں جاو گی۔۔۔۔۔

توتم لوگوں کے درمیان بدگمانی اور بڑھے گی۔۔۔۔جس سے تمہارا رشتہ خراب ہو گا۔۔۔۔

" لیکن

لیکن ویکن کچھ نہیں تم ابھی اٹھو اور لالا کے پاس جاو۔۔۔۔

نہیں میں نہیں جاؤں گی مجھے ان سے ڈر لگتا ہے۔۔۔۔وہ نفی میں سر ہلاتے انکار کر گئی۔۔۔۔

اسکی بات پر ابیہا نے بے بسی سے اسکی طرف دیکھا مطلب اسکے اتنے سمجھانے کا بھی اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔۔۔۔

اوپر سے واسم یا زارون بھی قریب نہیں تھے۔۔۔۔ورنہ وہ اسے سمجھاتے ۔۔۔۔۔

زارون تو ضارب سے ملنے کے بعد ضروری کام کا کہتے کچھ دیر پہلے ہی نکلا تھا ۔۔۔۔جبکہ واسم گھر کپڑے چینج کرنے گیا تھا۔۔۔

کیونکہ ان خون لگے کپڑوں میں اسے اب الجھن ہونے لگی تھی۔۔۔۔

ابرش گڑیا۔۔۔۔

تبھی حیدر شاہ جو کب سے ان دونوں کی باتیں سن رہے تھے اسکے قریب آ کر بیٹھے۔۔۔۔۔

ابرش نے اپنا چہرہ انکے سینے میں چھپایا۔۔۔۔

بیا بٹیا بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔۔۔آپ کو ضارب سے ملنا چاہیے۔۔۔۔

"لیکن داداسائیں۔۔۔

بیٹا ہمیں نہیں پتا کہ آپ دونوں کے درمیان کیا بات ہوئی ہے۔۔۔۔۔وہ آپ سے کس وجہ سے ناراض ہیں۔۔۔۔ لیکن ہم اتنا ضرور جانتے ہیں ۔۔۔۔۔اگر آپ انہیں پیار سے منائیں گی تو وہ ضرور مان جائیں گے۔۔۔۔

آبی بیٹا انہوں نے بچپن سے ہی بہت دکھوں کا سہا ہے۔۔۔۔ چھوٹی سی عمر میں اپنے ماں باپ کو کھو دیا جس نے انکے چہرے کی مسکراہٹ ہمیشہ کیلئے ان سے چھین لی۔۔۔۔

آپکی شادی کا فیصلہ انکے ساتھ ہم نے صرف اس لیے لیا تھا کہ آپ اپنی ہنس مکھ طبیعت اور معصوم شرارتوں سے انکی بے رنگ زندگی میں دوبارہ رنگ بھریں گی ۔۔۔۔

بیٹا ہماری بہت سے امیدیں آپ سے وابستہ ہیں۔۔۔۔

ہم جانتے ہیں ضارب نے آپکے ساتھ بہت غلط کیا تھا۔۔۔۔ لیکن کیا آپ سب کچھ بھلا کر انہیں ایک موقع نہیں دے سکتیں۔۔۔۔

جس پر اس نے زور و شور سے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

لیکن ابھی وہ مجھ سے ناراض ہیں۔۔۔۔اور مجھے سمجھ نہیں آ رہی کیسے مناوں ؟؟؟؟؟

ابھی وہ جس حالت میں ہیں۔۔۔۔آپ انکا خیال رکھو۔۔۔۔پیار سے بات کرو ان شااللہ جلد ہی نارمل ہو جائیں گے۔۔۔۔

یار تم تو ایسے ڈر رہی ہو لالا سے جیسے وہ کوئی ویمپائر ہیں جو تمہارا خو*ن پی جائیں گے۔۔۔۔۔

ایہا بھی ان دونوں کی باتوں میں حصہ لیتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

اس سے بھی زیادہ خطرناک ہیں آپ لالا۔۔۔۔۔۔جب اپنی ہری ہری آنکھوں میں غصہ لے کر مجھے گھورتے ہیں۔۔۔۔ایسا لگتا جیسے ابھی جان لے لے گے۔۔۔۔۔

منہ بنا کر نروٹھے پن سے بولی۔۔۔۔۔

جس پر ایہا نے مسکراہٹ چھپائی تھی۔۔۔۔۔

اچھا چلو میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔۔۔۔کم از کم میرے سامنے وہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔۔۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔۔

اس کی بات پر ابرش نے حیدر شاہ کی طرف دیکھا۔۔۔۔

جس پر انہوں نے مسکرا کر سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔

جس کے بعد وہ نا چاہتے ہوئے بھی اٹھ کر ضارب کے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔

-------♥-------

ابیہا آرام سے دروازہ کھول کر اندر بڑھی تھی۔۔۔۔اور ساتھ ہی ابرش کا
ہاتھ پکڑ کر اندر کھینچا۔۔۔۔

جواب بھی کمرے کے اندر جانے سے ڈر رہی تھی۔۔۔۔

جبکہ اسکا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔۔۔۔

ابیہا اسے لے کر آگے بڑھی جبکہ کمرے میں ان دونوں کی موجودگی کو محسوس
کر کے ضارب نے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔۔

اور ابیہا کے چہرے پر نظر پڑتے ہی مسکرایا۔۔۔۔

کیسے ہیں لالا ؟؟؟؟

تھوڑااور آگے ہو کر پیار سے بولی۔۔۔۔

ہم ٹھیک ہیں گڑیا۔۔۔۔ضارب نے اشارے سے اسے پاس بلایا تھا۔۔۔۔ جسکے قریب آتے ہی اس نے ایہا کی پیشانی پر پیار کیا تھا۔۔۔۔اتنے دنوں اپنی بہن کو دیکھتے ہوئے جلتے دل میں سکون اترا تھا جیسے۔۔۔۔

ایہا کے آنکھوں میں فوراآنسو اتر آئے تھے۔۔۔۔

میں نے آپکو بہت مس کیا۔۔۔اس کے سینے پر سر رکھتے نم لہجے میں بولی ۔۔۔۔

ہم نے بھی۔۔۔۔۔

اسکے سر پر ایک بار پھر اپنے لب رکھے۔۔۔۔۔

جبکہ ان سب کے دوران ابرش محبت بھری نظروں سے اسکے وجیہہ چہرے کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

جس پر خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے اب ہلکی زردیاں گھلی ہوئی تھیں

۔۔۔۔۔

گھنی مونچھیں،،بڑی ہوئی شیو اور پیشانی پر بکھرے بالوں کے ساتھ اس حالت میں بھی چند پل کیلئے مبہوت کر گیا۔۔۔۔۔

جب اسکی نظروں کا ارتکاز محسوس کر کے ضارب نے بھی اسکی طرف دیکھا تھا

جس سے فوراً اسکے ہونٹوں کی نرم مسکراہٹ سمٹی تھی۔۔۔۔

جسے ابرش نے شدت سے محسوس کیا تھا۔۔۔۔اسکی نیلی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔۔۔جسے وہ پلکے جھپک جھپک کر اپنے اندر اتارنے کی کوشش کرنے لگی

جبکہ ضارب دوسرے لمحے نظروں کا زاویہ بدل چکا تھا۔۔۔

تبھی ایہا پیچھے ہو کر اس سے مخاطب ہوئی تھی۔۔۔

ارے ابرش تم وہاں کیوں کھڑی ہو۔۔۔۔یہاں آو ہمارے پاس۔۔۔۔۔

جس پر نا چاہتے ہوئے بھی اس نے قدم بڑھائے تھے۔۔۔۔ابیہا نے اسکا ہاتھ پکڑ کر ضارب کے قریب کیا جبکہ آنکھوں سے بولنے کا اشارہ کر رہی تھی۔۔۔۔

"سائیں کیسے۔۔۔۔۔

ابیہا ہماری طبیعت ٹھیک نہیں ہے فلحال ہم آرام کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔

اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے درمیان میں ابیہا سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔۔۔

اور ابرش جو اتنی دیر سے اپنے آنسو کنڑول کرنے کی کوشش کر رہی تھی اسکی آنکھوں سے بہہ نکلے تھے۔۔۔۔

لیکن لالا۔۔۔۔

اسکے آنسوؤں کو دیکھتے ایہا نے کچھ کہنا چاہا جب ضارب نے سپاٹ نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

ہم فلحال کوئی بات نہیں کرنا چاہتے۔۔۔۔۔

ایہا کو نا چاہتے ہوئے بھی خاموشی اختیار کرنی پڑی۔۔۔۔اور اس نے ابرش کو چلنے کا اشارہ کیا۔۔۔

اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

جس پر وہ ایک نظران دونوں کی طرف دیکھنے کے بعد خاموشی سے منظر سے ہٹ گئی۔۔۔۔

اچھا تھا وہ دونوں اکیلے میں ایک دوسرے سے بات کر کے آپس میں ہی مسئلے کو سلجھا لیتے۔۔۔۔

دروازہ بند کرتے ہی وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی تھوڑا اور اسکے قریب آئی تھی

۔۔۔۔۔

"سائیں۔۔۔

ابرش نے ضارب کا دایاں ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھاما۔۔۔۔ جسکے ایک جھٹکے سے اس نے چھڑایا تھا۔۔۔۔

جبکہ اپنے چہرے کا رخ بھی بدل لیا۔۔۔۔

جس پر وہ مسکراتے اسکی دوسری طرف آئی تھی۔۔۔۔

" سوری

اپنے دونوں کان پکڑ کر معصومیت سے بولی۔۔۔۔ لیکن ضارب نے کوئی رسپانس نہیں دیا۔۔۔۔

وہ اسکے قریب ہوتے ہوئے اسکے چہرے پر جھکی تھی ۔۔۔۔ لیکن اس سے پہلے کہ ابرش کے لب ضارب کے لبوں سے ٹکراتے اس نے اپنے چہرے کا رخ پھیرتے ہوئے اسے پیچھے جھٹکا تھا ۔۔۔۔۔

جس سے وہ بیڈ کے ساتھ رکھے ٹیبل سے ٹکرائی ۔۔۔۔

ہم کہہ رہے ہیں دور رہیں ہم سے ۔۔۔۔۔ اپنی پوری قوت سے دھاڑا تھا ۔۔۔۔

سبز آنکھوں میں اتری لالی کو دیکھتے وہ لرزی تھی ۔۔۔

سائیں معاف کر دیں۔۔۔۔

حالانکہ ٹیبل کمر پر لگنے کی وجہ سے اسے تکلیف ہوئی تھی اور ضارب کے ایسے جھٹکنے سے دل بھی دکھا لیکن پھر بھی وہ یہ سب نظر انداز کرتے دوبارہ اسکے قریب ہوئی۔۔۔۔

آپ ہم سے کیوں معافی مانگ رہی ہیں؟؟؟؟اور رو کیوں رہی ہیں؟؟؟؟آپکو تو خوش ہونا چاہیے تھا۔۔۔۔۔

شاید ہمارے زندہ بچ جانے کا افسوس ہو رہا ہے ہاں۔۔۔۔۔اسکے بہتے ہوئے آنسوؤں کو دیکھتے استہزائیہ بولا۔۔۔۔

ابرش نے اسکی بات پر بے ساختہ نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

نہیں ایسا نہیں ہے۔۔۔۔۔ میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتی۔۔۔۔۔اللہ تعالیٰ آپکو میری بھی زندگی لگا دیں۔۔۔۔۔اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتے محبت سے چور لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔۔۔

جس پر وہ طنزیہ مسکرایا۔۔۔۔اور ساتھ ہی دوبارہ اپنے چہرے سے اسکے ہاتھ ہٹائے تھے۔۔۔۔۔

ہمیں ہاتھ مت لگائیں۔۔۔۔۔

"سائیں۔۔۔

اور ہمیں اس نام بھی مت پکاریں۔۔۔۔۔

غصّے سے ٹوکتے ہوئے بولا۔۔۔۔

آپ نے ہمیں سمجھ کیا رکھا ہے ہاں۔۔۔۔کیا سمجھ رکھا ہے۔۔۔۔۔

آپ خود ہی تو ہم سے دور جانا چاہتی تھیں۔۔۔۔اب جب ہم آپ کو آپ کے حال پر چھوڑ چکے ہیں۔۔۔تو کیوں دوبارہ ہمارے قریب ہونے کی کوشش کر رہی ہیں۔۔۔۔

لیکن سائیں آپ میری ایک بار بات تو سن۔۔۔۔ہم کہہ رہے ہیں دور ہو جائیں ہماری نظروں سے۔۔۔۔

اسکی دھاڑ پر وہ سہم کر دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔۔

پھر نفی میں سر ہلاتے ہوئے بھاگ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔۔

جبکہ اسکے وہاں سے جاتے ہی ضارب نے گہرا سانس کھینچتے اپنی آنکھیں بند کی تھی ۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔❤️۔۔۔۔۔۔۔۔

ارمغان شاہ ضارب کی رپورٹس لے کر ابھی ڈاکٹر کے کمرے کی طرف بڑھے تھے۔۔۔۔جب اندر سے نکلتے ہوئے احسن حیات سے ٹکرا گئے۔۔۔۔

تم یہاں ؟؟؟؟

حیرانی سے بولے تھے۔۔۔۔۔

حیران تو احسن حیات بھی کافی ہوئے تھے۔۔۔۔۔بلکہ ارمغان کو یہاں دیکھتے کچھ گھبرا بھی گئے۔۔۔۔۔

ہمم میں۔۔۔۔

کیسے ہو تم؟؟؟اور یہاں کیا کر رہے ہو؟؟؟

لیکن جلد ہی خود کی حالت پر قابو پا کر مسکراتے ہوئے بولے۔۔۔۔۔

ہم وہ یار۔۔۔۔۔

اسکے بعد اُنھوں نے مختصر لفظوں میں انہیں ضارب کے بارے میں بتایا تھا

لیکن اللہ پاک شکر اب وہ ٹھیک ہے-----جس پر احسن حیات نے بھی مسکرا کر سر ہلایا----

اور تم سناؤ تم یہاں کیا کر رہے ہو----

جس پر وہ کچھ ہڑبڑائے----

میں----

وہ میں ایک دوست کی عیادت کیلئے آیا تھا----اور اب واپس جا رہا تھا----

سہی۔۔۔۔

چلو آؤ تم میرے ساتھ میں تمہیں بابا سائیں سے ملواتا ہوں۔۔۔۔۔

اس دن شادی پر بھی تم جلدی میں ان سے ملے بنا ہی چلے گئے تھے۔۔۔۔

نہیں یار ابھی نہیں پھر کبھی۔۔۔۔ابھی مجھے ایک اہم میٹنگ میں پہنچنا ہے۔۔۔۔

جس پر انھوں نے سر ہلایا۔۔۔۔۔

چل ٹھیک ہے پھر ملے گے۔۔۔۔ تم حویلی کا چکر لگانا کسی دن۔۔۔۔۔

ضرور ان شاء اللہ۔۔۔۔

مسکرا کر کہتے دونوں بغل گیر ہوئے تھے۔۔۔۔۔

جس کے بعد ارمغان تو اندر ڈاکٹر کے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔۔۔۔۔

جبکہ احسن حیات نے انکی پشت کو گہری نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔۔۔

بہت جلد ملاقات ہو گی۔۔۔۔

منہ میں بڑبڑاتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گئے۔۔۔۔۔

______ ❤ ______

زاروں حیدر شاہ سمیت ارمغان اور ابرش کو شاہ مینشن لے آیا۔۔۔۔۔

کیونکہ رات میں مریض کے پاس زیادہ لوگوں کو رکنے کی اجازت نہیں تھی

اس لیے واسم اور ایبہا وہی ضارب کے پاس رک گئے جبکہ ابرش کو ان لوگوں نے زبردستی گھر بھیجا تھا۔۔۔۔

جو وہاں رکنے کی ضد کر رہی تھی۔۔۔۔ لیکن پھر واسم کے سمجھانے پر ایسے تو اسکی اپنی طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔۔۔

جبکہ اس حالت میں اسے آرام کی ضرورت تھی۔۔۔۔

اسے نا چاہتے ہوئے بھی اس کی بات ماننی پڑی تھی۔۔۔۔

گھر واپس آتے ہی وہ چپ چاپ بنا کسی سے بات کیے اپنے اور ضارب کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔

جب عظمی بیگم اسکے پیچھے جانے لگی۔۔۔۔۔ جنہیں حیدر شاہ نے اشارے سے روک دیا۔۔۔۔

کیونکہ فلحال اسے پرائیویسی کی ضرورت تھی۔۔۔۔۔

لیکن باباسائیں انہوں نے کچھ کھایا بھی ہے یا نہیں۔۔۔۔۔اوپر انکی حالت۔۔۔۔

واسم نے انہیں ہاسپٹل میں کھانا کھلا دیا تھا۔۔۔آپ انہیں کچھ وقت دیں ان شاء اللہ جلد وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔۔۔۔

جس پر انھوں نے سر ہلایا تھا۔۔۔۔اور حیدر شاہ آرام کی غرض سے اندر کمرے کی طرف بڑھ گئے۔۔۔۔

آپ دونوں کیلئے کھانا لگاؤں؟؟؟؟؟

پیچھے وہ ارمغان اور زارون سے مخاطب ہوئیں تھیں۔۔۔۔

نہیں بس ایک کپ چائے کا کمرے میں بھجوادیں۔۔۔۔

اتنا کہہ کر وہ بھی وہاں سے چلے گئے۔۔۔۔

اور آپ اب کہ زارون سے مسکرا کر بولی۔۔۔۔

نہیں ماما یار دل نہیں چاہ رہا۔۔۔۔بس آپ ڈھیر سارا پیار دے دو۔۔۔۔۔
کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔۔۔۔

انکے کندھے پر سر رکھتے ہوئے تھکے ہوئے لہجے میں گویا ہوا۔۔۔۔۔

جس پر وہ مسکرائی تھیں۔۔۔اور ساتھ ہی اسکی پیشانی سے بکھرے بال سنوار
کر وہاں اپنے لب رکھے۔۔۔۔

زارون مسکرا کر اپنی آنکھیں بند کیں۔۔۔۔۔

تبھی زرمینے اور نجمہ بیگم وہاں آئی تھیں۔۔۔۔

جنہیں دیکھ کر وہ سیدھا ہوا۔۔۔۔۔

اب کیسی طبعیت ہے۔۔۔۔لالا کی؟؟؟؟

زر نے عجلت میں سوال کیا تھا۔۔۔۔۔

الحمدللہ بہت بہتر ہیں پہلے سے اور ان شاء اللہ بہت جلد گھر واپس آ جائیں گے۔۔۔۔۔

جواب میں وہ مسکرا کر بولا تھا۔۔۔۔۔

شکر الحمدللہ۔۔۔۔۔

اچھا ماما میں ذرا شکرانے کے نفل ادا کر لوں۔۔۔۔

زارون کی نظروں سے کنفیوژ ہوتی وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی

۔۔۔۔۔

جس پر اس نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔اور عظمیٰ اور نجمہ بیگم کو گڈ نائٹ بولتا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔۔۔۔

جبکہ پیچھے وہ دونوں اپنی باتوں میں مصروف ہو گئیں۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔❤□۔۔۔۔۔۔۔

رات کے تقریباً گیارہ بجے زر مینے شاور لے کر واشروم سے باہر نکلی تھی

پتا نہیں لیکن کیوں اسکا دل بہت گھبرا رہا تھا۔۔۔۔۔جب اسے نیند نہیں آئی تو اس نے سوچا شاور لے لیں شاید اس سے کچھ بہتر فیل کرے۔۔۔۔

بالوں سے ٹاول نکال کر وہ آئینے کے سامنے آئی تھی اور برش سے بال سلجھانے لگی۔۔۔۔

جب اچانک اسے کمرے میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔۔۔۔۔

اس نے حیرت سے پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔۔۔ یہاں زارون آرام دہ حالت میں بیڈ پر لیٹا اسے ہی گیری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

جس پر وہ کچھ سٹپٹائی۔۔۔۔

آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟؟؟؟

حیرت سے سوال کیا۔۔۔۔

زارون کے لب مسکرائے۔۔۔۔

اپنی بیوی سے ملنے کیلئے آیا ہوں۔۔۔۔

زارون آپ کا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔۔۔۔اگر آپ کو اس وقت یہاں کسی نے دیکھ لیا تو۔۔۔۔

وہ دھیمی آواز میں غصے سے بولی۔۔۔۔

وہ اپنی جگہ چھوڑ بھاری قدم اُٹھاتا اسکے قریب آیا۔۔۔۔

اور ایک ہاتھ سے اسکے چہرے سے بال پیچھے کرتے تھوڑا سا جھک کر گہرا سانس کھینچا۔۔۔۔

زرمینے نے گھبرا آنکھیں بند کیں۔۔۔۔

زارون نے اسکے چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔۔تو پھر کیا ہو گا؟؟؟؟

اسکے نازک گال پر اپنے دہکتے لب رب کرتے ہوئے گھمبیر تا سے بولا۔۔۔۔۔

زرمینے نے اسکی حرکت پر تڑپ کر پیچھے ہونا چاہا۔۔۔۔۔ جبکہ زارون نے اسکے گرد اپنی گرفت مظبوط کی۔۔۔۔۔۔

زارون کیا کر رہے ہیں؟؟؟؟؟

اسکی بے باکیوں پر سہم کر زرمینے نے اسے روکنا چاہا جب یکدم زارون نے اسکا رخ بدلتے ہوئے۔۔۔۔۔۔

اسکی گردن سے بال ہٹا اسے ہونٹوں سے چھوا۔۔۔۔۔

"زارون۔۔۔۔

وہ تڑپ کر اسکی طرف پلٹ آئی۔۔۔۔۔

کتنی ظالم ہو تم تمہیں ایک پل کیلئے بھی میری یاد نہیں آئی نہیں۔۔۔۔۔۔

اور وہاں میں تمہاری یاد میں پل پل تڑپتا رہا۔۔۔۔۔

اس سے الگ ہو کر شکوہ کیا گیا۔۔۔۔

جس پر زر مینے مسکرائی۔۔۔۔۔

اگر اتنی ہی یاد آ رہی تھی تو کال کر لینی تھی میں نے منع تھوڑی کیا تھا۔۔۔۔

اسکے گردن میں دونوں بازو باندھ کر ناک سے ناک سہلاتی ہوئی بولی۔۔۔۔

تم بھی تو کر سکتی تھی۔۔۔۔ تم نے کیوں نہیں کی۔۔۔۔
کیا صرف میں ہی تم سے محبت کرتا ہوں تم مجھ سے نہیں ؟؟؟؟

اسی کے انداز میں ناک سہلاتے ہوئے سوال کیا گیا۔۔۔۔

اب وہ آگے سے کیا کہتی اس لیے خاموشی اختیار کر رکھی۔۔۔۔

دل چاہتا ہے جتنا تم نے مجھے تڑپایا ہے بدلے میں تمہیں ایسی سزا دوں کہ دوبارہ تم مجھے اگنور کرنے سے پہلے ہزار بار سوچو۔۔۔۔۔

اسکی ٹھوڑی پر دانتوں کا دباؤ دیتے غصے سے بولا۔۔۔۔

جس پر زرمینے سسکی۔۔۔۔

"زارون۔۔۔۔

اسکے لبوں کو ٹھوڑی سے سرک کر گردن کی طرف جاتے محسوس کر کے زر نے اسے پکارا۔۔۔۔

فلحال تمہارے لیے یہی اچھا ہے کہ تم خاموشی اختیار کر رکھو۔۔۔۔ ورنہ انجام اچھا نہیں ہو گا۔۔۔۔

اسکے ہونٹوں پر نرمی سے کاٹتے ہوئے اسے سہمنے پر مجبور کر گیا۔۔۔۔

زارون کوئی آجائے گا۔۔۔۔

کوئی نہیں آئے اس وقت سب اپنے کمروں میں آرام کر رہے ہیں۔۔۔۔

اسکے چہرے کے نقوش کو جابجا چھوتے سرگوشی میں بولا۔۔۔

جبکہ اسکے عمل پر زرمینے کی سانسیں تیز ہونے لگی تھیں۔۔۔۔

جسے محسوس کر کے وہ اسے گود میں اٹھا کر بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔

زر نے حیرت سے آنکھیں پھیلا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

وہ آج پھر کن ارادوں میں تھا۔۔۔۔

سوچ کر اسکا چہرہ خون چھلکانے لگا۔۔۔۔

اسے بیڈ پر ڈالتے وہ اسکی سانسوں پر قابض ہونے لگا جب زر مینے نے اپنا چہرہ پھیرا۔۔۔

زارون نے سوالیہ دیکھا۔۔۔۔

نہیں یہ سب ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔۔پہلے بھی ہم ایک بار غلطی کر چکے ہیں ۔۔۔۔۔

"اب پھر سے یہ سب۔۔۔۔۔

ہم کچھ غلط نہیں کر رہے تم میرے نکاح میں ہو۔۔۔۔اور لالا کے ٹھیک ہوتے ہی میں بہت جلد رخصتی بھی کروالوں گا۔۔۔۔۔

اسکے ہونٹوں کو نرمی سے چھوتے بولا۔۔۔۔

"لیکن

لیکن ویکن کچھ نہیں میں نے کہہ دیا نا بس ۔۔۔۔

میں بہت تڑپا ہوں تمہارے لیے ۔۔۔۔۔میں بتا بھی نہیں سکتا کہ یہ دن میں نے تمہارے بغیر کیسے گزارے ۔۔۔۔۔

دل چاہتا ہے ہر وقت تمہاری سانسیں میری سانسوں کے قریب ہو ۔۔۔۔۔انکی مہکتی خوشبو کو میں اپنی دھڑکنوں میں سمالوں ۔۔۔۔۔۔

تمہارے پور پور پر اپنی شدتیں نچھاور کر کے انہیں اپنے لمس سے ایسے مہکاو ۔۔۔۔۔کہ جیسے مجھے ہر وقت تمہاری طلب لگی رہتی ہے ۔۔۔۔۔

ایسے تم بھی میری محبت کیلئے تڑپو ۔۔۔۔۔

تمہاری ان دھڑکنوں میں صرف میرا نام ہو۔۔۔۔۔۔اسکے دل مقام پر ہونٹ رکھے۔۔۔۔

تمہاری ان سانسوں کو میری سانسوں کی طلب ستائے۔۔۔۔اسکے ہونٹوں کے قریب اپنے ہونٹ لایا۔۔۔۔۔

جس سے دونوں کی سانسیں الجھنے لگی۔۔۔۔۔

زرمینے کا سرخ چہرہ تپ کر قندھار ہوا تھا۔۔۔

تمہاری ان آنکھوں میں میری دید کی چاہ ہو۔۔۔۔۔۔اسکے سرمئی نینوں کو محبت سے چھوا۔۔۔۔۔

تم میں تمہارا کچھ نا رہے تم جب آئینے میں خود کو دیکھو تو اس میں تمہیں میرا عکس نظر آئے۔۔۔۔۔۔

میں تمہارے لیے ایسے ضروری ہو جاؤں جیسے زندگی جینے کیلئے ایک انسان کیلئے اسکی سانسیں۔۔۔۔۔

زر مینے اسکے لبوں پر ہاتھ رکھ کر اسے مزید بولنے سے روکا تھا۔۔۔۔۔

زاروں نے مسکراتے ہوئے اسکی ہتھیلی پر لب رکھے۔۔۔۔۔جس پر اس نے اپنا ہاتھ فورا پیچھے کیا تھا۔۔۔۔۔۔

جس کے بعد وہ ایک پل کی بھی دیری کیے بنا اسکے ہونٹوں پر جھکا تھا۔۔۔۔اور باری باری اسکے بھرے بھرے ہونٹوں کو محسوس کر کے اسے اپنے لمس سے سلگانے لگا۔۔۔۔۔

زر نے اپنی آنکھیں بند کر کے اپنے دونوں ہاتھ اسکے کندھوں پر رکھے ۔۔۔۔۔اور دھیرے دھیرے اسکے لمس کی نرمی میں بہکتے ہوئے اسکی مخروطی انگلیاں اسکے بالوں میں الجھتے ہوئے انہیں نرمی سے سہلانے لگی۔۔۔۔۔

اسکی بند ہوتی سانسوں کا خیال کرتے وہ دھیرے سے پیچھے ہوا۔۔۔۔

زارون نے چہرہ اوپر اٹھا کر اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھا۔۔۔۔اسی پل زر نے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔۔

کالی اور سرمئی آنکھوں کا زبردست تصادم ہوا۔۔۔۔۔

زارون کی آنکھوں میں طلب تھی جبکہ زرمینے کی آنکھوں میں اسکی قربت کی خماری۔۔۔۔

چندپل ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھنے کے بعد زرمینے نے دھیرے سے نظریں جھکائی۔۔۔۔ جبکہ زارون نے مسکراتے ہوئے انہیں ہونٹوں سے چھوا ۔۔۔۔۔

اور پھر اپنی شرٹ اتار کر پھینکتے ہوئے دوبارہ اس پر جھکا۔۔۔۔

زرمینے نے اسکے لمس کی شدتوں پر تڑپتے ہوئے اسکی پشت پر اپنے ناخن چبھوئے۔۔۔۔۔ جبکہ وہ دھیرے دھیرے اپنے اور اسکے درمیان حائل پردے کی تمام دیواریں گراتا ہوا تمام حدیں پھلانگ گیا۔۔۔۔

" شاہ

زرمینے نے گہری سانس لیتے ہوئے پکارا۔۔۔۔۔

گہری ہوتی رات کے ساتھ وہ اپنے جنون میں اور شدت لے آیا تھا۔۔۔۔ کہ زرمینے کی سانسیں اسکے سینے میں اٹکنے لگی۔۔۔۔۔

اسکے پیسنہ پسینہ ہوئے چہرے کو دیکھتے زارون نے دھیرے سے کروٹ بدلی

۔۔۔۔۔۔

جس سے زرا اسکے سینے پر آ کر گری۔۔۔۔۔اسکے کھلے خوبصورت بالوں نے بکھر کر ان دونوں کے گرد گھیرہ بنایا۔۔۔۔۔

زارون نے مسکراتے ہوئے اسکے خدوخال کو ہونٹوں سے چھوا۔۔۔۔

"شاہ۔۔۔

حکم جان شاہ۔۔۔۔

اسکی گردن پر جابجا شدتیں نچھاور کرتے ہوئے اسکے چہرے کے قریب آتا محبت سے گویا ہوا۔۔۔۔۔

زرمینے نے شرما کر اسکی گردن میں چہرہ چھپایا۔۔۔۔۔

زاروں نے اسکی حرکت پر جاندار قہقہہ لگایا۔۔۔۔۔

جس پر اس نے نروٹھے پن سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔۔۔

اپنی ان حرکتوں سے کسی دن اپنے شاہ کی جان لے لو گی۔۔۔۔۔

زاروں اسکے خوبصورت چہرے سے بال ہٹاتے مسکرا کر بولا۔۔۔۔۔

اللہ نا کرے۔۔۔۔۔

زر نے تڑپ کر اسکے لبوں پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔۔

زارون کی آنکھوں کی چمک بڑھی لبوں پر مسکراہٹ گہری ہوئی۔۔۔۔۔

اسے بیڈ پر منتقل کرتے ہوئے وہ دوبارہ اسکے سانسوں کے قریب ہوا۔۔۔۔۔

"شاہ پلیز۔۔۔۔۔

ابھی میرا دل نہیں بھرا" اسکے کان کے قریب ہوتے سرگوشی نما آواز میں بولا

۔۔۔۔۔

زرمینے نے مطلب سمجھ کر شرم سے سرخ پڑتا چہرہ اسکی گردن میں چھپایا

۔۔۔۔

جبکہ وہ ایک بار پھر اس پر شدتوں سے جھکتا اسکی ڈوبتی سانسوں کو اپنی دہکتی سانسوں سے سنوارنے لگا۔۔۔۔۔۔

________♥________

زر بیٹا آپکی آنکھیں اتنی سرخ کیوں ہو رہی ہیں ؟؟؟؟؟

رات میں ٹھیک سے سوئیں نہیں ؟؟؟؟ طبیعت ٹھیک ہے آپکی ؟؟؟؟؟

ناشتے کی ٹیبل پر جہاں گھر میں موجود سبھی افراد ناشتہ کر رہے تھے۔۔۔۔ سوائے موسی شاہ کے جو ضارب کی طبیعت سنبھلتے ہی صبح ضروری کام سے واپس گاؤں کیلیئے نکل گئے تھے۔۔۔۔

زر مینے کے سرخ چہرے اور آنکھوں کو دیکھتے نجمہ بیگم نے سوال کیا تھا۔۔۔۔

جبکہ اچانک سوال پر وہ کچھ ہڑبڑائی تھی۔۔۔۔

تب تک باقی کے افراد بھی اسکی طرف متوجہ ہوا چکے تھے۔۔۔۔

بے ساختہ ہی زر مینے کی نظریں زاروں کی نظروں سے ٹکرائی تھیں ۔۔۔۔ جسکی آنکھوں میں ابھی تک اسکی قربت کی خماری چھائی ہوئی تھی۔۔۔۔

اس نے فورا نظروں کا زاویہ بدلہ۔۔۔۔

وہ کچھ نہیں ماما،،،، بس ایسے ہی،،،، بمشکل اٹکتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔

جس پر زارون نے لبوں پر اُمڈنے والی مسکراہٹ کو چھپانے کیلئے جوس کا گلاس لبوں سے لگایا۔۔۔۔

ابرش ٹھیک سے ناشتہ کریں بیٹا۔۔۔۔

اب کہ عظمی بیگم ابرش کو پلیٹ میں چمچ ہلاتے دیکھ کر پیار سے گویا ہوئی ۔۔۔۔۔

ماما دل نہیں چاہ رہا۔۔۔۔

وہ چمچ پلیٹ میں واپس رکھتے ہوئے بولی۔۔۔۔

کیوں دل نہیں چاہ رہا۔۔۔۔اگر یہ کھانے کا موڈ نہیں تو مجھے بتائیں میں اپنی بیٹی کیلیئے انکی پسند کا ناشتہ بنا دیتی ہوں۔۔۔۔

انکی محبت پر گھر کے سبھی افراد مسکرائے تھے۔۔۔۔

نہیں میں بس جوس پیوں گی فلحال کچھ بھی کھانے کو دل نہیں چاہ رہا۔۔۔

اتنا کہتے اس نے گلاس اٹھا کر لبوں سے لگایا تھا۔۔۔۔

جس پر وہ سر ہلا کر رہ گئیں۔۔۔۔

اچھا ماما میں چلتا ہوں۔۔۔۔۔۔آپ جلدی سے مجھے ناشتہ وغیرہ دے دیں جو ہاسپٹل لے کر جانا ہے۔۔۔۔۔

عظمی بیگم فورا اٹھ کر کچن کی طرف بڑھی تھیں۔۔۔۔۔۔

لالا آپ ہاسپٹل جا رہے ہیں؟؟؟؟

گلاس ٹیبل پر رکھتے ابرش نے سوال کیا تھا۔۔۔۔۔

ہاں گڑیا۔۔۔۔۔

اچھا ایک منٹ رکیں میں چادر لے کر آتی ہوں۔۔۔۔مجھے بھی ساتھ لے کر جاییے گا۔۔۔۔

اتنا کہتے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگی۔۔۔۔جب حیدر شاہ نے اسے روکا ۔۔۔۔

آپی بیٹا ہماری کچھ دیر پہلے ہی واسم سے بات ہوئی تھی۔۔۔۔

ضارب نے پورے ہاسپٹل کو سر پر اٹھایا ہوا ہے کہ وہ اور وہاں نہیں رہنا چاہتے اس لیے ان شااللہ شام تک وہ گھر ہی آجائیں گے۔۔۔۔

اس لیے آپکو ابھی جانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔

لیکن داداسائیں وہ ابھی تک مکمل ٹھیک نہیں ہوئے۔۔۔۔

ہم جانتے ہیں بیٹا لیکن آپکو تو پتا ہے وہ کتنے ضدی ہیں۔۔۔۔ مجبوری میں ہاسپٹل والوں کو بھی انکی بات ماننی پڑی۔۔۔۔

سو آپ گھر پر ہی رہ کر انکے استقبال کی تیاری کریں۔۔۔۔

اسکی بات کے جواب میں مسکرا کر بولے۔۔۔۔

جس پر اس نے خوش ہوتے سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔

اور تب تک عظمی بیگم بھی ناشتہ لے کر آ گئی تھیں۔۔۔۔۔جسے لیتے ہوئے زارون ارمغان شاہ کے ساتھ ہاسپٹل کیلئے روانہ ہوا۔۔۔

لیکن جانے سے پہلے وہ دونوں ابرش کو پیار کرتے ہوئے اپنا خیال رکھنے کی تاکید کرنا نہیں بھولے تھے۔۔۔

________♥________

واسم اسے سہارا دے کر واشروم لے کر گیا تھا۔۔۔۔اور جب ضارب منہ ہاتھ دھو کر واپس آیا تو اسے دوبارہ سہارا دیتے ہوئے بیڈ تک لے کر گیا۔۔۔۔

اسے آرام سے بیڈ پر بیٹھاتے ہوئے سرہانے کی طرف اونچا کرتا پیچھے تکیہ رکھ کر اسے ٹیک لگوائی اور پھر پاس رکھا ٹاول اٹھا کر اس کا چہرہ صاف کرنے لگا

۔۔۔۔۔

ضارب سمیت کمرے میں موجود باقی افراد نے اس غصیلے ڈریگن کو حیرت سے دیکھا۔۔۔۔

میں کر دیتی ہوں۔۔۔۔

ایہانے آگے بڑھ کر اسکے سے ہاتھ ٹاول لینا چاہا۔۔۔۔جس پر واسم نے اسے گھورا۔۔۔

میں کر رہا ہوں۔۔۔۔

سپاٹ لہجے میں کہتے ہوئے دوبارہ اپنا عمل کرنے لگا۔۔۔۔۔۔

جبکہ ایہانے محبت پاش نظروں سے اسکے خوبصورت وجیہہ چہرے کو دیکھا ۔۔۔۔۔

جبکہ زارون اور ارمغان اسکی طرف دیکھ کر مسکرائے تھے۔۔۔۔۔اور پھر ارمغان شاہ ڈاکٹر کی کمرے کی طرف بڑھ تاکہ ضارب کی چھٹی وغیرہ کے بارے میں پوچھنے سکیں۔۔۔۔۔

ایہانے گھر سے آیا ناشتہ نکال کر ٹیبل پر لگایا جبکہ ضارب کیلئے ٹرے میں سوپ کا پیالہ رکھتے ہوئے اسکے سامنے رکھا۔۔۔۔۔

آجائیں سم ناشتہ کرلیں اور ساتھ ہی واسم کو مخاطب کیا۔۔۔۔۔

ہاں تم کرو میں بھی کرتا ہوں۔۔۔۔اتنا کہتے ہی ضارب کے ہاتھ سے چمچ لے کر خود اسے سوپ پلانے لگا۔۔۔۔

کیونکہ بیٹھنے کی وجہ سے اسکے چہرے پر ابھرتے درد کو وہ محسوس کر چکا تھا ۔۔۔۔۔

ہم خود کر لیں گے۔۔۔۔۔

ضارب نے دوبارہ اسکے ہاتھ سے چمچ لینا چاہا۔۔۔۔جب اس نے اپنی اوشن بلو آئز سے اسے گھورا۔۔۔۔

میں کروارہا ہوں نا۔۔۔۔زیادہ نخرے دکھانے کی ضرورت نہیں

۔۔۔۔سپاٹ لہجے میں کہتے چمچ اسکے ہونٹوں سے لگایا۔۔۔۔

ضارب نے مسکراتے ہوئے منہ کھولا۔۔۔۔

جبکہ اسکے اسرار روپ دیکھتے ہوئے زارون کو تو غش آتے آتے بچا۔۔۔۔

بیا یار ذرا مجھے چونٹی تو کاٹے کہیں میں کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہا۔۔۔۔

یہ ہمارے واسم لالا ہی ہیں نا۔۔۔۔۔

ڈرامائی انداز میں کہتے ہوئے اس نے ابیہا کے آگے ہاتھ بڑھایا تھا۔۔۔۔

جس پر ضارب تو مسکرایا البتہ واسم نے اسے تیز نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔اور ساتھ ساتھ وہ ضارب کو سوپ بھی پلا رہا تھا۔۔۔۔

جبکہ ابیہا نے زور سے اسکے ہاتھ پر چونٹی کاٹی۔۔۔۔۔جس پر بے ساختہ اسکے ہونٹوں سے چیخ برآمد ہوئی۔۔۔۔

اب آگیا یقین۔۔۔۔

مسکراہٹ دبا کر بولی۔۔۔۔زارون نے اسے گھورا۔۔۔اور اپنا ہاتھ مسلنے لگا۔۔۔۔۔

ویسے یہ کرشمہ کیسے ہو گیا۔۔۔۔مجھے تو یقین ہی نہیں آرہا کہ یہ میرے واسم لالا ہیں۔۔۔۔

وہ اب بھی حیرت سے بولا۔۔۔۔

ذرا میرے پاس آو تا کہ میں تمہیں اچھے سے یقین دلا سکوں کہ میں ہی تمہارا واسم لالا ہوں۔۔۔۔

ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا۔۔۔۔

جس پر زارون نے دونوں ہاتھ کھڑے کرتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

جبکہ اسکے ڈرنے پر ابیہا نے قہقہہ لگایا۔۔۔۔

ضارب کو ناشتہ کروانے کے بعد ٹشو سے اسکا چہرہ صاف کرتے وہ اٹھا تھا

۔۔۔۔۔

جب اس نے اسکا ہاتھ پکڑ کر روکا۔۔۔۔

واسم نے سوالیہ اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

اس نے اپنے دونوں بازو پھیلائے تھے۔۔۔۔۔ جنہیں ایک نظر دیکھنے کے بعد وہ اسکے سینے کا حصہ بنا۔۔۔۔۔

ہم نے بہت مس کیا اپنے بھائی کو۔۔۔۔۔۔۔

اسے اپنے سینے میں بھینچتے ہوئے محبت سے گویا ہوا۔۔۔۔واسم مسکرایا

۔۔۔۔۔

میں نے بھی۔۔۔۔۔بہت دھیمی آواز میں بولا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ اس خوبصورت منظر کو ابیہا اور زارون مسکراتے ہوئے دیکھ رہے تھے

۔۔۔۔۔

واسم دھیرے سے اس سے الگ ہوا۔۔۔۔اور پھر دوبارہ بیڈ ٹھیک کرتے ہوئے اسے لیٹایا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔

ضارب کی ضد پر وہ اسے ڈسچارج کروا کر شاہ مینشن لے آئے تھے۔۔۔۔۔

ارمغان اور حیدر شاہ تو اسے حویلی لیجانا چاہتے تھے۔۔۔۔۔ لیکن ضارب نہیں مانا تھا۔۔۔۔۔

اور جب سے وہ گھر آیا تھا۔۔۔۔۔ عیادت کرنے والوں کی لائنیں لگی ہوئی ۔۔۔۔۔

اسکی پارٹی کے تمام سیاستدانوں سے لے گورنمنٹ سے تعلق رکھنے والے عہدیداروں تک سب اس سے ملنے اسکا حال احوال جاننے کیلئے آئے تھے ۔۔۔۔۔

اور ان سب میں ابرش کو بالکل موقع نہیں مل رہا تھا۔۔۔۔اس سے بات کرنے کا۔۔۔۔

سارا دن وہ اپنے مہمانوں کے ساتھ مصروف رہتا جبکہ رات کو اس کے کمرے میں آنے سے پہلے ہی دوائی لے کر سو جاتا۔۔۔۔

اسکی اس نظر اندازی پر وہ اندر ہی اندر سے گھٹ رہی تھی۔۔۔۔

جسے باقی گھر والوں نے بھی محسوس کر لیا تھا۔۔۔ لیکن فلحال اسکی طبیعت کو دیکھتے ہوئے وہ سب خاموش تھے۔۔۔۔

جبکہ اسکی دوائی سے لے کر کھانے پینے کا مکمل خیال خان رکھ رہا تھا

۔۔۔۔ابرش کو اس کے کاموں میں دخل اندازی کی بالکل بھی اجازت نہیں تھی۔۔۔۔

جس کی وجہ سے اسے ضارب پر شدید غصہ تھا۔۔۔کیونکہ وہ اپنے سائیں کا خیال خود رکھنا چاہتی تھی۔۔۔۔

لیکن جب بھی وہ کچھ کرنے لگتی خان فوراً جن کی طرح وہاں حاضر ہو جاتا

۔۔۔۔۔

لیکن آج اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ کسی بھی حال میں ضارب سے بات کر کے رہے گی۔۔۔۔کیونکہ وہ یہ سب اور برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔

اس لیے جب خان اس کیلئے کچن سے کھانا لینے کیلئے آیا تو وہ اس سے مخاطب ہوئی

خان لالا سائیں کیلئے کھانا آج میں لے کر جاؤں گی۔۔۔۔۔اور انکے باقی سب چیزوں کا خیال بھی میں ہی رکھوں گی۔۔۔۔

لیکن بی بی سائیں سردار سائیں غصہ ہونگے۔۔۔۔ جھکی نظروں کے ساتھ ادب سے بولا۔۔۔۔

آپ انکی ٹینشن نالیں میں سب سنبھال لوں گی۔۔۔۔

وہ نرمی سے کہتی ہوئی۔۔۔۔ملازمہ کو اشارہ کرتی۔۔۔۔ٹرے اسکے ہاتھوں سے لے کر خود اپنے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔

________♥________

جب وہ کھانا لے کر کمرے میں داخل ہوئی تو ضارب اپنی شرٹ اتارنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔۔

لیکن دائیں بازو کو موو کرتے ہوئے اسے درد ہو رہا تھا اس لیے شرٹ اتر نہیں رہی تھی۔۔۔۔

ضارب جس کا دھیان دوسری طرف تھا اسے لگا خان آیا ہے۔۔۔۔

ذرا آ کر ہیلپ کریں۔۔۔۔یہ شرٹ نہیں اتر رہی ہم سے۔۔۔۔

وہ دیکھے ہی آنے والے سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔۔

اسکی آواز پر ایک پل کیلئے ابرش جھجھکی کہ کہیں وہ غصہ نا کرے لیکن پھر ہمت کرتے کہ آج نہیں تو کل بات کرنی ہے۔۔۔۔۔

آخر کب تک ایسے چلنا تھا۔۔۔۔۔

دھیمے قدم اٹھا کر اسکے قریب آئی تھی۔۔۔۔۔

کھانا ایک طرف رکھتے ہوئے اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا تھا۔۔۔۔۔جب ضارب نے اسکی موجودگی کو محسوس کرتے ہوئے اپنا رخ بدلہ۔۔۔۔

پل میں اسکے چہرے کے تاثرات سخت ہوئے تھے۔۔۔۔۔

آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟؟؟لب بھینچ کر غصے بولا۔۔۔۔۔

جس پر پہلے تو وہ گھبرائی۔۔۔۔۔لیکن پھر دل کو مظبوط کر کے مسکرائی۔۔۔۔۔

بیوی ہوں آپکی یہاں نہیں آؤں گی تو کہاں جاؤں گی۔۔۔۔
نہایت ہی پر سکون لہجہ۔۔۔۔۔

جبکہ اسکے کشادہ سینے پر نظر پڑتے اسکا چہرہ سرخ ہونے لگا تھا۔۔۔۔۔

" ہنہہ بیوی

یہاں تک ہم جانتے ہیں آپ تو ہمارے جیسے انسان کے ساتھ ایک پل نہیں رہنا چاہتیں تھیں۔۔۔۔۔

اور آج ہمیں اس رشتے کا حوالہ دے رہی ہیں۔۔۔۔۔ جسے آپ بہت پہلے ہی اپنی طرف سے ختم کر چکی ہیں۔۔۔۔

طنزیہ لب و لہجہ۔۔۔۔۔

ابرش کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔۔۔۔

میں نے وہ سب غصے میں بولا تھا۔۔۔۔آپ نے بھی تو میرے ساتھ زیادتی کی تھی۔۔۔۔

شکوہ کیا گیا۔۔۔۔

ہمم" غصہ۔۔۔۔

ہماری غلطی اتنی بڑی بھی نہیں تھی۔۔۔۔ لیکن پھر بھی ہم نے آپ سے معذرت کی۔۔۔

لیکن آپ نے تو ہماری محبت کو ہی حوس کا نام دے دیا۔۔۔۔

ہمیں بازاری مرد سمجھتے ہوئے۔۔۔۔ گھٹیا آفر کی۔۔۔۔ یہاں تک کہ ہمارے بچے کی جان لینے تک کی بات کر دی۔۔۔۔

ابرش کو اپنا آپ شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں اترتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

معاف کر دیں۔۔۔۔

منمناتے ہوئے بولی۔۔۔۔ ساتھ ہی اسکے تھوڑا اور قریب ہوئی تھی۔۔۔۔

واں جب آپ خود تو دوسروں کی ایک چھوٹی سی غلطی بھی معاف نہیں کرتے ۔۔۔۔۔

تو پھر اگلے سے یہ امید کیسے رکھ سکتے ہیں۔۔۔۔

استہزائیہ لہجے میں کہتے ہوئے۔۔۔جا کر بیڈ پر بیٹھا کیونکہ اسے زخموں سے درد کی ٹیسیں نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔

جس سے اسکا سفید چہرہ سرخ ہونے لگا تھا۔۔۔

جسے ابرش نے بھی محسوس کر لیا تھا۔۔۔۔

وہ ساری باتوں کو پش وپست ڈال کر فوراً اسکے قریب آئی۔۔۔

سائیں آپ ٹھیک ہیں؟؟؟؟

ضارب نے اسکا ہاتھ جھٹکا۔۔۔۔

ہاتھ مت لگائیں ہمیں۔۔۔۔ایسے کیسے ہاتھ نہیں لگاؤں۔۔۔۔بیوی ہوں آپکی۔۔۔۔آپکو چھونے کا مکمل حق رکھتی ہوں۔۔۔۔

غصے سے اسکی شرٹ پر ہاتھ رکھے۔۔۔۔

آپ وہ حق کھو چکی ہیں۔۔۔۔

وہ دوبدو بولا تھا۔۔۔۔ساتھ اسکا ہاتھ دوبارہ اپنی شرٹ سے ہٹایا۔۔۔۔

سائیں ضدمت کریں مجھے دیکھنے دیں۔۔۔۔آپ کے زخم سے خون نکل رہا ہے۔۔۔۔۔

اسکی بلو شرٹ پر نمایاں ہوتے سرخ دھبوں کو دیکھتی التجائی لہجے میں بولی

ہمیں آپکی ضرورت نہیں ہے-----ہمارا خیال رکھنے کیلیئے گھر میں دوسرے بہت سے افراد موجود ہیں------

بہتر یہی ہوگا-----کہ آپ یہاں سے چلی جائیں-----

آپ میرا مقابلہ دوسروں سے کر رہیں ہیں-----

میں آپکی بیوی ہوں-----

جتایا گیا۔۔۔۔۔۔

ہم نہیں مانتے۔۔۔۔۔

اس نے جیسے حقیقت بتائی۔۔۔۔۔

"خان۔۔۔۔

اور ساتھ ہی خان کو آواز لگائی تھی۔۔۔۔۔

لیکن وہ یہاں ہوتا تو جواب دیتا۔۔۔۔اسے تو ابرش زارون کے حوالے کر کے آئی تھی۔۔۔۔۔۔

کیونکہ اسے پتا تھا کہ وہ اپنے سردار سے ایک پل کیلئے دور نہیں رہ سکتا تھا۔۔۔

یہاں ضارب اسے آواز لگاتا اور وہ فوراً حاضر ہو جاتا۔۔۔۔

جبکہ وہ ہر حال میں آج اسے منانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

آپ مجھے نہیں دیکھنے دیں گے۔۔۔۔

اس نے آخری بار پوچھا۔۔۔۔

ضارب نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا۔۔۔اور اٹھ کر واشروم کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔۔۔

جب ابرش نے اسے دونوں ہاتھوں سے تھامتے ہوئے دوبارہ بیڈ پر بٹھایا تھا

"ابرش---

ضارب نے اسے غصے سے دیکھتے ہوئے دور کرنا چاہا جب وہ پل کی دھیری کیے بنا اسکی گود میں بیٹھتی ہوئی-----

اپنے دونوں ہاتھ اسکی گردن میں باندھتے اسکی گھنی مونچھوں تلے عنابی لبوں پر جھکی تھی------

ضارب نے اسے خود سے دور کرنا چاہا لیکن وہ اسکی گردن پر پکڑ مظبوط کرتی ۔۔۔۔اپنی ساری شرم وحیا کو ایک طرف رکھتے ہوئے نرمی سے چھونے لگی ۔۔۔۔۔

جیسے اپنے لفظوں کی تلافی کرنے کی کوشش کرنا چاہتی ہو۔۔۔۔۔

ضارب اگر چاہتا تو ایک جھٹکے میں اسے خود سے الگ کر کے اسکی اوقات بتا سکتا تھا۔۔۔۔

لیکن پتا نہیں کیوں وہ اسے جھٹک نہیں سکا۔۔۔۔۔شاید اسکی تربیت اسے اس چیز کی اجازت نہیں دیتی تھی۔۔۔۔۔

جب ضارب نے مزاحمت ترک کر دی تو وہ نرمی سے اس سے دور ہوئی اور ایک پل کیلئے اسکے چہرے کو قریب سے دیکھنے کے بعد نظریں جھکاتی ہوئی اسکی شرٹ اتارنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔۔۔

جبکہ ضارب اب بھی اسکی طرف سپاٹ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔البتہ لبوں سے کچھ نہیں بولا۔۔۔۔۔۔

اسکی شرٹ اتار کر ایک سائڈ رکھتے ہوئے وہ اٹھ کر پیچھے بیڈ پر آئی تھی۔۔۔۔

یہاں اسکی کمر کے دائیں طرف کندھے سے تھوڑا نیچے پٹی پر خون لگا ہوا تھا

۔۔۔۔۔۔

حالانکہ ابھی شام میں ڈاکٹر گھر آکر اسکے زخموں کی ڈریسنگ کر کے گیا تھا ------

لیکن شاید شرٹ خود اتارنے کے چکر میں زخم پر کھینچاو پڑا تھا----- جس کی وجہ سے بلیڈنگ دوبارہ سٹارٹ ہو گئی تھیں------

سائڈ ٹیبل سے فرسٹ ایٹ باکس نکال کر وہ اسکی زخم کی ڈریسنگ کرتی اٹھ کر اس کے پہننے کیلیئے شرٹ لے کر آئی----

جسے ضارب نے ایک جھٹکے سے اسکے ہاتھ سے کھینچا----

جبکہ اسکے غصے کو دیکھتے ابرش نے مسکراہٹ دبائی اور آگے بڑھ کر اسے شرٹ پہننے میں مدد کرنے لگی------

جسے پہننے کے بعد وہ دوبارہ اٹھنے لگا جب ابرش نے اسے روکا۔۔۔۔

آپ اب اپنی حد سے بڑھ رہی ہیں۔۔۔۔

ابھی آپ نے میری حد دیکھی کہاں ہے سائیں۔۔۔۔ مسکرا کر کہتے ہوئے اسے دوبارہ بیڈ پر بٹھایا اور کھانا لا کر اسکے قریب رکھتے ہوئے نوالہ اسکی طرف بڑھایا۔۔۔۔۔

جسے ضارب نے جھٹکا۔۔۔۔

آپ ایسے نہیں مانے گئے۔۔۔۔ کھانے کی ٹرے ایک سائڈ کرتے ہوئے خود اسکے قریب ہوتی زبردستی کھلانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔

اپنی ان حرکتوں سے آپ ہمارے دل میں دوبارہ جگہ نہیں بنا سکتی۔۔۔۔اس لیے بہتر یہی ہوگا کہ اپنی حد میں رہیں ورنہ انجام اچھا نہیں ہوگا۔۔۔۔

اسکی حرکتوں سے ضارب کا پارہ ہائی ہو چکا تھا وہ اسے طرف بیڈ پر دھکیلتا ہوا غصے سے بولا۔۔۔۔

اور سائڈ ٹیبل سے سگریٹ اور لائٹر اٹھا کر سٹڈی روم کی طرف بڑھ گیا ۔۔۔جبکہ پیچھے آنکھوں میں آنسو لے ابرش نے اسکی چوڑی پشت کو دیکھا تھا

۔۔۔۔۔

-------❤-------

ضارب کو گھر آئے تقریبا ایک ہفتے سے اوپر کا وقت ہو چکا تھا-----

اور ان دنوں میں پوری شاہ فیملی نے اس کا مکمل خیال رکھا تھا----- یہاں تک کے واسم بھی اسکے خیال سے پچھلے ایک ہفتے سے شاہ مینشن میں رکا ہوا تھا -----اور اس کے زخم اب کافی حد تک مند میل ہو چکے تھے-----

اس لیے آج شام میں ہی ان لوگوں نے حویلی واپس چلے جانا----- ضارب نے تو کافی روکنے کی کوشش کی تھی انہیں کہ کچھ اور رکن جائیں اسکے پاس لیکن حیدر شاہ کے بنا وہاں گاؤں میں ارمغان اور موسی شاہ سے سب کچھ سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا-----

حیدر شاہ نے اسے اپنے ساتھ چلنے کا بولا تھا۔۔۔۔جس سے اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ وہ فلحال ان کے ساتھ نہیں جا سکتا کیونکہ اسکی طبیعت خرابی کی وجہ سے اسکے بہت سے کام پینڈنگ میں چلے گئے تھے۔۔۔

جنہیں اس نے کور کرنا تھا۔۔۔۔

آج بھی معمول کے مطابق واسم کی گاڑی شاہ مینشن میں داخل ہوئی تھی

۔۔۔۔

گاڑی پورچ میں رکتے ہی وہ اپنی شاندار پرسنیلٹی کے ساتھ باہر نکلا۔۔۔۔

ابھی اس نے اندر جانے کیلئے قدم بڑھائے تھے۔۔۔۔جب چوکیدار گیٹ بند کر کے دوڑتا ہوا اسکے قریب آیا۔۔۔۔

"شاہ سائیں۔۔۔۔

واسم نے پلٹ کر سوالیہ دیکھا۔۔۔۔

جی یہ کچھ دن پہلے ایک کوریئر والا دے کر گیا تھا۔۔۔۔ایک وائٹ کلر کا لفافہ اسکی طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔۔۔۔

جبکہ واسم کے ادب میں اس نے نظروں کے ساتھ اپنا سر بھی جھکا رکھا تھا

۔۔۔۔۔

واسم نے اسکے ہاتھ سے لفافہ لیتے ہوئے اسے جانے کا اشارہ کیا۔۔۔۔

جس پر وہ سر ہلا کر وہاں چلا گیا۔۔۔۔

جبکہ واسم نے ایک نظر اس پیکٹ کی طرف دیکھا۔۔۔۔جس پر اسی ہاسپٹل کا نام لکھا ہوا تھا۔۔۔۔جہاں سے ضارب کا ٹریٹمینٹ کروایا گیا تھا۔۔۔۔

اس نے حیرانی سے اسے الٹ پلٹ کر دیکھا۔۔۔۔شاید کسی ٹیسٹ وغیرہ کی رپورٹ ہو۔۔۔۔

اتنا کہتے اس نے قدم اندر کی طرف بڑھائے۔۔۔۔

لیکن نا جانے دل میں کیا آیا کہ اس نے یہ رپورٹ سیدھا ضارب کو دینے کی بجائے پہلے خود دیکھنے کا فیصلہ کرتے ہوئے اسے کھولا۔۔۔۔۔

اور اسکا اندازہ بالکل درست تھا اندر ٹیسٹ رپورٹ ہی تھی لیکن ضارب کی نہیں بلکہ زرمینے کی۔۔۔۔۔۔

جس کا نام پڑھتے ہی اس نے بنا پڑھے اسے بند کرنا چاہا جب اچانک اسکی نظر ایک لفظ پر گئی۔۔۔۔۔اس نے حیرت سے دوبارہ رپورٹ کو کھولا۔۔۔۔۔۔

اور جیسے جیسے وہ پڑھتا گیا اسکی آنکھوں میں غصے کی زیادتی سے سرخی بڑھتی گئی ۔۔۔۔۔دماغ کی رگیں تن گئی۔۔۔۔۔ لہو میں شرارے پھوٹنے لگے۔۔۔۔۔

تبھی نجمہ بیگم کچن سے سنیکس لے کر لاؤنج میں آئی تھیں۔۔۔۔جن پر نظر پڑتے ہی وہ لمبے ڈگ بھرتا پل میں انکے پاس پہنچا تھا۔۔۔۔

حیدر شاہ کے ساتھ اماں سائیں اور عظمی بیگم وہی بیٹھے شام کی چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔۔۔

ابرش ابیہا فلحال کچن میں تھیں اصل میں ابرش ابیہا سے پوچھ پوچھ کر اپنے سائیں کیلیئے اسکی فیورٹ بریانی بنانے کی تیاری کر رہی تھی۔۔۔۔

جبکہ ضارب اپنے کمرے میں آرام کر رہا تھا۔۔۔

سب لوگ اسکے سرخ چہرے کو دیکھتے پریشان ہوئے تھے۔۔۔۔

کیا ہوا واسم بیٹا سب ٹھیک ہے ؟؟؟؟ حیدر شاہ نے پیار سے مخاطب کرتے سوال کیا۔۔۔۔

جسکا اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔۔ بلکہ وہ رپورٹ سیدھا نجمہ بیگم کے ہاتھ میں پکڑاتے ان سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔۔

آپ اپنی بیٹی سے خود پوچھے گی اس بارے میں۔۔۔۔ یا پھر میں پوچھوں ؟؟؟؟

نہایت ہی سپاٹ اور سرد لہجہ۔۔۔۔

جسے سن کر نجمہ بیگم کا دل ایک پل کیلئے لرزہ۔۔۔۔انہوں نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اس سفید کاغذ کو کھولا۔۔۔۔

اور جیسے ہی انکی نظریں اس پر لکھے ہوئے لفظوں پر پڑی تھیں۔۔۔انہیں اپنا آپ شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

ذلت اور رسوائی کے احساس سے انکی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔۔۔

انکا دل کر رہا تھا کہ فوراملکموت وہاں آئے اور انکی روح قبض کرلے تاکہ انہیں یہ ذلالت اور برداشت نا کرنی پڑے۔۔۔۔

وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھیں۔۔۔انکی بیٹی انکی زر کبھی ایسا کام بھی کر سکتی ہے۔۔۔۔

رپورٹ سے نظر ہٹا کر انھوں نے ایک نظر واسم شاہ کی طرف دیکھا۔۔۔۔
جس کے چہرے کے تاثرات اس حد تک سخت تھے کہ اگر زرمینے اس وقت اسکے سامنے ہوتی تو اسکی جان لینے سے بھی گریز نا کرتا۔۔۔۔

اس کاغذ کو اپنی مٹھی میں بھینچتے ہوئے وہ تیز قدموں سے زرمینے کے کمرے کی طرف بڑھی تھیں۔۔۔۔۔

جبکہ پیچھے سب نے پریشان نظروں سے انکی پشت کو دیکھا تھا

_______♥_______

وہ جب دروازہ کھول کر اسکے کمرے میں داخل ہوئی تو زرواشروم سے منہ صاف کرتی ہوئی باہر نکل رہی تھی۔۔۔۔

اور اسکے زرد پڑتے چہرے سے صاف پتا چل رہا تھا کہ اسکی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔۔۔

کیا ہوا ہے آپکو؟؟؟؟ نجمہ بیگم نے اسکی حالت کو دیکھتے ہوئے سپاٹ لہجے میں سوال کیا۔۔۔۔

پتا نہیں ماما پچھلے کچھ دنوں سے طبیعت ٹھیک نہیں ہے دل بار بار خراب ہو رہا ہے۔۔۔۔

حالانکہ میں نے کچھ بھی الٹا سیدھا نہیں کھایا۔۔۔۔ پھر بھی پتا نہیں

۔۔۔۔زرمینے جو صبح سے وومٹنگ کر کر کے اب نڈھال ہو چکی تھی اپنی طبیعت

خرابی کے بارے انہیں بتا رہی تھی کہ اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی نجمہ بیگم نے زندگی میں پہلی بار اس پر ہاتھ اٹھایا تھا۔۔۔۔

جس کی گونج پورے کمرے میں گونجی تھی۔۔۔۔

زرمینے نے ششدر چہرے کے ساتھ انکی طرف دیکھا۔۔۔۔ جبکہ آنکھوں میں فورا نمی اتر آئی۔۔۔۔۔

" ماما

بے آواز اسکے لب پھڑ پھڑائے۔۔۔۔۔

جب ایک اور تھپڑ اسکے چہرے کی زینت بنا تھا۔۔۔۔۔

ارے آپ جیسی اولاد ہونے سے تو بہتر تھا کہ ہم بے اولاد ہی رہتے۔۔۔۔۔

ماما زرمینے نے تڑپ کر پکارا۔۔۔۔

مت پکاریں مجھے اس نام سے۔۔۔۔

مر گئی آپکی ماما،،،،، کاش آپ پیدا ہوتے ہی مر جاتی تو آج مجھے یہ دن تو نہیں دیکھنا پڑتا۔۔۔۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے غصے سے بولی۔۔۔۔

جبکہ ان کو یوں روتے دیکھ کر وہ انکے قریب ہوئی تھی۔۔۔۔

پلیز ماما ایسے روئے تو مت۔۔۔

جب نجمہ بیگم نے اسکا ہاتھ جھٹکا۔۔۔

اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے تو مجھے معاف کر دیں۔۔۔۔ لیکن پلیز خود سے یوں دور مت کریں۔۔۔۔

وہ تڑپ کر روتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔

آپ نے غلطی نہیں بلکہ گناہ کیا ہے۔۔۔گناہ

آخر کیا کمی رہ گئی تھی میری تربیت میں جو آپ اس حد تک گر گئیں۔۔۔۔۔

ہاتھ میں پکڑی ہوئی رپورٹس اسکے منہ پر مارتے ہوئے چیخ کر بولیں۔۔۔۔

زرمینے نے حیرت سے ان کے کی طرف دیکھتے دوسری نظر اس کاغذ پر ڈالی تھی ۔۔۔۔۔

جس نے اسکی اتنا پیار کرنے والی ماما کو اس سے دور کر دیا تھا۔۔۔۔

جس پر لکھے الفاظ کو پڑھتے ٹھاہ ٹھاہ کر کے ساتوں آسمان اس کے سر پر گرے تھے ۔۔۔۔۔۔

کہ وہ شرمندہ ہوتے نظریں جھکا گئی۔۔۔۔

کسی اور کے نکاح میں ہوتے ہوئے آپکو شرم نہیں آئی یہ سب کرتے ہوئے ۔۔۔۔

"ماما۔۔۔

زرمینے نے کچھ کہنا چاہا لیکن نجمہ بیگم نے ایک اور تھپڑ اسکے منہ پر مارتے خاموش کروا دیا۔۔۔۔۔

کس کا گناہ ہے جو اپنے وجود میں لے کر گھوم رہی ہیں۔۔۔۔ بتائیں مجھے ؟؟؟؟

ماما میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔۔۔۔

اب کہ اونچی آواز میں بولی تھی۔۔۔۔۔اچھا تو پھر یہ سب کیا ہے؟؟؟؟

ماما،،، وہ،،،،، وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن منہ سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے

۔۔۔۔۔

آخر اسی دن سے تو ڈرتی تھی۔۔۔۔

کیا وہ وہ لگا رکھی ہے۔۔۔۔ نام بتائیں مجھے؟؟؟؟اسے جھنجھوڑتے ہوئے بولیں

۔۔۔۔۔

"وہ،،،،،شاہ۔۔۔۔۔

زر مینے کے منہ سے بس اتنا ہی نکلا تھا۔۔۔۔۔

شاہ کے نام پر نجمہ بیگم کے کان کھڑے ہوئے تھے۔۔۔۔۔چونکا تو دروازے پر کھڑا واسم بھی تھا۔۔۔۔۔

کون شاہ؟؟؟؟؟

سوال کیا گیا۔۔۔۔۔

جسکا جواب عین انکی توقع کے برابر آیا تھا۔۔۔۔

"زارون۔۔۔

زارون کا نام لیتے وہ چہرے پر ہاتھ رکھتی ہوئی پھوٹ پھوٹ کر روتے زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔۔۔۔

جسے نجمہ بیگم نے فورا جھک کر اپنے سینے میں بھینچا تھا۔۔۔۔

جبکہ واسم شاہ کو ملامتی نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔جس پر وہ لب بھینچ کر غصے کو کنٹرول کرتا اوپر ضارب کے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔

اور اسکے تاثرات سے اتنا تو پتا چل ہی گیا تھا کہ آج اسکے ہاتھوں زارون شاہ کی خیر نہیں تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔

اس دن خان کو یونیورسٹی بلا کر ابرش اسے زبردستی قریبی ہاسپٹل لے کر گئی تھی۔۔۔

جہاں ڈاکٹر نے اس کا اسکا تفصیل چیک اپ کرتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔۔آپکی شادی کو کتنا ٹائم ہوا ہے؟؟؟؟

جس پر وہ کافی حیران ہوئی تھی۔۔۔۔ معدے کی خرابی کا آخر میری شادی سے کیا تعلق۔۔۔۔

نہیں ابھی انکی شادی نہیں ہوئی۔۔۔۔

ابرش نے جواب دیا تھا۔۔۔۔۔

جس پر ڈاکٹر اسے عجیب سی نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔۔۔۔۔

اور پھر اس نے میڈیسنز کے ساتھ کچھ ٹیسٹ بھی لکھ کر دیئے تھے۔۔۔۔۔جو وہ گھر آنے سے پہلے کروا کر آئی تھیں۔۔۔۔

شاید انکی عمروں کو دیکھتے ہوئے وہ ڈاکٹر کھل کر بات نہیں کر سکیں تھیں اس لیے نیکسٹ ٹائم ان رپورٹس کے ساتھ کسی بڑے کو بھی ساتھ لانے کا بولا تھا

اور وہ اتنے دنوں میں اپنی طبیعت کی وجہ سے پریشان تھی کہ آخر اچانک اسے کیا ہو گیا تھا۔۔۔۔اسکی اصل وجہ بھی سامنے آگئی تھی۔۔۔

لیکن جس طریقے سے آئی تھی۔۔۔۔اس نے زرمینے کو شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں گرا دیا تھا۔۔۔۔

کہ وہ کسی کو منہ دکھانے قابل نہیں رہی تھی۔۔۔۔

اور اسکی اس حالت کا ذمہ دار صرف ایک ہی انسان تھا اور وہ تھا۔۔۔

"زارون شاہ۔۔۔

۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔

واسم نے زارون کو فون کر کے اسے ارجنٹ گھر واپس آنے کا بولا تھا۔۔۔۔

جس پر وہ کافی پریشان ہوا تھا۔۔۔۔اور سارے کام پس و پشت ڈال کر فورا گھر پہنچا۔۔۔۔

جہاں لاؤنج میں گھر کے سبھی بڑے افراد پریشان سے بیٹھے تھے۔۔۔۔

جبکہ ابرش ابیہا زرمینے کے پاس تھیں جس نے اس تھوڑے سے وقت میں رو رو کر اپنا برا حال کر لیا تھا۔۔۔۔

"السلام و علیکم۔۔۔

اس نے اندر داخل ہوتے ہی بلند آواز میں سلام کیا تھا۔۔۔۔

جسکا کسی نے بھی جواب دینا ضروری نا سمجھا۔۔۔۔بلکہ اسکو دیکھتے ہوئے سب ایک ایک کر کے اٹھ کر اپنے کمروں کی طرف بڑھ گئے۔۔۔۔

جب عظمی بیگم بھی اس سے بات کیے بنا ہی وہاں سے جانے لگی تو زاروں نے آگے بڑھ کر انکا راستہ روکا۔۔۔۔

کیا ہوا اماں۔۔۔۔سب کچھ ٹھیک ہے ؟؟؟؟

جس پر انہوں نے ناراضگی سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔۔اوپر ضارب کے کمرے میں آپکے دونوں بھائی آپکا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔۔

ان سے ہی پوچھ لیں۔۔۔۔

اتنا کہہ وہاں سے جانے لگی جب ایک پل کیلیئے رک کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔

مجھے آپ سے یہ امید ہر گز نہیں تھی۔۔۔

اور پھر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔۔۔

زارون نے پریشان نظروں سے انکی طرف دیکھا۔۔۔۔ لیکن انکی بات کا مطلب نا سمجھتے ہوئے اوپر ضارب کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

ہلکا سا دروازہ ناک کرتے وہ اندر داخل ہوا۔۔۔۔

جہاں ضارب بیڈ کراون سے ٹیک لگا کر بیٹھا تھا جبکہ واسم صوفے پر۔۔۔۔

لالا آپ نے بلایا مجھے ؟؟؟؟؟

ان دونوں کے سپاٹ چہروں کو دیکھتے ہوئے وہ بھی سیریس انداز میں بولا

۔۔۔۔۔

اور ساتھ ہی دروازہ بند کرتے ہوئے تھوڑا ان دونوں کے قریب آیا۔۔۔۔

جب واسم اپنی جگہ چھوڑ کر اٹھا تھا۔۔۔۔

اور بنا اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے زبردست مکا اسکے چہرے پر جڑا۔۔۔۔

جس کے بعد وہ رکا نہیں۔۔۔۔در پہ در مکے مارتے اسکے چہرے کا نقشہ بگاڑ دیا تھا۔۔۔۔

ارے یار پہلے میری غلطی تو بتا دیں۔۔۔۔آخر میرا قصور کیا ہے؟؟؟؟

کیوں مجھ معصوم کو ایسے بنا بات کے دھو رہیں ہیں۔۔۔۔۔ جیسے دھوبی میلے کپڑوں کو دھوتا ہے۔۔۔۔۔

وہ خود کا بچاؤ کرتے ہوئے التجائی لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔

جس کا اسے خاطر خواہ کوئی فائدہ نہیں ہوا تھا۔۔۔۔ کیونکہ واسم بنار کے اب بھی اسے مار رہا تھا۔۔۔

تم جیسے دو چار معصوم اور پیدا ہو گئے نا اس دنیا میں تو معصوموں کو منہ چھپانے کیلئے کہیں جگہ نہیں ملے گی۔۔۔۔

اسکی گدی پر دو ہاتھ جڑتے ہوئے غصے سے بولا۔۔۔۔

زارون کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔۔۔۔

ضارب لالا بچاؤ یار۔۔۔۔

بیڈ پر سکون سے بیٹھے ہوئے ضارب کو مخاطب کرتے بولا۔۔۔۔

جس نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔۔۔وہ سکون سے واسم کی کاروائی دیکھ رہا تھا

۔۔۔۔۔

اچھا مجھے بتائیں تو صحیح آخر ہوا کیا ہے ؟؟؟؟؟ وہاں نیچے سب گھر والے میرے خوبصورت چہرے کو دیکھتے اٹھ کر اپنے کمروں کی طرف منہ موڑ کر ایسے گئے جیسے میں نے کسی کے گھر سے لڑکی بھگالی ہو۔۔۔۔

اور آپ بھی مجھے ایسے ہی مار رہے ہیں۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا بچاؤ کرتا مسکرا کر بولا۔۔۔۔۔

تو نے اپنے شکل دیکھی ہے۔۔۔۔ کون تجھ جیسے نکمّے کے ساتھ بھاگے گی

۔۔۔۔۔

الحمدللہ سب کہتے ہیں بالکل اپنے بھائی پر گیا ہوں۔۔۔۔۔ وہ اس سے تھوڑا دور ہو کر شرارت سے گویا ہوا۔۔۔۔۔

واسم کا چہرہ پل میں سرخ ہوا تھا۔۔۔۔۔ جبکہ ضارب نے قہقہہ لگایا۔۔۔۔۔

ابھی بتاتا ہوں تجھے توں کس پر گیا ہے۔۔۔۔۔۔

وہ اپنے بازو فولڈ کرتا دوبارہ اسکی طرف بڑھا۔۔۔۔جبکہ زارون قہقہہ لگاتا ضارب کی طرف دوڑا۔۔۔۔

واسم ضارب نے اشارے سے روکا۔۔۔۔

زارون ادھر بیٹھے ہمارے پاس۔۔۔۔آپکو پتا ہے آپ نے جو حرکت انجام دی ہے اس سے زرمینے کی کتنی بدنامی ہو سکتی ہے؟؟؟؟

زارون کے کان کھڑے ہوئے اس نے پریشان نظروں سے اسکی طرف دیکھا

آپ یہ سب کرنے کے بجائے ہمیں بول سکتے تھے ہم داداسائیں اور ماموں جان سے بول کر آپکی رخصتی کروادیتے-----

تو کیا سب کو پتا چل گیا جو ہم دونوں درمیان----لیکن بتایا کس نے کیا زرمینے

زرمینے نے کسی کو کچھ نہیں بتایا----اور نا کسی کو کبھی پتا چلتا اگر زرمینے کی رپورٹس واسم کے ہاتھ نا لگتیں----

ضارب نے اسکے چہرے سے اسکی سوچ پڑھ لی-----

رپورٹس؟؟؟؟

زارون نے نا سمجھی سے دیکھا۔۔۔۔

ہمم وہ پریگنینٹ ہیں۔۔۔۔

کیا؟؟؟؟ وہ حیرت سے منہ کھول کر بولا۔۔۔۔

آپ کو یہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔۔۔ رخصتی سے پہلے یہ سب آپ خود سمجھدار ہیں۔۔۔۔

ضارب قدرے نرمی سے سمجھاتے بولا۔۔۔۔۔

"سوری لالا۔۔۔۔۔

وہ میں بس۔۔۔۔۔۔مجھے نہیں پتا تھا کہ یہ سب ہو جائے گا۔۔۔۔۔وہ سرخ چہرے کے ساتھ جس پر واسم کی مار کی وجہ سے نیل پڑے ہوئے تھے انتہائی معصومیت سے بولا۔۔۔۔۔

جس پر بے ساختہ ہی ضارب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔۔جبکہ اسکے برعکس واسم نے اسے گھورا۔۔۔۔۔

تمہیں یہ کارنامہ کیسے انجام دینا ہے یہ پتا تھا۔۔۔۔۔واسم طنزیہ بولا۔۔۔۔۔

زارون کانوں کی لوں تک سرخ پڑ گیا۔۔۔۔

اوں ہوں۔۔۔۔

جسے دیکھتے ہوئے ضارب نے اسے ٹوکا۔۔۔

تم چپ رہو تمہاری ہی شہہ پر یہ اتنا بگڑا ہوا ہے۔۔۔۔وہ غصے سے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔

ہم نے بگاڑا ہے نا ہم سنبھال بھی لیں گے۔۔۔ سکون دہ انداز میں مسکراتے ہوئے جواب آیا۔۔۔۔

جس پر واسم نے غصے سے ان دونوں کی طرف دیکھا۔۔۔۔

تھینک یو سو مچ لالا۔۔۔۔زارون فورا خوش ہوتے ضارب کے سینے کا حصہ بنا
۔۔۔۔

جب ضارب نے اس کیلئے بھی بازو پھیلائی۔۔۔۔

واسم نفی میں سر ہلاتے مسکرا کر ان دونوں کے گلے لگا۔۔۔۔

"Congratulations"

زارون کے سر پر چپت لگاتے بولا۔۔۔۔

تھینک یو۔۔۔۔

زارون مسکرایا۔۔۔۔

لیکن گھر والوں کا خیال آتے ہی وہ مسکراہٹ سمٹی۔۔۔۔اور اس نے معصوم چہرہ بنا کر ان دونوں کی طرف دیکھا۔۔۔۔

دونوں نے سوالیہ دیکھا۔۔۔۔

"وہ گھر والے تو بہت ناراض لگ رہے تھے۔۔۔۔اور بابا سائیں۔۔۔

ارمغان شاہ کو یاد کرتے اسکے چہرے کا رنگ بدلہ تھا۔۔۔۔کیونکہ اسے انکے ساتھ انکا دس نمبر جوتا بھی یاد آیا تھا۔۔۔۔

زارون کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔۔۔۔

ضارب واسم نے اسکی حالت سمجھتے ہوئے قہقہہ لگایا۔۔۔۔

" لالا

وہ رونے جیسا ہو گیا۔۔۔۔

ہم سب سنبھال لیں گے۔۔۔۔ضارب نے پیار سے اسکے بال بکھیرے۔۔۔

جس پر واسم نے بھی تائید میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

تھینک یو تھینک یو آپ دونوں ورلڈ کے بیسٹ لالا ہیں۔۔۔

وہ دوبارہ دونوں کو ایک ساتھ گلے لگاتے ہوئے بولا۔۔۔

گھر والوں کو تو ہم سنبھال لیں لیکن زر کی گارنٹی نہیں لے سکتے۔۔۔۔

مطلب؟؟؟؟

واسم کی بات پر اس نے نا سمجھی سے دیکھا۔۔۔

کیونکہ بیٹا جتنی آج اسے تیری وجہ سے مار پڑی ہے مجھے نہیں لگتا وہ تجھے دوبارہ کبھی اپنے قریب بھی بھٹکنے دے گی۔۔۔۔

اسکی آپ ٹینشن نا لیں اسے سنبھالنا آپکے بھائی کے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔۔۔

وہ گردن اکڑا کر بولا۔۔۔۔

یہ تو وقت بتائے گا۔۔۔۔

واسم استہزائیہ بولا۔۔۔۔

اسکی باتوں سے زاروں اندر سے پریشان ہو گیا تھا۔۔۔۔ لیکن بظاہر مسکراتے ہوئے سر ہلا گیا۔۔۔۔

--------❤--------

ضارب نے اپنے وعدے کے مطابق باقی سب گھر والوں کو بھی منا لیا تھا

زارون نے سب کے سامنے نجمہ بیگم سے معافی مانگی تھی۔۔۔۔جس پر وہ آگے سے کیا کہتیں۔۔۔۔تھیں تو ایک بیٹی کی ماں اس لیے چپ چاپ خاموشی اختیار کر گئیں۔۔۔

کیونکہ اس میں صرف زارون ہی نہیں بلکہ انکی اپنی بیٹی کی بھی غلطی شامل تھی

حیدر شاہ نے واپس گاؤں پہنچتے ہی ارمغان اور موسی شاہ سے بات کر کے رخصتی کی تاریخ طے کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔۔۔۔

جس پر زارون تو بہت خوش تھا البتہ جتنی شرمندگی زرمینے کو اسکی وجہ سے اٹھانی پڑی تھی۔۔۔۔

وہ اس سے کبھی نا بات کرنے کا فیصلہ کر چکی تھی۔۔۔۔

البتہ رخصتی کا اعلان سنتے ہی ابرش اور ابیہا نے اسے چھیڑنا شروع کر دیا تھا

۔۔۔۔۔

جس پر وہ شرمانے کی بجائے رونا شروع ہو گئی۔۔۔۔

ابرش ابیہا نے پریشان نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔۔۔

دیکھو زر جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا۔۔۔۔اب اس پر رونے یا افسوس کرنے کی بجائے تمہیں اپنی آنی والی زندگی کے بارے میں سوچنا چاہیے۔۔۔

زارون تم سے بہت محبت کرتا ہے اور اس بات کا ثبوت میں تمہیں آنکھیں بند کر کے بھی دے سکتی ہوں۔۔۔۔

اور جیسے آج زارون نے سب کے سامنے چھوٹی ماں سے معافی مانگی انہیں منایا ۔۔۔۔کوئی بھی مرد ایسا نہیں کرتا۔۔۔۔

اس لیے پیچھے جو کچھ بھی ہو چکا۔۔۔۔اسے بھول جاو اور اپنی آنے والی زندگی کے بارے سوچو اپنے بچے کے بارے سوچو۔۔۔۔۔

آنے والی خوشیوں کے بارے سوچو۔۔۔۔۔

تم خوش نصیب ہو جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس نعمت سے نوازا ہے۔۔۔۔۔

اس لیے افسوس کرنے کی بجائے اپنے رب کا شکر ادا کرو۔۔۔۔۔

اسکے بہتے ہوئے آنسو صاف کر کے پیار سے سمجھاتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

جس پر وہ بھی مسکرائی تھی۔۔۔۔۔

تبھی ابرش ابیہا دونوں ایک ساتھ اسکے گلے لگی تھیں۔۔۔۔

بہت بہت مبارک ہو تمہیں۔۔۔۔

اسکے دونوں گالوں پر ایک ساتھ پیار کرتی ہوئی محبت سے بولی۔۔۔۔

جس پر زرمینے اب شرمائی تھی۔۔۔۔

جبکہ ان دونوں نے اسکے سرخ چہرے کو دیکھتے ہوئے قہقہہ لگایا۔۔۔۔

________❤________

سب لوگ اسکے وقت ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھے ہوئے رات کا کھانا کھا رہے تھے ۔۔۔۔سوائے زرمینے کے جسکی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔۔۔

کھانے پر آج خاص اہتمام کیا گیا تھا۔۔۔۔

تقریباً سبھی کی ہی فیورٹ ڈشز بنی ہوئی تھی۔۔۔۔جو کہ کسی کک نے نہیں بلکہ گھر کی عورتوں نے بنائی تھیں۔۔۔۔

عظمی اور ایپها سب کو کھانا سرو کر رہے تھے۔۔۔۔

جب ایپها نے ابرش کو اشارہ کیا تھا کہ جو بریانی اس نے ضارب کیلئے بنائی ہے خود اسے سرو کرے لیکن وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے انکار کر گئی۔۔۔۔

کیونکہ اسے ضارب سے ڈر لگ رہا تھا کہ کہیں وہ سب کے سامنے اسکی بیعزتی نا کر دے۔۔۔۔۔

ایہا نے اسے گھورا۔۔۔۔ جس پر مرتے کیا نا کرتے وہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی ۔۔۔۔۔

اور اس سے پہلے وہ ضارب کو کھانا دیتی وہ ایہا سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔۔

ایہا ہمیں بریانی پاس کریں۔۔۔۔

جس سے ابرش کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے جسے سب سے چھپاتی ہوئی واپس اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔۔۔۔

ایہا نے ایک نظر اسکی طرف دیکھنے کے ضارب کی پلیٹ میں کھانا ڈالا اور پھر واسم کے ساتھ جا کر بیٹھی۔۔۔۔۔

ضارب نے بریانی کا فرسٹ بائٹ لیا۔۔۔۔

ایک خوش ذائقہ اسکے منہ میں گھلا۔۔۔۔اس نے دوسری بائٹ لی۔۔۔۔

جب اچانک ایہا اس سے مخاطب ہوئی۔۔۔۔

لالا کیسی بنی ہے ؟؟؟؟

"جس پر ضارب مسکرایا۔۔۔۔بہت اچھی۔۔۔۔

آپکو پتا ہے یہ ابرش نے بنائی ہے۔۔۔۔۔خاص آپ کیلئے۔۔۔۔۔وہ ایک نظر ابرش کے جھکے سر کو دیکھتی مسکرا کر بولی۔۔۔۔۔

ابرش نے چہرہ اٹھایا۔۔۔۔

ضارب کے چہرے کی مسکراہٹ سمٹی۔۔۔۔

اس نے ہاتھ میں پکڑا چمچ واپس پلیٹ میں رکھ دیا۔۔۔۔۔

ابرش کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔۔۔۔۔۔جسے دیکھتے ہوئے واسم کو اب غصہ آنے لگا لیکن فلحال سب کا لحاظ کرتے ابرش سے مخاطب ہوا۔۔۔۔۔

میری گڑیا نے پہلی بار کچھ بنایا ہے۔۔۔۔ کیا اپنے لالا کو ٹیسٹ نہیں کرواؤ گی

۔۔۔۔

جس پر وہ زبردستی مسکرائی اور اٹھ کر اسے سرو کرنے لگی۔۔۔۔

ماشاءاللہ بہت اچھی بنی ہے۔۔۔۔۔ واسم نے فرسٹ بائٹ لیتے تعریف کی تھی

۔۔۔۔

ابرش مسکرائی۔۔۔۔ تھینک یو۔۔۔۔

بھئی آج تو انعام بنتا ہے۔۔۔۔ بولو کیا چاہیے میری گڑیا کو۔۔۔۔ نہیں مجھے کچھ نہیں چاہیے۔۔۔۔

مسکرا کر نفی کی۔۔۔۔

ارے لے لو چوہیا ایسی آفرز روز روز نہیں ملتی اب کے زاروں نے اپنا حصہ ڈالا

۔۔۔۔۔

"لالا۔۔۔۔

خود کو چوہیا کہنے پر ابرش نے اسے گھورا۔۔۔۔

اگر تم اپنے چہرے کا نقشہ اور نہیں بگڑوانا چاہتے تو اپنی چونچ بند کر لو۔۔۔۔

جس پر اس نے منہ بنایا۔۔۔۔اور دوبارہ کھانا کھانے لگا۔۔۔۔

ابرش ابیہا نے اسکے چہرے کو دیکھتے بمشکل مسکراہٹ چھپائی۔۔۔۔۔جس پر جگہ جگہ نیل پڑے تھے جبکہ ایک طرف سے گال سوجھا ہوا تھا۔۔۔۔۔

جسکی وجہ سے وہ کافی مزاحیہ خیز لگ رہا تھا۔۔۔۔

ابرش جا کر دوبارہ اپنی جگہ پر بیٹھی۔۔۔۔۔بہت خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا ۔۔۔۔۔

جس کے بعد حیدر شاہ واسم اور زارون کے ساتھ اماں سائیں اور عظمی بیگم حویلی کیلئے روانہ ہوئے تھے۔۔۔۔۔

نجمہ بیگم زرمینے کے ساتھ یہی رک گئی تھیں تاکہ کل اسکا کسی اچھی ڈاکٹر سے چیک اپ کروا کر سکیں۔۔۔۔جبکہ ابیہا کو ضد کر کے ابرش نے ایک دن کیلئے اور اپنے پاس روک لیا تھا۔۔۔۔

اسکی ضد کے سامنے واسم کو ہتھیار ڈالنے پڑے تھے۔۔۔۔جس پر وہ مسکرا کر اسکے سینے کا حصہ بنی۔۔۔

واسم نے اسکی پیشانی پر پیار کرتے اسے صدا خوش رہنے کی دعا دی تھی۔۔۔

_________♥_________

بیا یار مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ سائیں کو کیسے مناوں وہ تو میری کوئی بھی بات سننے کو تیار ہی نہیں ۔۔۔۔

وہ تینوں اس وقت زر کے کمرے میں موجود تھیں جب ابرش منہ بناتے ہوئے بولی ۔۔۔۔

ایہا اور زرمینے دونوں اسکی صورت کو دیکھتے مسکرائی تھیں ۔۔۔۔

سب پہلے مجھے یہ بتاؤ تم لالا کو آخر بولا کیا تھا ۔۔۔جو وہ اس حد تک ناراض ہو گئے ۔۔۔۔

ورنہ جتنا میں انہیں جانتی ہوں۔۔۔۔

وہ چھوٹی چھوٹی اگنور کر دیتے ہیں۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر ابرش نے شرمندگی سے سر جھکایا تھا۔۔۔۔اب وہ اسے کیا بتاتی۔۔۔۔

دیکھو ہم تمہاری بہنیں ہیں نہیں بلکہ دوست بھی ہیں تمہارے ہم پر بھروسہ کر سکتی ہو۔۔۔۔

وہ دونوں اسکے قریب ہوتیں مسکرا کر بولی۔۔۔۔

جس پر اس نے اپنے اور ضارب کے درمیان ہونے والی من و عن انہیں بتادی

جسے سن کر دونوں کے منہ کھل گئے ۔۔۔۔ابرش تم پاگل ہو،،،، تم نے لالا سے یہ سب کہہ دیا ۔۔۔۔

ابیہا شوکڈ سے نکل کر تھوڑا غصے سے بولی ۔۔۔ جبکہ زرمینے ابھی تک اسے حیرت سے تک رہی تھی ۔۔۔۔

ابیہا کے غصے سے بولنے پر ابرش کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے ۔۔۔۔

اس وقت میں غصے میں تھی ۔۔۔۔اور میں نے دیکھا تھا ایک موی میں جب ہیروئینز اپنے ہیرو سے ناراض ہوتی ہیں تو ایسا ہی بولتی ہیں ۔۔۔

اس لیے میں بھی بول دیا۔۔۔۔۔

اپنے بہتے ہوئے آنسو خود ہی صاف کرتے معصومیت سے بولی۔۔۔۔جس پر ان دونوں کا دل چاہا وہ اپنا سر پیٹھ لیں۔۔۔۔۔ابیہا کا دل تو اسے دو تھپڑ لگانے کا بھی کر رہا تھا۔۔۔۔۔

بیوقوف یہ زندگی ہے کوئی فلم نہیں جہاں تم اپنی ایکٹنگ کے جوہر دکھانے چلی تھی۔۔۔۔۔ابیہا غصے سے بولی۔۔۔۔۔

اور نہیں تو کیا۔۔۔۔زر نے بھی تائید کی۔۔۔۔۔

کتنے رومینٹک انداز میں لالا تمہیں منا رہے تھے۔۔۔۔۔اور تم نے اپنے بونگے ڈائلاگز سے سارے ماحول کا بیڑا غرق کر دیا۔۔۔۔۔

اچھا اب ہو گئی غلطی۔۔۔۔مجھے بتاو اب انہیں مناوں کیسے ؟؟؟؟

ان دونوں کی گھوری پر ابرش نے معصوم شکل بنائی۔۔۔۔

جس پر پہلے تو وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھتیں رہی۔۔۔۔پھر دونوں ایک ساتھ مسکرائی تھیں۔۔۔۔

بالکل ویسے ہی ناراض کیا تھا۔۔۔۔

مطلب ؟؟؟؟

ابرش نے ناسمجھی سے دیکھا۔۔۔۔

جب وہ دونوں اسے اپنا پلین بتانے لگیں۔۔۔۔

جسے سن کر ابرش کی گالوں پر گلال بکھرا تھا۔۔۔۔

اس سے وہ مان جائیں گے؟؟؟؟

اس نے معصومیت سے پوچھا۔۔۔ بالکل مان جائیں گے۔۔۔۔

بس تم ہماری باتوں پر عمل کرنا ٹھیک ہے۔۔۔۔

جس پر اس نے سر ہلا دیا تھا۔۔۔ جبکہ وہ دونوں مسکرائی تھیں۔۔۔۔

_______ ❤ _______

صبح ناشتے کے بعد ضارب تو پارٹی آفس چلا گیا تھا۔۔۔۔

اور زرمینے نجمہ بیگم کے ساتھ ہاسپٹل۔۔۔۔ جبکہ پیچھے ان دونوں نے ملازماؤں کے ساتھ مل کر اپنی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔۔۔۔

شام ہونے سے پہلے تقریبا تمام کام مکمل تھا بس اب ابرش کو تیار کرنا باقی تھا ۔۔۔۔۔

جب وہ اسے لے کر اوپر ضارب کے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔

چلو آپی اسے جلدی سے پہن کر آو پھر میں تمہیں تیار کروں۔۔۔۔ایک ڈریس اسکی طرف بڑھاتے ہوئے عجلت میں بولی۔۔۔۔

جسے دیکھ کر ابرش کے چودہ طبق روشن ہو گئے تھے۔۔۔۔

بیا یہ میں کیسے پہن سکتی ہوں۔۔۔۔اپنی دونوں آنکھوں بڑا کرتے ہوئے سرخ چہرے سے پوچھا۔۔۔۔

کیوں بھئی اس میں کیا برائی ہے؟؟؟؟

ابیہا نے اسے تیکھے چتونوں سے گھورا۔۔۔۔

لیکن اسکے بازو بیک۔۔۔۔لیکن ویکن کچھ نہیں سب کچھ ٹھیک ہے تم جلدی سے پہن کر آو۔۔۔۔۔

ابرش کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن وہ اسکی بات درمیان میں کاٹتے ہوئے بولی۔۔۔۔ تبھی زرمینے بھی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔۔

ہوئی تیار؟؟؟؟آتے سار ہی سوال کیا تھا۔۔۔۔

جس پر ابیہا نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔میڈم کو یہ لباس نامناسب لگ رہا ہے ۔۔۔۔

ابرش جان یہ لباس بہت اچھا ہے۔۔۔۔تم نے لالا کو منانا ہے نا؟؟؟؟

اس نے ابرش کی دھکتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔

اس نے فوراہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔

تو پھر چلو جلدی سے پہن کر آو وقت نہیں ہے ہمارے پاس ابھی کچھ دیر میں تمہارے واسم لالا ہمیں لینے آجائیں گے۔۔۔۔

ابیہا اب کہ پیار سے بولی۔۔۔۔

جس پر وہ نا چاہتے ہوئے ڈریس لے کر واشروم کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ کپڑے پہن کر باہر آئی۔۔۔۔ لیکن اس نے چاروں طرف سے خود کو اپنے دوپٹے سے کور کر رکھا تھا۔۔۔۔ جبکہ نیلے سمندر میں نمی چمک رہی تھی۔۔۔۔

پہلے تو اسکی معصوم حرکت پر دونوں نے مسکراہٹ چھپائی لیکن پھر اسکی رونی صورت کو دیکھتے ہوئے اسکے قریب آئی۔۔۔۔

ہم سے ایسے شرما رہی ہو۔۔۔۔ تو لالا کے سامنے کیسے جاو گی۔۔۔۔ ابیہا اسکا دوپٹہ اتار کر ایک سائڈ رکھتی معنی خیزی سے بولی۔۔۔

اسی لیے تو میں بول رہی ہوں۔۔۔۔ میں کچھ اور پہن لیتی ہوں۔۔۔۔

اس نے التجا کرنی چاہی۔۔۔۔ لیکن وہ دونوں اسکی باتوں پر دھیان دیئے بنا اپنا کام شروع کر چکی تھیں۔۔۔۔

اسکا لباس اچھے سے سیٹ کرتے ہوئے اسے آئینے کے سامنے بٹھایا۔۔۔۔اور تقریبا آدھے گھنٹے وہ بالکل تیار تھی۔۔۔۔

واو یار لالا تو آج گئے کام سے۔۔۔۔اسکے من موہنے چہرے کو دیکھتے ہوئے زرمینے نے کمینٹ پاس کیا تھا۔۔۔۔

جس پر ابرش نے اپنی جھکی ہوئی پلکیں اٹھائی تھیں۔۔۔۔اور پھر آئینے میں خود کو دیکھتے شرما کر اپنے چہرے پر دونوں ہاتھ رکھ گئی۔۔۔

ایبہا اور زرمینے نے اسکی حرکت پر قہقہہ لگایا۔۔۔۔

بیا کچھ کمی نہیں لگ رہی۔۔۔۔اس نے سوالیہ دیکھا۔۔۔۔جب زر مینے نے اشارہ کیا۔۔۔۔جسے سمجھتے ہوئے ایہا نے اسکا جیولری باکس نکالا۔۔۔۔

ہاں اب بالکل پرفیکٹ لگ رہی ہے۔۔۔۔جبکہ ابرش کا چہرہ مکمل طور پر سرخ ہو چکا تھا۔۔۔۔

ایہا اور زر مینے نے باری باری اسکے گالوں پر پیار کرتے بیسٹ آف لک بولا ۔۔۔۔

تبھی دروازہ ناک کرتے نجمہ بیگم اندر داخل ہوئی تھیں۔۔۔

ماشاءاللہ

اور ابرش پر نظر پڑتے ہی بے ساختہ بولیں۔۔۔۔۔

اللہ پاک نظر بد سے بچائیں صدا خوش رہو۔۔۔۔اسکے کان کے پیچھے نظر کا ٹیکا لگاتے مسکرا بولی تھیں۔۔۔۔۔

جس پر وہ شرما کر انکے گلے لگی تھی۔۔۔۔۔

نجمہ بیگم نے اسکی پیشانی پر پیار کیا۔۔۔۔۔

چلو بیا نیچے واسم آ گئے ہیں۔۔۔۔۔

اور پھر وہ دونوں باری باری اس سے ملتی نجمہ بیگم کے ساتھ نیچے کی طرف.بڑھ گئیں۔۔۔۔۔

_______♥_______

تقریبا رات کے گیارہ بجے ضارب کی گاڑیاں شاہ مینشن میں داخل ہوئی تھیں

______

اتنے دنوں کا جو کام پینڈنگ میں پڑا تھا اسے مکمل کرتے اسے کافی وقت لگ گیا تھا

______

خان نے گاڑی سے باہر نکلتے ہوئے اس کیلئے دروازہ کھولا۔۔۔جب اس نے تھکن سے چور اپنی ہری کانچ سی آنکھیں کھولیں۔۔۔۔

ایک ہاتھ میں کوٹ پکڑتے وہ باہر نکلا۔۔۔۔اور کھلی فضاء میں گہرا سانس کھینچتے ہوئے قدم اندر کی طرف بڑھائے۔۔۔۔۔

لیکن جیسے ہی وہ دروازے کے اندر داخل ہوا اسکے پیچھے اسکا آفس بیگ لے کر آتے خان کے قدم ٹھٹھک کر رکے تھے۔۔۔۔

ضارب نے پورے لاؤنج میں نظر دوڑائی۔۔۔۔جہاں چاروں طرف چراغ جلائے گئے تھے اور ساتھ وائٹ للیز کی کلیوں سے سجاوٹ کی گئی تھی۔۔۔۔

جنکی مہکتی خوشبو چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔۔۔۔

اور پھر ایک نظر خان کی طرف دیکھا۔۔۔۔

جس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔۔۔۔

ضارب نے اسے گھورا۔۔۔۔جس پر وہ سٹپٹایا اور پھر بیگ اسکے ہاتھ میں پکڑاتے جھکی نظروں کے ساتھ باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

لیکن جانے سے پہلے مین گیٹ بند کرنا نہیں بھولا۔۔۔۔

ضارب نے وہ بیگ اور اپنا کوٹ لاؤنج میں رکھے صوفے پر پھینکا۔۔۔۔اور پھر قدم سیڑھیوں کے دائیں طرف بڑھائے۔۔۔۔جہاں چراغوں کو ترتیب سے رکھتے ہوئے ایک ایرو بنایا گیا۔۔۔۔۔

یہ راستہ شاہ مینشن کے ایک طرف بنے پول ایریا کی طرف جاتا تھا۔۔۔۔

جس کی ایک طرف سوئمنگ پول تھا۔۔۔۔اور اسکے اندر ایسا سسٹم سیٹ کیا گیا تھا۔۔۔۔

کہ اسکے دونوں کناروں سے پانی پھوار کی صورت نکل کر اسکے بالکل درمیان میں گرتا تھا۔۔۔۔

جو دیکھنے میں ایک خوبصورت نظارہ پیش کرتا تھا۔۔۔۔۔جبکہ اس کی چاروں طرف اونچی اونچی دیواریں تھی جن پر مختلف بیلیں لٹکی ہوئی تھی۔۔۔۔

یہ کافی کھلی جگہ تھی دیکھنے میں ایک ہال جیسی مگر اسکی چھت نہیں تھی۔۔۔۔

اور اسکے دو دروازے تھے جو لکڑی کے ساتھ مرر کی بنے ہوئے تھے۔۔۔۔ایک دروازہ شاہ مینشن کے اندر کھلتا تھا جبکہ دوسرا باہر پچھلی سائڈ لون میں۔۔۔۔۔

پول کے چاروں اطراف بھی چراغاں کیا گیا تھا جو اسکی خوبصورتی میں مزید اضافہ کر رہا تھا۔۔۔۔

مینشن کے دروازے سے بیک یارڈ میں داخل ہوتے ایک راستہ بنا ہوا تھا جو پول کی دائیں طرف بنی چھتری تک جاتا تھا۔۔۔۔

جسکی دونوں اطراف میں اس وقت چراغ جل رہے تھے۔۔۔۔

جہاں بیٹھنے کیلئے کرسیاں اور ٹیبل رکھی گئیں تھیں۔۔۔۔

اس چھتری کی چھت پر ایک جنگلا سا لگا تھا جس کے اوپر وائٹ پھولوں کی بیلیں لٹکی ہوئی تھیں۔۔۔۔

اور اسکے چاروں اطراف وائٹ موتیوں کی لڑیاں لٹک رہی تھی۔۔۔

جبکہ درمیان چھوٹے چھوٹے جھومر ٹائپ گلوپ لگے ہوئے تھے۔۔۔۔ جن سے نکلتی سفید روشنی اس ماحول کو اور بھی خوبصورت بنا رہی تھی۔۔۔۔

جبکہ اسکے بالکل پیچھے دیوار فیری لائٹس کے ساتھ انگلش کے بڑے حروف میں سوری لکھا ہوا تھا۔۔۔۔

یہ جگہ بہت خوبصورت تھی۔۔۔۔ اور اس پر کینڈلز،،، گلاب اور وائٹ للیز کی سجاوٹ نے اسے مزید دلکش بنا دیا تھا۔۔۔۔۔

کہ یہ جنت کا نظارہ پیش کر تا رہی تھی۔۔۔۔

ضارب نے قدم اس جگہ کی طرف بڑھائے تھے۔۔۔۔ جہاں ٹیبل کو گلاب کے پھولوں اور چراغوں سے سجا کر اسکے بالکل درمیان میں کیک رکھا۔۔۔

اور اسکے ساتھ ایک کارڈ اور اسکے اوپر سرخ گلاب کا ایک پھول رکھا ہوا تھا

۔۔۔۔

کیک کے اوپر بھی کریم کے ساتھ سوری لکھا گیا تھا جسے ایک نظر دیکھنے کے ضارب نے وہ پھول اور کارڈ ہاتھ میں اٹھاتے ہوئے ایک نظر چاروں طرف دوڑائی۔۔۔۔۔

اور پھر وہ کارڈ کھول کر دیکھا۔۔۔۔ جس پر خوبصورت ہینڈ رائٹنگ میں

"I am sorry sain"

پلیز اپنی باربی کو معاف کر دیں لکھا ہوا تھا۔۔۔۔اور ساتھ ہی ایک ہارٹ کے ساتھ سمائل ایموجی بنی ہوئی تھی۔۔۔۔

تبھی ضارب کو اپنے پیچھے کسی وجود کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔۔۔۔

اور وہ پلٹا۔۔۔۔جہاں ابرش اسکے فیورٹ کلر کی ساڑھی میں موجود نگاہیں جھکا کر کھڑی نروس سی انگلیاں مروڑ رہی تھی۔۔۔۔

ضارب نے اسکی تیاری پر ایک سر سری سے نگاہ ڈالی۔۔۔۔

جو اس پیور بلیک کلر کی ساڑھی میں چاندی کی طرح دمک رہی تھی۔۔۔۔۔

ضارب کی نظریں اسکے ساڑھی کے فال میں چھپے قدموں سے ہوتی
۔۔۔۔۔ باریک نیٹ کے کپڑے سے ظاہر ہوتے اسکے برہنہ پیٹ پر آئیں،،،،،
اور پھر اسکے کمسن سراپے کے حسین خدوخال سے ہوتیں،،،، گردن میں چمکتے
نیکلس پر رکی،،،،، اسکی ٹھوڑی سے ہوتیں،،،،، سرخ رنگ کی دبیز تہہ میں
چھپی اسکی نازک پنکھڑیوں پر،،،،، اسکے ستواں ناک میں چمکتے لونگ اور پھر
اسکے نیلے سمندر پر سایہ فگن کانپتی ہوئی پلکوں پر اٹکیں۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے اسکا دل دھڑکا۔۔۔۔ لیکن اسکی باتوں کو یاد کرتے ہی
۔۔۔۔ صاحب نے جلد اس پر قابو پالیا۔۔۔۔

ضارب نے سپاٹ نظروں سے اسکے خوبصورت چہرے کی طرف دیکھا جسکی دونوں اطراف اسکے خوبصورت بالوں کی لٹیں بکھری ہوئی تھیں جنہیں ابیہا نے آج سٹریٹ کرتے ہوئے نیو لک دیا۔۔۔۔۔۔

جس کی وجہ سے اسکے سنہری بال جو کمرے کے نیچے تک آتے تھے۔۔۔۔اس وقت اسکے گھٹنوں کو چھو رہے تھے۔۔۔۔۔۔

اور پھر وہ کارڈ اور پھول وہی ٹیبل پر رکھتے ہوئے۔۔۔۔۔بنا کچھ کہے ہی اسکے قریب سے گزرنے لگا۔۔۔۔۔جب وہ ہوش میں آتی فوراً اسکے راستے میں حائل ہوئی تھی۔۔۔۔

اسکے خوبصورت بال ہوا میں لہرائے۔۔۔۔۔

ضارب نے اگنور کرتے ہوئے دوسری سائڈ سے نکلنا چاہا۔۔۔۔جب ابرش نے دوبارہ اسکا راستہ روکا۔۔۔۔۔

ہمارا راستہ چھوڑیں۔۔۔۔

وہ بنا اسکی طرف دیکھے سپاٹ لہجے میں بولا۔۔۔۔

اور اگر نا چھوڑو تو؟؟؟؟

وہ اسکے قریب ہوتی مسکرا کر بولی۔۔۔۔

ضارب نے نظریں اٹھائی۔۔۔۔ ہمارے ضبط کو اتنا مت آزمائیں کے ہم سارے لحاظ بھول کر ابھی آپکو۔۔۔۔۔

ابھی وہ اپنا جملہ مکمل کرتا جب ابرش نے تھوڑا اور قریب ہوتے اسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔۔

پلیز سائیں صرف ایک بار معاف کر دیں۔۔۔۔

سائیں میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں۔۔۔

آپ میرے لیے میری سانسوں سے بھی زیادہ ضروری ہیں۔۔۔

اور اسکا ادراک مجھے تب ہوا جب میں نے ہاسپٹل میں آپکو خود سے دور جاتے محسوس کیا۔۔۔۔۔

میں بتا نہیں سکتی کہ اس وقت میری کیا حالت تھی۔۔۔۔۔

ایسا لگ رہا تھا کہ اگر آپکو کچھ ہوا تو ساتھ میری سانسیں بھی رک جائیں گی
۔۔۔۔۔

میں جانتی ہوں کہ میرے لفظوں نے آپکو چوٹ پہنچائی۔۔۔۔

لیکن وہ سب میں نے دل سے نہیں بولا تھا۔۔۔۔اور نا ہی کبھی ایسا ہو سکتا ہے
۔۔۔۔۔

کیونکہ میرے دل میری سانسوں پر تو آپکا راج ہے-----

یہ صرف وقتی غصہ تھا-----جو آپکے اتنے دن مجھے اگنور کرنے پر آیا تھا

آپ نے میرا مان نا رکھ کر مجھے گھر سے چلے جانا کا بولا تھا-----

میری عزت نفس کو ٹھیس پہنچی تھی-----

لیکن اس کے باوجود بھی میں نے آپکا انتظار کیا-----ہر لمحہ ہر گھڑی آپکو یاد کیا

اور آپ نے ۔۔۔آپ نے ایک بار بھی مجھے کال نہیں کی ۔۔۔ میرا حال نہیں پوچھا۔۔۔ کہ میں کیسی ہوں ۔۔۔۔۔ کس حال میں جی رہی ہوں ۔۔۔۔۔

زندہ بھی ہوں یا نہیں ۔۔۔۔۔

اسکی خوبصورت آنکھوں میں نمی چمکنے لگی ۔۔۔۔

آپکی بے اعتنائی کو دیکھتے میں بیمار ہو گئی تھی ۔۔۔۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر آپکو یاد کرتے روتی تھی ۔۔۔۔

لیکن آپ نہیں آئے ۔۔۔۔ شاید آپکو میرے ہونے نا ہونے سے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا ۔۔۔۔۔

اور پھر جب مجھے صبر آگیا۔۔۔۔میں نے اپنے درد کو اپنے اندر اتارتے آپ سے کبھی نا بات کرنے کا فیصلہ کر لیا۔۔۔۔

تب آپ لوٹ آئے۔۔۔۔۔

تو آپ خود بتائیں۔۔۔۔۔کیا میرا اتنا بھی حق نہیں بنتا کہ میں آپ سے ناراض ہو سکوں؟؟؟؟

اپنا غصہ جتا سکوں؟؟؟؟

غصہ جتانے کا حق تھا۔۔۔۔ہماری کردار کشی کرنے کا نہیں۔۔۔۔

وہ طنزیہ بولا۔۔۔۔

میں مانتی ہوں مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔۔۔مجھے وہ سب نہیں کہنا چاہیے تھا ۔۔۔۔

اس لیے میں اپنے بولے گئے ہر اس الفاظ کی معافی مانگتی ہوں جس نے آپ کا دل دکھایا۔۔۔۔

ہر اسکی غلطی کیلئے جس نے آپکو ٹھیس پہنچائی۔۔۔۔

ہمیں آپکی معافی کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔کیونکہ ہم آپکو اچھے سے سمجھ چکے ہیں۔۔۔۔اور آپکی نظروں میں ہمارا کردار کیسا ہے آپکی ہمارے بارے کیسی سوچ ہے یہ بھی۔۔۔

سو آپ کی یہ ساری باتیں بمعنی ہیں ہم پر انکا کوئی اثر نہیں ہو گا۔۔۔۔

اس لیے بہتر یہی ہو گا۔۔۔۔ کہ آپ ہم سے دور رہیں۔۔۔۔

وہ جتا کر کہتا اسے ایک سائڈ کرنے لگا۔۔۔۔ جب ابرش نے اسکا ہاتھ تھاما
۔۔۔۔۔

نہیں رہ سکتی نا۔۔۔۔ آپ کے بنا۔۔۔۔ آپ سے دور۔۔۔۔

مجھ پر ایسا ظلم نا کریں سائیں۔۔۔۔

آپکی باربی کی سانسیں رک جائیں گی۔۔۔۔۔میں آپکی یہ بے اعتنائی اور برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔

اب کے آنکھوں کے ساتھ لہجے میں بھی نمی اتر آئی تھی۔۔۔۔۔۔

ضارب نے اپنے سبز کانچ اسکے نیلے سمندر پر ٹکائے۔۔۔۔۔جن میں محبت اور چاہت کے ساتھ اس کی تڑپ بھی واضح تھی۔۔۔۔۔

میں بہت محبت کرتی ہوں۔۔۔۔۔

"یقین دلانا چاہا۔۔۔۔۔"آپکے بغیر مر جاؤں گی۔۔۔۔۔

" نم لہجہ

ابرش دیوانوں کی طرح اسکے وجیہہ چہرے کو تک رہی تھی۔۔۔۔۔ نا جانے کونسی تڑپ اور پیاس تھی جو وہ اسکی دید سے بجھانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

میں جان یہ وار دوں

ہر جیت بھی ہار دوں

قیمت ہو کوئی تجھے

بے انتہا پیار دوں

وہ تھوڑا اور اسکے قریب ہوئی تھی جس سے ضارب کے وجود سے اٹھتی ڈارک کلون اور سگریٹ کی ملی جلی خوشبو اسکی سانسوں سے ٹکرائی۔۔۔

ابرش کے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ آئی۔۔۔

ساری حدیں میری

اب میں نے توڑ دی

دے کر پتا مجھے

آوارگی بن گئے ،،،،،،ہاں ہنسی بن گئے ،،،،،ہاں نمی بن گئے

تم میرے آسمان ،،،،،، میری زمیں بن گئے

ابرش نے اسکو خاموش دیکھتے اسکے کندھوں پر دونوں ہاتھ اوپر ہو کر اسکے شیوزدہ گال پر لب رکھنے چاہے ۔۔۔۔

لیکن ضارب نے فورا پیچھے ہوتے اسکی کوشش ناکام بنائی ۔۔۔۔

ابرش نے شکوہ بھری نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

کیا خوب رب نے کیا

بن مانگے اتنا دیا

ورنہ ہے ملتا کہاں

ہم کافروں کو خدا

یہ سب صرف کہنے کی باتیں ہیں۔۔۔۔ کوئی کسی کیلئے نہیں مرتا۔۔۔۔

" سائیں

ابرش کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر بکھرے۔۔۔۔ جنہیں ضارب اگنور کرتے ہوئے سائڈ سے نکل کر دوبارہ اندر جانے لگا۔۔۔۔

جب ابرش کی آواز پر اسکے قدم تھمے۔۔۔۔

لیکن میں آج آپکو اپنی بات کا یقین دلا کر رہوں گی۔۔۔۔دیوانگی کی انتہا پر پہنچتے وہ چلائی تھی۔۔۔۔

ضارب نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔۔۔ابرش تیز قدموں سے اس چھتری کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔اور پھر اس نے کیک کاٹنے کیلئے رکھی گئی نائف اٹھا کر اپنے بازو کی کلائی پر رکھی۔۔۔۔۔

ضارب پریشان ہوا۔۔۔۔

جس زندگی میں آپکی محبت نا ہو ایسی زندگی کا کیا فائدہ۔۔۔۔اچھا ہی ہے کہ یہ سانسیں ایک ہی بار میں بند ہو جائیں۔۔۔۔کم از کم روز روز کی تکلیف سے تو چھٹکارا حاصل ہو گا۔۔۔۔

اونچی آواز میں روتی ہوئی بولی۔۔۔۔

ضارب کی جان اسکی ہتھیلیوں میں آ گئی۔۔۔۔

ابرش۔۔۔"اس نے تنبیہ کرتے باز رکھنا چاہا۔۔۔۔لیکن ابرش نے نم آنکھوں کے ساتھ مسکرا کر اسکی طرف دیکھتے کلائی پر دباؤ بڑھایا۔۔۔۔

ضارب نے دوڑ لگائی۔۔۔۔اور اگلے چند سیکنڈز میں ہی وہ اسکے پاس پہنچ چکا تھا۔۔۔۔

ابرش جو اپنی آنکھیں بند کر کے نائف چلانے والی تھی اسکے ہاتھ سے تھامتے ضارب نے دور پھینکا۔۔۔۔۔

بہت شوق ہے آپکو اپنی سانسیں بند کرنے کا ہاں۔۔۔۔آج ہم آپکو بتاتے ہیں اصل میں سانسیں بند ہونا کسے کہتے ہیں۔۔۔۔

بالوں سے پکڑ کر اسکا چہرہ مقابل کرتے غرایا اور پھر بنا وقت ضائع کیے اسکی سانسوں پر قابض ہوا۔۔۔۔

اسکا عمل سچ میں سانسیں روک دینے والا۔۔۔۔تکلیف کے احساس سے ابرش کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔۔۔۔

لیکن اس نے کوئی احتجاج نہیں کیا۔۔۔۔

آکسیجن نا ملنے کی وجہ سے ابرش کے وجود کو جھٹکا لگا۔۔۔۔اور اس سے پہلے وہ سچ میں سانسیں ہار دیتی ضارب ایک جھٹکے سے پیچھے ہوا۔۔۔۔

ابرش کو بری طرح کھانسی شروع ہو گئی۔۔۔۔

جس پر ضارب نے اسکے نازک وجود کو سینے میں بھینچتے اسکی پیٹھ سہلائی تھی ۔۔۔۔۔۔

کیوں کرتیں ہیں ایسے کام جس پر ہمیں غصہ آتا ہے۔۔۔۔اگر ہم وقت پر پہنچتے اور چھری چل جاتی تو؟؟؟؟؟

اسکی کلائی کو تھام کر انگوٹھے سے سہلاتے فکر مندی مگر اب بھی غصے سے بولا ۔۔۔

ابرش نم آنکھوں کے ساتھ مسکرائی۔۔۔۔

آپ کیلئے اگر میں حقیقت میں بھی سانسیں ہار دوں تو مجھے کوئی افسوس نہیں ہو گا ۔۔۔۔۔

کم از کم پھر آپکو میری محبت پر تو یقین آ جائے گا۔۔۔۔

اسکا چہرہ اپنے دونوں نازک ہاتھوں میں تھامتے ہوئے پیار سے بولی۔۔۔۔

ضارب کو وہ لڑکی دیوانی سی لگی۔۔۔۔۔ساتھ ہی اسکی معصومیت پر ٹوٹ کر پیار آیا۔۔۔۔

بے ساختہ اس نے اسے اپنے سینے میں بھینچا۔۔۔۔

پاگل ہیں آپ۔۔۔۔

نفی میں سر ہلاتے مسکرا کر بولا۔۔۔۔

آپکے پیار میں۔۔۔۔

دو بدو جواب آیا۔۔۔۔

اسکے سینے میں چہرہ چھپاتے۔۔۔۔۔پشت پر پکڑ مظبوط کی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ دیر یونہی سینے لگائے وہ اسے محسوس کرتا رہا۔۔۔۔

جب ابرش نے دھیرے سے اپنا سر اٹھایا۔۔۔۔ضارب نے گہری نگاہوں سے اسکے خوبصورت چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔۔

ابرش کا دل زوروں سے دھڑکا۔۔۔۔اس نے پلکیں جھکائی۔۔۔۔

دونوں کے درمیان معنی خیز سے خاموشی ٹھہر گئی۔۔۔۔۔جس سے گھبرا کر وہ پلٹنے لگی۔۔۔۔جب اسکی نازک کلائی ضارب کے ہاتھ میں آ گئی۔۔۔۔۔

ابرش نے اپنی آنکھیں سختی سے مینچی۔۔۔۔۔

ضارب بھاری قدم لیتا اسکی پشت پر آیا۔۔۔۔۔ابرش کا دل اسکی ہتھیلیوں میں دھڑکنے لگا۔۔۔۔

شام سے جو ہوائیں دھیمے دھیمے چل رہی تھیں۔۔۔۔۔یکدم ان میں تیزی آئی تھی۔۔۔۔۔

جسکی وجہ سے اوپر جنگلے پر پڑیں بیلوں سے کلیاں ٹوٹ ٹوٹ کر ان دونوں پر برسنے سے لگیں۔۔۔۔۔

ضارب نے دھیرے سے اسکے کمر پر بکھرے خوبصورت بالوں کو ایک سائڈ کندھے پر ڈالا۔۔۔۔

جس سے ابرش کی دودھیا بل کھاتی کمر اسکے سامنے واضح ہوئی۔۔۔۔۔ کیونکہ ساڑھی پیچھے سے بیک لیس تھی۔۔۔۔۔

ضارب کی نظریں اسکی نازک مرمریں کمر کے گرد بندھے کمر بند پر آکر ٹھہریں ۔۔۔۔۔

جو اسکے بالوں اور ساڑھی کے پلو کی وجہ سے پہلے نظر نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔
کیونکہ ابیہا اور زرمینے نے اسے ساڑھی کے نیچے سے باندھا تھا۔۔۔۔۔

وائٹ گولڈ اور ڈائمنڈ ہارٹ شیپ میں بنا وہ کمر بند اسکی نازک کمر پر بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

ضارب پہلی نظر میں ہی اسے پہچان گیا تھا۔۔۔۔

کہ یہ حجاب کا کمر بند تھا۔۔۔۔جسے ایک بار اسے دکھاتے ہوئے اس نے بولا تھا کہ وہ اپنی بہو کو دے گی تحفے میں۔۔۔۔

اپنے ماں باپ کی یاد آتے ہی اسکی آنکھوں میں سرخی اترنے لگی تھی۔۔۔۔

ضارب نے ہاتھ بڑھا کر اسکے ساتھ لٹکتی نازک لڑیوں کو پکڑا۔۔۔۔جس کے اینڈ میں لٹکتے دلوں پر وائی اور ایچ لکھا ہوا تھا۔۔۔۔

جب خاموشی کا دورانیہ زیادہ ہو گیا تو ابرش نے پلٹ کر اسکی طرف دیکھا جو خاموش نظروں سے اپنی ہتھیلی پر رکھے دلوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

" سائیں

ابرش نے نرمی پکارا۔۔۔۔

شاید وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ کیا دیکھ رہا ہے۔۔۔۔۔

ضارب نے سرخ نظریں اٹھائی۔۔۔۔

یہ آپکے پاس۔۔۔۔۔بس اتنا ہی بولا۔۔۔۔۔

اماں سائیں نے دیا تھا۔۔۔۔۔

نرمی سے بولی۔۔۔۔

ضارب نے سر ہلایا۔۔۔۔آپکو پتا ہے۔۔۔۔۔یہ ہماری ماما کا ہے۔۔۔۔۔جو انہیں ڈیڈ نے ہمارے پیدا ہونے پر دیا تھا۔۔۔۔

ضارب کے ہونٹوں پر مدہم مسکراہٹ تھی۔۔۔۔

جبکہ آنکھوں کی سرخی میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔۔۔

لیکن ماما نے یہ سنبھال کر رکھ لیا تھا کہ وہ اسے اپنی بہو کو دے گی۔۔۔۔

ابرش نے مسکرا کر سر ہلایا۔۔۔۔

ہمم مجھے پتا ہے اماں سائیں نے بتایا تھا۔۔۔۔

بہت شوق تھا انہیں ہمیں دولہا بنا دیکھنے کا۔۔۔۔۔ لیکن وقت نے ان سے انکے سارے خواب چھین لیے۔۔۔۔۔ہم سے ہمارے ماں باپ کو دور کر دیا

۔۔۔۔۔

عزیت سے کہتے اس نے اپنی مٹھی بند کی تھی۔۔۔۔۔

سائیں اللہ پاک کے ہر کام میں کوئی نا کوئی مصلحت چھپی ہوتی ہے
۔۔۔۔۔جسے ہم انسان نہیں سمجھ سکتے۔۔۔۔۔

اللہ پاک اگر ہم سے کسی انسان سے دور کرتے ہیں تو بدلے میں ہمیں بہترین سے نوازتے ہیں۔۔۔۔۔

یہ انکے فیصلے ہیں وہی بہتر جانتے ہیں۔۔۔۔۔کہ کس کے حق میں کیا اچھا ہے

۔۔۔۔۔

اسکے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں تھامتے نرمی سے سمجھانے لگی۔۔۔۔

آپ بھی انہیں یاد کر کے خود کو عزیت مت دیا کریں۔۔۔۔ایسے انکی روحوں کو تکلیف پہنچے گی۔۔۔۔

بلکہ ان کیلیئے دعا کیا کریں۔۔۔۔جس سے انہیں بھی سکون ملے گا اور آپکو بھی

ہمم۔۔۔۔

مسکرا کر کہتے ہوئے اسکی طرف سوالیہ دیکھنے لگی۔۔۔

جس پر وہ نا چاہتے ہوئے بھی وہ مسکرایا تھا۔۔۔۔لیکن یہ مسکراہٹ بھی عزیت سے بھرپور تھی۔۔۔۔

وہ چاہ کر بھی اس قیامت کے دن کو نہیں بھول سکتا تھا۔۔۔جب اسکے ہنستے مسکراتے ماں باپ خون میں لت پت بے جان لاشوں کی طرح ایمبولینسز میں گھر میں آئے تھے۔۔۔۔

انکے وجود سے بہتا لہو انکی عزیت اور درد کی گواہی تھا۔۔۔

کہ انہیں کس بے دردی سے مارا گیا تھا۔۔۔۔اور جب تک،،،،جب تک وہ انکے قاتلوں کو ڈھونڈ کر ختم نہیں کر دیتا اسے سکون نہیں ملنے والا تھا۔۔۔۔

اور نا ہی اسکی وحشتوں کے کالے اندھیروں میں تب تک اجالا ہو سکتا تھا۔۔۔۔

_____♥________

بہار کے موسم کی ٹھنڈی ہواؤں میں مزید طغیانی آئی تھی ۔۔۔۔

آسمان پر چمکتے ستاروں کو کالے بادلوں نے اپنی اوٹ میں چھپایا۔۔۔۔۔ تیز گرجتی بجلی کی آواز پر وہ دونوں ہوش میں آئے تھے ۔۔۔۔

تبھی آسمان سے پانی ننھی بوندوں کی صورت میں زمین پر.برسنے لگا۔۔۔۔اپنے چہرے پر بارش کی بوندوں کو محسوس کر کے ابرش آنکھیں بند کر کے خوبصورتی سے مسکرائی۔۔۔۔

جبکہ اسکے.برعکس ضارب کو ایرٹیشن شروع ہوگئی تھی ۔۔۔۔

اس نے ابرش کا ہاتھ تھامتے قدم اندر کی طرف.بڑھائے ۔۔۔۔ لیکن ابرش اپنی جگہ سے ایک انچ نا ہلی ۔۔۔۔

چلیں ابرش ورنہ ہم دونوں بھیگ جائیں گے۔۔۔۔۔

اسکی بند آنکھوں کو دیکھتے ہوئے وہ زور سے بولا۔۔۔۔۔۔

ابرش نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔۔اور اس چھتری کے نیچے سے نکل کر کھلے آسمان کے نیچے آتے اپنے دونوں بازو پھیلائے۔۔۔۔۔

اور گول گول گھومنے لگی۔۔۔۔۔

اسکے خوبصورت لمبے بال ہوا کی دوش پر لہرائے۔۔۔۔

بارش کی تیز پھوار نے اسے چند پلوں میں ہی بھیگا دیا۔۔۔۔۔

اسکا سنگ مر مر کے جیسے تراشے خوبصورت سراپے پر پانی کی بوندیں پھسلنے لگی

۔۔۔۔۔۔

کالے لباس میں اسکے دودھیا وجود پر ٹھہری پانی کی بوندیں ستاروں کی طرح چمکنے لگی۔۔۔۔۔

ضارب نے آنکھوں میں خمار لے کر اسکے وجود کی دلکشی کو دیکھا۔۔۔۔۔

کپڑے بھیگنے کی وجہ سے مزید واضح ہوتے اسکے سراپے کے خدوخال ۔۔۔۔۔نرم سرخ ہونٹوں پر ٹھہرے شبنمی قطرے۔۔۔۔۔

اسکے جذبات میں آگ لگانے کا کام کر گئے۔۔۔۔۔

وہ ایک پل میں دونوں کے درمیان موجود فاصلہ ختم کرتا اسکے قریب پہنچا

ساڑھی کے نیچے سے اسکے نازک پیٹ پر ہاتھ رکھتے اسے کھینچ کر قریب کیا

----ابرش کی کمر اسکے کشادہ سینے سے ٹکرائی-----

وہ لمحے کی دیر کیے بنا اسکی گردن پر جھکا-----اور اس پر پھسلتی بوندوں کو

ہونٹوں سے چننے لگا------

ابرش نے تڑپ کر اس سے دور ہونا چاہا----لیکن وہ اپنی گرفت مضبوط کر گیا

ہار کر اس نے اپنی آنکھیں بند کر کے ایک ہاتھ اپنی کمر پر رکھے اسکے ہاتھ پر رکھا جبکہ دوسرا پیچھے اسکے سر پر۔۔۔۔۔

ضارب نے یکدم اسکا رخ بدلہ۔۔۔۔۔

ابرش نے سرخ نظریں اٹھا کر اسکے چہرے کی طرف دیکھا ضارب مسکرایا

۔۔۔۔۔۔

وہ اسکی گرفت نرم محسوس کر کے مسکرائی اور اسے سمجھنے کا موقع دیئے بنا فورا اس سے دور ہوتے اندر کی طرف دوڑ لگائی۔۔۔۔

لیکن ضارب نے بروقت اسکی ساڑھی کا پلو پکڑ کر اسے روکا۔۔۔۔۔

ابرش نے اپنے کندھے پر ہاتھ رکھتے واپس اسکی طرف پلٹ کر دیکھا۔۔۔۔۔

اور اسکی آنکھوں میں نظر آتے جذبات کے طوفان کو دیکھتے۔۔۔۔۔کچھ گھبرائی

۔۔۔۔۔

ضارب نے مسکراتے ہوئے اسکی طرف قدم بڑھائے۔۔۔۔۔اور قریب پہنچتے

بالوں سے پکڑ کر اسکا چہرہ مقابل کیا۔۔۔۔۔

جو وہ اس کے پاس آتے ہی جھکا چکی تھی۔۔۔۔۔

ابرش نے نظریں اٹھائی۔۔۔۔۔

لیکن زیادہ دیر ضارب کی پر شوق اسکی طلب سے بھرپور نظروں کا مقابلہ نہیں کر پائی۔۔۔۔

اب نظریں چرانے سے کچھ نہیں ہوگا جاناں۔۔۔۔

ضارب نے مسکراتے تھوڑا جھک اسکی نیک بون پر اپنی ناک سہلائی۔۔۔۔
ساتھ نرمی سے اپنے دہکتے ہونٹ رکھے۔۔۔۔

اسکے لمس میں ایسی تپش تھی۔۔۔۔ایسا احساس کہ ابرش کا اپنے قدموں پر کھڑا رہنا محال ہوگیا۔۔۔۔

ضارب نے اسکی خوشبو میں گہرا سانس کھینچا۔۔۔۔

" سائیں

ابرش نے تڑپ کر پکارا۔۔۔۔

ضارب نے چہرہ اٹھایا۔۔۔۔اور اسکے پھڑ پھڑاتے سردی سے نیلے پڑتے ہونٹوں کو دیکھتے ان پر شدت سے جھک گیا۔۔۔۔۔

ابرش نے سہارے کیلئے اسکی گردن میں بازو باندھے۔۔۔۔

جبکہ وہ ایسے ہی بنا اس سے الگ ہوئے اسے گود میں اٹھاتا تیز قدموں سے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔۔

-------❤-------

کمرے میں لاکر دروازہ پاؤں سے بند کرتے اس نے ابرش کو زمین پر اتارا

ضارب نے ایک گہری نگاہ اسکے حسین سراپے پر ڈالی-----

جو گہرے گہرے سانس لیتی اپنی سانسیں درست کرنے کی کوشش کر رہی تھی

جبکہ آنکھوں میں اسکی شدت سے نمی چمک رہی تھی-----

اور دوسری اس کمرے کی سجاوٹ پر۔۔۔۔

اور دوبارہ اسکے قریب ہوتے اسکے لبوں پر جھکنے لگا۔۔۔جب ابرش نے اسکے لبوں پر ہاتھ رکھتے اسے روکا۔۔۔۔

ضارب نے سوالیہ دیکھا۔۔۔

وہ،،،،،وہ آپکے،،،،،کپڑے بھیگ گئے ہیں،،،،،،اور آپکے زخم بھی ابھی سہی بھرے نہیں۔۔۔۔۔انفیکشن نا ہو جائے۔۔۔

آپ کپڑے چینج کرلیں۔۔۔۔

بمشکل اٹک اٹک کر بولی۔۔۔۔

ضارب کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔۔۔

ابرش کی فکر پر نہیں بلکہ اسکی معصومیت پر۔۔۔۔اسے لگ رہا تھا کہ وہ اپنی ان معصوم باتوں سے ضارب کو اسکے ارادوں سے باز رکھ سکتی تھی۔۔۔۔

جبکہ اپنے منہ زور جذبات پر بندھ باندھنا اب اسکے بس کی بھی بات نہیں تھی ۔۔۔۔

آپ فلحال ہماری نہیں بلکہ اپنی فکر کریں۔۔۔۔کیونکہ پچھلے دنوں جتنا آپ نے ہمیں ستایا ہے۔۔۔۔اس ایک ایک پل ایک ایک لمحے کا حساب لیں گے آپ سے۔۔۔۔

اسے دیوار کے ساتھ پن کر کے اسکے کان کے قریب جھکتے معنی خیزی سے بولا ----

جس پر ابرش جی جان سے لرزی -----

لیکن سائیں آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں آپ تھک گئے ہو نگے ------آپکو آرام کرنا چاہیے -----

اس نے ایک اور معصوم کوشش کی -----

ہاں تھک گئے ہیں -----اور اپنی یہ تھکن آپکی سانسوں میں اتر کر اتارنا چاہتے ہیں -----

سمیٹ لیں ہمیں خود میں۔۔۔۔بہت تھک گئے ہیں ہم۔۔۔۔

ضارب نے گھمبیر سرگوشی کرتے اسکی گردن میں چہرہ چھپایا۔۔۔۔
اور اس جا بجا اپنا لمس چھوڑنے لگا۔۔۔

ابرش نے آنکھیں بند کرتے۔۔۔۔

ایک ہاتھ اسکی وسیع چوڑی پشت پر جبکہ دوسرا اسکے گھنے بالوں میں پھنسایا
۔۔۔۔۔۔

ضارب کی شدتیں بڑھنے لگیں۔۔۔۔۔ابرش کی ہمت جواب دینے لگی

۔۔۔۔۔

اسکی ساڑھی کا پلو کندھے سے سرک کر زمین پر گرا۔۔۔۔۔وہ تڑپ کر اس سے دور ہوئی اور پلو دوبارہ کندھے پر رکھنا چاہا جب ضارب نے اسے تھامتے اسکی کوشش ناکام بنائی۔۔۔۔۔

ابرش کا چہرہ شرم سے خون چھلکانے لگا۔۔۔۔۔

جب ضارب نے اسکا وہی پلو زور سے کھینچا۔۔۔۔وہ ایک جھٹکے سے دوبارہ اسکے سینے سے آ لگی۔۔۔۔

اسکی دھک دھک کرتی دھڑکنوں کا رقص اسے اپنے سینے پر محسوس ہوا۔۔۔۔

ضارب نے جھک کر دھڑکنوں کے مقام پر لب رکھے۔۔۔۔

ابرش نے اسکی گرفت میں مچلتے ہوئے اپنا رخ بدلہ۔۔۔۔

ضارب نے اسکے بھیگے بال اٹھا کر ایک طرف کندھے پر رکھے۔۔۔۔۔اور پیچھے گردن میں جھکتے ہوئے وہاں اپنی شدتیں نچھاور کرنے لگا۔۔۔۔

اسکے ہونٹ سرکتے ہوئے پیچھے ڈوری پر آئے۔۔۔۔جسے دانتوں میں دبوچتے اس نے ایک جھٹکے سے کھینچا۔۔۔۔۔

جس سے اس میں لگے موتی ٹوٹ کر فرش پر بکھرے۔۔۔۔۔ابرش نے پلٹ کر اسکی گردن میں چہرہ چھپایا۔۔۔۔جس پر وہ مسکرایا اور اسے اپنی گود میں اٹھا کر بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔۔

اسے نرمی سے بیڈ پر منتقل کرتے۔۔۔۔۔اپنی بھیگی شرٹ اتارنے لگا۔۔۔۔

ابرش کی صبیح پیشانی پر پسینے کی ننھی بوندیں نمودار ہوئی۔۔۔۔جبکہ دل کی رفتار اس قدر تیز تھی۔۔۔۔جیسے وہ ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آ جائے گا۔۔۔۔۔

ضارب شرٹ اتار کر زمین پر پھینکتے لمحے کی دیری کیے بنا اس پر سایہ فگن ہوا ۔۔۔۔۔

ابرش نے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔۔جن میں تھکن اور جذبات کی سرخی اتری ہوئی تھی۔۔۔۔۔پھر مسکرا کر اسے بیڈ پر منتقل کرتے خود اسکے سینے پر آئی۔۔۔۔

اور دھیرے سے اسکی پیشانی پر اپنے لب رکھے۔۔۔۔۔

ضارب نے اپنے دونوں ہاتھ اسکی کمر پر رکھتے اپنی آنکھیں بند کیں ۔۔۔۔جنہیں باری باری اس نے محبت سے چھوا۔۔۔۔

اور اسکی دونوں گالوں پر پیار کرتے ہوئے۔۔۔۔اسکی گھنی مونچھوں کے بالکل اوپر دائیں طرف چمکتے ہوئے کالے تل پر ہونٹ رکھے۔۔۔۔اور کچھ پل کیلیئے وہی ٹھہر گئی۔۔۔۔

ضارب کے لبوں کی تراش میں مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی۔۔۔۔

اسکی ٹھوڑی کو ہونٹوں سے چھوتے ہوئے۔۔۔۔اسکی سانسوں کے قریب ہوئی جب ضارب ایک جھٹکے سے کروٹ بدلتا خود اسکے لبوں پر شدتوں سے جھکا ۔۔۔۔

اور اچھی طرح اسکی سانسیں بکھیر نے کے بعد اس سے دور ہوا۔۔۔۔

ابرش گہرے سانس بھرتی ہوئی آنکھیں بند کر کے پڑی تھی۔۔۔۔جب ضارب نے ہاتھ بڑھا کر اسکے کانوں سے آویزے اتارے۔۔۔۔اور پھر اسکی گردن سے نیکلس نکالتے اسکی کھردری انگلیاں سرکتی ہوئی۔۔۔۔اسکے پیٹ پر آئیں

۔۔۔۔۔

ابرش نے بمشکل لب دانتوں تلے دبا کر اسکے شریر لمس کو برداشت کیا۔۔۔۔ نرمی سے کمر بند کی ہک کھولتے ہوئے اسکے نازک پیٹ پر اپنے دہکتے ہونٹ رکھے۔۔۔۔

ابرش نے تڑپ کر اٹھتے اسکے سینے میں چہرہ چھپایا۔۔۔۔ جبکہ اسکے تھر تھر کانپنے پر ضارب نے مسکراتے ہوئے اسکی پیٹھ سہلائی۔۔۔۔

کیا ہوا؟؟؟؟؟؟؟

پھر اسکے بال سنوار کر چہرے سے ہٹاتے ہوئے مسکرا کر گویا ہوا۔۔۔۔

ابرش نے اپنی نم پلکیں اٹھائی۔۔۔۔

ابھی سے یہ حالت ہو گئی ابھی تو ہم نے کچھ کیا بھی نہیں۔۔۔۔اسکے پسینے سے بھیگے چہرے کو دیکھتے ہوئے شرارت سے بولا۔۔۔۔

" سائیں

ابرش نے آنکھیں دکھائی۔۔۔۔

کیا سائیں۔۔۔" کچھ غلط بولا کیا۔۔۔۔

ابرش نے ناراضگی سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔۔جس پر وہ قہقہہ لگاتا اسکے ہونٹوں پر جھکا کچھ دیر اس کی سانسوں کو محسوس کرنے کے بعد اسکے ہونٹ نرمی سے سرکتے اسکی گردن میں آئے۔۔۔

ابرش نے اسکی پشت پر ہاتھ رکھتے ٹھوڑی اسکے سر پر ٹکائی۔۔۔۔اور آنکھیں بند کر کے اسکے دہکتے ہونٹوں اور داڑھی مونچھوں کے چھبتے کسمساتے لمس کو محسوس کرنے لگی۔۔۔۔۔

جب اسکے کندھے پر لب رکھتے ہوئے وہ ایک پل کیلئے رکا۔۔۔۔

جبکہ اسکے شدتیں نچھاور کرتے یوں اچانک رک جانے پر ابرش نے آنکھیں کھول کر اسکی طرف سوالیہ دیکھا۔۔۔۔

کچھ نہیں اپنے رنگ کے نیچے چھپے آپکے رنگ کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ضارب نے لب دبا کر مسکراہٹ چھپاتے اسکے کندھے کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔۔

جسے دیکھنے کے بعد ابرش نے شرم اور غصے سے سرخ پڑتے اسکے سینے پر اپنے نازک ہاتھوں کے مکے برسائے۔۔۔۔۔

جنہیں دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے اس نے مسکرا کر اسے پیچھے بیڈ پر ڈالا ۔۔۔۔۔

اور اپنے اور اسکے درمیان حائل تمام رکاوٹوں کو دور کرتے اسکی سانسوں کے قریب ہوا۔۔۔۔

ہم جانتے ہیں بار بی ہمارے فیصلے نے آپکو چوٹ پہنچائی تھی۔۔۔ لیکن ہمارا خدا گواہ ہے۔۔۔۔ آپکے بغیر یہاں ایک پل بھی ہم سکون سے نہیں رہے۔۔۔۔۔

ہر وقت دھیان کے پردوں پر صرف آپکا ہی عکس لہراتا تھا۔۔۔۔

لیکن درمیان میں ہماری کچھ مجبوریاں ایسی آگئی۔۔۔ ہم چاہ کر بھی آپکے پاس چکر لگانے کیلیئے وقت نہیں نکال پائے۔۔۔۔

لیکن اسکا مطلب یہ نہیں کہ ہمیں آپکا خیال نہیں۔۔۔ یا آپ ہمارے لیے اہمیت نہیں رکھتی۔۔۔۔

انتہائی قربت کے لمحات میں ضارب نے جیسے اسکے دل سے ہر رنجش ختم کرنے کیلئے صفائی دی۔۔۔۔

میں جانتی ہوں۔۔۔۔۔بس آپ مجھے ایک بار بتا دیتے۔۔۔۔۔کبھی اپنے ہونٹوں پر لفظ شکایت نہیں لاتی۔۔۔۔۔

جسکے جواب میں وہ مسکرا کر گویا ہوئی۔۔۔۔۔

میرا یہ جو دل ہے نا سائیں آپکے معاملے میں بہت پازیسو ہے۔۔۔۔۔دیوانہ آپکی دوری ایک پل کیلئے بھی برداشت نہیں کرتا۔۔۔۔۔

نم آنکھوں سے حال دل بیان کیا۔۔۔۔۔

ہم وعدہ کرتے ہیں آئندہ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔۔۔۔۔وہ اسکی پلکوں کو نرمی سے چھوتے محبت سے گویا ہوا۔۔۔۔۔

بہت شکریہ ہمیں اتنا خوبصورت تحفہ دینے کیلئے۔۔۔۔

اسکے پیٹ پر نرمی سے ہاتھ رکھا۔۔۔۔

اسکی ٹھوڑی کو ہونٹوں سے چھوتے جھک کر اسکے پیٹ پر لب رکھے۔۔۔۔

ابرش گہرا سانس لیتی مسکرائی۔۔۔

وہ اسکے پور پور کو ہونٹوں سے چھوتے دوبارہ اسکے چہرے کے قریب آیا۔۔۔۔

ابرش نے ایک پل کیلئے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔۔۔

ضارب نے آنکھوں سے ہی اجازت چاہی۔۔۔۔۔جس پر مسکرا کر اس نے پلکیں جھکائی۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی تیز دھڑکنوں کا شور ضارب کو اپنے کانوں میں سنائی دے رہا تھا ۔۔۔۔۔

وہ اسکی کلائیوں کو تھامتے ہوئے بیڈ کراون سے لگاتا دھیرے سے اس پر جھکا ۔۔۔۔۔۔۔

ابرش نے لب دانتوں تلے دبا کر منہ سے نکلنے والی سسکاری کو روکا۔۔۔۔ جبکہ آنکھوں سے آنسو موتیوں کی صورت ٹوٹ کر بکھرے۔۔۔۔۔

ضارب کے لمس میں اس قدر شدت تھی۔۔۔۔۔کہ ابرش کیلئے اسے اپنے وجود پر سہارانا مشکل ہو گیا۔۔۔۔

"سائیں۔۔

ابرش نے ڈوبتی سانسوں کے درمیان پکارا۔۔۔۔

لیکن وہ ہوش میں ہوتا تو سنتا۔۔۔۔اسکے سر پر تو جنون سوار تھا۔۔۔۔اس کے نازک وجود میں سکون ڈھونڈتے۔۔۔۔اسکی گھبراہٹ کو خود میں سمیٹتے اپنے لمس سے اپنے اندر کے درد اور وحشتوں سے روشناس کرواتے اپنے ساتھ آہستہ آہستہ اسے بھی دنیا بھولا گیا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔

تم نے مجھے ابرش سے ملنے کیوں نہیں دیا اور یہ گھر کس خوشی میں سجایا جا رہا تھا ؟؟؟؟

کمرے میں داخل ہوتے ہی واسم نے سوال کیا۔۔۔۔

ایہا نے گہرا سانس کھینچتے چادر اتار کر ایک طرف رکھی۔۔۔۔

وہ اس لیے مائی ڈیئر ہزبینڈ کیونکہ ابرش لالا کو منانا چاہتی تھی۔۔۔۔اس لیے ہم لوگوں نے ان کیلئے سرپرائز پلین کیا تھا۔۔۔۔

اور رہی اس سے ملنے کی بات تو وہ تیار ہو رہی تھی ۔۔۔۔۔بس اسی لیے ۔۔۔۔

ایبہا نے مسکراتے ہوئے تفصیلی جواب دیا۔۔۔۔۔

تمہارا لالا کچھ زیادہ ہی نکھرے نہیں دکھا رہا میری بہن کو۔۔۔۔۔مانا ہو گئی ہو گی اس سے غلطی چھوٹی سمجھ کر اگنور کر دیتا۔۔۔۔

لیکن یہ تو رولائے ہی جا رہا ہے۔۔۔۔۔

آئی سویئرا اگر تم لوگوں کے اس گھٹیا سرپرائز کی وجہ سے اس نے میری بہن کو کچھ بھی بولا یا پھر اسکی آنکھوں میں آنسو آئے تو تم سب کی خیر نہیں ہو گی

۔۔۔۔۔

صوفے پر بیٹھ کر شوز اتارتے ہوئے۔۔۔۔۔غصے سے بولا۔۔۔۔

اب میرے لالا اتنے بھی کوئی ظالم نہیں ہیں۔۔۔۔

ابیہا منہ بنا کر بولی۔۔۔۔

ہاں دیکھا میں نے کل کیسے اسکی وجہ سے وہ ہرٹ ہوئی۔۔۔۔پہلے بھی اس نے زیادتی کی تھی اس کے ساتھ۔۔۔اور الٹا اسے منانے کے ذرا سی بات پر خود ناراض ہو گیا۔۔۔۔

اگر مجھے گھر کے بڑوں کا خیال نہیں ہوتا تو اسی وقت عقل ٹھکانے لگا دیتا

واسم آپ پاگل ہو گئے ہیں۔۔۔۔کیسی باتیں کر رہیں ہیں۔۔۔۔

ہاں ہو گیا ہوں پاگل۔۔۔۔ نہیں برداشت ہوتی مجھ سے میری بہن کی تکلیف ۔۔۔۔اسکی آنکھ سے بہتا ہوا ایک ایک آنسو میرے دل پر گرتا ہے۔۔۔۔

ابیہا کی بات پر وہ غصے سے چیخا۔۔۔۔

اگر آپ ابرش کے بھائی ہیں تو لالا شوہر ہیں۔۔۔۔ویسے بھی یہ انکا آپسی مسئلہ ہے۔۔۔۔ جسے وہ خود ہی ہینڈل کر لیں گے۔۔۔۔

ہمیں یا آپکو دخل اندازی کی ضرورت نہیں۔۔۔۔

وہ بھی دوبدو بولی۔۔۔۔

میں نے کتنی بار بولا ہے تم سے میرے سامنے اپنے بھائی کی حمایت میں مت بولا کرو۔۔۔ خاص طور پر جب وہ غلط ہو۔۔۔ میری ایک بار کی کہی ہوئی بات تمہیں سمجھ نہیں آتی۔۔۔۔

اسے ایک بازو سے پکڑ کر قریب کرتے ہوئے سپاٹ لہجے میں بولا۔۔۔۔

واسم کا پارہ کل ابرش کے ساتھ ضارب کے رویے کو دیکھتے پہلے سے ہائی تھا ۔۔۔۔اوپر سے ایہا کی اسکے لیے حمایت نے پٹرول کا کام کیا۔۔۔۔

ایہا کو اسکی کھردری انگلیاں اپنی جلد میں اترتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔

تکلیف کے احساس سے اسکی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔۔۔

جسے دیکھتے واسم نے گرفت ہلکی کی۔۔۔۔

آپ کبھی نہیں بدل سکتے۔۔۔۔نم لہجے میں کہتے ایہا نے ایک جھٹکے سے بازو آزاد کروایا۔۔۔۔

اور اس سے پہلے کے وہ کمرے سے باہر جاتی۔۔۔۔واسم نے اسکا پکڑ کر کھینچا ۔۔۔۔

جس سے وہ اسکے کشادہ سینے سے ٹکرائی۔۔۔۔

کیا مطلب ہے تمہاری اس بات کا ہاں؟؟؟؟؟

آنکھوں میں طیش لے کر استفسار کیا۔۔۔۔

وہی جو آپ سمجھ رہے ہیں۔۔۔۔

اپنی بہن کی چھوٹی سی تکلیف پر کیسے غصہ ہو رہے ہیں۔۔۔۔اور جیسا سلوک آپ میرے ساتھ کرتے ہیں۔۔۔وہ آپکو ٹھیک لگتا ہے۔۔۔۔

کبھی اپنے گریبان میں جھانک دیکھا ہے۔۔۔آپ خود کیسے ٹریٹ کرتے ہیں مجھے۔۔۔۔

چھوٹی چھوٹی بات پر جانوروں کے جیسا سلوک کرتے ہیں۔۔۔چاہے میری غلطی بھی نا ہو۔۔۔

وہ اسکی گرفت میں مچلتی ہوئی بولی۔۔۔۔

" فضول باتیں بند کرو۔۔۔کیسا سلوک کرتا ہوں میں۔۔۔۔ تمہارا بھائی

کیا میرا بھائی ہاں کیا میرا بھائی۔۔۔۔

آپکو پتا بھی ہے ابرش نے انہیں کیا بولا تھا۔۔۔۔جو آپ بنا بات جانے ان پر چڑھائی کرنے چلے ہیں۔۔۔۔

اسکی بات درمیان میں کاٹتے ہوئے طنزیہ بولی۔۔۔۔

اچھا تمہیں پتا ہے تو تم بتا دو۔۔۔۔میں بھی تو جانوں کہ تمہارے بھائی کی شان میں ایسی کونسی گستاخی کر دی اس نے جس کے بدلے وہ میری بہن کے ساتھ ایسا سلوک کر رہا ہے۔۔۔

نہیں بتا سکتی میں کیونکہ اگر وہ میرے لالا ہیں تو ابرش بھی میری بہن ہے۔۔۔لیکن اتنا ضرور کہوں گی کہ جو اس نے بولا تھا وہ معاف کیے جانے کے لائق ہرگز نہیں تھا۔۔۔۔

اسکی بات کے جواب میں جتاتے بولی۔۔۔۔

جبکہ اسکی زیادتی پر آنکھوں سے آنسو متواتر بہہ رہے تھے۔۔۔۔ جنہیں بے دردی سے رگڑتے ہوئے پلٹنے لگی۔۔۔۔

جب واسم نے دوبارہ اسے روکا۔۔۔۔

میں نے تمہیں جانے کی اجازت نہیں دی۔۔۔۔اسکے بہتے ہوئے آنسوؤں کو دیکھتے کچھ نرم پڑا تھااور ساتھ ابرش کے لیے اس کا پیار دیکھتے ہوئے بھی۔۔۔۔

لہجہ تواب بھی سپاٹ تھا لیکن اب اس میں پہلی جیسی سختی مفقود تھی۔۔۔۔

ابیہا نے شکوہ بھری نظروں سے دیکھا۔۔۔۔

واسم نے چند پل رونے کی وجہ سے سرخ ہوئے اسکے چہرے کو دیکھتے اپنے سینے سے لگایا۔۔۔۔

جب ابیہا نے مزاحمت کرتے اس سے دور ہونا چاہا۔۔۔۔

چھوڑیں مجھے۔۔۔۔

واسم نے آنکھیں دکھائی۔۔۔۔

تم جانتی ہو۔۔۔میں ابرش سے کتنا پیار کرتا ہوں۔۔۔۔مجھ سے برداشت نہیں ہوتا جب اسکی آنکھوں میں کسی بھی وجہ سے آنسو آئے۔۔۔۔

اور کل ضارب کی وجہ سے وہ سب کے سامنے کتنا شرمندہ ہوئی ۔۔۔۔اگر کوئی ناراضگی ہے بھی تو انہیں آپس میں بیٹھ کر ڈسکس کر کے حل کر لینا چاہیے ۔۔۔۔

یوں سب کے سامنے اپنے رشتے کا تماشا بنانا کوئی اچھی بات تو نہیں ۔۔۔

اب کے قدرے نرمی سے سمجھاتے ہوئے بولا ۔۔۔۔

میں مانتی ہوں آپکی بات ٹھیک ہے ۔۔۔ لیکن یہ ان دونوں کا آپسی معاملہ ہے ۔۔۔۔وہ خود ہی اسی سلجھا لیتے ۔۔۔آپ انکا غصہ مجھ پر نکالے یہ کہاں کا انصاف ہے ۔۔۔۔

نم لہجے میں غصے سے شکوہ کر گئی ۔۔۔۔

واسم مسکرایا۔۔۔۔۔

تم میرے سامنے جب اپنے بھائی کی غلط بات پر سائڈ لیتی ہو تو مجھے غصہ آتا ہے
۔۔۔۔۔ورنہ میں بلاوجہ تمہیں نہیں ڈانٹا۔۔۔۔۔تم اپنی حرکتیں سدھارو
"۔۔۔۔۔

وہ سارا الزام اس پر ڈالتے خود بری الذمہ ہو گیا۔۔۔۔۔
جبکہ اسکی بات پر ایہا کا منہ حیرت سے کھل گیا۔۔۔۔۔

مطلب یہاں بھی میں ہی غلط ہوں۔۔۔۔آپ خود جو مرضی کریں۔۔۔۔۔اور
" میرے لالا کبھی غلط نہیں ہوتے غلط بات ہمیشہ آپ۔۔۔۔

اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے واسم اپنے ہونٹ اسکے ہونٹوں پر رکھتے ہوئے اسے چپ کروا چکا تھا۔۔۔۔۔

ایہا نے مزاحمت کرنی چاہی۔۔۔۔۔ لیکن واسم اسکے دونوں ہاتھوں کو تھام کر پشت پر باندھتا اسے اٹھا کر بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔

اسے بیڈ پر ڈالتے اپنی شرٹ کے بٹن کھولے۔۔۔۔۔اپنی سانسیں درست کرتی ایہا نے اسکی کاروائی کو دیکھتے پیچھے ہو کر بھاگنا چاہا۔۔۔۔

جب وہ اسے پاؤں سے پکڑ کر کھینچتا۔۔۔۔۔یکدم اس پر حاوی ہوا۔۔۔۔۔

چھوڑیں مجھے۔۔۔۔میں ایسا کچھ نہیں ہونے دوں گی۔۔۔۔۔

ایسا تو ہو کر رہے گا۔۔۔۔چاہے تمہاری مرضی سے یا تمہاری مرضی کے بغیر ۔۔۔۔ویسے بھی پچھلے ایک ہفتے سے تمہیں بہت رعایت مل چکی ہے۔۔۔۔

واسم نے اسکے گلے سے دوپٹہ نکالتے مزاحمت کیلئے اٹھتے اسکے ہاتھ باندھے ۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی ٹانگوں پر اپنی بھاری ٹانگ رکھتے بے بس کیا۔۔۔۔

واسم میں آپ کا منہ توڑ دوں گی ہاتھ کھولیں میرے۔۔۔۔۔

وہ غصے سے چلاتے بولی جب وہ اسکی بات سنی ان سنی کرتا اسکی گردن میں جھک گیا۔۔۔۔۔

اور جگہ جگہ ہونٹوں سے چھوتے اپنا شریر لمس چھوڑنے لگا۔۔۔۔

جبکہ اسکے کچھ چبھتے کچھ کسمساتے نرم لمس پر ابیہا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری۔۔۔۔

واسم نے سر اٹھایا۔۔۔۔ابیہا نے ناراضگی سے منہ موڑا۔۔۔۔

جبکہ اسکے ہونٹوں میں چھپی مسکراہٹ وہ دیکھ چکا تھا۔۔۔۔

تمہیں پتا ہے نا مجھے جلدی غصہ آ جاتا ہے کبھی کبھی۔۔۔۔اسکی کالر بون پر اپنی تیکھی ناک سہلاتے ہوئے سرگوشی میں بولا۔۔۔۔

کبھی کبھی نہیں بلکہ ہمیشہ۔۔۔۔ایہانے تصیح کرنا ضروری سمجھا۔۔۔۔

واسم نے مسکراہٹ چھپائی۔۔۔۔

میں ایسا ہی ہوں۔۔۔اور تمہیں میرے ساتھ ایسے ہی گزارا کرنا پڑے گا

۔۔۔۔

" لیکن

ایہانے آگے سے کچھ کہنا چاہا لیکن وہ دوبارہ اسکے ہونٹوں پر جھکتا اسے خاموش کرواگیا۔۔۔۔

چند پل اسکی سانسوں کو محسوس کرنے کے بعد وہ اس سے دور ہوا۔۔۔اور اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھنے لگا۔۔۔

ابیہا نے جھکی پلکیں اٹھائی۔۔۔۔۔واسم نے لو دیتی نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔
جس پر وہ سرخ پڑتی نظریں چرا گئی۔۔۔۔۔۔

واسم نے اسکے دونوں بندھے ہوئے ہاتھ اپنے گلے میں ڈالے اور اسکی کمر پر
ہاتھ رکھتے کروٹ بدل کر اسے اپنے سینے پر منتقل کیا۔۔۔۔۔

اور ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر اسکے کیچر میں مقید بال کھول کر بکھیرتے ان میں گہرا
سانس کھینچا۔۔۔۔۔

ابیہا نے سرخ نظریں اٹھائی۔۔۔۔۔

"Kiss me"

ڈیمانڈ کی گئی۔۔۔۔

ابیہا نے سٹپٹاتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

"I said kiss me right now"

تحکمانہ لہجہ ۔۔۔

No I can't .....

ابیہا نے دوبارہ نفی کی۔۔۔۔

ٹھیک ہے اب جو ہو گا اسکی ذمہ دار تم خود ہو گی۔۔۔۔

اتنا کہتے وہ کروٹ بدلنے لگا جب ابیہا نے روکا۔۔۔

اچھا کرتی ہوں کرتی ہوں۔۔۔۔

کیونکہ وہ اسکے نیچر کو اچھے سے جانتی تھی۔۔۔۔وہ اپنے عمل سے دو پل میں اسکی جان لبوں پر لے آتا۔۔۔۔۔

پہلے آپ اپنی آنکھیں بند کریں۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر اس نے گھورا۔۔۔۔

ایہا نے التجائی نظروں سے دیکھا۔۔۔جسکا اسے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔۔۔ نا چاہتے ہوئے بھی جھکی اور اسکی مرضی کا فعل انجام دینے لگی۔۔۔۔

واسم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری۔۔۔اور وہ اسکے ریشمی بالوں میں اپنی کھردری انگلیاں پھنساتے انکی نرمی کو محسوس کرنے لگا۔۔۔۔

Your taste is like strawberries .....

کچھ کھٹی کچھ میٹھی۔۔۔

ایہا کے الگ ہونے پر اسکے نچلے لب کو نرمی سے اپنے دانتوں تلے دباتے واسم نے گھمبیر سرگوشی کی۔۔۔۔

ایہا کے سارے جسم کا خون سمٹ کر اسکے چہرے پر آگیا۔۔۔۔

جسے دیکھتے واسم نے ایک اور بے باک جسارت انجام دی۔۔۔۔ایبہا کا دل پسلیوں سے ٹکرانے لگا۔۔۔۔

جن کے شور کو سنتے واسم نے انہیں اپنے ہونٹوں سے چھوا۔۔۔۔

اور ہاتھ بڑھا کر کمرے میں جلتے فانوس کو بجھایا۔۔۔۔

ایبہا نے اسکے ارادوں سے گھبرا کر اسکی ہی گردن میں چہرہ چھپایا۔۔۔۔واسم نے مسکراتے ہوئے کروٹ بدلی۔۔۔۔۔

اور دھیرے دھیرے اسکے اور اپنے درمیان حائل تمام پردے گراتا اسے اپنی محبت کی بارش میں بھگونے لگا۔۔۔۔

ایہانے اسکے لمس کی شدت پر تڑپتے بیڈ شیٹ کو اپنی مٹھیوں میں جکڑا۔۔۔۔

جسے نرمی سے آزاد کراتے اپنی گردن میں باندھتا گہری ہوتی رات کے ساتھ اسکی تمام شکوے شکایتوں کو خود میں سمیٹ گیا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔

حیدر شاہ نے ارمغان شاہ اور موسی شاہ سے بات کرتے زارون اور زرمینے کی شادی کی تاریخ رکھ دی تھی۔۔۔۔

جو ایک ہفتے کی تھی۔۔۔۔ان دونوں کی اتنی جلدی شادی کے فیصلے پر تقریبا دونوں کو ہی اعتراض تھا۔۔۔۔

لیکن جب حیدر شاہ اس فیصلے کے پیچھے کی وجہ بتائی تو دونوں کو خاموش ہونا پڑا

موسی شاہ تو زر مینے کی اس حرکت پر خاموشی سے نظریں چراتے اٹھ کر چلے گئے

البتہ ارمغان شاہ نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں----

جس پر حیدر شاہ نے بتایا کے واسم نے زارون کو اس حرکت کی کافی سزا دی ہے
----اور ضارب نے سب کے سامنے معافی بھی منگوائی-----

اووو تبھی اسکے چہرے کا نقشہ بگڑا ہوا تھا----اور میرے پوچھنے پر بات گول
کر گیا-----

لیکن جب تک وہ خود اسکے کان نہیں کھینچ لیتے انہیں سکون نہیں ملنے والا تھا

-------❤-------

اس وقت زارون شاہ ارمغان شاہ کی عدالت میں سر جھکائے کھڑا تھا۔۔۔

آخر اسے جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا۔۔۔۔اور ارمغان شاہ نے اسکے سوتے ہوئے میں ہی ایسے چھاپا مارا تھا۔۔۔۔

کہ وہ کسی کو اپنی مدد کیلیئے بھی نہیں بلا سکا۔۔۔۔

جبکہ ارمغان شاہ نے اپنے جوتے سے اچھی خاصی اسکی پیٹھ سینک ڈالی تھی

۔۔۔۔۔

جسے وہ اس وقت انکے سامنے سر جھکا کر کھڑا مسل رہا تھا۔۔۔۔

سیدھا کھڑے ہو۔۔۔۔۔اسکی حرکت پر مسکراہٹ چھپاتے انہوں نے سختی سے ٹوکا۔۔۔۔

" سوری بابا سائیں

چپ آواز نہیں آنی چاہیے آپکی۔۔۔۔۔

میں نے اور آپکی ماما نے ایسی تربیت کی ہے آپکی۔۔۔آپ نے یہ حرکت انجام دیتے ایک بار بھی خاندان کی عزت کے بارے میں نا سوچا۔۔۔۔

آپ نے تو مجھے موسی کے آگے سر اٹھانے لائق نہیں چھوڑا۔۔۔۔

سوری بابا سائیں۔۔۔۔

لیکن میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔۔۔زر میری بیوی ہے۔۔۔ہاں بس رخصتی سے پہلے یہ سب ہو جائے گا۔۔۔۔مجھے نہیں پتا تھا۔۔۔ماموں جان سے میں خود بات کر لوں گا۔۔۔۔

آپکو انکے سامنے شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔

اچانک ہی اسکا لہجہ سپاٹ سا ہو گیا۔۔۔۔ارمغان شاہ چونکے۔۔۔کیونکہ زارون کبھی بھی ان سے ایسے بات نہیں کرتا تھا۔۔۔۔

بلکہ آپکو تو فخر کرنا چاہیے۔۔۔۔آپکے بیٹے نے بہادری کا کام کیا ہے۔۔۔۔

آپکو بوڑھا ہونے سے پہلے دادا بنا دیا۔۔۔۔

ارمغان شاہ کا چونکنا وہ محسوس کر چکا تھا۔۔۔اس لیے بات کو مزاح کا رنگ دیتا ایک آنکھ دبا کر شرارت سے گویا ہوا۔۔۔۔

بیٹا تو نے جو کام کیا ہے نا اسے بہادری نہیں بلکہ بے غیرتی کہتے ہیں۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ ارمغان شاہ اسکی بات پر دوبارہ اسکی درگت بناتے واسم اندر داخل ہوتا طنزیہ بولا۔۔۔۔

لالا آپ بھی۔۔۔۔

زارون نے احتجاج کرنا چاہا۔۔۔۔
جب واسم نے اسے آنکھیں دکھائی۔۔۔۔

ہاں آپ تو رنگ بدلیں گئے ہی۔۔۔ میرے ضارب لالا جو یہاں نہیں۔۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے میں ڈرتا ہوں تمہارے ضارب لالا سے۔۔۔اسکی بات پر وہ استہزائیہ مسکرایا۔۔۔۔

میں نے ایسا تو نہیں بولا۔۔۔۔۔

ویسے ایک بات ہے بابا سائیں۔۔۔۔واسم کو ایک نظر دیکھنے ک بعد اس نے قدم پیچھے دروازے کی طرف لیتے ارمغان شاہ کو مخاطب کیا۔۔۔۔

جس پر وہ اسکی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔۔۔

آپکے بیٹے کے جتنے نخرے ہیں نا۔۔۔۔مجھ سے لکھوالیں یہ اپنی بیوی کے پاس بھی نخرے سے جاتے ہونگے۔۔۔۔۔

توان سے کوئی خاص توقع مت رکھیے گا۔۔۔۔ان شااللہ آپ کیلئے پوتے پوتیوں کی لائن آپکا یہ چھوٹا بیٹا لگائے گا۔۔۔۔۔

مسکراکر شرارت سے کہتے اس نے باہر کی طرف دوڑ لگائی تھی۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر واسم کا چہرہ خون چھلکانے لگا تھا۔۔۔۔۔ جسے دیکھتے ارمغان شاہ نے قہقہہ لگایا۔۔۔۔۔

جنہیں شکایتی نظروں سے دیکھتے واسم بھی اسکے پیچھے نکلا تھا۔۔۔۔

جس سے ایک بات تو طے تھی کہ اسکے ہاتھوں زارون شاہ کی مرمت ایک بار پھر پکی تھی۔۔۔۔۔

-------❤-------

آج ابرش کی آنکھ ضارب سے پہلے کھل گئی تھی۔۔۔۔کل رات جیسے ضارب شاہ نے اس پر اپنا جنون اتارا تھا۔۔۔۔

اس نے ابرش کی آنکھوں سے نیندیں اڑا دی تھیں۔۔۔۔

خود وہ اس وقت شرٹ لیس کمر کے بل الٹا لیٹا سو رہا تھا۔۔۔۔جبکہ اسکا چہرہ بھی دوسری طرف تھا۔۔۔۔

ابرش نے نروٹھے پن سے اسکی پشت کو دیکھا۔۔۔۔

پھر اسکی کمر پر گولیوں کے نشان کو دیکھتے ہوئے۔۔۔۔وہ اسکے قریب ہوئی

۔۔۔۔

اپنے وجود کو بلینکٹ سے کور کرتے۔۔۔اپنی مخروطی انگلیاں اسکے کافی حد تک مندمل ہو چکے زخموں پر رکھی۔۔۔۔

جبکہ اسکی تکلیف کو محسوس کرتے ہوئے آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے۔۔۔۔ابرش نے تھوڑا اوپر ہوتے ان نشانوں پر نرمی سے اپنے لب رکھے۔۔۔۔

پھر پیچھے ہو کر اسکے گھنے بالوں والے سر کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

جب ضارب اپنی جگہ سے ٹس مس نا ہوا تو ایک نظر اسکی پشت کو دیکھنے کے بعد بیڈ سے اٹھنے لگی۔۔۔۔

تبھی ضارب نے اپنا ایک ہاتھ اسکی کمر کے گرد لپیٹتے اسے دوبارہ اپنی طرف کھینچا۔۔۔جس سے وہ حواس باختہ سی اس کے سینے سے ٹکرائی۔۔۔۔

" سائیں

جبکہ ہونٹوں سے ایک ہلکی سی چیخ برآمد ہوئی تھی۔۔۔

آپ نے مجھے ڈرا دیا۔۔۔غصے سے گھورتے ہوئے بولی۔۔۔" ضارب نے اسکی آنکھوں پر پیار کیا۔۔۔

صبح صبح کہاں جا رہی تھیں ہمیں چھوڑ کر ؟؟؟؟

اسکے چہرے پر بکھرے بال سنوار کر کان کے پیچھے اڑستے گھمبیر تا سے بولا۔۔۔

کہیں نہیں،،،، میں بھلا آپکو،،،،، چھوڑ کر کہاں جاؤں گی۔۔۔

اسکی سرخ آنکھوں کی خماری دیکھ کر اٹکتے ہوئے بولی۔۔۔

جبکہ اسکی نرم گالوں کی سرخی اور لرزتی ہوئی پلکوں کو دیکھتے،،،، ضارب کو ایک بار پھر اس پر پیار آیا تھا۔۔۔

اور وہ اسے اپنے سینے سے بیڈ پر منتقل کرتے۔۔۔ دوبارہ اس پر جھکنے لگا جب ابرش نے اسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے روکا۔۔۔

"نہیں سائیں پلیز۔۔۔

وہ تو ابھی اسکی رات والی شدتوں سے نہیں سنبھلی تھی۔۔۔ کہاں اب دوبارہ یہ سب۔۔۔۔"

جبکہ ابرش کا اسے اس طرح روکنا ضارب کو ناگوار گزرا تھا۔۔۔اسکی پیشانی پر بل پڑے۔۔۔۔

اور چند پل اسکے چہرے کی طرف دیکھنے کے بعد وہ اسے اپنے حصار سے آزاد کرتا خاموشی سے پیچھے ہوتے بیڈ سے اترنے لگا۔۔۔

اسکی ناراضگی کو محسوس کرتے ابرش فورا اپنی جگہ سے اٹھتی اسکی پشت کا حصہ بنی تھی۔۔۔۔

سوری۔۔۔اگر آپکو برا لگا۔۔۔وہ میں تو بس۔۔۔۔

اسکی گردن میں دونوں بازو حائل کرتے اپنے نرم ہونٹ اسکے شیوزدہ گال پر رکھتے منانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

جسکا ضارب پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔۔۔۔

وہ اسکے بازو گردن سے ہٹاتے اٹھنے لگا۔۔۔۔جب ابرش نے اسکا ہاتھ تھاما

۔۔۔۔

" سوری

لہجے کے ساتھ آنکھوں میں بھی التجا تھی۔۔۔۔

ہم نے پہلے بھی آپکو بولا تھا کہ ہم جب آپکے قریب آئیں تو ہمیں جھٹکنے یا روکنے کی غلطی مت کیجئے گا ہمیں یہ سب نہیں پسند۔۔۔۔ لیکن آپ جانتے بھوجتے ہمیشہ ایسا ہی کرتی ہیں۔۔۔۔۔

اسکا ہاتھ جھٹک کر غصے سے بولا۔۔۔۔جبکہ آنکھوں میں خماری کی جگہ اب وحشت کی لالی اترنے لگی تھی۔۔۔۔

ابرش اسکی دھاڑ پر جی جان سے لرزی۔۔۔۔۔

جسے ایک نظر دیکھنے کے بعد وہ کمرے سے باہر جانے لگا جب ابرش کے الفاظ اسکے قدموں کے زنجیر بنے۔۔۔۔۔

میں نے آپکو اس لیے نہیں روکا کہ مجھے آپکا قریب آنا برا لگا بلکہ میری طبیعت ۔۔۔۔۔اتنا کہتے وہ دونوں ہاتھوں میں چھپاتے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔۔۔۔۔

ضارب نے پلٹ کر بلینکٹ میں چھپے اسکے نازک وجود کو دیکھا جو دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے رونے میں مصروف تھی۔۔۔۔

ضارب کو بے ساختہ اپنی غلطی کا احساس ہوا۔۔۔۔ بھلا وہ نازک جان کہاں اسکی وحشتیں برداشت کر سکتی تھی۔۔۔۔

وہ بھاری قدم لیتا اسکے قریب بیڈ پر آ کر بیٹھا۔۔۔۔

اور اسکے چہرے سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے آنسو صاف کرتا اپنے سینے سے لگا گیا

۔۔۔۔

اچھا رونا تو بند کریں۔۔۔۔۔ یہ آپ ہمیں پہلے بھی بتا سکتی تھیں۔۔۔۔

اسکی پیٹھ سہلاتے ہوئے نرمی سے بولا۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر ابرش رونا بھول کر پیچھے ہوتے غصے سے اسکی طرف دیکھنے لگی

ضارب نے مسکراہٹ چھپائی---

آپ سنتے کہاں ہیں---- بس ہر وقت اپنی مرضی کرنی----
اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے اگلے لفظ وہ اس کے ہونٹوں سے چن گیا
-----اور ساتھ اسکے شکوے شکایت بھی-----

ابرش نے اپنی آنکھیں بند کرتے ہوئے اسکے کندھوں پر ہاتھ رکھے-----

مرضی کی بات مت کریں باربی۔۔۔" اگر ہم اپنی مرضی چلانے پر آئے تو آپکو ایک پل کیلئے بھی سکون کی سانس میسر نہیں آنے دیں۔۔۔۔

جو آپکی نازک جان بالکل برداشت نہیں کر پائے گی۔۔۔

اسکے ہونٹوں کو آزادی دیتے ہوئے نرمی سے سہلاتا گھمبیرتا سے بولا۔۔۔

ابرش نے اپنا سرخ چہرہ اسکی گردن میں چھپایا۔۔۔

جب وہ اسے ایسے ہی بلینکٹ سمیت گود میں اٹھاتا واشروم کی طرف بڑھا۔۔۔

ابرش کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔۔۔

یہ آپ،،،، کیا کر،،،، رہے ہیں؟؟؟؟ میرا مطلب،،،، بوکھلاہٹ میں اس کے منہ سے الفاظ بھی سہی سے نہیں نکل رہے تھے۔۔۔۔

شاور نہیں لینا کیا؟؟؟؟

اسکی بوکھلاہٹ پر لبوں پر امڈ آنے والی مسکراہٹ چھپاتا نرمی سے بولا۔۔۔

"لیکن ایک ساتھ کیسے؟؟؟؟ وہ سرخ چہرے کے ساتھ منمنائی۔۔۔

آپکی طبیعت ٹھیک نہیں نا اس لیے سوچا تھوڑی ہیلپ کر دیں۔۔۔

نہیں،،،، نہیں میں ٹھیک ہوں سائیں۔۔۔۔۔ پلیز آپ مجھے نیچے اتار دیں

۔۔۔۔

وہ نفی میں سر ہلاتی اسکی گود سے اترنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔جب ضارب نے اسے آنکھیں دکھائی۔۔۔۔

" سائیں

آواز نہیں آنی چاہیے اب آپکی۔۔۔۔تنبیہ انداز میں کہتے ہوئے واشروم میں داخل ہوتے پیچھے پاؤں سے دروازہ بند کیا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔۔

زر مینے اس وقت سر جھکائے موسیٰ شاہ کے سامنے بیٹھی تھی۔۔۔۔ جبکہ آنکھوں سے آنسو متواتر بہہ رہے تھے۔۔۔۔

ہمیں آپ سے یہ ہر گز امید نہیں تھی۔۔۔۔
بہت افسوس کے ساتھ بولیں۔۔۔۔۔

جب وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر انکے قدموں میں بیٹھتی انکے گھٹنوں پر چہرہ ٹکا گئی۔۔۔۔

بابا سائیں معاف کر دیں۔۔۔۔۔

میرے بس میں کچھ نہیں تھا۔۔۔اونچی آواز میں روتے ہوئے اپنی مجبوری بتا گئی۔۔۔

موسی نے غصے سے مٹھیاں بھینچتے بمشکل اپنے غصے کو کنڑول کیا۔۔۔

پھر ہچکیاں لیتے اپنی جان سے پیاری بیٹی کے نازک وجود کو دیکھتے اٹھا کر اسے اپنے سینے میں بھینچا۔۔۔۔

" بس میرا بچہ ۔۔۔

مجھے پہلے سے پتا تھا آپ ایسا اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتی ۔۔۔ ہم اس زارون کو نہیں چھوڑیں گے ۔۔۔

"نہیں بابا سائیں آپ زارون کو غلط سمجھ ۔۔۔۔

بس انکی حمایت میں ہم ایک لفظ نہیں سنے گے ۔۔۔۔۔زر مینے جو انکی غلط فہمی دور کرنا چاہتی تھی ۔۔۔وہ اسکی بات کو غلط رنگ دیتے ان سب کا اکیلے زارون کو ذمہ دار سمجھ رہے تھے ۔۔۔۔

انہیں سمجھانا چاہتی تھی ۔۔۔۔

لیکن ان کے غصے کو دیکھتے خاموشی اختیار کر گئی ۔۔۔۔

جبکہ موسی شادی سے پہلے زارون کو سبق سکھانے کا پکا ارادہ کر چکے تھے ۔۔۔۔

-------♥-------

حویلی میں شادی کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں۔۔۔۔۔

جس کے چلتے اسے ایک بار پھر دلہن کی طرح سجا دیا گیا تھا۔۔۔۔ایک ہفتے کے اتنے کم عرصے میں بمشکل گھر کی عورتوں نے کچھ مال کے چکر لگاتے اور کچھ آنلائن شاپنگ کر کے زرمینے کی تمام ضروریات کے حساب سے چیزیں لی تھیں ۔۔۔۔

جبکہ رخصتی اور ولیمے کا جوڑا وہ ایہا کے ساتھ جا کر خود لے کر آئی تھی۔۔۔۔۔

اوران سب کے دوران زارون کو گھر والوں نے اسکے قریب بھی نہیں بھٹکنے دیا تھا۔۔۔۔

خاص طور پر واسم کی کڑی نگاہ تھی اس پر۔۔۔۔جس کی وجہ سے وہ چاہ کر بھی زر سے بات کرنے موقع نہیں ڈھونڈ پایا تھا۔۔۔

اور یہ واسم نے اسے اس دن اسکا مذاق بنانے کی اپنی طور پر سزا دی تھی۔۔۔

جب اسکے ظلم پر اس نے احتجاج کرنا چاہا تو اس نے رخصتی رکوانے کی دھمکی دی ۔۔۔۔

جس پر وہ بنتا کام دوبارہ بگڑتے دیکھ خاموشی اختیار کر گیا۔۔۔

اسے انتظار تھا تو صرف ضارب کی حویلی آمد کا۔۔۔۔ جسکے کام ہی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔۔۔

ورنہ اسکی موجودگی میں کسی کی جرت نہیں تھی کہ وہ زارون شاہ پر اپنا رعب جھاڑ سکے۔۔۔

چاہے وہ اسکے بابا سائیں ہوتے یا پھر اسکے کھڑوس لالا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔

نہیں چھوڑوں گا،،،، کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔۔۔۔

حیدر شاہ برباد کر دوں گا،،، میں تمہارے خاندان کو۔۔۔مجھ سے میری تمام خوشیاں چھین کر۔۔۔۔"

تم لوگ اپنی خوشیاں نہیں منا سکتے۔۔۔۔

بہت ہو گیا لکا چھپی کا کھیل اور چھوٹی موٹی سازشیں۔۔۔۔اب موت کا ننگا کھیل کھیلا جائے گا۔۔۔۔

پورے خاندان کا نام ونشان اس دنیا نا مٹا دیا تو میں بھی اپنے باپ کا بیٹا نہیں

۔۔۔۔۔

جسے تمہارے۔۔۔۔۔۔

تبھی کسی نے اسکے کندھے پر پیچھے سے ہاتھ رکھا۔۔۔۔

اچھا ہوا تم آ گئے۔۔۔۔میں تمہیں ہی فون کرنے والا تھا۔۔۔۔

جس پر سامنے والے نے مسکرا کر سر ہلایا۔۔۔۔ سنو اب آ گے کیا کرنا ہے

۔۔۔۔۔

جس کے بعد وہ اسے اپنا آ گے کا لائحہ عمل بتانے لگا۔۔۔۔جسے سن کر سامنے کھڑے شخص کی آنکھوں میں ایک چمک آ ئی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔♥۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لالا میں آپ سے بہت ناراض ہوں ؟؟؟؟ بالکل بات نہیں کروں گا۔۔۔

کیوں بھئی ہم نے ایسا کیا کر دیا جو ہمارا بھائی ہم اس قدر ناراض ہے۔۔۔

زارون کے شکوے پر ضارب مسکرا کر بولا۔۔۔۔

آپکو اب وقت ملا حویلی آنے کا۔۔۔۔اپنے بھائی کی شادی میں مہمانوں کی طرح شامل ہو رہے ہیں۔۔۔۔

یار تمہیں پتا تو ہے میری مصروفیات کا پچھلے دنوں میری طبیعت کی وجہ سے کافی کام پینڈنگ میں چلا گیا تھا۔۔۔۔

اسے بھی تو مکمل کرنا تھا نا تمہاری شادی سے پہلے۔۔۔۔

اس نے نرمی سے اپنی مجبوری بتائی۔۔۔۔

جس پر وہ آگے بڑھ کر اسکے سینے کا حصہ بنا۔۔۔۔ ضارب ابرش کو آج مہندی سے ایک دن پہلے حویلی لے کر آیا تھا۔۔۔۔

جس کی وجہ سے وہ تو اس سے ناراض تھی ہی ساتھ باقی گھر والے بھی ناراض ہو گئے تھے۔۔۔۔

خاص طور پر زارون نے تو سامنے آتے ہی شکوے شروع کر دیئے تھے۔۔۔۔

دادا سائیں سمیت گھر کے سبھی بڑے اس وقت لاؤنج میں موجود تھے۔۔۔۔جن سے مل کر ابرش تو ابیہا کے ساتھ زر کے کمرے کی طرف بڑھ گئی البتہ ضارب وہی سب کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔

آپکو پتا ہے آپ کی غیر موجودگی میں لوگوں نے مجھ معصوم پر کتنے ظلم ڈھائے گئے ہیں؟؟؟؟

واسم کو حویلی کے اندر داخل ہوتے دیکھ اونچی آواز میں بولا۔۔۔۔جس پر واسم نے نفی میں سر ہلایا البتہ ضارب مسکرایا تھا۔۔۔۔

کیونکہ وہ واسم کو آتے ہوئے دیکھ چکا تھا۔۔۔۔

تمہارے کرتوت ہی ایسے ہیں۔۔۔۔۔قریب آتے طنزیہ بولا۔۔۔۔۔

جس پر زارون نے منہ بنایا۔۔۔۔

کیسے ہو۔۔۔۔ساتھ ہی ضارب کی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔۔۔۔

ضارب کے ساتھ زارون نے بھی اسکا لیا دیا انداز دیکھا۔۔۔۔

ہم بالکل ٹھیک آپ سنائیں کیسے ہیں؟؟؟؟؟

اسکا ہاتھ تھامنے کی بجائے اٹھ کر محبت سے گلے لگاتا پیار سے بولا۔۔۔۔

واسم نے الگ ہوتے سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔

کوئی بات ہوئی ہے کیا؟؟؟؟

واسم کے سپاٹ انداز کو دیکھتے اب کہ ضارب بھی سپاٹ لہجے میں بولا۔۔۔

مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔۔

________❤______

_____❤_____

واسم شاہ یہ ہمارا اور ہماری بیوی کا معاملہ ہے۔۔۔جس میں عمل دخل دینے کی ہم آپکو بالکل اجازت نہیں دیتے۔۔۔

واسم کی بات پر ضارب سپاٹ لہجے سے گویا ہوا۔۔۔۔

وہ میری بہن ہے جس کی آنکھوں میں میں ایک بھی آنسو برداشت نہیں کر سکتا ۔۔۔۔

تمہیں اس کے ساتھ اپنا رویہ سدھارنا ہوگا۔۔۔۔

" ورنہ

وہ ایک پل کیلئے رکا۔۔۔۔

ضارب اپنی جگہ سے اٹھ کر اسکے مقابل آیا۔۔۔۔

ورنہ ؟؟؟؟

ورنہ ایک بہن کے بھائی تم بھی ہو۔۔۔۔۔

اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دھمکی آمیز لہجے میں گویا ہوا۔۔۔۔۔

" واسم شاہ

دھاڑ کر کہتے اسکا گریبان پکڑا۔۔۔۔۔

شکر منائے آپ انکے شوہر ہیں ورنہ اپنی بہن کا نام لینے والے کی ہم ہستی مٹا دیتے۔۔۔۔۔

ایک ایک لفظ پر زور دیتے ایک جھٹکے سے اسکا گریبان چھوڑا۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر وہ طنزیہ مسکرایا تھا۔۔۔۔جب دوسروں کی بہن کے ساتھ زیادتی کرتے نہیں سوچتے تو پھر اپنی بہن کے بارے میں سن کر اتنی تکلیف کیوں ؟؟؟؟

کونسی زیادتی کی ہم نے ابرش کے ساتھ جو آپ بیا کو درمیان میں لا رہے ہیں ۔۔۔۔

غصے سے استفسار کیا۔۔۔

وہ تم ہی تھے نا جس نے بنا وجہ معمولی سی بات پر پہلے اپنی بہن کو روکا اور پھر میری بہن کو گھر سے نکالا۔۔۔حالانکہ وہ معصوم تو تب بھی تمہاری ہی فیور میں کھڑی تھی۔۔۔

اور پھر اسکی خیر خبر بھی نہیں لی۔۔۔اور اگر اس نے غصے میں آکر تم سے کچھ بول دیا تھا تو تم چھوٹی سمجھ کر اسے اگنور کر سکتے تھے۔۔۔ یا بعد میں پیار سے سمجھا لیتے۔۔۔۔

تمہیں پتا ہے تمہیں ہاسپٹل میں دیکھ کر وہ کتنا روئی تھی۔۔۔جب تک تمہیں ہوش نہیں آگیا۔۔۔ پانی کا ایک قطرہ تک اس نے اپنے حلق سے نہیں اتارا

۔۔۔۔

یہاں تک مجھ سے کہہ رہی تھی۔۔۔کہ لالا اگر میرے سائیں کو کچھ ہوا تو میں بھی زندہ نہیں رہوں گی۔۔۔

اور بدلے میں تم نے کیا کیا پورے خاندان کے سامنے اسکا تماشا بنا دیا۔۔۔

وہ طیش کے عالم میں غصے سے غرایا۔۔۔

آواز نیچی رکھ کر بات کریں۔۔۔واسم کی بات سن کر اسکے تنے ہوئے اعصاب کچھ ڈھیلے پڑے تھے۔۔۔البتہ اسکا حد سے زیادہ چیخنا اسکے غصے کو ہوا دینے کا باعث بن رہا تھا۔۔۔

پہلی بات وہ ہماری بیوی ہیں۔۔۔اور انہیں کیسے ہینڈل کرنا ہے یہ ہمیں آپ سے سیکھنے کی ضرورت نہیں۔۔۔اور نا ہی آپکو ہمارے معاملات میں دخل دینے کی ضرورت ہے۔۔۔

سیکنڈاب اگر آپ نے دوبارہ کبھی ہم سے چڑ کر ہماری بہن کو کوئی بھی تکلیف پہنچانے کی کوشش کی تو ہم سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔۔۔ یاد رکھیے گا۔۔۔۔

اسکے نیلے سمندر میں اپنے ہرے کانچ گاڑھتے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولا۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن ایک بات تم بھی یاد رکھنا اب اگر کبھی بھی تمہاری وجہ سے میری بہن کی آنکھوں میں آنسو آئے تو مجھ سے بھی کسی اچھے کی امید مت رکھنا۔۔۔

وہ بھی دوبدو اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں اپنی بات باور کراتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

جبکہ پیچھے ضارب شاہ نے اپنے طیش کو کنڑول کرنے کیلئے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔۔

دن کم ہونے کی وجہ سے مایوں اور مہندی کا فنکشن ایک ساتھ ہی رکھا گیا تھا ۔۔۔۔اور تھا بھی کمبائن۔۔۔۔وہ اس لیے کہ فلحال اس میں صرف خاندان کے ہی خاص لوگ شامل تھے۔۔۔۔

باقی دور کے مہمانوں نے رخصتی اور ولیمے کے فنکشن میں شامل ہونا تھا ۔۔۔۔۔

جسکا انتظام واسم اور ضارب کے ولیمے کی طرح بڑے پیمانے پر کیا گیا تھا۔۔۔۔

زارون شاہ آج بہت خوش تھا۔۔۔کیونکہ بہت جلد اسکی محبت اسکی دسترس میں ہمیشہ کیلئے آنے والی تھی۔۔۔

اور اسکی خوشی کی ایک خاص وجہ یہ بھی تھی کہ آج پورے ایک ہفتے بعد اسے دیدار یار نصیب ہونے والا تھا۔۔۔

ورنہ زرمینے نے تو اپنے کمرے سے کبھی نا باہر آنے کی قسم کھالی تھی جیسے،،،،
اور ناہی اسکے کسی میسج یا کال کا کوئی جواب دے رہی تھی۔۔۔خود وہ واسم اور موسی شاہ کی وجہ سے نہیں جاسکا تھا۔۔۔

لیکن داداسائیں نے آج کا فنکشن کمبائن کر کے اسکے دل کی مراد پوری کی تھی۔۔۔۔

دوسری طرف ایبہا ابرش زرمینے کو تیار کر رہی تھیں۔۔۔

جو مسلسل روتے ہوئے کسی بھی تیاری سے انکار کر رہی تھی۔۔۔

زراب تم خاموش نہیں ہوئی تو میں قسم کھا کر کہتی ہوں میں نے تمہارے دو تھپڑ لگا دینے ہیں۔۔۔

ایبہا اب کہ ذرا غصے سے بولی۔۔۔۔

زر نے نم پلکیں اٹھائی۔۔۔جس سے ایبہا اور ابرش دونوں کا دل پسیجا۔۔۔

ایبہا نے فوراً اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔۔۔دیکھو جو ہونا تھا ہو گیا میں نے تمہیں پہلے بھی سمجھایا تھا اب بھی سمجھا رہی ہوں۔۔۔

سب کچھ بھولا کر ایک نئی شروعات کرو۔۔۔۔

بیاوہ بابا سائیں۔۔۔۔"جب انہوں نے میری طرف ملامتی نگاہوں سے دیکھا میں بتا نہیں سکتی مجھے کیسا فیل ہوا۔۔۔۔

دل کر رہا تھا کہ زمین پھٹے اور میں اس میں سما جاؤں۔۔۔۔۔

آخر کیوں کیا زارون نے ایسا۔۔۔۔میں نے منع کیا تھا۔۔۔۔آخر کیوں اس نے میری بات کا مان نہیں رکھا۔۔۔۔

کبھی بات نہیں کروں گی میں اس سے ۔۔۔۔ کتنی شرمندگی اٹھانی پڑی ہے مجھے اپنے ماں باپ سے نظریں ملانے قابل نہیں چھوڑا۔۔۔۔۔

وہ ایہا کے بازوؤں میں پھوٹ پھوٹ کر روتی اپنے اندر کی کیفیت بیان کر رہی تھی۔۔۔۔

جسے سن کر اسکی خود کی آنکھیں جھلملانے لگی تھیں۔۔۔

ابرش تو باقاعدہ رونے لگی تھی ۔۔۔۔ جسے اس نے آنکھیں دکھا کر چپ کروایا ۔۔۔۔ کیونکہ اس کیلئے فلحال ایک کو سنبھالنا ہی مشکل ہو رہا تھا۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے بالکل بات نہیں کرنا تم اس سے ۔۔۔۔وہ ہے ہی اسی لائق کہ اس سے بات نا کی جائے ۔۔۔۔لیکن فلحال رونا تو بند کرو باہر سب ہمارا ویٹ کر رہے ہیں ۔۔۔۔۔

اگر تم ایسا کرو گی ۔۔۔۔خاندان بھر میں داداسائیں اور ماموں سائیں کی کتنی بیعزتی ہو گی ۔۔۔۔

کیا تم انہیں سب کے سامنے شرمندہ ہوتے دیکھ پاو گی ۔۔۔۔

ایہانے اسکے بہتے آنسو صاف کرتے پیار سے پوچھا ۔۔۔۔جس پر اس نے فورا نا میں سر ہلایا ۔۔۔۔۔

تو پھر خاموش ہو جاو اور مجھے خود کو تیار کرنے دو ۔۔۔۔۔دیکھنا اس زارون کو تو ہم سب مل کر سبق سکھائے گے ۔۔۔۔۔

اسکی پیشانی پر پیار کرتے اینڈ میں شرارت سے گویا ہوئی۔۔۔۔ابرش نے بھی زور و شور سے سر ہلاتے تائید کی۔۔۔۔

جس پر ایک نامعلوم سی مسکراہٹ اسکے لبوں پر آئی تھی۔۔۔۔۔

" اچھا ابرش

تم نے ہمیں یہ تو بتایا ہی نہیں کہ اس دن ہماری محنت کا کیا نتیجہ نکلا۔۔۔۔لالا نے تمہیں معاف کیا یا نہیں۔۔۔۔

زرمینے کے بال بناتے ہوئے شرارت سے بولی۔۔۔۔

ہاں یار پھر کیا بنا تمہارا۔۔۔ ایہا کی بات پر زر بھی اسکی طرف متوجہ ہوئی

۔۔۔۔

جبکہ ان دونوں کے سوال پر ابرش کچھ سٹپٹائی۔۔۔۔

کچھ ،،، نہیں انہیں ،،،، گھر کی سجاوٹ ،،، بہت پسند آئی تھی اور وہ کیک اور کارڈ بھی ،،،، اس لیے انہوں نے مجھے معاف کر دیا۔۔۔

پھر الٹا سیدھا جو بھی منہ میں آیا بول گئی۔۔۔

ایہا زر مینے نے مسکراہٹ چھپائی۔۔۔

گھر کی سجاوٹ پسند آئی تھی ۔۔۔ یا پھر وہ کیا کہتے ہیں لالا تمہیں ۔۔۔ایسا ایک پل کیلئے رکتے ۔۔۔زر کی طرف دیکھتے سوچنے کی ایکٹنگ کرنے لگی ۔۔۔

" یار باربی ۔۔۔۔

زر نے فورا یاد دلایا جیسے وہ سچ میں بھول گئی ہو ۔۔۔۔

ہاں باربی ۔۔۔

یا اپنی باربی کی ۔۔۔۔

ان دونوں کے ہونٹوں پر.بڑی معنی خیز سی مسکراہٹ تھی ۔۔۔۔

ابرش کا سفید چہرہ سرخ ہونے لگا۔۔۔ نازک گداز گال دہک کر تپ اٹھے ۔۔۔اسے بے ساختہ وہ دن یاد آیا۔۔۔ ضارب کا جنون ،،، اسکی دہکتی سانسیں ،،، گھمبیر سرگوشیاں ،،، اسکا شدت بھرا لمس اور بعد میں صبح کا وہ شاور ۔۔۔

صرف سوچ کر ہتھیلیاں دوبارہ پسینے سے بھیگنے لگی تھیں۔۔۔

جبکہ اسکی حالت کو دیکھتے دونوں نے ایک ساتھ قہقہہ لگایا تھا۔۔۔

ابرش نے دونوں کو گھوری سے نوازتے ،،، ناراضگی کے طور پر واک آؤٹ کرنا چاہا جب ایہا نے ہاتھ پکڑ کر روکا۔۔۔

اچھا سوری۔۔۔

اب نہیں کہتے کچھ ۔۔۔ بس اتنا بتادو وہ ساڑھی اور کمر بند پسند آیا تھا۔۔۔

سیریس انداز میں کہتے دوبارہ پھر شرارت کی۔۔۔

" بیا

ابرش سرخ پڑتے چیخی۔۔۔

بس پتا چل گیا مجھے۔۔۔ وہ اب بھی باز نہیں آئی۔۔۔ جبکہ ابرش کی رونی صورت دیکھتے زر بھی کھل کر ہنسی تھی۔۔۔ جسے دیکھتے دونوں نے رب کا شکر ادا کیا تھا۔۔۔

تبھی دروازہ ناک کر کے عظمی بیگم کے ساتھ زرتاشے اندر داخل ہوئی تھی

السلام وعلیکم ---

آتے سار سلام کیا تھا---

جسے دیکھ کر وہ تینوں بہت خوش ہوئی تھیں ----

اور وہ تینوں سے باری باری گلے ملی --- کیسی ہو تم تینوں ؟؟؟؟

ہم بالکل ٹھیک ---

تم سناؤ؟؟؟

میں ہمیشہ کی طرح مست ۔۔۔۔خوش اسلوبی کے ساتھ جواب آیا تھا۔۔۔

جس پر ان تینوں کے ساتھ عظمی بیگم بھی مسکرائی تھیں۔۔۔

اچھا بیٹا جلدی جلدی سب تیار ہو کر زر کو لے کر باہر آو۔۔۔۔ تقریبا سب مہمان پہنچ چکے ہیں۔۔۔

وہ پیار سے ہدایت دیتیں ہوئی۔۔۔ باہر مہمانوں کو دیکھنے کیلیئے بڑھی تھیں ۔۔۔

اور سناؤ کس کے ساتھ آئی ہو۔۔۔ابرش تاشے کو لے کر بیڈ پر بیٹھتی سوال گو ہوئی۔۔۔

جبکہ ایہا اپنا ادھورا کام پورا کرنے لگی۔۔۔

بھائی چھوڑ کر گئے ہیں۔۔۔

مسکرا کر جواب دیا۔۔۔

اچھا یار تم لوگ تو اچانک سے غائب ہی ہو گئیں۔۔۔دوبارہ یونی کا چکر ہی نہیں لگایا۔۔۔

اور کل جب زرمینے کی شادی کا انوائٹ آیا مجھے تو یقین ہی نہیں آیا۔۔۔

سب خیریت؟؟؟؟

جبکہ اسکے سوال پر زر مینے شرمندگی کے احساس سے کانپی تھی۔۔۔۔جس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ایہا نے تسلی دی۔۔۔۔

ہاں کچھ نہیں ہمارے ہاں شادیاں ایسی ہی ہوتی ہیں۔۔۔۔ہمارے داداسائیں کی خواہش تھی کہ وہ زر اور زارون کی اب رخصتی کرنا چاہتے ہیں تو بس سب جلدی جلدی میں طے ہو گیا۔۔۔۔

ایہا نے بات سنبھالی۔۔۔۔۔

واو مجھے بھی چاہیے ایسے داداسائیں۔۔۔۔مجھے بھی شادی کرنی ہے۔۔۔۔وہ سب کی حالت سے انجان مسکرا کر بولی۔۔۔۔

جس پر ان تینوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔

تم ہمارے داداسائیں کو بھی اپنے داداسائیں سمجھ سکتی ہو۔۔۔ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔۔۔اور انہیں بھی نہیں ہو گا بلکہ وہ تو بہت خوش ہونگے ایک اور پوتی کے پیار کو پا کر۔۔۔۔

اب کے ابرش مسکرا کر بولی۔۔۔۔

ٹھیک ہے تم ملوانا مجھے ان سے۔۔۔۔جس پر وہ خوش ہو گئی تھی۔۔۔۔اصل میں اس نے صرف بھائی کے رشتے کے علاوہ دوسرا کوئی رشتہ نہیں دیکھا تھا زندگی میں اس لیے انکی اتنی پیاری فیملی کو دیکھتے ایکسائیٹڈ ہو گئی تھی۔۔۔۔

چلو سب زر ہو گئی تیار اسے باہر لے کر چلتے ہیں۔۔۔۔

زرمینے کے چہرے پر گھونگھٹ ڈالتے ابیہا نے اٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔۔۔

-------♥-------

ابھی وہ لوگ زر کو لے کر حویلی کے لان کی طرف جارہی تھیں۔۔۔۔جب ابرش کو یاد آیا وہ گجرو کا تھال جو الگ سے سجا کر رکھا تھا کمرے میں ہی بھول آئی تو وہ ایہا کو بول کر دوبارہ اندر کی طرف بڑھی۔۔۔۔

جبکہ باقی سب ایہا تاشے کے ساتھ کچھ خاندان کی لڑکیاں زر کو لے باہر کی طرف باہر گئیں تھیں۔۔۔۔

ابرش جلدی جلدی میں کمرے سے وہ تھال لے کر ابھی باہر کی طرف بڑھی تھی ۔۔۔۔جب کسی نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے کندھے پر اٹھایا۔۔۔۔

اور ایک طرف حویلی کے خاموش اندھیرے کونے میں لے گیا۔۔۔۔

ابرش کی جان اسکی اچانک افتاد پر ہتھیلیوں میں آ گئی۔۔۔۔ تھال ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا۔۔۔۔ " لیکن جب اس وجود کی خوشبو کو پہنچانا تو ۔۔۔۔سائیں۔۔" لبوں سے بے نام سی سرگوشی نکلی۔۔۔۔

اسے کندھے سے اتار دیوار کے ساتھ پن کرتے۔۔۔۔ ضارب پل کی دیری کیے بنا اسکی سانسوں پر قابض ہوا۔۔۔۔

ابرش نے آنکھیں سختی سے بند کرتے اسکی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں جکڑا ۔۔۔۔۔

چند پل تو اسکے لمس کی شدت کو وہ خاموشی سے. برداشت کرتی رہی لیکن آخر کب تک وہ تو پیچھے ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔۔

ابرش نے سانسیں بالکل بند ہونے پر اسکے سینے پر رکھے ہاتھوں پر دباؤ ڈالتے پیچھے کرنا چاہا۔۔۔
لیکن ضارب اسکی نازک کمر پر گرفت مظبوط کرتے مزید شدت اختیار کر گیا ۔۔۔۔

ہار کر ابرش نے کوشش ترک کر دی۔۔۔ جبکہ اپنی رکتی ہوئی سانسوں پر بے اختیار اسکی گردن کو تھامتے ہوئے اسکے عمل کا ساتھ دیتی اسکی سانسوں کو خود میں کھینچتے انہیں سنوارنے لگی۔۔۔

جبکہ اسکے اس عمل پر ضارب کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔۔

اور وہ دھیرے دھیرے اس سانسیں لینے اور دینے کے عمل کو جاری رکھتے ہوئے اپنی شدتوں کو بڑھانے لگا۔۔۔۔

ابرش کے وجود سے جان بالکل ختم ہونے کے در پر آ گئی۔۔۔۔۔

جسے محسوس کر کے وہ اسکی سانسوں کو آزادی دیتا گردن میں جھک گیا۔۔۔۔

" سائیں

ابرش نے گہرا سانس لیتے اسے پکارا۔۔۔۔۔

لیکن وہ سنی ان سنی کر گیا۔۔۔۔۔

سائیں کوئی آ جائے گا۔۔۔" ابرش نے وقت اور حالات کا خیال دلانا چاہا ۔۔۔۔ لیکن ضارب پر کوئی اثر نہیں ہوا۔۔۔۔

بلکہ اپنے عمل کی شدت کو بڑھا دیا۔۔۔۔ابرش نے سسک کر لب دانتوں تلے دبایا۔۔۔۔۔

آخر اپنی مرضی اور چاہت پوری کرنے کے بعد وہ پیچھے ہوا اور اسکی بگڑی حالت کا جائزہ لینے لگا۔۔۔۔

جسے وہ صرف چند لمحوں میں بگاڑ چکا تھا۔۔۔۔

پل میں کیا ہو جاتا ہے آپکو؟؟؟؟

نم آنکھوں سے شکوہ کیا گیا۔۔۔۔

جنہیں ضارب نے ہونٹوں سے چھوا۔۔۔۔حویلی آنے کے بعد آپ اپنے سائیں کو بالکل بھول چکی تھیں۔۔۔۔

کل سے ایک بار بھی ہمیں اپنی یہ من موہنی صورت نہیں دکھائی۔۔۔۔تو بس آپکو یاد دلا رہے تھے۔۔۔۔۔

اسکے سرخ دہکتے نازک گال پر اپنے بھیگے لب رکھتے سرگوشی میں بولا۔۔۔

جس پر ابرش لرزی۔۔۔۔۔

میں بھولی،،،، نہیں ہوں،،،، بس ذر کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو اس کے ساتھ تھی۔۔۔۔

اچھی بات ہے بہنوں کا خیال رکھنا چاہیے لیکن اس مطلب یہ نہیں کہ آپ اپنے شوہر کو بالکل فراموش کر دیں۔۔۔۔

اسکے بالوں سنوار کر اسکی ٹھوڑی کو لبوں سے چھوتے نرمی سے بولا۔۔۔۔

سوری میں آئندہ خیال۔۔۔۔ باقی کے الفاظ وہ اپنے ہونٹوں سے چن گیا

۔۔۔۔۔

سائیں مجھے جانے دیں۔۔۔سب ڈھونڈ رہے ہونگے۔۔۔اسکے آزادی دینے پر پھولتی سانسوں کے درمیان بولی۔۔۔

اس لپ اسٹک کا ٹیسٹ نہیں اچھا۔۔۔آئندہ جب بھی ہمارے قریب آئیں تو اس دن جو ریڈ والی لگائی تھی وہ لگائیے گا۔۔۔

اسکی بات کو نظر انداز کرتے اپنی ہی کہی۔۔۔۔ابرش کا چہرہ خون چھلکانے لگا۔۔۔۔

ہمیں آپکی سانسوں کی عادت ہونے لگی ہے۔۔۔اب سگریٹ سے زیادہ انکی طلب ستاتی ہے۔۔۔

ایک بار پھر اسکے ہونٹوں کو نرمی سے چھوتے گھمبیر سرگوشی کی۔۔۔

آپکی خوشبو ہمیں پاگل بنا رہی ہے۔۔۔آپکی سانسیں ہمارا جنون بنتی جا رہی ہیں ۔۔۔۔جواب سر چڑھ کر بولنے لگا ہے۔۔۔

اسکی ناک سے ناک سہلاتے جنونی انداز میں اسکی سانسوں کو ان ہیل کیا۔۔۔

آپ ہمارے لیے ایسے ہو گئی ہیں جیسے ایک نشا کرنے والے کیلئے اسکا ڈرگ ۔۔۔

I'm adiccted of you .....

ابرش نے اپنا کانپتا ہوا اسکے ہونٹوں پر رکھتے اسے مزید بولنے سے روکا۔۔۔

" سائیں

ضارب نے اسکی نازک ہتھیلی کو چوما۔۔۔۔

پلیز جانے دیں۔۔۔۔سرخ چہرے سے بس اتنا ہی بولی۔۔۔۔اور اگر نا جانے دیں تو؟؟؟؟

اسکے دائیں بائیں ہاتھ رکھ کر تمام راستوں کو مسدود کرتے،،،، سوال کیا گیا ۔۔۔۔

کوئی آجائے گا۔۔۔۔

آنے دو۔۔۔۔

دوبدو جواب آیا۔۔۔۔

ابرش نے لرزتی پلکیں اٹھائی۔۔۔۔جو بہت قریب سے اسکے ہرے کانچ سے ٹکرائی۔۔۔۔

بھول جائیں۔۔۔۔کچھ دیر کیلئے اس دنیا کو صرف اپنے سائیں کو یاد رکھیں ۔۔۔۔ ہماری طلب پوری کریں۔۔۔۔

" لیکن

گھمبیر سرگوشی کرتے وہ ایک بار پھر جھکا تھا۔۔۔اور ابرش کے سارے الفاظ خود میں مدغم کر گیا۔۔۔۔

ابرش بھی ضد کرنے کی بجائے اسکے بالوں میں انگلیاں پھسناتی اسکی چاہت پوری کرنے لگی۔۔۔۔کیونکہ اسے پتا تھا وہ کچھ بھی کہہ لیں۔۔۔۔وہ اپنی مرضی پوری کیے بنا اسے نہیں چھوڑے گا۔۔۔۔

________♥________

لڑکیوں کے حلقے میں وہ سہج سہج کر قدم رکھتی سٹیج کی طرف.بڑھ رہی تھی۔۔۔۔

جسکے ہر قدم پر زارون شاہ کو زندگی اپنی طرف آتی محسوس ہوئی۔۔۔۔

ابیہا اور زرتاشے نے اسے لا کر زارون کے بائیں طرف بٹھایا۔۔۔۔اور خود دونوں سٹیج سے نیچے اتر گئیں۔۔۔۔

زارون نے بہت قریب سے گھونگھٹ میں چھپے اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھا

اور تھوڑا کھسک کر درمیان کا فاصلہ مٹانا چاہا۔۔۔۔

جسے زرمینے نے دور ہوتے مزید.بڑھایا۔۔۔۔۔

"زر۔۔

سامنے دیکھتے ہوئے نرمی سے پکارا۔۔۔۔۔

اگر آپ یہاں کوئی تماشا نہیں بنانا چاہتے تو بہتر یہی ہو گا۔۔۔اپنی حد میں رہ کر دور ہو کر بیٹھے۔۔۔اور دوبارہ مجھے مخاطب کرنے کی کوشش مت کیجئے گا ورنہ بالکل اچھا نہیں ہو گا۔۔۔

ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہتی مزید تھوڑی سی دور کھسکی۔۔۔

زارون نے اسکی زبان کے جوہر دیکھتے داد میں آبرو اچکائی۔۔۔جبکہ ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ نے اپنی چھب دکھلائی تھی۔۔۔۔

مطلب کہ معاملہ کافی گرم تھا۔۔۔۔

مسز اچھا تو آپ کیلیئے نہیں ہو گا اگر آپ نے میری بات نہیں مانی۔۔۔

پیچھے سے اسکی کمر پر ہاتھ رکھتے سامنے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

زارون اپنی حد میں رہیں۔۔۔

اپنی کمر سے اسکا ہاتھ ہٹانے کی کوشش کرتی غصے سے بولی۔۔۔۔

پہلی بات مسز کے زارون شاہ کی کوئی حد نہیں ہے۔۔کیونکہ ساری حدیں ہم پہلے سے ہی پار کر چکے ہیں۔۔۔

سیکنڈ اگر اب دوبارہ تم نے مجھ سے دوری بنانے کی کوشش کی تو سب کے جو ہوگا اسکی ذمہ دار تم خود ہوگی۔۔۔

کیا کر لیں گے آپ؟؟؟؟

طنزیہ بولی۔۔۔

سب کے سامنے تمہارے ہونٹ چوم لوں گا۔۔۔اور اسے دھمکی مت سمجھنا اتنا تو تم بھی مجھے جانتی ہو،،،، میں صرف کہتا ہی نہیں بلکہ کر گزرنے کی ہمت بھی رکھتا ہوں۔۔۔

اسکی نازک کمر پر اپنی سخت انگلیاں گاڑتے انتہائی بے باکی سے بولا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔❤۔۔۔۔۔۔

زارون کی دھمکی نے زر کے کانوں سے دھوئیں نکال دیئے تھے۔۔۔

تبھی وہ بے بس سی خاموشی اختیار کر گئی۔۔۔۔زارون کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھلی۔۔۔۔وہ کچھ اور شیر ہوا تھا۔۔۔۔

تبھی تو کمر پر رکھے ہاتھ کو شریر پن سے حرکت دینے لگا۔۔۔۔

اسکی کھردری انگلیوں کا لمس کمر پر رینگتے محسوس کر کے زر کی جان لبوں پر آئی تھی۔۔۔۔

اس نے ہاتھ پیچھے لے جا کر روکنا چاہا۔۔۔۔لیکن کامیاب نا ہو سکی۔۔۔۔ابھی وہ لبوں سے اسے کچھ کہتی۔۔۔۔

جب عظمی اور نجمہ بیگم کے ساتھ اماں سائیں سٹیج پر آئی تھیں۔۔۔۔۔

مجبوری میں اسے خاموشی اختیار کرنی پڑی۔۔۔۔ جبکہ ان کو آتے دیکھ زارون بھی سیدھا ہوا تھا۔۔۔۔

اماں سائیں نے قریب آتے سب سے پہلے ان دونوں پر پیسے وارے تھے ۔۔۔۔ جنہیں ملازم کے حوالے کرنے کے بعد،،، باری باری دونوں کی پیشانی پر پیار کرتے صدا خوش رہنے کی دعا دی۔۔۔۔

اور پھر دونوں کے چہرے پر ہلدی لگائی تھی۔۔۔۔

ارے بیوٹیفل اولڈ لیڈی۔۔۔۔ آپکا پوتا تو پہلے سے ہی بہت ہینڈسم ہے ۔۔۔۔ اسے ان سب چیزوں کی ضرورت نہیں۔۔۔۔

آپ یہ میرے حصے کا بھی اپنی پوتی کو لگائیں۔۔۔ کہیں ایسا نا ہو میرے سامنے اسکا رنگ روپ پھیکا پڑ جائے۔۔۔۔

اماں سائیں کو مخاطب کرتے ایک نظر پہلو میں بیٹھی اپنی محبت کو دیکھتے شرارت سے گویا ہوا۔۔۔۔

ہمم یہ منہ اور مسور کی دال۔۔۔ لگتا شاید کبھی آئینہ نہیں دیکھا۔۔۔ ورنہ ایسی غلط فہمیوں میں مبتلا نا ہوتے۔۔۔

زر نے استہزائیہ ہنستے طنز کے تیر چلائے۔۔۔ آخر وہ کیوں پیچھے رہتی۔۔۔

الحمدللہ دیکھا ہے۔۔۔ ماشاءاللہ سے وہ بھی نظر اتارتا ہے۔۔۔ وہ کالر کھڑے کرتا فخر سے بولا۔۔۔

ہنہہ جناب کی خوش فہمیاں خود اپنے منہ میاں مٹھو۔۔۔

اس بات پر زرا استہزائیہ بولی۔۔۔

جسے سٹیج پر ان کے قریب آتی ایہا اور تاشے نے بھی سنا۔۔۔دونوں قہقہہ لگا کر ہنسی تھیں۔۔۔

دیکھیں اماں سائیں اپنی پوتی کی زبان۔۔۔زرا لحاظ اسے شوہر کا یا اسکی عزت کا کیسے پٹر پٹر زبان چلا رہی ہے۔۔۔

اب کہ اس نے منہ بناتے اماں سائیں سے شکایت لگائی تھی۔۔۔

وہ جوانکی نوک جھونک سے محظوظ ہو رہی تھیں۔۔۔۔زارون کی شکایت پر زر کو پیار سے سمجھانے لگیں۔۔۔۔

بری بات ہے بیٹا شوہر کو ایسے نہیں بولتے۔۔۔۔۔

اور شوہر چاہے جو مرضی کرے۔۔۔۔اماں سائیں یہ کہاں کا انصاف ہے۔۔۔۔

وہ بھی دو بدو بولی۔۔۔۔

اب کے اماں سائیں نے زارون کو آنکھیں دکھائی۔۔۔۔کیونکہ شروعات اس نے ہی کی تھی۔۔۔۔

جس پر اس نے شرارت سے ایک آنکھ دبائی تھی۔۔۔۔

شریر "اماں سائیں نے مسکرا کر اسکے سر چپت لگائی۔۔۔اور پھر پیچھے ہٹ گئیں
۔۔۔

اسکے بعد باری باری سب نے انہیں ہلدی لگائی تھی۔۔۔

بڑوں کے فارغ ہونے کے بعد اب بچوں کی باری تھی۔۔۔جب ایہا اپنے دونوں ہاتھوں میں اچھے سے ہلدی بھر کے انکے قریب آئی۔۔۔

جبکہ ہونٹوں پر شریر مسکراہٹ تھی۔۔۔۔

دور ایک کزن کے ساتھ کھڑے واسم نے اسکے حسین چہرے کو محبت پاش نظروں سے دیکھا۔۔۔ جبکہ اسکی آنکھوں اور ہونٹوں پر شرارت رقصہ دیکھ کر اسکے لب بھی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔۔۔

جبکہ اسکے بر عکس زارون کو اپنے گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئی تھیں ۔۔۔

بیا پلیز یار یہ نہیں کرنا۔۔۔

کیوں بھئی تم ہماری دلہن کو باتیں سناو اور ہم تم سے بدلہ نا لیں۔۔۔ یہ کہاں پر لکھا ہے۔۔۔ اتنا کہتے اس نے اپنے دونوں ہاتھ اسکے چہرے کے قریب کیے ۔۔۔

جب اس نے واسم کو آواز دی تھی۔۔۔۔

لالا یار اپنی بیوی سے بچائیں مجھے۔۔۔ جبکہ اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی ابیہا نے اپنے دونوں پر لگی ہلدی اسکے پورے چہرے پر مل دی تھی۔۔۔۔

جو اسکی آنکھوں کے ساتھ ناک اور منہ کے اندر بھی چلی گئی تھی۔۔۔۔

ابیہا سمیت وہاں موجود تمام جنگ جنریشن نے اسکی حالت پر قہقہہ لگایا تھا ۔۔۔۔

اور پھر سب نے مل کر تقریباً اسے ہلدی میں نہلا دیا تھا۔۔۔ جبکہ وہ بیچارہ نا نا کرتے ہی رہ گیا۔۔۔ لیکن اسکی ایک نا سنی گئی۔۔۔۔

جہاں تک کہ واسم نے بھی اسکی التجاوں پر کان نہیں دھرے تھے۔۔۔اگر اس نے اس سب میں حصہ نہیں لیا تھا تو کسی کو روکا بھی نہیں۔۔۔

کیونکہ اسکے مطابق جیسے وہ سب کو تنگ کرتا تھا اب اسکا بھی حق بنتا تھا کہ اسکی درگت بنائی جائے۔۔۔۔

یہ کیا ہو رہا ہے؟؟؟؟

ابرش کے ساتھ لان میں داخل ہوتا ضارب زارون کی حالت دیکھ کر غصے بولا۔۔۔۔

جس سے یکدم ہی وہاں سکوت چھا گیا تھا۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

دیکھ لیں لالا۔۔۔آپ کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھا کر ان سب نے کیا حالت کی ہے آپکے بھائی کی۔۔۔۔۔

زارون نے ضارب کو دیکھتے شکل کچھ اور معصوم بنائی تھی۔۔۔۔

ہم کیا پوچھ رہیں ہیں۔۔۔۔یہ سب کیا ہو رہا تھا؟؟؟؟سب کو خاموش پاتے اس نے دوبارہ اپنا سوال دوہرایا۔۔۔جبکہ لہجے میں پہلے سے زیادہ سختی در آئی تھی۔۔۔۔

جبکہ اسکے برعکس ساتھ کھڑی ابرش نے زارون کا چہرہ دیکھتے جو مکمل ہلدی سے بھرا ہوا تھا۔۔۔بمشکل خود قہقہہ لگانے سے روکا۔۔۔

کچھ نہیں لالا ہم تو بس مذاق کر رہے تھے۔۔۔۔

ایہا ضارب کے غصے کو دیکھتے تھوڑا قریب آتے منمنا کر بولی۔۔۔۔

جس پر ضارب نے اسے آنکھیں دکھائی۔۔۔۔

یہ کونسا طریقہ ہے مذاق کرنے کا۔۔۔ کیا حالت بنادی ہے۔۔۔آپ نے انکی۔۔۔ضارب نے ایہا کے ساتھ وہاں موجود باقی کزنز کو بھی جھاڑ پلائی تھی۔۔۔

سب نے شرمندگی سے چہرہ جھکایا۔۔۔ جبکہ کسی کی اتنی ہمت نہیں تھی کہ ضارب شاہ کے آگے زبان چلا سکے۔۔۔

رسم کرنی ہے تو انسانوں کی طرح کرو۔۔۔اب ہمیں کوئی بد تمیزی کرتے ہوئے نظر نا آئے۔۔۔ان سب کو اچھے سے ڈانٹنے کے بعد خود وہ دادا سائیں کے طرف بڑھ گیا جو اشارے سے اسے اپنے پاس بلا رہے تھے۔۔۔۔

جبکہ اسکے منظر سے ہٹتے ہی سب نے اپنی کب کی رکی ہوئی سانسیں بحال کی تھیں ۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

ہلدی کی رسم مکمل ہونے کے بعد کھانے کا دور چلا تھا۔۔۔اور اسکے بعد ان دونوں کی مہندی کی رسم ادا کی جانی تھی۔۔۔

اس وقت سٹیج پر زر مینے کے ساتھ ابرش، ابیہا، سمیت تاشے بیٹھی کھانے کے لوازمات سے لطف اندوز ہو رہی تھیں۔۔۔۔

زارون ابھی ابھی اٹھ کر اندر اپنی حالت سدھارنے گیا تھا۔۔۔۔

جبکہ انہیں سٹیج پر کھانا دینے کی ڈیوٹی خان کی لگائی گئی تھی۔۔۔۔

جسے وہ مکمل نظریں جھکائے سر انجام دے رہا تھا۔۔۔۔

" خان لالا

جب ابرش نے اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔۔۔

جی بی بی سائیں ۔۔۔۔" ادب سے بولا ۔۔۔۔۔

خان لالا آپ گول گپے تو لائے ہی نہیں ۔۔۔۔ میں نے دادا سائیں سے خاص فرمائش کر کے آج کے مینیو میں رکھوائے تھے ۔۔۔۔۔

ایک نظر ٹیبل پر سجے لوازمات کو دیکھتے نروٹھے پن سے بولی ۔۔۔۔

جی بی بی سائیں ۔۔۔۔۔ مجھے سردار سائیں نے سختی سے منع کیا ہے کہ آپکو کوئی ایسی چیز کھانے کو نا دی جائے جس سے آپکی طبیعت خراب ہونے کا ڈر ہو ۔۔۔۔

وہ اب بھی نظر جھکا کر بولا ۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی بات پر ابرش نے منہ بنایا تھا۔۔۔۔

لیکن مجھے تو بس وہی کھانے ہیں۔۔۔۔آپ مجھے لا کر دیں۔۔۔۔ابرش ضدی لہجے میں بولی۔۔۔۔

لیکن بی بی وہ سردار سائیں۔۔۔۔آپکو کچھ نہیں کہیں گے آپ لے کر آئیں ۔۔۔۔

جس پر وہ سر ہلا کر پلٹنے لگا۔۔۔۔

خان لالا ہم سب کیلئے بھی لائیے گا ہم نے بھی کھانے ہیں۔۔۔۔ابیہا خان کو مخاطب کرتی زرا اور تاشے کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔

جس پر ان دونوں نے فوراً سر ہلایا تھا۔۔۔۔

گول گپوں کا نام سنتے ہی ان سب کے منہ میں پانی آگیا تھا۔۔۔۔

اب وہ بیچارہ کیا کہتا خاموشی سے سر ہلاتے پلٹ گیا۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ ویٹرز کے ساتھ ان سب کیلئے گول گپے لے کر حاضر تھا۔۔۔

جسے دیکھتے وہ ایسے خوش ہوئی تھیں۔۔۔ جیسے کوئی ہفت کلیم ہاتھ لگ گئی ہو

۔۔۔۔۔

اور باقی سب چھوڑ کر ان پر ٹوٹ پڑی تھیں۔۔۔۔

چلو ابرش اور زر مینے کی تو حالت ہی ایسی تھی کہ ان دنوں میں ویسے ہی انکا ایسی چٹ پٹی چیزیں کھانے کا دل کرتا تھا۔۔۔۔

لیکن ایسا بھی ان دونوں کے مقابلے پر کھا رہی تھی۔۔۔۔ جبکہ اسکے بر عکس تاشے کی بس ہو چکی تھی کیونکہ اس سے زیادہ تیکھی چیزیں کھائی نہیں جاتی تھیں۔۔۔ جبکہ گول گپوں کا پانی بہت زیادہ سپائسی تھا۔۔۔۔

جبکہ ان سب کو حد سے زیادہ گول گپے کھاتے دیکھ کر خان کو اب پریشانی لاحق ہو رہی تھی۔۔۔۔

جو کب سے اسے سب سے نظریں بچا کر دیکھتی تاشے محسوس کر چکی تھی۔۔۔

وہ جب سے شاہ حویلی آئی تھی۔۔۔ نا جانے کیوں لیکن اسے دیکھنے کی خواہش دل میں ابھر رہی تھی۔۔۔۔

جس دن سے خان نے اسکی ہیلپ کی تھی۔۔۔ وہ کافی حد تک اس سے متاثر ہو چکی تھی۔۔۔ اوپر سے اس کا نظریں جھکا کر ہر لڑکی سے احترام سے بات کرنا اسکے دل کو بھا گیا تھا۔۔۔

یہ محبت تھی یا نہیں لیکن ایک پسندیدگی کا جذبہ ضرور اسکے دل میں ابھر رہا تھا۔۔۔ جس سے وہ فلحال خود بھی انجان تھی۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

دوسری طرف ضارب جو کزنز کے حلقے میں کھڑا ان سے ہلکی پھلکی باتیں کر رہا تھا۔۔۔ اسکی اچانک نظر سٹیج کی طرف اٹھی تھی۔۔۔۔

اور پھر جھکنا بھول گئی۔۔۔۔

زرا ابیہا کے ساتھ ابرش کو ندیدو کی طرح گول گپے کھاتے دیکھ وہ پریشان ہوا تھا۔۔۔۔

اور جلدی سے سب سے اکسیوز کرتا انکی طرف بڑھا۔۔۔۔۔

قریب آکر ایک نظر پریشان سے کھڑے خان کو دیکھا پھر ان لوگوں جو سب کچھ فراموش کیے گول گپے کھانے میں مصروف تھیں۔۔۔۔

انہیں بچوں کی طرح جلدی جلدی کھاتے دیکھ کر چند پل کیلئے تو مبہوت ہوا ۔۔۔۔ لیکن پھر ابرش اور انکی طبیعت کا خیال آتے ۔۔۔۔

ضارب نے پاس کھڑے خان کو غصے سے دیکھا ۔۔۔ جو پریشانی سے اسکی طرف دیکھ رہی تھا ۔۔۔ اور پھر سٹیج کے اوپر چڑھتے ابرش کا منہ طرف جاتا ہاتھ تھاما ۔۔۔۔

جبکہ ضارب جہاں دیکھ کر ابرش کا رنگ بدلہ تھا ۔۔۔

" سائیں

یہ کیا کھا رہی ہیں ۔۔۔ آپ پتا بھی ہے یہ آپکی صحت کیلئے کتنی ان ہیلتھی فوڈ ہے ۔۔۔ گول گپا اسکے ہاتھ سے لے کر پلیٹ میں واپس رکھتے غصے بولا ۔۔۔

ابرش نے منہ بناتے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

اور زر مینے آپکی طبیعت تو پہلے ہی ٹھیک نہیں ہے۔۔۔اوپر یہ سب کھا رہی ہیں

۔۔۔۔۔

وہ لالا۔۔۔

اس سے آگے اس سے بات نہیں بن پائی تھی۔۔۔۔

لالا کیا بتاؤں کتنے مزے کہ گول گپے ہیں۔۔۔میں تو کہتی ہوں آپ بھی ٹرائی کریں.بڑا مزہ آئے گا۔۔۔

ان دونوں کو چپ ہوتے دیکھ ابیہا بولی تھی۔۔۔۔

لیس بہت مزے کے ہیں۔۔۔ جنہیں کھانے کے بعد جلد گلا بھی خراب ہو جاتا ہے۔۔۔۔

اس سے پہلے ضارب اسے کچھ کہتا جب پیچھے سے سٹیج پر آتے واسم نے طنز کیا تھا۔۔۔۔۔

جس پر اس نے منہ بنایا۔۔۔ جبکہ ابرش نے پلیٹ میں بچے گول گپوں کو دیکھتے لبوں پر زبان پھیری تھی۔۔۔

پلیز سائیں کھانے دے نا مجھے بہت دل کر رہا ہے۔۔۔

ابرش نے معصوم شکل بناتے فرمائش کی تھی۔۔۔۔ جس پر ضارب اسے آنکھیں دکھائی۔۔۔۔

آپ پہلے ہی ضرورت سے زیادہ کھا چکی ہیں۔۔۔۔ جبکہ یہ سب ہمارے ہونے والے بے بی کیلیئے بالکل بھی اچھا نہیں ہے۔۔۔۔

" لیکن

بس کہہ دیا نا چلیں ہمارے ساتھ ۔۔۔۔ اسے غصے سے ڈانٹتے ہوئے وہ اسکا ہاتھ تھام کر سٹیج سے نیچے اترا تھا۔۔۔۔۔

جب اسکے جاتے ہی واسم ایہا کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔۔ جس کے ہاتھ میں اب بھی پلیٹ پکڑی ہوئی تھی۔۔۔۔

واسم نے آنکھوں سے ہی اسے رکھنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔۔جس پر اس نے نفی کی۔۔۔۔

نہیں میرا دل کر رہا۔۔۔سم ایک بار ٹرائی تو کریں پلیز۔۔۔ایک گول گپا ہاتھ میں لیتے ہوئے وہ اسکی طرف بڑھی تھی۔۔۔اور واسم کے نا نا کرنے کے باوجود اسکے منہ میں ڈالا تھا۔۔۔

جس کے منہ میں جاتے ہی واسم نے زور سے اپنی آنکھیں بند کی تھیں جبکہ ساتھ ہی زبردست قسم کا پھندا اسکے گلے میں لگا تھا۔۔۔۔

اور وہ کھانسنے لگا۔۔۔۔

ایہا کے تو اسے دیکھتے ہاتھ پیر ہی پھول گئے۔۔۔پریشان تو زر اور تاشے بھی ہو گئیں تھیں۔۔۔وہ فورا پانی کا گلاس اٹھا کر اسکے لبوں سے لگا گئی۔۔۔۔

جبکہ ان سب دوران وہ کافی قریب آگئے تھے۔۔۔۔ جسکا ان دونوں کو ہی احساس نہیں تھا۔۔۔۔آپ ٹھیک ہیں؟؟؟؟ واسم کی پیٹھ رب کرتے پریشانی سے گویا ہوئی۔۔۔۔

جس پر واسم نے اسے گھوری سے نوازا۔۔۔۔کیسے کھا رہی تھی یہ تم پتا بھی ہے اس سے تمہاری صحت پر کتنے برے اثرات پڑ سکتے ہیں۔۔۔۔

اسکے ڈانٹنے پر ابیہا نے منہ بنایا۔۔۔۔ جبکہ زر اور تاشے مسکرائی تھیں۔۔۔ کیونکہ اسکے غصے میں بھی ابیہا کیلیئے فکر مندی جھلک رہی تھی۔۔۔۔۔

تاشے نے مبہوت نگاہوں سے واسم اور ضارب کو دیکھتے ابرش ابیہا کی قسمت پر رشک کیا تھا۔۔۔۔۔

تبھی زارون بھی وہاں آیا تھا۔۔۔۔۔

کیا ہوا لالا؟؟؟؟

واسم کے سرخ چہرے کو دیکھتے سوال کیا۔۔۔۔

کچھ نہیں میری فکر چھوڑو اور اپنی بیوی کو دیکھو جو یہ الٹی سیدھی چیزیں کھا کر تمہاری فرسٹ نائٹ خراب کرنے کا پلین بنا رہی ہے۔۔۔

ایبہا کا ہاتھ تھام کر لاپرواہی سے کہتے سٹیج سے نیچے اتر گیا تھا۔۔۔

جبکہ اسکی بے باکی پر سٹیج پر موجود زرا اور تاشے کے ساتھ زارون خود بھی مکمل سرخ ہو گیا تھا۔۔۔۔

میں آتی ہوں۔۔۔۔

سٹپٹا کر کہتے ہوئے تاشے فوراً وہاں سے بھاگی۔۔۔۔۔

جسکے جاتے ہی زارون نے ٹیبل پر پڑے گول گپوں کو ایک نظر دیکھتے زرمینے کو لو دیتی نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

ہلدی اور مہندی کی رسم مکمل ہونے کے بعد کافی سارے مہمان گھروں کو واپس چلے گئے تھے۔۔۔۔ جبکہ کچھ خاص خاص جو دور کے تھے وہ حویلی میں رکے تھے ۔۔۔۔

ابرش ایبہا زرا اور تاشے ۔۔۔۔ تقریبا سبھی نے ایک جیسی کہنیوں تک مہندی لگوائی تھی ۔۔۔۔۔ بس ڈیزائنز الگ تھے ۔۔۔۔

حالانکہ تاشے نے بہت منع کرنا چاہا تھا کہ وہ ایسے دلہن کی طرح مہندی لگا کر کیا کرے گی ۔۔۔۔

پھر ایبہا ابرش نے کہا ہم بھی تو لگا رہے ہیں ۔۔۔۔

لیکن تم دونوں تو دلہن کی بہنیں ہو اور شادی شدہ بھی ۔۔۔۔ وہ شاید ہچکچاہٹ کا شکار تھی ۔۔۔۔

تو پھر کیا ہوا تم بھی ہماری بہن ہی ہو اور رہی شادی کے بات دادا سائیں سے تو تم مل ہی چکی ہو ۔۔۔۔

جلد ان سے بول کر تمہارے لیے بھی ایک پیارا سا دلہا تلاش کر لیں گے۔۔۔۔

ایبہا پہلے اسے پیار سے سمجھاتی ہوئی اینڈ میں شرارت سے گویا ہوئی۔۔۔۔

جس پر وہ کچھ شرمائی تھی۔۔۔۔ جبکہ دھیان کے پردوں پر چھن سے ایک عکس لہرایا تھا۔۔۔۔

تو اس لیے جو جو کام ہم کریں گے اس میں تمہیں ہمارا مکمل ساتھ دینا ہو گا ۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔۔

ابرش نے بات میں حصہ لیتے تائید چاہی۔۔۔۔

جس پر وہ مسکرا کر سر ہلا گئی تھی۔۔۔۔

ایبہا ابرش اور زر مینے نے ضد کر کے اسے حویلی میں روک لیا تھا۔۔۔۔بلکہ جب تک شادی کے سارے فنکشنز مکمل نہیں ہوتے اسے یہی رہنے کا بولا تھا ۔۔۔۔

بھائی نہیں مانے گے ۔۔۔

اس نے اپنی مجبوری بتائی ۔۔۔۔

تم ٹینشن نا لو ۔۔۔۔ہم اسکا بھی انتظام کر لیں گے ۔۔۔۔

لیکن میرے پاس کپڑے نہیں ہیں ۔۔۔۔اس نے ایک اور جواز دیا۔۔۔۔

ہمارے پاس کپڑوں کی کمی نہیں ہے۔۔۔باقی تم جو سامان گھر سے منگوانا چاہو ۔۔۔ملازم کو بھیج کر منگوالینا۔۔۔

یہ جواز بھی رد کیا گیا۔۔۔

"لیکن ۔۔۔

اس نے کچھ کہنا چاہا۔۔۔

لیکن ویکن کچھ نہیں بس اب ڈیسائڈ ہو گیا۔۔۔اب کہ زرمینے رعب سے بولی ۔۔۔

اوکے باس۔۔۔بھلا ہم دلہن کو کیسے منع کر سکتے ہیں۔۔۔

دونوں ہاتھ کھڑے کرتے مسکرا کر بولی۔۔۔

جس پر وہ تینوں مسکرائی تھیں۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

تاشے کو اسکا کمرہ دکھانے کے بعد ایہا ابرش زر مینے کو لے کر اسکے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔۔۔

لیکن سیکنڈ فلور پر پہنچتے ہی۔۔۔دونوں پہلے راہداریوں کو اچھے سے دیکھتے کہ وہاں کوئی موجود تو نہیں پھر ایک دوسرے کو اشارہ کیا تھا۔۔۔۔

اور زر مینے کو اسکے کمرے میں چھوڑنے کی بجائے۔۔۔۔وہ اسے لے کر حویلی کے ٹیرس کی طرف بڑھی تھیں۔۔۔۔

جس پر وہ کافی حیران ہوئی تھی۔۔۔

یہ تم لوگ مجھے کہاں لے کر جا رہی ہو؟؟؟؟

اس نے حیرت سے سوال کیا تھا۔۔۔

وہ تم سے کچھ ضروری بات کرنی تھی۔۔۔اس لیے۔۔۔

لیکن بات تو ہم کمرے میں بھی کر سکتے ہیں ؟؟؟؟اس نے ایک جگہ رکتے ہوئے ناسمجھی سے پوچھا۔۔۔

ابرش ابیہا نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔۔

وہ ایکچلی ہمیں تمہیں کچھ دکھانا ہے۔۔۔ابیہا نے کہتے ہوئے دوبارہ قدم بڑھائے۔۔۔

"لیکن۔۔۔

تم چلو سہی سب پتا چل جائے گا۔۔۔

اب کے ابرش بولی۔۔۔۔جس پر اسے مجبوری میں خاموش ہونا پڑا۔۔۔

ضارب کے پورشن سے ہوتے وہ تینوں سیڑھیاں چڑھتی ہوئی چھت پر آئی تھیں۔۔۔۔

جہاں اس وقت مکمل اندھیرہ چھایا ہوا تھا۔۔۔چاند کی روشنی میں آس پاس ماحول کو دیکھتے اس نے سوالیہ دونوں کی طرف دیکھا۔۔۔

جب انہوں نے ٹیرس کے دائیں طرف بنے ایک خاص حصے کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔

زر نے قدم اس طرف بڑھائے۔۔۔ جبکہ ابرش ابیہا خاموشی سے واپس پلٹ گئی گئیں تھیں۔۔۔ لیکن جانے سے پہلے ٹیرس کا دروازہ بند کرنا نہیں بھولیں ۔۔۔

جس کا ابھی زر مینے کو احساس نہیں ہوا تھا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

چھت کی دائیں طرف ایک چبوترہ بنا ہوا تھا،،، اور اسکے آگے الگ سے جگہ تھی ۔۔۔ تین منزلہ شاہ حویلی کی اس ٹیرس سے آس پاس کا تقریباسارا اعلاقہ نظر آتا تھا۔۔۔

خوبصورت ہرے کھیت اور درخت گاؤں کے کچھ کچے اور کچھ پکے گھر ان میں جلتی روشنیاں رات کے وقت بہت خوبصورت نظارہ پیش کرتی تھیں۔۔۔

زرا اپنا لہنگا سنبھال کر دھیمے دھیمے قدم لیتی اس حصے کی طرف آئی تھی جسکا مکمل نقشہ اس وقت بدلہ ہوا تھا۔۔۔

شادی کی وجہ سے ساری حویلی تو ویسے ہی لائٹس اور پھولوں کی ڈیکوریشن سے سجی ہوئی تھی۔۔۔البتہ یہاں ٹیرس کی دیواروں کو فیری لائٹس کے ساتھ کینڈلز جلا کر بھی سجایا گیا تھا۔۔۔

چبوترے کے سامنے ایک خوبصورت سا جھولا پڑا ہوا تھا اور اسکے بالکل وسط میں ایک ٹیبل رکھا گیا تھا۔۔۔

جس پر رکھی چیزوں کو فلحال وائٹ کپڑے سے کور کیا ہوا تھا۔۔۔

جبکہ ٹیبل کے پوری اوپری سطح پر سرخ گلاب کی پتیاں بکھری ہوئی تھیں۔۔۔

اس چبوترے کے زمین پر گدا اچھا کر بستر لگایا گیا تھا۔۔۔جس پر وائٹ چادر کے اوپر سرخ گلابوں سے دل بنا ہوا تھا۔۔۔

اور اسکے گرد چاروں طرف سفید پردے لگائے گئے تھے۔۔۔

جگ مگ کرتی لائٹس کی روشنی میں جلتی ہوئی موم بتیوں کی مدھم آنچ دیتی آگ ،،، کسی کے سلگتے جذبات کی رہنمائی کر رہی تھی۔۔۔

فضاء میں پھیلی پھولوں کی مہکتی خوشبو،،،اسکی محبت کی داستان سنا رہی تھی

زر مینے کو آہستہ آہستہ سارا معاملہ سمجھ آنے لگا تھا۔۔۔

اس نے پیچھے مڑ کر ابرش ابیہا کو ڈھونڈنا چاہا لیکن وہ وہاں ہوتی تو اسے ملتی

وہ دل میں ہی انہیں صلواتیں سناتی واپسی کیلئے پلٹنے لگی۔۔۔

تبھی کسی نے اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیا تھا۔۔۔جسے وہ اسکے وجود سے اٹھتی خوشبو سے ہی پہچان چکی تھی۔۔۔

اتنی دور آ کر،،،بنا اپنے دیوانے کی تشنگی مٹائے کہاں چل دی مسز؟؟؟؟

اسکے گرد گھیرہ تنگ کرتے کندھے پر ناک سہلاتے ہوئے اسکی خوشبو میں سانس لیتے زارون نے گھمبیر سرگوشی کی۔۔۔۔

جس پر وہ ایک پل کیلئے سرخ ہوئی۔۔۔۔ لیکن پھر اس کی وجہ سے اسے جتنی شرمندگی اٹھانی پڑی تھی اسے یاد کرتے ہوئے۔۔۔۔زرمینے نے زور لگاتے اسکے حصار سے نکلنا چاہا۔۔۔۔

لیکن زارون کی گرفت مظبوط ہونے کی وجہ سے وہ کامیاب نا ہو سکی۔۔۔۔

زارون چھوڑیں مجھے۔۔۔۔

اپنے گرد بندھے اسکے ہاتھ کھولنے کی کوشش کرتی غصے سے بولی تھی۔۔۔

اور اگر نا چھوڑو تو؟؟؟؟

اسکی مزاحمت پر مسکرا کر سوال کیا۔۔۔

دیکھیں مجھے آپ سے کوئی بحث نہیں کرنی۔۔۔اور نا ہی مجھے آپکی کسی بات میں انٹرسٹ ہے۔۔۔تو بہتر یہی ہو گا کہ مجھے جانے دیں۔۔۔

اب ایسے تو کبھی تمہیں یہاں سے جانے نہیں دوں گا۔۔۔جب تک تم میری پوری بات نہیں سن لیتی۔۔۔

اس کا رخ اپنی طرف پلٹتے پیار سے بولا۔۔۔

زرمینے کی آنکھوں میں نمی چمکنے لگی۔۔۔اس نے ناراضگی سے چہرہ پھیرنا چاہا ۔۔۔جب زارون نے اسے تھامتے ہوئے اپنے سینے میں بھینچا۔۔۔

یار سچ میں مجھے نہیں پتا تھا۔۔کہ یہ سب کچھ ہو جائے گا۔۔مجھ سے جیسی مرضی قسم لے لو۔۔۔

میرا تو پکا ارادہ تھا۔۔۔کہ ضارب لالا کے ٹھیک ہوتے ہی ان سے بات کر کے رخصتی کروالوں گا۔۔۔

لیکن اس سے پہلے ہی یہ سب ہو گیا۔۔۔

میں سمجھ سکتا ہوں۔۔۔ایک لڑکی کیلیئے یہ سب باتیں برداشت کرنا بہت مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔۔۔ لیکن اب ہونی کو کون ٹال سکتا ہے۔۔۔

لیکن دیکھواب توسب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے نا۔۔۔تو پچھلی باتوں کو بھولا کر ایک نئ شروعات کرتے ہیں۔۔۔

اسکے چہرے پر بہتے ہوئے آنسو صاف کرتے محبت سے گویا ہوا۔۔۔

زرمینے کے چہرے پر استہزائیہ مسکراہٹ ابھری تھی۔۔۔

واہ کتنی آسانی سے آپ نے کہہ دیا۔۔۔کہ سب کچھ بھولا دوں۔۔۔

آپکی وجہ سے مجھے کتنی شرمندگی اٹھانی پڑی اسکااندازہ بھی ہے آپکو؟؟؟

اسکے ہاتھوں کو جھٹکتے ہوئے۔۔۔درمیان میں فاصلہ پیدا کرتی چیخی۔۔۔

صرف اور صرف آپکی وجہ سے آج میں کسی کے سامنے نظر اٹھانے کے قابل نہیں رہی۔۔۔اپنے ماں باپ کے سامنے جانے سے کتراتی ہوں۔۔۔کیونکہ انکی آنکھیں جن میں مجھے اپنے لیے کبھی فخر اور مان نظر آتا تھا۔۔۔

آج وہی آنکھیں مجھ سے شکوہ کر رہی ہوتی ہیں۔۔۔کہ آخر ہماری تربیت میں ایسی کونسی کمی رہ گئی تھی جو تم نے ایسا قدم اٹھایا۔۔۔

آپ جان سکتے ہیں وہ درد جب میری ماں جو ہر وقت مجھ پر اپنی جان نثار کرنے پر تلی ہوتی تھیں اب ٹھیک سے مخاطب کرنا بھی گوارہ نہیں کرتیں۔۔۔

میرے بابا کے وہ جھکے ہوئے کندھے اور سر جو صرف میری ایک غلطی کی وجہ سے گھر والوں سے بھی نظریں چراتے پھر رہے ہیں۔۔۔

دیکھو زر میں سمجھ سکتا ہوں۔۔۔

اسکے پھوٹ پھوٹ کر رونے پر زارون نے اسے دوبارہ گلے سے لگانا چاہا۔۔۔

جب اس نے دوبارہ اسکے ہاتھوں کو جھٹکا۔۔۔

نہیں سمجھ سکتے آپ۔۔۔ایک بیٹی کا درد کبھی نہیں سمجھ سکتے۔۔۔جب وہ اپنے ماں باپ کیلئے شرمندگی کا باعث بنتی ہے۔۔۔تو کیسا محسوس کرتی ہے۔۔۔

اگر سمجھتے ہوتے۔۔۔تو ایسا فعل کبھی انجام نا دیتے۔۔۔

اگر میرے بس میں ہوتا نازارون شاہ تو میں وقت کے پنوں کو پلٹ کر اس رات کے ایک ایک لمحے کو مٹا دیتی۔۔۔جب آپ میرے قریب آئے تھے۔۔۔

اپنے چند لمحوں کے سکون کیلئے آپ نے میری زندگی بھر کا سکون حرام کر دیا۔۔۔

برباد کر دیا مجھے۔۔۔اب تو ہر وقت بس ایک ہی ڈر لگا رہتا ہے کہ یہ بات کسی باہر والے کو پتا نا چل جائے۔۔۔اور میرے ماں باپ کی رہی سہی عزت بھی ختم نا ہو جائے۔۔۔

اس لیے محفل میں لوگوں کے درمیان بیٹھنے سے بھی ڈرتی ہوں۔۔۔۔سب سے نظریں چراتے پھر رہی ہوں۔۔۔۔

اور مجھے اس مقام پر پہنچانے والے صرف آپ ہیں آپ۔۔۔۔

غصے سے کہتے ہوئے اسکے سینے پر شہادت کی انگلی رکھی تھی۔۔۔۔

کاش میرے بس میں ہوتا تو میں اپنا یہ وجود کب کا ختم کر دیتی۔۔۔۔لیکن میں تو ایسی بدنصیب ہوں۔۔۔۔یہ فعل بھی انجام نہیں دے سکتی۔۔۔۔کیونکہ اس سے بھی میرے ماں باپ پر انگلیاں اٹھیں گی۔۔۔۔

کہ آخر کیا وجہ بنی جو انکی بیٹی نے خودکشی جیسی حرام موت۔۔۔۔۔

"بس

اسکی بات مکمل ہون سے پہلے ہی وہ چیخا تھا۔۔۔اسکی کالی گھنور آنکھوں میں زرر کی باتیں سن کر لہو اتر آیا تھا۔۔۔

اسکو کندھوں سے تھامتے ہوئے اسے اپنے قریب کیا تھا۔۔۔

جبکہ اسکی آنکھوں میں اتری سرخی اور لمس کی وحشت سے وہ کانپی تھی۔۔۔۔

یکدم اسے کسی کا گمان سا گزرا۔۔۔

کب سے بکواس کیے جارہی ہو۔۔۔۔میں کیا مر گیا ہوں جو لوگوں کو تم پر انگلیاں اٹھانے کا موقع دوں گا۔۔۔۔کیا تمہیں مجھ پر اور میری محبت پر یقین نہیں ۔۔۔۔۔

کوئی اپنی زبان سے ایک لفظ تو نکال کر دیکھے۔۔۔۔وہی زبان گدی سے کھینچ کر نا نکال دی تو میرا نام زارون شاہ نہیں۔۔۔۔

اس کی دھاڑ میں شیر جیسی للکار تھی۔۔۔۔جبکہ آنکھوں میں وحشت کا لہو۔۔۔۔زرمینے کو کہیں سے بھی وہ اپنا زارون نہیں لگا۔۔۔۔

بلکہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے تو اسے وہ دہشت گرد یاد آیا۔۔۔۔جس پر وہ یکدم خوف سے پیلی پڑی تھی۔۔۔۔۔

زارون کو اسکے خوف کا احساس ہوا۔۔۔۔

اس نے اپنی جلتی ہوئی آنکھیں بند کر کے کھولیں۔۔۔۔

تمہیں پتا ہے نا کہ تمہارا زارون تم سے کتنی محبت کرتا ہے۔۔۔۔وہ کبھی بھی دنیا کی گرم آنچ تم تک نہیں پہنچنے دے گا۔۔۔۔

اور رہی ماموں اور ممانی جان کی بات تو میں خود ان سے بات کروں گا۔۔۔۔

تمہارے لیے معافی بھی مانگ لوں گا۔۔۔۔

بس تم ایک بار اپنے زارون پر اعتبار تو کر کے دیکھو۔۔۔۔

اپنے دونوں ہاتھوں میں اسکا خوبصورت چہرہ تھامتے ہوئے بہت نرمی سے گویا ہوا

۔۔۔۔

"نہیں کر سکتی اعتبار۔۔۔۔

زر نے اپنے چہرے سے اسکے دونوں ہاتھ ہٹائے تھے۔۔۔۔

آپکے معافی مانگ لینے سے میری کھوئی ہوئی عزت واپس نہیں آ جائے گی۔۔۔۔

اور نا ہی میرے ماں باپ کو جو شرمندگی اٹھانی پڑی وہ کم ہو گی۔۔۔۔

زر یار ہم نے کوئی گناہ نہیں کیا۔۔۔۔جو تم اس حد تک بات کر رہی ہو۔۔۔۔یہ ہماری جائز اولاد ہے۔۔۔۔

اور کل الحمدللہ دنیا کی نظر میں ہماری رخصتی بھی ہو جائے گی۔۔۔۔

تو پھر کیسی شرمندگی کیسا ڈر۔۔۔۔

اسے ایک ہی بات بار بار کرتے دیکھ کر زارون کو غصہ تو بہت آیا۔۔۔ لیکن پھر اسکی حالت دیکھتے خود پر کنڑول کرتا قدرے نرمی سے بولا۔۔۔

سیریسلی زارون ہم رخصتی سے پہلے ماں باپ بن رہے ہیں۔۔۔یہ بات آپکو باعث شرمندگی نہیں لگتی۔۔۔تو کیا باعث فخر لگتی ہے ؟؟؟؟

بالکل۔۔۔

اس میں حرج بھی کیا ہے۔۔۔مجھے تو کوئی شرمندگی فیل نہیں ہو رہی ۔۔۔بلکہ میں تو بہت خوش ہوں۔۔۔۔بہت خوش نصیبوں کو اللہ تعالیٰ اپنی اس نعمت سے نوازتا ہے۔۔۔

اور بھلا میں شرمندگی کیوں محسوس کروں۔۔۔۔ کونسا میں نے کوئی گناہ کیا ۔۔۔الحمدللہ میں نے اپنے خدا کو اور اسکے رسول (صل اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حاضر ناضر جان کر تمہیں اپنی زندگی میں شامل کیا ہے۔۔۔۔

میری محبت پاک ہے۔۔۔۔

مسکرا کر بولا۔۔۔۔

مجھے نا آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔۔

اتنا کہتے پلٹنے لگی۔۔۔۔جب زارون نے اسکے آگے آتے اسکا راستہ روکا۔۔۔۔

اب بس بھی کردو یار۔۔۔۔

کب تک خفار ہو گی ۔۔۔ بات اتنی بڑی بھی نہیں جتنی تم نے سر پر سوار کر لی ہے ۔۔۔۔

اب کہ چڑ کر بولا ۔۔۔۔

زر مینے نے اسے آنکھیں دکھائی ۔۔۔ آپکے لیے یہ چھوٹی بات ہو گی لیکن میرے لیے نہیں ۔۔۔۔۔

اس لیے میں آپکو کبھی معاف نہیں کروں گی ۔۔۔ میں مجبوری کے تحت یہ شادی تو کر رہی ہوں ۔۔۔۔ لیکن مجھ سے آگے کسی اچھے کی امید مت رکھیے گا ۔۔۔۔

صاف صاف لفظوں میں اسے اپنے ارادے بتاتی وہاں سے جانے لگی ۔۔۔ جب زارون کی بات پر ایک پل کیلئے رکی ۔۔۔۔

یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے ؟؟؟؟

ہاں یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔۔۔۔پلٹ کر دوبدو جواب دیا۔۔۔۔

ٹھیک ہے تو تم اب اپنی اسی بات پر قائم رہنا۔۔۔۔اتنا کہتے زارون نے اپنے قدم پیچھے کی طرف بڑھائے۔۔۔۔

زر نے نا سمجھی دیکھا۔۔۔۔

لیکن اسکی جان تو تب لبوں پر آئی جب زارون چھت کی دیوار پر چڑھ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔

اسکا ایک غلط قدم اسے موت کے قریب لے جاتا۔۔۔۔

زارون یہ کیا کر رہے ہیں ؟؟؟؟

وہ اسکی طرف قدم بڑھاتی پریشانی سے گویا ہوئی۔۔۔

خبردار تم نے میری طرف ایک بھی قدم بڑھایا تو اسی وقت یہاں سے نیچے کود جاؤں گا۔۔۔

اسے آگے بڑھتے دیکھ اس نے دھمکی لگائی۔۔۔

اور ویسے بھی تم نے کونسا مجھ سے کوئی رشتہ رکھنا ہے تو میں جو مرضی کروں تمہیں اس سے کیا۔۔۔

یہ کیا بیوقوفی ہے۔۔۔ نیچے آئیں فورا۔۔۔

اسکی بات کو اگنور کرتے۔۔۔۔غصے سے بولی تھی۔۔۔۔جبکہ اسکی دھمکی پر زرر کی ہمت نہیں ہوئی تھی کہ وہ ایک قدم بھی آگے بڑھاتی۔۔۔۔

جبکہ دل تو فورا اسے دیوار سے اتار کر اسکی ساری باتوں کو فراموش کر کے اسکے سینے میں چھپ جانے کا کر رہا تھا۔۔۔۔

نہیں آوں گا۔۔۔۔۔پہلے کہو کہ تم نے مجھے معاف کیا۔۔۔۔اور جو کچھ بھی ابھی تم نے مجھے تھوڑی دیر پہلے بولا وہ سب جھوٹ تھا۔۔۔۔ورنہ

اس نے ایک نظر نیچے کی طرف دیکھتے ہوا میں قدم اٹھایا۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔

تو پھر بولو۔۔۔۔تم نے مجھے معاف کیا۔۔۔۔دوبارہ پاؤں دیوار پر رکھتے مسکرا کر بولا۔۔۔

کبھی نہیں۔۔۔۔زر نے صاف انکار کیا۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔

زارون نے دوبارہ ٹانگ اٹھائی۔۔۔۔

زرمینے کی جان لبوں پر آئی۔۔۔۔

نہیں رکیے بولتی ہوں۔۔۔۔پلیز ایسا کچھ مت کیجئے گا۔۔۔۔

وہ بے بسی سے بولی تھی۔۔۔۔زارون نے مسکراہٹ دبائی۔۔۔۔جسے وہ دیکھ چکی تھی۔۔۔

لیکن پھر دیوار پر چڑھے دیکھ کر،،،، کوئی رسک نہیں لینا چاہتی تھی۔۔۔۔جبکہ اسکی بلیک میلنگ پر زرمینے نے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں۔۔۔۔وہ تو شکر تھا کہ مہندی سوکھ چکی تھی۔۔۔۔

ورنہ مہندی والی ساری محنت پر پانی پھر جاتا۔۔۔۔

نیچے آئیں پہلے۔۔۔۔

نہیں پہلے تم بولو۔۔۔۔وہ اس سے بھی دو ہاتھ آگے تھا۔۔۔۔

اچھا میں کیا آپکو معاف اب نیچے آ جائیں۔۔۔زر مینے نے ہار مانی۔۔۔

زارون نے یاہو کا نعرہ لگایا۔۔۔

جس پر وہ دیوار پر کھڑا ڈگمگا یا تھا۔۔۔

"زارون۔۔۔

زر مینے کی چیخ بے ساختہ تھی۔۔۔ساتھ ہی ڈر سے وہ اپنی آنکھیں سختی میںچ گئی تھی۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

جب بہت قریب سے زر کو اسکی خوشبو محسوس ہوئی۔۔۔۔

اس نے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔۔

یہاں وہ کھڑا دلکشی سے مسکرا رہا تھا۔۔۔۔

زر مینے کو اسکی یہ مسکراہٹ زہر سے بھی زیادہ بری لگی تھی۔۔۔۔اور غصے میں وہ وہ عمل کر گئی جو عام حالات میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔۔

اس نے رکھ کر ایک زوردار تھپڑ زارون کے منہ پر مارا تھا۔۔۔۔

زارون نے چہرے پر ہاتھ رکھ کر حیران نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

کتنے خود غرض اور بد تمیز ہیں آپ۔۔۔اپنے مفاد کیلئے دوسروں کے جذبات سے کھیلنے میں ایک منٹ نہیں لگاتے۔۔۔

اگر آپکو کچھ ہو جاتا تو کیا کرتی میں۔۔۔ہمارے آنے والے بچے کا کیا ہوتا ۔۔۔ایک بار بھی نہیں سوچا۔۔۔

ہاں آپ کیوں سوچیں گے ہمارے بارے میں۔۔آپ نے تو ہمیشہ وہی کرنا ہوتا ہے جو آپکو اچھا لگتا ہے۔۔۔

ہمیشہ اپنی مرضی کرنی ہوتی چاہے اس سے دوسروں کو جتنی مرضی تکلیف اٹھانی پڑی۔۔۔

بہت برے ہیں آپ میں کبھی بات نہیں کروں گی آپ سے۔۔۔اسکے سینے پر نازک ہاتھوں کے مکے برساتے ہوئے پھوٹ کر روتی اسکے سینے کا حصہ بنی تھی۔۔۔۔

جس پر زارون نے مسکراتے ہوئے اسکے گرد اپنے مظبوط بازوؤں کا حصار بنایا ۔۔۔۔اور اسے کھل کر رونے دیا تاکہ وہ اپنے دل کا غبار نکال سکے ۔۔۔۔

کافی سارے لمحے انکے درمیان ایسے ہی گزر گئے ۔۔۔۔جب زارون نے اسے دھیرے سے پیچھے کیا تھا ۔۔۔۔

زر کو اپنی پوزیشن کا خیال آیا ۔۔۔۔اسکے دونوں ہاتھوں کو ناراضگی سے جھٹکتے پیچھے ہونے لگی ۔۔۔۔

جب زارون نے اسکا ہاتھ تھامتے نفی میں سر ہلایا ۔۔۔۔

زارون ہاتھ چھوڑیں ۔۔۔۔

زر بس کر دو اب۔۔۔۔بہت ہو گیا۔۔۔سب ٹھیک ہو گیا ہے اب اور جو نہیں ہوا میں وعدہ کرتا ہوں اسے بہت جلد ٹھیک کر دوں گا۔۔

اسے قریب کرتے نرمی سے بولا۔۔۔اسکی بات پر زر نے اپنی نم پلکیں اٹھائی ۔۔۔۔

سرمئی نینوں میں رونے کی وجہ سے چھائی سرخی کو دیکھتے زارون کا دل دھڑکا ۔۔۔۔

اس نے قریب ہوتے بہت محبت سے انہیں ہونٹوں سے چھوا۔۔۔

زرمینے نے لرز کر اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑا۔۔۔میرے پاس تمہارے لیے ایک سرپرائز ہے۔۔۔۔

مسکرا کر اس سے الگ ہوتا اسکا ہاتھ تھام کر چھت کے وسط میں رکھے ٹیبل کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔

اور پھر اس پر موجود وہ سفید کپڑا ہٹایا تھا۔۔۔۔

جسکے نیچے ڈھیر سارے گول گپے سجا کر رکھے گئے تھے۔۔۔زر نے گول گپوں کو دیکھتے ہوئے حیران نظروں سے زارون کی طرف دیکھا۔۔۔

تمہارے لیے ہے میری جان کو پسند ہے نا۔۔۔اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھتے محبت سے بولا۔۔۔زر کے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ بکھری

۔۔۔۔

اور اس نے فوراً پلٹ کر ایک گول گپا اٹھایا اور پانی میں ڈپ کرتے اٹھا کر منہ میں رکھا۔۔۔جب یکدم زاروں نے اسکا رخ پلٹتے ہوئے اسکے کھٹے پانی سے بھیگے لبوں سے اپنے دہکتے ہوئے لب جوڑے۔۔۔۔

زر مینے کی آنکھیں حیرت سے پھیلی۔۔۔جبکہ اسکے برعکس زاروں اس کھٹے پانی کے ساتھ زر مینے کے لبوں کے میٹھے جام سے مستفید ہونے لگا۔۔۔

زر کیلیئے گول گپا نگلنا مشکل ہو گیا۔۔۔جسے بڑی خوبصورتی سے اپنا عمل جاری رکھتے ہوئے زاروں نے اپنے منہ میں منتقل کر لیا تھا۔۔۔اور اس سے بنا الگ ہوئے نگل بھی گیا۔۔۔۔

زر مینے کا جسم کانپنے لگا جسے محسوس کرتے وہ دھیرے سے پیچھے ہوا۔۔۔

"It's to hot and spicy"

زر مینے کے ہونٹوں پر ٹھہری نمی کو اپنے لبوں سے سمیٹتے بے باکی سے بولا

جس سے اسکا چہرہ سرخ ہو کر تپنے لگا۔۔۔اس نے شرم سے نظریں جھکائی

جبکہ اسکے چہرے پر قوس وقزح کے رنگ پھیلے دیکھ زارون کو یہ دنیا کا سب سے خوبصورت نظارہ لگا۔۔۔

اور اس نے جھک کر اپنے بھیگے لب اسکے شرم سے دہکتے ہوئے بائیں گال پر رکھے۔۔۔

جس پر وہ اسے دھکا دے کر بھاگنے لگی۔۔۔

جب زارون نے پھرتی سے اس کے ہاتھ کو تھاما۔۔۔

اور اسکی پشت اپنے سینے سے لگاتے کان کے قریب جھکا۔۔۔ کہاں جا رہی ہو گول گپے نہیں کھانے کیا؟؟؟؟اور ساتھ ہی اسکے کان کی لوں سے لبوں کو مس کیا۔۔۔۔

زر اسکے لمس پر کانپی۔۔۔

نہیں۔۔۔ پھنسی پھنسی سی آواز نکلی۔۔۔

زارون نے اسکی حالت سمجھتے مسکراہٹ دبائی۔۔۔۔ لیکن میں تو یہ بہت پیار سے تمہارے لیے لایا تھا سوچا تھا کہ مل بانٹ کر کھائیں گے۔۔۔ایسے پیار بڑھتا ہے نا۔۔۔

اسکا رخ اپنی طرف موڑتے مسکرا کر بولا۔۔۔ جبکہ آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔۔۔

جسے زرمینے نے بھانپتے ہوئے اسے گھوری سے نوازا۔۔۔۔

نہیں بڑھانا مجھے کوئی پیار۔۔۔ میں ایسے ہی ٹھیک ہوں۔۔۔اور آپ میرے ساتھ زیادہ فری ہونے کی کوشش نا کریں۔۔۔ میں بھولی نہیں ہوں آپ کے اس پیار کے چکر میں۔۔۔۔

وہ کچھ بولتے بولتے رکی تھی۔۔۔ جلد بازی میں وہ کیا بولنے جارہی تھی سوچ کر مکمل سرخ ہوئی۔۔۔

میرے اس پیار کے چکر میں کیا؟؟؟؟

زارون نے اسکا سرخ چہرہ دیکھتے بات.بڑھاتے شرارت سے سوال کیا۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔

جب یکدم زارون نے اسے اپنی گود میں اٹھایا تھا۔۔۔اور قدم چبوترے کی طرف.بڑھائے۔۔۔۔

زارون کر کیا کر رہے ہیں۔۔۔نیچے اتاریں مجھے۔۔۔

زر مینے نے مزاحمت کرتے نیچے اترنا چاہا۔۔۔۔جسکا اس نے کوئی اثر نہیں لیا ۔۔۔اور اسے لا کر زمین پر بچھے اس بستر پر اتارا۔۔۔۔

زارون یہ کیا حرکت۔۔۔۔اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی زارون نے اسکے ہونٹوں پر قفل لگایا۔۔۔۔

چپ چاپ بیٹھی رہو۔۔۔۔پہلے تمہارے فضول کے پچھتاوے اور ناراضگی کی وجہ سے میں اتنے دن اپنی محبت سے دور رہا ہوں۔۔۔۔اور اپنے آنے والے بچے کی خوشی بھی سہی سے سیلیبریٹ بھی نہیں کر پایا۔۔۔۔

ڈانٹ کر کہتے آنکھیں دکھائی۔۔۔۔

جس کے بدلے زر مینے نے اسے ڈبل گھوری سے نوازا تھا۔۔۔۔

بہت اعلیٰ کارنامہ انجام دیا تھا نا جسکی خوشی سیلیبریٹ کرنا چاہتے تھے ---- طنزیہ بولی ----

بالکل تمہیں کوئی شک ہے ،،،، وہ بنا برا منائے ---- کندھے اچکا گیا ----

زارون کتنے بے شرم ہیں آپ ذرا احساس نہیں آپکو اپنی حرکت کا ---- زرمینے نے شرم دلانا چاہی ----

جسکا اس پر رتی برابر بھی اثر نہیں ہوا تھا ----

الٹا وہ اسے بستر پر گراتے خود اسکے اوپر آیا تھا ---- بالکل بھی نہیں ---- سن لیا اب خاموش ہو جاو مجھے اپنے ہونے والے بچے سے ملنے دو ---- محسوس کرنے دو اس ننھے وجود کو جس نے ہمارے رشتے کو مکمل کیا ہے ----

نرمی سے کہتے اسکے پیٹ سے شرٹ ہٹائی تھی ۔۔۔۔جس پر شرم سے سرخ پڑتے اسنے اٹھنا چاہا لیکن زارون نے اسکے کندھوں پر دباؤ بڑھاتے اسکی کوشش ناکام بنائی ۔۔۔

اور جھک کر اسکے پیٹ کے بالکل وسط میں بیلی بٹن پر لب رکھے ۔۔۔اور پھر وہ رکا نہیں بلکہ اس نے یہ عمل بار بار دوہرایا تھا ۔۔۔

بے بی پا پا لوز یو آلوٹ ۔۔۔آئی ایم وٹینگ فور یو ۔۔۔اینڈ وین یو کم ۔۔۔آئی ول میک ایوری مومنٹ سپیشل ۔۔۔

اور ساتھ ساتھ گھمبیر سرگوشیاں کرتے اپنے ہونے والے بچے سے راز و نیاز بھی کر رہا تھا۔۔۔اپنی محبت جتا رہا تھا۔۔۔جیسے وہ ابھی سے سب کچھ دیکھ اور سمجھ رہا ہو۔۔۔

جبکہ زرا اسکے اس عجیب گدگدے اور شریر لمس پر بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی۔۔۔

اور جب بات برداشت سے باہر ہوئی تو اسے کندھوں سے پکڑ کر جھٹکتے اٹھ کر بیٹھی۔۔۔۔اسکا چہرہ مکمل پسینے سے بھیگ چکا تھا۔۔۔سانسیں پھول رہی تھیں۔۔۔گلا خشک ہو کر اس میں کانٹے اگ آئے تھے۔۔۔

جبکہ زارون کو اسکا اسے ایسے جھٹکنا بالکل پسند نہیں آیا تھا۔۔۔

اسکی پیشانی پر بل پڑے تھے۔۔۔۔آنکھوں میں ناگواری اتر آئی تھی۔۔۔۔جسے زرمینے بھی محسوس کر چکی تھی۔۔۔۔

سوری۔۔۔۔

اسکے چہرے پر غصے کو دیکھتے بولی۔۔۔۔

وہ بنا رسپانس دیتے اٹھ کر جانے لگا۔۔۔۔زرمینے نے اسکا ہاتھ تھامتے روکا۔۔۔۔

اب زیادہ نخرے دکھانے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔میں نے جان بھوج کر کچھ نہیں کیا۔۔۔۔زارون کے گھورنے پر منہ بناتے نروٹھے پن سے بولی۔۔۔۔

بالکل تم خود سے تو کچھ نہیں کرتی سب کچھ انجانے میں ہو جاتا ہے تم سے۔۔۔اور تھوڑی دیر پہلے جو تم نے مجھے تھپڑ مارا تھا وہ بھی جان بھوج کر نہیں تھا۔۔۔

زارون آپ کہاں کی بات کہاں جوڑ رہے ہیں۔۔۔وہ آپکے عمل پر انجام دیے جانے والا فطری عمل تھا۔۔۔

زرمینے نے معصوم بنتے سارا مدعا اسی پر ڈالا۔۔۔
جس کے بدلے زارون نے گھورا۔۔۔

شوہر کو جھٹکنے اور اس سے بد تمیزی کرنے والی بیوی کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرتے۔۔۔تم نے تو ہاتھ اٹھایا ہے۔۔۔تم کبھی بخشی نہیں جاو گی جہنمی عورت۔۔۔

اچھااور آپکااپنے بارے میں کیا خیال ہے۔۔۔۔ جیسے آپکے کارنامے ہیں ناجنت آپکو بھی نصیب نہیں ہونی۔۔۔۔

اسکی بات کے بدلے جتاتے بولی۔۔۔۔

غلط فہمی ہے تمہاری میں تو سیدھا جنت میں جاؤں گا۔۔۔۔ جہاں ستر حوریں میرا انتظار کر رہی ہو نگی۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

زارون کی بات پر زرمینے کا منہ کھل گیا تھا۔۔۔۔اس نے ناراضگی سے اپنا چہرہ پھیرا۔۔۔۔

جسے دیکھتے زارون مسکرا کر اسکے قریب ہوا۔۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ میرے قریب آنے کی۔۔۔ جائیں اپنی انہی ستر حوروں کے پاس۔۔۔۔

اسکا ہاتھ جھٹکتے غصے سے بولی۔۔۔

زارون نے مسکراہٹ چھپائی۔۔۔ اور اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے ۔۔۔ اسکے لبوں پر جھکا۔۔۔

مجھے تو میری حور زمین پر ہی مل گئی۔۔۔ اور میری دعا ہے اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی مجھے اسی کا ساتھ نصیب کرے۔۔۔

کچھ دیر اسکے لبوں کو اپنے لمس سے مہکاتا الگ ہوتے گھمبیرتا سے بولا۔۔۔

زر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری۔۔۔

جس پر وہ ایک بار پھر اسکے ہونٹوں کو نرمی سے چھوتے ہوئے اسکی ٹھوڑی پر پیار کرتا گردن میں جھک گیا۔۔۔۔

زرمینے نے اسکی چوڑی پشت پر ہاتھ رکھے۔۔۔

جب وہ اسکے نازک وجود پر اپنا بھاری بھوج ڈالتے اسے بستر پر گراتے حدیں پھلانگنے لگا۔۔۔

" زارون

زرمینے نے اسکی بے باکیوں پر سہمتے پکارا۔۔۔۔

زارون نے سر اٹھاتے خمار بھری نظروں سے دیکھا۔۔۔اور پھر اسکی پیشانی پر پیار کرتے ہوئے۔۔۔اسکے سر سے دوپٹہ الگ کرنے لگا۔۔۔

زارون" یہ کیا کر رہے ہیں۔۔۔

کیوں تمہیں نہیں پتا۔۔۔دوپٹہ اتار کر ایک طرف رکھتے اسکے کانوں سے پھولوں کے آویزے نکالتا معنی خیزی سے بولا۔۔۔

آپکا دماغ تو ٹھکانے پر ہے۔۔۔ حیرت سے سوال کیا۔۔۔۔

کیوں کیا ہوا ہے؟؟؟؟انجان بن کر سوال کیا۔۔۔۔

جبکہ اسکے ڈھیٹ پن پر زر مینے نے دانت پیسے۔۔۔ابھی چند پہلے جو کچھ بھی ہوا اسے بھول گئے ہیں کیا؟؟؟؟آپکو ذرا بھی اندازہ ہے وقت اور حالات کا

۔۔۔۔

اگر کسی نے ہمیں دیکھ لیا تو پتا بھی ہے کتنی باتیں بنے گی۔۔۔کیوں مجھے رسوا کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

بے بسی اور بدنامی کے ڈر سے اسکی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔۔۔

شش!!کوئی نہیں دیکھے گا۔۔۔سب بھول جاو اور اس پل کو محسوس کرو

۔۔۔

اسے رونے کی تیاری پکڑتے دیکھ اسکی آنکھوں پر پیار کرتا سرگوشی میں بولا

اور پھر اسکے ہونٹوں پر جھکنے لگا جب زرمینے نے اس پر اپنا نازک ہاتھ رکھا

زاروں سمجھنے کی کوشش کریں۔۔۔یہ سب ٹھیک نہیں۔۔۔ویسے بھی آپکو کس بات کی جلدی ہے۔۔۔کل میں رخصت ہو کر ہمیشہ کیلئے آپ کے پاس ہی آرہی ہوں نا پھر جو آپ کہیں گے جیسے کہیں گے ہر خواہش پوری کروں گی

اس نے اسکے جذبات کو لگام ڈالنے کی آخری کوشش کی۔۔۔

زارون نے اسکی ہتھیلی کو چومتے ہاتھ تھام کر تکیے سے لگایا۔۔۔۔

زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا جانم۔۔۔اور پھر کل کس نے دیکھی ہے ۔۔۔۔جو آج ہے وہی سب کچھ ہے۔۔۔۔ہمیں زندگی کے ہر پل کو آخری پل سمجھ کر اپنی خواہشات اپنی خوشیوں کو کھل کر جی لینا چاہیے۔۔۔

زارون نے اسے جیسے لاجواب کیا تھا۔۔۔

لیکن پھر بھی۔۔۔" بس کہہ دیا نا اب آواز نا آئے۔۔۔اسکے لبوں پر شہادت کی انگلی رکھتے خاموش کروایا تھا۔۔۔

زرمینے نے ناراضگی دکھاتے اپنا رخ پھیرنا چاہا۔۔۔جب وہ بنا وقت ضائع کیے اسکی سانسوں پر قابض ہوا۔۔۔۔

ان لمحوں کے دامن میں پاکیزہ سے رشتے ہیں

کوئی کلمہ محبت کا،،،،،، دوہراتے فرشتے ہیں

بہار کی چلتی شوخ ہواؤں میں تیزی آئی۔۔۔۔جس سے ارد گرد لگے پردے پھڑپھڑانے لگے۔۔۔۔

زاروں نے اپنی شدتیں بڑھاتے سانسوں کی تال میل کا دورانیہ بڑھایا۔۔۔۔

منڈیر پر چلتی موم بتیاں بجھنے لگی۔۔۔۔چودھویں کے چاند کی روشنی نے ہر سوں بکھر کر چاروں طرف اجالا کیا۔۔۔۔

خاموش سی ہے زمین حیران سا فلک ہے

اک نور ہی نور سا،،،،،اب آسمان تلک ہے

زارون نے ایسے ہی بنا اس سے الگ ہوئے کروٹ بدلی۔۔۔۔زرمینے اسکے سینے پر آئی۔۔۔۔

جبکہ زارون کا ایک ہاتھ اسکے بالوں میں تھا۔۔۔۔جس سے وہ انکے ریشمی پن کو محسوس کرتے ہوئے اپنے ہونٹوں کو دھیرے دھیرے جنبش دیتا ہوا اپنے لمس کا جادو جگاتے اسے بھی مدہوش کر رہا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ دوسرا اسکی پشت پر موجود لہنگے کی ڈوری پر۔۔۔۔جسکا سرا ہاتھ آتے ہی اس نے ایک جھٹکے سے کھینچا تھا۔۔۔۔

جس کے کھلتے ہی لہنگے کی شرٹ ڈھیلی ہونے کی وجہ سے اسکے کندھوں سے سرک آئی تھی۔۔۔۔

زارون نے مخمور نظروں سے اسکے ظاہر ہوتے نشیب وفراز کو دیکھا۔۔۔

جس پر زرمینے نے سرخ پڑتے اسکی گردن میں چہرہ چھپایا۔۔۔۔

زارون مسکرایا۔۔۔

نغمے ہی نغمے ہیں،،،، جاگتی سوئی فضاؤں میں

حسن ساری اداؤں میں،، عشق ہے جیسے ہواؤں میں

زارون نے اسکا چہرہ اٹھاتے ایک ہاتھ سے اسکے بال سنواریں۔۔۔۔اور دھیرے دھیرے اسکی نرم و نازک گال پر ہونٹوں کا سفر کرتے ٹھوڑی تک آیا

۔۔۔۔

زرمینے نے گہرا سانس کھینچتے اسکے سینے سے سرک کر دوسری طرف رخ پلٹا

۔۔۔۔

زارون نے اپنی نگاہیں اسکی پشت پر ٹکائی۔۔۔۔اور پھر قریب ہوتے اسکے بال سائڈ کرتے پیچھے گردن پر اپنا شدت بھرا لمس چھوڑتے ہوئے کندھوں کا سفر شروع کیا۔۔۔۔

جبکہ اسکی اتنی شدت پر زرمینے سہمنے لگی تھی۔۔۔۔کیونکہ آج اسکے عمل میں الگ سی ہی تپش تھی۔۔۔۔جس سے وہ اسکے تن بدن کو سلگا رہا تھا۔۔۔۔

کیسا یہ عشق ہے کیسا یہ خواب ہے

کیسے جذبات کا،،،،،امڈا اسیلاب ہے

جس پر وہ تڑپ کر اسکی طرف پلٹ آئی تھی۔۔۔۔۔

"شاہ

اس نے نم آنکھوں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔ حکم جان شاہ۔۔۔۔اسکے چہرے سے بال ہٹاتے آنکھوں پر پیار کیا۔۔۔۔۔

آپ مجھ سے ہمیشہ ایسے ہی محبت کرینگے نا؟؟؟؟

ناجانے کونسے خدشات کے تحت یہ سوال لبوں پر آیا تھا۔۔۔۔

یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے پاگل۔۔۔ میرے جذبات میری اپنے لیے تڑپ کو دیکھتے تمہیں اندازہ نہیں ہوا۔۔۔کہ تمہارا شاہ تم سے کتنی محبت کرتا ہے۔۔۔

نرمی سے اسکے گال کو انگوٹھے سے سہلاتے پیار سے بولا۔۔۔

جانتی ہوں۔۔۔ لیکن کبھی بدل تو نہیں جائیں گے ؟؟؟؟

اسکی ہلکی بڑھی ہوئی شیوزدہ گال پر ہاتھ رکھتے ایک اور خدشہ ظاہر کیا۔۔۔

زارون نے اسکا وہی ہاتھ تھام کر محبت سے چوما۔۔۔

پھر اسے تکیے پر منتقل کرتے اسکے اوپر آیا۔۔۔۔ "ایک بات میری ہمیشہ یاد رکھنا،،،،زارون شاہ اپنی سانسیں تو ہار سکتا ہے۔۔۔" لیکن کبھی تمہیں دھوکہ نہیں دے سکتا۔۔۔

شدت جذبات سے کہتے ہوئے شرٹ اتار کر پھینکتا اس کے لبوں پر جھکا تھا

زرمینے سکون سے اپنی آنکھیں بند کرتے اپنی مخروطی انگلیاں اسکے بالوں میں پھنسائی تھی----

اور دل و دماغ سے ہر برا خیال جھٹکتے اسکے عمل کا بھرپور ساتھ دینے لگی----

زارون نے درمیان میں موجود تمام رکاوٹوں کو دور کرتے اسکے وجود پر مکمل رسائی حاصل کی-----

زرمینے نے نم آنکھوں سے مسکراتے کانپتے ہوئے ہاتھ اسکی وسیع چوڑی پشت پر رکھے----

زارون نے اسکے نازک وجود کو خود میں سماتے اسکی دھڑکنوں کے ساتھ اپنی دھڑکنیں ملائی۔۔۔۔

ان لمحوں کے دامن میں پاکیزہ سے رشتے ہیں

کوئی کلمہ محبت کا،،،،،، دوہراتے فرشتے ہیں

جبکہ انکے حسین ملن پر چاند نے شرما کر بادلوں کی اوٹ میں اپنا چہرہ چھپایا تھا۔۔۔۔۔

تیز چلتی ٹھنڈی ہواؤں کے شور میں محبت گنگنانے لگی۔۔۔۔

جس پر چاروں اور پھیلی انکے پیار کی خوشبو۔۔۔۔ فضاء میں رقص کرنے لگی

۔۔۔۔

۔۔۔۔۔

جسے دیکھتے دور کھڑی قسمت تلخی سے مسکرائی تھی۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

صبح کی پو پھوٹنے سے پہلے ہی وہ اسے اپنے بازوؤں میں سمیٹے خود اسکے کمرے تک چھوڑنے آیا تھا۔۔۔۔

آج سہی معنوں میں زارون شاہ نے زر کے ہوش ٹھکانے لگائے تھے۔۔۔
اسکے شدت بھرے لمس کی وجہ سے اپنے پور پور سے اٹھتے میٹھے درد کو محسوس کرتے جہاں وہ نڈھال سی تھی۔۔۔

وہی آج زارون شاہ کی چال میں ایک الگ سی سرشاری تھی۔۔۔اپنی محبت کو ہمیشہ کیلئے اپنا بنا لینے کی خوشی۔۔۔اسکے وجیہہ چہرے پر بکھری مسکراہٹ اسکی چمکتی آنکھوں سے ظاہر ہوتی تھی۔۔۔

اسے آرام سے بیڈ پر منتقل کرتے زارون نے نرمی سے اسکی پیشانی پر اپنے لب رکھے تھے۔۔۔

اسکے لمس پر زر نے شرم وحیا کے بھوج سے جھکی اپنی بھاری ہوتی پلکیں اٹھائی تھیں۔۔۔

سرمئی نینوں میں گھلی اسکی شدتوں کی سرخیاں زارون شاہ کو مبہوت کر گئی

۔۔۔

اس نے باری باری انہیں نرمی سے چھوا۔۔۔

جس پر وہ لرزی تھی۔۔۔

زارون مسکرایا۔۔۔ریلکس اب کچھ نہیں کر رہا۔۔۔

اپنی طرف سے جیسے تسلی دینی چاہی۔۔۔

زرمینے نے غصے سے گھورا۔۔۔کہ اب بھی کچھ باقی رہ گیا تھا۔۔۔

جس پر اس نے قہقہہ لگایا۔۔۔اور پھر بہت نرمی سے اسکے گلابی ہونٹوں کو چھوتے ہوئے آرام کرنے کا بولتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

زرمینے نے اسکی چوڑی پشت کو دروازے سے باہر نکلتے تک محبت بھری نظروں سے دیکھا۔۔۔اور پھر آنے والے وقت سے انجان اپنی آنکھوں میں زارون

کے سنگ ایک خوشحال زندگی کے خوبصورت سپنے سجاتے ہوئے سکون سے آنکھیں موند گئی۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

ایک خوبصورت سا میدان جہاں ہر طرف خوبصورت رنگ.برنگے پھول کھلے ہوئے تھے اور اسکے دونوں اطراف اونچے اونچے پہاڑ تھے۔۔۔۔

انکے درمیان بہتے آبشاروں کا شور۔۔۔۔

ڈھلتی ہوئی شام کا خوبصورت نظارہ۔۔۔۔ایسے میں وہ ابیہا کو اپنے بازوؤں میں لیے بیٹھا اسکے دل موہ لینے والے خوبصورت چہرے کو محبت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

جب اس نے اسکی لو دیتی نظروں سے گھبرا کر اسکی پر اپنا مومی ہاتھ رکھا تھا

۔۔۔۔

واسم کے چہرے پر ایک خوبصورت مسکراہٹ ابھری تھی۔۔۔۔

اس نے بہت نرمی سے وہ ہاتھ تھامتے اپنی آنکھوں سے ہٹایا تھا۔۔۔

لیکن اس کے آنکھیں کھولتے ہی۔۔۔وہاں کا نظارہ پل میں بدل چکا تھا۔۔۔

پہلے جہاں ہر طرف ہریالی اور محبت کے پھول کھلے ہوئے تھے۔۔۔اب وہ
ساری جگہ ایک بنجر علاقے میں بدل چکی تھی۔۔۔

سوکھے ہوئے درخت۔۔۔وہ تپتی دھوپ میں ننگے پاؤں کھڑا تھا اسکا پورا وجود پسینے سے شرابور تھا۔۔۔

اور ان سب میں جو بات سب سے زیادہ جان لیوا تھی وہ تھی ابیہا کی وہاں عدم موجودگی۔۔۔۔

اس نے اپنی نظریں چاروں طرف دوڑائی تھی۔۔۔لیکن حد نگاہ تک صرف سوکھی ہوئی زمین اور بیابان علاقے کے سوا کچھ نظر نا آیا۔۔۔

"ابیہا۔۔۔

آس پاس نظریں دوڑاتے شدت سے پکارا تھا۔۔۔

"لیکن جواب ندارد۔۔۔

"بیا۔۔

سوکھے درختوں کے درمیان دوڑتے ہوئے۔۔۔اسے ڈھونڈنے کی کوشش کرتا ساتھ ساتھ پکار بھی رہا تھا۔۔۔

جب وہ اسے ایک کھائی کے دہانے پر کھڑی نظر آئی تھی۔۔۔اسکی گردن کسی وجود کے شکنجے میں تھی۔۔۔ لیکن اس وجود کی پشت ہونے کی وجہ سے وہ اسکا چہرہ نہیں دیکھ پایا۔۔۔

"ابیہا۔۔۔

واسم کے پکارنے پر ابیہا نے بھی اسکی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔

اور اس وجود سے اپنی گردن آزاد کروانے کی کوشش کرتے ہوئے چلائی تھی

۔۔۔۔

سم مجھے بچالیں۔۔۔۔

جسے سنتے واسم نے اسکی طرف دوڑ لگائی۔۔۔

لیکن اس کے قریب پہنچنے سے پہلے ہی وہ وجود ابیہا کو اس کھائی میں دھکیل چکا

تھا۔۔۔۔

"ایہا۔۔

وہ ایک جھٹکے سے بیدار ہوا تھا۔۔۔

ایہا جو اسکے پہلو میں سو رہی تھی۔۔۔اسکی آواز سن کر ہڑبڑا کر اٹھی تھی۔۔۔

پھر ایک نظر واسم کے پسینے سے شرابور گہرے سانس لیتے وجود کو دیکھ کر اسکے قریب ہوئی۔۔۔

سم کیا ہوا؟؟؟؟

پھر کوئی برا خواب دیکھا؟؟؟؟

اسکے وجیہہ چہرے کو اپنے مومی ہاتھوں میں تھامتے ہوئے پیار سے بولی۔۔۔

وہ جو ابھی تک اس خواب کے زیر اثر شاکڈ کی حالت میں بیٹھا تھا۔۔۔

اسکی سرگوشی نما آواز پر اسکی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

پھر اپنا خواب یاد آتے اسے شدت سے اپنے سینے میں بھینچ گیا۔۔۔

اسکے اچانک اس رد عمل پر وہ کافی حیران ہوئی تھی۔۔۔

جبکہ اسکے برعکس واسم اسے بازوؤں میں سمیٹے اسکے اپنے قریب سہی سلامت ہونے کا خود کو یقین دلا رہا تھا۔۔۔

اسکی دھڑکنیں اس وقت معمول سے ہٹ کر بہت تیز دھڑک رہی تھیں ۔۔۔۔جو اسکے سینے لگی ایہا کو صاف محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔۔

سم آپ ٹھیک ہیں؟؟؟؟

جب وہ کافی دیر بعد بھی الگ نا ہوا تو ایہا نے بنا الگ ہوئے ہی نرمی سے سوال کیا ۔۔۔

جس پر وہ کچھ ہوش میں آیا تھا۔۔۔۔

پھر خود کو کمپوز کرتے اس سے الگ ہوا۔۔۔۔

ہمم میں ٹھیک ہوں۔۔۔

زبردستی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔۔ لیکن ایہا کو تسلی نہیں ہوئی۔۔۔۔

لگ تو نہیں رہے ۔۔۔۔

اسکے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں تھامتے اسکے قریب ہوتی سرگوشی میں بولی

۔۔۔۔

واسم نے بہت قریب سے اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھا ۔۔۔۔

پھر ایک لمحے کی دیری کیے بنا اسکے مخملی لبوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لیا

۔۔۔۔

جس پر ایبہا بوکھلائی تھی ۔۔۔۔

اس نے پیچھے ہونا چاہا۔۔۔ لیکن واسم نے ایک ہاتھ اسکے بالوں میں پھنساتے اسکی کوشش کو ناکام بنایا۔۔۔۔

ہار کر اس نے اسکی گردن میں دونوں بازو باندھے۔۔۔۔

جبکہ وہ اسکی سانسوں کو اپنے قبضے میں لیے۔۔۔۔ اپنے کچھ دیر پہلے کے خواب کے اثر کو زائل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔

اسکی بند ہوتی سانسوں کا خیال کرتے وہ دھیرے سے پیچھے ہوا۔۔۔۔

اب یقین آیا۔۔۔۔

اسکی پیشانی سے اپنے پیشانی ٹکاتے ہوئے۔۔۔۔ شرارت سے بولا۔۔۔۔

ایہانے سرخ پڑتے آنکھیں دکھائی۔۔۔اور پھر اس سے دور ہوتے اٹھ کر وہاں سے جانے لگی۔۔۔

جب واسم نے اسکی کمر کو تھامتے روکا۔۔۔

کہاں جا رہی ہو۔۔۔اسکی گردن میں چہرہ چھپائے سرگوشی میں بولا۔۔۔

جبکہ صبح صبح اسکے رومینٹک موڈ کو دیکھتے ایہا کو اپنے گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئی۔۔۔

سم مجھے نماز پڑھنی ہے۔۔۔اپنی گردن پر سفر کرتے اسکے ہونٹوں کے لمس پر کسمساتے ہوئے بولی۔۔۔

جس پر واسم نے سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔

جسکا چہرہ سرخ ہو کر تپنے لگا تھا۔۔۔واسم نے اسکے دہکتے ہوئے گال کو ہونٹوں سے چھوتے بنا کچھ کہے ہی اپنے حصار سے آزادی دی۔۔۔

جبکہ اسکے اتنی آسانی سے چھوڑ دینے پر ایہا نے حیرت سے اسکی طرف دیکھا اور پھر موقع غنیمت جانتے فوراً اٹھ کر واشروم میں بند ہوئی تھی۔۔۔

اسکی جلد بازی کو دیکھتے ہوئے واسم نفی میں سر ہلاتے مسکرایا تھا۔۔۔لیکن پھر اپنے خواب کو یاد کرتے وہ مسکراہٹ سمٹی تھی۔۔۔

ایہا کا خود سے دور ہو جانے کا ڈر ایک بار پھر دل میں اجاگر ہوا۔۔۔جس سے اسکی دھڑکنیں بڑھی تھیں۔۔۔وہ اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔۔جب تک وہ کپڑے لے کر باہر آیا تب تک ایہا بھی وضو بنا کر واشروم سے باہر آگئی تھی۔۔۔

اسکے خوبصورت سفید چہرے پر ٹھہری پانی کی شفاف بوندوں کو دیکھتے وہ ایک پل کیلئے مبہوت ہوا تھا۔۔۔

جبکہ اسے یک ٹک اپنے چہرے کی طرف دیکھتے۔۔۔ایہا نے سوالیہ آبرو اچکائی۔۔۔جس پر اس نے نفی میں سر ہلاتے آگے ہو کر اسکی پیشانی کو ہونٹوں سے چھوا تھا۔۔۔

اور پھر فریش ہونے واشروم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

ابیہا نے اسکی پشت کو محبت بھری نظروں سے دیکھا۔۔۔وہ جو شادی سے پہلے واسم شاہ کو بہت مغرور،،انا پرست،،ایموشن لیس انسان سمجھتی تھی۔۔۔

اسکے قریب ہوتے جیسے جیسے اسے جاننے لگی تھی۔۔۔

تو اسکی ذات کے بہت سے خوبصورت پہلو اس پر اجاگر ہوئے تھے۔۔۔جتنا وہ باہر سے سخت گیر اور غصے والا نظر آتا تھا۔۔۔اندر سے اتنا ہی نرم اور اپنی فیملی پر جان نچھاور کرنے والا تھا۔۔۔

ہاں کبھی کبھی اسکا حد سے زیادہ غصہ کرنا ابیہا کو سہمنے پر مجبور کر دیتا تھا ۔۔۔اور اکثر اوقات اپنی باتوں سے اسکا دل بھی دکھا دیتا تھا۔۔۔

لیکن ان سب کے باوجود ابیہا کیلیئے وہ اسکی سانسوں کی طرح لازم وملزوم ہو چکا تھا۔۔۔

جس کے بنا زندگی کا ایک پل بھی گزارنا اس کیلیئے سوہان روح تھا۔۔۔

ہاں یہ بالکل سچ تھا کہ واسم نے کبھی اس سے محبت کا اظہار نہیں کیا،،،
لیکن جتنے مان اور عقیدت سے وہ اس پر اپنی شدتیں نچھاور کرتا تھا اسکے ایک ایک انداز سے محبت جھلکتی تھی۔۔۔

واسم جب فریش ہو کر باہر آیا تو ابیہا کو اپنا انتظار کرتے پایا۔۔۔
ابیہا نے سفید شلوار قمیض میں ملبوس اس وجاہت کے شہکار کو دیکھا۔۔۔اور پھر کہیں اپنی ہی نظر نا لگ جائے پل بھر دیکھنے کے بعد نظریں پھیر گئی۔۔۔

تم نے نماز شروع نہیں کی ؟؟؟

قریب آتے سوال کیا۔۔۔

وہ میں آپکا انتظار کر رہی تھی ۔۔۔ابیہا نے تھوڑا جھجھکتے ہوئے جواب دیا تھا

۔۔۔۔

جس پر وہ مدھم سا مسکرایا تھا۔۔۔

اور پھر بنا کچھ کہے آگے بڑھ کر مصلہ بچھایا تھا۔۔۔ جسکے دو قدم پیچھے ابیہا نے مصلہ بچھا کر کھڑے ہوتے اسکی امامت میں نماز ادا کی تھی ۔۔۔

جسکے بعد دعا مانگتے ہوئے اپنے رب سے جہاں واسم نے ابیہا کی حفاظت اور زندگی بھر اپنے لیے اسکا ساتھ مانگا تھا۔۔۔وہاں ابیہا نے واسم کی ہر دعا قبول کرنے کی اپنے رب سے التجا کی تھی۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

آج کا یہ سورج اپنے ساتھ بہت سارے راز لے کر طلوع ہوا تھا۔۔۔۔جسکا آغاز تو بہت اچھا تھا لیکن اسکا اختتام کیسا ہونا تھا یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔۔

صبح ہوتے ہی حویلی میں شادی کے ہنگامے جاگ اٹھے تھے۔۔۔۔ہر طرف مہمانوں کا شور۔۔۔۔لڑکیوں کی تیاریاں۔۔۔۔انکے چائے ناشتے کا انتظام ۔۔۔۔

اماں سائیں نے بول بول کر گھر کے ملازمین کے ساتھ نجمہ اور عظمی بیگم کو بھی گھن چکر بنا کر رکھ دیا تھا۔۔۔

جبکہ زرتاشے اپنے کمرے کی بالکنی میں آ کر کھڑی ہوتی۔۔۔۔ گاؤں کی اس خوبصورت صبح کی ٹھنڈی ہواؤں میں گہرا سانس لیتی مسکرا کر اسے محسوس کرنے لگی تھی۔۔۔

جب اسکی نظر لان میں دوسرے سیکورٹی گارڈز کو کام سمجھاتے ہوئے خان پر پڑی تھی۔۔۔۔

بلیک پینٹ کوٹ میں ملبوس سرخ و سفید رنگت کے حامل خان کو دیکھتے اس کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔۔۔

بے ساختہ ہی اسکی آنکھوں کے سامنے کل رات کا منظر لہرایا تھا۔۔۔جب وہ واسم کی بات پر سرخ پڑتے سٹیج سے اتر کر بھاگی۔۔۔

اور بے دھیانی میں خان سے جا ٹکرائی تھی۔۔۔

جس نے اسے گرنے سے بچانے کیلئے۔۔۔اپنے دونوں ہاتھوں سے اسکی نازک کمر کو تھاما تھا۔۔۔جبکہ اسکے لمس پر اور اتنی قربت پر تاشے کی دھڑکنوں نے شور مچایا تھا۔۔۔

دھڑکنیں تو شہیر خان کی بھی تیز ہوئی تھیں۔۔۔جن سے گھبرا کر وہ جلد ہی اسے سیدھا کھڑا کرتے دونوں کے درمیان دوری بنا گیا تھا۔۔۔

آپ ٹھیک ہیں ؟؟؟؟

اسکے چہرے پر اپنی نظریں ٹکائے۔۔۔۔نرمی سے پوچھا تھا۔۔۔۔

جس پر تاشے نے صرف سر ہلانے پر ہی اتفاق کیا تھا۔۔۔۔گندمی رنگت کے سنہرے پن میں گھلی ہلکی سرخیاں،،،، سرمئی نینوں پر سایہ فگن کبھی اٹھتی کبھی جھکتی خوبصورت پلکوں کا رقص،،،، خان کو چند پل کیلئے مبہوت کر گیا۔۔۔۔

اور وہ آس پاس کا ہوش بھولائے۔۔۔۔اسکی من موہنی صورت میں کھو گیا

۔۔۔۔

جبکہ خاموشی کا دورانیہ بڑھنے پر تاشے نے جھکی نظریں اٹھائی تھیں۔۔۔اور اسکی محویت کو دیکھتے کچھ اور سرخ ہوئی۔۔۔۔

آپ کیسے ہیں؟؟؟؟

جھجھکتے ہوئے سوال کیا تھا۔۔۔

جس پر وہ کچھ ہوش میں آیا تھا۔۔۔ پھر خجل سا ہوتا ہاں میں سر ہلا گیا۔۔۔

جس کے بعد دونوں کے درمیان ایک بار پھر خاموشی چھا گئی تھی۔۔۔

اصل میں دونوں کو ہی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آگے کیا بات کریں۔۔۔اور جب تاشے کو کچھ سمجھ نہیں آیا تو وہ اسکی مدد پر شکریہ ادا کرتی ایہا کی طرف.بڑھ گئی تھی۔۔۔جو زرمینے کے بابا کے پاس کھڑی اسے اشارے سے اپنے پاس بلا رہی تھی۔۔۔

خان نے جاتی ہوئی تاشے کی پشت کو دیکھا۔۔۔اور اپنی بے خودی پر خجل سا ہوتا اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلا گیا تھا۔۔۔

اور اس وقت بھی خود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کر کے اس نے آس پاس نظریں دوڑائی تھیں۔۔۔۔جب اسکی نظر دوسری منزل پر بلکنی میں کھڑی تاشے پر پڑی۔۔۔۔

سرمئی اور شربتی بھورے نینوں کا زبردست تصادم ہوا تھا۔۔۔۔جس سے گھبرا کر تاشے فورا نظروں کا زاویہ بدلتی ہوئی۔۔۔کمرے میں واپس چلی گئی تھی

۔۔۔۔

جبکہ اسکی گھبراہٹ پر شہیر خان کے ہونٹوں پر ایک محظوظ کن سی مسکراہٹ نے اپنی چھاپ دکھلائی تھی۔۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

بلیک شیر وانی میں ملبوس زارون شاہ کی آج چھاپ ہی نرالی تھی۔۔۔۔وہ اپنے دونوں بھائیوں ضارب اور واسم شاہ سے وجاہت وجلال میں کسی طور پر کم نہیں تھا۔۔۔۔

ہاں ایک چیز جو اسے ان دونوں سے الگ بناتی تھی۔۔۔۔وہ تھی اسکے لبوں پر ہمہ وقت رہنے والی خوبصورت مسکراہٹ۔۔۔۔جو واسم اور ضارب شاہ کے چہرے پر شاز و ناز ہی دیکھنے کو ملتی تھی۔۔۔۔

شاہ خاندان کا وہ چھوٹا شہزادہ جو اپنے اندر ہزاروں درد اور وحشتیں لیے قیامت برپا کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا،،،، اپنے خاندان کیلئے اپنے ہر درد کو خود میں ہی بسائے انکے چہروں پر مسکراہٹ بکھیرنے کی وجہ بن جاتا تھا۔۔۔۔

لیکن ان سب کے باوجود اسکے چہرے پر آج ایک اطمینان جھلک رہا تھا جو کہ شاید اپنی محبت کو ہمیشہ کیلئے اپنا بنانے کی وجہ سے تھا۔۔۔

اسکے چہرے پر بکھری مسکراہٹ کو دیکھتے پورے شاہ خاندان کے بڑوں نے اسکی نظر اتاری۔۔۔اور صدا یونہی خوش رہنے کی دعا دی تھی۔۔۔

حتی کہ ضارب اور واسم شاہ نے بھی نوٹوں کی کئی گڈیاں اسکے سر پر وارتے ہوئے غریبوں میں بانٹنے کیلئے ملازموں کے حوالے کی تھیں۔۔۔۔

اپنے بھائیوں کے اتنا پیار جتانے پر اسکی آنکھیں ہلکی نم ہوئی تھی۔۔۔جس پر ان دونوں نے ہی باری باری اسکی پیشانی کو محبت سے چومتے اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔۔۔

زارون شاہ ان دونوں کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تھا۔۔۔جو اپنے چھوٹے شہزادے کے چہرے پر ایک پل کیلئے بھی اداسی برداشت نہیں کر سکتے تھے ۔۔۔۔

زارون اور زرمینے کی رخصتی کا یہ فنکشن لاہور کے سب سے بڑے میرج ہال میں منعقد کیا گیا تھا۔۔۔

جسکی ڈیکوریشن اور باقی انتظامات پر پیسہ پانی کی طرح بہایا گیا تھا۔۔۔
یہاں تک کہ واسم اور ضارب کے بارات کے فنکشن کی چمک بھی اسکے سامنے پھیکی پڑ گئی تھی ۔۔۔

کیونکہ اس بار تمام انتظامات ان دونوں نے خود سنبھالے تھے ۔۔۔زارون شاہ اس وقت سٹیج پر بیٹھا بے صبری سے اپنی دلہن کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

جو کہ کچھ ہی وقت میں ہال پہنچنے والی تھی ۔۔۔۔

جبکہ اسکی بے چینی کو دیکھتے ہوئے سب کزنز نے اسکا کافی ریکارڈ لگایا تھا ۔۔۔۔ جسکا وہ بنا شرمائے بے شرمی سے قہقہہ لگاتا بھرپور ساتھ دے رہا تھا ۔۔۔۔۔

سب کزنز تو اسکے بدلے رنگ ڈھنگ دیکھ کر ہی حیران تھے ۔۔۔۔ لیکن انہوں نے زارون شاہ کو ابھی جانا ہی کہاں تھا ۔۔۔۔ وہ خوبصورت سا شہزادہ خود میں ہی ایک راز جیسا تھا ۔۔۔۔

ایک طرف جہاں مسکراہٹوں اور قہقہوں کا راج تھا ۔۔۔۔۔

وہی دوسری طرف ان خوشیوں کو ماتم میں بدلنے کی تیاری بھی مکمل ہو چکی تھی

بساط تو بہت پہلے ہی بچھائی جا چکی تھی۔۔۔۔اب تو بس ایک مقررہ وقت پر چال چلنی باقی تھی۔۔۔۔

کیا اس بار بھی دشمن نے ہی اپنی چال چل کر انہیں برباد کرنے میں کامیاب ہو نا تھا یا پھر قسمت نے اس بار شاہ خاندان کا ساتھ نبھاتے اسے مات دینی تھی

اس بات کا فیصلہ بہت جلد ہونے والا تھا۔۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

ہال میں دلہن کے پہنچنے کا شور برپا ہوا تھا۔۔۔۔

جسکے ساتھ ہی تمام ہال کی لائٹس آف کر دی گئی تھیں۔۔۔۔ جسکی وجہ سے ہر طرف مکمل اندھیرہ چھا گیا تھا۔۔۔۔

صرف ایک مین لائٹ سے ہال کے اینٹرس پر فوکس کیا گیا تھا۔۔۔۔ جہاں ڈیپ ریڈ کلر کے لہنگے میں موسی شاہ کی زندگی انکی عمر بھر کی ریاضت انکی لاڈلی شہزادیوں جیسی بیٹی اور زارون شاہ کے دل کی دھڑکن آن کھڑی ہوئی تھی

۔۔۔۔

مین لائٹ اسکے بھاری نگینوں سے سجے لہنگے میں چھپے قدموں سے ہوتی اوپر کی طرف بڑھتی اسکے مہندی سے سجے خوبصورت ہاتھوں پر آئی۔۔۔۔

جن کی کپکپاہٹ زارون شاہ نے اتنے دور ہونے کے باوجود بھی واضح محسوس کی تھی۔۔۔۔

جس سے اسکے لبوں کی تراش میں خوبصورت مسکان ابھری۔۔۔۔

بھاری نیٹ کا ڈوپٹہ ۔۔۔۔جس سے گھونگھٹ کر کے اس ملکہ حسن کے جلووں کو چھپانے کی ناکام کوشش کی گئی تھی ۔۔۔

اسکی جھکی پلکوں کی لرزش،،،، ناک میں چمکتی خوبصورت نازک نتھ جسکے سفید موتی میں زارون کو اپنا دل اٹکتا ہوا محسوس ہوا تھا،،،، اس پر قیامت ڈیپ سرخ رنگ کے تہہ میں چھپے اسکے یاقوتی لب اسکی تشنگی کو مزید بڑھا گئے۔۔۔

سرخ عروسی لباس میں اسکی محبتوں اور شدتوں میں نکھری ہوئی وہ لڑکی سرخ کھلا ہوا گلاب لگ رہی تھی۔۔۔۔جس کے حسن نے نکھر کر حوروں کو بھی مات دے دی تھی۔۔۔۔

اور وہ جو پہلے سے ہی اسکا دیوانہ تھا۔۔۔اپنے ہوش کیسے نا کھوتا۔۔۔۔وہ یک ٹک بنا نظر جھپکائے دیوانگی کے عالم میں اسے تکے جا رہا تھا۔۔۔۔

تبھی موسی شاہ نے آگے بڑھ کر اسکی صبیح چمکتی پیشانی پر محبت سے بوسہ دیا تھا ۔۔۔۔

اپنے بابا کی محبت پر زرمینے کے سرمئی نینا بھیگے تھے۔۔۔۔جبکہ ہونٹوں پر تبسم بکھرا۔۔۔۔

اور وہ روتے ہوئے محبت کے ساتھ انکے سینے کا حصہ بنی تھی۔۔۔۔جس پر وہ مسکرائے اور اسکے سر پر پیار کرتے ہوئے اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں لے کر سٹیج کی طرف بڑھے تھے۔۔۔۔

دوسری طرف زارون شاہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

جس کے اٹھتے ہی دوسری مین لائٹ نے اسکے وجود کو اپنے حصار میں لیا ۔۔۔ تبھی کسی دوست نے اسکی طرف ایک مائک پھینکا جسے اس نے مہارت سے کیچ کیا اور ساتھ ہی فضاء میں دھیمے سروں کے ساتھ زارون شاہ کی خوبصورت آواز نے اپنا جادو جگایا تھا۔۔۔

تم کو پایا ہے تو جیسے کھویا ہوں

کہنا چاہوں بھی تو تم سے کیا کہوں

اس نے گانے کے بول گھمبیر تا سے ادا کرتے قدم زرمینے کی طرف بڑھائے تھے۔۔۔۔جو اسکی آواز کی دلکشی میں کھوتی قدم روک چکی تھی۔۔۔۔

جبکہ گانے کے پہلی دو لائنز پر ہی پورے ہال میں زبردست ہوٹنگ ہوئی تھی

۔۔۔۔

تم کو پایا ہے تو جیسے کھویا ہوں

کہنا چاہوں بھی تو تم سے کیا کہوں

مجبوری میں موسی شاہ کو بھی رکنا پڑا تھا۔۔۔زرمینے جھکی نظریں اٹھا کر اسکے وجیہہ چہرے کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔

جس پر دنیا فتح کر لینی والی خوشی جھلک رہی تھی۔۔۔۔اس نے اپنی ہی نظر لگ جانے کے ڈر سے نظریں جھکائی۔۔۔۔

جنکی ذرا سی جنبش نے زارون شاہ کی دل کی دنیا کو تہہ و بالا کیا تھا۔۔۔

کسی زبان میں وہ لفظ ہی نہیں

کہ جن میں تم ہو کیا تمہیں بتا سکوں

وہ بوند بوند لفظوں کے جال بنتا اسکے قریب آن کھڑا ہوا تھا۔۔۔ جسکے قریب آتے ہی ان پر پھولوں کی برسات شروع ہوئی تھی اور ساتھ ہی مصنوعی سنو فال نے ماحول کو مزید فسوں خیز بنایا۔۔۔۔

میں اگر کہوں کہ تم سا حسین کائنات میں نہیں ہے کہیں

تو تعریف یہ بھی تو سچ ہے،،،،،، کچھ بھی نہیں

تم کو پایا ہے تو جیسے کھویا ہوں

وہ اسکے مسمرائز کر دینے والے حسن سے زیر ہوتا اسکے قدموں میں جھکا تھا اور بہت محبت اور چاہت کے ساتھ اسکی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔۔

جبکہ آنکھیں موسی شاہ کی نظروں پر ٹکائی جن میں اتری ناگواریت اس سے پوشیدہ نہیں تھی۔۔۔زارون کے کانوں میں انکے کہے گے جملے سنائی دیئے تھے

۔۔۔۔

بہت جلد میں زرمینے کو اس فضول اور بے پایار شتے سے آزاد کروالوں گا
۔۔۔۔جسے یاد کرتے ایک پل کیلئے اسکی آنکھوں میں سرخی سی دوڑ گئی تھی۔۔۔

لیکن دوسرے ہی پل اس نے اپنی محبت کے فتح یاب ہونے پر جتاتی نظروں سے دیکھا۔۔۔۔

جنہیں موسی شاہ نے بخوبی محسوس کیا تھا۔۔۔

پھر مارے بندھے مجبوری اور دنیاوی دکھاوے کیلئے۔۔۔۔زرمینے کا لرزتا ہوا ہاتھ اٹھا کر اسکی ہتھیلی پر رکھا تھا۔۔۔۔

جسے نرمی سے تھامتے ہوئے لبوں پر شرارتی مسکراہٹ سجائے زارون نے شدت جذبات سے اس پر اپنے دہکتے ہونٹ رکھے تھے۔۔۔۔

جبکہ وہ اسکی بے باکیوں کے نظارے اور نہیں دیکھ سکتے تھے اس لیے منظر سے ہٹتے چلے گئے۔۔۔۔ جن کے جانے کے بعد مین لائٹ نے ان دونوں کو مکمل اپنے فوکس میں لیا تھا۔۔۔۔

زرمینے تو اپنے بابا کے سامنے اسکی بے باکی پر ششدر چہرے کے ساتھ لٹھے کی مانند سفید پڑی تھی۔۔۔۔ لیکن مقابل کو اس بات کی پرواہ کہاں تھی۔۔۔۔ وہ تو اپنی خوشی میں ہر بات کو پس پشت ڈالے دنیا زیر کرنے کے درپر تھا۔۔۔۔

جبکہ اسکے اقدام پر زبردست تالیوں کی آواز پورے ہال میں گونجی تھی۔۔۔۔

زاورن نے اوپر اٹھتے اسی ہاتھ سے پکڑ کر اسے گول گھمایا تھا۔۔۔۔

جس سے اسکا گھیر دار بھاری لہنگا ہوا میں لہرایا۔۔۔اور وہ گھوم کر اسکے کشادہ سینے سے ٹکرائی تھی۔۔۔

زرمینے شرم وحیا سے لرزی۔۔۔

شوخیوں میں ڈوبی یہ ادائیں

چہرے سے جھلکی ہوئی ہیں

پردے کے پیچھے چھپے اسکے سرخ چہرے کو دیکھتے اگلے بول پڑھے

زلف کی گھنی گھنی گھٹائیں

شان سے ڈھلکی ہوئی ہیں

اسکا رخ موڑتے پشت اپنے سینے سے لگائی تھی۔۔۔ جبکہ وہ اسکی بانہوں میں کسی بے جان گڑیا کی طرح اسکے اشاروں پر ناچ رہی تھی۔۔۔

لہراتا آنچل،،،، ہے جیسے بادل

بانہوں میں بھری ہے جیسے چاندنی

روپ کی چاندنی

دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے اسے ایک بار پھر گھمایا تھا۔۔۔ جس سے لہنگے کے ساتھ اسکا آنچل بھی ہوا میں لہرایا۔۔۔

اسکے دوبارہ اپنے قریب آنے پر زاروں نے اسکے ہاتھ اپنے کندھوں پر رکھے جبکہ خود اسکی خوشبو میں جھکتے گہرا سانس لیا تھا۔۔۔

میں اگر کہوں ہمسفر میری

اپسرا ہو تم یا ہو کوئی پری

تعریف یہ بھی تو سچ ہے کچھ بھی نہیں

مسکرا کر کہتے نرمی سے اسکی ٹھوڑی کو چھوا اور پھر گود میں اٹھاتے ہوئے ہوا میں لہرایا

زرمینے نے سہارے کیلیۓ اسکے کندھوں پر پکڑ مظبوط کی۔۔۔

جب وہ دھیرے دھیرے دوبارہ اسے نیچے کی طرف لے کر آیا۔۔۔ جبکہ اسکے اس رد عمل پر زر کی دھڑکنیں دھونکنی کی مانند چل رہی تھیں۔۔۔

تم کو پایا ہے تو جیسے کھویا

کہنا چاہوں بھی تو تم سے کیا کہوں

کسی زبان میں وہ لفظ ہی نہیں

کہ جن میں تم ہو کیا تمہیں بتا سکوں

تم کو پایا ہے تو جیسے کھویا ہوں

اسکا چہرہ اپنے قریب آتے ہی شدت جذبات سے آخری جملے ادا کیے تھے۔۔۔۔

زرمینے نے جھکی نظریں اٹھا کر اسکی کالی گھٹاؤ میں دیکھا۔۔۔اور بس وقت کچھ پل کیلیئے وہی تھم گیا تھا۔۔۔زارون نے اپنی کشادہ پیشانی اسکی گھونگھٹ میں چھپی صبیح پیشانی سے ٹکائی۔۔۔

ابرش ایہا جو زرمینے کے ساتھ آئی تھیں اسے موسی شاہ کے حوالے کرتے ہوئے خود دونوں واسم اور ضارب کے قریب آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

زارون کے گانے اور زرمینے کے ساتھ خوبصورت رقص کو دیکھتے بے ساختہ ہی مسکرا کر ابرش نے ضارب کے بازو کو تھاما۔۔۔

جس پر ضارب شاہ نے نظریں سامنے منظر سے ہٹا کر اپنے پہلو میں کھڑی اپنی معصوم باربی کو دیکھا۔۔۔جو ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ سجائے گانے کے بولو اور سامنے کے منظر میں کھوئی ہوئی تھی۔۔۔

پھر اندھیرے کا ایڈونٹیج لیتے اسکی مسکان کو اپنوں لبوں سے چن گیا۔۔۔

جبکہ اسکے اقدام پر ابرش نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

ضارب نے مسکراتے اسکی آنکھوں پر پیار کیا۔۔۔جس پر اس نے شرما کر اپنا چہرہ اسکے کندھے میں چھپایا۔۔۔

ضارب شاہ نے اسکی حرکت پر بمشکل خود کو قہقہہ لگانے سے روکا۔۔۔

جبکہ اسکے سرخ چہرے کو دیکھتے دل تو مزید گستاخیوں پر اکسا رہا تھا لیکن ان سب کیلئے یہ جگہ مناسب نہیں تھی۔۔۔اس لیے لب بھینچ کر خود کو کنڑول کر گیا

۔۔۔۔

گانا ختم ہوتے ہی زارون بنا اسے نیچے اتارے یونہی سٹیج کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

جبکہ دوسری طرف ابیہا کی خوشبو محسوس کرتے واسم نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے بے دھڑک اسے اپنے قریب کیا۔۔۔

سم۔۔" ابیہا کے منہ سے نکلی سرگوشی ہال میں گونجتی تالیوں کے شور میں کہیں دب کر رہ گئی تھی۔۔۔ جب اس نے اسکی طرف دیکھے بنا ہی ہاتھوں کو جنبش دیتے ایک بے باک جسارت انجام دی۔۔۔

ابیہا کا سانس کہیں اسکے سینے میں ہی اٹک گیا تھا۔۔۔ شرم وحیا سے سرخ پڑتے اسنے واسم سے دور ہونا چاہا۔۔۔ لیکن اس کی گھورتی نظروں کو خود پر ٹکے دیکھ اسکے ہاتھ خود با خود اسکے ہاتھ سے ہٹتے پہلو میں گرے۔۔۔

جس سے واسم کے لبوں پر ایک خوبصورت مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی تھی ----

زارون نے اسے لاکر سٹیج پر رکھے صوفے پر بٹھایا اور اسکی پیشانی پر پیار کرتے ہوئے مسکرا کر اسکے پہلو میں ٹک گیا---

جبکہ سب کے سامنے اسکی بے باکیاں زرمینے کی جان لینے کے درپر تھیں---

زارون کچھ شرم کریں---

کمر پر رکھے اسکے ہاتھ کو جھٹکنے کی کوشش کرتی غصے سے بولی--

ہائے مسزآپ کے اس روپ نے زارون شاہ کو کسی کام کا نہیں چھوڑا ۔۔۔۔ہمارے سارے حواس توآپکے ان مخملی ہونٹوں کی بناوٹ اور سرخی میں کھوگئے۔۔۔۔

کہ ہم اپنے ہی وجود سے اختیارات کھونے لگے۔۔۔

پھر کیسی شرم اور کیسا لحاظ۔۔۔۔ویسے ایک بات بتائیں میری زندگی ؟؟؟؟وہ جو اسکی نرم سرگوشیوں پر شرم سے سرخ پڑتی جارہی تھی۔۔۔۔

سوالیہ دیکھنے لگی۔۔۔۔

یہ جوآپ پراتنا روپ آیا ہے،،، میک اپ کا کمال ہے یا میری محبت اور شدتوں کا۔۔۔۔

ایک آنکھ دبا کرانتہائی بے باکی سے بولا۔۔۔

جس پر وہ سرتا پیر گلنار ہوئی۔۔۔۔جبکہ ہونٹوں پر قفل کے تالے لگے تھے

۔۔۔۔

اسے بے ساختہ ابرش ابیہا کی چھیڑ خانی یاد آئی تھی۔۔۔۔جب وہ ان دونوں کے دھوکے سے چھت پر لیجانے پر غصہ کر رہی تھی۔۔۔لیکن بدلے میں وہ اسے معنی خیز نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔

اور وہ لاکھ کوششوں اور غصے کے باوجود اپنے وجود سے اٹھتی زارون شاہ کی خوشبو کو نہیں چھپا پائی تھی۔۔۔۔

جس پر ان دونوں نے پورا ٹائم اسکار یکارڈ لگاتے برا حال کر دیا تھا۔۔۔۔

ان دونوں کے سٹیج پر بیٹھتے ہی ہال کی تمام روشنیاں واپس لوٹ آئی تھیں

عمائمہ بیگم کے سنگ ٹھہرے حیدر شاہ نے اپنے تینوں پوتوں کی چمکتی آنکھوں اور چہرے پر اطمینان کو دیکھتے بے ساختہ اپنے رب کا شکر ادا کیا۔۔۔

آج ہم بہت خوش ہیں بیگم آج ہمارے بچوں کو انکی مکمل خوشی ملی ہے۔۔۔اپنی متاع حیات کو دیکھتے خوش اسلوبی سے بولے۔۔۔ جسکے بدلے وہ بھی مسکرائی تھیں۔۔۔

ہم بھی۔۔"لیکن ایک بات ہے شاہ سائیں۔۔۔

کیا؟؟؟

حیدر شاہ نے سوالیہ دیکھا۔۔۔۔

آپکا یہ چھوٹا پوتا سب سے زیادہ بے باک اور بے شرم نکلا ہے۔۔۔۔زارون کی حرکتوں کو دیکھتے سرخ چہرے کے ساتھ نروٹھے پن بولیں تھیں۔۔۔۔

جسے دیکھتے حیدر شاہ نے قہقہہ لگایا۔۔۔۔

آخر پوتا کس کا ہے بیگم۔۔۔

"ہم شاہ خاندان والے پیار،، وار اور اسکا اظہار ڈنکے کی چوٹ پر کرتے ہیں" اپنی سفید گھنی مونچھوں کو تاو دیتے فخر سے بولے تھے۔۔۔۔

جبکہ انکی ذو معنی بات کو سمجھتے وہ مزید سرخ پڑتی وہاں سے واک آؤٹ کر گئیں ۔۔۔جنکی پشت کو دیکھتے انکے ہونٹوں پر تبسم بکھرا تھا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

زرزارون کے سٹیج پر بیٹھتے ہی باقی رسموں کا آغاز ہوا تھا۔۔۔جس میں سر فہرست دودھ پلائی کی رسم تھی۔۔۔

ابرش ،ایہاتاشے کو اپنے ہمراہ لیے سٹیج پر آئی تھیں اور دودھ کا گلاس ٹیبل پر رکھتے زارون کے آگے اپنی نازک ہتھیلیاں پھیلائی۔۔۔اور ساتھ ساتھ زبردستی پکڑ کر تاشے کا ہاتھ بھی آگے بڑھایا۔۔۔جسے وہ بیچاری آکوورڈ فیل کرتے پیچھے کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

لیکن ابیہا کی گھوری پر دل مسوس کر رہ گئی۔۔۔

جبکہ انکے دھونس بھرے انداز کو دیکھتے زارون نے ایک آئی بر وداد میں اٹھائی

۔۔۔۔

کیا؟؟؟

سب جانتے بھوجتے انجان بن کر سوال کیا۔۔۔

پیسے نکالو۔۔۔

ابیہا رعب سے بولی تھی۔۔۔ جسکی تائید میں ابرش نے بھی سر ہلایا تھا البتہ تاشے کچھ جھجھک کا شکار تھی۔۔۔

ارے پہلی مانگنے والی دیکھیں ہیں۔۔۔جو مانگتے ہوئے اتنا رعب جھاڑ رہی ہیں ۔۔۔۔ بھئی کس بات کے پیسے؟؟؟؟

زارون نے صاف انکا مذاق بنایا تھا۔۔۔۔

جبکہ اسکے جواب پر تاشے نے زبردستی ہاتھ پیچھے کھینچنا چاہا۔۔کیونکہ اسے ان سب میں اپنا آپ بہت ان فٹ محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔

جس پر ابرش کے ساتھ ایہا بھی چڑی تھی۔۔۔۔ارے تم تو سکون سے کھڑی ہو۔۔۔کیوں بار بار اپنا ہاتھ کھینچ رہی ہو۔۔۔۔ بھولو مت تم بھی زر کی بہن ہو ۔۔۔اور ہمارے ساتھ تمہارا بھی ان پیسوں پر مکمل حق ہے۔۔۔

ایہا آنکھیں دکھاتی رعب سے بولی تھی۔۔۔ جس پر زارون کے ساتھ باقی سب بھی اسکی طرف متوجہ ہوئے تھے۔۔۔ بیا مجھے عجیب فیلنگ آ رہی ہے ۔۔۔ وہ خود پر اٹھتی سب کی نظریں محسوس کر کے قریب ہوتی ایہا کے کان میں منمنائی۔۔۔

کچھ عجیب فیل نہیں ہوتا۔۔۔ میں نے کل تمہیں کیا سمجھایا تھا تم بھی اب ہمارے اس خاندان کا حصہ ہو اس لیے شرم ورم چھوڑو اور اپنے حق کا مطالبہ کرو۔۔۔

اسے لاپرواہی سے سمجھانے کے بعد وہ دوبارہ زارون کی طرف متوجہ ہوئی جو ان دونوں کو دیکھتے معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ جبکہ باقی سب کی نظریں بھی ان پر ہی ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔

جبکہ ان نظروں کے درمیان دو نظریں ایسی بھی تھیں ۔۔۔ جنہوں نے بھرپور طریقے سے تاشے کے سجے سنورے روپ کا جائزہ لیا تھا ۔۔۔

ملٹی کلر خوبصورت لہنگے میں ملبوس سر پر سلیقے سے دوپٹہ سجائے ہلکے میک اپ کے ساتھ وہ بہت پیاری لگ رہی تھی ۔۔۔

جبکہ اسکے بر عکس ابرش ابیہا دونوں نے ایک جیسی ساڑھیاں زیب تن کر رکھی تھی ۔۔۔ جن کے صرف رنگ الگ تھے ۔۔۔۔ ابرش بے بی پنک جبکہ ابیہا نیوی بلو کلر ۔۔۔ جبکہ دونوں کے چہروں کے گرد ساڑھی کے ہمرنگ حجاب زینت بنے ہوئے تھے جو انکی خوبصورتی میں مزید اضافہ کر رہے تھے ۔۔۔

تم اتنے معصوم ہو نہیں جتنا بننے کی کوشش کر رہے ہو ۔۔۔۔ چپ چاپ پیسے نکالو ۔۔۔ ہاں لالا جلدی جلدی پیسے نکالے دیکھیں میں اتنی محنت سے خاص

آپ کیلئے اپنے ہاتھوں سے یہ دودھ بنا کر لائی ہوں ۔۔۔ایہا کے بعد ابرش بھی مسکرا کر بولی تھی ۔۔۔

اس نے پیسے نکلوانے کیلئے مکھن لگانا مناسب سمجھا ۔۔۔

جس پر تاشے نے اسے حیرانی سے دیکھا ۔۔کیونکہ دودھ تو ایہا نے بنایا تھا اور اس نے صرف ٹرے میں سجاتے اس میں ڈرائی فروٹس ایڈ کیے تھے ۔۔۔

جبکہ اسکی حیرانی کو بھانپتے ابرش نے سوالیہ دیکھا ۔۔۔جس پر اس نے فورا نفی میں سر ہلایا ۔۔۔

تم بھی بولو ۔۔۔جس پر اس نے اسے بھی بولنے کا اشارہ کیا تھا ۔۔

اب وہ کیا کہتی ۔۔۔۔خاموشی سے سر ہلا گئی ۔۔۔۔

جو بھی ہے بھئی ۔۔۔۔لیکن میرے پاس تم لوگوں کو دینے کیلئے ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہے ۔۔۔اگر اسکے باوجود مجھے تم لوگ یہ دودھ پلانا چاہتی ہو تو لاو ۔۔۔۔سو بسم اللہ میں فری میں پینے کو تیار ہوں ۔۔۔۔

اس نے صاف اپنے ہاتھ جھاڑتے خود کو کھنگلا ظاہر کیا ۔۔۔۔جس پر سٹیج پر قہقہوں کا طوفان اٹھا تھا ۔۔۔۔

یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے ؟؟؟

ابیہا نے غصے سے پوچھا ۔۔۔۔بالکل "اس نے صاف ہری جھنڈی دکھائی ۔۔۔۔

ابرش ایبہا نے واسم ضارب کی طرف مدد طلب نظروں سے دیکھا۔۔۔

جس پر ان دونوں نے بھی کندھے اچکائے تھے۔۔۔کہ وہ اس معاملے میں انکی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔۔۔۔

زارون بھولو مت کل ہم دونوں نے تم پر کتنا بڑا احسان کیا تھا کچھ اسکی ہی لاج رکھ لو۔۔۔۔

ایبہا نے بات نا بنتی دیکھ آخری ہربہ آزمایا۔۔۔اور ہاں کل ہماری کیسے منتیں کر رہے تھے اور اب۔۔۔۔ابرش کی زبان سے بھی شکوہ پھسلا۔۔۔۔

وہاں موجود سبھی لوگوں نے سوالیہ زارون کی طرف دیکھا۔۔۔۔

جس پر وہ ایک نظر گھونگھٹ میں سرخ بیٹھی زرمینے کو دیکھتے ڈھٹائی سے مسکرایا تھا۔۔۔

رات گئی بات گئی۔۔۔اور پھر لاپرواہی سے کالر جھٹکا۔۔۔

ابرش ابیہا نے شکوہ بھری نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔اور اس سے پہلے وہ ناراض ہو کر سٹیج سے اترتی۔۔۔گھونگھٹ میں بیٹھی زرمینے بول اٹھی تھی ۔۔۔۔

زارون شاہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ رخصتی آج کی ہی تاریخ میں انجام پائی جائے تو میری بہنوں کو انکے نیگ کے پیسے دیں۔۔۔

اسکے لب و لہجے کی سختی کو محسوس کرتے زارون نے حیرانی سے اسکی طرف دیکھا ۔۔۔۔جس نے اس کے دیکھنے پر آنکھوں سے ہی اشارہ کیا تھا۔۔۔

وہ ان دونوں کے معاملے میں ایسی ہی پازیسو تھی ۔۔۔تو انہیں ہار مانتے کیسے دیکھ لیتی ۔۔۔اس لیے ساری لاج شرم بھولائے انکے حق میں بول اٹھی تھی ۔۔۔۔

جس پر چار و نچار زارون کو اپنی جیب ڈھیلی کرنی پڑی تھی ۔۔۔جبکہ اسکے بنے ہوئے منہ کو دیکھتے وہاں موجود سب نے قہقہے لگائے تھے۔۔۔

لو فقیرنیوں اتنے امیر کبیر بندوں کی بیویاں ہونے کے باوجود تم لوگوں کی نظر ہمیشہ میری ہی جیب پر رہتی ہے ۔۔۔ان دونوں کے ہاتھوں میں پیسے تھماتے دہائی دی تھی ۔۔۔

جس پر محفل ایک بار پھر زعفران ہوئی۔۔۔۔

جبکہ ان دونوں نے اسکی دہائی کو سرے سے نظرانداز کیا تھا۔۔۔جب زارون نے ایک پیکٹ تاشے کی طرف بھی بڑھایا۔۔۔۔جس پر وہ کچھ جھجھکی۔۔۔۔ ان دونوں کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔

جنہوں نے پیکٹ لینے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔

لے لو گڑیا۔۔۔۔ان دونوں کے ساتھ تم بھی میری بہن ہو۔۔۔۔اسکی جھجھک ختم کرنے کی خاطر پیار سے بولا۔۔۔۔

" جس پر وہ مسکرا کر پیکٹ تھام گئی۔۔۔۔ شکریہ

ویسے ایک بات ہے ؟؟؟؟اسکے شکریہ کہ جواب میں وہ اس سے مخاطب ہوا

تاشے کے ساتھ سب نے سوالیہ زارون کی طرف دیکھا۔۔۔

تمہاری جو آنکھیں ہیں۔۔۔ بالکل زر اور ماموں جان کے جیسی ہیں۔۔۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ماموں جان کے ہاں جڑواں بیٹیوں کی پیدائش ہوئی تھی ۔۔۔اور وہ تمہیں غلطی سے ہاسپٹل میں بھول آئے۔۔۔

اور آج برسوں بعد قسمت نے پھر سے ہم سب کو تم سے ملا دیا۔۔۔ موسی شاہ کی طرف دیکھتے،،،اس نے بہت سیریس بات نان سیریس انداز میں کی تھی

جس پر باقی سب تو مسکرائے۔۔۔ لیکن موسی شاہ نے قہر بھری نظر اس پر ڈالی تھی۔۔۔

جبکہ انکے بدلے انداز و اطوار زارون کو بری طرح کھٹک رہے تھے۔۔۔ لیکن وقت اور حالات کے پیش نظر وہ سب بھولائے مسکرایا تھا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

"ارمغان۔۔۔

ارمغان شاہ مہمانوں کے ساتھ گفتگو میں مشغول تھے۔۔۔ جب کسی نے پیچھے سے انہیں مخاطب کیا تھا۔۔۔

جس پر وہ پلٹے۔۔۔

ارے احسن وٹ آ پلیزنٹ سرپرائز یار۔۔۔" خوش اسلوبی سے کہتے انہیں گلے سے لگایا تھا۔۔۔۔

مجھے تو لگا تم نہیں آ و گے۔۔۔۔

بس یار تم تو جانتے ہی ہو میری مجبوریاں ابھی نیا نیا کام سیٹ کیا ہے۔۔۔بس اسی لیے۔۔۔ان سے فراغت ملی تو اپنا وعدہ پورا کرنے چلے آ ئے۔۔۔۔

انکی حیرانی پر ہشاش بشاش لہجے میں گویا ہوئے۔۔۔۔

جس پر وہ مسکرائے تھے۔۔۔اچھا چلو آ و تمہیں باباسائیں سے ملواتا ہوں۔۔۔۔

وہ انہیں ساتھ لے کر حیدر شاہ کی طرف بڑھے تھے۔۔۔۔جو ضارب کو لیے کچھ خاندان کے دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھڑے تھے۔۔۔۔

ویسے ایک بات ہے دادا سائیں۔۔۔۔آپ کے اس چھوٹے پوتے نے سب کے ریکارڈ توڑے ہیں۔۔۔عاقب لالا (عظمی بیگم کے بھتیجے) زارون کی حرکتوں کو ملاحظہ کرتے شریر پن سے گویا ہوئے تھے۔۔۔۔

جس پر وہاں موجود سبھی لوگ مسکرائے۔۔۔۔

ہمارے خاندان کا پہلا دلہا ہے بھئی جس نے بے دھڑک اپنی محبت کا اظہار سر محفل کیا ہے۔۔۔۔اسکی ہمت کو داد دینے کو دل چاہ رہا۔۔۔۔

کافی توصیفی انداز میں تعریف کی تھی۔۔۔۔

جسے ان سب کو اکٹھا کھڑے دیکھ کر سٹیج سے اتر کر آتے زارون شاہ نے بھی سنا تھا۔۔۔۔

بہت شکریہ لالا۔۔۔۔

اور پھر سب کے درمیان سر خم کرتے اسے قبول بھی کیا۔۔۔۔

ویسے لالا ایسے تعریف کے کلمات کچھ سال پہلے آپ کیلئے بھی سر محفل ادا کیے جاسکتے تھے اگر آپ عرشین بھابھی کو چوری چھپی چٹھیاں لکھنے کی بجائے،،،، سب کے سامنے ان سے اپنی محبت کا اظہار کرتے۔۔۔۔

زارون نے انکا بھانڈا بھیچ چوراہے سب کے سامنے پھوڑا تھا۔۔۔۔سب کزنز انہیں حیران نظروں سے دیکھنے لگے۔۔۔کیونکہ گھر والوں کے مطابق انکی ارینج

میرج تھی۔۔۔اور وہ اس چھوٹے شیطان کو کچھ بول بھی نا سکے سوائے گھورنے کے۔۔۔جس نے اتنا سالوں سے دبا انکار از آج عیاں کیا تھا۔۔۔

بیٹا اگر اس وقت میں تمہاری طرح اپنی محبت کے مظاہرے دکھاتا نا تو،،، بابا سائیں نے میری تعریف کرنے کی بجائے پوری محفل کے سامنے الٹا لٹا کر جوتوں سے میری پیٹ سینک دینی تھی۔۔۔پھوپھا سائیں نے تو تمہیں کچھ بولا ہی نہیں۔۔۔

انکی دہائی پر محفل ایک بار پھر زعفران بنی۔۔۔جبکہ انکی پیٹ سینک دینی والی بات اور ارمغان شاہ کو اس طرف ہی آتے دیکھ کر اسے کچھ دن پہلی کی ہوئی اپنی دھلائی یاد آئی تھی۔۔۔

جس سے اسکا چہرہ یکدم سرخ ہوا جبکہ ہاتھ بے ساختہ پیٹ پر گیا،،، جس سے اتنے دن گزرنے کے بعد ابھی بھی سینک اٹھتا تھا۔۔۔

ضارب شاہ جسکی نگاہیں اسکی طرف ہی تھیں۔۔۔اس نے بڑی فرصت سے زارون کی یہ حرکت ملاحظہ فرمائی اور پھر ارمغان شاہ کو سامنے دیکھ معاملہ سمجھ آتے ہی جاندار قہقہہ لگایا تھا۔۔۔

جس پر چند پل کیلیۓ ایسا لگا جیسے وقت تھم گیا ہو۔۔۔دادا سائیں سمیت پوری حاضرین محفل نے اسے مبہوت نگاہوں سے دیکھا۔۔۔کیونکہ یہ آنکھوں کو خیرہ کر دینے والا نظارہ سالوں بعد دیکھنے کو ملا تھا۔۔۔

جبکہ زارون شاہ نے خجل سا ہوتے پیٹ سے ہاتھ ہٹا کر ایک ادا سے بالوں کو کھجایا۔۔۔

ضارب شاہ کے اس قہقہے نے پوری محفل پر طلسم طاری کر دیا تھا۔۔۔کہ ایہا زرا اور تاشے ساتھ بیٹھی ہوئی ابرش بھی اچانک اس پر اٹھنے والی نظر دوبارہ جھکانا بھول گئی تھی۔۔۔

ضارب کو ایسے ہنستے دیکھ کر اسے ایسے لگا کہ جیسے زندگی کے تمام رنگ اس ایک ہنسی میں سمٹ آئے ہو۔۔۔اور وہ ایک دیوانگی کے عالم میں اسے تکنے لگی۔۔۔

وہ اپنی ذات کے اندھیرے اور وحشتوں میں کھویا ہوا ادھورا سا شخص ایسے ہنستے بہت مکمل سا لگا اسے۔۔۔

جبکہ اسکی محویت کو دیکھتے ہوئے ایہا نے شرارت سے اسکا کندھا ہلایا۔۔

بس کر دو یار باقی گھر جا کر دیکھ لینا وہ مکمل تمہارے ہی ہیں۔۔۔جس پر وہ کچھ ہوش میں آئی تھی۔۔۔اور پھر ان تینوں کو خود کی طرف شرارتی نگاہوں سے تکتے دیکھ سرخ پڑتے چہرہ جھکا گئی۔۔۔

جبکہ ایہا کی آواز اتنی اونچی ضرور تھی کہ سٹیج کے پاس کھڑے واسم شاہ کے کانوں تک بھی پہنچی تھی۔۔۔جس نے ایک نظر انکی طرف دیکھنے کے بعد انکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تھا۔۔۔

جہاں کا نظارہ بہت مکمل اور بھرپور تھا۔۔۔زارون کے سر کھجانے پر ضارب نے اسکے سر پر چپت لگاتے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔۔۔
جبکہ ہونٹوں پر مسلسل ایک جان وارنے والی مسکراہٹ نے احاطہ کر رکھا تھا

۔۔۔۔

جسے دیکھتے بے ساختہ اسکے لب بھی مسکرائے تھے۔۔۔

اور پھر ایک نظر اپنی زندگی سے پیاری بہن کی طرف دیکھا جو ان تینوں کی کسی بات پر مسکرائی تھی۔۔۔البتہ نظریں اب بھی ضارب شاہ پر ٹکا رکھی تھیں

۔۔۔۔

اور اپنے رب سے صدقے دل سے اسکی خوشیوں کی دعا مانگی تھی۔۔۔

جب تک ضارب زارون سے الگ ہوا تب تک ارمغان بھی احسن حیات کو لے کر قریب پہنچ چکے تھے۔۔۔

" السلام وعلیکم

جنہوں نے آتے سارہی سب کو مشترکہ سلام کیا تھا۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔۔

سلام کا جواب دیتے حیدر شاہ سمیت باقی سب بھی انکی طرف متوجہ ہوئے تھے ۔۔۔۔ضارب تو انہیں دیکھتے پہلی نظر میں ہی پہچان گیا تھا۔۔۔۔البتہ حیدر شاہ کچھ شش و پنج کا شکار نظر آتے تھے۔۔۔۔

یہ چہرہ انہیں کافی جانا پہچانا سا لگا تھا۔۔۔جبکہ باقی سب انجان نظروں سے انہیں دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

جب ارمغان شاہ نے حیدر شاہ سے انکا تعارف کروایا تھا۔۔۔

بابا سائیں یہ میرے یونیورسٹی کے دوست ہیں۔۔احسن حیات" جنکا نام سنتے ہی ان کے دماغ میں جھماکہ سا ہوا تھا۔۔۔۔اور انہیں وہ سالوں پہلے ہوئی ایک

چھوٹی سی ملاقات یاد آئی تھی۔۔۔اور ساتھ میں اس ملاقات کا مقصد اور اپنا چھوٹا بیٹا بھی۔۔۔۔

کیسے ہیں شاہ جی۔۔۔ پہنچانا مجھے۔۔۔انکی طرف مصافحے کیلئے ہاتھ بڑھاتے مسکرا کر بولے تھے۔۔۔۔

جس پر انہوں نے بھی مسکرا کر سر ہلایا تھا۔۔۔البتہ انکی بات سنتے باقی سب کے ساتھ ارمغان شاہ بھی کافی حیران تھے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کو کیسے جانتے ہیں۔۔۔۔

البتہ ضارب بہت غور سے انکے چہرے کے تاثرات جانچ رہا تھا۔۔۔پتا نہیں لیکن کیوں یہ بندہ اسے پہلی ملاقات میں ہی مشکوک سا لگا تھا۔۔۔۔

کیسے ہیں آپ؟؟؟؟اصل میں کافی سالوں بعد دیکھا تو پہنچاننے میں تھوڑی دقت درپیش آرہی تھی۔۔۔۔

انکا احوال پوچھتے حیدر شاہ نرم لہجے میں گویا ہوئے۔۔۔۔

الحمدللہ میں بالکل ٹھیک۔۔۔۔اور آپ کیسے ہیں؟؟؟؟

الحمدللہ بس شکر اس مالک کی ذات کا۔۔۔انکے لہجے میں عاجزی بول رہی تھی۔۔۔۔۔

احسن حیات نے بہت غور سے پر شفق وجیہہ چہرے والے حیدر شاہ کو دیکھا۔۔۔۔جنہیں توڑنے کی کبھی انہوں نے بھرپور کوشش کی تھی۔۔۔لیکن وہ آج بھی اپنی جگہ کسی مظبوط چٹان کی طرح سینہ تانے کھڑے تھے۔۔۔۔

اور آپکے بھائی کیسے ہیں؟؟؟؟انکے خاموش ہونے پر حیدر شاہ نے بات کا دورانیہ بڑھایا۔۔۔۔

جس پر ان کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا تھا۔۔۔۔ نہیں ہے بے ساختہ ہی انکے لبوں سے پھسلا۔۔۔۔

کیا مطلب؟؟؟؟

انہوں نے نا سمجھی سے دیکھا۔۔۔

مطلب کہ بہت سال پہلے ہی اسکی ایک حادثے میں ڈیتھ ہو گئی تھی۔۔۔۔

انکے چہرے کے ساتھ لہجہ بھی سپاٹ ہو گیا۔۔۔۔

اوسن کر افسوس ہوا۔۔۔

تبھی وہاں موسی شاہ آئے تھے۔۔۔تایا سائیں میرے خیال میں اب رخصتی کی رسم ادا کر لینی چاہیے۔۔۔سید ھا حیدر شاہ سے مخاطب ہوتے مدعے کی بات پر آئے تھے۔۔۔

جس پر انہوں سر ہلایا تھا۔۔۔

اور پھر احسن حیات سے دوبارہ مصافحہ کرتے سٹیج کی طرف.بڑھے تھے۔۔۔

ضارب شاہ نے آج سالوں بعد وہ منظر دوبارہ دیکھا تھا۔۔۔جس نے اسکے سالوں پرانے زخموں کو ادھیڑ دیا۔۔۔اور وہ منظر تھا کسی کے ہاتھ میں اس انگوٹھی کا جسے سالوں بعد دیکھنے کے بعد بھی وہ ایک لمحے میں پہنچان گیا تھا۔۔۔

لیکن جس شخص کے ہاتھ میں وہ انگوٹھی تھی ۔۔۔۔وہ ان سب کا مجرم تھا۔۔۔یہ بات ضارب شاہ کیلیئے نا قابل یقین تھی ۔۔۔اسکی ذات یکدم طوفانوں کی زد میں آ گئی۔۔۔۔

اور وہ جہاں کھڑا تھا۔۔۔وہی پتھر کا ہو کر رہ گیا۔۔۔۔

جبکہ باقی سب اسکی حالت سے انجان مسکرا کر سٹیج کی طرف بڑھے تھے۔۔۔۔

جب اچانک زارون کی سیکرٹ پاکٹ میں رکھا۔۔۔فون وائبریٹ ہوا تھا ۔۔۔جس پر وہ فوراالرٹ ہوتا ایک سائیڈ ہوا تھا۔۔۔۔

لیکن دوسری طرف سے جو خبر اسے سنائی گئی تھی ۔۔۔۔وہ اسکی آنکھوں کے نرم تاثر کو پل میں زائل کرتے اس درندے کی وحشت میں بدل گئی جس سے موت بھی خوف کھاتی تھی ۔۔۔۔

لہو رنگ ہوئی آنکھوں سے سیل دوبارہ پاکٹ میں رکھتے اس نے ایک نظر چاروں طرف دوڑائی،،،، ہنستی مسکراتی ہوئی اپنی فیملی ایبہا کی کسی بات پر شرما کر سر جھکاتی اپنی زندگی کو دیکھا اور پھر ساری باتوں کو ایک سائڈ رکھتے ہوئے دل پر پتھر رکھ سب کچھ ادھورا چھوڑ کر جانے کا فیصلہ کرتے وہ ضارب شاہ کے قریب آیا تھا۔۔۔

جو پتھر کی مورت بنے اپنی جگہ ابھی بھی سٹل کھڑا تھا۔۔۔ جبکہ اسکی آنکھوں کا رنگ زاروں شاہ سے کچھ زیادہ مختلف نا تھا۔۔۔

” لالا

بہت قریب سے زارون کی آواز سن کر وہ ہوش میں آیا تھا۔۔۔ جسکی آنکھوں کے بدلے رنگ کو دیکھتے وہ پریشان ہوا۔۔۔

جس پر اس نے ضارب کو ایک مخصوص اشارہ کیا تھا۔۔۔اور یہاں سب سنبھالنے کا کہتے بنا کسی سے کچھ کہے ہال سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

ضارب نے گہرا سانس ہوا کے سپرد کرتے حاضرین محفل پر ایک نظر دوڑائی ۔۔۔ جنہیں سنبھالنا بیشک اس کیلیئے زیادہ مشکل تو نہیں البتہ اتنا آسان بھی نہیں تھا۔۔۔

جن میں سر فہرست حیدر شاہ کے ساتھ واسم شاہ شامل تھا۔۔۔

جبکہ ایک وجود کی نظریں جو کب سے زارون شاہ پر ہی ٹکی ہوئی تھیں ۔۔۔اسے ہال سے باہر جاتے دیکھ اسکے لبوں پر شاطرانہ مسکراہٹ آئی تھی ۔۔۔

اس نے اپنے جیب سے فون نکالتے زارون شاہ کی موت کا پروانہ جاری کیا تھا ۔۔۔اور پھر سیل فون جیب میں رکھتے ہوئے مسکراتا ہوا دوبارہ اس محفل کا حصہ بن گیا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

زارون شاہ کے یوں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر چلے جانے سے سب بہت زیادہ برہم ہوئے تھے ۔۔۔خاص طور پر موسی شاہ کو موقع مل گیا تھا۔۔اس میں مزید کیڑے نکالنے کا۔۔۔

زارون کے خلاف انکی باتیں۔۔۔واسم کے ساتھ ضارب نے بھی بمشکل برداشت کی تھیں۔۔۔جب کہ وہ تو اب اس رخصتی کرنے کے حق میں بھی نہیں تھے۔۔۔

انکا کہنا تھا کہ جو اتنے اہم موقع پر میری بیٹی کو بے وقعت کر کے چلا گیا۔۔۔وہ آگے زندگی میں اس کا کیا ساتھ نبھائے گا۔۔۔

آخر ایسا کونسا کام آن پڑا جو اس کیلیئے اپنی شادی سے زیادہ ضروری ہو گیا۔۔۔اور جہاں تک وہ جانتے تھے زارون شاہ ایک نمبر کا ویلا اور نکھٹو انسان تھا اپنے باپ بھائی کے ٹکڑوں پر پلنے والا۔۔۔

پڑھائی میں زیرو۔۔۔بلکہ زندگی کے ہر میدان میں۔۔۔ایسا انسان جو انکے سپورٹ کے بنا ایک قدم اکیلے اٹھانے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔۔۔

اسے بھی کوئی ضروری کام ہو سکتا ہے۔۔۔۔یہ فعل انجام دے کر وہ سراسر مجھے اور میری بیٹی کو نیچا دکھانے کی کوشش کر رہا ہے۔۔۔اور کچھ نہیں۔۔۔

بس ماموں جان۔۔۔ضارب کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا۔۔۔وہ انکی بات درمیان میں کاٹتے دھاڑ اٹھا تھا۔۔۔

اب ہم ایک لفظ نہیں سنے گے اپنے بھائی کی خلاف۔۔۔اگر انہیں آپ سے کوئی اختلاف ہوتا یا پھر آپکو نیچا ہی دکھانا ہوتا تو آج یہ رخصتی کی رسم اتنی دھوم دھام سے ادا نہیں کی جا رہی ہوتی۔۔۔

اور اسکا اشارہ جس طرف تھا۔۔۔ موسی شاہ اسے بخوبی سمجھ چکے تھے ۔۔۔ تبھی ضبط سے مٹھیاں بھینچے خاموشی اختیار کر گئے۔۔۔

ضارب شاہ کو دوسرا لفظ بولنے کی ضرورت درپیش نہیں آئی تھی۔۔۔

جبکہ اسکے برعکس واسم غصے سے مٹھیاں بھینچے خاموش کھڑا تھا۔۔۔ کیونکہ اس کے مطابق۔۔۔ اس وقت زارون شاہ غلطی پر تھا۔۔۔ ورنہ موسی شاہ کی اتنی ہمت نہیں پڑتی کہ وہ انہیں اتنی باتیں سناتے۔۔۔

سب مہمانوں نے پل میں بدلتی صورتحال پر حیرانی سے انکی طرف دیکھا۔۔۔ زرمینے نے لب بھینچ کر اپنی سسکیوں کو دباتے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

شاہ۔۔۔ دل میں بس اسکے آ جانے کی دعائیں کر رہی تھی ۔۔۔ کیونکہ اسے اپنے شاہ کی محبت پر مکمل یقین تھا۔۔۔ کہ وہ کبھی اسکے ساتھ کچھ غلط نہیں کر سکتا

۔۔۔۔

لیکن اپنے بابا کی باتیں سن کر اسکا چڑیا جیسا معصوم دل سینے میں سہم سا گیا تھا

۔۔۔۔

نجمہ ،، عظمی اور عمائمہ بیگم کے ساتھ ابرش ایہا اور باقی گھر کے افراد الگ پریشان ہو چکے تھے ۔۔۔۔

لیکن ضارب شاہ کا کہنا تھا۔۔۔ وہ زارون شاہ کیلئے ہر قسم کی ذمہ داری لینے کو تیار ہے ۔۔۔ وہ شادی سے کہیں نہیں بھاگا بلکہ اسے بہت ضروری کام سے جانا پڑا ہے ۔۔۔۔

اور وہ کچھ دیر میں واپس بھی آ جائے گا۔۔۔

اور بس بات وہی ختم کر دی گئی تھی۔۔۔ حیدر شاہ نے درمیان میں پڑتے معاملے کو سنبھالا تھا۔۔

جس پر چار و نچار موسی شاہ کو بھی انکی بات کا مان رکھنا پڑا تھا۔۔

اور قرآن پاک کے سائے تلے وہ زر مینے کو رخصت کروا کر حویلی واپس لے آئے تھے۔۔۔

عظمی نجمہ بیگم سمیت باقی گھر کی عورتوں نے زر کو زارون کے کمرے میں بٹھاتے۔۔۔ جسے آج مکمل سرخ گلابوں کے ساتھ سجایا گیا تھا۔۔۔ اسے حوصلہ اور زارون شاہ پر یقین رکھنے کی تلقین کی تھی۔۔۔

چاہے جو کچھ بھی آج ہوا تھا۔۔۔ لیکن انہیں اپنی تربیت پر مکمل یقین تھا ۔۔۔اور زارون شاہ میں تو پورے خاندان کی جان بستی تھی ۔۔۔خاص طور وہ اپنی دونوں ماوں کا لاڈلہ تھا۔۔۔

اور جب ضارب اسکی گارنٹی لے رہا تھا تو اس پر شک کرنے کا دوسرا جواز بنتا ہی نہیں تھا۔۔۔پتا نہیں کیسے موسی شاہ اسکے بارے اتنی غلط باتیں بول گئے تھے ۔۔۔

شاید زر زارون کی پچھلی غلطی کا غصہ تھا جو اس وقت نکلا۔۔۔جس پر نجمہ بیگم ان سب کے سامنے کچھ شرمندہ بھی تھیں۔۔۔

بڑوں کے جانے کے بعد ابرش ابیہا نے اسے ایک بار پھر زارون کے نام سے چھیڑنا شروع کر دیا تھا۔۔۔آج جتنے خوبصورت طریقے سے پورے خاندان اور مہمانوں کے سامنے اس نے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا۔۔۔

جتنا مان اور عزت دی تھی۔۔۔

اسے دیکھتے وہاں موجود تمام لڑکیوں کو اس پر رشک آیا تھا۔۔۔تو وہ تو پھر اسکی محبت میں پور پور ڈوبی ہوئی تھی۔۔۔خود پر ناز کیسے نا کرتی۔۔۔

اور اتنی محبت کے بدلے میں وہ زارون شاہ کو ایک اپنے یقین کی ڈور تو تھما ہی سکتی تھی۔۔۔اس لیے ساری باتوں کو فراموش کیے اپنی آنکھوں میں آنے والے وقت کے حسین خواب سجائے دل و جان سے اپنے مجازی خدا کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔

جو وقت اور ظالم حالات کے وار میں جکڑا پتا نہیں کہاں خوار ہو رہا تھا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

گھر میں داخل ہوتے موسی شاہ تو فورا اپنے کمرے کی سمت بڑھ گئے۔۔۔ جبکہ باقی سب حیدر شاہ سمیت لاؤنج میں بیٹھے زارون کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔

جب ضارب کا فون رنگ ہوا۔۔۔اور دوسری طرف کی بات سننے کے بعد وہ بنا کسی سے دوسری بات کیے تیز قدموں سے باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

گھر والے جو زارون کی حرکت کی وجہ سے پہلے ہی پریشان تھے۔۔۔اسکے قدموں کی عجلت اور چہرے پر سنجیدگی کو دیکھتے انکی پریشانی میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔۔

حویلی کا خوشیوں بھرا ماحول پل میں بدلتے عجیب سوگواریت کا شکار ہو گیا۔۔

جبکہ رات زیادہ ہونے کی وجہ سے حیدر شاہ نے سب کو اپنے کمروں میں جانے کا بولا تھا۔۔۔کیونکہ وہ حویلی میں ٹھہرے مہمانوں کے سامنے اپنے خاندان کا مزید تماشا نہیں بنانا چاہتے تھے۔۔۔

اس لیے سب کو دعا کرنے کا بولتے خود بھی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے ۔۔۔لیکن جانے سے پہلے وہ اپنے خاص آدمی کو ایک مخصوص اشارہ کرنا نہیں بھولے تھے۔۔۔

جو انکے حکم کی تکمیل کیلئے فوراً ضارب شاہ کے پیچھے نکلا تھا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

رات کے ایک بجے کے قریب وہ کچن میں کھڑی سب کیلئے چائے بنا رہی تھی ۔۔۔کیونکہ اس وقت جو حویلی کا ماحول تھا۔۔۔اور جب تک ضارب اور زاروں شاہ سہی سلامت واپس نا آ جاتے شاید ہی کوئی سکون سے سو پاتا۔۔۔

اس لیے وہ اپنے تئیں سب کا خیال رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔حیدر شاہ سمیت باقی سب کے کمرے میں ملازمہ کے ہاتھوں چائے بجھواتے وہ واسم کیلئے کافی تیار کرتی دماغ میں چلتے اچھے.برے خیالاتوں کے ساتھ اپنے کمرے کی طرف.بڑھ رہی تھی۔۔۔

جب کسی نے اسے پیچھے سے مخاطب کیا۔۔۔

ایبہار کے مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے ؟؟؟؟ جس پر وہ کچھ حیرت سے پلٹی تھی۔۔۔۔جی ؟؟؟؟

یہاں نہیں آپ میرے ساتھ باہر لان میں چلیں۔۔۔۔

لیکن اس وقت ،،، ہاں اسی وقت۔۔۔۔اچھا آپ ٹھہریں میں واسم کو یہ کافی دے کر آتی ہوں۔۔۔۔سامنے موجود ہستی کے اسرار پر وہ مسکرا کر گویا ہوئی تھی

۔۔۔

نہیں پہلے آپ میری بات سن لیں۔۔۔۔جو اس کام سے زیادہ ضروری ہے

۔۔۔۔

صرف ایک منٹ کا کام ہے میں ابھی کر کے آتی ہوں۔۔۔ایکچلی واسم میرا انتظار کر رہیں ہیں۔۔۔اور آپ انکے غصے سے تو اچھی طرح واقف ہی ہیں۔۔۔

بس دو منٹ میں آئی۔۔۔

مسکرا کر اپنی مجبوری بتاتے۔۔۔بچوں کی طرح التجا کی۔۔۔جس پر سامنے والے نے آس پاس ایک نظر دیکھتے سر ہلایا تھا۔۔۔۔

ایبہا نے اجازت ملتے ابھی رخ پلٹا تھا۔۔۔جب اس وجود نے اپنی جیب سے رومال نکالتے بنا ایبہا کو سنبھلنے کا موقع دیے اسکی ناک پر رکھا۔۔۔

ایبہا کے ہاتھ سے گرم کافی کا کپ چھوٹ کر راہ داری میں گرا۔۔۔ جسکی آواز خاموشی میں ارتعاش پیدا کرنے کا سبب بنی۔۔۔

م،،،،،ایبہا کے لب کچھ کہنے کیلئے پھڑ پھڑائے لیکن کلوروفام کی مقدار اس قدر زیادہ تھی۔۔۔جس سے اس کے حواس پل میں گم ہوئے۔۔۔اور وہ لمحے میں بیہوش ہوتی اس وجود کی باہوں میں لہرائی۔۔۔

جس نے آس پاس نظر دوڑاتے ایک نفرت بھری نظر اسکے وجود پر ڈالی تھی۔۔۔اور بنا وقت ضائع کیے باہر کی جانب بڑھا۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

رات کے تین بجے لہو رنگ ہوئی آنکھوں اور شکستہ قدموں کے ساتھ وہ جب کمرے میں داخل ہوا تو سیدھی نظر بیڈ کراون سے ٹیک لگا کر سوتی اس حسن کی ملکہ پر پڑی جو کہ شاید اسکا انتظار کرتی کرتی سو گئی تھی۔۔۔

وہ دھیرے دھیرے نپے تلے قدم لیتا آہستہ سے بیڈ پر اسکے قریب ہی بیٹھ گیا ،،،، اور غور سے اسکا چہرہ دیکھنے لگا،،،، جس پر انتہا کی معصومیت تھی۔۔۔

اپنے چہرے پر اسکی نظروں کی تپش محسوس کر کے وہ گہری نیند میں بھی کسمسائی تھی،،،، اور بے چین ہوتی جلد ہی اپنی آنکھیں کھول گئی۔۔۔

جبکہ اس کو اپنے اتنے قریب بیٹھا دیکھ وہ فوراً سیدھی ہوئی تھی،،،، شاہ آپ کب آئے سوری مجھے پتا ہی نہیں چلا کب میری آنکھ لگ گئی،،،، وقت اور حالات کے لحاظ سے وہ پزل ہوتی نظریں جھکا کر ہی بولی تھی۔۔۔

جبکہ دوسری طرف سے جواب ندارد تھا۔۔۔ وہ اب بھی یک ٹک اس کا خوبصورت چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔۔

اس کی طرف سے کوئی حرکت نا پا کر زر نے اپنی شرم سے بھاری ہوئی پلکیں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا،،،، جو نا جانے اس کے چہرے میں کیا ڈھونڈ رہا تھا ۔۔۔جبکہ اس کے دیکھنے سے بھی اس نے نظروں کا زاویہ نا بدلہ تو اسے حیرت کے ساتھ تشویش بھی لاحق ہوئی تھی۔۔۔

آپ ٹھیک ہیں،،،، اسکے کندھے پر دھیرے سے ہاتھ رکھتے اسے جیسے ہوش میں لانا چاہا۔۔۔

میں تو ٹھیک ہوں،،،، لیکن بہت جلد تم ٹھیک نہیں رہنے والی،،،،، ایک ہاتھ اسکے سر کے پیچھے لے جا کر ہلکا سا کھینچ کر اپنے قریب کرتے ہوئے ذو معنی انداز میں بولا تھا۔۔۔

جسکی کم از کم سامنے بیٹھی ہستی کو بالکل سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔

جبکہ زارون کا لہجہ حد درجہ تک سرد تھا۔۔۔

وہ حیرت سے اسکا چہرہ دیکھنے لگی،،، جب اسکی نظر حد سے زیادہ سرخ ہوتی اسکی آنکھوں پر پڑی تھی۔۔۔۔ یہ آپکی آنکھوں کو کیا ہوا ہے۔۔۔سب ٹھیک ہے نا مجھے آپکی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی،،،، اسکی پیشانی کو ہاتھ کی پشت سے چھوتے فکر مندی سے بولی تھی۔۔۔

جبکہ اسکی اتنی فکر کرنے پر وہ ون سائڈڈ طنزیہ سا مسکرایا تھا۔۔

کہا نا میں بالکل ٹھیک ہوں،،، تم اپنی فکر کرو،،،، وہ اسکی گردن میں جھک کر گہرا سانس کھینچتا گھمبیر تا سے بولا۔۔۔۔

جبکہ اسکے اس طرح قریب آنے پر وہ پوری سرخ ہوتی دھڑکتے دل سے اپنی آنکھیں موند گئی۔۔۔اس نے اسکی گردن سے سر اٹھا کر اسکے سرخ ہوئے چہرے کے ساتھ بند کی آنکھوں اور سرخ تہہ میں چھپے لرزتے گلابی ہونٹوں کو دیکھا تھا۔۔۔

اور ان سب میں وہ اسکے اس قدر قریب آگیا تھا کہ اسکی دہکتی سانسیں اسے اپنے ہونٹوں کو جھلساتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔وہ اسکے عمل اور باتوں کا کچھ اور ہی معنی از خود کر بیٹھی تھی۔۔۔

جس سے اسکے گلابی گال دہکنے لگے تھے،،،، جسے دیکھتے سامنے والا اس پر استہزائیہ نظریں ڈالتا اسکے بالوں پر اپنی گرفت سخت کر گیا۔۔۔جبکہ آنکھوں میں جلتے شعلوں میں کچھ اور اضافہ ہوا تھا۔۔۔

وہ اس کی سخت گرفت پر تڑپ کر اپنی آنکھیں کھولتی پہلے اس کے چہرے اور پھر آنکھوں میں دیکھنے لگی ،،،،، جن میں آج تک اپنے لیے صرف محبت اور عزت دیکھی تھی ،،،،،، اسکی جگہ ایسی نفرت و حقارت رقم تھی ،،،،، جسے دیکھ کر وہ روح تک لرز گئی ۔۔۔۔

کچھ بہت غلط ہونے کا احساس اسے شدت سے ہوا تھا ۔۔۔

اس کے مخملی لب ابھی کچھ کہنے کیلئے پھڑپھڑائے تھے ۔۔۔ کہ اس نے ان پر اپنی انگلی رکھ اسے خاموش کروادیا ۔۔۔۔

تمہیں پتا ہے اس وقت میرا دل کیا کرنے کا کہہ رہا ہے ۔۔۔۔ اتنا کہتے وہ ایک پل کیلئے رک کر اسے خاموش نظروں سے دیکھنے لگا ۔۔۔ جبکہ اسکا لہجہ بالکل اجنبیت برتتے ہوئے تھا ۔۔۔۔ وہ اس کے رویے کو سہمتی سوالیہ نظروں سے

دیکھنے لگی۔۔۔۔۔کہ تمہارا وہ حشر کروں کے تم اپنا یہ خوبصورت چہرہ کسی کو دکھانے کے قابل نا رہو،،،، تمہارے ماں باپ تمہیں دیکھ کر دن رات رو رو کر اپنی موت کی دعائیں کریں۔۔۔۔

انہیں بھی احساس ہو کہ کسی اپنے کو عزیت میں دیکھ کر کتنی تکلیف ہوتی ہے ۔۔۔۔لیکن میں مجبور ہوں میری ماں کی تربیت مجھے یہ سب کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔۔۔

وہ اس کے چہرے پر پھنکارتے ہوئے ایک جھٹکے سے اسے بیڈ پر دھکیلتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

جبکہ وہ اسکے اس اقدام پر اوندھے منہ گری تھی،،، زارون کے چند لمحوں میں بدلتے رویے پر وہ ششدر نگاہوں سے پلٹ کر اسکی طرف دیکھنے لگی۔۔۔

جسکی آنکھوں کے ساتھ چہرے کا رنگ بھی حد سے زیادہ سرخ ہو رہا تھے
۔۔۔جبکہ اسکے بھینچے ہوئے لبوں سے یہ اندازہ لگانا قطع مشکل نہیں تھا کہ وہ اس
وقت کس قدر تکلیف میں مبتلا تھا۔۔۔

پھر زر نے ایک نظر اسکے حلیے کی طرف ڈالی۔۔۔جو شادی میں زیب تن کیے
جانے والی شیر وانی کے بجائے بلیک پینٹ شرٹ میں ملبوس تھا۔۔۔

شاہ کیا ہوا ہے ؟؟؟؟آپ ایسی باتیں کیوں کر رہیں ہیں ؟؟؟؟آپ میرے
ساتھ مذاق کر رہے ہیں نا؟؟؟؟ایسا مذاق کر کے مجھے ڈرانا چاہتے ہیں تا کہ
آپکے یوں رخصتی کے وقت چھوڑ کر جانے پر میں آپ سے ناراض نا ہوں
۔۔۔۔

کیونکہ نکاح سے لے کر اب تک وہ جس قدر اسے اپنی محبت کا عادی بنا چکا تھا ۔۔۔وہ کبھی خیالوں میں زارون کے اس رویے کے بارے سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔۔

اس لیے اسکے قریب ہو کر اپنے مومی ہاتھوں سے اسکے شیو زدہ وجیہہ چہرے کو تھامتے ایک امید کے تحت نم لہجے میں بولی۔۔۔۔

کہ وہ ابھی مسکرا کر ہنستے ہوئے اسے اپنے سینے سے لگائے گا۔۔۔۔

لیکن اس بار ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔۔۔بلکہ اپنے چہرے پر رکھے اسکے ہاتھوں کو زارون شاہ نے بہت بے دردی سے جھٹکا تھا۔۔۔

خبردار اگر تم نے دوبارہ مجھے چھونے کی یا ہاتھ لگانے کی کوشش کی۔۔۔ تمہارا وہی ہاتھ تمہارے تن سے جدا کرنے میں ایک پل نہیں لگاؤں گا۔۔۔

نفرت ہے مجھے تم سے،،، شدید نفرت،،،، تمہارے وجود سے،،،، ہر اس لمحے سے جس میں میں نے تم پر اپنی محبت لٹائی۔۔۔

کیونکہ تم جیسے آستین کے سانپ محبت کے لائق نہیں ہوتے۔۔۔

اسکے نازک چہرے کو بے دردی سے اپنے ہاتھ میں دبوچتے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔۔۔

جس پر تکلیف کے زیر اثر زر کی آنکھوں سے گرم سیال بہنا شروع ہو گیا۔۔۔

شاہ" جبکہ لبوں سے بے نام سی سرگوشی نکلی۔۔۔

اور اس ایک سرگوشی میں کیا کچھ نہیں تھا،،،زر کی محبت،،،اسکا درد جو اسے زارون کے نامعلوم جرم پر دیئے جانے والی اس سزا پر اسکے دل میں اٹھ رہا تھا ،،،زارون کی محبت میں اسکی تڑپ،،،اور اس پر کیے جانے والے اندھے اعتبار کی ٹوٹی ہوئی کرچیاں۔۔۔جو ان سرمئی نینوں سے اسکی محبت کے سارے خواب چھین کر بھر دی گئی تھیں۔۔۔

جسے زارون نے دیکھ کر بھی اندیکھا کر دیا۔۔۔

کوشش کرنا آئندہ اپنی یہ شکل مجھے کم سے کم دکھاو ورنہ انجام کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔۔۔اسے پیچھے جھٹک کر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

اور ایک بات اس کمرے کی چار دیواری میں ہونے والی باتیں،،، اگر تم نے باہر کسی کو بتائی اور خاص طور پر اپنے ماں باپ کو تو تمہیں زندہ دفن کرنے میں ایک لمحہ نہیں لگاوں گا۔۔۔۔

زارون کے اس قدر سخت رویے اور باتوں کو سن کر وہ روح تک ٹوٹ چکی تھی ،،،، اور اسکی سرخ آنکھوں کو دیکھتے اسے ڈر بھی لگ رہا تھا

۔۔۔

لیکن پھر بھی ہمت کر کے اٹھتے ہوئے زارون کے پلٹنے سے پہلے وہ اسکے راستے میں حائل ہو گئی۔۔۔۔

جب تک آپ مجھے بتا نہیں دیتے میری غلطی کیا ہے،،،، میں آپکو یہاں سے نہیں جانے دوں گی۔۔۔۔اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وہ اس سے سوال گو ہوئی تھی۔۔۔۔

کیونکہ بنا اپنی غلطی جانے وہ یہ سزا قبول کرنے کو ہرگز تیار نہیں تھی۔۔۔

زرمینے کے اٹھتے ہی خاموش کمرے میں اسکی چوڑیوں کی چھنکار گونجی تھی۔۔۔ جن میں چند گھنٹے پہلے تک زارون شاہ کی سانسیں بسی ہوئی تھی۔۔۔ لیکن اس وقت اسے انکی آواز وحشت میں مبتلا کر رہی تھی۔۔۔

وہ اس کی اس جرت پر ایک آئی برو داد میں اٹھاتا ایک جھٹکے میں ہی اسکی کلائی مروڑ کر پشت سے لگا گیا۔۔۔۔ اور اس کی گرفت اس قدر سخت تھی کہ اسے لگا آج اسکا بازو اسکے تن سے ہی جدا ہو جائے گا۔۔۔

جبکہ تکلیف کی شدت سے آنسو اسکی پلکوں کی باڑ توڑ کر اسکے نازک پھولے روئی جیسے گالوں پر بہہ نکلے تھے۔۔۔

پہلی بات میں بالکل بھی تمہارا جوابدہ نہیں ہوں۔۔۔۔۔دوسرا میں تمہیں حقیقت نا بتا کر تم پر ہی احسان کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ورنہ اگر میں تمہیں سچائی بتا دوں۔۔۔۔تو تمہیں اپنے ہی وجود سے گھن آئے گی۔۔۔۔

اس لیے بہتر یہی ہے کہ تم اپنا منہ بند رکھو۔۔۔۔اور آئندہ مجھ سے دوبارہ الجھنے کی غلطی مت کرنا ورنہ دو منٹ میں تمہاری چمڑی ادھیڑ دوں گا۔۔۔۔

اور بہت ہو گیا ناٹک اتارو یہ سب۔۔۔۔اسکے سجے سنورے روپ پر ایک قہر بھری نظر ڈالتے وہ درشتگی سے کہتا ایک جھٹکے میں اسے چھوڑ کر واشروم کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔

جبکہ اس کے اس طرح دھکیلنے پر وہ گھٹنوں کے بل فرش پر گری تھی ۔۔۔۔جس سے اسکے وجود میں درد کی شدید لہر اٹھی تھی لیکن یہ تکلیف اس تکلیف کے سامنے کچھ بھی نہیں تھی۔۔۔۔

جو اس بے رحم دشمن جان کے زہر میں ڈوبے لفظوں نے اس کی روح کو پہنچائی تھی۔۔۔۔۔وہ اب بھی ساکت نظروں سے اس جگہ کو دیکھ رہی جہاں کچھ دیر پہلے وہ کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔اسکی خوبصورت آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ کر ماربل کے فرش گرے تھے۔۔۔۔

جبکہ اسکا وجود ایسے تھا جیسے اس میں سے کسی نے روح کھینچ لی ہو۔۔۔۔بے حس و حرکت زمین پر بیٹھی وہ مٹی کا بت معلوم ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

ضارب نے حیدر شاہ سمیت واسم کو بھی زارون کے سہی سلامت ہونے کی اطلاع دے دی تھی اور یہ بھی کہ وہ کچھ ہی دیر میں گھر پہنچ جائے گا۔۔۔

جبکہ وہ خود کسی ضروری کام کی وجہ سے رات حویلی نہیں آ پائے گا۔۔۔۔

جس سے وہ سب کافی حد تک پر سکون ہو چکے تھے۔۔۔۔

ضارب سے بات کرنے کے بعد وہ فریش ہونے واشروم کی طرف بڑھ گیا تھا ۔۔۔۔

اور کپڑے چینج کرنے کے بعد وہ جب کمرے میں آیا تو ایہا ابھی تک واپس نہیں آئی تھی۔۔۔

اسکی لاپرواہی کو دیکھتے واسم کو کافی غصہ بھی آیا۔۔۔

لیکن جب ایہا بہت دیر گزرنے کے باوجود بھی کمرے میں نا آئی تو واسم اسے دیکھنے کیلئے کچن کی طرف بڑھا۔۔۔

جب راہداری سے گزرتے وقت اسکی نظر راستے میں ٹوٹے ہوئے کافی کے کپ پر پڑی۔۔۔

جسے دیکھتے اسکا دل ان دیکھے اندیشوں میں گھرا۔۔۔ لیکن پھر یہ سوچتے شاید غلطی سے گر کر ٹوٹ گیا ہوگا اور شاید ایہا اسی وجہ سے لیٹ ہو گئی۔۔۔

بیوقوف لڑکی۔۔۔

نفی میں سر ہلاتے ہوئے قدم کچن کی طرف بڑھائے۔۔۔

لیکن خالی کچن کو دیکھتے ہوئے اسکا دل گھبرایا تھا۔۔۔اس وقت کہاں جاسکتی ہے ؟؟؟؟اسے بے ساختہ اپنا خواب یاد آیا۔۔۔ جس پر اس نے نفی میں سر ہلاتے نہیں یہیں کہیں ہو گی۔۔۔

قدم باہر کی طرف بڑھائے۔۔۔رات کا آخری پہر تقریباپوری شاہ حویلی کو چھان لینے کے بعد اس نے ابرش کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔۔۔

جسکی آنکھ ضارب کا انتظار کرتے ابھی چند پل پہلے ہی لگی تھی۔۔۔ہڑبڑا کر اٹھی ۔۔۔

گھڑی میں ٹائم دیکھتے ہوئے جو صبح کے چار بجا رہی تھی۔۔۔ سر پر دوپٹہ اوڑھتے اٹھ کر دروازہ کھولا۔۔۔

اور سامنے سرخ لال آنکھیں اور چہرہ لیے کھڑے واسم کو دیکھتے پریشان ہوئی ---

کیا ہوا لالا سب ٹھیک ہے ؟؟؟؟

جس پر بمشکل اس نے خود پر ضبط کرتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا---جبکہ دل تو ابیہا کی گمشدگی پر بند ہونے کے قریب تھا---

گڑیا وہ،، ایک پل کیلئے رکا اسے اپنا سانس بند ہوتا محسوس ہو رہا تھا---اس وقت اسکی حالت بالکل اس دس سال کے واسم جیسی ہو رہی تھی---جب بالکل ایسے ہی روباب اسے چھوڑ کر غائب ہو گئی تھی---

روباب کے بعد اب ابیہا کو کھو دینے کا ڈر اس کی جان لینے کے در پر تھا---

لالا آپ ٹھیک ہیں ؟؟؟

ابرش کو اسکی حالت ٹھیک نہیں لگی تھی۔۔۔وہ اس کے قریب ہوتے پیار سے پوچھنے لگی۔۔۔۔

گڑیا ابیہا تمہارے کمرے میں ہے ؟؟؟؟

ایک امید کے تحت اس نے سوال کیا تھا کہ شاید وہ ابرش کے اکیلے ہونے کی وجہ سے یہاں نا آئی ہو۔۔۔اور ساتھ ہی آگے بڑھ کر پورے کمرے میں نظر دوڑائی۔۔۔

نہیں لالا بیا تو یہاں نہیں آئی۔۔۔۔

اسکی حالت کو سمجھیں بنا اس نے واسم کی امید کا آخری دیا بجھایا تھا۔۔۔۔

کیا ہوا لالا بیا کہاں ہیں ؟؟؟؟

اسکے انکار پر اپنے بھائی کے چہرے پر اترتا درد محسوس کرتے وہ پریشانی سے گویا ہوئی۔۔۔

جس پر اس نے بے بسی محسوس کرتے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

پانی کے چھینٹے منہ پر مارتے ہوئے زارون نے سامنے آئینے میں دیکھا تھا ۔۔۔کالی گھٹاؤں میں گھلی سرخیاں اسکے اندر کی تکلیف کا پتا دے رہی تھیں۔۔۔

جو اسکے دائیں بازو اور پیچھے کمر میں لگی گولی کے زخم سے اٹھ رہی درد کی ٹھیسوں سے اسے محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

لیکن اس درد سے کہیں زیادہ درد تو اسکے دل میں ہو رہا تھا۔۔۔جو اپنے خونی رشتے کے گھناؤنے چہرے سامنے آنے پر وہ محسوس کر رہا تھا۔۔۔

اسے بے ساختہ وہ دن یاد آیا تھا جب واسم پر معروف حسن کے قتل کا الزام لگا تھا اور وہ حیدر شاہ کے کہنے شہر جانے کیلئے موسی شاہ کو بلانے انکے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

جب کسی سے بات کرتے ہوئے انکی گفتگو کے کچھ جملے اسکے کانوں سے ٹکرائے تھے۔۔۔

کہ زرمینے کا رشتہ انہوں نے اسکے ساتھ حیدر شاہ کے دباؤ میں آکر کیا ہے ۔۔۔ورنہ وہ انکی بیٹی کے بالکل بھی لائق نہیں ۔۔۔وہ بہت جلد اسے اس فضول اور بے پایا رشتے سے آزاد کروالیں گے ۔۔۔۔

اپنے بارے میں موسی شاہ کی یہ سوچ اور ان دونوں کے رشتے کے بارے انکے ارادے جانتے اسکی ذات طوفانوں کے زد میں آئی تھی ۔۔۔

جس کی وجہ سے وہ انکی بات مکمل سنے بنا ہی شوکڈ کی حالت میں انہیں حیدر شاہ کا پیغام دیئے بنا دروازے سے ہی واپس چلا گیا تھا۔۔۔

اور بالکل اسی رات جب اپنی محبت کھو دینے کا ڈر اس پر حاوی ہوا تھا،،، زرمینے کے ذرا سا قریب آنے پر پتا نہیں کس احساس کے تحت وہ اس سے اپنا رشتہ جوڑ گیا۔۔۔

شاید وہ اسکے نام کے ساتھ اسکے وجود پر بھی اپنے نام کی مہر لگانا چاہتا تھا۔۔۔۔

اور اسکے بعد جو کچھ بھی ہوا اس نے بالکل بھی ویسا نہیں سوچا تھا لیکن شاید ان دونوں کے رشتے کے تکمیل ایسے ہونا ہی طے پائی تھی۔۔۔۔

اور موسی شاہ کے ارادوں کے بارے میں جانتے اس نے ان پر خصوصی نظر بھی رکھوائی تھی۔۔۔۔جس سے اسے انکی بہت ساری مشکوک ایکٹیویٹیز کے بارے میں بھی پتا چلا تھا۔۔۔۔

لیکن آج جو انکی اصل حقیقت کھل کر اسکے سامنے آئی تھی۔۔۔۔اس نے

زارون

شاہ کا خونی رشتوں پر بھی اعتبار ختم کر دیا تھا۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

گھر کے تقریبا سبھی افراد اس وقت حیدر شاہ کے کمرے میں موجود تھے ۔۔۔۔ سوائے زر اور زارون کے ،،،، کیونکہ زارون کا ابھی کسی کو پتا ہی نہیں تھا کہ وہ گھر آ چکا ہے ،،،، جبکہ زر مینے جو پہلے ہی اسکی وجہ سے ٹینشن میں تھی اسکی طبیعت کے پیش نظر ان لوگوں نے اسے فلحال بتانا مناسب نا سمجھا ۔۔۔

لیکن ایسے کیسے اتنا سیکیورٹی کے باوجود وہ حویلی سے غائب ہو سکتی ہیں ۔۔۔۔

ارمغان شاہ تشویش زدہ لہجے میں گویا ہوئے تھے ۔۔۔۔ واسم آپ نے ٹھیک سے چیک کیا تھا بیٹا ؟؟؟؟

انکی بات پر واسم شاہ نے اپنی لہو رنگ ہوئی آنکھیں اٹھائی تھیں۔۔۔۔جسے دیکھتے گھر کی عورتوں کو اس سے خوف محسوس ہوا تھا۔۔۔

اور پھر وہ تیز قدموں سے باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔جسکی حالت کے پیش نظر ارمغان شاہ بھی اسکے پیچھے نکلے۔۔۔

حیدر شاہ نے ایک بار پھر مشکلوں میں گھرے اپنے کنبے کو دیکھا تھا،،، نا جانے کیوں انہیں کوئی بھی خوشی راس نہیں آتی تھی۔۔۔

واسم نے سب سے پہلے حویلی کے سیکیورٹی روم میں جاتے سب سے پہلے تمام سی سی ٹی وی کیمراز کی فوٹیج چیک کی تھی۔۔۔

جس میں اسے کسی بھی قسم کی کوئی گڑ بڑ دیکھنے نہیں ملی۔۔۔اور نا ہی باہر کا کوئی مشکوک بندہ حویلی میں داخل ہوتے دکھا۔۔۔

ضارب کے حویلی سے جانے کے بعد سے تقریبا باہر کا گیٹ بند تھا جبکہ چاروں طرف گارڈز کا سخت پہرہ لگا ہوا تھا۔۔۔

بظاہر تو سب ٹھیک ہی لگ رہا تھا۔۔۔حویلی کے کونے کونے میں لگے تمام کیمروں کی فوٹیج،،، مختلف سکرینز پر ہر جگہ کا منظر دکھا رہی تھی۔۔۔

جب واسم کی نظر حویلی کے بیک سائڈ گیٹ پر لگے کیمرے کی ٹائم ریکارڈنگ پر گئی۔۔۔

جس میں رات ڈھیر بجے سے لے کر دو بجے تک کی ریکارڈنگ غائب تھی۔۔۔

جبکہ سیکیورٹی اہلکار کے مطابق کیمرہ ایک منٹ کیلئے بھی بند نہیں ہوا تھا۔۔۔

جس پر واسم شاہ نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔

اچھا تو پھر یہ آدھے گھنٹے کی ریکارڈنگ زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا۔۔۔اسے گریبان سے پکڑتے ہوئے،،، کھڑا کرتا غصے سے چیخا۔۔۔

سر،، سر مجھے نہیں پتا،،، اس بپھرے ہوئے شیر کو دیکھتے وہ لرزتے ہوئے منمنایا۔۔۔

تمہیں کیسے نہیں پتا؟؟؟؟ تمہاری ڈیوٹی ہے نا یہ؟؟؟؟

سر میں سچ کہہ رہا ہوں۔۔۔۔ مجھے،،،، اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی واسم شاہ نے خود پر سے کنڑول کھوتے اپنے دائیں ہاتھ کا بھاری مکہ اسکے چہرے پر دے مارا تھا۔۔۔۔

جس سے اسکا ہونٹ پھٹ گیا تھا اور اس سے خون بہنے لگا۔۔۔

مجھے صرف سچ سننا ہے؟؟؟؟ اسے گدھی سے پکڑ کر سیدھا کرتے وہ پھنکارا تھا ۔۔۔

سر میری بات کا یقین کریں میں،،،، جب واسم نے دوسرا مکا اسکے جبڑے پر مارا ،،،، اسکے منہ سے خون کا پھوارہ پھوٹ پڑا۔۔۔۔

" صرف سچ

اسکے لہجہ انتہائی حد تک سرد ہو چکا تھا۔۔۔۔

سر میں سچ ہی کہہ رہا ہوں۔۔۔۔ تم ایسے نہیں مانو گے۔۔۔۔اسے سیکیورٹی روم سے گھسیٹ کر باہر لاتے لان میں پھینکا۔۔۔۔

اور بنا سوچے سمجھے ہی اس پر مکوں اور لاتوں کی برسات شروع کر دی تھی ۔۔۔اور اسے مار مار کر ادھ موا کرتے ساتھ ساتھ گالیاں بھی دے رہا تھا۔۔۔۔

اور یہ سب کرتے ہوئے وہ کہیں سے پڑھا لکھا باشعور انسان نہیں لگ رہا تھا ۔۔۔۔

ارمغان شاہ جو اسے سیکیورٹی روم کی طرف جاتے دیکھ خود باہر گارڈز سے پوچھ تاچھ کرنے آ گئے تھے۔۔۔۔

واسم بیہیو یور سیلف۔۔۔۔

اسکی آواز سن کر قریب آتے اور اسے سیکیورٹی اہلکار کو مارتے دیکھ فوراً آگے بڑھ کر اسے روکنا چاہا۔۔۔

لیکن وہ تھا کہ ہاتھ میں ہی نہیں آ کر دے رہا تھا۔۔۔

بلکہ غصے میں ہوش گنواتے اس نے ارمغان شاہ کے ہاتھ کو بھی جھٹکا تھا۔۔۔
لیکن انہوں نے اسے کھینچ کر پیچھے کرتے ہوئے بمشکل اس بیچارے کی جان خلاصی کروائی تھی۔۔۔

جو اس کی مار کی تاب نا لاتے کب کا اپنے ہوش گنوا چکا تھا۔۔۔

آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا؟؟؟؟

ہاں ہو گیا ہے میرا دماغ خراب ،،،،آگ لگا دوں گا میں اس دنیا کو،،،، اگر مجھے میری ایہا نا ملی۔۔۔۔

اس کے لہجے میں ایہا کیلئے اسکا جنون بول رہا تھا۔۔۔۔

دیکھیں بیٹا میں آپکی حالت سمجھ سکتا ہوں۔۔۔۔ لیکن ایسے کسی بے قصور پر اپنا غصہ نکالنا کہاں کی عقلمندی ہے۔۔۔

اس حالت کے پیش نظر انہوں نے پیار سے سمجھانا چاہا۔۔۔۔

بے قصور نہیں یہ بلکہ ملا ہوا ہے دشمن کے ساتھ ،،،، چند ٹکوں کی خاطر اپنے ضمیر کو بیچتے ثبوت مٹائے ہیں۔۔۔۔

لیکن ابھی یہ جانتا نہیں ہے مجھے ،،،، میں نے اسکی سات کو پشتوں زندہ زمین میں گاڑتے ایہا کا پتا نا نکلوایا تو میرا نام واسم شاہ نہیں۔۔۔۔

ایک زبردست ٹھوکر اس کے بیہوش وجود کو رسید کرتے عالم وحشت سے دھاڑا

۔۔۔۔

اور ساتھ ہی سیل فون نکالتے ہوئے کسی کو فون ملاتا باہر کی جانب بڑھا تھا

۔۔۔۔

ارمغان شاہ نے پریشان نظروں سے اسکی چوڑی پشت کو دیکھا،،، اور ایہا کے صحیح سلامت مل جانے کی اپنے رب سے دعا کی تھی۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

حویلی میں اس وقت ایہا کی ٹینشن کے ساتھ ایک وحشت کا سما بنا ہوا تھا،،،،
واسم شاہ جتنے غصے اور جنون کی حالت میں ایہا کو ڈھونڈنے نکلا تھا،،، سب کو
یہی فکر لگی ہوئی تھی۔۔۔

کہ کہیں وہ خود کو ہی کوئی نقصان نا پہنچالے۔۔۔ ارمغان شاہ بار بار ضارب کا
فون ملا رہے تھے جو کہ مل کے ہی نہیں دے رہا تھا۔۔۔

اس سے ناامید ہوتے انھوں نے زارون شاہ کا نمبر ملایا تھا۔۔۔ جو دوسری بیل
پر ہی اٹھالیا گیا۔۔۔

زارون بیٹا کہاں ہیں آپ ؟؟؟؟

فون اٹینڈ ہوتے ہی ارمغان شاہ عجلت میں بولے۔۔۔زارون جو آج کھلنے والی حقیقت پر اپنے لایعنی سوچوں میں گھرا ہوا تھا۔۔۔

انکی آواز میں بے چینی محسوس کرتے ہوش میں آیا۔۔۔

کیا ہوا ڈیڈ سب ٹھیک ہے ؟؟؟؟ سٹینڈ ٹاول اتار کر چہرہ صاف کرتے تشویش سے پوچھا۔۔

نہیں بیٹا کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ابیہا بیٹی حویلی میں کہیں نہیں مل رہی ۔۔۔شاید انہیں کسی نے کڈنیپ کر لیا ہے۔۔۔

اور واسم بہت ٹینشن میں انہیں ڈھونڈنے نکلے ہیں۔۔۔۔اوپر سے ضارب بھی فون نہیں اٹھا رہے۔۔۔۔

انکی بات سنتے زارون نے اپنی مٹھیاں غصے سے بھینچی تھیں۔۔۔۔

آپ کہاں ہے ؟؟؟

میں گھر میں ہی ہوں ڈیڈ،،،، بس ابھی آیا آپ ٹینشن نا لیں۔۔۔۔انہیں تسلی دیتے عجلت میں فون بند کرتا واشروم سے باہر نکلا تھا۔۔۔۔

اور سیدھی نظر بیڈ پر بیٹھی ہوئی زرمینے پر پڑی،،،، جس نے رو رو کر چند لمحوں میں اپنی حالت خراب کرلی تھی۔۔۔۔

البتہ شادی کا جوڑا وہ تبدیل کر چکی تھی۔۔۔۔

اسکے باہر آتے ہی زر مینے نے ایک شکوہ بھری نگاہ اس پر ڈالی۔۔۔

جسے زارون نے اگنور کرتے ابھی قدم باہر کی طرف بڑھائے تھے،،،،جب وہ بیڈ سے اٹھ کر دوبارہ اسکے راہ میں حائل ہوئی تھی۔۔۔

راستہ چھوڑو۔۔۔

زارون نے بمشکل اپنے غصے کو دباتے اسے پیچھے کرنا چاہا۔۔۔۔

نہیں چھوڑوں گی۔۔۔پہلے آپ مجھے اپنے اس رویے کی پیچھے کی وجہ بتائیں ؟؟؟؟

اسکے غصے کو کسی خاطر میں نا لاتے،،،، ڈٹ کر بولی۔۔۔۔

" زرمینے

زاروں نے بھینچے بھینچے لہجے میں وارن کرنا چاہا۔۔۔۔

" شاہ پلیز

اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے تو میں معافی مانگ لیتی ہوں،،،، لیکن پلیز میرے ساتھ ایسا نا کریں۔۔۔۔

نم لہجے میں کہتی اسکے قریب ہوئی تھی۔۔۔۔

جس پر زارون کا دبا ہوا غصہ دوبارہ عود کر آیا تھا،،، اور اس نے زرمینے کے بالوں پر پکڑ مظبوط کرتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔

تمہیں میری ایک بار کی کہی ہوئی بات سمجھ نہیں آتی۔۔۔ کہ مجھ سے دور رہو۔۔۔ کیوں میرے قریب آکر اپنی موت کو آواز دے رہی ہو۔۔۔

لیکن میرا قصور کیا ہے؟؟؟ جسکی آپ مجھے یہ سزا دے رہیں ہیں۔۔۔

اسکے بے درد رویے پر اب کہ وہ بھی چیختی ہوئی بولی تھی۔۔۔

قصور جاننا ہے تمہیں اپنا تو سنو،،، قاتل ہے تمہارا باپ ہماری خوشیوں کا،،،
ہمارے خاندان کی بربادی کا۔۔۔۔ میری ماں کی بربادی کا۔۔۔۔

آستین کا سانپ ہے۔۔۔۔جو ہمارے درمیان میں رہتے ہوئے۔۔۔۔ ہماری
ساری خوشیوں کو نگل گیا۔۔۔۔

اسکا چہرہ اپنے قریب کرتے غصے کی شدت میں پھنکارا۔۔۔۔جس پر زرمینے نے
لرزتے ہوئے نا سمجھی سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

اور اب ہمیں برباد کرنے کی اس نے نئ چال چلی ہے۔۔۔۔مجھے پکا یقین ہی
ابیہا کی گمشدگی میں بھی اسکا ہی ہاتھ ہے۔۔۔۔بس کوئی ٹھوس ثبوت میرے
ہاتھ آنے کی دیر ہے،،، اسے ایسی جگہ لے جا کر ماروگا،،، کہ موت بھی پناہ
مانگے گی۔۔۔۔

بیا،،، کیا ہوا ہے بیا کو؟؟؟؟

اسکی ساری باتوں کو نظرانداز کرتے فکرمندی سے بولی۔۔۔

جس پر وہ طنزیہ مسکرایا تھا۔۔۔

کوئی ضرورت نہیں یہ جھوٹی فکر دکھانے کی۔۔۔ ہو تم اسی شخص کا گندا خون جس کی نس نس میں دھوکا اور فریب بھرا ہوا ہے۔۔۔

زارون کیسی باتیں کر رہیں ہیں،،، آپ بابا کے بارے میں،،،، میرے بابا بالکل بھی ایسے۔۔۔

خبر دار خبر دار اگر تم نے میرے سامنے اس شخص کی حمایت میں ایک لفظ بھی بولا تو،،، اس سے پہلے تمہاری سانسیں بند کر دوں گا۔۔۔

زر مینے کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی اسکی گردن دبوچتے درشتگی سے گویا ہوا ۔۔۔جس سے اسکی آنکھیں ابل کر باہر آگئی تھیں۔۔۔

سانس کہیں سینے میں اٹکنے لگا۔۔۔

اور اس سے پہلے کے اسکی سانسیں بیچ میں رک جاتی،،، زارون نے اسے جھٹکے سے چھوڑتے ایک طرف دھکیلا تھا،،، اور خود قدم باہر کی طرف بڑھائے

۔۔۔

" شاہ

جب کمرے میں زر مینے کی ہولناک چیخ گونجی تھی۔۔۔۔

دروازہ کھولتے زارون کے ہاتھ تھمے۔۔۔اور اس نے پیچھے مڑ کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

جو اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے تکلیف سے دوہری ہو رہی تھی۔۔۔۔

جسے دیکھتے زارون کے حواس گم ہوئے،،،،اور وہ سب کچھ بھولائے اسکی طرف دوڑا۔۔۔۔

زر کیا ہوا؟؟؟؟؟

اسے اپنے حصار میں لے کر تکلیف سے پیلا پڑتا اسکا چہرہ تھپتھپاتے نرمی سے بولا ----

" شاہ،،، ہمارا،،، بچہ

اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے،،،آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسوؤں کے درمیان بمشکل ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں بولی ----

جسے سن کر ایک پل کیلئے زارون کی سانسیں تھمی ----

لیکن پھر زر کو تکلیف سے ہوش گنواتے دیکھ اسے اپنی گود میں اٹھائے باہر کی طرف دوڑ لگائی تھی ----

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

-------♥-------

ہاسپٹل کے کوریڈور میں اپنے ضبط کو آزماتے ہوئے وہ اس وقت سر جھکائے کھڑا تھا۔۔۔

اس کیلئے بہت مشکل ہو رہا تھا،،، اس انسان کو اپنے سامنے برداشت کرنا جو اسکے خاندان کی بربادی میں برابر کا شریک تھا۔۔۔

لیکن مجبوری کے تحت اپنے لب سیے ہوئے نظریں ایمرجنسی روم کے دروازے پر ٹکا رکھی تھیں۔۔۔

جس کے اندر اس کی زندگی،،، اسکی محبت اور اسکے وجود میں سانس لیتا اسکا خون انکے پیار کی نشانی موجود تھے۔۔۔

کیونکہ اپنے اوپر کنڑول کھوتے ایک غلطی وہ پہلے ہی کر چکا تھا،،،اب دوسری کی گنجائش نہیں بچتی تھی ورنہ دشمن الرٹ ہو جاتا۔۔۔

زارون کے دھکا دینے پر زرمینے جا کر بیڈ کی پائنتی سے ٹکرائی تھی،،، جسکی نکڑ سیدھا اسکے پیٹ پر لگتے اسکی تکلیف کا باعث بنی۔۔۔

ہاسپٹل میں اس وقت نجمہ بیگم کے ساتھ موسی شاہ بھی موجود تھے۔۔۔جو اپنی بیٹی کی تکلیف پر تلملاتے ہوئے اسے ہی کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

کتنی کوشش کی تھی انہوں نے اس انسان سے اپنی بیٹی کی جان چھڑوانے کی خاطر،،،پر پتا نہیں یہ ہر بار کیسے بچ جاتا تھا۔۔۔

جبکہ انکے برعکس نجمہ بیگم ہاتھوں میں تسبیح لیے وظائف پڑھتی،،،، زرمینے کے ساتھ ساتھ ایہا کی سلامتی کی بھی دعا کر رہی تھیں۔۔۔

کیونکہ شروعات سے ہی انھوں نے کبھی ان بچوں میں فرق نہیں کیا تھا۔۔۔ جتنا پیار وہ زرمینے سے کرتی تھیں،،،، اتنا ہی ابرش ایہا اور باقی گھر کے سارے بچوں سے۔۔۔

اس لیے اس وقت بھی انکی جان زرمینے سے زیادہ ایہا میں اٹکی ہوئی تھی۔۔۔ کیونکہ زر کے پاس تو یہاں سب موجود تھے،،،، وہ بن ماں باپ کی بچی نا جانے کس حالت میں اور کہاں موجود تھی۔۔۔

وہ تینوں اپنی اپنی سوچوں میں غرق آنے والے وقت کے تانے بانے بن رہے تھے۔۔۔ جب ڈاکٹر ایمرجنسی روم سے باہر آئی تھی۔۔۔

جسے دیکھتے موسی شاہ فوراً آ گے بڑھے تھے۔۔۔ڈاکٹر کیسی ہے میری بیٹی ؟؟؟؟

انکے لہجے میں کیا کچھ نہیں تھا زرمینے کیلیئے،،،،پیار،، محبت،، فکر،، جسے محسوس کرتے زارون نے نفرت سے سر جھٹکا۔۔۔

جی آپکی بیٹی بالکل ٹھیک ہے لیکن،،،،" وہ ایک پل کیلیئے رکی۔۔۔

لیکن کیا ڈاکٹر ؟؟؟ڈاکٹر کے بات کرنے کے دوران رکنے پر زارون کا دل بری طرح دھڑکا تھا،،،اس نے شدت سے اپنے اندیشے غلط ہونے کی رب سے دعا کی تھی۔۔۔

ایم سوری " ہم انکے بچے کو نہیں بچا پائے۔۔۔۔ڈاکٹر ہم مل سکتے ہیں ان سے

۔۔۔۔

نہیں ابھی تو نہیں وہ فلحال دواوں کے زیر اثر بیہوش ہیں۔۔۔۔کچھ ہی دیر میں ہم
انہیں دوسرے روم میں شفٹ کر دیں گے۔۔۔
پھر آپ لوگ مل لیجئے گا۔۔۔

جس پر انھوں نے سر ہلایا تھا۔۔۔

پروفشنل انداز میں کہتے ہوئے ڈاکٹر وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔

لیکن ساتھ میں زارون شاہ کی خوشیوں کی آخری وجہ بھی لے گئی تھی جیسے،،،
اس نے کرب سے آنکھیں بند کر کے دوبارہ کھولیں۔۔۔اور خالی خالی نگاہوں
سے اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔۔۔۔

نجمہ بیگم نے آگے بڑھ کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا،،، زارون نے اپنی لہو رنگ ہوئی نظریں اٹھائی،،،، جس پر انہوں نے اسکا درد محسوس کرتے ہوئے اسے ایک ماں کی طرح اپنے سینے سے لگایا۔۔۔

چھوٹی ماں میرا بچہ " بے نام سی سر گوشی اسکے لبوں سے ادا ہوئی۔۔۔

بس میری جان اللہ تعالیٰ کو شاید یہی منظور تھا۔۔۔اسکی تڑپ اور اپنی بیٹی کا درد محسوس کرتے آنسو تو انکی آنکھوں سے بھی متواتر بہہ رہے تھے۔۔۔

لیکن پھر بھی اسے حوصلہ دیتے پیٹ تھپتھپائی تھی۔۔۔

یہ سب انکے ہی اختیارات میں ہیں وہ جب چاہیں جسے چاہیں اپنی رحمت سے نواز دیں۔۔۔انکے فیصلوں میں ہمیشہ کوئی نا کوئی مصلحت چھپی ہوتی ہے۔۔۔

آج انہوں نے آپ سے یہ خوشی لی ہے تو اسکے پیچھے بھی کوئی نا کوئی وجہ ہو گی ۔۔۔

بس آپ انکی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا۔۔۔

اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے پیار سے سمجھا رہی تھی۔۔۔

جس پر اس نے سر ہلایا تھا۔۔۔

سنبھالیں خود کو،،، صبر سے کام لیں،،،

اور بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔۔۔

اگر آپ ہی ایسے ٹوٹ جائیں گے تو زر کا سہارا کون بنے گا۔۔۔۔

ایک ماں کیلیئے اپنی اولاد کو کھونا بالکل بھی آسان نہیں ہوتا میرے بچے ۔۔۔۔اسکا کلیجہ کئی ٹکڑوں میں بٹ جاتا ہے۔۔۔۔

آخری بات کرتے انکی شفاف آنکھوں سے کئی آنسو ٹوٹ کر بکھرے۔۔۔۔

دراصل اس وقت انہیں اپنا وقت یاد آگیا تھا،،،جب زر مینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بار پھر اپنی نعمت سے نوازا تھا۔۔۔۔

اور بالکل زر کی ہی طرح انہوں نے وہ خوشی کھو دی تھی۔۔۔اور اسکے بعد وہ دوبارہ کبھی ماں نہیں بن پائی۔۔۔

انہیں پھوٹ پھوٹ کر روتے دیکھ زارون نے انکے آنسو صاف کرتے ہوئے انہیں اپنے سینے سے لگایا۔۔۔

جبکہ دوسری طرف انکے میلوڈرامے کو (موسی شاہ کے بقول) دیکھتے انہوں نے نحوست سے سر جھٹکا تھا۔۔۔

انہیں تو کوئی غم نہیں تھا،،اس حادثے کا بلکہ الٹا وہ تو خوش ہو رہے تھے۔۔۔کہ چلو اس مصیبت سے بھی جان چھوٹی۔۔۔

کیونکہ مستقبل کو لے کر جو کچھ وہ سوچ کر بیٹھے تھے۔۔۔۔۔یہ بچہ ان سب میں فضول کی رکاوٹ ہی بنتا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

حیدر شاہ کی اچانک طبیعت خرابی کو وجہ بتاتے ارمغان شاہ نے سب مہمانوں سے معذرت کرتے ہوئے زرزارون کا ولیمہ فلحال پاسپون کر دیا تھا۔۔

ایک طرف یہ لوگ یہاں ابیہا کی گمشدگی اور ساتھ میں واسم کا کچھ اتا پتا نا ہونے کی وجہ سے پریشان تھے۔۔۔

وہی زرمینے کی طرف سے ملنے والی خبر نے انہیں مزید توڑا تھا۔۔۔

صبح کے تقریبا دس بجے کے قریب ضارب شاہ نے حویلی میں قدم رکھے تھے ۔۔۔۔

کیونکہ انہیں جو صورتحال پیش آئی تھی،،،، اور موسی شاہ کے بارے میں ملنے والی خبر میں کس حد تک سچائی تھی ۔۔۔۔ان سب کا پتا کروانے میں بہت وقت لگ گیا تھا۔۔۔۔

لیکن اپنے سگے رشتوں کا ایسا گھناونا روپ دیکھ زارون شاہ کے ساتھ ضارب شاہ بھی اندر سے ایک بار پھر ٹوٹ گیا۔۔۔۔

لیکن مکمل سچائی انہیں ابھی بھی پتا نہیں چل سکی تھی ۔۔۔۔ صرف اس حد تک کہ روباب کو شاہ حویلی سے اٹھا کر کڈنیپرز تک انہوں نے ہی پہنچایا تھا۔۔۔۔

اور مان حجاب کے قتل میں بھی ملوث تھے لیکن کس حد یہ ابھی معلوم نہیں ہو سکا۔۔۔۔

اور اس کے علاوہ انکے ملک دشمن عناصر کے ساتھ بھی تعلقات تھے۔۔۔۔

کل رات عین رخصتی کے وقت زارون شاہ کو جو کال آئی تھی۔۔۔۔وہ اسی کی ایک کڑی تھی۔۔۔۔

آخر کار ضارب شاہ اور اسکی برسوں کی محنت رنگ لائی تھی۔۔۔۔وہ جو اپنے خاندان کے دشمن کو ڈھونڈنے میں لگے تھے۔۔۔جس نے انکے ہنستے بستے گھرانے کو اجاڑ کر رکھ دیا تھا۔۔۔۔

اسکا سرا ہاتھ آ گیا تھا۔۔۔۔رو باب کو کڈنیپ کرنے والے گروہ کے سربراہ کا پتا چل گیا تھا۔۔۔۔

اور وہ بنا وقت ضائع کیے اپنی ماں کے مجرم تک پہنچنے کیلئے اپنی خوشیوں کو درمیان میں ہی چھوڑ کر چلا گیا تھا۔۔۔۔

جس کے پیچھے ضارب شاہ نے حفاظت کیلئے گارڈز بھیجے تھے۔۔۔

تقریباً آدھے راستے میں پہنچتے ہی نامعلوم افراد نے اسکی گاڑی پر اندھا دھند فائرنگ سٹارٹ کر دی تھی۔۔۔۔

جس پر لاکھ احتیاط اور مقابلے کے باوجود بھی دو گولیاں اسکے وجود میں پیوست ہو گئی تھیں۔۔۔۔

گارڈز نے اسے بروقت مخصوص ٹھکانے پر پہنچاتے فوراً طبی امداد فراہم کی تھی

۔۔۔۔

اور کچھ زارون شاہ کی قسمت بھی اچھی تھی کہ کمر میں لگنے والی گولی اسکے بالکل ایک سائڈ صرف چھو کر گزری تھی۔۔۔جس سے کافی حد تک اسکی بچت ہو گئی

۔۔۔۔

اور ساتھ میں انہوں نے ضارب کو فون کر کے اس حملے کے بارے میں آگاہ کیا تھا۔۔۔

باقی کے معاملات اس نے ہی آکر سنبھالے تھے۔۔۔

جبکہ اسکی طبیعت سنبھلتے ہی ضارب نے اسے گھر بھیجنا چاہا،،، لیکن وہ ضد پر اڑ گیا تھا کہ جب تک وہ جس کام کیلئے آیا تھا،،، وہ مکمل نہیں کرتا گھر نہیں جائے گا

۔۔۔

ضارب کے غصے کا بھی اس پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا تھا۔۔۔

اس لیے مجبوری میں جو معلومات اسے اپنے آدمیوں سے ملی تھیں اسے بتانی پڑی ۔۔۔۔

جسے سن کر پہلے تو اس نے حیرت سے اسکی طرف دیکھا،،،، آخر اس حقیقت پر یقین کر پانا اتنا آسان بھی تو نہیں تھا۔۔۔ جبکہ انکے ساتھ دوسرا آدمی جو شامل تھا،،، جس کے کہنے پر یہ سب ہوا تھا اسکی کھوج ابھی جاری تھی ۔۔۔۔

موسی شاہ کی حقیقت جاننے کے بعد اسکی آنکھوں میں اترتا قہر ضارب سے پوشیدہ نہیں تھا۔۔۔۔ اسے یکدم ہی زر کی ٹینشن ہوئی تھی ۔۔۔۔

بھلے جو کچھ بھی تھا ان سب میں اسکا کوئی قصور نہیں تھا۔۔۔۔ جس کے بارے میں ضارب نے اسے سمجھانا بھی چاہا لیکن وہ اسکی بات سنی ان سنی کر کے چلا آیا تھا۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

ضارب کو اندر آتے دیکھ لاؤنج میں پریشان حال بیٹھی ابرش دوڑ کر اسکے سینے کا حصہ بنی اور زار و قطار رونا شروع ہو گئی۔۔۔

جبکہ وہ جو پہلے ہی اس ساری صورتحال سے پریشان تھا،،،اس کے ایسے رونے سے اسکی پریشانی میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔۔

باربی" کیا ہوا؟؟ایسے کیوں رو رہی ہیں ؟؟؟

اسے خود سے الگ کرتے ہوئے بہت نرمی سے بولا تھا۔۔۔

" سائیں

ہچکیوں کے درمیان ابرش کے لبوں سے صرف یہ ایک ہی لفظ نکلا تھا۔۔۔

حکم سائیں کی جان،،، کیوں ایسے رو کر خود پر ظلم کرتے ہوئے اپنے سائیں کو تکلیف دے رہی ہیں۔۔۔

آپکو پتا ہے نا ہم آپکی آنکھوں میں آنسو برداشت نہیں کر سکتے۔۔۔

اسکے بہتے ہوئے آنسو ہونٹوں سے چنتے بہت محبت سے گویا ہوا تھا۔۔۔

ضارب کے یوں کھلے عام محبت کے مظاہروں پر وہ کچھ جھجھکی تھی۔۔۔

اور ساتھ ہی ایک چور نظر آس پاس دوڑائی،،، لیکن شکر تھا فلحال لاؤنج میں کوئی موجود نہیں تھا۔۔۔

" سائیں وہ

وہ اسے ایہا کے بارے میں بتانا چاہتی تھی لیکن وہ اسکے لبوں پر انگلی رکھتے اسے مزید بولنے سے روکتا،،، گود میں اٹھا کر اوپر کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

سائیں میری بات تو سن لیں۔۔۔ابرش فلحال ہم بہت تھک گئے ہیں ۔۔۔کچھ دیر سکون چاہتے پلیز۔۔۔

اسکے گلابی ہونٹوں کو نرمی سے چھوتے درخواست کی۔۔۔

سائیں ایہا نہیں مل رہی کل رات سے۔۔۔" اس کی بات پر ضارب کے سیڑھیوں پر چڑتے قدم تھمے تھے۔۔۔

اس نے نا سمجھی سے دیکھا۔۔۔۔

کیا مطلب نہیں مل رہی ؟؟؟؟اسے آرام سے نیچے اتارتے سوال کیا۔۔۔۔

پتا نہیں شاید انہیں کسی نے کڈنیپ کر لیا ہے۔۔۔۔واسم لالا رات سے ہی انہیں ڈھونڈنے نکلے ہیں۔۔۔۔انکا بھی کچھ پتا نہیں چل رہا۔۔۔۔وہ فون نہیں اٹھا رہے۔۔۔ بابا سائیں انہیں ہی دیکھنے گئے ہیں۔۔۔۔اور۔۔۔
نم لہجے کے ساتھ بولتی وہ رکی تھی۔۔۔

اور؟؟؟

ضارب جو ابیہا کے بارے میں سن کر پریشان ہو گیا تھا،،، ابرش کے بات کرتے کرتے اچانک رک جانے پر سوالیہ دیکھنے لگا۔۔۔

اور پتا نہیں لیکن کیسے رات زرمینے کی طبیعت خراب ہو گئی۔۔۔زارون لالا اسے ہاسپٹل لے کر گئے تھے۔۔۔ چھوٹی ماں اور ماموں جان بھی انکے ساتھ ہی ہیں اور ابھی کچھ دیر پہلے انکا فون آیا کہ زرمینے ٹھیک ہے،،، لیکن۔۔۔

بات کرتے کرتے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔۔۔
لیکن کیا؟؟؟؟

لیکن اسکا بچہ نہیں بچا،،، ہچکیوں کے درمیان کہتی اسکے سینے سے لگی تھی
۔۔۔۔

ضارب نے کرب سے آنکھیں بند کر کے کھولیں،،،اور پھر ابرش کو روتے دیکھ اسکے گرد اپنا حصار بنایا۔۔۔

میرے دونوں بھائی اس وقت بہت تکلیف میں ہیں۔۔۔ابیہا کی گمشدگی کا پتا چلتے لالا کی بہت بری حالت ہو گئی تھی اور انہوں نے غصے میں آکر سیکیورٹی اہلکار کو بہت بری طرح مارا،،،وہ بھی اس وقت ہاسپٹل میں داخل ہے۔۔۔

اسکے سینے سے لگے لگے ہی اسے ساری بات بتائی تھی۔۔۔

پلیز سائیں بیا کو واپس لے آئیں،،،رات سے صبح ہو گئی پتا نہیں وہ کس حال میں ہو نگی۔۔۔

بھیگے نینوں کے ساتھ اسے امید بھری نظروں سے دیکھا۔۔۔

ضارب نے مسکراتے ان نینوں پر پیار کیا۔۔۔آپکو ہم پر یقین ہے نا؟؟؟؟نرمی سے سوال کیا۔۔۔

جس پر ضارب مسکرایا۔۔۔۔

تو پھر اس بات پر بھی یقین رکھے کے ہم ابیہا کو کچھ نہیں ہونے دیں گے ۔۔۔۔بہت جلد وہ سہی سلامت ہم سب کے درمیان موجود ہونگی۔۔۔۔

آپ بس دعا کریں۔۔۔اور ٹینشن بالکل نہیں لینی۔۔۔پتا ہے نا یہ ہمارے بے بی کیلیئے بالکل بھی ٹھیک نہیں۔۔۔۔ہمم

جس پر اس نے نم آنکھوں کے مسکرا کر سر ہلایا۔۔۔۔

آپ گھر میں سب کا دھیان رکھیں،،،، ہمارا آپ سے وعدہ ہے،،،، ہم بہت جلد سب ٹھیک کر دیں گے۔۔۔

پیار سے سمجھاتے ہوئے انہی قدموں واپسی کیلئے نکلا تھا۔۔۔

سائیں آپ فریش تو ہو لیتے۔۔۔اسے انہی کپڑوں میں واپس جاتے دیکھ ابرش نے روکنا چاہا۔۔۔

نہیں ابھی ان سب کا وقت نہیں ہے۔۔۔ہمارے پاس ہمیں جلد از جلد ایہا کا پتا لگانا ہے۔۔۔اور شاید ہمیں پتا ہے کہ وہ کس کے پاس ہو گی۔۔۔

پہلی بات اسے کہتے جبکہ آخری زیر لب بڑبڑاتے ہوئے وہ تیز قدموں سے باہر کی جانب بڑھا۔۔۔

جبکہ پیچھے ابرش نے اسکی حفاظت کیلیئے آیت الکرسی پڑھ کر پھونکی اور ساتھ اسکے کامیاب لوٹ آنے کی دعا کی تھی۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

چھوڑو مجھے،،، مجھے میرے گھر جانا ہے۔۔۔

نرس کے ہاتھ سے اپنے ہاتھ کھینچتے وہ غصے سے چلائی تھی۔۔۔ جبکہ آنکھوں سے گرم سیال بہہ رہا تھا۔۔۔

دیکھیں میم فلحال آپکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔آپ گھر نہیں جائے سکتیں

۔۔۔

آپ ایک بار ٹھیک ہو جائیں۔۔۔۔

نہیں میں یہاں نہیں رہ سکتی۔۔۔۔میں نے سنا وہ بہت رو رہی تھی۔۔۔ہاں بہت رو رہی تھی۔۔۔۔

اور ساتھ مجھے پکار رہی تھی۔۔۔۔

نہیں مجھے جانا ہے۔۔۔اسے میری ضرورت ہے۔۔۔۔ پلیز مجھے جانے دو

۔۔۔۔

اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی درمیان میں کاٹتے وہ التجایا بولی۔۔۔

آپ گھر جانا چاہتیں ہیں؟؟؟؟

اس سے پہلے کہ نرس اسے کوئی جواب دیتی،،، کمرے میں داخل ہوتے وجود نے نرمی سے سوال کیا تھا۔۔۔

جسے دیکھتے پل میں اسکی شفاف آنکھوں میں خوف اترا۔۔۔

کچھ دیر پہلے جو وہ اس نرس سے ہاتھ چھڑوانا چاہتی تھی۔۔۔اس پر اپنی پکڑ مظبوط کر گئی۔۔۔

جسے دیکھتے اس وجود کی آنکھوں میں کرب اترا۔۔۔لیکن پھر نپے تلے قدم لیتا اسکے قریب آتے بیڈ کی پائنتی پر ٹک گیا۔۔۔۔

جس سے خوف کھاتے بے ساختہ ہی وہ پیچھے کو کھسکی۔۔۔۔

آپ گھر جانا چاہتیں ہیں۔۔۔۔اسکے ڈر کو محسوس کرتے بہت نرمی سے دوبارہ سوال کیا تھا۔۔۔۔

جسکا اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔۔

دیکھیں اگر آپ مجھے جواب نہیں دے گی۔۔۔۔تو پھر میں آپکی ہیلپ کیسے کروں گا۔۔۔یہاں سے نکلنے میں۔۔۔۔بہت ہی نرم اور دوستانہ لہجہ۔۔۔

جس پر اس نے چند پل اسکے چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔اور پھر لبوں سے صرف دو الفاظ ادا کیے۔۔۔

جانا ہے۔۔۔

جس سے اس وجود کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری۔۔۔۔

تو پھر آپکو میری بات ماننی ہو گی۔۔۔۔اس نے ڈری سہمی نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

پہلے آپکو اپنا ٹریٹمینٹ اچھے سے مکمل کروانا ہے۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔۔ ٹائم سے میڈیسن لے کر پروپر ٹھیک ہونا ہوگا۔۔۔۔اور دوبارہ آپ خود کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کریں گی۔۔۔۔اسکا اشارہ اسکے سفید دودھیا ہاتھ پر ٹھہری خون کی بوندوں کی طرف تھا۔۔۔۔

جس سے اس نے غصے میں آکر ڈرپ کی ناب کھینچی تھی۔۔۔۔

اگر آپ ان سب رولز کو اچھے سے فالو کرے گی تو میرا وعدہ ہے۔۔۔میں آپکو خود آپکے گھر چھوڑ کر آوں گا۔۔۔۔

کرے گی نا؟؟؟؟اسے شش وپنج کا شکار دیکھتے۔۔۔پیار سے بولا۔۔۔

جس پر اس نے سر ہلایا۔۔۔۔

ڈیٹس گڈ۔۔۔

لیکن وہ بہت رو رہی ہے۔۔۔اسے میری ضرورت ہے۔۔۔۔

اسکے پیار سے بات کرنے پر اسے کچھ حوصلہ ہوا تھا۔۔۔اس لیے اسے اپنی اصل پریشانی بتائی۔۔۔۔

وہ اچھے سے جانتا تھا کہ وہ کس کے بارے بول رہی اس لیے نرمی سے مسکرایا ۔۔۔۔

اب نہیں رو رہی وہ۔۔۔سب کچھ ٹھیک ہو گیا۔۔۔اور جو نہیں ہوا وہ بھی بہت جلد ہونے والا۔۔۔بس آپ اپنی صحت پر دھیان دیں۔۔۔ میرا وعدہ ہے میں سب کچھ بہت جلد ٹھیک کر دوں گا۔۔۔

آپکو مجھ پر اعتبار ہے نا؟؟؟؟

جس پر اس نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

ویری گڈ،،، ہونا بھی نہیں چاہیے۔۔۔۔سامنے بیٹھے وجود کے لب مسکرائے ۔۔۔۔

لیکن اتنا یقین ضرور رکھیں۔۔۔۔کہ اب میں کچھ بھی غلط نہیں ہونے دوں گا ۔۔۔۔نرمی سے اسکا گال تھپتھپاتے مسکرا کر کہتا وہ بیڈ سے اٹھ گیا۔۔۔۔

جس پر وہ کچھ سمٹی تھی۔۔۔

چلے اب لیٹ جائیں۔۔۔اور کسی چیز کی ٹینشن نہیں لینی۔۔۔اس بار سب بہت اچھا اچھا ہوگا۔۔۔۔

اس کی بات پر وہ فورا عمل کرتی لیٹ گئی تھی۔۔۔۔اسکے بچوں کی طرح عمل کرنے پر وہ مسکرایا تھا اور پھر اس نے نرس کو اشارہ کیا جو ان دونوں کی طرف ہی دیکھتے مسکرا رہی تھی۔۔۔۔

اس نے آگے بڑھ کر فورا دوبارہ اسکے ہاتھ پر ڈرپ سیٹ کی اور ساتھ اس میں سکون آور انجیکشنز بھی ایڈ کر دیئے۔۔۔

جس سے وہ چند پل میں ہی پر سکون ہوتی سو گئی تھی۔۔۔۔

بہت جلد سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔اسکے پر سکون چہرے پر نظریں ٹکائے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے چند پل اسے دیکھنے کے بعد وہ اس کمرے سے نکلتا چلا گیا ۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

ایک اور دن ڈھل کر رات آ گئی تھی،،، اور پھر دوبارہ ایک نئے دن کا آغاز ہونے والا تھا،،، لیکن ابھی تک ایہا کی کوئی خیر خبر نہیں ملی تھی۔۔۔

اور نا ہی ضارب اور واسم میں سے کوئی واپس آیا تھا،،، اوپر سے زرمینے کی جو حالت تھی۔۔۔زارون بھی ہاسپٹل میں پھنس کر رہ گیا تھا۔۔۔

سارے گھر والوں کا اس وقت ٹینشن سے برا حال تھا،،، جب رات کے آخری پہر تھکے ہارے قدموں کے ساتھ واسم شاہ حویلی میں داخل ہوا۔۔۔

حیدر شاہ جنہوں نے باقی گھر والوں کو تسلی دیتے کچھ دیر آرام کرنے انکے کمروں میں بھیجا تھا،،، لیکن خود وہی لاؤنج میں پریشانی سے ٹہل رہے تھے

۔۔۔

انہیں آرام آتا بھی کیسے ،،،، انکے تینوں پوتے اس وقت جس امتحان سے گزر رہے تھے ،،،، سپیشلی ابیہا کی گمشدگی کے بعد واسم شاہ کی جو حالت تھی ۔۔۔۔

اور وہ جیسے مارا مارا اسے ڈھونڈ رہا تھا ،،،، یہ سب انکی برداشت سے باہر تھا ۔۔۔۔

قدموں کی چاپ پر حیدر شاہ نے پلٹ کر اندر داخل ہوتے واسم شاہ کو دیکھا ۔۔۔۔ رت جگے سے سرخ ہوئی آنکھوں اور بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ سلوٹ زدہ لباس میں وہ کہیں سے بھی انکا مغرور شہزادہ نہیں لگ رہا تھا ۔۔۔ یہ تو کوئی قسمت سے ہارا ہوا مایوس شخص لگ رہا تھا جس کی کل کائنات کسی نے چھین کر اسے خالی دامن کر دیا ہو ۔۔۔۔

" واسم

واسم کے ان سے نظریں چرا کر جانے پر حیدر شاہ نے خود سے اسے مخاطب کیا

۔۔۔۔

واسم نے انکے پکارنے پر جھکی نظریں اٹھائی۔۔۔۔جن میں درد ہلکورے لے رہا

تھا۔۔۔

حیدر شاہ نے فوراآگے بڑھ کر اسے اپنے سینے میں بھینچا۔۔۔جس پر واسم کا خود

سے کیے جانے والا ضبط ٹوٹا تھا۔۔۔۔اور اسکی آنکھوں میں ٹھہرے آنسو پلکوں

کی باڑ توڑ کر حیدر شاہ کندھے پر گرے۔۔۔۔

اپنے جوان سالہ پوتے کو روتے دیکھ حیدر شاہ کا دل کٹا۔۔۔اور وہ اسے خود سے

الگ کرتے ہوئے نرمی سے اسکا ہاتھ تھام کر صوفے کی طرف بڑھے۔۔۔۔

لیکن واسم انکے برابر بیٹھنے کی بجائے نیچے زمین پر بیٹھتا انکی گود میں اپنا چہرہ چھپا گیا۔۔۔

واسم میرے بچے۔۔۔

حیدر شاہ نے اپنے بوڑھے پر شفقت ہاتھ اسکے بالوں میں پھیرتے نرمی سے پکارا ۔۔۔

"داداسائیں۔۔

حیدر شاہ کو اپنی گود اسکے آنسوؤں سے بھیگتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

آپ تو میرے بہادر بیٹے ہیں۔۔۔اگر ایسے ہمت ہار جائیں گے تو۔۔۔بیا کو کیسے ڈھونڈے گے۔۔۔

انکی بات پر واسم نے اپنا سرخ چہرہ اٹھایا۔۔۔مجھے وہ چاہیے۔۔۔

مجھے بیا چاہیے دادا سائیں۔۔۔

مجھے میری بیا لا دیں۔۔۔

اس کے لہجے میں ضد تھی،،، نیلے سمندر کی سرخ لہروں میں ابیہا کے لیے تڑپ،،، جبکہ انداز بالکل بچوں کے جیسا تھا۔۔۔جیسے بچے اپنی فیورٹ چیز کھو دینے پر اپنے بڑوں سے ضد کرتے ہیں کہ وہ اسے یہ چیز لا کر دیں۔۔۔

واسم شاہ بلکل ایسے حیدر شاہ سے ڈیمانڈ کر رہا تھا۔۔۔

جبکہ اپنے پوتے کی یہ حالت دیکھتے حیدر شاہ کا دل ایسا تھا جیسا کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔۔۔

انہیں بے ساختہ برسوں پہلے کا وہ لمحہ یاد آیا تھا۔۔۔۔جب روباب کے کھونے پر اس نے بالکل ایسے ہی انکی گود میں سر رکھتے اسے واپس لانے کی ضد کی تھی

۔۔۔۔

اور پھر اسکے ہمیشہ کیلئے دور چلے جانے پر۔۔۔وہ بالکل بدل گیا تھا۔۔۔اس نے ضد کرنی چھوڑ دی۔۔۔۔ایک جامد خاموشی اور سرد مہری کا خول اپنے گرد کھینچتے ان سے ہی نہیں بلکہ پورے خاندان سے ہی دور ہو گیا۔۔۔

میں اس سے شادی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔اور نا ہی کسی کو دوبارہ اپنے قریب آنے دینا چاہتا تھا۔۔۔کیونکہ میں جانتا تھا میں جس سے بھی قریب ہوتا ہوں ۔۔۔وہ مجھ سے ہمیشہ کیلئے دور چلا جاتا ہے۔۔۔

اسکے لہجے میں ٹوٹے کانچ کی سی کرچیاں تھیں۔۔

جسے سن کر حیدر شاہ کی آنکھیں نم ہوئی۔۔۔

اسی لیے میں نے شادی سے بھی انکار کیا تھا۔۔۔لیکن آپ زبردستی اسے میری زندگی میں لائے۔۔۔میری اس سے شادی کروائی۔۔۔

آپکو پتا ہے؟؟؟؟

بیا نا بالکل ماما جیسی ہے۔۔۔ بات کرتے کرتے وہ جیسے مسکرایا تھا۔۔۔ اور حیدر شاہ کی طرف دیکھا۔۔۔ جس پر انہوں نے مسکرا کر سر ہلایا تھا۔۔۔

اسکے چہرے کے نین نقش،،،، اسکی عادتیں،،، بات کرنے کا انداز۔۔۔ بالکل ماما جیسا ہے،،، جیسے وہ سب کی فکر کرتیں تھیں سب کا خیال رکھتی تھیں۔۔۔

اپنے حق کیلئے بولنا۔۔۔ سب کچھ سیم ٹو سیم۔۔۔

اپنی ماں کو یاد کرتے آنسو اسکی آنکھوں سے بہتے اسکی بڑی ہوئی شیو میں جذب ہوئے۔۔۔

روباب کو کھونے کا درد آج بھی اسکے لہجے میں پہلے دن کی طرح تازہ محسوس کرتے حیدر شاہ نے کرب سے آنکھیں بند کی تھیں۔۔۔

اس لیے میں نا چاہتے ہوئے بھی۔۔۔لاکھ خود کو سمجھانے کے باوجود کہ مجھے اسے خود سے دور رکھنا ہے۔۔۔ پھر بھی دھیرے دھیرے اسکے قریب ہوتا چلا گیا۔۔۔

اور اب جب مجھے اسکی عادت ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے بالکل ماما کی طرح اسے مجھ سے دور کر دیا۔۔۔ میرے دل میں اسکی جگہ بنا کر اسے مجھ سے چھین لیا ۔۔۔

کیا میں اتنا ہی برا ہوں،،، کہ جسے پسند کرنے لگتا ہوں،،، وہی مجھ سے ہمیشہ کیلئے دور چلا جاتا ہے۔۔۔

اسکے لہجے میں شکایت سی تھی۔۔۔

جسے سنتے حیدر شاہ نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا۔۔۔

نہیں ہمارا بچہ تو بہت اچھا ہے۔۔۔اسکے چہرے کو تھامتے محبت سے اسکی پیشانی چومی۔۔۔

تو پھر اللہ تعالیٰ نے ابیہا کو مجھ سے کیوں دور کیا؟؟؟؟

ایسے سوال کرتے حیدر شاہ کو وہ تیس سال کا بھرپور مرد نہیں بلکہ کوئی چھوٹا سا معصوم بچہ لگا۔۔۔

جس پر وہ شفقت سے مسکرائے۔۔۔

کیونکہ میری جان اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے پیارے بندوں کو ہی آزمائش میں ڈالتا ہے

۔۔۔۔

ان سے انکی پسندیدہ چیز دور کر کے۔۔۔۔وہ دیکھتا ہے کہ کیا اسکا بندہ اپنی قیمتی چیز کھونے کے بعد بھی اسکی طرف رجوع کرتا ہے یا نہیں۔۔۔۔

تو میرا بچہ مایوس ہونے کی بجائے اس سے دعا کرو۔۔۔۔وہ بہت رحیم و کریم ہے اپنے سب بندوں کی سنتا ہے۔۔۔۔

لیکن دادا سائیں میں نے ماما کے جانے کے بعد ان سے بہت دعا کی تھی

۔۔۔انہوں نے میری دعاؤں کو قبول نہیں کیا تھا۔۔۔

اور اب ایہا کو بھی مجھ سے دور کر دیا۔۔۔۔

نم بھیگا اور کچھ کچھ ٹوٹا سا لہجہ ۔۔۔۔

میرے بچے صبر کرو اور سچے دل کے ساتھ دعا کرو اللہ تعالیٰ ضرور سنے گے

۔۔۔۔

کیونکہ ہمارا اللہ کسی کو بھی اسکی برداشت سے زیادہ نہیں آزماتا ۔۔۔۔

ہم جانتے ہیں کہ یہ آپ کیلئے مشکل وقت ہے لیکن اللہ تعالیٰ پر یقین رکھیں وہ ضرور آپ کیلیے آسانیاں پیدا کرے گے ۔۔۔۔

کیونکہ رب ذوالجلال کا فرمان ہے ۔۔۔

ان مع العسر ایسرا (القرآن 94:6)

" ترجمہ

بیشک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔۔۔۔

بہت ہی نرم اور پر شفیق لہجے میں اسکی رہنمائی کی تھی۔۔۔۔

جس سے ایک سکون سا واسم کو اپنے اندر اترتا محسوس ہوا تھا۔۔۔۔

اور وہ پر سکون ہوتا سر ہلا گیا۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف ضارب شاہ جو تقریبا واسم کے ساتھ ہی حویلی میں داخل ہوا تھا۔۔۔واسم کی باتوں سے اپنی آنی کے ساتھ اپنے ماں باپ کو یاد کرتے آنسو اسکے ہرے کانچ سے بہتے ہوئے کالی داڑھی میں جذب ہو رہے تھے۔۔۔۔

اور دادا سائیں کی باتوں نے صرف واسم کے ہی نہیں اپنی بہن کی گمشدگی پر اسکے اندر چلتے طوفان کو بھی چند پلوں کیلئے تھام دیا تھا۔۔۔۔ورنہ جتنا اسے موسی شاہ پر قہر تھا اگر وہ اسکے سامنے آ جاتا۔۔۔تو اسے زندہ زمین میں در گور کرنے میں ایک لمحہ نہیں لگاتا۔۔۔۔

اپنے آنسو صاف کرتے ایک نئی ہمت ساتھ وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔ تبھی اسکی پاکٹ میں رکھا سیل رنگ ہوا۔۔۔۔۔ جبکہ دوسری طرف دی جانے والی انفارمیشن سن کر چند پلوں کیلئے وہ دنگ رہ گیا تھا۔۔۔۔

لیکن یہ صرف چند لمحوں کیلئے تھا۔۔۔اس کے بعد جو قہر اسکی آنکھوں میں اترا تھا ۔۔۔۔ لفظوں میں بیان کر پانا مشکل تھا۔۔۔۔

اور اس نے ایک نظر حیدر شاہ کی طرف دیکھتے رخ بدلہ ۔۔۔۔جب واپس پلٹتے اسکی نظریں واسم شاہ پر پڑی ۔۔۔وہ جو اپنی نم آنکھیں اس پر ہی ٹکائے کھڑا تھا ۔۔۔۔

اور اسے نظر انداز کرتا جانے لگا۔۔۔جب ضارب شاہ نے اسے روکتے مخاطب کیا تھا۔۔۔

واسم رکے ہمیں آپ سے بات کرنی ہے۔۔۔

تم جو مجھے بتانا چاہتے ہو۔۔۔وہ میں جان چکا ہوں ۔۔۔اور آگے جو کرنا ہے یہ بھی۔۔۔

اسکی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑتے فیصلہ کن انداز میں کہتا تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

جب ضارب نفی میں سر ہلاتے ہوئے حیدر شاہ کے قریب آیا۔۔۔
جو اسے ہی سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

پچھلے چوبیس گھنٹوں سے موسی شاہ تقریبا زر مینے کا سایہ بنے ہوئے تھے۔۔۔

ایسے میں زارون لاکھ چاہنے کے باوجود بھی اسے دیکھنے نہیں جا پایا۔۔۔جو زارون کی بے رخی اور اپنے بچے کو کھونے کے بعد مکمل اندر سے ٹوٹ چکی تھی

۔۔۔کیونکہ موسی شاہ کا چہرہ دیکھتے اسکے زخم نئے سرے سے تازہ ہو جاتے تھے

۔۔۔۔

اور وہ یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ اسے دیکھتے انکے سامنے زرمینے کوئی نیا واویلا کھڑا کر دے۔۔۔۔جس سے انہیں اس پر کسی بھی قسم کا کوئی شک ہو۔۔۔

البتہ شیشے کے پار سے ہی وہ کتنی بار اسکا معصوم چہرہ دیکھ چکا تھا۔۔۔۔جو ایک دن میں ہی تکلیف اور درد برداشت کرتے مکمل مرجھا چکا تھا۔۔۔

اور آج جب موسی شاہ ایک فون کال آنے پر ضروری کام کا کہتے ہاسپٹل سے نکلے تھے۔۔۔۔زارون نے فوراً ضارب کو اطلاع پہنچائی تھی۔۔۔اور اسکے ساتھ ہی قدم اس روم کے اندر رکھے۔۔۔

جہاں وہ دشمن جان دواوں کے زیر اثر فلحال سو رہی تھی۔۔۔۔یہ صبح کے کوئی چھ بجے کا وقت تھا۔۔۔۔

اسے اندر آتے دیکھ نجمہ بیگم جو زرمینے کے پاس بیٹھی اس پر وظائف پڑھ کر پھونک رہی تھیں۔۔۔۔

اٹھ کر قریب آتے اسکے کندھے پر تسلی دینے کے انداز میں ہاتھ رکھتے خاموشی سے باہر کی طرف بڑھ گیئں۔۔۔۔

جن کے جاتے ہی وہ چھوٹے چھوٹے مگر بھاری قدم لیتا اسکے قریب آیا تھا ۔۔۔۔

اور پھر دھیرے سے جھکتے اسکی پیشانی پر اپنی پیشانی ٹکائی۔۔۔۔

مجھے معاف کر دینا میری زندگی۔۔۔ میں جانتا ہوں میں نے تمہارے ساتھ بہت غلط کیا۔۔۔

یہ بھی جانتا ہوں ان سب میں تمہارا کوئی قصور نہیں۔۔۔

لیکن میں اپنی ماں کے مجرم کی بیٹی سے محبت جتا کر انکا مزید گنہگار نہیں ہو سکتا ۔۔۔۔

ضبط کی انتہاؤں پر پہنچتے ایک آنسو اسکی پلکوں کی بار توڑ کر پھسلتا زرمینے کی لرزتی پلکوں پر اٹکا تھا۔۔۔

زارون نے بہت محبت کے ساتھ اسکی صبیح پیشانی پر اپنے لب رکھے۔۔۔اور چند پل اسے محسوس کرنے کے بعد بنا اسکے چہرے کی طرف دیکھے اس سے دور ہو گیا۔۔۔

زرمینے کی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر اسکے کھلے بالوں میں جذب ہو گیا ----

تبھی زارون کا سیل وائبریٹ ہوا تھا---

"یس میجر زارون حیدر شاہ سپیکنگ---

جب دوسری طرف اسکا نام سنتے---کچھ کہاں گیا---

اوکے سر میں کچھ ہی دیر میں پہنچتا ہوں---فون بند کر کے اس نے ایک نظر زرمینے کی طرف دیکھا جس کی آنکھیں اب بھی بند تھیں---

اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

جس کے جانے کا یقین کر لینے کے بعد زرمینے نے اپنی سرخ آنکھیں کھولیں تھیں۔۔۔

اور حیرت سے اس بند دروازے کو دیکھا جہاں سے ابھی وہ نکل کر گیا تھا۔۔

جبکہ کانوں میں ایک ہی جملہ بار بار بازگشت کر رہا تھا۔۔

"میجر زارون حیدر شاہ"

زارون آرمی میں۔۔۔اسکے لبوں سے بے نام سی سرگوشی نکلی تھی۔۔۔جبکہ اسکے لفظوں پر یقین کرنا۔۔اس کیلئے بہت مشکل ہو رہا تھا۔۔

آخر یہ اس دشمن جان کا کونسا روپ تھا۔۔۔جو اسکے ساتھ پورے شاہ خاندان سے پوشیدہ تھا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

ابیہا کی جب آنکھ کھلی تو اس نے خود کو ایک ہال نما کمرے میں کرسی سے بندھے پایا۔۔۔

جو ویل فرنشڈ ہونے کے ساتھ بہت خوبصورتی سے سجایا گیا۔۔۔

ابیہا کا سر بھاری ہونے کے ساتھ ہلکا ہلکا گھوم بھی رہا تھا۔۔۔ جسے ہلکا سا جھٹکتے اس نے آس پاس نظر دوڑائی۔۔۔

اوران سب میں اس کیلئے سب سے زیادہ جو حیران کرنے والی بات تھی۔۔۔۔
جسے دیکھتے اسکی خوبصورت آنکھیں پوری کھل گئی تھیں۔۔۔۔وہ تھا اس ہال کے دائیں طرف بنا چھوٹا سا منی بار۔۔۔۔جس میں دنیا کے تقریبا ہر برانڈ کی وائن پڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

اوراس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ اس جگہ کا مالک اس حرام مشروب کا کافی شوقین تھا۔۔۔۔

اوراس حصے کو سنگ مرمر کے پتھروں اور مرمر کے ساتھ اتنی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔۔۔کہ چند پل کیلئے دیکھنے والا مبہوت رہ جائے۔۔۔۔
اس نے اس جیسی چیزیں آج تک صرف فلموں ڈراموں میں دیکھی تھی
۔۔۔اس لیے حقیقت میں دیکھتے ہوئے کافی ایکسائٹڈ ہو رہی تھی۔۔۔۔

لیکن پھر اسے یاد آیا کہ اسلام میں یہ چیز حرام قرار دی گئی ہے۔۔۔۔جس پر اس نے فورا استغفار پڑھی۔۔۔۔

اور ان سب میں وہ یہ تک بھول چکی تھی کہ وہ کڈنیپ ہوئی ہے۔۔۔

ہوش تو تب آیا جب اس نے چہرے پر آتے بال ہٹانے کیلیئے آس پاس دیکھتے ہوئے بے دھیانی میں ہاتھ اٹھانا چاہا۔۔۔۔

جو بندھا ہوا تھا۔۔۔۔

میں یہاں کیسے آئی ؟؟؟؟؟ میں تو واسم کیلیئے۔۔۔۔۔ماموں جان۔۔۔۔اسے یاد آیا۔۔۔۔آخری بات تو وہ موسی شاہ سے کر رہی تھی۔۔۔۔انہیں اس سے کوئی

ضروری بات کرنی تھی۔۔۔۔اور اس نے بولا تھا ابھی آتی ہوں۔۔۔۔پھر اسکے پلٹنے پر کسی نے اسکے ناک پر رومال رکھا۔۔۔

لیکن وہاں تو صرف موسی شاہ تھے۔۔۔۔تو کیا ماموں جان نے مجھے کڈنیپ کر لیا

۔۔۔۔

لیکن انہوں نے ایسا کیوں ؟؟؟؟شاید وہ جو بات کرنا چاہتے تھے۔۔۔۔لیکن وہ تو گھر میں بھی ہو سکتی تھی۔۔۔۔

اور پھر یہ جگہ۔۔۔۔

اس نے ایک بار پھر پورے ہال میں نظر دوڑائی۔۔۔۔تو کیا ماموں یہ سب

۔۔۔۔

نہیں وہ تو کتنے اچھے ہیں۔۔۔۔شاید انکے کسی دوست کا ہو۔۔۔۔ لیکن مجھے باندھا کیوں ہوا۔۔۔۔۔

اور گھر والے میری گمشدگی سے کتنے پریشان ہونگے۔۔۔۔اور سم کیا ماموں جان نے انہیں بتایا ہوگا کہ میں انکے پاس ہوں۔۔۔۔

یا نہیں۔۔۔۔

دماغ پر بہت زور دینے کے بعد بھی اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔۔۔کہ سب کرنے کے پیچھے آخر انکا مقصد کیا تھا۔۔۔۔

لیکن جو بھی تھا۔۔۔۔اسے اتنا اطمینان ضرور تھا۔۔۔۔کہ موسی شاہ کا جو بھی مقصد ہو۔۔۔۔لیکن وہ کسی بھی حال میں اسے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔۔۔۔ایک پل کیلئے بھی اسکے دماغ میں کوئی غلط خیال نہیں ایا تھا۔۔۔۔بس اسی وجہ سے ہر پریشانی سے فری ہوتی انکے آنے کا انتظار کرنے لگی۔۔۔۔

بس اسے ایریٹیشن ہو رہی تھی تو اپنے بندھے ہوئے ہاتھوں سے۔۔۔۔لے بھلا میں کہیں بھاگی جا رہی تھی۔۔۔۔جو باندھ دیا۔۔۔۔

منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔۔اور اس بات پر وہ موسی شاہ سے لڑنے کا دل ہی دل میں پورا پلین بھی بنا چکی تھی۔۔۔۔

بلکہ ناراضگی کے بہانے ان سے ٹریٹ لینے کا بھی سوچ رہی تھی۔۔۔ جیسے ہمیشہ وہ تینوں،،، وہ ابرش اور زر مینے۔۔۔۔انہیں بلیک میل کر کے لیا کرتی تھیں

۔۔۔۔

لیکن وہ معصوم یہ نہیں جانتی تھی کہ جسے وہ اپنا محافظ سمجھ کر اعتبار کرتی اتنے اطمینان سے بیٹھی ہے۔۔۔۔

اصل میں وہ کتنا بڑا درندہ تھا۔۔۔وقت پڑنے پر اپنے سگے رشتوں کو بھی نگلنے والا۔۔۔اور ایہا تو پھر۔۔۔۔

ابھی وہ اپنی ہی سوچوں میں غلطاں سر جھکائے بیٹھی تھی جب اسے اس ہال کے دروازے کے قریب قدموں کی چاپ سنائی دی۔۔۔

ایہا نے فورا سر اٹھا کر دیکھا۔۔۔

جہاں موسی شاہ کے ساتھ ایک اور آدمی اندر داخل ہوا تھا۔۔۔

اور اسے ہوش میں دیکھتے دونوں ہی مسکرائے تھے۔۔۔جبکہ اسکے بر عکس ایہا موسی شاہ کے ساتھ دوسرے آدمی کو دیکھتی کافی حیران تھی۔۔۔

" آپ

بے ساختہ ہی اسکے منہ سے پھسلا تھا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

ماضی

محسن حیات کی ڈیتھ کے بعد۔۔۔احسن حیات اندر سے بہت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئے تھے۔۔۔

وہ بزنس جو انہوں نے بہت محنت سے کھڑا کیا تھا۔۔۔اس پر بالکل توجہ دینی بند کر دی تھی۔۔۔

بلکہ ایک سال تک تو انہوں نے گھر سے باہر نکلنا تک ترک کر دیا۔۔۔آخر وہ کس کیلئے کماتے۔۔۔وہ جو انکی زندگی تھا۔۔۔جس کے روشن مستقبل کیلئے ۔۔۔انہوں نے بچپن میں ہی خود کو محنت کی کڑی بھٹی میں جھونک دیا تھا۔۔۔

وہ تو منوں مٹی تلے جا سویا تھا۔۔۔

اور ان سب کیلئے وہ صرف اور صرف حیدر شاہ کو قصوروار سمجھتے تھے۔۔۔

اور ایسے حالات میں جب وہ بالکل دنیا سے کٹ گئے تھے۔۔۔انکے پرانے ملازمین اور دوستوں نے انکا بہت ساتھ نبھایا تھا۔۔۔

آہستہ آہستہ ہی سہی لیکن وہ زندگی کی طرف لوٹ آئے۔۔۔۔

لیکن پہلے جو ایک نرمی انکے لہجے کا خاصہ ہوا کرتی تھی۔۔۔اب مفقود تھی ۔۔۔۔

انکا رویہ اپنے سٹاف کے ساتھ بہت زیادہ روڈ اور سخت ہو گیا تھا۔۔۔۔جس سے نئے آنے والے ورکرز کو انکے ساتھ کام کرنے سے بہت ڈر لگتا تھا۔۔۔۔ لیکن جو انکے پرانے ملازم تھے انکے لہجے کی تلخی کے پیچھے چھپی اصل وجہ سے اچھی طرح واقف تھے۔۔۔۔

اس لیے انکی ڈانٹ سن لینے کے باوجود مسکرا دیتے تھے۔۔۔۔

وقت کے پنے کچھ اور سر کے تھے۔۔۔اس حادثے کو گزرے ہوئے تقریبا دس سال ہونے والے تھے۔۔۔لیکن محسن حیات کی موت کا غم انکے اندر آج بھی پہلے دن کی طرح تازہ تھا۔۔۔

لیکن بظاہر وہ خود کو سمیٹ کر ایک خول میں بند کر کے جینا سیکھ گئے تھے۔۔۔
تبھی ایک دن بزنس پارٹی میں انھوں نے حیدر شاہ کے ساتھ ہنستے ہوئے یمان شاہ کو دیکھا تھا۔۔۔

اور وہ جو درد اپنے اندر سالوں سے دبائے بیٹھے تھے۔۔۔وہ آنکھوں سے ظاہر ہونے لگا۔۔۔
حیدر شاہ کے چہرے پر مسکراہٹ کو دیکھتے۔۔۔انکے اندر جلتی بدلے کی آگ میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔۔

نہیں چھوڑوں گا حیدر شاہ تمہیں۔۔۔۔مجھ سے میری ساری خوشیاں چھین کر تم پر سکون زندگی نہیں جی سکتے۔۔۔۔

تم سے تمہاری سانسیں چھین لوں گا۔۔۔۔ہاں تبھی تبھی میری جلتی ہوئی روح کو سکون ملے گا۔۔۔۔

ہاتھ میں کولڈ ڈرنک کا گلاس پکڑے،،،، وہ خود سے مخاطب تھے۔۔۔۔جبکہ آنکھوں میں حیدر شاہ کیلیئے اس قدر نفرت تھی۔۔۔۔کہ دیکھنے والے کی روح کانپ جائے۔۔۔۔

اور حیدر شاہ کو قہقہہ لگاتے دیکھ ہاتھ میں گلاس پر خود با خود ہی پکڑ مظبوط ہو گئی۔۔۔۔جس سے وہ ایک چھنا کے ساتھ ٹوٹا۔۔۔۔

جس کا انہیں بالکل کوئی احساس نہیں تھا۔۔۔کیونکہ انکے اندر کے تمام احساسات تو محسن حیات کی موت کے ساتھ ہی ختم ہو گئے تھے۔۔۔

انکے پاس کھڑے انکے بزنس پارٹنر نے حیرت سے انکے ہاتھ سے بہتے ہوئے خون کو دیکھا۔۔

"احسن۔۔

اپنی جیب سے رومال نکالتے انکے ہاتھ پر باندھنا چاہا۔۔ لیکن وہ سرد مہری سے ہاتھ جھٹکتے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔۔۔

پیچھے اس نے متفکر نظروں سے انکی پشت کو دیکھا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

تمہیں ایک تصویر بھیج رہا ہوں ۔۔۔۔ مجھے اس آدمی کی مکمل انفارمیشن چاہیے

۔۔۔۔

صبح کس وقت گھر سے نکلتا ہے ۔۔۔۔ کہاں کہاں جاتا ہے ۔۔۔۔ کب واپس آتا

ہے ۔۔۔۔

اسکی ڈیلی روٹین کیا ہے ۔۔۔۔

اگلے چوبیس گھنٹوں میں رپورٹ میرے آفس کے ٹیبل پر موجود ہونی چاہیے

۔۔۔۔

"گوٹ اٹ ۔۔

دوسری طرف کا جواب سننے کے بعد انہوں نے موبائل ٹیبل پر رکھا۔۔اور کافی کا مگ اٹھا کر۔۔۔بلیک کافی کا کڑوا گھونگھٹ حلق سے اتارا۔۔۔

لیکن اسکی کڑواہٹ اتنی زیادہ نہیں جتنی کہ انکے اندر موجود تھی۔۔۔

حیدر شاہ۔۔" تمہارے زندگی کے دن کم رہ گئے ہیں۔۔۔جتنی خوشیاں منانا چاہتے ہو منالو۔۔۔اس کے بعد تمہیں ایسی موت دوں گا۔۔۔کہ موت بھی خوف کھائے گی۔۔۔

موبائل میں موجود حیدر شاہ کی تصویر کو دیکھتے زہر خند لہجے میں گویا ہوئے تھے ۔۔۔

جب انکے بالکل پچھلی سائڈ ٹیبل پر بیٹھے ہوئے۔۔۔ موسی شاہ حیدر شاہ کے نام پر کچھ چونکے تھے۔۔۔اور پلٹ کر اس آدمی کی طرف دیکھنے لگے۔۔۔ لیکن اسکی پشت ہونے کی وجہ سے دیکھ نہیں پائے۔۔۔

ہو سکتا ہے کسی اور حیدر شاہ کے بارے میں بات کر رہا ہو۔۔۔

انہیں بے ساختہ ہی خیال آیا۔۔۔ لیکن ہو سکتا ہے وہ تایا سائیں۔۔۔انکی آنکھوں میں شیطانی چمک آئی۔۔۔

اور جتنی نفرت اسکے لہجے میں گھلی ہوئی تھی۔۔۔اس نے انہیں مجبور کر دیا تھا ایک بار اٹھ کر اسے دیکھنے پر۔۔۔

اور اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے شخص کو انتظار کا کہتے اٹھ کر انکے سامنے ٹیبل پر آئے تھے۔۔۔

" السلام و علیکم

لہجے میں شائستگی سموئے سلام کیا۔۔۔

جسکا جواب دینا احسن حیات نے ضروری نہیں سمجھا تھا۔۔۔انہوں نے سوالیہ انکی طرف دیکھا۔۔۔

جس پر انہیں شرمندگی تو ہوئی۔۔۔لیکن انکے ہاتھ میں پکڑے موبائل پر حیدر شاہ کی تصویر دیکھتے ہوے وہ زائل ہو گئی تھی۔۔۔

کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں۔۔۔ایکچلی آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔۔۔

سوری لیکن میرے پاس وقت نہیں ہے۔۔۔

سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے ہوئے اٹھ کر جانے لگے۔۔۔۔جب پیچھے سے انہوں نے احسن حیات کو مخاطب کیا۔۔۔

سوچ لیں۔۔۔میں آپکو حیدر شاہ کے بارے میں وہ ساری انفارمیشن دے سکتا ہوں۔۔۔۔جو آپکا انفارمر بھی نہیں دے سکتا۔۔۔

حیدر شاہ کے نام پر احسن حیات نے پلٹ کر انکی طرف دیکھا۔۔۔۔جو ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ سجائے۔۔۔۔انکی طرف ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

مجھے ضرورت نہیں کیونکہ احسن حیات اپنے راستے خود بنانا جانتا ہے۔۔۔۔اور پھر پلٹنے لگے۔۔۔۔

بہت اچھی بات ہے ہر انسان کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔۔۔ لیکن انسان کا اوور کونفیڈینس ہمیشہ اسے مات کی طرف لے کر جاتا ہے۔۔۔اور اگر کوئی مخلص دل سے آپکی مدد کرنا چاہتا ہو۔۔تو میرے خیال میں ایک بار ٹھنڈے دماغ سے سوچ لینے میں کوئی حرج نہیں۔۔۔

کیونکہ ایسی آفرز روز روز نہیں ملتیں۔۔۔

انکی بات پر چند پل ٹھہر کر انہوں نے موسی شاہ کی طرف دیکھا۔۔۔

لیکن تم میری مدد کیوں کرنا چاہتے ہو؟؟؟؟ان کے تھوڑا قریب آکر سوال کیا

۔۔۔۔

میں آپکی مدد کیوں کرنا چاہتا ہوں اس کے پیچھے کیا مقصد ہے یہ سب چھوڑیں آپکا کام تو ہو رہا ہے نا۔۔آپ بس آم کھائیں گٹلیوں کی فکر کرنا چھوڑ دیں۔۔۔

یہ رہا میرا کارڈ کل اسی ٹائم مجھ اس پتے پر ملیں۔۔۔آپکا کام ہو جائے گا۔۔۔

ایک کارڈ انکی طرف بڑھاتے ہوئے بولے۔۔۔۔جسے احسن حیات نے نا چاہتے ہوئے بھی تھام لیا تھا۔۔۔۔

جس کے بعد وہ انہیں سلام کہتے واپس اپنی ٹیبل کی طرف چلے گئے۔۔۔۔

جبکہ احسن حیات نے انکی پشت کو دیکھتے ایک نظر اس کارڈ پر ڈالی۔۔۔۔اور انکے نام کے آگے شاہ لکھا دیکھ کر چونکے۔۔۔۔

مطلب یہ کوئی خاندانی دشمنی کا معاملہ تھا۔۔۔۔جو وہ انسان انکے ذریعے پورا کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔انکے ہونٹوں پر خود با خود طنزیہ مسکراہٹ آ گئی تھی۔۔۔۔

جس کے بعد وہ کارڈ اپنے کوٹ کی جیب میں رکھتے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

اس نے ہمت کر کے بمشکل اپنی بھاری ہوتی پلکوں کو کھولا۔۔۔جب اسے اپنا چہرہ کسی سخت چیز کے اوپر پڑا معلوم ہوا۔۔۔

نیم غنودگی سے ہوش کی دنیا میں قدم رکھتے اسے چند پل لگے تھے۔۔۔اور یہ سخت چیز اس کیلئے انجان بالکل نہیں تھی۔۔۔بلکہ وہ تو سالوں سے اس پر سر رکھ کر سونے کی عادی تھی۔۔۔

لیکن آج اس میں دوڑتی زندگی کی رمق اسے بہت ہلکی محسوس ہوئی۔۔۔جس پر گھبراتے ہوئے اس نے ایک جھٹکے سے اپنا سر اٹھایا۔۔۔

جس کے ساتھ ہی اسے اپنے پہلو میں درد کی ایک شدید لہر دوڑتی محسوس ہوئی

جسے لب بھینچ کر برداشت کرتے۔۔۔اس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں اپنے محبوب شوہر کا چہرہ تھاما۔۔۔

"مان۔۔

"مان اٹھیں پلیز۔۔۔

خو*ن میں لت پت اسکے وجود کو دیکھتے وہ تڑپ کر روتے ہوئے اسے پکارنے لگی

وہ جو اسکی ایک ہلکی سی پکار پر سو بار جی کہاں کرتا تھا آج منتوں اور ترلوں پر بھی نہیں اٹھ رہا تھا۔۔۔۔

اسکے وجود سے بہتا لہو سیٹ سے ہوتے نیچے حجاب کے پیروں میں گر رہا تھا ۔۔۔۔

جس پر اسے اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی ۔۔۔۔مان کے جواب نا دینے پر حجاب نے جھک کر اسکے دل کے مقام پر سر رکھا۔۔۔۔جہاں ابھی ہلکی ہلکی ہی سہی۔۔۔لیکن زندگی کی رمق باقی تھی۔۔۔۔

جس سے ایک امید کی کرن حجاب کے دل میں روشن ہوئی تھی ۔۔۔۔

اور ایک نظر اسکے بیہوش وجود کو دیکھنے کے بعد گاڑی کا دروازہ کھولتے باہر نکلی ۔۔۔۔تاکہ کسی راہ گیر سے مدد لے کر مان کو ہاسپٹل لے جا سکے۔۔۔۔

اسکے بازو سے بہتا لہو اور اس سے اٹھتی ٹیسیں۔۔۔اسکے برداشت سے باہر تھیں۔۔۔۔

لیکن آج کسی بھی قیمت پر اسے ہار نہیں ماننی تھی۔۔۔۔اس لیے وہ اپنے درد کو اگنور کیے اپنی گاڑی سے نکل کر پیچھے گارڈز کی گاڑی کی طرف آئی۔۔۔۔

لیکن وہاں بھی منظر انکی گاڑی سے کچھ مختلف نہیں تھا۔۔۔۔گارڈز کی لا* شوں اور ان سے بہتے ہوئے خو*ن کو دیکھتے اس نے بے ساختہ اپنے لبوں پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔

اور پھر سڑک کے بالکل بیچ میں کھڑے ہو کر اس نے دونوں اطراف نظر دوڑائی۔۔۔۔

جہاں رات کے اس پہر گھنور اندھیرے میں اسے روشنی کی کوئی کرن دکھائی نہیں دے رہی تھی۔۔۔۔

ہر طرف بس ایک وحشت کا ماحول تھا۔۔۔۔ حبس زدہ فضاء میں سانس لیتے اسے اپنا دم بھی کہیں گھٹتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔۔

اس نے دل میں بے ساختہ ہی اللہ کو پکارا۔۔۔۔

تبھی دور کہیں اسے ایک روشنی دکھائی دی تھی۔۔۔۔جو دھیرے دھیرے اسکی طرف ہی بڑھ رہی تھی۔۔۔۔

جسے دیکھ اسے ایسا لگا کہ جیسے بجھتے ہوئے چراغوں میں کسی نے دوبارہ زندگی بھر دی ہو۔۔۔وہ اپنا بھاری کامدار لباس سنبھال کر فورا اس طرف بڑھی اور ہاتھ ہاتھ ہلا ہلا کر گاڑی روکنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

گاڑی میں بیٹھے ڈرائیور نے اس سے چند قدم کے فاصلے پر آکر گاڑی کو روکا ۔۔۔۔

جبکہ اسے رکتے دیکھ حجاب کی خوشی دیکھنے لائق تھی۔۔۔خاص طور پر اس سے نکلتے انسان کو دیکھ کر وہ بھاگ کر اس کے سینے کا حصہ بنی۔۔۔

"لالا

اور پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔۔۔

کیا ہوا گڑیا تم اس حال میں ۔۔۔اسے خود سے الگ کرتے نرمی سے بولے تھے

۔۔۔۔

لالا دیکھیں نا میرے مان کو کیا ہو گیا۔۔۔ پلیز انہیں ہاسپٹل لے کر چلیں

۔۔۔۔ورنہ انہیں کچھ ہو جائے گا۔۔۔۔

وہ موسی شاہ کے ہاتھ کو تھامتی ہوئی۔۔۔۔اپنی گاڑی کی طرف کھینچ کر لیجانے

لگی۔۔۔۔

موسی شاہ نے حجاب کو ایک سائڈ کرتے خود آگے بڑھ کر مان کی نبض اور

سانسیں چیک کی۔۔۔۔جن میں ابھی کہیں کہیں ہی سہی لیکن زندگی باقی تھی

۔۔۔۔

اور پیچھے مڑ کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔جو آنکھوں میں آنسو لیے اسکی طرف ہی امید بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

ہاں ابھی زندہ ہے۔۔۔۔ لیکن اب نہیں رہے گا۔۔۔۔

وہ جو انکی پہلی بات سن کر خوش ہوئی تھی انکی آخری بات پر حیرت سے انکی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔

" لالا

جس پر انھوں کمینگی سے قہقہہ لگایا تھا۔۔۔۔

اچھا ہوا نا میں اس بیوقوف اپنے بھائی کے دیوانے کے آسرے پر نہیں رہا بلکہ خود چیک کرنے آگیا ورنہ میرا بنا بنایا پلین خراب ہو جاتا۔۔۔۔

نفی میں سر ہلاتے منہ میں بڑبڑایا۔۔۔۔

اور اپنی جیب سے ریوا**لور نکال کر بنا اسے سمجھنے کا موقع دیئے۔۔۔۔مان کے دل کا نشانہ لیا۔۔۔۔

فضاء میں ایک بار پھر گو**لی کی آواز گونجی۔۔۔۔اور ساتھ مان کے ز*خمی وجود نے ایک جھٹکا لیا اور شاید آخری سانس بھی۔۔۔۔

اسکے لبوں سے خو*ن الٹی کی مانند باہر نکلا تھا اور وہ سیٹ سے تھوڑا اوپر اٹھ کر دوبارہ واپس گرا۔۔۔۔

" مان

جسے دیکھتے حجاب کے لبوں سے دلخراش چیخ برآمد ہوئی تھی۔۔۔

اور وہ موسی شاہ کو دھکا دیتے ہوئے۔۔۔آگے ہو کر اسکا چہرہ تھپتھپانے لگی ۔۔۔نہیں مان پلیز آپ مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔۔۔میں کیسے جیو گی آپ کے بنا؟؟؟؟؟

پلیز اپنی حجاب کیلیئے واپس آ جائیں۔۔۔میں مر جاؤں گی آپکے بنا مان۔۔۔

لیکن دوسری طرف اسکی ذرا سی تکلیف پر تڑپ اٹھنے والا۔۔۔ہمیشہ کیلیئے خاموش ہو گیا تھا۔۔۔

"مان۔۔۔

اسکی مسلسل خاموشی پر حجاب نے تقریباً اسے جھنجھوڑ ڈالا تھا۔۔۔

کوشش بیکار ہے گڑیا اب وہ نہیں اٹھے گا۔۔۔اپنے لہجے میں چاشنی ڈبوئے منصوعی پیار سے بولے۔۔۔

جس پر حجاب نے پلٹ کر نفرت بھری نظروں سے انہیں دیکھا۔۔۔

کیوں کیا آپ نے ایسا۔۔۔آپ تو میرے بھائی ہیں نا۔۔۔پھر کیوں اپنی بہن کی زندگی برباد کی؟؟؟؟ بھائی تو بہنوں کے محافظ ہوتے ہیں؟؟؟؟انکی خوشیوں کے محافظ ہوتے ہیں۔۔۔اور آپ نے اپنے ہاتھوں سے مجھے اجھاڑ دیا۔۔۔آخر کیا بگاڑا تھا مان نے آپکا؟؟؟؟

آخر کیوں لالا ؟؟؟؟؟ لالا کیوں ؟؟؟؟

انکا گریبان پکڑتے ہوئے وہ ہزیانی انداز میں چیخی تھی ۔۔۔۔

جس پر انہوں نے ایک نظر اسکے معصوم چہرے کی طرف دیکھا ۔۔۔اور دھیما سا مسکرائے ۔۔۔۔

بہت اہم سوال میں نے ایسا کیوں کیا ۔۔۔۔ لیکن وہ کیا ہے نا ۔۔۔۔ میرے پاس فلحال وقت نہیں ہے ۔۔۔۔ ورنہ میں اپنی معصوم گڑیا کو اسکا جواب ضرور دیتا ۔۔۔۔ بس اتنا جان لو آج جو سب کچھ ہو رہا ہے ۔۔۔۔ تم لوگوں کے بڑوں کے کیے کا بھگتان ہے جو تمہیں بھرنا پڑ رہا ہے ۔۔۔

جس پر حجاب نے نا سمجھی سے اسکی طرف دیکھا ۔۔۔۔

تم اپنے چھوٹے سے دماغ پر زیادہ زور نا دو۔۔۔کیونکہ یہ ساری باتیں ابھی تمہاری سمجھ میں نہیں آئیں گی۔۔۔

میں جانتا ہوں میری پیاری بہن اپنے شوہر سے بہت محبت کرتی تھی۔۔۔کرتی تھی نا؟؟؟؟

بات کرتے کرتے اچانک سے سوال کیا تھا۔۔۔

حجاب کے پلے تو انکی کوئی بات نہیں پڑ رہی تھی۔۔۔لیکن جہاں انہوں نے شوہر سے محبت کرتی تھی کا لفظ استعمال کیا۔۔وہی اسکا دل مٹھی میں جکڑا گیا تھا

۔۔۔

میں محبت کرتی تھی ہی نہیں بلکہ کرتی ہوں۔۔اور ہمیشہ کرتی رہوں گی۔۔۔

اب کے رونے باوجود بھی مظبوط لہجے میں بولی۔۔۔

دیکھیے گا اپنے ماں کے ایک ایک خون کے قطرے کا حساب لوں گی آپ سے

ہائے میں تو ڈر گیا۔۔۔۔

حجاب کی دھمکی پر وہ مصنوعی ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے دونوں ہاتھ کھڑے کرتے گئے۔۔۔۔

جس پر اس نے نفرت سے اپنا سر جھٹکا۔۔۔۔

اور پھر دوبارہ ماں کی طرف بڑھنے لگی جب انکی بات پر اسکے قدم تھمے تھے۔۔۔۔

لیکن حساب لینے کیلیئے تمہارااس دنیا میں ہونا بھی تو ضروری ہے ناگڑیا۔۔۔اور موسی شاہ اتنا بیو قوف نہیں جو اپنے پیچھے کوئی ثبوت چھوڑے۔۔۔اس سے پہلے کہ حجاب کو انکی بات سمجھ آتی انہوں نے پس*تول اس پر تانتے ٹر**یگر دبایا تھا۔۔۔

جس سے نکلنے والی گولی سیدھا اسکے سینے پر لگی۔۔۔اسکے وجود سے خو*ن کا فوارہ پھوٹ پڑا۔۔۔

حجاب کی بڑی بڑی آنکھیں کھل کر مزید بڑی ہو گئیں۔۔۔سانس کہیں سینے میں اٹک گیا۔۔۔جب انہوں نے دوسری گو*لی چلائی۔۔۔جو اس کے وجود میں پیوست ہوتی اسکے رہے سہے اوسان بھی خطا کر گئی۔۔۔

"لالا۔۔

حجاب کے منہ سے بے نام سی سرگوشی نکلی اور پھر وہ بے دم ہوتی لہرا کر زمین پر گرنے لگی ۔۔۔

جب موسی شاہ نے ۔۔۔آگے بڑھ کر اسے تھامتے ہوئے نیچے گرنے سے بچایا ،،،، حجاب نے انکے گریبان کو تھاما،،،، میری ،،،، بات یاد رکھیے گا،،،، ایک دن آپکے سارے گناہوں کا احتساب ہوگا،،،، میں بہن ہونے ،،، کے ناطے آپکو اپنا خون معاف کرتی ،،،، لیکن میرے مان کی تکلیف کا اسکے خو*ن کی ایک ایک بوند کا حساب ،،،، آپ سے میرا اللہ لے گا،،،، اور جس دن اسکی بے آواز لاٹھی ،،،، آپ پر برسے گی ،،،، آپکو اپنے بچاؤ کرنے کا بھی موقع نہیں ملے گا ،،،، اکھڑتی سانسوں کے درمیان اٹکتے ہوئے بولی تھی ۔۔۔

جسے سن کر وہ مصنوعی ڈرنے اور دکھی ہونے کی ایکٹنگ کرنے لگے۔۔۔ لیکن پھر یکدم فضاء میں انکا جاندار قہقہہ گونجا۔۔۔

حجاب نے تاسف بھری نظروں سے انکی طرف دیکھا۔۔۔اور پھر چہرہ موڑ کر ایک نظر گاڑی میں بے سدھ پڑے مان کو دیکھا،،، اتنی تکلیف کے باوجود بھی اسکے لب مسکرائے تھے اور ساتھ ہی اسکے وجود نے آخری ہچکی بھری تھی۔۔۔

اسکے وجود کے ساتھ چلتی ہوئی دھڑکنیں بھی ساکت ہو گئی تھیں۔۔۔ جسکا یقین کر لینے کے بعد موسی شاہ نے بنا وقت ضائع کیے اسے اندر گاڑی میں ڈالا اور پھر دروازہ بند کرتے گہرا سانس فضاء کے سپرد کرتے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔۔۔

اسکے رشتوں کا ایسا گھناونا روپ جس نے اس معصوم سی حجاب کی روح تک کو چھلنی کر دیا تھا۔۔۔۔

کہ وہ اعتبار ٹوٹنے کا درد اسکے وجود سے سانسیں ختم ہونے کے باوجود بھی اسکی ادھ کھلی آنکھوں سے آنسو جاری رہنے کا سبب بن گیا تھا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

احسن حیات سے ملاقات کرتے موسی شاہ نے حیدر شاہ سے انکی نفرت کا سبب جاننا چاہا۔۔۔

جس پر انہوں نے مختصر لفظوں میں محسن کی ڈیتھ کے بارے میں بتایا۔۔۔

اگر آپ برا نا مانو تو ایک مشورہ دوں ؟؟؟؟

انکی بات مکمل ہونے پر موسی شاہ ان سے مخاطب ہوئے۔۔۔

جس پر انھوں نے انکی طرف سوالیہ دیکھا تھا۔۔۔آپ حیدر شاہ کو اپنے بھائی کی موت کا زمہ دار سمجھتے ہیں۔۔۔

اس لیے اپنے بھائی کے موت کے بدلے انہیں مار کر انتقام لینا چاہتے ہیں۔۔۔رائٹ؟؟؟؟؟

جس پر انھوں نے سر ہلایا۔۔۔

لیکن آپکا کیا۔۔۔آپ جو اپنے بھائی کے درد میں دن رات سلگتے ہیں اس عزیت کا کیا؟؟؟؟؟

مطلب ؟؟؟؟

انہوں نے نا سمجھی سے دیکھا۔۔۔۔

مطلب کہ بدلہ لینے کا مزہ تو تب ہے نا جب وہ بھی آپکی طرح اپنوں کیلئے تڑپے ۔۔۔دن رات انکی جدائی کی عزیت سہے۔۔۔۔تب تو بات بنے۔۔۔۔

ورنہ ایسے تو وہ ایک ہی بار میں تمام تکلیفوں سے چھٹکارا پا جائیں گے۔۔۔۔

اپنی بات کہہ کر انہوں نے احسن حیات کی طرف دیکھا جو انکی بات پر کنفیوژن کا شکار ہو گئے تھے۔۔۔۔

تو پھر ؟؟؟؟اب مجھے کیا کرنا چاہیے ؟؟؟؟؟

انکی بات پر گہرا مسکرائے۔۔۔آپکو بھی حیدر شاہ کو مارنے کی بجائے انکی کمزوری پر وار کرنا چاہیے۔۔۔

مطلب انکے بیٹے۔۔۔

جی بالکل سہی سمجھیں حیات صاحب۔۔۔

لیکن کیا یہ سہی رہے گا۔۔۔ بالکل سہی رہے گا۔۔۔زرا انہیں بھی تو پتا چلے کہ اپنوں کو کھونے کا غم کیا ہوتا ہے۔۔۔

میرے پاس ایک پلین ہے ؟؟؟؟

جس پر وہ انکی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

لیکن۔۔۔۔

لیکن ویکن کچھ نہیں۔۔۔آپ کچھ غلط نہیں کر رہے۔۔۔اپنے معصوم بھائی کے بارے میں سوچیں۔۔۔جو صرف انکی سنگدلی کی وجہ سے ہمیشہ کیلئے آپ سے دور ہو گیا تھا۔۔۔

بہت صفائی سے انکا ہمدرد بنتے۔۔۔انہیں اپنے باتوں کے جال میں پھنسایا تھا ۔۔۔

جس پر ان کی آنکھوں میں قہر اترا اور وہ تمام صحیح غلط کی پہچان بھولائے ہامی بھر گئے تھے۔۔۔

اور قسمت نے بہت جلد انکے پلین کو عملی جامہ پہنانے کا انہیں موقع دے دیا ۔۔۔۔وہ دونوں جو انکی طرف سے ایک غلطی کے خواہش مند تھے مان کی دیر رات واپسی کے فیصلے نے انکی خواہش پوری کر دی تھی ۔۔۔

بظاہر تو یہ سب احسن حیات کے اشارے پر انجام دیئے جانے والا فعل تھا ۔۔۔ لیکن اس قتل اور بدلے کے پیچھے تو کوئی اور ہی کہانی چھپی ہوئی تھی ۔۔۔۔

جس پر سے پردہ قسمت بہت جلد اٹھانے والی تھی ۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

آپ توتایا سائیں کے دوست ہیں ؟؟؟؟

ایک نظر احسن حیات کی طرف دیکھتے وہ تشویش سے بولی تھی۔۔۔جس پر انہوں نے مسکرا کر سر ہلایا۔۔۔۔

ماموں جان آپ نے مجھے کیوں باندھا ہوا ہے ؟؟؟؟اگر آپ نے مجھ سے کوئی ضروری بات کرنی تھی۔۔۔۔تو آپ مجھے ویسے ہی بول دیتے۔۔۔میں آپکے ساتھ آ جاتی۔۔۔۔

میں کہیں بھاگی تھوڑی جا رہی تھی۔۔۔۔

پھر موسی شاہ سے مخاطب ہوتے نروٹھے پن سے بولی۔۔۔۔ ناراضگی جتا کر جیسے شکوہ کر رہی تھی۔۔۔۔

جبکہ اسکی معصومیت پر موسی شاہ کے ہونٹوں پر بڑی گہری معنی خیز مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔

اور انہوں نے احسن حیات کی طرف دیکھا۔۔۔جو بہت غور سے ابیہا کی طرف ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔۔اور سوچ رہے تھے۔۔۔کہ کوئی اتنا معصوم یا یہ کہہ لیں کہ بیوقوف کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔۔

میں نہیں کہتا تھا احسن کہ یہ شاہ خاندان والے حد سے زیادہ بیوقوف ہیں ۔۔۔۔خاص طور پر انکی عورتیں۔۔۔۔

اتنا کہتے انہوں نے قہقہہ لگایا تھا۔۔۔

جبکہ انکی بات پر ابیہا نے انکے بدلے لب و لہجے کو محسوس کرتے چونک کر انکی طرف دیکھا۔۔۔

" ماموں جان

جی ماموں کی جان۔۔۔۔

انہوں نے فورا پیار سے جواب دیا۔۔۔وہ علیحدہ بات ابیہا کو انکے لہجے میں کہیں بھی اپنا پن محسوس نہیں ہوا۔۔۔

جس سے اس کے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگی۔۔۔۔

آپ مجھے،، یہاں کیوں،، لائیں ہیں ؟؟؟؟

اب کہ اسکا اعتماد تھوڑا ڈگمگا یا تھا۔۔۔ساتھ چہرے کا رنگ بھی پھیکا پڑا۔۔

ہمم " بہت اہم سوال میں آپکو یہاں کیوں لایا۔۔۔

ابھی بتا دیتے ہیں۔۔۔

یہ جو تمہارے تایا سائیں کے دوست ہیں۔۔۔ بات کرتے کرتے انہوں نے پاس کھڑے احسن حیات کی طرف اشارہ کیا۔۔۔جبکہ ہونٹوں پر معنی خیز سی مسکراہٹ تھی۔۔۔

انہیں آپ پسند آگئی تھیں۔۔۔ یا یہ کہہ لیں کہ انہیں آپ سے محبت ہو گئی ہے۔۔۔ بالکل ویسے جیسے سالوں پہلے انکے بھائی کو آپکی ماں سے ہوئی تھی

۔۔۔۔

مطلب ؟؟؟؟

انکی بات پر ابیہا نے نا سمجھی سے انکی طرف دیکھا۔۔۔

ساتھ اسکے چہرے پر ڈر کے سائے لہرائے تھے۔۔۔

مطلب یہ میری جان ان موصوف کو آپ سے طوفانی عشق ہو گیا ہے۔۔۔اور آپ سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔۔۔جو کہ سیدھے راستے سے تو ممکن نہیں ۔۔۔ بس اسی لیے اٹھالیا آپکو۔۔۔

صاف اور سیدھے لفظوں میں سمجھاتے ہوئے بولے۔۔۔

جس پر ابیہا کا منہ حیرت سے پورا کھل گیا۔۔۔ماموں،،، جان مذاق کر رہے نا آپ۔۔۔

بمشکل اٹکتے ہوئے بولی۔۔۔۔

میرا اور آپکا کوئی مذاق بنتا ہے بھلا میری جان۔۔۔

نہایت پر سکون لہجے میں استہزائیہ بولے۔۔۔۔

اس نے تشویش زدہ نظروں سے انہیں دیکھا۔۔۔اور پھر ایک نظر احسن حیات کو جن کے چہرے کا سکون قابل دید تھا۔۔۔

مطلب وہ انکی بات سے متفق تھے۔۔۔

آپکا کہیں دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔۔۔ کیسی باتیں کر رہیں ہیں ؟؟؟؟ میں آپکی سگی بھانجی ہوں آپکی بہن کی بیٹی۔۔۔آپکے بھتیجے کی عزت ،،،،آپکے خاندان کی عزت ،،،،آپ مجھے یوں گھر سے اغوا کر کے رسوا کرنے چلے ہیں

۔۔۔۔

آپ نے یہ فعل انجام دینے سے پہلے ایک بار بھی اپنے خاندان کی عزت کے بارے میں نہیں سوچا؟؟؟؟؟

اس کے لہجے میں حیرت ہی حیرت بول رہی تھی۔۔۔

جسکا کم از کم موسی شاہ پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا وہ اب بھی اپنی جگہ ریلکس کھڑے تھے۔۔۔۔

"ہمم میرا خاندان۔۔

نپے تلے قدم لیتے اسکی کرسی کی چاروں طرف راؤنڈ لگایا۔۔۔

لیکن اگر میں کہوں کہ میرا تم لوگوں سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں تو پھر ؟؟؟؟

بہت ہی آرام اور سکون سے اسکے سر پر بم پھوڑا تھا۔۔۔

ابیہا نے منہ کھول کر حیرت سے انکی طرف دیکھا۔۔۔

ماموں جان" نرم ہونٹ بے نام سے پھڑ پھڑائے۔۔۔

جس پر وہ استہزائیہ مسکرائے۔۔۔

لو بھئی احسن میں نے تمہاری امانت تم تک پہنچا دی۔۔۔اب آ گے تم جانو اور تمہارا کام۔۔۔

میں اب چلتا ہوں۔۔۔کیونکہ مجھے وقت رہتے دوسرے بہت سے کام بھی نمٹانے ہیں۔۔۔

لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ سجائے پلٹنے لگے جب ایہا نے پیچھے سے انہیں مخاطب کیا تھا۔۔۔

آپ ایسے مجھے یہاں چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔۔۔اور اگر آپ میرے ماموں نہیں ہے تو پھر کون ہے آپ ؟؟؟آپکو میرے سوالوں کا جواب دینا ہو گا۔۔۔

شاکڈ سے نکل کر وہ چلائی تھی۔۔۔

سب سے پہلے میں تمہارے سوالوں کے جوابات دینے کا بالکل بھی پابند نہیں ہوں۔۔۔ سیکنڈ یوں چلا کر ایویں فضول میں اپنی انرجی ضائع مت کرو ابھی تو تمہیں بہت کچھ جھیلنا ہے۔۔۔

انتہائی گھٹیا پن سے کہتے احسن حیات کو دیکھتے ہوئے آنکھ ونک کی تھی۔۔۔

جسے دیکھتے اور اسکا مطلب سمجھتے ایہا کا چہرہ پل میں متغیر ہوا تھا۔۔۔

البتہ احسن حیات کا چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔

مجھے نہیں پتا تھا کہ آپ اتنے گھٹیا نکلے گے ---آپکے خیالات آپکی سوچ،،،،
آپ جیسا گرا ہوا شخص میں نے آج تک نہیں دیکھا تف ہے آپ پر لعنت بھیجتی
ہوں میں آپکی سوچ پر،،،، آپ جیسے شخص کو تو ڈوب کر مر جانا چاہیے جو اپنی
بہن بیٹیوں کے بارے کے میں ایسے خیالات رکھتا ہو---

آپکے اندر غیرت نام جیسی کوئی چیز نہیں ہے---

ابیہا کی باتوں نے انکے اندر آگ لگانے کا کام کیا تھا،،،، جس پر طیش میں آتے
انہوں نے ہاتھ اٹھایا تھا---

جسے ابیہا کے چہرے کی زینت بننے سے پہلے ہی احسن حیات آگے بڑھ کر تھام
گئے---

البتہ انکو خود پر ہاتھ اٹھاتے دیکھ ابیہا اپنی آنکھیں بند کر چکی تھی---

موسی شاہ نے قہر بھری نظروں سے انکی طرف دیکھا---

یہ اب میری امانت ہے جس پر ہاتھ اٹھانے کی میں تمہیں قطع اجازت نہیں دیتا

انتہائی پر سکون لہجہ ---

جسے سن کر ابیہا نے حیرت سے اپنی آنکھیں کھولیں ----

موسی شاہ نے گھورتے ہوئے انکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچا----اور ابیہا کی طرف جھکے ----

میں چاہوں تو اس بد تمیزی پر ایک پل میں تمہاری چمڑی ادھیڑ دوں ----اور دنیا کی کوئی طاقت مجھے روک نا سکے ---

لیکن کیا یاد کرو گی میرے دوست کی امانت ہو----اسکی خاطر معاف کیا

بات کے آخر میں احسن حیات کی طرف دیکھتے مسکرائے تھے۔۔۔۔

جبکہ انکی مسکراہٹ ایسا کو زہر سے بھی زیادہ بری لگی تھی۔۔۔۔

لعنت بھیجتی ہوں میں ایسی معافی پر۔۔۔۔آپ کو کیا لگتا ہے میں ڈرتی ہوں آپکی دھمکیوں سے بالکل بھی نہیں۔۔۔۔آپ جو کرنا چاہتے ہیں کر لیں۔۔۔۔کیونکہ مجھے اپنے اللہ پر پورا یقین ہے۔۔۔کہ جب تک انکی مرضی نہیں ہو گی آپ میرا ایک بال تک اکھاڑ نہیں سکتے۔۔۔۔

انکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال سلگتے لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔۔

جسے سنتے موسی شاہ نے طیش سے اپنی مٹھیاں بھینچی۔۔۔۔۔

اور آپ،،، اب کہ اسکا اشارہ احسن حیات کی طرف تھا،،،، آپ تو تایا سائیں کے دوست ہیں نا،،،، شرم نہیں آئی آپ کو اپنے ہی دوست کی بیٹی پر بری نظر ڈالتے۔۔۔۔ ارے کم از کم اپنی عمر کا ہی لحاظ کر لیتے۔۔۔۔

اللہ اللہ کرنے کے دنوں میں جب ایک پاؤں پہلے سے ہی قبر میں ہے دوسرا کیلے کے چھلکے پر اٹکا ہوا۔۔۔۔ عشق کرنے چل پڑے۔۔۔۔۔

واہ کمال۔۔

ابیہا نے تاسف سے کہتے شرم دلانی چاہی۔۔۔۔ جسکا انہوں نے بالکل برا نہیں منایا تھا وہ اب بھی اسے مسکراتی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

البتہ موسی شاہ نے اسکی کیلے والی بات سن قہقہہ لگایا تھا۔۔۔۔

دوسروں سے کیا شکایت کروں جب اپنوں کے بھیس میں منافق چھپے ہوئے ہیں

۔۔۔۔

منہ میں رام رام اور بغل میں چھری دبائے بیٹھے موقع کی تلاش میں کب موقع ملے اور اپنوں کی ہی شاہ رگ کاٹ سکیں۔۔۔۔

اس کا اشارہ سمجھ موسی کی ہنسی تھمی۔۔۔۔

لیکن آپ کی بھول ہے کہ یہ سب کر کے آپ آسانی سے بچ جائیں گے ۔۔۔آپ ابھی جانتے نہیں میرے لالا اور شوہر کو ایسا برا حال کریں گے آپکا کہ ساری زندگی یاد رکھیں گے۔۔۔۔

موسی شاہ کی طرف دیکھتی پھنکاری تھی۔۔۔۔

آخر سر دار ضارب شاہ کی بہن اور واسم شاہ کی بیوی تھی ڈرے بغیر شیرنی کی طرح دھاڑی۔۔۔

جس پر موسی شاہ نے داد میں آئی برو اٹھائی۔۔۔

ہمم تمہارے لالا اور شوہر،،،

اتنا کہتے ایک نظر استہزائیہ اسکی طرف دیکھا۔۔۔

کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔ تمہارے لالا اور شوہر۔۔

سوائے اپنی قسمت پر رونے کے۔۔۔

بالکل اپنے بڑوں کی طرح۔۔۔

انہوں نے طنزیہ جتایا۔۔۔

جس پر ابیہا نے نا سمجھی سے دیکھا۔۔۔

چلو آج تمہیں ایک راز کی بات بتاتا ہوں۔۔۔۔

اسکے چہرے پر حیرت بھرے تاثرات دیکھتے مسکرا کر اسکے تھوڑے قریب ہوئے تھے۔۔۔۔

تمہارے ماں باپ کو میں نے اپنے ان ہاتھوں سے قتل کیا تھا۔۔۔

اپنے دونوں ہاتھوں کی طرف دیکھتے عجیب وحشت زدہ لہجے میں گویا ہوئے۔۔۔۔

ایہا کو انکی دماغی حالت پر شک ہوا۔۔البتہ اپنے ماں باپ کے ذکر پر اسکی آنکھیں چھلکی تھیں۔۔۔۔

اس کیلئے اس بات پر یقین کرنا بہت مشکل تھا کہ انہیں اس کے سگے ماموں نے قتل کیا تھا۔۔۔۔

آخر کیوں؟؟؟؟

وہ لبوں سے تو کچھ نہیں بولی کیونکہ اتنی بڑی حقیقت جاننے کے بعد اسکی قوت گویائی سلب ہو گئی البتہ اسکی آنکھیں چیخ چیخ کر اس سے سوال کر رہی تھیں

۔۔۔۔

بدلے کیلئے۔۔۔۔

جیسے وہ سمجھ چکے تھے اس لیے انتہائی ٹھنڈے ٹھار لہجے بولے۔۔۔

"بدلہ۔۔

ابیہا کے ہونٹوں سے حیرت بھری سرگوشی نکلی۔۔۔

ہاں بدلہ۔۔۔۔انکا انداز بہت پراسرار سا تھا۔۔۔

کس چیز کا بدلہ ؟؟؟؟

حیرت سے سوال کیا۔۔۔

اپنے ماں باپ کے قتل کا۔۔۔انکے جواب پر ابیہا نے حیرت سے انکی طرف دیکھا،،، کیونکہ انکی باتیں اسے بالکل سمجھ نہیں آ رہی تھی۔۔۔جہاں تک وہ

جانتی تھی۔۔۔انکے نانا نانی کی ڈیتھ ایک کار ایکسیڈنٹ میں ہوئی تھی تو پھر

۔۔۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ کچھ حقیقت اس پر کھولتے،،،،انکی جیب میں رکھا سپیشل فون وائبریٹ ہوا تھا۔۔۔۔

جو کہ خطرے کی نشاندہی تھا۔۔۔۔

انہوں نے فوراً اپنے خاص بندوں کو فون لگانا چاہا۔۔۔۔ لیکن سب کے سب بند

۔۔۔۔

انکے چہرے پر پریشانی کے سائے لہرائے۔۔۔۔

جنہیں بھانپتے ہوئے احسن حیات متفکر نظروں سے انکی طرف دیکھنے لگے

کچھ گڑبڑ ہے احسن ہمیں جلد از جلد یہ جگہ خالی کرنی ہوگی۔۔۔۔

لیکن ہوا کیا یہ تو بتاؤ؟؟؟؟؟

ابھی انکا جملہ سہی سے مکمل بھی نہیں ہوا تھا۔۔۔۔جب باہر تیز قدموں کے ساتھ فائرنگ کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔۔

جسے سنتے موسی شاہ کے چہرے کا رنگ بدلہ تھا۔۔۔۔البتہ ابیہا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔موسی شاہ کو اپنا پورا منصوبہ ملیا میٹ ہوتا نظر آرہا تھا۔۔۔۔

جب پیچھے مڑ کر انھوں ایک نظر ابیہا کی طرف دیکھا اور جلدی جلدی اسکے ہاتھ کی رسیاں کھولنے لگے۔۔۔۔

اسے رسیوں سے آزاد کرواتے۔۔۔۔جیب سے ریوالور نکال کر اسکی کنپٹی پر رکھا۔۔۔تاکہ وہ کوئی ہوشیاری نا کرے۔۔۔اور ساتھ احسن حیات کو اشارہ کرتے ہوئے قدم نیچے کی طرف بڑھائے۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

لاؤنج سے ہو کر دائیں طرف راہ داری میں مڑتے ہوئے سیڑھیوں سے نیچے اترے جہاں ایک اور ہال نما کمرہ تھا۔۔۔۔اس کمرے کی بائیں طرف دیوار کے ساتھ ایک الماری نصب تھی۔۔۔۔جس میں بہت ساری بکس رکھی تھیں

۔۔۔۔ موسی نے قدم اس الماری کی طرف برھائے اور اسکے بالکل درمیان میں رکھی ایک مخصوص بک اٹھائی۔۔۔۔ جس کے پیچھے ریڈ کلر کا ایک بٹن تھا ،،،، جسے پش کرتے ہی اس ہال کے سامنے والی دیوار دو حصوں میں تقسیم ہوئی

۔۔۔۔

اسکے پیچھے ایک سٹیل کا بڑا سارا بالکل ایک لاکر جیسا دروازہ تھا۔۔۔۔ موسی نے بک واپس اپنی جگہ پر رکھتے ہوئے۔۔۔۔ قدم اس طرف بڑھائے۔۔۔۔

اور اپنے فنگر پرنٹ سے اس دروازے کو کھولتے ہوئے،،،، ابیہا کو اندر دھکیلا اور احسن کے اندر داخل ہوتے ہی دوبارہ اسے اپنے انگوٹھے سے بند کر دیا

۔۔۔۔

ساتھ ہی وہ دیوار بھی واپس ایسے بند ہو گئی جیسے کبھی کھلی ہی نا ہو۔۔۔۔

باہر سے دیکھنے والا کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اسکے اندر بھی کوئی جگہ ہو سکتی ہے۔۔۔۔

اندر اس جگہ پر اس قدر اندھیرہ تھا کہ ایک ہاتھ کو دوسرا ہاتھ سجھائی نا دے۔۔۔۔ عجیب وحشت زدہ سا ماحول تھا۔۔۔۔اور ساتھ ایک عجیب قسم کی بو بھی وہاں پھیلی ہوئی تھی۔۔۔۔

جس کے نتھنوں سے ٹکراتے ہی ابیہا کو گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔۔۔

البتہ موسی شاہ اب سکون میں آ چکے تھے۔۔۔۔

تبھی آگے بڑھ کر دروازے کے ساتھ لگا بٹن دبایا۔۔۔۔جس سے پل میں پورا کمرہ روشن ہو گیا تھا۔۔۔۔

اور مسکراتے ہوئے پلٹے۔۔۔ لیکن ایہا اور احسن کے عین پیچھے صوفے پر آرام دہ حالت میں براجمان ہستی کو دیکھتے وہ مسکراہٹ پل میں سمٹی تھی ۔۔۔آنکھوں میں حیرت در آئی،،،، جبکہ چہرے پر خوف کے سائے لہرائے ۔۔۔ جنہیں دیکھتے ان دونوں نے پلٹ کر اپنے پیچھے دیکھا۔۔۔

اور وہاں اپنی شاندار شخصیت کے ساتھ بیٹھے ہوئے ضارب شاہ کو دیکھتے ایہا خوشی سے مسکرائی تھی۔۔۔
جبکہ آنکھوں سے تشکر کے آنسو بہہ نکلے۔۔۔اس نے فوراً اپنے قدم اسکی طرف بڑھائے۔۔۔

لیکن موسی شاہ نے دوبارہ اسے اپنے حصار میں قید کرتے گن اسکے سر پر رکھی ۔۔۔۔

ضارب شاہ نے انکی حرکت پر ایک آئی برو اچکائی۔۔۔جبکہ ابیہا کو روتے دیکھ آنکھوں سے ہی تسلی دی تھی۔۔۔۔

ضارب شاہ تمہارے لیے اچھا یہی ہو گا۔۔۔کہ تم مجھے یہاں سے جانے دو ورنہ تمہاری اس بہن کو ایک منٹ سے پہلے اوپر پہنچا دوں گا۔۔۔۔

ابیہا کے سر پر گن کا دباؤ بڑھاتے اسے دھمکی دی تھی۔۔۔۔کیونکہ اگر وہ یہاں موجود تھا تو اسکا مطلب انکی اصلیت جان چکا تھا اس لیے فضول میں ناٹک کرنے کی بجائے انہوں نے کھل کر سامنے آنے کا فیصلہ کیا۔۔۔۔

کیونکہ ایک وہی تھا،،، جو اس گھیرے سے انہیں بحفاظت باہر نکلوا سکتا تھا ۔۔۔۔

جبکہ ضارب تو ایسے تھا جیسے انکی کوئی بات نا سنی ہو۔۔۔۔

اس نے بڑے ریلکس انداز میں جیب سے سگریٹ نکال کر لبوں میں دباتے اسے آگ کا شعلہ دکھایا۔۔۔

اور اپنے مخصوص انداز میں کش لگاتے دھواں فضاء کے سپرد کیا۔۔۔

اس کے رنگ ڈھنگ کو دیکھ کو ایک لمحے کیلئے انکا دل سہا۔۔ کیونکہ وہ جانتے تھے اگر اسکے ہتھے چڑ جاتے تو وہ انہیں کیسی بے درد موت مارتا۔۔ لیکن پھر ابیہا کی گردن کے گرد شکنجہ کستے ہوئے دوبارہ دھمکی دی۔۔۔
انکی ظالم گرفت پر ابیہا کراہی تھی۔۔۔

ضارب شاہ۔۔۔

ضارب نے اپنے ہرے کانچ اٹھا کر انکی طرف دیکھا۔۔۔۔ جن میں اس وقت بس وحشت کے ساتھ ایک سکوت چھایا ہوا تھا۔۔۔۔

موت کا سا سکوت۔۔۔۔ جسے دیکھ موسی شاہ نے جھر جھری لی۔۔۔۔

جبکہ انکے برعکس احسن حیات بڑے ریلکس انداز میں یہ سارا تماشہ ملاحظہ فرما رہے تھے۔۔۔۔ انکے چہرے پر کوئی پریشانی نہیں تھی۔۔۔۔

جسے دیکھتے موسی شاہ چونکے تھے۔۔۔۔

تم ملے ہوئے ہو نا انکے ساتھ؟؟؟؟

جبکہ انکے سوال پر احسن کے وجیہہ چہرے پر بڑی گہری مسکراہٹ آئی تھی

۔۔۔۔

مطلب وہ انکار نہیں کر رہے۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

ماضی

" بھیو

احسن نے بیلٹ والا ہاتھ روباب کو مارنے کیلئے ابھی اٹھایا ہی تھا،،، جب انہیں محسن کی آواز سنائی دی۔۔۔

جس سے انکا ہاتھ ہوا میں ہی رک گیا تھا۔۔۔

انہوں نے حیرت سے پلٹ کر آس پاس دیکھا۔۔۔ لیکن اسے کچھ دکھائی نہیں دیا۔۔۔۔

جب وہ دوبارہ روباب کی طرف متوجہ ہوئے جو انہیں ہی سہمی ہوئی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

" یہ غلط ہے بھیو

انہیں دوبارہ ایک سرگوشی نما آواز سنائی دی۔۔۔۔

" محسن

انہوں نے آس پاس دیکھتے اسے پکارا۔۔۔ لیکن وہ وہاں ہوتا تو انہیں دکھائی دیتا ۔۔۔۔

یہ تو شاید انکے اندر سے آواز آرہی تھی۔۔۔شاید انکا دل اور ضمیر سے جو ابھی مرا نہیں تھا۔۔۔

انہوں نے فوراوہ بیلٹ زمین پر پھینکا اور گھٹنے کے بل بیٹھ کر اونچی آواز میں رونے لگے۔۔۔

جبکہ انکے پل میں بدلتے رویے اور یوں پھوٹ پھوٹ کر رونے پر روباب نے انہیں ترس بھری نظروں سے دیکھا۔۔۔

جب روتے روتے اچانک انہوں نے اپنی سرخ رنگ ہوئی آنکھیں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔

جن میں عزیت ہی عزیت بھری ہوئی تھی۔۔۔

کیا ہو جاتا اگر حیدر شاہ میرے بھائی کا رشتہ قبول کر لیتے کم از کم آج وہ زندہ تو ہوتا۔۔۔

انکا لہجہ بہت ہی ٹوٹا بکھرا سا تھا۔۔

جسے روباب نے محسوس کیا۔۔۔

ان میں انکا کوئی قصور نہیں۔۔۔ قسمت میں شاید یہی لکھا ہوا تھا۔۔۔

انکے پچھلے رویے کو یاد کرتے ڈرتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

احسن نے نفرت بھری نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

جاو چلی جاو یہاں سے۔۔۔اس پہلے تمہاری اس بات پر میں ٹکڑے کر دوں ۔۔۔دفع ہو جاو۔۔۔۔

ورنہ تمہاری سانسیں اپنے ہاتھ سے چھین کر اسے بھی قسمت کا نام دیدوں گا ۔۔۔

" جاو

اسے اپنی جگہ سے ٹس سے مس نا ہوتے دیکھ وہ دھاڑے تھے۔۔۔۔

جس پر وہ فوراً اٹھ کر کھلے دروازے سے باہر کی جانب بھاگی۔۔۔ جسکے نکلتے ہی باہر موجود موسی شاہ کے بندوں نے انہیں فون ملایا تھا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

گھنور کالی اندھیری رات،،،، فضاء میں چاروں طرف پھیلا سناٹا،،،، ان میں گونجتی جینگروں کی آواز ماحول کو اور وحشت ناک بنا رہی تھی۔۔۔

ایسے میں کبھی اسکے ڈھولتے اور کبھی تیز بھاگتے قدموں کی آواز سکوت زدہ ماحول میں ارتعاش پیدا کرنے کی سبب بن رہی تھی۔۔۔

یہ شہر سے کچھ دور سنسان علاقہ تھا۔۔ یہاں بن رہی نیو بلڈنگز میں کنسٹرکشن کا کام جاری تھا۔۔۔

یہاں پچھلے ایک دن سے موسی شاہ اور احسن حیات کے آدمیوں نے روباب کو قید کر رکھا تھا۔۔۔

اور آج آزادی ملنے اور اپنی عزت بچ جانے پر وہ رب کا شکر ادا کرتی جلد از جلد یہاں سے بھاگ کر فورا غنی کے پاس پہنچ جانا چاہتی تھی۔۔۔

اس کالی رات میں جہاں آس پاس اونچی اونچی بلڈنگز کے ڈھانچوں اور ریت کے ٹیلوں کے علاوہ کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔

اوپر سے ماحول میں چھائی وحشت نے روباب جیسی بہادر لڑکی کو بھی سہما دیا تھا

۔۔۔۔

اس لیے راستوں سے انجان ہونے کے باوجود وہ ایک سمت کا تعین کیے بھاگے جا رہی تھی۔۔۔

جب اسے اپنے پیچھے کچھ قدموں کی چھاپ سنائی دی تھی۔۔۔

جس پر اس نے ایک پل کیلئے رک کر پیچھے دیکھا۔۔۔ تبھی اسکے کانوں سے ایک غنڈے کی آواز ٹکرائی تھی۔۔۔

وہ رہی۔۔۔ پکڑو اسے۔۔۔

جسے سنتے اس کے قدموں تلے زمین سر کی۔۔۔

اسے لگا احسن حیات نے انہیں دوبارہ اسے پکڑنے کیلئے بھیجا ہے۔۔۔ اپنی عزت کھو جانے کا ڈر ایک بار پھر اس پر حاوی ہوا۔۔۔

جس نے اس کے قدموں میں مزید روانی بھر دی۔۔۔اور اس نے پہلے زیادہ تیزی سے بھاگنا شروع کر دیا۔۔۔

اندھیرہ ہونے کی وجہ سے اسے کچھ بھی صاف دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔جس کی وجہ سے وہ کئی بار راستے میں آتے پتھروں سے ٹکراتے گرتی گرتی بچی۔۔۔

لیکن اس نے ہمت نا ہاری۔۔۔وہ علیحدہ بات کہ دو دن سے کچھ بھی نا کھانے پینے سے اسے اب چکر آ رہے تھے۔۔آنکھوں کے آگے اندھیرہ چھا رہا تھا ۔۔گلا سوکھ کر اس میں کانٹے اگ آئے تھے۔۔۔

جس کے باوجود گرتی پڑتی وہ بھاگ رہی تھی۔۔۔

لیکن اب اسکی ہمت جواب دے رہی تھی ۔۔۔اور بھاگنے کے ساتھ ساتھ وہ بار بار پیچھے کی طرف بھی دیکھ رہی تھی ۔۔۔۔جہاں اب اسے کوئی دکھائی نہیں دیا تھا۔۔۔۔

شاید وہ لوگ بہت پیچھے رہ گئے تھے ۔۔۔۔جس پر شکرادا کرتے ۔۔۔اس نے ایک پل کیلیئے رک گہرا سانس لینا چاہا۔۔۔۔

تبھی ایک تیز رفتار کار نے پیچھے سے آ کر اسے ہٹ کیا تھا۔۔۔۔اور وہ اچھل کر تھوڑا دور ریتلی زمین پر گری۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

روباب کو اپنا دماغ سن ہوتا محسوس ہوا۔۔۔۔زمین کچی اور ریتلی ہونے کی وجہ سے اسے زیادہ چوٹیں تو نہیں آئی۔۔۔

البتہ گاڑی کی ٹھوکر کی وجہ سے کمر درد کی شدید لہر اٹھی تھی۔۔۔

جس نے اس کے حواس گھما دیئے تھے۔۔۔

اس نے جسم میں اٹھتے درد اور بند ہوتی آنکھوں کے ساتھ اس گاڑی کی طرف دیکھا۔۔۔ جسکا دروازہ ایک شان سے کھولا گیا تھا۔۔

اور کالی کھیڑی میں موجود ایک پاؤں باہر زمین پر آیا۔۔۔

تبھی اسکے پیچھے بھاگ کر آتے غنڈوں نے اسکی چاروں طرف گھیرہ بنایا تھا ۔۔۔۔

جسے محسوس کر کے روباب کا دل تقریبا بند ہونے کے قریب تھا۔۔۔

اس نے اپنی کبھی کھلتی اور کبھی بند آنکھوں کے ساتھ اپنے قریب آتے اس شخص کو دیکھنا چاہا،،، جس کے حکم پر یہ سب ہو رہا تھا۔۔۔

لیکن دور سے اسکا عکس بہت دھندلا دکھائی دے رہا تھا۔۔

البتہ اسکی ڈریسنگ اسے اتنا تو پتا چل ہی چکا تھا کہ وہ احسن حیات بالکل نہیں تھا ۔۔۔کیونکہ یہ شخص شلوار قمیض میں ملبوس تھا۔۔

جبکہ احسن اسکے برعکس پینٹ کوٹ میں۔۔۔

اس نے اپنے گھومتے ہوئے سر کو سنبھال کر اٹھنے کی کوشش کی جس میں وہ بری طرح ناکام ہوئی تھی۔۔۔

ہار کر اس نے اپنا سر دوبارہ زمین پر ٹکا دیا۔۔۔اور جلتی آنکھیں بند کی۔۔۔

تبھی وہ شخص اسکے قریب آکر گھٹنوں نے بل بیٹھا۔۔۔۔روباب کی اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔اسکی نظر سب سے پہلے اسکے ہاتھ پر گئی۔۔۔جس میں ایک عجیب سے لوگو والی انگوٹھی تھی۔۔۔۔

اور پھر پھسلتی ہوئی اس کی کلائی پر۔۔۔۔جس میں ایک چین کے ساتھ بریلسٹ چمک رہا تھا۔۔۔۔جس میں ایک قیمتی نگ (پتھر) لگا ہوا تھا۔۔۔۔

جسے دیکھتے اسکی پوری آنکھیں کھلی تھیں۔۔۔

اس نے حیرت سے دوبارہ اسکے ہاتھ میں موجود بریلسٹ کو دیکھا۔۔۔۔اور پھر نظریں اٹھا کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔۔

اور اس کا اندازہ بالکل درست نکلا تھا۔۔۔

"لالا۔۔

بے نام سی سرگوشی اسکے ہونٹوں سے برآمد ہوئی۔۔۔

جسے سن کر موسی شاہ کے ہونٹوں پر بڑی گہری مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔

اپنے وجود کے پور پور سے اٹھتے درد کو نظر انداز کرتے وہ حیرت سے اسکا چہرہ دیکھنے لگی۔۔۔۔

"لالا یہاں۔۔۔

حجاب کے مقابلے میں روباب کافی حد تک سمجھدار اور معاملات کو جلد سمجھنے والوں میں سے تھی۔۔۔۔

موسی شاہ کی وہاں موجودگی اور چہرے پر پھیلی مسکراہٹ۔۔۔اسے سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ۔۔۔انہیں اس حال تک پہچانے میں احسن حیات کے ساتھ اسکا اپنا بھائی بھی شامل تھا۔۔۔

کیوں؟؟؟؟؟

بس ایک ہی سوال اسکے ہونٹوں سے برآمد ہوا تھا۔۔۔جبکہ آنکھوں سے انکے دھوکے پر آنسو رواں ہو چکے تھے۔۔۔

نا میری پیاری بہنا رونا نہیں۔۔۔مصنوعی پیار جتاتے آنسو پونچھنا چاہے۔۔۔جب روباب نے انکا ہاتھ جھٹکا۔۔۔

کیوں؟؟؟؟

پوری قوت سے چلائی۔۔۔اور سارہ ہمت جمع کر کے اٹھ کر بیٹھتی انکے گریبان کو تھاما۔۔۔

موسی نے داد میں آئی.بر واٹھاتے اس کی ہمت کو داد دی۔۔۔

پھر ایک زوردار تھپڑ اسکے چہرے کی زینت بنایا۔۔۔جس سے وہ لہرا کر دوبارہ زمین پر گری۔۔۔

اسکے بالوں پر پکڑ مظبوط کرتے اٹھا کر اسکا چہرہ مقابل کیا۔۔۔جس پر انکی انگلیوں کے نشان چھپ چکے تھے۔۔۔

وجہ جاننی ہے تمہیں تو سنو۔۔۔۔بدلہ لیا ہے۔۔۔۔میں نے تم لوگوں سے

۔۔۔۔

"بدلہ۔۔۔

ہاں بدلہ۔۔۔۔

کس چیز کا؟؟؟؟

اپنے ماں باپ کے قتل کا۔۔۔۔

روباب کے سوال پر فوراجواب دیا تھا۔۔۔جس پر روباب نے نا سمجھی سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

آپکے ماں باپ؟؟؟؟

ہاں میرے ماں باپ۔۔۔جنکا قاتل تھا تمہارا باپ ابراہیم شاہ۔۔۔

انتہائی نفرت سے کہتے پھنکارا۔۔۔

ابراہیم کا نام لیتے اس قدر حقارت اور نفرت اسکے لہجے میں سمٹ آئی تھی جسے محسوس کر کے روباب روح تک لرز گئی۔۔۔

کیسی باتیں کر رہیں ہیں لالا۔۔۔آپ تو ہمارے لالا ہے نا پھر بابا سائیں آپکے ماں باپ کو کیسے قتل کر سکتے ہیں۔۔۔

نہیں ہوں میں تمہارا لالا۔۔۔اور نا ہی میرا کوئی رشتہ ہے۔۔۔تم لوگوں سے۔۔۔بس اپنے گناہ کو چھپانے اور سزا سے بچنے کیلئے۔۔۔تمہارے باپ نے مجھے اپنا نام دیا۔۔۔

اور میرے باپ کے بعد ماں کو بھی قتل کرتے۔۔۔خود مجھے لے کر یہاں چلا آیا۔۔۔تاکہ اسکے گناہوں کا احتساب نا ہو۔۔۔

وہ سمجھتا تھا اسکا راز کبھی نہیں کھلے گا۔۔۔

بات کرتے کرتے استہزائیہ ہنسے۔۔۔

جرم بھی کبھی چھپانے سے چھپا ہے۔۔۔اس کی اصلیت تو بہت پہلے ہی میرے سامنے آ گئی تھی۔۔۔ لیکن تب میں بہت چھوٹا تھا۔۔۔اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔۔۔

لیکن ایک وعدہ خود سے ضرور کیا تھا کہ جیسے اس نے میرے خاندان کو ختم کیا تھا۔۔۔ بالکل ایسے ہی ایک دن میں اسکے خاندان کو ختم کر دوں گا۔۔۔

وقت نے یہاں بھی میرے ساتھ بیوفائی کی۔۔۔ میرے بدلہ لینے سے پہلے ہی وہ اپنی بیوی کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔۔۔

اس بار انکے لہجے میں ہلکا سا افسوس جھلک رہا تھا۔۔۔ جیسے انکے ساتھ بہت ناانصافی ہوئی تھی۔۔۔

روباب بہت غور سے اسکی باتیں سنتی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

لیکن کوئی بات نہیں وہ نہیں تو اسکا خاندان سہی۔۔۔

موسی شاہ نے ایک گہرہ سانس ہوا کے سپرد کرتے ہوئے اسکے خوبصورت چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔

اسکی لاڈلی بیٹیاں جس میں اسکی سانسیں بسی تھیں۔۔۔

ایک بات بتاؤں۔۔۔ تمہاری جو جڑواں تھی حد سے زیادہ بیوقوف تھی۔۔۔

اس نے بات کرتے قہقہہ لگایا۔۔۔ جبکہ حجاب کے ذکر پر روباب کے رکے ہوئے آنسو ایک بار پھر آنکھوں سے پھسلے۔۔۔

آپ نے،،،،مارا،،،،، ہچکیوں کے درمیان ٹوٹے پھوٹے لفظ لبوں سے نکلے

موسی شاہ نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا----

لالا دیکھیں نا میرے مان کو کیا ہو گیا---- پلیز انہیں ہاسپٹل لے کر چلیں ورنہ اسے کچھ ہو جائے گا----

موسی شاہ نے روباب کی طرف دیکھتے ہوئے حجاب کی نکل اتاری-----
جس پر روباب نے اپنی چیخوں کا گلا گھونٹنے کیلئے لبوں پر ہاتھ رکھے----

تمہیں پتا جب وہ مجھے اپنے ماں کے پاس لے کر گئی۔۔۔۔تو اسکی سانسیں چل رہی تھیں۔۔۔۔

لیکن وہ بیوقوف یہ نہیں جانتی تھی کہ جسے وہ اپنا مسیحا سمجھ رہی تھی۔۔۔۔وہی اسکے ماں کی سانسیں اپنے ہاتھ سے نکالے گا۔۔۔۔

ایک گو*لی " ٹھاہ " اور ماں کا قصہ ہمیشہ کیلئے ختم۔۔۔۔اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے پستول بناتے اشارہ کیا۔۔۔۔

روباب نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

اور پھر باری آئی تمہاری بہن کی۔۔۔ جسکی آدھی جان تو اسکے ماں کے ساتھ ہی ختم ہو گئی تھی۔۔۔۔

رہی سہی میں نے اپنے ان ہاتھوں سے نکال دی۔۔۔۔

انکا لہجہ بہت سفاک تھا۔۔۔

" اور

وہ ایک پل کیلئے رکے۔۔۔اور اب تمہاری باری ہے۔۔۔اسکی گال پیار سے سہلاتے ہوئے بہت نرمی کے ساتھ بولے۔۔۔

جس پر روباب نے نفرت سے انکے ہاتھ کو جھٹکا۔۔۔

خبردار اگر مجھے اپنے گندے ہاتھوں سے چھونے کی کوشش کی تو۔۔۔روتے ہوئے چلائی۔۔۔اسکے لہجے میں وارننگ تھی۔۔۔

موسی نے مسکراتے دونوں ہاتھ کھڑے کیے۔۔۔۔

لیکن پھر یکدم ہی انکے چہرے کے تاثرات بدلے۔۔۔۔اور مسکراہٹ کی جگہ سفاکیت نے لے لی۔۔۔

انہوں نے بے دردی سے روباب کو بالوں سے پکڑ کر کھڑا کیا۔۔۔۔اور کمر کے ساتھ بندھا چا* قو نکال کر اس کے پر پیٹ پر وار کیا۔۔۔۔

خاموش فضاء میں روباب کی دلخراش چیخیں گھونج اٹھیں۔۔۔۔

لیکن وہ درندہ رکا نہیں۔۔۔۔اس نے چا* قو واپس کھینچتے دگنی حیوانیت سے دوبارہ وار کیا۔۔۔۔

روباب کے پیٹ سے خون کا پھوارہ پھوٹ پڑا۔۔۔۔

درد کی شدت برداشت نا کرتے وہ اپنے حواس کھونے لگی۔۔۔

جب موسی نے چا* قو واپس کھینچتے اسے زمین پر دھکا دیا اور لہرا کر زمین پر گری

۔۔۔۔

موسی شاہ نے اپنے ہاتھ کو دیکھا۔۔۔جو مکمل اسکے سے بھیگا ہوا۔۔ایک عجیب سا سکون انہیں اپنے رگوں جان میں اترتا محسوس ہوا۔۔۔

کیونکہ یہ خون ابراہیم شاہ کا تھا۔۔۔جسے اپنے ہاتھوں سے بہاتے۔۔اسکے اندر کے جانور کو تسکین حاصل ہو رہی تھی۔۔۔

یہ ابھی مری نہیں ہے۔۔۔۔جس کام کیلیئے میں نے اس بیو قوف کو اتنی پٹیاں پڑھائی۔۔۔۔وہ اس نے پھر بھی مکمل نہیں کیا۔۔۔۔احسن حیات کیلیئے ان کے لہجے میں حقارت تھی۔۔۔۔

میں چاہتا تھا کہ اسے شاہ خاندان کی سرے بازار نیلام ہو۔۔۔۔ابراہیم شاہ کی روح تڑپے،،،، لیکن میرا سارا وقت برباد کر دیا۔۔۔۔

تم لوگ چاہو تو۔۔۔۔اسے مکمل کر سکتے ہو۔۔۔۔آس پاس کھڑے اپنے بندوں کو اشارہ کرتے کمینگی سے ہنسا۔۔۔۔

جس پر وہ بھی روباب کے حسن کو دیکھتے لبوں پر زبان پھیرنے لگے۔۔۔۔

اور کام مکمل ہونے کے بعد اسے مار کر پاس کے ہی کسی جنگل میں پھینک دینا

جہاں سے کسی کی بھی نظر اس پر آسانی سے پڑ جائے----

اپنے آدمیوں کو ہدایت دیتے انہوں نے ایک بار پھر اسکے چہرے کی طرف دیکھا

جو اکھڑے اکھڑے سانس لیتی نفی میں سر ہلاتے کچھ کہنے کی کوشش کر رہی تھی

موسی شاہ جھک کر اسکے تھوڑا قریب ہوئے----

آپ مجھے ،،،، مار نا چاہتے ہیں مار دیں ،،،،، لیکن یہ ظلم نا کریں ،،،،، چاہے جو کچھ بھی ہے ،،،، لیکن ہم دونوں نے ہمیشہ آپ سے سگے بھائیوں جتنی محبت کی ہے ،،،،، آپکو اس محبت کا واسطہ ،،،، اگر کبھی زندگی میں ایک پل کیلئے بھی آپ نے ،،،،،، مجھے اپنی بہن مانا ہے تو ،،،،، اس لمحے کی لاج رکھ لیں ،،،، میری سانسیں اپنے ہاتھوں سے ختم کر دیں ،،،، پر میری عزت کو نیلام نا کریں ۔۔۔

درد کی انتہا پر پہنچتے اس ٹوٹے پھوٹے لہجے میں التجا کی ۔۔۔

جسکا کم از کم اس درندے پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا ۔۔۔

" ہمم بھائی

روباب نے امید بھری نظروں سے انکی طرف دیکھا ۔۔۔

جنکا گلا انہوں نے بہت بے دردی سے گھونٹا۔۔۔ کون بھائی کیسا بھائی۔۔۔

مجھے آج بھی حیدر شاہ کے وہ الفاظ یاد ہیں۔۔۔جب انہوں نے بولا تھا۔۔۔ کہ پتا نہیں کس خاندان کا خون ہے جسے تم ہمارے اونچے شملے والے خون کا نام دینا چاہتے ہو۔۔۔

میں تمہارے باپ کا کیا گیا ظلم شاید معاف کر بھی دیتا۔۔۔ لیکن تمہارے تایا سائیں کے لہجے کی حقارت اور الفاظ آج بھی میرے دل پر لکھے ہوئے پہلے دن کی طرح تازہ ہیں۔۔۔

آپ جیسے اونچے نام اور درجے والے لوگوں کا مجھ جیسے نیچی ذات والے سے کیا مقابلہ۔۔۔ کیسا رشتہ۔۔۔ کوئی رشتہ نہیں ہے میرا تم لوگوں سے۔۔۔

اور جب کوئی رشتہ ہی نہیں تو کیسی لاج اور کیسا مان۔۔۔

تمسخرانہ کہتے وہ اپنی جگہ سے اٹھنے لگے۔۔۔

جب روباب نے انکا ہاتھ تھامتے انہیں روکا۔۔۔دوسرا کوئی نہیں تو،،،
انسانیت کا رشتہ ہے نا،،، ہمارے درمیان۔۔۔میں آپکے پاؤں پڑتی ہوں،،،
مجھے ان درندوں کے حوالے نا کریں۔۔۔

اسکے قدموں پر ہاتھ رکھتے وہ گڑگڑائی۔۔۔

جب موسی شاہ نے اسکے ہاتھ اپنے پاؤں سے ہٹاتے ایک زوردار ٹھوکر اسکے
زخمی پیٹ پر رسید کی۔۔۔

روباب تکلیف سے دوہری ہوئی۔۔۔اور زخم سے خو*ن مزید روانی سے بل
بل بہنے لگا۔۔۔

انسانیت تو انسان کے اندر ہوتی ہے۔۔۔۔ جبکہ میں تو درندہ ہوں۔۔۔جو صرف چیڑ پھاڑ کرنا جانتا ہے۔۔۔۔

بہت مان تھا حیدر شاہ کو اپنے اونچے خون پر دیکھو آج میرے قدموں کی زینت بنا ہوا ہے۔۔۔۔ ٹانگ دوبارہ اسکے پیٹ پر مارتے ہوئے استہزائیہ قہقہہ لگایا

۔۔۔۔

جبکہ اب کی بار انکا یہ وار روباب برداشت نہیں کر پائی تھی۔۔۔اور مکمل طور پر اپنے حواس کھوتی بیہوش ہو گئی۔۔۔

اونچا خون۔۔۔۔

اسکے وجود پر تھوکتے ہوئے استہزائیہ بولتے وہ دوبارہ اپنے آدمیوں کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔۔

استعمال کرنے کے بعد مار کر جنگل میں پھینک دینا۔۔۔اور اس کام میں کوئی غلطی نہیں ہونی چاہیے۔۔۔ورنہ تم لوگوں کی قبریں میں اپنے ہاتھوں سے بناؤں گا۔۔۔

انتہائی سفاکیت سے کہتے ہوئے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔۔۔۔

اور انکے جاتے ہی وہ درندے روباب کے زخمی وجود کی طرف بڑھے

۔۔۔۔جس میں شاید اب چند سانسوں کے سوا کچھ نہیں بچا تھا۔۔۔۔

اسکے وجود سے بہتے لہو نے زمین پر پھیلتے آس پاس کی ساری جگہ کو سرخ کر دیا تھا۔۔۔۔

جس سے بے پرواہ وہ سب اپنے شکار پر ٹوٹ پڑے تھے۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

حال

دھوکے باز چیخ کر کہتے ہوئے موسی شاہ نے احسن حیات پر گولی چلادی تھی ۔۔۔۔جوانکے احتیاط برتنے کے باوجود بھی دائیں بازو میں پیوست ہو گئی۔۔۔

انکے لبوں سے بے نام سی سسکاری نکلی ۔۔۔انھوں نے اپنا بایاں ہاتھ اپنے زخم پر رکھتے خون روکنے کی کوشش کی۔۔۔

تمہیں تو چھوڑوں گا نہیں۔۔۔ایک بار مجھے سے نکلنے دو۔۔۔۔احسن حیات کو دھمکی دیتے گن دوبارہ ابیہا کے سر پر ٹکائی۔۔۔

تم مجھے یہاں سے جانے دو گے یا پھر اسکا قصہ یہی ختم کر دوں۔۔۔۔ گن پر دباؤ بڑھاتے۔۔۔۔ ضارب سے مخاطب ہوئے۔۔۔۔ جو سپاٹ نظروں سے انکی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

" کر دو

انتہائی ٹھنڈے ٹھار لہجے میں جواب آیا تھا۔۔۔۔

جس پر حیرت سے پلٹتے موسی شاہ نے اپنے پیچھے دائیں طرف دیکھا۔۔۔۔ یہاں بہت پر سکون انداز میں واسم شاہ اپنی گھائل کر دینے والے کلر لک میں دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔۔۔۔

واسم شاہ کو اپنے سامنے دیکھتے یہاں ایہا کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی،،،
وہی اسکے لفظوں نے ایک بار پھر اسکا دل دکھایا تھا۔۔۔

یعنی کے اس انسان کی نظر میں اسکے وجود اور زات کی کوئی اہمیت نہیں۔۔۔ کتنی آسانی سے اسے مارنے کا بول دیا۔۔۔ وہ پل میں اس بدگمان ہوئی۔۔۔

رک کیوں گئے،،،،، چلاو گولی،،،، کرو قصہ ختم۔۔۔
دیوار کی ٹیک چھوڑ کر اسکی طرف قدم بڑھاتے ہوئے سپاٹ لہجے میں بولا۔۔۔

جس پر ایہا کا دل تیز تیز دھڑکنے لگا۔۔۔ البتہ واسم شاہ نے اسکی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔۔ کیونکہ اسکی نظروں کا مرکز فلحال موسی شاہ کی ذات تھی۔۔۔

اسے میری دھمکی مت سمجھنا واسم شاہ میں سچ میں گولی چلا دوں گا۔۔۔

وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنی بات پر زور دیتے بولے۔۔۔

بالکل بھی نہیں۔۔۔۔ تم چلاو۔۔۔ ہر احساس سے عاری لہجہ۔۔۔

دیکھ لو ضارب شاہ یہ اوقات ہے واسم شاہ کی نظر میں تمہاری بہن کی۔۔۔

استہزائیہ مسکرا کر ان دونوں کو ایک دوسرے سے متنفر کرنا۔۔۔

ایہا کی آنکھ سے موتی ٹوٹ کر زمین پر گرا۔۔۔۔

جبکہ انکا دھیان ہٹتے ہی واسم شاہ نے ایہا کا بازو پکڑ کر اسے اپنے طرف کھینچا اور لمحے کی دیر کیے بنا اپنا ریوا*لور نکال کر ان کے ہاتھ پر فا*ئر۔۔۔ جس سے گن چھوٹ کر زمین پر گری۔۔۔

موسی شاہ نے درد سے بلبلاتے واسم شاہ کو گالی سے نوازا۔۔۔

واسم کا خود پر کیا ہوا سارا کنٹرول ختم ہوا۔۔۔اور وہ ایہا کو ایک سائڈ کرتے ان پر ٹوٹ پڑا۔۔۔

ہاتھ میں پکڑا پستو*ل کو الٹا کرتے انکی پیشانی پر وار کیا۔۔۔

جس پر پل میں انکا خو*ن بہنے لگا۔۔۔اور اسکے بعد وہ رکا نہیں۔۔۔ پستول کے بٹ مار مار کر انہیں لہو لہان کرتے ہوئے۔۔۔وہ انہیں اپنے مکوں کی زد میں لے آیا۔۔۔

موسی شاہ کو اپنا دفاع کرنے کا موقع بھی نہیں ملا تھا۔۔۔۔لہذا اسکی مار کی تاب نا لاتے نڈھال ہو کر زمین پر گرے۔۔۔۔

واسم شاہ نے انہیں اپنی پاؤں کی ٹھوکروں میں لیا۔۔۔۔

اور اس وقت یہ وہ بالکل بھول چکا تھا کہ ان سے اسکا رشتہ کیا تھا۔۔۔۔بس یاد تھا کہ یہ انسان اسکے خاندان کی بربادی وجہ تھا۔۔۔۔

اسکے جنون کو دیکھتے ہوئے ایہا نے لبوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس سے نکلنے والی چیخ کو روکا۔۔۔۔

البتہ اسکے برعکس ضارب اور احسن حیات بہت پرسکون طریقے یہ سب ملاحظہ فرما رہے تھے۔۔۔۔

اٹھ اور ہاتھ لگا کر دکھا،،،، میری بیوی کو۔۔۔۔

انکے سینے پر بھاری بوٹ کی ٹھوکر مارتے چلایا۔۔۔۔

لیکن موسی شاہ میں اتنی ہمت کہاں بچی تھی جو اسکے سوال کا جواب دیتے۔۔۔۔ سر پر لگنے والی پستول کی مسلسل ضربوں نے انکے حواس مکمل سلب کر لیے تھے ۔۔۔۔

اور اس سے پہلے کہ اپنے جنون میں مار مار کر واسم شاہ انکی جان لے لیتا۔۔۔۔ باہر سے کمرے کا دوسرا خفیہ دروازہ کھولتے زارون اندر داخل ہوا۔۔۔۔
اور فوراآگے بڑھ کر اسے اپنی گرفت میں لیتے کھینچ کر پیچھے کیا۔۔۔۔

لالا کیا کر رہے ہیں مر جائے گا وہ۔۔۔۔

چھوڑو مجھے میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔۔۔یہ شخص میری ماں کا مجرم ہے

۔۔۔۔۔

اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔۔۔۔

اسکی سخت گرفت میں مچلتے وہ دھاڑا۔۔۔۔

لالا یہاں صرف ہماری ماں ہی نہیں بلکہ اس ملک کی بہت ساری ماوں کا مجرم ہے

۔۔۔۔اسے سزا قانون دے گا۔۔۔۔

آپ اسکے گندے خون سے اپنے ہاتھ نا رنگے۔۔۔۔

اونچی آواز میں سمجھاتے ہوئے بولا۔۔۔۔جس پر واسم نے ایک جھٹکے سے خود آزاد کروایا۔۔۔۔

جبکہ زارون کے ساتھ اندر داخل ہوا آرجے فوراً حسن حیات کی طرف بڑھا اور انکے بازو سے بہتے خو*ن کو روکنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔

ضارب شاہ اپنی جگہ سے اٹھ کر موسی شاہ کے قریب آیا۔۔۔جو کہ مکمل حواس کھونے کے درپر تھے۔۔۔

انکے گریبان میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کھڑا کرتا مقابل لایا اور پھر ایک جھٹکے سے پاس رکھے پھینکنے کے انداز میں پھٹکا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

" نیویارک امریکہ 1965

یار وہ لڑکی کتنی ہاٹ تھی۔۔۔اور مسلسل ہمارے ابراہیم کو ہی دیکھ رہی تھی ۔۔۔۔

مگر مجال ہے،،،، جو اس کھڑوس نے ایک بار بھی اسکی طرف دیکھا ہو۔۔۔۔

ریتیش (یونیورسٹی فرینڈ) نے ابراہیم جو گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔اسکی طرف دیکھتے جملہ بولا۔۔۔

جس سے اس کے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ آئی۔۔۔

جبکہ پیچھے اسکے دوسرے دوستوں نے بھی ریتیش کی ہاں میں ہاں ملائی۔۔۔

تم لوگ جانتے ہو۔۔۔۔مجھے یہ سب نہیں پسند۔۔۔۔پھر بھی ایسی باتیں کر رہے ہو۔۔۔۔

اچھا یہ سب نہیں پسند یا پھر اپنے لالا سائیں سے ڈرتے ہو۔۔۔

جسے سن کر اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔۔۔ میرے لالا مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔۔۔

اس لہجے میں حیدر شاہ کیلئے مان بول رہا تھا۔۔۔

اچھا ایسا ہے تو پھر لڑکیوں سے اتنا دور کیوں بھاگتے ہو؟؟؟؟

کیونکہ میں ان مردوں میں سے نہیں جو اپنی نفس کی تسکین کیلئے معصوم لڑکیوں کے جذبات سے کھیلیں۔۔۔اور نا ہی ہمارا مذہب اس چیز کی ہمیں اجازت دیتا ہے۔۔۔

بہت ہی نرم لہجے میں جواب دیا۔۔۔

اب ایسی بات بھی نہیں پسند کی شادی کی تو اسلام میں بھی اجازت ہے۔۔۔

ریتیش اسکی بات سنتے بحث پر اتر آیا۔۔۔

جس پر اس نے فقط سر ہلایا تھا۔۔۔

پسند کی شادی اور لڑکیوں کے ساتھ افیئر چلانے میں بہت فرق ہوتا ہے میرے دوست۔۔۔جو کم از کم تم نہیں سمجھ سکتے۔۔۔

جبکہ اسکی پسند والی بات پر کسی کا خوبصورت چھن سے اسکی آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا۔۔۔

جس سے ایک مسکراہٹ اسکی لبوں کی تراش میں ابھری۔۔۔

جسے دیکھتے اسکے دوستوں کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

آں ہاں تو یہ بات ہے۔۔۔۔سب ایک ساتھ زور سے بولے۔۔۔

ابراہیم جو اپنے خیالوں میں گم گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔انکی بات پر ہوش میں آیا ۔۔۔۔

کیا ہوا؟؟؟؟

تو ہمارے شاہ صاحب پہلے سے ہی کسی کی زلفوں کے اثیر ہیں۔۔۔دوستوں سے پردہ داری۔۔۔نوٹ فیر یار۔۔۔

تم لوگ کیسی باتیں کر رہے ہو۔۔۔ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔

انکی بات پر اپنے چہرے پر سنجیدہ تاثرات لاتے نفی کی۔۔۔البتہ اپنی چوری پکڑی جانے پر دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔۔

بالکل ایسا ہی ہے۔۔ابھی جب تم تھوڑی دیر پہلے خیالوں میں کسی کو یاد کرتے مسکرا رہے تھے۔۔ تمہارے چہرے پر جو چمک تھی ۔۔وہ ایسے ہی نہیں آ جاتی ۔۔۔۔

کس مسکراہٹ کی بات کر رہے ہو۔۔۔اس نے لاعلمی کا اظہار کیا۔۔۔جبکہ ہونٹوں پر دبی دبی سی مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔۔۔

ابراہیم تمہارے لیے اچھا یہی ہو گا کہ ہمیں سچ سچ بتا دو ورنہ اگر ہم اگلوانے پر آئے تو تم جانتے ہو۔۔ تمہاری کیا حالت کرینگے۔۔۔

ریتیش نے اسکی طرف دیکھتے دھمکی دی۔۔۔

جب ایسا کچھ ہے ہی نہیں تو۔۔۔ابھی اسکا جملہ مکمل نہیں ہوا تھا جب یکدم ریتیش نے اسکی گردن دبوچتے ہوئے۔۔۔اسے اپنی پکڑ میں لیا تھا۔۔۔۔

کیا کر رہے ہو؟؟؟؟ایکسیڈنٹ ہو جائے گا۔۔۔۔

خود کو چھڑوانے کی کوشش کرتا۔۔۔۔وہ چلایا۔۔۔۔

ہونے دو۔۔۔۔پہلے بتاو کون ہے وہ۔۔۔۔اسکی بات کو نظرانداز کرتے اپنی ہی کہی۔۔۔

اور یہی وہ وقت تھا جب ابراہیم کی پکڑ سے گاڑی کا کنڑول ختم ہوا تھا۔۔۔اور بے دھیانی میں گاڑی سامنے سے آتی ہوئی بائک سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔

دونوں کا زبردست تصادم ہوا۔۔۔ابراہیم نے سامنے دیکھتے بریک لگانے کی کوشش تو لیکن کامیاب نا ہوا تب وہ بائک سے ٹکرا چکی تھی۔۔۔

جس سے انہیں تو زیادہ نقصان نہیں ہوا۔۔۔البتہ بائک سڑک کے ساتھ گھسیٹتے ہوئے دور جا کر گری۔۔۔

جس پر ایک مرد کے ساتھ پیچھے عورت بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ عورت تو بائک گاڑی کے ساتھ ٹکراتے ہی اچھل کر نیچے گر گئی تھی۔۔۔۔جس سے اس کی کافی حد تک بچت ہو گئی۔۔۔البتہ اسے چلانے والا مرد بری طرح زخمی ہوا تھا ۔۔۔۔

ابراہیم کے ساتھ اسکے باقی دوستوں نے بھی سانس روک کر اچانک رونما ہونے والے واقعے پر سامنے دیکھا۔۔۔جہاں انکی وجہ سے دو زندگیاں نہیں شاید

تین موت کے منہ میں چلی گئی تھیں۔۔۔کیونکہ وہ عورت حاملہ تھی۔۔۔اور سڑک پر پڑی بہت.بری طرح کراہ رہی تھی۔۔۔۔

دوسری طرف وہ آدمی لہولہان سڑک کے بیچو بیچ اوندھے منہ پڑا تھا۔۔۔

جسے دیکھتے ابراہیم فوراہوش میں آتے گاڑی سے باہر نکلنے لگا تاکہ انکی مدد کر سکے ۔۔۔۔

جسے ریتیش نے ہاتھ پکڑ کر روکا۔۔۔

کہاں جارہے ہو بیوقوف؟؟؟؟ تمہیں دکھائی نہیں دے رہا۔۔۔انہیں ہماری مدد کی ضرورت ہے۔۔۔۔

جس پر ریتیش نے اپنا سرپیٹا۔۔۔

تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔۔۔یہ ایکسیڈنٹ کا کیس ہے۔۔۔ تمہاری مدد کے چکر میں پولیس والے ہم سب کو پکڑ کر لوکپ میں ڈال دیں گے۔۔۔

بہت بری سزا ملے گی اور ہمارا کیریئر بھی برباد ہو جائے گا۔۔۔

اب کے آرام سے سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔

تو کیا کروں انہیں مرنے کیلیئے چھوڑ دوں۔۔۔ نہیں میں اتنا خود غرض نہیں ہو سکتا۔۔۔

کیونکہ کوئی بھی چیز ایک انسان کی زندگی سے زیادہ قیمتی نہیں ہو سکتی۔۔۔

اسکی پکڑ سے ہاتھ نکلواتے وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلا۔۔۔اور دوڑ کر اسکے آدمی کی طرف گیا۔۔۔

اور اسے سیدھا کرتے سانسیں چیک کی جو کہ دھیمی دھیمی چل رہی تھی ۔۔۔۔جبکہ اسکے سر سے خون بل بل بہہ رہا تھا۔۔۔۔

اسے اکیلے اس آدمی کو اٹھانے کی کوشش کرتے دیکھ مجبوری کے تحت اسکے دوست بھی باہر نکلے اور اس آدمی کے ساتھ عورت کو بھی گود میں اٹھاتے گاڑی میں ڈالنے لگے ۔۔۔۔جو کہ اپنے حواس مکمل طور پر کھولتے چکی تھی ۔۔۔

جبکہ ان دونوں کو اندر ڈالتے ہیں ابراہیم نے گاڑی فل سپیڈ میں ہاسپٹل کی طرف بھگائی تھی ۔۔۔

لیکن لاکھ کوششوں کے باوجود بھی ہاسپٹل پہنچنے تک وہ آدمی اپنی سانسیں ہار چکا تھا۔۔۔۔

کیونکہ اسکے سر میں گہری چوٹ لگنے کی وجہ سے خون زیادہ بہہ گیا تھا۔۔۔اور کچھ پولیس کے پہنچنے تک ایکسیڈنٹ کیس دیکھتے۔۔۔ڈاکٹرز نے تاخیر کر دی تھی ۔۔۔۔

البتہ وہ عورت بچ گئی تھی۔۔۔اور اس نے ایک صحت مند بچے کو جنم دیا تھا ۔۔۔۔

پولیس کی تفتیش کے دوران ساری بات ریتیش نے سنبھالی تھی کہ ہم لوگ راستے سے گزر رہے تھے جب ہماری ان دونوں پر نظر پڑی اور وہ انہیں ہاسپٹل لے کر آ گئے۔۔۔

کیونکہ جس راستے پر ایکسیڈنٹ ہوا تھا کافی سنسان سا علاقہ تھا۔۔۔یہاں زیادہ لوگوں کی گزر بسر بھی نہیں تھی۔۔۔۔

اور نا ہی سی سی ٹی وی کا جھنجھٹ تھا۔۔اس لیے جھوٹ سچ ملاتے اس نے بات کو کور کر دیا تھا۔۔۔

البتہ ان سب کے دوران ابراہیم بمشکل لب بھینچے خود کو کچھ بولنے سے باز رکھ رہا تھا۔۔۔

اسے اندر سے یہ گلٹ کھائے جارہا تھا کہ اس کی وجہ سے کسی بے قصور کی جان چلی گئی تھی۔۔۔

اور ایک معصوم جان دنیا میں آنے سے پہلے ہی یتیم ہو گئی تھی۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

اس واقعے کو گزرے تقریبا ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔۔۔ لیکن ابراہیم کو کسی طور پر بھی سکون نہیں مل پا رہا تھا۔۔۔

حالانکہ اس نے اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر اس لڑکی کی بہت مدد کی تھی

،،،، کیونکہ ان دونوں کا یہاں امریکہ میں کوئی رشتہ دار نہیں تھا۔۔۔ سوائے نینسی کی والدہ کہ جو کہ ایک مسلمان سے شادی کرنے کی وجہ سے ہر رشتہ ختم کر چکی تھی۔۔۔

نینسی ایک برٹش لڑکی تھی۔۔۔ جس نے ایک مسلمان سے شادی کرنے کے بعد اسلام قبول کیا۔۔۔

اس لیے اس آدمی جسکی عمر تقریبا تیس سال کے قریب ہو گی تدفین وغیرہ کا سارا ذمہ نبھایا۔۔۔

وہ روز ناصر نامی اس آدمی کی قبر پر جا کر پھول چڑھاتا،،، اور پھر اس کے گھر اسکی بیوی کی خیر خبر لینے جاتا۔۔۔

جو ایک اجنبی کو اتنی ہمدردی دکھاتے دیکھ اسکی گرویدہ ہو چکی تھی۔۔۔

وہ اس کا شکریہ ادا کرتی۔۔۔ کہ وہ اور اسکے دوست نا ہوتے تو۔۔۔ کہ وہ اور اسکا بچہ بھی اسکے شوہر کی طرح وہی کہیں سڑک پر ہی دم توڑ جاتے۔۔۔

اور ساتھ ساتھ اس ایکسیڈنٹ کرنے والے کو بھی بدعا دیتی جس نے اسکی ہنستی بستی دنیا اجاڑ دی تھی۔۔۔۔

جسے سن کر ابراہیم اندر سے اور گلٹ محسوس کرتا۔۔۔اسے اپنا آپ مجرم سا لگتا ۔۔۔۔

نینسی نے اپنا گھر چلانے کیلیئے،،،، اپنے گھر کے قریب ہی ایک کیفے میں جوب سٹارٹ کرلی تھی۔۔۔

آخر اسے اپنے بچے کو بھی تو پالنا۔۔۔

حالانکہ ابراہیم نے اسے بولا تھا کہ اسے جوب وغیرہ کرنے کی ضرورت نہیں ۔۔۔وہ ان دونوں ماں بیٹے کا خرچہ اٹھا لے گا۔۔۔

لیکن اس نے اسکی اور مدد لینے سے صاف انکار کر دیا تھا۔۔۔کیونکہ وہ ایک خوددار پڑھی لکھی سمجھدار لڑکی تھی۔۔۔
یوں کسی اجنبی پر بھوج بننا اسے پسند نہیں تھا۔۔۔

لیکن ایک بچے کے ساتھ کوئی بھی اسے اچھی نوکری پر رکھنے کو تیار نہیں تھا ۔۔۔اس لیے مجبوری میں اس نے اس چھوٹے سے کیفے میں اسکے مالک کی بہت منتوں اور ترلوں کے بعد جوب حاصل کی۔۔۔

جسکی سیلری اس حد تک کم تھی کہ بمشکل اسکے بچے کے دودھ وغیرہ کا خرچہ پورا ہوتا۔۔۔اور کبھی کبھی وہ دو دو دن تک بھوکی رہتی۔۔۔

اور ابراہیم جسکی نظر ہر وقت اس پر ہی رہتی تھی اس سے یہ سب.برداشت نہیں ہوا تھا۔۔۔ کیونکہ کہیں نا کہیں اسکی اس حالت کا وہی ذمہ دار تھا۔۔۔

جس کے چلتے اس نے ایک فیصلہ لیا تھا۔۔۔۔

اور وہ فیصلہ تھا نینسی سے شادی کا۔۔۔ کیونکہ ایسے تو وہ اسکی کوئی ہیلپ نہیں لیتی اور وہ کسی بھی قیمت پر انہیں بے یارو مددگار نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔۔۔۔

اور جب یہ خبر اسکے دوستوں کو پتا چلی انھوں نے اسے بہت سمجھانے کی کوشش کی وہ صرف ایک حادثہ تھا۔۔۔اس میں تمہاری کوئی غلطی نہیں۔۔۔اس کے پیچھے اپنی زندگی برباد نا کریں۔۔۔

لیکن وہ کسی طور نہیں مانا۔۔۔۔

ہاں وہ اتنا بڑا فیصلہ لینے سے پہلے حیدر شاہ کو بتانا چاہتا تھا۔۔۔ لیکن پھر یہ سوچ کر رک گیا کہ اسکے بعد اس فیصلے کی پیچھے کی وجہ بھی پوچھتے اور یقیناً اسکے دوستوں کی طرح وہ بھی کبھی نا مانتے اس رشتے کیلئے۔۔۔

اس لیے انہیں بعد میں بتانے کا فیصلہ کرتے اس نینسی کو شادی کیلئے پرپوز کر دیا ۔۔۔۔ حالانکہ یہ سب کرتے اسے اپنی ساتھ جڑی اس ننھی سی زندگی کا خیال بھی آیا تھا جو بچپن سے ہی اسکے نام کے ساتھ منسوب ہونے کے ساتھ دل میں بھی بستی تھی۔۔۔۔

لیکن اپنے ضمیر کا کیا کرتا جو روز اسے اپنی عدالت میں کھینچ کر کھڑا کرتا تھا ۔۔۔۔ نینسی اور اسکے بچے کی بہتر مستقبل اور اپنا گلٹ ختم کرنے کیلئے۔۔۔اس نے اپنی محبت کا گلا گھونٹ دیا۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

اس کے پروپوزل پر پہلے تو نینسی نے انکار کیا۔۔۔کیونکہ وہ اپنے شوہر سے بہت محبت کرتی تھی۔۔۔اور ساری زندگی اسی کہ یادوں کے سہارے گزارنا چاہتی تھی۔۔۔۔

لیکن پھر اپنے بچے مستقبل اور ابراہیم کے مسلسل اسرار پر اس نے ہاں کر دی ۔۔۔۔

لیکن ساتھ میں شرط بھی رکھی کہ جب تک وہ دل سے رضامند نہیں ہو جاتی ۔۔۔ابراہیم اس رشتے کو زبردستی آگے بڑھانے کا نہیں بولے گا۔۔۔۔

جس پر اس نے بنا تکلف ہاں بول دی تھی۔۔۔۔

اور یوں اپنے چند دوستوں کی گواہی میں اس نے سادگی سے نکاح کر لیا تھا۔۔۔۔

شادی کے بعد وہ اسے اپنے ساتھ ایک کرائے کے اپارٹمنٹ میں لے آیا تھا ۔۔۔کیونکہ وہ خود تو دوستوں کے ساتھ ہاسٹل میں رہتا لیکن نینسی اور اسکے بچے کو نہیں رکھ سکتا تھا اس لیے اس نے ایک اپارٹمنٹ کرائے پر لے لیا جو ویل فرنشڈ تھا۔۔۔

زندگی اپنی ڈگر پر چل نکلی۔۔۔آہستہ آہستہ ابراہیم اس بچے کے ساتھ کافی اٹیچ ہو گیا تھا۔۔۔یہاں تک کہ اسکا نام بھی اس نے ہی رکھا۔۔۔اور ساتھ ساتھ اپنا نام بھی دیا۔۔۔البتہ نینسی اور اسکا رشتہ صرف کاغذی حد تک ہی محدود تھا۔۔۔

موسی شاہ سے اسکی محبت اور لگاو کو دیکھتے۔۔۔نینسی کو بھی اس سے محبت ہونے لگی تھی۔۔۔

لیکن فلحال وہ خود کو تھوڑا وقت دینا چاہتی تھی۔۔۔

گزرتے پچھلے سالوں میں ابراہیم نے ان لوگوں کا بہت خیال رکھا کبھی کسی چیز کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔۔۔

موسی شاہ کو باپ سے بڑھ کر پیار دیا۔۔۔کہ نینسی کو کبھی محسوس نا ہوا کہ وہ اسکا سگا بیٹا نہیں۔۔۔

یہ بھی کچھ ایسا ہی دن تھا۔۔۔جب ابراہیم کی محبت اور قربانیوں کو دیکھتے نینسی نے دل کی رضامندی سے اسکی طرف قدم بڑھانے کا سوچا تھا۔۔۔

جس کیلئے سپیشل تیاری بھی کی۔۔۔

ابراہیم کی عادت تھی کہ وہ یونیورسٹی سے آنے کے بعد شام میں موسی کو قریبی پارک میں لازمی گھمانے لے کر جاتا تھا۔۔۔

اور اس وقت میں اس نے اپنے کمرے کو ریڈ روزز اور کینڈلز کے ساتھ سجایا
۔۔۔اور خود ابراہیم کی پسند کا خیال کرتے ہوئے اپنے لیے ایشین ریڈ ڈریس نکالا
۔۔۔۔اور تیار ہونے چل دی۔۔۔۔

ابراہیم جب موسی کو لے کر گھر واپس آیا تو نینسی نک سک سی تیار ڈنر پر انکا
ویٹ کر رہی تھی۔۔۔۔

جسے دیکھ کر وہ چونکا کیونکہ آج سے پہلے اس نے اسے ایسے تیار کبھی بھی نہیں
دیکھا تھا۔۔۔

البتہ موسی شاہ اپنی ماں کو ان کپڑوں میں بہت پیاری لگی تھی۔۔۔۔وہ دوڑ کر
اسکے گلے لگا۔۔۔اور اسکے گال پر پیار کرتے اسکی تعریف کی۔۔۔۔

"ماما یو آر سو بیوٹیفل۔۔۔

تھینک یو میری جان۔۔۔بدلے میں نینسی نے اسکے پھولے گالوں کو محبت سے چوما۔۔۔

جس کے بعد اس نے ابراہیم کی طرف دیکھا جو ان دونوں کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ نینسی کے دیکھنے پر اس نے بھی اسکی تعریف کی۔۔۔

جسے شکریہ کہ ساتھ وصول کرتے اس نے موسی کو ہاتھ دھونے کے لیے اندر بھیجا۔۔۔

اور اسکے پیچھے ہی ابراہیم بھی فریش ہونے کیلئے کمرے کی طرف جانے لگا جب نینسی نے اسے روکا۔۔۔۔

اس نے سوالیہ اسکی طرف دیکھا۔۔۔

کیونکہ اتنے سال ساتھ رہنے کے باوجود بھی ان میں کوئی خاص بے تکلفی نہیں تھی۔۔۔اور نا ہی نینسی نے کبھی اسے بنا ضرورت مخاطب کیا تھا۔۔۔

وہ،،، مجھے تم سے،،، مطلب آپ سے ضروری بات کرنی تھی۔۔۔

جس پر پہلے تو وہ بہت حیران ہوا۔۔۔

چونکہ ابراہیم عمر میں اس سے ایک سال چھوٹا تھا۔۔۔تو اس لیے وہ اسے تم کہہ کر ہی مخاطب کرتی تھی۔۔۔اور آج یکدم اتنی عزت کے ساتھ مخاطب کرنے پر وہ کافی حیران ہوا۔۔۔

" جی

پھر سر جھٹک کر اسکی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

وہ میں،،،، پتا نہیں کیوں لیکن اسے ابراہیم سے یکدم ہی شرم سی آنے لگی تھی ۔۔۔۔حالانکہ جس ماحول میں وہ پلی بڑھی تھی ۔۔۔وہاں یہ سب باتیں بہت عام تھی۔۔۔۔

لیکن ایک جھجھک سی تھی جو آڑے آ رہی تھی ۔۔۔جس کے چلتے وہ اپنی بات بھی ٹھیک سے مکمل نہیں کر پا رہی تھی ۔۔۔۔

جی،،،، بولیں میں سن رہا ہوں ۔۔۔۔

اسے نروس ہو کر انگلیاں چٹکاتے دیکھ نرمی سے بولا ۔۔۔تاکہ وہ ریلکس فیل کرے ۔۔۔۔

وہ میں کہنا چاہ رہی تھی ۔۔۔۔

نینسی نے رک کر اسکے وجیہہ چہرے کی طرف دیکھا ۔۔۔جس پر مسکرا کر ابراہیم نے اسکی ہمت بڑھائی ۔۔۔۔

جبکہ اسکے مسکرانے پر چند پل کیلئے وہ اسکے وجیہہ چہرے میں کھو سی گئی۔۔۔۔

" نین

اسے خود کو ٹکٹکی باندھے دیکھ ابراہیم نے نرمی سے پکارا۔۔۔۔

جس پر ہوش میں آتے وہ کچھ شرمندہ سی ہوتی نظریں جھکا گئی۔۔۔۔

جبکہ اسکو پریشانی سے لب کاٹتے دیکھ ابراہیم تھوڑا اسکے قریب ہوا تھا۔۔۔۔

کیا بات ہے ؟؟؟؟ آپ مجھے کچھ پریشان سی لگ رہی ہیں ؟؟؟؟

نینسی نے آنکھوں میں آنسو بھر اسکی طرف دیکھا اور پھر بنا تاخیر کے اسکے سینے کا حصہ بنتے اسکے گلے میں بازو باندھ کر چہرہ گردن میں چھپایا۔۔۔۔

" آئی لو یو

اسکے گلے لگتے ہی اپنی محبت کا اظہار کیا تھا۔۔۔

جسے سن کر ابراہیم شوکڈ میں چلا گیا تھا۔۔۔

وہ ایسا تو کچھ نہیں چاہتا تھا۔۔۔ کیونکہ نینسی سے شادی کے پیچھے اسکا مقصد صرف ان دونوں کو تحفظ دینے تک کا تھا۔۔۔

اور جب نینسی نے وہ شرط رکھی تھی۔۔۔ اسکا دل اندر سے کافی مطمئن تھا،،،، کیونکہ اس میں تو کسی اور کا نقش چھپا ہوا تھا۔۔ نین نے یہ شرط رکھ کر اسے مزید آزمائش سے بچا لیا تھا۔۔۔

لیکن اتنے سالوں بعد اسکی یہ پیش قدمی ایک بار پھر اسے تکلیف سے دوچار کر گئی۔۔۔

اس نے دھیرے سے اسے کندھوں سے پکڑ کر خود سے الگ کیا۔۔۔

جس کے خوبصورت چہرے میں سرخیاں سی گھلی ہوئی تھی جبکہ شرم وحیا کے زیر اثر اس نے نظریں جھکا رکھی تھیں۔۔۔

جبکہ ابراہیم کی مسلسل خاموشی پر اس نے نظریں اٹھائی۔۔۔

اور اس سے پہلے وہ اس سے کچھ کہتا موسی وہاں آ گیا۔۔۔ جسکے سامنے اس نے بات کرنا مناسب نا سمجھا اور چپ چاپ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

کھانا کھانے کے دوران بھی نینسی کی نظریں اسکے چہرے پر ہی ٹکی ہوئی تھیں ،،،،جو اسکے اظہار کے بعد دوہری عزیت کا شکار ہو گیا تھا۔۔۔

اسکی اپنے طرف اٹھتی نظروں سے وہ انجان نہیں تھا۔۔۔اور وہ اب کیا چاہتی تھی یہ بھی سمجھ رہا تھا۔۔۔

لیکن اپنے اس دل کا کیا کرتا۔۔۔جو ان سب کیلئے قطع تیار نہیں تھا۔۔۔

لیکن وہ نینسی جھٹک کر اسکی حق تلفی بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

زندگی نے اسے عجیب دوراہے پر لا کھڑا کیا تھا۔۔۔جہاں اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کرے۔۔۔

ایک دل تو کہہ رہا تھا نینسی کو ساری حقیقت بتا دے۔۔۔زیادہ سے زیادہ کیا ہوتا وہ پولیس میں رپورٹ کر دیتی۔۔۔ویسے بھی پڑھائی تو اسکی مکمل ہو ہی چکی تھی۔۔۔

اچھا ہی تھا ضمیر کی سزا کاٹنے کی بجائے وہ جیل کی سزا کاٹ لیتا۔۔۔وہ اس تکلیف سے تو بہتر ہی ہوتی جو اسکے اندر اپنے جرم کا احساس کرتے اور نینسی کو دھوکا دینے پر روز اٹھتی تھی۔۔۔

موسی اپنے کمرے میں جائیں اور بکس نکالیں میں ابھی آ کر آپکو ہوم ورک کرواتی ہوں۔۔۔۔

وہ اپنی سوچوں میں گم تھا۔۔۔جب نینسی کی آواز کا اسے ہوش کی دنیا میں دوبارہ کھینچ لائی۔۔۔۔

جو موسی کو کھانا کھلانے کے بعد اسے کمرے میں جانے کا بول رہی تھی۔۔۔۔

موسی باری باری انہیں دونوں کو پیار کرتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا

۔۔۔۔

جبکہ اسکی معصوم حرکت پر ابراہیم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری۔۔۔۔نہیں وہ انہیں سچ نہیں بتا سکتا تھا۔۔۔ایسے تو اسکا بچہ اس سے چھن جاتا۔۔۔۔

کیونکہ وہ موسی شاہ کو بالکل اپنی سگی اولاد کی طرح چاہنے لگا تھا۔۔۔۔

جس کی چاہت میں وہ پھر ایک بار بے بس ہونے لگا۔۔۔

نینسی نے تمام برتن سمیٹنے کے بعد کافی اسکے سامنے رکھتے ہوئے۔۔۔ساتھ ایک ٹشو پیپر اسکی طرف بڑھایا۔۔۔

میں انتظار کروں گی۔۔۔

سرخ چہرے کے ساتھ دھیمی سرگوشی کرتی موسی کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

اپنے کمرے میں لیٹے وہ چھت کو گھور رہا تھا۔۔۔رات کے اس وقت تقریباً بارہ بج رہے تھے۔۔۔

لیکن وہ ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں لے پا یا تھا۔۔۔ابراہیم نے ایک بار پھر ہاتھ میں پکڑا ٹشو آنکھوں کے سامنے کرتے اس میں لکھی تحریر کو پڑھا جس میں واضح طور پر نینسی اس سے محبت کا دوبارہ اظہار کرتے۔۔۔اپنے رشتے کو آگے بڑھانے کے بولا تھا۔۔۔

چند گھنٹوں میں وہ یہ تحریر کتنی بار پڑھ چکا تھا۔۔۔

اور ہر بار دوہری عزیت کا شکار ہوتا۔۔۔اس نے ٹشو سے نظریں ہٹا کر گھڑی کی طرف دیکھا۔۔۔

جو آدھی رات گزر جانے کا پتا دے رہی تھی۔۔۔

پھر ایک فیصلہ کرتے ہوئے اٹھا،،، کہ ابھی وہ کچھ وقت مانگ لے گا۔۔۔اب صاف سیدھا انکار تو کر نہیں سکتا تھا۔۔۔اس لیے اس نے درمیانی راہ نکالنے کا سوچا۔۔۔

کیونکہ وہ چاہ کر بھی اسکا دل نہیں توڑ سکتا تھا۔۔اور نا ہی اسے سچ بتا کر موسی کو خود سے دور کرنا چاہتا تھا۔۔

اپنے کمرے کا دروازہ بند کرتے اس نے قدم سیڑھیوں سے اوپر نینسی کے کمرے کی طرف بڑھائے۔۔۔

دروازے پر آکر گہرا سانس کھینچتے اس نے ہلکا سا ناک کیا تھا۔۔۔

جو اسکے دھیرے سے چھونے پر ہی کھلتا چلا گیا۔۔۔کیونکہ نینسی نے اسے بند نہیں کیا تھا۔۔۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی اسکی سانسوں سے پھولوں کی مہکتی خوشبو ٹکرائی تھی ۔۔۔جبکہ اندھیرے میں چلتی موم بتیوں نے ماحول کو مزید فسوں خیز بنایا ۔۔۔۔

اسکی نظریں کمرے کا جائزہ لیتی اس مومی وجود پر آ کر رکی۔۔۔۔جو بیڈ کراون سے ٹیک لگائے اسکا انتظار کرتے کرتے شاید سو چکی تھی۔۔۔

جس پر اسے ہلکی سی شرمندگی بھی ہوئی۔۔۔لیکن پھر یہ سوچتے کہ وہ صبح اس سے معذرت کر لے گا۔۔۔۔اسے بنا ڈسٹرب کیے ہی پلٹنے لگا۔۔۔۔

" ابراہیم

جب نینسی نے اسے مخاطب کرتے روکا۔۔۔۔وہ اسکی آہٹ محسوس کرتی اٹھ کر بیٹھی۔۔۔۔

ابراہیم نے ایسے آنکھیں بند کر کے کھولیں جیسے اسکی کوئی چوری پکڑی گئی ہو

۔۔۔۔

کہاں جا رہے تھے ؟؟؟؟؟

وہ بیڈ سے اٹھ کر اسکے قریب آئی۔۔۔۔

وہ گہرا سانس کھینچ کر پلٹا۔۔۔۔مجھے لگا آپ سو گئیں۔۔۔۔

اسکی بات پر نینسی کے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ آئی۔۔۔۔پھر اس نے ایک نظر کھلے دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔اور قدم اسکی طرف بڑھائے

۔۔۔۔

بہت دیر کر دی آنے میں۔۔۔۔دروازے کی کنڈی لگاتے ہوئے مسکرا بولی

۔۔۔۔

کیونکہ وہ اب خود کو کافی حد تک کمپوز کر چکی تھی۔۔۔

اور پھر قدم دوبارہ اسکی طرف بڑھائے۔۔۔۔ جسے دیکھتے ابراہیم نے قدم پیچھے کی طرف اٹھائے۔۔۔۔

میں نے اتنا انتظار کروایا کہیں اس کا بدلہ تو نہیں لے رہے تھے آپ مجھ سے ۔۔۔۔اسکے پیچھے کی طرف اٹھتے قدموں کو دیکھتے شرارت سے گویا ہوئی۔۔۔

جس پر بے ساختہ ہی اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔اور اس وقت وہ اسے بہت معصوم لگا۔۔۔۔

جو شاید اسکی قربت سے گھبرا رہا تھا۔۔۔۔

جو اسے مزید شرارت پر اکسا رہا تھا۔۔۔۔

آپ مجھ سے ڈر رہے ہیں ؟؟؟؟

نچلہ لب دانتوں تلے دباتے سیریس انداز میں بولی۔۔۔۔ جبکہ آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔۔۔

نہیں،،، تو۔۔۔۔

بمشکل اٹکتے دقت سے مسکرایا۔۔۔۔

جس پر نینسی نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔۔۔۔سچ میں ایسا ہی ہے نا؟؟؟؟

قدم اور اسکی طرف اٹھایا۔۔۔۔

" جی

جس پر اس نے سر ہلایا۔۔۔۔

تبھی اسکے پاؤں بیڈ کی پائنتی سے ٹکرائے اور اسے مجبوری میں رکنا پڑا۔۔۔۔

اس نے پیچھے پلٹ کر بیڈ کی طرف دیکھا۔۔۔جو مکمل پھولوں سے سجا ہوا تھا ۔۔۔۔

اور پھر دوبارہ مڑ کر نینسی کی طرف۔۔۔۔اسی وقت نین نے بنا اسے سمجھنے کا موقع دیئے دھکا دیا۔۔۔۔

جس سے وہ سیدھا بیڈ پر گرا۔۔۔۔

ابھی وہ اسکے اس ایک حملے سے سنبھل نہیں پایا تھا۔۔۔جب وہ بنا وقت ضائع کیے اس پر گرنے کے انداز میں جھک آئی تھی۔۔۔۔

ابراہیم نے فوراً اپنا سانس روک لیا۔۔۔۔

نین نے بہت قریب سے اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھا۔۔۔جو ہلکا ہلکا سرخ ہونے لگا تھا۔۔۔

نین نے جان بوجھ کر اسے ستانے کیلئے اسکی شیوزدہ گال پر اپنے نرم لب رگڑے ۔۔۔

ابراہیم اس کے لمس پر مزید سرخ ہوا۔۔۔

جبکہ اسکے بلش کرنے پر۔۔۔ نین نے اب کہ کھل کر قہقہہ لگایا۔۔۔اور ساتھ جھک کر اسکی تیکھی ناک ہونٹوں سے چھوا۔۔۔

"نین پلیز یار۔۔۔

ابراہیم نے اسکے ہاتھ تھام کر پیچھے کرنا چاہا۔۔۔

جب اس نے سر ہلاتے اسکے گرد باہنوں کا گھیرہ مزید سخت کیا۔۔۔

میں جانتی ہوں۔۔۔میں نے آپکے ساتھ ناانصافی کی۔۔۔آپکو اتنے سال انتظار کی سولی پر لٹکا کر بنا جرم کے سزا دی۔۔۔

لیکن یقین مانے۔۔۔اس عرصے میں سکون کا لمحہ مجھے بھی نصیب نہیں ہوا ۔۔۔۔

" موسی کے پاپا کے جانے کے بعد

خبر دار،،، خبر دار موسی کو کسی اور کے ساتھ منسوب کیا۔۔ موسی صرف میرا بیٹا ہے۔۔۔۔

اسکی بات مکمل ہونے کے بعد یکدم اپنا رخ بدلتے اوپر آکر شدت پسندی سے بولا۔۔۔

جبکہ موسی کیلئے اس لہجے میں محبت کو محسوس کرتے وہ خوبصورتی سے مسکرائی تھی۔۔۔۔

میں بھی تو آپکی ہی ہوں۔۔۔۔

اسکے گلے میں بازو باندھتے محبت سے گویا ہوئی۔۔۔۔

جس پر ایک جامد خاموشی نے ابراہیم کے لبوں کا احاطہ کیا۔۔۔۔

ترس گئی ہوں میں محبت کیلئے۔۔۔۔مجھے آپکی ضرورت ہے۔۔۔۔مجھے اپنی محبت میں بھگو کر مکمل کر دیں۔۔۔۔

میرے ٹوٹے بکھرے وجود کو خود میں سمیٹ کر میرے درد کی دوا کر دیں۔۔۔

میری ڈوبتی الجھتی سانسوں کو خود میں بسا کر اپنی سانسوں سے سنوار دیں۔۔۔۔

اسکی خوبصورت آنکھوں پر اپنی نم آنکھیں ٹکاتے التجا کی۔۔۔۔۔

اور بس جو فیصلہ اتنے وقت سے خود سے جنگ کرنے کے باوجود بھی نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔۔

نین کے ان چند لفظوں نے کروا دیا۔۔۔۔

اور وہ ساری باتیں بھولائے اس پر جھکا اور نرمی سے اسکے ہونٹوں پر لب رکھتے اسکی مہکتی سانسوں کو اپنی دسترس میں لے گیا۔۔۔۔۔

جس پر سکون سے آنکھیں بند کر کے۔۔۔ نین نے اپنی مومی انگلیاں اسکے گھنے بالوں میں پھنسائی اور دھیرے دھیرے اسکے عمل کا ساتھ دیتی مدہوش ہونے لگی۔۔۔۔

لمحے سرکنے لگے۔۔۔۔

نین کی سانسیں ٹوٹنے لگی جسے محسوس کر کے وہ دھیرے سے پیچھے ہوا تھا۔۔۔۔

اور بہت قریب سے اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

جو آنکھیں بند کیے گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔۔۔ جسے دیکھتے ابراہیم کے لب مسکرائے۔۔۔

اس نے دھیرے سے جھکتے اسکے دہکتے گالوں کو باری باری ہونٹوں سے چھوا

۔۔۔۔

اور پھر ٹھوڑی پر پیار کرتے گردن میں جھک آیا۔۔۔اور شدت سے اپنا لمس بکھیرنے لگا۔۔۔

جس پر تڑپتی اسکے کندھوں پر اپنے ناخن گاڑھ گئی۔۔۔

" ابراہیم

اسکی حد سے بڑھتی شدتوں پر نین نے اسے سسک کر پکارا۔۔۔

ابراہیم نے اسکی گردن سے اپنا چہرہ اٹھایا۔۔۔

آپکو نہیں پتا نین۔۔۔اس عرصے میں صرف آپ ہی نہیں تڑپی۔۔۔ میرا درد میری تکلیف میں بتا نہیں سکتا۔۔۔ میرے اندر کس قدر اندھیرے بھر چکے ہیں۔۔۔

کہ میری ذات ان اندھیروں میں ہی کہیں گم ہو گئی۔۔۔۔کہ اب ڈھونڈنے سے بھی نا ملے۔۔۔۔

اس کے لہجے میں درد ہلکورے لے رہا تھا۔۔۔۔

نینسی نے اسکے سر پر ہاتھ کر خود پر جھکایا۔۔۔۔اور اسکی گرم سانسوں سے اپنی سانسوں کا سلسلہ جوڑ دیا۔۔۔۔

یہ بے ساختہ انجام دیا جانے والا فطری عمل تھا۔۔۔۔

شاید اپنے لمس سے وہ اسکے درد اور تکلیف کو ختم کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔وہ یہ تو نہیں جانتی تھی کہ ابراہیم کی اس حالت کے پیچھے وجہ کیا تھی۔۔۔۔لیکن ان محبت بھرے لمحات میں وہ اسے دکھی اور ٹوٹا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔۔اس لیے اسے خود میں گم کر کے ہر ایک فکر سے آزاد کرانا چاہتی تھی۔۔۔۔

جس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی ٹھہری تھی۔۔۔۔

ابراہیم اس کے نازک وجود کے نرم لمس میں کھوتے تلخ حقیقت کو بھولانے لگا تھا۔۔۔۔

اسکے نرم مگر بھاری گرم ہاتھ اسکے وجود پر رینگنے لگے۔۔۔۔

جس سے نین کے وجود میں بے چینی بڑھنے لگی۔۔۔۔ابراہیم نے دھیرے سے الگ ہوتے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔۔

جس میں اسکی قربت خماری چھانے لگی۔۔۔۔

پھر اسے تھوڑا اوپر کرتے پیچھے ہاتھ ڈال شرٹ کی زیپ کھولی۔۔۔۔

نین نے اسکی گردن پر پکڑ مظبوط کرتے اپنا سرخ چہرہ چھپایا۔۔۔ جبکہ اسکی حرکت پر ابراہیم بے ساختہ مسکرایا۔۔۔

اسکی دھک دھک کرتی تیز دھڑکنوں کا رقص اسے اپنے سینے پر محسوس ہو رہا تھا ۔۔۔۔

اسے نرمی سے پیچھے کرتے ابراہیم نے نین کے کندھے سے شرٹ سرکائی ۔۔۔۔اور نرمی سے دھیرے دھیرے چھونے لگا۔۔۔

جبکہ اسکے لمس سے عجیب گدگدی کا احساس نین کے وجود میں جاگنے لگا ۔۔۔جس پر وہ شرمانے کی بجائے ہنسنے لگی۔۔۔

ابراہیم نے حیرت سے چہرہ اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔

گدگدی ہو رہی ہے۔۔۔۔

اسکی آنکھوں میں سوال پڑھتے اس نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔۔۔۔

جسے ایک پل دیکھنے کے بعد ابراہیم نے اسکے کندھے پر شدت سے دانت گاڑھے۔۔۔۔

جس سے ایک ہلکی سی چیخ اسکے ہونٹوں سے برآمد ہوئی۔۔۔۔

ابراہیم نے فوراً اسکے لبوں پر اپنے لب رکھتے اسکی آواز دبائی۔۔۔۔ جبکہ ہونٹوں پر بھی اسکا عمل بہت جان لیوا تھا۔۔۔۔

جسکی شدت محسوس کر کے نین کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔۔۔

" اب ہنسے

اسکے الگ ہونے پر وہ اسے پیچھے دھکیلتی خفگی سے اپنا رخ موڑ گئی۔۔۔

ابراہیم نے مسکرا کر آنکھوں میں خمار لیتے اسکی برہنہ کمر کو دیکھا اور پھر دھیرے دھیرے انگلیوں کے پوروں سے چھونے لگا۔۔۔

نین نے اسکا ہاتھ پکڑ کر پیچھے جھٹکا۔۔۔

ابراہیم اسکی ناراضگی پر مسکرایا۔۔۔اور پھر اپنی شرٹ اتار کر زمین پر پھینکتے ایک جھٹکے سے اسکا رخ اپنی طرف موڑتے اسکے وجود پر قابض ہوا۔۔۔

نین نے اسے غصے سے آنکھیں دکھانی چاہی۔۔۔جس کا اس پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا۔۔۔

اسکی کو سانسوں کو اپنی دسترس میں لیتے،،،اس نے اپنے اور نین کے درمیان پردوں کو ہٹایا۔۔۔اور دھیرے سے جھکتے اسکے نازک مومی وجود کو خود میں مدغم کر گیا۔۔۔۔

جس سے ایک بے نام سی سسکاری نین کے ہونٹوں سے برآمد ہوئی۔۔۔۔

اس نے سختی سے اسکی برہنہ پشت پر اپنے ناخن چبوئے۔۔۔۔۔ جن کی میٹھی چبن ابراہیم کے جنون میں مزید اضافہ کا سبب بنی۔۔۔۔

اس نے نین کے دودھیا وجود پر ہونٹوں کے ساتھ جگہ جگہ سختی سے دانت گاڑھتے اپنی شدتوں کے کئی نشان چھوڑے۔۔۔۔

آج میں آپکو اپنی روح سونپ رہا ہوں نین۔۔۔۔ جس کے بدلے میں آپ سے کچھ نہیں مانگوں گا۔۔۔۔ لیکن صرف اتنا کہ اگر کبھی مجھ پر سے آپکا یقین ٹوٹ جائے،،،،، تو کوئی بھی فیصلہ لینے سے پہلے،،،،، مجھے کم از کم ایک صفائی کا موقع لازمی دیجیئے گا۔۔۔۔

اسکی عجیب و غریب بات سنتے نین کا دل عجیب طریقے سے دھڑکا۔۔۔پتا نہیں کونسی ایسی بات تھی جس نے ابراہیم کو اس حد پریشان کیا ہوا تھا۔۔۔

دینگی نا۔۔۔

اس کے لہجے میں ایک آس تھی۔۔۔اس نے بنا تاخیر فوراہاں میں سر ہلایا ۔۔۔کیونکہ وہ ایک بار خود تو ٹوٹ سکتی تھی۔۔۔لیکن ابراہیم کو خالی ہاتھ نہیں لٹا سکتی تھی۔۔۔

جس پر جھکتے ابراہیم نے ایک بار پھر اسکے ہونٹوں پر پیار کیا۔۔۔نین نے اپنے بازو اسکے گلے میں باندھے۔۔۔

دونوں کی سانسیں ایک بار الجھنے لگی۔۔۔جبکہ خاموش کمرے میں ان دونوں دھڑکنوں کا شور گونجنے لگا۔۔۔

ابراہیم نے ایک بار پھر شدت سے جھکتے اسے اپنی سانسوں کے قریب کیا ۔۔۔۔جس سے اپنی روح میں اترتے سکون کو محسوس کرتی وہ اسکی پشت پر اپنے نازک ہاتھ رکھتے ۔۔۔۔نم آنکھوں کے ساتھ دھیرے سے مسکرائی ۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

بہت مبارک ہو یار ۔۔۔۔لیکن کیا تو نے اپنی زندگی کی نئ شروعات کرنے سے پہلے بھابھی کو سچ بتا دیا ۔۔۔۔

ریتیش نے اسکی بات سن کر کے وہ سب کچھ بھولا کر نین کے ساتھ آگے.بڑھ گیا ہے ۔۔۔۔سوال کیا ۔۔۔

نہیں یار میں نہیں بتا پایا انہیں ۔۔۔۔

اچھا کیا اور بتانے کی ضرورت بھی نہیں۔۔۔جب تم لوگ اپنی زندگی میں خوش ہو تو کیا ضرورت ہے گڑے ہوئے مردے اکھاڑنے کی۔۔۔۔

لیکن یار میرا ضمیر مطمئن نہیں ہے۔۔۔۔مجھے لگ رہا ہے میں انہیں دھوکا دے رہا ہوں۔۔۔۔

عجیب بے بسی کے عالم میں بولا۔۔۔۔

کوئی دھوکا نہیں دے رہا توں انہیں۔۔۔ویسے بھی وہ ایک ایکسیڈنٹ تھا۔۔۔تو نے وہ سب جان بھوج کر نہیں کیا تھا۔۔۔

بھول جا سب کچھ۔۔۔

لیکن پھر بھی۔۔۔۔گناہ تو ہوا ہے نا میرے ہاتھوں۔۔۔اور میں جب تک نین کو سچائی نہیں بتا دوں گا۔۔۔مجھے سکون نہیں ملے گا۔۔۔۔

اس کی بات پر ریتیش نے اپنا سر تھاما۔۔۔ کوئی گناہ نہیں کیا تو نے میرے بھائی۔۔۔وہ ایک غلطی تھی۔۔۔

ویسے بھی تجھے کیا لگتا ہے۔۔۔اگر نین بھابھی کو پتا چل جائے کہ انکا ایکسیڈنٹ تمہارے ہاتھوں ہوا تھا۔۔۔جس میں انکے ہزبینڈ کی جان چلی گئی تو کیا وہ تجھے معاف کر دیں۔۔۔

ابھی اسکی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی۔۔۔جب کچھ ٹوٹنے کی آواز سن کر وہ دونوں ڈرائنگ روم کے دروازے کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔

جہاں نین اپنے دونوں ہاتھ منہ پر رکھے نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔۔

" نین

ابراہیم نے اپنی جگہ سے اٹھتے ۔۔۔کچھ کہنا چاہا۔۔۔

"دھوکا۔۔۔

اس سے پہلے وہ آگے بڑھ کر اسے کچھ سمجھاتا نین نے روتے ہوئے اوپر اپنے کمرے کی طرف دوڑ لگائی تھی۔۔۔

ابراہیم نے ایک بے بس نظر ریتیش پر ڈالی اور پھر تیز قدموں سے اسکے پیچھے گیا۔۔۔

نین میری بات تو سن لیں۔۔۔

نین ابھی اوپر آخری سیڑھی تک ہی پہنچی تھی جب ابراہیم اسکے راستے میں حائل ہوتا التجایا بولا۔۔۔۔

نہیں سننی مجھے تمہاری کوئی بات تم دھوکے باز ہو۔۔۔ قاتل ہو۔۔۔۔

نہیں میں قاتل نہیں ہو۔۔۔وہ بس ایک ایکسیڈنٹ تھا۔۔۔اسکے دونوں ہاتھوں کو تھامتے پیار سے سمجھانا چاہا۔۔۔

جب نین نے اپنے ہاتھ زبردستی کھینچ کراس کی گرفت سے آزاد کروائے۔۔۔

قاتل ہو تم۔۔۔اوراس سے بھی بڑے دھوکے باز ہو۔۔۔اتنے سالوں تک مجھ سے جھوٹ بولتے رہے اور میں بیوقوف بنتی رہی۔۔۔

لیکن اب نہیں۔۔۔ تمہیں تو میں پولیس کے حوالے کروں گی۔۔۔۔

اپنے بہتے ہوئے آنسوؤں کو سختی سے رگڑتے ہوئے بولی۔۔۔

یار ٹھیک ہے آپ جو کرنا چاہتی ہیں کر لیجئے گا،،، لیکن اس سے پہلے ایک بار سکون سے بیٹھ کر میری بات سن لیں۔۔۔

اسکے ہاتھوں کو دوبارہ تھامتے ہوئے نرمی سے بولا۔۔۔

جسے نین نے فورا جھٹکا۔۔۔ خبردار اپنے ان ہاتھوں سے مجھے دوبارہ چھونے بھی مت کرنا۔۔۔

غصے سے چلاتے ہوئے اس نے ابراہیم کو پیچھے کی طرف دھکیلا۔۔۔

لیکن ان سب میں وہ اپنا توازن برقرار نہیں رکھ پائی تھی۔۔۔اس دھکم پیل میں اسکا اپنا پاؤں سلپ ہوا۔۔۔۔

اور وہ جو اوپر آخری سیڑھی کے دھانے پر کھڑی تھی۔۔۔سر کے بل پیچھے کی طرف گری۔۔۔۔

" نین۔۔۔

ابراہیم نے اپنے قدموں کو سنبھالتے اسے تھامنا چاہا۔۔۔لیکن تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔۔۔۔

خون میں لت پت نین کا نازک وجود آخری سیڑھی کے قریب بے سدھ پڑا تھا ۔۔۔جسکی کھلی ہوئی آنکھیں اوپر بت بنے کھڑے ابراہیم پر ٹکی تھیں۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

زرمینے کو ہاسپٹل سے چھٹی دلوا کر نجمہ بیگم کے ساتھ ارمغان شاہ حویلی لے آئے تھے۔۔۔

جبکہ انہیں اپنے بیٹے سے اس غیر زمہ داری کی بالکل بھی توقع نہیں تھی۔۔۔

بھلا اس حالت میں جب اس کی بیوی کو سب سے زیادہ اسکی ہی ضرورت تھی

۔۔۔

پتا نہیں کونسا ضروری کام کرنے نکلا تھا۔۔۔

اوپر سے موسی شاہ کا بھی فون بند جا رہا تھا۔۔۔جس نے انکی پریشانی میں مزید اضافہ کیا تھا۔۔۔

ایک طرف ایہا کی ٹینشن۔۔۔دوسری طرف انکی اپنی اولاد جو انہیں کسی خاطر میں ہی نہیں لاتی تھی۔۔۔

کہ کم از کم ایک فون کال کر کے اپنی خیریت کے بارے میں بتا دے۔۔۔ویسے اب انہیں واسم کی اتنی زیادہ ٹینشن نہیں تھی کیونکہ حیدر شاہ نے انہیں بتایا تھا ضارب اسکے ساتھ ہے۔۔۔۔

لیکن انکا چھوٹا بیٹا۔۔۔۔

ایک بار سب کچھ ٹھیک ہونے کی دیر تھی وہ زارون شاہ کی اچھی طرح کلاس لینے کا پکا ارادہ باندھ چکے تھے۔۔۔۔

نجمہ بیگم نے سہارا دیتے زرمینے کو بیڈ پر بٹھایا،،، جسکے پیچھے عظمی بیگم نے تکیے سیٹ کیے تھے۔۔۔۔تاکہ اسے بیٹھنے میں آسانی ہو۔۔۔

تبھی ٹرے میں سوپ لیے ملازمہ کے ساتھ ابرش اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔

اور اسکے مرجھائے ہوئے۔۔۔چہرے کو دیکھتے اسکی آنکھیں بھر آئی تھیں
۔۔۔وہ فورا آگے بڑھ کر اسکے گلے لگی تھی۔۔۔

جبکہ اسکے رونے پر زرمینے کے کب کے رکے ہوئے آنسو بھی بہہ نکلے تھے

۔۔۔

دونوں کو ایسے پھوٹ پھوٹ کر روتے دیکھ نجمہ اور عظمی بیگم کی آنکھیں بھی نم
ہوئی تھیں۔۔۔

اور جو ان دونوں کے رونے پر ہمیشہ انہیں ڈانٹ کر چپ کروایا کرتی تھی
۔۔۔آج پتا نہیں کس حال میں کہاں موجود تھی۔۔۔

شاید ابرش کے رونے کی ایک وجہ یہ بھی تھی۔۔۔

آخر انہیں چپ نا ہوتے دیکھ عظمی بیگم آ گے بڑھی تھیں۔۔۔کیونکہ نجمہ بیگم کی اپنی حالت اس وقت بہت بری تھی۔۔۔

بس کر دیں ابرش دیکھیں بہن کی طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں اوپر آپ بھی ایسے کرینگی۔۔۔تو انہیں کون سنبھالے گا۔۔

انہوں نے بہت نرمی سے اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔

جس پر وہ کچھ ہوش میں آئی تھی۔۔۔اور اپنے آنسو صاف کر کے پیچھے ہوتے زر کے آنسو بھی پونچھے تھے۔۔۔

اور نہیں رونا تم نے ورنہ طبیعت پھر سے خراب ہو جائے گی۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔اپنے چھوٹے مومی ہاتھوں میں اسکے خوبصورت چہرے کو تھامتے پیار سے بولی۔۔۔

جس پر زر مینے نا چاہتے ہوئے بھی مسکرائی تھی۔۔۔

بڑی ماں بیا کہاں ہیں؟؟؟؟

ابرش سے الگ ہو کر بیا کے بارے میں سوال کیا تھا۔۔۔اسکی طبیعت کے پیش نظر نجمہ بیگم نے اسے کچھ نہیں بتایا تھا۔۔

وہ بیٹا بیا،،، عظمی بیگم شش و پنج کا شکار ہوتے نجمہ بیگم کی طرف دیکھا تھا ۔۔۔۔

پھر انہوں نے آگے بڑھ کر اسکے قریب بیٹھتے نرمی سے اسے سب کچھ بتایا ۔۔۔۔

جبکہ یہ سب جان کر اسکی آنکھوں سے آنسو ایک بار پھر جاری ہوئے تھے۔۔۔

جبکہ ساتھ ہی اسے زارون کے الفاظ یاد آئے تھے۔۔۔۔ کہ ابیہا کی گمشدگی کے پیچھے موسی شاہ کا ہاتھ۔۔۔ مطلب اسکی ابیہا کی گمشدگی والی بات سچ تھی۔۔۔ تو کیا بیا کو بابا سائیں نے اغوا کیا یہ بھی سچ تھا۔۔۔۔

" نہیں

بے ساختہ ہی اسکے دل و دماغ نے نفی کی۔۔۔

لیکن زارون کا آرمی میں ہونا۔۔۔۔ یااللہ پلیز یہ سب جھوٹ ہو۔۔۔ابیہا کی کڈنیپنگ کے پیچھے بابا سائیں کا ہاتھ نا ہو۔۔۔

اس نے دل میں دعا کی۔۔۔ لیکن اس سے کڑوی حقیقت قطع نہیں بدلنے والی تھی۔۔۔ بلکہ ابھی تو بہت سے ایسے راز کھلنے والے تھے،،،، جنہوں نے ان ماں بیٹی کی سہل چل رہی زندگی میں طوفاں برپا کرنے تھے۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

آخر کیا وجہ تھی جو تم اس حد تک گر گئے ؟؟؟؟؟اور اپنے ہی خاندان کو برباد کر دیا۔۔۔

آخر کس چیز کی کمی تھی تمہیں،،،، جو چند ٹکوں کی خاطر اپنے ضمیر کو بیچ دیا ؟؟؟؟؟

ضارب نے موسی شاہ کے زخمی چہرے کو اپنی سخت گرفت میں لیتے گرجتے ہوئے سوال کیا تھا۔۔۔

جبکہ زندگی میں پہلی بار ضارب شاہ کو آپ سے تم پر آتے دیکھ موسی شاہ چونکے تھے۔۔۔

اور اپنی مندی مندی آنکھیں کھول کر اسکی طرف دیکھا۔۔اور پھر نفی میں سر ہلاتے اس حالت میں کمینگی سے قہقہہ لگایا۔۔۔

حالانکہ ایسے ہنسنے سے انکا جبڑا درد کر رہا،،، کیونکہ واسم شاہ نے مکے مار مار اچھا خاصہ انکے چہرے کا نقشہ بگاڑ دیا تھا۔۔ لیکن جہاں پرواہ کسے تھی۔۔۔

چہ چہ پنجاب کا ایم این اے،،، بیس گاؤں کو اپنے اشارے پر چلانے والا شاہ پور کا سردار،،، اور وحشت کی دنیا میں موت کے نام سے جانے والا درندہ،،، جسکی ایک آہٹ پر بڑے بڑے مجرم کانپ جاتے ہیں۔۔۔آج تک یہ پتا نہیں

چلا سکا کہ اسکے ماں باپ کو کیوں اور کس وجہ سے قتل کیا گیا۔۔۔اور کس نے قتل کیا۔۔۔

سن کر بہت افسوس ہوا۔۔۔

موسی شاہ نے صاف اسکا مذاق بنایا تھا،،،، جس پر ضارب نے قہر بھری نظروں سے انکی طرف دیکھا۔۔۔البتہ ہونٹوں پر دلفریب سی مسکراہٹ آئی تھی

۔۔۔۔۔

البتہ واسم اور زارون نے بمشکل اسکی بکواس برداشت کی تھی۔۔۔

کیونکہ ہمیں پتا نہیں تھا نا ہمارے اپنوں میں ہی چہرے پر نقاب لگائے ایک ایسا آستین کا سانپ موجود ہے،،،، جو وقت پڑنے پر اپنے سگے رشتوں کو ہی نگل جاتا ہے۔۔۔

تم سے کس نے بولا،،، کہ تمہارے ماں باپ کو میں نے قتل کیا،،، اسے دیکھ رہے ہو،،، احسن حیات کی طرف اشارہ کیا۔۔۔یہ ہے تمہارے ماں باپ کا اصل قاتل،،،، جسکا بھائی تمہاری ماں کا بہت بڑا عاشق تھا،،، تمہارے باپ کے ساتھ اسکی شادی کو برداشت نہیں کر پایا،،، اور مر گیا،،، جسکا بدلہ لینے کیلئے اس نے ان دونوں کو مروا دیا۔۔۔

موسی شاہ نے اپنے شاطر دماغ کا استعمال کرتے اسکے دماغ سے کھیلنا چاہا،،،،

ضارب نے اپنی سرخی مائل ہری آنکھیں احسن حیات پر ٹکائی۔۔۔

جس پر وہ شرمندگی سے سر جھکا گئے۔۔۔

نہیں لالا انکی بات پر یقین مت کیجئے گا،،، ابھی تھوڑی دیر پہلے یہ مجھ سے کہہ رہے تھے کہ انھوں نے ماما بابا کو اپنے ہاتھوں سے قتل کیا ہے۔۔۔اپنے ماں باپ کا خون کا بدلہ لینے کیلئے۔۔۔۔

ضارب کو احسن حیات کی طرف دیکھتے دیکھ ابیہا فوراً آگے آئی تھی۔۔۔۔

جس پر ضارب اور باقی سب کے ساتھ واسم شاہ کی نظریں بھی اسکے حسین چہرے کی طرف اٹھی تھیں۔۔۔۔

اور وہی ٹھہر گئی جس سے اسکے جلتے ہوئے دل کو تھوڑا سا سکون ملا۔۔۔۔

اسکے روئے روئے سورج کی کرنوں جیسے سنہری نین،،، جن میں اسکا دل ڈوب کا ابھرا،،، ضارب سے بات کرتے وقت ہلتے ہوئے نازک لب جنہیں دیکھ کر ہی اسکے اندر ایک تشنگی سے بیدار ہوئی تھی۔۔۔۔

جس پر بمشکل ہی اس نے اپنے نظروں کا زاویہ بدلتے ہوئے اپنے جذبات پر کنٹرول کیا۔۔۔

جبکہ اسکے برعکس ایہا نے اس بار اسے صاف اگنور کیا تھا۔۔۔

جو اسے کافی چبا تھا۔۔۔

موسی شاہ نے ایہا کی بات پر اسے گھورا اور پھر ضارب شاہ کی طرف دیکھتے قہقہہ لگایا۔۔۔

اور اپنے ہاتھ کھڑے کیے ،،، مجھے نہیں پتا یہ لڑکی کیا بول رہی ہے۔۔۔ وہ صاف مکر گئے۔۔۔

ہم بتاتے ہیں کہ وہ کیا کہہ رہی ہیں۔۔۔

اپنے خاص بندے کے ساتھ کمرے میں داخل ہوتے حیدر شاہ بولے
۔۔۔جنکی آواز اور چال میں اس عمر میں بھی ایک رعب اور جلال تھا۔۔۔

حیدر شاہ کو وہاں دیکھتے سب ہی چونکے تھے،،،، سوائے ضارب شاہ کے
۔۔۔کیونکہ وہ موسی شاہ کے متعلق پہلے ہی اسے بتا چکا تھا،،،،اور اسے پوری
امید تھی انکی وہاں آمد کی،،،،، کیونکہ موسی شاہ کے بارے میں پتا چلتے ہی انہوں
نے بولا تھا،،،، کہ وہ اس سب کے پیچھے کی وجہ بھی شاید جانتے ہیں۔۔۔
لیکن ضارب کے پوچھنے پر انہوں نے اسے نہیں بتایا تھا۔۔۔ موسی شاہ نے
نفرت بھری نظروں سے انکی طرف دیکھا۔۔۔

حیدر شاہ نپے تلے بھاری قدم لیتے انکے بالکل مقابل آکر سامنے رکھے صوفے پر
براجمان ہوئے۔۔۔

جس پر انہوں نے نفرت سے رخ پھیرا۔۔۔۔

آپکو پتا ہے موسی ہمارے بھائی کو آپ سے عشق تھا،،،،اتنی محبت تو شاید انہوں اپنی سگی بیٹیوں سے بھی نہیں کی تھی،،، جتنی وہ آپ سے کرتے تھے ،،،،انکے چہرہ پھیرنے پر وہ مسکراتے ہوئے قدرے نرمی سے بولے،،، جبکہ اپنے بھائی کے ذکر پر انکی آنکھیں ہلکی نم تھی۔۔۔

جھوٹ سفید جھوٹ سب دکھاوا اصل میں قاتل تھا وہ میرے ماں باپ کا،،، انکی بات پر وہ نفرت سے پھنکارے تھے۔۔۔

جبکہ باقی سب معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔خاص طور پر ابیہا،، حیدر شاہ کا بیٹی کی جگہ بیٹیوں بولنا پھر واسم کا میری ماں کا مجرم کہنا تو کیا بڑی ماں واسم کی سگی ماں نہیں ہیں۔۔۔

ہم جھوٹ نہیں بول رہے۔۔۔پتا ہے جب ہم نے آپ کو قبول کرنے سے منع کر دیا تھا،،،، تو

پتا ہے سب مجھے،،،،، وہ دن میں کیسے بھول سکتا ہوں جب تمہارے بھائی گھناؤنا چہرہ میرے سامنے آیا تھا۔۔۔

جب اس نے اپنے منہ سے اقرار کیا تھا کہ اس نے اپنے ہاتھوں سے پہلے میرے باپ اور بعد میں میری ماں کو مارا تھا۔۔۔

اور تمہارے الفاظ بھی جب میرے خون کو نیچی ذات والا بولا تھا،،، سب یاد ہے مجھے حیدر شاہ ایک ایک لفظ دل پر نقش ہے۔۔۔

انکی بات درمیان میں کاٹتے نفرت سے بولے۔۔۔

اپنی زبان کو لگام دو موسی شاہ کہیں ایسا نا ہو تمہارے اس گستاخانہ لہجے پر ہم تمہاری زبان کاٹ دیں۔۔۔۔

حیدر شاہ سے بد تمیزی کرنے پر ضارب دھاڑا۔۔۔۔ جسے حیدر شاہ نے ہاتھ کے اشارے سے چپ رہنے کا بولا۔۔۔۔

جس پر اس نے لب بھینچے۔۔۔۔

نہیں آپ کچھ نہیں جانتے،،،، آپکے ماں باپ کی موت ایک حادثہ تھی ۔۔۔۔ہمارے بھائی نے جان بھوج کر انہیں نقصان نہیں پہنچایا تھا۔۔۔۔

بلکہ اس حادثے کی وجہ سے ساری عمر پشتاوے میں گزار دی۔۔۔۔

آپ نے صرف ہم لوگوں کی آدھی باتیں سنی،،،،اگر پوری سنی ہوتی تو آج جس مقام پر ہیں وہاں نا ہوتے۔۔۔۔

انہوں نے ہم سے بولا تھا،،،،، کہ موسی شاہ انکا خون نا سہی لیکن انکی زندگی ضرور ہے،،،،، جسے خود سے دور کرنا ان کیلئے موت کو خود کے قریب کرنے جیسا ہے۔۔۔۔

جہاں تک کہ اگر ہم آپ کو قبول نہیں کرینگے تو وہ ہمارا گھر ہمیشہ کیلئے چھوڑ دیں ۔۔۔۔

آپ کیلئے انکی محبت کو دیکھتے ہم بھی دنگ رہ گئے تھے،،،، کیونکہ وہ آپ کیلئے ہمیں چھوڑنے تک کو تیار تھے،،،، جنہوں نے انہیں بچپن سے باپ بن کر پالا تھا۔۔۔۔

اور پھر ہم اپنے بھائی کی محبت میں ہار گئے تھے۔۔۔آپ کو پتا ہے انہوں نے ہم سے وعدہ لیا تھا کہ کبھی آپکو یہ نہیں بتائیں گے کہ آپ انکی سگی اولاد نہیں ۔۔۔اور ہم نے وہ وعدہ پوری ایمانداری سے نبھایا،،، کبھی آپ میں اور گھر لے دوسرے بچوں میں فرق نہیں کیا۔۔

بلکہ ہمیشہ ان پر آپکو فوقیت دی،،، جانتے ہیں کیوں؟؟؟؟

موسی شاہ نے انکی بات پر کوئی رسپانس نہیں دیا تھا کیونکہ انہیں حیدر شاہ کی باتیں ڈھونگ لگ رہی تھیں۔۔۔

کیونکہ آپ میں ہمیں ہمارے ابراہیم کی محبت نظر آتی تھی۔۔۔آپ ان کیلئے کیا تھے کوئی ہم سے پوچھے۔۔۔اس لیے ہمیشہ یہی کوشش کی کہ آپکو انکی جیسی محبت کریں،،، آپکی ہر خواہش پوری کی۔۔۔

آپکی ہر بات کو ہمیشہ اہمیت دی،،،، چاہے وہ گھر ہو یا باہر کبھی آپکی عزت میں کسی قسم کی کمی نہیں آنے دی۔۔۔۔

اور بدلے میں آپ نے کیا کیا،،، ہمارا ہی کلیجہ نوچ لیا۔۔۔۔

آخری بات کرتے انکے لہجے میں گہرا دکھ بھر آیا۔۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے تمہاری ان چند لگاوٹی باتوں سے اپنے ساتھ ہوئی زیادتیوں کو بھول جاؤں گا۔۔۔۔

اور کونسی عزت اور محبت کی بات کر رہے ہو۔۔۔۔کہنے کو تو تم نے مجھے ہر چیز فراہم کی،،،، لیکن اپنے بھائی کی دولت پر تو آج تک سانپ بن کر بیٹھے ہوئے ہو

۔۔۔۔

کبھی اپنے بیٹوں سے بھی ایسے حساب لیا تھا۔۔۔ جیسے مجھ سے ایک ایک چیز کا حساب لیتے تھے۔۔۔۔

اور پورے گاؤں میں بھی مجھ سے زیادہ تمہارے بیٹوں کی عزت کی جاتی ۔۔۔ پورے خاندان میں انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا کیونکہ وہ ایک خاندانی عورت کے بچے تھے جبکہ میرے نام کے ساتھ تمہارے بھائی کا نام جڑے ہونے کے باوجود بھی حقارت کی نظروں سے دیکھا جاتا تھا۔۔۔ کیونکہ میری ماں باہر سے تھی۔۔۔۔

اور بھی بہت سی ایسی چیزیں تھی جہاں تم لوگوں نے میرے ساتھ ناانصافی کی ۔۔۔۔ میری مرضی کے بغیر میری شادی اپنی پسند کی عورت سے کروادی جبکہ میں کسی اور سے شادی کرنا چاہتا تھا۔۔۔

اور اپنے بیٹوں کی باری انکی پسند کو سب سے اول جانا۔۔۔تو پھر تم کیسے کہتے ہو تم نے مجھ میں اور اپنے بچوں میں فرق نہیں کیا۔۔۔۔

سچ تو یہ تھا حیدر شاہ،،،، تم نے کبھی مجھے دل سے قبول ہی نہیں کیا۔۔۔۔ تمہیں تو بس مفت میں ایک غلام کی ضرورت تھی،،، جو تمہارے اشاروں پر ناچتا،،،، تم نے مجھ سے پیار کا دکھاوا صرف اس لیے کیا کہ تمہارے مرحوم بھائی اور تمہارے خاندان کی عزت پر کوئی آنچ نا آئے،،،،، کیونکہ وہ پورے خاندان مجھے اپنے بیٹے کے طور پر متعارف کروا چکا تھا۔۔۔۔

ورنہ تم جیسا انا پرست اور مغرور شخص،،،، جس کیلئے ایک انسان سے زیادہ اونچا خون اور اسکی اونچی زات معنی رکھتی ہو۔۔۔۔کبھی مجھے اپنے گھر میں بھی نا رہنے دیتا۔۔۔۔

سالوں سے انکے اندر دبا زہر لفظوں کی صورت آج باہر نکل رہا تھا،،، جس نے حیدر شاہ کے دل کو بہت ٹھیس پہنچائی تھی۔۔۔

افسوس ہے ہمیں آپکی سوچ پر موسی شاہ افسوس ہے۔۔۔افسوس ہے ہمیں کہ آپ ہمارے اتنے قریب رہتے ہوئے بھی کبھی ہمیں جان نا سکے۔۔۔

آپ کو کیا لگتا ہے،،، ہم نے آپ پر جو پابندیاں لگائی وہ کیوں لگائی تھی؟؟؟؟ اپنے بیٹوں کو اپنے ساتھ رکھنے کی بجائے آپکو اپنے ساتھ کیوں رکھا۔۔۔۔

کیونکہ ہم نہیں چاہتے تھے کہ آپکی پرورش میں کسی بھی قسم کی کوئی کمی رہے،،،، ہم آپ تک اس زمانے کی سرد گرم ہوا نہیں پہنچنے دینا چاہتے تھے،،،، اس لیے ہمیشہ آپکو اپنے محفوظ گھیرے میں رکھا۔۔۔

ابراہیم کے حصے کی ساری جائداد تو ہم بہت پہلے ہی آپکے نام لگا چکے تھے ،،،، بس ایک سہی وقت کا انتظار کر رہے تھے جب ہم آپکی امانت آپ سونپ سکتے ـــــ

اور آپکو کیا لگتا ہے اگر آپ ہمیں اپنی پسند کے بارے میں بتاتے آپ کسی کو پسند کرتے ہیں اور شادی کرنا چاہتے ہیں ،،،،، تو کیا ہم منع کر دیتے ،،،، کبھی نہیں ـــــ

اگر آپ کبھی غور کرتے تو آپکو پتا چلتا ،،، اپنے بیٹوں سے زیادہ ہم نے آپ سے محبت کی تھی ،،،،، لیکن افسوس وہ آپکو نظر نہیں آئی ،،،، بس چند معاملات میں ہماری برتی گئی سختی یاد ہے ،،،، جو ہم نے آپ کے بھلے کیلئے ہی انجام دی تھی ـــــ

حیدر شاہ نے گہرا سانس بھرتے ملامتی نظروں سے دیکھا ـــــ

جنکا موسی شاہ پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا،،،، کیونکہ انکے مطابق وہ اپنی جگہ بالکل ٹھیک تھے،،،،، حیدر شاہ کی یہ سب باتیں صرف اپنی کی جانے والی زیادتیوں کو کوراپ کرنے کیلئے ایک ڈھونگ کے سوا کچھ نہیں تھی۔۔۔

اور ناہی وہ سب بات کو ماننے کیلئے تیار تھے کہ ابراہیم نے اسکے ماں باپ کو جان بھوج کر نہیں مارا۔۔۔

کیونکہ انہوں نے واضح اپنے کانوں سے انہیں یہ کہتے سنا تھا کہ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے دو بے قصور لوگوں کی جان لی تھی۔۔۔اور دوسرا حیدر شاہ کا انہیں چھوٹی ذات والا کہنے۔۔۔

حالانکہ اس وقت انکی عمر بہت چھوٹی تھی۔۔۔اور انکے کچے زہن میں جو بات گھر کر گئی تھی وہ حیدر شاہ اپنی لاکھ محبت اور دلیلوں سے بھی نہیں نکال پائے تھے۔۔۔

ساری حقیقت جاننے کے بعد کمرے میں اس وقت گہری خاموشی چھائی ہوئی ،،،، وہاں موجود ہر انسان اپنی اپنی جگہ حیران تھا۔۔۔

موسی شاہ نے اپنی بے جا نفرت اور حسد کے چلتے نا صرف خود کو برباد کیا بلکہ ساتھ ساتھ پورے شاہ خاندان کو بھی اندر سے توڑ دیا تھا۔۔۔

ضارب ،، واسم اور زارون شاہ کا تو بس نہیں چل رہا تھا،،، کہ اپنے خاندان کو برباد کرنے والے کی بوٹیاں کر دیں۔۔۔

اگر وہ فلحال چپ تھے تو صرف اور صرف حیدر شاہ کی وجہ سے۔۔۔۔

سب اپنی اپنی سوچوں میں گم تھے جب اس گہری خاموشی کو احسن حیات کی گھمبیر آواز نے توڑا تھا۔۔۔

میں کیا کہوں تمہیں موسی مجھے تو افسوس سے زیادہ تم پر ترس آ رہا ہے،،،، جس نے اپنی فضول ضد،، حسد اور بدلے کے چکر میں اتنے پیار کرنے والے رشتے کھو دیئے،،،، صرف شاہ خاندان کو ہی نہیں بلکہ خود کو بھی برباد کر لیا اور اپنے ساتھ ساتھ اپنے خونی رشتوں کو بھی۔۔۔

آج تم حیدر شاہ سے سوال کر رہے ہو،،،، انہیں جتا رہے ہو کہ انہوں نے تمہارے ساتھ انصاف نہیں کیا۔۔۔ جنکا تم سے کوئی خونی رشتہ بھی نہیں تھا

۔۔۔۔

لیکن مجھے آج ایک بات کا جواب دو،،، تم اپنے سگے اور خونی رشتوں کے ساتھ کتنا انصاف کیا یا پھر وفا نبھائی ؟؟؟؟؟

جس پر موسی شاہ نے نا سمجھی سے انکی طرف دیکھا۔۔۔ جبکہ کمرے میں موجود باقی سب بھی انکی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔

میرے پاس کھڑے اس جوان کو دیکھ رہے ہو موسی۔۔۔اپنی دائیں طرف کھڑے آرجے کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

جس سے وہاں موجود کوئی بھی انسان انجان نہیں تھا،،، لیکن سب اسے الگ پہنچان سے جانتے تھے۔۔۔

بلکہ ایہا تو اسے وہاں دیکھ کر کافی حیران تھی۔۔۔

عالیہ رحمان تو تمہیں یاد ہی ہو گی،،،،، جس سے بہت محبت اور عشق کے دعوے کر کے نکاح کیا تھا تم نے۔۔۔۔

یہ اسی کا بیٹا ہے۔۔۔۔

جس پر ایک سایہ سا انکے چہرے پر لہرایا تھا،،،، عالیہ کو وہ کیسے بھول سکتے تھے ،،،،، انکی یونیورسٹی ایک خوبصورت لڑکی جس پر انکا دل آ گیا تھا،،،،، لیکن وہ خاندانی لڑکی کی تھی،،،، اسکے جسم کو حاصل کرنے کیلئے انہوں نے شادی کا ڈھونگ رچایا تھا۔۔۔

لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ جلد ان سے بھی بور ہو گئے تھے،،،، کیونکہ وہ بہت دیر تک ایک لڑکی پر نہیں ٹک سکتے تھے،،،،، حالانکہ ان سے موسی شاہ کا ایک بیٹا بھی تھا لیکن وہ بھی انکے قدموں کی زنجیر نہیں بن سکا ۔۔۔۔

اور جب انہیں لگا کے وہ انکے گلے کا طوق بنتی جا رہی ہے۔۔۔انہوں نے اسے طلاق دے دی۔۔۔۔

یہ ،، رومان ،، ہے ؟؟؟؟

انکے لفظ ڈگمگائے۔۔۔۔۔

بالکل یہ تمہارا اور عالیہ کا بیٹا ہے ،،،، آر جے ،، رضا جمشید (فرضی نام) ،،،، عرف رومان موسی شاہ۔۔۔۔

" میجر رومان موسی شاہ

انہوں نے اپنے ایک ایک لفظ پر زور دیا تھا۔۔۔ جس پر یقین کر پانا موسی شاہ کیلیۓ فلحال بالکل بھی آسان نہیں تھا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

"رومان موسی شاہ۔۔ •

موسی شاہ نے حیرت سے احسن حیات کی دائیں طرف کھڑے اس ستائیس • اٹھائیس سالہ شخص کو دیکھا۔۔۔

جسے کل تک وہ آرجے کے نام سے جانتے تھے۔۔۔ جسکی اوقات انکے • نزدیک انکے انڈر کام کرنے والے ایک ملازم سے زیادہ نہیں تھی،،،،، اور آج انہیں پتا چل رہا تھا کہ وہ انکا بیٹا تھا۔۔۔

" انکا خون •

انہوں نے اپنی پیشانی سے بہہ کر آنکھوں میں گرتے خون کو ایک ہاتھ سے • صاف کرتے بہت غور سے اسکے نین نقش اور پھر اسکی آنکھوں کے کلر کو دیکھا ----

جو انکے بیٹے رومان سے بالکل میچ نہیں کرتی تھیں--- •

کیونکہ اسکی آنکھوں کا رنگ بھی بالکل موسی شاہ جیسا تھا سرمئی---- •

یہ میرا بیٹا نہیں ہے---- •

میرے ساتھ گیم کھیل رہے ہو احسن حیات ؟؟؟؟ •

غصے سے بھرپور لہجہ--- •

تمہیں لگتا ہے کہ اس موڑ پر آ کر میں تم سے جھوٹ بولوں گا۔۔۔ویسے تمہیں کیوں لگتا ہے کہ یہ تمہارا بیٹا نہیں ہو سکتا؟؟؟؟

انہوں نہایت پر سکون لہجے میں سوال کیا۔۔۔

کیونکہ میرے بیٹے کی آنکھوں کا رنگ میرے ساتھ میچ کرتا تھا۔۔۔۔

احسن حیات نے پاس کھڑے آر جے کی طرف دیکھا۔۔۔جس نے بہت سکون سے آنکھوں میں لگے ہوئے لینز اتارے تھے۔۔۔

جس کے بعد شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں بچتی تھی۔۔۔

کیونکہ دکھنے میں وہ پہلے ہی کافی حد تک موسی شاہ سے ملتا جلتا تھا۔۔۔۔

- کمرے میں ہر شخص جو اس نئے کھلنے والے انکشاف پر حیران تھا،،، وہی ایہا کی سوچیں زرتاشے کی طرف چلی گئی تھیں۔۔۔

- کیونکہ سامنے کھڑا شخص کوئی اور نہیں تاشے کا ہی بھائی تھا،،، تو کیا تاشے بھی موسی شاہ کی بیٹی تھی۔۔۔۔

- یہ تو تاشے کے بھائی ہیں۔۔۔

- زارون کے تھوڑا قریب ہوتے ایہا نے سرگوشی کی تھی۔۔۔ جسے پاس کھڑے ہوئے واسم شاہ نے بھی سنا۔۔۔

- اور اسے اگنور کر کے ایہا کا زارون کے قریب ہونا اسے ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔۔۔

- مجھے تو پہلے ہی شک تھا،،، اس بڈھے نے جوانی میں بہت گل کھلائیں ہونگے،،،، ایہا کے مقابلے میں زارون کی سرگوشی بہت اونچی تھی۔۔۔

جسے ایبہا کے ساتھ کمرے میں موجود سبھی افراد نے بھی سنا۔۔۔۔ ٠

موسی شاہ نے اسے تیز نظروں سے گھورا۔۔۔۔ ٠

ایبہا نے اپنے امڈ آنے والے قہقہے کو دبانے کیلیئے،،،اسکے کندھے میں سر ٠
دیا اور ساتھ بازو پر چھٹکی بھی کاٹی۔۔۔۔

" سی ٠

ظالم عورت۔۔۔۔ ٠

اپنے بازو کو سہلاتے ہوئے بولا۔۔۔۔ ٠

جس کے بدلے ایبہا نے اسے آنکھیں دکھائی۔۔۔۔ ٠

تم یہ بکواس ہلکی آواز میں بھی کر سکتے تھے۔۔۔۔ •

کیوں بھئی میں کسی سے ڈرتا ہوں کیا،،، ویسے بھی یہ میرا اسٹائل نہیں میں جو کرتا ہوں ڈھنکے کی چوٹ پر کرتا ہوں۔۔۔۔ •

اس نے فخریہ کالر جھٹکا۔۔۔۔ •

اوں ہوں۔۔۔ •

اس بار ضارب نے آنکھیں دکھاتے ہلکا سا ڈپٹا۔۔۔۔ •

جس پر وہ فوراً سیدھا ہوا تھا۔۔۔۔ •

البتہ ایبہا کی زارون سے اتنی فرینکنیس واسم کو بالکل ہضم نہیں ہوئی تھی ۔
۔۔۔اس لیے ایبہا کا ہاتھ تھامتے ہوئے اس سے دور کرتا اپنے قریب کر گیا
۔۔۔۔

جس پر وہ فورا ایک جھٹکے سے اس سے اپنی کلائی آزاد کرواتی دور کھڑی ہوئی ۔
۔۔۔جبکہ اسکے چہرے کی طرف دیکھنے سے صاف گریز کیا تھا۔۔۔اس نے
ساتھ کھڑے زارون شاہ کی طرف دیکھا۔۔۔

جس نے واسم کے دیکھنے پر دانتوں کی نمائش کی تھی۔۔۔ ۔

واسم کا چہرہ غصے کی زیادتی سے مزید سرخ ہوا۔۔۔ ۔

تمہارے کس بل تو میں گھر جا کر نکالوں گا،،،، ایبہا کو زبردستی اپنے قریب ۔
کرتے جان لیوا سرگوشی کی تھی۔۔۔

جس سے اسکے پورے وجود میں سرسراہٹ سی ہوئی تھی۔۔۔پیشانی پر پسینے کی ننھی بوندیں چمکی۔۔۔

موسی شاہ انکی بکواس کو اگنور کر کے دوبارہ رومان کی طرف متوجہ ہوئے تھے،،،جس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا،،،وہ سپاٹ چہرے سے انکی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

جس پر تیزی سے انکے شیطانی دماغ نے کام کرنا شروع کیا تھا،،،کیونکہ جس مشکل میں وہ پھنس چکے تھے اس سے نکل پانا اب تقریبا ناممکن ہی تھا۔۔۔

لیکن آخری بازی کے طور پر کوشش کر لینے میں کوئی حرج نہیں تھا۔۔۔

- اصل میں تو انہیں رومان کے بارے میں جان کر کوئی بھی خوشی یا غمی والی فیلنگ نہیں آئی تھی۔۔۔۔

- بس وہ اسے ایک مہرے کے طور پر استعمال کرنے والے تھے،،،، کیونکہ انہوں نے زندگی میں اگر کسی سے دل سے پیار کیا تھا تو وہ تین لوگ تھے،،،،، پہلے دو ابراہیم اور نینسی،،،، لیکن ابراہیم کی حقیقت جاننے کے بعد وہ بے پناہ محبت نفرت میں بدل گئی تھی۔۔۔

- اور اسکے بعد آتی تھی انکی بیٹی زرمینے،،،، جس میں سچ مچ انکی سانسیں بسی تھیں۔۔۔۔

- اسی لیے تو اسے حیدر شاہ کے فیصلے کے بعد انہوں نے اسے زارون سے بچانے کیلئے کئی جتن کیے تھے۔۔۔

- پہلے اسکی پڑھائی کا بہانہ بنا کر نکاح سے انکار کرنا چاہا،،،، جب اس میں کامیاب نا ہوئے تو ضارب کے کالج میں آگ لگوا کر اس پر حملہ کروایا۔۔۔۔

- جس سے وہ ایک تیر سے دو نشانے لگانا چاہتے تھے،،،، ایک تو ضارب کو راستے سے ہٹانے کا جو اس سے پہلے بھی کئی بار کروا چکے تھے۔۔۔ لیکن کبھی کامیاب نا ہو سکے۔۔۔

- دوسرا ضارب کے وہاں نا موجود ہونے کی وجہ سے آٹو میٹک یہ نکاح رک جاتا۔۔۔۔

- لیکن یہاں بھی ضارب شاہ نے وقت پر پہنچ کر انکے سارے کیے کرائے پر پانی پھیر دیا۔۔۔۔

- بعد میں انکا پلین تھا کہ رخصتی سے پہلے وہ ان سب کا قصہ تمام کر کے اپنی بیوی اور بیٹی کو لے کر یہ ملک ہمیشہ کیلئے ہی چھوڑ دیں گے۔۔۔۔

- واسم کی زندگی میں معروف کو پلانٹ کر کے انکے درمیان غلط فہمیاں پیدا کرنے اور حیدر شاہ کے خاندان کو توڑنے کا انکا منصوبہ عین وقت پر آ کر واسم کی سمجھداری کی وجہ سے ان پر ہی الٹ گیا۔۔۔

- جس کے چلتے انہیں معروف حسن کا قصہ ہمیشہ کیلیئے ہی ختم کرنا پڑا۔۔۔یہ تو انہیں پتا ہی تھا کہ واسم شاہ خود کو بے قصور ثابت کر ہی لے گا۔۔۔لیکن ضارب واسم شاہ کو اپنی بہن سے بیوفائی کرنے پر کبھی معاف نا کرتا۔۔۔اور ایسے انکے رشتے میں دار اڑ آتی،،، لیکن ان سب میں بھی انہیں خاطر خواہ کوئی فائدہ نہیں ہوا۔۔۔

- لیکن انہوں نے پھر بھی اپنی کوششیں جاری رکھی ہوئی تھی۔۔۔کیونکہ ابراہیم اور حیدر شاہ کی نسل ختم کرنے کا خود سے کیا گیا وعدہ وہ نبھانا چاہتے تھے ۔۔۔۔

جس پر وہ اب کی بار کچھ بڑا پلان کرنے کا سوچ رہے تھے۔۔۔ •

لیکن زرمینے کی پریگنیسی والے قصے نے انہیں اتنی مہلت ہی نہیں دی تھی •

۔۔۔

مجبوری میں انہیں رخصتی کیلیئے ہامی بھرنی پڑی تھی۔۔ •

لیکن زارون شاہ کو وہ معاف کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔۔اس لیے •

سب سے پہلے اس مصیبت کی جڑ کو ہی ختم کرنے کا پلان بنایا۔۔۔

پر یہاں بھی ضارب شاہ نے اسکی سیکیورٹی سخت کرتے موقع ہاتھ آنے ہی •

نہیں دیا۔۔

اور اگر قسمت سے شادی کی رات موقع ملا بھی تو انکے بندوں کا نشانہ چوک •

گیا۔۔جسکا ہرجانہ انہیں اپنی جان دے کر چکانا پڑا تھا۔۔۔

اور سب سے آخر میں انکا پلان تھا،،، ایہا کو احسن حیات کے حوالے کرتے ،،،، ایک بار پھر پورے زمانے میں انکی بدنامی کا،،، جب وہ لوگ اسے ڈھونڈھنے میں مصروف ہوتے تو وہ آسانی سے زرمینے اور نجمہ کو لے کر اس ملک سے فرار ہو جاتے۔۔۔۔

کیونکہ انہیں کہیں نا کہیں یہ اندازہ تو تھا کہ جلد یا بدیر انکی اصلیت شاہ فیملی کے سامنے کھلنے والی تھی۔۔۔۔

اس لیے انہوں نے پہلے ہی بھاگنے کے تمام انتظامات مکمل کر لیے تھے ۔۔۔ لیکن احسن حیات کے دھوکے نے انہیں مہلت ہی نا دی تھی۔۔۔۔

جسکا نتیجہ اس وقت وہ انکے سخت شکنجے میں بے بس بیٹھے تھے۔۔۔ جبکہ باہر سے بھی اس فارم ہاؤس کو آرمی نے چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔۔۔۔

- کیونکہ وہ صرف شاہ خاندان ہی نہیں بلکہ ملک پاکستان کے بھی دشمن تھے ۔۔۔۔ حیدر شاہ کی بے جا پابندیوں شاہ خاندان کی نفرت اور پیسہ کمانے کے جنون نے انہیں سہی غلط کا فرق بھولا دیا تھا،،،، بیرون ممالک کے دشمن عناصر سے انکے گہرے تعلقات تھے،،، جن سے وہ شاہ انڈسٹری کی آڑھ میں چھپ کر ڈرگز امپورٹ کرواتے اور پھر یہاں کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ایک چین کے ذریعے سٹوڈنٹس تک پہنچاتے۔۔۔۔

- جنکی جڑیں کاٹنے کیلئے آرمی نے زارون شاہ کو انڈر کور کے طور پر ایک سٹوڈنٹ کے روپ میں یونیورسٹی مشن پر بھیجا تھا۔۔۔
- جس کے ساتھ اسکی پوری ٹیم یونیورسٹیز کے ساتھ کالجز میں بھی مختلف عہدوں پر فائز ہو کر اسکی جڑ تک پہنچنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

• اور اسی سلسلے میں وہ بلیک ہڈی میں خود کو کور کرتے ابرش لوگوں کے کالج میں بھی گیا تھا۔۔۔۔

• جہاں غلطی سے زرمینے نے اسے دیکھ لیا۔۔۔اور اس نے اسے پہلی دفع ڈرایا تھا۔۔۔۔جس سے ایک کمینی سی خوشی اسے ملی تھی۔۔۔کیونکہ اصل حالت میں تو وہ اس سے ڈرنے کی بجائے اسے ڈرانے کی صلاحیت رکھتی تھی۔۔۔۔جسکی اجازت اس نے خود ہی اپنی محبت کے ہاتھوں مجبور ہو کر اسے سونپی تھی۔۔۔۔

• اور بعد میں اسکی جو حالت ہوئی۔۔۔۔

• اسے اپنی حرکت پر کافی افسوس ہوا تھا۔۔۔۔

• لیکن اسکی بعد کی ملاقاتوں میں مال اور اسکے بعد یونیورسٹی والے حملے میں وہ اسے ڈرانا نہیں چاہتا تھا،،،، پر وقت اور حالات کے چلتے مجبوری میں اسے ایسا کرنا پڑا تھا۔۔۔۔

اور خاص طور پر یونیورسٹی میں اسکا کسی اجنبی کے گلے لگنا،، اسکی محبت اور انا پر کاری ضرب لگا گیا تھا۔۔۔۔

جس پر وہ ضرورت سے زیادہ ہی ری ایکٹ کر گیا۔۔۔۔اور نتیجہ اسکی بیہوشی کی صورت میں نکلا تھا۔۔۔۔

ooooooooooooooo .

"روحان بیٹے۔۔

موسی شاہ نے لہجے میں لگاوٹ سماتے اسے پکارا تھا۔۔۔۔

خبر دار،، خبر دار اپنی اس گندی زبان سے میرا نام مت لینا موسی شاہ،،، میرا کوئی رشتہ نہیں ہے تم سے۔۔۔۔

میرا باپ تو اسی دن مر گیا تھا جب وہ میری ماں کو بے یار و مددگار طلاق دے •
کر اس ظالم دنیا کے حوالے کر گیا تھا۔۔۔۔

انکے بیٹا پکارنے پر وہ غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔۔ •

ایک بار میری بات سن لیں۔۔۔۔وہ ہم نے جان بوجھ کر نہیں کیا تھا بلکہ •
آپکی ماں نے مجھے کرنے پر مجبور کیا تھا۔۔۔۔

چہرے پر مظلومیت سجاتے انتہائی دکھ بھرے لہجے میں گویا ہوئے۔۔۔۔ •

آپکی ماں ایک اچھے کردار کی عورت نے نہیں تھی،،،، میری ابیسینس میں •
وہ غیر مردوں کو۔۔۔۔

- ابھی اسکا جملہ مکمل نہیں ہوا تھا،،، جب رومان نے آگے بڑھ اسکے چہرے پر مکہ جڑا۔۔۔

- تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری پاک باز ماں کے کردار پر کیچڑ اچھالنے کی گھٹیا انسان،،، میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔۔۔

- اسکی گردن پر دباؤ بڑھاتے وہ چلایا۔۔۔

- جس پر موسی شاہ کی آنکھیں ابل کر باہر آگئی تھیں۔۔۔زارون نے آگے بڑھ کر اسکی سخت گرفت سے بمشکل انہیں آزاد کروایا۔۔۔

- جس کے آزاد ہوتے ہی وہ زور زور سے کھانسنے لگے تھے۔۔۔

- تم انتہائی گھٹیا انسان ہو موسی شاہ۔۔۔

کیا ملا تمہیں یہ سب کر کے ،،،، اپنے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کی بھی زندگی برباد کر دی تم نے ،،،،، احسن حیات انتہائی تاسف سے بولے ۔۔۔۔

تمہیں زیادہ میرا باپ بننے کی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔۔ مجھے پتا ہے میں نے کیا اچھا کیا کیا برا ۔۔۔

تم اپنے گریبان میں جھانکوں ،،،، جو اپنے بزدل بھائی کی قدرتی موت کا بدلہ لینے نکلے تھے ۔۔۔

میرے اس گناہ میں تم بھی برابر کے شریک ہو ۔۔۔۔

احسن حیات کے طنز پر وہ بھی دوبدو بولے ۔۔۔۔

میں نے جو کیا ہے میں اس سے مکر نہیں رہا ۔۔۔ اور مجھے اس بات کا افسوس ہے ۔۔۔ لیکن تمہاری طرح جس تھالی میں کھایا اس میں چھید کرنے والا حساب نہیں کیا ۔۔۔ اور نا ہی غلطی کرنے کے بعد اس پر ڈٹا ہوا ہوں ۔۔۔

جس پر انہوں نے سر جھٹکا تھا۔۔۔۔ •

تبھی آرمی کے سینئر آفیسرز وہاں آئے تھے۔۔۔۔اور ملک سے غداری • ڈرگ مافیا کے ساتھ مل کر تعلیمی اداروں کے نظام کو برباد کرنے،،، اور مان حجاب کے ساتھ اور بھی بہت سارے قتل اور ریپ کے الزامات پر اسے گرفتار کیا۔۔۔۔

زاروں شاہ نے آگے بڑھ کر خود اپنے ہاتھوں سے انہیں ہتھکڑیاں پہنائی • تھی۔۔۔۔

جس پر موسی شاہ نے اسے قہر بھری نظروں سے دیکھا،،، جبکہ اسکے برعکس • اپنی ماں،، چچا آنی،، اپنے اور ملک کے اصل مجرم کو گرفتار کرتے اسکے چہرے پر الوہی خوشی جھلک رہی تھی۔۔۔۔

تبھی ضارب شاہ آگے بڑھا۔۔۔۔ •

• یہ صرف ایک فرضی کاروائی ہے،،،، تم سے اپنے خاندان کا حساب ہم اپنے ہاتھوں سے لیں گے۔۔۔۔

بہت جلد دوبارہ ملاقات ہو گی۔۔۔۔ •

• اسکی سرسراتی ہوئی سرگوشی نے موسی شاہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ بھر دی تھی۔۔۔۔

• لیکن خود کو کمپوز کرتے انھوں نے سپاٹ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

• آرمی کے افسران اسے ساتھ لیجانے کیلئے آگے بڑھے۔۔۔۔ جس پر وہ پیچھے ہوا،،، ضارب شاہ تبھی موسی شاہ نے اس سے مخاطب ہوئے۔۔۔۔

ضارب نے پلٹ کر سپاٹ نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔ •

• تم یہ مت سمجھنا کہ موسی شاہ ہار گیا۔۔۔۔ میرا وقت بھلے ہی ختم ہو گیا ہے لیکن جاتے جاتے بھی تم لوگوں کو ایسا زخم دے جاؤں گا۔۔۔۔

جسکا درد تم لوگوں کو تمہاری آخری سانس تک تڑپائے گا۔۔۔ •

ضارب ، واسم ، زارون اور حیدر شاہ کی طرف دیکھتے وہ ایک ایک لفظ چبا چبا • کر بولے تھے۔۔۔۔

اور بنا وقت ضائع کیے اپنے قدموں کے پاس گری گن اٹھائی تھی۔۔۔ جسے • وہ ان سب سے باتوں کے دوران نا محسوس انداز میں اپنے قریب کر چکے تھے ۔۔۔اور پھر انہیں بنا سمجھنے کا موقع دیئے پلک جھپکتے گو*لی چلائی۔۔۔

ٹھاہ " کی آواز کمرے میں گونجنے کے بعد ایک بار پھر سکوت چھا گیا تھا،،، •

بیا " کمرے میں ایک ساتھ کئی آوازیں گونجی۔۔۔ •

تبھی آگے بڑھ کر آرمی کے آفیسرز نے انہیں قابو کیا،،، اور انکے ہاتھ • سے گن چھینی تھی۔۔۔

اور انہیں کھینچ کر اپنے ساتھ لے گئے۔۔۔ جبکہ انکے ساتھ جاتے ہوئے •
شاہ خاندان والوں کو ایک بار پھر بے بس ہوتے دیکھ انکا قہقہہ جاندار تھا۔۔

ضارب واسم نے فوراً لمحے کی دیر کیے بنا اسے اپنے حصار میں لیا،،، جسکی •
آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہونے لگی تھی۔۔۔

ابیہا" واسم نے اسکا چہرہ تھپتھپا کر اسے ہوش میں لانا چاہا۔۔۔ •

• "Don't you dare "

جب ضارب نے اسکا ہاتھ بری طرح جھٹکتے وارننگ دیتی نگاہوں سے دیکھا •
۔۔۔۔

اور اسے گود میں اٹھا کر تیز قدموں سے باہر کی جانب بڑھا۔۔۔ واسم شاہ •
نے حیران نظروں سے اسکی پشت کو دیکھا۔۔۔

- چاہے جو کچھ بھی تھا،،، لیکن ضارب شاہ نے کبھی بھی اس سے ایسے بات نہیں کی تھی۔۔۔۔اور جس طرح آج اس نے واسم کا ہاتھ جھٹکا تھا۔۔۔

- اس نے بمشکل مٹھیاں بھینچ کر اپنے غصے کو کنٹرول کرتے قدم باہر کی جانب بڑھائے۔۔۔۔

- ooooooooooooooo

- اس وقت سب لوگ ہاسپٹل کے کوریڈور میں کھڑے ایہا کی سلامتی کی دعا کر رہے تھے۔۔۔

- جب ڈاکٹرز ایمر جنسی روم سے باہر آئے تھے۔۔۔

- ضارب واسم ایک ساتھ انکی جانب بڑھے۔۔۔ڈاکٹر میری بہن کیسی ہے ؟؟؟؟ ضارب کے لہجے میں بے چینی بڑھی ہوئی تھی۔۔۔

- ڈونٹ وری ینگ مین گولی صرف انکے کندھے کے اوپری حصے کو چھو کر گزری ہے۔۔۔اس لیے کوئی گھبرانے والی بات نہیں۔۔۔

- وہ بیہوش بھی صرف شاک کی وجہ سے ہوئی تھیں۔۔۔اور شاید پچھلے دو تین دنوں سے انہوں نے کچھ ٹھیک سے کھایا پیا بھی نہیں۔۔۔

- جسکی وجہ سے انہیں کافی کمزوری ہو گئی ہے۔۔۔اس کے علاوہ وہ بالکل ٹھیک ہیں۔۔۔

- بلکہ ہمارے پاس آپ کیلیئے ایک خوشخبری ہے۔۔۔

اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے تسلی دیتے ہوئے مسکرائے تھے۔۔۔ ۔

" خوشخبری ۔

اس بار سوال واسم کی طرف سے تھا۔۔۔ ۔

" جی خوشخبری ۔

آپ انکے ہزبینڈ ہیں ؟؟؟؟؟ ۔

اس ڈاکٹر کے ساتھ کھڑی لیڈی ڈاکٹر نے اسکے سوال کا جواب دیتے پوچھا ۔
۔۔۔

جس پر اس نے سر ہلایا تھا۔۔۔ ۔

- بہت مبارک ہو آپکو آپکی بیوی امید سے ہے۔۔۔

- She is two months pregnant ….

- جس پر پہلے تو اس نے حیرت سے اس ڈاکٹر کی طرف دیکھا،،،، لیکن جب اسے انکی بات سمجھ آئی تو واسم شاہ کے چہرے پر دنیا فتح کر لینے والی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

- تھینک یو تھینک یو سو مچ،،،، کیا میں ان سے مل سکتا ہوں؟؟؟؟

- جی ابھی تو نہیں کیونکہ وہ فلحال ابھی دواوں کے زیر اثر ہیں۔۔۔ لیکن جلد ہی ہم انہیں دوسرے روم میں شفٹ کر دیں گے تب آپ مل سکتے ہیں۔۔۔

ڈاکٹرز پروفیشنل انداز میں مسکرا کر بولتے وہاں سے چلے گئے تھے۔۔۔ •

جب زارون شاہ نے آگے بڑھ اسے گلے لگایا تھا۔۔۔ •

بہت مبارک ہو لالا آپ بھی پاپا بن گئے۔۔۔اسکے لہجے میں شرارت سی • تھی۔۔۔

جس پر واسم نے اسے گھوری سے نوازا تھا۔۔۔ •

یار آج تو خوش ہو جائیں اتنی بڑی خبر ملی ہے۔۔۔ •

واسم کے گھورنے پر زارون نے منہ بنایا۔۔۔ جسے دیکھتے واسم نے اسکے سر • پر چپت لگائی تھی۔۔۔

اور پھر دھیرے سے مسکرایا۔۔۔۔

بہت مبارک ہو آپکو ہمارے شیر۔۔۔۔اپنے سینے میں بھینچتے حیدر شاہ نے اسکی پیٹ تھپتھپائی تھی۔۔۔۔

جس پر وہ کھل کر مسکرایا تھا۔۔۔آپکو بھی۔۔۔۔

جبکہ ان سب کے دوران ضارب ایک سائڈ ہو کر کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔اسے یہ خبر سن کر خوشی تو بہت ہوئی تھی لیکن اس نے واسم شاہ کے سامنے کوئی بھی ری ایکٹ دینا ضروری نا سمجھا۔۔۔۔

اصل میں اسے واسم کا موسی شاہ کو ابیہا کو مارنے کا بولنا بالکل پسند نہیں آیا۔۔۔۔

- وہ جو اپنی بہن کے معاملے میں اس حد تک پازیزیو تھا کہ اگر کوئی اس کے بارے میں برا خیال بھی دل میں لائے تو وہ اسکی سانسیں بند کر دے اور واسم شاہ نے تو صاف اسے گولی مارنے کا بولا۔۔۔۔

- بھلے ہی اسکے پیچھے اسکی جو بھی اٹینشنز تھی۔۔۔۔ لیکن ضارب شاہ کو قطع منظور نہیں تھی۔۔۔۔

- اور رہی بات موسی شاہ کی تو وہ نہیں جانتا اس نے ضارب شاہ کی بہن پر گولی چلا کر کتنی بڑی غلطی کی تھی۔۔۔۔

- اپنی موت کو کس قدر اپنے ہاتھوں سے مزید تکلیف دہ اور دردناک بنالیا تھا ۔۔۔۔

- واسم حیدر شاہ کے اشارے پر ضارب کی طرف بڑھا تھا،،، جو ان سب سے لاپرواہ اپنے فون پر مصروف تھا۔۔۔۔

وہ ٹھیک اسکے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔۔۔ ۔

ضارب نے فون سے نظریں اٹھا کر سپاٹ نظروں سے اسکی طرف دیکھا ۔

۔۔۔۔

بدلے میں واسم شاہ مسکرایا۔۔۔ جسکی دل موہ لینے اور لڑکیوں کے دل کو ۔ گھائل کر دینے والی مسکراہٹ اسے زہر سے بھی زیادہ بری لگی تھی۔۔۔

میں تو سمجھتا تھا،،، کہ دنیا میں صرف میں ایک ہی پاگل ہوں۔۔۔ لیکن ۔ آج پتا چلا ضارب شاہ اس معاملے میں مجھ سے بھی دو ہاتھ آگے ہے۔۔۔

اس کا لہجہ سپاٹ ہونے کے باوجود شرارت سے بھرپور تھا۔۔۔ ۔

واسم شاہ فلحال ہم آپکی کوئی بھی بات سننے کے موڈ میں نہیں ہیں۔۔۔اس لیے بہتر یہی ہو گا،،،، اپنی یہ شکل ہمارے سامنے سے گم کر لیں ورنہ ہم اسکا نقشہ بگاڑنے میں ایک لمحہ نہیں لگائے گے۔۔۔ •

اس کی وارننگ پر واسم نے داد میں آئی برو اٹھائی۔۔۔ •

لیکن پھر نفی میں سر ہلاتے مسکرایا۔۔۔اور آگے بڑھ کر سختی سے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔۔۔ •

" سوری بھائی •

ضارب نے اسے جھٹکنا چاہا جب اسکے ان لفظوں پر ضارب کے ہاتھ تھمے تھے۔۔۔ •

سارا غصہ کہیں ہوا میں تحویل ہوتا محسوس ہوا۔۔۔

اور نا چاہتے ہوئے بھی خود با خود اسکے ہاتھوں نے واسم کے گرد گھیرہ بنایا

آپکو وہ سب نہیں کہنا چاہیے تھا۔۔۔

" سوری

اس سے بنا الگ ہوئے ہی ایک بار پھر سوری بولا۔۔۔ کیونکہ اسے بھی اپنے لفظوں کی سنگینی کا پتا تھا جس کی وجہ سے نا صرف ضارب بلکہ اسکی شیرنی بھی اس سے ناراض ہو گئی تھی۔۔۔

بہت مبارک ہو آپکو،،،، ضارب کی بات پر واسم کے لب مسکرائے

۔۔۔ تمہیں بھی،،،، جس پر ضارب نے اسکی پیٹھ تھپتھپائی۔۔۔

ابھی وہ اس سے الگ ہوا تھا۔۔۔۔

جب رومان کے ساتھ احسن حیات وہاں آئے تھے۔۔۔۔ جنہوں نے حیدر شاہ کے ساتھ ان سب سے بھی معافی مانگی تھی۔۔۔

کیونکہ کہیں نا کہیں موسی شاہ کی چال میں برابر کے شریک تھے۔۔۔۔
بھلے ہی قتل انہوں نے نہیں کیے،،،، لیکن ساتھ دینے کی حامی تو بھری تھی

۔۔۔۔

واسم نے تو انکے قریب آتے ہی نفرت سے رخ پھیر لیا تھا۔۔۔۔

میں جانتا ہوں شاہ جی،،،،، میں اس لائق تو نہیں کہ مجھے معاف کیا جا سکے،،،، لیکن پھر بھی اگر ہو سکے تو مجھے معاف کر دیجئے گا۔۔۔۔

میں جانتا ہوں آپ سب کو میرا یہاں آنا ناگوار گزرا ہے۔۔۔۔اور آپ لوگ مجھے مزید برداشت نہیں کر سکتے۔۔۔۔

ضارب واسم اور زارون کی طرف دیکھتے مسکرا کر بولے۔۔۔۔

لیکن مجبور تھا اپنی شکل دکھانے پر۔۔۔۔کیونکہ میرے پاس آپ لوگوں کی ایک امانت ہے جسے میں آپ کو لٹانا چاہتا ہوں۔۔۔
اسکے بعد دوبارہ کبھی زندگی میں آپ کے سامنے نہیں آوں گا۔۔۔۔

جس پر حیدر شاہ کے ساتھ باقی سب نے بھی سوالیہ انکی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

دھک دھک کرتی تیز دھڑکنوں لرزتے ہوئے وجود اور ڈگمگاتے قدموں کے ساتھ وہ کوریڈور میں بھاگنے کے انداز میں چل رہا تھا۔۔۔

جبکہ کانوں میں ابھی تک احسن حیات کے الفاظ گونج رہے تھے۔۔۔

مجھے معاف کر دیجیئے گا شاہ جی میں بہت زیادہ خود غرض ہو گیا تھا۔۔۔خدا کے فیصلوں کو ماننے کی بجائے،،، اپنے بھائی کے موت کا آپ کو ذمہ دار سمجھتے ہوئے،،، بدلہ لینے چلا تھا۔۔

میرا یقین جانیں،،،، میرا مقصد ہر گز بھی آپ کے خاندان کو نقصان پہنچانے کا نہیں تھا،،، بس میں اس وقت موسی کی باتوں میں آ گیا۔۔۔

یا یہ کہہ لیں اس وقت میری عقل پر پردے پر گئے تھے۔۔۔ میرا بھائی جس سے میں اپنی جان سے بھی زیادہ محبت کرتا تھا،،، وہ مجھے تن تنہا اس دنیا میں اکیلا چھوڑ کر چلا گیا تھا۔۔۔

جس کی وجہ سے میں اندر سے بہت ٹوٹ گیا تھا،، بہت بے بس ہو گیا تھا۔۔

میری اسی بے بسی اور لاچاری کا اس نے فائدہ اٹھایا تھا۔۔

اور میں اپنے بھائی کی محبت میں اسکا ساتھ دینے کی ہامی بھر گیا۔۔۔

لیکن میں چاہ کر بھی موسی جتنا بے حس نا بن سکا۔۔۔ یمان شاہ حجاب کا قتل کا پلان موسی نے ہی بنایا تھا اور اسکے بعد آپکی بڑی بہو کو گھر سے اٹھانے کا بھی ،،،، میرا جرم صرف اتنا ہے کہ یہ سب غلط ہے جانتے بھوجتے بھی میں نے اسے نہیں روکا۔۔۔

شاید کہیں نا کہیں میرے اندر موجود بھائی کی محبت نے ،،،اسے صحیح جانا ۔۔۔۔

اور آج اسی بات پر پچھتا رہا ہوں۔۔۔

شرمندگی سے کہتے وہ حیدر شاہ کے سامنے ہاتھ جوڑ گئے تھے۔۔۔

جنہیں انکی شرمندگی کو دیکھتے حیدر شاہ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے تھاما۔۔

البتہ وہاں موجود ضارب واسم اور زارون انہیں سنجیدہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

احسن حیات نے اپنا جھکا ہوا سر اٹھایا۔۔۔۔

اسکے قدم ایک کمرے کے سامنے آ کر رکے تھے،،، جسکے اندر اسکی زندگی موجود تھی۔۔۔اس نے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ مرر ڈور کے ہینڈل پر رکھے۔۔۔

جبکہ کانوں میں ایک بار پھر احسن حیات کے جملے گونجے۔۔۔

آپ کی بڑی بہو زندہ شاہ جی،،، حیدر شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے وہ اس بار مسکرا کر گویا ہوئے۔۔۔

اس انکشاف پر حیدر شاہ کے ساتھ ان تینوں نے بھی حیرت سے انکی طرف دیکھا۔۔۔

کہنا کیا چاہتے ہو تم ؟؟؟؟ اگر یہ جھوٹ ہوا نا تو اس بار میں تمہیں پچھتانے کا موقع بھی نہیں دوں گا،،، واسم نے فوراً آگے بڑھ کر انکے گریبان کو تھاما

جسے دیکھتے رومان آگے بڑھنے لگا جب احسن نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روکا

" واسم

حیدر شاہ نے ڈپٹا۔۔۔ جسے وہ نظر انداز کر گیا۔۔۔

جبکہ اسکی بے چینی کو دیکھتے وہ مسکرائے تھے،،، میں سچ کہہ رہا ہوں۔۔۔

انکی آنکھوں میں سچائی کو دیکھتے واسم کے ہاتھ خود با خود انکے گریبان سے نیچے آ گئے تھے۔۔۔

اس کیلئے اس بات پر یقین کر پانا انتہائی مشکل تھا کہ اسکی ماں جسے وہ دیوانوں کی طرح محبت کرتا تھا،،، جس کے جانے کے بعد وہ اس دنیا سے ہی نہیں بلکہ خود سے بھی روٹھ گیا تھا۔۔۔

وہ زندہ تھی۔۔۔۔

کہاں ہیں وہ؟؟؟؟

اسکا لہجہ اب بھی بے یقین سا تھا۔۔۔۔ یہی اسی ہاسپٹل میں۔۔۔۔ایک اور انکشاف۔۔۔۔

جسے سننے کے بعد واسم کے قدم ڈگمگائے۔۔۔۔

اس پر یکدم ہی مرگ بسمل جیسی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔۔۔۔جبکہ ضارب زارون کے ساتھ حیدر شاہ الگ اپنی جگہ ششدر کھڑے تھے۔۔۔۔

آپ سچ کہہ رہے ہیں۔۔۔۔

زارون نے آگے بڑھ کر ایک بار پھر یقین دہانی چاہی۔۔۔۔

جس پر انہوں نے مسکرا کر سر ہلایا تھا۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

آپ سچ کہہ رہی ہیں مجھے آج چھٹی مل جائے گی۔۔۔۔

انہوں نے مسکرا کر امید بھری نظروں سے نرس کی طرف دیکھا،،، جو انکے بال سنوار کر انکے سر پر دوپٹہ سیٹ کر رہی تھی۔۔۔

جی میں بالکل سچ کہہ رہی ہوں۔۔۔اب آپ بالکل ٹھیک ہو چکی ہیں تو ڈاکٹرز نے آپ کو گھر جانے کی اجازت دے دی ہے۔۔۔

انکے خوبصورت چہرے کی طرف دیکھتے وہ بھی مسکرا کر بولی۔۔۔ جسے سن کر ایک خوبصورت مسکراہٹ نے انکے چہرے کا احاطہ کیا۔۔۔

تبھی کسی نے دروازے کے ہینڈل پر دباؤ بڑھاتے دھیرے سے اسے کھولا تھا ۔۔۔

جس پر وہ دونوں ایک ساتھ اس طرف متوجہ ہوئی تھیں۔۔۔

آنے والے نے بے یقینی کے ساتھ سامنے بیٹھی ہستی کو دیکھا۔۔۔۔اور پھر اسکی آنکھوں میں ٹھہرے ہوئے آنسو جو کب سے چھلکنے کو تیار تھے،،،، پلکوں کی باڑ توڑ کر گالوں پر بہہ نکلے تھے۔۔۔۔

ہے مسٹر آپ جہاں کیسے آئے؟؟؟؟احسن حیات نے جو نرس رو باب کی دیکھ بھال کیلئے بہال کی تھی،،،، ایک اجنبی کو اندر داخل ہوتے دیکھ غصے سے بولی

۔۔۔

جبکہ اسکے برعکس رو باب اس اجنبی کے چہرے کو بہت غور سے دیکھتے پہنچاننے کی کوشش کر رہی تھیں۔۔۔۔

انکی نظریں پیشانی پر بکھرے ہوئے اسکے سنہری بالوں سے ہو تیں،،،، اپنی ہم رنگ گہری سمندر جیسی نم آنکھوں پر آئی تھیں۔۔۔۔اور پھر اسکی تیکھی ناک کے ساتھ باقی چہرے کے وجیہہ نقوش پر جو اسے شدت سے کسی کی یاد دلا گئے تھے۔۔۔۔

" واسم

روباب کے لب بے آواز پھڑ پھڑائے تھے۔۔۔۔

" ماما

اسکے بر عکس واسم کی آواز کافی اونچی تھی۔۔۔۔نرس نے حیران نظروں سے ان دونوں کی طرف دیکھا۔۔۔۔

آپ واسم ہو ؟؟؟؟

روباب نے سوال کیا۔۔۔ جبکہ روباب کے خود کو پہچان لینے پر واسم کی خوشی دیدنی تھی۔۔۔

اس نے فورانم آنکھوں کے ساتھ بچوں کی طرح سر اوپر نیچے ہلایا تھا۔۔۔

جس پر روباب کی آنکھوں سے آنسو بے ساختہ چھلکے تھے۔۔۔

انہوں نے اپنے بازو پھیلاتے اسے قریب بلایا تھا۔۔۔

واسم نے فورا قدم انکی طرف بڑھائے،،، جبکہ اسکی آنکھیں اب بھی بے یقین سی تھی۔۔۔

کہیں یہ ایک خواب نا ہو اور روباب کو چھونے پر وہ غائب ہو کر اس سے دور نا چلی جائیں۔۔۔

یہ سوچ آتے ہی اسکے قدم زمین پر جکڑے تھے۔۔۔

کیا ہوا میرے پاس آئیں۔۔۔اس کے ایک جگہ پر رک جانے پر وہ پیار سے بولی تھیں۔۔۔

نہیں یہ خواب نہیں تھا اسکی ماما سچ میں اسکے سامنے تھیں۔۔۔اور اسے اپنے پاس بلا رہی تھی۔۔۔اس بات پر یقین کر لینے کے بعد وہ انکے قریب آ کر رکا تھا۔۔۔

جبکہ آنکھوں سے آنسو ہنوز جاری تھے۔۔۔

واسم کے انکے قریب آ جانے پر وہ نرس خود با خود ایک سائڈ پیچھے ہو کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔

روباب نے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اسکے خوبصورت وجیہہ چہرے کو تھاما۔۔۔اسکی پیشانی پر بکھرے سنہری بالوں کو اپنی نرم انگلیوں سے سنوارتے۔۔۔ جیسے بچپن میں ہمیشہ وہ سنوارا کرتی تھی اسکے ایک ایک نقش کو پوروں سے محسوس کرتے ہوئے انکے ہاتھ واسم کے جوان توانا کندھوں پر آئے تھے

۔۔۔۔

اپنے معصوم سے بچے کو یوں اپنے سامنے ایک بھرپور جوان مرد کے روپ میں دیکھتے،،،، روباب کی اس وقت کیا کیفیت تھی لفظوں میں بیان کر پانا مشکل تھا

۔۔۔۔

مجھے یقین نہیں آ رہا کہ آپ ہی میرے واسم ہو،،، کتنے بڑے ہو گئے ہو۔۔۔

نم آنکھوں کے ساتھ مسکراتے اپنے لبوں پر ہاتھ رکھا۔۔

" ماما

یقین کر لیں ماما میں ہی آپکا واسم ہوں۔۔۔آپکا غصیلہ کھڑوس بے بی" انکے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں تھامتے دھیما سا مسکرایا۔۔۔

جس پر وہ نم آنکھوں کے ساتھ مسکرائی تھیں۔۔۔پھر اسکے چہرے کو تھامتے تھوڑا اپنی طرف جھکا کر پیشانی پر پیار کیا۔۔۔

میرا معصوم بچہ میری جان۔۔۔

اسکے ایک ایک نقش کو محبت سے چومتے سینے سے لگایا۔۔۔۔واسم کے آنسو اسکی آنکھوں سے بہہ کر روباب کا کندھا بھگونے لگے۔۔۔۔جبکہ روباب کے اسکی پہنی ہوئی سفید شرٹ کو۔۔۔۔

مجھے تو یقین ہی نہیں آرہا آپ میرے پاس ہو۔۔۔۔میرے اللہ نے میری دعائیں سن لی۔۔۔۔

کیا اللہ پاک اپنے بندوں پر ایسے بھی مہربان ہو جاتے ہیں۔۔۔

روباب کو خود سے الگ کر کے اسکی پیشانی پر لب رکھتا بے یقینی سے بولا۔۔۔۔

مجھے بھی اسکا چہرہ دوبارہ اپنے ہاتھوں میں تھامتے ایک بار پھر نرمی سے چوما ۔۔۔۔

اور یہ نظارہ اتنا دلکش اور پیارا تھا۔۔۔۔

کہ حیدر شاہ کے ساتھ ضارب،، زارون اور احسن حیات جوان دونوں کے ملن کو نم آنکھوں سے دیکھ رہے تھے سب دھیرے سے مسکرائے۔۔۔

" ماما

روباب نے واسم کو پیار کرنے کے بعد پیشانی اسکے سینے پر ٹکائی تھی۔۔۔جب زارون نے نم لہجے میں انہیں پکارا۔۔۔۔

انہوں حیرت سر اٹھا کر نظریں کمرے میں موجود باقی افراد پر دوڑائی۔۔۔۔

اور انہیں پہنچاننے کی کوشش کرنے لگیں۔۔۔۔جس میں انہیں زیادہ دقت درپیش نہیں آئی تھی۔۔۔۔

تایاسائیں۔۔۔

سب سے پہلے حیدر شاہ کا نام ان کے لبوں پر آیا۔۔۔

جنہوں نے واسم کے پیچھے ہوتے ہی آگے بڑھ کر انہیں اپنے سینے سے لگایا

۔۔۔اور انکا سہارا ملتے ہی انہوں نے پھوٹ پھوٹ رونا شروع کر دیا تھا۔۔۔

بس ہماری بیٹی تو اتنی مظبوط ہیں،،،، اتنے بڑے بڑے طوفانوں سے گزر آئی

،،،،اب ایسے روتے ہوئے بالکل بھی اچھی نہیں لگ رہیں۔۔۔

انہیں خود سے الگ کر کے نرمی سے آنسو صاف کیے۔۔۔تایاسائیں وہ لالا

۔۔۔۔

موسی شاہ کا ذکر کرتے انکے لہجے میں ایک خوف در آیا تھا۔۔۔جسے کمرے میں سبھی افراد نے محسوس کیا۔۔۔واسم ضارب اور زارون نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی۔۔۔

ہم سب جانتے ہیں آپکو بتانے کی ضرورت نہیں اور ناہی گھبرانے کی وہ اپنے انجام تک پہنچ چکے ہیں۔۔۔
نرمی سے بولتے انکا ڈر ختم کرنا چاہا۔۔۔جس پر وہ کچھ پر سکون ہوئی تھیں

۔۔۔۔

جب انکی نظر پیچھے کھڑے ہوئے ضارب شاہ پر پڑی تھیں۔۔۔اور اپنی حجاب کی ہم رنگ آنکھیں جبکہ چہرے سے جھلکتے ہو بہو یمان شاہ کے عکس کو دیکھتے وہ اسے ایک لمحے میں پہچان گئیں۔۔۔

آپ ضارب ہیں ؟؟؟؟

جس پر اس نے مسکرا کر سر ہلایا۔۔۔۔

" ماشاءاللہ

اسکی وجاہت کو دیکھتے بے ساختہ انکے منہ سے پھسلا تھا۔۔۔۔

بالکل ہمارے مان جیسے ہیں،،،، حیدر شاہ کی طرف دیکھتے تصدیق چاہی۔۔۔۔
جس پر انہوں نے بھی مسکرا کر سر ہلایا تھا۔۔۔۔

انہوں نے محبت سے اس کیلئے بھی باہیں پھیلائی تھیں۔۔۔۔ جن میں سماتے ایک الگ سا سکون ضارب شاہ کی رگ و جان میں اترا تھا۔۔۔شاید اس لیے کہ انکے چہرے میں اسے اپنی ماں کا عکس نظر آیا۔۔۔

ایک بے نام سا آنسو اسکی پلکوں کی باڑ توڑ کر روباب کے کندھے پر گرا تھا۔۔۔

جسے محسوس کر کے روباب نے اسے خود سے الگ کیا اور اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتے اسکی کشادہ پیشانی پر پیار کیا۔۔۔

جس کے بدلے ضارب نے انکے سر بوسہ دیتے دوبارہ اپنے سینے بھینچا۔۔۔

ماما مجھ سے نہیں ملے گی ؟؟؟؟؟

روباب کو ضارب سے پیار کرتے دیکھ زارون نے انکا دھیان اپنی طرف دلانا چاہا۔۔۔

آپ کون ہیں؟؟؟؟

ضارب کے سینے سے سر اٹھا کر انہوں زارون کی طرف دیکھتے سوال کیا۔۔

جس پر زارون کا منہ حیرت سے کھل گیا۔۔۔

ماما آپ نے مجھے نہیں پہنچانا؟؟؟؟ وہ شوکڈ کے عالم میں بولا۔۔۔

روباب نے فورا نفی میں سر ہلایا۔۔۔

جبکہ لبوں پر بھینچی بھینچی سی مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔۔۔ جسے وہ ضارب کی آڑھ میں ہو کر چھپانے کی کوشش کر رہی تھیں۔۔۔

انکی شرارت سمجھ کر ضارب واسم اور حیدر شاہ نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔۔۔

میں آپ کا چھوٹا بیٹا زارون شاہ،،،،آپ مجھے کیسے بھول سکتی ہیں؟؟؟؟

زارون نے رونی صورت بنائی۔۔۔

جسے دیکھتے روباب کے ساتھ کمرے میں موجود باقی افراد کا بھی قہقہہ گونجا تھا

۔۔۔۔

زارون نے خود کا مذاق بنائے جانے پر ناراضگی سے رخ پھیرا۔۔۔

"زارون۔۔۔

روباب نے بہت محبت سے پکارا۔۔۔انکی آواز پر زارون نے پلٹ کر انکی طرف دیکھا جو اپنے دونوں بازو پھیلائے اسے اپنے پاس بلا رہی تھیں۔۔۔

میں ناراض ہوں آپ سے۔۔۔

انہیں اپنے سینے سے لگاتے ساتھ اپنی ناراضگی کا اظہار بھی کر گیا۔۔۔

"سوری۔۔

انہوں نے محبت سے اسکے دونوں کان پکڑے۔۔۔

مجھے تو یقین نہیں آرہا میرا چھوٹا سا ر وتو بچہ بھی اتنا بڑا ہو گیا۔۔۔نرمی سے اسکے گال کھینچتے ہوئے اسکے چہرے پر پیار کیا۔۔۔

زارون نے مسکراتے ہوئے انکی پیشانی محبت سے بوسہ دیا۔۔۔۔ جس پر روباب مسکرائی تھیں۔۔۔۔

اتنے سالوں بعد اپنے بچوں اور تایا سائیں کو اپنے سامنے دیکھتے وہ اندر سے کافی پرسکون ہوچکیں تھیں۔۔۔۔

اب بس انتظار تھا تو اپنی جان سی پیاری گڑیا اور اپنے مزاجی خدا اور اپنی محبت سے ملنے کا۔۔۔۔ لیکن کہیں نا کہیں انکے اندر یہ ڈر اب بھی کنڈلی مارے بیٹھا تھا کہ پتا نہیں ارمغان شاہ انہیں اتنے سالوں بعد اپنے سامنے دیکھتے کیسا ری ایکشن دینگے۔۔۔۔

انہیں قبول کریں گے بھی یا نہیں۔۔۔۔

بھلے ہی آج بھی وہ کسی شفاف شبنم کے پہلے قطرے کی طرح صاف اور پاک تھیں۔۔۔۔ لیکن درمیان میں جو یہ عرصہ گزرا تھا،،، اگر انھوں نے انکے کردار پر سوال اٹھایا تو کیا جواب دیں گی۔۔۔۔

اور کیا وہ انکی بات پر یقین کر لیں گے۔۔۔۔۔ بہت سی لایعنی سوچوں نے انہیں اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا۔۔۔۔

کیا ہوا اما سب ٹھیک ہے۔۔۔۔ انکے اچانک خاموش ہو جانے پر واسم نے قریب آتے بے چینی سے سوال کیا۔۔۔۔

جی میری جان سب ٹھیک ہے۔۔۔۔ اسکی پریشانی کا خیال کرتی وہ دھیما سا مسکرائی تھیں۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

اس بلڈنگ سے نکل کر احسن حیات اپنے گھر کیلئے نکلے تھے۔۔۔۔جب راستے میں گزرتے ہوئے انکی نظر ایک طرف زمین پر زخمی پڑی روباب پر پڑی اور اسکے ارد گرد کھڑے موسی شاہ کے بندوں پر۔۔۔۔

اور جس انداز میں وہ روباب کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔انہیں معاملہ سمجھنے میں ایک لمحہ نہیں لگا۔۔۔۔

انہوں نے لمحوں کی دیری کیے بنا ڈرائیور کو گاڑی روکنے کا بولا۔۔۔۔

اور گاڑی سے نکل کر اپنے پرسنل گارڈز جو ہمہ وقت ان کے ساتھ رہتے تھے

۔۔۔

انہیں لے کر اس جگہ کی طرف دوڑے۔۔۔۔اور اس سے پہلے وہ غنڈے روباب کو مزید کوئی نقصان پہنچاتے۔۔۔۔

انہوں نے وہاں پہنچتے انہیں اپنی گنز کے نشانے پر لیا۔۔۔

خبردار اگر کسی نے ہوشیاری کرنے کی کوشش اسی وقت گولیوں سے بھون دیا جائے گا۔۔۔۔

ایک سینئر گارڈ نے دھمکی لگائی۔۔۔

جس پر وہ ڈر کر کچھ پیچھے ہوئے۔۔۔۔یکدم ایک افراتفری کا ماحول بن گیا ۔۔۔۔کچھ نے تو بھاگنے کی کوشش بھی کیونکہ انکے پاس فلحال کوئی خاص ہتھیار نہیں تھے۔۔۔

سوائے ایک آدھ چاقو اور پستول کے جن سے وہ قطع بھی ان گارڈز کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔۔۔

لیکن انہوں نے انکی ٹانگ کا نشانہ لیتے انکی کوشش ناکام بنائی۔۔۔

" روباب

احسن حیات نے انہیں اگنور کرتے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر انکا چہرہ تھپتھپایا

۔۔۔۔

جو مکمل اپنے ہوش و حواس کھوئے بے سدھ پڑی تھیں۔۔۔۔جس پر ایک لمحے کیلئے انکا دل گھبرایا۔۔۔لیکن پھر انھوں نے انکی نبض اور سانسیں چیک کی ۔۔۔۔جو انہیں ان کے وجود میں زندگی کا پتا دے گئی تھیں۔۔۔۔

احسن حیات کی نظر اسکے پیٹ پر پڑی،،،،جہاں سے خون تیز رفتاری سے بہہ رہا تھا۔۔۔۔

انھوں نے فورا اپنا کوٹ اتار کر اس پر باندھا اور اسے گود میں اٹھائے گاڑی کی طرف بھاگے۔۔۔۔

لیکن جانے سے پہلے وہ اپنے بندوں کو اشارہ کر گئے تھے کہ انہوں نے کیا کرنا تھا ۔۔۔۔۔جسے سمجھتے وہ ان غنڈوں پر ٹوٹ پڑے تھے ۔۔۔۔

ہسپتال پہنچتے انہیں ایمر جنسی روم میں لیجایا گیا تھا۔۔۔انکے پیٹ پر ایسے تیز دھار اور خطرناک ہتھیار سے وار کیا گیا جس نے انکے اندر کے عضاء کو کافی نقصان پہنچایا تھا۔۔۔اوپر سے خون بھی ضرورت سے زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے ڈاکٹرز نے صاف اپنے ہاتھ کھڑے کر دیئے تھے ۔۔۔

انکا اب بچ پانا کوئی معجزہ ہی ہو سکتا تھا۔۔۔

بارہ گھنٹوں کے طویل انتظار اور ڈاکٹرز کی انتہا کوششوں کے بعد انکی زندگی تو بچ گئی،،، لیکن انہیں ہوش نہیں آیا جس کی وجہ سے وہ کومہ میں چلی گئیں تھیں ۔۔۔

ڈاکٹرز نے بتایا تھا۔۔۔کہ انکے دماغ کے پچھلے حصے میں کوئی نوکیلی چیز چبھی تھی۔۔۔۔اور اسکے ساتھ ساتھ انہیں کسی بات کا بہت گہرا صدمہ بھی لگا تھا۔۔۔۔جسے انکی باڈی قبول نہیں کر پارہی تھی۔۔۔۔

ڈاکٹر یہ ہوش میں کب تک آجائیں گی؟؟؟؟

احسن حیات نے انکی باتیں سنتے سوال کیا۔۔۔۔

دیکھیں سر جیسا کہ ہم آپکو بتا چکے ہیں کہ وہ کومہ میں چلی گئیں ہیں تو ایسا پیشنٹ کب ہوش میں آئے اسکے بارے میں ایگزیکٹ بتا پانا بہت مشکل ہے۔۔۔ ہو سکتا ہے۔۔۔۔وہ چند دنوں میں ہوش میں آجائیں۔۔۔یا پھر چند مہنیوں بعد اور یہ بھی ہو سکتا ہے یہ انتظار سالوں پر محیط ہو۔۔۔۔

ڈاکٹر نے انہیں کافی تفصیل سے روباب کی کنڈیشن کے بارے میں بتایا تھا۔۔

جس پر وہ محض سر ہلا کر رہ گئے۔۔۔

پہلے تو انکے دل میں خیال آیا کہ وہ شاہ فیملی کو روباب کے بارے میں اطلاع دے دیں۔۔۔

لیکن پھر انہیں اپنا معصوم بھائی یاد آیا۔۔۔جس کی جدائی میں وہ آج تک تڑپ رہے تھے۔۔۔اور وہ شاہ خاندان کو بھی ایسے ہی تڑپانا چاہتے تھے۔۔۔

ان سب میں انہیں صرف ایک ہستی کے بارے میں سوچ کر برا لگ رہا تھا ۔۔۔اور وہ ہستی تھی انکا یونیورسٹی کا سب سے اچھا دوست ارمغان شاہ،،، جن کے بارے میں انہیں حال ہی میں پتا چلا تھا کہ وہ بھی اسی فیملی کا حصہ ہیں۔۔۔

لیکن اپنے بھائی کی محبت پر انہوں ارمغان کی دوستی کو قربان کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔

اور روباب کی تھوڑی کنڈیشن بہتر ہوتے ہی وہ انہیں لے کر بیرون ملک شفٹ ہو گئے تھے۔۔۔

جبکہ یہاں موسی کے پلان کے مطابق جو انہیں اسکے بندوں سے پتا چلا تھا ایک لاوارث لاش پر روباب کی نشانیاں ڈال کر جنگل میں پھنکوا دیا تھا۔۔۔اور جیسا کہ شاہ خاندان نے اپنے چھوٹے بہو بیٹے کا پورسموٹم نہیں ہونے دیا تھا انہیں پکا یقین تھا،،،اس بار بھی وہ لوگ یہی کرتے۔۔۔

اس لیے وہ عورت روباب نہیں یہ سچائی کھلنے کا انہیں کوئی ڈر نہیں تھا۔۔۔

لیکن زندگی کے گزرتے سالوں میں۔۔۔جب جب وہ روباب کو بے سدھ پڑے دیکھتے انہیں انکا ضمیر کچو کے لگاتا تھا۔۔۔

لیکن جب تک انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔۔۔

اس حادثے کو اتنے سال گزر جانے کے بعد بھی وہ ابھی تک ہوش میں نہیں آئی تھی۔۔۔جبکہ انکے ساتھ احسن حیات کی زندگی بھی وہی کہیں اس ایک موڑ پر ہی اٹک کر رہ گئی تھی۔۔۔

یہاں تک پچاس سال سے زیادہ عمر ہونے کے باوجود انہوں نے شادی نہیں کی

۔۔۔۔

لیکن جب یہ پرایا دیس بھی انکے زخموں پر مرہم نا رکھ سکا تو وہ اپنے وطن واپس لوٹ آئے۔۔۔

یہاں معجزاتی طور پر روباب کی حالت آہستہ آہستہ سدھار آنے لگا تھا۔۔۔

اور ایسے ایک دن جب وہ ایک بزنس میٹنگ کے سلسلے میں ایک ریسٹورنٹ میں موجود تھے۔۔۔حادثاتی طور ایہاسے ٹکرا گئے۔۔۔

جسے دیکھتے انہیں ایسا لگا۔۔۔جیسے انکا ماضی دوبارہ انکے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

جس پر انہوں اپنے تئیں رومان سے بول کر اسکی تمام انفارمیشن نکلوائی تھی ۔۔۔۔

اور انکا شک بالکل ٹھیک نکلا تھا۔۔۔

یہ لڑکی یمان شاہ اور حجاب کی بیٹی تھی۔۔۔اور ان سب کے دوران انہیں موسی شاہ کے بارے میں اور بھی بہت کچھ پتا چلا تھا۔۔۔کہ وہ اسکا سگا ماموں ہے۔۔۔

جسے جان کر وہ حیرت سے دھنگ رہ گئے تھے۔۔۔ کہ کوئی شخص اپنی سگی بہنوں کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا ہے۔۔۔۔ کیونکہ انہوں نے احسن حیات کو اپنے بارے صرف اتنا بتایا تھا کہ وہ حیدر شاہ سے اپنے ماں باپ کے قتل کا بدلہ لینا چاہتا ہے۔۔۔اسی لیے انکا ساتھ دے رہا ہے۔۔۔

اور اس سے بھی بڑھ کر ان کیلئے حیرت کی بات یہ تھی،،،، کہ وہ رومان شاہ کا سگا باپ تھا۔۔۔۔

شاہ فیملی کی ساری انفارمیشن نکالنے کے دوران ہی رومان نے موسی شاہ کی فوٹو دیکھتے اسے پہچانا تھا۔۔۔۔
جس نے نا صرف اسکی ماں کی زندگی برباد کی تھی۔۔۔۔ بلکہ ایسے وقت میں انہیں بے سہارا کر دیا تھا جب انہیں انکی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔۔۔۔

اس نے بچپن میں جب سے ہوش سنبھالا تھا۔۔۔اپنی ماں ہمیشہ تن تنہا روتے ہی پایا۔۔۔وہ شخص جو کہنے تو اسکا باپ تھا۔۔۔ لیکن کبھی اس نے اسے باپ والی شفقت سے نہیں نوازا تھا۔۔۔

مہینے میں کوئی ایک دو بار ہی وہ انہیں ملنے آتا تھا،،، یا یہ کہہ لیں کہ اسکی ماں پر اپنی وحشت اتارنے آتا تھا۔۔۔ کیونکہ ہر بار اسکے آنے پر اپنی ماں کے کمرے سے ان دونوں کی لڑنے کی آوازیں آتی تھی۔۔۔

اور اسکے بعد اپنی ماں کے رونے کی۔۔۔ جنہیں سن کر وہ ہمیشہ سہم جاتا تھا

۔۔۔

اور ایک دن ایسے ہی جھگڑے کے دوران اس نے اسکی ماں کو طلاق دے دی تھی۔۔۔۔

جسکے بعد دوبارہ کبھی اس نے انکے گھر کی طرف رجوع نہیں کیا تھا۔۔۔جس پر وہ بہت خوش تھا۔۔۔کیونکہ اسکے آنے پر جو گھر میں لڑائی جھگڑے ہوتے تھے وہ بند ہوگئے تھے۔۔۔

لیکن جلد ہی اسکی وہ خوشی بھی ختم ہوگئی تھی۔۔۔جب گھر میں کھانے کا سمان ختم ہوتے ہی فاقوں کی نوبت آ گئی۔۔۔

اوپر سے اسکی ماں بہت بیمار رہنے لگی تھی۔۔۔اور سرکاری ہسپتال سے ٹیسٹ کروانے پر پتا چلا تھا کہ وہ ایک بار پھر امید سے تھی۔۔۔

اور اسکے ساتھ ہی کینسر جیسا جان لیوا مرض بھی انہیں لگ چکا تھا۔۔۔جسکی وہ بالکل آخری سٹیج پر تھی۔۔۔

اب اس میں تو اتنی ہمت نہیں تھی،،،، وہ کوئی جوب وغیرہ کر کے اسے ایک وقت کی روٹی بھی کھلا سکتی۔۔۔۔اوپر اسکا پیچھے خاندان میں بھی کوئی نہیں تھا سوائے ایک والد کے جو بہت پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔۔۔۔

کھانے کی کمی اور علاج نا کروانے کی وجہ سے حالت دن بادن بگڑتی ہی جا رہی تھی۔۔۔۔

ایسے ہی ایک دن جب انکی ہمت جواب دے گئی تو وہ بیہوش ہو کر زمین پر گری

۔۔۔۔۔

رومان جو اس وقت صرف آٹھ نو سال کا بچہ تھا،،، اپنی ماں کو اس حالت میں دیکھ کر کافی گھبرا گیا۔۔۔۔

وہ دوڑ کر جا کے اپنے پڑوس میں رہنے والی آنٹی کو بلا لایا،،، جس کے ساتھ اسکی ماں اچھی دوستی تھی۔۔۔

اور ان دنوں اکثر ہی دو وقت کی روٹی وہی انہیں دے کر جاتی تھیں۔۔۔

وہ بمشکل اسکی ماں کو سنبھالتے ہسپتال لے کر گئی۔۔۔

جہاں ڈاکٹرز نے انکی حالت کافی خراب بتائی تھی۔۔۔اور انہیں ہسپتال میں ہی رکھنے کا مشورہ دیا۔۔

لیکن انکے پاس اتنے پیسے نہیں تھے کہ وہ ہسپتال کا خرچہ افورڈ کر سکتے اس لیے عالیہ کی تھوڑی طبیعت سنبھلتے ہی وہ لوگ گھر واپس آ گئے۔۔۔

لیکن ان سب کے بعد رومان نے یہ فیصلہ ضرور کر لیا تھا کہ وہ اپنی ماں کیلئے پیسے کما کر اسکا علاج ضرور کروائے گا۔۔۔

لیکن اتنے چھوٹے بچے کو نوکری کون دیتا۔۔۔وہ روز گھر سے نکلتا،،،اور آس پاس کی گلیوں اور سڑکوں پر گھوم پھر کر واپس آ جاتا۔۔۔

ایک دن ایسے ہی شام کے وقت جب وہ سڑک پر بے دھیانی سے چل رہا تھا،،،
تو ایک گاڑی سے ٹکرا گیا۔۔۔

جبکہ ایک بچے اپنی گاڑی سے ٹکراتے دیکھ گاڑی کے مالک نے اپنے ڈرائیور کو
خوب کھری کھوٹی سنائی اور خود باہر نکل کر اسکی حالت کا جائزہ لینے لگا۔۔۔

جسے زیادہ چوٹیں تو نہیں آئی تھیں۔۔۔ لیکن پیشانی سڑک پر لگنے کی وجہ سے
خون بہہ رہا تھا۔۔۔

جسکی مرہم پٹی کروانے کیلیئے وہ اسے اپنے ساتھ لیجانا چاہتا تھا۔۔

لیکن اس نے صاف انکار کر دیا تھا۔۔۔

بیٹا آپ کو ڈاکٹر کی ضرورت ہے دیکھیں کیسے خون بہہ رہا ہے۔۔۔۔ چلیں میں آپکو ہسپتال لے کر چلتا ہوں۔۔۔۔۔

اسکے زخمی چہرے کو دیکھنے کے بعد وہ شخص بہت پر شفیق لہجے میں گویا ہوا تھا

۔۔۔۔

انکل مجھ سے زیادہ میری ماں کو ڈاکٹر کی ضرورت ہے،،،، کیونکہ اسکے منہ سے تو روز خون آتا ہے۔۔۔۔

اگر آپ مجھ پر مہربانی کرنا چاہتے ہیں تو میری جگہ میری ماں کا علاج کروا دیں

۔۔۔۔۔

میں دھیرے دھیرے کام کر کے آپکے سارے پیسے چکا دوں گا۔۔۔۔

ساتھ اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔۔۔۔

جبکہ وہ شخص ایک بچے کی اس چھوٹی سی عمر میں بھی اتنی سمجھداری اور اپنی ماں کیلئے اس قدر محبت کو دیکھتے اس سے کافی متاثر ہوا تھا۔۔۔

اسکی مدد کرنے کا فیصلہ لیتے مسکرایا۔۔۔

اور وہ شخص کوئی اور نہیں بلکہ احسن حیات تھے۔۔۔رومان کی اپنی ماں کیلئے محبت دیکھتے انہیں اپنا محسن یاد آیا تھا وہ بھی تو اس سے ایسی ہی محبت کرتے تھے

۔۔۔۔

وہ اپنے بھائی کو تو نہیں بچا پائے لیکن اسکی ماں کو بچانے کا خود سے وعدہ ضرور کیا۔۔۔

احسن حیات نے عالیہ کو شہر کے سب بڑے ہسپتال میں داخل کروایا تاکہ اسکا اچھے سے اچھا علاج ہو سکے۔۔۔

لیکن اسکی بیماری اس حد تک بڑھ چکی تھی کہ ڈاکٹرز کی لاکھ کوششوں کے باوجود بھی وہ اسے نہیں بچا سکے۔۔۔۔

اور ایک دن وہ ایک کمزور سی بیٹی کو جنم دیتے ہمیشہ کیلئے اپنی آنکھیں موند گئی ۔۔۔۔۔

اس دن رومان شاہ بہت رویا تھا،،،، جس کو سنبھالتے ہوئے احسن حیات نے اس ننھی سی جان کو اسکی گود میں ڈالتے ہوئے یہ کہاں تھا کہ تمہیں اس کیلئے مظبوط بننا ہوگا۔۔۔۔

یہ اب تمہاری ذمہ داری ہے۔۔۔۔ جو تمہاری ماں جاتے وقت تمہیں سونپ کر گئی ہے۔۔۔ تمہیں اسکا خیال رکھنا ہو گا۔۔۔۔

لیکن اس سے پہلے تمہیں اپنے یہ آنسو پونچھنے ہونگے۔۔۔۔کیونکہ یہ بہادر نہیں بلکہ کمزور لوگوں کی نشانی ہوتے ہیں۔۔۔۔

بس اسی وقت اس نے اپنے بہتے ہوئے آنسو صاف کیے تھے اور وعدہ کیا تھا کہ وہ آئندہ کبھی نہیں روئے گا۔۔۔۔اور اپنی بہن کا اپنی جان سے بھی زیادہ خیال رکھے گا۔۔۔۔

جسکے بعد احسن حیات نے اسے بوڈنگ میں ڈال دیا تھا جبکہ زرتاشے کیلئے ایک کیئر ٹیکر ہائر کر دی تھی۔۔۔۔جو اسکا مکمل خیال رکھتی تھی۔۔۔۔

یہاں تک یہ ملک چھوڑنے کے باوجود بھی وہ ان لوگوں کے ساتھ مسلسل رابطے میں تھے۔۔۔۔رومان نے اپنی پڑھائی مکمل کر کے آرمی جوائن کر لی تھی۔۔۔۔

جبکہ زرمینے ہاسٹل میں رہتے ہوئے اپنی پڑھائی مکمل کر رہی تھی۔۔۔ لیکن ان دونوں بہن بھائی میں اتنی دوریاں ہونے کے باوجود بھی بہت محبت اور انڈرسٹینڈنگ تھی۔۔۔

کیونکہ رومان نے دور ہوتے ہوئے بھی تاشے کو ہمیشہ یہی احساس دلایا تھا کہ وہ اسکے بہت قریب ہے۔۔۔ ہمیشہ اسکی ہر چیز کا خیال رکھا تھا اور تاشے ویسے بھی نیچر وائز بہت چلبلی اور سادہ نیچر کی لڑکی تھی۔۔۔

اس نے کبھی بلاضرورت فرمائشیں کر کے اپنے بھائی کو تنگ نہیں کیا تھا

۔۔۔۔۔

رومان کی اپنی فیلڈ میں ایمانداری اور اسکی بہادری کو دیکھتے اسے سپیشل آفیسرز میں شامل کر لیا گیا تھا۔۔۔۔

جس کے چلتے اسے بھی زارون شاہ کے ساتھ پنجاب میں ڈرگ مافیا کی چین توڑنے اور اسکی جڑوں کو ختم کرنے کیلیۓ۔۔۔۔ مشن پر بھیجا گیا تھا۔۔۔۔ جس میں اسے ایک سویلین کی طرح رہنا تھا۔۔۔۔

تو پھر وہ اتنے اچھے موقع کو اپنے ہاتھ سے کیسے جانے دیتا۔۔۔وہ زرتاشے کو ہاسٹل سے اپنے ساتھ لاہور اپنے گھر میں لے آیا تھا اور کراچی سے مائگریشن کروا کر یہاں کی یونیورسٹی میں داخل کروا دیا۔۔۔ جہاں اسکی ملاقات زرمینے ابرش اور ابیہا سے ہوئی تھی۔۔۔۔

رومان کی ماں نے مرنے سے پہلے احسن حیات کو اپنے پاسٹ کے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا۔۔۔۔ لیکن وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے موسی شاہ وہ شخص ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔

انکی سچائی جاننے اور ایہا کو دیکھنے کے بعد انہوں نے رومان کے ساتھ مل کر پلان تیار کیا۔۔۔ جس کے چلتے انہوں نے ایہا کو حاصل کرنے کے بہانے دوبارہ ان سے اپنے روابط جوڑے۔۔۔۔

اور ان سب کے دوران ہی انہیں پتا چلا تھا کہ پنجاب میں ڈرگ مافیا کا سرغنہ کوئی اور نہیں بلکہ موسی شاہ تھے۔۔۔۔

اور احسن حیات کے کہنے پر ہی رومان شاہ نے ضارب اور زارون سے ملتے تمام سچائی انہیں بتائی تھی۔۔۔ لیکن وہ اس شخص کا ہی بیٹا ہے۔۔۔ یہ سچ چھپا گیا تھا۔۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

اس نے آہستہ آہستہ دھیرے سے اپنی آنکھیں کھولیں تھیں۔۔۔۔

جسکے ساتھ ہی اسے اپنے کندھے سے ہلکی ٹیسیں اٹھتی محسوس ہوئی۔۔۔۔جس سے ایک سسکاری سی اسکے ہونٹوں سے.برآمد ہوئی تھی۔۔۔۔

ضارب شاہ جو اسی کمرے میں موجود اسکے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہا تھا

۔۔۔۔

اسکی آواز سنتے فورا اٹھ کر اسکے قریب آیا تھا۔۔۔۔

گڑیا "آپ ٹھیک ہیں؟؟؟؟

نرمی سے اسکے بال سہلاتے ہوئے سوال کیا۔۔۔۔

کندھے میں درد ہو رہا ہے تھوڑا سا۔۔۔۔ نم آنکھوں کے ساتھ بتایا۔۔۔

ضارب فورا پریشان ہوا۔۔۔

آپ ٹھہریں میں ابھی ڈاکٹر بلاتا ہوں۔۔۔

جب اس نے ضارب کا ہاتھ تھامتے اسے روکا۔۔۔ڈاکٹر کی ضرورت نہیں ہے
،،،،آپ میرے پاس بیٹھ جائیں میں ٹھیک ہو جاؤں گی۔۔۔

لیکن گڑیا" آپکو ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔۔۔ پلیز نہیں ڈاکٹر انجیکشن لگائے گا
۔۔۔۔

اب کہ اصل وجہ بتائی۔۔۔

جس پر نفی میں سر ہلاتے وہ مسکرایا۔۔۔۔

اس نے دھیرے سے جھکتے ہوئے اسکی پیشانی کے ساتھ نم آنکھوں کو چوما

۔۔۔۔

جس پر وہ سکون محسوس کرتی مسکرائی۔۔۔۔

ضارب اسکا ہاتھ تھامتے جس پر ڈرپ لگی ہوئی تھی۔۔۔۔پاس ہی رکھی چیئر پر براجمان ہو گیا۔۔۔۔

لالا باقی سب کہاں ہیں؟؟؟؟؟اور ماموں جان کا بنا؟؟؟؟

کچھ یاد آنے پر سوال کیا۔۔۔۔

جبکہ موسی شاہ کا ذکر آتے ہی ضارب کی رگیں ایک بار پھر تن گئیں تھیں ۔۔۔لیکن اسکے معصوم چہرے کو دیکھتے اس نے گہرا سانس کھینچتے خود کو پر سکون کیا۔۔۔

پہلی بات تو گڑیا وہ ہمارے ماموں نہیں ہیں اس لیے انہیں اتنی عزت دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔اور وہ اس وقت وہی ہیں جہاں انہیں بہت پہلے ہونا چاہیے تھا۔۔۔یعنی کے جیل میں۔۔۔

اور باقی سب گھر واپس چلے گئے کیونکہ یہاں زیادہ لوگوں کو رکنے کی اجازت نہیں تھی۔۔۔اور ان شاء اللہ صبح تک آپکو بھی چھٹی مل جائے گی۔۔۔

اسکے گال کو سہلاتے ہوئے قدرے نرمی سے گویا ہوا۔۔۔

جس پر باد قت مسکراتے ہوئے اس نے سر ہلایا۔۔۔کیونکہ ضارب کی بات سننے کے بعد تو اسکے اندر یکدم ہی سناٹے پھیل گئے تھے۔۔۔

تو یہ اوقات ہے بیا تمہاری واسم شاہ کی نظر میں،،،،اس وقت جب تمہیں اس کی سب سے زیادہ ضرورت تھی کتنی آسانی سے وہ تمہیں چھوڑ کر گھر واپس چلا گیا۔۔۔

پہلے کونسا کبھی اس نے تمہاری فکر کی ہے،،،،، تمہارا وجود صرف اور صرف اس کیلئے ایک ضرورت کے سامان سے زیادہ کچھ نہیں۔۔۔جسے وقت با وقت اپنے سکون اور نفس کی تسکین کیلئے وہ استعمال کرتا تھا۔۔۔

وہ نرم بھی پڑتا تھا تو صرف اپنی خواہشات کو پورا کرنے کیلئے۔۔۔ورنہ اگر اسکی زندگی میں سچ مچ تمہاری کوئی اہمیت ہوتی تو اتنی آسانی سے کبھی بھی موسی شاہ کو نا بولتا کہ تمہیں گولی مار دے۔۔۔

زہریلی سوچوں نے ابیہا کے دماغ کا احاطہ کیا۔۔۔

جنہوں نے اسے واسم شاہ سے مزید بدگمان کرتے متنفر کر دیا۔۔۔اور اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ اب کبھی واسم شاہ سے بات نہیں کرے گی۔۔۔بلکہ حویلی جانے کے بجائے ضارب کے ساتھ لاہور شاہ مینشن چلی جائے گی۔۔۔

اپنی کم مائگی کو یاد کرتے ایک آنسو اسکی آنکھ سے لڑھک کر اسکے بالوں میں جذب ہو گیا۔۔۔

جسے دیکھتے ضارب شاہ تڑپ اٹھا۔۔۔ کیا ہوا گڑیا زیادہ درد ہو رہا ہے ؟؟؟؟؟

جس پر وہ کچھ ہوش میں آئی۔۔۔ نہیں لالا بس ماما بابا کی یاد آ رہی تھی۔۔۔۔
دھیرے سے مسکراتے نم لہجے میں بولی۔۔۔

ہم ایک بات بتائیں گڑیا؟؟؟؟؟
اسکی بات پر وہ دل و جان ہمہ تن گوش ہوئی۔۔۔

بچپن سے لے کر آج تک کوئی ایسا لمحہ نہیں گزرا جب ہمیں ماما بابا کی یاد نا آئی ہو ۔۔۔۔ بلکہ کبھی کبھی اسکی شدت اتنی بڑھ جاتی ہے کہ دل کرتا ہے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ہمیشہ کیلئے ان کے پاس چلیں جائیں۔۔۔

اللہ نا کرے لالا کیسی باتیں کر رہیں ہیں۔۔۔

ایہا کی آنکھوں میں فوراآنسو اتر آئے اور وہ تڑپ کر اسے ٹوک گئی۔۔۔جس پر وہ دھیرے سے مسکرایا۔۔۔

اور یہ مسکراہٹ بہت ہی درد سے بھرپور اور جان لیوا تھی۔۔۔۔جسے ایہا نے شدت سے محسوس کیا۔۔۔۔

لیکن پھر آپکا یہ معصوم سا چہرہ ہمارے سامنے آجاتا ہے۔۔۔۔جسے وہ بہت مان اور محبت کے ساتھ ہمیں سونپ کر گئے تھے کہ ہمیں اسکا خیال رکھنا ہے۔۔۔

ہم جانتے ہیں بیا ہم ماما بابا کی کمی کبھی پوری نہیں کر سکتے لیکن کوشش ہمیشہ یہی کی ہے کہ آپکو خوش رکھ سکیں۔۔۔۔

لیکن ان سب کے باوجود جب آپکی آنکھوں میں آنسو دیکھتے ہیں تو ہمیں لگتا کہ ہم ماما بابا سے کیا وعدہ ٹھیک سے نبھا نہیں پائے۔۔۔اور پھر دل کرتا ہے اس دنیا کے ساتھ ساتھ خود کو بھی آگ لگا لیں۔۔۔

" لالا

ابیہا کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔

ہمارے رہتے ہوئے ہماری زندگی میں ہماری بہن کی آنکھوں میں آنسو آئیں تو کیا فائدہ اس زندگی کا۔۔۔

اسکے بہتے ہوئے آنسوؤں کو اپنے پوروں سے چنتے ایک جذب کے عالم میں بولا

۔۔۔۔

لالا پلیز ایسے باتیں نا کریں۔۔۔آپ نے میرا بہت خیال رکھا بہت محبت دی ہے۔۔۔اگر ماما بابا زندہ ہوتے تو شاید وہ بھی اتنی محبت نا دے سکتے۔۔۔

میں وعدہ کرتی ہوں آج کے بعد کبھی نہیں رووں گی،،، لیکن آپ بھی وعدہ کریں دوبارہ ایسی باتیں اپنے منہ سے نہیں نکالیں گے۔۔۔

ورنہ آپکی یہ بہن جیتے جی مر جائے گی۔۔۔۔

جس پر ضارب نے نفی میں سر ہلاتے اسکے نازک وجود کو اپنے سینے سے لگایا،،،، جس سے اسکے جلتے ہوئے دل کو کچھ سکون ملا تھا۔۔۔

" وعدہ

ابیہا نے اس سے الگ ہو کر اپنا ہاتھ بڑھایا۔۔۔

جسے نرمی سے تھامتے ضارب نے محبت سے چوما تھا۔۔۔

" وعدہ

جس پر بہت خوبصورت مسکراہٹ نے ابیہا کے چہرے کا احاطہ کیا تھا۔۔۔

چلیں اب آرام کریں۔۔۔

اسکے بالوں میں نرمی سے انگلیاں سہلاتے دھیمے لہجے میں بولا۔۔۔

ابیہا نے سکون محسوس کرتے دھیرے سے آنکھیں بند کی اور جلد ہی گہری نیند میں چلی گئی تھیں۔۔۔

جبکہ اسے سکون سے سوتے دیکھ اسکی پیشانی کو محبت سے چومتے ہوئے،،، اپنے بجتے ہوئے فون دیکھتے اٹھا کر بنا آواز کیے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

لالا سائیں کچھ پتا چلا؟؟؟؟

ارمغان شاہ نے ابھی فون کٹ ہی کیا تھا جب نجمہ بیگم عجلت میں ان سے مخاطب ہوئی۔۔۔

جی بھابھی سازارون کا ہی فون تھا۔۔۔ابیہا مل گئیں ہیں انہیں اور الحمداللہ بالکل سہی سلامت ہیں۔۔۔بلکہ وہ کسی سرپرائز کی بھی بات کر رہے تھے۔۔۔

" شکر الحمداللہ

نجمہ بیگم کے ساتھ پاس ہی موجود عظمی نے بھی اپنے رب کا شکر ادا کیا۔۔۔

اچھا کیا سرپرائز ہے کچھ ہنٹ دیا؟؟؟؟

نہیں بس بول رہا تھا،،، آج آپکو ایسا سرپرائز ملے گا جسے دیکھ کر آپ دنگ رہ جائیں گے۔۔۔اور مجھے تو شک ہے کہیں اپنے حواس ہی نا کھو دیں۔۔۔

اب کے وہ مسکرا کر تفصیل سے بولیں۔۔۔

جس پر وہ نرمی سے مسکرائی۔۔۔۔بہت شرارتی ہیں؟؟؟؟

ارمغان شاہ نے انکی بات پر مسکرا کر سر ہلایا۔۔۔۔

عظمی بیگم نے انکی مسکراہٹ کو دیکھتے دل میں ماشاء اللہ بولا اور انکے صدا یونہی خوش رہنے کی دعا کی۔۔۔۔

اپنے چہرے پر نظروں کا ارتکاز محسوس کرتے ارمغان شاہ نے بھی انکی طرف دیکھا۔۔۔

جنہوں نے ان کے دیکھنے پر فوراً اپنی نظروں کا زاویہ بدلہ اور ساتھ اماں سائیں اور ابرش وغیرہ کو یہ خوشخبری بتانے کے بہانے سے اٹھ گئیں۔۔۔۔

جنکی پشت کو وہ پرسوچ نظروں سے دیکھنے لگے تھے۔۔۔۔

" اچھالالاسائیں

" جی

نجمہ بیگم کے دوبارہ مخاطب کرنے پر وہ انکی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔

زر کے بابا سائیں کا نمبر بھی صبح سے بند آ رہا ہے۔۔۔اور اب شام ہونے والی ہے،،،، پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوتا کم از کم ایک فون کال کر کے اپنی خیریت تو بتا ہی دیتے ہیں۔۔۔

پلیز آپ کچھ پتا کروائیں،،، مجھے جلد واپس آنے کا بول کر نکلے تھے۔۔۔
اب کہ انکے لہجے میں ہلکی پریشانی در آئی تھی۔۔۔

جی بھابھی سامیں کرواتا ہوں،،، آپ پریشان نا ہو۔۔۔ ہو سکتا ہے کسی ضروری کام میں پھنس گئے ہو۔۔۔
انہیں تسلی دیتے ہوئے موسی شاہ کا نمبر ٹرائی کرنے لگے۔۔۔
جو ان ریچایبل آ رہا تھا۔۔۔

فون تو بند ہے۔۔۔

لیکن آپ ٹینشن نا لیں،،،، میں خان سے بولتا ہوں،،،، جلد پتا چل جائے گا۔۔۔ مسکرا کر کہتے فون پر خان کا نمبر ملاتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔۔

جو باہر گارڈز کے ساتھ ان سب کی حفاظت پر معمور تھا،،،، کیونکہ موسی شاہ کا جیسے لوگوں سے واسطہ تھا انکا کوئی پتا نہیں تھا۔۔۔ خود کو بچانے کیلئے وہ انکی یا پھر ضارب زارون کی فیملی کو ٹارگٹ کر لیتے۔۔۔

اس لیے ضارب شاہ اپنی پرچھائی کو یہی حویلی چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔ کیونکہ اپنوں کے معاملے اگر خود کے علاوہ کسی پر بھروسہ کرتا تھا تو وہ صرف اور صرف شہیر خان تھا۔۔۔

جبکہ انکے پیچھے آنے والے وقت سے انجان نجمہ بیگم موسی شاہ کی سلامتی کی دعائیں مانگنے لگی تھیں۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

ارمغان شاہ سمیت گھر کے سبھی افراد اس وقت لاؤنج میں بیٹھے زارون لوگوں کا بے صبری سے انتظار کر رہے تھے۔۔۔

جب انہیں باہر گاڑیوں کے ہارن کی آواز سنائی دی۔۔۔جس پر ایک خوبصورت مسکراہٹ نے ان سب کے چہرے کا احاطہ کیا۔۔۔

جبکہ ابرش بھاگ کر دروازے کے پاس گئی تھی،،،،تاکہ ایہا کے اندر داخل ہوتے ہی اسے اپنے گلے سے لگا سکے۔۔۔

سب سے پہلے دروازے سے حیدر شاہ اندر داخل ہوئے اور انکے پیچھے ہی زارون آیا تھا۔۔۔

اور ابرش کو راہ تکتے دیکھ شفقت سے مسکراتے ہوئے اسکے سر پر پیار دیا،،،

داداسائیں،، سائیں لالا اور ابیہا کدھر ہیں؟؟؟؟

ان دونوں کو اکیلا آتے دیکھ اس نے بے چینی سے سوال کیا۔۔۔

جبکہ حیدر شاہ کو اندر داخل ہوتے دیکھ انکے احترام میں باقی سب بھی اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے تھے۔۔۔

اپنی گڑیا کی پریشان صورت کو دیکھتے زارون شاہ نے اسے اپنے بازو کے حلقے میں لیا اور بہت محبت سے اسکی پیشانی چومی۔۔۔

لالا بیا؟؟؟؟

ابرش نے پھر اپنا وہی سوال دوہرایا۔۔۔

وہ بالکل ٹھیک ہیں گڑیا تم پریشان نا ہو۔۔۔ بس انکی تھوڑی سی طبیعت خراب تھی۔۔۔اس لیے وہ ابھی ہمارے ساتھ نہیں آئی۔۔۔ لیکن ڈاکٹرز نے بولا ہے کل تک وہ ان شاء اللہ انہیں چھٹی دے دیں گے۔۔۔

کیا ہوا انہیں؟؟؟؟ کوئی پریشانی والی بات تو نہیں جو آپ مجھ سے چھپا رہے ہیں؟؟؟؟اسکے نیلے نینوں میں فورا سمندر اتر آیا۔۔۔

ہے ے ے گڑیا کچھ نہیں ہوا نہیں ۔۔۔ میں نے بتایا نا وہ بالکل ٹھیک ہیں

۔۔۔

پریشانی نہیں بلکہ ایک خوشخبری ہے میرے پاس لیکن میں وہ آپکو تبھی بتاؤں گا
جب آپ مجھے مسکرا کر دکھائیں گی ۔۔۔

اسکے بہتے ہوئے آنسوؤں کو نرمی سے صاف کرتے مسکرا کر بولا ۔۔۔

جس پر وہ بھی نم آنکھوں ساتھ مسکرائی ۔۔۔

زاورن نے ایک نظر حیدر شاہ کی طرف دیکھا ۔۔۔ جسے سمجھتے انہوں نے مسکرا
کر سر ہلایا ۔۔۔

گڑیا خوشخبری جو ہے وہ ہم آپکو بعد میں سنائیں گے لیکن اس سے پہلے ہمارے
پاس آپ سب کیلئے ایک سرپرائز ہے ۔۔۔

حیدر شاہ لاؤنج میں سبھی افراد کی طرف دیکھتے مسکرا کر گویا ہوئے۔۔۔

جنہوں نے اشتیاق سے انکی طرف دیکھا تھا۔۔۔

تبھی واسم روباب کو اپنے بازوؤں میں اٹھائے بھاری قدموں کے ساتھ حویلی کے اندر داخل ہوا تھا۔۔۔

جنہوں نے اپنا چہرہ دوپٹے سے کور کر کے اسکی گردن میں چھپایا ہوا تھا،،، جبکہ انکے دل کی دھڑکن اس قدر تیز تھی،،، کہ انہیں لگ رہا تھا کہ وہ کسی بھی وقت پسلیاں توڑ کر باہر نکل آئے گا۔۔۔

اتنے سالوں بعد اپنی فیملی اور خاص طور پر ارمغان شاہ کا سامنا کرتے ہوئے،،، ایک جھجھک سی محسوس ہو رہی تھی اور ساتھ تھوڑا تھوڑا ڈر بھی لگ رہا تھا۔۔۔

لاؤنج میں موجود سبھی افراد نے حیرت سے واسم شاہ کی طرف دیکھا،،، جو ایک انجان وجود کو اپنے بازوؤں میں اٹھائے دھیمے قدموں سے چلا آ رہا تھا۔۔۔۔ جبکہ اسکے چہرے پر بہت پیاری دل موہ لینے والی پر سکون مسکراہٹ تھی۔۔۔۔

وہ حیدر شاہ اور زارون شاہ کے قریب آ کر رکا۔۔۔۔

لالا یہ کون ہیں؟؟؟؟

ابرش نے مسکراتے ہوئے سوال کیا۔۔۔۔ ابھی پتا چل جائے گا گڑیا ۔۔۔۔ مسکرا کر جواب دیتے اس نے ایک نظر وہاں موجود سبھی افراد پر دوڑائی تھی۔۔۔

جبکہ ابرش کی آواز اتنے قریب سے سنتے روباب کے دل کی دھڑکن مزید تیز ہوئی۔۔۔۔

اور انہوں نے اسکی شرٹ پر ہاتھوں کی گرفت مزید سخت کی۔۔۔۔

جسے محسوس کرتے اس نے محبت بھری سرگوشی کی۔۔۔۔

" ریلکس ماما

جسے روباب کے ساتھ وہاں موجود سبھی افراد نے سنا۔۔۔۔

اور ارمغان شاہ جو سارا معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے،،،، واسم کی بات سنتے انکا دل سالوں بعد زوروں سے دھڑکا۔۔۔۔

" روباب

بے نام سی سرگوشی انکے لبوں سے نکلی۔۔۔۔

جسے پاس ہی کھڑی عظمی بیگم نے بھی سنا جس سے انکے دل کی دھڑکن بھی تیز ہوئی۔۔۔۔

جبکہ ابرش کے ساتھ باقی سب نے حیران نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

ماما یہاں سب آپکے اپنے ہیں،،،،آپکی اپنی فیملی آپکو گھبرانے یا ڈرنے کی ضرورت ہے۔۔۔۔

بہت نرمی کے ساتھ پیار سے بولتے اس نے روباب کو نیچے اتارا تھا،،، لیکن انکے گرد موجود اپنے بازوؤں کا گھیرہ نہیں ہٹایا،،، کیونکہ لگاتار اتنے سال کومہ میں رہنے کی وجہ سے ابھی وہ بہت دیر تک اپنے سہارے پر کھڑی نہیں رہ سکتی تھیں۔۔۔۔

واسم کی بات سنتے انکے دل کو کچھ حوصلہ ہوا اور انہوں نے اپنا جھکا ہوا سر اٹھایا ۔۔۔۔

اور انکی سیدھی نظر ارمغان شاہ سے جا کر ملی تھی جو آنکھوں میں حیرت لیے انکی طرف ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔

اپنی عزیز جان بیوی اپنی محبت کو اتنے سالوں بعد اپنے سامنے دیکھ کر انکی جو کیفیت تھی لفظوں میں بیان کر پانا مشکل تھا۔۔۔

انہیں تو سمجھ ہی نہیں آ رہا کہ یہ حقیقت ہے یا پھر کوئی حسین خواب۔۔۔

روباب کو اتنے سالوں بعد اپنے سامنے یوں زندہ سلامت دیکھ کر وہ کیساری ایکٹ دیں،،، انکے مل جانے پر خوش ہو یا پھر انکی جدائی میں گزری ان گنت راتوں کو یاد کر کے روئیں۔۔۔

انہوں نے اپنے بھاری ہوتے قدم تیز دھڑکنوں کے ساتھ انکی طرف بڑھائے ۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف روباب کی حالت بھی ان سے کچھ مختلف نا تھی۔۔۔۔اور جیسے جیسے وہ انکی طرف اپنے قدم بڑھا رہے تھے ان کیلئے اپنے قدموں پر کھڑا رہنا محال ہوتا جارہا تھا۔۔۔۔

اور وہ گرنے کے ڈر سے واسم کے ہاتھ پر اپنی پکڑ کچھ اور مظبوط کر گئیں۔۔۔۔

ارمغان شاہ انکے بالکل قریب پہنچ کر دو قدموں کے فاصلے پر رک گئے تھے ۔۔۔۔

روباب یہ سچ میں آپ ہیں؟؟؟؟

حیرت سے بھرپور لہجہ۔۔۔۔ساتھ ہی انکی آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کر بکھرے۔۔۔۔

انکے برعکس روباب نے باقاعدہ رونا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔

ان دونوں کو ایسے دیکھ کر باقی گھر والوں کی بھی آنکھیں نم ہو گئیں تھیں سوائے ایک ابرش کے جسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔۔کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے

۔۔۔۔

لیکن روباب کے خوبصورت نقوش جو بالکل بیااور ضارب کی ماما سے ملتے تھے اور اپنی ہی جیسی نیلی آنکھوں کو دیکھتے اتنا اندازہ ضرور ہو گیا تھا کہ انکا کوئی گہرا تعلق ضرور تھااس گھر سے۔۔۔

ارمغان شاہ کے قریب آتے ہی واسم خود باخود دو قدم پیچھے ہٹ گیا تھا۔۔۔

جبکہ ارمغان شاہ ابھی تک حیرت سے انکے خوبصورت چہرے کو تک رہے تھے ،،،، جس میں اتنے سال گزر جانے کے باوجود بھی کوئی خاص فرق نہیں آیا تھا

۔۔۔۔

اور انہیں یوں دیکھتے ہوئے وہ سالوں پہلے کے ایک منظر میں کھو گئے تھے۔۔۔

قسم ہے تمہیں تم اگر مجھ سے روٹھے

رہے سانس جب تک یہ بندھن نا ٹوٹے

ایک ٹرانس کی کیفیت میں انھوں نے اپنے دونوں ہاتھ بڑھاتے انکے چہرے کو تھاما۔۔۔۔

تمہیں دل دیا ہے یہ وعدہ کیا

صنم میں تمہاری رہوں گی صدا

روباب کا یہ کہہ کر انکے دل کے مقام کو چومنا آج تک وہ لمحہ انکے دل و دماغ پر جیسے نقش ہو گیا تھا۔۔۔اور یہ وعدہ صرف روباب ہی نہیں بلکہ ارمغان نے بھی پوری ایمانداری سے نبھایا تھا۔۔

روباب کی آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسو انکے ہاتھوں پر گرنے لگے۔۔۔

اور جب انہیں یقین ہو گیا کہ وہ انکی ہی روباب ہیں لمحے کی دیری کیے بنا انہیں اپنے سینے میں بھینچ گئے۔۔۔

روباب نے انکے گرد بازوؤں کا حصار بناتے انکی پشت پر پکڑ مظبوط کی ۔۔۔انکے آنسو ارمغان شاہ کی شرٹ بھگونے لگے۔۔۔

جبکہ انکے خوبصورت ملن پر سبھی گھر والے مسکرائے تھے ،،،،، مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا آپ میرے سامنے میرے پاس موجود ہیں ،،،، وہ بھی سہی سلامت ----

کیا معجزے ایسے بھی ہوتے ہیں ----

میں بتا نہیں سکتا اس وقت میری کیا حالت ہے ---- مجھے میرے رب نے آپکو واپس لٹا کر اتنا نواز دیا ہے کہ جسکے بدلے میں ساری زندگی بھی سجدہ شکر کرتے گزار دوں تو وہ بھی کم ہے ----

انکے خوبصورت چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامتے انکی پیشانی پر لب رکھے تھے ----

جسے دیکھتے زارون شاہ نے سیٹی بجائی تھی ----

روباب کے نازک گال پل میں دہک کر گلال ہوئے تھے۔۔۔اور انہوں نے شرما کر ارمغان شاہ کے سینے میں اپنا چہرہ چھپایا۔۔۔

جس پر انکا قہقہہ جاندار تھا۔۔۔جبکہ آنکھوں سے اب بھی تشکر کے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔

زارون کی حرکت پر جہاں سب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔وہی ابرش یہ سب دیکھتے سمجھنے کی کوشش کرتی مزید الجھتی جارہی تھی۔۔۔

اس نے ایک نظر پیچھے نجمہ اور اماں سائیں کے ساتھ لبوں پر مسکراہٹ سجائے کھڑی اپنی ماما کو دیکھا اور پھر ایک نظر ارمغان شاہ کے سینے لگی ہوئی روباب کو ۔۔۔

اور اسے یہ بات بالکل اچھی نہیں لگی تھی،،،، جو جگہ اسکی ماما کی تھی اس جگہ پر اس انجان عورت کو دیکھتے نا جانے کیوں اسکے اندر ایک عجب سا جلن کا احساس اپنی ماما کیلیئے پیدا ہو رہا تھا جبکہ عظمیٰ بیگم کے چہرے پر ڈھونڈنے سے بھی کوئی ایسے آثار نہیں مل رہے تھے۔۔۔۔

وہ فلحال یہ سب سمجھنے سے قاصر تھی۔۔۔۔

" بابا

اس نے ارمغان شاہ کو پکارتے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا،،،، جس میں وہ کامیاب بھی ہوئی۔۔۔۔

جی میری جان" اور انکے ساتھ روباب نے بھی پلٹ کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

جو انہیں انجان نظروں سے دیکھتی ارمغان شاہ سے سوال کر رہی تھی۔۔۔

یہ کون ہیں؟؟؟؟

جس پر ارمغان شاہ کے ساتھ باقی سب کے چہرے کی مسکراہٹ بھی سمٹی تھی

اور وہ اسکا چہرہ دیکھنے لگے-----

شاید اب انہیں سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا جواب دیں--

تبھی واسم نے آگے بڑھ کر اسے اپنے حصار میں لیا تھا---اور اسے اپنے ساتھ لیتے روباب کے مقابل لایا---

گڑیا یہ ہماری ماما ہیں---بہت محبت کے ساتھ اسکا چہرہ تھامتے اسکے سوال کا جواب دیا---جسکے بعد روباب سے اسکا تعارف کروایا---

اور ماما یہ ہے ہماری ابرش---آپکی گڑیا---

جس پر ایک خوبصورت مسکراہٹ نے انکے چہرے کا احاطہ کیا۔۔۔

اور انھوں نے بہت محبت سے اسکے معصوم چہرے کو اپنے ہاتھوں میں تھاما

۔۔۔۔

میری گڑیا میری ابرش ماشاء اللہ کتنی بڑی ہو گئی۔۔۔۔واسم اور ارمغان شاہ کی طرف باری باری دیکھتے پیار سے بولی۔۔۔۔اور پھر بہت محبت سے اسکی پیشانی چومتے اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔۔۔

جس سے انکی تڑپتی سلگتی ممتا کو کچھ راحت ملی تھی۔۔۔

جبکہ انکے بر عکس ابرش کا چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔۔ بھولنے سے بھی اسکے چہرے پر کوئی پہچان کا تاثر نہیں تھا۔۔۔۔

وہ انکے حصار سے نکل کر دو قدم پیچھے ہوئی۔۔۔۔

جس پر روباب کے چہرے کی مسکراہٹ بھی سمٹی۔۔۔نہیں ایسا نہیں ہو سکتا ۔۔۔۔

یہ میری ماما کیسے ہو سکتی ہیں۔۔۔

اسکا لہجہ بے یقین سا تھا۔۔۔اس نے باری باری سب والوں کی طرف دیکھا جو چیخ چیخ کر اس تلخ حقیقت کو سچ کرنے پر تلے تھے۔۔۔۔

جس پر اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف دوڑ لگائی تھی،،، کیونکہ اس کیلئے یکدم یہ سب قبول کر پانا بہت مشکل ہو رہا تھا۔۔۔

اور اسکے فوراََ بعد ہی پریشان ہوتے ایک نظر ارمغان شاہ اور روباب کو دیکھنے کے بعد عظمی بیگم نے قدم اسکے پیچھے.بڑھائے تھے۔۔۔

جبکہ ابرش کے اس عجیب و غریب رویے پر روباب نے سوالیہ سب کی طرف دیکھا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

" آبی بیٹا

ابرش جو اپنے کمرے میں آ کر بے چینی سے چکر کاٹ رہی تھی،،، عظمی بیگم کے پکارنے پر فوراً انکی طرف بڑھی۔۔۔

اور انہیں دونوں ہاتھوں سے تھامتے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھی۔۔۔ماما نیچے سب گھر والے کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔

میری ماما تو آپ ہیں نا پھر لالا نے ایسا کیوں بولا کہ وہ آنٹی میری ماما ہیں؟؟؟؟

کیونکہ یہی سچ ہے۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ عظمی بیگم اسے کوئی جواب دیتیں واسم اندر کمرے میں داخل ہوتے بولا۔۔۔۔

جس پر عظمی بیگم خود باخود اسکے قریب سے اٹھ کر پیچھے ہو گئیں تھیں۔۔۔۔

واسم آکر اسکے قریب بیڈ پر براجمان ہوا۔۔۔۔

گڑیا یہی سچ ہے،،،، روباب ماما ہی ہماری اصلی ماما ہیں۔۔۔۔ جبکہ عظمی آنٹی بابا کی سیکنڈ وائف۔۔۔۔

جس پر ابرش نے حیرت سے عظمی بیگم کی طرف دیکھا،،،، اور یہ اسے آج کے دن میں ملنے والا دوسرا جھٹکا تھا۔۔۔۔

جس کے بعد واسم نے روباب ان سے دور کیسے ہوئی مختصر لفظوں میں اسے ساری سچائی بتائی تھی۔۔۔۔ جسے سن کر واسم کے ساتھ ساتھ ابرش کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے تھے۔۔۔۔

لیکن وہ یہ قطع طور پر بھی ماننے کو تیار نہیں تھی کہ عظمی بیگم اسکی ماں نہیں ۔۔۔۔

کیونکہ جتنی محبت انہوں نے بچپن سے لے کر اب تک اسے دی تھی،،،، کوئی بھی سوتیلی ماں نہیں دے سکتی تھی۔۔۔۔

یہی سچ ہے میری جان کہ میں آپکی ماما نہیں بلکہ روباب ہیں۔۔۔۔۔

ابرش کے مسلسل نفی میں سر ہلانے پر وہ اسکا چہرہ محبت سے تھامتے ہوئے نم لہجے میں بولیں تھیں۔۔۔

اور یہ الفاظ ادا کرتے وقت انکے لہجے میں نمایاں ہوتا درد ابرش اور واسم کے ساتھ روباب کو کمرے میں چھوڑنے کے بعد ابرش سے بات کر کے سمجھانے کیلئے آئے دروازے پر کھڑے ارمغان شاہ کو بھی شدت سے محسوس ہوا۔۔۔

نہیں ماما پلیز آپ تو ایسا نا بولیں۔۔۔آپ ہی میری ماما ہیں۔۔۔دوسرا کوئی نہیں۔۔۔

جس پر نفی میں سر ہلاتیں وہ نم آنکھوں کے ساتھ مسکرائی۔۔۔

بالکل میری جان میں بھی آپکی ماما ہوں لیکن میرے ساتھ ساتھ روباب بھی آپکی ماما ہیں۔۔۔

بلکہ آپکو تو خوش ہونا چاہیے کہ اب آپکو دو دو ماوں کا پیار ملے گا۔۔۔

" لیکن

لیکن ویکن کچھ نہیں یہی حقیقت ہے جسے آپ لاکھ کہنے کے باوجود بھی جھٹلا نہیں سکتیں۔۔۔

روباب ہی آپکی سگی ماما ہیں۔۔۔اور میں امید کرتی ہوں۔۔۔۔آپ انہیں عزت واحترام کے ساتھ ویسا ہی پیار دینگی جسکی وہ اصل حقدار ہیں۔۔۔

ناکہ ان سے بد تمیزی کرتے انہیں جھٹک کر جیسے کہ آج آپ نے کیا میری تربیت پر سوال اٹھائیں گی۔۔۔۔

" ماما

امید ہے آپ میری بات کا مان رکھے گیں۔۔۔۔ دوٹوک الفاظ میں کہتے ہوئے ایک نظر واسم کی طرف دیکھتے قدم دروازے کی جانب بڑھائیں۔۔۔۔ جہاں ارمغان شاہ کھڑے ہوئے انہیں ہی پر سوچ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

جنہیں دیکھ کر چند پل کیلیئے ان کے قدم تھمے۔۔۔۔ لیکن پھر انہیں نظرانداز کیے تیز رفتاری سے وہاں نکلتی چلی گئیں۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

اسکی آنکھوں پر ہاتھ رکھے وہ اسے اپنے حصار میں لیے اونچائی کی طرف قدم بڑھارہا تھا۔۔۔۔

جبکہ وہ لوگ جس جگہ پر چل رہے تھے۔۔۔اس جگہ پھسلن کافی زیادہ تھی ۔۔۔۔جس کی وجہ سے اسے ہلکا ڈر بھی لگ رہا تھا۔۔۔۔

لیکن جس اعتماد سے وہ اسے اپنی محبت پر یقین دلا کر لایا تھا۔۔۔۔وہ چاہ کر بھی اسے منع نہیں کر پائی تھی۔۔۔۔

جلد ہی وہ لوگ ایک متوازن جگہ پر پہنچ چکے تھے۔۔۔۔جب اس نے مسکراتے ہوئے اسکی آنکھوں سے اپنے ہاتھ ہٹائے۔۔۔۔اور خود تھوڑا پیچھے ہٹ گیا ۔۔۔۔

جس پر اس نے اپنی بند کی ہوئی آنکھیں کھولیں تھیں۔۔۔اور سامنے کا نظارہ دیکھتے چند پل کیلئے مبہوت رہ گئی۔۔۔۔

سبزہ زار سے ڈھکی ہوئی پہاڑی اور اس پر جا بجا کھلے ہوئے خوبصورت پھول رات کا وقت کھلا آسمان جو چودھویں کی رات ہونے کی وجہ سے ستاروں کی بارات اپنے ساتھ لیے پورے چاند کی روشنی سے منور تھا۔۔۔

اور زمین پر اپنے اندر نور سمائے ہزاروں کی تعداد میں آس پاس اڑتے جگنو۔۔۔ جنکی مدھم اور ٹم ٹم کرتی روشنی ماحول کو مزید فسوں خیز بنا رہی تھی۔۔۔

اور ان پھولوں کے بالکل درمیان میں زمین پر ایک چٹائی بچھائی گئی تھی جس کے اوپر پھولوں سے دل بنا کر اسکے اندر "آئی لو یو" میری زندگی لکھا گیا تھا۔۔

جسے دیکھتے ایک خوبصورت مسکراہٹ اسکے ہونٹوں پر آئی تھی۔۔۔

کیسا لگا زندگی ؟؟؟؟

پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لے کر کان میں دھیمی سرگوشی کی ۔۔۔

جس پر وہ سمٹی ۔۔۔جسے دیکھتے اسکے لبوں پر مسکراہٹ بکھری ۔۔۔

بہت ،، خوبصورت ۔۔۔

اسکے تنگ حصار میں وہ بمشکل ہی بول پائی تھی ۔۔۔

مجھے پتا تھا آپکو یہ ضرور پسند آئے گا ۔۔۔اسکی صراحی دار گردن میں اپنی تیکھی ناک سہلاتے ہوئے وہ دھیرے سے چھونے لگا ۔۔۔

شاہ "

زرمینے نے دھیرے سے پکارتے اپنے گرد بندھے اسکے ہاتھ کھولنے چاہے ۔۔۔۔

"ہششش ڈونٹ موو۔۔۔۔

زاورن نے ٹوکتے سرزنش کی۔۔۔

آپکو پتا ہے زندگی۔۔۔آپ کا وجود جو ہے نا میری زندگی میں بالکل ان خوبصورت پھولوں کے جیسا ہے۔۔۔۔جس نے میری بے رنگ زندگی کو اپنے خوبصورت رنگوں سے سجایا ہے۔۔۔۔اپنی خوشبو سے اسے مہکایا۔۔۔

اور بالکل ان جگنوؤں کی طرح میری ذات کے اندھیروں میں روشنی بھر کر اسے جگمگایا ہے۔۔۔اسے اتنا روشن کیا ہے۔۔۔۔کہ میرا دھندلا ہو چکا عکس،،،،جو اپنا وجود کھونے لگا تھا اب دوبارہ واضح ہونے لگا ہے۔۔۔۔

اسکے کان کی لوں کو دھیرے دھیرے لبوں سے چھوتے وہ گھمبیر سرگوشیاں کر رہا تھا۔۔۔۔اپنی زندگی میں اسکی اہمیت بتا رہا تھا۔۔۔

اپنے ساتھ ساتھ اسکی اپنی نظروں میں بھی زرمینے کی ذات کو معتبر کرتا جا رہا تھا ۔۔۔

جس نے اسکی رگ و جان میں ایک سرشاری سی بھر دی تھی۔۔۔۔جبکہ اسکے سلگتے لمس اور گرم سانسوں کو محسوس کرتے اسکا نازک وجود دہکنے لگا تھا۔۔۔

میرے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں زندگی کہ جس میں آپ میرے لیے کیا ہو وہ بیان کر سکوں۔۔۔۔بس اتنا جان لیں اگر کبھی آپ مجھ سے دور ہوئیں تو آپ کا یہ شاہ اپنی زندگی ہار دے گا۔۔۔

اسکا رخ اپنی طرف پلٹتے اسکے خوبصورت چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر پر سوز لہجے میں بولا۔۔۔۔

اللہ نا کرے شاہ آپکو میری بھی زندگی لگ جائے۔۔۔

اسکے لبوں پر ہاتھ رکھتی فورا نم لہجے میں ٹوک گئی۔۔۔جس سے ایک خوبصورت مسکراہٹ نے زارون کے لبوں کا احاطہ کیا۔۔۔

اس نے زرمینے کی نازک ہتھیلی چومی۔۔۔۔

اتنا پیار کرتیں ہیں اپنے شاہ سے۔۔۔۔اسکی پیشانی کے ساتھ اپنی پیشانی جوڑ کر دھیمے لہجے میں سوال کیا۔۔۔۔

اپنی جان سے بھی زیادہ۔۔۔۔

دھیرے سے شرماتے ہوئے اقرار کیا۔۔۔۔

جسے سن کر زارون شاہ کو ایسا لگا جیسے کسی نے کائنات کی ساری خوشیاں اسکی جھولی میں ڈال دی ہو۔۔۔وہ خود کو اس دنیا کا سب سے خوش نصیب انسان تصور کرنے لگا۔۔۔

اور پھر بہت قریب سے زر کی بند آنکھوں اور خوبصورت چہرے کو دیکھتے جو اسکی زرا سی قربت پر دہکنے لگا تھا،،، دونوں ہاتھوں میں تھام کر اسکے گلابی بھرے بھرے ہونٹوں پر اپنے تشنہ لب رکھ گیا۔۔۔

" شاہ

زرمینے کے ہونٹوں سے درد بھری سرگوشی برآمد ہوئی تھی۔۔۔

بیتے ہوئے لمحوں کو یاد کرتے آنسو اسکی پلکوں کی باڑ توڑ کر اسکے نازک پھولے روئی جیسے گالوں پر بہہ نکلے۔۔۔

آپکو مجھ سے بس اتنی ہی محبت تھی،،،،آپ تو کہتے تھے کہ میں آپکی زندگی میں آپ کیلیئے آپکی سانسوں کی طرح ضروری ہوں۔۔۔۔

اور اب میرا وجود اتنا غیر ضروری ہو گیا۔۔۔۔کہ ایک بار بھی میرا حال پوچھنے نہیں آئے۔۔۔۔

چند پلوں میں اتنی نفرت ہو گئی مجھ سے کہ میرے اندر پل رہی زندگی اپنی ہی محبت کی نشانی کو اپنے ہاتھوں سے ختم کر دیا۔۔۔۔

میں کبھی معاف نہیں کروں گی آپ کو اس کیلیئے۔۔۔۔ قاتل ہیں آپ میرے بچے کے۔۔۔ میری محبت کے میرے اعتبار کے۔۔۔۔

کبھی معاف نہیں کروں گی سنا آپ نے کبھی نہیں۔۔۔

ہاتھ میں پکڑی زارون شاہ کی تصویر کو کھینچ کر دیوار پر مارتے درد سے چلائی تھی ۔۔۔جس سے شیشے کا فریم ٹوٹ کر ٹکڑوں میں بٹتا زمین پر بکھر گیا۔۔۔

جسے دیکھتے وہ اپنے بکھرے ہوئے بالوں کو دونوں ہاتھوں سے نوچتے گھٹنے کے بل زمین پر بیٹھتی ۔۔۔اپنی قسمت پر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

اس وقت کمرے میں جامد خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔

اماں سائیں کے ساتھ عظمی،، نجمہ بیگم سمیت ارمغان شاہ ساری حقیقت جاننے کے بعد ششدر اپنی جگہ لب سیے بیٹھے تھے۔۔۔

جبکہ روباب کی آنکھوں سے گرم سیال روانی سے بہہ رہا تھا۔۔۔روتو اماں سائیں کے ساتھ نجمہ بیگم اور عظمی بیگم رہی تھیں۔۔۔

کیونکہ آج جو حقیقت کھلی تھی اس نے انہیں ایک دوسرے سے نظریں چرانے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔

اماں سائیں نے اپنے ساتھ بیڈ پر بیٹھی ہوئی روباب کو اپنے سینے میں بھینچا تھا جبکہ عظمی بیگم نے آگے بڑھ کر نجمہ بیگم کو کندھوں سے تھاما۔۔۔

جنکی پوری دنیا ہی آج لٹ گئی تھی۔۔۔

حیدر شاہ الگ اپنی جگہ پشیمان بیٹھے تھے۔۔۔جبکہ ارمغان شاہ تو ایسے تھے جیسے وہاں موجود ہی نا ہو۔۔۔

ساری زندگی جس انسان کو اپنا بھائی مان کر اتنی محبت اور عزت دی تھی ۔۔۔وہی انکی خوشیوں انکے خاندان انکے بھائی بھابھی ،، بچے اور بیوی کا مجرم تھا

۔۔۔۔

آخر کیسے نا پہچان سکے وہ اس آستین کے سانپ کو۔۔۔جس نے انکے ساتھ ساتھ انکے بچوں کی زندگی بھی برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی

۔۔۔۔

یہ سوچ آتے ہی انکے چہرے کے وجیہہ نقوش تن گئے تھے جبکہ اپنے غصے کو کنڑول کرنے کیلئے انہوں نے سختی سے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچی تھیں

۔۔۔۔

تبھی کمرے میں حیدر شاہ کی آواز گونجی تھی۔۔۔۔جو کہ نجمہ سے مخاطب تھے

۔۔۔۔

ہمیں معاف کر دیجئے گا بیٹی،،،، سب سے زیادہ تو ہم آپکے گنہگار ہیں
۔۔۔۔ جنہوں نے آپ کے پلے ایک ایسے انسان کو باندھ دیا جو اصل میں انسان
کہلائے جانے کے لائق ہی نہیں تھا۔۔۔۔

وہ شرمندگی سے انکے آگے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ گئے تھے۔۔۔۔

جس پر وہ فورا اپنی جگہ سے اٹھ کر انکے قدموں میں بیٹھتی ہوں انہیں تھام کر
اپنی پیشانی ان پر ٹکا گئیں۔۔۔۔
اور انکے بہتے ہوئے آنسو انکے ہاتھوں پر گرنے لگے۔۔۔

مجھے مزید گنہگار نا کریں تایا سائیں ۔۔۔۔ان سب میں آپکا کوئی قصور نہیں تھا ۔۔۔یہ سب تو میری قسمت میں لکھا ہوا تھا۔۔۔آپکو شرمندہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔

نم لہجے میں کہتے وہ انکا مان مزید بڑھا گئیں۔۔۔

الٹا میں شرمندہ ہوں،،، معافی تو مجھے مانگنی چاہیے جس کے شوہر کی وجہ سے آپکا ہنستا بنستا گھرانا اجڑ گیا۔۔۔

نہیں آپکی اس میں کوئی غلطی نہیں اصل گنہگار تو وہ بدنصیب ہے جو اپنوں کی محبت کو کبھی پہچان ہی نہیں سکا۔۔۔

انکے لہجے میں موسی شاہ کیلئے گہرا دکھ بول رہا تھا۔۔۔

تایا سائیں میں اپنی زرمینے کو کیسے بتاؤں گی،،، وہ تو اپنے بابا سائیں سے بہت محبت کرتی ہے۔۔۔ ابھی ابھی اتنے بڑے حادثے سے گزری ہے وہ یہ صدمہ برداشت بھی کر پائے گی یا نہیں۔۔۔۔

خود سے زیادہ تو انہیں زرمینے کی فکر ہو رہی تھی جو موسی شاہ سے دیوانوں کی طرح محبت کرتی تھی۔۔۔۔ ہر لڑکی کی طرح اسکے بابا سائیں ہی اسکے ہیرو تھے ۔۔۔۔ موسی شاہ کی محبت بھی تو اس سے بے مثال تھی۔۔۔۔

ابھی فلحال آپ انہیں مزید اس بارے میں کچھ مت بتائیے گا۔۔۔ جب تک انکی طبیعت سنبھل نہیں جاتی۔۔۔۔ بعد میں ہم خود انہیں پیار سے سمجھا لیں گے ۔۔۔

حیدر شاہ نے انکی بات سن کر رسانیت سے سمجھایا۔۔۔۔جس پر انہوں نے سر ہلایا۔۔۔۔

بھابھی کیا ہوا ہے زر کو؟؟؟؟

زر کی طبیعت خرابی کا سن کر روباب فکر مندی سے پوچھنے لگیں۔۔۔۔

جس پر انہوں نے مختصر لفظوں میں انہیں ساری بات بتائی تھی۔۔۔۔زر میرے زارون کی دلہن ہے؟؟؟؟

ساری بات سننے کے بعد وہ اشتیاق سے پوچھنے لگیں۔۔۔۔جبکہ انکے لہجے سے چھلکتی محبت کو دیکھتے نجمہ بیگم مزید شرمندہ ہوئی تھی۔۔۔۔

جی "

انہوں نے مختصر جواب دیتے سر جھکایا تھا۔۔۔

جس پر روباب نے آگے بڑھ کر انکے ہاتھوں کو تھاما۔۔۔ بھابھی آپکو مجھ سے شرمندہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔

جو کچھ بھی ہوا۔۔۔ جو بھی لالا سائیں نے کیا۔۔۔ اس میں آپکا اور زر مینے کا کوئی قصور نہیں تھا۔۔۔

بہت نرمی کے ساتھ بولتے انکے ہاتھوں کو دبایا۔۔۔

جس پر نجمہ بیگم نے مسکرا کر سر ہلایا اور آگے بڑھ کر انہیں اپنے سینے سے لگایا ۔۔۔

جس پر وہ مسکرائی تھیں۔۔۔

اپنی محبت کو اپنے سامنے مسکراتے دیکھ کر ارمغان شاہ کے لبوں پر خود باخود مسکراہٹ بکھری۔۔۔

جسے عظمی بیگم نے شدت سے محسوس کیا اور ساتھ ایک کم مائگی کا احساس انکے اندر جاگا۔۔۔ لیکن پھر سر جھٹک کر دوبارہ رو باب کی طرف متوجہ ہوئیں ۔۔۔۔

جو گھر کے باقی بچوں کے بارے میں پوچھ رہی تھیں۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

دروازہ کھلنے کی آواز پر ایہا نے دھیرے سے اپنی بند آنکھیں کھولیں۔۔۔۔لیکن ضارب کی جگہ واسم شاہ کو اندر داخل ہو کر دروازہ بند کرتے دیکھ جھٹ سے دوبارہ بند کر گئیں۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف واسم شاہ اسکے خوبصورت چہرے پر نظریں ٹکائے بھاری قدم لیتا بیڈ کے قریب آکر رکا۔۔۔۔یہاں تک کہ وہ اسکے آنکھیں کھول کر بند کرنے والی حرکت بھی دیکھ چکا تھا۔۔۔

جس سے ایہا فلحال انجان تھی۔۔۔۔اس لیے گہری نیند میں ہونے کا ڈرامہ کرنے لگی۔۔۔۔

شاید اپنی ناراضگی جتانے کا نیا طریقہ نکالا تھا۔۔۔۔

جسے دیکھ کر ایک مدھم مسکراہٹ اسکے لبوں پر ابھر کر معدوم ہوئی۔۔۔۔۔جبکہ خوبصورت نیلے نین شرارت سے چمکے۔۔۔۔اور وہ لمحے کی دیری کیے بنا جھکا

۔۔۔اور اسکی دھیمی چلتی سانسیں جو وہ اسکی موجودگی کو محسوس کرتے پہلے ہی بند کر چکی تھی۔۔۔

اپنی دسترس میں لیتے اسے تڑپنے پر مجبور کر گیا۔۔۔

ایہا کی آنکھیں حیرت سے پھٹ کر پوری کھل گئیں۔۔۔اس نے واسم کے کندھوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھتے اسے پیچھے کرنا چاہا۔۔۔ لیکن پورا زور لگا لینے کے بعد بھی اسے ایک انچ پیچھے نا ہٹا سکی۔۔۔

الٹا واسم نے اسکی حرکت پر سزا کے طور پر اسکے نچلے لب پر دانتوں کا اچھا خاصا دباؤ دیا تھا۔۔۔

جس پر وہ سسکی جبکہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔۔۔

جسے محسوس کر کے وہ دھیرے سے پیچھے ہوا۔۔اور خمار بھری نظروں سے اسکے چہرے کے ساتھ لال ٹماٹر ہوئے لبوں کو دیکھنے لگا۔۔۔جو اسکی زیادتی کی وجہ سے اب خون چھلکانے لگے تھے۔۔۔

جبکہ اسکے پیچھے ہوتے ہی ایہانے غصے سے اپنا رخ پھیرا تھا۔۔۔

آپ جانتی ہیں نا مسز مجھے اگنور ہونا نہیں پسند،،،، پھر کیوں جان بوجھ کر ایسے کام کرتیں ہیں،،، جس سے مجھے غصہ آئے،،،، جس کا ہرجانہ بھی بعد میں آپ نے ہی بھگتنا ہوتا ہے۔۔۔

واسم نے دھیرے سے جھکتے اسکے کان کے قریب گھمبیر سرگوشی کی۔۔۔ساتھ ہلکا سا دانتوں کا دباؤ دیتے کان کی لوں کو لبوں سے چھوا۔۔۔

آپکو اور آتا ہی کیا ہے واسم شاہ سوائے دوسروں پر اپنی برتری اور غصہ جتانے کے

آپ کیلیئے تو صرف آپکی اپنی ذات ہی اہم ہے -----دوسرے بندے کے کیا احساسات ہیں وہ کیا محسوس کر رہا ہے ---اس سے آپکو کوئی فرق نہیں پڑتا ---آپکو تو صرف اپنی ضرورت اپنی خواہشات کو پورا کرنا ہے ،،،، چاہے اس کیلیئے کسی دوسرے کی جان ہی کیوں نا چلی جائے ----

اسکی اوشن بلیو آئز پر اپنے سنہرے کانچ ٹکائے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی ----

جس سے واسم کے چہرے کے نرم تاثرات پل میں سپاٹ ہوئے تھے ----

تم کہنا کیا چاہتی ہو ؟؟؟؟؟کب میں نے تمہارے احساسات کا خیال نا کرتے اپنی برتری جتائی ؟؟؟؟

اسکے چہرے کے ساتھ لہجہ بھی حد درجہ سپاٹ تھا۔۔۔

کوئی ایک بار ہو تو بتاؤں ہمیشہ یہی تو کرتے ہیں آپ۔۔۔۔ کبھی آپ نے مجھ سے پوچھا کہ میں کیا چاہتی ہوں۔۔۔ کیا سوچتی،،،، ہمیشہ بس اپنی منمانی کی ہے۔۔۔۔اصل میں آپ حد درجہ خود غرض انسان ہیں۔۔۔ جن کیلئے صرف اپنی ذات ہی معنی رکھتی دوسرے جائیں بھاڑ میں آپکی بلا سے۔۔۔

واسم کی آجکی حرکت پر ایہا کو جتنا بھی غصہ تھا اس نے اچھا خاصہ لفظوں کے تیر چلاتے نکالا۔۔۔۔

جس پر واسم شاہ نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی۔۔۔ لیکن پھر اسکی کنڈیشن کا احساس کرتے اپنی آنکھیں بند کر کے دوبارہ کھولیں۔۔۔

دیکھو بیا میری بات کا ہر گز وہ مطلب نہیں تھا جو تم سمجھ رہی ہو۔۔۔قدرے نرمی سے سمجھاتے اس بار صلح جو انداز اپنایا۔۔۔

آج ہی تو آپکے سارے مطلب سمجھ آئیں ہیں واسم شاہ۔۔۔دو پل میں،،، صرف دو پل میں آپ نے میری ذات کو بے وقعت کر دیا۔۔۔

بات کرتے آخر میں ایہا کا لہجہ بھرا گیا۔۔۔اسے اپنے گلے میں آنسوؤں کا گولا اٹکتا محسوس ہوا۔۔اور وہ ناراضگی سے اپنا رخ پھیر گئی۔۔۔

جس پر واسم شاہ نے نفی میں سر ہلاتے گہرا سانس کھینچا۔۔۔

اور پھر نرمی سے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے اسکا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھاما۔۔۔

میری بات کا بہت غلط مطلب نکالا ہے آپ نے مسز۔۔۔میں اس وقت صرف اور صرف موسی کا دھیان بھٹکانا چاہتا تھا،،، اس لیے وہ سب بولا۔۔۔

ایہا نے نم پلکیں اٹھائی۔۔۔۔جسے دیکھتے واسم شاہ نے دھیرے سے مسکراتے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔

اچھا وہ سب تو آپ نے ماموں جان کا دھیان بھٹکانے کیلئے بولا تھا۔۔۔۔

لیکن اسکے بعد کتنی آسانی سے آپ مجھے یوں زخمی حالت میں چھوڑ کر گھر چلے گئے ،،،،آپکو ایک بار بھی یہ خیال نا آیا کہ مجھے آپکی ضرورت ہو سکتی ہے۔۔۔۔

ایک اور شکوہ۔۔۔۔

جس پر واسم نے سر ہلایا۔۔۔۔

اسکے پیچھے بھی ایک وجہ ہے۔۔۔۔

" لیکن

ایہا نے کچھ کہنا چاہا۔۔۔جب واسم نے اسکے لبوں پر انگلی رکھتے خاموش کروایا
۔۔۔۔۔

ابھی آپکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔اس لیے آپکو فلحال آرام کرنا چاہیے
۔۔۔۔جب آپ ٹھیک ہو کر گھر جائیں گی تو ایک بہت بڑا سرپرائز ملے گا۔۔۔۔

اس نے مسکرا کر کہتے سسپنس پھیلایا۔۔۔

" سرپرائز

جس پر ایہا اپنی ساری ناراضگی بھولائے اسکی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔۔

"ہاں سرپرائز۔۔۔۔

واسم کے چہرے پر اسکی معصومیت کو دیکھتے گہری مسکراہٹ آئی۔۔۔۔

"کیسا سر۔۔۔۔۔

ایہا کے منہ سے الفاظ مکمل نکلنے سے پہلے وہ اسکے لبوں پر جھکتے اسے خاموش کرواچکا تھا۔۔۔

اور انتہائی نرمی سے اسے محسوس کرتے اپنے لمس کا جادو جگانے لگا۔۔۔ جسے محسوس کرتے نا چاہتے ہوئے بھی ایہا اپنی آنکھیں دھیرے سے بند کر گئیں ۔۔۔

واسم اپنے پاؤں جوتے کی قید سے آزاد کرواتے ٹھیک سے اوپر ہوتا اسکے نازک وجود پر اپنا وزن منتقل کرتے آہستہ آہستہ اپنی شدت.بڑھانے لگا۔۔۔

جس پر گھبرا کر ایہا نے اسکی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں بھینچا۔۔۔

اسکی بند ہوتی سانسوں کا خیال کرتے وہ اسکے لبوں کو آزاد کرتا اسکی ٹھوڑی پر ہونٹ رب کرتے ہوئے دھیرے سے گردن میں جھک آیا۔۔۔

ابیہا نے گہرا سانس لیتے اپنی نازک انگلیاں اسکے گھنے بالوں میں پھنسائی۔۔۔ جبکہ وہ اسکے نرم لمس میں کھویا وقت اور جگہ کو بھولائے اس پر اپنی شدتیں نچھاور کرنے لگا۔۔۔

" سم

جب ابیہا نے اسے دھیرے سے پکارتے احساس دلانا چاہا۔۔

سم یہ ہمارا بیڈروم نہیں ہے۔۔۔اسے اپنے کندھے سے شرٹ سرکاتے دیکھ سرخ چہرے کے ساتھ دھیمی سرگوشی میں بولی۔۔۔

جسے واسم نے سن کر بھی ان سنا کر دیا۔۔۔اسکے کندھے پر آئے زخم کو دیکھتے دھیرے سے وہاں اپنے لب رکھے۔۔۔

جس پر وہ ہلکے سی سسکی۔۔۔

اور پھر لبوں سے نیچے کا سفر شروع کیا۔۔۔جبکہ اسکے کسمساتے مدہوش کرتے لمس پر ایہا بھی اپنے حواس گنوانے لگی تھی۔۔۔

سم کوئی آجائے گا۔۔۔

بڑی مشکل سے ہوش کا دامن تھامتے اسے احساس دلانا چاہا۔۔۔

جب وہ اسکے لبوں پر جھکتا اسے دوبارہ خاموش کروا گیا۔۔۔ابیہا کو پتا تھا وہ اپنی مرضی کیے بنا اب پیچھے نہیں ہٹے گا۔۔۔لہٰذا خاموشی اختیار کر چپ چاپ اسکے عمل کا ساتھ دینے لگی۔۔۔

جس پر وہ دھیرے سے مسکراتے ہوئے اس پر اپنی گرفت سخت کرتا اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی دنیا بھولا گیا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

حیدر شاہ سے بات کرنے کے بعد ارمغان شاہ اپنے کمرے میں آئے تھے ۔۔۔جب انکی نظر ڈریسنگ سے اپنا سمان نکال کر سوٹ کیس میں پیک کرتی عظمی پر پڑی۔۔۔۔

جبکہ وہ اپنے کام میں اس حد تک مصروف تھیں کہ انکا آنا بھی نوٹس نا کر سکیں

۔۔۔۔

وہ کپڑے بیگ میں رکھتے ابھی اسکی زیپ بند کر رہی تھیں جب ارمغان شاہ ان سے مخاطب ہوئے۔۔۔۔

عظمی یہ آپ کیا کر رہی ہیں ؟؟؟؟؟

جبکہ انکی آواز سن کر عظمی بیگم کے ہاتھ تھمے۔۔۔اور انھوں نے اپنی آنکھیں سختی سے بند کر کے کھولیں۔۔۔پھر خود کو کمپوز کر کے مسکرا کر پلٹیں۔۔۔

سامان پیک کر رہی ہوں۔۔۔۔

حد درجہ نرم لہجہ۔۔۔۔

وہ تو مجھے بھی دکھائی دے رہا ہے۔۔۔ لیکن آپ یہ کیوں کر رہی ہیں؟؟؟؟

ارمغان شاہ کے سوال پر انہوں نے حیرت سے انکی طرف دیکھا،،،،، پھر نفی میں سر ہلاتیں مسکرائی۔۔۔۔

آپکو نہیں پتا یہ میں کیوں کر رہی ہوں؟؟؟؟؟

نرم لہجے میں کہتے پلٹ کر بیگ کی زپ بند کی اور اسے اٹھا کر زمین پر رکھا۔۔۔۔
اور اسکا ہینڈل ہاتھ میں لے کر دوبارہ انکی طرف دیکھا۔۔۔۔
جو انکی بات سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔۔

نہیں میں سچ میں نہیں سمجھا آپ سمجھا دیں۔۔۔۔

جس پر انہوں نے سر ہلایا تھا۔۔۔۔

سائیں آپ اتنے نا سمجھ تو نہیں ہیں کہ جو میری بات کا مقصد نا سمجھ سکیں ۔۔۔ لیکن پھر بھی اگر میرے منہ سے سننا چاہتے ہیں تو کوئی بات نہیں۔۔۔

جیسا کہ اب اس کمرے کی اصل مالکن واپس آ گئیں ہیں تو میں انہیں انکی امانت واپس لوٹا رہی ہوں بس۔۔۔۔

انکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولیں۔۔۔۔۔

لیکن میرے حساب سے آپکو یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔روباب کسی اور کمرے میں بھی رہ لیں گی۔۔۔۔یہ آپکا کمرہ ہے آپ سکون سے یہاں رہیں

۔۔۔۔

انہوں نے نرمی سے سمجھانا چاہا۔۔۔جس پر انہوں نے نفی میں سر ہلایا تھا

۔۔۔۔

نہیں سائیں یہ میرا کمرہ نہیں ہے۔۔۔۔یہ آپکا کمرہ ہے اور اس ریفرینس سے اب روباب کا۔۔۔سو میرا حق نہیں بنتا کہ میں انکی چیز پر بے جا حق جتاتے قبضہ کروں۔۔۔

لیکن آپ بھی میری بیوی ہیں میری چیزوں پر آپکا بھی اتنا ہی حق بنتا ہے جتنا روباب کا۔۔۔

سائیں جب آپ پر ہی میرا کوئی حق نہیں ہے تو میں آپکی چیزوں پر حق جتا کر کیا کروں گی۔۔۔

ارمغان کی بات کے جواب میں عظمی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا۔۔جو ارمغان شاہ کو بری طرح چبا۔۔۔

حالانکہ انکا لہجہ بہت سادہ تھا۔۔۔

جس کے بعد ایک گہری خاموشی نے ارمغان شاہ کے لبوں کا احاطہ کیا ۔۔۔جسے چند پل دیکھنے کے بعد وہ سوٹ کیس کو گھسیٹتے ہوئے کمرے سے نکلتی چلی گئیں۔۔۔جبکہ پیچھے وہ مختلف سوچوں میں گھرے انکی باتوں سے معنی اخذ کرنے لگے۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

واسم کو ابیہا کے پاس چھوڑتے ضارب نے گھر کی راہ لی تھی۔۔۔۔ لیکن ساتھ ساتھ اسے راستے میں مزید ایک دو کام بھی نپٹانے تھے اس لیے حویلی پہنچنے میں اسے کافی ٹائم لگ گیا۔۔۔۔

اس نے جب حویلی میں قدم رکھے تو گھری رات بارہ کا ہندسہ عبور کر چکی تھی ۔۔۔۔

اسکی آنکھیں مسلسل پچھلی تین چار راتوں سے جاگنے کی وجہ سے جل رہی تھی ۔۔۔۔ جبکہ پورا وجود الگ تھکن سے چور تھا۔۔۔۔

اس نے ایک نظر حویلی میں چھائے سکوت اور اندھیرے کی طرف دیکھا،،، پھر سر جھٹکتے قدم اوپر اپنے پورشن کی طرف بڑھائے۔۔۔۔

جب دوسری منزل سے گزرتے ہوئے اسکی نظر ابرش کے کمرے کے ادھ کھلے دروازے اور اسکے اندر جلتی روشنی پر پڑی۔۔۔۔

" ابرش

اسکے لبوں سے سرگوشی نما آواز نکلی،،، اور اس نے اوپر جانے کا ارادہ ترک کر کے قدم اس کمرے کی طرف بڑھائے۔۔۔۔

دروازے کو آرام سے دھکیلتے ہوئے اس نے اندر جھانکا جہاں ابرش بے ترتیب سی رخ دوسری طرف کیے لیٹی ہوئی تھی۔۔۔۔

جس سے یہ اندازہ لگا پانا فلحال مشکل تھا کہ وہ جاگ رہی ہے یا سو رہی ہے۔۔۔۔

البتہ اسکا نازک وجود تھوڑی دیر بعد ہلکے جھٹکے کھا رہا تھا جسے دیکھ کر ضارب پریشان ہوا۔۔۔

اور بنا وقت ضائع کیے بھاری قدم لیتا اسکے قریب آیا۔۔۔

جو تکیے میں منہ چھپائے ابھی تک بنا آواز کے رو رہی تھی۔۔۔

" باربی

اسکے قریب بیڈ پر براجمان ہوتے ضارب نے تڑپ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا ۔۔۔

" سائیں

ابرش بنا وقت ضائع کیے اٹھ کر اسکے کشادہ سینے کا حصہ بنی اور پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔۔۔

کیا ہوا سائیں کی جان ؟؟؟؟؟ایسے کیوں رو رہی ہیں ؟؟؟؟کسی نے کچھ بولا ہے آپکو ؟؟؟؟

اسکا معصوم چہرہ ہاتھوں میں تھامتے فکر مندی سے گویا ہوا۔۔۔

جس پر اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔تو پھر کیوں ایسے رو رہی ہیں ہاں ؟؟؟؟

" وہ ماما

ہچکیوں کے درمیان بس اتنا ہی بولی۔۔۔جسے سن کر ضارب کو معاملہ سمجھنے میں ایک پل نہیں لگا تھا۔۔۔

تو بیوقوف اس میں رونے والی کیا بات ہے۔۔۔

اس کے بلاوجہ یوں رو کر خود کو ہلکان کرتے دیکھ اب کہ ڈپٹتے ہوئے بولا۔۔۔

کیا مطلب کوئی بات نہیں،،،،آپکو پتا بھی ہے کیا کچھ ہو چکا ہے۔۔۔ان چند لمحوں میں میرے ساتھ۔۔۔

ساری زندگی میں جنہیں اپنی ماما سمجھتی رہی آج پتا چل رہا اصل میں وہ میری ماں ہے ہی نہیں بلکہ کوئی اور ہیں۔۔۔

غصے سے اس سے دور ہوتی غم زدہ لہجے میں بولی۔۔۔

جبکہ اسکا یوں خود سے دور جانا ضارب شاہ کو قطع پسند نہیں آیا تھا۔۔اس لیے وہ اسکے بازو پر پکڑ مظبوط کرتے دوبارہ اپنے قریب کر گیا۔۔۔

آپکو پتا ہے نا آپکا ہم سے دور جانا یا ہمیں خود سے دور کرنا نہیں پسند پھر کیوں ایسی حرکت کرتیں ہیں بار بار۔۔۔

اسکا چہرہ اپنے چہرے کے بے انتہا قریب کیے تپش زدہ لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

جبکہ اسکی گرم سانسوں کو اپنے چہرے پر محسوس کرتے جہاں وہ سرخ ہوئی وہی اسکے لہجے کی سختی کو محسوس کرتے فوراً آنکھوں میں آنسو بھر لائی۔۔۔

جسے دیکھتے ضارب نے گہرا سانس کھینچا۔۔۔۔

دیکھیں باربی یہ بالکل سچ ہے کہ بڑی ماں نے آپکو پالا ہے ہمیشہ سگی ماں کے جیسے بہت محبت دی ہے،،،، بلکہ صرف آپکو ہی نہیں ہم سب کو بھی۔۔۔ ماما اور آنی کے جانے کے بعد اس گھر کو سنبھالا۔۔۔ ہم سب کا بہت خیال رکھا۔۔۔

اور یقین جانیں اس کیلیئے ہم سب انکے احسان مند ہیں۔۔۔ ان سے بہت محبت بھی کرتے ہیں۔۔۔

لیکن ان سب کے باوجود ہم چاہ کر بھی یہ حقیقت نہیں جھٹلا سکتے کہ وہ آپکی سگی ماما نہیں بلکہ روباب آنی ہیں۔۔۔۔

اسے اپنے بازو کے گھیرے میں لے کر چہرے کو نرمی سے سہلاتے ہوئے بہت محبت سے سمجھانے لگا۔۔۔۔

تو کیا اب میں ان سے پیار کرنا چھوڑ دوں ؟؟؟؟

اس کی بات کو تحمل سے سننے کے بعد ایک اور سوال کیا۔۔۔۔ جبکہ اسکے بچگانہ سوال کو سنتے ضارب کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔

ارے پاگل آپ سے ایسا کون کہہ رہا کہ آپ ان سے پیار کرنا چھوڑ دیں۔۔۔۔ ہم تو بس اتنا کہہ رہے ہیں کہ آپ بڑی ماں کے ساتھ ساتھ آنی کو بھی اپنی ماما کے روپ میں قبول کر لیں۔۔۔۔اور انہیں بھی ویسی ہی محبت اور عزت دیں جیسی بڑی ماں کو دیتی ہیں۔۔۔۔

تو پھر باباسائیں نے انکے ساتھ ایسا کیوں کیا؟؟؟؟

ضارب کی بات سن لینے کے بعد ایک بار پھر نم لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

جس پر ضارب نے سوالیہ اسکی طرف دیکھا۔۔۔روباب ماما کے آتے ہی انہوں نے ماما کو اپنے کمرے سے نکال دیا۔۔۔کیا اب وہ ماما کو پہلی کی طرح اپنے ساتھ نہیں رکھیں گے؟؟؟؟اتنا کہتے اس نے ایک بار پھر پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔۔۔

آپکو کیسے پتا کہ تایاسائیں نے انہیں اپنے کمرے سے نکالا؟؟؟؟کیونکہ جتنا وہ اپنے تایاسائیں کو جانتا تھا وہ ایسی حرکت کبھی نہیں کر سکتے تھے اس لیے اصل بات جاننا چاہی۔۔۔

کسی نے نہیں بولا میں نے خود دیکھا،،، ماما باباسائیں کے کمرے سے اپنا سامان نکال کر دوسرے کمرے میں شفٹ ہو رہی تھی ۔۔۔۔اور جب میں نے پوچھا آپ ایسا کیوں کر رہی ہیں تو انھوں نے بولا مجھ سے زیادہ اس کمرے پر روباب کا حق ہے جو میں انہیں لٹا رہی ہوں ۔۔۔۔

اور جب میں نے انہیں بولا کہ یہ غلط ہے باباسائیں کی چیزوں پر آپکا بھی حق ہے تو وہ مجھے نم آنکھوں سے دیکھتیں بنا جواب دیئے ہی اپنے کمرے میں چلی گئیں

۔۔۔۔

جو اسکے رونے کی اصل وجہ تھی ۔۔۔۔

سب سے پہلی بات ہمیں پکا یقین ہے کہ تایاسائیں نے بالکل بھی انہیں کمرے سے جانے کا نہیں بولا ہو گا ۔۔۔ یہ سراسر بڑی ماں کا اپنا فیصلہ ہے جو انھوں نے کچھ سوچ سمجھ کر لیا ہو گا ۔۔۔

شاید آنی کی طبیعت کی وجہ سے۔۔۔

لیکن اسکا مطلب یہ نہیں کہ ایسا کرنے سے انکا مقام اس گھر میں یا پھر تایا سائیں کی زندگی میں کم ہو جائے گا۔۔۔

ہمیں ان پر پورا یقین ہے۔۔۔وہ بڑی ماں اور آنی کے درمیان کبھی فرق نہیں کرینگے۔۔۔جو انکا حق ہے وہ انکو مل کر رہے گا۔۔۔

ویسے بھی یہ انکا پرسنل معاملہ ہے وہ خود ہی اسے ہینڈل کر لیں گے۔۔۔ہمیں یا پھر آپکو بلکہ کسی کو بھی اس میں انٹرفیئر کرنے کا کوئی حق نہیں۔۔۔

اس لیے آپکو ان معاملات کے بارے میں سوچ کر رونے یا پھر خود کو ہلکان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔

آپ کی توجہ صرف ہماری طرف ہونی چاہیے،،،، جو آپ بالکل نہیں دیتی

خود ایسے ہی بیڈ پر لیٹنے کے انداز میں بیٹھتے اسے اپنے سینے پر کھینچا تھا۔۔۔

جس سے وہ اسکے سینے سے ٹکراتی جھکنے کے انداز میں چہرے کے قریب آئی ۔۔۔ بلیک ڈوپٹے کے ہالے میں چمکتا اسکا رویا رویا معصوم چہرہ جس میں ہلکی سرخیاں گھلی ہوئی تھیں۔۔۔اسے اپنی طرف کھینچنے لگا۔۔۔

اسکے معصوم چہرے کو اپنے اتنے قریب دیکھتے ضارب شاہ کو اپنی ساری تھکاوٹ پل میں دور ہوتی محسوس ہوئی۔۔۔

" سائیں

اسکی بولتی نگاہوں کے معنی آنکھوں میں نظر آتی طلب کو سمجھتے وہ پل میں گلال ہوئی تھی

۔۔۔

اس نے ہلکا سا کسمساتے پیچھے ہونا چاہا۔۔۔

جب ضارب نے اسکی نازک کمر پر اپنی گرفت سخت کرتے اسے مزید اپنی جانب کھینچا۔۔۔

"سائیں کی جان۔۔۔

آپکے سائیں کو آپکی سانسوں کی طلب ستا رہی ہے۔۔۔دھیمے سے کہتے ہوئے اسکی صراحی دار گردن پر اپنی تیکھی ناک سہلائی اور اسکے وجود کی مہکتی خوشبو میں گہرا سانس کھینچا۔۔۔

ابرش کی دھڑکنیں یکدم تیز ہوتے ڈھول کی طرح بجنے لگی۔۔۔گلابی گال دہک اٹھے۔۔۔

جب ضارب نے بہت نرمی سے اسکی جالائن پر اپنے دہکتے ہوئے لب رب کیے ،،،، جسے محسوس کر کے ابرش کی دھڑکنوں کے ساتھ سانسیں بھی تیز ہونے لگی۔۔۔۔

ضارب کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔۔اس نے بہت نرمی سے اسے دھیرے دھیرے چھونا شروع کیا۔۔۔۔

جسکے طلسم میں کھوتے ابرش کی آنکھیں جذبات سے بوجھل ہوتے آہستہ آہستہ بند ہونے لگیں۔۔۔۔اس نے اپنے دونوں ہاتھ ضارب کے مظبوط کندھوں پر رکھے۔۔۔۔

ضارب نے سر اٹھا کر دھیرے سے پیچھے ہوتے اسکے چہرے کی طرف دیکھا ۔۔۔۔جو بند آنکھوں اور سرخ چہرے کے ساتھ گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔۔۔

جب کافی دیر تک ابرش کو اسکا کوئی لمس محسوس نا ہوا تو اس نے دھیرے سے اپنی سرخ آنکھیں کھولیں۔۔۔۔

جو سیدھی اسکے ہرے کانچ سے ٹکرائیں۔۔۔۔

جن میں تھکاوٹ کے ساتھ اسکی قربت کی سرخی بھی اتر آئی تھیں۔۔۔۔ جنہیں آگے بڑھ کر اس نے خود ہی باری باری نرمی سے چھو لیا۔۔۔۔

ضارب کے ہاتھوں کی گرفت اسکی مرمریں کمر پر کچھ اور مظبوط ہوئی۔۔۔اور اسکے الگ ہوتے ہی اس نے کروٹ بدلی۔۔۔۔

جس سے ابرش کا نازک وجود بیڈ پر اسکے بھاری بھوج تلے دب گیا۔۔۔۔ابرش نے ضارب کی آنکھوں میں دیکھتے بازو اسکی گردن میں حائل کیے۔۔۔۔

جس نے دھیرے سے جھک کر اسکی سانسوں پر قبضہ جمایا،،،، اور دھیرے دھیرے اپنے ہونٹوں کو جنبش دیتے اسکے لبوں کی نرمی کو محسوس کرنے لگا ۔۔۔۔۔جسکا وہ مکمل ساتھ دے رہی تھی۔۔۔۔

لمحے بیتنے لگے،،،،، سانسیں تھمنے لگیں،،،،، لیکن ضارب شاہ کے سر پر پتا نہیں کیسا جنون سوار تھا کہ ابرش کی سانسیں تقریبا بند ہونے کے باوجود بھی وہ پیچھے نہیں ہٹا۔۔۔۔شاید آج وہ اسکی آخری سانس تک بھی خود میں مدغم کر لینا چاہتا تھا۔۔۔۔

اس نے ضارب کے کندھوں پر دباؤ دیتے احساس دلانا چاہا جسے وہ دونوں ہاتھوں میں تھامتے بیڈ سے لگا گیا

آکسیجن نا ملنے کی وجہ سے ابرش کے وجود نے جھٹکا کھایا،،،، اور جب ضارب کو لگا اب وہ اپنے حواس کھونے لگی ہے تو آرام سے اسکے ہونٹوں کو آزادی دیتے پیچھے ہو گیا۔۔۔۔۔

جبکہ ابرش گہرے سانس لیتی بری طرح کھانسنے لگی۔۔۔

ضارب نے پر شوق نگاہوں سے اسکے بھیگے اسکی شدت سے سرخ ہوئے لبوں کو دیکھا اور پھر اسکی آنکھوں میں جس نے اس کے دیکھنے پر اسے غصے سے گھورتے اپنا رخ پھیرا۔۔۔

ضارب کے لبوں پر بڑی گہری مسکراہٹ آئی۔۔۔اس نے شدت سے جھکتے اسکے نازک گال کو نشانہ بنایا۔۔۔اور پھر اسکے ہونٹ نرمی سے سرکتے ہوئے اسکی ٹھوڑی پر آئے۔۔۔

جہاں اس نے ہلکا دانتوں کا دباؤ دیا۔۔۔جس پر وہ سسکی۔۔۔اور اس سے پہلے وہ اسکے لبوں پر دوبارہ جھکتا ابرش نے اسکے لبوں پر ہاتھ رکھتے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

سائیں پلیز" میرا دل گھبرا رہا ہے۔۔۔نم آنکھوں کے ساتھ التجا کی۔۔۔

ضارب نے گہری نگاہوں سے اسکے چہرے کی طرف دیکھا جسکے چہرے کے ساتھ وجود بھی اسکی قربت کی دھیمی آنچ محسوس کرتے پسینے سے شرابور ہو چکا تھا۔۔۔

اسکا انتظام بھی ابھی کر دیتے ہیں۔۔۔

اتنا کہتے وہ اسکے اوپر سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔جس پر سکھ کا سانس لیتے اس نے ابھی آنکھیں بند کر کے کھولیں تھیں،،،جب وہ اسکا ہاتھ تھامتے کھینچ کر کھڑا کرتا یکدم گود میں اٹھا گیا۔۔۔

اس اچانک پڑنے والی افتاد پر ابرش کا ننھا سا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔

سائیں۔۔۔

جبکہ ہونٹوں سے چیخ نکلتی نکلتی رہ گئی۔۔۔۔

جس سے بالکل بے نیاز اس نے اپنے قدم اوپر اپنے پورشن کی طرف بڑھائے

۔۔۔

ضارب شاہ کے ہونٹوں پر اس وقت نرم مسکراہٹ تھی جبکہ اسکے بر عکس آنکھوں میں عجیب سی چمک۔۔۔۔ جسے دیکھتے اسے اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

اپنے کمرے میں داخل ہوتے،،،،اس نے اپنے قدم بالکنی کی جانب بڑھائے ۔۔۔جس پر ابرش نے سوالیہ اسکی طرف دیکھا۔۔۔

جسکا بنا کوئی جواب دیئے۔۔۔اس نے بالکنی کا بند دروازہ کھولا۔۔۔اور دائیں طرف مڑتے ہوئے ہاتھ سامنے موجود شیشے کی دیوار پر رکھا۔۔۔

جو دور سے دیکھنے پر بس سجاوٹ کیلئے لگایا گیا ایک آئینہ معلوم ہوتا تھا ۔۔۔لیکن اصل میں ایک دروازہ تھا۔۔۔جو صرف ضارب شاہ کے ہاتھ کے پرنٹ سے ہی کھلتا تھا۔۔۔

شیشے کے ایک سائڈ ہوتے ہی ضارب نے قدم سامنے نظر آتی راہداری کی طرف بڑھائے۔۔۔جبکہ ابرش تو حیران نظروں سے یہ سب دیکھ رہی تھی ۔۔۔شادی کے بعد سے وہ کتنی بار اس بالکنی میں آئی تھی۔۔۔

اور کتنی بار اس آئینے میں اپنا چہرہ بھی دیکھا۔۔۔لیکن کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی یہاں ایک راستہ بھی ہو سکتا ہے۔۔۔

اس راہداری کے دونوں طرف دیواروں پر مان حجاب کے ساتھ پورے شاہ خاندان کی تصویریں لگی ہوئی تھیں۔۔۔

ضارب واسم اور زارون کی بچپن کی تصویریں مان حجاب ارمغان اور رو باب کے ساتھ جن میں ابرش اور ابیہا بہت چھوٹی تھیں۔۔۔

جنہیں رو باب اور حجاب نے اپنی گود میں اٹھا رکھا تھا۔۔ جبکہ واسم اور ضارب ارمغان اور یمان شاہ کے ساتھ کھڑے تھے اور انکے درمیان زارون شاہ موجود تھا۔۔۔

ہنستے مسکراتے چہرے ایک مکمل فیملی کا پتا دے رہے تھے۔۔۔

جسے بہت بے دردی سے توڑا گیا تھا۔۔۔ جس کے بارے میں سوچ کر ایک بار پھر اسکی آنکھوں سے آنسو چھلکے تھے۔۔۔

جبکہ روباب سے اپنے رویے پر شرمندگی بھی ہوئی۔۔۔

اس راہداری کا اختتام ایک ہال نما کمرے میں ہوتا تھا جو چاروں طرف سے صرف شیشے سے بنا ہوا تھا۔۔۔ یہاں تک کے اسکی چھت بھی شیشے کی تھی ،،،،، شاہ حویلی پوری کی پوری اپنی مثال آپ تھی لیکن ابرش کو تو لگتا تھا،،، اس حویلی میں سب سے زیادہ خوبصورت صرف دو ہی کمرے تھے ایک ضارب شاہ کا جبکہ دوسرا واسم شاہ کا لیکن اس جگہ کو دیکھنے کے بعد اسے اپنا اندازہ غلط ثابت ہوتا محسوس ہوا۔۔۔

آخر یہ شاہ حویلی کا کونسا حصہ تھا جس سے وہ آج آشنا ہوئی تھی۔۔۔

اس ہال نما کمرے میں ایک پوری دنیا سمائی ہوئی تھی۔۔۔۔ جسے درمیان میں مرروال لگا کر دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا جہاں رائٹ سائیڈ دیوار کے ساتھ ایک جہازی سائز بیڈ تھا۔۔۔

جسکے بالکل اوپر ضارب شاہ کی ایک پورٹریٹ لگی تھی۔۔۔۔ جسکی دونوں طرف مان حجاب اور ابیہا کی پکچرز تھی۔۔۔۔اور بیڈ کے لفٹ سائڈ پر ایک صوفہ تھا ۔۔۔۔ باقی یہ ساری جگہ خالی جبکہ اسکے دوسرے حصے میں ایک چھوٹا مگر خوبصورت سا سوئمنگ پول بنا تھا۔۔۔۔ جسکے ایک سرے پر شیر کو تشبیہ دے کر ایک فاؤنٹین بنایا گیا تھا۔۔۔۔

جسکے کھلے ہوئے منہ کے اندر سے پانی فوارے کی مانند بہہ کر اس پول میں گر رہا تھا۔۔۔۔ جبکہ دوسرے کنارے پر دیوار کے ساتھ مصنوعی پتھر رکھ کر ایک سفید پہاڑی بنائی گئی تھی۔۔۔۔جس کے اوپری کنارے سے پانی آبشار کی طرح بہہ رہا تھا۔۔۔۔اور ایک سیدھ میں چلتا پول میں گر رہا تھا۔۔۔۔

اور یہ نظارہ اتنا خوبصورت تھا کہ ابرش چند پل کیلئے اس میں کھو گئی تھی ۔۔۔۔ضارب نے اسکی محویت کو دیکھتے دھیرے سے اسکے لبوں کو چھوا جس پر وہ کچھ ہوش میں آئی۔۔۔۔

ضارب اسے یونہی گود میں اٹھائے ہوئے پول والے حصے میں لایا تھا۔۔۔۔اور ان سب میں ایک بات تھی جو کہ ابرش نے نوٹ کی کہ اس ساری جگہ کو صرف دو رنگوں سے سجایا گیا تھا۔۔۔۔

اور وہ تھے بلیک اینڈ وائٹ۔۔۔۔۔جہاں اسکی دیواریں مرر کی ہونے کی وجہ سے سفید تھیں وہی ان پر لٹکتے ہوئے پردے بلیک،،،بیڈ شیٹ سے لے کر پلو یہاں تک کہ اسکے ساتھ رکھا صوفہ بھی۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف پول والا حصہ جہاں کی ہر چیز سفید تھی وہی پول کا اندرونی حصہ مکمل بلیک تھا۔۔۔ جسکی وجہ سے قریب سے دیکھنے پر وہ پول اندھیری کھائی کی طرح معلوم ہو رہا۔۔۔

جسکا اوپری حصہ تو روشنی کی وجہ سے چمک رہا تھا۔۔۔ لیکن اسکے اندر گہرائی میں جیسے اندھیرے بھرے ہوئے تھے۔۔۔

جسے دیکھنے کے بعد ایک پل کیلئے ابرش کو خوف سا آیا۔۔۔

ضارب بالکل اس پول کے دھانے پر آ کھڑا ہوا۔۔۔ جسکی گہرائی کتنی تھی اوپر سے دیکھ کر اندازہ لگا پانا مشکل تھا۔۔۔

ابرش کی ساری پسندیدگی پل میں ہوا ہوئی اور اسکی جگہ ڈر نے لے لی ۔۔۔ جسے دیکھتے ہوئے ضارب شاہ نے لب دبا کر ابھرنے والی مسکراہٹ کو روکا۔۔۔

کیا ہوا بار بی؟؟؟؟

اسکی پیشانی سے اپنی پیشانی ٹکراتے نرمی سے سوال کیا۔۔۔۔

"کچھ نہیں۔۔۔۔

اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

اچھا کچھ نہیں تو آپکے چہرے کی ہوائیاں کیوں اڑی ہوئی ہیں؟؟؟؟

اسکے چہرے کے بدلتے رنگ کو دیکھ کر اس نے چوٹ کی۔۔۔۔

نہیں تو،،،،،ابرش نے ایک نظر اس اندھیرے پول کی طرف دیکھتے تھوک نگلا

۔۔۔۔

جبکہ ضارب نے بمشکل اسکی حرکت پر خود کو قہقہہ لگانے سے روکا۔۔۔

اور پھر بنا وقت ضائع کیے ایک جھٹکے میں اسے پول میں پھینکا۔۔۔ جس پر پانی کی آواز کے ساتھ ابرش کی چیخ بہت ہولناک تھی۔۔۔

سائیں۔۔۔

سائیں مجھے بچائیں؟؟؟؟؟

کمرے میں یکدم ہی ابرش کی چیخیں گونج اٹھی تھیں۔۔۔ کیونکہ یہ پول اوپر سے دیکھنے میں جتنا چھوٹا تھا وہی نیچے سے اتنا ہی گہرا اور بڑا۔۔ جس میں ابرش کو سانس رکتا اور اپنا آپ ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔۔

وہ پانی میں ہاتھ پیر چلاتے ہوئے۔۔۔ مسلسل اسے پکار رہی تھی۔۔۔

جو اپنا پہنا ہوا کورٹ اتارنے کے بعد پلگ جھپکتے خود بھی پانی کی گہرائی میں اتر چکا تھا۔۔۔اور اسکی کمر کے گرد اپنا بازو حائل کرتے ہوئے اوپر اپنی طرف کھینچا ۔۔۔۔

جبکہ اسکا سہارا ملتے ہی ابرش نے اپنے دونوں بازو اسکے گلے کے گرد باندھتے چہرہ اسکی گردن میں چھپایا۔۔۔اور گہرا سانس لیتے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔۔۔۔

اور ساتھ ہی اپنے ہمیشہ بولے جانے الفاظ دوہرائے تھے۔۔۔۔

بہت برے ہیں آپ میں کبھی آپ سے بات نہیں کروں گی۔۔۔جبکہ اسکے گرد اپنی پکڑ کچھ اور مظبوط کی۔۔۔۔

ضارب نے گہرا سانس لیتے نفی میں سر ہلایا۔۔۔اور پول کے کنارے پر لگا ایک سپیشل بٹن دبایا۔۔۔جس سے نا صرف اسکی گہرائی مناسب سطح پر آئی بلکہ اسکے

اندر چاروں طرف لگی ہوئی لائٹس جو ڈفرنت کلر پر مشتمل تھی روشن ہو گئی

جس سے وہ پول جو کچھ دیر پہلے اندھیری کھائی لگ رہا تھا اب ایک رینبو کی طرح

خوبصورت نظارہ پیش کرنے لگا۔۔۔

ہے باربی آنکھیں تو کھولیں ذرا۔۔۔اور ہماری طرف دیکھیں اسے خود سے

الگ کرتے نرمی سے بولا۔۔۔

جس پر اس نے اپنی آنکھیں مزید سختی سے مینچتے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

نہیں مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔۔یہ جگہ بہت خوفناک ہے پلیز مجھے یہاں سے

نکالیں۔۔۔

آپکو ہم پر یقین نہیں ہے کیا ایک بار آنکھیں کھول کر تو دیکھیں۔۔۔

ضارب اسکے کان کے قریب جھکتے نرمی سے بولا،،،، جس سے اس کے لب اسکی لوں سے ٹکرائے۔۔۔۔اسکی گرم سانسوں کی تپش محسوس کر کے وہ دھیرے سے کسمسائی جبکہ اسکے لفظوں نے ابرش کو آنکھیں کھولنے پر مجبور کر دیا۔۔۔۔

اور اپنی چاروں طرف جلتی روشنیوں کو دیکھتے دنگ رہ گئی۔۔۔اس نے پل میں اس کایا پلٹ کو دیکھتے اپنی آنکھوں کو کھول کر مزید بڑا کرتے حیرانی سے ضارب کی طرف دیکھا۔۔۔۔

جنہیں اس نے بہت سے محبت چوما۔۔۔۔

یہ کیسے ہو گیا؟؟؟؟

اسکا لہجہ حیرت سے بھرپور تھا۔۔۔۔جب اسے اپنے قدموں کے نیچے زمین محسوس ہوئی۔۔۔۔جس سے اسکی جان میں جان آئی۔۔۔۔

بالکل ویسے ہی جیسے آپکے ہماری اندھیری زندگی میں آنے کے بعد روشنی بھر گئی ۔۔۔بہت محبت سے کہتے اسکی ناک پر اپنے بھیگے لب رکھے ۔۔۔۔

ابرش کے چہرے پر بہت خوبصورت مسکراہٹ آئی ۔۔۔

سائیں یہ کتنا پیارا ہے ۔۔۔۔

پانی کو اپنے ہاتھ میں لیتے جس میں لائٹ شیڈز کی وجہ سے رنگ تیر رہے تھے ۔۔۔ مسکراتے ہوئے بولی ۔۔۔۔

بالکل ہماری جان کی طرح ۔۔۔۔

یکدم اسکا رخ بدل کر پشت اپنے سینے سے لگاتے اسکی گردن کو چوما ۔۔۔۔۔

جس سے اسکے نازک وجود نے ایک جھر جھری سی لی۔۔۔۔ ضارب کے آگے اپنی کمر پر رکھے ہاتھوں پر اپنے مومی ہاتھ رکھے۔۔۔۔

سائیں یہاں کی ہر چیز خوبصورت ہے۔۔۔ مگر یہ پول اتنا گہرا اور خطرناک کیوں ؟؟؟؟ جسے دیکھ کر ہی بندہ خوف سے مر جائے۔۔۔۔

ابرش نے ایک اور سوال کرتے اسکا دھیان خود سے ہٹانا چاہا۔۔۔
جسے سمجھتے وہ نرمی سے مسکرایا۔۔۔۔ خوبصورتی بھی تو اکثر خطرناک ہوتی ہے نا باربی۔۔۔۔

ضارب نے اسکے بالوں میں لگی کلپ اتارتے انہیں جوڑے کے قید سے آزاد کیا اور انکی خوشبو میں گہرا سانس لیتے گھمبیر تا سے بولا۔۔۔۔

اسکا لہجہ بہت معنی خیز اور پر اسرار تھا جسکی کم از کم ابرش کو قطع سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔۔

اب تو دل نہیں گھبرا رہا نا آپکا۔۔۔اسے اپنے سینے میں مزید بھینچتے ہوئے سرگوشی میں سوال کیا۔۔۔

جس پر اس نے سرخ پڑتے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

تو پھر وہی سے کنٹینیو کریں جہاں سے چھوڑا تھا؟؟؟؟

ضارب نے لب دبا کر اسے نئے امتحان میں ڈالا۔۔۔جس سے ابرش کی متوازن چل رہی دھڑکنوں میں ارتعاش پیدا ہوا۔۔۔

اس نے فورا نفی میں سر ہلاتے ضارب کے آگے بندھے ہاتھ کھولنے چاہے۔۔۔جس میں وہ کامیاب نا ہو سکی۔۔۔

اس نے اپنا چہرہ موڑ کر التجایا اسکی طرف دیکھا۔۔۔ضارب نے نفی میں سر ہلاتے پکڑ کچھ اور مظبوط کی۔۔۔۔

"سائیں۔۔۔

سائیں کی جان اور کتنا تڑپائے گی اپنے سائیں کو؟؟؟؟

ضارب کا لہجہ جذبات سے بھرپور تھا۔۔۔وہی آنکھوں میں اسکی قربت کی طلب زور پکڑتے جا رہی تھی۔۔۔۔جسے دیکھنے کے بعد ابرش کو اپنا وجود ان دیکھی آگ میں جلتا محسوس ہوا۔۔۔۔

اس نے اپنے وجود کو ڈھیلا چھوڑتے سر کی پشت اسکے سینے پر ٹکائی اور دھیرے سے اپنی آنکھیں بند کر گئی۔۔۔

مطلب اپنا آپ اسکے حوالے کر دیا۔۔۔۔ضارب کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے ۔۔۔۔

اس نے نرمی سے اسکا رخ بدلتے معصوم چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرا ۔۔۔اور دھیرے سے جھکتے اسکی مہکتی سانسوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لیا۔۔۔

ابرش نے سہارے کیلئے اسکے کندھوں کو تھاما۔۔۔

لیکن ضارب کی شدت ہر لمحے کے ساتھ بڑھتی ہی جا رہی تھی۔۔۔جسے سہارانا کم از کم اس نازک جان کیلئے بہت مشکل تھا۔۔۔

لیکن وہ چاہ کر بھی اسے خود سے دور نہیں کر سکتی تھی کیونکہ اب وہ ضارب کی نیچر سے واقف ہونے لگی تھی۔۔۔

اور ایک لمحے کیلئے بھی اسکی ناراضگی مول لینا نہیں چاہتی تھی۔۔۔کیونکہ اس سے ابرش کی خود کی سانسیں بھی رکنے لگتی تھیں۔۔۔

ضارب کا وجود اتنا ہی ضروری ہو گیا تھا اس کیلیئے،،، جسکی وجہ سے اسکی ایک پل کی دوری بھی ابرش کیلیئے سوہان روح تھی۔۔۔

اپنی شدتیں اچھی طرح اسکے ہونٹوں پر نچھاور کرنے کے بعد وہ اسکے نچلے لب سے ہوتا گردن پر جھک آیا۔۔۔اور پھر لبوں سے نیچے کا سفر شروع کیا ۔۔ضارب شاہ کے سفر کرتے ہونٹوں کا لمس اور اسکی بے باک جسارتوں نے ابرش کی سانسیں خشک کر دی تھی۔۔۔

جس پر تڑپ کر ابرش نے اسکے کندھوں پر پکڑ مظبوط کرتے اپنے ناخن گھاڑے ۔۔۔۔

ضارب شاہ نے اپنی سرخ نظریں اٹھائی۔۔۔جو اسکے بھیگے خوبصورت سراپے سے ہوتیں اوپر پنکھڑیوں جیسے ہونٹوں پر ٹھہری پانی کی بوندوں سے ہوتیں اسکی

لرزتی ہوئی پلکوں پر اٹکیں،،،، جنہیں ابرش نے اسکی قربت کے زیر اثر نیلے نینوں پر جھکا رکھا تھا۔۔۔۔

ضارب نے ان جھلملاتی ہوئی پلکوں کو اپنے لبوں کی قید میں لیتے دھیرے سے کھولا۔۔۔۔

اور ابرش کے نیلے سمندر میں اپنی قربت کی خماری دیکھتے اسے ایک جھٹکے سے گود میں اٹھا گیا۔۔۔۔

اور قدم پول کی اندر بنی سیڑھیوں کی طرف بڑھائے۔۔۔۔

جبکہ اسکے ارادوں کو جان کر ابرش نے اپنا سرخ چہرہ اسکی گردن میں چھپایا

۔۔۔۔

ضارب اسے لے کر کمرے کے دوسرے حصے میں آیا اور نرمی سے اسے بیڈ پر منتقل کرتے۔۔۔خود اپنی پہنی ہوئی شرٹ کے بٹن کھولنے لگا۔۔۔

جس سے ظاہر ہوتا اسکا کشادہ سینا ابرش کو نظریں دوبارہ جھکانے پر مجبور کر گیا

۔۔۔۔

جبکہ اسے آج بھی خود سے پہلے دن کی طرح شرماتے دیکھ ضارب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری۔۔۔شرٹ اتار کر زمین پر پھینکتے ہوئے اس نے روم میں جلتی تمام لائٹس کو بجھایا۔۔۔

اور اسکے ساتھ ہی بیڈ پر لیٹتے اسے نرمی سے اپنے حصار میں لیا۔۔۔جس پر ابرش نے چہرہ اسکے سینے میں چھپایا۔۔۔آنکھیں کھولیں بار بی اور اوپر دیکھیں

۔۔۔۔

ضارب نے اسکا دھیان آسمان کی طرف دلایا،،،، جہاں ڈھیروں ستارے چمک رہے تھے جبکہ انکے بالکل درمیان میں چاند ایک ٹکیا کی صورت میں موجود تھا ----

آپکو پتا ہے باربی ہم بہت چھوٹے تھے،،،، جب ماما بابا ایہا کو ہماری گود میں چھوڑ کر خود ہم لوگوں سے بہت دور چلے گئے ----

تب اکثر خاموش راتوں میں ہم ان ستاروں کو دیکھتے ہوئے ان میں انکو تلاش کیا کرتے تھے ---- کیونکہ داداسائیں نے ہمیں بتایا تھا کہ جو لوگ اس دنیا سے چلے جاتے ہیں وہ ستارے بن کر آسمان پر جگمگاتے ہیں ----

بات کرتے وقت ضارب کے ہونٹوں پر نرم مسکراہٹ تھی جبکہ اپنے ماں باپ کو یاد کرتے آنکھیں ہلکی نم ----

جبکہ ابرش اسکے وجیہہ چہرے کی طرف دیکھتے ایک ایک بات بہت دھیان سے سن رہی تھی۔۔۔۔

ہم ان ستاروں کو دیکھتے اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ یہی دعا کیا کرتے تھے کہ پلیز ہمارے ماما بابا کو ہمارے پاس واپس بھیج دیں۔۔۔۔

ہم جانتے تھے کہ ایسا ہو پانا ناممکنات میں سے تھا۔۔۔کیونکہ جو انسان ایک بار اس دنیا سے چلا جاتا ہے دوبارہ لوٹ کر واپس کبھی نہیں آتا۔۔۔۔بلکہ ہمیں ہی اس دنیا کو چھوڑ کر خود انکے پاس جانا پڑتا ہے۔۔۔۔

لیکن پھر بھی یہ ایک معصومانہ خواہش تھی جو روز ہم اپنے رب کی بارگاہ میں رکھتے تھے۔۔۔۔شاید ہمارا دل اس بات کو قبول نہیں کر پا رہا تھا کہ وہ ہمیں ہمیشہ کیلئے چھوڑ کر چلیں گے ہیں۔۔۔۔

لیکن پھر جیسے جیسے ہم بڑے ہوتے گئے۔۔۔آہستہ آہستہ صبر آتا گیا۔۔۔اور ہم نے انہیں واپس مانگنے کی بجائے،،، انکے سکون اور خود انکے پاس جانے کی دعا مانگنی شروع کر دی۔۔۔

"سائیں۔۔۔

اسکی آخری بات سن کر ابرش تڑپ اٹھی تھی۔۔۔کیسی باتیں کر رہیں ہیں ۔۔۔جب ضارب نے اسکے لبوں پر انگلی رکھتے اسے خاموش کروایا۔۔۔

شاید وہ آج اسے اپنے دل کا مکمل حال سنانا چاہتا تھا۔۔۔

کیونکہ ہمیں اپنی یہ زندگی بے معنی سی لگتی تھی انکے بغیر۔۔۔اور اگر ہم پر ابیہا کی ذمہ داری نا ہوتی تو کب کا خود کو ختم کر لیتے۔۔۔

" سائیں

ابرش نے ایک بار پھر ٹوکا ۔۔۔ساتھ اسکی آنکھوں سے آنسو چھلکے ۔۔۔۔

لیکن پھر آپ ہماری زندگی میں شامل ہوئی ۔۔۔۔ جنہوں نے ہماری بے مقصد چل رہی اس زندگی کو ایک مقصد دیا،،،، ہمیں جینے کا ایک نیا ڈھنگ سکھایا ۔۔۔۔ہماری بے رنگ ہو چکی زندگی میں اپنی چاہتوں کے خوبصورت رنگ بھرے ۔۔۔۔

اور ہمیں وحشت کی ان اندھیری گلیوں سے جہاں ہم مکمل طور پر کھو چکے تھے ،،،، کھینچ کر ایک خوبصورت دنیا میں لے آئیں ۔۔۔۔جہاں آپکا ساتھ پاتے ہی ہم اپنے درد بھولانے لگے ۔۔۔۔آپکی محبت آپکی معصومانہ حرکتوں نے ہمارے زخموں پر مرہم رکھنے کا کام کیا ۔۔۔۔

جنکی وجہ سے ہم اندر اندر ختم ہو رہے تھے،،،، انکی تکلیف آہستہ آہستہ کم ہونے لگی۔۔۔

اسکے معصوم چہرے کو نرمی سے سہلاتے ہوئے بہت محبت سے ٹھہر ٹھہر کر بول رہا تھا۔۔۔ جس سے ابرش کے اندر ایک سکون سا سرائیت کرتا جا رہا تھا۔۔۔

ہم یہ تو نہیں کہیں گے کہ ہمیں آپ سے کوئی شدید قسم کی محبت ہو گئی ہے لیکن آپ ہماری عادت ضرور بنتی جا رہی ہیں اور آپ جانتی ہیں عادت محبت سے کہیں زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔۔۔ ہم جب تک آپکو اپنی آنکھوں کے سامنے نہیں دیکھ لیتے ہمیں سکون نہیں ملتا۔۔۔

بات کے آخر میں بہت محبت کے ساتھ اسکی پیشانی کو لبوں سے چھوا۔۔۔

لیکن ان سب کے باوجود بھی ہمارے ماں باپ کے کھونے کا درد آج بھی ہمارے اندر زندہ ہے۔۔۔۔

آپ بہت خوش قسمت ہیں،،، جو ایک بار آنی کو کھو لینے کے بعد دوبارہ واپس پا چکی ہیں۔۔۔ تو آپکو چاہیے کہ اب آپ انکی قدر کریں۔۔۔ اپنے رب کا شکر ادا کریں۔۔۔ جنہوں نے انہیں آپکو واپس لٹا دیا۔۔۔

کیونکہ اس پوری کائنات میں ماں باپ کا کوئی نعم البدل نہیں ہوتا۔۔۔۔

جس پر ابرش نے نم آنکھوں کے ساتھ سر ہلایا تھا۔۔۔۔

ہم نے جب انہیں ہاسپٹل میں اتنے سالوں بعد سہی سلامت اپنی آنکھوں کے سامنے پایا تو ہم بتا نہیں سکتے ہماری اس وقت کیا کیفیت تھی۔۔۔۔ ہمارے دل نے شدت سے یہی دعا کی جیسے اللہ تعالیٰ نے انہیں ہمیں واپس دیا ہے۔۔۔ بالکل ویسے ہی ماما پاپا کو بھی لٹا دیں۔۔۔۔

لیکن شاید ہم آپکی طرح اتنے خوش قسمت نہیں۔۔۔۔ضارب کے لہجے میں گہرا درد ہلکورے لے رہا تھا۔۔۔۔اس نے اپنی نم ہوتی آنکھوں کے ساتھ چہرہ ابرش کی گردن میں چھپایا۔۔۔۔

" سائیں

ابرش نے اپنے دونوں ہاتھ ضارب کی پشت پر رکھتے اسے دلاسہ دینا چاہا۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

آپکو پتا ہے سائیں جب دادا سائیں نے مجھ سے ہمارے رشتے کی بات کی تھی تو میں اندر سے بہت ڈر گئی تھی۔۔۔۔

اسکی بات سن کر ضارب نے ابرش کے کندھے سے اپنا سر اٹھایا۔۔۔۔

جانتے ہیں ہم،،،،اور جب ہم نے آپ سے بات کر کے معاملات سلجھانے چاہے تو کتنی باتیں سنائی تھی ہمیں۔۔۔۔

ضارب نے ابرش کی بد تمیزی کو یاد کرتے اسے آنکھیں دکھائی۔۔۔۔اور جو خود آپ نے میری غلط فہمی دور کرنے کی بجائے مزید ڈرایا تھا وہ بھول گئے آپ ۔۔۔۔

ضارب کے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ نے اپنی چھاپ دکھلائی۔۔۔۔

جسے دیکھتے ابرش اندر سے جل بھن گئی۔۔۔۔

اور وہی نہیں نکاح والی رات بھی کتنا برا سلوک کیا تھا میرے ساتھ ۔۔۔۔اور جو آپ نے ہمیں موقع پرست موقع سے فائدہ اٹھانے والا بولا تھا۔۔۔۔

اسکی بات کاٹ کر دوبدو بولا۔۔۔۔

آپ نے بات ہی ایسی کی تھی ۔۔۔میں کیا کرتی ۔۔۔

ابرش نے اپنا دامن بچاتے سارا مدعا اسی پر ڈالا ۔۔۔ہم نے ایسی کوئی غلط بات بھی نہیں بولی تھی ویسے ۔۔۔

" سائیں

اسکی بات پر ابرش کا منہ حیرت سے کھل گیا ۔۔۔جسے ضارب نے بہت محبت سے چوما ۔۔۔

ابرش پل میں گلال ہوئی ۔۔۔

سچ ہی تو بولا تھا ہم نے آپ ہمارے قریب آتے ہی ہمارے لمس میں کھو ہی تو جاتی ہیں ۔۔۔

اسکے نازک لبوں پر اپنے دہکتے لب رب کرتے گھمبیر سرگوشی کی ۔۔۔ابرش کا چہرہ خون چھلکانے لگا ۔۔۔

"سائیں

ابرش نے اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے پیچھے دھکیلانا چاہا۔۔۔جب ضارب نے وہی ہاتھ تھامتے بیڈ کراون سے لگائے۔۔۔

پہلے ہماری بات کا جواب دیں۔۔۔ہم سچ کہہ رہے ہیں نا؟؟؟؟

ابرش نے لال ٹماٹر ہوتے چہرہ اسکے سینے میں چھپانا چاہا جب ضارب نے اسکے بالوں پر پکڑ مظبوط کرتے کوشش ناکام بنائی۔۔۔

ابرش کا بس نہیں چل رہا تھا ضارب کی بولتی ہوئی سے نگاہوں کے سامنے سے کسی طرح خود کو غائب کر لے۔۔۔

جبکہ اسکی پتلی ہوئی حالت کو دیکھتے اس نے قہقہہ لگایا۔۔۔۔جس پر چونک کر ابرش نے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

مطلب کہ وہ صرف اسے تنگ کر رہا تھا۔۔۔۔

جس پر اس نے ناراضگی کا اظہار کرتے رخ بدلنا چاہا۔۔۔۔لیکن ضارب نے اس کے وجود پر گرفت سخت کرتے کوشش ناکام بنائی۔۔۔۔

چھوڑیں مجھے آپ سے بات نہیں کرنی۔۔۔۔

اسکے ہاتھوں پر اپنے نازک ہاتھ رکھتے انہیں پیچھے ہٹانے کی کوشش کرنے لگی ۔۔۔۔

اس گرفت سے رہائی آپکو صرف ہماری سانسیں بند ہونے کے بعد ہی مل سکتی ہے باربی۔۔۔۔۔

اسکی کوشش کو دیکھتے ہوئے ضارب نے جان لیوا سرگوشی کی۔۔۔۔

جس پر وہ ایک بار پھر تڑپ اٹھی۔۔۔اور اپنے ہاتھوں سے اسکے سینے پر زبردست مزاحمت شروع کی۔۔۔ جسکے بدلے ضارب نے اسے قابو کرتے ہوئے اسکے نازک وجود پر اپنا بھاری بھوج ڈالتے اسکی سانسوں پر اپنا تسلط قائم کیا۔۔۔

جسکی وجہ سے ابرش کا سانس اسکے سینے میں کہیں اٹک گیا،،،، اسے اپنا مکمل وجود مفلوج ہوتا محسوس ہوا۔۔۔اور اس نے مزاحمت ترک کر دی۔۔۔

جسکا فائدہ اٹھاتے،،،، ضارب نے اس سے بنا الگ ہوئے تھوڑا اوپر اٹھایا ۔۔۔اور پیچھے سے اسکی شرٹ کی ڈوریاں کھولتے ہوئے،،،، شرٹ اسکے کندھے سے سرکائی۔۔۔

اور اسکے لبوں کو آزادی دیتے وہاں اپنے بھیگے لب رکھے ۔۔۔ جبکہ سانسوں کو آزادی ملنے پر ابرش نے گہرا سانس کھینچتے اسکی توانا پشت پر اپنے تیز ناخن گاڑے ۔۔۔۔ جو آہستہ آہستہ اپنے اور اسکے درمیان ایک ایک کر کے پردے کی تمام دیواریں گراتا جا رہا تھا۔۔۔۔

اور ساتھ اسکے پور پور کو لبوں سے چھوتے اسے سسکنے پر بھی مجبور کر رہا تھا ۔۔۔۔ اسکے انگ انگ کو اپنے لمس سے نکھارنے کے بعد وہ دوبارہ اسکے چہرے کی طرف آیا تھا۔۔۔۔

جسکی سانسیں تیز ہونے کے ساتھ بری طرح بے ترتیب ہو چکی تھیں۔۔۔۔

جنہیں دیکھتے ہوئے ضارب کے لبوں پر خوبصورت مسکراہٹ بکھری۔۔۔

ویسے ایک بات ہے باربی؟؟؟؟؟

اسکی ٹوٹی بکھری سانسوں پر پھونک مارتے اپنی طرف متوجہ کرتے بڑے سیریس انداز میں بولا۔۔۔جس پر دھیرے سے ابرش نے اپنی سرخ نم آنکھیں کھول کر اسکی طرف سوالیہ دیکھا۔۔۔۔

آپ ہر حالت میں میچنگ کرنا نہیں بھولتیں۔۔۔ضارب نے لب دانتوں تلے دباتے بمشکل ابھر آنے والی مسکراہٹ کو روکا۔۔۔

لیکن میں نے تو آج بلیک پہنا تھا۔۔۔۔

جس پر پہلے تو ابرش نے ناسمجھی سے دیکھا لیکن پھر اسکی آنکھیں اشارے دیکھ کر بے ساختہ اسکے ہونٹوں سے پھسلا۔۔۔

لیکن جلد ہی اپنی بات کا احساس ہوتے زبان دانتوں تلے دبائی۔۔۔

ہم بھی تو وہی کہہ رہے ہیں۔۔۔آپ ہر حالت میں میچنگ ضرور کرتی ہیں ۔۔۔چاہیں پنک پہنے یا پھر بلیک۔۔۔

"سائیں

ابرش چیخی۔۔۔

جس پر ضارب نے دوبارہ اسکے ہونٹوں کو اپنے قبضے میں لیتے،،،، اسکی سانسوں کو بری طرح بکھیرنے کے اور پھر بنا الگ ہوئے اپنی سانسوں سے سنوارنے کے ساتھ ساتھ اسکے وجود پر مکمل دسترس پاتے ابرش کو ایک نئے امتحان میں ڈالا۔۔۔

جس سے اسکی پکڑ اسکی پشت پر کچھ اور مظبوط ہوئی۔۔۔اور اسکے ناخن بری طرح اسکی جلد میں کھب گئے۔۔۔۔

لیکن وہ ایک دوسرے کے لمس میں اس قدر کھوئے ہوئے تھے کہ دونوں کو ہی اس چیز کا بالکل احساس نہیں تھا۔۔۔

بلکہ ہر لمحے کے ساتھ ضارب کی شدتوں میں مزید اضافہ ہوتا جارہا تھا۔۔۔ جس نے ابرش کی نازک جان کیلئے مشکل کھڑی کر دی تھی۔۔۔

لیکن اپنے سائیں کے عشق میں دیوانی ہوئی وہ معصوم لڑکی،،،،،اس کے روح میں اترتے جان لیوا لمس کی وجہ سے اٹھتے میٹھے درد کو محسوس کرتے،،،، نم آنکھوں کے ساتھ سرشاری سے مسکرائی۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

بیڈ پر تکیہ سیٹ کرتے ہوئے ارمغان شاہ نے روباب کو بیٹھنے میں ہیلپ کی تھی ۔۔۔۔جبکہ اتنے سالوں بعد انہیں اپنے اتنے قریب دیکھ کر اس عمر میں بھی انکا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔۔۔۔

جسکا اندازہ ارمغان شاہ کو انکا سرخ چہرہ دیکھ کر ہی ہو گیا تھا۔۔۔۔
جس سے انکے ہونٹوں پر ایک خوبصورت مسکراہٹ آئی تھی ۔۔۔۔

پانی کے گلاس انکے ہاتھ میں تھماتے ہوئے انکی میڈیسن نکال کر روباب کی طرف بڑھائی۔۔۔۔

جسے جھکی نظروں سے تھام کر انھوں نے منہ رکھا اور پھر پانی کے ساتھ نگل گئیں۔۔۔۔پتا نہیں کیوں لیکن انہیں ارمغان شاہ سے ایک جھجھک سی محسوس ہو رہی تھی ۔۔۔۔

جسے ارمغان شاہ بھی محسوس کر چکے تھے۔۔۔

ارمغان شاہ نے گلاس انکے ہاتھ سے لے کر ٹیبل پر رکھا اور پھر مین لائٹ کو بجھا کر سائڈ لیمپ روشن کرتے ہوئے انکے قریب ہی بیڈ پر براجمان ہو گئے

۔۔۔۔

کیا ہوا روباب سب ٹھیک ہے ؟؟؟؟

گھبراہٹ کی وجہ سے ٹھنڈے پڑ چکے انکے ہاتھوں کو نرمی سے تھام کر بہت محبت سے بولے۔۔۔

جس پر انہوں نے جھکی نظروں کے ساتھ ہی سر ہلایا تھا۔۔۔

پھر آپ میری طرف دیکھ کیوں نہیں رہی ؟؟؟؟ ایک اور سوال۔۔۔

پتا نہیں۔۔۔۔ساتھ ہی آنکھوں سے آنسو چھلکے تھے۔۔۔۔

ارمغان شاہ نے فوراآگے بڑھتے انہیں اپنے سینے سے لگایا۔۔۔۔وہ شاید کچھ کچھ انکے اندر کی حالت سمجھ رہے تھے۔۔۔اس لیے چپ کروانے کی بجائے انہیں کھل کر رونے دیا تاکہ وہ اپنے اندر کا غبار نکال سکیں۔۔۔۔

لیکن جب وہ بہت دیر بعد بھی چپ نا ہوئیں تو انہوں نے خود ہی دھیرے الگ کیا

۔۔۔۔

اچھا مجھے بتائیں آپکو کیا چیز پریشان کر رہی ہے۔۔۔انکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتے بہتے ہوئے آنسوؤں کو اپنے پوروں سے صاف کرتے نرمی سے بولے

۔۔۔۔

وہ،،،،وہ،،،،میں

اپنے دل میں چھپے خدشات وہ کن الفاظ میں بیان کریں انہیں کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔۔۔۔

غنی میں وہ اتنے سال آپ سے دور رہی،،،، اور کومہ میں بھی،،،، اب اچانک اتنے سالوں بعد ہم ملے،،،، تو آپ پوچھے گئے نہیں کہ میں کن حالات سے گزری،،، میرے ساتھ کچھ،،،،،

ہششش "آپکو کچھ بھی کہنے یا بتانے کی ضرورت نہیں،،،، اور نا ہی یہ سب سوچ کر پریشان ہونے کی مجھے ان سب چیزوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔

میرے لیے تو یہی بہت بڑی بات ہے کہ آپ زندہ سلامت میرے سامنے میرے پاس موجود ہیں۔۔۔
ابھی انکی بات مکمل نہیں ہوئی تھی جب ارمغان نے انکے لبوں پر انگلی رکھتے خاموش کروایا تھا۔۔۔

اور ساتھ ہی انکے ہاتھوں کو اوپر کرتے محبت چوما۔۔۔

لیکن پھر بھی۔۔۔

بس کہہ دیا آج کے بعد ہمارے درمیان ایسی کوئی بات نہیں ہو گی،،، میرے لیے سب سے زیادہ آپ امپورٹنٹ ہیں۔۔۔اس لیے آپ بھی یہ ساری باتیں بھولا کر زندگی کی ایک نئی شروعات کریں۔۔۔ ہمم "

مسکرا کر کہتے ہوئے نرمی سے چہرہ تھپتھپایا۔۔۔جس پر وہ بھی نم آنکھوں ساتھ مسکرائیں تھیں۔۔۔

چلیں اب آرام کریں۔۔۔بیڈ سے اٹھتے ہوئے انہیں لیٹنے کو اشارہ کیا تھا

جسکی انھوں نے فورا تکمیل کی۔۔۔ارمغان شاہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری

آپ بھی آجائیں گے۔۔۔۔انہیں ایسے کھڑے دیکھ کر اس بار مسکرا کر بولی ۔۔۔جس پر سر ہلاتے وہ بیڈ پر دوسری طرف سے آکر براجمان ہوئے تھے۔۔۔

جبکہ انکے لیٹتے ہی روباب نے آگے بڑھ کر انکے کندھے پر سر ٹکایا۔۔۔۔جن کے گرد نرمی سے اپنا حصار کھینچے انکے بالوں میں انگلیاں سہلانے لگے۔۔۔۔

جس پر سکون محسوس کرتیں وہ دھیرے سے آنکھیں بند کر گئیں اور دواوں کے زیر اثر جلد گہری نیند میں بھی چلی گئیں۔۔۔

انکی گہری ہوتی سانسوں کو محسوس کر کے ارمغان شاہ نے بہت محبت سے انکی پیشانی پر بوسہ دیا اور انکے گرد اپنی گرفت مظبوط کرتے آسودگی سے آنکھیں موند گئے۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

صبح فجر کی اذان کے ساتھ ہی ضارب شاہ کی آنکھ کھلی ۔۔۔۔اور اپنے سینے پر سر رکھ کر سوتی ہوئی اپنی معصوم جان کے سرخ چہرے کو دیکھتے ایک بار پھر اس پر ڈھیر سارا پیار آیا۔۔۔۔

لیکن وہ اسکے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر کے اسکی نیند خراب نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ابھی ہی کچھ دیر پہلے تو وہ اسکا جنون برداشت کر کے سوئی تھی ۔۔۔اور جس کنڈیشن میں وہ تھی ایسی حالت میں تو اسے آرام کی سخت ضرورت تھی ۔۔۔۔

اس لیے اسے نرمی سے بیڈ پر منتقل کرتے ہوئے پیشانی پر دھیرے سے بوسہ دیا ۔۔۔۔

اور بنا آواز پیدا کیے بیڈ سے اٹھ آیا۔۔۔۔

ضارب شاہ نے ایک نظر اسکے معصوم چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔پھر بیڈ کی بائیں سائڈ لگے ہوئے ریڈ بٹن کو دبایا۔۔۔۔

جس سے دیواروں پر لگے پردے ایک چھتری کی صورت اختیار کرتے ہوئے شیشے کی چھت کو مکمل طور پر کور کر گئے۔۔۔۔

اسکی نیند میں خلل ڈالنے والے آخری راستے کو بھی بند کرتے وہ مطمئن ہوتا ۔۔۔۔اسی طرف کی بائیں دیوار پر اپنا ہاتھ رکھ گیا۔۔۔جس سے وہ دو حصوں میں تقسیم ہوتی ایک دروازے کی طرح کھل گئی۔۔۔۔

سامنے ہی ایک راہداری تھی۔۔۔۔جو ضارب شاہ کے سپیشل روم کی طرف جاتی تھی۔۔۔۔جس میں اس نے اپنے دشمنوں کا حساب کتاب اور ضروری فائلز رکھی ہوئی تھی۔۔۔۔

اسکے اندر داخل ہوتے ہی وہ دیوار دوبارہ ایسے جڑ گئی جیسے کبھی کھلی ہی نا ہو

ضارب کا پورا پورشن ہی ایسے ایک جال کی طرح بنا ہوا تھا۔۔۔جس میں بہت سارے خفیہ کمروں کے ساتھ راہداریاں بنی تھی،،،، جو انہیں ایک دوسرے کے ساتھ جوڑتی تھیں۔۔۔۔

راہداری سے گزر کر کمرے میں داخل ہوتے جو کہ ایک سٹڈی روم کی طرز پر بنا ہوا تھا۔۔۔

ضارب شاہ نے سامنے ٹیبل پر رکھا ہوا۔۔۔ سپیشل فون اٹھایا۔۔۔اور نمبر ڈائل کرتے کان سے لگایا۔۔۔

جسے پہلی رنگ ٹون پر ہی اٹھالیا گیا تھا۔۔۔

کام ہو گیا؟؟؟؟

سرد و سپاٹ لہجے میں صرف دو حرفی سوال کیا۔۔۔

جی سر ہو گیا۔۔۔ صرف دو دن اور اسکے بعد آپکا مجرم آپکے حوالے کر دیا جائے گا۔۔۔

دوسری طرف کا جواب سنتے ضارب شاہ کی آنکھوں کی چمک مزید.بڑھی تھی ۔۔۔اور اس نے کال بند کرتے ہوئے فون دوبارہ اسی ٹیبل پر رکھ دیا۔۔۔

صرف دو دن ۔۔۔ صرف دو دن موسی شاہ۔۔۔اسکے بعد تمہارا اصل حساب کتاب شروع ہو گا۔۔۔

ہم اپنے ماں باپ کے ایک ایک خون کے قطرے کا حساب لیں گے تم سے ،،،، تمہاری زندگی کے ایک ایک لمحے کو جہنم بنا دیں گے ۔۔۔اتنا تڑپائے گے اتنا تڑپائے گے تم خود ہم سے ہاتھ جوڑ کر موت کی بھیک مانگو گے۔۔۔ لیکن وہ بھی تمہیں نصیب ہو گی۔۔۔ یہ ہمارا وعدہ ہے تم سے۔۔۔

ایک ایک لفظ زور پر دے کر جملے ادا کرتا وہ غائبانہ موسی شاہ سے مخاطب تھا ۔۔۔اور آنکھوں میں اس وقت ایسی وحشت اور درندگی اتری ہوئی تھی جسے موسی شاہ اگر دیکھ لیتا تو اسکے ہاتھ میں آنے سے پہلے ہی خود کو ختم کر لیتا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

واسم ابیہا کو ڈسچارج کروا کر حویلی واپس لے آیا تھا۔۔۔ جسکی خبر ہوتے ہی تقریباً پورا شاہ خاندان ہی اس وقت ان دونوں کے کمرے میں اسکا حال چال پوچھنے کیلئے موجود تھا۔۔۔ سوائے روباب کے کیونکہ فلحال انکی خود کی طبیعت ابھی مکمل ٹھیک نہیں تھی۔۔۔اس لیے ارمغان شاہ نے انہیں آرام کرنے کا بولا تھا۔۔۔

ابرش اور زرمینے اس وقت دونوں اسے اپنے گلے سے لگائے زار و قطار بس روئے ہی چلے جا رہی تھیں۔۔۔

جنکی محبت کو نم آنکھوں کے ساتھ دیکھتے ہوئے باقی گھر والے آسودہ سے مسکرا رہے تھے۔۔۔

البتہ واسم شاہ کو اب اس رونے دھونے سے کوفت سی ہونے لگی تھی۔۔۔

اس لیے ابرش اور ابیہا کو اس نے ہلکا سا ڈپٹا تھا۔۔۔جس پر وہ فوراً خاموش ہوئی ۔۔۔جبکہ انکے بر عکس زرمینے کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا۔۔۔

جسے زرمینے کے ساتھ ساتھ باقی گھر والوں نے بھی شدت سے محسوس کیا ۔۔۔

لیکن اسے واسم شاہ کے اس رویے کی وجہ سمجھ نا آئی۔۔۔

اسکی حرکت کو دیکھتے ضارب شاہ نے افسوس سے سر جھٹکا۔۔۔اور آگے بڑھ کر فوراً اسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے آنسو صاف کیے۔۔۔

جس پر واسم شاہ نے نحوست سے سر جھٹکا۔۔۔

نجمہ بیگم کی آنکھوں سے آنسو چھلکے تھے۔۔۔

" لالا

جبکہ ضارب شاہ کے سینے میں سر چھپاتے ہوئے زر مینے نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔۔۔

بس گڑیا" ہم ہیں نا،،، لیکن زر مینے تھی کہ جسکے آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔۔ پتا نہیں یہ کونسا غبار تھا جو کہ آنسوؤں کی صورت میں باہر نکل رہا،،، شاید اپنے بچے کو کھونے کا یا پھر زارون شاہ کی بے رخی کا،،، جس نے ابھی تک پیچھے مڑ کر اسکا حال تک نہیں پوچھا تھا۔۔۔

یا پھر اپنی ذات کی بے وقعتی کا جسکا احساس زارون شاہ کے ساتھ واسم کے اس رویے نے اسے شدت سے دلایا تھا۔۔۔۔

زرمینے اگر آپ ہمیں دل سے اپنے لالا مانتی ہیں تو اسی وقت اپنے یہ آنسو پونچھ لیں،،،،،اسے چپ نا ہوتے دیکھ اس نے نیا حربہ آزمایا۔۔۔۔

جو کافی حد تک کامیاب بھی ٹھہرا۔۔۔اس نے فوراً اپنے بہتے ہوئے آنسو صاف کیے۔۔۔۔

گڈ گرل اب ہم آپکو دوبارہ روتے ہوئے نا دیکھیں۔۔۔کیونکہ ہم اپنی بہنوں کی آنکھوں میں آنسو بالکل برداشت نہیں کر سکتے۔۔۔اسکے چہرے کو نرمی سے تھپتھپاتے ہوئے مسکرا کر بولا۔۔۔جس پر وہ نا چاہتے وہ ہلکا مسکرائی۔۔۔۔

جس پر کمرے میں موجود سبھی افراد مسکرائے تھے سوائے واسم شاہ کے جو ان دونوں ہی کو سپاٹ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

البتہ زرمینے کو اتنے پیار سے چھپ کرواتے دیکھ ابرش کو اپنے سائیں پر ڈھیر سارا پیار آیا تھا۔۔۔۔

جسکا اظہار وہ اپنے کمرے میں جانے کے بعد کرنے کا پکا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔

پیار تو ابیھا کو بھی بہت آیا تھا اپنے لالا پر جو ہر انسان اور رشتے کو اسکے مقام پر رکھنا اچھی طرح جانتے ہیں۔۔۔۔

تبھی مسکراتے ہوئے اس سے مخاطب ہوئی۔۔۔۔

لالا پھر کیا فیصلہ کیا آپ نے تاشے اور رضا آئی میں رومان بھائی کے معاملے میں ؟؟؟؟؟

جس پر ضارب اور زرمینے کے ساتھ کمرے میں موجود باقی افراد بھی متوجہ ہوئے تھے۔۔۔۔

کیا مطلب کونسا فیصلہ ؟؟؟؟اور تم کیوں ہر کسی سے رشتے داریاں بڑھانے چلی ہو۔۔۔۔

واسم کیلئے تو زرمینے کو اپنے سامنے برداشت کرنا بہت مشکل تھا اور اب ابیھا کا رومان کو بھائی بولنا اسے ایک آنکھ نہیں بھایا اس لیے ضارب کے کچھ کہنے سے پہلے ہی واسم شاہ غصے سے بولا۔۔۔۔

واسم شاہ اپنا لہجہ درست کریں ؟؟؟؟؟

ضارب کو واسم کا ایسا سے غصے سے بات پسند نہیں آیا تھا اس لیے سرد لہجے میں اسے ٹوک گیا۔۔۔۔

میرے لہجے کو چھوڑو،،،، اور تم دونوں بہن بھائی اندر ہی اندر کیا کھچڑی پکا رہے ہو۔۔۔ یہ بتاؤ؟؟؟؟؟

ضارب کی بات کا اثر لیے بنا وہ اب بھی اونچی آواز میں بولا۔۔۔۔

" واسم

ارمغان شاہ نے اسکے لہجے کو اونچا ہوتے دیکھ غصے سے ڈپٹا۔۔۔۔

داداسائیں ہم نے فیصلہ کیا ہے رومان اور زرتاشے کو بھی اپنے ساتھ اس گھر میں لیں آئیں۔۔۔۔ چاہے جو کچھ بھی ہے۔۔۔ان دونوں کا بھی اس گھر سے رشتہ ہے۔۔۔۔ویسے بھی رومان آرمی میں ہیں۔۔۔۔جو آئے دن نئے مشن کے سلسلے میں گھر سے غائب رہتے ہیں ایسے میں تاشے کو ہاسٹل میں رہنا پڑتا ہے ۔۔۔۔

اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ وہ اس گھر میں آ جائیں۔۔۔۔اگر چھوٹی ماں کو کوئی اعتراض نا ہو تو؟؟؟؟

اس نے واسم شاہ کو اگنور کرتے سیدھا حیدر شاہ کے سامنے اپنے مدعا بیان کیا جبکہ بات کے آخر میں نجمہ بیگم کی طرف سوالیہ دیکھا۔۔۔۔

تمہارا کہیں دماغ تو خراب نہیں ہو گیا؟؟؟؟

ضارب کی بات سنتے واسم کا غصہ سوا نیزے پر پہنچا تھا،،،، جس شخص نے ہمارا پورا خاندان برباد کر دیا تم اسکی اولاد کو اپنے گھر میں لانا چاہتے ہو،،،، تاکہ موقع ملتے ہی وہ ہمیں ڈنک مار سکے۔۔۔۔

نجمہ بیگم نے اسکے لہجے سے چھلکتی حقارت کو دیکھتے نجمہ بیگم نے ایک نظر اپنی معصوم بیٹی کی طرف دیکھا۔۔۔۔

جو پریشان چہرے کے ساتھ انکی باتیں سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔

انہیں یکدم ہی اسکے مستقبل کی فکر ستانے لگی۔۔۔۔ کیونکہ سارا سچ کھلنے کے بعد واسم شاہ کا اگر یہ ری ایکشن تھا،،، کہ وہ اسے اپنے سامنے دیکھنے تک روادار نہیں تو زارون شاہ بھی تو اسی کا بھائی تھا۔۔۔۔ اگر اس نے بھی انکی زرمینے کو ٹھکرا دیا تو وہ کیا کرینگی۔۔۔۔۔

واسم دیکھیں جو کچھ بھی ہوا ہے اسکا صرف ایک ہی شخص ذمہ دار ہے اس میں رومان اور تاشے کا کوئی قصور نہیں۔۔۔۔

وٹ ایور جو کچھ بھی ہے۔۔۔ لیکن تم لوگوں کو ان سے کیوں ہمدردی ہو رہی ہے۔۔۔۔ جہاں اتنے سال وہ رہیں ہیں۔۔۔۔آگے بھی رہ لیں گے۔۔۔۔

ایویں فضول میں ان سے رشتے داریاں جوڑ کر گھر میں لانے کی کیا تک بنتی ہے۔۔۔۔

ضارب کی بات سننے کے بعد دوٹوک انداز میں بولا۔۔۔۔

کیونکہ ہم لاکھ چاہنے کے باوجود بھی اس سچ کو نہیں ٹھکرا سکتے کہ ان دونوں کا اس گھر سے رشتہ جڑا ہوا ہے۔۔۔۔

ہم تو بس الجھے ہوئے رشتوں کو سلجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔۔۔۔

ضارب بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔۔۔

واسم کے جواب دینے سے پہلے اس بار حیدر شاہ بولے تھے۔۔۔۔

داداسائیں واسم نے حیرت سے انکی طرف دیکھا۔۔۔۔

یہی سچ ہے بیٹا جسے آپ جتنی جلدی ایکسپٹ کر لیں اتنا ہی اچھا ہو گا۔۔۔۔ہم لوگ موسی کے کیے سزا ان دونوں کو نہیں دے سکتے۔۔۔۔

کیونکہ موسی شاہ کی وجہ سے نا صرف ہمارا خاندان برباد ہوا بلکہ ان دونوں بچوں نے ماں باپ کے بغیر محرومی بھری زندگی گزاری ہے۔۔۔۔

اس لیے اب انکا بھی خوشیوں پر حق بنتا ہے۔۔۔۔اور کہیں نا کہیں موسی شاہ کے ایسے بن جانے کے پیچھے ہمارے خاندان کا ہی ہاتھ ہے۔۔۔۔

حیدر شاہ کے الفاظ کے ساتھ لہجے سے بھی گہری افسردگی جھلک رہی تھی۔۔۔۔

کیا مطلب ؟؟؟؟ کیا کیا ہے بابا سائیں نے ؟؟؟؟ دادا سائیں آپ ایسا کیوں بول رہے ہیں انکے بارے میں ؟؟؟؟ اور اس سارے معاملے سے تاشے اور اسکے بھائی کا کیا تعلق ہے ؟؟؟؟

کب سے انکی باتیں سنتی زرمینے نے پہلی بار لب کشائی کی تھی۔۔۔۔

اسکے سوالوں کو سنتے نجمہ بیگم کی آنکھوں سے گرم سیال بہنے لگا۔۔۔۔انہوں نے اپنے لبوں پر ہاتھ رکھتے نکلنے والی سسکاری کو روکا۔۔۔۔

عظمی بیگم نے انکی حالت کو دیکھتے ہوئے فوراآگے بڑھ کر ساتھ لگایا۔۔۔۔

جبکہ اپنی ماں کو ایسے پھوٹ پھوٹ کر روتے دیکھ کر زرمینے کی پریشانی میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔۔۔

ماما،،، کیا ہوا ہے ؟؟؟؟آپ ایسے ،،،، کیوں رو رہی ہیں ؟؟؟؟ بابا سائیں کہاں ہیں ؟؟؟؟

زر مینے کے منہ سے الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر نکلے تھے ۔۔۔اور ساتھ ہی اسے موسی شاہ کی عدم موجودگی کا احساس ہوا۔۔۔

ہم بتاتے ہیں۔۔۔
تبھی کمرے میں حیدر شاہ کی آواز گونجی تھی۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

" تاشے

دروازہ ہلکا سا ناک کرتے رومان کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔۔

اور وہ جو کتابوں میں سر دیے بیٹھی تھی۔۔۔اپنے بھائی کو اتنے دنوں بعد سامنے دیکھتے بھاگ کر اسکے کشادہ سینے کا حصہ بنی۔۔۔

بھائی آپ کہاں چلے گئے تھے ؟؟؟؟

آنکھوں میں آنسو لیے سوال کیا۔۔۔

جس پر رومان دھیرے سے مسکرایا۔۔۔

میں کہاں جاؤں گا گڑیا بس ایک ضروری کام آگیا تھا اس کی وجہ سے گھر آنے کا ٹائم نہیں ملا۔۔۔

بہت نرمی سے اسکے آنسو صاف کر کے مجبوری بتاتے نفی میں سر ہلا کر رونے سے منع کرنے لگا۔۔۔۔

میں نے آپکو بہت مس کیا اوپر سے آپکا فون بھی نہیں لگ رہا تھا۔۔۔ بس اسی لیے پریشان ہو گئی تھی۔۔۔۔

اپنی بہن کی اتنی محبت پر رومان کو ٹوٹ کر پیار آیا۔۔۔۔

جس پر اس نے بہت محبت سے تاشے کی پیشانی پر شفقت سے بوسہ دیا۔۔۔۔

اچھا بھائی آپ کچھ کھائیں گے میں بنا کر لاوں ؟؟؟؟

رومان سے الگ ہوتے ہی اسے نئی فکر لاحق ہوئی تھی۔۔۔ پتا نہیں اسکے بھائی نے کچھ کھایا بھی ہو گا یا نہیں۔۔۔۔

نہیں گڑیا فلحال مجھے بھوک نہیں آپ ادھر آئے میرے پاس مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔۔۔۔

اسکا ہاتھ تھام کر بیڈ پر بیٹھتے ہوئے اسے بھی ساتھ بیٹھایا۔۔۔۔

تاشے سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔

تاشے آپکو پتا ہے نا میں آرمی میں ہوں۔۔۔

تاشے کے چہرے پر فخریہ مسکراہٹ آئی۔۔۔۔اس نے زور و شور سے سر ہلایا ۔۔۔۔

اور آئے دن کام کے سلسلے میں گھر سے باہر رہتا ہوں۔۔۔۔

جی بھائی۔۔۔۔

اور مجھے فخر ہے کہ میں آپ کی بہن ہوں۔۔۔جو اپنے آرام اور جان کی پرواہ کیے بنا اپنے ملک کیلیئے اس میں رہنے والے لوگوں کیلیئے دن رات محنت کرتے ہیں ۔۔۔

اس ملک کی حفاظت اور بے گناہوں کو انصاف دلانے کیلیئے اپنی جان پر بھی کھیل جاتے ہیں۔۔۔تاکہ انہیں تحفظ فراہم کرسکیں۔۔۔۔

اسکی سمجھداری والی باتیں سن کر رومان دھیما سا مسکرایا۔۔۔
میری گڑیا بڑی ہوگئی ہے بھئی بڑی سمجھداری والی باتیں کرنے لگی ہے۔۔۔

آپکو آج پتا چلا ہے میں تو شروع سے ہی سمجھدار ہوں۔۔۔۔رومان کی بات پر وہ اترائی۔۔۔۔

جس پر اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔اور پھر اسکے ہاتھ کو نرمی سے تھامتے ہوئے اصل بات کی طرف آیا۔۔۔

لیکن آپکو پتا ہے اس بار مجھے جس مشن پر بھیجا گیا تھا۔۔۔جسے کامیابی سے حل کرتے مجھے ایسا لگا جیسے میری زندگی کا مقصد پورا ہو گیا ہو۔۔۔اتنے سالوں سے جو ایک بوجھ میں اپنی روح اور دل پر لیے پھر رہا تھا اس سے مجھے نجات حاصل ہو گئی۔۔۔کیونکہ یہ مشن نا صرف میرے ملک بلکہ اتنے سالوں سے تڑپتی میری ماں کی روح کو بھی انصاف دلانے کا سبب بنا۔۔۔

رومان کی اس بات پر تاشے نے نا سمجھی سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

تاشے ہماری ماں کا گنہگار اور نام نہاد باپ فائنلی آج اپنے مقام کو پہنچ گیا۔۔۔

سچی بھیا۔۔۔

جی میری جان۔۔۔اپنی ماں کو یاد کرتے ہوئے ان دونوں بہن بھائی کے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔

تاشے آپ جاننا چاہیں گی کہ وہ انسان کون تھا۔۔۔جس نے نا صرف ہماری ماں کی زندگی برباد کی بلکہ اسکی موت کی بھی وجہ بنا اور اس کے ساتھ ہم دونوں کو بھی محرومی بھری زندگی گزارنے کیلیئے زمانے کی ٹھوکروں پر چھوڑ کر چلا گیا۔۔۔

اور تاشے کی تو جیسے دلی مراد بھر آئی تھی۔۔۔جب سے اس نے ہوش سنبھالا تھا بار بار وماں سے اپنے باپ کے بارے میں پوچھا تھا،،،،جس پر اس نے اپنی ماں پر گزرنے والی قیامت کے بارے میں تو اسے بتا دیا۔۔۔لیکن ان سب کو انجام دینے والے اس شخص کے بارے میں نہیں۔۔۔اس وقت اسکے پاس صرف ایک جواب ہوتا تھا۔۔۔سہی وقت آنے پر بتاؤں گا۔۔۔

اور آج جیسے وہ وقت آ گیا تھا۔۔۔

آج وہ اس شخص کے بارے میں جاننے والی تھی۔۔۔۔جس سے ہوش سنبھالنے کے بعد سے لے کر آج تک نفرت ہی کرتی آئی تھی۔۔۔کیونکہ وہ شخص اسکی ماں کا گنہگار تھا۔۔۔۔

لیکن پھر بھی اس شخص کے بارے میں جاننا چاہتی تھی جسکا خون اسکی رگوں میں دوڑ رہا تھا۔۔۔۔

اس چیز کا احساس ہوتے ہی اسکا دل زوروں سے دھڑکا۔۔۔۔

تم اسے جانتی ہو۔۔۔۔اور شاید مل بھی چکی ہو۔۔۔۔اسکی بات پر تاشے نے حیرانی سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

میں مل چکی ہوں۔۔۔لیکن کیسے ؟؟؟؟؟

موسی شاہ کو جانتی ہو؟؟؟؟؟

نام سننے کے بعد پل وہ گہری سوچ میں چلی گئی۔۔۔۔

موسی شاہ،،،، زرمینے کے بابا۔۔۔۔

بے ساختہ اسکے ہونٹوں سے پھسلا۔۔۔۔

تو کیا،،،، تاشے کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا۔۔۔۔ جسے دیکھتے رومان نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

ایک آنسو ٹوٹ کر اسکی آنکھ سے زمین پر گرتا بے مول ہو گیا۔۔۔۔

اور پھر دھیرے دھیرے وہ اسے مختصر لفظوں میں سب بتاتا چلا گیا۔۔۔۔

موسی شاہ کے ماں باپ کی وفات سے لے کر شاہ خاندان کی تباہی کی مکمل ایک ایک بات تفصیل کے ساتھ۔۔۔۔

جسے سن کر تاشے کی زبان تالوں سے چپک گئی اسکے ہونٹوں سے الفاظ نکلنے سے انکاری تھے۔۔۔

اسکا مطلب زرمینے ہماری بہن ہے۔۔۔۔

بہت دیر بعد جاکر وہ کہیں بولنے کی قابل ہوئی تھی۔۔۔۔اسے بے ساختہ ہی زارون اور ابیہا کے مذاق میں کہے جانے والے جملے یاد آئے تھے۔۔۔

تم دونوں تو میلے میں بچھڑی ہوئی بہنیں لگتی ہو،،، کہیں ایسا تو نہیں تم دونوں جڑواں بہنیں ہو اور ماموں جان تمہیں ہاسپٹل میں بھول آئے۔۔۔

اسکی بات پر رومان نے سر ہلایا تھا۔۔۔

اور تاشے کے اندر ایک عجیب سی بے چینی پھیل گئی تھی۔۔۔اسے سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ اسے یہ بات سن کر خوش ہونا چاہیے یا پھر دکھی۔۔۔

"اوراب۔۔

رومان ایک پل کیلئے بات کرتے ہوئے رکا۔۔۔

اوراب کیا بھائی۔۔۔تاشے نے سوالیہ دیکھا۔۔۔حیدر شاہ اور ضارب شاہ چاہتے ہیں کہ ہم ان کے ساتھ انکی حویلی میں رہیں۔۔۔کیونکہ موسی شاہ کی وجہ سے ہی سہی لیکن ہمارا انکے ساتھ ایک رشتہ جڑ چکا ہے۔۔۔

لیکن ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟؟؟؟

تاشے کیلئے یہ بات بہت شاکنگ تھی۔۔۔

ہم تو انکے دشمن کے بچے ہیں۔۔۔انہیں تو ہم سے نفرت کرنی چاہیے اور وہ ہمیں اپنے گھر میں کیسے رکھ سکتے ہیں۔۔۔۔مطلب کوئی اتنا اچھا کیسے ہو سکتا ہے؟؟؟؟

اس کے لہجے میں حیرت ہی حیرت بول رہی تھی۔۔۔

جس پر رومان دھیرے سے مسکرایا۔۔۔

یہی سوال میں نے بھی ضارب شاہ سے کیا تھا۔۔۔ پھر پتا ہے انہوں نے کیا جواب دیا؟؟؟؟

کیا؟؟؟؟

چاہے موسی شاہ نے انکے ساتھ جو کچھ بھی کیا۔۔۔ لیکن حیدر شاہ نے انہیں دل سے اپنا بیٹا مانا تھا۔۔۔ اسی لحاظ سے انہیں انکی اولاد بھی بے حد عزیز ہے۔۔۔ اور انکے اس فیصلے کے پیچھے ایک وجہ زرمینے بھی ہے۔۔۔ جسکے ہم سگے نا سہی لیکن بہن بھائی تو ہیں ہمارا خون ایک ہے اور وہ ہمیں ایک ساتھ جوڑ کر مکمل خوشحال فیملی کی شکل دینا چاہتے ہیں۔۔۔

پھر آپ نے کیا جواب دیا؟؟؟؟

اسکی بات مکمل سننے کے بعد تاشے نے اگلا سوال کیا۔۔۔۔ جبکہ دل میں ضارب شاہ کے ساتھ پوری شاہ فیملی کیلیئے عزت اور مان مزید بڑھ گیا تھا۔۔۔۔

سچ بتاؤں گڑیا تو مجھے یہ سب پہلے ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔۔۔۔ لیکن پھر جب تمہارے بارے میں سوچتا ہوں تو یہ سب ٹھیک لگنے لگتا ہے،،،، آخر کب تک تم یوں ہاسٹل میں تن تنہا زندگی گزارو گی۔۔۔۔

ایسا نہیں ہے کہ میں تمہیں اکیلا تحفظ نہیں دے سکتا۔۔۔۔ لیکن جیسی میری جاب ہے وقت کا کچھ بھروسہ نہیں کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔۔۔اور اگران سب کے دوران مجھے کچھ ہو گیا تو کم از کم اتنا اطمینان تو ہو گا نا کہ تم محفوظ ہاتھوں میں ہو۔۔۔۔

اللہ نا کرے بھائی۔۔۔۔ رومان کے منہ سے ایسی باتیں سن کر اسکی سانسیں رکنے لگی۔۔۔۔ خوبصورت سرمئی آنکھوں سے فوراآنسو بہہ نکلے۔۔۔۔

ارے پگلی۔۔۔اس میں رونے والی کیا بات ہے۔۔۔ایک دن سب نے اس دنیا سے چلے ہی جانا ہے۔۔۔تو اچھا نہیں کے اپنی یہ جان ہم اپنے ملک پر وارتے جام شہادت نوش فرمائیں۔۔۔

جو ہر فوجی کا خواب ہوتا ہے۔۔۔

پلیز ایسی باتیں نا کریں ورنہ آپ سے پہلے آپکی یہ بہن مر جائے گی۔۔۔آخر میرا ہے ہی کون اس دنیا میں آپکے سوا۔۔۔

نم لہجے میں کہتے اس نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا تھا۔۔۔

جس پر نفی میں سر ہلاتے رومان نے اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔۔اچھا نہیں کرتا ایسی باتیں،،، لیکن تم رونا تو بند کرو یار۔۔۔

تمہیں پتا ہے نا تمہارا بھائی تمہاری آنکھوں میں آنسو برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔

بہت محبت سے اسکے آنسو صاف کرتے۔۔۔سر پر بوسہ دیا۔۔۔

تاشے نے فوراً اپنے بہتے ہوئے آنسو صاف کیے۔۔۔ جسے دیکھتے رومان نرمی سے مسکرایا۔۔۔

تو پھر کیا فیصلہ کیا۔۔۔ چلو گی نا میرے ساتھ شاہ حویلی۔۔۔ بھائی یہ آپکا آخری فیصلہ ہے؟؟؟؟

ہاں گڑیا۔۔۔ جتنے مان کے ساتھ ضارب شاہ نے ہمیں حویلی بلایا ہے۔۔۔ میں چاہ کر بھی انہیں منع نہیں کر پایا۔۔۔ اور کہیں نا کہیں اس کے پیچھے میرا خود کا بھی فائدہ چھپا ہوا ہے۔۔۔

تمہیں ایک محفوظ مقام اور مکمل شناخت دینے کا۔۔۔

تم بتاؤ تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں۔۔۔

بات کے آخر میں رومان نے اسکی رائے بھی جاننی چاہی۔۔۔ جس پر اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

آپکا ہر فیصلہ مجھے دل و جان سے قبول ہے۔۔۔

لیکن ایک بات ہے جو مجھے پریشان کر رہی ہے۔۔۔

کیا؟؟؟؟

کیا زر مینے ہم دونوں کو قبول کر لے گی؟؟؟؟

پتا نہیں یہ تو وہاں جانے کے بعد ہی معلوم ہو گا۔۔۔

تاشے کی بات سننے کے بعد رومان خود بھی پریشان ہو گیا تھا۔۔۔ لیکن کوئی بھی اندازہ لگانے سے بہتر اس نے سب آنے والے وقت پر ہی چھوڑ دینا بہتر سمجھا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

نہیں ماما،،،، ایسے کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔

میرے بابا سائیں ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔ دادا سائیں پلیز کہہ دیں یہ سب جھوٹ ہے۔۔۔۔

نفی میں سر ہلاتے زر نے پہلے اپنی ماں اور بعد میں حیدر شاہ کو مخاطب کیا تھا

کاش بٹیا یہ سب جھوٹ ہوتا۔۔۔ لیکن ہم چاہ کر بھی اس سچائی کو نہیں بدل سکتے۔۔۔ بات اگر صرف ہمارے خاندان کی ہوتی تو ہم اسے معاف بھی کر دیتے لیکن۔۔۔ وہ تو ہمارے پورے ملک کا دشمن نکلا۔۔۔

اسے نرمی کے ساتھ اپنے ساتھ لگاتے وہ دکھی لہجے میں گویا ہوئے تھے۔۔۔

دادا سائیں انہوں نے ایسا کیوں کیا؟؟؟؟ آپکو انہیں روکنا چاہیے تھا نا انہیں بتانا چاہیے تھا یہ سب غلط ہے۔۔۔ جیسے بچپن میں ہم سب کو بتاتے تھے آپ نے انہیں کیوں نہیں بتایا۔۔۔

حیدر شاہ کی طرف دیکھتے بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ نم لہجے میں گویا ہوئی

بیٹا کیا کرتے ہم ابراہیم کی قسم کی بندش میں بندھے ہوئے تھے۔۔۔۔ہم نے تو ہمیشہ انہیں اپنے بیٹوں کی طرح محبت کی۔۔۔۔

ہمیں کبھی پتا ہی نہیں چل سکا کہ وہ اپنے اندر ہمارے خلاف اتنا زہر رکھتے ہیں ورنہ بہت پہلے ہی ہم انہیں ساری حقیقت کھول کر بتا دیتے۔۔۔۔

اسے پھوٹ پھوٹ کر روتے دیکھ حیدر شاہ کی خود کی آنکھیں بھی اس وقت نم تھیں۔۔۔۔

دادا سائیں اب آگے کیا ہوگا۔۔۔۔کیا آرمی والے میرے بابا سائیں کو ہمیشہ کیلئے مجھ سے دور کر دیں گے ؟؟؟؟؟

ایک اور معصومانہ سوال۔۔۔۔

حیدر شاہ نے اسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے اسکی پیٹھ سہلائی۔۔۔۔

صبر کریں ہماری بچی۔۔۔۔ کیونکہ اب صبر کے علاوہ ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں۔۔۔۔ کیونکہ جو جرم وہ انجام دے چکے ہیں انہیں اسکی سزا سے بچا پانا اب ناممکن ہے۔۔۔۔۔

انکی بات سن کر زرمینے کے بہتے ہوئے آنسوؤں میں مزید روانی آئی تھی۔۔۔۔ جبکہ حیدر شاہ اسے مسلسل چپ کروانے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔۔

یہ لوگ اس وقت حیدر شاہ کے کمرے میں موجود تھے۔۔۔۔ جہاں انکے ساتھ اماں سائیں کے ساتھ نجمہ بیگم بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔۔

اور اپنی بیٹی کو یوں ٹوٹ کر روتے دیکھ انکے آنسو بھی روانی سے بہہ رہے تھے۔۔۔۔

جس پر اماں سائیں نم آنکھوں کے ساتھ انہیں صبر کی تلقین کر رہی تھیں

۔۔۔۔

یہ سارا سچ ان کیلئے بھی بہت تکلیف دہ تھا کیونکہ انہوں نے بھی ہمیشہ موسی کو یمان اور ارمغان کی طرح محبت کی تھی۔۔۔اور موسی شاہ کی سچائی نے انہیں بھی اندر سے مکمل طور پر توڑ دیا تھا۔۔۔

لیکن پھر بھی صبر اور حوصلے کے ساتھ خود پر کنٹرول کر کے بیٹھی تھیں ۔۔۔کیونکہ انہیں اپنے بچے ہوئے خاندان کو بھی سنبھالنا تھا۔۔۔آخر گھر کی بڑی تھیں۔۔۔اگر وہ ہی ہمت ہار جاتیں تو چھوٹوں کو کون سمجھاتا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

سم چھوڑیں مجھے نیچے اتاریں کوئی دیکھ لیں گا۔۔۔۔

تو دیکھنے دو میں کسی سے ڈرتا ہوں کیا؟؟؟؟اسکی آنکھوں میں دیکھتے وہ تمسخرانہ لہجے میں بولا۔۔۔۔

مجھے پتا ہے آپ کسی سے نہیں ڈرتے۔۔۔۔ لیکن کچھ تو شرم کریں۔۔۔۔ گھر میں بڑے بھی موجود ہیں۔۔۔۔

شرم وہ کیا ہوتا ہے مسز؟؟؟؟

واسم نے ایک پل کیلئے رک کر سوال کیا۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی آنکھوں میں ناچتی شرارت کو دیکھتے ایہا نے اسے گھورا۔۔۔ لیکن اندر سے اسکے بدلے رنگ ڈھنگ دیکھ کر وہ کافی خوش بھی تھی۔۔۔

کیونکہ اپنی پوری زندگی میں اس نے واسم شاہ کو اتنا خوش اور پرسکون کبھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔

اچھا مجھے یہ تو بتادیں کہ آپ مجھے کہاں لے کر جارہے ہیں ؟؟؟؟

ابیہا نے اسے سیڑھیوں سے نیچے اترتا دیکھ کر عاجزی سے سوال کیا۔۔۔

تمہیں بتایا تھا ناکہ گھر جانے پر تمہیں ایک سرپرائز دوں گا بس وہی دکھانے لے جارہا ہوں ۔۔۔

واسم کے چہرے سے سچی خوشی جھلک رہی تھی جبکہ ہونٹوں پر خوبصورت مسکان تھی ۔۔۔

جسے دیکھ کر ابیہا نے دل میں ہی اسکی نظر اتاری تھی ۔۔۔

واسم شاہ کے قدم ارمغان شاہ کے کمرے کے باہر آکر رکے تھے ۔۔۔اور اس نے ابیہا کو دھیرے سے بہت احتیاط کے ساتھ نیچے اتارا۔۔۔

سرپرائز یہاں ہے کیا؟؟؟؟؟

سامنے اپنے تایاسائیں کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھ کر اس نے سوال کیا ---

جس پر اس نے مسکرا کر سر ہلایا---

تو آپ یہ مجھے پہلے بھی بتا سکتے تھے میں آپکے ساتھ چل کر آ جاتی ،،،، بھلا اس میں گود میں اٹھانے والی کونسی بات تھی ---اگر گھر میں کوئی دیکھ لیتا تو کتنی شرمندگی اٹھانی پڑتی ----

جبکہ اسکی سوئی وہی اٹکی دیکھ کر واسم نے گہرا سانس کھینچا تھا---کیونکہ فلحال آپکی جو کنڈیشن ہے ،،،،اس میں آپکو ایکسٹرا کیئر کی ضرورت ہے ----

کیا مطلب کونسی کنڈیشن ؟؟؟؟

ایہا نے نا سمجھی سے سوال کیا تھا۔۔۔

کچھ نہیں تمہیں گولی لگی تھی بس اسی کے بارے میں بات کر رہا تھا۔۔ بات کو گول مول گھماتے اس نے دروازے پر دستک دی تھی ۔۔

کیونکہ ایہا کی پریگنیسی والی بات وہ اسے ایسے نہیں بتانا چاہتا۔۔اس کیلئے اس نے کچھ سپیشل پلان کر رکھا تھا۔۔۔

آجائیں۔۔

اندر سے نسوانی آواز گونجی تھی ۔۔۔

جس پر واسم نے مسکراتے ہوئے دروازہ کھولا۔۔البتہ ایہا اس آواز کو سنتے کچھ چونکی تھی ۔۔کیونکہ یہ کمرہ تو اسکی بڑی ماں کا تھا۔۔ لیکن یہ آواز انکی تو بالکل نہیں تھی ۔۔

آخر واسم اسے کس سے ملوانے لایا تھا۔۔۔

تجسّس کا شکار ہوتے اس نے قدم اندر کی طرف بڑھائے۔۔۔جہاں بیڈ پر تکیوں سہارے روباب آنکھیں موندے بیٹھی تھی۔۔۔

پھر واسم کو آتے دیکھ مسکراتی ہوئے سیدھی ہوئی۔۔

واسم نے آگے بڑھ کرانکی پیشانی پر پیار کیا تھا۔۔۔کیسی ہیں ماما؟؟؟؟؟اب آپکی طبیعت کیسی ہے؟؟؟؟

ساتھ ہی نرمی سے سوال کیا۔۔۔

میں بالکل ٹھیک الحمدللہ۔۔۔آپ کل سے کہاں غائب ہیں۔۔۔میں نے کتنی بار غنی سے پوچھا،،، لیکن انھوں نے بولا ضروری کام سے گیا ہے۔۔۔

انہیں اپنے سینے سے لگاتے ہوئے بہت محبت سے گویا ہوئی۔۔۔آخر اتنے سالوں بعد اپنے بچے سے ملی تھیں اتنی جلدی ممتا کی پیاس تو نہیں بجھ سکتی تھی نا

۔۔۔۔

جبکہ انکی شکایت پر وہ دھیرے سے مسکرایا تھا۔۔۔

وہ میں آپکی بہو کو لینے گیا تھا،،، جسکی تھوڑی طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے ہاسپٹل میں تھی۔۔۔

نرمی سے کہتے اس نے دروازے کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔

جہاں ایہا حیرت سے منہ کھولے معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

بیڈ پر براجمان ہستی کو دیکھتے زمین نے جیسے اسکے قدم جکڑ لیے تھے۔۔۔ کہ آیا وہ جو دیکھ رہی ہے وہ سچ میں حقیقت ہے۔۔۔

رو باب کو پہچاننا اس کیلیئے کچھ مشکل تو نا تھا۔۔۔ آخر ساری زندگی اسی شکل کی تصویر کو سینے سے لگائے بڑی ہوئی۔۔۔

جسے دیکھنے کے بعد اسے ایسا لگا جیسے اسکی اپنی ماما سامنے موجود ہو۔۔۔ لیکن واسم کا انہیں ماما پکارنا اور انکی آنکھوں کا رنگ دیکھتے اسے سمجھنے میں دیری نہیں لگی تھی

۔۔۔کہ یہ ہستی کون ہے۔۔۔کیونکہ حیدر شاہ کی زبانی اسے اتنا تو پہلے ہی پتا چل چکا تھا۔۔۔کہ اسکی ماما کی ایک بہن اور بھی تھی۔۔۔

جبکہ دوسری طرف واسم کے اشارے پر روباب نے بھی دروازے کی طرف دیکھا تھااور اپنے ہی جیسے نین نقوش لیے کھڑی اس لڑکی کو دیکھ کر انہیں پہنچاننے میں دیری نہیں لگی تھی۔۔۔

جسکے بارے میں نجمہ بیگم اسے کل ہی بتا چکیں تھیں۔۔۔

"ابیہا۔۔۔

انہوں نے بہت محبت سے پکارتے اسے اپنے بلایا تھا۔۔۔جبکہ حیرت کے پیش نظر وہ ابھی تک اپنی جگہ سٹل کھڑی تھی۔۔۔

" ابیہا

جبکہ اسے اپنی جگہ سے ہلتے نا دیکھ واسم خود اٹھ کر اسکے قریب آیا تھا۔۔۔

شاید وہ اسکی حالت سمجھ رہا تھا اس لیے نرمی سے مسکرایا۔۔۔

" سم یہ

اس نے حیرت سے سوالیہ اسکی طرف دیکھا۔۔۔

میری ماما اور تمہاری آنی۔۔۔ ابیہا کی آنکھوں سے آنسو چھلکے۔۔۔

ابیہا کیلئے یقین کر پانا بہت مشکل تھا اس نے ایک بار پھر اسکی طرف دیکھا ۔۔۔جس پر اس نے مسکرا کر سر ہلایا۔۔۔

واسم اسکا ہاتھ تھام کر اسے بیڈ پر روباب کے قریب لے کر آیا تھا۔۔۔جس نے بہت محبت سے اس کیلئے بانہیں پھیلائی۔۔۔

جن میں سماتے ہی ابیہا نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔

بس میری بچی۔۔۔۔

اسکا خوبصورت چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے بہت محبت سے چوما تھا ۔۔۔جس پر ایک خوبصورت مسکان نے ابیہا کے ہونٹوں کا احاطہ کیا۔۔۔۔

مجھے تو ابھی تک یقین ہی نہیں آ رہا۔۔۔آپ تو بالکل ماما جیسے ہو۔۔۔ایسا لگ رہا جیسے وہی میرے سامنے بیٹھی ہیں۔۔۔۔

روباب سے الگ ہو کر نم لہجے میں بولی۔۔۔۔جس پر انہوں نے ایک بار پھر اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔۔۔

جس سے ایک سکون سا ابیہا کو اپنے رگ و جان میں اترتا محسوس ہوا۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

رات کے تقریبا دو بجے کے قریب اس نے حویلی میں اپنے قدم رکھے ۔۔۔ پچھلے دو دنوں میں کیس کی ساری ڈیٹیلز اور ادھوری کاروائیوں کو مکمل کرتے سارے ثبوت اپنے سینئرز کو ہینڈاوور کرنے کے چکر میں اسے ایک پل کیلئے سر کھجانے کا وقت بھی نہیں ملا تھا۔۔۔

جس کے چلتے روباب کو گھر چھوڑنے کے بعد سے ہی وہ حویلی سے غائب تھا

۔۔۔۔

وہ جو روباب سے ملنے اور اس سے ڈھیر ساری باتیں کرنے کا ارادہ رکھتا،،، اس نے گھڑی میں وقت کو دیکھتے نفی میں سر ہلایا اور پھر ان سے صبح ملنے کا فیصلہ کرتے قدم اندر کی طرف بڑھائے۔۔۔

جب حویلی کے مین دروازے کے قریب پہنچتے اسے کسی کی مدہم سسکیوں کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔۔

اس نے حیرت سے پیچھے مڑتے آس پاس نظر دوڑائی لیکن کوئی دکھائی نہیں دیا ۔۔۔ لیکن رونے کی ابھی تک آرہی تھی۔۔۔۔جو شاید حویلی کے دائیں طرف بنے لان سے آرہی تھی۔۔۔۔

اس نے اندر جانے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے۔۔۔۔قدم اس طرف بڑھائے

۔۔۔۔

حویلی کے دائیں طرف بنے گازیبو میں جہاں ڈھیر سارے پھولوں کے درمیان خوبصورت جھولا رکھا تھا۔۔۔اس جھولے پر سفید کپڑوں ملبوس زرمینے چہرہ گھٹنوں میں چھپائے سسکیوں کے ساتھ روتی اپنی قسمت کا ماتم منارہی تھی۔۔۔۔

جبکہ اس نے اپنے لمبے خوبصورت بالوں کو کھول رکھا تھا۔۔۔ جنہوں نے اسکی پشت کے ساتھ پورے وجود کو چھپایا ہوا تھا۔۔۔

اسکا سفید دوپٹہ آدھا اسکے کندھے پر جبکہ آدھا جھولے سے نیچے لٹک رہا تھا ۔۔۔

اوپر سے ماحول میں پھیلی مختلف پھولوں کے ساتھ رات کی رانی کی خوشبو نے عجیب سما باندھا ہوا تھا جسکی وجہ سے پہلی نظر دیکھنے پر اس پر کسی آتما کا گھمان ہوتا تھا۔۔۔

کہ اچھا بھلا انسان ڈر جائے۔۔۔

لیکن چہرہ چھپا ہونے کے باوجود اسکے نازک وجود کو دیکھتے زارون پہلی نظر میں ہی اسے پہچان چکا تھا۔۔۔

رات کے اس پہر اسے یوں اکیلے میں روتے دیکھ کر اسکا دل پسیجا۔۔۔ جس پر ناچاہتے ہوئے بھی وہ قدم اسکی طرف بڑھاتے قریب آ کر رکا۔۔۔

جبکہ قدموں کے چاپ کی آواز اور کسی کو اپنے قریب آ کر رکتے محسوس کرتے زرمینے نے اپنا چہرہ اٹھایا تھا۔۔۔

جو کہ مکمل آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔۔۔

اور اپنے سامنے زارون شاہ کو دیکھتے ہوئے۔۔۔ پہلے تو اس کے چہرے پر بے ساختہ ہی ہلکی سی مسکراہٹ آئی اور وہ ایکدم اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی،،، اور اس سے پہلے وہ اسکے سینے کا حصہ بنتی،،، یکدم اسکے کانوں میں زارون کے زہریلے جملے گونجے اور ساتھ ہی اسے اپنے ساتھ کیے جانے والا سلوک یاد آیا۔۔۔ اپنے بچے کو کھونے کا درد،،، زارون کے ہاتھوں ہونے والی تذلیل یاد آئی۔۔۔

جس پر اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اپنے لبوں پر ہاتھ رکھا۔۔۔اور اسکی سائڈ سے نکلتی ہوئی تیز قدموں سے حویلی کی طرف بھاگی۔۔۔۔

دوسری طرف زارون جو سب کچھ بھولا کر اسکی حالت کو دیکھتے اسے اپنے سینے سے لگانے لگا تھا۔۔۔اسکے یکدم بدلتے چہرے کے تاثرات اور پھر اگنور کر کے بھاگنے پر پر سوچ نظروں سے اسکی پشت کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

زرمینے نے بھاگ کر اپنے کمرے میں آتے دروازے کو لاک لگایا اور اسکے ساتھ پشت ٹکا کر زمین پر بیٹھتی ہوئی۔۔۔۔اونچی آواز میں رونے لگی۔۔۔۔۔

اسے تو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کس کس چیز کا غم منائے۔۔۔۔اپنے باپ جس نے خود ہی اپنے ہاتھوں سے اپنی زندگی برباد کر لی تھی اور ساتھ اسکی اور

اسکی ماں کی بھی،،،،، جسکی سزا انہوں نے ساری زندگی دوسروں کی حقارت بھری نظریں جھیلتے بھگتنی تھی،،،،، اپنے ہونے والے بچے کا جسکی جان اسکے خود کے باپ نے ہی اپنے غصے اور انتقام کی نظر کر دی،،،،، یا پھر اپنی محبت کا جسکا گلا اسکی اوقات یاد دلاتے بہت بے دردی سے گھونٹا گیا تھا۔۔۔

وہ تو خود پر بھی حیران تھی کہ اتنا کچھ جھیلنے کے باوجود وہ اب تک زندہ کیسے تھی ۔۔۔اسے تو کب کا مر جانا چاہیے تھا۔۔۔

اگر خودکشی حرام نا ہوتی تو وہ کبھی اپنی جان دینے سے گزیر بھی نا کرتی۔۔۔

کیونکہ جیسی زندگی وہ اس وقت گزار رہی تھی اس سے تو کئی گنا بہتر موت تھی ۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

ایم سوری ماما،،،، میں نے آپ کے ساتھ بہت برا بیہیو کیا۔۔۔۔ لیکن اس وقت مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔اچانک سے یہ سب،،،، پلیز اپنی بیٹی کو معاف کر دیں۔۔۔۔

روباب کے دونوں ہاتھ تھام کر ابرش نم لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔۔

جس پر روباب نے نفی میں سر ہلاتے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔۔۔

نا ماما کی جان آپکو شرمندہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں،،،، میں جانتی ہوں میری گڑیا نے وہ سب جان بوجھ کر نہیں کیا۔۔۔۔

اسکا معصوم چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتے اسکے ایک ایک نقش کو پیار سے چومتے ہوئے وہ بولیں تھیں۔۔۔۔

جبکہ ساتھ ساتھ آنکھوں سے آنسو بھی جاری تھے۔۔۔۔

بدلے میں ابرش نے محبت سے انکے دونوں گال چومے تھے۔۔۔

اور دوبارہ انہیں اپنے گلے سے لگایا۔۔۔روباب کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ آئی۔۔۔

انہوں نے مسکرا کر پاس ہی بیٹھے ارمغان اور ضارب شاہ کی طرف دیکھا۔۔۔جو دونوں ان ماں بیٹی کے ملن کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔۔۔

ضارب شاہ تو اپنی باربی کی ان معصوم اداؤں پر فدا ہوا جا رہا تھا۔۔۔جس معصوم انداز سے وہ روباب کو منا رہی تھی اسکا دل کر رہا تھا سب کچھ فراموش کر کے اسے اپنے سینے میں چھپا لے۔۔۔

لیکن وقت اور حالات کو دیکھتے ہوئے بمشکل ہی سہی اپنے جذبات کو کنٹرول کر لیا۔۔۔

تبھی دروازہ ناک کرتے عظمی بیگم کمرے میں داخل ہوئیں تھیں۔۔۔اور انکے پیچھے ہی ہاتھوں میں ٹرے لیے ملازمہ جس میں چائے ساتھ دوسرے لوازمات سجے تھے۔۔۔۔۔

ابرش کو روباب کے گلے لگے دیکھ کر عظمی کے چہرے پر بھی خوبصورت مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

انہوں نے ملازمہ کو ٹرے ٹیبل پر رکھ کر باہر جانے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔
پھر خود آگے بڑھ کر سب سرو کرنے لگیں۔۔۔۔

سب سے پہلے کپ اٹھا کر انہوں نے ارمغان شاہ کی طرف بڑھایا۔۔۔ جنہوں نے اسے تھامنے سے پہلے بہت غور سے انکے چہرے کے تاثرات جانچے تھے

۔۔۔

لیکن انہیں کہیں بھی کسی قسم کی بھی جیلسی کا احساس انکے چہرے پر ڈھونڈھنے پر نہیں ملا۔۔۔

بلکہ انکے چہرے پر حسین مسکراہٹ کے ساتھ سکون ہی سکون موجود تھا ۔۔۔جسے دیکھ کر انہیں تھوڑی تسلی ہوئی تھی۔۔۔ورنہ جس طرح وہ انکا کمرہ چھوڑ کر گئیں تھیں۔۔۔

جس نے نا صرف انہیں اتنے سالوں سے انکے ساتھ کی گئیں زیادتیوں کا احساس دلایا بلکہ یہ کہنا ٹھیک ہوگا وہ اپنی نظروں میں شرمندہ ہوگئے تھے۔۔۔

ایسا بالکل نہیں تھا کہ انہیں عظمی بیگم کا احساس نہیں تھا۔۔۔وہ جو اتنے سالوں میں چاہ کر بھی انکی طرف قدم نہیں بڑھا پائے اسکے پیچھے ایک خاص وجہ تھی ۔۔۔

ارمغان شاہ کے دل میں ان کیلئے محبت نا سہی۔۔۔لیکن انکی محبت خلوص اور اپنے بچوں کے ساتھ اچھے سلوک کو دیکھتے ایک احترام کا جذبہ ضرور پیدا ہوگیا تھا۔۔۔

جس کے چلتے وہ عظمی بیگم کو انکا حق دینا چاہتے تھے۔۔۔

لیکن تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔۔۔۔ شروعات میں جب عظمی بیگم نے انکی طرف قدم بڑھائے تھے،،،، تو انھوں نے بارہا انہیں دھتکارتے ہوئے انہیں اپنی حد میں رہنے کی تلقین کی تھی۔۔۔۔ اس وقت وہ اندر سے بہت دکھی تھے روباب کے جانے کا غم اپنے بھائی بھابھی کی موت کا غم اور پھر انکے قاتلوں کا کوئی سراغ ہاتھ نا لگنا،،،، جس کے چلتے وہ انہیں انصاف بھی نہیں دلا پا رہے تھے،،،،، پھر ان حالات میں عظمی بیگم سے شادی وہ یکدم سے یہ ساری چیزیں ایک ساتھ بالکل قبول نہیں کر پا رہے تھے،،،،، جب وہ روباب کے غم اور اپنے دوسرے معاملات سے سنبھلے،،،، اور انہیں عظمی کا خیال آیا تب تک وہ انکے قریب آنا تو دور انہیں خود سے مخاطب کرنا بھی چھوڑ چکیں تھیں۔۔۔۔

اور وہ جو انہیں انکا حق دینا چاہتے صرف یہ سوچ کر رک گئے کہ کہیں وہ یہ نا سمجھے کہ اتنے سالوں بعد اپنی ضرورت پوری کرنے کی خاطر انکے در پر آئے ہیں

۔۔۔۔

عظمی بیگم انہیں کہیں یہ کہہ کر دھتکار نا دیں۔۔۔بس اسی وجہ سے انہوں نے کبھی انکی طرف کوئی پیش رفت نہیں کی۔۔۔۔

کیونکہ ایک مرد سب کچھ برداشت کر سکتا ہے لیکن ایک عورت کے ہاتھوں اپنی تذلیل اور دھتکار نہیں۔۔۔۔

لیکن کمرہ چھوڑنے سے پہلے کہ عظمی بیگم کے بولے گئے جملے نے انہیں شدت سے اپنی غلطی کا احساس کروایا تھا۔۔۔۔

انکے لہجے سے چھلکتا درد اور کم مائگی کا احساس اس بات کی دلیل تھا کہ کہیں نا کہیں وہ انکی طرف سے پیش قدمی کی منتظر تھیں۔۔۔۔

جسے ارمغان شاہ کبھی سمجھ ہی نہیں پائے۔۔۔۔

انہوں نے نرمی سے مسکراتے ہوئے انکے ہاتھ سے وہ کپ تھام لیا تھا۔۔۔اور اس سے پہلے وہ باقی سب کو سرو کرتی ابرش نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے روکا تھا۔۔۔۔

ماما آپ رہنے دیں میں سب کو دیتی ہوں۔۔۔

روباب سے الگ ہو کر وہ انکے قریب آئی تھی،،،، نہیں جاناں آپ بیٹھے میں ہوں نا میں دے دیتی ہوں۔۔۔۔ ویسے بھی اس حالت میں آپکو آرام کرنا چاہیے

۔۔۔۔

مسکرا کر اسکا چہرہ تھپتھپاتے ہوئے اسے ضارب کے پاس بیٹھنے کی تلقین کی تھی

۔۔۔۔

جبکہ انکی بات پر ایک شرمیلی مسکراہٹ اسکے ہونٹوں پر آئی تھی۔۔۔۔ اس نے بے ساختہ ہی ضارب شاہ کی طرف دیکھا جو آنکھوں میں وارفتگی لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ پھر شرماتے ہوئے اپنے باباسائیں کے ساتھ براجمان ہو گئی

۔۔۔۔

اسکی حرکت پر جہاں ضارب شاہ نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا تھا وہی ارمغان شاہ نے اسے اپنے ساتھ لگاتے محبت سے اسکے سر کو چوما۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف روباب ابھی تک ابرش کے عظمی کو ماما پکارنے پر حیرت سے ان سب کی طرف دیکھ رہیں تھیں۔۔۔۔

جب انہوں نے مسکراتے ہوئے چائے کا کپ انکی طرف بڑھایا۔۔۔۔

پچھلے کتنے دنوں سے وہ انکا خیال رکھ رہی تھی۔۔۔۔وہ بھی بنا کسی فائدے اور غرض سے۔۔۔۔ جسکے لیے کتنی بار روباب انکا شکریہ بھی ادا کر چکیں تھیں

۔۔۔

لیکن وہ کس رشتے سے اس گھر میں رہ رہی تھیں۔۔۔۔یہ پوچھنے کا انہیں ایک پل کیلئے بھی خیال نہیں آیا۔۔۔۔

لیکن اب ابرش کا انہیں ماما کہہ کر پکارنا۔۔۔۔ ناجانے کیوں انکا دل بری طرح دھڑکا گیا۔۔۔۔

روباب "کیا ہوا؟؟؟

وہ جو اپنی سوچوں میں غلطاں تھیں۔۔۔ عظمی کے پکارنے پر بے ساختہ ہوش میں آئیں۔۔۔

"کچھ ،،،، کچھ نہیں۔۔۔

پھر انکے بڑھے ہوئے ہاتھ سے کپ تھام لیا۔۔۔

تبھی دروازہ ہلکا سا ناک کرتے زارون اندر داخل ہوا۔۔۔

السلام و علیکم "ایوری ون کیسے ہیں سب ؟؟؟؟

جبکہ اسکے ہلکے پھلکے انداز پر کمرے میں موجود سبھی افراد مسکرائے تھے۔۔۔

کہاں تھے آپ ؟؟؟؟ کچھ خیر خبر بھی ہے ؟؟؟؟ ہم سب کتنے پریشان تھے ۔۔۔بندہ ایک فون کال کر کے ہی اپنی خیریت کے بارے میں بتا دیتا ہے ۔۔۔آپ کو کچھ تو احساس ہونا چاہیے اب آپکی ایک عدد بیوی بھی ہے ۔۔۔جسکا خیال رکھنا آپکی ذمہ داری ہے۔۔۔

اسکے اندر داخل ہوتے ہی عظمی بیگم مصنوعی غصے کا اظہار کرتیں آگے بڑھ کر اسکا کان پکڑ چکیں تھیں۔۔۔۔

آوچ ماما بات تو سن لیں یار۔۔۔۔

عظمی بیگم کی ڈانٹ اور زارون کے انہیں ماما پکارنے پر ایک بار پھر روباب نے چونک کر انکی طرف دیکھا۔۔۔۔

اور پھر ارمغان شاہ کی طرف جو ان دونوں کی طرف مسکرا کر دیکھ رہے تھے

۔۔۔۔

نہیں سننی مجھے آپکی کوئی بھی بات،،،،زارون اتنی لاپرواہی۔۔۔۔آپکو کچھ احساس بھی ہے اس وقت میں زر کو آپکی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔۔۔اور آپ ہیں کہ گھر میں ٹکتے ہی نہیں۔۔۔۔

سوری یار بہت ضروری کام سے گیا تھا جسکی وجہ سے بالکل ٹائم نہیں مل سکا

لیکن وعدہ کرتا ہوں آئندہ شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔۔۔اب تو اپنی یہ ناراضگی ختم کر دیں۔۔۔۔

عظمی بیگم کے سمجھانے پر وہ انہیں مناتے ہوئے بولا۔۔۔

جس پر پہلے تو انہوں نے اسے گھوری سے نوازا پھر اسکے چہرے کے معصوم ایکسپریشنز کو دیکھتے دھیما سا مسکرائیں تھیں۔۔۔۔زارون نے آگے بڑھ کر انہیں اپنے سینے سے لگایا ساتھ ہی انکی پیشانی چومی۔۔۔۔

چلیں بیٹھے آپ کو بھی چائے دوں۔۔۔۔

نرمی سے بولتے وہ الگ ہوئی تھیں۔۔۔زارون نے مسکراتے سر ہلایا اور پھر روباب کے پاس بیڈ پر براجمان ہو گیا۔۔۔

ماما اب کیسی طبیعت ہے آپکی۔۔۔۔بہت نرمی کے ساتھ انہیں اپنے ساتھ لگاتے ہوئے سر پر بوسہ دیتے بولا۔۔۔۔

روباب جو عظمی اور زارون کی بانڈنگ کو دیکھتے ہوئے گہری سوچ میں چلی گئیں تھیں۔۔۔۔

زارون کے پیار کرنے پر بادقت ہی مسکرائیں۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔

انکا لہجہ بہت دھیما سا تھا۔۔۔۔جسے زارون نے محسوس کیا۔۔۔۔

کیا ہوا؟؟؟؟

مجھے آپ ٹھیک نہیں لگ رہیں۔۔۔۔انکے ہاتھوں کی کپکپاہٹ کو محسوس کر کے چائے کا کپ تھام کر ٹیبل پر رکھتے انہیں دونوں ہاتھوں میں تھاما۔۔۔۔

روباب نے اسکی بات پر غور کرنے کی بجائے ارمغان شاہ کی طرف دیکھا تھا ۔۔۔۔جس پر وہ فوراً اٹھ کر انکے قریب آئے تھے۔۔۔۔

کیا ہوا روباب؟؟؟؟سب ٹھیک ہے؟؟؟؟

انہیں اپنے حصار میں لیتے بے چینی سے گویا ہوئے۔۔۔۔

جسکا جواب دینے کی بجائے انہوں نے عظمی بیگم کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔انکی بگڑتی ہوئی حالت اور آنکھوں میں نظر آتے سوال کو دیکھتے،،،،،انہیں تمام معاملہ سمجھ آیا تھا۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف انکی حالت کو دیکھتے عظمی بیگم کے ساتھ ضارب ابرش بھی پریشان ہوتے اٹھ کر قریب آئے تھے۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

تاشے اور رومان شاہ شاہ حویلی پہنچے تھے۔۔۔۔

جنکا وہاں حیدر شاہ نے والہانہ استقبال کیا گیا تھا۔۔۔۔اور انہیں لینے کیلیئے خصوصی طور پر ضارب شاہ نے خان کو بھیجا تھا۔۔۔۔

خان تو زرتاشے کا اس گھر سے اتنا گہرا رشتہ جان کر ہی اپنی جگہ پریشان ہو گیا تھا

۔۔۔۔

زندگی میں پہلی بار اسے کوئی لڑکی پسند آئی تھی۔۔۔۔جس کیلئے اپنے دل میں اسنے الگ سے جذبات پنپتے ہوئے محسوس کیے تھے۔۔۔لیکن اسکا مقام دیکھتے ہوئے۔۔۔اسکی اتنی جرت نہیں تھی کہ وہ اس سے نظر اٹھا کر بھی بات کرتا ۔۔۔۔اسے اپنی زندگی میں شامل کرنا تو بہت دور کی بات تھی۔۔۔۔

گاڑی سے نکلتے ہوئے اس نے سر جھکا کر گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا۔۔۔۔

تاشے نے مسکراتی نظروں سے اسکے وجیہہ چہرے کو دیکھا اور پھر اسکے جھکے ہوئے سر کو۔۔۔ نظریں تو وہ پہلے بھی جھکا کر رکھتا تھا۔۔۔۔لیکن ایسے کبھی سر نہیں جھکایا تھا،،،اور اسکی وجہ شاید شاہ حویلی والوں سے اسکا رشتہ تھا ۔۔۔۔لیکن پھر بھی اسے خان کا اپنے سامنے سر جھکانا پسند نہیں آیا۔۔۔

وہ اس سے بات کرنا چاہتی تھی۔۔۔اسے یہ سب کرنے سے منع کرنا چاہتی تھی لیکن رومان کی موجودگی کی وجہ سے خاموشی سے باہر نکل گئی۔۔۔۔

جب رومان دوسری طرف سے نکل کر آتا اسے اپنے حصار میں لے کر حویلی کے اندر کی طرف بڑھا تھا اور پیچھے خان نے اپنا جھکا ہوا سر اٹھا کر ان دونوں کی پشت کو دیکھا۔۔۔

پھر نفی میں سر ہلاتے اپنی قسمت پر طنزیہ مسکراتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

"السلام وعلیکم۔۔۔۔

حویلی کے مین دروازے پر کھڑے حیدر شاہ انہیں اپنے ساتھ لیتے اندر کی طرف بڑھے۔۔۔۔

جبکہ لاؤنج میں داخل ہوتے ان دونوں نے وہاں موجود سبھی افراد کو مشترکہ سلام کیا تھا۔۔۔

جسکا جواب تقریباوہاں موجود سبھی افراد نے ہی خوش اسلوبی سے دیا تھا ۔۔۔ایک سوائے واسم شاہ نے۔۔۔کیونکہ اسے ان دونوں کو وہاں دیکھ کر کوئی خاصی خوشی نہیں ہوئی تھی۔۔۔

البتہ حیدر شاہ کے فیصلے کے بعد اس نے زیادہ کچھ کہنے سے گریز ہی کیا تھا ۔۔۔۔

جبکہ اسکے برعکس ایہا نے بہت خوش اسلوبی سے آگے بڑھ کر تاشے کو گلے لگایا تھا۔۔۔

"ویلکم ٹو دا فیملی۔۔۔

تھینک یو۔۔۔

تاشے نے پیار سے کہتے اسکے دائیں گال پر پیار کیا تھا۔۔۔ جسکے بدلے ایہا نے بھی وہی عمل دوہرایا۔۔۔

جسے دیکھتے واسم شاہ نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں۔۔۔

واسم کو ایہا کا یوں تاشے سے پیار جتانا بالکل پسند نہیں آیا تھا۔۔۔ایہا کمرے میں آو ضروری بات کرنی ہے۔۔۔

سرد لہجے میں کہتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

جس پر چونک کر سب نے اسکی طرف دیکھا۔۔۔ لیکن وہ نظرانداز کر گیا۔۔۔

میں ابھی آتی ہوں۔۔۔

ایہا کو اس ڈریگن کی حرکت پر غصہ تو بہت آیا۔۔۔ لیکن پھر خود پر کنٹرول کرتے ہوئے تاشے کا چہرہ تھپتھپا کر پیار سے بولتی اسکے پیچھے قدم بڑھا گئی۔۔۔

ایہا کے جاتے ہی ابرش نے اسے گلے لگا کر پیار کیا۔۔۔ جبکہ رومان کو سلام بولا۔۔۔ جسکا اس نے مسکرا کر جواب دیتے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا۔۔۔

پھر باری باری سب سے ملتے ہوئے۔۔۔تاشے اور رومان نجمہ بیگم کے سامنے آ کر کھڑے ہوئے تھے۔۔۔۔

یقیناان کیلئے اپنی سوتن کی اولاد کو قبول کر پانا بہت مشکل ہو گا۔۔۔لیکن نجمہ بیگم نے ان دونوں کی سوچ کو غلط ثابت کرتے ہوئے مسکرا کر دونوں کو اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔۔۔

جس پر وہ دونوں ہی بہت حیران ہوئے تھے۔۔۔۔

جبکہ انکو اپنے سینے سے لگاتے نجمہ بیگم نے بے آواز رونا شروع کر دیا تھا ۔۔۔۔جسے دیکھتے وہاں موجود سبھی افراد کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔۔۔۔

"آنٹی پلیز۔۔۔۔

رومان نے الگ ہو کر انکے بہتے ہوئے آنسو صاف کرتے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

"آنٹی نہیں ماما۔۔۔

نجمہ بیگم نے اسکے وجیہہ چہرے کو ہاتھوں میں تھامتے ہوئے پیشانی پر بوسہ دیا ۔۔۔۔ساتھ پیار سے سرزنش کی۔۔۔

بے ساختہ ہی رومان کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے۔۔۔۔دراصل نجمہ بیگم کے ماما لفظ نے اسے اسکی ماں کی یاد دلادی تھی۔۔۔جو موسی شاہ کی بے حسی کی وجہ سے تڑپ تڑپ کر مر گئی تھی۔۔۔

اور آج نجمہ بیگم،،،،زرمینے،،،،تاشے اور وہ جس مقام پر کھڑے تھے ان سب کا بھی وہی شخص ذمہ دار تھا۔۔۔۔

موسی کیلئے اس کی نفرت میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔۔۔

پھر نجمہ بیگم کی طرف دیکھتے جو اسے ہی امید بھری نظروں سے دیکھ رہیں تھیں ۔۔۔۔

مسکرا کر سر ہلا گیا۔۔۔۔

"جی ماما۔۔۔

جس پر ایک خوبصورت مسکراہٹ نے انکے چہرے کا احاطہ کیا۔۔۔

آنٹی زرمینے کدھر ہے ؟؟؟؟

زر کو وہاں موجود نا دیکھتے ہوئے تاشے نے سوال کیا۔۔۔

بیٹا وہ انکی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔۔اس لیے وہ اپنے کمرے میں آرام کر رہی ہیں۔۔۔اصل میں میں نے انہیں بتایا نہیں کہ آپ لوگ آگئے ورنہ آپ سے ملنے ضرور آتیں۔۔۔

انہوں نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے صفائی دی۔۔۔تاکہ وہ زر کو لے کر اپنے دل میں کوئی خلش نا رکھیں۔۔۔

کوئی بات نہیں ہم پھر مل لیں گے۔۔۔دونوں بات کو سمجھتے مسکرا کر بولے۔۔۔جس پر انہوں نے سکھ کا سانس لیا۔۔۔

وہ لوگ سب کے درمیان بیٹھے کافی دیر باتیں کرتے رہے۔۔۔۔اور اسکے بعد نجمہ بیگم نے انکے آرام کا خیال کرتے ہوئے اٹھنے کا بولتے انہیں ان دونوں کے کمرے دکھائے۔۔۔۔

جو اپنے پورشن میں ان کیلئے سپیشل تیار کروائے تھے۔۔۔۔جو ان دونوں کو ہی پسند آئے۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

سم یہ کیا حرکت تھی؟؟؟؟آپکو پتا بھی ہے میں کتنا شرمندہ ہوئی ہوں دونوں کے سامنے۔۔۔۔۔

وہ کیا سوچتے ہونگے کہ میرے شوہر کی نظر میں میری یہ اہمیت ہے۔۔۔۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ واسم کے تاثرات جانچے بناہی بولنا شروع ہو گئی

"واشروم میں جا کر منہ دھو کر آو۔۔۔۔

اسکی ساری باتوں کو نظرانداز کرتے ہوئے۔۔۔سپاٹ لہجے میں بولا۔۔۔۔

ایبہا کا منہ حیرت سے کھل گیا۔۔۔۔

تمہیں سنائی نہیں دے رہا۔۔۔۔جاو منہ دھو کر آو۔۔۔۔

اسے اپنی جگہ پر سٹل کھڑا دیکھ کر دھاڑا۔۔۔جس پر وہ جی جان سے کانپی۔۔۔۔

کیوں،،،، میں کیوں منہ دھو کر آوں؟؟؟؟ لیکن پھر خود کو کمپوز کرتے ہوئے غصے سے بولی۔۔۔۔

تم ایسے نہیں مانوں گی۔۔۔۔

اسکی بات کا جواب دینے کی بجائے وہ اسے ایک جھٹکے سے کندھے پر اٹھاتا واشروم کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔

"واسم۔۔۔۔

ایہا نے ہاتھ پھیر چلاتے ہوئے اترنے کی کوشش کی۔۔۔۔ سم ٹم برتن دھونے والے وم چھوڑیں مجھے،،،، اسکی کمر پر اپنے نازک ہاتھوں کے مکے برساتے بولی جسکا اس نے کوئی خاص اثر نہیں لیا۔۔۔۔اور واشروم میں داخل ہو کر ایک پاؤں سے دروازہ بند کرتے ہوئے اسے سیدھا لا کر شاور کے نیچے کھڑا کرتے ہوئے اسے آن کیا۔۔۔۔۔

جسکی پہلی پھوار ہی ان دونوں کو مکمل بھگو گئی۔۔۔۔

آپکا کہیں دماغ وغیرہ خراب تو نہیں ہو گیا۔۔۔۔اسے خود سے الگ کرنے کی کوشش کرتی ہوئی غصے بولی۔۔۔۔

ہاں ہو گیا ہے میرا دماغ خراب ۔۔۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی ۔۔۔اسے خود کو کس کرنے دینے کی اور بدلے میں اسے کس کرنے کی ۔۔۔

اسکا نازک چہرہ اپنے ہاتھ میں دبوچتے ہوئے وہ غصے سے دھاڑا ۔۔۔

" سم

ابیہا اسکی بات سن کر ششدر اسکے وجیہہ چہرے کی طرف دیکھنے لگی ۔۔۔

وہ بہن ہے ۔۔۔

کتنی دیر بعد جاکر وہ کچھ بولنے کے قابل ہوئی تھی ۔۔۔

پہلی بات وہ کوئی تمہاری بہن وہن نہیں ہے ۔۔۔ سیکنڈ میرے علاوہ تمہیں ایسے کوئی چھوئے مجھے ہر گز پسند نہیں ۔۔۔

اسے دونوں بازوؤں سے تھام کر مزید اسے اپنے قریب کرتے شدت پسندی سے گویا ہوا ۔۔۔

اگر تمہیں زیادہ ہی پیار آتا ہے۔۔۔ یا پیار کی طلب ستاتی ہے تو میں تمہیں چوبیس گھنٹے کیلئے اویلبل ہوں۔۔۔ مجھے بولوں ہر لمحہ ہر گھڑی تم پر اپنے پیار کی شدتیں نچھاور کرنے کیلئے تیار ہوں۔۔۔۔

لیکن آئندہ اگر تمنے ایسی حرکت انجام دی تو سوچ لینا،،، ایسا حال کرونگا دوبارہ کسی پر پیار نچھاور کرنے سے پہلے ہزار بار سوچو گی۔۔۔

" سم

واسم کے جنون کو دیکھتے۔۔۔ ایہا کے منہ سے لفظ نکلنے سے انکاری تھے

۔۔۔

خوبصورت چہرہ خون چھلکانے لگا،،، جبکہ وجود کی کپکپاہٹ میں واضح اضافہ ہوا تھا۔۔۔

اسکے چہرے کی اڑی رنگت اور کھلے منہ کو دیکھتے،،، واسم نے بہت نرمی سے اسکے ہونٹوں کو لبوں سے چھوا۔۔۔

ان سب کے دوران پانی مسلسل ان پر برستا ہوا ان دونوں کو بھگو رہا تھا۔۔جسکا ان دونوں کو ہی ہوش نہیں تھا۔۔۔

"سم۔۔۔

سانسوں کو آزادی ملنے پر ایہا نے اسے پیچھے دھکیل کر وہاں سے بھاگنا چاہا ۔۔۔جب واسم نے اسکی کلائی کو تھامتے ہوئے دوبارہ اپنی طرف کھینچا ۔۔۔ایہا سیدھا اسکے کشادہ سینے سے ٹکرائی۔۔۔

جبکہ گرنے کے ڈر سے اسکے کندھوں کو دونوں ہاتھوں سے تھاما۔۔۔

اسکے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھ واسم کے لب خود باخود مسکرائے۔۔۔۔اور وہ خود پر ضبط کھوتے دوبارہ اس پر جھکنے لگا۔۔۔

جب ایہا نے اسکے لبوں پر ہاتھ رکھتے نفی میں سر ہلایا۔۔۔مسلسل خود پر پانی گرنے کی وجہ سے اسے سانس پہلے ہی رک رک کر آرہا تھا،،،اوپر سے واسم کی جان لیوا قربت کو جھیلنا۔۔۔

اسکی ہمت خود کے اندر مفقود پاتی تھی۔۔۔۔

جبکہ اسکی حرکت پر واسم کے چہرے کے تاثرات ایک بار پھر بدلے تھے۔۔۔

سم مجھے سانس نہیں آرہا؟؟؟؟؟

اس سے پہلے واسم غصے میں کچھ کہتا وہ گہرا سانس لینے کی کوشش کرتی ہوئی بمشکل بولی۔۔۔

بیا کیا ہوا جان؟؟؟؟

ایبہا کے چہرے بدلتے تاثرات اور بند ہوتی سانسوں کا خیال کرتے ہوئے واسم شاہ نے فوراشاور بند کیا تھا۔۔۔

جبکہ اسے خود سے لگا کر پیٹھ سہلانے لگا۔۔۔

جسکا خاطر خواہ کوئی اثر نا ہوتے دیکھ اسکے لبوں پر جھکتا اپنی سانسیں اسکے نازک وجود میں اتارنے لگا۔۔۔۔

ایہا کی بند ہوتی سانسوں میں دوبارہ روانی آئی تھی جسے محسوس کرتے پیچھے ہوتا اسے اپنے سینے لگا گیا۔۔۔

اور ساتھ ساتھ اسکی بیک بھی سہلا رہا تھا۔۔۔

آخر وہ اتنی بڑی غلطی کیسے کر سکتا تھا۔۔۔ایہا کی اس وقت جو حالت تھی ۔۔۔اسے بہت کیئر اور نرمی کی ضرورت تھی ۔۔۔اور وہ آج اپنے غصے میں سب کچھ فراموش کیے کتنی بڑی غلطی کر گیا تھا۔۔۔

اگر ایہا یا پھر اسکے بچے کو کچھ ہو جاتا تو یہ سوچ ہی اس کیلئے سوہان روح تھی ۔۔۔

اب کیسا فیل کر رہی ہو ؟؟؟؟؟

تھوڑی دیر بعد اسے خود سے الگ کر کے بہت نرمی سے گویا ہوا۔۔۔ جبکہ اسے خود کیلئے یوں پریشان ہوتے دیکھ کر وہ خوبصورتی سے مسکرائی۔۔۔

بہتر۔۔۔

لیکن جواب ایک لفظی ہی دیا۔۔۔

" شکر

ورنہ ابھی تم سے پہلے میری جان نکل جاتی۔۔۔

اسے اپنے سینے میں بھینچتے ہوئے بہت محبت سے گویا ہوا۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

واسم کے بولے گئے الفاظ سن کر ایہا نے حیرت سے سر اٹھا کر اسکے وجیہہ چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔

لیکن نیلے نینوں میں نظر آتے جذبات نے اسے دوبارہ نظریں جھکانے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔

جبکہ اسے خود سے شرماتے دیکھ واسم کے ہونٹوں پر دھیمی مسکراہٹ آئی۔۔۔

کیا ہوا؟؟؟؟

اس نے تھوڑا سا جھکتے اسکے کان کے قریب گھمبیر سرگوشی کی۔۔۔ساتھ ہی کان کی لوں پر اپنے دہکتے ہونٹ رب کیے۔۔۔۔

جس سے ایہا کے نازک وجود نے ایک جھرجھری سی لی۔۔۔

کچھ،،،،، کچھ،،،، بھی تو نہیں۔۔۔۔

اٹک اٹک کر بولی۔۔۔

سچ میں کیا؟؟؟؟

واسم نے جھک کر اسکے سرخ رخساروں کو چھوا۔۔۔

ج،،،،،جی۔۔۔

اسکے بھیگے نرم ہونٹوں کے ساتھ داڑھی مونچھوں کے چبھتے کسمساتے لمس پر بمشکل ہی بول پائی۔۔۔

جبکہ اسکی بولتی بند ہوتے دیکھ۔۔۔وہ نرمی سے مسکرایا۔۔۔

پھر ہاتھ بڑھا کر اسکے بھیگے وجود کو نرمی سے ڈوپٹے کی قید سے آزاد کروایا۔۔۔

واسم۔۔۔

ابیہا نے تڑپ کر اسکے ہاتھوں کو تھاما۔۔۔

واسم نے نظریں اٹھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔بس پھر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں پڑی۔۔۔ایہا کے ہاتھ خود باخود پیچھے ہو گئے۔۔۔

کمر پر بندھی ڈوریوں کو کھولتے کندھے سے شرٹ سرکاتے وہاں جھکتے نرمی سے لبوں سے چھوا۔۔۔

ایہا نے اپنا توازن برقرار رکھنے کیلئے اسکے کندھوں کو تھاما۔۔۔اور دھڑکتے دل سے آنکھیں بند کر گئی۔۔۔

واسم نے چند پل اسے محسوس کرنے کے بعد اسکا رخ بدلہ اور اسکی پشت سینے سے لگاتے ہوئے کمر پر پکڑ مظبوط کی اور پیچھے گردن میں جھک کر شدتیں نچھاور کرنے لگا۔۔۔

آج واسم کے لمس میں ہلکی شدت کے ساتھ الگ سی نرمی کا تاثر تھا۔۔۔وہ اسے بہت نرمی اور احتیاط کے ساتھ چھو رہا تھا۔۔۔

جیسے کوئی کانچ کی گڑیا۔۔۔

جسے محسوس کر کے اسکے لب خود با خود مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔

واسم نے دونوں ہاتھ اسکے کندھوں پر رکھتے ہوئے۔۔۔

شرٹ نیچے کی طرف سرکائی۔۔۔

جو اسکے بازوؤں سے پھسلتی اسکے ریشمی بدن سے سرکتی چلی گئی۔۔۔ابیہا نے شرم سے سرخ پڑتے اپنی آنکھیں سختی سے بند کی۔۔۔

واسم نے اسکا رخ اپنی طرف کیا۔۔۔

پھر اسکی بند آنکھوں کو دیکھتے مسکرا کر ہونٹوں سے چھوتا۔۔۔اسکے گرد ٹاول لپیٹ کر گود میں اٹھاتے قدم باہر کی طرف بڑھائے۔۔۔

ابیہا نے بازو اسکے گلے میں باندھتے۔۔۔سرخ چہرہ اسکی گردن میں چھپایا

۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

واشروم سے نکل کر واسم سیدھا ڈریسنگ روم میں آیا تھا۔۔۔اور اسے ایک طرف کھڑا کرتے ہوئے وارڈروب سے ایک شاپنگ بیگ نکالا۔۔۔

اور پھر پلٹ کر اسکی طرف دیکھا جواب تک نظریں جھکائے کھڑی تھی۔۔۔

دونوں کے درمیان کا فاصلہ سمیٹ کر وہ اسکے قریب آکر کھڑا ہوا۔۔۔

ابھی واسم نے اسکی طرف اپنا ایک ہاتھ بڑھایا ہی تھا جب وہ پھدک کر پیچھے ہوئی۔۔۔

یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟؟؟؟

ٹاول کو سختی سے تھامتے ہوئے وہ جھجھکتے ہوئے بولی۔۔۔

کیا کر رہا ہوں میں؟؟؟؟

وہ ایک بار پھر اسکے قریب ہوتا معنی خیز لہجے میں گویا۔۔۔۔ایبہا نے نظر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔

جو لو دیتی نگاہوں سے اسکی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔البتہ چہرے سے سنجید گی چھلک رہی تھی۔۔۔

یہ آپ مجھے دے دیں۔۔۔میں خود چینج کر لیتی ہوں۔۔۔

اسکے ہاتھ میں بیگ کو دیکھتے ہوئے وہ نرمی سے بولی،،، جبکہ اسکی بے باک نگاہوں کو دیکھتے نظریں ایک بار پھر جھکا لی تھیں۔۔۔

نہیں آج میں تمہیں خود تیار کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

ایک ہاتھ سے اسے نرمی سے تھامتے اپنے قریب کرتا محبت سے بولا۔۔۔

لیکن"۔۔۔

شش" اب آواز نا آئے۔۔۔۔

اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش کرواتے ہوئے۔۔۔۔وہ سرگوشی میں بولتا نرمی سے اپنے قریب کر گیا۔۔۔۔

ایہا کیلیئے تو شرم سے نظریں اٹھانا مشکل ہو گیا۔۔۔جبکہ چہرہ الگ خون چھلکانے لگا تھا۔۔۔۔

اسکے نازک وجود کی دلکشی،،،، کپکپاہٹ،،،،، شرم وحیا،،،،، تیز دھڑکتی دھڑکنوں کا رقص جسکی دھمک واسم کو اپنے کانوں تک سنائی دے رہی تھی

۔۔۔۔

واسم کیلیئے خود کو کنڑول کرنا کسی امتحان سے کم نہیں تھا لیکن وہ ضبط کا دامن تھامتے اپنی کاروائی مکمل کرتا۔۔۔آرام سے پیچھے ہو گیا۔۔۔۔

اور ایک بھرپور نظر ایہا کے نازک سراپے پر ڈالی،،،،، جو رائل بلو کلر کے اس فینسی ڈریس میں چاندی کی طرح دھمک رہی تھی۔۔۔۔

نیٹ کی خوبصورت گھٹنوں سے نیچے تک آتی اوپن شرٹ جسکا درمیانی کٹ اوپر
پیٹی کے ساتھ شروع ہو کر اینڈ تک جاتا تھااور ساتھ نیچے گھیراؤدار پلازو،،،
جسکے گلے اور دامن پر وائٹ ڈائمنڈ کا خوبصورت کام کیا گیا تھا۔۔۔

جس نے اس ڈریس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کیا تھا۔۔۔یہ ڈریس
خوبصورت ہونے کے ساتھ ہلکاسا بولڈ بھی تھا،،،جس میں ایہا کا نازک پیٹ
درمیان میں لگے کٹ کی وجہ سے واضح ہو رہا تھا۔۔۔واسم شاہ نے ایہا کیلئے
سپیشلی خود آڈر کر کے یہ اپنی پسند سے منگوایا تھا۔۔۔

اور اسکی توقع کے عین مطابق ایہااس میں قیامت ڈھارہی تھی۔۔۔کہ چند
پل کیلئے واسم شاہ خود بھی مبہوت رہ گیا۔۔۔

پھر نفی میں سر ہلاتے مسکرا کر اسکا ہاتھ تھام کر باہر لاتے بیڈ پر بیٹھایا۔۔۔

بس دو منٹ میں ابھی چینج کر کے آیا۔۔۔

اور پھر جلدی سے ڈریسنگ روم میں دوبارہ بند ہو گیا۔۔۔

ایہا نے مسکرا کر اسکی چوڑی پشت کو دیکھا۔۔۔ پھر اٹھ کر خود آئینے کے سامنے آئی۔۔۔

آئینے میں نظر آتے اپنے عکس کو دیکھتے ایہا نے واسم شاہ کی پسند کو سراہا۔۔۔

اور پھر اسکے آج کے رویے کو سوچتے شرم سے سرخ پڑتی دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا گئی۔۔۔

تبھی رائل بلو کلر تھری پیس سوٹ میں وہ نک سک سا تیار باہر آیا۔۔۔اور اسے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر شرماتے دیکھ دھیرے سے مسکرایا۔۔۔

واسم چند قدموں سے دونوں کے درمیان کا فاصلہ سمیٹتے ہوئے۔۔۔اسکے قریب آتے پشت سے اسے اپنے حصار میں لیا۔۔۔

جس پر وہ کچھ ہوش میں آئی تھی۔۔۔

نظریں اٹھائیں مسز۔۔۔اسکی کان کی لوں کو لبوں سے چھوتے دھیمی سرگوشی کی۔۔۔

ایہا نے اپنی بھاری ہوتی پلکیں اٹھائی۔۔۔اور سامنے آئینے میں دیکھا۔۔۔۔جہاں ان دونوں کا عکس ایک ساتھ بہت مکمل اور خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔

جسے دیکھ کر ایہا کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔لیکن ساتھ میں اسکی قربت کو محسوس کر کے شرم سے سرخ بھی ہوئی۔۔۔۔مسز

For me,

You are a precious pearl of life

I can’t express my feelings…..

اس شرم وحیا کے پیکر کو دیکھتے گھمبیر تا سے بولتا اچانک رک گیا۔۔۔۔شاید اپنے احساسات بیان کرنے کیلئے اسے الفاظ نہیں مل رہے تھے۔۔۔

جبکہ اسکے لفظوں کو محسوس کرتے ایہا نے حیرت سے پلٹ کر اسکی طرف دیکھا،،،جو تھوڑا شش وپنج کا شکار نظر آرہا تھا۔۔۔

لیکن ابیہا کیلئے تو اس کے بولے گئے یہ دو جملے بھی ایسے تھے جیسے ان لفظوں میں اسے پوری کائنات مل گئی ہو۔۔۔۔

"ابیہا۔۔۔۔

اسے خود کو تکتے دیکھ واسم نے کچھ کہنا چاہا۔۔۔۔

جب ابیہا نے ساری باتوں کو پس و پشت ڈالتے ہوئے دونوں بازو اسکی گردن میں باندھے اور تھوڑا اوپر ہو کر گھنی مونچھوں کے نیچے اسکے سرخ و سفید لبوں کے ساتھ اپنے نرم لب جوڑ دیئے۔۔۔۔

اور محبت کے ساتھ ایک طویل بوسہ دیتے پیچھے ہو کر پیشانی اسکی کشادہ پیشانی پر ٹکائی۔۔۔۔

Don't worry ,,

I can understand ....

You have no need to express anything.....

Because we are soulmates ....

بہت محبت کے ساتھ کہتے ہوئے اسکی دونوں آنکھوں کو چوما اور پھر اپنے لب اسکی ٹھوڑی پر ٹکائے۔۔۔

جس سے ایک سرشاری سی واسم شاہ کو اپنی رگ و جان میں دوڑتی محسوس ہوئی

۔۔۔۔

ساتھ اسکے بے باک لمس پر پتا نہیں کیوں اسکا چہرہ ہلکا سا سرخ بھی ہو گیا تھا

۔۔۔۔

شاید اس لیے کہ ابیہا نے اپنی محبت کا ایسا والہانہ عملی اظہار پہلی بار کیا تھا۔۔۔

سم آپ بلش کر رہے ہیں ؟؟؟؟

تھوڑی دیر بعد اس سے الگ ہو کر واسم کے سرخ چہرے کو دیکھتے ہوئے ابیہا نے قہقہہ لگایا تھا۔۔۔

جس پر واسم نے فورا خود کو کمپوز کرتے اسے گھوری سے نوازا۔۔۔

جسکا کم از کم فلحال ایہا پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔۔۔

اووووو "یو آر سو کیوٹ۔۔۔ میں بتا نہیں سکتی مجھے اس وقت آپ پر کتنا پیار آیا رہا ہے۔۔۔

اسکے دونوں گالوں کو کھینچتے مسکرا کر بولی۔۔۔

جس پر واسم نے گہری نگاہوں سے اسکے خوبصورت چہرے کی طرف دیکھا ۔۔۔ پھر یکدم کمر سے تھامتے ہوئے اپنے قریب کر گیا۔۔۔

جس سے ایہا کی ہنسی کو فورا بریک لگا۔۔۔

پیار تو مجھے بھی بہت آ رہا تم پر،،، لیکن اگر اس وقت میں نے اسکا عملی اظہار شروع کر دیا تو مجھے ڈر ہے کہیں تم وقت سے پہلے اپنے ہوش نا کھو دو۔۔۔

ایہا کے ناک کے ساتھ اپنی تیکھی ناک رب کرتے ہوئے معنی خیز نظروں سے دیکھا۔۔۔ جبکہ دونوں کے چہرے اس وقت اتنے قریب تھے کہ بولتے وقت واسم کے لب ایہا کے لبوں سے مس ہو رہے تھے۔۔۔

جس سے ایک بے چینی سی اسکے وجود میں سرائیت کرتے اسکی ساری شوخی اور شرارتوں کو اپنے ساتھ بہالے گئی۔۔۔۔

جبکہ اسکے خون چھلکاتے چہرے کو دیکھتے اس بار قہقہہ لگانے کی باری واسم کی تھی۔۔۔۔

ابیہا نے مبہوت ہو کر اسکے وجیہہ چہرے کی طرف دیکھا اور دل میں ماشاء اللہ بولتے بظاہر مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے گھوری سے نوازا۔۔۔

واسم نے بہت محبت سے اسکی سرخ ناک کو چومتے ہوئے۔۔۔ہاتھ پکڑ کر آئینے کے سامنے ٹیبل پر بٹھایا۔۔۔۔

اور بھیگے بال کھول کر ڈرائیر سے سکھاتے سلجھا کر انہیں ایسے ہی کھلا چھوڑ دیا

۔۔۔۔

اور پھر ٹیبل سے بلو کلر کی کانچ کی چوڑیاں اٹھا کر اسکے نازک ہاتھوں میں پہنانے لگا۔۔۔

جبکہ ان سب کے دوران ایہا محبت پاش نظروں سے اسکے وجیہہ چہرے کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

نظر لگانے کا ارادہ ہے کیا مسز؟؟؟؟

وہ نگاہیں اسکی بھری بھری کلائیوں پر ٹکائے لب دبا کر شرارت سے گویا ہوا۔۔

ایہا نے سٹپٹاتے ہوئے فورا نظروں کا زاویہ بدلہ۔۔۔۔

واسم نے ڈریسنگ کے ڈرار سے ایک جیولری باکس نکالا۔۔

جس میں ایک بہت پیارا وائٹ ڈائمنڈ کا خوبصورت سیٹ تھا۔۔۔جو اس بلو ڈریس کے ساتھ میچنگ کر کے اس نے ہی منگوایا تھا۔۔

سم ہم کہاں جارہے ہیں ؟؟؟؟

اسے جیولری نکالتے دیکھ سوال کیا۔۔۔۔

سرپرائز ہے تمہارے لیے۔۔۔۔اسکے خوبصورت چہرے کی طرف دیکھتے مسکرا کر بولا۔۔۔۔ پھر ایک نظر دوبارہ اس سیٹ کی طرف دیکھا۔۔۔۔اور ساتھ ڈریسنگ پر پڑی میک اپ کی چیزوں کی طرف۔۔۔۔

میری بیوی کو ان سب چیزوں کی ضرورت نہیں۔۔۔۔ ویسے بھی مجھے ملاوٹ نہیں پسند،،،، اور یہ تم پھر کبھی پہن لینا۔۔۔۔ کیونکہ بعد میں یہ میرے کام میں رکاوٹ ہی بنے گا۔۔۔۔

تعریفی انداز میں اسکی طرف دیکھتے ہوئے اینڈ میں ذو معنی انداز میں کہتا۔۔۔ سیٹ واپس ڈرار میں رکھتے چادر اسکے گرد اوڑھاتے ہوئے ہاتھ تھام کر باہر کی جانب بڑھا۔۔۔۔

جبکہ ایہا اسکے ساتھ چلتے ایسے تھی جیسے مٹی کا بت۔۔۔کیونکہ اسکے سارے الفاظ واسم شاہ کے بے باک جملوں نے چھین لیے تھے۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

سم کہاں لے کر جا رہے ہیں؟؟؟؟؟

واسم ایہا کو بازوؤں میں اٹھائے گاؤں کے کچے پکے راستے سے گزر کر اب پتھریلے راستے پر چل رہا تھا۔۔۔

جسکے دونوں اطراف اونچے اونچے درخت تھے۔۔۔رات کے اندھیرے میں ہر طرف یہاں سناٹا چھایا ہوا تھا۔۔۔

ایسے میں فضاء میں گونجتی واسم کی بھاری قدموں کی آواز عجیب سا ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔۔۔

کہ ایہا کا معصوم سا دل سینے میں سہم سہم جا رہا تھا۔۔۔

سم مجھے کچھ بتائیں گے۔۔۔

واسم کو اپنی بات کا نوٹس نا لیتے دیکھ اب کہ وہ چیخی تھی۔۔۔

جس پر واسم نے ایک پل کیلئے رک کر اسے گھورا۔۔۔کیوں گلا پھاڑ رہی ہو

۔۔۔

آپ مجھے بتا کیوں نہیں رہے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔۔۔اور ہر دو منٹ بعد آپ مجھے گود میں کیوں اٹھا لیتے ہیں۔۔۔میں کوئی چھوٹی بچی ہوں کیا؟؟؟؟

اسکی بات پر واسم کے لب خوبصورتی سے مسکرائے تھے۔۔۔

تمہیں کوئی شک ہے۔۔۔ میرے سامنے تو بچی ہی لگتی ہو۔۔ لٹل بے بی گرل۔۔۔

واسم نے ایک بار پھر اسکی ہائٹ کو نشانہ بنایا تھا۔۔۔ جس پر ایہا نے اسے گھورا۔۔

نیچے اتارے مجھے فورا۔۔۔ مجھے کہیں نہیں جانا آپ کے ساتھ ۔۔ ناراضگی سے کہتے ہوئے نیچے اترنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

جبکہ دوسری طرف واسم جواب چڑھائی چڑھ رہا تھا۔۔ اسکا پاؤں تھوڑا ڈس بیلنس ہوا تھا۔۔۔ لیکن وہ خود کو سنبھال گیا۔۔

"ایہا۔۔

وہ غصے سے چیخا۔۔۔

ایہا کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔۔۔ جبکہ اسکے غصے کو دیکھتے کچھ سہمی۔۔۔

"سوری۔۔۔

فورا معذرت کی۔۔۔ لیکن اس بار اس نے کوئی جواب دینا ضروری نا سمجھا ۔۔۔اور چپ چاپ اوپر کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔

واسم کے جواب نا دینے پر ایہا کا دل دکھا۔۔۔ جس پر بمشکل ہی اس نے پلکوں کو جھپکتے ہوئے خود کو رونے سے روکا۔۔۔

جب اسکی نظر پیچھے راستے پر پڑی۔۔۔

جسے دیکھتے وہ چند پل کیلئے سب بھولتی اس خوبصورت نظارے میں کھو گئی۔۔۔

جہاں اونچے نیچے راستے میں موجود درختوں کے درمیان سبز زار پر ہزاروں جگنوؤں رات کے اندھیرے میں اپنے نور سے روشنی پھیلا رہے تھے۔۔۔

جنہیں دیکھ کر چند پل کیلئے ایسا گمان ہوتا تھا۔۔۔ کہ جیسے ستارے آسمان سے اتر کر زمین پر آ گئے ہو۔۔۔

وہ لوگ اپنے ہی گاؤں میں موجود ایک پہاڑی پر موجود تھے جو کہ شاہ حویلی سے بس چند کلو میٹر کی دوری پر ہی واقع تھی۔۔۔

پہاڑی کی چوٹی پر پہنچتے واسم نے دھیرے سے اسے نیچے اتارا تھا۔۔۔

جہاں ایک طرف خوبصورت سا کیمپ بنا ہوا تھا۔۔۔ جسکے چاروں اطراف وائٹ پردوں کے ساتھ فیری لائٹس لگی ہوئی تھیں۔۔۔

جبکہ اسکے بالکل سامنے ہی ایک چھوٹا سا ٹیبل رکھا تھا۔۔۔ جس پر گلاب کی پتیوں کے ساتھ چاروں اطراف میں دیے جل رہے تھے اور انکے درمیان میں ایک خوبصورت ریڈ ویلوٹ کا کیک پڑا تھا۔۔۔

اور اسکے علاوہ پہاڑی کی چاروں طرف حفاظت کیلئے لگی ہوئی گرل کو بھی دیوں کے ساتھ فیری لائٹس سے سجایا گیا تھا۔۔۔

جسے دیکھ کر ایہا خوش ہونے کے ساتھ تھوڑا حیران بھی ہوئی تھی۔۔۔اس نے پلٹ کر واسم کی طرف دیکھا۔۔۔جب وہ اسکا ہاتھ تھام کر اس ٹیبل کی طرف بڑھا۔۔۔

اور قریب پہنچ کر خود ایک قدم پیچھے ہو گیا۔۔۔

ایبہا نے کیک پر لکھے ہوئے لفظوں کو پڑھا اور پھر حیران نظروں سے پلٹ کر واسم کی طرف دیکھا۔۔۔

سم یہ۔۔۔۔

جبکہ حیرت اور خوشی کی زیادتی سے لفظ اسکے منہ سے نکلنے سے انکاری تھے ۔۔۔واسم نے مسکرا کر سر ہلایا۔۔۔

ایبہا نے پلٹ کر دوبارہ لفظوں کو پڑھا۔۔۔ جنہیں اس ریڈ ویلوٹ کیک پر وائٹ کریم کے ساتھ بہت خوبصورتی سے لکھا گیا تھا۔۔

Parents to be .....

Sim Bia ....

کونگریچولیشنز۔۔۔

اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لے کر محبت سے سر پر بوسہ دیا۔۔

خوشی کی زیادتی سے ایہا کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔۔۔اس نے پلٹ کر اپنا چہرہ واسم کے سینے میں چھپایا اور پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔۔

جس پر وہ پریشان ہوا۔۔۔

ہے ے ے۔۔۔۔

جاناں کیا ہوا؟؟؟؟اسکا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامتے فکرمندی سے گویا ہوا۔۔۔

جس پر اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

پھر رو کیوں رہی ہو؟؟؟؟

پتا نہیں۔۔۔بس رونا آرہا ہے۔۔۔

اپنی فطرت کے برعکس آج انتہائی معصومیت سے بولی۔۔۔

پاگل۔۔۔

واسم نے نفی میں سر ہلاتے دوبارہ اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔۔

مجھے مبارکباد نہیں دو گی۔۔۔۔

چند لمحوں بعد جب وہ کچھ نارمل ہوئی تو واسم نے تھوڑا اسکے کان کے قریب جھکتے نرم سرگوشی کی۔۔۔۔

جس پر ایہا نے اپنا چہرہ اٹھایا۔۔۔۔

مطلب ؟؟؟؟

وہ کیا سننا چاہتا تھا جانتے بھوجتے اپنی ابھر آنے والی مسکراہٹ کو روک کر سوالیہ دیکھا۔۔۔

مطلب کہ اکیلی تم ہی ماں نہیں بننے جا رہی۔۔۔میں بھی باپ بننے جا رہا ہوں تمہارا فرض ہے کہ مجھے مبارکباد دو بلکہ اسکے ساتھ ساتھ تمہیں میرا شکریہ بھی ادا کرنا چاہیے۔۔۔۔

شکریہ وہ کس لیے۔۔۔۔واسم کی بات پر ابیہا نے نا سمجھی سے سوال کیا۔۔۔

وہ اس لیے مسز کے تمہیں اس مقام تک پہنچانے میں۔۔۔۔ساری محنت تو میری ہی لگی ہے۔۔۔

اسکے کان کی لوں کو دانتوں سے دباتے جان لیوا سرگوشی کی۔۔۔

جس پر ابیہا پل میں گلال ہوئی۔۔۔

جبکہ اسکے خون چھلکاتے چہرے کو دیکھتے واسم کو بے ساختہ ہی اس پر پیار آیا تھا۔۔۔جس کے چلتے اس نے ابیہا کے سرخ گالوں کو باری باری نرمی چھوا۔۔۔۔

" سم

اسکے کوٹ کو اپنی مٹھیوں میں دبوچتے وہ گہرا سانس لیتے اسے پکار گئی۔۔۔۔

جب اسکی مشکل آسان کرتے واسم نے اپنے جذبات پر بندھ باندھا اور اسکا رخ پلٹ کر پشت اپنے سینے سے لگاتے ٹیبل پر رکھی چھری اسکے ہاتھ میں پکڑائی

جسکا اشارہ سمجھ کر ابیھا نے کیک کٹ کرتے ہوئے ایک چھوٹا سا پیس اٹھایا اور واسم کے ہونٹوں سے لگایا۔۔۔

جس پر اس نے نفی میں سر ہلاتے۔۔۔اسکا ہاتھ تھام کر ابیھا کے لبوں کے قریب کرتے کھانے کا اشارہ کیا۔۔۔

جس نے چھوٹی سی بائٹ لے کر وہ کیک کا ٹکڑا اسکی طرف بڑھایا۔۔۔

واسم نے ایک نظر کیک کی طرف جبکہ دوسری نظر ابیھا کے ہونٹوں کی طرف دیکھا جس پر کریم لگی ہوئی تھی۔۔۔

اور دھیرے سے اسکے ہونٹوں پر جھک آیا۔۔۔

یہ زیادہ میٹھا تھا۔۔۔نرمی سے اسکے نچلے ہونٹ کو اپنے لبوں میں لیتے سہلاتے ہوئے بے باکی سے گویا ہوا۔۔۔

ابیہا نے شرم سے سرخ پڑتے اپنی نظریں جھکائی۔۔۔

کیسا لگا میرا سرپرائز ؟؟؟؟؟

اس کی بڑھتی ہوئی دھڑکنوں کا خیال کرتے نرمی سے سوال کیا۔۔۔

بہت بہت بہت اچھا۔۔۔

لیکن ایک بات ہے سم۔۔۔

اور وہ کیا؟؟؟؟

ابیہا کی بات پر واسم نے سوالیہ دیکھا۔۔۔

مجھے اس سے کہیں زیادہ خوشی تب ہوتی اگر ہم یہ سیلیبریشن اپنی فیملی کے ساتھ کرتے۔۔۔

میں بھی سب کے درمیان اپنی خوشی منانا چاہتا تھا لیکن پھر زر لوگوں کی وجہ سے نہیں کیا۔۔۔

”ہمم

وہ جو بہت دھیان سے اسکی بات سن رہی تھی۔۔۔اس کے باہر سیلیبریٹ کرنے کی پیچھے کی وجہ جان کر افسوس سے دیکھنے لگی۔۔۔

آپ ایسا کیسے کر سکتے؟؟؟؟ مجھے حیرت ہو رہی ہے آپکی سوچ پر۔۔۔آخر کس بات کی سزا دے رہیں ہیں آپ زر مینے کو۔۔۔جو کچھ بھی ہوا یا ماموں جان نے کیا اس میں اسکی کتنی غلطی تھی۔۔۔

میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی آپ ایسی سوچ کے مالک ہونگے۔۔۔کسی بے قصور کو یوں ذلیل کریں گے۔۔۔ بچپن سے وہ ہم سب کے ساتھ رہی

ہے۔۔۔اور یہ مت بھولیں وہ موسی شاہ کی بیٹی ہی نہیں زارون شاہ کی بیوی بھی ہے جو آپکا سگا بھائی ہے۔۔۔کم از کم اس رشتے کا ہی کچھ لحاظ کر لیتے۔۔۔اس مشکل وقت میں جب اسے ہمارے سپورٹ کی ضرورت کتنی آسانی سے آپ نے نظریں پھیر لی۔۔۔

نہایت افسوس سے کہتے ایہا نے اسے شرمندہ کرنا چاہا۔۔۔

ہو گیا تمہارا۔۔یا کچھ اور سنانا بھی باقی ہے۔۔۔ایہا کے خاموش ہوتے ہی وہ سرد لہجے میں بولا۔۔۔

دنیا میں رحم دل صرف دو ہی تو لوگ موجود ہیں۔۔۔ایک تم اور دوسرا تمہارا بھائی۔۔۔جو دوسروں کے دکھ درد کو سمجھتے ہیں باقی سب تو بے حس ہیں نا۔۔۔

جن میں سر فہرست سب سے اوپر واسم شاہ کا نام آتا ہے۔۔۔

اسے اپنے حصار سے آزاد کرتے ہوئے۔۔طنزیہ لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

سم میرے کہنے کا وہ مطلب نہیں تھا۔۔۔میں تو بس یہ کہنا چاہ رہی تھی۔۔۔
آپ زر کے ساتھ اپنا رویہ۔۔۔۔

تم نے ایک بار بھی جاننے کی کوشش کی میں نے ایسا کیوں کیا۔۔۔اسکے پیچھے وجہ کیا تھی۔۔۔

اسکی بات پوری ہونے سے پہلے وہ غصے سے چیخا۔۔۔

جس پر ابیہا سہم کر اس سے دور ہوئی۔۔۔

ابھی چند دن پہلے اس نے اپنا بچہ کھویا ہے۔۔۔اوپر سے اسکے باپ کی حقیقت ۔۔۔ایسے حالات میں اگر میں اپنی خوشیاں مناتا۔۔۔تب اسکے دل میں بات نا آتی۔۔۔۔اسے اپنی کم مائگی کا احساس ہوتا۔۔۔اسکا دل نا دکھے اسی وجہ سے میں تمہیں یہاں لے کر آیا۔۔۔

لیکن اب مجھے لگ رہا ہے جیسے میں نے بہت بڑی غلطی کر دی۔۔۔

غصے سے کہتے ہوئے وہ اپنا رخ پلٹ چکا تھا۔۔۔ جبکہ ایہا زر کے بچہ کھو دینے والی بات جان کر ابھی تک ششدر نظروں سے اسکی پشت کو دیکھ رہی تھی ۔۔۔۔

ساتھ ہی اسکی آنکھوں سے آنسو موتیوں کی صورت ٹوٹ کر بہنے شروع ہو گئے تھے۔۔۔

وہ اندازہ لگا سکتی تھی کہ اس وقت وہ کس تکلیف میں ہو سکتی تھی۔۔۔اسے واسم اپنی جگہ بالکل ٹھیک لگا۔۔۔
تبھی بھاگ کر وہ اسکی پشت کا حصہ بنی تھی۔۔۔

ایم سوری۔۔۔مجھے نہیں پتا تھا۔۔۔

اس دن آپ نے زر کے ساتھ جیسا بیہیو کیا تھا۔۔۔مجھے اچھا نہیں لگا ۔۔۔مجھے لگا آپ ماموں جان کی وجہ سے اسے اپنی خوشیوں میں شامل نہیں کرنا چاہتے۔۔۔بس اسی لیے بولا۔۔۔

پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔۔۔

اسکی چوڑی پشت پر پیشانی ٹکا کر نم لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

جس پر وہ کچھ نرم پڑا تھا۔۔۔

اس دن بس وقتی غصہ تھا میرا،،، ورنہ میں اتنا بھی کوئی ظالم نہیں جو کسی بے قصور کو بلاوجہ سزا دوں۔۔۔

اسکے رونے پر وہ پلٹ کر دوبارہ اپنے حصار میں لیتا سپاٹ لہجے میں بولا۔۔۔

نہیں میرے سم تو بہت اچھے ہیں۔۔۔بہت نرم دل اور سب کا خیال کرنے والے۔۔۔بس میں ہی آپکو سمجھ نا سکی۔۔۔

اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں بہت محبت سے گویا ہوئی۔۔۔

مکھن لگا رہی ہو؟؟؟؟

واسم نے اسکے گرد اپنی پکڑ مظبوط کرتے آبرو اچکائی۔۔۔

جس پر اس نے لب دانتوں تلے دبا کر ابھرنے والی مسکراہٹ کو روکتے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

واسم نے اسکے ہونٹوں میں چھپی مسکراہٹ کو دیکھتے اسے گھورا۔۔۔

سم مجھے ایک بات بتائیں۔۔۔جب آپکو زرمینے کی اتنی فکر ہے تو کیا ہو جاتا اگر آپ دو بول اسے تسلی کے بھی بول دیتے۔۔۔اور آج تاشے لوگوں کے سامنے بھی آپکا بیہیور بہت روڈ تھا۔۔۔

پہلی بات مجھے ایویں فضول میں دکھاوا کرنا نہیں آتا۔۔۔سیکنڈ میری وائف کو میرے بغیر کوئی چھوئے مجھے یہ بالکل برداشت نہیں۔۔۔

" سم

اسکے دوٹوک انداز پر ایہانے غصے سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔لیکن پھر نفی میں سر ہلاتے مسکرائی۔۔۔

کیا چیز ہیں آپ ؟؟؟

بس ایسا ہی ہوں میں۔۔۔۔

دوسری طرف لاپرواہی عروج پر تھی۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

واسم اسے لے کیمپ کے اندر آیا تھا۔۔۔۔جو تقریبا کافی بڑا تھا۔۔۔اور اسکے درمیان میں چھوٹا مگر خوبصورت بیڈ رکھا گیا تھا۔۔۔۔

جس پر سفید چادر بچھی ہوئی تھی۔۔۔۔اور اسے مکمل گلاب کی پتیوں سے سجایا گیا تھا۔۔۔۔

جسے دیکھ کر ایہا کی نازک ہتھیلیاں پسینے سے بھیگی۔۔۔اور وہ جو واسم کے آگے آگے چل رہی تھی یہ سب دیکھتے بدحواسی میں اسکا پاوں ڈس بیلنس ہوا ۔۔۔

اور اس سے پہلے وہ زمین پر گرتی واسم نے فوراًاسے حصار میں لیا۔۔۔

تم دیکھکر نہیں چل سکتی ابھی گر جاتی تو؟؟؟؟اسکی لاپرواہی پر وہ انتہائی غصے سے بولا۔۔۔

ایہا نے چونک کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔پہلے تو وہ ایسا بیہیو نہیں کرتا تھا ۔۔۔لیکن آج تو چھوٹی چھوٹی بات پر اسے پازیسو ہوتے دیکھ اسکا ننھا سا دل سہم رہا تھا۔۔۔

کیا ہوا گیا سم میں نے جان بھوج تو نہیں کیا۔۔۔اس کے ضرورت سے زیادہ ری ایکٹ کرنے پر وہ شکایتی نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔

واسم کو اپنے لہجے کا احساس ہوا۔۔۔

اس نے اپنی سرخ آنکھیں بند کر کے دوبارہ کھولیں۔۔۔اور ساتھ ہی گہرا سانس لے کر خود کو پر سکون کرتے اسکا ہاتھ تھام کر بہت نرمی سے اسے بیڈ پر بٹھایا۔۔۔

اور خود گھٹنوں کے بل اسکے قدموں میں بیٹھا۔۔

"واسم۔۔۔

ایہا فورا جھجھک کر اٹھتی اسے اٹھانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

بیٹھ جائیں مسز۔۔۔

مسکرا کر اسکا ہاتھ تھامتے اسے دوبارہ بیٹھایا اور اپنا سر اسکی گود میں رکھتے بولنا شروع کیا۔۔۔

"تمہیں پتا ہے ایہا۔۔۔

جب چاچو اور آنی کی ڈیتھ ہوئی تھی۔۔۔۔ تب میں بہت چھوٹا تھا لیکن اس وقت ضارب کی جو حالت تھی۔۔۔۔ اسے دیکھ کر میں بہت ڈر گیا تھا،،، اور وہ ڈر اس قدر حاوی تھا میرے دماغ پر کہ مجھے رات کو نیند تک نہیں آ رہی تھی۔۔۔

اور میں اپنے کمرے میں سونے کی بجائے ماما کے روم میں چلا گیا۔۔۔ اور ان سے وعدہ لیا کہ وہ مجھے کبھی چھوڑ کر نہیں جائے گی۔۔۔۔ جیسے چاچو آنی تم دونوں کو چھوڑ کر گئے ہیں۔۔۔۔

اور انہوں نے بہت محبت کے ساتھ مجھ سے وعدہ کیا تھا۔۔۔ اور میں پر سکون ہوتے وہی انکے پاس سو گیا،،،، یہ سوچ کر کہ میں انکے قریب رہوں گا تو وہ مجھے چھوڑ نہیں جائیں گی۔۔۔۔ بچہ تھا نا اس لیے سوچ بھی ویسی ہی نادان تھی۔۔۔۔ ایہا کو لگا جیسے وہ مسکرایا۔۔۔۔ لیکن وہ دیکھ نہیں پائی کیونکہ واسم نے اپنا چہرہ اسکی گود میں چھپایا ہوا تھا،،،، لیکن پتا ہے اس کے بعد کیا ہوا۔۔۔۔

بات کرتے کرتے اس نے اپنا چہرہ اٹھایا۔۔۔جس پر اسکے اندر کا کرب واضح اپنی جھلک دکھا رہا تھا۔۔۔۔

جب میری آنکھ کھلی تو ماما کہیں نہیں تھیں۔۔۔۔واسم کی آنکھیں چھلکی،،،،ابیہا نے اسکا چہرہ تھام کر آنسو صاف کرتے نفی میں سر ہلایا،،،،تم سوچ بھی نہیں سکتی میں نے وہ وقت کیسے گزارا۔۔۔یہاں تک کے گھر والوں سے بات تک کرنا بند کر دی تھی۔۔۔۔

کیونکہ انہوں نے میری ماما کی جگہ کسی اور عورت کو دے دی تھی۔۔۔۔

واسم کے لہجے میں درد ہی درد ہلکورے لے رہا تھا۔۔۔۔جسے محسوس کر کے ابیہا کے خود کے آنسوؤں پر بھی قابو نا رہا۔۔۔۔

اور اس کے بعد تم میری زندگی میں آئی۔۔۔۔اپنے اندر کا درد،،،اپنی تکلیف تم پر غصے کی صورت میں نکالتا تھا۔۔۔تا کہ تمہیں خود سے دور رکھ سکوں

۔۔۔لیکن پتا نہیں تم میں کونسی کشش تھی۔۔۔جو مجھے تمہاری طرف کھینچتی تھی۔۔۔

شاید اس وجہ سے کہ تم شکل وصورت کے ساتھ انداز واطوار میں بھی بالکل ماما جیسی تھی۔۔۔اس لیے چاہ کر بھی میں تم پر سختی نہیں کر پایا اور تمہارے قریب ہوتا چلا گیا۔۔۔

اور اس دن تمہارے اچانک غائب ہو جانے پر مجھے لگا میں نے تمہیں بھی ماما کی طرح ہمیشہ کیلئے کھو دیا۔۔۔

مجھے لگا جیسے میرے جینے کی آخری وجہ بھی ختم ہو گئی۔۔۔۔

اس وقت میری کیا کیفیت تھی میں کبھی بھی لفظوں میں بیان نہیں کر پاوں گا

۔۔۔

بات کرتے ہوئے واسم نے اپنی آنکھیں ایہا کے سنہری کانچ پر ٹکا رکھی تھیں ،،،،جس سے آنسو تواتر سے بہہ رہے تھے۔۔۔۔

جبکہ اس دوران وہ دونوں اتنے قریب کے بولتے ہوئے واسم کے لب ایہا کے پیٹ سے مس ہو رہے تھے۔۔۔

لیکن اس بار میرے رب نے مجھے خالی ہاتھ نہیں لٹایا،،، بلکہ تمہارے ساتھ ساتھ برسوں پہلے مانگی گئیں میری دعاؤں کو قبولیت کا شرف بخشتے ہوئے میری ماما کو بھی میرے پاس واپس بھیج دیا اور اسکے ساتھ ساتھ اپنی رحمت مجھ پر وسیع کرتے مجھے اولاد جیسی نعمت سے بھی نوازا۔۔

تھوڑا اور قریب ہوتے اسکے پیٹ کو محبت سے چوما۔۔۔ جیسے اپنی اولاد کو محسوس کرنا چاہتا ہو۔۔۔

ایہا نے اسکے دہکتے لمس کو محسوس کرتے ہوئے جھرجھری سی لی۔۔۔

جس کیلئے میں جتنا اپنے رب کا شکر ادا کروں اتنا ہی کم ہے۔۔۔ لیکن اس خوشی کے ساتھ ایک ڈر ہے جو میرے دل میں کنڈلی مار کر بیٹھا ہے۔۔۔ کہ کہیں وہ مجھے اس خوشی سے نواز کر دوبارہ واپس نا لے لے۔۔۔ جیسے زر اور زارون کے ساتھ ہوا۔۔

اب کہ پریشان ہوتے دوبارہ اسکے چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔

بس اسی وجہ سے تمہارا خیال رکھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔۔ جانتا ہوں کبھی کبھی اوورری ایکٹ کر جاتا ہوں۔۔۔۔

بٹ کیا کروں۔۔۔ میری نیچر ہی ایسی ہے۔۔۔۔اسکا میں چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔۔کیونکہ ،،،،

کیونکہ آپ بس ایسے ہی ہیں۔۔۔اور مجھے آپکے ساتھ ایسے ہی گزارا کرنا پڑے گا۔۔۔۔

ایہا اسکا جملہ اچکتے مسکرا کر نروٹھے پن سے بولی تھی۔۔۔۔

جس پر واسم نے قہقہہ لگایا۔۔۔۔

اور اسکے سر کے پیچھے ہاتھ رکھتے ہوئے خود پر جھکا کر اسکے لبوں کو پیار سے چوما ۔۔۔۔

ایہا پل میں گلنار ہوئی۔۔۔

واسم جیسے اس خوبصورت منظر میں کھو گیا۔۔۔۔

"سم

جبکہ اسے یوں خود کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے دیکھ ایہا نے جیسے اسے ہوش میں لانا چاہا۔۔۔

واسم نے نظریں اسکے چہرے سے ہٹا کر اسکے نازک وجود پر ٹکائی۔۔۔اور اسکی اوڑھی ہوئی چادر کو اتار کر ایک سائڈ پر رکھتے ہوئے اٹھ کر اسکے قریب ہوا ۔۔۔۔

جس سے گھبرا کر ایہا یوں بیٹھے بیٹھے ہی پیچھے بیڈ پر لیٹ گئی۔۔۔۔

واسم نے اسکے دونوں اطراف بازو ٹکاتے ہوئے۔۔۔۔اسکی جھکی پلکوں کو دیکھا ۔۔۔۔اور پھر جھک کر بہت نرمی سے چھوتے ہوئے۔۔۔اپنے دہکتے لب اسکے سرخ رخسار پر رکھے۔۔۔۔

جس پر ایہا نے گہرا سانس لیتے اسکے پہنے ہوئے کوٹ کو جکڑا۔۔۔۔جبکہ ایک بار پھر اسے اپنی سانسیں بند ہوتی محسوس ہوئی۔۔۔۔

جسے واسم نے بھی محسوس کر لیا۔۔۔ بیا سانس لو۔۔۔اسکا چہرہ نرمی سے تھپتھپاتے ہوئے بولا۔۔۔۔

ابیہا نے گہرا سانس کھینچا،،، لیکن کامیاب نا ہوتے دیکھ نم آنکھوں سے اسکی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔

جب کوئی راستہ نظر نا آتے دیکھ واسم اس پر جھکا اور اپنی سانسوں سے اسکی اکھڑتی سانسیں سنوارنے لگا۔۔۔۔

چند پل یونہی عمل کرنے کے بعد جب اسے لگا کہ ابیہا اب سانس لے رہی ہے تو دھیرے سے پیچھے ہوتے۔۔۔۔اسکے چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔۔جواب گہرے سانس لیتی آنکھیں بند کر کے پڑی ہوئی تھی۔۔۔

اگر تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو ہم گھر چلتے ہیں۔۔۔اتنا کہتے وہ پیچھے ہونے لگا۔۔۔

جب ابیھا نے اپنے بازو اسکی گردن میں باندھتے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔

سرخ چہرے کے ساتھ بہت دھیمے لہجے میں بولی۔۔۔۔واسم کے چہرے پر حسین مسکراہٹ بکھری۔۔۔

سوچ لو۔۔۔۔ میرے قریب آنے پر ہر دو منٹ بعد تمہاری سانسیں بند ہو رہی ہیں۔۔۔ایسے میں میرے لمس کی شدتوں کو کیسے برداشت کرو گی؟؟؟؟

اسکے بے باک سوال پر ابیھا کا چہرہ خون چھلکانے لگا۔۔۔۔ لیکن پھر خود کو کمپوز کرتے اپنی سرخ نظریں اٹھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

جس میں اسکی قربت کی خماری کے ساتھ شرارت بھی ناچ رہی تھی۔۔۔۔

چلیں میری تو حالت ہی ایسی ہے لیکن آپکا اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔۔۔جو میری ایک کس پر لڑکیوں کی طرح شرما رہے تھے۔۔۔۔

ابیہانے بھی اسکی دھکتی رگ پر ہاتھ رکھا۔۔۔جس پر واسم پہلے تو سٹپٹایا لیکن بعد میں کچھ سوچ کر معنی خیزی سے مسکرایا۔۔۔

ابھی میں تمہیں بتاتا ہوں شرمانا کیا ہوتا ہے۔۔۔۔

اپنا کوٹ اتار کر ایک طرف پھینکتے ہوئے یکدم جھکا تھا۔۔۔اور ایک شدت بھری جسارت اسکی دھڑکنوں کے مقام پر انجام دیتے اسکی دھڑکنوں کو اپنے قبضے میں کیا۔۔۔۔جس سے ابیہا کی چلتی ہوئی سانسیں ایک بار پھر رکیں۔۔۔ جبکہ اسکی حرکت پر وہ سر سے لے کر پاؤں کے ناخن تک سرخ پڑ گئی تھی۔۔۔۔

" سم

ایہا کو جب اپنی برداشت کی حد ختم ہوتی محسوس ہوئی تو نم لہجے میں التجا یا پکار گئی۔۔۔

کیا ہوا؟؟؟ بس اتنی ہی ہمت تھی؟؟؟؟

اسکی پھولتی سانسوں اور نم آنکھوں پر چوٹ کرتے وہ استہزائیہ بولا۔۔۔

ایہا نے آنکھوں میں شکوہ بھر کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔

جسے واسم نے محبت سے باری باری چومتے،،، نرمی سے اسکی سانسوں پر قبضہ جمایا۔۔۔

اور بہت چاہت اور توجہ سے اسے محسوس کرتے۔۔۔ اپنی شخصیت کا طلسم جگانے لگا۔۔۔

جبکہ اسکے نرم لمس پر مدہوش ہوتے۔۔۔ ایہا نے اپنی آنکھیں نرمی سے بند کرتے اسکی پشت کو دونوں ہاتھوں سے تھاما۔۔۔

جب وہ اسکے نچلے لب کو نرمی سے چھوتے ہوئے گردن اور پھر اسکی دھڑکنوں کو نرمی سے محسوس کرتے نازک سراپے کے حسین خدوخال کو نرمی سے چھوتے ہوئے پیٹ کی طرف آیا۔۔۔

اور اسکی شرٹ کو ایک طرف کھسکاتے نرمی سے وہاں بوسے دینے لگا ۔۔۔اسکے نرم مدہوش کرتے اور کچھ کچھ کسمساتے لمس پر وہ بن آب کی مچھلی کی طرح تڑپنے لگی۔۔۔

"واسم۔۔۔

ایبہا نے تڑپ کر اسے پیچھے ہٹانا چاہا۔۔۔لیکن وہ اسکے نرم وجود کے لمس میں کھویا اسکی روک ٹوک کو نظر انداز کرتے ہوئے۔۔۔بہت جلد اسکے اور اپنے درمیان پردوں کو گراتا ان دونوں کی جان ایک کر گیا۔۔۔

لیکن ایک بات تھی جو ابیہا نے اسکے لمس میں مدہوش ہونے سے پہلے شدت سے محسوس کی۔۔۔اور وہ تھی واسم شاہ کی نرمی اور احتیاط جس انداز سے آج وہ اسے چھو رہا تھا۔۔۔

ابیہا کو اپنی قسمت پر رشک کرنے پر مجبور کر گیا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

"سائیں آپکی کافی۔۔۔

ارمغان شاہ جو رو باب کو تمام سچائی بتانے کے بعد بمشکل انہیں سمجھا بجھا کر میڈیسن کھلاتے سلا کر خود پریشان سے انکے ری ایکشن کے بارے میں سوچتے لان میں ٹہل رہے تھے۔۔۔

ارمغان نے انکے جانے کے بعد رونما ہونے والے تمام واقعات ایک ایک لفظ مکمل سچائی کے ساتھ سب کچھ روباب کو بتادیا تھا۔۔۔یہاں تک کہ اپنے اور عظمی کے درمیان رشتے کی نوعیت بھی،،، جسے جاننے کے بعد انہوں نے کچھ بھی کہنے کا تکلف کیے بنا خاموشی اختیار کرلی تھی۔۔۔

جو انکی پریشانی کی وجہ تھی۔۔۔۔

تبھی عظمی بیگم نے انہیں مخاطب کیا تھا۔۔۔

جسے شکریہ کے ساتھ انہوں نے تھام لیا تھا۔۔۔۔

جبکہ عظمی بیگم انگلیاں چٹخاتے ہوئے پریشان نظروں سے انہیں دیکھنے لگیں

۔۔۔۔

کچھ کہنا چاہتیں ہیں؟؟؟؟

انہوں نے انکی پریشانی کو بھانپتے نرمی سے انکی مشکل آسان کی۔۔۔۔

سائیں وہ۔۔۔" آج جو کچھ بھی ہوا۔۔۔میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔۔۔

مجھے نہیں پتا تھا آپ نے روباب کو ہمارے رشتے کے بارے میں نہیں بتایا ۔۔۔ورنہ میں کبھی بھی انکے سامنے نا جاتی۔۔۔

میری وجہ سے آج انکی طبیعت خراب ہو گئی۔۔۔پلیز مجھے معاف کر دیں ۔۔۔میں آئندہ پوری کوشش کروں گی۔۔۔

کہ کم از کم میری وجہ سے انہیں اور آپکو کوئی تکلیف نا پہنچے۔۔۔میں انکے سامنے جانا بھی بند کر دوں گی۔۔۔

اور اگر آپ کہیں گے تو بچوں سے بھی مخاطب نہیں ہو نگی۔۔۔

اور یہ آخری الفاظ انہوں نے کس طرح ادا کیے تھے کہ یہ تو وہ جانتی تھیں یا انکا خدا۔۔۔

جبکہ ان سب باتوں کے دوران ارمغان شاہ خاموش نظروں سے انکی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

جب وہ دوبارہ بولیں۔۔۔۔

اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ دنوں کے لیے بابا سائیں کے ہاں چلی جاتیں ہوں۔۔۔۔ جب تک یہاں سب نارمل نہیں ہو جاتا۔۔۔۔ پھر واپس آ جاؤں گی ۔۔۔

اس سے آپ دونوں کیلئے آسانی ہو جائے گی۔۔۔۔ اور ہو سکتا ہے تب تک روباب بھی حالات کو ایکسپٹ کر لیں۔۔۔۔

اپنی بات کہہ کر وہ انکی طرف سوالیہ دیکھنے لگیں۔۔۔۔

جی بہتر جیسا آپکو مناسب لگے۔۔۔۔

دو حرفی جواب ۔۔۔۔

چھن کر کے عظمی بیگم کے اندر کچھ ٹوٹا تھا ۔۔۔ جسکی تکلیف اس قدر زیادہ تھی ۔۔۔ کہ انہیں اپنا سانس بند ہوتا محسوس ہوا تھا ۔۔۔

لیکن بظاہر سر ہلا باوقت مسکراتے جلدی سے اپنا رخ بدل کر تیز قدموں سے اندر کی طرف بڑھ گئیں ۔۔۔

تاکہ انکے اندر کا درد آنکھوں سے چھلک کر انکا رہا سہا بھرم بھی نا توڑ دے ۔۔۔

جبکہ دوسری طرف ارمغان شاہ روباب کے ساتھ انہیں بھی تھوڑا سپیس دینا چاہتے تھے ،،،،،اور ساتھ میں خود کو بھی ۔۔۔ تاکہ ٹھنڈے دماغ سے سوچ سمجھ کر کچھ فیصلہ کر سکیں ۔۔۔

اس لیے انہیں عظمی کا یہ مشورہ مناسب لگا ۔۔۔ جس پر انہوں نے ہامی بھر دی ۔۔۔۔

لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ انکے اس فیصلے نے عظمی بیگم کو کتنی تکلیف پہنچائی تھی۔۔۔۔

جس عورت نے اپنی پوری زندگی ان پر اور انکے بچوں پر وار دی۔۔۔ کیا وہ اتنا حق بھی نہیں رکھتی تھی۔۔۔ کہ زیادہ نہیں تو چند بول ہی ان سے ہمدردی میں بول دیتے۔۔۔ جس سے انکی تھوڑی حوصلہ افزائی ہو جاتی۔۔۔

انکے بنا کسی اعتراض یوں جانے کا بولنے پر عظمی کے اندر جو آخری امید تھی کہ کبھی نا کبھی ارمغان کو بھی انکا احساس ہو گا۔۔۔ ختم کر دی تھی۔۔۔

جس کے چلتے انہوں نے فیصلہ لیا تھا کہ اب وہ کبھی روباب اور ارمغان شاہ کے درمیان نہیں آئیں گیں۔۔۔ اور شاید شاہ حویلی واپس لوٹ کر بھی۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

کیا میں اندر آ سکتی ہوں ؟؟؟

عظمی بیگم اس وقت اپنا سامان تیار کر رہی تھیں ۔۔۔جب دروازہ ہلکا سا ناک کرتے ہوئے روباب نے اندر آنے کی اجازت طلب کی ۔۔۔

جنکی آواز پر عظمی نے پلٹ کر حیرت سے دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔

جہاں روباب چہرے پر نرم مسکراہٹ سجائے کھڑیں تھیں ۔۔۔

جی ،،،،جی ،،،،آپکو پوچھنے کیا ضرورت ہے ۔۔۔آ جائیں ۔۔۔ سارا سامان ایک سائڈ کرتے ہوئے بیٹھنے کی جگہ بنائی ۔۔۔

جب روباب چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتیں ۔۔۔ بالکل قریب آ گئیں ۔۔۔

بیتے کچھ دنوں میں گھر والوں کی محبت اور خدمات سے انکی طبیعت کافی بہتر ہو گئی تھی ۔۔۔

جس کی وجہ سے وہ بنا کسی سہارے کے اب خود اٹھ کر چلنا پھرنا شروع ہو گئیں تھیں۔۔۔

لیکن پھر بھی انکے خیال کے تحت ارمغان شاہ نے چوبیس گھنٹوں کیلئے ایک ملازمہ رکھی ہوئی تھی۔۔۔

جو ارمغان شاہ کی عدم موجودگی میں انکا مکمل خیال رکھتی تھی۔۔۔

جس کیلیے گھر والوں نے تو منع کیا تھا۔۔۔ گھر میں اتنے افراد کے ہوتے بھلا ملازمہ رکھنے کی کیا ضرورت۔۔۔

لیکن پھر روباب کے کہنے پر کہ اپنی وجہ سے وہ اپنے بچوں کی لائف ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتیں۔۔۔ سب کو انکی بات کا مان رکھنا پڑا تھا۔۔۔

روباب نے انکے قریب پہنچتے بہت غور سے انکے خوبصورت چہرے کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ جس پر انہیں دیکھ کر ہلکی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ لیکن ساتھ میں وہ کچھ شش و پنج کا شکار بھی نظر آ رہی تھیں۔۔۔

آپکو کوئی کام تھا مجھے بلا لیتیں۔۔۔

انہیں خود کو خاموشی سے تکتے دیکھ عظمی نرمی سے گویا ہوئیں۔۔۔۔

کیوں میں آپ کے کمرے میں نہیں آسکتی کیا؟؟؟

دوبدو جواب دیتے دوستانہ لہجے میں سوال کیا۔۔۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے۔۔۔وہ آپکی طبیعت،،،،

الحمداللہ اب میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ویسے بھی پچھلے دنوں جتنا آپ نے میرا خیال رکھا ہے۔۔۔۔کوئی بیمار شخص بھی صحت یاب ہو جائے میں تو پھر بھی ٹھیک ہو کر ہی ہاسپٹل سے گھر آئی تھی۔۔۔

عظمی کی بات مکمل ہونے سے پہلے وہ درمیان میں کاٹتے بولیں۔۔۔۔

جس پر دھیمی سی مسکراہٹ نے انکے چہرے کا احاطہ کیا۔۔۔۔

آپ کہیں جارہی ہیں ؟؟؟؟

روباب نے انکے چہرے سے نظر ہٹا کر بیڈ پر رکھے سوٹ کیس کی طرف دیکھا ---

جی وہ میں باباسائیں کے ہاں جارہی تھی ---کچھ دنوں کیلیئے --- پچھلے کافی ٹائم سے مجھے بلارہے تھے --- لیکن گھر کے جو حالات تھے --- مجھے وقت نہیں ملا --- لیکن اب جب سب کچھ ٹھیک ہے تو سوچ رہی ہوں ---- ہو آوں ---

نرمی سے مسکراتے جواب دیا ---

روباب نے بہت غور سے انکے چہرے کے تاثرات کو جانچا ---

پھر نرمی سے انکے ہاتھ کو تھامتے ہوئے بیڈ پر براجمان ہوتے انہیں ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا ----

آپ میری وجہ سے جارہی ہیں ؟؟؟؟

انکے ہاتھوں پر دباؤ دیتے سوالیہ دیکھا۔۔۔جس پر عظمی بیگم نے چونک کر انکی طرف دیکھا۔۔۔

نہیں تو۔۔۔۔

پھر نفی میں سر ہلاتے کچھ کہنا چاہا جب روباب کے اگلے الفاظ نے انہیں خاموشی اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔۔۔

دیکھیں عظمی میں جانتی ہوں اچانک یہ جو کچھ بھی ہوا ہے۔۔۔اسے ایکدم سے قبولکر پانا بالکل بھی آسان نہیں۔۔۔یقین مانے میرے لیے بھی نہیں تھا۔۔۔

لیکن اسکا مطلب یہ نہیں ہے،،،،کہ آپ بجائے الجھے ہوئے رشتوں کو سلجھانے کے حالات سے بھاگتے ہوئے اپنا گھر چھوڑ دیں۔۔۔۔

جتنا یہ گھر میرا ہے اتنا ہی آپکا۔۔۔آپکا اس گھر میں الگ مقام ہے اور میرا الگ

۔۔۔

تو آپ میری وجہ سے اپنا گھر نا چھوڑیں۔۔۔۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے۔۔۔سب سے پہلے تو آپ اپنے دل سے یہ بات نکال دیں کہ میں آپ کی وجہ سے گھر چھوڑ کر جا رہی ہوں۔۔۔

ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔۔۔۔میں تو گھر کے حالات کو دیکھتے ہوئے تھوڑا سا وقت لینا چاہتی تھی۔۔۔ویسے بھی بابا سائیں کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں رہتی اب تو سوچا چند دنوں کیلئے ان کے پاس چلی جاؤں۔۔۔۔جیسے ہی حالات کچھ بہتر ہونگے تو واپس لوٹ آوں گی۔۔۔ویسے بھی یہاں اب میری کسی کو زیادہ ضرورت نہیں ہے۔۔۔

روباب کی بات کا جواب دیتے اپنی نظریں انکے ہاتھوں پر ٹکاتے بہت نرمی سے گویا ہوئی تھی۔۔۔

جبکہ آخری بات بے ساختہ غیر مروئی نقطے کو گھورتے انکے ہونٹوں سے بے ساختہ پھسلی۔۔۔۔

جس پر روباب نے چونک کر انکی طرف دیکھا۔۔۔چونکے تو دروازے پر کھڑے ارمغان شاہ بھی تھے۔۔۔۔جو کہ روباب کو اپنے کمرے میں موجود نا پا کر ملازمہ کے بتانے پر کہ وہ انہیں عظمی کے روم میں چھوڑ کر آئی ہے۔۔۔حیران ہوتے انکے پیچھے آئے تھے۔۔۔

اور عظمی اور روباب کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو بھی سن چکے تھے۔۔۔

جہاں روباب کے خیالات اور انکے وسیع دل کو دیکھتے کہ وہ عظمی کو قبول کر چکی ہیں انہیں خوشی ہوئی وہی عظمی کے لفظوں کو سنتے دکھ نے آن گھیرا۔۔

انکی خاموشی کا انھوں نے بہت غلط مطلب نکالا تھا۔۔۔انہیں اپنی غلطی کا احساس تھا۔۔۔کہ وہ کبھی انہیں وہ مقام نہیں دے پائے جو اصل ایک بیوی کا ہوتا ہے

۔۔۔

لیکن انکی عزت اور احترام میں کبھی کمی نہیں آنے دی تھی۔۔۔انکے بچے عظمی کے بغیر سانس بھی نہیں لیتے تھے۔۔۔انھوں نے انہیں اپنی ماں کے برابر درجہ دیا تھا۔۔۔

پھر کیونکر انھوں نے یہ الفاظ منہ سے نکالے۔۔۔

بالکل غلط بول رہی ہیں۔۔۔کس نے کہاں کے اس گھر کو اب آپکی ضرورت نہیں۔۔۔ہم سب کو آپکی ضرورت ہے،،، عظمی کی بات سنتے روباب نے انکے ہاتھ پر دباؤ دیا تھا جس سے وہ کچھ ہوش میں آئیں۔۔۔

بھابھی کی حالت تو آپکے سامنے ہی ہے۔۔۔ویسے بھی میں ابھی اتنی بھی ٹھیک نہیں ہوئی جو سارے گھر کی ذمہ داری مجھ اکیلی کے کندھوں پر چھوڑ کر بھاگ رہی ہیں۔۔۔

نرمی سے کہتے ہوئے بات کے آخر میں نروٹھے پن سے ناراضگی جتائی۔۔۔

جس پر وہ دھیرے سے مسکرائیں۔۔۔

نہیں میرے کہنے کا وہ مطلب ،،،، آپکی بات کا جو بھی مطلب تھا۔۔۔ لیکن فلحال آپ کہیں نہیں جا رہیں۔۔۔اور رہی ماموں سائیں کی بات تو بہت جلد انکی دونوں بیٹیاں ان سے ملنے جائے گیں۔۔۔

روباب نے دوٹوک کہتے ہوئے جیسے بات ہی ختم کر دی تھی۔۔۔جس پر انہوں نے خاموشی سے سر ہلایا تھا۔۔۔

چلیں اب جلدی سے یہ سب سمیٹے اور کچن میں آئیں آج میں سب گھر والوں کیلئے سپیشلی خود کھانا بنانا چاہتی ہوں۔۔۔

اور بچوں کو کیا کیا چیزیں پسند ہیں یہ انکی بڑی ماں سے زیادہ اچھے طریقے سے کون جان سکتا ہے۔۔۔

جی ضرور۔۔۔ عظمی نے مسکرا کر سر ہلایا۔۔۔

جسے دیکھتے وہ انہیں اپنے پیچھے آنے کا بولتیں اٹھ کھڑیں ہوئی تھیں۔۔۔

جب دروازے سے نکلتے ہوئے۔۔۔انکی نظر وہاں موجود ارمغان شاہ پر پڑی ۔۔۔ جنہیں دیکھتے انکے قدم تھمے۔۔۔۔ارمغان شاہ نے مسکرا کر انکی طرف دیکھا۔۔۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ ان سے کوئی بات کرتے۔۔۔روباب سنجیدہ نظروں سے انکی طرف دیکھتیں،،، بالکل نظرانداز کرتے ہوئے قریب سے گزر گئیں ۔۔۔

انہوں نے حیران نظروں سے انکی پشت کو دیکھا۔۔۔اور ایک نظر کمرے میں سامان سمیٹتی عظمی بیگم کو،،،، پھر گہرا سانس کھینچتے ہوئے ایک نظر اوپر کی طرف دیکھا۔۔۔

اور نفی میں سر ہلاتے دھیرے سے مسکرائے۔۔۔۔

مطلب کہ اس عمر میں اب وہ اپنی دونوں بیگمات کے درمیان بری طرح پسنے والے تھے۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

زارون کتنے دنوں سے زرمینے سے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ لیکن وہ تھی کہ اسکے ہاتھ میں ہی نہیں آ کے دے رہی تھی۔۔۔

اول تو وہ اپنے کمرے سے ہی نہیں نکلتی تھی۔۔۔ اور کبھی نجمہ ابرش،، ابیہا کے اسرار پر اگر نکل آتی تھی تو اسے ایسے اگنور کرتی تھی۔۔۔ جیسے وہ وہاں موجود ہی نا ہو۔۔۔

اور اگر وہ کچھ کہنے کی کوشش کرتا تو اٹھ کر دوبارہ اپنے کمرے میں بند ہو جاتی

۔۔۔

تاشے اور رومان کے ساتھ زیادہ نہیں تو اسکی ہلکی پھلکی انڈرسٹینڈنگ ہو چکی تھی۔۔۔ باقی گھر والوں کے ساتھ بھی اس کا رویہ نارمل ہی تھا۔۔۔ لیکن زارون شاہ کو مخاطب کرنا تو دور،،،، دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتیں تھی۔۔۔

زارون کو زرمینے کا یہ رویہ۔۔۔بہت ناگوار گزر رہا تھا،،، لیکن اسکی طبیعت کا خیال کرتے خاموشی اختیار کر جاتا۔۔۔اور کچھ وہ اسے تھوڑی سپیس بھی دینا چاہتا تھا۔۔۔

کیونکہ جو کچھ بھی زارون نے کیا تھا یقینا بہت غلط تھا۔۔۔جسکا اسے احساس بھی تھا۔۔۔لیکن ساری سچائی کا علم ہونے کے باوجود زرمینے کا ایسا رویہ اسکی سمجھ سے بالاتر تھا۔۔۔۔

لیکن کب تک ایسا چل سکتا تھا اب زارون کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا ۔۔۔اس لیے وہ اس سے بات کرنے کیلیئے،،، بنا اجازت ہی کمرے میں داخل ہو چکا تھا۔۔۔

اور اسی وقت زرمینے واشروم سے شاور لے کر باہر نکلی۔۔۔

جسکے خوبصورت چہرے پر پانی کی ننھی بوندیں ٹھہری ہوئیں تھیں۔۔۔جبکہ کھلے بھیگے بالوں سے پانی قطروں کی صورت بہہ رہا تھا۔۔۔۔

اتنے دنوں بعد اپنی محبت کو یوں بے حجاب اپنے سامنے دیکھتے زارون کا دل دھڑکا
۔۔۔۔ جبکہ نظریں اسکے حسین سراپے کے خدوخال میں الجھنے لگیں۔۔۔

اسکے برعکس زارون کو اپنے روم میں دیکھتے اس نے سپاٹ نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

پھر لاپرواہ انداز میں بیڈ پر رکھا اپنا ڈوپٹہ اوڑھتے ہوئے خاموشی سے اسکے قریب سے گزرنے لگی۔۔۔

جب زارون نے اسکا راستہ روکتے ہوئے اسکی کلائی تھامنے کی کوشش کی۔۔۔

لیکن اس سے پہلے ہی وہ تیزی سے پیچھے ہوتے اسکی کوشش ناکام بنا گئی۔۔۔

" ڈونٹ یو ڈیر

زرمینے کے لہجے میں تنبیہ تھی۔۔۔

جبکہ اسکے انداز کو دیکھتے زارون نے آئی بروا چکائی۔۔۔ ساتھ ہی ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

اس نے اپنے قدم زرمینے کی طرف بڑھائے۔۔۔

لیکن اس سے گھبرا کر قدم پیچھے کی طرف اٹھانے کی بجائے وہ اپنی جگہ ڈٹ کر کھڑی تھی۔۔۔کیونکہ جتنی تکالیف سے وہ گزر چکی تھی اسکے اندر اتنی ہمت تو آ ہی چکی تھی وہ ہر حالات کا جم کر مقابلہ کر سکے۔۔۔

جسے دیکھتے زارون کی مسکراہٹ کچھ اور گہری ہوئی۔۔۔

بہت بہادر ہو گئی ہے میری زندگی۔۔۔

اسکی کان کی لوں کو نرمی سے چھوتے گھمبیر سرگوشی کی۔۔۔جس سے زر کے وجود کو کرنٹ سا لگا۔۔۔

لیکن پھر خود کو کمپوز کرتے ہوئے۔۔۔دونوں ہاتھ اسکے سینے پر رکھتے پوری طاقت سے پیچھے کی جانب دھکیلا۔۔۔

جس سے وہ زیادہ تو نہیں لیکن دو قدم پیچھے ضرور ہوا تھا۔۔۔

میں نے کہاں مجھے چھونے کی کوشش مت کیجئے گا۔۔۔ ورنہ ۔۔۔ایک ایک لفظ غصے سے چباتے ہوئے انگلی دکھائی۔۔۔

ورنہ کیا؟؟؟؟

زر کی وہی انگلی تھامتے ہوئے زارون نے استہزائیہ آبرو اٹھائی۔۔۔

بیوی ہو تم میری،،،، حق رکھتا ہوں میں تم پر،،،، تمہاری ان چلتی سانسوں پر ،،،، تمہارے اس خوبصورت وجود پر،،،، جب چاہوں جیسے چاہوں جہاں چاہوں چھوؤں،،،، اگر دل کرے پل میں تمہاری سانسوں کو دسترس میں لیتے روح میں اتر جاؤں۔۔۔

کسی میں اتنی ہمت نہیں جو زارون شاہ کو اسکا حق لینے سے روک سکے۔۔۔

یہاں تک کہ تم خود بھی نہیں۔۔۔

اسکے ہاتھ کو گھما کر پشت اپنے سینے سے لگاتے اسکے بھیگے بالوں کو ایک طرف کندھے پر ڈال کر کان میں گھمبیرتا سے بولتا۔۔۔

پیچھے گردن میں سختی سے اپنے دانت گاڑھ گیا۔۔۔

جس پر وہ سسکی۔۔۔

لیکن پھر ہمت کرتے ہوئے اسکی قید سے آزاد ہوتے ایک بار پھر اسے پیچھے کی طرف دھکیلا۔۔۔

زرمینے۔۔۔

جس پر اب کی بار زارون شاہ کو غصہ آیا تھا۔۔۔اور وہ غصے سے چیخا۔۔۔

آپ کو اور آتا ہی کیا ہے۔۔۔

نکاح سے لے کر اب تک یہی سب تو کرتے آئیں ہیں۔۔۔رشتہ تو صرف بہانہ ہے۔۔۔بات تو حوس کی ہے۔۔۔جو میرے وجود سے مٹانا چاہتے ہیں۔۔۔

لیکن بھول ہے آپکی کے میں مزید آپکو اپنے وجود سے کھیلنے کی اجازت دوں گی

۔۔۔

آپکے ہاتھ کا کھلونا بننے سے تو اچھا ہے میں خود اپنے ہاتھوں سے اپنی جان دے

دوں ۔۔۔

زارون کے چیخنے پر ڈرنے کی بجائے وہ استہزائیہ کہتی اس سے ڈبل آواز میں چیخی

۔۔۔

زارون نے زر کی باتوں پر دنگ ہو کر اسکے غصے سے سرخ ہوئے چہرے کی طرف دیکھا ۔۔۔ جبکہ اپنی محبت کو حوس کا نام دیئے جانے پر طیش سے اسکی شریانوں میں دورتا ہوا خون دماغ میں ٹھوکریں مارنے لگا تھا ۔۔۔

تمہیں لگتا ہے ۔۔۔ کہ میری محبت ڈھونگ ہے ،،،، یہ رشتہ صرف ایک ذریعہ ہے ۔۔۔ میں تمہارے وجود سے اپنی حوس پوری کرتا ہوں ۔۔۔

"حوس ۔۔۔۔

لفظ کو چبا کر کہتے ہوئے۔۔۔اس نے ہزیانی انداز میں سر ہلایا تھا۔۔

تو ٹھیک ہے حوس ہی سہی۔۔۔ مسز زارون شاہ۔۔۔ لیکن تم میری پابند ہو۔۔۔ مالک ہوں میں تمہاری ان آتی جاتی سانسوں کا۔۔۔ میری مرضی کے بغیر تم اونچا سانس بھی نہیں لے سکتی جان دینا تو بہت دور کی بات۔۔۔ساری زندگی تمہارے وجود سے بقول تمہارے ایسے ہی اپنی حوس پوری کرونگا۔۔۔

روک سکتی ہو تو روک کر دکھاو۔۔۔

ایک ایک لفظ ٹھہر ٹھہر کر بولتے چیلنجنگ انداز میں دیکھا۔۔۔

ایسی بات ہے زارون شاہ تو میں بھی آپکو یہ رشتہ آج ہی ختم کر کے دکھاوں گی ،،،آپ میں ہمت ہے تو آپ بھی مجھے روک کر دکھائیں۔۔۔

اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولتی۔۔۔ تیز قدموں سے باہر کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

جبکہ پیچھے زارون نے طیش کے عالم میں اپنی مٹھیاں بھینچی،،،، پھر اسے روکنے کیلئے تیز قدموں سے پیچھے بھاگا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

کون ہو تم لوگ کیوں مجھے پچھلے ایک ہفتے سے یرغمال بنا کر رکھا ہوا ہے؟؟؟

بتاتے کیوں نہیں؟؟؟

موسی شاہ کو اس کال کوٹھڑی میں بند ہوئے تقریبا ایک ہفتہ مکمل ہونے کو آیا تھا۔۔۔

لیکن ابھی تک انہیں یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا۔۔۔ کہ انہیں یوں قید کرنے کے پیچھے آخر کس کا ہاتھ تھا۔۔۔

کہیں نا کہیں انہیں لگتا تھا کہ یہ سب کچھ ضارب شاہ کے کہنے پر ہو رہا تھا۔۔۔جو کہ حقیقت بھی تھا۔۔۔لیکن پھر وہ اب تک ان سے ملنے اپنا بدلہ لینے کیوں نہیں آیا۔۔۔

جہاں تک وہ ضارب شاہ کو جانتے تھے۔۔۔وہ اپنے دشمنوں کو ایک لمحے کی رعایت نہیں دیتا تھا۔۔۔

تو پھر انہیں اب تک زندہ کیوں رکھا ہوا تھا۔۔۔

لیکن وہ نہیں جانتے تھے،،،، ضارب شاہ کا اپنا ہی ایک قانون تھا،،،، اپنے الگ اصول تھے۔۔۔جن کے تحت ہر مجرم کو الگ سزا سنائی جاتی تھی،،،، وہ اپنے شکار کو مارنے سے زیادہ تڑپانے پر یقین رکھتا تھا۔۔۔

وہ ایسی دردناک موت دینے والا سفاک درندہ تھا،،، کہ جس کے ہتھے چڑھنے سے بہتر لوگ مرجانے کو ترجیح دیتے تھے۔۔۔

ایسے ہی تو نہیں وہ دہشت کی دنیا میں سٹون ہارٹ کے نام سے جانا جاتا تھا جس کے اندر احساس نامی کوئی چیز نہیں پائی جاتی تھی۔۔۔

اسکے آدمی جو پچھلے ایک ہفتے سے انہیں الگ الگ طریقے سے ٹارچر کر رہے تھے۔۔۔ جسکی وجہ سے انہیں اپنے پورے جسم میں درد کی ٹیسیں اٹھتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔

حتی کہ درد کو سہتے سہتے انکا وجود مکمل نڈھال ہو چکا تھا۔۔۔ نقاہت اس قدر زیادہ تھی کہ منہ سے الفاظ بھی اب رک رک کر نکل رہے تھے۔۔۔

زخموں سے خون بہہ بہہ کر پورے وجود پر جم چکا تھا۔۔۔

لیکن سامنے والوں کو اس سے کوئی غرض نہیں تھی۔۔۔ وہ بالکل کسی روبوٹ کی طرح اپنے مالک کے حکم مانتے،،، انہیں سزا دے رہے تھے۔۔۔

چوبیس گھنٹوں میں انہیں صرف ایک بار کھانا دیا جاتا تھا۔۔۔اور وہ بھی ایسا کہ کیا ہی جیل کے قیدیوں کو بھی دیا جاتا ہو۔۔۔ باسی روٹی اور ساتھ پتلی سی دال جس میں ڈھونڈنے سے بھی دال کا دانہ نا ملے۔۔۔

جسے پہلے دن دیکھتے ہی انہوں نے کھانے سے صاف انکار کر دیا تھا۔۔۔

اور پھر جو طریقہ انہوں نے اپنایا تھا،،، موسی شاہ کی ہمت نہیں ہوئی تھی کہ وہ دوبارہ اسے کھانے سے انکار کرتے۔۔۔

اب بھی کمرے میں داخل ہوتے وجود کو محسوس کرتے،،، انہوں نے اپنی نقاہت زدہ آنکھیں کھولیں اور پھر ایک بار وہی سوال دوہرایا جو وہ پچھلے ایک ہفتے سے پوچھ رہے تھے۔۔۔

لیکن ہمیشہ کی طرح اس بار بھی جواب میں بس خاموشی ہی تھی۔۔۔شاید وہ لوگ انہیں جسمانی عزیت کے ساتھ دماغی عزیت بھی دینا چاہتے تھے۔۔۔اس لیے خاموشی کی مار مار رہے تھے۔۔۔

کھانا تو انہیں صبح ہی وہ لوگ کھلا چکے تھے۔۔۔ یہ وقت تو انہیں انکے کیے گئے گناہوں کی سزا دینے کا تھا۔۔۔

موسی شاہ نے اپنی ادھ کھلی آنکھوں سے۔۔۔آج دیے جانے والی سزا کے سامان کو دیکھا تھا۔۔۔

جہاں ایک آدمی کے ہاتھ میں باربی کیو کرنے کیلیئے جو چھوٹی بھٹی استعمال کی جاتی تھی ویسا باکس تھا،،، اس کے اندر کوئلے دہک رہے تھے۔۔۔ جنکی تپش دور ہونے کے باوجود انہیں اپنے بہت قریب محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

جبکہ دوسرے کے ہاتھ میں برف کی بڑی والی سل تھی جسے دو آدمیوں نے مل کر اٹھایا ہوا تھا۔۔۔

ان لوگوں نے وہ دونوں چیزیں انکے پاؤں کے قریب لا کر زمین پر رکھی تھیں

۔۔۔

پھر گہری خاموشی کے ساتھ جلدی جلدی انکے بندھے ہوئے پاؤں کھولنے لگے تھے۔۔۔

نہیں،،،، نہیں،،،، نہیں پلیز

انہوں نے بند آنکھوں کے ساتھ نفی میں سر ہلاتے ہوئے اپنے پاؤں انکی قید سے آزاد کروانے چاہے۔۔۔

لیکن زخموں سے چور چور نقاہت زدہ وجود سے وہ ان ہٹے کٹے جوانوں کا مقابلہ کہاں کر سکتے تھے۔۔۔

جنہوں نے انکی مزاحمت کو کسی خاطر میں نا لاتے۔۔۔

انکے دونوں پاؤں اٹھا کر۔۔۔ دہکتے شعلوں سے گرم ہوئیں ان سلاخوں پر رکھ دیئے تھے۔۔۔

جس سے کمرے میں موسی شاہ کی دردناک چیخیں گونج اٹھیں۔۔۔

وہ اپنے پاؤں کھینچنے کی کوشش کرتے مسلسل نفی میں سر ہلا رہے تھے۔۔۔ ساتھ آنکھوں سے آنسو ایک لڑی کی صورت بہہ رہے تھے۔۔۔

اس چھوٹے سے کوٹھڑی نما کمرے میں حبس کے ساتھ اب ماس جلنے کی بدبو بھی پھیل گئیں تھی۔۔۔

جبکہ درد کی شدت.برداشت کرتے موسی اب اپنے ہوش گنوانے کے درپر تھے۔۔۔جب انہوں نے یکدم ہی ان سلاخوں سے انکے پاؤں اوپر اٹھائے۔۔۔

اور ایک پل ٹھہرنے کے بعد۔۔۔برف کی سل پر رکھ دیئے۔۔۔سرخ و سفید پاؤں جنکی اوپری جلد پوری طرح زخمی تھی۔۔۔جس پر چھوٹے چھوٹے کٹ لگا کر اس میں نمک کے ساتھ سرخ مرچیں بھری گئیں،،،، جبکہ نچلا حصہ.بری طرح جلنے کے بعد سلاخوں کی وجہ سے شگاف پڑ گئے تھے۔۔۔اس پر آگ جیسی ٹھنڈی.برف نے جیسے تیزاب کا کام کیا۔۔۔

جبکہ اس ناقابل.برداشت درد کو محسوس کرتے ہوئے،،،، ایک دردناک چیخ انکے ہونٹوں سے.برآمد ہوئی۔۔۔

اور اسکے بعد انکا سر بے دم ہو کر ایک طرف لڑھک گیا۔۔۔

انہیں بیہوش ہوتے دیکھ وہ لوگ جس خاموشی سے آئے تھے اسی خاموشی سے سارا اسامان سمیٹ کر واپس بھی چلے گئے۔۔۔

اور موسی شاہ کا وجود پیچھے بے یارو مددگار پڑا تھا جسکے زخموں کی صفائی نا کرنے پر اس میں کیڑے پڑنے شروع ہو چکے تھے۔۔۔

لیکن کسی کو ان پر رحم نہیں آیا تھا۔۔۔اصل میں یہ انکے ہی انجام دیئے جانے والی گناہوں کی سزا تھی۔۔۔کل وہ جو دوسروں کو مارتے وقت خود کو زمینی خدا سمجھتے ظلم کی انتہا کرتے تھے آج مکافات بن کر انکے سامنے کھڑا تھا۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

اپنے کمرے سے نکل کر وہ سیدھا لاؤنج میں آئی تھی۔۔۔

جہاں اس وقت گھر کے سبھی بڑے چھوٹے افراد موجود تھے جو شام کی چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔۔

اس نے ایک نظر سب پر دوڑائی اور پھر تیز قدموں سے ضارب شاہ کے قریب آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

"لالا۔۔۔

جس پر ضارب کے ساتھ باقی سب گھر کے افراد بھی اسکی طرف متوجہ ہوئے تھے۔۔۔

جبکہ اسکے نم لہجے کو سنتے وہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

جی لالا کی جان۔۔۔

زر میرے ساتھ آو۔۔۔مجھے ضروری بات کرنی ہے۔۔۔

تبھی اسکے پیچھے پیچھے زارون بھی لاؤنج میں آیا تھا،،اور اسے ضارب کے قریب کھڑے دیکھ کر اسکے بولنے سے پہلے ہی سختی سے کہتے اپنے ساتھ چلنے کا بولا۔۔۔

لالا آپ نے بولا تھا نا کہ آپ ہمیشہ میرا ساتھ دینگے۔۔۔ہر فیصلے میں ساتھ کھڑے ہونگے۔۔۔زارون کی بات سرے سے نظرانداز کرتے،،، ضارب کا ہاتھ تھام کر نم لہجے میں بولتی امید بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔

جبکہ اسکو روتے دیکھ کر ضارب نے فوراً اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔۔۔

جی گڑیا۔۔۔" ہم ہمیشہ آپکے ساتھ ہیں۔۔۔

لیکن اس سے پہلے ہمیں بتائیں آپ رو کیوں رہی ہیں؟؟؟

لالا اگر آج میں آپ سے کچھ مانگوں تو کیا آپ مجھے وہ دینگے؟؟؟ اسکے سوال نظر انداز کرتے اگلا سوال کیا۔۔۔

"زرمینے۔۔۔

زاروں نے تنبیہ کرتی نگاہوں سے دیکھا۔۔۔ ضارب شاہ نے اسے گھورا۔۔۔

لالا میں۔۔۔

زاروں شاہ اب آپکی آواز نہیں آنی چاہیے۔۔۔

وارننگ دیتا لہجہ۔۔۔ جس پر زاروں نے سختی سے لب بھینچتے ہوئے سر جھکایا۔۔۔

بولیں ہم سن رہے ہیں۔۔۔

زاروں کے جھکے سر کو ایک نظر دیکھنے کے بعد زرمینے کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

لالا مجھے آزادی چاہیے ؟؟؟

آزادی ؟؟؟

ضارب نے سوالیہ دیکھا۔۔۔

زارون شاہ سے طلاق۔۔۔

زرمینے کے منہ سے طلاق کا لفظ سن کر جہاں زارون نے غصے سے مٹھیاں بھینچی تھیں البتہ ضارب کی وجہ سے ہونٹوں پر چپ کے تالے لگائے خود کو کچھ بھی بولنے سے باز رکھا۔۔۔ وہی باقی گھر کے افراد جو اسکی باتوں کو سنتے معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔

ابرش ابیہا نے حیرت سے اسکے چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔ آخر ان سے بہتر کون جان سکتا تھا کہ وہ زارون سے کتنی محبت کرتی تھی۔۔۔

پھر یہ علیحدگی کی بات۔۔۔

حیدر شاہ کے ساتھ اماں سائیں ارمغان شاہ روباب اور عظمی جہاں زر مینے کے منہ سے طلاق کا لفظ سنتے پریشان ہوئے تھے۔۔۔وہی واسم شاہ کو زر مینے کی یہ بات بہت ناگوار گزری تھی۔۔۔

آپکا کہیں دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔۔۔

نجمہ بیگم نے فوراغصے سے آگے بڑھ کر اسکا بازو اپنی گرفت میں لیتے ہوئے اسے ڈانٹا۔۔۔

البتہ اس نے کوئی بھی جواب دینا ضروری نا سمجھا۔۔۔اسکی نظریں اب بھی ضارب شاہ کے چہرے پر ٹکی ہوئیں تھیں۔۔۔

جو پریشان نظروں سے کبھی اسکے اور کبھی زارون شاہ کی طرف دیکھ رہا تھا ۔۔۔اور کچھ حد تک اسے معاملہ سمجھ بھی آرہا تھا۔۔۔

"دیکھو گڑیا۔۔۔

نہیں مجھے کچھ نہیں دیکھنا،،،، آپ مجھے صرف اتنا بتائیں کہ آپ میری مدد کرینگے یا نہیں۔۔۔

ضارب نے مصلحتاً کچھ کہنا چاہا۔۔۔

جب وہ اسکی بات درمیان میں کاٹتے ہولی۔۔۔

"زرمینے۔۔۔

جبکہ اسے ایک بات کرتے دیکھ نجمہ بیگم تنبیہ سے بولیں۔۔۔

جب ضارب نے انہیں آنکھوں سے ہی چپ رہنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔

گڑیا ہم نے بولا نا ہم ہمیشہ آپکے ساتھ ہیں۔۔۔ لیکن جب تک آپ ہمیں اپنے اس فیصلے کے پیچھے کی وجہ نہیں بتا دیتیں،،،، آخر آپ کیوں زارون کے ساتھ نہیں رہنا چاہتیں۔۔۔

ہم آپکی کوئی مدد نہیں کر پائے گے۔۔۔

اور وجہ بھی معقول ہونی چاہیے ۔۔۔

کیونکہ چھوٹے چھوٹے معمولی جھگڑوں پر یوں گھر نہیں توڑے جاتے ۔۔۔

وجہ ہے لالا ۔۔۔" بہت بڑی وجہ ہے ۔۔۔

نہیں رہ سکتی میں ایسے انسان کے ساتھ جس کی نظر میں میری ذات کی کوئی اہمیت نہیں ۔۔۔

جس کیلئے میرا وجود ایک ضرورت کے سامان سے زیادہ کچھ نہیں ۔۔۔

جو دوسروں کے کیے کی سزا مجھے دیتا ہے ،،، جس نے میرے احساسات اور جذبات کو بری طرح اپنی انا کے پیروں تلے کچلا ہے ۔۔۔

اور سب سے بڑی اور معقول وجہ ۔۔۔ میرے ہونے والے بچے کا قاتل ہے

۔۔۔

پھوٹ پھوٹ کر اونچی آواز میں روتے اتنے دنوں سے اپنے اندر چھپے درد کو لفظوں کی صورت باہر نکالتی چیخی۔۔۔

جس پر دنگ ہوتے سب نے افسوس بھری نظروں سے زارون شاہ کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

جبکہ نجمہ بیگم تو ایسے تھیں۔۔۔ جیسے کسی نے انکے وجود سے روح کھینچ لی ہو ۔۔۔تاشے نے فوراً آگے بڑھ کر انہیں سنبھالتے گرنے سے بچایا،، ورنہ وہ زمین بوس ہو جاتیں۔۔۔

کیا کچھ نہیں جھیلا تھا انکی معصوم بیٹی نے۔۔۔وہ جو واسم شاہ کے ری ایکشن کو دیکھ کر اس دن سوچ رہی تھیں کہ پتا نہیں زارون شاہ سچ جان کر کیا کرے گا

۔۔۔

انہیں پتا ہی نہیں چلا کہ انکی بیٹی پر یہ قیامت صغری آکر گزر بھی گئی تھی۔۔۔

اور وہ کتنی بے خبر رہیں۔۔۔آخر کب تک اپنے باپ کے کیے کی سزا انکی معصوم بچی جھیلے گی۔۔۔یہ سوچ آتے ہی انکے آنسو جو کب سے رکے ہوئے تھے ۔۔۔انکے چہرے پر بہہ نکلے۔۔۔

ضارب شاہ نے ساری حقیقت جاننے کے بعد غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں ۔۔۔جبکہ زارون شاہ کیلیئے افسوس کے ساتھ آنکھوں میں لہو اتر آیا تھا۔۔۔

کتنا سمجھایا تھا اس نے زارون شاہ کو کہ جو کچھ بھی ہوا ہے۔۔۔اس چیز کا غصہ وہ "زرمینے پر مت نکالے لیکن۔۔۔

اس نے بمشکل ہی لب بھینچ کر خود کو کچھ کہنے سے روکا تھا۔۔۔

جبکہ واسم شاہ جو زرمینے کے طلاق مانگنے پر اسے ڈانٹنے والا تھا۔۔۔اس حقیقت نے اسکے لبوں پر چپ کے تالے لگا دیئے تھے۔۔۔اور اسے زارون شاہ پر اتنا غصہ آیا تھا۔۔۔کہ دل کر رہا تھا ابھی اسکا منہ توڑ دے۔۔۔

لیکن زرمینے نے مدد ضارب سے مانگی تھی اس سے نہیں۔۔۔اس لیے وہ اس بات کا فیصلہ بھی ضارب پر چھوڑتے ہوئے۔۔۔بمشکل خود کو کنٹرول کر کے کھڑا تھا۔۔۔

ابرش ابیہا کے تو ساری بات سننے کے بعد آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔۔

جبکہ روباب اس سب کی ذمہ دار خود کو سمجھ رہی تھی۔۔۔آخر کہیں نا کہیں زارون کے غصے کے پیچھے کی وجہ وہی تھیں۔۔۔

زارون ہمیں آپ سے یہ امید نہیں تھی۔۔۔

کافی دیر گزر جانے کے بعد حیدر شاہ کے لبوں سے بس یہ چند الفاظ نکلے تھے

۔۔۔

اور کیا کچھ نہیں تھا ان لفظوں میں۔۔۔اپنے مان کے ٹوٹنے کا درد جس کے ساتھ انہوں نے زر مینے کو اسے سونپا تھا،، یہ حرکت انجام دے کر زارون شاہ نے انکی تربیت پر سوال اٹھا دیا تھا۔۔۔

"دادا سائیں۔۔۔

زارون نے کچھ کہنا چاہا جب انہوں نے ہاتھ اٹھا کر اسے بولنے سے روکا۔۔۔اور افسوس بھری نظروں سے دیکھنے کے بعد اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔۔۔

زارون نے گہرا سانس لیتے اپنے چہرے پر دونوں ہاتھ پھیرے اور پھر ایک نظر اپنی زندگی کی طرف دیکھا۔۔۔ جسکی رو رو کر اب ہچکیاں بندھ گئیں تھیں۔۔۔

پھر آگے بڑھ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔

زریار میں نے جان بوجھ کر کچھ نہیں،،،،،اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی زرمینے کا ہاتھ اٹھا تھا۔۔۔

اور اسکے وجیہہ چہرے پر اپنی چھاپ چھوڑ گیا۔۔۔

زارون کو پڑنے والے تھپڑ کی آواز پورے لاؤنج میں گونجی۔۔۔

میں نے بولا مجھے ہاتھ مت لگایئے گا۔۔۔ساتھ ہی وہ اپنی پوری قوت سے چیخی تھی۔۔۔

جبکہ لاؤنج میں موجود سبھی عورتوں نے اپنے لبوں پر ہاتھ رکھ لیے تھے۔۔۔

زرمینے کی اس حرکت پر زارون شاہ نے آنکھوں میں چنگاریاں بھر کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔

جس پر زرمینے تو نہیں البتہ نجمہ بیگم کا دل ضرور کانپا تھا۔۔۔

زارون نے جو کچھ بھی کیا لیکن وہ یہ کبھی نہیں چاہتی تھی کہ انکی بیٹی کا گھر ٹوٹے۔۔۔

"زرمینے۔۔

انہوں نے غصے سے کہتے اسے اسکی حرکت کا احساس دلایا تھا۔۔

جس پر وہ کچھ ہوش میں آئی۔۔۔پھر اپنے انجام دیئے جانے والے فعل کا احساس ہوتے ہی لبوں پر ہاتھ رکھتے تیز قدموں سے اوپر اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔۔۔

جبکہ پیچھے زارون نے ایک نظر لاؤنج میں موجود سبھی افراد پر دوڑائی۔۔۔

واسم اور ضارب شاہ کو دیکھتے جو اپنی جگہ خاموش لب سیئے کھڑے تھے۔۔۔

طیش کے عالم میں حویلی سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

آج شام میں جو کچھ بھی ہوا۔۔۔اس نے گھر میں ایک تناؤ پیدا کر دیا تھا۔۔۔

سب اپنی اپنی جگہ پریشان اپنے اپنے کمروں میں بند تھے۔۔۔

جس پر ابرش ابیہا اور تاشے نے مل جل کر بہت مشکل سے سب کو کچھ نا کچھ کھلایا تھا۔۔۔

البتہ زارون شاہ شام کا نکلا ہوا ابھی تک گھر واپس نہیں آیا تھا۔۔۔

انہی سبھی چیزوں کے چلتے تاشے کا دل بری طرح گھبرانا شروع ہو گیا تھا۔۔۔اور اس وقت تو رومان بھی اسکے قریب نہیں تھا اوپر سے گھر کے جو حالات تھے۔۔۔ابیہا ابرش کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔۔۔

کہ کسی کا بھی اسکی طرف دھیان نہیں گیا۔۔۔اور آج سے پہلے اس نے کبھی ایسے حالات نہیں دیکھے تھے۔۔۔اس وقت اسکے احساسات بہت عجیب ہو گئے تھے۔۔۔

جس کے چلتے وہ رات کے اس پہر کھلی فضاء میں سانس لینے کیلئے حویلی کے لان میں نکل آئی تھی۔۔۔

جبکہ سوچوں کا محور ابھی بھی زرمینے کی ذات ہی تھی۔۔۔

اس کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا تھا۔۔۔اور موسی شاہ کی وجہ سے اس نے جو بھی جھیلا۔۔۔اس نے موسی شاہ کیلئے اسکی نفرت میں مزید اضافہ کیا تھا۔۔۔

جبکہ زارون شاہ سے اسے اس رویے کی ذرا توقع نہیں تھی۔۔۔وہ ان دونوں کے شادی کے فنکشنز کے دوران جتنا اس نے اسے جانا تھا۔۔۔وہ ایسا تو بالکل بھی نہیں تھا۔۔۔

ابھی وہ اپنی انہی لایعنی سوچوں میں گم تھی۔۔۔جب اسکی نظر گیٹ کے پاس کھڑے شہیر خان پر پڑی۔۔۔جو کہ شاید ضارب کی گاڑی تیار کروا رہا تھا۔۔۔

اور ساتھ ساتھ کسی سے فون پر بات بھی کر رہا تھا۔۔۔

پچھلے کئی دنوں سے تاشے نے اسے ٹھیک سے نہیں دیکھا تھا۔۔۔اور ایک آدھ بار نظر پڑی بھی تو اس نے تاشے کو دیکھتے فوراً اپنی نظریں جھکا لی تھیں۔۔۔اور اب رات کے اس پہر اسے یوں اپنے سامنے دیکھتے بے ساختگی میں اسکے قدم شہیر کی طرف بڑھے تھے۔۔۔

"شہیر۔۔۔

اسکے قریب پہنچتے ہی تاشے نے نرمی سے اسے پکارا۔۔۔دوسری طرف خان جو کال پر مصروف تھا۔۔۔

خود کو اس نام سے بھولائے جانے پر حیران ہوتا پلٹا۔۔۔کیونکہ اسکی ماں کے علاوہ اسے اس نام سے کوئی نہیں پکارتا تھا۔۔۔

خصوصاحویلی میں سب لوگ اسے خان ہی کہہ کر پکارتے تھے۔۔۔

اس لیے تھوڑا حیران ہونا تو بنتا تھا۔۔۔

جبکہ اپنے پیچھے موجود وجود کو دیکھتے اس نے فوراًا اپنی نظریں جھکائیں۔۔۔

جی بی بی سائیں کوئی کام تھا؟؟؟؟

اپنے نظروں کو جھکائے نہایت ادب کے ساتھ سر جھکا کر بولا۔۔۔

جس پر تاشے نے افسوس سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

پہلی بات میں کوئی آپکی بی بی سائیں نہیں ہوں۔۔۔اس لیے بہتر یہی ہوگا آپ مجھے میرے نام سے ہی بولائے۔۔۔

اور میرے سامنے یوں اپنا سر بھی مت جھکایا کریں مجھے بالکل اچھا نہیں لگتا۔۔۔

شہیر کو ٹوکتے ہوئے نہایت نروٹھے پن سے بولی۔۔۔

جبکہ اسکی بے تکلفی پر خان نے حیرت سے سر اٹھایا تھا۔۔۔جب اسکی نظریں ایک بار پھر اسکے معصوم نقوش میں الجھنے لگیں۔۔۔

جس پر اس نے فوراً خود کو کمپوز کرتے دوبارہ نظریں جھکائیں۔۔۔

گستاخی معاف بی بی سائیں۔۔۔آپ میرے سردار سائیں کے خاندان سے ہیں ۔۔۔ میرے لیے نہایت قابل احترام۔۔۔میں آپکو آپکے نام سے پکارنے کی گستاخی سر انجام نہیں دے سکتا۔۔۔

"لیکن۔۔

آپ کو اگر کوئی کام ہے تو مجھے بتا سکتیں ہیں۔۔۔ورنہ مجھے اجازت دیں ۔۔۔مجھے سردار سائیں کے ساتھ شہر نکلنے کیلئے گاڑی تیار کروانی ہے۔۔۔

تاشے کی بات درمیان میں کاٹتے دوٹوک لیکن ادب کے ساتھ بولا۔۔۔

وہ جو پہلے ہی ڈسٹرب تھی اسکے یوں بیگانگی برتنے پر تاشے کے سرمئی نینا بھیگے تھے۔۔۔

نہیں آپ جا سکتے ہیں۔۔۔

نم لہجے میں بولتی ہوئی وہ تیز قدموں سے اندر حویلی کی جانب بھاگی تھی۔۔۔

جبکہ اسکے لہجے کے بھیگے پن کو خان نے شدت سے محسوس کیا۔۔۔ لیکن نظریں اٹھا کر اسکی پشت کو نا دیکھا۔۔۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا۔۔۔ کہیں اسکا خود پر کیا کنٹرول ختم ہو جائے اور اس سے ایسی کوئی گستاخی سرزد ہو جائے۔۔۔ جس سے وہ اپنے سردار سائیں کی نظروں میں گنہگار ٹھہرایا جائے۔۔۔

معاف کیجئے گا تاشے۔۔۔ مجھے آپکے جذباتوں کی قدر ہے۔۔۔ لیکن میں انکی پذیرائی کر کے،،،، اپنے سردار سائیں کو دھوکہ نہیں دے سکتا۔۔۔ انہوں نے مجھ پر جو اعتبار کر کے اس گھر کا اپنی عزتوں کا محافظ بنایا ہے۔۔۔

میں انکے مان اور اعتبار کو نہیں توڑ سکتا۔۔۔

اسکے چلے جانے کا یقین ہوتے ہی اس نے اپنی نظریں اٹھائیں تھیں۔۔۔جو ضبط کے چکر میں انتہائی سرخ ہو چکیں تھیں۔۔۔پھر حویلی کی طرف دیکھتے ہوئے خود کلامی کے انداز میں بولتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

یہ جانے بنا کہ کال پر دوسری طرف موجود ہستی نا صرف ان دونوں کی باتیں سن چکی تھی بلکہ انکے جذبات سے بھی آگاہی حاصل کر لی تھی۔۔۔جسے تاشے کے پکارنے پر وہ جلد بازی میں بند کرنا بھول گیا تھا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

رات کا آخری پہر۔۔۔جب ہر ذی روح خواب وخرگوش کے مزے لوٹ رہا تھا ۔۔۔ایسے میں ایک وجود۔۔جس نے اپنے آپ کو مکمل کالے لباس میں چھپایا ہوا تھا۔۔۔

ہر طرف احتیاط سے دیکھتے ہوئے۔۔۔ایک کمرے میں داخل ہوا۔۔۔جہاں ایک پری پیکر اسکی نیند اور چین چرا خود مزے سے سو رہی تھی۔۔۔

اسکے پرسکون چہرے کو دیکھتے ہوئے۔۔۔اس وجود کی آنکھوں میں ایک گہری چمک آئی تھی۔۔۔

اپنی ہڈی کی پاکٹ سے ایک رومال نکالتے جو مکمل کلوروفام سے بھیگا ہوا تھا۔۔۔

اسکے ناک پر رکھا۔۔۔اور چند پل بعد اسکی سانسوں سے م اسکے بیہوش ہو جانے کا یقین کر لینے کے بعد اسے اپنے کندھے پر ڈالتے جس خاموشی سے آیا دبے قدموں ویسے تیزی سے ہی باہر نکلتا چلا گیا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

کھڑکی کے زریعے کمرے میں داخل ہوتیں سورج کی کرنوں نے جس میں الگ سی تپش تھی اسکے خوبصورت چہرے کا احاطہ کیا۔۔۔ جس پر کسمساتے ہوئے بھاری ہوتے سر کے ساتھ اس نے اپنی بند آنکھیں کھولنے کی کوشش کی۔۔۔ لیکن پلکوں پر بھوج اس قدر زیادہ تھا کہ وہ کھل کر ہی نہیں دے رہی تھیں۔۔۔

"ماما۔۔

اپنے دکھتے ہوئے سر پر ہاتھ رکھتے اس نے نجمہ بیگم کو دھیرے سے پکارا۔۔۔

لیکن وہ یہاں ہوتیں تو اس کی بات کا جواب دیتیں۔۔۔

کوئی جواب نا ملنے پر اس نے بھاری ہوتی پلکوں کو جنبش دیتے دھیرے سے کھولا۔۔۔

جب اسکی دھندلی سی نظر کمرے کی چھت پر پڑی تھی۔۔۔ لیکن آنکھوں کے آگے اندھیرہ چھانے کی وجہ سے اس نے دوبارہ انہیں بند کر لیا تھا۔۔۔

شاید کل رات زیادہ سٹریس کی وجہ سے اس نے جو میڈیسن کی ڈبل ڈوز لی تھی ۔۔۔ یہ شاید اسکا ہی اثر تھا۔۔۔

لیکن وہ معصوم نہیں جانتی تھی۔۔۔ میڈیسن سے زیادہ یہ کلوروفام کا اثر تھا۔۔۔

جو اسکے شاہ نے اپنی ہی بیوی کو اغوا کرنے سے پہلے سونگھائی تھی۔۔۔

کمرے میں.بڑھتی ہوئی روشنی کے ساتھ گرمی نے اسے اٹھنے پر مجبور کر دیا تھا ۔۔۔

وہ بنا آنکھیں کھولے ہی اٹھ کر بیٹھی اور اپنے گھومتے ہوئے سر کو دونوں ہاتھوں سے تھامتے ہوئے۔۔۔ اس نے ایک بار پھر نجمہ بیگم کو اونچی آواز میں پکارا۔۔۔

"ماما۔۔۔

لیکن جواب ندارد۔۔۔

لگتا ہے ابھی تک ناراض ہیں۔۔۔ نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس نے دوبارہ اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔

جو اس بار اپنے آپ کو ایک انجان جگہ پر پاتے مکمل کھل گئیں تھیں۔۔۔

اس نے حیرت سے اپنی آنکھوں کو بڑا کرتے ایک نظر پوری اس جگہ پر دوڑائی ۔۔۔یہ ایک لکڑی کا بنا ہوا چھوٹا مگر کشادہ اور خوبصورت ساہٹ تھا،، جسکی دائیں طرف ایک کھڑکی تھی۔۔۔ جو لکڑی کے ساتھ شیشے کی بنی ہوئی تھی ۔۔۔اور اس پر ہرے پتوں کی بیلیں لٹکی ہوئی تھی۔۔۔

جبکہ اس جگہ پر کوئی خاص سامان موجود نہیں تھا۔۔۔ سوائے ایک میٹرلیس کے جس پر وہ اس وقت بیٹھی ہوئی۔۔۔

کا سمبل تھا lion اور بائیں طرف دیوار پر لٹکتی کالی ہڈ کے ۔۔۔ جسکے بیک پر ZS اور درمیان میں انگلش کے دو ا ایلفابیٹس لکھے تھے

زر مینے نے بہت غور سے اس ہڈ کو دیکھا ۔۔۔ جس پر اسکے دماغ میں ایک جھماکا سا ہوا ۔۔۔

اور اسے بے ساختہ ہی وہ دہشت گرد یاد آیا ۔۔۔ کیونکہ یہ ہڈ بالکل ویسی ہی تھی جیسی وہ نقاب پوش پہنتا تھا ۔۔۔

تو کیا مجھے اس دہشت گرد نے اغوا ۔۔۔

یہ سوچ آتے ہی وہ جھٹکے سے اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی ۔۔۔ جس سے ایک بار پھر اسکی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھایا ۔۔۔ لیکن وہ سر جھٹکتے ہوئے ۔۔۔ تیز قدموں سے اس ہڈی کے قریب گئی اور اسے دیوار سے اتار کر دیکھنے لگی ۔۔۔

جس کے بعد شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں بچتی تھی ۔۔۔

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔وہ مجھے ایسے کیسے کڈنیپ کر سکتا ہے۔۔۔میں نے تو کسی کو اس کے بارے میں نہیں بتایا۔۔۔پھر۔۔۔

بہت سارے سوال ایک ساتھ اسکے دماغ میں گردش کرنے لگے۔۔۔اور ساتھ ہی ڈر کی وجہ سے اسکا نازک وجود کانپنا بھی شروع ہو گیا۔۔جبکہ آنکھوں سے آنسو چھلکنے لگے تھے۔۔۔

لیکن اس سب کے دوران ایک چیز تھی جسے وہ مکمل فراموش کر گئی تھی۔۔اور وہ تھی اس ہڈ سے اٹھتی ہوئی زارون شاہ کی خوشبو۔۔۔

اگر وہ غور کرتی تو اسے ضرور پتا چل جاتا لیکن اس دہشت گرد کا ڈر اس قدر حاوی تھا اسکے دماغ پر کہ زرمینے کا دھیان اس طرف بالکل نہیں گیا۔۔۔

اس نے کسی اچھوت کی طرح اس ہڈی کو خود سے دور پھینکا تھا۔۔۔پھر تیز قدموں سے ہٹ کے دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔

جسے کھولنے کے بعد اسے ایسا نظارہ دیکھنے ملا تھا۔۔ کہ زرمینے کو زمین اپنی آنکھوں کے سامنے گھومتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔

یہ ہٹ دو پہاڑوں کے بالکل درمیان میں موجود جگہ پر سطح زمین سے کئی فٹ کے اونچائی پر بنایا گیا تھا۔۔۔

جہاں سے دیکھنے پر حد نگاہ تک پہاڑوں کے علاوہ زمین پر اونچے.بڑے درخت اور اسکے ساتھ بس پانی ہی پانی دکھائی دیتا تھا۔۔۔

جو ان پہاڑوں کے درمیان سے بہتا ہوا۔۔۔زمین کے بیچوں بیچ موجود جھیل میں گرتا تھا۔۔۔ جسکا رنگ اس قدر گہرا نیلا تھا جیسے اس میں رنگ گھول رکھا ہو۔۔۔

جبکہ پہاڑ سرمئی اور سفید ہونے کے ساتھ ساتھ ہلکے سنہرے آتشی رنگ کے دکھائی دے رہے تھے۔۔۔

وہ لوگ اس وقت ایک آئی لینڈ پر موجود تھے جسکا نام اومیٹپ تھا۔۔ جہاں زارون اسے پرائیویٹ ہیلی کاپٹر میں لے کر آیا تھا۔۔۔

تاکہ ان دونوں کے درمیان تیسرا کوئی مداخلت نا کر سکے۔۔۔

یہ اومیٹپ جزیرہ نکاراگوا جھیل جنوبی امریکہ میں واقع ہے۔۔

جس کہ دونوں اطراف دو آتش فشاں ہیں۔۔

تبھی فضاء میں آس پاس پانی ہونے کے باوجود گرمی کی تپش زیادہ تھی۔۔

اسلاڈی اومیٹائپ نکاراگوا پر واقع ہے۔ 276 کلومیٹر کے رقبے کا مطلب یہ ہے کہ یہ میٹھے پانی پر اپنی نوعیت کا سب سے بڑا جزیرہ ہے۔۔

اومیٹپ جزیرہ، نہوتل اصلیت کا ایک لفظ جس کا مطلب ہے اومی: ڈوس، اور ٹیپیٹل: پہاڑیوں، دنیا کا سب سے بڑا جزیرہ۔۔۔

جسکا نظارہ دیکھنے میں بہت خوبصورت اور آنکھوں کو خیرا کر دینے والا تھا۔۔ لیکن زرمینے کی جو حالت تھی۔۔۔ اس نے اسکے ڈر میں مزید اضافہ کیا تھا۔۔۔

مطلب یہاں وہ دور دور تک کسی کو اپنی مدد کیلئے بلا بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔

"یا اللہ۔۔

بے ساختہ ہی اس کے ہونٹوں سے ادا ہوا تھا۔۔۔

جبکہ بہتے ہوئے آنسوؤں میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔۔ بابا مجھے بچالیں۔۔۔اس نے آس پاس دیکھتے ہوئے موسی شاہ کو پکارنا چاہا۔۔۔

لیکن یکدم ہی ان کے کیے ہوئے گناہ یاد آئے۔۔۔آج وہ جس حالت میں تھی کہیں نا کہیں اس سب کے ذمہ دار وہی تو تھے۔۔۔

زندگی میں پہلی بار اسکے اندر موسی شاہ کیلئے نفرت کی لہر دوڑی تھی۔۔۔

نہیں میں انہیں نہیں بلاوں گی۔۔۔

زارون۔۔" وہ تو۔۔۔ پتا نہیں کہاں ہونگے۔۔

اب میں کیا کروں،،، یا اللہ مجھے اس درندے سے بچالے۔۔۔وہ گھنٹوں کے بل زمین پر بیٹھتی اپنے اللہ کو پکارتے اونچی آواز میں رونا شروع ہو گئی تھی۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

تبھی زارون جو نیچے جھیل کے کنارے کیمپ لگا بورن فائر کا انتظام کرنے گیا تھا ۔۔۔ہٹ کے قریب پہنچتے ہی اسے زر کی رونے کی آواز سنائی دی ۔۔۔وہ تیز قدموں سے لکڑی کی سیڑھیاں چڑھتا اندر داخل ہوا ۔۔۔

اور اسے زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر روتے دیکھ ۔۔۔فوراآگے بڑھ کر اسے اپنے حصار میں لیا ۔۔۔

زر کیا ہوا جان ایسے کیوں رو رہی ہو ۔۔۔

اسکا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے بہت محبت سے گویا ہوا ۔۔۔

"زارون ۔۔۔

و،،،،وہ دہشت گرد ۔۔۔

ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں بولتے۔۔۔اسے اپنے قریب دیکھ کر فوراً اسکے سینے کا حصہ بنی تھی۔۔۔

اس دہشت گرد کا ڈر اس قدر اسکے سر پر سوار تھا۔۔ کہ چند پل کیلئے زاروں شاہ سے اپنی ناراضگی بھی وہ بالکل بھول چکی تھی۔۔

کون دہشت گرد۔۔ابھی وہ سوچ رہا تھا جب اسکی نظر نیچے زمین پر پڑی اپنی ہڈی پر پڑی اور وہ سارا معاملہ سمجھ گیا۔۔۔

جبکہ اپنی بہادر بیوی کو یوں ڈرتے دیکھ اسکے لب مسکرائے تھے۔۔۔

زندگی اس جگہ ہم دونوں کے علاوہ کوئی دوسرا وجود موجود نہیں۔۔

اسکا چہرہ اپنے سینے سے نکال کر کان کے قریب جھکتے ہوئے گھمبیر سرگوشی کی

۔۔۔

زرمینے نے بھیگی پلکیں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔

اس نے زرمینے کے آنسو صاف کرتے ہوئے مسکرا کر سر ہلایا۔۔۔

جبکہ اسکے بھیگے نینا رونے سے سرخ ہوئے ناک کپکپاتے ہوئے لب اور نرم و نازک گالوں پر ٹھہرے آنسوؤں کو دیکھتے ان پر جھکنے لگا۔۔۔

جس پر وہ کچھ ہوش میں آئی تھی۔۔۔اور اس سے پہلے کہ زاروں کے لب اسے چھوتے وہ دونوں ہاتھ اسکے سینے پر رکھتی پیچھے کی طرف دھکیل کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

اسکا مطلب آپ مجھے یہاں لے کر آئیں ہیں۔۔۔

بالکل کوئی شک۔۔۔

زرمینے کے لہجے کی درشتگی کو محسوس کرنے کے باوجود وہ انتہائی پر سکون لہجے میں مسکرا کر گویا ہوا۔۔۔

کتنے بڑے دھوکے باز اور گرے ہوئے انسان ہیں۔۔۔جب پتا چل گیا کے گھر میں مجھ پر آپکی زور زبردستی نہیں چلے گی۔۔۔

تو یہ راستہ نکالا آپ نے۔۔۔مجھے کڈنیپ کر کے یہاں لے آئے آپکو کیا لگتا ہے ۔۔۔ایسا کرنے پر۔۔۔میں آپکو معاف کرتے ساتھ رہنے پر تیار ہو جاؤں گی۔۔

تو یہ بھول ہے آپکی۔۔۔

اسے مسکراتے دیکھ کر وہ استہزائیہ بولی۔۔۔

جس پر زارون شاہ کے لبوں کی مسکراہٹ کچھ اور گہری ہوئی تھی۔۔۔

لیکن اسکے برعکس آنکھوں کا رنگ تو کچھ اور ہی کہانی بیان کر رہا تھا۔۔جسے دیکھ کر ایک پل کیلئے زرمینے کا دل کانپا۔۔۔

لیکن پھر بھی وہ خود کو مظبوط ظاہر کرتی۔۔ڈٹ کر اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑی تھی۔۔۔

زارون نے قدم اسکی طرف بڑھائے۔۔۔

زرمینے کے قدم بے ساختہ ہی پیچھے کی طرف اٹھے۔۔۔

زاروں ون سائیڈڈ طنزیہ مسکرایا۔۔ پیچھے ہوتے ہوتے زرمینے کی پشت دیوار کے ساتھ ٹکرائی۔۔۔

جبکہ پیچھے راستہ ختم ہوتے دیکھ زرمینے نے آنکھوں میں خوف لیے زاروں کی طرف دیکھا۔۔۔ پھر سائیڈ سے ہو کر نکلنا چاہا۔۔۔

جب زاروں نے اسکے دائیں بائیں ہاتھ رکھ کر تمام راستوں کو مسدود کیا۔۔۔

پہلی بات بیوی۔۔۔ تمہارے قریب آنے سے تو مجھے تم خود بھی نہیں روک سکتی۔۔۔اس لیے گھر والوں کی تو بات ہی نا کرو۔۔۔

اور رہی بات منانے اور معاف کرنے کی تو بھلا دل میں رہنے والوں کو بھی منانے کی ضرورت پڑتی ہے۔۔۔

بہت چاہت سے کہتے اسکے گلابی گال پر اپنی بئرڈ رب کی۔۔۔

جس سے زرمینے کے نازک وجود میں سرسراہٹ سی ہوئی۔۔۔ لیکن پھر خود کو کمپوز کرتے اسکی باتوں کو یاد کر کے تلخی سے مسکرائی۔۔۔

دل میں رہنے والوں کی تذلیل بھی نہیں کی جاتی زارون شاہ۔۔اور نا ہی انہیں کسی اور کے گناہوں کی سزا دی جاتی ہے۔۔۔

زارون نے اس سے دور ہو کر نرم نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔جسکا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔۔۔

میں مانتا ہوں زندگی۔۔۔میں نے غلط کیا۔۔۔لیکن تم بھی تو میری سچویشن سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔

نہیں سمجھنا مجھے کچھ،،،،میں صرف اتنا جانتی ہوں۔۔۔جن سے محبت کی جائے۔۔۔وقت پڑنے پر ان سے نظریں نہیں پھیریں جاتی۔۔۔جیسا کہ آپ نے میرے ساتھ کیا۔۔۔آپ نے تو اپنے رویے سے مجھے میری ہی نظروں میں گرا دیا۔۔۔کیا میری ذات اتنی ہی ارزاں تھی آپ کیلئے۔۔۔کہ بابا سائیں کے انجام دیئے فعل اور گناہوں کی سزا آپ نے مجھ سے میرا بچہ چھین کر لی۔۔۔

کیافرق رہ گیاآپ میں اور باباسائیں میں ہاں۔۔۔

خبردار زرمینے مجھے دوبارہ اس گھٹیاانسان سے ناملانا۔۔۔ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔۔

خود کو موسی شاہ سے ملائے جانے پر وہ غصے چلایا۔۔۔

کیوں سچ کڑوالگا۔۔۔اگر میرے باباسائیں اپنوں کے گنہگار ہیں۔۔۔تو معصوم آپ بھی نہیں۔۔۔گنہگار ہیں آپ میرے۔۔۔ قاتل ہیں میرے بچے کے۔۔۔

زارون کے غصہ ہونے پر وہ بھی دوبدو چلائی۔۔۔

زارون نے آگے بڑھ کر زرمینے کا بازو دبوچا۔۔۔جس پر وہ تکلیف سے سسکی ۔۔۔اسے زارون شاہ کی کھردری انگلیاں اپنی جلد میں کھبتی ہوئی محسوس ہوئی ۔۔۔

نہیں ہوں میں تمہارے باپ جیسا۔۔۔اور نا ہی کبھی ہو سکتا ہوں۔۔۔وہ صرف ہمارے خاندان ہی نہیں بلکہ پورے ملک کا دشمن تھا۔۔۔ قاتل ہونے کے ساتھ ساتھ زانی اور غدار تھا۔۔۔

میں نے تمہارے ساتھ کچھ بھی جان بوجھ کر نہیں کیا۔۔۔جو کچھ بھی ہوا ۔۔۔وہ صرف ایک ایکسیڈنٹ تھا۔۔۔اور وہ اس دوران اپنی گرفت اسکے بازو پر نرم کر چکا تھا۔۔۔

واہ اپنی غلطی پر کتنی آسانی سے آپ نے پردہ ڈال دیا۔۔۔اسکے ہاتھ کو جھٹکتے ہوئے زر مینے نے استہزائیہ تالی بجائی۔۔۔

زر مینے۔۔۔

اپنا ہاتھ جھٹکے جانے پر زارون نے غصے سے اسکی طرف دیکھا

کیا زر مینے ہاں۔۔۔

میں نے پہلے بھی بولا تھا مجھے ہاتھ مت لگایئے۔۔۔کیونکہ مجھے چھونے کا حق آپ کھو چکے ہیں۔۔۔لیکن آپکو میری بات سمجھ نہیں آئی۔۔۔

زارون شاہ اپنا رویہ میرے ساتھ آپ بھول سکتے ہیں میں نہیں۔۔۔نہیں بھول سکتی میں وہ تذلیل جو آپ کے بولے گئے الفاظ سنکر مجھے محسوس ہوئی۔۔۔آپکی حقارت بھری نظریں۔۔۔جن سے آپ نے مجھے دیکھا۔۔۔

آپ انجان تو نہیں تھے۔۔۔میری حالت سے۔۔۔

کیسے بھول جاؤں میں وہ لمحہ جب سب جانتے بھوجتے کہ میرے وجود میں ہمارے پیار کی نشانی پل رہی ہے حقارت سے مجھے دھکیلا۔۔۔

اور آج کتنی آسانی سے آپ اسے ایکسیڈنٹ کا نام دے رہے ہیں۔۔۔پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے اسکی حرکت کا احساس دلانا چاہا۔۔۔

جس پر وہ کچھ نرم پڑا۔۔اور گہرا سانس کھینچ کر اسکے قریب ہوا۔۔۔

دیکھو زر میری بات سنو۔۔۔

زارون نے نرمی سے کہتے ہوئے اسکا چہرہ تھامنا چاہا۔۔۔جب زر مینے نے اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے۔۔۔

اسے پیچھے کی طرف دھکیلا۔۔۔

نہیں سننا مجھے کچھ بھی اور نا ہی کچھ دیکھنا ہے۔۔۔مجھے بس اپنے گھر جانا ہے ۔۔۔اور خبر دار مجھے دوبارہ چھونے کی کوشش بھی مت کیجئے گا۔۔۔ورنہ۔۔۔

ابھی اسکے الفاظ مکمل نہیں ہوئے تھے جب زارون نے آگے بڑھ کر اسکے ہونٹوں پر قفل لگایا تھا۔۔۔

اور شدت بھرا عمل انجام دیتے۔۔۔اسے اسکے بولے گئے الفاظ کی سزا دینے لگا ۔۔۔

زرمینے نے زبردست مزاحمت کرتے اسے پیچھے کی طرف دھکیلنا چاہا۔۔۔لیکن زاروں نے اسکے ہاتھوں کو قابو کر کے پشت پر باندھا۔۔۔اور اپنے عمل میں مزید شدت لاتے اسے تڑپنے پر مجبور کر گیا۔۔۔

جسکے بدلے میں زرمینے نے اپنے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کو جاری رکھتے ہوئے۔۔۔اسکے نچلے لب کو اتنی زور سے اپنے دانتوں تلے چبایا تھا۔۔کہ زاروں شاہ کو اپنے حلق میں خون کا ذائقہ گھلتے ہوئے محسوس ہوا۔۔۔

زرمینے کی سوچ یہ تھی کہ ۔۔۔ایسا کرنے پر وہ پیچھے ہو جائے گا۔۔۔

جبکہ دوسری طرف زاروں شاہ اسکی حرکت اور لبوں سے اٹھتے میٹھے درد کو محسوس کرتے دھیرے سے مسکرایا۔۔۔

اور اپنے عمل میں دگنی شدت لے آیا۔۔۔یہاں تک کہ زرمینے سے سانس لینا مشکل ہو گیا۔۔۔

اور جب اسے لگا اب وہ سانس نہیں لے پا رہی تو دھیرے سے اسکے لبوں کو آزادی دیتے ہوئے گردن میں جھکتے شدت بھرا لمس بکھیرنے لگا۔۔۔

زرمینے نے سانسوں کو آزادی ملنے پر گہرا سانس کھینچتے نم آنکھوں کے ساتھ اسکے گھنے بالوں والے سر کو دیکھا۔۔۔

چھوڑیں،،،، مجھے۔۔۔

اپنے ہاتھوں کو کھینچ کر آزاد کرانے کی کوشش کرتی۔۔ پھولتی سانسوں کے دوران بمشکل بولی۔۔۔

جسے سن کر بھی زاروں نے ان سنا کیا۔۔ جبکہ اسکی مزاحمت کو دیکھتے گردن پر لبوں کی جگہ اپنے دانت گاڑھے۔۔۔

جسکی تکلیف کو برداشت نا کرتے اسکے ہونٹوں سے سسکی برآمد ہوئی۔۔۔

جبکہ آنکھوں سے گرم سیال بہنے لگا۔۔۔

لیکن زارون شاہ نے اپنا کام ہنوز جاری رکھا ہوا تھا۔۔۔پتا نہیں یہ اسکی محبت تھی ،،، جدائی کی تڑپ تھی یا زرمینے کے اسے اگنور کرنے اور بار بار جھٹکنے کا غصہ ۔۔۔

جو وہ خود پر سے کنٹرول کھوتے اپنے لمس سے اسے تکلیف پہنچا رہا تھا۔۔۔

اور وہ لب بھینچ کر برداشت کر رہی تھی ۔۔۔

لیکن آخر کب تک ،،،، جب بات زرمینے کی برداشت سے باہر ہوئی تو۔۔۔اس نے اونچی آواز میں پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔۔۔

جس پر زارون شاہ نے اسکی گردن سے سر اٹھایا ،،، البتہ اسے اپنی گرفت سے آزاد نہیں کیا۔۔۔

اور بہت غور سے اسکا چہرہ دیکھنے لگا۔۔۔

جو مسلسل رونے اور اسکی قربت کی وجہ سے لال ٹماٹر ہو رہا تھا۔۔۔پھر ایک نظر اسکی گردن پر جہاں اسکی شدتوں کے نشان واضح تھے۔۔۔

زارون نے اپنی انگلیوں کے پوروں سے انہیں دھیرے سے چھوا۔۔۔جس پر جلن محسوس کرتے زر مینے کے بہتے ہوئے آنسوؤں میں مزید روانی آئی۔۔۔

زارون نے نفی میں سر ہلاتے اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔۔زر مینے نے اسکی گرفت سے نکلنے کیلئے ایک بار پھر مزاحمت شروع کی۔۔۔

زندگی کیوں مجھے مجبور کر رہی ہو۔۔کہ میں تم پر سختی کروں۔۔۔اسے خود سے الگ کرتے ہوئے اس بار تھوڑا غصے سے بولا۔۔۔

اب بھی کچھ باقی رہ گیا ہے زارون شاہ ہاں۔۔۔مجھے تو سمجھ نہیں آرہا کہ میں اب تک زندہ ہی کیوں ہوں۔۔۔

پتا نہیں اوپر والے نے میرا نصیب کیسا لکھا ہے۔۔۔ایک طرف میرا باپ تھا زانی اور قاتل۔۔۔دوسری طرف نام نہاد شوہر،، حوس پرست جس کیلئے صرف اور صرف اپنی ذات ہی اہم ہے دوسرا جائے بھاڑ میں۔۔۔

پتا نہیں لوگ بیٹیوں کو پیدا ہی کیوں کرتے ہیں۔۔۔شاید اپنے کیے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کیلیئے۔۔۔

اگر مجھے یہی سب کچھ جھیلنا تھا،، تو پہلے کیوں اتنی محبت جتائی۔۔۔جب دنیا کی ٹھوکروں میں ہی پھینکنا تھا تو کیوں اتنے لاڈ پیار سے رکھا۔۔۔اچھا تو یہ ہوتا کہ وہ خود جیل جانے سے پہلے میرا گلا گھونٹ جاتے۔۔۔کم از کم آپ جیسے جانور کی درندگی کا نشانہ تو نا بنتی۔۔۔

ارے مجھ بدنصیب کو موت بھی نہیں آتی۔۔۔کم از کم آپ سے تو میری جان چھوٹ جاتی۔۔۔

چلا کر کہتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر روتی زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔۔۔

جبکہ دوسری طرف زارون نے دنگ نظروں سے اسکی طرف دیکھتے ہوئے قدم پیچھے کی طرف اٹھائے۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

زر مینے کے لفظوں نے اسے اندر سے بالکل توڑ دیا تھا۔۔آخر وہ اسے کیسا انسان سمجھتی تھی۔۔۔اس نے لہو رنگ ہوئی آنکھیں اٹھا کر ایک نظر اسکے ہچکیاں کھاتے وجود کی طرف دیکھا۔۔۔

پھر طیش میں تیز قدم لیتے اسکی طرف بڑھا،، اور اسے بازوؤں سے تھامتے ہوئے اپنے مقابل کھڑا کیا۔۔۔

سمجھتی کیا ہو تم خود کو ہاں کیا سمجھتی ہو ؟؟؟اسکے نازک بازوؤں میں اپنی سخت انگلیاں گاڑھتے غصے سے چلایا۔۔۔ جبکہ اسکو غصے کی انتہا پر پہنچا دیکھ ،،، زر مینے کی آنکھوں میں خوف نے اپنے ڈیرے جمائے۔۔۔ سینے میں دھڑکتا دل سہم سا گیا

۔۔۔

جب چاہو میری کردار کشی کر سکتی ہو۔۔۔اور میں چپ چاپ برداشت کر لوں گا ۔۔۔ہاں۔۔۔بتاؤ مجھے آج تک کتنی بار میں نے تمہارے ساتھ زبردستی کی ہے

؟؟؟ کتنی بار تمہاری مرضی کے بنا تمہیں چھوا؟؟؟؟ ہمارے درمیان جو کچھ بھی ہوا۔۔۔ہمیشہ تمہاری رضامندی کے ساتھ ہوا۔۔۔تو کیوں ہمیشہ تم مجھ پر ہی ہر الزام ڈال دیتی ہوں۔۔۔

اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے آئینہ دکھایا،،، جس پر زرمینے نے نظریں چرائی تھیں۔۔۔

جس پر تلخ مسکراہٹ نے زارون کے لبوں کا احاطہ کیا۔۔۔

اور جس بچے کا تم رونا رو رہی ہو۔۔۔تو وہ کیا صرف تمہاری ہی اولاد تھی ۔۔۔نہیں زرمینے موسی شاہ،،، وہ صرف تمہارا ہی نہیں میرا بھی خون تھا ۔۔۔اسے کھونے کا درد جتنا تمہیں ہوا اتنی ہی تکلیف میں نے بھی جھیلی ۔۔۔لیکن تمہاری طرح رو رو کر اپنے ماتھے پر مظلومیت کا اشتہار نہیں لگایا۔۔۔

کیونکہ شاید میرے اللہ کو یہی منظور تھا۔۔۔اس نے ہی ہمیں اس نعمت سے نوازا تھا اور پھر اپنی مرضی سے واپس بھی لے لی۔۔۔چاہے اس کیلئے ذریعہ جس کو بھی بنایا۔۔۔

بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔۔۔اسکی مرضی کے بنا ایک پتا بھی نہیں ہلتا۔۔

اگر ہماری اولاد کی زندگی لکھی ہوتی تو چاہے کچھ بھی ہو جاتا وہ اس دنیا میں ضرور آتی۔۔۔

میں نے پڑھا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عطا کر کے بھی آزماتا ہے اور اسی عطا کردا نعمت کو واپس لے کر بھی آزماتا ہے۔۔۔۔

واہ زرمینے موسیٰ شاہ کیا ہی اللہ تعالیٰ کی آزمائش پر پورا اتری ہو تم واہ۔۔۔

اللہ تعالیٰ کی مرضی سمجھتے ہوئے اس پر صبر کرنے کی بجائے تم نے مجھے میرے ہی بچے کا قاتل بنا کر مجھے میری ہی نظروں میں گرانا چاہا۔۔۔

مجھے حوس پرست ،، جانور اور درندہ قرار دے دیا۔۔۔ہاں ہوں میں جانور لیکن مجھے ایسا بنانے والا بھی تمہارا ہی باپ ہے۔۔۔

زارون کی بات پر زرمینے نے حیرت سے سر اٹھا کر اسکے چہرے کی طرف دیکھا ۔۔۔

جو غصے کی زیادتی کی وجہ سے حد سے زیادہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ جبکہ کالی گھٹاؤں میں اس قدر وحشت اتر آئی تھی۔۔۔ جسے دیکھ کر وہ روح تک لرز گئی۔۔۔

تم جانتی ہی کیا ہو میرے بارے میں۔۔۔کچھ بھی تو نہیں۔۔۔ تم سب نے آج تک مجھے صرف ہنستے ہوئے اور دوسروں کو ہنساتے دیکھا ہے ،،، لیکن تمہیں کیا پتا ان مسکراہٹوں کے پیچھے کتنا درد چھپا ہوا ہے۔۔۔

تم جان سکتی ہو۔۔۔ وہ تکلیف کہ ایک سات سال کا بچہ ،،، جسے ٹھیک سے اپنے ہاتھ سے کھانا کھانا بھی نہیں آتا تھا۔۔۔ کیونکہ اسکی ماں نے اسے اپنے ہاتھ

سے کھلانے کی عادت ڈالی تھی۔۔۔جسے ہمیشہ اپنی ماں کے آنچل میں رہنے اور سونے کی عادت تھی۔۔۔

جسکی پوری زندگی ہی اسکی ماں تھی۔۔۔ایکدم سے اس سے چھین لی گئی۔۔۔

سمجھ سکتی ہو اس بچے کی عزیت جسکی معصومیت کو بچپن میں ہی اس سے چھین لیا گیا۔۔۔

درندگی کی انتہا کرتے اسکے ننھے وجود کو پورے ایک ہفتے تک اتنی بے دردی سے نوچا گیا۔۔۔

کہ اسکے وجود میں چند سانسوں کے سوا کچھ نہیں بچا۔۔۔

تم سے تو یہ ایک اپنے بچہ کھونے کی تکلیف برداشت نہیں ہو رہی۔۔۔میرے درد کا اندازہ کیسے لگاؤ گی۔۔۔

درد کی انتہا پر پہنچتے وہ چلایا تھا جبکہ آنکھوں سے آنسو ٹوٹ بکھرے تھے۔۔

جسے دیکھ کر زرمینے تڑپ کر قریب ہوئی تھی۔۔۔

"شاہ۔۔۔

زارون نے اسکے ہاتھوں کو جھٹکتے خود سے دور دھکیلا۔۔۔زر مینے نے شدت سے روتے بے بسی سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

جو اسے تنبیہ نگاہوں سے دیکھتے خود سے دور رہنے کا بول رہا تھا۔۔۔

آزادی چاہیے نا تمہیں مجھ سے مل جائے گی۔۔۔خود کو سنبھالتے ہوئے بے دردی سے اپنے بہتے ہوئے آنسوؤں کو رگڑا۔۔۔

زر مینے نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

بہت دور چلا جاؤں گا تمہاری زندگی سے۔۔۔

وعدہ ہے یہ میرا تم سے زندگی میں تمہیں دوبارہ کبھی اس جانور کی شکل نہیں دیکھنی پڑے گی۔۔۔

مسکرا کر کہتے ہوئے قدم پیچھے کی طرف اٹھائے تھے۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

"شاہ۔۔۔

اسکی مسکراہٹ کے پیچھے چھپے درد کو محسوس کرتے۔۔۔زرمینے نے نم لہجے میں اسے پکارا۔۔۔

مر گیا تمہارا شاہ۔۔۔مار دیا تمہاری بے اعتنائی نے اسے۔۔۔ پیچھے جو بچا ہے وہ صرف ایک جانور ہے۔۔۔

جس سے تمہیں دور رہنا چاہیے۔۔۔ کہیں ایسا نا ہو۔۔۔وہ تمہیں اپنی درندگی کا نشانہ نا بنالیں۔۔۔

نم لہجے میں استہزائیہ کہتے پلٹ کر وہاں سے جانے لگا۔۔

جب زر مینے ایک لمحے کی بھی دیری کیے بنا بھاگ کر اسکے راستے میں حائل ہوتی اسکے کشادہ سینے کا حصہ بنی تھی۔۔۔

زارون نے اسے کندھوں سے تھام کر پیچھے کرنا چاہا۔۔۔

لیکن زر مینے نے اسکی پشت پر اپنی پکڑ مظبوط کرتے اپنا چہرہ اسے سینے میں چھپایا

۔۔۔

سوری۔۔۔

پیچھے ہٹو زر۔۔۔ کہیں ایسا نا ہو۔۔۔ میں خود پر کیے گئے ضبط کا دامن چھوڑ کر تمہیں کوئی نقصان پہنچا دوں۔۔۔

ایک درندے سے تم اور توقع بھی کیا کر سکتی ہو۔۔۔ زارون نے ایک بار پھر اسکے لفظ یاد دلاتے طنز کیا۔۔۔

آئی ایم سوری۔۔۔ پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔۔

زرمینے نے اپنا آنسوؤں سے بھیگا ہوا چہرہ اٹھایا۔۔جسے دیکھ کر پل میں زاروں شاہ کا دل نرم پڑا۔۔۔لیکن خود پر ضبط کرتے اس نے اپنا چہرہ پھیرا۔۔۔

شاہ۔۔۔

آپ جانتے ہیں نا میں آپ سے کتنی محبت کرتی ہوں۔۔۔اسکا چہرہ اپنے دونوں مومی ہاتھوں میں تھامتے ہوئے رخ اپنی طرف کیا۔۔۔زاروں شاہ نے سپاٹ نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

اس لیے میری آپ سے توقعات بھی زیادہ ہیں۔۔۔آپ اندازہ بھی نہیں لگا سکتے آپکی بے رخی کو برداشت کرتے ہوئے میرے دل پر کیا بیتی۔۔۔

مجھے تو ہمیشہ سے آپ کے نرم رویے کی عادت تھی۔۔۔آپکی کیئر آپکی محبت کی عادت تھی۔۔۔اور آپ نے میرے ساتھ کیا کیا۔۔۔

آپ نے مجھے اپنی محبت کا عادی بنا کر یکدم ہی مجھ سے اپنا منہ موڑ لیا۔۔۔

آپ نے ہی تو مجھے محبت کرنی سکھائی تھی،،،،آپ تو کہتے تھے کہ میں آپکی زندگی ہوں۔۔آپ کیلئے آپکی سانسوں سے بھی زیادہ ضروری تو کیوں مجھے پل میں بے مول کر دیا۔۔۔

اس چیز نے زارون شاہ اس چیز نے مجھے اندر سے مکمل توڑ دیا۔۔۔

میری روح کو تکلیف پہنچائی۔۔۔

اپنی سرمئی نم آنکھیں اس کی کالی گھٹاؤں پر ٹکائیں۔۔۔

آپ اندازہ لگا سکتے ہیں میرے درد کا۔۔۔جب میں نے اپنا بچہ اپنی محبت کی نشانی کو کھویا۔۔۔اس وقت،،،اس وقت مجھے آپکی سب سے زیادہ ضرورت تھی ۔۔۔لیکن آپ کہیں پر بھی نہیں تھے۔۔۔

کیا میں اتنی ہی بری اور غیر ضروری تھی کہ آپ نے ایک بار بھی میرا حال تک پوچھنا گوارہ نہیں کیا۔۔۔

نم لہجے میں شکوہ کیا گیا۔۔۔

میں مانتی ہوں میں نے بہت غلط الفاظ کا استعمال کیا۔۔۔ لیکن آپ اپنے رویے پر بھی تو غور کریں آپ نے میرے ساتھ کیا کیا۔۔۔ایسے میں آپ مجھ سے کیا توقع رکھتے تھے۔۔۔ کہ میں پل میں سب کچھ بھولا کر آپ کے ساتھ پہلے جیسا رویہ اختیار کرتی۔۔۔

ایسا نہیں ہوتا زارون شاہ۔۔۔ عشق میں محبوب کے ناز نخرے اٹھائے جاتے ہیں ۔۔۔ نا کہ اسے دوسروں کے جرم کی سزا دی جاتی ہے۔۔۔

جن سے پیار کیا جاتا ہے۔۔۔ مشکل وقت میں انکی ڈھال بنا جاتا ہے۔۔۔ نا کہ ان سے منہ موڑ کر بے رحم زمانے کی ٹھوکروں میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔۔۔

باقی سب باتیں تو ایک طرف۔۔۔آپ نے تو مجھے اس لائق بھی نہیں سمجھا کہ میرے ساتھ اپنا درد شیئر کرتے۔۔۔آپکو کیا لگتا ہے آپ مجھے سچائی بتاتے تو کیا میں آپ پر یقین نا کرتی۔۔۔

لیکن نہیں آپ نے مجھے سچائی بتانے کی بجائے۔۔۔بابا سائیں کا غصہ مجھ پر نکالا۔۔۔جسکا خمیازہ ہم دونوں کو بھرنا پڑا۔۔۔

اپنی اولاد کی صورت۔۔۔

ناراضگی سے کہتے ہوئے اپنا رخ موڑا اور دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔۔۔

زارون نے گہرا سانس فضاء کے سپرد کرتے اپنی جلتی آنکھیں بند کر کے کھولیں ۔۔۔اور پھر اسکے ہچکیاں کھاتے وجود کو دیکھ کر آگے بڑھ کر اسے اپنے حصار میں لیا۔۔۔

ایم سوری نا میری زندگی۔۔۔

اپنے شاہ کو معاف کردو۔۔۔

اسکا رخ موڑ کر زرمینے کے بہتے ہوئے آنسوؤں کو لبوں سے چنتے ہوئے پیشانی کو محبت سے چومتے التجا کی۔۔۔

زرمینے سرخ ہوئی۔۔۔

چھوڑیں مجھے آپ بہت برے ہیں۔۔۔مجھے آپ سے بات نہیں کرنی۔۔۔

اسکے حصار میں کسمساتے ہوئے۔۔۔نروٹھے پن سے بولی تھی۔۔۔

جس پر وہ نرمی سے مسکرایا۔۔۔

چھوڑنے کیلئے تھوڑی ہی تھاما ہے۔۔۔

زرمینے نے نظریں اٹھائیں۔۔۔

سرمئی اور کالی آنکھوں کا زبردست تصادم ہوا۔۔۔

زارون نے تھکن زدہ آنکھوں کو بند کرتے اپنی پیشانی اسکی صبیح پیشانی پر ٹکائی ---

زندگی اس وقت جو حالات تھے مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں ---ایک طرف تم تھی جبکہ دوسری طرف میری جنم دینے والی ماں ---

تم سوچ بھی نہیں سکتی اس وقت میری کیسی حالت تھی ---جب مجھے پتا چلا تھا کہ میری ماں کو میرے سگے ماموں نے گھر سے اٹھوایا ---

میرے بچپن کے سبھی زخم ہرے ہو گئے تھے ---

جس نے میرے اندر کے جانور کو جگا دیا ---اور غصے میں مجھ سے ایسی غلطی سرزد ہو گئی ---جو میں عام حالات میں کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا ---

تمہیں خود سے دور دھکیلنا ایسا تھا --- جیسے اپنے سینے میں دھڑکتے دل کو نکال کر باہر پھینکنا ---

جسکی تکلیف صرف تمہیں ہی نہیں مجھے بھی روح تک توڑ گئی تھی۔۔۔

میرا خدا گواہ ہے میں نے کچھ بھی جان بوجھ کر نہیں کیا۔۔۔ بات کرتے کرتے آخر میں زارون کا لہجہ بھرا گیا۔۔۔

بھلا ایک اندر سے ٹوٹا ہوا شخص جس نے ساری زندگی اپنے اپنوں کی خاطر اپنے درد کو اپنے اندر دفن کرتے ہوئے قہقہے لگائے ہو۔۔۔وہ تمہیں جس میں اسکی جان بستی ہو تکلیف کیسے پہنچا سکتا ہے۔۔۔

اسکے آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسوؤں کو دیکھتے۔۔۔اسکے درد کو محسوس کرتے زرمینے کا دل درد سے پھٹنے کے قریب تھا۔۔۔

اس نے فوراآ گے بڑھ اسکے بہتے ہوئے آنسوؤں کو اپنے لبوں سے چن لیا تھا

۔۔۔

آپکو کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں۔۔ مجھے یقین ہے اپنے شاہ پر۔۔۔اسکے ایک ایک نقش کو محبت سے چومتے اسکے درد کو کم کرنے کی کوشش کی۔۔۔

زارون نے اسکے گرد گرفت مظبوط اسے مزید اپنے سینے میں بھینچا۔۔۔جس سے اس کے تڑپتے سلگتے دل کو کچھ سکون ملا تھا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

کافی دیر ایک دوسرے کو سینے سے لگائے وہ اپنا غم ہلکا کرتے رہے۔۔۔جب اچانک سے زمین ہلی۔۔۔اور ساتھ ہی ایک تیز آواز گونجی۔۔۔جس پر وہ نا صرف ہوش میں آئے بلکہ ڈر کی وجہ سے بے ساختہ ہی زرمینے کے ہونٹوں سے چیخ نکلی۔۔۔

جبکہ اسکے ڈرنے پر زارون نے قہقہہ لگاتے اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔۔

شاہ یہ کیا تھا؟؟؟؟

کچھ دیر بعد جب سب کچھ دوبارہ نارمل ہوا۔۔۔تو زرمینے نے سوالیہ دیکھا۔۔۔

کچھ خاص نہیں بس ہم جس جگہ پر اس وقت موجود ہیں۔۔۔اسکے دونوں اطراف volcano ہیں۔۔۔جیسے ابھی تھوڑی دیر پہلے رو کر ہم نے اپنا درد باہر نکالا ہے۔۔۔ایسے ہی اس نے بھی اپنی بے چینی کم کرنے کیلئے لاوا باہر پھینکا ۔۔۔

بس یہ اسی کی آواز تھی۔۔۔

زارون نے نارمل انداز میں کہتے اسکی انفارمیشن میں اضافہ کیا۔۔۔

جسے سننے کے بعد زرمینے کا منہ حیرت سے کھل گیا۔۔۔جبکہ بڑی بڑی آنکھیں ڈر سے مزید پھیل گئیں۔۔۔

کیا مطلب ہم اس وقت اتنی خطرناک جگہ پر ہیں؟؟؟

ہاں میری زندگی۔۔۔

زارون نے اسکی بات کا جواب دیتے۔۔۔اسکی آنکھوں کے ساتھ کھلے ہوئے منہ کو بھی بہت محبت سے چوما۔۔۔

"شاہ۔۔۔

زرمینے نے اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرنا چاہا۔۔۔جب زاروِن نے نفی میں سر ہلاتے اسے مزید اپنے قریب کیا۔۔۔

اب نہیں میری زندگی۔۔۔

آپکا یہ شاہ آپکی یہ دوری ایک پل کیلئے بھی سہن نہیں کر سکتا۔۔۔اس لیے آئندہ کبھی مجھے خود سے دور کرنے کی کوشش بھی مت کیجئے گا۔۔۔ورنہ اسکے سنگین نتائج کی ذمہ دار آپ خود ہونگی۔۔۔

اسکے لبوں پر جھک کر شدت بھری گستاخی کرتے ہوئے وارننگ دی۔۔۔جس پر وہ سہمی۔۔۔

تبھی زاروِن شاہ کی نظریں اپنی کچھ دیر پہلے کی دی شدتوں کے نشانوں پر پڑی۔۔۔جو اب اچھے خاصے زخم کی صورت اختیار کرتے نیلے پڑ چکے تھے۔۔۔

پھر دھیرے سے جھکتے ہوئے وہاں اپنے لبوں سے مرحم رکھنے لگا۔۔۔

جبکہ زخموں سے اٹھتی ہلکی جلن اور اسکے نرم لمس پر وہ مدہوش ہونے لگی تھی ۔۔۔زرمینے سہارے کیلئے ایک ہاتھ اسکی وسیع پشت جبکہ دوسرا گھنے بالوں میں پھنسایا ۔۔۔

اور نرمی سے سہلانے لگی ۔۔۔

جبکہ اسکا ساتھ پاتے ہی ۔۔۔وہ اپنی شدتیں بڑھانے لگا ۔۔۔زرمینے کی ہمت جواب دینے لگی ۔۔۔اسکا اپنے قدموں پر کھڑا رہنا محال ہوتا جارہا تھا ۔۔۔

جسے زارون نے محسوس کرتے اسکی گردن سے چہرہ اٹھایا ۔۔۔اور پھر اسے گہرے سانس بھرتے دیکھ لبوں پر جھکنے لگا جب زرمینے نے اسکے لبوں پر ہاتھ رکھتے التجا کی ۔۔۔

"شاہ پلیز ۔۔۔

زارون شاہ نے خمار بھری نظروں سے اسکی طرف دیکھا ۔۔۔

اور پھر بہت نرمی سے اسکی نازک ہتھیلی کو چوما۔۔۔اور اسکا وہی ہاتھ تھام کر اپنے دل کے مقام پر رکھا۔۔۔

سنو انہیں،،، محسوس کروانکی تڑپ جو تمہاری جدائی میں دھڑکنا بھی بھول چکیں تھیں۔۔۔

اور اب قریب آنے پر تمہارا لمس پانے کیلئے معمول سے ہٹ کر دھڑکتے پاگل ہونے کے درپر ہے۔۔۔

انہیں قرار صرف تمہاری محبت ہی دے سکتی ہے۔۔۔اب یہ تم پر ہے کہ اپنے شاہ کی اس تڑپ کو اپنے لمس سے مٹاتے سکون بخشو،،، یا اپنی قربت کیلئے تڑپا کر مزید خوار۔۔۔

"شاہ۔۔۔

زارون کی جان لیوا باتوں نے زرمینے کی سانسیں خشک کر دی تھی ۔۔۔خوبصورت چہرہ خون چھلکانے لگا۔۔جب سینے میں دھڑکتا دل پسلیوں سے ٹکراتے باہر آنے کے درپر تھا۔۔۔

جسکی دھمک قریب کھڑے ہونے کی وجہ سے زارون شاہ کو بھی سنائی دے رہی تھی۔۔ تبھی اس نے بہت نرمی جھک اس پر لب رکھتے زرمینے کی دھڑکنوں کو قرار بخشا تھا۔۔۔

"شاہ۔۔۔

زرمینے نے اسکی شرٹ پر اپنی پکڑ مضبوط کرتے گہرا سانس کھینچا۔۔۔

ابھی نہیں پلیز۔۔۔

شرم سے سرخ پڑتے یہ چند الفاظ بہت مشکل سے اسکے لبوں سے آزاد ہوئے ۔۔۔

زارون نے نظر اٹھا کر اسکے ہونٹوں کی طرف دیکھا۔۔۔ جنہیں وہ بار بار اپنی زبان پھیر تر کر رہی تھی۔۔۔

جسے دیکھتے اسکے گلے میں کانٹے اگ آئے تھے۔۔۔

اور پھر ایک نظر اسکی آنکھوں میں جس میں التجا تھی۔۔۔

اوکے ٹھیک ہے۔۔۔

لیکن اس سے پہلے میری ایک ڈیمانڈ پوری کرنی ہوگی۔۔۔

زرمینے نے سوالیہ دیکھا۔۔۔

جیسے ابھی کچھ دیر پہلے تم نے مجھے بائٹ کیا تھا۔۔۔ بالکل ویسے ہی تمہیں اپنا عمل دوبارہ دوہرانا ہوگا۔۔۔

دوسری طرف اسکی ڈیمانڈ کو سنتے زرمینے کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں

زارون۔۔۔" یہ آپ کیسی،،،، باتیں کررہے ہیں؟؟؟

شرم اور حیرت سے الفاظ اسکے لبوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر ادا ہوئے تھے۔۔۔

کیا زارون۔۔۔کچھ انوکھا تو نہیں مانگ لیا۔۔یہ کام تم پہلے بھی انجام دے چکی ہو

اسکے چہرے کے تاثرات دیکھتے بمشکل ہی اس نے اپنے نکلنے والے قہقہے کو روکا

وہ تو میں نے غصے میں۔۔۔۔

اب پیار سے کرلو۔۔۔دوبدو بولتے زارون نے اسے امتحان میں ڈالا۔۔۔

زارون یہ آپ۔۔۔۔تم کر رہی ہو یا پھر۔۔۔

اسکی بات پوری ہونے سے پہلے ہی وہ اسے گود میں اٹھانے لگا۔۔۔جب وہ سرخ پڑتی چلائی۔۔۔

رکے کرتی ہوں۔۔۔

زارون نے اپنا نچلہ لب دانتوں تلے دبایا۔۔۔

زر تم کر سکتی ہو۔۔۔

زر مینے نے گہرا سانس کھینچتے خود کو تسلی دی۔۔۔پھر ایک نظر اسکے چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔

جو بالکل سپاٹ تھا۔۔البتہ آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔۔۔

جس پر دھیان دیئے بنا ہی۔۔۔زر مینے نے اسکے ہونٹوں کی طرف دیکھا ۔۔۔جس پر پہلے سے ہی گہرا کٹ لگا ہوا تھا۔۔۔

بے ساختہ ہی اسے اپنی حرکت پر شرمندگی نے آن گھیرا۔۔۔

اس نے بنا سوچے ہی اپنے نرم لب اسکے لبوں سے جوڑ دیئے۔۔۔اور نرمی سے چھوتے اپنے دیئے زخم پر مرہم رکھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

زارون نے اپنی آنکھیں بند کر کے اسکی کمر کو جکڑا۔۔۔

اور اسکے لمس کی نرمی چپ چاپ محسوس کرنے لگا۔۔۔کافی دیر بعد جب زرمینے کی اپنی سانسیں بکھرنے لگی تو وہ دھیرے علیحدہ ہونے لگی۔۔۔جسے زارون نے اسکے سر کے پیچھے ہاتھ رکھ کر اسکی کوشش کو ناکام بنایا۔۔

زرمینے نے نظریں اٹھا کر سوالیہ دیکھا۔۔۔

تم نے میری ڈیمانڈ پوری نہیں کی ابھی۔۔۔

شاہ۔۔۔"آپکے ہونٹ پہلے سے ہی زخمی ہے ایسے میں میں کیسے۔۔۔جب زارون نے نرمی اسے چھوتے خاموش کروایا۔۔۔

میری خواہش ہے۔۔۔

نرمی سے الگ ہو کر سر گوشی میں بولا۔۔۔

میں نہیں کر رہی۔۔۔مجھ سے نہیں ہو گا۔۔۔زر مینے نے صاف انکار کیا ۔۔۔جس پر زارون نے اسے گھورا۔۔۔

تو ٹھیک ہے پھر۔۔۔وہ اسے جھک کر اٹھانے لگا۔۔۔جب زر مینے نے اسکے کندھے پر دو ہاتھ جڑے۔۔۔

آپ اتنے ضدی کیوں ہیں؟؟؟؟بے بسی سے دیکھا۔۔

ضد میں نہیں تم کر رہی ہو۔۔۔

وہ بھی دوبدو بولا۔۔۔

جس پر زر مینے نے اسے غصے سے گھورا۔۔۔زارون نے دانت دکھائے۔۔

اگر درد ہوئی تو پھر مجھ سے شکایت نہیں کرنی۔۔۔

منظور ہے۔۔۔فوراً سے جواب آیا۔۔۔

شاہ۔۔۔

زرمینے نے آخری بار التجایا دیکھا۔۔۔

زرمینے۔۔۔

آگے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ اسکے لبوں پر جھکی۔۔۔ لیکن اس بار نشانہ اسکے بلائی لب کو بنایا تھا۔۔۔

اور اسکی خواہش کا احترام کرتے اچھا خاصا اسکے لبوں کو زخمی کرنے کے بعد پیچھے ہونے لگی۔۔۔

جب زارون نے اپنی گرفت مظبوط کرتے وہ عمل اسکے دونوں ہونٹوں پر دوہرایا تھا۔۔۔

جس سے اسکے منہ سے ایک سسکی برآمد ہوئی تھی۔۔۔ سرمئی آنکھوں سے آنسو بھی بہہ نکلے۔۔۔

لیکن اس ظالم کو ذرا برابر رحم نہیں آیا تھا۔۔ وہ اچھی طرح اپنی منمانی پوری کرنے کے بعد ہی پیچھے ہٹا۔۔۔

جس پر زر مینے شکایتی نظروں سے اسے دیکھنے کے بعد نیچے کی طرف.بڑھی تھی

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

زارون بھی تیز قدموں سے اسکے پیچھے آیا تھا۔۔۔

اور اسے باہر کے نظارے میں کھو کر مسکراتے دیکھ خدا کا شکر ادا کیا۔۔۔کہ وہ ناراض نہیں ہوئی تھی۔۔۔

نیلگوں آسمان جس میں چاروں طرف نارنجی رنگ گھلا ہوا تھا۔۔۔کیونکہ غروب آفتاب کا وقت قریب ہی تھا۔۔۔

جسکے ساتھ پہاڑوں پر چلتی گرم ہواؤں میں تپش بھی کچھ کم ہونے لگی تھی۔۔۔

سرمئی پہاڑوں کے پیچھے گم ہوتا وہ آگ کا گولا الگ سا ہی خوبصورت نظارہ پیش کر رہا تھا۔۔۔

شاہ یہ سب کتنا پیارا ہے۔۔۔۔

زارون کی خوشبو کو محسوس کرتے دھیمے لہجے میں مسکرا کر گویا ہوئی۔۔۔

بالکل میرے رب کی تخلیق بہت پیاری ہے۔۔۔اسکے چہرے پر نظریں ٹکائے بہت محبت سے گویا ہوا۔۔۔

زرمینے اس وقت سادہ سے ایک وائٹ کلر کے نائٹ سوٹ میں ملبوس تھی۔۔۔

جس میں خوشی سے چمکتا ہوا اسکا معصوم چہرہ زارون شاہ کو دنیا کا سب سے حسین نظارہ لگا۔۔۔

زرمینے نے چہرہ موڑ کر اسکی طرف دیکھا اور اسے خود پر نظر ٹکائے دیکھ کر شرما کر بھاگتی اس جھیل کے کنارے آ کر رکی۔۔۔

جسکا پانی دریائے نیل سے بھی زیادہ گہرا اور نیلا تھا۔۔۔

زارون دھیمے قدم اٹھا کر اسکے پیچھے آ کر کھڑا ہوا۔ شاہ مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا ۔۔۔ یہ سب قدرتی ہے ۔۔۔

دیکھیں تو اسکا کلر کتنا ڈارک ہے ۔۔۔

زارون اسکی معصوم بات پر نرمی سے مسکرایا ۔۔۔ زرمینے نے جھک کر جھیل کا پانی اپنی ہتھیلی پر اٹھایا ۔۔۔

جو حیرت انگیز طور پر وہاں کے موسم کے مقابلے میں انتہائی ٹھنڈا تھا ۔۔۔

شاہ ۔۔۔ یہ تو بہت ٹھنڈا ہے جبکہ جہاں کا موسم تو ۔۔۔

اس نے پلٹ کر حیرت سے زارون کی طرف دیکھا ۔۔۔ وہ اس لیے ۔۔۔ میری جان کیونکہ یہ پانی پہاڑوں کے علاوہ زمین کے اندرونی حصے سے .برآمد ہو رہا ہے ۔۔۔

اس نے مسکرا کر سر ہلایا تھا ۔۔۔ اور زارون شاہ کیلئے اس سے .بڑھ کر کیا چیز ہو سکتی تھی ۔۔۔ کہ اسکی زندگی خوش اور پر سکون تھی ۔۔۔

جس پر وہ بھی خوبصورتی سے مسکرایا تھا۔۔۔

تبھی زرمینے کو شرارت سوجھی تھی۔۔۔اس نے دونوں ہتھیلیوں میں پانی لے کر اسکی طرف پھینکا۔۔۔

اور وہ جو مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ہڑبڑا کر سیدھا ہوا۔۔۔

جبکہ اسکی بنی ہوئی شکل کو دیکھتے زرمینے نے قہقہہ لگایا اور ساتھ ہی ایک بار پھر اسکی طرف پانی اچھالتے ہوئے دوڑ لگائی تھی۔۔۔

رکو اب تمہاری خیر نہیں۔۔۔

زارون نے اسکے پیچھے بھاگتے بہت جلد اسے اپنی آہنی گرفت میں جکڑا۔۔۔

اب کہاں جاو گی۔۔۔

اچھا سوری،،،، سوری،،،، سوری۔۔۔

نو بے بی نو سوری۔۔۔اونلی پنشمنٹ۔۔۔

"شاہ۔۔۔

زارون نے اسے گود میں اٹھا کر جھیل میں پھینکا۔۔۔جس پر زرمینے کی چیخ
بے ساختہ تھی۔۔۔

چھپاک کی آواز کے ساتھ زرمینے گہرے ٹھنڈے پانی میں جا کر گری تھی۔۔۔

"شاہ۔۔۔

زرمینے نے پانی میں ہاتھ پیر چلاتے اسے پکارا۔۔۔

جب زارون شاہ نے مسکرا کر اپنی شرٹ اتار کر ریت پر پھینکی اور پانی میں
چھلانگ لگائی۔۔۔

لمحے کے ہزارویں حصے میں اسکے قریب پہنچتے کمر سے تھام کر سینے سے لگاتے پانی
کے اوپر لے آیا۔۔۔

زرمینے نے گہرا سانس کھینچ کر اسے شکایتی نظروں سے دیکھا۔۔۔

میری طرف ایسے نا دیکھو بیوی۔۔۔یہ تمہارے ایکشن کا ری ایکشن تھا۔۔۔

اگر میں ڈوب کر مر جاتی تو۔۔۔آپکو ایک بار بھی خیال نہیں آیا۔۔۔ہاں آپکو کیوں خیال آتا۔۔۔آپکی تو جان چھوٹ جاتی نا مجھ سے۔۔۔وہ پل میں بدگمان ہوتی غصے سے چلائی۔۔۔

جس پر زارون نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

ایویں ہی ڈوب جاتی تم۔۔۔زارون شاہ کی زندگی کی جان اتنی سستی نہیں جو ایسے ہی چلی جاتی۔۔۔میں اپنی جان دے کر بھی اپنی زندگی کو بچا لیتا۔۔

اسکی غصے سے پھولی ہوئی ناک کو چومتے ہوئے۔۔۔بہت محبت سے بولا ۔۔۔زرمینے کے لب خوبصورتی سے مسکرائے۔۔۔چہرہ سرخ ہو کر تپ اٹھا

جبکہ زارون شاہ تو اس کے چہرے کے بدلتے رنگوں کو دیکھ کر اس خوبصورت نظارے میں ہی کہیں کھو گیا۔۔۔

"شاہ۔۔۔

زرمینے نے اسکے کندھے پر دھیرے سے ہاتھ رکھتے اسے ہوش میں لانا چاہا۔۔۔

کیا چیز ہو تم،، جسے دیکھ کر ہی میرے ہوش و حواس گم ہونے لگتے ہیں۔۔۔

وہ اسکے چہرے کے معصوم نقوش میں کھویا جذب کے عالم میں بولا۔۔۔

زرمینے نے اسکی بولتی نگاہوں سے بچنے کیلئے اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپایا۔۔۔

جبکہ اسکو شرماتے دیکھ زارون نے قہقہہ لگایا۔۔۔

اچھا زندگی میرے ساتھ سوئمنگ کرینگی؟؟؟ زارون نے اسے واپس نارمل کرنے کیلئے نرمی سے اسکے کان میں سرگوشی کی۔۔۔جو اسے شرٹ لیس دیکھ شرم سے دوہری ہوئے جارہی تھی۔۔۔

لیکن مجھے تو تیرنا نہیں آتا۔۔۔

زرمینے نے اس سے الگ ہو کر اپنی مشکل بتائی۔۔۔ میرے ساتھ ہوتے تمہیں پریشان ہونے کی بالکل ضرورت نہیں۔۔۔ بس مجھے تھامے رکھنا،،، تمہارے شاہ کا تم سے وعدہ ہے۔۔۔ تمہیں کسی بھی امتحان میں ہارنے نہیں دے گا۔۔۔

زرمینے نے نظریں اٹھا کر چند پل کیلیۓ اسکی کالی گھٹاؤں میں دیکھا۔۔۔ جن میں ایک آس تھی۔۔۔

آپ سے بڑھ کر مجھے کسی پر اعتبار ہے بھی نہیں۔۔۔

زارون کے گلے میں بازو باندھتے اسکے شیو زدہ گال کو لبوں سے چھوتے پیشانی اسکی کشادہ پیشانی سے ٹکاتے بہت محبت سے مان بخشا۔۔۔

زارون شاہ کے لبوں پر خوبصورت مسکان ابھری۔۔۔

اس نے نرمی سے اسکی پیشانی کو ہونٹوں سے چھوتے اپنی پینٹ سے بیلٹ نکالی

جسے دیکھ کر زرمینے کی آنکھیں پھیلیں۔۔۔

"شاہ۔۔۔

بے فکر رہو زندگی ابھی کچھ نہیں کر رہا۔۔۔اسکے سرخ چہرے کو دیکھتے ذو معنی انداز میں مسکرا کر کہتے اسکا رخ پلٹ کر پشت اپنے سینے لگائی۔۔۔

اور بیلٹ کو اپنی کمر کے پیچھے سے لا کر اسکے آگے کمر پر باندھا۔۔۔تا کہ وہ سیکیور فیل کرے۔۔۔

اسکی احتیاط کو دیکھتے زرمینے بھی نرمی سے مسکرائی۔۔۔

زارون نے اسکے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھامتے ٹائیٹینک کے انداز میں پھیلایا۔۔۔

بی ریڈی بیوٹیفل۔۔۔

کان میں گھمبیر سرگوشی کرتے اسکی نازک گال پر بئرڈ رب کی۔۔۔

"جی۔۔

وہ اکسائٹڈ سی پرجوشی سے بولی۔۔۔

گہرا سانس لیتے آکسیجن اندر لو۔۔۔زرمینے نے فوراً گہرا سانس کھینچتے اسکی ہدایت پر عمل کیا۔۔۔

تبھی زارون نے گہرا سانس لیتے اسکی کمر پر دباؤ دیتے پہلی ڈائیو لی۔۔۔اور پانی کی گہرائی میں لے آیا تھا۔۔۔

زرمینے کے دونوں ہاتھوں کو تیراکی کے انداز میں جنبش دیتے ہوئے۔۔۔وہ اسے تیرنا سکھا رہا تھا۔۔۔

جبکہ دوسری زرمینے ان سب چیزوں سے پرے پانی کے نیچے کے حسین نظاروں میں کھوئی ہوئی تھی۔۔۔

اس گہرے نیلے رنگ کے پانی کا نچلا حصہ سنہری پتھروں سے بھرا پڑا تھا۔۔۔ اندھیرے میں جنکی چمک ایسی تھی جیسے زمین پر ہیرے چمک رہے ہونگے ۔۔۔جنکے آس پاس مختلف رنگوں کی چھوٹی چھوٹی فشز تیر رہی تھیں۔۔۔

زرمینے نے چہرہ موڑ کر مسکراتے ہوئے زارون کی طرف دیکھا۔۔۔ تبھی زارون اپنارخ اوپر کی طرف کرتے اسے پانی کی سطح پر لے آیا تھا۔۔۔

جہاں آکر دونوں نے ہی گہرا سانس لیتے سانسوں کو سنوارا تھا پھر ایک دوسرے کے چہروں کی طرف دیکھتے مسکرائے۔۔۔

شاہ ہمارے خالق نے کتنی خوبصورت چیزیں بنائی ہیں نا۔۔۔ہر چیز میں کیسے الگ الگ خوبصورت رنگ بھرے ہیں۔۔۔ جسکی تعریف کیلئے الفاظ کم پڑ جائیں۔۔۔

بیشک میرے خدا کی کاریگری بے مثال ہے۔۔۔

جسکا کوئی جواب نہیں۔۔۔

آسمان کی طرف دیکھتے مسکرا کر بولا۔۔۔

شاہ ایک بار پھر۔۔۔

اسے مسکراتے دیکھ بچوں کی طرح فرمائش کی تھی۔۔۔اور بھلا زارون شاہ اپنی زندگی کی بات ٹال سکتا تھا۔۔۔

وہ اسے لے کر ایک بار پھر پانی کی گہرائیوں میں آیا تھا۔۔۔لیکن اس بار اس نے زرمینے کے ہاتھوں کو نہیں تھاما۔۔۔بلکہ زرمینے خود ہاتھوں کو آگے پیچھے کرتے پانی میں تیر رہی تھی۔۔۔اور ساتھ ساتھ قدرت کے حسین نظاروں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔جسے اپنے پاؤں کی مدد سے وہ مکمل سپورٹ کر رہا تھا۔۔۔

تیراکی کے دوران کئی چھوٹی چھوٹی مچھلیاں اسکے چہرے اور جسم سے ٹکرائی تھیں۔۔۔جنکے ننھے لمس کو محسوس کرتے ہوئے وہ خوبصورتی سے مسکرائی تھی

۔۔۔

تقریبا ایک گھنٹے تک وہ اس مشغلے میں مصروف رہے تھے۔۔۔اور اس دوران ایک لمحے کیلئے زرمینے کے ہونٹوں مسکراہٹ جدا نہیں ہوئی تھی۔۔۔

زارون نے نا صرف پانی کے اندر بلکہ اسے اوپری سطح پر رخ بدل کر (back stock) سٹائل میں بھی تیرنا سکھایا تھا۔۔۔

وہ جب زرمینے کو پانی سے باہر لے کر آیا تو نیلے آسمان پر رات مکمل طور پر اپنے پر پھیلا چکی تھی۔۔۔

اور اتنی زیادہ دیر ٹھنڈے پانی میں رہنے کی وجہ سے زرمینے کو اب سردی لگنا بھی شروع ہو چکی تھی۔۔۔

جبکہ یہ کہنا بہتر ہو گا کہ وہ سردی سے کانپ رہی تھی۔۔۔اسکے سرخ نم ہونٹ نیلے پڑ چکے تھے۔۔۔

زندگی اس سے پہلے تمہیں سردی لگ جائے اور میرا ہنی مون ٹرپ برباد ہو جلدی جلدی کپڑے چینج کر لو۔۔۔

زارون اسکے کانپتے ہوئے وجود کو دیکھ کر زو معنی انداز میں گھمبیرتا سے بولا۔۔

جس پر زرمینے نے سرخ پڑتے اسے گھوری سے نوازا تھا۔۔۔

کپڑے کدھر ہیں ؟؟؟آپ تو مجھے نیند میں اٹھا کر لے آئے۔۔۔سردی سے کانپتے ہوئے زرمینے نے منہ بنایا۔۔۔

وہ اس لیے میری زندگی کہ اگر میں تمہیں ہوش میں چلنے کا بولتا تو آج ہم یہاں موجود نا ہوتے۔۔۔

زاروں نے بھی دوبدو جواب دیتے جتایا۔۔۔

جس سے زرمینے کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔شاہ کچھ کریں،،،، ورنہ میں سچ میں بیمار پڑ جاؤں گی۔۔۔

تمہارا شاہ تمہیں ایسے تھوڑی بیمار پڑنے دے گا۔۔۔رکو ایک منٹ۔۔۔زارون نے نرمی سے کہتے ہوئے تھوڑی دور جھیل کے کنارے زمین پر پڑی اپنی شرٹ اٹھا کر اسکی طرف.بڑھائی تھی۔۔۔

جسے تھامتے ہوئے۔۔۔زرمینے نے سوالیہ دیکھا۔۔۔

صرف شرٹ ؟؟؟؟

نہیں ایسا کرتا ہوں اپنی پینٹ بھی اتار کر تمہیں دے دیتا ہوں ۔۔۔ میرا کیا ہے میں تو کپڑوں کے بغیر بھی گھوم لوں گا ۔۔۔ کیا خیال ہے ؟؟؟؟

زر کے اعتراض کرنے پر وہ انتہائی بے باکی سے بولا ۔۔۔ جس نے زر مینے کے کانوں سے دھوئیں نکال دیے تھے ۔۔۔

وہ سرخ چہرے کے ساتھ چپ چاپ پاس ہی لگے کیمپ کی طرف بڑھ گئی تھی ۔۔۔

جبکہ اسکے بنا جواب دیئے یوں بھاگنے پر زارون دلکشی سے مسکرایا تھا ۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

زارون شاہ کی شرٹ جو بمشکل اسکے گھٹنوں تک آ رہی تھی ۔۔۔ایسی حالت میں اسکے سامنے جانے کا سوچتے ہی زر مینے کی دھڑکنیں اپنی رفتار تیز کر چکیں تھیں

۔۔۔

اسے کپڑے تبدیل کیے ہوئے بھی تقریباآدھے گھنٹے سے زائد کا وقت گزر چکا تھا۔۔۔

لیکن پھر بھی کیمپ سے باہر جانے کی ہمت وہ اپنے اندر مفقود پاتی تھی ۔۔۔

لیکن آخر کب تک ،،،،اور اب تو بھوک سے بھی اس کی جان جانے لگی تھی ۔۔۔کیونکہ اس نے کل صبح کا ناشتہ کیا ہوا تھا۔۔۔جو نجمہ بیگم نے اسے زبردستی چند نوالے کھلائے تھے ۔۔۔جبکہ رات میں وہ بنا کچھ کھائے ہی دوائی لے کر سو گئی تھی ۔۔۔

بہت سوچ بیچار کے بعد جب اسے کوئی راستہ نظر نا آیا تو بھوک کے ہاتھوں مجبور ہوتے وہ باہر نکل آئی تھی ۔۔۔

جہاں زارون شاہ لکڑیوں کی آگ جلائے زمین پر کپڑا بچھا کر کھانے پینے کی چیزیں سیٹ کر رہا تھا۔۔۔

زر مینے کی آہٹ پاتے ہی اس نے پلٹ کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔اور دوبارہ نظریں جھکانا بھول گیا۔۔۔جو اسکی سفید شرٹ میں اپنے مومی خوبصورت وجود کے ساتھ بجلیاں گرا رہی تھی۔۔۔

درمیان میں موجود بورن فائر کے شعلوں میں نظر آتا اسکا دلکش سراپا،،،اسے چند پل کیلیئے دنیا بھولا گیا۔۔۔

جبکہ اسکے یوں خود کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے پر زر مینے پزل ہو کر ہاتھوں کی انگلیاں چٹخانے لگی۔۔۔

اور کبھی اپنے چہرے پر جھولتی ہوئی کھلے بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے اڑستی۔۔۔جسے دیکھ وہ ہوش میں آیا اور اسے نروس ہوتے دیکھ۔۔۔بہت محبت سے ہاتھ اوپر اٹھا کر اسے قریب آنے کا بولا۔۔۔

جسے چند پل دیکھنے کے بعد وہ دھیمے قدم اٹھا کر اسکے قریب آئی تھی۔۔۔اور پھر اسکی پھیلی ہتھیلی کو دیکھ کر اس پر اپنا سرخ سفید مومی ہاتھ رکھا۔۔۔

جس پر اپنی گرفت مضبوط کرتے زارون نے اسے اپنی طرف کھینچا۔۔۔جس سے وہ توازن برقرار نا رکھتی اسکے شرٹ لیس کشادہ سینے سے ٹکرائی۔۔۔

قسم سے اس وقت ایسی قیامت لگ رہی ہو۔۔۔کہ دل چاہ رہا ہے سب چیزوں کو پس پشت ڈال کر ابھی تمہیں خود میں سما لوں۔۔۔

لیکن پھر تمہاری ننھی جان کا خیال آجاتا ہے۔۔۔جس نے شاید نہیں یقینا کل سے کچھ نہیں کھایا۔۔۔

اس میں کم از کم اتنی ہمت تو ہونی چاہیے جو میری جمع شدہ شدتوں کے طوفان کو خود پر سہہ سکے۔۔۔

اسکے سرخ چہرے کو دیکھتے ہوئے بے باک سرگوشی کرتا یکدم ہی اسکا رخ پلٹ گود میں سہی سے بٹھاتے ہوئے۔۔۔

ایک کھانے کا کین اٹھا کر اسکے ہاتھ میں پکڑا گیا۔۔۔

جس میں زرمینے کے فیورٹ اٹلین بلیک بین نوڈلز تھے۔۔۔اور وہ جو پہلے ہی بھوک سے نڈھال تھی اور رہی سہی جان زارون شاہ کی باتوں نے نکال دی تھی اپنے فیورٹ نوڈلز کو دیکھ کر اسکی آنکھیں چمکی۔۔۔اور وہ سب بھولا کر بنا وقت ضائع کیے جلدی جلدی کھانے لگی۔۔۔

اور اس سب دوران اسے ایک بار بھی زارون کا خیال نہیں آیا تھا۔۔۔جو اسے ہی محبت پاش نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

ان چند پلوں میں وہ بالکل ویسی ہی پرانی زرمینے بن چکی تھی جو کھانے کے دوران آس پاس کے ماحول کو بالکل فراموش کر دیتی تھی۔۔۔

ایک کین ختم کرنے کے بعد اس نے دوسرے کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن زارون کی گرفت میں ہونے کی وجہ سے کامیاب نا ہو سکی۔۔۔

اور چاہیے۔۔۔

اس نے چہرہ موڑ کر زارون کی طرف التجایا نظروں سے دیکھا۔۔۔

یہاں سب کچھ تمہارا ہی ہے زندگی مجھ سمیت۔۔۔

دوسرا کین اٹھا کر اسکے ہاتھ میں پکڑاتے اسکے سر کے ساتھ پیشانی ٹکراتے بہت محبت سے بولا۔۔۔

جس پر ایک خوبصورت مسکراہٹ نے اسکے چہرے کا احاطہ کیا۔۔۔

اور فوک میں نوڈلز پھنسا کر کھانے لگی جب اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔۔۔

اس نے پلٹ کر زارون شاہ کی طرف دیکھا۔۔۔

کیا ہوا رک کیوں گئی؟؟؟اسے خاموش نظروں خود کی طرف دیکھتے پا کر زارون نے مسکرا کر سوال کیا۔۔۔

آپ نہیں کھائیں گے کیا؟؟؟

اگر کچھ بچ گیا تو ضرور کھاؤں گا۔۔۔زرمینے کے سوال پر زاروں نے لب دبا کر شرارت سے جواب دیا۔۔۔

کیا مطلب ہے آپکی اس بات کا۔۔۔کیا میں اتنی بھکڑ ہوں جو سارا کھانا اکیلے کھا جاؤں گی۔۔۔

تمہیں اپنی صلاحیت پر شک ہو سکتا پر مجھے نہیں۔۔۔

سنجیدگی سے کہتے وہ اب بھی شرارت سے باز نہیں آیا۔۔۔

زرمینے نے غصے سے نوڈلز کا کین زمین پر رکھا۔۔۔اور اسکی گرفت سے خود کو چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

چھوڑیں مجھے نہیں کھانا مجھے کچھ بھی۔۔۔

ارے ارے ارے اتنا غصہ زندگی میں تو مذاق کر رہا تھا۔۔۔بات بگڑتے اور زرمینے کو ناراض ہوتے دیکھ اسکی کمر پر پکڑ مظبوط کرتے مسکرا کر بولا۔۔۔

یہ سب کچھ میں تمہارے لیے ہے لایا ہوں۔۔۔جسے تم ہی کھاو گی۔۔۔اور بدلے میں میں تمہیں کھاؤں گا۔۔۔

کین واپس اسکے ہاتھ میں پکڑاتے ہوئے اسکے نازک گال پر ہلکے سے بائٹ کرتے زو معنی انداز میں بولا۔۔۔

جس پر وہ پل میں سرخ ہوئی۔۔۔لیکن کھانا دوبارہ شروع کر چکی تھی۔۔۔

ویسے میں بھی سوچوں تمہارا ہاتھ اتنا بھاری کیوں ہے اس کے پیچھے کی وجہ اب مجھے سمجھ آ رہی ہے۔۔۔

اسے بنار کے سپیڈ سے کھاتے دیکھ زارون ایک بار پھر شرارت سے بولا ۔۔۔البتہ اپنا ایک ہاتھ دائیں گال پر رکھا ہوا تھا۔۔۔جس پر زر مینے نے ایک بار نہیں بلکہ دو بار تھپڑ مارا تھا۔۔۔

زارون کی بات زر مینے نے پلٹتے گھور کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔لیکن اسے اپنے گال پر ہاتھ رکھے دیکھ بے ساختہ ہی اسکی ہنسی چھوٹی تھی۔۔۔

شرم کرو کچھ کوئی ثواب کا کام نہیں کیا جو ایسے ہنس رہی ہو۔۔۔اسکے ہنسنے پر زارون نے اسے شرم دلانی چاہی۔۔۔

کیا کروں آپکی حرکتیں ہی ایسی ہیں۔۔۔

"زرمینے۔۔۔

حیرت سے زارون کا منہ کھل گیا۔۔۔زرمینے کو اپنی بات کا احساس ہوا۔۔۔اس نے اپنی زبان دانتوں تلے دبائی۔۔۔

حرکتیں تو تمہاری بھی ایسی ہی ہیں تو کیا بدلے میں بھی پورے خاندان کے سامنے تمہیں تھپڑ مارتا۔۔۔

اب کے وہ سچ میں اسکی بات کا برا منا گیا۔۔۔جسکا احساس زرمینے کو بھی ہوا۔۔۔

سوری شاہ وہ میں نے جان بھوج کر نہیں مارا تھا۔۔۔اور اگر آپ کہیں گے تو میں سب کے سامنے ہی آپ سے معافی بھی مانگ لوں گی۔۔۔

جس پر زارون نے ماننے کی بجائے الٹا اسے گھورا تھا۔۔۔

زرمینے نے اپنی حرکت کا ازالہ کرنے کیلئے آگے ہو کر اسی گال پر اپنے لب رکھے تھے۔۔۔

لیکن زارون شاہ نے کوئی بھی رسپانس نہیں دیا تھا۔۔۔وہ اب بھی اسے غصے سے ہی گھور رہا تھا۔۔۔

میں کیا کروں شاہ جب بھی مجھے غصہ آتا ہے پتا نہیں مجھے کیا ہو جاتا ہے،،،اور اگر فیوچر میں میں ایسی ویسی کوئی حرکت کروں تو آپکو میری طرف سے کھلی چھوٹ ہے۔۔۔مجھے بھی کس کر دو تھپڑ لگا دیجئے گا۔۔۔

اسے منانے کی خاطر اسکے گلے میں دونوں بازو باندھ کر اسکے قریب ہوئی تھی۔۔۔

سوچ لو۔۔۔

زارون شاہ نے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

سوچ لیا۔۔۔

زرمینے نے دوبدو جواب دیا۔۔۔

زارون نے فورا درمیان میں ایک انچ کا فاصلہ مٹاتے اسکی سانسوں کو اپنے قبضے میں لیا۔۔۔

ہم سادات اپنی بیوی پر ہاتھ اٹھانے کو مردانگی نہیں سمجھتے اگر دوبارہ تم نے ایسی ویسی کوئی حرکت کی تو سب کے درمیان تمہارے ہونٹ چوم کر اسکی سزا دوں گا ۔۔۔

اسکے نچلے لب کو نرمی سے دانتوں تلے دباتے ہوئے ذو معنی انداز میں بولا ۔۔۔زرمینے کے جسم کا سارا خون اسکے چہرے میں سمٹ آیا تھا۔۔۔

جسے چند پل مبہوت نگاہوں سے دیکھنے بعد اسکی سانسوں کو دوبارہ قبضے میں لیتے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

زرمینے نے اسکی گردن پر پکڑ مظبوط کرتے دونوں ٹانگیں اسکی کمر کے گرد باندھی۔۔۔اور اپنے لبوں کو جنبش دیتے نرمی سے اسکا ساتھ دینے لگی۔۔۔

جس پر وہ مسرور ہوتا تیز قدموں سے ہٹ کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

لکڑی کی سیڑھیاں چڑھ کر اندر داخل ہوتے دروازہ پاؤں سے بند کرتے اسے لا کر میٹریس پر پھینکنے کے انداز میں لٹایا۔۔۔

زرمینے نے گہرا سانس کھینچ کر اپنی بکھری سانسوں کو درست کرتے ہوئے اسکے چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔

جو لو دیتی نگاہوں سے اسکی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

لیکن اسکے قریب نہیں آ رہا تھا۔۔۔شاید وہ چاہتا تھا کہ زر مینے خود اسے اپنے پاس بولائے۔۔۔اپنی رضامندی سے کیونکہ آج سے پہلے وہ جتنی بار اسکے قریب آیا تھا وہ خود سے آیا تھا۔۔۔اور اب وہ اس کے ساتھ کسی بھی قسم کی زبردستی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

جسے زر مینے بھی اسکے چہرے کے تاثرات جانچتے سمجھ رہی تھی۔۔۔

تبھی اپنی نظریں جھکا کر یوں لیٹے ہوئے ہی اسکی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تھا۔۔۔

جس سے ایک خوبصورت مسکراہٹ نے زارون کے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔۔۔اور ساتھ میں اسکی شرم و حیا دیکھتے ہنسی بھی آئے جسے لب بھینچ کر وہ کنٹرول کر گیا

۔۔۔

اور بہت نرمی سے اسکے بڑھے ہوئے ہاتھ کو تھامتے اس پر جھک آیا تھا۔۔۔

اسکے قریب آکر رک جانے پر زر مینے نے اپنی پلکیں اٹھائی۔۔۔جو سیدھا اسکی کالی گھٹاؤں سے ٹکرائی تھیں۔۔۔

اور اس میں نظر آتے جذبات اور طلب کو دیکھتے ہوئے وہ اپنی ساری شرم و حیا ایک طرف رکھتے اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے بیڈ پر منتقل کرتے خود اوپر آئی تھی۔۔۔

اور بہت محبت سے اسکی پیشانی پر بوسہ دیتے اپنی محبت کا مان بخشا تھا۔۔زارون نے سکون محسوس کرتے اسکی کمر کو جکڑا۔۔۔

جب وہ یونہی بنا اس سے الگ ہوئے پیشانی سے اسکی تیکھی ناک کا سفر کرتی ہونٹوں پر آئی تھی اور انہیں نرمی سے چھوتے ہوئے ٹھوڑی پر پیار کرتے گردن اور پھر اسکی دھڑکنوں کے مقام پر جھک کر بوسے دینے لگی۔۔

جس نے زارون شاہ کے جذبات میں طلاطم برپا کیا تھا۔۔۔جس کے چلتے اس نے ایک جھٹکے سے کروٹ بدلتے زرمینے کی سانسوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لیا تھا۔۔۔۔

جسکا وہ اسکے گھنے بالوں میں اپنی مومی انگلیاں چلاتے مکمل ساتھ دے رہی تھی

۔۔۔

اسکی سانسوں کو ٹوٹتے محسوس کرتے۔۔۔زارون کے لب نرمی ٹھوڑی سے ہوتے گردن پر سرک آئے تھے اور پھر اسکی پہنی ہوئی شرٹ کے پہلے بٹن پر ۔۔۔جسے اس نے دانتوں سے کھینچ کر ایک پل میں اس سے جدا کیا تھا۔۔۔جس سے صرف وہ ایک ہی نہیں بلکہ نیچے کے سارے بٹن بھی ٹوٹتے چلے گئے۔۔۔

دونوں کے درمیان اس آخری رکاوٹ کو بھی دور کرتے زارون شاہ نے اسکی کلائیوں کو دونوں ہاتھوں سے تھامتے ہوئے پوری شدت سے اسے خود میں سمایا تھا۔۔۔

شاہ۔۔۔

جس سے ایک سسکاری سی زر کے ہونٹوں سے برآمد ہوئی تھی۔۔۔

لیکن وہ ہوش میں ہوتا تو کچھ سنتا،،، وہ تو اسکے وجود کی نرماہٹوں میں کھویا

۔۔۔اسکے انگ انگ کو لبوں سے چھوتے۔۔۔اتنے دنوں کی تشنگی مٹا رہا تھا۔۔۔

جو کم ہونے کی بجائے ہر لمحے کے ساتھ بڑھتی ہی جا رہی تھی۔۔۔کہ زرمینے کی سانسیں اسکے سینے میں ہی کہیں دبنے لگی تھیں۔۔۔

لیکن پھر بھی اسکے جنون کو سہتے ہوئے اسکی محبت کا خیر مقدم کرتے اسکی ہر شدت پر،،، آنکھوں سے آنسو بہنے کے باوجود،،، زاروں کی پشت پر تیز ناخن گاڑھتے،،، دھیرے دھیرے اسکے وجود میں سمٹتے،،، خود درد میں ہونے کے باوجود اسکی راحت کا سامان بنتی جا رہی تھی۔۔۔

جسے محسوس کر کے زاروں شاہ روح تک سرشار ہوا۔۔۔

تبھی مسکرا کر اسکے ہونٹوں کو چھوتے اس نے کروٹ بدلی۔۔۔اور اسے اپنے سینے پر منتقل کرتے کمر کو سہلاتے ہوئے نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگا

۔۔۔

"شاہ۔۔۔

خاموش کمرے میں زرمینے کی آواز گونجی۔۔۔

جی جان شاہ۔۔۔

زارون نے اسکی طرف متوجہ ہوتے بہت محبت سے جواب دیا۔۔۔

ہم کب تک یہاں رہیں گے؟؟؟؟

اسکے سینے کے بالوں سے کھیلتے نرمی سے سوال کیا۔۔۔کیوں تم جہاں کمفر ٹیبل نہیں ہو کیا؟؟؟؟

نہیں ایسی بات نہیں میں تو بس ویسے ہی پوچھ رہی تھی۔۔۔آپ گھر میں بھی کسی کو بتا کر نہیں آئے۔۔۔سب پریشان ہو رہے ہونگے۔۔۔بس اسی لیے۔۔۔

تم ٹینشن نا لو لالا سب سنبھال لینگے۔۔۔

اسے مزید اپنے سینے میں بھینچتے اس نے نرمی جواب دیا۔۔۔کیا مطلب لالا کو پتا ہے ہم جہاں ہیں؟؟؟اس نے حیرت سے اٹھتے ہوئے سوال کیا تھا جب اپنی حالت کی طرف دیکھتے شرما کر کمفرٹر کھینچ کر اوپر لیتے خود کو چھپایا۔۔۔

لیکن ان سب کے دوران اسکی نظر ایک ایسی چیز پر پڑی تھی۔۔۔جسے اس نے چونکنے پر مجبور کر دیا۔۔۔

میرے بھائی اچھی طرح میری رگ رگ سے واقف ہیں اس لیے بول رہا ہوں تمہیں ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں۔۔۔

زارون ضارب اور واسم کو یاد کرتے خوبصورتی سے مسکرایا تھا۔۔۔

زارون یہ ہڈی آپکی ہے؟؟؟؟

دوسری طرف زرمینے جسکی نظریں اس کالی ہڈ پر ٹکی تھیں۔۔۔اسکی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے سوالیہ دیکھنے لگی۔۔۔

جس پر زارون کی نظر بھی اپنی ہڈ پر پڑی اور پھر اس نے ایک نظر زرمینے کی طرف دیکھا۔۔جس کے چہرے سے پریشانی جھلک رہی تھی۔۔۔گہرا سانس لیتے اٹھ کر بیٹھا۔۔۔

اور اسکا ہاتھ تھام کر اپنے قریب کرتے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

اسکا مطلب وہ آپ ہی تھے جو مجھے ڈراتے تھے؟؟؟؟ اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچ کر بے یقینی سے بولی۔۔۔

جس پر زارون نے ایک بار پھر ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

"زارون۔۔۔۔

آپ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟؟؟؟

زرمینے کی آنکھیں فوراً لبالب پانیوں سے بھر گئیں۔۔۔

زندگی تم غلط سمجھ رہی ہو۔۔۔ میں نے جو کچھ بھی کیا وہ میری ڈیوٹی کا حصہ تھا

۔۔۔

اسے رونے کی تیاری پکڑتے دیکھ۔۔۔ نرمی سے اپنے ساتھ لگاتے سمجھانے لگا

۔۔۔

کیا مطلب ؟؟؟ مجھے چاقو دکھا کر ڈرانا آپکی ڈیوٹی کا حصہ تھا۔۔۔زر مینے نے اسے خود سے دور کرتے غصے سے گھورا۔۔۔

جس پر اپنی ابھر آنے والی مسکراہٹ کو روکنے کیلیئے زارون نے لب دانتوں تلے دبایا۔۔۔

دیکھا یہ آپ جان بوجھ کرتے تھے۔۔۔آپکو پتا بھی ہے۔۔۔۔میں کتنا ڈر جاتی تھی۔۔۔ میری سانسیں رکنے لگتی تھیں مجھے ایسا لگتا تھا جیسے میں مرنے والی ہوں۔۔۔اور اب کبھی بھی اپنے گھر والوں سے مل نہیں پاؤں گی۔۔۔

اور آپ سب جانتے بوجھتے میری حالت کا مزہ لیتے تھے۔۔۔

اسکے سینے پر نازک ہاتھوں کے مکے برساتے اونچی آواز میں رونا شروع کر دیا تھا ۔۔۔

جنہیں زارون نے نرمی سے تھامتے اسے اپنے سینے میں بھینچا۔۔۔

جیسا کہ میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا تھا میری زندگی کی جان اتنی سستی نہیں جو ایسے ہی چلی جائے۔۔۔وہ بھی اسکے شوہر اسکے محافظ کے قریب ہوتے ہوئے

۔۔۔

اسکے چہرے کی طرف دیکھتے دوٹوک انداز میں بولا۔۔جس پر زرمینے نے نظریں اٹھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

میں بس اس وقت مجبور تھا۔۔۔سیکرٹ مشن پر۔۔۔جسکے بارے میں کسی کو بھی بتا نہیں سکتا تھا۔۔۔اور ایسی حالت میں تم بار بار خود ہی میرے سامنے آ جاتی تھی۔۔۔تم کسی کو میرے بارے بتا نا دو بس اسی لیے تھوڑا سا۔۔۔

" تھوڑا سا۔۔۔

اسکے تھوڑا سا بولنے پر زرمینے نے ایک بار پھر سے گھورا۔۔اچھا تھوڑا زیادہ۔۔۔

زارون نے قہقہہ لگاتے اسے اپنے سینے میں بھینچا۔۔۔

چھوڑیں مجھے،،، مجھے آپ سے بات نہیں کرنی۔۔۔اسکے حصار میں کسمساتے گرفت سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

زندگی کوشش بیکار ہے۔۔۔

کیونکہ اس گرفت سے رہائی آپکو زارون شاہ کی سانسیں بند ہونے کے بعد ہی مل سکتی۔۔۔

"شاہ۔۔۔

اسکے مرنے کی بات سن کر وہ تڑپ ہی تو گئی تھی۔۔۔

شاہ کی زندگی آپکی ذات آپکے شاہ کیلیئے بہت اہم ہے۔۔۔بہت انمول۔۔۔کبھی بھی خود ارزاں سمجھتے خود کو تکلیف پہنچانے کی کوشش بھی مت کیجیئے گا

۔۔۔ورنہ آپ سے پہلے آپکا یہ شاہ اس دنیا سے چلا جائے گا۔۔۔

اس نے زارون کی باتوں کو سنتے فوراً آگے بڑھ کر اسکے ہونٹوں کو چوما تھا۔۔۔

اور آپکو کیا لگتا ہے۔۔۔آپکے بنا آپکی زندگی زندہ رہ سکتی ہے۔۔۔ بالکل بھی نہیں

۔۔۔

آپکی جدائی میں،،، میں نے یہ دن کیسے گزارے یہ تو صرف میں جانتی ہوں یا

میرا خدا۔۔۔

زاروں سے الگ ہو کر اسکے وجیہہ چہرے کو دونوں ہاتھوں سے تھامتے پر نم لہجے
میں گویا ہوئی تھی۔۔۔

زاروں شاہ کو اپنا دل ان سرمئی نین کٹوروں میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

جنہیں بہت نرمی سے چھوتے وہ ایک بار پھر اسکی سانسوں پر قابض ہوا تھا۔۔۔

اور بنا الگ ہوئے نرمی سے تکیے پر ڈالتا دوبارہ حدیں پھلانگنے لگا۔۔۔

جب کنفرٹر کو اپنے ہاتھ میں لیتے زاروں کی کوشش کو ناکام بنایا

زاروں نے نظریں اٹھا کر سوالیہ دیکھا۔۔۔

زیادہ نافری ہونے کی ضرورت نہیں آپ پہلے ہی بہت ایڈوانٹج لے چکے ہیں ۔۔۔میں ابھی بھولی نہیں ہوں آپ نے میرے ساتھ کیا کیا۔۔۔اس لیے اب شرافت سے پیچھے ہو جائیں۔۔۔ورنہ

زارون کو تیز نظروں سے گھورتی غصے سے بولی۔۔۔جب اسکی بات پوری ہونے سے پہلے وہ اسے چپ کرواچکا تھا۔۔۔

بیوی یہ ناممکن بات ہے۔۔۔اور ناہی تم مجھے خود کے قریب آنے روک سکتی ہو ۔۔۔ہاں اسکے علاوہ میں تمہارا ہر حکم ماننے کو تیار ہوں۔۔۔

مسکراکر کہتے کنفرٹر کھینچ کر دور پھینکا۔۔۔زارون۔۔۔زرمینے کے چیخنے سے پہلے وہ اس پر سایہ فگن ہوا تھا۔۔۔

اور بہت جلد اسکی ساری ناراضگی کو دور کر کے اپنے نرم لمس سے خود میں گم کرتا اسکے سارے شکوے شکایتوں کو خود میں سمیٹ گیا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

تاشے اپنا چہرہ اپنی دونوں ہتھیلیوں پر ٹکائے معصوم نظروں سے سامنے بیٹھیں ابرش ابیہا کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

جو کیریوں (کچے آم) پر تیز مصالحہ لگا کر انہیں چٹخارے لے لے کر کھا رہی تھیں۔۔۔

جبکہ ان دونوں کو کھاتے دیکھ تاشے کا معصوم دل ایسے ہی گھبرائے جا رہا تھا ۔۔۔

کیا ہوا تمہیں کیوں ایسا منہ بنا کر بیٹھی ہو۔۔۔

اسے خاموشی سے خود کو تکتے دیکھ ایہا نے سوال کیا۔۔۔ساتھ ہی کیری کی ایک کاش منہ میں رکھی تھی۔۔۔اور زور سے آنکھیں بند کی۔۔۔

بیا یار یہ تم لوگ کیسے کھا رہی ہو۔۔۔ میری تو صرف دیکھ کر ہی حالت خراب ہوئی جا رہی ہے۔۔۔

کیا مطلب کیسے کھا رہے ہیں۔۔۔ بھئی اپنے منہ سے کھا رہے ہیں۔۔۔جو ایک عدد اللہ تعالیٰ نے تمہیں بھی عطا کیا ہے۔۔۔

اسکی بات پر اب کہ ابرش نے جواب دیا۔۔۔جس پر تاشے نے منہ بنایا۔۔البتہ ایہا نے سن کر قہقہہ لگایا۔۔۔

میں اس وجہ سے نہیں بول رہی۔۔۔ کہیں تم لوگوں کی طبیعت خراب نا ہو جائے

۔۔۔

اب اسے افسوس ہو رہا تھا کہ کیوں ان دونوں کی بلیک میلنگ پر اس نے یہ کیریاں انہیں لا کر دی۔۔۔

آم کی نئی فصل آنے پر اماں سائیں نے خاص طور پر کھیتوں سے کچے آم منگوائے تھے۔۔۔

جس میں دوسری سبزیاں ایڈ کر کے گھر کیلئے مکس اچار بنایا جانا تھا۔۔۔

جنہیں دیکھتے ان دونوں کے منہ میں پانی آگیا تھا۔۔۔ کیونکہ جیسی ان کی حالت تھی۔۔۔ آجکل ویسے ہی چٹ پٹی چیزیں کھانے کا بہت دل کر رہا تھا۔۔۔

لیکن واسم اور ضارب نے ان دونوں پر بہت پابندیاں لگا رکھی تھیں۔۔۔ کیونکہ انکی صحت کو لے کر وہ دونوں ہی کوئی رسک نہیں لینا چاہتے تھے۔۔۔ یہاں تک دونوں ٹائم کا کھانا بھی اپنی نگرانی میں کھلواتے۔۔۔

اور باقی دن بھر عظمی اور روباب انکا خیال رکھتیں تھیں۔۔۔ اور جب انہوں نے کیری ان سے کھانے کیلئے مانگی تو انہوں نے صاف منع کر دیا تھا دینے سے۔۔۔ کیونکہ ضارب واسم کی طرح وہ بھی نہیں چاہتیں تھیں کہ انکی طبیعت خراب ہو۔۔۔

ابرش ایہانے بہت ضد کی لیکن انکی ناہاں میں نہیں بدل پائیں۔۔۔ جسکے چلتے ان دونوں نے ہی ان سے بات چیت بند کی ہوئی تھی۔۔۔

اور جب انہیں کوئی اور راستہ نظر نہیں آیا تو۔۔انہوں نے تاشے کو بلیک میل کیا ۔۔کہ وہ اپنی بہنوں کیلیئے اتنا بھی نہیں کر سکتی۔۔

جس کی وجہ سے مجبوری میں تاشے کو ان دونوں کی بات ماننی پڑی۔۔۔اور سب سے چھپ کر انہیں کیریاں لا کر دی۔۔۔جو وہ دونوں اس وقت حویلی کے پچھلے لان میں سب سے چھپا کر کھا رہی تھیں۔۔۔

کچھ نہیں ہوتا یار۔۔۔کتنے دن سے کچھ کھٹا اور چٹپٹا کھانے کا دل کر رہا تھا۔۔۔

لیکن تمہارے لالا کی وجہ سے،،، ایہانے بات ادھوری چھوڑتے ہوئے دوبارہ ایک پیس اٹھا کر منہ میں ڈالا۔۔۔

وہ سب تو ٹھیک ہے یار لیکن اتنا تیز مصالحہ کہیں تم لوگوں کا گلا نا خراب ہو جائے ۔۔۔ پھر تو سب کو پتا چل جائے گا۔۔۔اور لالا سے جو ڈانٹ پڑے گی وہ الگ ۔۔۔

زرتاشے نے انہیں آنے والے وقت کے بارے میں آگاہ کرنا چاہا۔۔۔جس پر ان دونوں نے ہی منہ بنایا تھا۔۔۔

دیکھو تاشے اگر تم یہ کھانے میں ہمارا ساتھ نہیں دے سکتی تو ایسی باتیں کر کے دل بھی خراب مت کرو۔۔۔

ایہا کی بات پر ابرش نے بھی سر ہلایا تھا۔۔۔

قسم سے مجھے زرمینے کی بہت یاد آرہی ہے۔۔۔وہ اگر ادھر ہوتی۔۔۔تو نا صرف ہمیں کیریاں لا کر دیتی بلکہ ہمارے ساتھ انہیں بھرپور طریقے سے انجوائے بھی کرتی۔۔۔

اس نے زرمینے کو یاد کرتے ایک آہ بھری تھی۔۔۔

ویسے تمہارے لالا کا بھی کچھ پتا نہیں چلتا۔۔۔پہلے بیوی کو ناراض کر لیتا ہے ۔۔پھر اسے منانے کیلئے یہ اوٹ پٹانگ حرکتیں کرتا ہے۔۔۔

یہ تو ضارب لالا نے سب کو بتا دیا کہ زرمینے کو زاروں لے کر گیا ہے۔۔ورنہ جیسے رات و رات اس نے حویلی سے لڑکی غائب کی تھی۔۔۔چھوٹی ماں کو سنبھالنا مشکل ہو جاتا۔۔۔پہلے ہی وہ ماموں جان زرمینے کی وجہ سے کتنی پریشان تھی۔۔۔اوپر سے یہ سب۔۔۔

ایہا نجمہ بیگم کی حالت کے بارے میں سوچتی افسوس سے بولی۔۔

کیا مطلب ہے تمہارے لالا۔۔وہ آپ کے کچھ نہیں لگتے۔۔۔اور ویسے بھی مجھے لگتا ہے لالا نے زرمینے کو یہاں سے لے جا کر اچھا ہی کیا۔۔۔ورنہ یہاں رہتے بات بننے کی بجائے بگڑ بھی سکتی تھی۔۔۔اب اکیلے وہ اچھے سے ایک دوسرے کی بات سمجھ سکیں گے۔۔۔

اور مجھے اپنے لالا پر پورا یقین ہے زر کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا۔۔انہوں نے جان بوجھ کر نہیں کیا ہوگا۔۔۔کیونکہ جتنی وہ اس سے محبت کرتے ہیں ہو ہی نہیں سکتا کہ جان بوجھ اسے تکلیف دیں۔۔۔

اچھا ہی ہے دونوں کے درمیان تمام غلط فہمیاں بھی دور ہو جائیں گی۔۔۔

ایہا کی بات پر ابرش زارون کی سائڈ لیتی سمجھداری سے بولی۔۔۔

جس پر ان دونوں نے ہی متفق ہوتے سر ہلایا تھا۔۔۔

ویسے بھی مجھے اپنے بھائی کے ٹیلینٹ پر پورا یقین ہے۔۔۔زر مینے کی ساری شکایتوں کو دور کرتے بہت جلد ہمیں دوبارہ پھوپھو بننے کی خوشخبری سنائے گا ۔۔۔

ایہا کیری کے پیس پر مصالحہ لگا کر منہ میں رکھتی ایک آنکھ دبا کر ذو معنی انداز میں گویا ہوئی تھی۔۔۔

جس پر ابرش تو قہقہہ لگا کر ہنسی تھی البتہ ابیہا کے منہ سے اتنی بے باک بات سنتے تاشے شرم سے لال پیلی ہو گئی تھی۔۔۔

جسے دیکھتے ان دونوں نے ہی قہقہہ لگایا تھا۔۔۔

شرم کرو تم دونوں کچھ۔۔۔

لڑکی تم نے سنا نہیں کیا۔۔۔

تاشے کے شرمانے پر ابیہا نے بڑے سیریس انداز میں اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔

کیا۔۔۔

" یہی کہ

جس نے کی شرم ،،،، اسکے پھوٹے کرم

ابیہا کے جملے کو مکمل کرتے ابرش نے آنکھ دبائی۔۔۔

جس پر اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

زر مینے کا چھوڑو۔۔۔اس کا تو جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔۔۔ تم اپنا سوچو۔۔اگر لالا لوگوں کو تمہاری اس حرکت کا پتا چل گیا تو تمہارا کیا ہو گا۔۔۔

تاشے نے ان دونوں کو خود کو چھیڑتے دیکھ ڈرانا چاہا۔۔۔

کیا ہو گا کچھ بھی نہیں۔۔۔

دل میں ڈرنے کے باوجود تاشے کے سامنے بہادر بنتے دونوں نے ہی ناک سے مکھی اڑائی تھی۔۔۔

تاشے نے انکی بات پر داد میں آئی برو اٹھائی۔۔۔

تم لوگوں کو ڈر نہیں لگتا لالا۔۔۔

ابھی وہ اپنا جملہ مکمل کرتی کہ اسکی نظر ابیہا ابرش کے پیچھے اٹھی تھی۔۔۔

جہاں ضارب اور واسم دونوں ہی ان کی طرف چلے آرہے تھے۔۔۔

جنہیں دیکھتے ہی اسکا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔۔۔

نہیں بھئی ہمیں ڈر کیوں لگے گا وہ کوئی ڈرنے والی چیزیں تھوڑی ہیں۔۔۔

ہاں ناں اور تمہیں بھی زیادہ ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں۔۔۔

میرے جو ڈریگن ہیں وہ صرف اوپر اوپر سے ہی آنکھیں دکھاتے ہیں ورنہ غصہ وصہ انکے بس کی بات نہیں۔۔۔

اپنے پیچھے سر پر کھڑے واسم سے انجان ایہانے بات کو مذاق کا رنگ دیا۔۔۔

واسم نے اسکی لاپرواہی اور ہمت پر داد میں آئی بروا چکائی۔۔۔

البتہ ڈریگن بولائے جانے پر چہرے کا رنگ غصے سے بدلنے لگا تھا۔۔۔

جسے دیکھتے ہوئے تاشے کا ننھا سا دل سہما اور اس نے نفی میں سر ہلاتے انہیں مزید کہنے سے روکنا چاہا۔۔۔

لیکن ڈر کی وجہ سے اسکے منہ سے الفاظ نکلنے سے انکاری ہو گئے۔۔۔

بالکل سائیں بھی ایسے ہی ہیں ۔۔۔اور انہیں ہینڈل کرنا تو میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے ۔۔۔

ایہا کی بات پر چوڑے ہوتے ابرش نے مزید شیخی بگاڑی ۔۔۔

ابرش ۔۔۔

ابھی اسکی بات پر تاشے کچھ کہہ کر اسے خاموش کرواتی ،، جب فضاء میں ضارب شاہ کی آواز گونجی تھی ۔۔۔

اچھا سچ میں ایسا ہی ہے کیا ؟؟؟ بھئی ہمیں تو پتا ہی نہیں تھا کہ ہماری بیوی اتنی ٹیلینٹڈ ہیں ،،، جو ہمیں اپنے بائیں ہاتھ سے ہینڈل کر سکتی ہیں ۔۔۔

ضارب شاہ کے لہجے میں گہرا طنز بول رہا تھا ۔۔۔

جسے سنتے ابرش کے سینے میں دھڑکتے دل نے سہمتے ہوئے رفتار تیز پکڑی ۔۔اسکے چہرے پر سجی شوخی بھری سمائل سمٹی اور اسکی جگہ ڈر نے لے لی ۔۔۔ ہاتھ میں پکڑا کیری کا پیس جو وہ منہ میں رکھنے والی تھی ہاتھ سے چھوٹ کر اسکی گود میں گرا تھا ۔۔۔

اور اس نے اپنی آنکھوں کو بڑا کرتے ہوئے سامنے بیٹھی تاشے کی طرف دیکھا جسکے چہرے کا رنگ بالکل بھی اس سے مختلف نہیں تھا اور پھر ساتھ بیٹھی ایہا کی طرف جس نے اسے ڈرتے دیکھ آنکھوں سے تسلی دینی چاہی جب واسم کی آواز سنتے اسکی خود کی سانسیں خشک ہوئی تھیں۔۔۔

کیا کر رہی ہو تم لوگ یہاں ؟؟؟؟

اور اسکا لہجہ حد سے زیادہ سرد اور برفیلا تھا۔۔۔جس نے ابرش اور تاشے کے ساتھ ایہا کے ہاتھ پاؤں پھولا دیئے تھے۔۔۔

وہ کرنٹ کھا کر اپنی جگہ سے کھڑی ہوئیں تھیں۔۔۔

اور پھر یکدم رخ بدلتے ہوئے ایسے کھڑی ہوئی تھیں کہ جس سے ٹیبل پر رکھی ہوئی چیز نظر نا آئے۔۔۔

لیکن ان سب کے دوران وہ چہرہ صاف کرنا بھول گئیں تھیں۔۔۔انکے ہونٹوں پر اب مصالحہ لگا ہوا تھا۔۔۔جبکہ اتنی کھٹائی اور مصالحہ کھانے پر ناک ہونٹ سرخ ہونے کے ساتھ آنکھوں سمیت ان سے پانی بھی بہہ رہا تھا۔۔۔

کچھ بھی،،،تو نہیں،،،

ایبہا نے خود کو نارمل ظاہر کرتے جواب دیا پر اپنے لہجے کو اٹکنے سے نا روک سکی۔۔۔

"اچھا۔۔۔

لگ تو نہیں رہا۔۔۔

واسم نے اسکے جھوٹ بولنے پر تیکھے چتونوں سے گھورا۔۔۔

"سائیں۔۔۔

کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ آپ لوگ کیا کر رہی تھیں۔۔۔

واسم کو غصہ ہوتے دیکھ ابرش نے بات سنبھالنے کیلئے ضارب کو مخاطب کرنا چاہا جب اس نے ابرش کی بات درمیان میں کاٹتے اسے خاموش کروایا۔۔۔

جی آئی۔۔۔

مجھے ماما بلا رہی ہیں۔۔۔میں ابھی آتی ہوں۔۔۔

معاملے کو گرم ہوتا دیکھ ضارب واسم کی ڈانٹ سے بچنے کیلئے تاشے بہانہ بنا کر فوراً وہاں سے رفو چکر ہوئی تھی۔۔۔

جبکہ اسکی بیوفائی پر دونوں نے ہی دل میں اسے صلواتیں سنائی تھیں۔۔۔جو ایسے وقت میں بہنوں کو اکیلا چھوڑ کر بھاگی تھی۔۔۔

پھر ایک بیچارگی بھری نظر ان دونوں کی طرف۔۔۔

جن کے چہرے سے غصہ صاف جھلک رہا تھا،،، اور اس سے پہلے وہ انہیں ڈانٹتے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے کے بعد بنا وقت ضائع کیے ایبہا ضارب جبکہ ابرش واسم کے سینے کا حصہ بنی تھی۔۔۔

"لالا بچالیں۔۔۔

انکے سینے میں اپنا چہرہ چھپاتے نرمی سے التجا کی تھی۔۔۔کیونکہ وہ ان دونوں کی کمزوری سے اچھے سے واقف تھیں۔۔۔وہ انہیں شوہر بن کر تو ڈانٹ سکتے تھے لیکن بھائی بن کر نہیں۔۔۔

جبکہ انکی حرکت پر دونوں نے حیران ہو کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا لیکن پھر اپنے سینے لگیں اپنی بہنوں کو دیکھتے نفی میں سر ہلاتے مسکرائے۔۔۔اور ساتھ انکی ذہانت پر دونوں کو دل میں سراہا بھی۔۔۔

گڑیا آپکو پتا ہے نا یہ سب چیزیں آپکی صحت کیلئے بالکل بھی اچھی نہیں۔۔۔

ضارب نے نرمی سے ایہا کے گرد حصار کھینچتے پیار سے سمجھانا چاہا۔۔۔

"جانتی ہوں لالا۔۔۔

لیکن میرا دل کر رہا تھا،، بس اسی لیے۔۔۔

ایہا نے سر اٹھا کر اسکے چہرے کی طرف دیکھتے وجہ بتائی۔۔۔

پھر بھی ڈاکٹر نے آپ دونوں کو ایسی چیزیں کھانے سے منع کیا ہے۔۔۔اس سے صرف آپکو ہی نہیں بلکہ بے بی کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے۔۔۔

نرمی سے بولتے ہوئے ایک نظر واسم کے سینے لگی اپنی باربی کو دیکھا۔۔۔جو اسکے ڈر کی وجہ سے واسم کے پیار کرنے کے باوجود چہرہ نہیں اٹھا رہی تھی۔۔۔ جس سے گھنی مونچھوں تلے دبے اسکے لب دھیرے سے مسکرائے تھے۔۔۔

جی لالا ہم آئندہ احتیاط کرینگے۔۔۔

ایہا کے جواب دینے پر جہاں ضارب مسکرایا تھا۔۔۔وہی واسم نے اسے سپاٹ نظروں سے دیکھا۔۔۔

جنکی تپش سے اسے اپنا آپ جلتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

لیکن اس نے بلانخواستہ اسکی طرف دیکھنے سے پرہیز ہی کیا تھا۔۔۔

جب ضارب اسے یونہی اپنے حصار میں لیے اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

جسکے جاتے ہی ابرش نے سکھ کا سانس لیتے اسکے سینے سے اپنا چہرہ اٹھایا۔۔۔

پھر مسکراتے ہوئے واسم کی طرف دیکھا۔۔۔

جس نے اسے مصنوعی گھوری سے نوازا تھا۔۔۔ سوری۔۔۔اپنے دونوں ہاتھ کانوں پر رکھتے معصومیت سے بولی۔۔۔

جس پر واسم نے مسکراتے ہوئے اسے اپنے سینے میں بھینچا اور پیشانی پر پیار کرتے ہوئے ساتھ لے کر اندر کی طرف بڑھا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

آج معمول سے ہٹ کر واسم شاہ آفس سے جلدی گھر واپس آ گیا تھا،، اور اسکے بالکل ساتھ ہی ضارب شاہ کی گاڑی حویلی میں داخل ہوئی تھی۔۔۔

جو کہ صبح سے ہی ڈیرے پر گیا ہوا تھا۔۔۔اور گاؤں والوں کے مسئلے مسائل سنتے اور انہیں سلجھاتے تقریبا یہ ٹائم آ گیا تھا۔۔۔اور ان سب کے دوران وہ دوپہر کا کھانا بھی گول کر چکا تھا۔۔۔

حالانکہ خان نے کتنی بار اسے کھانے کا پوچھا تھا۔۔۔

لیکن جب وہ کام میں مصروف ہوتا تھا تو ایسے ہی کھانے پینے کا ہوش بھولا دیتا تھا
۔۔۔

اور ویسے بھی آجکل زیادہ تر وہ ابرش کے ساتھ بیٹھ کر ہی ناشتہ یا کھانا کھاتا تھا
۔۔۔

گاڑیوں سے نکل کر وہ دونوں ایک ساتھ ہی حویلی کے اندر داخل ہوئے ۔۔۔جنکی وجاہت کو دیکھ کر لاؤنج میں ہی بیٹھیں عظمی اور روباب نے دل میں ماشاءاللہ بولا تھا۔۔۔

السلام و علیکم۔۔۔

دونوں نے قریب پہنچتے بلند آواز میں سلام کیا۔۔۔

"وعلیکم السلام۔۔۔

آج میرے بیٹے بہت جلد واپس آ گئے۔۔۔

انکے سلام کا جواب دیتے روباب بہت محبت سے گویا ہوئیں۔۔۔

ہاں بس کام جلدی ختم ہو گیا تو چلے آئے۔۔۔

ضارب نے روباب کے سر پر پیار کرتے ہوئے نرمی سے جواب دیا۔۔۔

اچھا آپ لوگ بیٹھے میں آپ کیلئے پانی لے کر آتی ہوں۔۔۔

نہیں بڑی ماں ہم پہلے فریش ہو جائیں پھر سیدھا چائے پیے گئے۔۔۔ عظمی بیگم کو روکتے ہوئے وہ انہیں بھی اپنے ساتھ لگا کر پیار کرتا اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

جس کے جاتے ہی واسم نے آگے بڑھ کر اپنی ماما کو سینے سے لگایا تھا۔۔۔جبکہ اسکے قریب آتے ہی عظمی بیگم پیچھے ہو کر بیٹھ گئیں تھیں۔۔۔

اور نرم نگاہوں سے اسکی طرف دیکھنے لگیں۔۔۔جو روباب سے لاڈ جتا رہا تھا

۔۔۔

تھک گیا میرا بچہ ؟؟؟

روباب نے اسکی پیشانی پر پیار کرتے محبت سے پوچھا۔۔۔

جی بس آج طبیعت کچھ بوجھل سی ہے۔۔۔

کیا ہوا بخار ہے کیا؟؟؟اسکے ماتھے پر ہاتھ پشت رکھتے فکر مندی سے گویا ہوئیں

۔۔۔

نہیں بخار نہیں بس ہلکا سا سر درد ہے۔۔۔

انہیں پریشان ہوتے دیکھ نرمی سے تسلی دی۔۔۔جبکہ سر درد کا سنتے ہی

۔۔۔عظمی بیگم فورا اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گئیں تھیں۔۔۔

اور جب تک وہ چائے وغیرہ بنا کر لائیں ضارب بھی فریش ہو کر وہیں آ گیا تھا

جسے چائے سرو کرتے ہوئے عظمی نے خاموشی سے بلیک کافی کا کپ واسم کی طرف بڑھایا تھا۔۔

جسے واسم نے چند پل دیکھنے کے بعد خاموشی سے تھام کر ہونٹوں سے لگایا۔۔

بڑی ماں باقی سب گھر والے کدھر ہیں ؟؟؟

چائے کا پہلا سپ لیتے ہوئے ضارب نے باقی سب کے بارے میں دریافت کیا

بابا اور سائیں کسی ضروری کام سے باہر گئے ہیں۔۔ جبکہ اماں سائیں کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی تو وہ اس وقت آرام کر رہی ہیں۔۔۔ نجمہ اپنے کمرے میں ہیں۔۔۔

اور رہ گئیں آپ لوگوں کی بیگمات تو انکی ہم دونوں سے ناراضگی چل رہی ہے ۔۔۔ وہ شاید باہر لان میں ہونگی تاشے کے ساتھ ۔۔۔

عظمی نے تفصیلی جواب دیتے ہوئے مسکراتے ہوئے چائے کا کپ لبوں سے لگایا تھا۔۔۔

جبکہ ابرش ایہا کے ذکر پر روباب بھی انکے بچپنے کو یاد کرتے مسکرائیں تھیں ۔۔۔

ناراضگی کیسی ناراضگی۔۔۔

اس بار سوال واسم کی طرف سے آیا تھا۔۔۔

کچھ نہیں بیٹا دونوں ضد کر رہی تھیں کہ انہیں کیریاں کھانی ہیں۔۔۔جو ہم نے نہیں دی تو بس اسی لیے۔۔۔

روباب نے مختصر لفظوں میں ساری بات بتائی۔۔۔

جس پر سر ہلاتے ہوئے ضارب نے ہاتھ میں پکڑا چائے کا کپ ٹیبل پر رکھا تھا ۔۔۔

کہاں جا رہیں ہیں ؟؟؟

کچھ نہیں بڑی ماں ہم ذرا اپنی بیگم کو دیکھ لیں۔۔۔ کیونکہ انکی اتنی خاموشی ہمیں ہضم نہیں ہو رہی ہے۔۔۔

مسکرا کر کہتے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

رکو میں بھی آتا ہوں۔۔۔ تبھی واسم بھی کافی ٹیبل پر رکھتے اسکے ساتھ چلنے کو تیار ہوا۔۔۔

لیکن جب باہر لان میں وہ انہیں کہیں نظر نہیں آئیں تو وہ انہیں ڈھونڈتے ہوئے حویلی کے پچھلے حصے میں آئے تھے۔۔۔

جہاں وہ لوگ تاشے سے بات کرتے ہوئے کچھ کھانے میں مصروف تھیں۔۔۔

اور قریب پہنچتے انکے کانوں سے دونوں کے آخری جملے ٹکرائے تھے جس پر وہ دونوں ہی ان کی خوش فہمیوں اور گوہر افشانیوں پر عش عش کر اٹھے تھے۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

ابرش کو اپنے کمرے میں جانے سے ابھی تک ڈر لگ رہا تھا۔۔۔حالانکہ شام سے لے کر ابھی تک ضارب نے اس سے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔

اور سب کے درمیان بیٹھے ہوئے ابرش نے اسکے تاثرات بھی جانچے تھے۔۔۔

جس سے اسے اسکا موڈ تو ٹھیک ہی لگا تھا۔۔۔لیکن ان سب کے باوجود بھی وہ شام میں بولے گئے اپنے الفاظ یاد کرتی تو دل بری طرح سے گھبرانا شروع ہو جاتا۔۔۔

اور ہو نہیں سکتا تھا ضارب شاہ اسے اسکے لفظوں کی اتنی جلدی معافی دے دیتا۔۔۔اسے بہت بھاری قیمت چکانی پڑتی۔۔۔جسکے بارے میں سوچ کر ہی اسکی سانسیں خشک ہونے لگی تھیں۔۔۔

شام سے لیکر اب تک وہ ہزار بار اپنی زبان کو کوس چکی تھی۔۔۔جس سے وہ الفاظ نکلے تھے۔۔۔لیکن چاہنے کے باوجود بھی وہ انہیں واپس نہیں ڈال سکتی تھی۔۔۔

اسی لیے ضارب کے ڈر سے وہ رات کھانے کے بعد اپنے کمرے میں جانے کی بجائے۔۔داداسائیں کے ساتھ انکے کمرے میں چلی گئی تھی۔۔۔

جہاں ان دونوں دادا پوتی نے بہت دنوں کے بعد ڈھیر ساری باتیں کی تھیں اور ساتھ میں اپنا فیورٹ شطرنج کا گیم کھیلا تھا۔۔۔

جس میں ہمیشہ کی طرح آج بھی ابرش ہی ہاری تھی۔۔۔

گھڑی کی سوئی کو گیارہ کا ہندسہ پار کرتے دیکھ اماں سائیں نے ہی ان دادا پوتی کو وقت کا احساس دلایا تھا۔۔۔

جس پر دونوں ہی مسکرائے تھے۔۔۔

پھر ابرش انہیں شب خیر کہتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

لیکن انکے کمرے سے نکلنے کے بعد اپنے کمرے میں جانے کا سوچتے ہی اسکی جان سولی پر اٹکی تھی۔۔۔

جب اسکے دماغ میں ایک خیال بجلی کی طرح کوندھا تھا۔۔جس سے اسکے لب خوبصورتی سے مسکرائے تھے۔۔۔

وہ بنا آواز کیے راہداریوں سے گزرتی ہوئی تیز قدموں سے موسی شاہ کے پورشن کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔اور ساتھ میں ہاتھ میں چھپائی ہوئی چیز جو وہ آتے ہوئے کچن سے اٹھا کر لائی تھی۔۔۔اسکا ایک پیس نکال کر منہ میں ڈالا۔۔۔

اور اس سے پہلے کہ وہ دروازہ کھول کر زرمینے کے کمرے میں داخل ہوتی ۔۔۔اندھیرے میں کسی نے اسے کمر سے تھامتے ہوئے اوپر اٹھا کر کندھے پر ڈالا تھا۔۔۔

اور خاموشی سے پلٹتے ہوئے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔۔۔

جبکہ اپنی اتنی احتیاط کے باوجود پکڑے جانے پر ابرش رونے والی ہو گئی۔۔۔

ضارب جو اسے شام سے ہی خود سے چھپتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔۔

کھانے کے بعد اس سے بات کر کے نرمی سے سمجھانا چاہتا۔۔۔لیکن جب انتظار کرتے کرتے رات کے گیارہ بج گئے اور وہ کمرے میں نا آئی تو۔۔اس کی لاپرواہی پر غصہ ہوتے اسے دیکھنے کیلئے نیچے آیا۔۔۔

جب سیڑھیوں سے اترتے دوسری منزل پر اسے ایک سفید آنچل راہداری کے پیچھے گم ہوتا دکھائی دیا۔۔۔

اور راستے کو دیکھ کر اسکی سوچ کا تعین کرتے ہوئے غصے سے مٹھیاں بھینچتے تیز قدموں سے اسکے پیچھے آیا اور بنا ایک لمحہ بھی ضائع کیے اسے کچھ بولنے کا موقع دیئے بنا کندھے پر ڈال کر تیز قدموں سے اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

ضارب نے اسے کمرے میں لا کر دروازہ بند کرتے نیچے اتار کر دیوار کے ساتھ پن کیا تھا۔۔۔

"سائیں۔۔۔

بہت قریب سے اسکا غصے سے سرخ ہوا چہرہ دیکھنے کے بعد ابرش نے ڈرتے ہوئے اسے پکارا۔۔۔جب ضارب نے اسکے لبوں پر جھکتے اسے خاموش کروایا تھا۔۔۔

لیکن منہ میں گھلتے تیز مصالحے اور کھٹائی کے ذائقے پر چند لمحوں میں ہی پیچھے ہو گیا۔۔۔

اور تیز نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔جو آنکھیں بند کر کے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔۔

کیا کھا رہی تھیں آپ؟؟؟؟

اسکے پاس دیوار پر زور سے ہاتھ مارتے غصے سے چلایا۔۔۔

جس سے ابرش نے ڈر کر اپنی جگہ سے اچھلتے ہوئے فورا اپنی بند آنکھیں کھولیں تھیں۔۔۔

ہم کچھ پوچھ رہیں ہیں؟؟؟؟

وہ،،،وہ،،سائیں،،،،وہ جواب تو دینا چاہتی تھی لیکن ڈر کی وجہ سے الفاظ منہ سے نکلنے سے انکاری تھے۔۔۔

وہ اپنے دائیں ہاتھ کو ڈوپٹے کی اوڑھ میں چھپاتے ہوئے اسے سہمی ہوئی نگاہوں سے دیکھنے لگی۔۔۔

لیکن ضارب کی تیز نگاہوں سے اسکی یہ حرکت مخفی نا رہ سکی۔۔۔اس نے فورا ابرش کا ہاتھ تھامتے اسکی نازک چھوٹی سی بند ہتھیلی کھولی تھی۔۔۔

جس میں ایک پیپر کے اندر کھٹی املی ریپ کی ہوئی تھی۔۔۔اور اس پر مصالحہ لگا ہوا تھا۔۔۔

جسے ایک نظر دیکھنے کے بعد ضارب نے اسے تیز نظروں سے گھورا تھا۔۔۔

اور پھر یکدم اسکا ہاتھ چھوڑ کر پیچھے ہو گیا۔۔۔

سائیں۔۔۔

ابرش نے اس کی ناراضگی کا خیال کرتے فوراا سے پکارا۔۔

جسے وہ ان سنا کرتے جا کر بستر پر براجمان ہو گیا تھا۔۔اور ساتھ ہی کمرے میں جلتی ہوئی تمام لائٹس کو بھی بند کر دیا۔۔

ضارب کی بے اعتنائی پر ابرش کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔کافی دیر وہ یونہی دیوار سے لگی آنسو بہاتی رہی۔۔۔

لیکن اس ظالم کو ذرا رحم نا آیا۔۔آخر تھک ہار کر وہ خود ہی خاموش ہوتی،،،، دھیمے قدموں سے چل کر بیڈ کے قریب آئی تھی۔۔۔

اور ملگجے سے اندھیرے میں بیڈ پر موجود دشمن جان کو دیکھا جو اسکی طرف پشت کیے۔۔۔بے حس و حرکت پڑا تھا۔۔۔

"سائیں۔۔۔

ابرش نے وہاں کھڑے ہی اسے نم لہجے میں پکارا۔۔۔

"لیکن جواب ندارد۔۔۔

پھر ہمت کرتے ہوئے وہ بیڈ پر آئی اور اپنی صبیح پیشانی اسکی چوڑی پشت پر ٹکا کر بے آواز رونے لگی۔۔۔

اپنی شرٹ کو بھیگتے اور کمرے میں گونجتی اسکی دھیمی سسکیوں کو سنتے اس نے دھیرے سے کروٹ بدلی۔۔۔

البتہ لبوں سے کچھ نہیں کہا۔۔۔

"سائیں۔۔۔

اسکو خاموش نظروں سے خود تکتے دیکھ ابرش نے اپنا چہرہ اسکے سینے میں چھپایا

۔۔۔

"سوری۔۔۔

جبکہ لبوں سے صرف یہ دو الفاظ نکلے تھے۔۔۔

کیا فائدہ ہر بار سوری بولنے کا جب آپ نے ایک ہی غلطی بار بار دوہرانی ہوتی ہے

۔۔۔

اب تو ہمیں ایسا لگنے لگا ہے جیسے آپکی نظروں میں ہماری بات کی کوئی ویلیو ہی نہیں۔۔۔

کیونکہ اگر سچ میں آپکی نظر میں ہماری بات کا کوئی مان ہوتا تو آپ یوں اسے نظر انداز نا کرتیں۔۔۔

وہ اٹھ کر بیڈ کراون سے ٹیک لگا کر بیٹھتا سپاٹ لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

فوراً ہی ابرش نے اسکی نفی کی تھی۔۔۔

ایسی بات نہیں ہے۔۔۔

تو پھر کیسی ہے؟؟؟

ضارب نے دوبدو سوال کیا۔۔۔

جس پر ابرش نے نظریں اٹھا کر اسکے تاثرات کو جانچا۔۔۔ کہ کہیں وہ غصے میں تو نہیں۔۔۔ لیکن چہرہ سپاٹ ہونے کی وجہ سے کچھ خاص اندازہ نہیں لگا پائی۔۔۔

میں کوشش تو کرتی ہوں۔۔۔

اس کے لہجے میں نرمی کا عنصر محسوس کر کے اس بار نروٹھے پن سے بولی۔۔۔

ہاں ہر بار نئ نئ صحت کو نقصان پہنچانے والی چیزوں کو کھا کر۔۔۔

وہ بھی اسی کے لہجے میں جتاتے طنزیہ بولا۔۔۔

ایک بھولی بسری سی مسکراہٹ نے ابرش کے ہونٹوں کا احاطہ کیا۔۔

جس پر ضارب نے اسے آنکھیں دکھائیں۔۔۔

آپ بھی تو مجھے نہیں سمجھتے۔۔۔وہ فوراآنکھوں کو لبالب پانیوں سے بھرتے پر شکوہ لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

نہیں دل کرتا میراایسی پھیکی اور بے زائقہ چیزوں کو کھانے کا۔۔جوآپ دن رات مجھے ڈائٹ کے نام پر کھلاتے ہیں۔۔۔

دودھ کی سمیل سے میرادل خراب ہونے لگتاہے۔۔۔جو صبح شام آپ مجھے زبردستی پلاتے ہیں۔۔۔

سائیں میں ماں بننے والی ہوں خدانخواستہ کسی بیماری کی مریض نہیں۔۔۔جوآپ نے مجھ پراتنی پابندیاں لگائی ہوئی ہیں۔۔۔

دل اکتا گیا ہے میرا ان سب چیزوں سے۔۔۔ لیکن پھر بھی اپنے من کو مار کر آپکی خاطر سب برداشت کر رہی ہوں۔۔۔

لیکن آپ پھر بھی خوش نہیں ہوتے۔۔۔

جب وہ بولنے پر آئی تو بولتی ہی چلی گئی۔۔۔ جبکہ ان سب کے دوران ضارب اسے خاموش نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

ہم یہ سب آپکی اور اپنے بچے کی اچھی صحت کیلئے کر رہے ہیں۔۔۔

تو میں کہاں منع کر رہی ہوں۔۔۔ لیکن اسکا مطلب یہ تو نہیں کہ میں اپنی مرضی سے کچھ نہیں کھا سکتی۔۔۔

بہت بار میرا مختلف چیزیں کھانے کا دل کرتا ہے۔۔۔ کبھی گول گپے تو کبھی آئسکریم کی کریونگ ہوتی ہے۔۔۔

لیکن آپ کے غصے سے ڈرتے ہوئے اپنی ہر خواہش کو دل میں دبا جاتی ہوں کبھی اظہار نہیں کرتی۔۔۔

کیا میں ایک انسان نہیں ہوں۔۔۔ میری اپنی کوئی زندگی نہیں۔۔۔ یا صرف آپکی بیوی اور آپکے بچے کی ہونے والی ماں ہوں بس۔۔۔ایک کٹ پتلی ہوں جو بس آپکے اشاروں پر چلتی رہے۔۔۔

بات کرتے کرتے آخر میں ابرش کا لہجہ بھرا گیا تھا۔۔۔اور وہ غصے سے رخ موڑتی بیڈ سے اٹھنے لگی۔۔۔

جب ضارب نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا۔۔۔اور وہ سیدھا اسکے کشادہ سینے سے ٹکرائی۔۔۔

اپنے لہجے پر غور کریں؟؟؟؟

ضارب نے اسکی اونچی آواز کا اسے احساس کروایا۔۔۔

پہلے آپ اپنے رویے پر غور کریں۔۔۔

ابرش نے بھی بدلے میں دوبدو جتایا۔۔۔

ہم نے کبھی منع نہیں کیا۔۔۔آپکو کسی چیز سے ۔۔۔اور نا ہی یہ بولا کہ اپنی خواہشات کو دل میں دبائیں۔۔۔

لیکن کبھی نرم رویہ بھی تو اختیار نہیں کیا۔۔۔کبھی دوستانہ لہجہ اپناتے ایسا احساس نہیں دلایا۔۔۔کہ اپنی دل کی بات کھل کر آپکے سامنے رکھ سکوں۔۔۔

ایک اور شکوہ۔۔۔

ضارب نے چند پل کیلئے اس کی بھیگی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔پھر اسے سینے سے لگاتے نرمی سے پیٹھ سہلانے لگا۔۔۔

ہمیں نہیں پتا۔۔۔ہماری کونسی بات آپکو بری لگی یا پھر آپکو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا۔۔۔کہ آپکی ذات اور آپکی بات ہمارے لیے اہم نہیں۔۔۔

ہم نے تو ہمیشہ کوشش کی ہے کہ آپکو خود سے مانوس کر سکیں۔۔۔لیکن شاید کامیاب نا ہو سکے۔۔۔

ہم مانتے ہیں کہ کبھی کبھی ہم بہت ہارش ہو جاتے ہیں۔۔۔اور ظاہر سی بات جس سے آپ ہرٹ بھی ہوتی ہو نگی۔۔۔ لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ آپ ہمارے لیے اہم نہیں یا پھر آپکی بات کی ویلیو نہیں ہماری نظر میں۔۔۔

اور آپ پر کھانے پینے اور اٹھنے بیٹھنے کی پابندیاں بھی صرف اسی لیے لگائیں تاکہ آپکو اور بچے کو کوئی تکلیف نا پہنچے۔۔۔

لیکن اگر آپکو اچھا نہیں لگتا تو آئندہ نہیں بولیں گے۔۔۔

ضارب نے نرمی سے کہتے جیسے بات ختم کی تھی۔۔۔

جس پر ابرش نے اپنا سر اٹھایا۔۔۔

اب آپ میری بات کو غلط رنگ دے رہیں۔۔۔

ہم صرف بات ختم کر رہے ہیں۔۔۔ویسے بھی آپ اپنے منہ سے اقرار کر چکی ہیں۔۔۔آپکا دل اکتا چکا ہے ان سب چیزوں سے جبکہ آپ میں اور اپنے بچے میں ہماری سانسیں بسی ہوئیں ہیں۔۔۔

آپ دونوں کی حفاظت اور تندرستی کا خیال رکھنا۔۔۔ہماری اولین ترجیح۔۔۔

لیکن یہ زندگی آپکی ہے۔۔۔جسے آپ اپنی مرضی سے جینا پسند کرینگی ناکہ ہماری ۔۔۔ظاہر سی بات ہے آپ کوئی کٹ پتلی تو نہیں جو ہمارے اشاروں پر چلتی رہیں۔۔۔

سادہ سے لفظوں میں بولتے ابرش کی باتیں اسے لٹائیں۔۔۔

"سائیں۔۔

بس اب ہم کوئی بحث نہیں کرنا چاہتے۔۔۔تو بہتر یہی ہوگا کہ آپ سوجائیں اور ہمیں بھی سونے دیں۔۔۔

بلکہ ہم کیوں کہہ رہے ہیں سوجائیں جو جی میں آتا ہے وہ کریں۔۔۔کم از کم بعد میں ہم پر یہ الزام تو نہیں آئے گا کہ ہم نے آپکو کٹ پتلی بنا کر رکھا ہوا ہے۔۔۔

اسے اپنے حصار سے آزاد کرتے ضارب نے کروٹ بدلی۔۔۔

جبکہ اسکی باتوں کو سنتے ابرش کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا۔۔۔

اس نے غصے سے اسکی چوڑی پشت کو گھورا۔۔۔اور پھر جب کافی دیر گزرنے کے بعد بھی ضارب نے کوئی حرکت نہیں کی تو اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے ابرش نے زبردستی اسکا رخ اپنی طرف کیا۔۔۔

کیا بد تمیزی ہے یہ ؟؟؟

ابرش کی حرکت پر وہ دبے دبے غصے سے چلایا۔۔۔

جس پر وہ چند لمحوں کیلیئے سہمی۔۔۔لیکن پھر اسکی باتوں کو یاد کرتے غصے سے آنکھیں دکھائیں۔۔۔

سمجھتے کیا ہیں آپ خود کو،،،، ہر وقت صرف غصہ ناک پر سجائے رکھتے ہیں ۔۔۔ میری بات کو سمجھنے کی بجائے اس سے اپنی مطلب کی بات نکالتے ساس کی طرح طعنے مارنا شروع ہو جاتے ہیں۔۔۔

"ابرش۔۔۔

ضارب نے تنبیہ نگاہوں سے دیکھا۔۔۔

کیا ابرش ۔۔۔ سہی تو کہہ رہی ہوں ۔۔۔ منہ پھولانے میں تو آپ نے پانچ سال کے معصوم بچے کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے ۔۔

ہر چھوٹی چھوٹی بات پر ایسے روٹھتے ہیں جیسے کسی نے آپ کے ہاتھ سے سگریٹ چھین کر خود پینی شروع کر دی ہو ۔۔۔

میں بات کچھ کہنا چاہتی ہوں لیکن آپ اسکا مطلب کچھ اور ہی نکال لیتے ہیں ۔۔۔

ضارب کے غصے کو نظرانداز کرتی تیزی سے بولتی جارہی تھی ۔۔۔ جب ضارب نے اسکی گردن کے پیچھے ہاتھ رکھتے اسے خود پر جھکایا ۔۔۔ اور اسکے ہونٹوں پر قفل لگاتے انہیں اپنے تیز دانتوں کی زد میں لایا ۔۔۔

جبکہ اسکی بے رحمانہ گرفت پر وہ سسک اٹھی تھی ۔۔۔ نیلے سمندر سے پانی بہنا شروع ہو گیا ۔۔۔

جسے محسوس کر کے وہ نرمی سے پیچھے ہوا ۔۔۔ اور اسکے نچلے ہونٹ پر آئے کٹ کو دیکھتے ۔۔۔ اسے نرمی سے سہلاتے لبوں سے چھوا ۔۔۔

آپکی زبان کچھ زیادہ ہی نہیں چلنے لگ گئی۔۔۔

اسے اپنی سانسوں کے قریب کرتے مسکراتے ہوئے سوال کیا۔۔۔ابرش نے نم پلکیں اٹھا کر شکوہ بھری نظروں سے دیکھا۔۔۔

آپ بند کر دیں۔۔۔

آپکو تو میں ویسے ہی برداشت نہیں ہوتی۔۔۔ میری کوئی بات آپکو اچھی نہیں لگتی،،،، ہر بات میں سو سو کیڑے نکالتے ہیں۔۔۔

بہت برے ہیں آپ،،، ہمیشہ مجھے تکلیف پہنچاتے ہیں،،، میں کبھی آپ سے بات نہیں کروں گی۔۔۔

چھوڑیں مجھے۔۔۔

نم لہجے میں بولتے اسکے حصار سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

جب اس نے اپنی گرفت مظبوط کرتے اسکی کوشش کو ناکام بنایا۔۔۔

آپ ہمیشہ مجبور کرتیں ہیں ہمیں ورنہ ہم نے تو ہمیشہ محبت ہی لٹائی ہے آپ پر۔۔۔اور ہمارے کس عمل سے آپکو ایسا لگا کے ہم آپکو پسند نہیں کرتے ؟؟؟؟

اسکی ستواں ناک سے اپنی تیکھی ناک سہلاتے ہوئے لو دیتی نگاہوں سے دیکھا

۔۔۔

کوئی ایک ہو تو بتاؤں ۔۔۔اپنی چھوٹی سی رونے کی وجہ سے سرخ ہوئی ناک چڑھاتے ہوئے بولی ۔۔۔

جس میں چمکتا لونگ ضارب کی نگاہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔۔۔

آپ سننا چاہیں گی ہمیں آپ کی کون کون سی چیز پسند ہے ۔۔۔یکدم ہی اسکا لہجہ گھمبیر اور جذبات سے بھاری ہو گیا تھا۔۔۔

ابرش نے نظریں اٹھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھا اور ان میں نظر آتے جذبات کو دیکھ کر نفی میں سر ہلانا چاہا۔۔۔جب ضارب نے نرمی سے جھکتے اسکے ناک میں پہنی نوز پن پر لب رکھے ۔۔۔

آپکی یہ نوز پن۔۔یہاں آکر ہمیشہ ہماری نظریں ٹھہر سی جاتیں ہیں۔۔۔آپکی یہ گہری نیلی سمندر جیسی آنکھیں جن کی گہرائی میں ہمیں اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔۔۔

باری باری نرمی سے چھوتے اسے کسمسانے پر مجبور کیا۔۔۔ابرش نے بمشکل تیز ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالتے اسکی شرٹ پر پکڑ مظبوط کی۔۔۔

آپکے یہ گلاب کی پتیوں جیسے ہونٹ جنہیں دیکھ کر ہی ہمارے اندر ایک تشنگی سی جاگ اٹھتی ہے۔۔۔

جسکا جام ہمارے لیے ایسا ہے جیسے آب حیات۔۔۔

اسے تکیے پر منتقل کرتے لبوں کو نرمی سے چھوا۔۔۔اسکی گھمبیر سرگوشیوں پر ابرش کا معصوم چہرہ سرخ ہو کر تپ اٹھا تھا۔۔۔البتہ ہونٹوں پر نرم مسکراہٹ سجی تھی۔۔۔

آپکی شوخ چنچل ادائیں اور معصوم باتیں جن میں ہماری زندگی کے رنگ بسے ہیں۔۔۔اور سب سے بڑھ کر۔۔۔وہ اسکے معصوم چہرے کو دیکھتے ایک پل کیلئے رکا۔۔۔ابرش نے اسکے خاموش ہوتے جھکی پلکیں اٹھائیں۔۔۔

اور سب سے بڑھ کر آپکا میچنگ کرنے کا انداز جس نے ہمیں آپ کا دیوانہ بنایا ہے۔۔۔ سنجیدگی سے کہتے ہوئے نچلہ لب دانتوں تلے دبایا۔۔۔

اور وہ جو اسکے لفظوں میں کھوئی ہوئی تھی۔۔۔ حیرت بھری نظروں سے اسکی طرف دیکھنے لگی۔۔۔ لیکن اسکی آنکھوں میں ناچتی شرارت کو دیکھتے چند پل لگے تھے اسے ساری بات سمجھنے میں۔۔۔

جہاں وہ اسکی بات پر شرم سے سرخ ہوئی تھی وہی اپنا مذاق بنائے جانے پر غصے سے گھورنے لگی۔۔۔

جسے دیکھتے کمرے میں ضارب شاہ کا زندگی سے بھرپور قہقہہ گونجا تھا۔۔۔

"سائیں۔۔۔

ابرش نے اسکے سینے پر دو ہاتھ جڑتے اسکے نام کو دانتوں تلے چبایا۔۔۔

کیا ہوا سائیں کی جان ؟؟؟؟

ضارب اسکے سرخ چہرے کو دیکھتے مسکرا کر شرارت سے گویا ہوا۔۔۔

جس پر چند پل کیلئے ابرش نے اسکے وجیہہ چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔

آپ میری سمجھ سے پرے ہیں۔۔۔ہار مان کر سر تکیے پر دوبارہ گرایا۔۔۔جسے دیکھتے وہ مکمل اس پر گھنے سائے کی طرح چھایا تھا۔۔۔

اچھا لیکن شام میں تو کوئی کہہ رہا تھا ہمیں ہینڈل کرنا انکے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے

۔۔۔

وہ تو میں ایسے ہی بول رہی تھی۔۔۔تاشے کے سامنے نمبر بنانے کیلئے۔۔۔

ابرش نے منہ بناتے اسکی شرٹ کے بٹنوں سے کھیلنا شروع کیا۔۔۔

ورنہ مجھ سے تو گھر کے چھوٹے چھوٹے کام ہینڈل نہیں ہوتے۔۔۔آپ کہاں سے ہونگے جو مجھ سے بھی اتنے بڑے ہیں۔۔۔

بڑی عمر کا طعنہ دے رہی ہیں ہمیں ؟؟؟؟ابرش کی بات پر ضارب نے مصنوعی گھورتے سوال کیا۔۔۔

ناسائیں میری یہ مجال۔۔۔

یہ کام تو صرف آپ پر ہی جچتے ہیں۔۔۔

سیریس انداز میں بولتے شرارت سے لب دبایا۔۔۔ ٹھہریں ابھی بتاتے ہیں آپکو کہ ہم پر کیا جچتا ہے اور کیا نہیں۔۔۔

مصنوعی غصے سے کہتے شریر پن سے اسکی نازک گردن میں دانت گاڑے۔۔

جبکہ اسکے کچھ کسمساتے اور گدگداتے لمس پر کمرے میں ابرش کی کھلکھلاہٹیں گونج اٹھیں تھیں۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

دیکھیں رومان تاشے ہمارے لیے بالکل ابیہا کی طرح ہیں۔۔اور ہم کبھی بھی انکے کیلئے کوئی غلط انتخاب نہیں کرینگے۔۔

پھر بھی آپ انکے بھائی ہیں ظاہر سی بات ہے ہم سے زیادہ ان کیلئے کیا اچھا ہے کیا برا آپ بہتر سمجھتے ہیں اس لیے آخری فیصلہ تو آپ ہی لینگے۔۔

وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن شہیر خان ؟؟؟ وہ کچھ تذبذب کا شکار تھا۔۔

انکی فکر آپ نا کریں۔۔۔آپ جیسے چاہیں گے ہم انکی گارنٹی لینے کیلئے تیار ہیں ۔۔۔وہ نا صرف ہمیں اپنے بھائیوں کی طرح عزیز ہیں۔۔۔بلکہ یہی سمجھ لیں وہ ضارب شاہ کی پرچھائی ہیں۔۔۔ہمارا عکس۔۔۔

ایک پل کیلئے ہم خود پر تو شک کر سکتے ہیں لیکن ان پر نہیں۔۔۔

شہیر کے نام پر رومان کو شک و شبہات کا شکار ہوتے دیکھ وہ ایک مان سے بولا تھا۔۔۔

جس پر کمرے میں موجود ان دونوں کے علاوہ حیدر شاہ اور ارمغان شاہ نے بھی مسکراتے ہوئے سر ہلایا تھا۔۔

رومان بیٹے ضارب بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔۔

شہیر خان ہمیں بالکل اپنے بچوں کی طرح عزیز ہیں۔۔۔اس گھر میں انکی حیثیت ایک فرد کے جیسی ہے نا کہ ملازم کی۔۔۔

اس لیے یہ خیال بھی اپنے دل سے نکال دیجیئے گا کہ ہم تاشے بٹیا کو ایک ملازم کے پلے باندھنا چاہتے ہیں۔۔۔

شہیر خان کے والد جدی پشتی زمین دار اور رئیس ہیں۔۔۔

ضارب شاہ کی حفاظت کیلیئے معمور ہونا انکی کوئی مجبوری نہیں،، بلکہ ہمارا سید گھرانا ہونے کی وجہ سے وہ ہمیں اپنا پیر و مرشد مانتے ہیں۔۔۔

یہی سمجھ لیں ایک عقیدت کا رشتہ ہے جو پیڑی در پیڑی چلا آ رہا ہے۔۔۔

رسانیت سے بولتے حیدر شاہ نے اسکے دل و دماغ میں آئے تمام خدشات دور کرنے چاہے۔۔۔

جس پر نظریں اٹھا کر رومان نے انکے بوڑھے مگر خوبصورت وجیہہ چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔

جو اسکی حیرت کو بھانپتے نرمی سے مسکرائے تھے۔۔۔

یہ سب تو ٹھیک ہے لیکن پھر بھی میں کوئی بھی فیصلہ تاشے کی مرضی کے بغیر نہیں لے سکتا۔۔۔

پہلے میں اس سے بات کر لوں بعد میں ہی کوئی حتمی جواب دے سکوں گا۔۔۔

ان سب کے پیار اور اسرار کو دیکھتے ہوئے وہ اس بار نرمی سے مسکرا کر گویا ہوا تھا

۔۔۔

جی ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہے آپ پہلے ان سے پوچھ لیں۔۔۔ ہم انتظار کر لیں گے۔۔۔

ضارب صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھتا نرمی سے گویا ہوا تھا۔۔۔ جبکہ گھنی مونچھوں کے نیچے عنابی لبوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ رقصاں تھی

۔۔۔

جسے دیکھتے حیدر شاہ سمیت ارمغان شاہ بھی مطمئن ہوتے مسکرائے تھے۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

جس دن موسی شاہ اور زرتاشے کے درمیان اصل رشتے کی نوعیت کے بارے میں ضارب نے خان کو بتایا تھا۔۔۔اسکی بات پر خان کا بری طرح حیرت سے چونکنا اور پھر یکدم ہی بہانہ بنا کر وہاں سے اٹھ جانا۔۔۔

ضارب نے اچھے طریقے سے نوٹ کیا تھا۔۔۔ لیکن قبل از وقت کچھ بھی ایسا ویسا سوچنا مناسب نہیں سمجھا۔۔۔

اس کے علاوہ بھی تاشے اور رومان کے حویلی آنے کے بعد۔۔۔ شہیر خان کا حویلی کے اندر جانے سے کترانا۔۔۔

تاشے کا شہیر خان کی طرف جھکاو اور شہیر خان کا بچاؤ اسکی زیرک نگاہوں سے چھپا ہوا نہیں تھا۔۔۔

جو اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر رہا تھا۔۔۔

لیکن یہ کہیں اسکی غلط فہمی نا ہو۔۔۔اس لیے کچھ بھی بولنے سے پر ہیز ہی کیا تھا

۔۔۔

اسکے شک پر مہر اس رات لگی جب ایمر جنسی میں ایک میٹنگ کیلئے اسے رات و

رات ہی شہر کیلئے نکلنا پڑا تھا۔۔۔

اور خود تیار ہونے کے ساتھ فون پر خان کو گاڑی تیار کروانے اور دوسری کچھ

اہم چیزوں کیلئے ہدایت دے رہا تھا۔۔۔

اور پھر یکدم سے تاشے کا خان کو پکارنا صرف شہیر خان کو ہی نہیں بلکہ ضارب

شاہ کو بھی چونکنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔

کیونکہ اسکے لہجے میں جس قدر اپنائیت اور محبت جھلک رہی تھی وہ اسکے اندر کے

جذبات کی مکمل عکاسی کر رہے تھے۔۔۔

اور آخری کیل شہیر خان کے خود کلامی میں کیے گئے اظہار نے ٹھوکی تھی۔۔۔

جسے سن کر شہیر خان کیلئے اسکے اعتماد اور مان میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔۔اور اس نے خود سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان دونوں کی محبت کو نکاح جیسے پاکیزہ رشتے میں ضرور باندھے گا۔۔۔

کیونکہ اسے اتنا تو یقین تھا کہ شہیر خان خود سے کبھی بھی کسی کے بھی سامنے اپنی محبت کا اظہار نہیں کرے گا۔۔۔

اس لیے شہیر کی محبت کو ایک تحفے کے طور اسکی جھولی میں ڈالنے کا فیصلہ کیا

۔۔۔

اس لیے رومان کے حویلی واپس آتے ہی ضارب شاہ نے پہلی فرصت میں حیدر شاہ اور ارمغان شاہ کو اعتماد میں لیتے اس سے ان دونوں کے رشتے کی بات کی تھی۔۔۔

اور اسکی طرف سے مثبت جواب ملنے پر مطمئن ہوتا نرمی سے مسکرایا تھا

۔۔۔کیونکہ تاشے کی رضامندی سے تو وہ پہلے سے ہی واقف تھا بات تو صرف روماں کی تھی۔۔۔

جسے اس رشتے کیلئے قائل کرنے میں وہ کافی حد تک کامیاب ٹھہرا تھا۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

سم آپ مجھ سے ناراض ہیں؟؟؟

بیا جو رات کھانے کے بعد واسم کیلئے اسکی کافی لے کر آئی تھی۔۔۔اسے چپ چاپ خاموشی سے آفس کا کام کرتے دیکھ کر ٹرے ٹیبل پر رکھتے نرمی سے پوچھنے لگی۔۔۔

کیونکہ وہ نوٹ کر رہی تھی۔۔۔

پچھلے ایک دو دنوں سے واسم اسے خود سے مخاطب کرنا بالکل چھوڑ چکا تھا۔۔۔

اب نا اسے کھانے پینے کیلیئے کوئی ہدایت دیتا تھا اور نا ہی ڈاکٹر نے جو وٹامنز اور ٹیبلٹس دی تھیں۔۔ وہ روٹین سے لے رہی ہے یا نہیں۔۔۔ چیک کرتا تھا۔۔۔

بس جامد خاموشی کا خول چڑھائے اپنے کام سے کام رکھتے ہوئے وہ خود سے مخاطب کرتی۔۔۔ تو ہاں ہوں میں جواب دے دیتا ورنہ اب تو اسکی طرف پیار تو دور دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتا تھا۔۔۔

ایہا کے سوال پر لیپ ٹاپ پر تیزی سے چلتے واسم کے ہاتھ کچھ پل کیلیئے تھمے ۔۔۔ لیکن پھر بنا جواب دیئے دوبارہ اپنا کام کرنے لگا۔۔

جبکہ مسلسل خود کو اگنور کیے جانے پر ایہا کو اب غصہ آنے لگا تھا۔۔۔

اس نے آگے بڑھ ایک جھٹکے سے لیپ ٹاپ بند کیا تھا۔۔۔ جس پر واسم نے غصے سے اسکی طرف دیکھا البتہ لبوں سے کچھ کہنے سے گریز ہی کیا تھا۔۔۔

آپ بات کیوں نہیں کر رہے مجھ سے ؟؟؟

جبکہ اسکے بنا کچھ کہے خاموش رہنے پر اپنی محبت کے ہاتھوں مجبور ہوتے وہ ایک بار پھر پیار سے بولی۔۔۔

ابیہا مجھے کام ہے ؟؟؟

سرد و سپاٹ لہجے میں دو حرفی جواب آیا تھا۔۔۔

آپکا کام کیا مجھ سے زیادہ ضروری ہے ؟؟؟اسکے سرد رویے پر ابیہا کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔۔۔جسے بمشکل ہی پلکوں کو جھپکتے اس نے بہنے سے روکا ۔۔۔

البتہ واسم نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔۔۔اور اسکا ہاتھ ہٹاتے ہوئے دوبارہ لیپ ٹاپ آن کیا۔۔۔

جسے ابیہا نے واسم کے ساتھ ایسے گھورا جیسے وہ کوئی بے جان چیز نہیں بلکہ اسکی سوتن ہو۔۔۔پھر دوبارہ جھٹکے سے بند کرتے ہوئے اس سے پہلے واسم غصے سے

اسے کچھ کہتا اپنی جگہ سے اٹھ کر اسکی گود میں بیٹھتے اسکے گھنی مونچھوں کے تلے سرخ و سفید لبوں پر جھکی تھی۔۔۔

اور اسے نرمی سے چھوتے ہوئے اپنی تئیں منانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

جسے چاہ کر بھی وہ جھٹک نہیں سکا۔۔۔البتہ اسے کوئی رسپانس بھی نہیں دیا کہ جس سے اسکی حوصلہ افزائی ہو۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ خود ہی نرمی سے پیچھے ہوتی اسکی پیشانی سے پیشانی ٹکا کر اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔۔

جن میں سرخ ڈورے تیر رہے تھے۔۔۔جو غصے کے تھے یا تھکاوٹ کے وہ کچھ خاص اندازہ نہیں لگا پائی۔۔۔

مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے کیا؟؟؟جو آپ مجھ سے بات نہیں کر رہے ۔۔۔میری کوئی بات.بری لگی ہے کیا؟؟؟

اگر ایسا ہے تو بتائیں میں معافی مانگنے کیلئے تیار ہوں۔۔۔

لیکن یوں خاموشی اختیار کر کے سزا نا دیں۔۔۔

مجھے اب آپ کے پیار کی عادت ہو گئی ہے۔۔۔جب تک آپ مجھے اپنے سینے لگا کر نہیں سوتے مجھے نیند نہیں آتی۔۔۔

جب تک آپ کے منہ سے محبت بھرے بول یا ڈانٹ نا سن لوں اس سلگتے تڑپتے دل کو چین نہیں آتا۔۔۔

آپکی فکر آپکا غصہ مجھ پر اپنا حق جتانا،،، آپکا لمس جس کے لیے پچھلے دو دنوں سے میری روح تڑپ رہی ہے۔۔۔

پلیز سم میرے ساتھ ایسا نا کریں۔۔۔

میری کوئی بات بری لگی ہے تو مجھے ڈانٹ لیں،،، لیکن یوں خاموشی اور بے تعلّقی اختیار کر کے نا تڑپائیں۔۔۔

مجھ سے بات کریں سم۔۔ ورنہ کہیں ایسا نا ہو آپکی یہ بے رخی برداشت کرتے کرتے میری سانسیں بند ہو جائیں۔۔۔

بات کرتے کرتے ایبہا کی آنکھوں سے گرم سیال بہنا شروع ہو چکا تھا۔۔۔جو واسم شاہ کے چہرے پر گرتے اسے بھیگانے کا کام کر رہا تھا۔۔۔جسے محسوس کرنے کے باوجود بھی واسم کے تاثرات میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔۔۔

وہ اب بھی اسے خاموش نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

اور اس سے پہلے وہ اسکے رونے سے ایریٹیٹ ہوتے خاموش کروانے کیلئے لب کھولتا۔۔۔

اسکا فون رنگ ہوا۔۔

جس پر ایزیوزول اسکے پی اے کا نمبر بلنک کر رہا تھا۔۔۔

جسے ایک نظر دیکھنے کے بعد اس نے اپنی گود میں بیٹھی ایبہا کو اٹھاتے ہوئے نرمی سے بیڈ پر ڈالا تھا۔۔۔

مجھے بہت ضروری کال اٹینڈ کرنی ہے۔۔۔تم سو جاو۔۔۔

سپاٹ لہجے میں بولتے ہوئے کال اٹینڈ کرتا سٹڈی روم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

جبکہ دوسری طرف ایہا جو اسے خود کو یوں گود میں اٹھانے پر یہ سمجھ رہی تھی ۔۔۔واسم مان گیا ہے ۔۔۔ لبوں پر مسکراہٹ سجائے پیار بھری نظروں سے اسکی طرف دیکھ رہی تھی ۔۔۔

اسکے یوں سپاٹ سے انداز میں بولنے اور چھوڑ کر جانے پر آنکھوں میں آنسو بھر کر اسکی چوڑی پشت کو دیکھنے لگی ۔۔۔

جو پتا نہیں کیوں اس سے روٹھ گیا تھا،، کہ جس کی بے رخی اس سے چاہ کر بھی برداشت نہیں ہو پا رہی تھی ۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

شہیر خان ہمیں پارٹی آفس چھوڑنے کے بعد آپ خود تاشے کو یونی سے پک کرتے حویلی چھوڑ کر آئیے گا ۔۔۔

جس پر چونک کر خان نے اپنارخ موڑتے ضارب کی طرف دیکھا۔۔۔

جو لبوں میں سگریٹ دبائے اسکے گہرے کش لیتا اپنے فون پر کچھ ٹائپ کرنے میں مصروف تھا۔۔۔

یہ لوگ اس وقت ایک اہم میٹنگ اٹینڈ کرنے کے بعد آئی پی پارٹی کے اجلاس میں جارہے تھے۔۔۔جو اپنی پارٹی کی کارکردگی کو دیکھتے اور چند ضروری ملکی امور کو ڈسکس کرنے کیلیئے اس پارٹی کے صدر چوہدری وجاہت حسین نے پارٹی آفس میں طلب کیا تھا۔۔۔

جس میں پارٹی کے باقی ممبران کے ساتھ ضارب شاہ کو بھی شامل ہونے کی دعوت دی گئی تھی۔۔۔

لیکن سائیں میں آپکو یوں اکیلے چھوڑ کر کیسے جا سکتا ہوں۔۔۔

جلد بازی میں ہڑبڑاتے خان نے بہت ہی بچگانہ بات کی تھی۔۔۔ضارب نے نظریں اٹھا کر اسکے چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔

کیوں شہیر خان ہم کوئی چھوٹے بچے ہیں جو خود سے اپنا خیال نہیں رکھ سکتے

۔۔۔

جس پر وہ کچھ شرمندہ ہوا تھا۔۔۔

نہیں سائیں میرا مطلب تھا کہ آپکو میری ضرورت پڑ سکتی ہے۔۔۔ویسے بھی تاشے بی بی کو تو انکا ڈرائیور پک اینڈ ڈراپ دیتا ہے نا۔۔۔

اس بار کچھ ٹھہریں ہوئے لہجے میں سنبھل کر گویا ہوا تھا۔۔۔

جی تاشے کو انکے ڈرائیور علیم بابا پک اینڈ ڈراپ دیتے ہیں لیکن آج انکی کچھ طبیعت خراب تھی۔۔۔اس لیے ہم نے انہیں چھٹی دے دی۔۔۔

اور آپ جانتے ہیں گھر کی عورتوں کے معاملے میں ہم کسی بھی نئے بندے پر زیادہ اعتبار نہیں کرتے۔۔۔

اس لیے آپکو بولا۔۔۔

اور رہی ہماری ضرورت کی بات تو وہ جب پڑے گی تو تب ہم خود ہی دیکھ لیں گے۔۔۔

اسے تفصیلی جواب دینے کے بعد وہ دوبارہ موبائل میں مصروف ہو گیا تھا۔۔۔

جس کے بعد خان کی ہمت نہیں ہوئی تھی اس سے دوبارہ کوئی سوال کرے

۔۔۔

ویسے ہم نے سوچا ہے۔۔۔بہت جلد ہم تاشے کا نکاح کروا کر اسے بھی رخصت کر دیں۔۔۔جس کیلئے ہم نے لڑکا بھی پسند کر لیا ہے۔۔۔

تاکہ رومان بھی اپنے فرض سے جلد سبکدوش ہو سکے۔۔۔

راستہ یونہی خاموشی سے کٹ رہا تھا۔۔۔جب ایک بار پھر گاڑی میں ضارب شاہ کی گھمبیر آواز گونجی تھی۔۔۔

جس نے شہیر خان کی سانسوں کو تھمنے پر مجبور کر دیا تھا،، اسے ایسا لگا جیسے کسی نے پگلا ہوا سیسہ اسکے کانوں میں انڈیل دیا ہو،، جبکہ دل کے درد کو ضبط کرنے کے چکر میں آنکھوں میں لہو اتر آیا تھا۔۔۔

ضارب شاہ نے موبائل سے نظریں ہٹا کر سامنے لگے شیشے میں نظر آتے اسکے عکس کو دیکھتے اس کے تاثرات جانچے تھے۔۔۔

پھر اسکے دھواں دھواں ہوئے چہرے کو دیکھ لب دانتوں تلے دبا کر ابھر آنے والی مسکراہٹ کو روکا۔۔۔

خان ہم آپ سے بات کر رہے ہیں۔۔۔ لہجے کو سنجیدہ بناتے اسکی پشت کو دیکھتے ذرا رعب سے بولا۔۔۔

جس سے وہ ہڑبڑا کر ہوش میں آیا تھا۔۔۔

جی،،، جی سائیں،،، اسکا مطلب آپ نے ہماری بات نہیں سنی۔۔۔ ضارب نے رعب جھاڑتے مصنوعی گھوری سے نوازا۔۔۔

ہاں،،، نہیں،،، ہاں

میرا مطلب بہت اچھا سوچا ہے۔۔۔

ضارب کو غصے میں آتے دیکھ وہ بوکھلاہٹ کا شکار ہوتا عاجزی سے بولا۔۔۔

ہمم !!

دھیان کدھر ہے آپکا؟؟؟

کہیں نہیں سائیں ادھر ہی ہے۔۔۔اب وہ خود کو کافی حد تک سنبھال چکا تھا ۔۔۔اس لیے لہجے کو نارمل کرتے بولا۔۔۔

ہونا بھی چاہیے۔۔۔ورنہ آپ ہمیں جانتے ہیں۔۔۔

سپاٹ لہجے میں کہتے دوبارہ نظریں سیل فون پر جمائی۔۔۔

جی بہتر۔۔۔

عاجزی سے کہتے نظریں باہر کے نظاروں پر ٹکائیں۔۔۔جبکہ اسکی پشت کو دیکھتے ہوئے وہ گہرائی سے مسکرایا تھا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

ارمغان شاہ نے تقریباساری کبڈ کے ساتھ پورا کمرہ چھان مارا تھا۔۔۔لیکن انہیں اپنی مطلوبہ فائل مل کر ہی نہیں دے رہی تھی۔۔۔

روباب جو بیڈ پر بیٹھیں کب سے انہیں پھیلاوا پھیلاتے ہوئے دیکھ رہیں تھیں اکتا کر بول اٹھیں تھیں۔۔۔

غنی کیا ڈھونڈ رہیں ہیں۔۔۔مجھے بتائیں،،،، ہو سکتا ہے میں کچھ آپکی ہیلپ کر دوں۔۔۔

میری ایک فائل تھی بلو کلر کی۔۔۔وہ نہیں مل رہی۔۔۔واسم نے چند دن پہلے مجھے دی تھی نظر ثانی کیلئے۔۔۔

اور آج جس کمپنی کی وہ فائل ہے دوپہر میں واسم کی انکے ساتھ میٹنگ ہے۔۔۔

انکا فون آیا تھا۔۔۔ کسی کے ہاتھ اسے آفس پہنچائے۔۔۔ لیکن اب فائل نہیں مل رہی۔۔۔

حالانکہ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔۔۔ وہ میں نے پڑھنے کے بعد سٹڈی ٹیبل پر ہی رکھی تھی۔۔۔ باقی فائلز کے ساتھ۔۔۔

اور اب وہاں کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔

وہ فائل کے اتنا ڈھونڈنے کے باوجود نا ملنے پر جھنجلاہٹ کا شکار ہوتے روباب سے بھی غصے سے ہی بولے تھے۔۔۔

میں نے تو نہیں دیکھی حالانکہ کمرے کی صفائی تو میں اپنی نگرانی میں ہی کرواتی ہوں اب۔۔۔ ہو سکتا ہے عظمی کو پتا ہو۔۔۔ کیونکہ مجھ سے پہلے آپکی چیزیں وہ دیکھتیں تھیں۔۔۔

بہت سالوں بعد انہوں نے ارمغان کے غصے کو فیس کیا تھا۔۔۔اس لیے پہلے چند لمحوں کیلئے وہ بھی سہم گئیں تھیں۔۔۔ لیکن پھر خود کو سنبھالتے ہوئے نرمی سے گویا ہوئیں۔۔۔

راحیلہ،،، راحیلہ۔۔۔

روباب کی بات سننے کے بعد انہوں نے فوراملازمہ کوآواز دی تھی۔۔۔جو ہمہ وقت روباب کے ساتھ رہتی تھی۔۔۔

جبکہ انکی غصے بھری آواز کو سنتے اپنے ڈوپٹے کو سنبھالتے راحیلہ فوراجن کی طرح حاضر ہوئی تھی۔۔۔

"جی سائیں۔۔۔

اپنی چھوٹی مالکن کو بلا کر لے آئیں فورا۔۔۔

جی سائیں۔۔۔

وہ فوراانکے حکم کی تکمیل کرنے کیلئے بھاگی تھی۔۔۔

اور چند لمحوں بعد عظمی راحیلہ کے ساتھ ان دونوں کے روبرو کھڑیں تھیں

۔۔۔

میری ایک فائل تھی۔۔۔بلو کلر کی جو میں نے اپنے سٹڈی ٹیبل پر رکھی تھیں
دیکھی ہے آپ نے ؟؟؟؟
عظمی بیگم کے سوالیہ دیکھنے پر وہ سپاٹ لہجے میں گویا ہوئے تھے۔۔۔

بلو کلر،،،، جس پر وائٹ کلر کی چٹ لگی ہوئی تھی۔۔۔
عظمی نے یاد کرتے ان سے تصدیق چاہی۔۔۔

"جی۔۔۔

وہ عجلت میں بولے تھے۔۔۔

وہ فائل تو سائیں میں نے کمرے کی صفائی کرتے ہوئے آپ کے ٹیبل سے اٹھا کر بیڈ کے سائڈ ڈرا میں رکھی تھی۔۔۔

اور ساتھ ہی آگے بڑھ کر وہ فائل نکال کر لاتے انکے ہاتھ میں تھمائی تھی۔۔۔

ارمغان شاہ نے فائل کھول کر دیکھتے ایک نظر انکے چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔

اور پھر بند کر کے دوبارہ ان سے مخاطب ہوئے تھے۔۔۔

آپکو میری چیزیں آگے پیچھے کرنے سے پہلے کم از کم مجھ سے پوچھنا تو چاہیے تھا۔۔۔ یا پھر بتا ہی دیتیں۔۔۔

کم از کم مجھے اسے ڈھونڈنے میں اتنا خوار تو نا ہونا پڑتا۔۔۔

وہ،،، سائیں،،، مجھے یاد نہیں رہا۔۔۔ انکے غصے سے بولنے پر آنکھوں میں اترتے آنسوؤں کو پیتے ہوئے نم لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔۔۔

جس پر انہیں اپنے لہجے کا احساس ہوا تھا۔۔۔

لیکن اس سے پہلے وہ انہیں اپنے رویے کیلئے معذرت کرتے وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے تیز قدموں سے وہاں سے نکلتی چلی گئیں۔۔۔

ارمغان شاہ نے انکی پشت کو دیکھتے اپنے رویے پر افسوس کرتے۔۔۔روباب کی طرف دیکھا۔۔۔جنکی آنکھوں سے خود آنسو بہنے کو بے تاب تھے۔۔۔

"روباب۔۔۔

وہ انہیں گلے لگانے کیلئے آگے بڑھے تھے۔۔۔جب وہ انہیں ہاتھ کے اشارے سے روکتے ہوئے افسوس بھری نظروں سے دیکھتیں۔۔۔کمرے سے نکلتی چلی گئیں۔۔۔

جبکہ وہ پیچھے گہرا سانس کھینچ کر ہاتھ میں پکڑی فائل کو بیڈ پر پھینکتے ہوئے ۔۔۔ان دونوں کے رویے کے بارے میں سوچنے لگے۔۔۔

جنہوں نے پچھلے کچھ دنوں سے بالکل ان سے بول چال بند کر رکھی تھی ۔۔۔اور آج اگر انھوں نے انہیں خود سے مخاطب کیا تو اپنے غصے کے چلتے وہ انہیں ایک بار پھر خفا کر بیٹھے تھے۔۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

یونی سے چھٹی پر وہ اپنی فرینڈز کے ساتھ ہنستی مسکراتی ہوئی،،، گیٹ تک آئی تھی۔۔۔

سب سے ملنے اور خداحافظ بولنے کے بعد اس نے نظریں اپنی گاڑی کی طرف اٹھائی تھیں۔۔۔

جو ایک بار اٹھانے کے بعد وہ جھکانا بھول گئی۔۔۔

جہاں اپنی مسحور کر دینے والی پرسنیلٹی کے ساتھ شہیر خان گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا اسکا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

بلیک پینٹ کوٹ میں ملبوس آنکھوں پر بلیک ہی سن گلاسز لگائے۔۔۔تاشے کی دھڑکنوں کو بری طرح منتشر کر گیا۔۔۔

اور وہ مبہوت نگاہوں سے اسکے وجیہہ چہرے کو دیکھتے ہوئے آس پاس کا ہوش بھولا گئی۔۔۔

جس نے عادت کے مطابق اب بھی اپنا چہرہ تھوڑا جھکا رکھا تھا۔۔۔

جبکہ دوسری طرف خان جو ضارب شاہ کی باتوں کو یاد کرتے ہوئے گہری سوچوں میں گم تھا۔۔۔

اپنے چہرے پر کسی کی نگاہوں کا ارتکاز محسوس کرتے چہرہ اٹھا کر سامنے دیکھنے لگا ۔۔۔

جہاں تاشے ٹکٹکی باندھے اسے ہی محبت پاش نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔

سورج کی کرنوں میں چمکتی اسکی سنہری رنگت شہیر خان کی نظریں بے اختیار ہوتیں اسکے چہرے کے معصوم نقوش میں الجھنے لگیں۔۔ جنہیں محسوس کرتے اسکا چہرہ خود باخود ہی سرخ ہونے لگا تھا۔۔۔اور وہ بمشکل ہی اپنی نظروں کا زاویہ بدلتی لبوں پر آئی شرمیلی مسکراہٹ کو چھپانے کیلئے چہرہ جھکا گئی۔۔۔

اسکے چہرے پر پھیلے سنہرے رنگوں کو دیکھ کر جہاں وہ مبہوت ہوا تھا وہیں مسکرا کر سر جھکانے پر کچھ ہوش میں بھی آیا۔۔۔

یکدم ہی اسکے کانوں میں ضارب شاہ الفاظ گونجے تھے۔۔۔

ہم نے تاشے کیلئے لڑکا پسند کر لیا ہے۔۔۔

گھر کی عورتوں کے معاملے میں ہم کسی بھی نئے بندے پر زیادہ اعتبار نہیں کرتے۔۔۔

اور وہ کیا کر رہا تھا خود پر کیے گئے ضارب شاہ کے اعتماد کو ٹھیس پہنچاتے ہوئے انکے گھر کی عزت پر نگاہ۔۔۔

نہیں وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

وہ اپنے سائیں کے اعتبار کو کبھی نہیں توڑ سکتا تھا۔۔۔ چاہے اس کو بچانے کیلئے خود ہی کیوں نا مکمل ٹوٹ جاتا۔۔۔

اس نے فورا نظروں کا زاویہ بدلتے بے اختیار ہوئے دل کو سختی سے ڈپٹتے ہوئے ،،، خاموشی سے پیچھے ہوتے تاشے کیلئے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا تھا۔۔۔

جبکہ اسکے پل میں بدلتے تاثرات کو دیکھتے ہوئے تاشے کو ایک بار پھر افسوس نے گھیرہ تھا۔۔۔

وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے دھیمے قدم لیتی اسکے قریب آئی تھی۔۔۔

جو سپاٹ چہرے کے ساتھ اس سے مکمل بیگانگی برتتے ہوئے اس کیلئے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول کر کھڑا تھا۔۔۔

جب تاشے بنا کچھ کہے ہی وہ دروازہ بند کرتے اسکے تھوڑا اور قریب ہوئی تھی

۔۔۔

جس سے شہیر خان کے مخصوص کلون کی خوشبو اسکی سانسوں میں سمائی تھی

۔۔۔

تاشے کے لب خود با خود مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔

جبکہ اسکی حرکت پر شہیر خان نے حیرت سے اسکی طرف دیکھا تھا۔۔۔

آپ نے گاڑی کا دروازہ کیوں بند۔۔۔۔

کیونکہ میں آپ کے ساتھ پیچھے نہیں بلکہ آگے فرنٹ سیٹ پر بیٹھنا پسند کروں گی۔۔۔

خان کی بات مکمل ہونے سے پہلے وہ مسکرا کر بولتی۔۔۔دروازہ کھول کر اگلی سیٹ پر.براجمان بھی ہو گئی تھی۔۔۔

جبکہ وہ حیرت زدہ سا ابھی بھی اپنی جگہ پر سٹل کھڑا تھا۔۔۔

کیا ہوا شہیر آپ ایسے کیوں کھڑے ہیں؟؟؟

تاشے نے اسے ہی جگہ پر سٹل جمے دیکھ نرمی سے سوال کیا۔۔۔

وہ تاشے بی بی۔۔

ایک منٹ تاشے بی بی نہیں صرف تاشے،،، میں نے آپکو پہلے بھی بولا تھا۔۔۔

تاشے نے اسے ایک بار پھر درمیان میں ٹوکتے اسکی تصیح کی تھی۔۔۔

اور میں نے بھی بدلے میں آپ سے کچھ کہا تھا۔۔۔آپ میرے سردار سائیں کے خاندان سے ہیں میرے لیے نہایت قابل احترام۔۔آپکو نام سے بلا کر گستاخی کا مستحق نہیں ہو سکتا۔۔۔

"لیکن ---

پلیز تاشے بی بی --میں بحث نہیں کرنا چاہتا ---

اور آپ پلیز آگے سے اتر کر پیچھے آ جائیں ---یوں آپکا میرے برابر بیٹھنا مناسب نہیں لگتا --

تاشے نے کچھ کہنا جب خان نے اسکی بات درمیان میں کاٹتے اسے پیچھے بیٹھنے کا بولا تھا ---

میں پہلی بار تو نہیں بیٹھ رہی آپکے برابر ---تاشے نے اسے پچھلی بات یاد دلانی چاہی جب اس نے زبردستی اپنے ساتھ بیٹھایا تھا ---

جس پر پہلے وہ چونکا اسے یکدم ہی تاشے کے ساتھ اپنی وہ ملاقات یاد آئی جب اس نے تاشے کی ہیلپ کی تھی ---

تب میں اور اب میں بہت فرق ہے ---

کیوں کیا فرق ہے تب میں اور اب میں ---میں تو ابھی بھی وہی تاشے ہوں ---پتا نہیں آپ کیوں یوں میرے ساتھ ایسا بیہیو ---

تاشے بی بی پلیز۔۔۔

شہیر خان نے اسکی باتوں سے عاجز آ کر التجا کی تھی۔۔۔کیونکہ وہ پہلے ہی دل و دماغ کی جنگ میں جھنجھلاہٹ کا شکار تھا۔۔۔

مزید بحث میں نہیں پڑنا چاہتا تھا۔۔۔

کیا مناسب لگتا ہے اور کیا نہیں میں اچھے سے جانتی ہوں۔۔۔ویسے بھی آپ کوئی ڈرائیور نہیں ہے۔۔جو میں پیچھے بیٹھ جاؤں۔۔۔

تاشے نے اسکی بات کو نظرانداز کرتے اپنی ہی کہی۔۔۔

لیکن پھر بھی۔۔۔

شہیر خان آپ آ رہے ہیں۔۔۔یا پھر میں کوئی اور سواری دیکھ لوں۔۔۔

اسے بات مانتے نا دیکھتے اس بار ذرا سختی سے بولی۔۔۔

جس پر شہیر نے اپنے لب بھینچے تھے۔۔۔

اور پھر خاموشی سے دوسری طرف سے آکر چپ چاپ گاڑی سٹارٹ کی تھی ۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

شہیر مجھے بھوک لگی ہے ؟؟؟؟

راستہ یونہی خاموشی سے کٹ رہا تھا۔۔۔جب تاشے نے اسے ایک بار پھر مخاطب کیا تھا۔۔۔

کیونکہ خان کی یہ مسلسل خاموشی اسے بالکل ہضم نہیں ہو رہی تھی ۔۔۔

جس پر کچھ چونک کر خان نے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

جی بس تھوڑی دیر ہم حویلی پہنچ جائیں گے ۔۔۔

شہیر خان میں کوئی بچی نہیں ہوں جسے آپ بہلا رہے ہیں۔۔۔یونی سے حویلی کا سفر تقریباً دو گھنٹوں پر محیط ہے۔۔۔

جبکہ ابھی تو صرف پندرہ منٹ ہوئے ہیں۔۔۔

میں اتنی دیر انتظار نہیں کر سکتی۔۔۔میں نے تقریبا صبح سے کچھ نہیں کھایا اور اب مجھے سخت بھوک لگ رہی ہے۔۔۔ جسکی وجہ سے چکر بھی آ رہے ہیں۔۔۔

اس نے معصوم چہرہ بناتے طبیعت خرابی کا بہانہ بنایا۔۔۔

ہاں یہ سچ تھا کہ اس نے ناشتہ صبح سب کے ساتھ کا ہی کیا ہوا تھا۔۔ لیکن یہاں بات صرف شہیر خان کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنے کی تھی۔۔۔

جسکا موقع اسے بڑی دیر بعد ملا تھا۔۔۔وہ اسکے ساتھ بات چیت کرنا چاہتی تھی

۔۔۔

اپنے دل کا حال بیان کرنا چاہتی تھی۔۔۔کہ وہ اسکے بارے میں کیا سوچتی ہے ۔۔۔اسکا یوں خود کو نظرانداز کرنا اسے کتنا برا لگتا ہے۔۔۔

لیکن اس سے پہلے اس بیگانگی کی دیوار کو گرانا ضروری تھا جسے شہیر خان نے بلاوجہ ہی دونوں کے درمیان حائل کر دیا تھا۔۔۔

جبکہ دوسری طرف وہ اسکی طبیعت خرابی کا سنتے ہی پریشان ہو چکا تھا۔۔۔

آپ ٹھیک تو ہیں نا؟؟؟اگر طبیعت زیادہ خراب ہے تو ڈاکٹر کے پاس چلیں۔۔۔

ساری باتوں کو پس و پشت ڈالتے فکر مندی سے گویا ہوا۔۔۔

جس پر کچھ ہڑبڑائی تھی۔۔۔

نہیں،، نہیں بس بھوک ہی لگی ہے۔۔۔کچھ کھالوں گی تو ٹھیک ہو جائے گا

۔۔۔

"آر یو شیور۔۔۔

جی،،،جی۔۔۔

اسکے دوبارہ پوچھنے پر تاشے نے فورا سر ہلایا تھا۔۔۔

تبھی شہیر خان نے گاڑی ایک بیکری کے سامنے روکی تھی۔۔۔اور اسے ویٹ کرنے کا بولتے گاڑی سے اتر کر تیز قدموں سے اسکے اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔

جبکہ اسکی چوڑی پشت کو دیکھتے اور اسے خود کیلیئے پریشان ہوتے دیکھ تاشے کے لبوں پر ایک حسین مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

چند لمحوں بعد ہی وہ اسے باہر آتے دکھائی دیا تھا۔۔۔

جسے دیکھتے ہی وہ فورا سیدھی ہوئی تھی۔۔۔ شہیر نے گاڑی میں بیٹھتے ہی مختلف شاپر اسکے ہاتھ میں تھمائے تھے۔۔۔ جن میں مختلف کھانے کی چیزیں موجود تھیں۔۔۔

چپس،،برگر،،پیٹیز،،کپ کیکس کولڈ ڈرنک اور ساتھ میں چاکلیٹس بھی تھیں۔۔۔ جبکہ اتنی ساری چیزوں کو دیکھتے تاشے نے اپنے سرمئی نینا بڑے کرتے حیرت سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

وہ مجھے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آپکو کھانے میں کیا پسند آئے گا۔۔۔ بس اسی لیے

۔۔۔

نرمی سے کہتے ہوئے گاڑی دوبارہ سٹارٹ کی تھی۔۔۔

اسکے جواب پر مسکراتے ہوئے تاشے نے برگر کی ایک بائٹ لی تھی۔۔۔جبکہ باقی سبھی چیزیں وہ گاڑی کے ڈیش بورڈ پر رکھ چکی تھی۔۔۔

آپ نہیں لینگے؟؟؟

خان کو خاموشی سے ڈرائیو کرتے دیکھ اس نے ایک بار پھر اسے مخاطب کیا۔۔۔

نہیں۔۔۔

جسکا اس نے بنا اسکی طرف دیکھے۔۔۔ایک حرفی جواب دیا تھا۔۔۔

لیکن مجھے اکیلے کھانے کی عادت نہیں۔۔اور ایسے اچھا بھی تو نہیں لگتا۔۔۔

یہ لیں۔۔۔

تاشے نے ہاتھ میں پکڑا ہوا برگر جس کی اس نے ایک بائٹ لی ہوئی تھی دوسری طرف سے اسکے لبوں کے قریب کیا تھا۔۔۔

خان نے خاموش نظروں سے پہلے برگر اور پھر اسکے چہرے کی طرف دیکھا

۔۔۔

پلیز۔۔۔

اسکے چہرے پر نظر آتی معصومیت کو دیکھتے نا چاہتے ہوئے بھی اس نے بائٹ لے لی۔۔۔

جس سے ایک حسین مسکراہٹ نے اسکے چہرے کا احاطہ کیا تھا۔۔۔

اور لیں۔۔۔

نہیں بس آپ کھائیں۔۔۔

نرمی سے کہتے توجہ ڈرائیونگ پر مبذول کی،،، ورنہ پہلو میں بیٹھے وجود کی مہکتی خوشبو اور معصوم باتوں سے سینے میں دھڑکتا دل بے قابو ہوا جا رہا تھا،،، بلیک گلاسز کے پیچھے چھپے شربتی نین محبوب کے دید کے مزید پیاسے۔۔۔

تاشے نے مسکراتے ہوئے اسکے وجیہہ چہرے کی طرف دیکھا اور پھر ایک نظر برگر کی طرف یہاں سے ابھی شہیر نے بائٹ لی تھی۔۔۔

پھر بہت محبت سے وہاں ہونٹ رکھتے بائٹ لی۔۔۔ جو پہلو میں لاپرواہ بنے بیٹھے شہیر خان کی نظروں سے مخفی نا رہ سکی۔۔۔

جبکہ اسکی حرکت پر شہیر خان کا دل ایک بار زور سے دھڑکا تھا۔۔۔اس نے سٹیرنگ پر پکڑ مظبوط کرتے کار کی سپیڈ اور تیز تھی۔۔۔

جس پر وہ کچھ سہمی۔۔۔

" شہیر۔۔۔

سیٹ بیلٹ باندھ لیں۔۔۔

یکدم ہی اسکا لہجہ سپاٹ سا ہو گیا۔۔۔جسے تاشے نے شدت سے محسوس کیا۔۔۔

جبکہ اسکے چہرے کی سختی کو دیکھتے اسکی ہمت نہیں ہوئی تھی کہ وہ اسے دوبارہ مخاطب کرے۔۔۔

باقی کا راستہ خاموشی سے ہی کٹا تھا۔۔۔

گاڑی آکر سیدھا پورچ میں رکی تھی۔۔۔اور اس سے پہلے وہ گاڑی سے باہر نکلتا تاشے اسکے ہاتھ پر اپنا نازک ہاتھ رکھتے روکا۔۔۔

شہیر نے اسکے لمس پر اپنے ہاتھ پر رکھے اسکے کو دیکھا۔۔

تاشے کو اپنی کا احساس ہوا۔۔اس نے فورا اپنا ہاتھ پیچھے کیا۔۔۔وہ،،، میں وہ کچھ کہتی کہتی رک کر اسکے چہرے کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔

شہیر نے سوالیہ اسکی طرف دیکھا۔۔۔

وہ،،، وہ میں آپ سے کچھ کہنا،،، آئی مین مجھے آپ سے،،، کچھ ضروری بات کرنی تھی۔۔۔

تاشے کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ شہیر خان سے اپنے دل کی بات کیسے کرے

۔۔۔

لیکن وہ یہ ہاتھ آیا موقع گنوانا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔البتہ اپنی محبت کا اظہار کرتے اسکا چہرہ سرخ جب آنکھیں شرم سے جھک چکی تھیں۔۔۔

"جی۔۔۔

تاشے کو خاموش ہوتے دیکھ خان نے سوالیہ اسکی طرف دیکھا۔۔۔

میں کہنا چاہ رہی تھی کہ،،،

کہ ،،،،

کہ میں آپ سے محب ،،،، پلیز تاشے بی بی ۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ اپنی بات مکمل کرتی وہ غصے سے اسے ٹوک گیا تھا ۔۔۔اور فوراً گاڑی سے نکلتے ۔۔۔

اسکی طرف کا دروازہ کھولا ۔۔۔

لیکن پہلے آپ میری بات تو سن لیں ۔۔۔ گاڑی سے باہر نکلتے وہ دوبارہ بولی تھی ۔۔۔جب شہیر نے ہاتھ سے اشارے سے اسے خاموش کروایا ۔۔۔

آپ سے درخواست ہے کہ میرے ضبط کو اور نا آزمائیں ۔۔۔ گاڑی کا دروازہ زور سے بند کرتے وہ دبے دبے غصے سے بولا ۔۔۔

جس پر وہ ڈر کر اچھلی تھی ۔۔۔

اچھی لڑکیوں کو یہ سب حرکتیں زیب نہیں دیتیں ۔۔۔اس لیے اپنے جذبات پر قابو رکھنا سیکھیں ۔۔۔

درشتگی سے کہتے ہوئے وہ بنا اسکی طرف دیکھے دوبارہ گاڑی میں بیٹھتا حویلی سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

پیچھے وہ اسکے لفظوں کے وار میں کھوئی خود کو شرمندگی کے اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتا ہوا محسوس کرنے لگی۔۔۔

جبکہ آنکھوں سے آنسو موتیوں کی طرح ٹوٹ کر بہنا شروع ہوگئے تھے۔۔۔وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر لبوں سے نکلنے والی آواز کو دباتی۔۔ نفی میں سر ہلاتے اندر کی طرف بھاگی تھی۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

"السلام وعلیکم۔۔

حویلی میں سب لوگ اس وقت لاؤنج میں بیٹھے شام کی چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔۔جب زارون اور زرمینے نے اندر داخل ہوتے بلند آواز میں سب کو سلام کیا تھا۔۔۔

جہاں ان دونوں کو اتنے دنوں بعد اپنے سامنے دونوں کو ایک ساتھ ہنستے مسکراتے دیکھ کے گھر بڑے آسودگی سے مسکرائے تھے۔۔۔

وہیں اتنے دنوں بعد اپنی جان سے پیاری دوست اور لالا کو دیکھ کر ابرش ابیہا خوشی سے چیخ اٹھیں تھیں،،،اور بھاگ کر زرمینے کو اپنے گلے سے لگایا۔۔۔

جس پر اس نے بھی مسکراتے ہوئے انہیں اپنے سینے میں بھینچا تھا۔۔۔

جبکہ انکی حرکت پر تمام گھر والوں کی جان ہتھیلی پر آگئی تھی۔۔۔لڑکیوں احتیاط سے۔۔۔

اماں سائیں کی کڑک آواز لاؤنج میں گونجی تھی۔۔۔

جسے سن کر وہ تینوں ہوش میں آئی تھیں۔۔۔اور اپنی لاپرواہی کا احساس ہوتے زبان دانتوں تلے دبائی۔۔۔

سوری۔۔۔

بے حد معصوم انداز میں بولتے ابرش ابیہا نے انکی طرف دیکھا۔۔۔

کتنی دفعہ ہم نے بتایا ہے کہ احتیاط سے چلا کرو۔۔۔ایسی حالت میں زیادہ اچھل کود آپ لوگوں کیلیئے ٹھیک نہیں لیکن آپ لوگ ہو کہ سنتی ہی نہیں۔۔۔

انکی معصومیت سے امپریس ہوئے بغیر وہ اب بھی برہمی سے ہی گویا ہوئیں تھیں۔۔۔

کیونکہ وہ ایک بار زرمینے کے مسکیرج کی صورت جو نقصان اٹھا چکیں اس چیز نے انہیں مزید محتاط کر دیا تھا۔۔۔

اور وقتاً فوقتاً ابرش ابیہا کو بھی تیز چلنے یا بھاگنے سے منع کرتی رہتی تھیں۔۔۔

اچھا سوری نادادو دوبارہ نہیں ہو گا۔۔۔

انہوں معصوم شکل بناتے معافی تھی۔۔۔جس پر وہ مانی تھیں یا نہیں البتہ ہنکارا ضرور بھر دیا تھا۔۔۔

جبکہ ضارب نے ابرش کی معصوم شکل کی طرف نفی میں سر ہلایا کہ یہ کبھی اپنی حرکتوں سے باز نہیں آسکتی۔۔۔

البتہ اسکے برعکس واسم نے ایہا کو صرف سپاٹ نظروں سے دیکھا۔۔۔

اچھا چڑیلوں صرف اپنی دوست سے ہی ملنا تھا کیا۔۔۔بھائی سے نہیں۔۔۔میں بھی تو اسکے ساتھ اتنے دنوں بعد ہی گھر واپس آیا ہوں۔۔۔

زارون نے ماحول میں پھیلے تناو کو کم کرنے کیلیئے ہلکے پھلکے لہجے میں شکوہ کیا۔۔۔

جس پر ان دونوں نے ہی اسے زبان چڑھائی تھی۔۔۔

بڑی کوئی بہادری کا کام کر کے آئے ہو۔۔۔جو تم سے بھی ملیں۔۔۔

ویسے بھی ہم لوگ آپ سے ناراض ہیں۔۔۔آپ نے ہماری دوست کو اتنا رلایا اور بعد سب کو بتائے بنا کڈنیپ کر کے لے گئے۔۔۔

ایہا کے بعد ابرش نے بھی اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے صاف اس سے ملنے انکار کیا تھا۔۔۔

ارے کڈنیپ کر کے لے کر گیا تھا۔۔۔لیکن اسکے فوائد بھی تو چیک کرو ۔۔۔زاروں نے زرمینے کے لبوں پر سجی مسکراہٹ کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

جس پر دونوں نے ہی مسکراتے ہوئے اسے سلیوٹ کیا تھا۔۔۔انکی حرکت پر یہاں مسکراتے ہوئے زاروں نے انہیں سینے سے لگایا وہی زرمینے سرخ پڑتے شرمائی تھی۔۔۔

ان دونوں سے فارغ ہو کر وہ باری باری سب سے ملے تھے۔۔۔

نجمہ بیگم تو اتنے عرصے بعد اپنی بیٹی کو یوں خوش اور مطمئن دیکھ رب کا شکر ادا کرتے نہیں تھک رہی تھیں۔۔۔

جب زرمینے ضارب شاہ کے قریب آرکی تھی۔۔۔اور وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا مسکرایا۔۔۔

خوش ہے ہماری گڑیا۔۔۔

اسے اپنے ساتھ لگاتے بہت محبت سے سوال کیا۔۔۔

جس پر اس نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔آپ کیسے ہیں ؟؟؟ ہم بھی الحمداللہ بالکل ٹھیک۔۔۔

اسکے سر پر ہاتھ رکھتے نرمی سے جواب دیا تھا۔۔۔

زرمینے کے پیچھے ہوتے ہی زاروں ضارب سے ملنے کیلئے آگے بڑھا تھا۔۔۔جب اس نے ہاتھ کے اشارے سے گلے لگنے سے روکا۔۔۔

"لالا۔۔۔

زاروں نے پریشان نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔یار کیا ہوا؟؟؟

میں بتاتا ہوں تمہیں کیا ہوا؟؟؟

واسم نے اچانک سے اٹھتے بھاری ہاتھ کا مکا اسکے منہ پر مارا۔۔۔جس سے وہاں موجود لڑکیوں کی چیخیں گونج اٹھی تھیں۔۔۔

جبکہ باقی گھر کے بڑوں سمیت ضارب شاہ سپاٹ نظروں سے اسکی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔

"ارے لالا یار۔۔۔

میرے اس معصوم ہینڈسم چہرے کا کیا قصور ہے۔۔۔کیونکہ اسکا نقشہ بگاڑنے پر تلے ہیں؟؟؟

واسم کو رکتے نا دیکھ دونوں ہاتھوں سے تھام کر اپنے شکنجے میں جکڑتا مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

چھوڑو مجھے ذلیل انسان ابھی بتاتا ہوں تمہیں۔۔۔

یہ ایک سپاہی کی پکڑ ہے۔۔۔جس سے انسان اسکی مرضی کے بنا نہیں نکل سکتا۔۔۔اور میرا ابھی مزید مار کھانے کا کوئی موڈ نہیں۔۔۔

واسم کو شکنجے سے نکلنے کی جدوجہد کرتے دیکھ وہ اپنی پکڑ مزید سخت کرتے شرارتی لہجے میں بولا۔۔۔

جیسی تمہاری کرتوتے ہیں۔۔۔ تمہیں تو کوئی چپڑاسی نا رکھے پتا نہیں آرمی والوں نے کیسے سلیکٹ کر لیا۔۔۔

اسکی بات پر طنزیہ بولتے ہوئے۔۔۔ساتھ ہی اپنی ٹانگ کا وار اسکے گھٹنے پر کیا ۔۔۔جس پر وہ تڑپ کر تھوڑا سا جھکا،،، جسکے بعد لمحہ لگا تھا واسم شاہ کو اسکی قید سے آزاد ہونے میں۔۔۔

بیٹا توں جتنا مرضی بڑا افسر بن جائے میرے سامنے بچہ ہی رہے گا۔۔۔

اسکی گدی پر دو ہاتھ جڑتے وہ جتاتے بولا۔۔۔

زارون شاہ نے اسکی بات منہ بنایا۔۔۔اور ساتھ اپنی گردن سہلانے لگا۔۔۔

جبکہ اسکی درگت بنتے دیکھ ابرش ایہما سمیت جو پہلے اس اچانک رونما ہونے والی افتاد پر پریشان کھڑی تھی اب قہقہہ لگا کر ہنسی تھیں۔۔۔

جس پر زارون شاہ نے ان تینوں کو ہی گھورا تھا۔۔۔جسکا اثر لیے بنا انہوں نے مزید دانت نکالے۔۔۔

لالا یار۔۔۔

زارون نے دوہائی دی۔۔۔جس پر واسم بھی نرمی سے مسکرایا تھا۔۔۔اور آگے بڑھ کر اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔۔

اس بار تو میں نے تمہاری کم دھلائی کی ہے اگر تم نے آئندہ کوئی ایسی ویسی حرکت انجام دی۔۔۔یا پھر تمہاری وجہ سے زر کی آنکھوں میں آنسو آئے تو مجھ سے برا کوئی نا ہوگا۔۔۔

اسے پیار کرتے ہوئے ساتھ وارننگ بھی دی تھی۔۔

جسے اس نے سر جھکا کر قبول کیا۔۔۔

البتہ اسکی بات پر زرمینے نے چونک کر واسم کی طرف دیکھا۔۔۔اور ساتھ ہی فوراً آنکھوں میں آنسو بھی اتر آئے تھے۔۔۔

جنہیں وہ پلک جھپک کر چھپانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔جو اسکی زیرک نگاہوں سے مخفی نا رہ سکے۔۔۔

ادھر آؤ میرے پاس ۔۔۔اسے اشارے اپنے پاس بلاتے اپنے ازلی سپاٹ لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

جس نے زرمینے کی حیرت میں مزید اضافہ کیا تھا۔۔۔

تم سے ہی کہہ رہا ہوں ۔۔۔

اسے اپنی جگہ پر سٹل جما دیکھ کر وہ اس بار تھوڑا رعب سے بولا ۔۔۔

جی ۔۔۔

جس پر وہ فوراً اسکے حکم کی تکمیل کرتی دھیمے قدموں سے اسکے قریب آ کر رکی تھی ۔۔۔

آئندہ یہ تم سے کوئی بھی بد تمیزی کرے ۔۔۔ یا کوئی تکلیف پہنچائے تو سب سے پہلے تم مجھے بتاؤ گی ۔۔۔ باقی میں خود ہی اسے دیکھ لوں گا ٹھیک ہے ۔۔۔ نرمی سے کہتے تصدیق کرنی چاہی ۔۔۔

جبکہ اسکو خود سے اتنے پیار سے بات کرتے دیکھ وہ ابھی تک حیران نظروں سے اسکے وجیہہ چہرے کی طرف دیکھ رہی تھی ۔۔۔

گڑیا میں کچھ پوچھ رہا ہوں۔۔۔ساتھ نرمی سے مسکرایا۔۔۔

ہوش میں آتے وہ نم آنکھوں کے ساتھ مسکرا کر سر ہلا گئی۔۔۔

خوش رہو۔۔۔

اسکے سر پر ہاتھ رکھتے بڑے بھائی کا مان بخشا،، جس پر بے ساختہ ہی زرمینے کی آنکھوں سے آنسو چھلکے تھے۔۔۔جسے دیکھتے واسم نے نرمی سے اسے اپنے ساتھ لگایا۔۔

جبکہ اس گلیشیر کو پگلتے دیکھ تمام گھر والے آسودگی سے مسکرائے تھے۔۔۔

ایہا نے چاہت بھری نظروں سے اپنے ڈریگن کو دیکھا جس نے پتا نہیں کیوں اس سے ناراض ہو کر بات چیت بند کی ہوئی تھی۔۔۔

کیا کر رہے ہیں لالا یہ میڈم تو پہلے ہی میرے ہاتھ نہیں آتی۔۔۔اب آپکا سپورٹ پاتے تو اور شیر ہو جائے گی۔۔۔

اپنی زندگی کو روتے دیکھ زارون سے برداشت نہیں ہوا تھا چاہے وہ آنسو جس بھی وجہ سے آئے تھے۔۔۔اس لیے اسکا دھیان بھٹکانے کیلئے بیچار گی سے بولا

۔۔۔

جس پر واسم سمیت زر مینے نے بھی پہلے اسے گھورا لیکن پھر اسکی رونی صورت دیکھتے دونوں قہقہہ لگا کر ہنسے تھے۔۔۔

ضارب لالا دیکھ لیں آپ کے ہوتے ہوئے آپکے بھائی کے ساتھ کیسا سلوک کیا جارہا ہے۔۔۔

ان دونوں کو ہنستے دیکھ زارون نے ضارب کو بھی درمیان میں گھسیٹا۔۔۔

جی نہیں وہ آپکا ساتھ نہیں دینگے۔۔۔کیونکہ وہ بھی صرف میرے ہی لالا ہیں

۔۔۔

زارون کو زبان چڑھاتے ضارب کی طرف دیکھتی ایک مان سے بولی تھی۔۔۔

جس پر اس نے مسکرا کر زر مینے کی طرف دیکھتے سر ہلایا۔۔۔

جبکہ ضارب کو مسکراتے دیکھ زارون فوراآ گے بڑھ کر اسکے سینے کا حصہ بنا تھا ۔۔۔

معاف کر دیں اب اپنے بھائی کو۔۔۔ غلطی ہو گئی مجھ سے جو آپکی بات پر دھیان نہیں دیا۔۔۔ جسکے نتیجے میں بھاری نقصان بھی اٹھا چکا ہوں۔۔۔

ضارب جو اسے خود سے دور کرنے والا تھا۔۔۔اسکی بات پر رک کر اسکے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔

" پلیز۔۔۔

زارون نے نم آنکھوں کے ساتھ التجا کی۔۔۔

اور بھلا ضارب شاہ جس نے ہمیشہ زارون شاہ کو بھائی کم اور اپنے بچے کی طرح پیار زیادہ دیا تھا۔۔۔

اسے کیسے دھتکار دیتا۔۔۔

اس نے فورا اسے نفی میں سر ہلاتے اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔۔۔

زارون شاہ کے لبوں پر حسین مسکراہٹ بکھری۔۔۔

جہاں سب انکے پیار کو دیکھتے خوبصورتی سے مسکرائے تھے۔۔۔وہی حیدر شاہ نے چمن کے پھولوں کو ہنستے مسکراتے دیکھ اپنے رب کا شکر ادا کیا اور انہیں ہمیشہ ایسے ہی خوش رکھنے کی دعا کی تھی۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

"تاشے۔۔۔

دروازہ ہلکا سا ناک کرتے رومان تاشے کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔۔لیکن پھر خالی کمرہ دیکھتے ہوئے واپس جانے لگا۔۔۔

جب وہ واشروم کا دروازہ کھولتے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔۔

جسکے ستے ہوئے چہرے کو دیکھتے وہ پریشان ہوتا فوراً اسکے قریب ہوا تھا۔۔۔

کیا ہوا گڑیا تمہاری طبیعت ٹھیک ہے ؟؟؟

اسکی پیشانی اور نازک چہرے کو نرمی سے چھوتے فکرمندی سے گویا ہوا تھا۔۔۔

جس پر تاشے نے اپنے سرمئی نینا اٹھائے تھے جن میں مسلسل رونے کی وجہ سے سرخ ڈورے تیر رہے تھے۔۔۔

ادھر آؤ میرے ساتھ۔۔۔

اسکی مسلسل خاموشی پر وہ اسے تھام کر بیڈ پر لے آیا تھا۔۔۔

اب بتاؤ مجھے کیا ہوا؟؟؟ میری گڑیا اتنی خاموش کیوں ہے؟؟؟ کسی نے کچھ کہا ہے؟؟؟

جس پر اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

پھر تمہاری آنکھیں اتنی سرخ کیوں ہو رہی ہیں۔۔۔ تم روئی ہو نا۔۔۔ بتاؤ مجھے کس نے ڈانٹا میری گڑیا کو۔۔۔

رومان کے لہجے میں اس کیلئے فکر کے ساتھ اب ہلکا غصہ بھی چھلکنے لگا تھا۔۔۔

نہیں بھائی مجھے کسی نے نہیں ڈانٹا۔۔۔یہاں تو سب لوگ بہت اچھے ہیں ۔۔۔مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔۔۔

بس آپ پاس نہیں تھے نا۔۔۔تو آپکی یاد آ رہی تھی اور ساتھ میں ماما کی بھی

۔۔۔

بس اسی لیے تھوڑا۔۔۔

اسکے غصے کو دیکھ وہ زبردستی مسکرانے کی کوشش کرتی اپنا سر اسکے کندھے پر ٹکا گئی۔۔۔

رومان نے فورا اسکے گرد اپنا حصار بنایا۔۔۔

ارے پاگل تم نے مجھے ڈرا ہی دیا۔۔۔میں سمجھا میری گڑیا کو کسی نے میری عدم موجودگی میں ڈانٹا ہے۔۔۔

میں نے بھی بہت مس کیا اپنی گڑیا کو۔۔۔اسکے سر پر بوسہ دیتے مسکرا کر گویا ہوا

۔۔۔

تاشے نے اسکے سینے میں چہرہ چھپاتے اسکی شرٹ پر پکڑ مظبوط کی اور اپنے امڈ آنے والے آنسوؤں کو روکنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔جو رومان کے پیار جتانے پر شہیر خان کے لفظوں کو یاد کرتے اسکی آنکھوں سے بہنے کو بے تاب تھے۔۔۔

اور پڑھائی کیسی چل رہی ہے ؟؟؟

اسے خاموش اپنے سینے لگے دیکھ بالوں کو سہلاتے نرمی سے سوال کیا۔۔۔

اچھی چل رہی ہے۔۔۔

خود کو کمپوز کرتے ہوئے اب کے اس نے بھی ہلکے پھلکے انداز میں جواب دیا

۔۔۔

ہمم گڈ۔۔۔

ویسے گڑیا میں تم سے ایک ضروری بات کرنے کیلئے آیا تھا۔۔۔ایک معاملے میں تمہاری رائے لینے تھی۔۔۔لیکن مجھے تمہاری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی ۔۔۔پھر کبھی سہی۔۔۔

نہیں،،، نہیں بھائی میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔

آپ کریں جو بھی بات کرنی تھی۔۔۔اپنے بھائی کی محبت کو دیکھتے خود کو سنبھالتے ہوئے وہ فوراسیدھی ہوئی تھی۔۔۔

لیکن تمہاری طبیعت۔۔۔

ارے ارے کچھ نہیں ہوا میری طبیعت کو میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔

وہ اسکی بات درمیان میں کاٹتے مسکرا کر بولی۔۔

"لیکن۔۔

اب بتا بھی دیں کیوں اتنا سسپنس پھیلا رہے ہیں؟؟؟

رومان کے بات ٹالنے پر اب کے اس نے منہ بنایا۔۔جس پر وہ دھیرے سے مسکرایا تھا۔۔۔

ایکچلی ناوہ میں۔۔۔

رومان کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ تاشے سے اسکی شادی کی بات سے کیسے کرے

جی---

تاشے نے منتظر نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا---

رومان نے بہت نرمی کے ساتھ اسکے دونوں ہاتھوں کو تھاما---

میری گڑیا کو پتا ہے نا کہ اسکا بھائی اس سے کتنی محبت کرتا ہے؟؟؟ رومان نے اصل بات پر آنے سے پہلے تمہید باندھنے کی کوشش کی---

جی---یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے---

میرے بھائی اسکے دنیا کے سب سے بیسٹ بھائی ہیں---اسکے ہاتھوں پر دباؤ دیتے بہت پیار سے بولی---

تو اگر تمہیں کبھی اپنے اس بھائی کو چھوڑ کر جانا پڑ جائے---

ابھی اسکی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ وہ اسکے لبوں پر ہاتھ رکھتے خاموش کروا چکی تھی---

اللہ نا کرے میں کبھی اپنے بھائی سے جدا ہوں۔۔۔

بات کرنے کے ساتھ ساتھ آنکھوں میں پانی بھی اتر آیا تھا۔۔۔

جس پر نفی میں سر ہلاتے رومان نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔۔۔

ارے پاگل یہ تو دنیا کی رسم ہے ہر بیٹی کو ایک نا ایک دن اپنے اپنوں کو چھوڑ کر جانا پڑتا ہے۔۔۔

جس پر چونک کر تاشے نے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

اب بھی نہیں سمجھی؟؟؟ ارے پاگل میں تمہاری شادی کی بات کر رہا تھا۔۔۔ مجھے اپنی گڑیا کو دلہن بنا کر رخصت بھی تو کرنا ہے۔۔۔

اسکے سر پر چپت لگاتے نرمی سے مسکرایا۔۔۔

جبکہ شادی کے نام پر تاشے کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا تھا۔۔۔ تمہارے لیے ایک رشتہ آیا ہے۔۔۔ لڑکا امیر اور خاندانی ہونے کے ساتھ ساتھ ویل ایجوکیٹڈ اور خاصہ تمیز دار بھی ہے اور اس کے ساتھ کافی ہینڈسم بھی ہے۔۔۔ اسکے تاثرات پر دھیان دیئے بنا وہ شرارتی لہجے میں بولا۔۔۔

مجھے تو یہ رشتہ کافی مناسب لگا اس لیے میں نے بابا سے بھی بات کر لی۔۔۔اور انکی رائے بھی یہی ہے۔۔۔

اب تم بتاؤ۔۔۔ تمہاری کیا رائے ہے۔۔۔ بات کے آخر میں رومان نے مسکرا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔

اور اسکی اڑی رنگت کو دیکھ کر یکدم ہی پریشان ہو گیا۔۔۔

"تاشے۔۔۔

اسکے چہرے کو تھامتے پریشانی سے اسکی طرف دیکھنے لگا۔۔۔

ہنہہ۔۔۔

تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی مجھے۔۔۔ نہیں بھائی میں ٹھیک ہوں ۔۔۔اپنے چہرے پر رکھے اسکے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھتے تسلی دینی چاہی۔۔۔

تو پھر کیا ہوا۔۔۔ میرے رشتے والی بات سن کر پریشان ہو۔۔۔ لیکن رومان کو یقین نا آیا وہ اب بھی فکرمند نگاہوں سے اسکی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔

نہیں ایسی بات نہیں۔۔ بس ویسے ہی۔۔۔اب وہ اسے کیا بتاتی۔۔۔ابھی تو اسکے ٹوٹے ہوئے دل کے ٹکڑے اس نے ٹھیک سے اکٹھے نہیں کیے۔۔۔

شہیر خان نے جو اسکی تذلیل کی تھی۔۔۔اسکی نسوانیت کی جو توہین ہوئی ۔۔۔ابھی تو وہ زخم تازہ تھا جس سے ابھی تک اسکے جذبات اور احساسات سے خون بہہ رہا تھا۔۔۔

ایسے میں وہ کسی اور کے بارے میں کیسے۔۔۔

میں سمجھ سکتا ہوں گڑیا ہر لڑکی کیلئے اپنوں کو چھوڑ کر جانا آسان نہیں ہوتا ۔۔۔ لیکن یہ تو دنیا کی ریت ہے نا جسے ہر حال میں نبھانا ہی ہو گا۔۔۔

وہ سمجھا شاید اسکے دور جانے کے خیال سے پریشان ہو رہی ہے اس لیے پیار سے سمجھانے لگا۔۔۔

جس سے تاشے کے آنسو بے اختیار ہوتے بہنے لگے تھے۔۔۔

لیکن مجھے اپنے بھائی کو چھوڑ کر کہیں نہیں جانا۔۔۔اسکے کندھے پر سر ٹکاتے ہوئے نم لہجے میں بولی۔۔۔ پلیز آپ اس رشتے کیلئے منع کر دیں۔۔۔

میں بھی اپنی گڑیا کو خود سے دور نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ لیکن بیٹیوں سے جتنی مرضی محبت کرلی جائے ایک نا ایک دن انہیں رخصت کرنا ہی پڑتا ہے۔۔۔

اور ویسے بھی یہ رشتہ بہت اچھا ہے جسے میں کسی بھی حال میں گنوانا نہیں چاہتا

۔۔۔

کیونکہ وہ لڑکا بہت ہی سلجھا ہوا زمانے کی اونچ نیچ کو جاننے والا سمجھدار انسان ہے ،،،، اور میں اپنی گڑیا کیلئے ہمیشہ سے ایسا ہی لڑکا چاہتا تھا۔۔۔

جو میری گڑیا کو سنبھال سکے۔۔۔ اسے دنیا کے قدم سے قدم ملا کر چلنا سکھائے ۔۔۔ جو ہر قدم پر اسکی حوصلہ افزائی کرتے کبھی ڈگمگانے نا دے۔۔۔ اور ہر مصیبت میں تمہاری ڈھال بن کر آگے کھڑا ہو۔۔۔

شہیر خان کی پرسنیلٹی اسکی سمجھداری سے تو وہ پہلے ہی مرعوب تھا لیکن اس خاندان سے اسکی عقیدت کو دیکھتے رومان کو پورا یقین تھا وہ اسکی بہن کو بالکل رانیوں کی طرح رکھے گا۔۔۔

اس لیے اس نے تاشے کے سامنے بھی اسکی تعریف کی تھی۔۔۔

اب تم بتاؤ گڑیا تمہاری کیا رائے ہے ؟؟؟

بات کے آخر میں رومان نے پھر نرمی سے پوچھا۔۔۔

تاشے نے اپنے بھائی کے چہرے پر سجی مسکراہٹ کو دیکھا۔۔۔اور پھر اپنی محبت کو جسکے اظہار سے پہلے ہی شہیر خان نے اسے بے دردی سے اپنے پاؤں تلے روندا تھا۔۔۔

اسکے کردار کو نشانہ بنایا تھا۔۔۔

اور پھر یکدم ہی وہ ایک نتیجہ پر پہنچی تھی۔۔۔اپنی ٹوٹی پھوٹی محبت کی کرچیوں کو اپنے اندر ہی دفن کرتے ہوئے ہاں میں سر ہلا دیا۔۔۔

دیکھو گڑیا کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔۔۔ویسے تو تم نے پہلے بھی اسے دیکھا ہوا ہے۔۔ لیکن اگر دوبارہ ملنا چاہو تو میں شہ۔۔۔

نہیں بھائی اسکی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔آپکو یہ رشتہ پسند ہے تو مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں۔۔۔

اسکی بات مکمل سننے سے پہلے ہی اس نے ہامی بھر دی تھی۔۔۔

جس پر خوش ہوتے رومان نے اسکی پیشانی پر پیار کرتے ہوئے صدا خوش رہنے کی دعا دی تھی۔۔۔

جسے سن کر تاشے کے دل سے ایک ہوک سی اٹھی تھی۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

ارمغان شاہ واسم سے آفس کے کچھ ضروری معاملات ڈسکس کرنے کے بعد جب کمرے میں آئے تو رباب لیٹنے کی تیاری کر رہی تھیں۔۔۔

انہیں کمرے میں داخل ہوتا دیکھ دو لمحوں کیلئے ٹھہریں۔۔۔ لیکن پھر اگنور کرتے ہوئے تکیہ درست کرتیں بیڈ پر بیٹھ کر ہاتھوں میں موسچرائزر لگانے لگیں۔۔۔

جبکہ دوسری طرف انکی ناراضگی کو محسوس کرتے ارمغان شاہ کے لب دھیرے سے مسکرائے تھے۔۔۔

اور وہ دروازہ بند کر کے بھاری قدم لیتے انکے قریب آکر بیڈ پر براجمان ہوئے

ابھی تک ناراض ہیں؟؟؟

انکے نرم ہاتھوں کو تھامتے ہوئے بہت محبت سے بولے۔۔۔

جس پر بنا کوئی جواب دیئے روباب نے اپنا ہاتھ کھینچنا چاہا۔۔۔ لیکن انکی گرفت مضبوط ہونے کی وجہ سے کامیاب نا ہو سکیں۔۔۔

"روباب۔۔۔

یار میں نے جان بوجھ کر آپکو نہیں ڈانٹا وہ بس غصے میں۔۔۔

میں آپ سے اس وجہ سے ناراض نہیں۔۔۔

انکی بات مکمل ہونے سے پہلے وہ انہیں ٹوک گئیں تھیں۔۔۔

اچھا تو پھر کس وجہ سے ناراض ہیں میری بیگم۔۔۔انکے تھوڑا اور قریب ہوتے شرارت سے بولے۔۔۔

آپکو پتا ہے ؟؟؟

انکے یوں قریب آنے پر وہ تھوڑا گھبرائیں ضرور لیکن پھر خود کو کمپوز کرتے سپاٹ لہجے میں بولیں۔۔۔

اگر آپ عظمی سے شادی والی بات پر ناراض ہیں تو میں پہلے بھی آپکو بتا چکا ہوں ۔۔۔یہ شادی کن حالات میں ہوئی تھی۔۔۔اس میں میرا کوئی قصور یا عمل دخل نہیں تھا۔۔۔

بیشک آپکے بعد عظمی میری زندگی میں رہی ضرور ہیں لیکن اس دل پر حکومت آج بھی آپکی ہی ہے۔۔۔ میری محبت اب بھی آپ ہی ہیں۔۔۔

انہیں نرمی سے اپنے حصار میں لیتے اپنی محبت کا یقین دلانا چاہا۔۔۔

یہی تو غلط کیا آپ نے۔۔۔

اپنے گرد بندھے انکے حصار کو کھولتے وہ پیچھے ہوئیں تھیں۔۔۔

"مطلب۔۔۔

انکے فاصلہ بنانے والی حرکت ناگوار گزرنے کے باوجود انکی طبیعت کا خیال کرتے اب بھی نرمی سے بولے۔۔۔

مطلب کہ غلط کیا آپ نے عظمی کے ساتھ۔۔۔آپکو انہیں انکا حق دینا چاہیے تھا ۔۔۔انکے حصے کی محبت انہیں دینا چاہیے تھی۔۔۔

غنی وہ آپکی بیوی ہیں۔۔۔ حق ہے انکا آپ پر،،،، جنہوں نے بنا کسی غرض کے آپکے بچوں کو سنبھالا۔۔۔انہیں سگی ماں جتنی محبت دی،،، انکی اچھی پرورش کی ۔۔۔

اور بدلے میں انہیں کیا ملا کچھ بھی نہیں۔۔۔ شوہر کی محبت کے دو لمحے بھی نصیب نہیں ہوئے۔۔۔تو آپ خود بتائیں یہ ناانصافی نہیں انکے ساتھ۔۔۔

آپکی محبت آپکا مسئلہ تھی عظمی کا نہیں۔۔۔جب آپ انہیں انکا حق نہیں دے سکتے تھے تو آپکو ان سے شادی بھی نہیں کرنی چاہیے تھے۔۔۔کیوں اپنے مفاد

کیلئے آپ نے ایک معصوم عورت کی زندگی برباد کی۔۔۔ غنی آپ اتنے خود غرض کیسے بن گئے۔۔۔ کہ عورت کے جذبات کو اسکے احساسات کو اپنی خود غرضی کی بھینٹ چڑھا دیا۔۔۔

ایک لڑکی نے اپنی شادی کے حوالے سے کچھ خواب سجائے ہوتے ہیں۔۔۔ اسکی کچھ خواہشات ہوتیں ہیں۔۔۔ جو وہ چاہتی ہے کہ اسکا شوہر پورا کرے۔۔۔ لیکن آپ نے تو۔۔۔

اپنی بات ادھوری چھوڑ کر وہ انہیں افسوس بھری نظروں سے دیکھنے لگیں۔۔۔

دیکھیں روباب میں جانتا ہوں کہ یہاں مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔۔۔ لیکن میں نے یہ سب جان بھوج کر نہیں کیا۔۔۔

میرے اختیار میں کچھ بھی نہیں تھا اس وقت۔۔۔ اس وقت جو حالات تھے آپ سے جدائی نے میرے اندر ایک عجیب سی خلش پیدا کر دی تھی۔۔۔

یکدم سے ہی میری روشنیوں بھری زندگی اندھیروں میں چلی گئی تھی۔۔۔تو آپ خود بتائیں ایک انسان جو اندر سے خود ٹوٹا ہوا ہو۔۔۔وہ دوسروں کو خوشیاں کیسے دے سکتا ہے۔۔۔

جو خود غموں کے پہاڑ تلے دبا ہو۔۔۔وہ کسی کے چہرے کی خوشی کیسے بن سکتا ہے۔۔۔

مانتی ہوں میں آپکی سب باتیں ٹھیک ہیں کہ اس وقت حالات آپکے ہاتھ میں نہیں تھے۔۔۔لیکن بعد میں تو آپ انکے ساتھ اپنا رشتہ ٹھیک کر سکتے تھے ۔۔۔انہیں انکا حق دے سکتے تھے۔۔۔

ارمغان کی بات کے جواب میں اب بھی افسوس سے ہی بولیں تھیں۔۔۔

میں کرنا چاہتا تھا۔۔۔لیکن تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔۔۔

دیر ہو چکی تھی مطلب؟؟؟؟

روباب نے انکی طرف سوالیہ دیکھا۔۔۔

مطلب کے عظمی کو تب میری ضرورت نہیں رہی تھی۔۔۔وہ بچوں کو ہی اپنی زندگی مانتے نئ شروعات کرتے آگے بڑھ چکیں تھیں۔۔۔

یہاں تک کہ مجھ سے مخاطب ہونا بھی چھوڑ چکیں تھیں سواس لیے۔۔۔۔

سواس لیے آپ نے بھی انکی طرف قدم بڑھانے کی کوشش نہیں کی۔۔۔واہ بات کی تہہ تک پہنچتے وہ استہزائیہ مسکرائیں۔۔

روباب یہ آپ کیا فضول بحث لے کر چل پڑی ہیں۔۔۔ارمغان کو روباب کے بات کرنے کا انداز پسند نہیں آیا تھا اس لیے غصے سے جھڑک دیا۔۔۔
لیکن پھر انکی آنکھوں میں اترتی نمی کو دیکھتے ہوئے نرم پڑتے انہیں اپنے ساتھ لگایا۔۔۔

دیکھیں روباب میں مانتا ہوں عظمی کو انکا حق نا دے کر میں نے انکے ساتھ ناانصافی کی ہے۔۔۔

لیکن اب کچھ نہیں ہو سکتا ہے۔۔۔ سو اس بحث کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔۔۔

کیوں نہیں ہو سکتا۔۔۔ آپ اب بھی انہیں انکا حق دے سکتے ہیں۔۔۔

روباب انکے کندھے سے سر اٹھا کر امید بھری نظروں دیکھا۔۔۔

کیسی باتیں کر رہی ہیں میں اب کیسے۔۔۔

کیا مطلب کیسے ؟؟؟؟

بالکل ویسے ہی جیسے آپ میرے قریب آتے ہیں۔۔۔

غنی عظمی کے اندر کا ادھورا پن انکے چہرے سے جھلکتا ہے۔۔۔ جسے وہ چہرے پر مسکراہٹ سجا کر چھپانے کی کوشش کرتیں ہیں۔۔

جسے دیکھ کر مجھے اپنا آپ گنہگار لگنے لگتا ہے۔۔۔

پلیز انکے چہرے کی اداسی مجھ سے برداشت نہیں ہوتی۔۔۔ آپ ان کے ساتھ اپنا رشتہ نارمل کر لیں۔۔۔

انکے لہجے میں التجا سی تھی۔۔۔

روباب پہلے بات الگ تھی۔۔۔اب آپ کے ہوتے ہوئے۔۔۔آپ سمجھ کیوں نہیں رہی۔۔۔ بالفرض میں کوشش کر بھی لوں اور اگر عظمی نے منع کر دیا تو پھر؟؟؟؟

ہو نہیں سکتا۔۔۔

یہ بات آپ اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہیں؟؟؟؟

کیونکہ میں ایک عورت ہوں۔۔۔دوسری عورت کے احساسات اور جذبات کو بہتر سمجھ سکتی ہوں۔۔۔

آپ کیلئے عظمی کی محبت انکی آنکھوں سے جھلکتی ہے۔۔۔

اور ایک عورت جس مرد کو ایک بار اپنے دل میں بسا لے اسکی ہر غلطی ہر زیادتی کے باوجود بھی دل سے کبھی نہیں نکالتی اور نا ہی اسکے بڑھے ہوئے ہاتھ کو کبھی دھتکارتی ہے۔۔۔

جس پر انہوں نے گہرا سانس کھینچتے سر ہلایا تھا۔۔۔

اچھا میں کوشش کروں گا۔۔۔

انکے مسلسل اسرار پر انہوں نے ہار مانتے ہتھیار ڈالے تھے۔۔۔ ویسے آپ دنیا کی واحد عورت ہونگی جو اپنے شوہر کو خود دوسری عورت کے پاس بھیجنے پر اتنا زور دے رہی ہیں۔۔۔

انکے مان جانے پر جہاں ایک سکون سا انکے اندر اترا وہی انکی بات پر نفی میں سر ہلاتیں خوبصورتی سے مسکرائیں۔۔۔

جسے نرمی سے جھکتے ارمغان نے ہونٹوں سے چنا۔۔۔

جبکہ اس اچانک افتاد پر روباب کی سانسیں انکے سینے میں اٹکی تھی۔۔۔

انکے چہرے پر پھیلتے قوس قزح کے رنگوں کو دیکھتے ہوئے وہ مسکرا کر مزید انکے قریب ہوئے تھے۔۔۔

غنی پلیز۔۔۔

روباب نے انکے سینے پر ہاتھ رکھتے انہیں روکنے کی اپنی سی کوشش کی۔۔۔

آج نہیں روباب۔۔۔آپ کے لمس آپکی محبت کیلئے میں برسوں ترسا ہوں۔۔۔

یہاں تک کے آپکے مل جانے پر بھی آپکی طبیعت کی وجہ سے آپکو وقت دیا،،
لیکن اب نہیں۔۔۔

انکی تمام گریز اور مزاحمتوں کے باوجود بھی وہ انہیں اپنے حصار میں لے کر ان پر اپنی محبت نچھاور کرنے لگے تھے۔۔۔

جبکہ اتنے سالوں بعد انکے لمس کو پاتے،، ایک جھجھک سی ہونے کے باوجود وہ انکے حصار میں سکون محسوس کر رہی تھیں۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

واسم جب اپنے کمرے میں داخل ہوا تو پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔

اس نے اپنی نظریں چاروں طرف دوڑائی لیکن اندھیرے میں کچھ خاص سجھائی نا دیا۔۔۔

البتہ اندر داخل ہوتے ایئر فریشنر کے ساتھ کمرے میں پھیلی موتیے کے پھولوں کی خوشبو نے اسے چونکنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔

ابھی وہ آگے بڑھ کر لائٹ آن کرتا جب آئینے کے سامنے کھڑی ابیہا نے ماچس کی تیلی کو ہلکے ہاتھ سے آنچ دیتے جلایا۔۔۔

جس سے آئینے میں اسکا عکس ہلکا سا واضح ہوا۔۔۔

واسم شاہ نے سپاٹ نظروں سے اسکی تیاری کو جانچا۔۔۔جس نے پیور وائٹ کلر کا سمپل مگر خوبصورت لہنگا زیب تن کیا ہوا تھا۔۔۔

جسکے بازو بالکل نا ہونے کے برابر تھے۔۔۔

خوبصورت بالوں کو بائیں طرف سے ہلکا پن اپ کر کے دائیں کندھے پر ڈالا ہوا تھا جنکے آخر میں ہلکے لوز کرل ڈالے گئے تھے۔۔۔

جبکہ بائیں کندھے پر ڈوپٹہ لاپرواہی سے جھول رہا تھا۔۔۔

جیولری کے نام پر وائٹ ڈائمنڈ کے چھوٹے چھوٹے ٹاپس کانوں کی زینت بنائے ہوئے تھے۔۔۔

سنہری آنکھوں میں گہری کاجل کی دھار۔۔ جبکہ ہونٹوں پر بس پنک لپ لوز لگائے۔۔ ہاتھوں میں بھر بھر کر سفید کانچ کی چوڑیاں پہنے وہ اسکا امتحان لینے کے در پر کھڑی تھی۔۔۔

ابیہا نے اسے خود کو تکتے دیکھ ایک ادا سے مسکراتے ٹیبل پر سیٹ کی گئی کینڈلز کو جلانا شروع کیا۔۔۔

اندھیرے میں دھیمی دھیمی روشنی سی پھیلنی شروع ہوئی۔۔۔ جس نے کمرے کا ماحول مزید فسوں خیز بنایا۔۔۔

ڈریسنگ پر رکھی تمام کینڈلز جلانے کے بعد وہ دھیمے قدم اٹھاتی اسکے قریب آئی تھی۔۔۔

کمرے میں گونجتی اسکی چوڑیوں کے ساتھ پاؤں میں پہنی پائل کی چھنک نے واسم شاہ کے دل میں ہلچل مچادی تھی۔۔۔البتہ اس نے چہرے سے ظاہر نا ہونے دیا۔۔۔

ایبھا نے اسکے قریب آتے چند پل کیلئے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔ جسکا چہرہ بالکل سپاٹ ہر احساس سے عاری تھا۔۔۔

جسے دیکھ کر اسے اپنی تیاری رائیگاں جاتی محسوس ہوئی۔۔۔ لیکن وہ اتنی جلدی ہار بھی نہیں مان سکتی تھی اس لیے چہرے پر دلفریب مسکراہٹ سجائے وہ اس کے قریب ہوئی تھی۔۔۔

جس نے اسکے چھونے سے پہلے ہاتھ کے اشارے سے اسے منع کیا۔۔۔

پھر سائڈ ہو کر نکلنا چاہا جب ایبھا نے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے روکا اور ساتھ ہی ریموٹ سے کمرے میں ایک طرف رکھے میوزک پلیئر کو آن کرتے اسکی طرف نروٹھے پن سے دیکھا۔۔۔

نیناں نوں رواناں اے،،، وے توں ترلے پواناں اے

دھیمے میوزک کے ساتھ کمرے میں مس پوجا کی آواز گونجی تھی۔۔۔

جس کے ساتھ ہی ابیہا نے بھی اسکے قریب ہوتے لب کشائی تھی۔۔۔

نیناں نوں رواناں اے،،، وے توں ترلے پواناں اے

مینوں جتھے جتھے جانداں اے توں مل

اناں کاتاں سونیا پیار وی نہیں کردا،،، جناں میرا توڑناں اے دل

ابیہا کے سنہری کانچ میں اسکے عکس کے ساتھ ڈھیروں شکوے بھرے ہوئے تھے۔۔۔

اناں کاتاں سونیا پیار وی نہیں کردا،،، جناں میرا توڑناں اے دل

وے جناں میرا توڑناں اے دل۔۔۔

واسم کے پہنے کوٹ کے بٹنوں سے کھیلتے ہوئے جیسے اپنے دل کا حال سنا رہی

تھی۔۔۔

جبکہ اسکے شکوے شکایتوں کو سنتے جہاں واسم کی آنکھوں میں خمار اترا تھا وہی لفظ دوہرانے کے چکر میں چہرے پر اترتی سرخی کو دیکھتے ہونٹوں پر مسکراہٹ بھی جسے بمشکل ہی لب بھینچ کر روکتے،،، اسکے ہاتھوں کو سائڈ کرتے رخ موڑا۔۔۔

جب وہ غصے سے گھورتے ہوئے اسکے آگے آئی اور اسکے دونوں ہاتھوں کو تھام کر کھینچتے ہوئے بیڈ پر بٹھایا اور خود اسکی گود میں بیٹھتے بازو گردن میں باندھے۔۔۔

ایڈی کیری دس چنا ہوئی غلطی

جیڑا توں پیار نال بول داوی نہیں

اسکی پیشانی کے ساتھ ہلکے سے پیشانی ٹکراتے ناراضگی کی وجہ جاننی چاہی۔۔۔

جس کے بدلے واسم نے اسے گھورا تھا۔۔۔

میں کیتے غصے ہو جاں تیرے نال وے

مینوں توں منان لئی ڈول داوی نہیں

واسم کو غصے سے گھورتے دیکھ ناراضگی سے اسکی طرف دیکھتے ایک اور شکوہ کیا

۔۔۔جب واسم نے اسے گود سے اٹھا کر ایک سائڈ کرنا چاہا۔۔۔

لیکن وہ اسکے کندھوں پر دباؤ ڈالتے ہوئے اسے بیڈ پر لٹاتے اوپر آئی تھی۔۔۔

ہائے ایدا نا توں کر

کیتے جاواں نا میں مر

تیرے بناں اے گزارا مشکل

اسکے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کرتے سانسوں کے قریب ہوئی تھی۔۔۔

اسکے کھلے ہوئے بالوں نے بکھر کر دونوں کے چہروں کو چھپایا۔۔۔جنگی مہکتی خوشبو واسم کو اپنی سانسوں میں گھلتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔

اینا کا تا سونیا پیار وی نہیں کر داوے جنا میر اتوڑ نا اے دل

وے جنا میر اتوڑ نا اے دل

کمرے مس پوجا کی آواز پھر سے گونجی۔۔۔لیکن اس بار ایہا لبوں سے کچھ نہیں بولی بس خاموشی سے اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔۔

واسم نے اسکی آنکھوں میں نظر آتی طلب محبت اور شکووں کو دیکھتے اپنی ناراضگی کو بھول کر اسے اپنے قریب کرنا چاہا جب ایک بار پھر اسے ایہا کا تاشے اور ابرش کے سامنے اپنا مذاق بنانا یاد آیا۔۔۔

اور بس ساری خماری پل میں ہوا ہوئی تھی۔۔۔اور اسکی جگہ غصے اور طیش نے لے لی۔۔۔۔

وہ پل میں اسے اپنے اوپر سے ہٹاتے ہوئے بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔

ایہمانے پلٹ کر سیدھے ہوتے ایسی تذلیل پر سرخ چہرے کے ساتھ اسکی پشت کو دیکھا پھر غصے سے گھورتے ہوئے تیز قدموں سے اسکی طرف بڑھتے راستے میں حائل ہو گئی۔۔۔

تمہاری پروبلم کیا ہے آخر ؟؟؟ کیا چاہتی ہو ؟؟؟

جتنا وہ خود کو کنڑول کرتے اسے خود سے دور رکھنے کی کوشش کر رہا تھا اتنا ہی وہ اسکے قریب آتی اسکے صبر کو آزمانے پر تلی ہوئی تھی۔۔۔

آپ،،،، آپ ہیں میری پروبلم۔۔۔آخر آپکے ساتھ مسئلہ کیا ہے ؟؟؟

کیوں اگنور کر رہے ہیں مجھے،،،، جب بھی قریب آنے یا بات کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔۔۔سائیڈ سے ہو کر نکل جاتے ہیں۔۔۔

آخر مجھے بتاتے کیوں نہیں مجھ سے ایسی کونسی غلطی سرزرد ہوئی ہے جو مجھے ایسی سزا دے رہے ہیں۔۔۔

غصے سے بولتے بولتے آخر میں اسکا لہجہ بھرا گیا تھا۔۔۔

میں تمہارے کسی بھی سوال کا جوابدہ نہیں ہوں۔۔۔ تمہارے لیے بہتر یہی ہو گا کہ میرا راستہ چھوڑ دو۔۔۔

آپ ہیں میرے جوابدہ،،،، بیوی ہوں میں آپکی،،،، مکمل حق رکھتی ہوں جواب طلب کرنے کا۔۔۔

اور کیوں چھوڑ دوں میں آپ کا راستہ،،،، نہیں چھوڑوں گی،،،، کیا کر لیں گے

۔۔۔

بات کرتے ساتھ اسکے سینے پر غصے سے دونوں ہاتھ مارتے پیچھے کی طرف دھکیلا

۔۔۔

جبکہ اسکی جرت پر واسم نے غصے سے پاگل ہوتے اسے بالوں سے دبوچ کر اپنے قریب کیا تھا۔۔۔

تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا،، تمہاری جرت کیسے ہوئی مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی ؟؟؟ مجھے دھکا دینے کی ؟؟؟

اسکا چہرہ اپنے چہرے کے بے انتہا قریب کیے وہ پوری قوت سے دھاڑا۔۔۔جس پر وہ پورے وجود سمیت کانپی تھی۔۔۔

جبکہ بالوں پر اسکی گرفت مظبوط ہونے سے تکلیف کی وجہ سے سنہری نینا بھیگے

۔۔۔

سم۔۔۔

اسے غصے میں آپے سے باہر ہوتے دیکھ نم لہجے میں پکار گئی۔۔۔

جس کا اس پر کچھ خاص اثر نہیں ہوا تھا۔۔۔البتہ آنکھوں میں اترے آنسوؤں کو دیکھتے بالوں پر موجود اپنی گرفت ہلکی ضرور کی تھی۔۔۔

اپنی حد میں رہنا سیکھو،،، آئندہ ایسی حرکت انجام دینے سے پہلے ہزار بار سوچنا ،،، ورنہ اسکے انجام کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔۔۔

درشتگی سے وارننگ دیتے اسکی آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسوؤں کو دیکھتے اسکے بالوں کو چھوڑ کر سائڈ سے ہو کر نکلنے لگا۔۔۔

جب ایبہا نے اسکا ہاتھ تھام کر دوبارہ اسے روکا تھا۔۔۔

واسم نے پلٹ کر غصے سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

آخر ایسی کونسی غلطی ہو گئی ہے مجھ سے جو آپ میرے ساتھ ایسا سلوک کر رہے ہیں؟؟؟؟

اب اسکے لہجے میں نمی کے ساتھ بے بسی بھی اتر آئی تھی۔۔۔اور وہ اسکا ہاتھ تھامیں ہوئے ہی شدت سے روتے زمین پر اسکے قدموں میں بیٹھتی چلی گئی۔۔۔کیونکہ اسکے قدموں میں مزید کھڑے رہنے کی قوت ختم ہو گئی تھی۔۔۔

جبکہ اسے اپنے قدموں میں بیٹھا اور شدت سے روتا دیکھ وہ نرم پڑا تھا،،

غلطی تو تم سے ہوئی ہے،،، ایسی غلطی جس نے واسم شاہ کی انا کو بری طرح ٹھیس پہنچائی ہے،،، جس کی وجہ سے تم اس سزا کی حقدار ٹھہرائی گئی ہو۔۔۔

اسکے بہتے ہوئے آنسوؤں کو نرمی سے صاف کرتے سپاٹ لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

جبکہ اسکی عجیب و غریب باتوں اور رویے پر ایہا نے ناسمجھی سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

لان میں بیٹھ کر اپنے بولے گئے الفاظ یاد کرو۔۔۔

زمین پر پڑا اسکا ریشمی ڈوپٹہ اٹھا کر دوبارہ اسکے کندھے پر ڈالتے جو اسکے زمین پر بیٹھنے کے دوران کندھے سے پھسل کر نیچے گر گیا تھا،، اسکی غلطی کا ادراک کروانا چاہا۔۔۔

اسکی بات پر ایہا نے کچھ الجھی ہوئی نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

جب اسکے دماغ میں جھماکا سا ہوا تھا۔۔۔

اور اسے تاشے اور ابرش کے سامنے اپنی مذاق میں کہی گئی بات یاد آئی تھی ۔۔۔تو کیا واسم اس وجہ سے ایسا سلوک کر رہا تھا۔۔۔

واسم ۔۔۔وہ سب تو میں نے مذاق میں۔۔۔

میری ذات مذاق ہے تمہارے لیے ،،،، جو دوسروں کے سامنے اسکا تماشا بناتی پھر رہی تھی ۔۔۔

ایہا کی بات پوری ہونے سے پہلے درمیان میں کاٹتا ایک بار پھر غصے سے بولا ۔۔۔

میرا یقین کریں سم ،،، میرا ارادہ آپکی ذات یا پھر آپکا مذاق بنانے کا نہیں تھا ،،، وہ تو میں رینڈ ملی ۔۔۔ بس آپ کی نیچر کے بارے میں بتا رہی تھی ۔۔۔ کہ آپ بالکل بھی ویسے نہیں جیسا سب سوچتے ہیں ۔۔۔

واسم کو خود کو غلط سمجھتے دیکھ ایہا نے صفائی دینی چاہی ۔۔۔

دوسرا کوئی میرے بارے میں کیا سوچتا ہے کیا نہیں مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔۔۔

لیکن میں تمہیں کبھی یہ اجازت نہیں دوں گا کہ دوسروں کے درمیان بیٹھ کر تم میری ذات کا یوں مذاق بناتے اسے ڈسکس کرو ۔۔۔

جس پر اس نے نفی میں سر ہلاتے کچھ کہنا،،، جب واسم نے اسکے لبوں پر انگلی رکھتے اسے خاموش کروایا تھا۔۔۔ میں زیادہ بحث نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ بس جو بولا ہے اس پر آئندہ عمل کرنا۔۔۔ سپاٹ لہجے میں کہتے ہوئے اسے گود میں اٹھایا اور بیڈ پر تکیے کے سہارے بٹھاتے،،، سائڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھا کر اسکی طرف بڑھایا جسکا نازک وجود زیادہ رونے کی وجہ سے اب بھی ہچکیاں لے رہا تھا۔۔۔

ایہا نے ایک نظر اسکے ہاتھ میں موجود پانی کے گلاس کو دیکھا اور پھر نظر اٹھا کر اسکے چہرے کی طرف۔۔۔

پھر اسے اگنور کرتے ہوئے رخ موڑ کر بیڈ پر لیٹتی دوبارہ شدت سے رونے لگی

۔۔۔

جس پر واسم نے غصے سے اسکی طرف دیکھا۔۔ لیکن پھر اسکی نظر ایہا کی بیک پر پڑی تھی۔۔۔ ایہا نے جو کرتی پہن رکھی تھی اسکا پچھلا گلا کافی گہرا تھا۔۔۔ جسے

ڈوریوں کے ساتھ باندھنے کے باوجود بھی اسکی دودھیا کمر کافی حد تک واضح ہو رہی تھی۔۔۔

جسے دیکھتے ہی اسکی آنکھوں میں دوبارہ خمار اترنے لگا۔۔۔

واسم نے ایک نظر پورے اسکے وجود پر دوڑائی،،، جس نے اسے منانے کیلئے خاص تیاری کر رکھی تھی۔۔۔

بے ساختہ ہی اسکے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ آئی۔۔۔

اور پھر پانی کا گلاس سائڈ ٹیبل پر واپس رکھتے بیڈ پر براجمان ہوا۔۔۔ لیکن نظریں ابھی بھی ایہا کی کمر پر بندھی ڈوریوں میں الجھی ہوئیں تھیں۔۔۔

جبکہ اسکے بیڈ پر بیٹھنے کو محسوس کرنے کے باوجود اسکی پوزیشن میں کوئی خاص فرق نہیں آیا تھا۔۔۔ اور نا ہی رونے میں کوئی کمی۔۔۔

واسم نے ایک نظر اسکے ہچکیاں کھاتے وجود کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر نفی میں سر ہلاتے یکدم ہی بیک پر بندھی ڈوری کا ایک سرا پکڑ کر زور سے کھینچا۔۔۔

جسکے بعد باقی کی ڈوریاں ایک دوسرے سے جڑی ہونے کی وجہ سے خود باخود کھلتی چلی گئیں۔۔۔

جبکہ اپنی کمر پر کھلتی ڈوریوں کو محسوس کر کے ایہانے یکدم ہی اپنا رخ بدلہ

۔۔۔

جسکا چہرہ رونے کی وجہ سے پہلے ہی سرخ تھا اب واسم کی کاروائی پر خون چھلکانے لگا۔۔۔

وہ اپنا رونا دھونا سب بھول کر واسم کو غصے سے گھورنے لگی۔۔۔

کیا ہے ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔

مجھے منانے کیلئے تیار ہوئی تھی نا پھر ؟؟؟ جبکہ اسکے گھورنے پر وہ آئی برو اچکاتا سوالیہ دیکھنے لگا۔۔۔

ہاں ہوئی تھی۔۔۔ لیکن اب میرا منانے کا کوئی موڈ نہیں۔۔۔اس لیے سامنے سے ہٹیں مجھے چینج کرنے جانا۔۔۔

اور نا ہٹوں تو پھر ؟؟؟

اسکے غصے سے بولنے پر وہ مزید اسکے قریب ہوتا تقریباً اس پر جھک آیا تھا۔۔۔

دیکھیں واسم میں پہلے ہی آپکی بہت زیادتیاں برداشت کر چکی ہوں۔۔۔اور اب اگر آپ نے میرے ساتھ کوئی زبردستی کرنے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔

اسکے یوں قریب چلے آنے پر دل تو زوروں سے دھڑک رہا تھا اور ساتھ میں تھوڑا ڈر بھی لگ رہا تھا۔۔۔ لیکن پھر بھی خود کو سنبھالتے ہوئے مظبوط لہجے میں بولی۔۔۔

واسم نے اسکی آنکھوں میں دیکھا جسکا کاجل رونے کی وجہ سے مکمل بکھر چکا تھا

۔۔۔

پھر جھک کر نرمی سے انہیں باری باری ہونٹوں سے چھوا۔۔۔

جس پر وہ لرزی تھی۔۔۔

تھوڑی دیر پہلے کوئی شکایت کر رہا تھا کہ میں اس سے پیار نہیں کرتا۔۔۔اب جب پیار کر رہا ہوں تو اسے زبردستی کا نام دیا جا رہا ہے۔۔۔دس از ناٹ فیئر مسز ۔۔۔

یہ کہاں کا انصاف ہوا۔۔۔

بلکہ یہ تو ناانصافی ہوئی نا میرے ساتھ ۔۔۔

واسم نے ہلکا سا شکوہ کرتے اسے اپنی باتوں میں لینا چاہا۔۔۔

جس کے بدلے ایہا نے اسے گھورا۔۔۔

آپ جتنی مرضی کوشش کر لیں۔۔۔ لیکن اب میں آپکی باتوں میں نہیں آنے والی۔۔۔

کیونکہ اتنی بڑی میری غلطی نہیں تھی جتنی آپ نے مجھے سزا دی اور رولایا۔۔۔

اس لیے سوچیے گا بھی مت کہ میں آپکو ایسے ہی معاف کر دوں گی۔۔۔

میں اپنی ذات پر کسی کی انگلی بھی برداشت نہیں کرتا تو سوچو اپنی ذات کا مذاق بنایا جانا کیسے برداشت کرتا۔۔۔

تو اسکا مطلب کیا آپ پر میرا کوئی حق نہیں؟؟؟

اسے دوبارہ غصے میں آتا دیکھ وہ ایک بار پھر نم لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

جس پر اس نے نرم نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

سارے حق تمہارے ہی ہیں۔۔۔ لیکن یوں سب کے درمیان میری ذات کو موزوں بنا کر اسے یوں ڈسکس کرنے کی اجازت میں تمہیں بھی نہیں دیتا ایہا واسم شاہ۔۔۔

دوٹوک انداز میں کہتے وہ اسکے قریب ہوا تھا۔۔۔

"لیکن۔۔۔

ایہا نے کچھ کہنا چاہا جب اس سے پہلے ہی وہ اسکے لبوں پر جھکتا اسے خاموش کروا چکا تھا۔۔۔

بس اب میں مزید کوئی بحث نہیں کرنا چاہتا۔۔۔اور نا ہی اب مجھے تمہاری کوئی آواز آئے۔۔۔

کیونکہ اتنے دن تم سے دور رہ کر میں نے صرف تم کو ہی نہیں بلکہ خود کو بھی سزا دی ہے۔۔۔

اور اب ان خوبصورت لمحات میں کسی نئی بحث میں پڑ کر انہیں خراب نہیں کرنا چاہتا۔۔۔

سپاٹ لہجے میں کہتے ہوئے اسکا ڈوپٹہ کندھے سے ہٹایا اور شرٹ کو سرکاتے نرمی سے وہاں اپنے دہکتے لب رکھے۔۔۔

ابیہا کی دوبارہ ہمت نہیں ہوئی کہ وہ اسے روکتی یا پھر کچھ کہتی۔۔۔

جسکا فائدہ اٹھا کر وہ من مانیوں پر اتر آیا۔۔۔

جنہیں لب بھینچ کر وہ بمشکل ہی برداشت کر رہی تھی۔۔۔ جبکہ اسکی فرمانبرداری کو دیکھ کر اسے نرمی سے خود میں سماتا سانسوں کے قریب ہوا اور اسکی بکھری سانسوں اور بند آنکھوں کو دیکھتے ہوئے چہرے پر پھونک ماری۔۔۔

جس پر ایہا نے اپنی نم پلکیں اٹھائیں اور اسے شرارتی نظروں سے خود تکتے دیکھ ناراضگی سے چہرہ پھیر گئی۔۔۔

جس پر واسم نے قہقہہ لگایا تھا۔۔۔

بہت برے ہیں ہمیشہ صرف اپنی منمانی کرنی ہوتی۔۔۔ میری ذات کی تو کوئی ویلیو ہی نہیں۔۔۔

ایہا نے غصے سے گھورتے اسکے سینے پر نازک ہاتھوں کے مکے برسائے تھے

۔۔۔

جسے بہت محبت سے تھامتے واسم نے بیڈ کراون سے لگایا۔۔۔

کس نے کہاں تمہاری کوئی ویلیو نہیں۔۔۔ تم تو میری روح کا سکون ہو ۔۔۔واسم شاہ کی جان و جنون ہو۔۔۔

اسکی ٹھوڑی پر پیار کرتے شدت جذبات سے گویا ہوا۔۔۔

ہاں تبھی ہر آئے روز نئے بہانے ڈھونڈ کر مجھ پر اپنا غصہ نکالتے ہیں۔۔۔اس کے منہ سے محبت بھرے الفاظ سننے کے باوجود نروٹھے پن سے بولی۔۔۔

بس ایسا ہی ہوں میں۔۔۔

بدلے میں اپنے ہمیشہ کے بولے گئے الفاظ دوہرائے۔۔۔

جس پر ابیہا نے اسے گھورا۔۔۔

جبکہ واسم شاہ قہقہہ لگاتے ہوئے مزید اس پر شدتوں سے جھکا تھا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

پیر شاہ سائیں آپ اور ہمارے غریب خانے میں؟؟؟؟

ظفر خان اگر اس محل جیسے گھر کو غریب خانہ کہتے ہیں تو پھر غریبوں کا تو اللہ ہی حافظ ہے۔۔۔

حیدر شاہ نے ہلکے پھلکے لہجے میں مسکرا کر بولتے ظفر خان (شہیر خان) کے بابا جو انکے گھٹنوں کو چھونے کیلئے جھکے تھے۔۔۔ کندھوں سے تھام کر اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔۔

جس پر وہ بھی قہقہہ لگا کر ہنسے تھے۔۔۔

اور ان سے بغلگیر ہوتے انکا حال دریافت کرتے انکے ساتھ آئے ضارب شاہ سے ملتے لے کر اندر کی طرف بڑھے تھے۔۔۔

آج اتوار کا دن تھا جب ضارب شاہ نے رشتے کی بات طے کرنے کیلئے شہیر خان کے گھر جانے کا پروگرام بنایا۔۔۔

باقی ساری باتیں تو وہ پہلے ہی فون پر رابطہ کرتے انہیں بتا چکا تھا۔۔۔

لیکن شہیر خان کے ساتھ روبرو بیٹھ کر بات آج ہونے والی تھی۔۔۔ یہاں تک کہ حیدر شاہ اور وہ اسکے گھر آنے والے ہیں یہ بھی چھپایا تھا۔۔۔

جی آیا نوں،،، مرشد سائیں

ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی شہیر خان کی والدہ نے ان دونوں کا والہانہ استقبال کرتے حیدر شاہ کے سامنے سر جھکایا تھا۔۔۔

جس پر اپنا دست شفقت رکھتے انہوں نے انہیں صدا خوش رہنے کی دعا دی اور ساتھ ہی انکا حال دریافت کیا تھا۔۔۔

اللہ سوہنے کا بڑا کرم ہے مرشد سائیں۔۔

مسکرا کر جواب دیتے وہ ایک سائڈ ہوئیں تھیں۔۔۔اور حیدر شاہ باوقار چال چلتے وہاں رکھے صوفے پر شان سے براجمان ہو گئے۔۔۔

تبھی آگے بڑھتے ضارب نے انکے سامنے پیار کیلئے اپنا سر جھکایا تھا۔۔۔

جس پر بہت محبت سے دونوں ہاتھ پھیرتے ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔۔۔

اور کیا حال چال ہے ماں سا۔۔۔

اللہ پاک کا شکر ہے سردار سائیں آپ سنائیں۔۔۔

ہم بالکل ٹھیک الحمداللہ۔۔۔

مسکرا کر جواب دیتے وہ بھی حیدر شاہ کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔۔جس کے بیٹھنے کے بعد ہی وہ دونوں میاں بیوی جو انکے احترام میں اب تک کھڑے تھے صوفوں پر براجمان ہوئے۔۔۔

جبکہ ملازمین نے چائے کے ساتھ ڈھیروں انواع ٹیبل پر سیٹ کرنے شروع کیے۔۔۔

جنکے جاتے ہی شہیر کی والدہ نے خود انہیں چائے سرو کی تھی۔۔۔

ظفر خان آپکو ہماری یہاں آمد کے پیچھے کی وجہ کا علم تو ہے ہی۔۔۔کہ ہم یہاں اپنی پوتی زرتاشے موسی شاہ کا رشتہ آپکے بیٹے شہیر خان کیلئے مانگنے آئیں ہیں۔۔

چائے وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد حیدر شاہ سید ھا مدعے کی بات پر آئے تھے۔۔۔

خوش قسمتی ہے ہماری پیر سائیں۔۔۔جو آپ نے ہمیں اس لائق سمجھا۔۔۔

مسکرا کر نہایت ادب سے گویا ہوئے۔۔۔

تو ہم پھر اس رشتے کیلئے ہاں سمجھیں۔۔۔

یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے پیر سائیں۔۔۔آپ حکم کریں کب ہم اپنی امانت لینے کیلئے آئیں۔۔۔

حیدر شاہ کی بات کے جواب میں وہ عاجزی سے بولے تھے۔۔۔

یہ سب تو ٹھیک ہے لیکن آپ ایک بار شہیر خان سے بھی تو پوچھ لیں۔۔۔آخر زندگی تو انھوں نے ہی گزارنی ہے۔۔۔

جس پر ساتھ بیٹھے ضارب شاہ نے بھی تائید میں سر ہلایا تھا۔۔۔

ہمیں نہیں لگتا خان کو بھی مسئلہ ہو گا اس رشتے سے لیکن پھر بھی اگر آپ کہتے ہیں تو۔۔۔

وہ ابھی بات کر ہی رہے تھے جب انکی آمد کا علم ہونے پر حیران سا خان وہاں داخل ہوا تھا۔۔۔

یہ لیں آگیا ہے،،،آپ خود ہی پوچھ لیں۔۔۔

شہیر کی طرف دیکھتے مسکرا کر بولے۔۔۔

جبکہ وہ اب تک حیرت سے انکی طرف دیکھتا بات سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

سردار سائیں سب خیریت ؟؟؟؟

حیدر شاہ کو سلام کرنے کے بعد اس نے ضارب سے سوال کیا تھا۔۔

جبکہ اسکی بات پر وہاں موجود سبھی افراد نرمی سے مسکرائے تھے۔۔۔

جی خیریت ہی ہے۔۔۔

بیٹھیں ہمیں آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔۔۔

اسکی بات کا نرمی سے جواب دیتے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔

جس پر وہ کچھ حیران اور کچھ پریشان سا صوفے پر ایک سائیڈ ٹک گیا۔۔۔

بات یہ ہے شہیر خان کہ ہم نے آپ کیلئے ایک لڑکی پسند کی ہے۔۔۔اور آج اسی سلسلے میں آپ سے اور آپکے والدین سے بات کرنے کیلئے آئیں ہیں۔۔۔

جبکہ اپنی شادی کی بات پر خان نے چونک کر اسکی طرف دیکھا،،

میرے لیے۔۔۔

یہ دو لفظ بمشکل ہی اسکے حلق سے ادا ہوئے تھے۔۔۔

جی آپ کیلئے۔۔۔

آپ جانتے ہیں ہم نے ہمیشہ آپکو اپنا چھوٹا بھائی ہی سمجھا ہے۔۔۔

بس اسی حق سے آپ کیلئے یہ رشتہ لائیں ہیں۔۔۔لڑکی خوبصورت ہونے کے ساتھ پڑھی لکھی اور سمجھدار ہے۔۔۔

جو آپ کیلئے ہمیں بہت مناسب لگیں۔۔۔

آگے آپ ہمیں بتادیں۔۔۔

ضارب نے ساری بات بتاتے فیصلہ کا حق اسے سونپا۔۔۔

لیکن سردار سائیں میں۔۔۔

شہیر خان نے شش و پنج کا شکار ہوتے کچھ کہنا چاہا جب اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ضارب نے اگلا سوال کیا تھا۔۔۔

آپ کسی کو پسند کرتے ہیں ؟؟؟؟

جس پر ایک سایہ سا شہیر کے چہرے پر لہرایا۔۔۔

جسے ضارب شاہ کے ساتھ وہاں موجود سبھی افراد نے بھی محسوس کیا۔۔۔

نہی،،، نہیں ایسی،،، تو کوئی بات،،،، نہیں

تو پھر کیسی بات ہے۔۔۔

اسے اٹکتا دیکھ ضارب نے بمشکل اپنے تاثرات سنجیدہ کرتے سوالیہ پوچھا۔۔۔

وہ سردار سائیں،،، میں نے ابھی شادی کے بارے میں سوچا نہیں کچھ بس اسی لیے۔۔۔

ضارب کے سوال پر خود کو کمپوز کرتے اس نے عاجزی سے جواب دیا۔۔۔

تواب سوچ لیں۔۔۔

ضارب نے اسکی حالت کو انجوائے کرتے دوبدو جواب دیا تھا۔۔۔

جبکہ باقی افراد نے ادھر ادھر دیکھتے بمشکل اپنی امڈ آنے والی مسکراہٹ کو روکا تھا

۔۔۔

کیونکہ آنے سے پہلے ضارب نے سب کو سارا معاملہ اچھے سے سمجھا دیا تھا اور ساتھ یہ تاکید بھی کی تھی کہ نکاح سے پہلے تک کسی نے خان کے سامنے دلہن کا نام نہیں لینا۔۔۔کیونکہ وہ نکاح والے دن اسکی زندگی کی سب سے بڑی خوشی دینا چاہتا تھا اسکی محبت اسکی جھولی میں ڈال کر۔۔۔

لیکن سردار سائیں۔۔۔

دیکھیں شہیر خان مرد جتنا بھی شریف ہو لیکن فرشتہ نہیں ہوتا۔۔۔اسے کبھی نا کبھی عورت کے وجود کی ضرورت پڑتی ہی ہے۔۔۔

آپ نے شادی کبھی نا کبھی تو کرنی ہی ہے نا۔۔۔اور ایسے کام جتنی جلدی اور صحیح وقت پر ہو جائیں اتنے ہی مناسب ہوتے ہیں۔۔۔

جس پر چند پل کیلئے شہیر خان نے اسکے چہرے کی طرف دیکھا اور جس مان سے وہ اسے دیکھ رہا تھا وہ چاہ کر بھی اسے منع نہیں کر پایا۔۔۔

جی سائیں جیسے آپکو مناسب لگے۔۔۔

اسکے اقرار پر ایک خوشی کی لہر وہاں موجود تمام افراد کے چہرے پر دوڑ گئی۔۔۔

تو پھر کب ملاقات کرنا چاہیں گے آپ لڑکی سے ہمیں بتا دیں۔۔۔

نہیں سائیں اسکی ضرورت نہیں آپ ماں سا اور بابا سائیں سے ملوا دیں۔۔اگر انہیں پسند ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔۔

ضارب کی بات پر زبردستی مسکراتے اس نے ظفر خان اور اپنی والدہ کی طرف دیکھا۔۔۔

بھئی ہم نے تو لڑکی دیکھ رکھی ہے،،،، جو ہمیں تو پسند ہے،،،، اور اب آپ نے بھی ہاں کر دی ہے تو ہم لوگ جا کر رنگ کے پیسے رکھ آئیں گے بہو بیٹی کے ہاتھ پر۔۔۔

اور شادی کی تاریخ بھی طے کر لیں گے۔۔۔

شہیر خان نے چونک کر اپنے والد صاحب کی طرف دیکھا تھا جو ہتھیلی پر سرسوں جمانا چاہتے تھے۔۔۔

وہ انہیں کیسے بتاتا کہ ابھی وہ شادی کیلئے تیار نہیں۔۔۔ پہلے اپنے دل میں بس رہے تاشے کے عکس کو تو مٹا لے۔۔۔ اسکی یادوں کو دل کے کسی کونے میں دفن کرتے اپنی محبت کی قبر بنا لے۔۔۔

تاکہ آنے والی کے ساتھ کوئی ناانصافی نا ہو۔۔

لیکن پھر ضارب اور حیدر شاہ کا خیال کرتے خاموشی میں ہی عافیت جانی۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

دونوں طرف سے رضامندی ملنے کے بعد،،، شہیر خان کے والدین نا صرف تاشے کے ہاتھ میں اسکی نام کی انگوٹھی ڈال گئے تھے۔۔۔

بلکہ ساتھ ہی شادی کی تاریخ بھی طے کر گئے تھے۔۔۔

اور یہ سارے معاملات شاہ خاندان کے ساتھ رومان شاہ اور احسن حیات کی موجودگی میں طے پائے گئے تھے۔۔۔

کیونکہ رومان شاہ نے صاف لفظوں میں سب سے بول دیا تھا۔۔۔احسن حیات ان دونوں کیلیئے والد کی حیثیت رکھتے ہیں۔۔۔

انکے بابا ہیں۔۔۔ جنہوں نے انہیں اس وقت سہارا دیا۔۔۔جب اس دنیا میں انہیں اپنا کہنے والا کوئی نہیں تھا۔۔۔

اور آج اپنی بہن کی زندگی کے اس اہم موقع پر انہیں قطع فراموش نہیں کر سکتا

۔۔۔

جس پر حیدر شاہ نے اسکے جذبات کی قدر کرتے ہوئے انہیں سب فنکشنز میں شامل ہونے کی اجازت دے دی تھی۔۔۔

جبکہ یہ سب معاملات طے ہوتے ہی ایک بار پھر حویلی میں شادی کے ہنگامے جاگ اٹھے تھے۔۔۔

جن میں ابرش ایہا سمیت زرمینے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی تھی۔۔۔

چاہے جو کچھ بھی تھا۔۔۔ لیکن تاشے اسکی بہن تھی۔۔۔اسکی رگوں میں بھی وہی خون دوڑ رہا تھا جو زرمینے کے۔۔۔

اور وہ چاہے لاکھ کوشش کر لیتی لیکن اس بات سے انکار نہیں کر سکتی تھی کہ وہ آج بھی موسی شاہ سے اتنی ہی محبت کرتی تھی۔۔۔

جتنی اس کڑوی جان لیوا حقیقت کے کھلنے سے پہلے۔۔۔

انکی جدائی اس کیلیئے کسی سزا سے کم نہیں تھی،،، موسی شاہ کا خیال ہر وقت اسکے ساتھ ساتھ رہتا تھا۔۔۔

بس وہ زیادہ شو نہیں کرواتی تھی۔۔۔کیونکہ وہ ایک رشتے کے پیچھے باقی اتنے پیار کرنے والے رشتوں کو دکھی نہیں کر سکتی تھی۔۔۔خاص طور پر اپنی ماما کو جو موسی شاہ کی حقیقت کھلنے کے بعد زیادہ تر بیمار رہنے لگیں تھیں۔۔۔

وہ گھر والوں کے درمیان بھی کم ہی بیٹھتی تھیں۔۔۔بے قصور ہونے باوجود بھی انہیں اپنا آپ گنہگار سا لگتا تھا۔۔۔جس کے پیچھے کی وجہ موسی شاہ سے جڑا انکا رشتہ تھا۔۔۔

وہ لاکھ جھٹلانے اور گھر والوں کے سمجھانے کے باوجود بھی کہ ان سب میں انکا کوئی قصور نہیں۔۔۔اس گلٹ کو اپنے اندر سے نہیں نکال پا رہی تھیں کہ شاہ خاندان کی بربادی کے پیچھے انکے شوہر کا ہاتھ تھا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

مہندی ہے رچنے والی۔۔۔

ہاتھوں میں گہری لالی۔۔۔

کہیں سکھیاں اب کلیاں ہاتھوں میں کھلنے والی ہیں

تیرے من کو جیون کو نئی خوشیاں ملنے والی ہیں

او ہریالی بنو۔۔

آنے والے ہیں سیاں

پکڑے جو تیری بیاں

گونجے گی شہنائی انگنائی انگنائی

مہندی ہے رچنے والی

ہاتھوں میں گہری لالی

پوری حویلی کو ایک بار پھر دلہن کی طرح سجا دیا گیا تھا۔۔ہر سو پھیلے خوشیوں کے رنگ،،، ہنستے مسکراتے چہرے،،، لہراتے ہوئے آنچل ہوئے۔۔۔

حویلی کے ہی وسیع لان میں سٹیج لگا کر اسے فیری لائٹس کے ساتھ گیندے اور گلاب کے پھولوں کے ساتھ سجایا گیا تھا۔۔۔

جسکے بالکل درمیان میں خوبصورت جھولا رکھا ہوا تھا۔۔۔جس پر اس وقت تاشے اپنے سوگوار حسن کے ساتھ براجمان تھی۔۔۔

پیلے رنگ کے خوبصورت شرارہ کرتی کے ساتھ زری گوٹے سے سجا گلابی ڈوپٹہ سر کی زینت بنا ہوا تھا۔۔۔

ہاتھوں میں موتیے اور گلاب کے گجرے جنکی مہکتی خوشبو چار سوں پھیلی ہوئی تھی۔۔

صبیح پیشانی پر سجا مانگ ٹکا اسکے معصوم حسن میں چار چاند لگا گیا تھا۔۔۔

مہکتے پھولوں کے خوبصورت آویزے کانوں کی زینت بنائے وہ سادگی میں بھی قیامت ڈھا رہی تھی۔۔۔

جبکہ اسکے بالکل سامنے سٹیج پر گدے بچھا کر ڈھولکی رکھی گئی تھی ۔۔۔ جسکی تال پر ابرش ایہا،، زرمینے سمیت گاؤں کی عورتوں کے ساتھ خاندان کی لڑکیاں مختلف مہندی کے گیت گاتے سما باندھ رہی تھیں ۔۔

یہ سراسر زنانہ محفل تھی ۔۔ جس میں مردوں کا آنا منع تھا ۔۔

اس لیے سب بے فکری سے بیٹھی مختلف بولیوں میں ایک دوسرے کو چھیڑتے قہقہے لگا رہی تھیں ۔۔۔

جب زارون شاہ نے اچانک سے وہاں اینٹری ماری ۔۔۔

جسے دیکھتے ہی ہر سوں خاموشی چھا گئی تھی ،،، اور سب لڑکیوں سمیت گاؤں کی بزرگ عورتیں حیران نظروں سے اسکی طرف دیکھنے لگیں ۔۔۔

کیا ہوا بھئی تم لوگوں نے گانا کیوں بند کر دیا ۔۔ اور ایسے کیوں گھور رہے ہو سب مجھے ،،، جیسے کوئی عجوبہ دیکھ لیا ہو ۔۔۔

لڑکیوں کے درمیان آرام سے براجمان ہوتے بے تکلفی سے بولا تھا ۔۔۔

اچھا اچھا پہلے کبھی اتنا ہینڈسم بندہ نہیں دیکھا ہو گا اس لیے،،، لیکن اس میں تم لوگوں کا بھی کوئی قصور نہیں،،، اب کیا کریں بھئی میری تو پرسنیلٹی ہی ایسی ہے۔۔۔جو ایک بار دیکھے وہ دیکھتا ہی رہ جائے۔۔۔

انکے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ خود کی تعریفوں کے پل باندھنے لگا۔۔۔

جس سے مرعوب ہونے کی بجائے ان لوگوں نے اسے مزید گھورا تھا۔۔۔

بس کر دو ان پیاری نگاہوں سے دیکھنا نظر لگانے کا ارادہ ہے کیا مجھے۔۔۔زارون لب دانتوں تلے دبا کر شرمانے کی ایکٹنگ کرنے لگا۔۔۔

جسے دیکھ کر لڑکیوں کے قہقہے گونج اٹھے تھے۔۔۔

زرمینے نے تیز نظروں سے سب کو گھورا جس سے انکی ہنسی تھمی اور پھر زارون شاہ کی طرف متوجہ ہوئی جو اسے ہی محبت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

شاہ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟؟؟؟

اسے سب لڑکیوں کے درمیان میں بیٹھا دیکھ ذرا غصے سے بولی۔۔۔

اپنی شاہنی کو دیکھنے آیا ہوں۔۔۔

وہ بنا جھجھکے سب کے سامنے اسکا خوبصورت چہرہ آنکھوں میں بسائے محبت سے گویا ہوا۔۔۔

جسے سنتے فضاء میں لڑکیوں کی دبی دبی کھلکھلاہٹیں گونج اٹھی تھیں،،، جبکہ زرمینے کا چہرہ سب کے سامنے اسکی بے باکی پر شرم سے سرخ ہو چکا تھا۔۔۔

اس نے زارون شاہ کو تیکھی نگاہوں سے گھورا۔۔۔

آپ کو پتا ہے نا یہ لڑکیوں کا فنکشن ہے تو،،، تو کیا میں کوئی غیر تھوڑی ہوں میری بہن کی شادی ہے مجھے پورا حق ہے کہ اسکی تمام رسموں میں حصہ لوں۔۔

اسکی بات پوری ہونے سے پہلے وہ درمیان میں اسکی بات کاٹتا تاشے کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔ جیسے اپنی بات کی حمایت چاہتا ہو۔۔۔

تاشے جو خاموش بیٹھے خالی نگاہوں سے سب کو تک رہی تھی۔۔۔زارون کی آمد اور اسکی باتوں پر اسکے لب بھی بے ساختہ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔۔۔

تبھی زارون کے پوچھنے پر اس نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا تھا۔۔۔

چپ کرو تمہیں کیا پتا۔۔۔اور آپ اٹھیں یہاں سے۔۔۔اپنا ہو یا پرایا لیکن ہم اس محفل میں کسی مرد کو بیٹھنے کی اجازت ہرگز نہیں دے سکتے۔۔۔

تاشے کو ڈانٹنے کے بعد زر نے اسے اٹھنے کا بولا جس کی تائید میں ابرش ابیہا نے بھی سر ہلایا تھا۔۔۔

زارون نے اسکے دوٹوک انداز کو دیکھتے منہ بنایا اور پھر بیچارگی سے وہاں بیٹھی روباب اور عظمی کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔

جو ان دونوں کی نوک جھونک کو لبوں پر نرم مسکراہٹ سجائے انجوائے کر رہی تھیں۔۔۔

"ماما۔۔۔

وہ لڑکیوں کے درمیان سے اٹھتا ان دونوں کے قدموں میں جا کر بیٹھ گیا جو سٹیج پر رکھے صوفوں پر براجمان تھیں۔۔۔

دونوں نے اسکی معصوم شکل کو دیکھتے ہوئے باری باری محبت سے پیشانی پر پیار کیا۔۔۔

کچھ نہیں ہوتا بیٹھنے دو ہمارے بیٹے کو بھی یہاں۔۔۔دونوں ایک ساتھ مسکرا بولی تھیں۔۔۔

جہاں ان کی حمایت پر زرمینے کا منہ بنا تھا۔۔۔وہی اپنے شرارتی پوتے کی چلاکی اور بہوؤں کے بیوقوف بن جانے پر اماں سائیں نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

دیکھیں میاں یہ خاصہ زنانہ محفل ہے اس میں مردوں کا کوئی کام نہیں اس لیے شرافت سے اٹھ کر یہاں سے غائب ہو جائیں ورنہ ہمیں مجبوری میں آپکے بابا سائیں کو بلانا پڑے گا۔۔۔

اماں سائیں نے اسے جانے کا بولتے ساتھ دھمکی بھی لگائی تھی۔۔۔

دادو۔۔۔

جبکہ انکے کورے جواب پر زارون کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا۔۔۔

لیکن اماں سائیں۔۔۔

روباب اور عظمی نے کچھ کہنا چاہا۔۔۔جب عمائمہ بیگم نے انہیں ہاتھ کے اشارے سے خاموش کروایا۔۔۔

آپ لوگوں کو تو آپکا یہ بیٹا سب سے زیادہ شریف اور معصوم لگتا ہے۔۔۔ لیکن اصل میں یہ کتنے شریف ہیں۔۔۔ ہم سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔۔۔اس لیے بنا وقت ضائع کیے اٹھنے کی کریں۔۔۔

اسکے سرے عام زرمینے کے ساتھ محبت کے نظاروں کو یاد کرتے انکا اپنا چہرہ بھی سرخ ہو رہا تھا۔۔۔

جسے دیکھ کر زارون شاہ کے لبوں پر حسین اور شریر مسکراہٹ آئی۔۔۔ جسے لب دبا کر چھپاتا اٹھ کر انکے قریب آیا تھا۔۔۔

ہائے یہ آپ کی شرماہٹ،، لبوں کی ہنسی اور آپکے یہ گلابی رخسار

دیکھنے والوں کو ایک نظر میں گھائل کر دیں کٹیلے نینوں کے تیکھے وار

انکا ہاتھ تھام کر دل پر رکھتا نہایت لوفرانہ انداز میں گویا ہوا تھا۔۔۔جس پر وہ سر تا پیر مکمل سرخ ہوئیں تھیں۔۔۔

جبکہ زارون شاہ کے شعر اور اماں سائیں کے ری ایکشن پر محفل زعفران بنی۔۔۔

جب اس نے ڈھولکی پر بیٹھی لڑکی کو اشارہ کیا تھا بجانے کا اور ساتھ ہی اماں سائیں کو اٹھا کر گھمبیر آواز میں گانا شروع کیا۔۔۔

اے میری ظہرہ جبین،،،، تجھے معلوم نہیں

توں ابھی تک ہے حسین اور میں جوان

تجھ پہ قربان میری جان میری جان

عمائمہ بیگم سے نظریں اٹھانا مشکل ہو گئیں انھوں نے سر پر لیے ڈوپٹے سے اپنا سرخ ہوتا چہرہ چھپالیا،،، جسے دیکھ زارون شاہ سمیت وہاں موجود عورتوں اور لڑکیوں نے قہقہہ لگایا تھا۔۔۔

دیر رات انکی یہ محفل جمی رہے جس میں زارون شاہ نے اپنی چلبلی نیچر اور گھائل کر دینے والی پرسنیلٹی کے ساتھ سب کو اپنا دیوانہ بناتے کبھی زر مینے کے ساتھ نوک جھونک کبھی ابرش ابیہا کو واسم ضارب کے نام سے چھیڑتے تو کبھی جھولے پر بیٹھی تاشے کو اپنے انداز میں دعائیں دیتے ایسا سما باندھا تھا کہ یہ رات وہاں موجود لوگوں کے ذہنوں میں صدیوں تک زندہ رہنے والی تھی۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

آج خان اور تاشے کی بارات کا دن تھا۔۔۔

جسکی صبح ہوتے ہی شاہ حویلی کے ساتھ خان ولا میں بھی افراتفری مچ گئی تھی ۔۔۔ لیکن جنکی خوشی کا یہ دن تھا۔۔۔ان دونوں کا دل ہر خوشی سے خالی اور چہرے جذبات سے عاری تھے۔۔۔

وہ صرف اپنے گھر والوں کی خوشی کی خاطر ایک رسم نبھا رہے تھے۔۔۔

انکی خواہش کو اپنا فرض سمجھتے ادا کر رہے تھے۔۔۔

اپنی محبت کو ہمیشہ کیلئے اپنے اندر ہی کہیں دفن کرتے آنے والے امتحان کیلئے خود کو تیار کر رہے تھے۔۔۔

جہاں تاشے تک نارسائی کا غم مناتے شہیر خان کا دل اداس تھا۔۔۔وہی اپنی محبت کے دھتکارے جانے اور اپنے کردار کی تذلیل پر تاشے کی آنکھیں بار بار نم ہو رہی تھی۔۔۔

شہیر خان کے سرد رویے کو یاد کرتے تاشے کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا ۔۔۔ جبکہ آنے والی زندگی کا سوچتے الگ ٹینشن نے اسے اپنے حصار میں لے رکھا تھا۔۔ جسکے چلتے شدید سر درد کے ساتھ اسے بخار نے جا لیا تھا۔۔۔

لیکن اس نے کسی کو بھی بتانا ضروری نا سمجھا۔۔۔

اور اس وقت مکمل دلہن کے روپ میں آئینے کے سامنے بیٹھی اپنے عکس کو گھورتے اپنی قسمت کے بارے میں سوچ رہی تھی ۔۔۔

آخر کیا ملا اسے آج تک ،،، سوائے ایک بھائی کے ،،، کوئی بھی خوشی مکمل نصیب نہیں ہوئی تھی ۔۔۔ اسکے پیدا ہونے سے پہلے اسکا باپ ماں کو طلاق دے کر چلا گیا اور پیدا ہوتے ہی ماں منوں مٹی تلے جا سوئی ۔۔۔

ساری زندگی نوکروں کے ہاتھ پلتے اس نے اکیلے ہاسٹل میں نکال دی ۔۔۔ لیکن اس نے کبھی اپنے رب سے شکوہ نہیں کیا۔۔۔۔

پوری زندگی میں اپنے لیے صرف ایک چیز کی خواہش کی اور وہ تھی شہیر خان کی محبت۔۔۔ لیکن وہ بھی اسکی بدقسمتی کی نظر ہو گئی۔۔۔

آخر کیا تھی اسکی زندگی۔۔۔

اسے تو اپنی زندگی کا کوئی مقصد سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔اسکی ذات کسی کیلئے بھی تو اہم نہیں تھی۔۔۔ پھر کیوں اللہ تعالیٰ نے اسے اس دنیا میں بھیجا۔۔۔

بہت سی لایعنی سوچوں نے اسے اپنے حصار میں لے رکھا تھا۔۔۔ جسے سوچ سوچ کر اسکی طبیعت مزید خراب ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

لیکن وہ خود پر کنٹرول کیے بے حس و حرکت بیٹھی تھی۔۔۔ جیسے اسے کوئی بھی تکلیف محسوس ہی نا ہو رہی ہو۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

روباب چلیں ہم لوگوں کو ہال پہنچنے میں بھی وقت لگے گا،،، جبکہ وہاں ہال میں بارات،،،

ارمغان شاہ جو جلد بازی میں تیار ہوتے ڈریسنگ روم سے باہر آئے تھے۔۔۔

آئینے میں نظر آتے روباب کے عکس کو دیکھتے چند پل کیلئے وہی ٹھہر گئے۔۔۔

جو انکے من پسند رنگ میں سجی کھڑیں انکے دل کی دھڑکن بڑھا گئیں تھیں۔۔۔

جی بس ہو گئیں ہوں تیار۔۔۔ہاتھوں میں جوڑے کے ہمرنگ چوڑیاں پہنتے ہوئے وہ انکی نگاہوں سے یکسر انجان اپنے دھیان میں بولیں تھیں۔۔۔

جب ارمغان شاہ نے آگے بڑھتے انہیں اپنے حصار میں لیا۔۔۔روباب نے انکی حرکت پر چونک کر آئینے میں نظر آتے دونوں کے عکس کو دیکھا۔۔۔

آپ تو دن بادن اور بھی حسین ہوتیں جارہی ہیں۔۔۔انکی خوشبو میں گہرا سانس لیتے بہت محبت سے گویا ہوئے تھے۔۔۔

جس پر ایک شر میلی مسکراہٹ نے انکے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔۔۔

اب ہم لیٹ نہیں ہو رہے کیا۔۔۔آ گے بندھے انکے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھتے وقت کا احساس دلانا چاہا۔۔۔

جو انکی خوبصورتی میں کھوتے وہ بالکل فراموش کر بیٹھے تھے۔۔۔

نہیں۔۔۔

انکی گردن پر نرمی سے اپنے ہونٹ رکھتے یک لفظی جواب دیا تھا۔۔۔

روباب نے سرخ پڑتے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

غنی ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔۔۔تاشے کی بارات ہے۔۔۔انہیں حد سے بڑھتے دیکھ وہ نرمی سے انکا حصار توڑتی پیچھے ہوئی تھیں۔۔

آہ یہ ظلم ہے ہم پر بیگم۔۔۔چلے کوئی بات نہیں۔۔۔ باقی کا رومانس بارات سے واپسی پر ادھار رکھ لیتے ہیں۔۔۔

گہرا سانس کھینچ کر وہ ڈریسنگ ٹیبل سے گھڑی اٹھا کر پہنتے زو معنی انداز میں گویا ہوئے تھے۔۔۔

جس پر نفی میں سر ہلاتے وہ انکے قریب ہوئیں تھیں۔۔۔

غنی آپ بھول رہے ہیں آپ نے مجھ سے کچھ وعدہ کیا تھا۔۔۔انکے پہنے ہوئے کوٹ کے بٹنوں کو سیٹ کرتے انہیں اپنا وعدہ یاد دلانا چاہا۔۔۔

ارمغان نے انکی بات پر کچھ چونک کر رو باب کی طرف دیکھا۔۔۔جنکی آنکھوں میں ایک التجا تھی۔۔۔

جس پر مسکرا کر انہوں نے محبت سے انکی پیشانی کو چھوا تھا۔۔

مجھے یاد ہے بیگم اور میں اپنا وعدہ نبھانے کی پوری کوشش کروں گا۔۔۔

مسکرا کر کہتے انہیں یقین دلایا تھا جس پر وہ بھی نرمی سے مسکرائی تھیں۔۔۔

اب چلیں اگر تیار ہو گئیں ہیں تو۔۔۔

ہاں بس جوتے پہننا باقی ہے آپ چلیں باقی سب کو دیکھیں میں دو منٹ میں پہن کر آئی۔۔۔

نرمی سے کہتے ہوئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئیں۔۔۔

جبکہ وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے باہر کی طرف۔۔۔

ابھی وہ اپنے کمرے سے باہر نکلے تھے جب عجلت میں اس طرف آتیں عظمی سے ٹکرا گئے۔۔۔

معاف کیجئیے گا جلد بازی میں میں نے آپکو دیکھا نہیں۔۔۔دراصل میں آپ لوگوں کو بلانے کیلیئے ہی آرہی تھی میرج ہال جانے کیلیئے سب لوگ تیار ہو کر لاؤنج میں اکٹھے ہو چکے ہیں۔۔۔

اگر تیار ہیں تو آجائیں۔۔سادہ سے لہجے میں بولتے ہوئے وہ پلٹنے لگیں،،،جب ارمغان شاہ نے انکا ہاتھ تھامتے انہیں روکا۔۔۔

جس پر حیرت سے پلٹتے انہوں ایک نظر انکے چہرے کی طرف دیکھا اور پھر انکے ہاتھ میں دبے اپنے ہاتھ کو۔۔۔

جبکہ دوسری طرف زندگی میں پہلی بار ارمغان شاہ نے انکے پہنے ہوئے لباس کا جائزہ لیا تھا،،، جو سیم ٹو سیم روباب کے پہنے سوٹ سے میچ کرتا تھا۔۔۔

اور بلاشبہ روباب کی طرح عظمی بھی اس لباس میں بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔۔۔

سائیں آپکو کوئی کام تھا؟؟؟؟

انکے ہاتھ میں دبے اپنے ہاتھ کو چھڑوانے کی کوشش کرتیں سوالیہ دیکھنے لگیں ۔۔۔

عظمی کی گھبراہٹ اور ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کو دیکھتے ارمغان نے انکے ہاتھ کو چھوڑ آگے ہو کر نرمی سے انکے کندھوں کو تھاما اور پھر شوہر ہونے کا پہلی بار اپنا حق استعمال کرتے جھک کر انکی صبیح پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔۔۔

جبکہ پہلی بار انکے لمس کو پاتے عظمی کا نازک وجود شدت سے کانپا تھا گرنے کے ڈر سہارے کیلیئے انکے ہاتھ خود باخود ارمغان شاہ کے پہنے ہوئے کوٹ کے کالر پر آئے تھے۔۔۔

آنکھیں حیرت سے پھیلتے بڑی ہو گئیں تھیں۔۔۔ جبکہ شرم و حیا سے سرخ و سفید نازک گال دہک اٹھے تھے۔۔۔

انکے وجود کی لرزش کو محسوس کرتے ارمغان شاہ کے لب دھیرے سے مسکرائے۔۔۔

بہت خوبصورت لگ رہی ہیں آپ۔۔۔

انکے کان کے قریب جھک کر دھیمی سرگوشی کرتے دھیرے سے انکے سرخ گال کو چھوا۔۔۔

اور پھر مسکراکر الگ ہوتے ایک نظر حیرت سے پھیلی انکی آنکھوں میں دیکھنے کے بعد وہاں سے نکلتے چلے گئے۔۔۔

جبکہ پیچھے وہ انکے لمس میں کھوئی مٹی کا بت بنے حیرت زدہ سی کھڑی رہ گئیں

۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

بیڈ پر پڑی شیر وانی پر نظریں ٹکائیں شہیر گہری سوچوں میں گم تھا۔۔۔جب اسکی والدہ دروازہ ہلکا سا ناک کرتے اندر داخل ہوئی تھیں۔۔۔

ارے بیٹا آپ ابھی تک تیار کیوں نہیں ہوئے۔۔۔ بارات نکلنے کا ٹائم ہو گیا ہے ۔۔۔

جس پر وہ کچھ ہوش میں آیا تھا۔۔۔

جی ماں سا بس جا ہی رہا تھا۔۔۔

زبردستی مسکرا کر کپڑے اٹھانے لگا۔۔۔

جب انہوں نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے روکا۔۔۔

اور اسکے ہاتھوں کو تھام کر بیڈ پر براجمان ہوتے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔

جس پر وہ برابر بیٹھنے کی بجائے زمین پر انکے قدموں میں بیٹھتا چہرہ انکی گود میں چھپا گیا۔۔۔

کیا ہوا میرے بیٹے کو ؟؟؟ کیوں اداس ہیں ؟؟؟

اسکے گھنے بالوں میں نرمی سے انگلیاں سہلاتے بہت محبت سے گویا ہوئیں تھیں ۔۔۔

جسکا اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا بس یونہی خاموشی سے انکی گود میں چہرہ چھپائے اپنے اندر کے درد کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔ جو اسکی آنکھوں سے بہنے کو بے تاب تھا۔۔۔

شہیر میں آپ سے کچھ پوچھ رہی ہوں بیٹا۔۔۔

کچھ نہیں ماں سا بس ویسے ہی۔۔۔

شہیر نے انکے دوبارہ پوچھنے پر نرمی سے جواب دیا۔۔۔البتہ چہرہ گود سے ابھی بھی نہیں اٹھایا تھا۔۔۔

آپ اس شادی سے خوش نہیں ہیں کیا۔۔۔اسکے بالوں میں یونہی اپنی نرم انگلیاں سہلاتے ایک اور سوال کیا۔۔۔

لیکن اس بار جواب میں بس خاموشی تھی۔۔۔

ادھر دیکھیں اوپر میری طرف۔۔۔

اسکا وجیہہ چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھامتے اوپر اٹھایا۔۔۔شہیر خان نے اپنی جھکی ہوئی پلکیں اٹھائیں،،،،اسکی آنکھیں حد سے زیادہ سرخ ہو رہی تھیں۔۔۔جبکہ ٹوٹے ہوئے دل کی کرچیوں کا درد آنسوؤں کے ذریعے باہر آنے کو بے تاب تھا ۔۔۔

جسے دیکھتے ہوئے وہ تڑپ ہی تو گئیں تھیں۔۔۔

کیا ہوا میرا بچہ ؟؟؟

ماں سا اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمارا دل ایسی جگہ پر ہی کیوں لگاتے ہیں جو آپکا نصیب میں نہیں ہوتا ؟؟؟

نم لہجے میں بچوں کی طرح سوال کیا۔۔۔

آپ کسی کو پسند کرتے ہیں ؟؟؟؟

اسکے سوال کا جواب دینے کی بجائے۔۔۔انہوں نے سوال کیا تھا۔۔۔

جس پر خان نے نظریں چرائیں۔۔۔

اب ان سب باتوں کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔

لیکن آپکو ہمیں بتانا تو چاہیے تھا۔۔۔اسکا بھی کوئی فائدہ نہیں تھا ماں سا ۔۔۔کیونکہ ان تک میری رسائی ناممکن تھی۔۔۔

شہیر۔۔۔

معاف کیجئے گا ماں سا میں نے آپکو بھی پریشان کر دیا۔۔۔آپ چلیں میں بس کچھ ہی دیر میں تیار ہو کر آتا ہوں۔۔۔

خود کو کمپوز کرتے وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

جب انہوں نے اسکا ہاتھ تھاما،،، پھر خود بھی اٹھ کر اسکے مقابل آئیں تھیں

۔۔۔

بیٹا ایک بات میری ہمیشہ یاد رکھیے گا۔۔۔اللہ تعالیٰ جو بھی کرتے ہیں اسکے پیچھے انکی کوئی نا کوئی مصلحت چھپی ہوئی ہوتی ہے۔۔۔

اور وہ بلاوجہ کسی کا بھی خیال کسی کے دل میں نہیں ڈالتے۔۔۔

آپ کہہ رہے ہو۔۔۔کہ آپ کے جو دل میں ہے اس تک آپکی رسائی ممکن نہیں۔۔۔

لیکن یہ بات ہمیشہ یاد رکھیے گا۔۔۔

اللہ تعالیٰ ہر ناممکن کو ممکن بنانے والے بہتر کارساز ہیں۔۔۔ہر ناممکن چیز انکے صرف ایک کن کی محتاج ہے،،،، وہاں وہ صرف ایک کن فرماتے ہیں اور یہاں

وہ چیز آپکا مقدر بنا دی جاتی ہے۔۔۔جس تک پہنچ پانا آپکے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔۔۔

مسکرا کر اسکے گال کو نرمی سے تھپتھپاتے ہوئے اسکی مشکل آسان کرنی چاہی

۔۔۔

جس پر شہیر نے کچھ چونک کر انکی طرف دیکھا۔۔۔پھر انکے چہرے کی مسکراہٹ کو دیکھتے نرمی سے مسکرا کر ہاں میں سر ہلاتا انکی پیشانی کو لبوں سے چھوتے کپڑے اٹھا کر واشروم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

جبکہ پیچھے انہوں نے گہرا سانس کھینچ کر اسکی چوڑی پشت کو دیکھا۔۔۔اگر وہ ضارب کو دیے گئے وعدے کی پابند نا ہوتیں۔۔۔تو کبھی بھی یوں اپنے جان سے پیارے بیٹے کو تڑپنے نا دیتیں۔۔۔

لیکن وہ مجبور تھیں وہ اپنی جان تو دے سکتیں تھیں۔۔۔لیکن اپنے پیروں سے دھوکا یا وعدہ خلافی کا سوچ بھی نہیں سکتیں تھیں۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

میرج ہال پہنچتے بارات کا شاندار استقبال کیا گیا تھا۔۔۔

حیدر شاہ سمیت شاہ خاندان کے تقریباً سبھی چھوٹے بڑے اپنے ہونے والے داماد کا خیر مقدم کرنے کیلئے ہال کے دروازے پر موجود تھے۔۔۔

شہیر خان کے اندر داخل ہوتے ہی حیدر شاہ نے آگے بڑھ کر خود اسے پھولوں کا ہار پہناتے ہوئے اپنے سینے سے لگایا۔۔۔

جس کے بعد بہت عزت و احترام سے انکے والدین سے ملتے ہوئے شہیر کو سٹیج پر پہنچایا گیا تھا۔۔۔

جبکہ دوسری طرف زرتاشے اس وقت ہال کے برائڈل روم میں بیٹھی اپنی دم توڑتی محبت کی آخری ہچکیاں سن رہی تھی۔۔۔

جس کا جنازہ ابھی کچھ ہی دیر میں پڑھایا جانا تھا۔۔۔اور پھر اسکے بعد سرخ جوڑا پہنا کر بہت شان و شوکت سے اسکی میت روانہ کی جانی تھی۔۔۔

لیکن اتنا سب کچھ سہنے کے بعد بھی اسے ہونٹوں سے اُف تک نکالنے کی اجازت نہیں تھی۔۔۔

اسے خود کی بے بسی پر بے پناہ رونا آ رہا تھا پر آنکھیں آنسو نکالنے سے انکاری تھیں۔۔۔ جبکہ نازک وجود اس ظلم کو برداشت نا کرتے بخار سے تپتا اسکے ہوش وحواس گم کرنے کے در پر تھا۔۔۔

جسے بہت حوصلے سے برداشت کرتی وہ ابھی تک صرف و صرف اپنے بھائی کی عزت کی خاطر خود کو سنبھالے بیٹھی تھی۔۔۔

نہیں تو جس انداز میں اسکی پاک محبت کا گلا گھونٹا گیا تھا،، کوئی شک نہیں تھا ان قریب وہ اپنی سانسیں بھی ہار دیتی۔۔۔

ابھی وہ انہیں سوچوں میں گم تھی،،، جب نجمہ بیگم کے ساتھ ابرش ابیہا اور زرمینے اندر داخل ہوئیں تھیں۔۔۔

نجمہ بیگم نے آگے بڑھ کر اسکی پیشانی پر پیار کرتے ہوئے اسے سینے سے لگایا

۔۔۔

جب انہیں اسکے وجود سے اٹھتی گرمی کا احساس ہوا۔۔۔

تاشے میری جان آپکو تو بہت تیز بخار ہو رہا ہے۔۔۔اسکا خوبصورت نازک چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھامتے فکرمندی سے گویا ہوئیں تھیں۔۔۔

جبکہ انکی بات پر ابرش ابیہا اور زرمینے بھی پریشان ہوتیں اپنے اپنے گاؤن سنبھالتیں قریب آگئیں تھیں۔۔۔

ان تینوں نے ڈفرنٹ کلر میں ایک جیسے گاؤن بنوائیں تھے۔۔۔جنہیں پہن کر وہ تینوں ہی اس وقت اپسرائیں لگ رہیں تھیں۔۔۔

خاص طور پر ابرش جسکی ممتا کا نور اسکے چہرے کے ساتھ جسم سے بھی اب ظاہر ہونے لگا تھا۔۔۔

جس نے اسکے معصوم حسن میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔۔۔

شاہ خاندان کی وہ چھوٹی شہزادی اور سب سے بڑی بہو جسکے قدموں کے نیچے بہت جلد جنت آنے والی تھی وہ ضارب شاہ کے دل کی دھڑکن تھی جو ضارب کی محبت میں دن بادن نکھرتی جارہی تھی۔۔۔

کہ عظمی روباب سمیت پورا خاندان اسکی بلائیں لیتا نہیں تھکتا تھا۔۔۔

کچھ نہیں ماما بس ہلکا سا ٹمپریچر ہے۔۔۔خود ہی ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔

انکی فکر پر بمشکل اپنے لڑکھڑاتے لہجے کو سنبھالتے ہلکا سا مسکرا کر بولی۔۔۔

آپکا دماغ تو ٹھیک نہیں ہو گیا کتنا تیز بخار ہے۔۔۔اور آپ نے ہمیں بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا۔۔۔

شاید ابھی تک آپ نے ہمیں دل سے قبول نہیں کیا۔۔۔

نہیں ماما کیسی باتیں کر رہی ہیں۔۔۔

تو پھر کیسی باتیں کروں۔۔۔اگر آپ سچ میں ہمیں اپنی ماما سمجھتی تو یوں کبھی اپنی تکلیف مجھ سے نا چھپاتیں۔۔۔

میں نے سوچا آپ پریشان ہونگی بس اسی لیے۔۔۔

تو کیا اب میں پریشان نہیں ہوئی۔۔۔

اسکی فضول منتق پر نجمہ بیگم کے ساتھ ان تینوں نے بھی اسے گھورا تھا۔۔۔

ماما اب کیا کریں۔۔۔رومان بھائی تو ابھی مولوی کو لے کر آتے ہی ہونگے،،، نکاح کا وقت جو ہو گیا ہے۔۔۔

زرتاشے کے طبیعت خرابی کا ادراک ہوتے زرمینے پریشانی سے گویا ہوئی تھی

۔۔۔

ہاں کچھ نہیں ابھی تم اسے گھونگھٹ نکلواوں اور اسکے پاس سے ہلنا نہیں ۔۔۔تب تک میں کسی ڈاکٹر یا میڈیسن کا انتظام کرتی ہوں۔۔۔

وہ ان تینوں کو ہدایت دیتیں تیز قدموں سے باہر کی جانب بڑھی تھیں۔۔۔

جنکے جانے کے بعد وہ زرتاشے کے قریب بیٹھتیں اسے گھورنے لگیں ۔۔۔جس سے ایک خوبصورت مسکراہٹ نے تاشے کے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔۔۔

بدتمیز تم ہمیں بتا نہیں سکتی تھی کہ تمہیں بخار ہے ہاں ؟؟؟اسکے سجے سنورے روپ کو دیکھتے اسکا چہرہ جو بخار کی تمازت کی وجہ سے مکمل سرخ ہو رہا تھا اس نے تاشے کے حسن کو مزید دوآتشاں کر دیا تھا۔۔دل میں اسکی نظر اتارتے ابیہا بظاہر غصے سے بولی تھی۔۔۔

بیا یار پلیز ڈانٹے تو نا دیکھیں اسے کتنا تیز بخار ہے۔۔۔ابرش اسکے قریب ہو کر حمایت میں بولتی فوراً آنکھوں میں آنسو بھر لائی تھی۔۔۔

جبکہ اسے رونے کو تیار دیکھتے ابیہا،،زرمینے نے اپنا سر تھاما تھا۔۔۔

یار تم تو اپنا بچپنا بند کرو۔۔۔پہلے ہم ایک تو سنبھال لیں۔۔۔ایپھا نے اسے ہلکے سے ڈانٹا۔۔۔تاکہ وہ روئے نہیں۔۔۔جس پر فورا منہ بناتے وہ خاموش ہوئی تھی۔۔۔

جبکہ اسکی معصومیت کو دیکھتے وہ تینوں ہی مسکرائیں تھیں۔۔۔

تبھی روم کا دروازہ ہلکا سا ناک ہوا اور ساتھ ہی زارون اندر داخل ہوا تھا۔۔۔

جلدی سے ڈوپٹے ٹھیک کرلو۔۔۔لالا، بابا مولوی صاحب کے ساتھ نکاح کی اجازت لینے آرہے ہیں۔۔۔

نرمی سے بولتے ہوئے آگے بڑھ کر تاشے کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

جو نکاح کا سنتے ایسے ہو گئی تھی۔۔۔جیسے اسکے وجود سے کسی نے روح کھینچ لی ہو۔۔۔

اس نے بہت کوشش کی تھی اپنے دل کو سنبھالنے کی،،، خود کو یہ بتانے کی کہ شہیر خان تمہارا کبھی نہیں ہو سکتا۔۔۔ لیکن دل دیوانہ تھا کہ سمجھنے کو تیار ہی نہیں تھا۔۔۔

اور اب نکاح کا سنتے ہی وہ اتنی دیر سے جو ہمت باندھ رہی تھی سب ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔

یکدم ہی جیسے روح تک سناٹے پھیل گئے۔۔۔ جس نے اسے آس پاس کا ہوش بھولا دیا۔۔۔

جبکہ زارون کی بات سنتے ابیہا نے فوراً اپنا ڈوپٹہ سیٹ کرتے اسکا گھونگھٹ نکالا تھا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

زرتاشے موسی شاہ،، ولد موسی شاہ آپکا نکاح شہیر خان ولد ظفر خان کے ساتھ بحق حق مہر ایک کروڑ روپے سکہ رائج الوقت طے پایا گیا ہے،،، کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے ؟؟؟؟

خاموش کمرے میں مولوی صاحب کی آواز گونجی تھی۔۔۔جس میں اس کیلئے خوشیوں کی نوید تھی،،، لیکن گم ہوتے حواسوں کے ساتھ تاشے اسے سننے سے محروم تھی۔۔۔

جب اسکی طرف سے کوئی جواب نا آیا تو مولوی صاحب نے ایک بار پھر اپنے الفاظ دوہرائے تھے۔۔۔

لیکن اس بار بھی جواب ندارد۔۔۔

حیدر شاہ سمیت ضارب،، واسم اور زارون نے رومان کی طرف دیکھا۔۔۔جس نے آگے بڑھ کر اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔۔۔

تب مولوی صاحب نے تیسری بار اپنے الفاظ دوہرا چکے تھے۔۔۔تاشے جو رومان کے مظبوط حصار میں آتے کچھ ہوش میں آئی تھی اسکے کانوں سے انکے صرف آخری الفاظ ٹکرائے۔۔۔

کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے۔۔۔

اس نے نظر اٹھا کر اپنے بھائی کی طرف دیکھا۔۔۔جس کے چہرے سے اب پریشانی جھلک رہی تھی۔۔۔پھر اپنی ساری تکلیف اور درد کو پس وپشت ڈالتے اپنی محبت کو آخری بار شدت سے یاد کرتے ہوئے اپنا سر بے ساختہ ہاں میں ہلایا تھا۔۔۔

جسے دیکھ کر سب نے سکھ کا سانس لیا تھا۔۔۔

اور پھر باری باری اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر دعائیں دیتے مولوی صاحب کے ساتھ کمرے سے نکلتے چلے گئے۔۔۔

جبکہ رومان نے اپنی ننھی گڑیا کو پیار کرتے زور سے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔۔۔

آنسو بے اختیار ہوتے دونوں کے چہرے بھیگا رہے تھے۔۔۔ جسے دیکھ کر وہاں موجود ابرش ایہا اور زرمینے بھی اب رونے لگیں تھیں۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

شہیر خان ولد ظفر خان آپکا نکاح زرتاشے موسی شاہ ولد موسی شاہ کے ساتھ بعوض حق مہر ایک کروڑ روپے سکا رائج الوقت طے پایا گیا ہے کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے۔۔۔

زرتاشے کی طرف سے اجازت کے بعد تمام مرد حضرات سٹیج پر شہیر کے پاس چلے آئے تھے جہاں اب اسکا نکاح پڑھایا جا رہا تھا۔۔۔

جو یہاں ہو کر بھی یہاں موجود نہیں تھا۔۔۔ وہ یہاں ہو بھی کیسے سکتا تھا اسکا دل اسکی روح تو تاشے کے خیالوں میں کھوئی تھی۔۔۔

جو کب کی اسکی مقدر میں لکھی جا چکی تھی۔۔۔جس سے انجان وہ ابھی تک اپنی بد قسمتی پر افسوس کر رہا تھا۔۔۔

مولوی صاحب کے تیسری بار الفاظ دوہرانے پر اسکے سر کے قریب کھڑے ضارب شاہ نے ہلکا سا اسکے کندھے پر دباؤ ڈالا تھا۔۔۔

جس پر ہوش میں آتے اس نے کچھ چونک اسکی طرف دیکھا اور پھر مولوی صاحب کی طرف جو اسے ہی منتظر نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

پھر اپنے دل پر پتھر رکھتے سر ہلا کر اپنی رضامندی دے دی۔۔۔

جس کے بعد چاروں طرف مبارک باد کا شور بلند ہوا تھا۔۔۔سب مسکراتے ہوئے باری باری اسکے گلے لگتے اسے نکاح کی مبارک باد دے رہے تھے۔۔۔

جسے وہ جبراا ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے قبول کر رہا تھا۔۔۔

جبکہ اسکی حالت کو سمجھتے ہوئے ضارب شاہ کے لبوں پر شریر مسکراہٹ ناچ رہی تھی۔۔۔

یار خان لالا لوگ تو اپنی شادی والے دن خوش ہوتے ہیں۔۔۔ لیکن آپ کے چہرے سے تو ایسا لگ رہا ہے۔۔۔ جیسے آپکو عمر قید کی سزا سنا دی گئی ہو۔۔۔

اسکے سنجیدہ چہرے کو دیکھ کر زارون نے شگوفہ چھوڑا تھا۔۔ جسے سن کر محفل زعفران بنی تھی۔۔۔

ایسی بات نہیں چھوٹے سائیں۔۔۔

تو پھر کیسی بات ہے خان لالا؟؟؟؟

زارون کو اپنی ٹانگ کھینچتے دیکھ خان نے کچھ کہنا چاہا جب اسکی بات درمیان میں کاٹتے اس نے شرارت سے سوال کیا تھا۔۔۔

جس پر اس نے خجل سا ہوتے ضارب شاہ کی طرف دیکھا۔۔۔

اسے ضارب کی طرف دیکھتے پا کر زارون فوراً سیدھا ہوا تھا۔۔۔

جبکہ اسکی پتلی ہوئی حالت کو دیکھ کر اس بار سب سے زیادہ اونچا قہقہ خان کا گونجا تھا۔۔۔

زارون نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اپنی جھینپ مٹانی چاہی۔۔۔

جس پر ضارب نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

آنٹی آپ ٹھیک ہیں ؟؟؟

ایہا جو زرتاشے کی بگڑتی حالت دیکھتے ہوئے۔۔ نجمہ بیگم کو دیکھنے آئی تھی۔۔۔

راستے میں ایک آنٹی کو لڑکھڑاتے دیکھ فوراآگے بڑھ کر سنبھالتے نرمی سے بولی

۔۔۔

جی بیٹا میں ٹھیک ہوں۔۔۔

اسکے من موہنے چہرے کو دیکھ کر وہ آنٹی بہت محبت سے گویا ہوئیں تھیں۔۔۔

آئیں میں آپکو آپکے ٹیبل تک چھوڑ دیتی ہوں۔۔۔

انکی ایج کا خیال کرتے ایہا نے مسکراتے ہوئے انکے ہاتھ کو تھاما۔۔۔

جس پر وہ چاہ کر بھی انکار نہیں کر پائیں تھیں۔۔۔

اور مسکراتے ہوئے اسکے ساتھ ہو لیں۔۔۔

ایہا انکے بتائے گئے ٹیبل پر چھوڑنے انکے ساتھ آئی تھی۔۔ جہاں ان کے باقی فیملی ممبر بھی موجود تھے۔۔۔اور انکو آتے دیکھ ایک ہینڈ سم سا ینگ لڑکا فورا آگے بڑھا تھا اور ان آنٹی کو تھام کر چیئر پر بٹھایا۔۔۔

اچھا آنٹی میں چلتی ہوں۔۔۔

ارے بیٹا رکو تو سہی۔۔۔ تمہیں اپنے بچوں سے ملواتی ہوں۔۔۔

ایہا کو روکتے کو وہ اپنے بچوں کا تعارف کروانے لگیں۔۔۔

یہ میرا بیٹا ہے ۔۔۔اسد خان ،،، اور یہ میری بیٹی بشری خان اور ارے آپکا نام تو میں نے پوچھا نہیں ۔۔۔

جی میرا نام ابیہا ہے ۔۔۔

انکی محبت کو دیکھتے اس نے نرمی سے جواب دیا تھا۔۔۔

ابیہا بہت پیارا نام ہے بالکل آپکی طرح ۔۔۔ابیہا کے اخلاق اور اسکی خوبصورتی کو دیکھتے وہ اسکے واری صدقے جا رہی تھیں ۔۔۔

جبکہ ساتھ ساتھ اشاروں میں اپنے بیٹے سے کچھ پوچھ بھی رہی تھیں ۔۔۔

جس نے ابیہا کو ایک نظر دیکھنے کے بعد مسکرا کر سر ہلایا تھا۔۔۔

دوسری طرف واسم جو اپنے کسی بزنس پارٹنر کے ساتھ مصروف تھا ۔۔۔اچانک سے اس کی نظر اس ٹیبل پر پڑی ابیہا کو وہاں کھڑے اور کسی اجنبی کو مسکراتی نگاہوں سے اسے تکتے دیکھ یکدم اسکی رگیں تنی ۔۔۔

نیلے سمندر میں سرخی اتر آئی۔۔۔اور وہ ان سے ایکسکیوز کرتے ہوئے فوراً اسکی طرف بڑھا۔۔۔

اچھا بیٹا آپکی ماما کہاں ہے۔۔۔بیٹے کی طرف سے رضامندی ملنے کے بعد انہوں نے ایہا سے اگلا سوال کیا تھا۔۔۔

جس پر وہ یکدم ہی اداس ہوئی تھی۔۔۔

جی میرے ماما بابا نہیں ہے۔۔۔

او سن کر بہت افسوس ہوا۔۔۔بیٹا اللہ پاک آپکو صبر دیں۔۔۔جو اس مالک کی رضا۔۔۔نرمی سے اسکا ہاتھ تھامتے تسلی دی تھی۔۔۔

جس پر اس نے مسکرا کر سر ہلایا تھا۔۔۔اچھا بیٹی آپکا کوئی بڑا تو ہوگا نا جو آپکا والی وارث ہو۔۔۔

اس سے پہلے ایہا انکی بات کا کوئی جواب دیتی واسم اسکے قریب پہنچتے اسے اپنے حصار میں لے چکا تھا۔۔۔

میں ہوں انکا وارث۔۔۔

اسکا لہجہ نہایت سپاٹ تھا جبکہ نظریں سامنے کھڑے نوجوان پر ٹکی تھیں جو اسکی ایک ہی گھوری پر ایہا کے چہرے سے نظریں پھیر چکا تھا۔۔۔

چلو مجھے تم سے کچھ کام ہے۔۔۔

سپاٹ لہجے میں کہتے اسے اپنے ساتھ لیجانے لگا۔۔۔جب ان آنٹی نے ایک بار پھر مداخلت کرتے انہیں روکا تھا۔۔۔

ارے بیٹا رکے تو سہی۔۔۔آپ انکے بھائی ہیں ماشاءاللہ بہت پیاری بہن ہیں آپکی۔۔۔

ان دونوں کے نقوش کو ملتے دیکھ وہ واسم کو ایہا کا بھائی سمجھیں تھیں۔۔۔

جسے سن کر واسم کا چہرہ سرخ ہوا تھا،،، یہ دوسری مرتبہ تھا جب کسی نے اسے ایہا کا بھائی بولا،،، جبکہ اسکے تاثرات کو جانچتے ایہا نے بمشکل اپنے نکلنے والے قہقہے کو روکا،،، جسکے ہونٹوں پر مچلتی مسکراہٹ کو دیکھتے واسم نے اسے گھوری

سے نوازا اور مٹھیاں بھینچ کر غصے کو کنٹرول کرتے ابھی کچھ کہنے کیلئے اپنے لب کھولے تھے۔۔۔جب ان آنٹی کی اگلی بات سنتے اسکے تن بدن میں آگ لگی تھی

۔۔۔

بیٹا یہ میرا بیٹا ہے،،، اسد خان ماشاء اللہ سے اپنا بزنس چلاتا اور اللہ پاک کے کرم سے ہمارے گھر دولت کی بھی کوئی کمی نہیں۔۔۔اصل میں مجھے آپکی بہن اپنے بیٹے کیلئے۔۔۔

بہن نہیں ہے یہ میری۔۔۔

ایہا واسم شاہ،،، آنٹی بیوی ہے یہ میری۔۔۔آپکی ہمت کیسے ہوئی مجھ سے میری ہی بیوی کا رشتہ مانگنے کی۔۔۔

انکی بات پوری ہونے سے پہلے وہ اونچی آواز میں انہیں ٹوک گیا تھا۔۔۔جبکہ اسکے لہجے کے سرد پن اور چہرے کی سختی کو دیکھتے ایہا بھی فورا سیدھی ہوئی تھی

۔۔۔

اور اسد خان جو اپنے رشتے کی بات پر سر جھکا چکا تھا۔۔اسکی بات پر فورا سر اٹھا کر حیرت سے انکی طرف دیکھا۔۔۔

جس پر واسم نے وارننگ دیتی نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا تھا۔۔۔

معاف کیجیۓ گا بیٹا مجھے نہیں پتا تھا،،،انکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ ایہا کا ہاتھ تھامتے ہوۓ اسے غصے سے گھسیٹتا ہوا ایک خاموش کونے میں لے آیا تھا ۔۔۔

بہت شوق ہے اپنی تعریفیں سننے کا،،، تم بتا نہیں سکتی تھی انہیں کے تم شادی شدہ ہو۔۔۔

پاس رکھی چیئر کو ٹھوکر مارتے غصے سے چلایا۔۔۔

جس پر وہ پوری جان سے کانپی۔۔۔

جبکہ سنہرے کانچ میں فورا نمی اتر آئی۔۔۔

واسم مجھے نہیں پتا تھا وہ آنٹی۔۔۔میں تو صرف انکی ہیلپ،،،،اسے غصے میں دیکھ کر صفائی دینی چاہی۔۔۔جب اس نے غصے سے ایہا کو کندھوں سے تھام کر اپنے قریب کیا۔۔۔

تمہیں پتا بھی ہے وہ لڑکا تمہیں کن نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اور وہ نظریں کیسے برداشت کی ہیں میں نے۔۔۔میرا بس چلتا تو منہ توڑ دیتا میں اسکا۔۔۔

اسکے کندھوں میں اپنی سخت انگلیاں گاڑھتے پوری قوت سے دھاڑا تھا۔۔۔

سم۔۔۔

جبکہ اسکی جارحانہ گرفت پر ایہا نے نم لہجے میں اسے پکارا۔۔۔

اسکی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کو دیکھتے وہ کچھ نرم پڑا تھا۔۔۔اور فورا اپنی گرفت ہلکی کرتے اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔۔

تم صرف میری ہو۔۔۔صرف اور صرف میری۔۔۔تمہاری طرف کوئی نگاہ تو اٹھا کر دیکھے میں اسکی آنکھیں نکال لوں۔۔۔

اسے سختی سے خود میں بھینچتے شدت پسندی سے گویا ہوا تھا۔۔۔

جس پر ایہا کچھ سہمی تھی۔۔۔

بولو کہ تم صرف میری ہو۔۔۔ صرف واسم شاہ کی۔۔۔

یکدم ہی اسے خود سے الگ کرتے واسم نے اس سے اظہار چاہا۔۔۔

جبکہ اسکے پاگل پن کو دیکھتے ہوئے۔۔۔ایہا ششدر اپنی جگہ کھڑی تھی۔۔۔

ڈیم اٹ بولو،

کہ تم صرف میری ہو۔۔۔

اسے خاموش بت بنا دیکھ وہ اسے جھنجھوڑتے ہوئے دھاڑا۔۔۔

جس پر ایہا نے فوراآگے بڑھ کر اسکے گلے میں دونوں بازو باندھتے اپنے مخملی لب گھنی مونچھوں تلے اسکے سرخ و سفید لبوں سے جوڑے تھے۔۔۔اور دھیرے دھیرے جنبش دیتے اپنے نرم لمس سے اسکا غصہ کم کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

جبکہ اسکی حرکت پر وہ چند پل کیلئے ساخت ہوا تھا۔۔۔پھر ہوش میں آتے اس پاس کا خیال کرتے بنا اس سے الگ ہوئے اسے کمر سے پکڑ کر اوپر اٹھاتا قدرے اندھیرے والی جگہ پر لے آیا۔۔۔

جہاں ان پر کسی کی نظر نا پڑے۔۔۔

اور نرمی سے اسکا ساتھ دیتے اسے محسوس کرنے لگا۔۔۔

سانسوں کے ٹوٹنے پر ایہا دھیرے سے پیچھے ہوئی تھی اور پھر گہرا سانس کھینچ کر اسکے چہرے کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔

جسکی آنکھوں میں اب غصے کی جگہ خمار اور لبوں پر نرم مسکراہٹ تھی۔۔۔

میں صرف آپکی ہوں صرف واسم شاہ کی۔۔۔

اسکی تیکھی ناک کے ساتھ اپنی ستواں ناک سہلاتے اسے نرمی سے لبوں سے چھوتے بہت محبت سے بولی تھی۔۔۔

جس سے واسم شاہ کے لبوں کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔۔

جانتا ہوں۔۔۔

ایک حرفی جواب۔۔۔

جس پر کچھ چونک کر ایہا نے واسم کی طرف دیکھا۔۔۔اس کا مطلب آپ نے مجھے بیوقوف بنایا اور مجھے لگا۔۔۔

واسم کی آنکھوں میں ناچتی شرارت کو دیکھتے،،، ایہا نے غصے سے کچھ کہنا چاہا جب واسم نے اسکے ہونٹوں پر قفل لگاتے خاموش کروایا تھا۔۔۔

کیا لگا تمہیں؟؟؟

کچھ دیر بعد الگ ہو کر شرارت سے سوال کیا۔۔۔

سم آپ کتنے وہ ہیں،،، آپکو پتا بھی ہے آپکے غصے نے میری جان نکال دی تھی اور آپ۔۔۔

غصے سے بولتے اسکی گرفت سے نکلنا چاہا۔۔۔جب واسم نے نفی میں سر ہلاتے گرفت مظبوط کی۔۔۔

میں کیا مسز ؟؟؟

اسکے ناک پر نرمی سے لب رکھتے بات مکمل کرنے پر اکسایا۔۔۔

ابیہا نے اسے گھورا۔۔۔

چھوڑیں مجھے،،،، مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔

ایسے کیسے چھوڑ دوں۔۔۔اور کیوں بات نہیں کرنی مجھ سے۔۔۔اسکے سرخ ہوتے چہرے کو چھوتے۔۔۔

وہ من مانیوں پر اتر آیا۔۔۔

سم چھوڑیں کوئی آ جائے گا۔۔۔

ابیہا نے اسکی وارفتگی سے گھبراتے آس پاس کا ہوش دلانا چاہا۔۔۔

اوں ہوں ابھی نہیں۔۔۔

اسکے نازک گال کو چھوتے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

"سم۔۔۔

ایہا نے التجا کرنی چاہی۔۔

لیکن وہ کچھ نا بولا اور نا ہی اسے اپنی گرفت سے رہائی دی۔۔۔ بس خاموش نظروں سے اسکی طرف دیکھنے لگا۔۔۔

ایہا نے بے بس ہوتے اسکی آنکھوں میں دیکھا،، پھر اسکی آنکھوں میں نظر آتی طلب کو دیکھتے،،، اسکے بالوں میں اپنی مخروطی انگلیاں پھنساتے اسے خود پر جھکا کر نرمی سے سانسوں کا تال میل جوڑ دیا۔۔۔

جس پر ایک حسین مسکراہٹ نے واسم شاہ کے لبوں کا احاطہ کیا۔۔۔

اور وہ مزید اسے خود میں بھینچتے چند پل کیلئے اپنے نرم لمس سے اسے دنیا سے بالکل غافل کر گیا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

ہال میں دلہن کے آنے کا شور مچا تھا۔۔۔ جسکے چلتے حال کی سبھی لائٹس آف کر دی گئیں تھیں۔۔۔

تاشے کی طبیعت خرابی کا پتا چلتے ہی رومان کافی پریشان ہو گیا تھا۔۔۔اور اس نے تو صاف بول بھی دیا تھا کہ رخصتی جب تک اسکی طبیعت ٹھیک نہیں ہو جاتی ڈیلے کر لیتے ہیں،،، لیکن نجمہ بیگم کے سمجھانے پر کہ بیٹا رشتے ایسے نہیں نبھائے جاتے وقت کے حالات سمجھتے ہوئے انکے ساتھ چلنا پڑتا ہے مجبوری میں اسے خاموشی اختیار کرنی پڑی۔۔۔

نجمہ بیگم نے تاشے کو جوس پلاتے ساتھ بخار کی میڈیسن دی تھی۔۔۔

جس سے زیادہ نہیں تو اسے تھوڑا افاقہ ضرور ہوا تھا۔۔۔اور ان سب کے چلتے انہیں کافی دیر بھی لگ گئی تھی۔۔۔

لیکن نجمہ بیگم نے یہاں بھی ماں کا فرض نبھاتے ہوئے معاملہ سنبھال لیا تھا اور حیدر شاہ کو پیغام بھجوایا کہ تاشے کی طبیعت تھوڑی ٹھیک نہیں انہیں تھوڑا وقت لگے گا۔۔۔

جسکے چلتے حیدر شاہ نے دلہن کو لانے سے پہلے ہی مہمانوں کیلئے کھانا کھول دیا تھا ،،، جس سے انہیں کافی وقت مل گیا تھا۔۔۔

اور اس وقت کچھ بخار اور کچھ اپنی محبت کھونے کے غم میں ڈوبا تاشے کا نازک وجود رومان شاہ کے حصار میں دھیمے قدم اٹھاتا سٹیج کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔

جبکہ دوسری طرف شہیر خان جو زارون شاہ اور دوستوں کے چھیڑنے پر خود کو کمپوز کرتے چہرے پر مسکراہٹ سجائے بیٹھا تھا کہ کوئی دوبارہ یہ سوال نا اٹھائے کہ وہ اس شادی سے خوش نہیں۔۔۔

رومان شاہ کے حصار میں چل کر آرہی اپنی دلہن کو دیکھتے اپنی جگہ ششدر رہ گیا تھا۔۔۔

اس نے حیرت سے رخ موڑ کر پاس ہی صوفے پر براجمان ضارب شاہ کی طرف دیکھا،،، جسکے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ رقصاں تھی۔۔۔

سائیں تاشے بی بی۔۔۔

اس کے چہرے کے ساتھ لہجہ بھی حیرت میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔

اپنے غم میں ڈوبے اس نے یہ محسوس ہی نہیں کیا کہ ضارب نے ابھی تک دلہن کے والد یا کسی اور وارث سے اسے ملوایا ہی نہیں۔۔۔

اب زرتاشے شہیر خان بن چکی ہیں۔۔۔

ضارب نے اسکے کندھے کو نرمی سے تھپتھپاتے یقین دلانا چاہا۔۔۔

"سائیں۔۔۔

شہیر کی آنکھوں میں یکدم ہی نمی اتر آئی تھی۔۔۔ ضارب نے فوراآگے بڑھ کر اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔۔۔

خوش رہیں۔۔۔

نرمی سے اسکی پیٹھ تھپتھپاتے مسکرا کر بولا۔۔۔

بہت شکریہ،،،، شہیر کے پاس الفاظ نہیں تھے جس سے وہ ضارب شاہ کا شکریہ ادا کر سکتا۔۔۔

اسکی ضرورت نہیں۔۔۔

الگ ہو کر اسکا چہرہ تھپتھپاتے نرمی سے بولا۔۔۔

اور پھر رومان کی طرف اشارہ کیا تھا جو تقریباً اب سٹیج کے قریب پہنچ چکا تھا۔۔۔

شہیر ایک بار پھر خوشی کی زیادتی سے ضارب کو اپنے سینے سے لگایا،،،اور اوپر آسمان کی طرف دیکھتے اپنے رب کا شکر ادا کرتا،،، مسکرا کر ایک نظر رومان کے حصار میں اپنی محبت کو دیکھتے جو اب اسکی محرم بن چکی تھی۔۔۔

بھاری قدم لیتا سٹیج سے اتر کر انکے قریب آ کر رکا۔۔۔

جبکہ سپاٹ لائٹ کی روشنی میں اپنے بیٹے کے چہرے پر کھلتی مسکراہٹ کو دیکھتے اسکے والدین خوبصورتی سے مسکرائے تھے۔۔۔

رومان شاہ نے اپنے قریب آکر کھڑے ہوتے اپنی بہن کے نصیب کو دیکھا اور پھر اسکے بالکل پیچھے،،، بلیک پینٹ کوٹ میں ملبوس اپنی مکمل وجاہت کے ساتھ ماحول پر چھائے ضارب شاہ کو۔۔۔

امید ہے شہیر خان کہ ضارب شاہ نے جو دعوے کیے ہیں تمہارے بارے میں کہ تم میری بہن پر کبھی آنچ نہیں آنے دو گے۔۔۔

اسکی حفاظت کرتے کبھی کسی غم کو قریب بھی نہیں بھٹکنے دو گے،،،،اس پر پورا اترو گے۔۔۔

میں نے اپنی بہن کیلیئے محل منارے کبھی نہیں چاہے۔۔۔بس اتنا چاہا کہ جو انسان اسکا ہمسفر بنے وہ اسکی عزت کرے اسے مان دے محبت کرے۔۔۔امید ہے میری اس خواہش کا احترام کرو گے۔۔۔

تاشے کا ہاتھ شہیر خان کے پھیلے ہاتھ میں دینے سے پہلے جیسے وعدہ لینا چاہا۔۔۔

رومان شاہ کی باتوں پر جہاں شہیر کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی وہی اسکے نام پر تاشے جو نظریں جھکائے بمشکل رومان کے سہارے کھڑی تھی حیرت سے سر اٹھا کر سامنے دیکھنے لگی۔۔۔

جہاں وہ اپنی مکمل وجاہت کے ساتھ چہرے پر مسکراہٹ سجائے اسکا حقدار بن کر کھڑا تھا۔۔۔

جس حقیقت کو اسکا دماغ فلحال قبولنے سے قاصر تھا۔۔۔

کیا معجزے ایسے بھی ہو جاتے ہیں۔۔۔

ہوش تو تب آیا جب شہیر نے نرمی سے اسکا ہاتھ تھامتے اپنی بھاری آواز میں رومان شاہ کو وعدہ سونپا۔۔۔

آپکی بہن آج سے میری زمہ داری ہے،،، جسکی آنکھ میں آنسو شہیر خان مرنے کے بعد بھی نہیں آنے دے گا،،،، ان تک پہنچنے والی ہر مشکل کو پہلے شہیر خان سے ٹکرانا ہوگا۔۔۔یہ میرا وعدہ ہے آپ سے،،، خان کی زبان ہے روماں شاہ جو اپنی جان تو دے سکتا ہے لیکن زبان سے کبھی مکر نہیں سکتا۔۔۔

شہیر خان کے لفظوں پر ایک مطمئن مسکراہٹ روماں شاہ کے لبوں سے جھلکی ۔۔۔اور وہ تاشے کے سر پر پیار کرتے دھیرے سے اسے خان کے حوالے کرتا خود پیچھے ہو گیا۔۔۔

جبکہ روماں کے چھوڑنے اور اپنے وجود پر شہیر خان کا استحقاق بھرا لمس محسوس کر کے تاشے کا بخار سے تپتا نازک وجود شدت سے کانپا۔۔۔

جبکہ اسکے وجود کی گرمی کو محسوس کرتے وہ پریشان ہو گیا تھا۔۔۔تاشے آپ ٹھیک ہیں؟؟؟

اسکا ہاتھ چھوڑ کر نازک گال کو ہاتھ سے چھوتے فکرمندی سے گویا ہوا۔۔۔

جس سے تیز غصے کی لہر تاشے کے وجود میں سرائیت کر گئی اور اس نے غصے میں آ کر پوری قوت سے اسکے ہاتھ کو جھٹکا۔۔۔

خبردار خبردار مجھے چھونے کی کوشش بھی مت کیجئے گا،،، میری طبیعت ٹھیک ہے یا نہیں آپکا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔۔۔

اس لیے اپنی حد میں رہنا سیکھیں۔۔۔

اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے تقریباً دبے غصے میں چلائی تھی۔۔۔

وہ علیحدہ بات غصے سے بولنے پر اسکے وجود کی لرزش میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔۔

اور اسکا اپنے قدموں پر کھڑا رہنا محال۔۔۔

جس پر غصہ ہونے کی بجائے اسکی ناراضگی کو سمجھتے شہیر کے لبوں پر شریر مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

میری ساری حدیں تو اب آپ پر آ کر ہی ختم ہوتیں ہیں میری زندگی،،،، اس لیے یہ حد بندیاں فضول ہے۔۔۔

باقی رہی چھونے کی بات تو مکمل حق رکھتا ہوں آپ پر،، اور خان کبھی اپنی ملکیت سے دستبر دار نہیں ہوتے۔۔۔

دوٹوک کہتے اپنے حق کا استعمال کرتے بہت محبت سے اسکی پیشانی کو ہونٹوں سے چھوااور پھر اسکی طبیعت کا خیال کرتے گود میں اٹھایا تھا۔۔۔

جسے دیکھ کر پورے ہال میں ہوٹنگ سٹارٹ ہو گئی تھی۔۔۔سب کے سامنے اسکی بے باکی پر جہاں تاشے سرخ ہوئی تھی۔۔۔وہی شہیر خان کے چہرے پر دنیا فتح کرنے والی مسکراہٹ جھلک رہی تھی۔۔۔

یار یہ خان لالا تو بڑی توپ چیز نکلے تھوڑی دیر پہلے تو ایسے بیٹھے تھے جیسے کسی نے گن پوائنٹ پر بٹھایا ہو۔۔۔اور اب تاشے کا چہرہ دیکھتے ہی کیسے پل میں رنگ بدلہ ہے۔۔۔

سچ کہتے ہیں بیوی چیز ہی ایسی ہوتی ہے۔۔۔جسے دیکھ کر اندر چھپا اعمران ہاشمی خود باخود باہر آنے لگتا ہے۔۔۔

اپنے پاس ہی کھڑی زر کی کمر پر گرفت مظبوط کرتے زو معنی انداز میں گویا ہوا تھا

۔۔۔

جس پر زر مینے نے مسکرا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔

اور زارون شاہ کو لگا جیسے چاروں طرف دیپ جل اٹھے ہو۔۔۔وہ فوراً ہی اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر اس پر جھکنے لگا۔۔۔جب زر مینے نے اپنی ہائی ہیل زور سے اسکے پاوں پر ماری۔۔۔

اور بس پھر یکدم ہی چاروں طرف اندھیرہ چھا گیا،،،زارون شاہ کو ایسا لگا جیسے چراغوں سے تیل ختم ہو گیا ہو۔۔۔

اس نے لب بھینچ کر بمشکل پاوں سے نکلنے والے درد کو برداشت کیا۔۔۔

تم ایک بار گھر چلو پھر تمہیں بتاتا ہوں۔۔۔

مصنوعی گھوری سے نوازتے دھمکی دی۔۔۔جسکا زر مینے پر رتی برابر بھی اثر نہیں ہوا تھا۔۔

اس نے زارون کی دھمکی کو ہوا میں اڑایا۔۔گھر میں میرے تین تین بھائی موجود ہیں۔۔۔آپ مجھے کچھ کہہ کر بتائیں دیکھنا پھر کیسے وہ آپکی ہڈی پسلی ایک کرتے۔۔۔

اترا کر کہتے یہ جاوہ جا۔۔۔اور پیچھے وہ منہ حیرت سے کھولے اسکی دھمکی پر عش عش کر اٹھا تھا۔۔۔

بیوی ابھی تم مجھے جانتی نہیں۔۔۔زارون شاہ کے سامنے تمہارے یہ تین بھائی بھی کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔

تصور میں زرمینے کو مخاطب کرتے ہوئے مسکرا کر سر جھٹکا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

بابا یہ کوئی وقت ہے آپکے آنے کا ہاں ؟؟؟؟

احسن حیات کے لیٹ ہال پہنچنے پر رومان انہیں اپنے گلے سے لگاتا شکوہ کن لہجے میں بولا۔۔۔

جس پر وہ دھیرے سے مسکرائے تھے۔۔۔

بس بیٹا آپکو پتا ہے میری مصروفیات اکیلی جان بزنس بھی دیکھنا ہوتا اور اب،،،، وہ بات کرتے کرتے رکے۔۔۔

اور اب کیا؟؟؟؟

آپ کیلئے سرپرائز ہے۔۔۔

سرپرائز جی۔۔۔

رومان کی بات کو جواب دے کر انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔۔۔

جہاں ایک گور جیس سے لیڈی،،، جنکی عمر تقریبا چالیس کے راؤنڈ آ باوٹ تھی سلور ساڑھی میں ملبوس دھیمے قدم اٹھاتے انکی طرف ہی چلی آ رہی تھیں۔۔۔

جنکے قریب آتے ہی رومان نے سوالیہ انکی طرف دیکھا۔۔۔

میٹ مائی وائف فضاءِ احسن حیات۔۔۔انکے گرد نرمی سے اپنا حصار بناتے مسکرا کر گویا ہوئے۔۔۔

جبکہ انکی بات پر رومان کا منہ حیرت سے کھل گیا۔۔۔

بابا آپ نے شادی کر لی؟؟؟؟

کیوں بیٹا آپکا کیا ارادہ تھا میں کیا ساری عمر اب کنوارہ ہی رہتا؟؟؟؟

رومان کی بات پر انہوں نے دوبدو سوال کیا تھا۔۔۔

جس پر اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

نہیں میرا مطلب تھا یہ کب ہوا؟؟؟آپ نے مجھے بتایا بھی نہیں۔۔۔ بائی دا وے کونگریچولیشنز۔۔۔

انہیں سینے سے لگاتے مبارکباد دی تھی۔۔۔

تھینک یو۔۔۔بس یار سب کچھ بہت جلد بازی میں ہو گیا۔۔۔وقت ہی نہیں ملا

۔۔۔

رشتے میں یہ میری کزن لگتیں ہیں۔۔۔ جنہوں نے ساری زندگی بنا شادی کیے اپنوں کیلئے وقف کر دی۔۔۔ لیکن حاصل کچھ بھی نہیں ہوا۔۔۔اپنے اپنے کاروبار اور فیملیز کو لے کر سب علیحدہ علیحدہ شفٹ ہو گئے۔۔۔

اور یہ تنہا رہ گئیں۔۔۔

ایک بزنس میٹنگ میں ملاقات ہوئی،،، اور انکے حالات پتا چلنے پر،،،، میں نے پرپوز کر دیا۔۔۔آخر مجھے بھی تو اپنی تنہائی کسی کے ساتھ بانٹنی تھی نا۔۔۔

مختصر لفظوں میں ساری بات بتاتے،،،، مسکرا کر مسز احسن کی طرف دیکھا ۔۔۔جو انکی بات پر نرمی سے مسکرائی تھیں۔۔۔

او یہ تو آپ نے بہت اچھا کیا۔۔۔

ایک بار پھر آپ دونوں کو زندگی کا یہ نیا سفر بہت مبارک ہو۔۔۔

نرمی سے مسکرا کر کہتے ان دونوں کو اپنے ساتھ لیتے ہوئے سٹیج کی طرف بڑھا

تھا۔۔۔

جہاں مختلف رسموں کے ساتھ فیملی فوٹو شوٹ کا سلسلہ جاری تھا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

احسن کے سٹیج پر آنے پر ارمغان شاہ کے ساتھ کھڑیں روباب نے یکدم ہی انکا

ہاتھ تھاما۔۔۔

جس پر کچھ چونک کر ارمغان شاہ نے انکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔۔۔

پھر دھیرے سے انکے گرد اپنا حصار بناتے ہوئے اپنے ہونے کا احساس دلایا۔۔۔

خان اور تاشے کو گفٹ کے ساتھ اپنی بلیسنگز سے نوازتے وہ اپنی وائف کو لے کر ان دونوں کے قریب آئے تھے۔۔۔

کیسے ہو ارمغان ؟؟؟؟

نرمی سے مسکرا کر انکا حال دریافت کیا تھا۔۔۔

جسکا جواب دینا انہوں نے ضروری نہیں سمجھا۔۔۔

لیکن احسن حیات کو کوئی فرق نہیں پڑا کیونکہ وہ ارمغان کو اپنی جگہ حق بجانب سمجھتے تھے۔۔۔

جو غلطی انہوں نے کی تھی،،، وہ قطع بھی معاف کیے جانے کے لائق نہیں تھی

۔۔۔

لیکن پھر بھی شاہ خاندان نے اعلی ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں اپنی خوشیوں میں شامل ہونے کی اجازت دے دی تھی۔۔۔

میں جانتا ہوں کہ میں نے جو کچھ۔۔۔

دیکھو مجھے تمہاری کوئی بات نہیں سننی اس لیے بہتر یہی ہو گا کہ تم یہاں سے چلے جاو۔۔۔ورنہ۔۔۔

احسن کی بات مکمل ہونے سے پہلے وہ دبے دبے غصے سے دھاڑے تھے۔۔۔

جس پر انکے قریب کھڑی روباب بھی لرزی تھیں۔۔۔

ارمغان پلیز یار۔۔۔

مجھے اپنی غلطی کا احساس ہے۔۔۔میں نے جو کچھ بھی کیا جان بوجھ نہیں کیا ۔۔۔بس میں موسی کی باتوں میں آ گیا تھا۔۔۔

میں معافی کے لائق تو نہیں لیکن اگر ہوسکے تو ضرور معاف کر دینا۔۔۔

ارمغان شاہ کے سامنے ہاتھ جوڑ کر گزارش کرتے۔۔۔ایک نظر انکے پہلو میں کھڑی روباب کو دیکھتے ہوئے،،،،وہ فضاء کا ہاتھ تھامتے سٹیج سے نیچے اتر آئے تھے۔۔۔

اور انکے لہجے کے ساتھ چال میں بھی پچھتاوے جھلک رہے تھے۔۔۔

جبکہ انکی چوڑی پشت کو اپنی تمام تر ناراضگی کے باوجود بھی ارمغان نے افسوس سے دیکھا تھا۔۔۔

کیونکہ انہوں نے احسن کو دوست نہیں بلکہ اپنا بھائی مانا تھا۔۔۔وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے انہیں برباد کرنے میں انکے اپنوں کا ہی ہاتھ ہو گا۔۔۔

محسن کے ساتھ جو ہوا انہیں اسکا افسوس تھا۔۔۔ لیکن جو بدلے میں احسن نے انکے ساتھ کیا۔۔۔وہ قطع بھی معاف کیے جانے کے لائق نہیں تھا اور نا انکا کوئی ارادہ تھا انہیں کبھی معاف کرنے کا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

ماشاءاللہ خان لالا اور تاشے کی جوڑی کتنی پیاری لگ رہی ہے۔۔۔

سٹیج کے بالکل سامنے ہال کے وسط میں جہاں خاص طور پر فیملی ممبرز کے بیٹھنے کیلئے صوفے لگائے گئے تھے۔۔۔

وہاں ضارب شاہ کے ساتھ براجمان ہوتے ابرش مسکرا کر بولی تھی۔۔۔

جس پر نا صرف ضارب شاہ مسکرایا تھا بلکہ پاس بیٹھے فیملی کے دوسرے ممبرز نے بھی اسکی تائید میں سر ہلایا۔۔۔

اور ساتھ ہی لڑتے جھگڑتے زر اور زارون بھی انکے درمیان آ کر بیٹھے تھے۔۔۔

کیا ہوا تمہیں؟؟؟

زرمینے کا بنا ہوا منہ دیکھ کر ابرش نے سوال کیا۔۔۔

زرمینے نے نظریں اٹھا کر زارون کی طرف دیکھا،،، جس نے گھر جانے کی نوبت ہی نہیں آنے دی تھی۔۔۔

بلکہ اندھیرے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اچھی خاصی اسکے لفظوں کی سزا دے کر آیا تھا۔۔۔

کچھ نہیں ہوا،،، تم بتاؤ بیا کدھر ہے کافی دیر سے دکھی نہیں۔۔۔۔

ہاں یار میں بھی دیکھ رہی تھی۔۔۔پتا نہیں کہاں۔۔۔۔ارے وہ لالا کے ساتھ آ رہی ہیں۔۔۔

ابرش ابھی بات کر رہی تھی جب ابیہا اسے واسم کے ساتھ آتی دکھائی دی۔۔۔

اور بتاؤ رخصتی کا کب تک بول رہے ہیں؟؟؟؟

واسم نے ضارب کے ساتھ صوفے پر براجمان ہوتے سوال کیا۔۔۔ جبکہ ابیہا جا کر زرمینے اور ابرش کے درمیان میں بیٹھ گئی تھی۔۔۔

ہاں میری ابھی داداسائیں سے بات ہوئی بول رہے بس کچھ ہی دیر میں،،،، سگریٹ کا گہرا کش لیتے ضارب نے نارمل لہجے میں جواب دیا۔۔

جس پر واسم نے سر ہلایا۔۔۔

بیا زر؟؟؟ بیا اور زر جو ایک دوسرے سے باتوں میں مصروف تھی ابرش کے حیرت سے بلانے پر انکی طرف متوجہ ہوئیں۔۔۔

جی بیا اور زر کی جان۔۔۔

اسکے تھوڑے ہیلتھی اور بھرے بھرے وجود کو اپنے حصار میں لیتے بیا پیار سے بولی۔۔۔

جبکہ ابرش کے لہجے میں موجود حیرت کو دیکھتے ضارب واسم سمیت زارون بھی اسکی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔

تم لوگوں کا میک اپ ؟؟؟؟ کیا ہوا ہمارے میک اپ کو ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے انہوں نے سوالیہ اسکی طرف دیکھا۔۔۔

جبکہ ابرش کی بات پر واسم اور زارون کچھ چونکے تھے۔۔۔انہوں نے فورا اپنی بیویوں کے چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔لیکن انہیں تو سب نارمل ہی لگا ۔۔۔ضارب بھی ان سب کے چہروں کی طرف دیکھتے معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

لیکن کچھ خاص اندازہ نہیں لگا پایا۔۔۔اب وہاں موجود تمام افراد کی نظریں ابرش پر ٹکی تھیں۔۔۔

جو سسپنس پھیلا کر ابھی بھی انکے چہروں کو گھور رہی تھی۔۔۔

کیا ہوا گڑیا اچھی بھلی تو لگ رہی ہیں۔۔۔ نہیں لالا کچھ مسنگ ہے۔۔۔ دیکھیں انکے چہرے پر لپ اسٹک نہیں۔۔۔ حالانکہ ان دونوں نے میرے ساتھ پارلر والی سے لگوائی تھی۔۔۔

زارون کی بات کا جواب دیتے ہوئے وہ معصومیت سے بولی۔۔۔

ابرش کی بات پر یکدم ہی ان چاروں کے چہرے کا رنگ بدلہ تھا،،، زرمینے اور ایہا کا چہرہ جہاں شرم سے سرخ ہوا۔۔۔ وہی واسم زارون نے ضارب سے نظریں چرائی تھیں۔۔۔

وہ،،، کھانا کھایا تھا نا تھوڑی،،، دیر پہلے اتر گئی ہو گی۔۔۔

ایہا نے خجل سا ہوتے بات سنبھالنے کی کوشش کی۔۔۔ جبکہ ضارب کے سامنے بات کھلنے پر وہ چاہ کر بھی اپنے لہجے کو لڑکھڑانے سے نا روک سکی۔۔۔ زرمینے نے بھی فوراً اسکی تائید میں سر ہلایا۔۔۔

لیکن کھانا تو میں نے بھی کھایا تھا میری تو نہیں اتری۔۔۔

ابرش نے جواب دیتے انہیں لاجواب کیا۔۔۔جس پر وہ بیچاریاں شرمندہ ہو کر رہ گئیں۔۔۔

بس کریں ابرش جب وہ بول رہی ہیں تو کیوں آپ بات کی کھال اتارنے میں لگی ہوئی ہیں۔۔۔

معاملے کی گہرائی تک پہنچتے ضارب نے ابرش کو ذرا سختی سے ڈپٹا۔۔۔

جس سے اسکے نیلے سمندر میں فورا نمی چمکی تھی۔۔۔اور وہ روتے ہوئے اسکے قریب سے اٹھ کر واسم کے سائڈ آتے اسکے سینے سے لگ کر زار و قطار رونا شروع ہو گئی۔۔۔

دیکھ لیں لالا آپکے سامنے ہوتے ہوئے یہ مجھے کیسے ڈانٹ رہیں ہیں؟؟؟؟

جس کے جواب میں اب وہ بیچارہ کیا کہتا،،، ضارب نے اسے خاموش کروا کے اسکی ہیلپ ہی کی تھی ورنہ اسکی بہن نے تو اپنی معصومیت میں اسکا بھانڈا سب کے درمیان پھوڑنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔۔۔

ابرش کے ری ایکشن پر ضارب نے نفی میں سر ہلاتے ایک اور سگریٹ سلگائی تھی۔۔۔

جسے دیکھ کر عاقب لالا جنکا دھیان دور ہونے کے باوجود بھی انکی طرف ہی تھا ابرش کو روتے اور ضارب کو آرام سے سگریٹ سلگاتے دیکھ فوراً انکے قریب آئے تھے۔۔۔

ضارب کیا بولا ہے آپ نے گڑیا کو کیوں وہ ایسے رو رہی ہیں ؟؟؟انہوں نے ابرش کی حمایت کرتے ہوئے بڑے ہونے کا فرض نبھایا۔۔۔کیونکہ عظمی بیگم کی وجہ سے ابرش میں ان سب کی بھی جان بستی تھی۔۔۔

کچھ نہیں لالا بس ایسے ہی،،،زارون عاقب کو پہلی بار سیریس ہوتے دیکھ بات سنبھالنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔

زارون میں آپ سے بات نہیں کر رہا۔۔۔انہوں نے فوراً اسے ٹوکتے ضارب کی طرف سوالیہ دیکھا۔۔۔

لالا یہ ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہیں میرے ساتھ ،،، واسم کو خاموش بیٹھے اور عاقب کو حمایت میں بولتے دیکھ اس نے فوراً شکایت لگائی تھی۔۔۔

جس پر ضارب نے مزید اسے گھوری سے نوازا۔۔۔لالا یہ اپنی بچوں جیسی حرکتوں کی وجہ سے ڈانٹ سنتی ہیں ہمیشہ۔۔۔

حالانکہ ضارب کو عاقب کا درمیان میں مداخلت کرنا اچھا تو نہیں لگا۔۔۔پھر بھی انکے بڑے ہونے کا لحاظ کر گیا۔۔۔

تو پھر بھی آپکو خیال کرنا چاہیے نا،،، وہ چھوٹی سی تو ہیں،،، تھوڑا پیار سے سمجھا لیا کریں۔۔۔

اس بار انکے لہجے میں قدرے نرمی تھی انہوں نے مسکرا کر اشارے سے ابرش کو رونے سے منع کیا تھا۔۔۔

جبکہ انکی بات پر ابرش کو فوراً خاموش ہوتے دیکھ ضارب نے داد میں آبرو اچکائی۔۔۔

اور یار بس کر دو۔۔۔میں تمہیں کب سے دیکھ رہا ہوں۔۔۔ پچھلے پندرہ منٹ میں تمہاری کوئی یہ پانچویں سگریٹ ہے۔۔۔اتنی سگریٹ نوشی صحت کیلئے اچھی نہیں ہوتی۔۔۔

ضارب کے قریب بیٹھتے ہوئے انہوں نے پیار سے سمجھانا چاہا۔۔۔

جس پر ضارب کے جواب دینے سے پہلے ہی ابرش بول اٹھی تھی۔۔۔

کیوں روک رہے ہیں لالا،،، پینے دیں انہیں۔۔۔مجھے تو لگتا ہے انکی بیوی میں نہیں بلکہ یہ سگریٹ ہے جسے یہ ہر وقت منہ سے لگائے رکھتے ہیں۔۔۔

ضارب کے لبوں میں دبی سگریٹ کو دیکھ کر غصے سے بولی تھی۔۔۔جسے سن کر سب نے ضارب کے چہرے کی طرف دیکھا جہاں توقع کے برعکس اس وقت گہری مسکراہٹ چھائی ہوئی تھی۔۔۔

سگریٹ جتنی بھی نقصان دہ ہو

مگر تباہ کرنے میں انسان کا مقابلہ نہیں کر سکتی

ہونٹوں پر مسحور کر دینے والی مسکراہٹ اور آنکھوں میں وحشت کی سرخی اتر آئی تھی۔۔۔

جسے دیکھ کر عاقب لالا چونکے تھے۔۔۔البتہ اسکی بات کی گہرائی ناپے بنا ابرش نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

ضارب شاہ نے ایک نظر اپنی باربی کے بنے ہوئے منہ کی طرف دیکھا۔۔۔اور پھر مسکراتے ہوئے کچھ کہنا چاہا۔۔۔جب ابرش نے اپنی نازک چھوٹی ہتھیلی اٹھاتے اسے بولنے سے روکا۔۔۔

بس کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں مجھے پتا چل گیا آپکی زندگی میں میری کیا حیثیت ہے۔۔۔آنکھوں میں نمی لیے نروٹھے پن سے بولتی اٹھ کر اپنے بابا سائیں کی طرف بڑھی تھیں۔۔۔

جبکہ پیچھے ضارب نے گہرا سانس کھینچتے ہوئے ارد گرد بیٹھے اپنی بیوی کے حمایتیوں کو دیکھا۔۔۔

اور پھر اٹھ کر اپنے بندوں کو کچھ اشارہ کیا تھا۔۔۔جس کی تکمیل کیلئے وہ فورا بھاگے ۔۔۔

اور لمحے کے ہزارویں حصے میں ایک بار پھر ہال کی تمام لائٹس آف ہوئیں تھیں ۔۔۔جسکی وجہ سے جو جہاں تھا وہی تھم کر رہ گیا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

ایک مین سپورٹ لائٹ نے ابرش ،،، جبکہ دوسری نے ضارب شاہ کو اپنے احاطے میں لیا۔۔۔

اور ساتھ ضارب کے اشارے پر ڈی جے نے دھیمے سروں میں میوزک پلے کیا تھا۔۔۔

ہال میں موجود سبھی افراد دنگ نگاہوں سے کبھی پنجاب کے ایم این اے اور شاہ پور کے سردار ضارب شاہ کو تو کبھی ابرش ضارب شاہ کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

جو اس اچانک رونما ہونے والی سچویشن کو نا سمجھتے ہوئے خود بھی پریشان نگاہوں سے ضارب کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

جس پر مسکراتے ہوئے ضارب نے قدم اسکی طرف بڑھائے تھے اور ساتھ ہی اپنی بھاری گھمبیر آواز کا جادو جگایا تھا۔۔۔

تیرے سنگ یارا

خوش رنگ بہاراں

توں رات دیوانی

میں زرد ستارہ

اسکے نیلے سمندر پر اپنے ہرے کانچ گاڑھتے اس سے چند قدموں کے فاصلے پر آ کر رکا۔۔۔

گانے کے بولوں اور ضارب شاہ کی آنکھوں میں نظر آتے جذبات کو دیکھتے اس نے فوراً اپنی نظریں جھکائی تھیں۔۔۔

البتہ ضارب کی خوبصورت آواز پر پورا ہال تالیوں اور سیٹیوں سے گونج اٹھا تھا ۔۔۔

اوہ کرم خدایا ہے،،،، تجھے مجھ سے ملایا ہے

اسکے ہاتھ نرمی سے تھامتے اسے ہلکا سا کھینچ کر سینے سے لگایا

تجھ پہ مر کے ہی تو،،،، او او او

مجھے جینا آیا ہے۔۔۔

اسکے چہرے پر جھولتی لٹ کو کان کے پیچھے اڑستے اسکی پیشانی سے اپنی پیشانی ٹکرائی۔۔۔

او تیرے سنگ یارا خوش رنگ بہاراں

توں رات دیوانی،،،،، میں زرد ستارہ

او تیرے سنگ یارا خوش رنگ بہاراں

میں تیرا ہو جاؤں توجو کر دے اشارہ

اسے گھما کر اسکی پشت اپنے سینے سے لگاتے ہوئے ڈانس کے ہلکے سٹیپ لینے لگا تھا۔۔۔

جس پر ایک خوبصورت مسکراہٹ نے ابرش کے لبوں کا احاطہ کیا۔۔۔

جبکہ انکو ڈانس کرتے دیکھ آس پاس جتنے بھی ینگ کپلز تھے سب اپنے پارٹنر کے ساتھ انکے گرد گھیرہ بناتے ڈانس کرنے لگے۔۔۔

جسے دیکھ کر ابیہا کا دل بھی ہوا ڈانس کا اس نے واسم کی طرف دیکھا لیکن وہاں نو لفٹ کا بورڈ لگا ہوا تھا۔۔

کہیں کسی بھی گلی میں جاؤں میں تیری خوشبو سے ٹکراوں میں

ہر رات جو آتا ہے مجھے وہ خواب توں

اسکے گرد گھومتے ہوئے ہلکا سا جھک کر اسکی ناک میں پہنی نوز پن کو لبوں سے چھوا

تیرا میرا املناد ستور ہے تیرے ہونے سے مجھ میں نور ہے

□ ❤میں ہوں سونا سا اک آسمان مہتاب تو

او کرم خدایا ہے تجھے میں نے جو پایا ہے۔۔۔

وہ ایک بار پھر رک کر لو دیتی نگاہوں سے اسکے معصوم چہرے کو تکنے لگا

تجھ پہ مر کے ہی تو مجھے جینا آیا ہے

ضارب کی نظروں کو محسوس کرتے ابرش نے بھی جھکی پلکیں اٹھائیں تھیں

۔۔۔

اور ان ہرے کانچ کے جذبات میں جیسے کھو سی گئی۔۔۔

دیکھیں ضارب لالا ابرش سے کتنی محبت کرتے ہیں اور ایک آپ ہیں،،،
جنہیں رعب جھاڑنے کے علاوہ کوئی کام نہیں۔۔۔

ان دونوں کو مسکراتی نگاہوں سے دیکھتے ابیہا نے شکایت بھری نظروں سے واسم کی طرف دیکھا۔۔۔

جس پر اس نے اسے گھوری سے نوازا۔۔۔

جسکا اثر لیے بنا ہی ابیہا اٹھ کر وہاں سے جانے لگی۔۔۔جب واسم نے ابیہا کا ہاتھ تھام کر اسے روکا اور پھر اسکے بنے ہوئے کو دیکھ کر اسے لے سب کے درمیان آیا تھا۔۔۔

جسکے آنے سے پہلے ہی ضارب شاہ اپنی باربی کو اٹھاتا ایک سائڈ ہو چکا تھا۔۔۔

میں نے چھوڑیں ہیں باقی سارے راستے بس آیا ہوں تیرے پاس رے
میری آنکھوں میں تیرا نام ہے پہچان لے

اسے ہلکا سا گھما کر اپنے سینے سے لگاتے گہری نگاہوں سے دیکھا۔۔۔

تبھی زارون شاہ نے بھی اپنی زندگی کے ساتھ وہاں اینٹری ماری۔۔۔ بھلا چھوٹا شاہ اپنے بھائیوں کو موڈ میں دیکھتے پیچھے رہ سکتا تھا۔۔۔

سب کچھ میرے لیے تیرے بعد ہے سو باتوں کی اک بات ہے
میں نا جاؤں گا کبھی تجھے چھوڑ کے یہ جان لے

زرمینے کی پیشانی پر پیار کرتے جیسے وعدہ کیا

او کرم خدایا ہے تیرا پیار جو پایا ہے

گانے کے آخری بولوں پر شہیر خان نے پہلو میں بیٹھی اپنی ناراض سی دلہن کے ہاتھ کو تھام کر لبوں سے لگا یا۔۔۔

جس پر تاشے نے اپنا ہاتھ کھینچنا چاہا لیکن خان نے گانے کے اگلے بول دوہراتے اسکا ہاتھ اپنے دل مقام پر رکھا

تجھ پہ مر کے ہی تو مجھے جینا آیا ہے

جسکی دھڑکن کو محسوس کرتے ہوئے تاشے کا دل زوروں سے دھڑکا۔۔۔

لیکن پھر شہیر خان نے جو اسے اتنا رولایا اسکی محبت کو ٹھکرایا تھا اسے یاد کرتے ہوئے اس نے غصے سے اپنا ہاتھ اسکی گرفت سے آزاد کروایا۔۔۔

جس پر اب شہیر کو بھی غصہ آیا تھا،، لیکن موقع محل دیکھتے ہوئے لب بھینچ کر خاموشی اختیار کر لی۔۔۔

گانا ختم ہوتے ہی پورا ہال ایک بار پھر تالیوں سے گونج اٹھا تھا۔۔۔جبکہ اپنے اپنے ہمسفر کو دیکھتے سب کے چہروں پر جہاں حسین مسکراہٹ چھائی ہوئی تھی ۔۔۔

وہی آج موسی شاہ کو یاد کرتے نجمہ بیگم کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔۔جنہیں انہوں نے اپنا رخ موڑتے ہوئے دوسروں سے چھپانا چاہا۔۔۔لیکن اسکے باوجود بھی زرمینے جسکا دھیان انکی طرف ہی تھا۔۔۔زارون سے اپنا ہاتھ چھڑوا کر انکی طرف بڑھی۔۔۔

دوسری طرف حیدر شاہ نے بھی مسکراتے ہوئے بے ساختہ ساتھ کھڑیں عمائمہ بیگم کا ہاتھ تھاما تھا۔۔۔

جنکے بالکل ساتھ ہی ارمغان شاہ اپنی دونوں بیگمات کے ساتھ کھڑے تھے ۔۔۔ایک طرف روباب جنہوں نے اپنے بچوں کو خوش دیکھ کر مسکراتے ہوئے انکا دایاں کندھا تھام رکھا تھا۔۔۔

جبکہ دوسری عظمی جنکے لبوں پر بھی ایک حسین مسکراہٹ تھی۔۔۔

انہوں نے مسکرا کر تالیاں بجاتے ہوئے بے ساختہ ہی اپنے ساتھ کھڑے ارمغان شاہ کو دیکھا تھا۔۔۔

اور انہیں چند گھنٹوں پہلے کی گئی انکی جسارت یاد آئی تھی۔۔۔جس سے ایک بار پھر انکا خوبصورت چہرہ سرخ ہوا۔۔۔

لیکن پھر روباب کو انکے ساتھ کھڑا دیکھ انہیں یہ سب ٹھیک نہیں لگا،،،وہ مسکراتی نظروں سے ان دونوں کو دیکھتیں دل میں انکے صدا خوش رہنے کی دعا کرتیں وہاں سے ہٹنے لگیں۔۔۔کیونکہ انہیں اپنا آپ انکے درمیان بے معنی لگ رہا تھا۔۔۔

جب ارمغان شاہ نے انکا ہاتھ تھامتے انہیں دوبارہ روکا۔۔۔

عظمی نے حیرت سے پلٹ کر انکے ہاتھ میں تھامے اپنے ہاتھ کو دیکھا اور پھر انکے چہرے کی طرف لیکن وہ انکی طرف متوجہ نہیں تھے۔۔۔

ہاتھ کھینچ کر چھڑوانے کی کوشش کی۔۔۔لیکن اس میں بھی کامیاب نا ہو سکیں

۔۔۔

سائیں۔۔۔

عظمی کے لہجے میں ایک التجا تھی۔۔۔

لیکن ارمغان شاہ سننے کے موڈ میں نہیں تھے انہوں نے رخ موڑ کر سپاٹ نظروں سے انکی طرف دیکھا۔۔۔

جن میں ایک وارننگ تھی۔۔۔کہ چپ چاپ یہاں کھڑیں رہیں۔۔۔جسے سمجھتے ہوئے انہیں بھی مجبوری میں خاموشی اختیار کرنی پڑی تھی۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

قرآن پاک کے سائے تلے رومان شاہ اپنی گڑیا کو سینے سے لگائے ہال کے اینٹرس پر گاڑی تک لایا تھا۔۔۔

جسکی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر بکھرتے اسکے کوٹ کو بھیگا رہے تھے۔۔۔

گاڑی کے قریب پہنچتے اس نے تاشے کو دھیرے سے خود سے الگ کیا۔۔۔

اور بہت نرمی سے اسکے بہتے ہوئے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے اسکی صبیح پیشانی پر محبت سے بوسہ دیا۔۔۔

صدا خوش رہے میری گڑیا بس یہی دعا ہے۔۔۔

" بھائی۔۔۔

رومان کے مسکرانے پر وہ شدت سے روتی ہوئی ایک بار پھر اسکے سینے کا حصہ بنی تھی۔۔۔

جسے دیکھ کر وہاں موجود تمام عورتوں سمیت مردوں کی آنکھیں بھی نم ہوئیں تھیں۔۔۔

نجمہ بیگم کو تو ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اپنی زر مینے کو ہی دوبارہ رخصت کر رہی ہیں ۔۔۔بس فرق صرف اتنا تھا کہ اس نے رخصت ہو کر شاہ حویلی واپس لوٹ کر نہیں جانا تھا۔۔

بلکہ خان ولا کی رونق بننا تھا۔۔۔ جسکے بارے میں سوچ کر انکا دل کٹ رہا تھا۔۔۔

تاشے کے یوں رونے پر جہاں ابیہا زر مینے کی آنکھیں چھلکی تھیں۔۔۔وہی ابرش نے بچوں کی طرح رونا شروع کر دیا تھا۔۔۔

جسے فوراہی عظمی بیگم نے اپنے سینے میں بھینچا وہ علیحدہ بات تھی کہ آنسوانکی آنکھوں سے بھی متواتر بہہ رہے تھے۔۔۔

خان نے لب بھینچ کر اپنی زوجہ محترمہ کو دیکھا تھا جو اپنے بھائی کا پہلو چھوڑنے کو تیار ہی نہیں تھیں۔۔۔ جبکہ اسکے بہتے ہوئے آنسو اسے اپنے دل پر گرتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔

گڑیا رخصتی کیلئے دیری ہو رہی ہے۔۔۔اسے خود سے الگ نا ہوتے دیکھ رومان نے پیار سے سمجھانا چاہا۔۔۔

جس پر فوراً ہی تاشے نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

مجھے کہیں نہیں جانا آپکو چھوڑ کر۔۔۔آپ بارات واپس بھیج دیں۔۔۔ضدی لہجے میں کہتے ہوئے اسکے سینے میں مزید چہرہ چھپایا۔۔۔

تاشے کی معصوم بات پر جہاں سب لوگوں کے لبوں پر مسکراہٹ چھلکی تھی وہی شہیر خان کے دل کو ہاتھ پڑا تھا۔۔۔

اس نے حیرت اور پریشانی سے تاشے کی پشت کو دیکھا۔۔۔اسکے چہرے کی اڑی رنگت کو دیکھتے۔۔۔

زارون شاہ سمیت رومان نے بھی قہقہہ لگایا تھا۔۔۔جبکہ ضارب واسم کے چہرے پر دھیمی مسکراہٹ تھی۔۔۔

جس پر وہ خجل سا ہوتا فوراً چہرہ جھکا گیا۔۔۔

تاشے گڑیا آپ تو میری سمجھدار بہن ہیں نا پھر کیوں ضد کر رہی ہیں؟؟؟

رومان کو بے بس ہوتے دیکھ ضارب مسکراتے ہوئے آگے بڑھا تھا۔۔۔اور تاشے کو رومان سے الگ کرتے ہوئے پیار سے بولا۔۔۔

لالا مجھے نہیں جانا کہیں بھی کسی کے ساتھ۔۔۔

ضدی لہجے میں کہتے اس نے ایک بار پھر نفی میں سر ہلایا،،، جبکہ آنکھوں سے آنسواب بھی جاری تھے۔۔۔

جسے دیکھتے ضارب نے نرمی سے اسے اپنے ساتھ لگایا۔۔۔

ایسا نہیں ہوتا نا گڑیا،،،، یہ تو دنیا کی ریت ہے جسے ہر حال میں نبھانا ہی پڑتا ہے

۔۔۔

لالا ہمیشہ لڑکیوں کو ہی کیوں یہ ریت نبھانی پڑتی ہے لڑکوں کو کیوں نہیں۔۔۔

کیونکہ بیٹیاں بہادر ہونے کے ساتھ بہت نرم دل کی مالک ہوتیں ہیں۔۔۔جو اپنوں کو چھوڑ کر غیروں کو بھی بہت جلد اپنا بنا لیتی ہیں۔۔۔انکے دل میں بہت

وسعات ہوتی ہے۔۔۔وہ ہر درد غم سہہ کر بھی مسکراتیں ہیں۔۔۔جبکہ مرد کا دل اتنا وسیع نہیں ہوتا۔۔۔

نرمی سے سمجھاتے ہوئے اسکے سر پر پیار کیا۔۔۔

پھر بھی لالا،،،اوں ہوں اچھے بچے ضد نہیں کرتے۔۔۔تاشے نے الگ ہو کر کچھ کہنا چاہا جب ضارب نے نفی میں سر ہلاتے اسکے آنسو صاف کیے اور اسے ساتھ لیتے خود آگے بڑھ کر اس کیلیئے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا۔۔۔

جس پر تاشے نے نم آنکھوں سے اسکی طرف دیکھا اور پھر ایک نظر اپنے بھائی کی طرف جسکی آنکھوں میں نمی جبکہ ہونٹوں پر نرم مسکراہٹ تھی۔۔۔

جسے دیکھنے کے بعد وہ نا چاہتے ہوئے بھی نم آنکھوں کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔۔۔جسکے بیٹھنے پر باقی سب کا تو پتا نہیں البتہ شہیر خان نے ضرور سکھ کا سانس لیا تھا۔۔۔پھر مسکراتے ہوئے سب سے ملنے لگا۔۔۔

خان لالا یہاں سب سے ملنے ملانے پر مزید ٹائم ویسٹ نا کریں کہیں ایسا نا آپکی دلہن کا موڈ پھر سے بدل جائے،،، اور تاشے کی بجائے آپکو اپنا بوریہ بستر لے کر شاہ حویلی میں شفٹ ہونا پڑے۔۔۔

خان سے گلے ملتے ہوئے زارون شاہ شرارت سے گویا ہوا تھا۔۔۔جس پر ایک نرم مسکراہٹ اسکے ہونٹوں پر آئی تھی۔۔۔

خان تو اپنی محبت کیلئے یہ دنیا چھوڑ دے گھر بار چھوڑنا کونسی بڑی چیز چھوٹے سائیں۔۔۔

مسکرا کر زارون کی طرف دیکھتا۔۔۔ضارب شاہ سے اجازت لیتا دوسری طرف سے آکر گاڑی میں براجمان ہوا۔۔۔

جسکے بیٹھتے ہی ڈرائیور نے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔۔

جبکہ پیچھے اسکے لفظوں کو یاد کرتے زارون شاہ نے مسکراتے ہوئے تاشے کی قسمت پر رشک کرتے ان دونوں کی خوشیوں کیلئے دعا کی۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

خان ولا پہنچتے ہی ان دونوں کا شاندار استقبال کیا گیا تھا۔۔۔

ظفر خان نے نا صرف ان کے سر پر سے ہزاروں روپے وار کر ملازموں کو دیئے بلکہ اکٹھے تین چار بھاری خوبصورت بکروں کو انکا ہاتھ لگوا کر صدقہ کیا گیا۔۔۔

انکی اتنی محبت اور ماں سا کی چاہت کو دیکھتے ہوئے تاشے کے چہرے پر بھی بھولی بسری سی مسکراہٹ نے اپنا احاطہ کیا تھا۔۔۔

ویسے تو ماں سا اپنے اکلوتے بیٹے کی شادی پر بہت ساری رسمیں کرنا چاہتیں تھیں ۔۔۔ لیکن تاشے کی طبیعت کا خیال کرتے جسکا نازک وجود ابھی بھی ہلکے ہلکے بخار سے تپ رہا تھا۔۔۔

قرآن پاک پڑھوانے اور کھیر سے منہ میٹھا کروانے کی رسم کے بعد اسے شہیر خان کے کمرے میں پہنچا دیا گیا تھا۔۔۔

البتہ شہیر ابھی بھی اپنے دوستوں اور کزنوں کے ساتھ مصروف تھا جو اتنی جلدی اسکی جان چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔۔۔

شہیر خان کی والدہ تاشے کو اسکے کمرے میں بٹھا کر آرام کرنے اور اپنا خیال رکھنے کی تنقید کرتیں مسکرا کر اسکی پیشانی پر پیار کرتے ہوئے چلی گئیں تھیں

۔۔۔

جنکے جاتے ہی تاشے جس نے رسمی سی مسکراہٹ اپنے چہرے پر سجا رکھی تھی

۔۔۔

اسکے چہرے کے تاثرات سپاٹ ہوئے تھے۔۔۔اس نے سرسری سی نظر شہیر خان کے وسیع کمرے پر دوڑائی تھی۔۔۔ جسکی ہر چیز اس کمرے کے مالک کے اعلی ذوق کا ثبوت تھی۔۔۔

اوپر سے گلاب موتیے اور سینٹ کینڈلز کی سجاوٹ نے اسے اور بھی خوبصورت بنا دیا تھا۔۔۔

تاشے کی نظریں سائڈ ٹیبل پر سجی شہیر کی تصویر پر آکر رکی تھی۔۔

جس میں ہمیشہ کی طرح وہ بہت ہینڈ سم اور کول لگ رہا تھا۔۔۔لیکن آج اسے دیکھ کر تاشے کی دل کی دھڑکن نہیں بڑھی تھی۔۔۔

بلکہ اس دن کی جانے والی اپنی تذلیل یاد آئی تھی۔۔۔جس سے ایک غصے کی لہر اسکے وجود میں سرائیت کر گئی۔۔۔

اس نے ایک نظر آئینے میں نظر آتے اپنے سجے سنورے روپ کو دیکھا۔۔۔

جس سے ایک تلخ مسکراہٹ نے اسکے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔۔۔

وہ اپنی کی جانے والی بے عزتی کیلئے کبھی بھی شہیر خان کو معاف کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔۔۔تو پھر کیونکر سج سنور کر اسکا انتظار کرتی۔۔۔

وہ تیزی سے اٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آئی۔۔۔اور اپنی جیولری اتارنی شروع کی۔۔۔

اتار بھی کیا رہی تھی بلکہ نوچ نوچ کر پھینک رہی تھی۔۔۔اور ساتھ ساتھ آنکھوں سے گرم سیال بھی بہہ رہا تھا۔۔۔

ناک میں پہنی نتھ کو اتارتے وہ اچھا خاصہ خود کو زخمی کر چکی تھی۔۔۔ لیکن غصہ اس حد تک زیادہ تھا کہ اسے کوئی بھی تکلیف محسوس نہیں ہو رہی تھی۔۔۔

ہاتھوں میں پہنے کنگن اور چوڑیوں کو اتارتے اس نے سر پر پنز کے سہارے ٹکے ڈوپٹے کو کھینچ کر اتارا تھا اور اسے زمین پر پھینکنے کے بعد تیز قدموں سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

دوسری طرف خان جو بمشکل اپنے کزنز سے جان چھڑوا کر آیا تھا۔۔۔ دروازہ کھولتے ہی اسکی پہلی نظر زمین پر پڑے تاشے کے ڈوپٹے پر پڑی تھی اور پھر ڈریسنگ ٹیبل اور کچھ زمین پر بکھری اسکی جیولری پر۔۔۔
جس سے اسکے لبوں پر چھائی مسکراہٹ سمٹی تھی۔۔۔

اسی وقت تاشے ڈریسنگ روم سے کپڑے لے کر نکلی،،، جسکی سیدھی نظر دروازے میں کھڑے شہیر خان پر پڑی۔۔

جسے ایک نظر دیکھنے کے بعد وہ اگنور کرتی ہوئی واشروم کی طرف بڑھی تھی

اور اس سے پہلے وہ واشروم میں بند ہوتی۔۔۔ شہیر خان غصے سے دروازہ بند کرتے تیز قدموں سے لمبے ڈگ بھرتا اسکے قریب پہنچ کر اسکا نازک ہاتھ اپنی سخت گرفت میں لے چکا تھا۔۔۔

تاشے نے پلٹ کر اسکے ہاتھ میں پکڑے اپنے ہاتھ کو دیکھتے غصے سے اسے گھورا

یہ کیا بدتمیزی ہے شہیر خان ہاتھ چھوڑیں میرا۔۔۔آپکی ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی۔۔۔

اسکی گرفت سے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرتی غصے سے بولی تھی۔۔۔

جس پر شہیر نے اسے سپاٹ نظروں سے دیکھا۔۔۔

بد تمیزی میں نہیں بلکہ آپ کر رہی ہیں۔۔۔ شوہر ہوں میں آپکا،،، مکمل حق رکھتا ہوں آپ پر۔۔اس لیے یہ بات تو نا ہی کریں تو بہتر ہو گا۔۔۔

اسکا ہاتھ کھینچ کر اسے اپنے قریب کرتا سپاٹ لہجے میں بولا۔۔۔

ہاتھ چھوڑیں میرا؟؟؟

نہیں چھوڑوں تو کیا کر لیں گی آپ؟؟؟؟

اسکی آنکھوں میں دیکھتے دو بدو بولا تھا۔۔۔ جس پر تاشے نے غصے سے دانت پیسے تھے۔۔۔

شہیر خان میں آپ سے کوئی بحث نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ بہتر یہی ہو گا آپ شرافت سے میرا ہاتھ چھوڑ دیں ورنہ۔۔۔۔

تاشے کے لہجے میں وارننگ تھی۔۔۔

ورنہ کیا؟؟؟؟

شہیر کی آنکھوں میں چیلنج تھا۔۔۔جسے دیکھنے کے بعد تاشے کا غصہ سوا نیزے پر پہنچا تھا۔۔۔اور اس نے آو دیکھا نا تاو۔۔۔اپنے تیز دانت اسکے ہاتھ میں گاڑھ دیئے۔۔۔

لیکن شہیر کے منہ سے اف تک نا نکلی۔۔۔بلکہ ان سب کے دوران وہ اسے محبت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

تاشے کو اپنے منہ میں خون کا ذائقہ گھلتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

جس پر وہ فورا پیچھے ہوئی۔۔۔

شہیر خان نے ایک نظر اپنے ہاتھ کو دیکھا جس پر اچھا خاصا زخم بن چکا تھا اور پھر بہت محبت سے اسکے چہرے کی طرف جسکے سرخ لبوں پر اسکا خون لگا ہوا تھا،، بکھرے ہوئے بال اور گہری سانسیں لیتا اسکا وجود شہیر کو اس پر کسی خون پینے والی ویمپ کا گمان ہوا تھا۔۔۔

جسکی خوبصورتی میں اسے اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

جبکہ اسکے برعکس اب تاشے کی آنکھوں میں بے بسی سے آنسو آگئے تھے۔۔۔

جسے دیکھنے کے بعد وہ اسکے قریب ہوا تھا۔۔۔

تاشے۔۔۔

شہیر کے لہجے میں ایک آنچ تھی۔۔۔

تاشے نے نظریں اٹھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔ شہیر نے اسکے ہاتھ سے کپڑے لے کر ایک طرف رکھے صوفے پر پھینکے اور مزید قریب ہوتے اسکے دونوں ہاتھوں کو تھاما۔۔۔

کیوں تھکا رہی ہیں خود کو بھی اور مجھ کو بھی،،،، آخر مجھ سے ایسی کونسی غلطی سرزرد ہوئی ہے جس کی آپ یوں مجھے سزا دے رہی ہیں۔۔۔

اسکی پیشانی پر اپنی پیشانی ٹکاتے پرسوز لہجے میں بولا۔۔۔

اسکے یوں قریب آنے پر تاشے کا دل دھڑکا لیکن ساتھ میں اپنی بے عزتی بھی یاد آئی۔۔۔

اسکی گرفت ہلکی محسوس کر کے ہاتھ چھڑوا کر وہ فورا پیچھے ہوئی۔۔۔

واہ کتنی جلدی بھول گئے آپ شہیر خان۔۔۔

لیکن میں نہیں بھولی،،،، نہیں بھولی میں وہ بے عزتی جو آپ نے میری کی تھی ،،،، میرے کردار کو نشانہ بنایا۔۔۔آخر کیا قصور تھا میرا؟؟؟؟ صرف اتنا ہی نا کہ میں نے آپ سے محبت کی،،،، جسکے اظہار سے پہلے ہی آپ نے اسکا گلا بے دردی سے گھونٹتے میری عزت نفس کی توہین کی۔۔۔

میری نسوانیت کی توہین کی۔۔۔

کیا بولا تھا آپ نے اچھی لڑکیوں کو یہ سب حرکتیں زیب نہیں دیتیں۔۔۔اپنے جذبات پر قابو رکھنا سیکھیں۔۔۔

میرے اندر ایسی کونسی غلط حرکتیں دیکھ لیں تھیں آپ نے جو ایسے لفظوں سے میری تذلیل کی،،،، مجھے یہ احساس دلا کر کہ میرا کردار اچھا نہیں مجھے میری ہی نظروں سے گرانا چاہا۔۔۔

اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر وہ غصے سے روتے ہوئے چلائی۔۔۔

آپ سوچ بھی نہیں سکتے آپکے ان لفظوں نے میری روح کو کتنی تکلیف پہنچائی ،،،، کتنی راتیں میں نے صرف یہ سوچ سوچ کر روتے ہوئے نکال دی کہ پتا نہیں میرا کردار کیسا ہے۔۔۔ کہ وہ شخص جسے میں نے اپنے بھائی کے بعد سب سے زیادہ چاہا دعاؤں میں مانگا وہی مجھے میرے کردار کے طعنے دے رہا ہے۔۔۔

شدت سے روتے ہوئے وہ ٹوٹ کر بکھرتی زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔۔۔

ہلکے ہو چکے بخار کی شدت اب پھر سے تیز ہونے لگی تھی۔۔۔اور اس نے صبح سے سوائے ایک جوس کا گلاس پینے کے کچھ کھایا بھی نہیں تھا۔۔۔

جس کی وجہ سے اسے چکر آنے لگے تھے ،،، پورے وجود سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔

تاشے۔۔۔آپ مجھے غلط سمجھ رہی ہیں۔۔

اسکے زمین پر بیٹھنے پر شہیر فورا گھٹنوں کے بل بیٹھتا اسکے قریب ہوا تھا۔۔۔

جب تاشے نے اسکے ہاتھوں کو جھٹکنا چاہا۔۔۔ لیکن وہ اسے زبردستی گود میں اٹھا کر بیڈ پر بٹھاتا خود اسکے قدموں میں بیٹھا۔۔۔

صرف ایک بار میری بات سن لیں۔۔۔

نہیں سننی مجھے آپکی کوئی بھی بات۔۔۔ آپ کو سننی ہو گی۔۔۔ اسکے انکار پر اب کے وہ غصے سے دھاڑا۔۔۔

جس پر وہ کانپی تھی۔۔۔

آپکو کیا لگتا ہے۔۔۔ آپکو یہ سب باتیں کر کے میں سکون میں رہا۔۔۔ اپنے دل پر پتھر رکھتے ہوئے جو منہ سے یہ الفاظ نکالتے وقت خون کے آنسو رو رہا تھا،،،

صرف آپکو خود سے بدزن کرنے کیلئے بولا تھا۔۔۔

تاکہ آپ دوبارہ میرے قریب آنے کی کوشش نا کریں۔۔۔ آپ میرے سردار سائیں کے گھر کی عزت تھیں،،، میں کیسے آپکو بڑھاوا دیتا۔۔۔ میں کیسے

اپنے سائیں کو دھوکا دے دیتا،،،، انکے اعتماد کو ٹھیس پہنچاتا،،،، آپ سمجھتی کیوں نہیں میری مجبوری۔۔۔

وہ بے بس ہوتے چلایا تھا۔۔۔

تاشے کے بہتے ہوئے آنسو تھمے۔۔۔

لیکن اسکا مطلب یہ تو نہیں آپ میری کردار کشی کرتے۔۔۔

تاشے کے لہجے میں گہرا درد بول رہا تھا۔۔۔

میری بات سنے۔۔۔ اسکے لہجے کے درد کو محسوس کرتے وہ ایک بار پھر اسکے قریب ہوا تھا۔۔۔

آپ نے میری بات کا غلط مطلب نکالا ہے۔۔۔ میں نے کوئی بھی آپکی کردار کشی نہیں کی۔۔۔ بس یہ بولا تھا،،، کہ اپنے جذبات کو کنٹرول کریں۔۔۔

کیونکہ میں جانتا تھا جس راہ کی آپ مسافر بن رہی ہیں اسکی کوئی منزل نہیں۔۔۔
میری آپکے ساتھ شادی کبھی بھی نہیں ہو سکتی تھی۔۔۔

اچھا تو پھر آج کیسے ہو گئی؟؟؟

مجھے نہیں پتا۔۔۔

ایک حرفی جواب۔۔۔

پھر جھوٹ آپ نے مجھے بچی سمجھ رکھا ہے۔۔۔ کہ جو آپ کہتے جائیں گے میں مانتی جاؤں گی۔۔۔

شہیر خان نے بے بسی سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

میرا یقین کریں۔۔۔ مجھے سچ میں نہیں پتا تھا میری شادی آپ کے ساتھ ہو رہی ہے۔۔۔ وہ تو سردار سائیں

اسکے دونوں ہاتھوں کو تھامتے وہ اسے بتانا چاہتا تھا جو کچھ بھی کیا ضارب شاہ نے کیا۔۔۔

لیکن اس سے پہلے وہ اسکے ہاتھوں کو جھٹکتے ہوئے اٹھی تھی۔۔۔

نہیں سننی مجھے کوئی بھی بات آپکی اور ناہی یقین کرنا ہے۔۔۔سپاٹ لہجے میں بولتے ہوئے وہ وہاں سے جانے لگی جب شہیر نے تیزی سے اسکا ہاتھ تھامتے اپنی طرف کھینچا تھا۔۔۔

جس سے وہ اسکے کشادہ سینے سے ٹکرائی۔۔۔

تاشے نے حیرت بھری نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

جسکا چہرہ اب بالکل سپاٹ ہو چکا تھا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

سمجھتی کیا ہیں آپ خود کو ہاں۔۔۔

کب سے پیار سے سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں،،، لیکن آپکی سوئی ہے کہ ایک ہی بات پر اٹکی ہوئی ہے۔۔۔

اسکے ہاتھ پر پکڑ مظبوط کرتے غصے سے بولا۔۔۔

"شہیر۔۔۔

تاشے نے تکلیف محسوس کرتے اسے ٹوکنا چاہا۔۔۔جب شہیر خان نے اسکے لبوں پر انگلی رکھتے اسے خاموش کروایا۔۔۔

اب آپکی آواز نا آئے۔۔۔

اس کے لہجے میں وارننگ تھی۔۔۔

جبکہ اسکے پل میں بدلتے روپ کو دیکھ کر وہ سہمی۔۔۔

پہلی بات میں نے آپ سے کوئی جھوٹ نہیں بولا۔۔۔مجھے سچ میں نہیں پتا تھا کہ میری شادی آپ سے ہو رہی ہے۔۔۔

یہ سب کچھ سردار سائیں نے کیا۔۔۔مجھے تو خبر تک نہیں تھی۔۔۔مجھے خود جب آپ ہال میں آئی تب پتا چلا۔۔۔ایون نکاح کے وقت بھی میرے حواسوں پر آپ اس قدر حاوی تھیں کہ میں دلہن کا نام بھی ٹھیک سے سن نہیں پایا۔۔۔

اس چیز سے ہی اندازہ لگا لیں کہ مجھے آپ سے کتنی محبت ہے۔۔۔

اور آپ کہہ رہی ہیں۔۔۔میں آپ سے جھوٹ بول رہا ہوں۔۔۔

آپ خود ہی بتائیں آپ سے جھوٹ بول کر مجھے کیا حاصل ہو جائے گا۔۔۔کچھ بھی تو نہیں۔۔۔

اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔۔۔

تاشے نے اسکی آنکھوں میں سچائی دیکھتے نظریں جھکائیں۔۔۔

میری سانسوں میں بسی ہیں آپ۔۔۔ میرے دل کی دھڑکن ہیں۔۔۔ میرے رب سے مانگی ہوئی پہلی اور آخری دعا۔۔۔میں آپکو تکلیف پہنچانے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔۔۔

اس لیے یہ بات دل سے نکال دیں کہ میں نے آپکی کردار کشی کی۔۔۔ میں مر کر بھی کبھی آپکے بارے میں ایسا نہیں سوچ سکتا۔۔۔

دھیمے لہجے میں بولتے ہوئے اسکی پیشانی سے اپنی پیشانی ٹکائی۔۔۔

یکدم ہی اسکے لہجے میں ایک تھکن اتر آئی تھی۔۔۔ جسے تاشے نے شدت سے محسوس کیا۔۔۔

اور ساتھ اسکی قربت کا بھی احساس ہوا۔۔۔ شہیر خان کی گرم سانسیں اسکی پہلے سے بخار میں سلگتی سانسوں سے ٹکرانے لگیں۔۔۔ اسکے وجود سے اٹھتی مہنگے کلون کی خوشبو تاشے کے حواسوں پر سوار ہونے لگی۔۔۔ بخار میں تپتا اسکا چہرہ مزید سرخ ہونے لگا۔۔۔

اس نے کسمساتے ہوئے اسکے حصار سے نکلنا چاہا۔۔۔ لیکن شہیر نے اپنی گرفت مظبوط کرتے اسکی کوشش کو ناکام بنایا۔۔۔

چھو،،،، چھوڑیں مجھے۔۔۔

لاکھ کوشش کے باوجود بھی اسکا لہجہ لڑکھڑا گیا۔۔۔

یقین کریں میرا،،،، آپ سے بہت محبت کرتا ہوں،،،، اور اب سے نہیں بلکہ تب سے جب آپکو پہلی بار دیکھا تھا۔۔۔ آپکے یہ بھیگے سرمئی نین،،،، میرے دل میں گھر کر گئے۔۔۔ زندگی میں پہلی بار میں نے خود اپنی دھڑکنوں کو تیز ہوتے دیکھا،،،، کسی کیلئے بے قرار ہوتے سنا۔۔۔

شہیر نے اسکی بات کو نظرانداز کرتے ایک بار پھر اپنی محبت کا یقین دلانا چاہا ۔۔۔

تاشے نے جھکی پلکیں اٹھائیں۔۔۔

جو سیدھا اسکے شربتی نینوں سے ٹکرائیں،،،، جن میں اس کیلئے محبت کا ایک جہان آباد تھا۔۔۔

جسکی تاب نالاتے وہ خود باخود لرز کر جھک گئیں۔۔۔

شہیر نے اس خوبصورت منظر کو دیکھتے جھک کر نرمی سے باری باری انہیں چھوا ۔۔۔

اسکے ہونٹوں کے نرم جبکہ داڑھی مونچھوں کے چبھتے لمس پر وہ لرزی۔۔۔

شہیر۔۔۔

گہرا سانس لیتے وہ اسکا نام پکار گئی۔۔۔

جس سے اسکی تپش زدہ سانسوں کی خوشبو شہیر خان کی سانسوں سے ٹکرائی۔۔۔

شہیر نے بہت قریب سے اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھا۔۔۔ سرمئی نینا پر جھکیں دراز لرزتی ہوئی پلکیں۔۔۔

جن میں اسے اپنا دل اٹکتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

چھوٹی سی ستواں ناک جو تاشے کے ظلم کی وجہ سے اچھی خاصی زخمی ہو چکی تھی ۔۔۔اس پر ٹھہری خون کی ننھی بوند جو اب جم چکی تھی۔۔۔جسے دیکھتے اسے افسوس نے گھیرہ تھا۔۔۔

کتنی ظالم ہیں آپ،،، کتنا ظلم کیا ہے مجھ پر۔۔۔

گھمبیر لہجے میں شکایت کرتے ہوئے بہت نرمی سے اسکے زخم پر اپنے دہکتے ہونٹ رکھے۔۔۔

اسکی سرگوشی اسکے دہکتے ہونٹوں کا لمس محسوس کرتے تاشے کو اپنے وجود سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔۔۔

اسکی سانسیں اٹکنے لگیں۔۔۔

شہیر پلیز۔۔۔

اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پیچھے کرنا چاہا،،، لیکن شاید وہ ابھی اسے رہائی دینے کے موڈ میں نہیں تھا۔۔۔

اس لیے اسکے دہکتے ہوئے لب نرمی سے اسکے سرخ بخار سے پتتے ہوئے نرم و نازک گال پر سرک آئے تھے۔۔۔

جسے محسوس کرتے اس نے سختی سے آنکھیں بند کرتے شہیر کی پہنی ہوئی شیروانی پر ہاتھوں کی پکڑ مظبوط کی۔۔۔

شہیر کی جان بہت تڑپا ہوں میں آپ کیلیئے۔۔۔آپکی محبت کیلیئے۔۔۔جو مجھے اپنی دسترس سے بہت دور جاتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔آپکو کبھی نا حاصل کر پانے کا درد۔۔۔سب کچھ ہوتے ہوئے بھی آپ تک رسائی حاصل نا کر پانے پر خود میں جاگتا ایک کم مائگی کا احساس،،،، مجھے اندر ہی اندر ختم کرتا جا رہا تھا۔۔۔

اور آج آپ میری دسترس میں مکمل میری ہو کر کھڑی ہیں۔۔ کم از کم مجھے اس خوشی کو محسوس تو کر لینے دیں۔۔۔

اپنے دیوانے کو اتنا یقین تو آ لینے دیں کہ خدا پاک نے آپکو میرے مقدر میں میرا نصیب بنا کر ہمیشہ کیلیئے لکھ دیا ہے۔۔۔

اسکی سانسوں کے قریب ہوتے وہ ایک دیوانگی کے عالم میں بولا تھا۔۔۔جس پر زرتاشے نے ششدر ہوتے حیران نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

جس سے بالکل انجان وہ اسکے سرخ لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں کو دیکھتے ہوئے نرمی سے ان پر جھکا۔۔

ابھی شہیر کے ہونٹوں نے نرمی سے تاشے کے ہونٹوں کو چھوا ہی تھا۔۔۔جب وہ اسے پیچھے دھکا دیتی ہوئی اسکے حصار سے نکل کر اپنا رخ پلٹ گئی۔۔۔

تاشے نے بمشکل خود کو سنبھالتے اپنے ہاتھ تیز دھڑکتے ہوئے دل کے مقام پر رکھے،،،جو پسلیوں سے ٹکراتے باہر آنے کے در پر تھا۔۔۔

جبکہ اسکے اظہار محبت پر ایک شرمیلی سی مسکراہٹ نے اسکے لبوں کا احاطہ کیا تھا

۔۔۔

اسے یکدم ہی اپنی قسمت پر رشک محسوس ہوا تھا۔۔۔

دوسری طرف شہیر ابھی تک اپنے خالی ہاتھ کو دیکھ رہا تھا جسے جھٹک کر وہ اسکے حصار سے نکلی تھی۔۔۔

مطلب کہ اتنا سب کچھ کہنے اور اپنی محبت کا احساس دلانے کے باوجود بھی اسے شہیر کی بات پر یقین نہیں تھا۔۔۔وہ اب بھی اسے جھوٹا سمجھ رہی تھی۔۔۔

اس نے آنکھوں میں سرخی لے کر اسکی پشت کو دیکھا اور پھر اپنے ہاتھ کو،،، لب بھینچ کر اپنے اندر اٹھتے اشتعال کو قابو کرتے تیز قدموں سے واشروم کی طرف بڑھا۔۔۔

اور دروازہ اتنے زور سے بند کیا،، کہ تاشے جواب تک اسکے لفظوں کے سحر میں کھوئی ہوئی تھی اپنی جگہ اچھل کر رہ گئی۔۔۔

"اس نے حیرت سے پلٹ کر واشروم کے بند دروازے کو دیکھا،،، شہیر۔۔۔ اسے یکدم اپنی غلطی کا احساس ہوا۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

تقریبا پندرہ منٹ کے بعد وہ شاور لے کر رف سے ٹراوزر شرٹ میں باہر نکلا اور تاشے جو اسکے انتظار میں مضطرب سی بیڈ پر بیٹھی تھی۔۔۔اسے یکسر فراموش کیے ڈریسنگ کے سامنے کھڑے ہو کر بال بنانے لگا۔۔۔

تاشے نے مسکراہٹ چھپا کر اسکے بنے ہوئے منہ کو دیکھا۔۔۔پھر اپنا بھاری لہنگا سنبھالتے ہوئے دھیمے قدم اٹھاتی اسکے قریب آ کر رکی۔۔۔

جسکی موجودگی کو محسوس کرنے کے باوجود بھی اس نے کوئی رسپانس دینا ضروری نا سمجھا۔۔۔

اور برش ٹیبل پر رکھتے اسے نظرانداز کرتے ہوئے سائڈ سے نکلنے لگا جب اسکی مظبوط کلائی کو تاشے نے اپنے نازک ہاتھوں سے تھاما۔۔۔

شہیر نے سپاٹ نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

سوری۔۔۔

اسکے قریب ہوتے آنکھوں میں دیکھتی بولی۔۔۔

لیکن شہیر نے جواب دینا ضروری نا سمجھا۔۔۔اور خاموشی سے اسکے ہاتھ اپنے بازو سے ہٹاتے ہوئے باہر کی طرف بڑھنے لگا،، تاکہ کسی اور روم میں جاکر سو سکے۔۔۔جب تاشے ایک بار پھر اسکے راستے میں حائل ہوئی تھی۔۔۔

کیا چاہتیں ہیں آپ؟؟؟

گہرا سانس لے کر دبے دبے سے غصے بولا۔۔۔

آپکو۔۔۔

فورا ایک حرفی جواب آیا تھا۔۔۔

جس پر طنزیہ مسکرایا۔۔۔کیوں اب اس جھوٹے کی باتوں پر یقین آگیا ہے۔۔۔

اسکے لبوں پر کھلتی مسکراہٹ کو دیکھتے استہزائیہ بولا۔۔۔

صرف ایک آپ پر ہی تو یقین ہے۔۔۔

وہ اسکے طنز کا بنا برا منائے ایک بار پھر قریب ہوئی تھی۔۔۔

ہاں تبھی تھوڑی دیر پہلے میرے بڑھے ہوئے ہاتھ کو دھتکار کر میرے حصار
سے نکلی تھیں۔۔۔

شہیر کو ابھی تک وہ منظر نہیں بھول رہا تھا جب وہ اسے پیچھے دھکیل کر اس سے
دور ہوئی تھی۔۔۔

آپ مجھے غلط سمجھ رہیں ہیں۔۔۔میں اس وجہ سے نہیں بلکہ،،،آپ نے جس
بھی وجہ سے کیا ہو،،مجھے اس سے سروکار نہیں اور آج کے بعد آپ اس
جھوٹے شخص کو کبھی اپنے قریب آتے ہوئے نہیں دیکھیں گی۔۔۔

دوٹوک کہتے اسے سائڈ کرنے لگا،،وہ اسکے کالر کو تھامتے ہوئے مزید اسکے
قریب ہوئی تھی۔۔۔

میرے قریب نہیں آئیں گے تو کس قریب جائیں گے ؟؟؟

جس کے پاس مرضی جاؤں آپکو اس سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے۔۔۔

اپنے کالر پر جمے اسکے ہاتھوں کو دیکھتے وہ بھی اسی کے انداز میں بولا۔۔۔

ایسے کیسے مطلب نہیں ہونا چاہیے،، آپکے سارے مطلب اب صرف اور صرف مجھ سے وابستہ ہیں بھولیں مت بیوی ہوں میں آپکی۔۔۔

تاشے کے لہجے میں حق بول رہا تھا۔۔۔

اسکے یوں حق جتانے پر شہیر کو خوشی تو بہت ہوئی لیکن چہرے سے ظاہر نا ہونے دیا۔۔۔

ہاں وہی بیوی جو میرے قریب آنے پر پیچھے دھکیل دیتی ہے۔۔۔ تب آپکو یاد نہیں ہوتا اس رشتے کے ناطے میرا بھی آپ پر کچھ حق بنتا ہے۔۔۔

جس پر ایک حسین مسکراہٹ نے تاشے کے لبوں کا احاطہ کیا۔۔۔ لیکن پھر شہیر کے گھورنے پر فورا سیدھی ہوئی۔۔۔

میں نے آپکو جان بھوج کر نہیں دھکیلا بس اچانک سے آپکی اتنی قربت میرا دل برداشت نہیں کر پایا تھا۔۔۔

اوپر سے میری طبیعت بھی ٹھیک نہیں،،،، دل ویسے ہی گھبرائے جارہا تھا ۔۔۔آپ سمجھتے کیوں نہیں۔۔۔

اسکی ناراضگی اور اپنی بے بسی پر تاشے کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔۔۔

شہیر نے چونک کر اسکے سرخ چہرے کی طرف دیکھا،،،، اپنے غصے میں وہ اسکی طبیعت کو تو بالکل فراموش کر چکا تھا۔۔۔حالانکہ اسکے قریب جانے پر اچھی خاصی اسکے وجود کی گرمائش کا احساس ہوا تھا لیکن جذبات کے رو میں بہتے اس نے دھیان نہیں دیا۔۔۔

آپ نے میڈیسن لی تھی۔۔۔اسے روتے ہوئے دیکھ کر اپنے سینے سے لگاتا اس بار پیار سے بولا۔۔۔

ہمم ماما نے دی تھی۔۔۔

اپنا چہرہ اسکے سینے میں چھپاتے اسکی پشت پر پکڑ مظبوط کرتے ہوئے نرمی سے جواب دیا۔۔۔

کچھ کھایا بھی تھا یا نہیں۔۔۔

بس جوس پیا تھا۔۔۔

کمال کرتیں ہیں آپ ،،،، آپکی اتنی طبیعت خراب تھی اور آپ نے صرف جوس پیا تھا۔۔۔

اسے خود سے الگ کرتے ہوئے ذرا غصے سے ڈانٹا۔۔۔

"شہیر ۔۔۔

تاشے نے آنکھوں میں آنسو بھر کر اسکے لہجے کا احساس کروایا۔۔۔ جس پر شہیر نے گہرا سانس کھینچتے ہوئے اسے گود میں اٹھایا اور قدم بیڈ کی طرف بڑھائے

۔۔۔

آپ خود سے اتنی لاپرواہ کیسے ہو سکتیں ہیں ؟؟؟

نرمی سے اسے بیڈ پر بٹھاتے حیرت سے بولا۔۔۔ جب تاشے نے اسکے گلے میں بازو باندھتے اسے خود پر جھکایا۔۔۔

مجھے لگا تھا میں نے آپکو ہمیشہ کیلیئے کھو دیا۔۔۔آپ سوچ بھی نہیں سکتے،،،، میں نے یہ دن کیسے گزارے،،،، جیسے جیسے شادی کے دن قریب آ رہے تھے،،،، میرے اندر جینے کی امنگ ختم ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

کیونکہ آپ صرف میری محبت ہی نہیں بلکہ جینے کی وجہ بھی ہیں۔۔۔آپکو چھوڑ کر کسی اور کا بن کر جینا میرے ساتھ میرے دل کو بھی گوارہ نہیں تھا۔۔۔

پرسوز لہجے میں بولتے ہوئے اسکی سانسوں کے قریب ہوئی تھی جس سے وہ ایک بار پھر بہکنے لگا تھا۔۔۔

اسکی مہکتی سانسوں کی خوشبو اسکے حواسوں پر چھانے لگی۔۔ تبھی تو باقی باتوں کو پس و پشت ڈالتے اسکے لبوں پر جھکا۔۔۔ابھی ٹھیک سے شہیر کے لب تاشے کے لبوں سے ٹچ بھی نہیں ہوئے تھے،،،، جب گھبراہٹ کی وجہ سے اس نے اپنا رخ پھیرا۔۔۔

اسکی قربت سے نا جانے کیوں تاشے کی سانسیں رکنے لگتی تھیں۔۔۔

شہیر نے اس کے عمل پر لب بھینچ کر اسکی طرف دیکھا،،، لیکن پھر اسکی طبیعت کا خیال کرتے پیچھے ہونے لگا۔۔۔جب تاشے نے اسکی گردن پر دباؤ ڈالتے دوبارہ خود پر جھکایا۔۔۔

سوری۔۔۔

نرمی سے کہتے ہوئے دھیرے سے اسکے لبوں کو چھوا۔۔۔

اسکی یہ حرکت شہیر خان کے خود پر کیے ضبط کو توڑنے کا سبب بنی۔۔۔اور وہ اپنی تمام تر شدتوں سے اس پر جھکا۔۔۔

جس کا بوجھ نا سہارتے وہ بیڈ لیٹتی چلی گئی۔۔۔ شہیر نے بنا اس سے الگ ہوئے نرمی سے اسے کمر سے تھام کر اوپر کرتے اسے بیڈ پر ٹھیک سے لٹایا اور پھر اپنے پاؤں کو جوتے کی قید سے آزاد کرتے ہوئے اپنا بھاری بوجھ اسکے نازک وجود پر منتقل کرتے دونوں ہاتھ دائیں بائیں ٹکائے۔۔۔

لمحے گزرنے لگے،،،، سانسیں تھمنے لگیں،،،، لیکن شہیر خان کی تشنگی تھی کہ ہر لمحے کے ساتھ کم ہونے کی بجائے بڑھتی ہی جا رہی تھی۔۔۔

آکسیجن نا ملنے پر تاشے کے وجود نے جھٹکا کھایا جسے محسوس کر کے وہ دھیرے سے پیچھے ہوا۔۔۔

اور نرم نگاہوں سے اسکے سرخ چہرے کو تکنے لگا۔۔۔جو بند آنکھوں کے ساتھ بڑی گہرے سانس بھرتے سانسوں کو سنوارنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

اپنی ذرا سی قربت پر اسکی بگڑتی حالت کو دیکھتے شہیر نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

اور پھر دھیرے سے ایک بار پھر اسکے کھلے لبوں کو چھوتے پیچھے ہونے لگا جب تاشے نے فوراً اسکی گردن کو تھامتے ہوئے روکا۔۔۔

"شہیر۔۔۔

تاشے کی آنکھوں میں اسکی قربت کی خماری چھائی ہوئی تھی۔۔۔ شہیر نے اسکی آنکھوں میں نظر آتی طلب کو دیکھتے نرمی سے اسکی پیشانی کو چھوا۔۔۔

آپکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔آپکو میڈیسن،،،،

میرے ہر درد کی دوا آپ ہیں۔۔۔اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے نظریں جھکا کر گہری سانسوں کے درمیان بولی۔۔۔اور ساتھ اسکی گردن پر اپنی پکڑ مزید مظبوط کی۔۔۔

شہیر کے لب دھیرے سے مسکرائے۔۔۔

سوچ لیں۔۔۔بعد میں اگر کچھ۔۔۔اسکی جھکی نظروں کو دیکھتے ہوئے نادانستہ بات ادھوری چھوڑی۔۔۔

اسکی بات سن کر تاشے نے شرم کے بھوج سے بھاری ہوتی پلکوں کی جل مل اٹھائی۔۔۔

اور اسکی آنکھوں میں ناچتی شرارت کو دیکھتے غصے سے گھورتے ہوئے اپنا رخ بدل گئی۔۔۔

شہیر نے مسکراتے ہوئے اسکی پشت کو دیکھا۔۔۔پھر کمر پر بکھرے بالوں کو دیکھتے نرمی سے اکٹھا کرتا آگے کندھے پر ڈال گیا۔۔۔

موتیوں سے بنی لہنگے کی ڈوری جس کے سہارے کرتی کو پیچھے سے باندھا گیا تھا۔۔۔اپنے دانتوں میں لے کر اسے ایک جھٹکے سے کھینچا۔۔۔

جس سے ڈوری ٹوٹ کر اسکے موتی بیڈ پر جا بجا بکھر گئے۔۔۔شہیر کی حرکت پر تاشے نے بیڈ شیٹ کو سختی سے ہاتھ میں جکڑا،،، شہیر نے کرتی اسکے کندھوں سے سرکاتے ہوئے نرمی سے اسے چھونا شروع کیا۔۔۔

جسکے سلگتے لمس پر وہ تڑپ کر اسکی طرف پلٹ آئی۔۔۔اسکی گردن میں جھک کر شدتیں نچھاور کرتا اسے نئے امتحان میں ڈال گیا۔۔۔

اپنے دونوں ہاتھ اسکی وسیع پشت پر رکھتے تاشے نے اپنے تیز ناخن اسکی کمر پر گاڑھے۔۔۔

جس نے شہیر خان کے جنون میں مزید اضافہ کیا۔۔۔اس نے تاشے کے وجود کی نرماہٹوں میں کھوتے لبوں کی بجائے جگہ جگہ اپنے دانت گاڑھے۔۔۔

جس پر ایک سسکاری سی اسکے ہونٹوں سے برآمد ہوئی۔۔۔ لیکن اس نے شہیر کو روکا نہیں،،،، لب بھینچ کر اس میٹھے درد کو برداشت کرتے اسے مزید من مانیوں کی اجازت دی۔۔۔

کمر پر بندھے اسکے ہاتھوں کو کھولتے اٹھ کر اپنی پہنی ہوئی شرٹ اتار کر زمین پر پھینکی۔۔۔اسکی ڈھلکی ہوئی کرتی سر کا کر سائڈ کرتے دونوں پر کمفرٹر کھینچا۔۔۔

اور اسکے ہاتھوں کو تھام کر بیڈ کراون سے لگایا۔۔۔

"اجازت ہے۔۔۔

اسکے سانسوں کے قریب ہوتے لو دیتی نگاہوں سے دیکھا۔۔۔

تاشے نے چند پل کیلئے اسکی آنکھوں میں دیکھا پھر شرما اسکی گردن میں چہرہ چھپانا چاہا۔۔۔

جب شہیر نے اسکی کوشش کو ناکام بناتے اسکی سانسوں پر قبضہ جمایا۔۔۔اور ساتھ ہی اسکی کلائیوں پر اسکی پکڑ مظبوط ہوئی تھی۔۔۔

تاشے کو اسکی سخت انگلیاں اپنی جلدی میں کھبتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔

لیکن وہ چاہ کر بھی خود کو چھڑوا نہیں پائی۔۔۔بس بے بس پرندے کی طرح پھڑ پھڑا کر رہ گئی۔۔۔

جبکہ روح میں اترتے شہیر کے جان لیوا لمس پر اسکی بند آنکھوں سے آنسو موتیوں کی صورت ٹوٹ کر بکھرے۔۔۔

جسے محسوس کرتے شہیر نے اس کی سانسوں کو آزادی دیتے بہتے ہوئے آنسوؤں کو لبوں سے چنا۔۔۔

"تاشے۔۔۔۔

اسے خاموشی سے پڑے دیکھ شہیر نے بہت محبت سے پکارا۔۔۔

جس پر فوراً لبیک کہتے اسکی دیوانی نے اپنی نم پلکیں اٹھائیں تھیں۔۔۔

آپ ٹھیک ہیں نا؟؟؟؟

اسکے وجود کی تپش کو محسوس کرتے وہ فکر مندی سے گویا ہوا۔۔۔

سکون میں ہوں۔۔۔

نرمی سے مسکراتے یقین دلانا چاہا۔۔۔

جبکہ اسکے جواب پر وہ دھیرے سے مسکراتا اپنی تمام تر شدتوں سے اس پر ایک بار پھر جھکا۔۔۔

جسکا خیر مقدم کرتے وہ نم آنکھوں کے ساتھ سرشاری سے مسکرائی۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

تاشے کو رخصت کرنے کے بعد ان سب کو حویلی پہنچنے میں کافی رات ہو گئی تھی۔۔۔

جسکے نتیجے میں سب لوگ آتے ہی اپنے اپنے کمروں کی طرف روانہ ہو گئے۔۔۔

لیکن سب کی تھکاوٹ کا احساس کرتے روباب اور عظمی آتے ہی کچن میں گھس چکی تھیں۔۔۔تاکہ چائے وغیرہ کا انتظام کر کے سب کے کمروں میں پہنچا سکیں ۔۔۔

ابرش کی جیسی حالت تھی اور گھر میں سب سے چھوٹی ہونے کی وجہ سے اس سے تو ویسے بھی وہ لوگ کوئی کام نہیں کرواتے تھے البتہ ایہا اور زر مینے نے انکی ہیلپ کروانی چاہی۔۔۔ جنہیں نرمی سے سمجھاتے ہوئے انہوں نے انکے کمروں میں بھیج دیا تھا۔۔۔

کہ جا کر اپنے اپنے شوہروں کو دیکھیں انہیں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں۔۔۔

ماشاءاللہ عظمی آج آپ بہت پیاری لگ رہی ہے۔۔۔چائے کپوں میں انڈیلتے ہوئے روباب نے بے ساختہ ہی انکی تعریف کی تھی۔۔۔

جس پر کچھ چونک کر انہوں نے روباب کی طرف دیکھا۔۔اور پھر ایک نظر اپنے لباس کی طرف۔۔۔

براونش ڈیپ ریڈ کلر کا جوڑا،،، تاشے کی بارات کیلئے روباب نے ہی انہیں گفٹ کیا تھا۔۔۔ جسے دیکھتے ہی پہلی نظر میں انہوں نے لینے سے انکار کیا تھا کیونکہ وہ اتنے تیز کلر نہیں پہنتی تھی۔۔۔

لیکن پھر روباب کے اسرار پر کہ انکی خواہش ہے کہ وہ یہ رنگ پہنے۔۔۔ کیونکہ وہ خود بالکل سیم سوٹ پہننے والی ہیں،،، انہیں مجبوری میں انکا مان رکھنا پڑا تھا

۔۔۔

بہت شکریہ آپ بھی بہت پیاری لگ رہی ہیں۔۔۔

شکریہ ادا کرتے ہوئے انہوں نے بدلے میں انکی بھی تعریف کی۔۔۔ روباب کے ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ کھلی۔۔۔

فارمیلٹی نبھا رہی ہیں؟؟؟؟

شوخ انداز میں سوال کیا۔۔۔ جس پر وہ کچھ بو کھلائی۔۔۔ نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں آپ مجھے غلط سمجھ رہی ہیں۔۔۔

میں نے تو سچے دل سے آپکی تعریف کی ہے۔۔۔

جبکہ انکے ہڑبڑا جانے پر روباب نے لطف اندوز ہوتے قہقہہ لگایا۔۔۔

میں جانتی ہوں۔۔۔

انکے ہاتھ پر دباؤ دیتے ہوئے۔۔۔اس بار نرمی سے بولیں۔۔۔جس پر وہ محض سر ہلا کر رہ گئیں۔۔۔

حیدر شاہ کے کمرے میں چائے،،، ابرش کے کمرے میں دودھ اور واسم کے کمرے میں کافی بھجوانے کے بعد خود وہ دونوں اپنے اپنے چائے کے کپ لے کر ڈائنگ ٹیبل پر آ کر بیٹھیں تھیں۔۔۔

جبکہ ارمغان کیلئے کافی روباب بعد میں بنا کر لیجانے والی تھیں جو اس وقت ایک بہت امپورٹنٹ کال پر مصروف تھے۔۔۔

عظمی ایک بات کہوں؟؟؟؟

عظمی کو خاموشی سے چائے پیتے دیکھ روباب نے انہیں نرمی سے مخاطب کیا تھا

جی۔۔۔

آپ ہمیشہ ایسے ہی برائٹ کلر پہنا کریں۔۔۔آپ پر کافی سوٹ کرتے ہیں۔۔۔

جسے سن کر ایک تلخ مسکراہٹ نے انکے لبوں کا احاطہ کیا۔۔۔

کیا کروں گی میں اتنا سج دھج کر؟؟؟؟ بے ساختگی میں یہ سوال انکے منہ سے نکلا۔۔۔

انکے لہجے کے خالی پن کو روباب نے شدت سے محسوس کیا۔۔۔

عظمی۔۔۔

روباب کے پکارنے پر وہ کچھ ہوش میں آئیں۔۔۔

میرا مطلب تھا کہ اس عمر میں اتنا ہار سنگھار اچھا بھی تو نہیں لگتا۔۔۔لوگ بوڑھی گھوڑی لال لگام بولیں گے۔۔۔

روباب کو سیریس ہوتے دیکھ انہوں نے بات کو مذاق کا رنگ دیا۔۔۔

جس پر روباب بھی دھیرے سے مسکرائیں تھیں۔۔۔

اب ایسی بات بھی نہیں ہے۔۔۔آپ تو کہیں سے بھی بوڑھی نہیں لگتیں ۔۔۔بلکہ بہت حسین اور جوان ہیں ابھی بھی۔۔۔

اور میں بھی تو ہوں عمر میں آپ سے ایک دو سال بڑی ہی ہوں گی۔۔۔دیکھیں میں بھی تو پہنتی ہوں۔۔۔یہ رنگ یہ ہار سنگھار تو سہاگن کی نشانی ہوتے ہیں ۔۔۔

آپکی بات الگ ہے۔۔۔

کیوں میری بات کیوں الگ ہے؟؟؟؟

عظمی کی بات پر انہوں مسکرا کر سوال کیا۔۔۔جس کے جواب میں وہ کچھ نہیں بولیں تھیں۔۔۔بس خاموش سے انکی طرف دیکھا۔۔۔اور چائے کا آخری سپ لے کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑیں ہوئیں۔۔۔

رات کافی ہو گئی۔۔۔ میرے خیال سے اب ہمیں بھی آرام کرنا چاہیے مسکرا کر بولتے۔۔۔انکے ہاتھ سے خالی کپ لے کر ٹرے میں رکھا۔۔۔

اور وہاں سے جانے لگیں جب روباب نے انکا ہاتھ تھام کا روکا۔۔۔اور اٹھ کر انکے مقابل آئیں۔۔۔

عظمی یہ دنیا بہت ظالم ہے۔۔۔اگر آپ یہ سمجھتیں ہیں کہ یوں خاموش رہ کر ،،،اپنے سارے فرض نبھاتے ہوئے کسی کو اپنی طرف مائل کر لیں گی تو ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔۔۔

دوسرا انسان آپکی قدر کبھی نہیں کرے گا،،،جب تک آپ خود کی قدر نہیں کرینگی۔۔۔

دوسروں کو اپنے ہونے کا احساس نہیں دلائے گیں،،،، اپنے حق کیلئے آواز نہیں اٹھائیں گی۔۔۔

دوسروں کیلئے جینے کی بجائے خود اپنے لیے جینا سیکھیں۔۔۔ خود سے پیار کریں

۔۔۔

تبھی دوسروں کو بھی آپکا احساس ہو گا۔۔۔ ورنہ ایسے خاموش رہنے سے تو آپکا حق آپکو کبھی نہیں ملے گا۔۔۔

انکے ہاتھ پر نرمی سے دباؤ دیتے پیار سے سمجھایا۔۔۔ جس پر انہوں نے حیران نظروں سے انکی طرف دیکھا۔۔۔

جبکہ انکے برعکس روباب کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ تھی۔۔۔

آپکو پتا ہے ہمارا جو رشتہ ہے دنیا اسے کس نام سے بلاتی ہے؟؟؟؟

سوتن۔۔۔

عظمی کے خاموش رہنے پر انہوں نے خود ہی بات آگے بڑھائی۔۔۔

جنکی آپس میں کبھی نہیں بنتی۔۔۔

یہاں تک کئی عورتیں جو اس رشتے سے وابستہ ہوتیں ہیں ایک دوسرے کو دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتیں۔۔۔

میں یہ نہیں کہوں گی کہ میں کوئی فرشتہ ہوں،،، جسے آپکے اپنے شوہر کی زندگی میں ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔

تو یہ سفید جھوٹ ہو گا۔۔۔

عظمی جو انکی بات بہت دھیان سے سن رہی تھیں چونک کر انکی طرف دیکھنے لگیں۔۔۔

فرق پڑتا ہے بہت فرق پڑتا ہے۔۔۔

عظمی غنی میری پہلی اور آخری محبت ہیں،،، میرے لیے انہیں کسی کے ساتھ بانٹنا بالکل بھی آسان نہیں۔۔۔

اور جب مجھے آپ دونوں کی شادی کے بارے میں پتا چلا تھا۔۔۔بہت تکلیف ہوئی تھی،،، بہت دل دکھا تھا میرا۔۔۔

بات کرتے کرتے یکدم سے انکی آنکھیں بھیگی تھیں۔۔۔

جسے دیکھتے عظمی کو شرمندگی نے گھیرہ ہاتھ میں پکڑی ٹرے کو ٹیبل پر رکھتے انہوں نے آگے بڑھ کر انہیں اپنے سینے سے لگایا۔۔۔

آئی ایم سوری،،،ایم رئیلی رئیلی سوری۔۔۔ میری وجہ سے آپکو اتنی تکلیف اٹھانی پڑ رہی ہے۔۔۔

پر یقین جانے سائیں آج بھی صرف آپکے ہی ہیں۔۔۔ ہمارا رشتہ۔۔۔

جانتی ہوں میں سب آپکو بتانے کی ضرورت نہیں۔۔۔اور نا ہی معافی مانگنے کی ۔۔۔نرمی سے الگ ہو کر انکی بات کو درمیان میں کاٹتے مسکرا کر بولیں ۔۔۔کیونکہ ان سب میں آپکی کوئی غلطی نہیں ہے۔۔۔ نا ہی غنی کی بلکہ کسی کی بھی نہیں۔۔۔ سارا کھیل تو قسمت کا ہے جس نے ہمیں اس ڈور میں باندھا ہے

۔۔۔

ہم چاہیں یا نا چاہیں ہر حال میں اس رشتے کو نبھانا ہی ہے۔۔۔تو اچھا نہیں لڑنے جھگڑنے کی بجائے پیار سے سمجھوتا کرتے ہوئے اس بدنام زمانہ رشتے کو دنیا کیلئے ایک مثال بنادیں۔۔۔کہ اگر عورت چاہے تو تھوڑا سا کمپرومائز کر کے اپنے گھر کو جنت بنا سکتی ہے۔۔۔

بیشک،،،ان شاءاللہ ہم کر کے دکھائیں گے۔۔۔۔

انکی بات پر عظمی بھی دھیرے سے نم آنکھوں کے ساتھ مسکرائیں تھیں۔۔۔

عظمی میں چاہتی ہوں آپ غنی کے ساتھ اپنا رشتہ مکمل کر لیں۔۔۔

روباب کی بات پر انکے ہونٹوں کی مسکراہٹ سمٹی تھی،،،،جبکہ ہاتھوں کی گرفت بھی جس میں انہوں نے روباب کے ہاتھوں کو تھام رکھا تھا چھوٹ گئی

۔۔۔

یہ ممکن نہیں ہے۔۔۔

کیوں ممکن نہیں ہے؟؟؟

انکے جواب کے بدلے سوال آیا تھا۔۔۔

ایک تو یہ کہ اب ان سب چیزوں کا وقت گزر چکا ہے۔۔۔دوسرا جس انسان نے ساری زندگی ساتھ رہتے ہوئے بھی مجھے قبول نہیں کیا،،،وہ اس عمر میں آکر کیا ہی میرا احساس کرینگے۔۔۔اور ویسے بھی وہ آپ سے محبت کرتے ہیں۔۔۔

آپ انکی پہلی اور آخری محبت ہیں،،،،اور میں زبردستی آپ دونوں کے درمیان میں آکر آپکا رشتہ خراب نہیں کرنا چاہتی۔۔۔

میں جہاں ہوں جیسی ہوں اپنی جگہ بہت خوش ہوں۔۔۔اور باقی کی زندگی بھی ایسے ہی گزارنا چاہتی ہوں۔۔۔

باقی آپ جہاں کہیں گی جیسے کہیں گی آپکے ساتھ کھڑی ہونے کو تیار ہوں ۔۔۔لیکن معاف کیجیئے گا آپکی یہ بات نہیں مان سکتی۔۔۔

لیکن ایسے تو زندگی نہیں چلتی۔۔۔

انکی بات کے جواب میں وہ فکرمندی سے گویا ہوئیں۔۔۔

آج تک چلتی آئی ہے نا باقی کی بھی ایسے ہی گزر جائے گی۔۔۔اور میری فکر نا کریں۔۔۔ عورت ہونے کے ناطے میں کسی کی بھی بیوی نہیں بن سکی تو کیا ہوا

۔۔۔

ایک ماں تو ہوں،،،، اور یہی چیز میرے اس ادھورے وجود کو مکمل کرتی ہے

۔۔۔

یہی میری زندگی ہے۔۔۔اور میں بہت خوش ہوں۔۔۔اس لیے آپ بھی پریشان ہونا چھوڑ دیں۔۔۔ میرے دل میں نا آپ کیلئے کوئی گلا ہے نا سائیں کیلئے

۔۔۔

مجھے وہی ملا ہے جو میرے رب نے میرے نصیب میں لکھا تھا۔۔۔ ہمم مسکرا کر کہتے ان کے ہاتھوں پر دباؤ دیا تھا۔۔۔

نہیں عظمی آپ یہاں غلط ہیں۔۔۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے نصیب میں یہ نہیں لکھا تھا،، بلکہ انہوں نے آپکے نصیب میں غنی کا ساتھ لکھا تھا۔۔۔

ان پر آپکا حق لکھا تھا۔۔۔جسے ادا نا کر کے انہوں نے آپکے ساتھ ناانصافی کی ہے۔۔۔آپکو تنہائی کی سزا سناتے ظلم کیا ہے۔۔۔

اور یقین مانیں اس کیلیئے وہی صرف رب کی بارگاہ میں گنہگار نہیں ہوئے بلکہ آپ کی ذات کے بھی ہوئے ہیں۔۔۔

کیونکہ آپ نے اپنا حق طلب نا کر کے نا صرف خود پر ظلم کیا بلکہ خاموشی سے انکی ناانصافی کو برداشت کرتے انہیں مزید بڑھاوا دیا۔۔۔

اور قیامت کے دن صرف حق تلفی کرنے والے کی ہی پکڑ نہیں ہو گی بلکہ خاموشی کے ساتھ اسے برداشت کرنے والے کی بھی ہو گی۔۔۔

کیونکہ میرے رب کی نظر میں خاموشی سے ظلم سہنے والا بھی اتنا ہی گنہگار ہوتا ہے جتنا کرنے والا۔۔۔

روباب کی باتوں پر عظمی نے پریشان نگاہوں سے انکی طرف دیکھا۔۔۔

ابھی بھی وقت ہے آپ اپنی یہ غلطی سدھار سکتیں ہیں۔۔۔اور یہ خیال دل سے نکال دیں کہ آپ کے غنی کی زندگی میں شامل ہونے سے آپ ہم دونوں کے درمیان آجائیں گی۔۔۔

بالکل نہیں۔۔۔

غنی کی زندگی میں میری جگہ الگ ہے اور آپکی الگ۔۔۔

جتنے وہ میرے ہیں اتنے ہی آپکے بھی۔۔۔ان پر جتنا حق میرا ہے اتنا ہی آپکا بھی حق ہے۔۔۔

جو اس رب نے آپکو دیا ہے۔۔۔

اس لیے تمام غلط باتوں اور خیالوں کو اپنے دل سے نکال دیں۔۔۔

اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر زندگی کی ایک نئ شروعات کریں۔۔۔یقین جانے آپکی زندگی سنور جائے گی۔۔۔

یہ سب باتیں میں آپکو ایک دوست اور بڑی بہن ہونے کے ناطے سمجھا رہی ہوں۔۔۔

جن پر عمل کرنا ہے یا نہیں فیصلہ تو آپکا ہی ہوگا۔۔۔ لیکن اگر میری بات مانتے ۔۔۔ پچھلی باتوں کو دل سے نکال کر غنی کے ساتھ نئی شروعات کرینگی تو مجھ سے زیادہ خوشی کسی کو نہیں ہوگی۔۔۔

میں جانتی ہوں غنی نے جو آپکے ساتھ کیا اسے بھولنا مشکل ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں۔۔۔

ایک بار میری بات پر غور ضرور کیجئے گا۔۔۔

نرمی سے انکے گال کو تھپتھپاتے ہوئے مسکرا کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں تھیں۔۔۔

جبکہ پیچھے ان کیلئے مختلف سوچوں کے دروازے کھول گئیں۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

آپ کدھر ؟؟؟؟

روباب جو سونے کیلئے لیٹنے لگیں تھیں۔۔۔ارمغان کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ سوال کیا۔۔۔

کیا مطلب بیگم کدھر۔۔۔آئی تھنک یہ میرا ہی کمرہ ہے۔۔۔

روباب کے سوال پر انہوں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

بالکل اس میں کوئی شک نہیں یہ آپکا ہی کمرہ ہے اور اس میں رہنے والے بھی آپ کے ہی ہیں۔۔۔

بات کرتے کرتے وہ انکے قریب آ گئیں تھیں۔۔۔

جس پر نرمی سے انہیں اپنے حصار میں لیتے انہوں نے مسکرا کر انکی پیشانی پر پیار کیا تھا۔۔۔

لیکن شاید آپ بھول رہے ہیں اس کمرے کے علاوہ بھی اس گھر میں آپکا ایک اور کمرہ ہے جس میں رہنے والے وجود کو بھی آپکے ساتھ اور پیار کی ضرورت ہے

۔۔۔

روباب کی بات پر ارمغان نے مسکراتی نظروں سے انکی طرف دیکھا۔۔۔

جی میں جانتا ہوں۔۔۔

تو پھر آپ ادھر کیا کر رہے ہیں ؟؟؟

انکے کوٹ کے بٹنوں سے کھیلتے ہوئے نروٹھے پن سے سوال کیا تھا۔۔۔

کیا مطلب کیا کر رہا ہوں،،،، اپنی بیگم سے پیار کرنے کیلئے آیا ہوں۔۔۔ انکی ناک نرمی سے چھوتے وہ بھی انہی کے لہجے میں بولے تھے۔۔۔

" غنی۔۔

روباب نے ناراضگی سے انکی طرف دیکھا۔۔۔

جس پر وہ گہرا سانس کھینچ کر انہیں یونہی اپنے حصار میں لیتے بیڈ پر آ کر براجمان ہوئے تھے۔۔۔

پتا نہیں روباب لاکھ کوششوں کے باوجود بھی میں اپنے اندر اتنی ہمت جمع نہیں کر پا رہا،،، کہ جس سے میں عظمی کا سامنا کر سکوں۔۔۔

وہ کیا سوچیں گی میرے بارے میں۔۔۔کہ جس شخص نے ساری زندگی انہیں قبول نہیں کیا۔۔۔انہیں بیوی ہونے کا حق نہیں دیا۔۔۔

اور اب اچانک سے۔۔۔

آپ سمجھ رہی ہیں نا میں کیا کہنا چاہتا ہوں؟؟؟؟

انکے لہجے سے بے بسی جھلک رہی تھی۔۔۔

جس پر مسکراتے ہوئے روباب نے انکے دونوں ہاتھوں کو تھاما۔۔۔جی میں سمجھ رہی ہوں۔۔۔

میں جانتی ہوں یہ بہت مشکل ہے۔۔۔ عظمی کے ساتھ بہت ناانصافی ہوئی ہے ۔۔۔ظاہر سی بات ہے وہ جواب تو مانگے گی ہی۔۔۔

لیکن غنی آپکو ہمت کرنی ہو گی۔۔۔اپنے اس رشتے کو سنوارنے کیلیئے،،،،ان کی ناراضگی بھی سہنی پڑے۔۔۔تو ہار مت مانیے گا۔۔۔

کیونکہ میں جانتی ہوں عورت جتنی بھی ناراض کیوں نا ہو جائے اگر مرد مظبوط ارادے اور پیار جتانے والا ہو تو اسے منا ہی لیتا ہے۔۔۔

اور عظمی تو ہیں بھی بہت نرم دل اور معصوم اگر آپ پیار سے اپنا یقین اور اعتماد سونپے گے تو وہ پل نہیں لگائیں گی آپکا ہاتھ تھامنے میں۔۔۔

نرمی سے انکی ہمت بندھاتے مسکرا کر انکی طرف دیکھا۔۔۔جو محبت بھری نظروں سے انکے خوبصورت چہرے کی طرف ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔

کیا ہوا؟؟؟کیا دیکھ رہے ہیں؟؟؟

انہیں خاموشی سے خود کو تکتے دیکھ سوال کیا۔۔۔

دیکھ رہا ہوں کتنی اعلی ظرف ہیں آپ ،،، کتنی آسانی سے اپنا حق کسی اور کی جھولی میں ڈالنے کیلئے تیار ہیں۔۔۔

میں اعلی ظرف نہیں ہوں غنی۔۔۔ بس اپنے رب کی پکڑ سے ڈرتی ہوں۔۔۔

اسکی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے۔۔۔

اور میں اپنا حق کسی کو نہیں دے رہی عظمی کا جو حق بنتا ہے وہی انہیں دلانے کی کوشش کر رہی ہوں۔۔۔

تاکہ قیامت کے دن رب کی بارگاہ میں ہم گنہگار نا ٹھہرائیں جائے۔۔۔

اسلام میں بیوی کے حقوق شوہر پر فرض کیے گئے ہیں جسے ادا نا کرنے والے بہت سخت سزاؤں کے مستحق ہونگے۔۔۔

انکے لہجے میں صاف خوف خدا جھلک رہا تھا۔۔۔

جس پر ارمغان بھی شرمندہ ہوئے تھے۔۔۔

اچھا ایک بات تو بتائیں ؟؟؟

جی۔۔۔

اسلام میں کیا صرف بیوی کے حقوق ہی شوہر پر فرض کیے گئے ہیں۔۔۔بیوی پر شوہر کا کوئی حقوق فرض نہیں کیا گیا۔۔۔

انکی بات سمجھتے ہوئے اینڈ میں جان بوجھ کر روباب کا دھیان بھٹکانے کیلئے تاکہ وہ کم از کم خود کو ان سب کا ذمہ دار نا سمجھیں شرارت سے سوال کیا۔۔۔

جس پر نظریں اٹھا انھوں نے انکے چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔اور انکی آنکھوں میں ناچتی شرارت کو دیکھتے خوبصورتی سے مسکرائیں۔۔۔

جی کیے گئے ہیں۔۔۔اور یہ بیوی اپنے حقوق بہت احسن طریقے سے ادا بھی کر چکی ہے۔۔۔

اچھا جی ایسا ہی ہے کیا؟؟؟

انکے گرد اپنا حصار تنگ کرتے شرارت سے گویا ہوئے۔۔۔

ہاں جی۔۔۔بالکل ایسا ہی ہے۔۔۔

اوراب آپ بھی جائیں اورایک اچھے شوہر کی طرح اپنافرض نبھائیں۔۔۔

انکاحصار توڑ کر کھڑی ہوتے انہیں بھی اٹھایا۔۔۔جس پر انہوں نے مسکراتے ہوئے انہیں گود میں اٹھایا تھا۔۔۔

"غنی۔۔۔

روباب نے حیران نظروں سے انکی طرف دیکھا۔۔۔

کچھ نہیں کر رہا بیگم۔۔۔ صرف اچھے شوہر ہونے کا فرض نبھا رہا ہوں۔۔۔

انہیں بیڈ پر لٹاتے نرمی سے پہلے انکی پیشانی اور پھر لبوں کو چھوا۔۔۔جس پر وہ سرخ ہوئیں۔۔۔

پھر پیچھے ہوتے ہوئے۔۔۔انہیں انکی رات میں لی جانے والی میڈیسن نکال کر دی۔۔۔

جسے دیکھتے ہی روباب نے منہ بنایا تھا۔۔۔میں اب بالکل ٹھیک ہو گئیں ہوں

۔۔۔

جی میں جانتا ہوں آپ بالکل ٹھیک ہو گئیں ہیں۔۔۔ لیکن کورس تو مکمل کرنا ہی ہو گا نا۔۔۔

غنی مجھ سے یہ کڑوی دوائیں اور نہیں کھائی جاتیں نا۔۔۔ انکے ہاتھ میں موجود ٹیبلٹس کو دیکھتے بچوں کی طرح التجا کی۔۔۔

سوری غنی کی جان،،، صحت پر نو کمپرومائز۔۔۔ دوٹوک کہتے ٹیبلٹس انکے ہونٹوں کے قریب کی۔۔۔

جس پر مجبوری میں انہیں اپنا منہ کھولنا پڑا تھا۔۔۔

انہیں دوائی کھلانے کے بعد ایک بار پھر جھک کر انکی پیشانی پر پیار کیا۔۔۔

چلیں اب آپ آرام کریں۔۔۔

کمفرٹر ان پر درست کرتے ہوئے نرمی سے چہرہ تھپتھپایا۔۔۔ جس پر وہ مسکراتیں ہوئیں لیٹ گئیں تھیں۔۔۔

جائیں اب آپ۔۔۔

انہیں خود کو پیار بھری نظروں سے دیکھتے پا کر وہ جانے پر زور دیتیں ہوئیں بولیں۔۔۔

جا رہا ہوں بیگم دھکے دے کر تو مت نکالیں روم سے۔۔۔انکی بات کے جواب میں وہ منہ بنا کر بیچارگی سے بولے۔۔۔

میں نے کب دھکا دیا۔۔۔

جبکہ انکی بات پر روباب کا حیرت سے منہ کھل گیا تھا۔۔۔

ابھی بھی کوئی کسر باقی ہے۔۔۔

انکے حیران ہونے پر غنی نے مزید تنگ کیا۔۔۔دیکھ لیجیے گا بیگم اللہ تعالیٰ آپ سے اسکا الگ سے حساب لینگے۔۔۔

نہیں جی اللہ تعالیٰ کو پتا ہے۔۔۔میں جو بھی کر رہی ہوں اپنے شوہر کی بھلائی کیلئے کر رہی ہوں۔۔۔وہ مجھے اس بات پر سزا نہیں دینگے۔۔۔

اچھا ایسی بات ہے کیا؟؟؟

انکی بات پر وہ حیران ہونے کی ایکٹنگ کرنے لگے۔۔۔

جی بالکل ایسا ہی ہے۔۔۔اور اب آپ جا سکتے ہیں۔۔۔اللہ تعالیٰ معاف کرے کیا زمانہ آگیا بیوی شوہر کو کمرے سے نکل جانے کا بول رہی ہے۔۔۔

"غنی۔۔۔

انکی بات پر اب کے روباب نے دانت پیسے تھے۔۔۔

جس پر قہقہہ لگاتے ہوئے انہوں نے انکے نرم گال کو چھوا تھا۔۔۔

اپنا خیال رکھیے گا پھر نرمی سے چہرہ تھپتھپاتے ہوئے،،،ایک نظر انہیں دیکھنے کے بعد کمرے سے نکلتے چلے گئے۔۔۔

اور پیچھے وہ انکی شرارت پر مسکراتیں نفی میں سر ہلاتے ہوئے تکیہ درست کرتیں لیٹ گئیں تھیں۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

عظمی ابھی تک روباب کے لفظوں کے بارے میں سوچتے ہوئے پریشان سی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی ہوئی اپنی چوڑیاں اتار رہی تھیں۔۔۔

ڈوپٹہ لاپرواہی سے بیڈ پر پڑا ہوا تھا۔۔۔

خوبصورت کمر سے تھوڑے نیچے تک آتے بالوں کو کھول کر کمر پر ڈالا ہوا تھا۔۔۔شاید ذہنی تناؤ کو کم کرنے کیلیئے شاور لینے کی تیاری تھی۔۔۔

لیکن اسکے باوجود بھی دھیان کے سبھی دھاگے ارمغان شاہ سے جڑے ہوئے تھے۔۔۔کیا تھی انکی زندگی۔۔۔ پچھلے گزر چکے سالوں میں ارمغان شاہ کی زندگی میں انکا کردار کیا رہا تھا۔۔۔

صرف ضرورت کی حد تک ہی تو وہ دونوں ایک دوسرے سے مخاطب ہوتے تھے۔۔۔انکا خیال نہیں پڑتا تھا کہ ایک دو بار کے علاوہ انکے درمیان ازدواجی زندگی کے بارے میں کوئی بات بھی ہوئی ہو۔۔۔وہ بھی شادی کی شروعاتی دنوں میں

۔۔۔

اور ارمغان شاہ کے جواب کے بعد کہ انہیں اس رشتے میں کوئی انٹرسٹ نہیں عظمی خود باخود ہی اپنے قدم پیچھے ہٹا چکیں تھیں۔۔۔

اور آج اتنے سالوں بعد روباب کا یہ کہنا کہ وہ ارمغان کے ساتھ اپنا رشتہ مکمل کرلیں۔۔۔آخر کس بنا پر۔۔۔پہلے تو پھر بھی کچھ امید کی جاسکتی تھی لیکن اب انکی موجودگی میں۔۔۔

عظمی کو بے ساختہ ارمغان کی شام والی حرکت یاد آئی تھی۔۔۔جس پر خود باخود انکا ہاتھ اپنے دائیں گال پر آیا تھا۔۔۔

ارمغان کا دوبارا انکا ہاتھ تھامنا۔۔۔

وہ یہ سب کچھ کیوں کر رہے تھے اب ؟؟؟؟ان سے کیا چاہتے تھے ؟؟؟؟ کیا روباب کے کہنے پر ؟؟؟؟

ایسے بہت سے سوال تھے جنکا جواب انکے پاس نہیں تھا۔۔۔وہ اپنی انہی لایعنی سوچوں میں گم پریشانی سے بیٹھی ہوئیں تھیں جب ارمغان دروازہ ناک کیے بنا دھیرے سے کھول کر اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔

جنکے قدموں کی چاپ سن کر انہوں نے پلٹ کر حیرت سے دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔

جہاں وہ اپنی تمام تر وجاہت کے ساتھ کھڑے انہیں ہی گہری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

جنہیں دیکھتے ہی وہ فوراً اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھیں۔۔۔

سائیں،،،،آپ،،،، یہاں ؟؟؟؟

چاہنے کے باوجود بھی وہ اپنے لہجے کی لڑکھڑاہٹ اور اس میں چھپی حیرت کو نہیں چھپا پائی تھیں۔۔۔

جسکا جواب دیئے بنا ہی انہوں نے مسکرا کر پلٹتے ہوئے دروازے کو لاک کیا۔۔

جبکہ انکی حرکت پر عظمی کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا،،،، اور ساتھ تنہائی کا احساس ہوتے انکا دل زوروں سے دھڑکا۔۔۔

ایسا نہیں تھا،،، کہ وہ پہلی بار انکے ساتھ اکیلے روم میں موجود تھیں

۔۔۔سالوں انہوں نے انکے ساتھ ایک ہی کمرے میں تنہا گزارے تھے

۔۔۔لیکن آج انکی نظروں میں جو بدلاو تھا۔۔۔

عظمی کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر رہا تھا۔۔۔ارمغان کے پلٹنے سے پہلے ہی انہوں نے تیز قدموں سے بیڈ کی طرف بڑھتے ہوئے ڈوپٹہ اٹھا کر خود پر اچھے سے پھیلایا۔۔۔

جبکہ انکی حرکت پر ارمغان نے رخ موڑ کر بمشکل ابھرنے والی مسکراہٹ کو روکا

۔۔۔

پھر سنجیدہ تاثرات چہرے پر سجائے بھاری قدم لیتے انکے قریب آ کر رکے تھے

۔۔۔

تب تک عظمی بھی خود کو کمپوز کر چکیں تھیں۔۔۔اس لیے انکے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے دوبارہ سوال کیا۔۔۔

آپکو کوئی کام تھا مجھ سے ؟؟؟؟

کیوں بنا کام کے میں آپکے روم میں نہیں آ سکتا ؟؟؟؟

انکے سوال کے بدلے سنجیدگی سے سوال کیا۔۔۔ جبکہ نظریں انکے چہرے کے تاثرات جانچنے میں مصروف تھیں۔۔۔

"نہیں۔۔۔

ایک حرفی جواب۔۔۔

وجہ جان سکتا ہوں ؟؟؟؟

جی،،،، کیونکہ ہمارے رشتے میں ایسی کوئی بے تکلفی نہیں جو آپ بنا کام کے مجھ سے مخاطب بھی ہو،،،، یقینا یہاں تک آپکو آپکی کوئی ضرورت ہی کھینچ کر لائی ہے۔۔۔

ارمغان شاہ کے کچھ بولنے سے ہی انہوں نے دونوں کے مابین رشتے کا ادراک کرواتے حد بندی کا اعلان کیا تھا۔۔۔

جبکہ انکا لہجہ سادہ ہونے کے باوجود ارمغان کو تیر کی طرح چبا۔۔۔

کہنا کیا چاہتیں ہیں آپ ؟؟؟؟

انکے جواب پر ارمغان کا لہجہ خود باخود سرد و سپاٹ ہو گیا تھا۔۔۔

سائیں میں کچھ نہیں کہنا چاہتی۔۔۔اگر آپکو کوئی کام ہے بتا دیں۔۔۔میں کر دیتی ہوں۔۔۔اگر نہیں ہے تو پھر آپ چلیں جائیں۔۔۔کیونکہ مجھے ایک ضروری کام ہے۔۔۔

انکے لہجے کی سختی کو محسوس کرتے وہ عاجزی سے ہی بولیں تھیں۔۔۔

کونسا ایسا کام ہے جو آپ میری موجودگی میں نہیں کر سکتیں ؟؟؟

قدم انکی طرف بڑھاتے ہوئے وہ انکے قریب آ کر بھاری لہجے میں گویا ہوئے جس پر بے ساختہ ہی عظمی نے بھی قدم پیچھے کی طرف اٹھائے۔۔۔

لیکن ارمغان نے انہیں بازو سے تھام کر روکتے اپنے قریب کیا تھا۔۔۔

بولیں کونسا ایسا ضروری کام ہے جو آپ میری موجودگی میں نہیں کر سکتیں ؟؟؟

انکے چہرے کی اڑی ہوئی رنگت کو دیکھتے ضروری پر خاصا زور دیا تھا۔۔۔

و،،،،، وہ،،،، شاور،،،، لینا تھا۔۔۔

انکی قربت پر صرف انکی رنگت ہی نہیں اڑی لہجہ بھی اٹکنے لگا۔۔۔

ارمغان نے لب بھینچ کر مسکراہٹ کو روکا۔۔۔

شاور اتنی رات میں؟؟؟؟

انکا لہجہ حیرت سے بھرپور تھا۔۔۔

جی،،، وہ میری،،، طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔

ابھی تو کچھ ہوا بھی نہیں ابھی سے طبیعت خراب ہو گئی؟؟؟

انکی بات کے ساتھ لہجہ بھی خاصا ذومعنی تھا۔۔۔

جس پر عظمی نے حیرت سے انکی طرف دیکھا۔۔۔

اب وہ اتنی بچی بھی نہیں تھیں کہ انکی باتوں کا مطلب نا سمجھتیں۔۔۔

لیکن ظاہر یہی کروایا کہ انہیں بات سمجھ نہیں آئی۔۔۔

"جی۔۔۔

کچھ نہیں،،، کیا ہوا طبیعت کو؟؟؟

انہیں مزید اپنے قریب کرتے ہوئے اگلا سوال کیا۔۔۔

جبکہ انکی سانسوں کی تپش سے عظمی کو اپنا چہرہ جلتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

انکے لگائے گئے کلون کی خوشبو سانسوں میں گھلتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔

جس سے انکے نقوش میں سرخیاں گھلنے لگیں۔۔۔

سائیں،،،،، یہ آپ،،،، کیا کر رہے ہیں؟؟؟؟

انہیں اپنے چہرے کے اتنے قریب دیکھتے وہ بہت احتیاط سے بولیں۔۔۔ کیونکہ وہ اگر ذرا سا بھی ہلتیں تو انکے لب ارمغان کے لبوں سے ٹکراتے،،، انکی آواز بھی سرگوشی سے زیادہ نہیں تھی۔۔۔

جسے ارمغان نے بمشکل ہی سنا۔۔۔

کیا کر رہا ہوں میں؟؟؟؟

انکی سانسوں کے مزید قریب ہوتے انجان بننے کی کوشش کی۔۔۔

جبکہ ارمغان کے بولنے پر انکے لب ہلکے سے عظمی کے لبوں سے ٹکرائے،،،،

اور اس سے پہلے وہ انکی سانسوں پر قابض ہوتے عظمی نے انکے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے،،،، دونوں کے درمیان فاصلہ قائم کرتے انکا حصار توڑ کر نفی میں سر ہلاتے قدم پیچھے کی طرف اٹھائے۔۔۔

اور ساتھ انکی آنکھوں سے آنسو بھی جاری ہو چکے تھے۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

"عظمی آپ۔۔۔

بس سائیں۔۔۔

انہیں روتے دیکھ ارمغان نے کچھ کہنا چاہا جب انہوں نے اپنا ہاتھ اٹھاتے انہیں بولنے سے روکا تھا۔۔۔

میں آپکی کوئی بھی بات سننا نہیں چاہتی۔۔۔ پلیز آپ یہاں یہ چلیں جائیں ۔۔۔

اور ساتھ رخ موڑ کر ہچکیوں سے رونا شروع کر دیا تھا۔۔۔

جبکہ انکے صاف نکل جانے کا بولنے پر ارمغان کو اب کے غصہ آیا تھا،، وہ تیز قدم لیتے پل میں انکے قریب پہنچے،،، اور انکے بازو کو تھام کر اپنے قریب کیا ۔۔۔

"آپ میری انسلٹ کر رہی ہیں۔۔۔

انہیں اپنے بے حد قریب کرتے دبے دبے غصے سے غرائے۔۔۔

جسے دیکھتے پہلے تو وہ کچھ سہمی لیکن پھر پتا نہیں انکے اندر اتنی ہمت کہاں سے آئی جس کا استعمال کرتے انہوں نے ایک جھٹکے سے اپنا بازو انکی گرفت سے آزاد کروایا۔۔۔

اور آپکا اپنے بارے میں خیال ہے ؟؟؟

آپ جو کر رہے ہیں وہ ٹھیک ہے ؟؟؟

انکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وہ بھی غصے سے ہی بولیں۔۔۔

کیا کیا ہے میں نے،،،، بولیں کیا کیا ہے،،،، سب شوہر اپنی بیوی کے یونہی قریب آتے ہیں۔۔۔ایسا کیا انوکھا کام کر دیا جو آپ ایساری ایکشن دے رہی ہیں ؟؟؟؟

شوہر ہوں میں آپکا،،، حق رکھتا ہوں آپ پر ؟؟؟؟

سیریسلی سائیں ؟؟؟؟

انکی بات پر ایک استہزائیہ مسکراہٹ نے عظمی کے لبوں کا احاطہ کیا۔۔۔

آپ نے مجھے بیوی ہونے کا حق دیا ہی کب تھا،،، اور جب آپ نے کبھی مجھے بیوی ہونے کا حق نہیں دیا تو آج آپ کس حق سے مجھ پر اپنا حق جتانے آئے ہیں ؟؟؟؟

یہی تو غلطی ہوئی ہے مجھ سے اور میں اسے سدھارنا چاہتا ہوں۔۔۔

انہیں نرمی سے اپنے قریب کرتے ہوئے اس بار تھوڑا پیار سے بولے۔۔۔

غلطی سدھارنا چاہتے ہیں یا صرف اپنا فرض پورا کرنا چاہتے ہیں ؟؟؟؟ مطلب میں سمجھا نہیں ؟؟؟

مطلب وہی ہے سائیں جو آپ سمجھنا نہیں چاہتے۔۔۔رو باب کے کہنے پر آئے ہیں آپ ؟؟؟

انکا لہجہ خاصا استہزائیہ تھا،،، جس پر ارمغان نے کچھ چونک کر انکی طرف دیکھا ۔۔۔ عظمی آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔۔۔

میں بچی نہیں ہوں سائیں،،، جسے آپ کچھ بھی کہہ کر بہلا لے گے۔۔۔اتنے سالوں میں جب آپکو خود سے میرا خیال نہیں آیا تو صرف ان چند دنوں میں کیسے آ سکتا ہے۔۔۔

عظمی آپ میری بات تو سن لیں۔۔۔

افسوس ہے سائیں مجھے صرف افسوس۔۔۔آپ پر نہیں اپنی قسمت پر،،، پتا نہیں رب نے کیسی لکھی ہے،،، وہ روتے روتے خود پر ہی ہنسی تھیں۔۔۔

عظمی۔۔۔

ارمغان نے حیرت سے انکی طرف دیکھا۔۔۔

پتا ہے سائیں بچپن سے ہی مجھے کوئی خوشی مکمل نہیں ملی۔۔۔اپنا ماضی یاد کرتے ہوئے نم پلکیں اٹھائی،،، جبکہ ہونٹوں پر درد بھری مسکراہٹ تھی۔۔۔

میرے پیدا ہونے پر اماں سائیں چل بسیں،،، جس پر سب نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ لڑکی منحوس ہے۔۔۔پیدا ہوتے ہی اپنی ماں کو کھا گئی۔۔۔

انکے لہجے میں گہرا دکھ بول رہا تھا۔۔۔

جنکے جانے کے بعد بابا سائیں نے دوسری شادی کر لی۔۔۔ میری سوتیلی ماں جو بظاہر تو بابا سائیں کے سامنے مجھ سے بہت پیار جتاتیں تھیں۔۔۔

لیکن اکیلے میں منحوس اور نا جانے کیا کیا بول کر مجھے روز مارتی تھیں۔۔۔

چلیں بچپن تھا جیسے تیسے کر کے گزر گیا،،، کیا ہوا جو مجھے ماں کا پیار نہیں ملا۔۔۔

لیکن میرے بابا سائیں اور باقی بہن بھائی تو پیار کرتے تھے۔۔۔میں نے سمجھوتا کر لیا۔۔۔

آج شاید وہ سالوں سے دبے اپنے اندر کے درد کو باہر نکالنا چاہتیں تھیں ۔۔۔اس لیے بنا اس بات پر دھیان دیئے کہ وہ ارمغان کے کتنے قریب کھڑیں ہیں،،، اپنے بچپن کے بارے میں بتانے لگیں۔۔۔

میں جوان ہوئی تو پڑھائی مکمل ہوتے ہی۔۔۔ بابا سائیں کو میری شادی کی فکر لگ گئی۔۔۔

لیکن یہاں بھی میری قسمت نے میرا ساتھ نہیں دیا۔۔۔

پورے خاندان میں کہیں بھی میرے جوڑ کا کوئی رشتہ موجود نہیں تھا۔۔۔کچھ مجھ سے چھوٹے تو کچھ ضرورت سے بڑے اور سب شادی شدہ۔۔۔اور اگر کوئی ہان تھا بھی تو انکی بھی شادیاں ہو چکیں تھیں۔۔۔

اور اس پر بھی دن رات مجھے طعنے ملا کرتے تھے۔۔۔حالانکہ میرا اس میں کوئی قصور نہیں تھا۔۔۔

لیکن یہاں بھی میں نے اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑتے صبر کر لیا۔۔۔

بیتے دنوں کو یاد کرتے نم آنکھوں کے ساتھ دھیرے سے مسکرائیں۔۔۔

پھر روباب کے جانے کے بعد ایک دن اماں سائیں آپکا رشتہ میرے لیے لے کر آئیں۔۔۔ان دنوں بابا سائیں جو میری وجہ سے بہت پریشان رہنے لگے تھے ۔۔۔انہیں یہ مناسب تو نہیں لگا،،، لیکن پھر بھی اماں سائیں اور میرا کوئی دوسرا جوڑ نا بنتے دیکھ انہوں نے ہاں کر دی۔۔۔

اور آپکی سوچ ہے کہ اس پر میری کزنز اور میری اماں سائیں کے رشتے داروں نے میرا کتنا مذاق بنایا۔۔۔

کہ میں تین بچوں کے باپ کی دلہن بننے والی ہوں۔۔۔

پر پتا ہے کیا؟؟؟

بات کرتے کرتے وہ رک کر انکے وجیہہ چہرے کی طرف دیکھنے لگیں۔۔۔

ان سب کے باوجود بھی میں خوش تھی،،،، کہ چلو کم از کم میرا ایک گھر تو ہو گا ،،،، میرے بچے ہونگے ،،،، شوہر ہو گا،،،، جسے میں اپنا کہوں گی۔۔۔مجھے ساری زندگی باپ کی دہلیز پر بیٹھے رہنے کے طعنے تو نہیں ملے گے۔۔۔

اپنی کم عقلی کو یاد کرتے وہ نفی میں سر ہلاتیں مسکرائیں تھیں۔۔۔

جبکہ اس مسکراہٹ کے پیچھے چھپے درد کو ارمغان نے شدت سے محسوس کیا ۔۔۔

لیکن میری بدقسمتی تو دیکھیں یہاں بھی میری قسمت مجھے دغا دے گئ ۔۔۔شادی کی پہلی ہی رات مجھے میرے شوہر نے قبولنے سے انکار کر دیا ۔۔۔خود پر استہزائیہ ہنستے ہوئے انہوں نے ارمغان کی آنکھوں میں دیکھا ۔۔۔جن میں انکی بات سنتے شرمندگی اتر آئی تھی۔۔۔

"عظمی۔۔۔

میں شکایت نہیں کر رہی سائیں،،،، صرف اپنی بد قسمتی کی داستان سنا رہی ہوں

ارمغان کے بولنے سے پہلے ہی وہ انہیں ٹوک گئیں۔۔۔

اور میں نے جس نے بچپن سے سوتیلی ماں کی نفرت سہی تھی۔۔۔اور کوئی در نظر نا آنے پر آپ کو نا سہی آپکے بچوں کو اپنی خوشیوں کا محور بناتے ماں کا پیار دینے کا فیصلہ کرتے انکی اچھی پرورش کو اپنی زندگی کا مقصد بنالیا۔۔۔

لیکن لاکھ کوششوں کے باوجود بھی واسم کو خود سے مانوس نہیں کر پائی،،، جسکا نتیجہ وہ آج بھی مجھ سے ٹھیک سے بات نہیں کرتے۔۔۔

میری زندگی میں مجھے کچھ بھی مکمل نہیں ملا،،،، کوئی بھی خوشی کبھی مکمل نہیں ملی سائیں،،،، ہمیشہ کچھ نا کچھ کمی رہ جاتی ہے،،،، کچھ ادھورا رہ ہی جاتا ہے بالکل میرے وجود کی طرح۔۔۔

اور آج برسوں بعد بھی سب کچھ ویسا ہی ہے۔۔۔ کچھ بھی تو نہیں بدلا۔۔۔

عظمی کی بات پر ارمغان نے نا سمجھی سے انکی طرف دیکھا۔۔۔

آج آپ میرے پاس مجھے مکمل کرنے آئیں بھی ہیں تو اپنے دل کی خوشی سے نہیں بلکہ کسی کے کہنے پر،،، انکے لہجے میں محرومیوں کے ساتھ گہرا دکھ بول رہا تھا۔۔۔

اپنی محبت نہیں بلکہ بھیک میں چند لمحوں کی قربت میری جھولی میں ڈالنے کیلئے تاکہ آپ اپنے ضمیر کے آگے سرخرو ہو سکے۔۔۔ کہ آپ نے میرا حق ادا کر دیا ۔۔۔

انکے سینے پر شہادت کی انگلی رکھتے تلخی سے مسکرائیں۔۔۔

"عظمی آپ۔۔۔

میں لاکھ آپکو ناپسند سہی سائیں،،، لیکن مجھے میری ہی نظروں میں اتنا تو نا گرائے کہ میں دوبارہ سر اٹھانے کے قابل بھی نا رہوں۔۔۔

انکا حصار توڑ کر پیچھے ہوتے وہ افسوس سے بولیں۔۔۔

میں مجبور ضرور ہوں،،،، بے بس بھی ہوں،،،، بے سہارا بھی ہوں،،،، لیکن ان سب کے باوجود بھی میری ایک عزت نفس ہے جو مجھے آپکی یہ بھیک قبولنے کی اجازت نہیں دیتی۔۔۔

مجھے معاف کر دیجیئے گا۔۔۔آپکے حکم پر میں اپنی جان تو دے سکتی ہوں ۔۔۔لیکن اپنی عزت نفس پر سمجھوتا نہیں کر سکتی۔۔۔
دوٹوک کہتے انہوں نے جیسے بات ختم کی تھی۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

ہو گیا آپکا یا اب بھی کچھ کہنا باقی ہے؟؟؟؟

انکے سپاٹ لہجے پر عظمی نے نظریں اٹھا کر ارمغان کی طرف دیکھا ۔۔۔ارمغان نے گہرا سانس کھینچتے آگے بڑھ کر ایک بار پھر انکے دونوں ہاتھوں کو تھاما اور انہیں اپنے حصار میں لے کر بیڈ پر براجمان ہوئے۔۔۔

انہوں نے ہاتھ کھینچ کر چھڑوانے کی کوشش کی،،، جس پر انہوں نے تنبیہ کرتی نگاہوں سے انکی طرف دیکھا۔۔۔

عظمی آپ سالوں سے میرے ساتھ رہ رہی ہیں۔۔۔ لیکن ان سب کے باوجود بھی آپ میرے نیچر کے بارے میں کتنا جانتی ہیں۔۔۔ مجھے معلوم نہیں ۔۔۔ کیونکہ شروعات سے ہی ہمارے درمیان کوئی خاص انڈرسٹینڈنگ نہیں رہی۔۔۔

نرمی سے تمہید باندھتے ہوئے بات کا آغاز کیا۔۔۔

انکے نرم لہجے پر وہ بھی ساری باتوں کو پس وپشت ڈالتے ہماتا گوش ہوئیں۔۔۔

بچپن سے ہی میں بہت زیادہ ریزروڈ نیچر کا مالک تھا۔۔۔ جانتی ہوں جب بھی ہم باباسائیں کے ساتھ آپکے گھر آتے تھے تومان،، روباب اور حجاب کی طرح آپ سب کے ساتھ نہیں کھیلتے تھے۔۔۔اور ناہی کسی سے ٹھیک سے بات کرتے تھے ۔۔۔

بلکہ الگ تھلگ جگہ پر منہ بنا کر بیٹھے رہتے تھے۔۔۔

عظمی کے مسکرانے پر ارمغان بھی نرمی سے مسکرائے تھے۔۔۔ مطلب کہ بچپن سے ہی میری بیگم مجھ پر کافی غور کرتی رہی ہیں۔۔۔ہاں۔۔۔

انکے چہرے پر جھولتی لٹ کو کان کے پیچھے اڑستے نرم نگاہوں سے دیکھا۔۔۔

انکا لہجہ کافی پر سوز تھا۔۔۔ عظمی کا چہرہ ہلکا سا سرخ ہونے لگا۔۔۔

جسے دیکھتے ارمغان نرمی سے مسکرائے۔۔۔

عظمی روباب میری زندگی کی اولین خواہش تھیں یا یہ کہہ لیں بچپن کی محبت لیکن ان سب کے باوجود بھی میں نے کبھی ان سے لفظوں میں اظہار نہیں کیا تھا ،،، جس سے شادی کی شروعات میں ہمیں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔۔۔

لیکن پھر وقت گزرنے کے ساتھ جیسے جیسے وہ مجھے سمجھتیں گئیں ہماری زندگی آسان ہوتی گئی۔۔۔

اور ساتھ میری محبت گہری بھی۔۔۔

لیکن پھر ایک دن وہ مجھے اکیلا چھوڑ کر چلی گئیں ۔۔۔ سوچیں ذرا ایک انسان جو دوسروں سے زیادہ گھلتا ملتا نہیں تھا ۔۔۔ جسکی زندگی صرف چند لوگوں کے گرد گھومتی ہو ،،، جسکی زندگی میں روشنی ہی صرف ایک انسان کی وجہ سے تھی ۔۔۔اور وہ بھی اس سے چھین لی جائے تو وہ انسان کیا کرے گا ؟؟؟

بات کرتے ہوئے انہیں وہ مشکل وقت یاد آیا تھا ۔۔۔جب ان کیلئے زندگی صرف ایک سزا بن کر رہ گئی تھی ۔۔

ہماری شادی جن حالات میں ہوئی تھی ۔۔۔آپ سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے ۔۔۔

ایک تو میں اس وقت مینٹلی بہت ڈسٹرب تھا ،،، دوسرا اتنی جلدی روباب کو بھول کر آپ کو قبول کر پانا میرے لیے بہت مشکل تھا ،،، کیونکہ ابھی تو میں نے اپنی محبت کھوئی تھی ،،، ابھی تو میرے اندر کے زخم تازہ تھے ۔۔۔ایسے میں میں تو کیا کوئی بھی انسان سب بھول کر ایک نئی شروعات نہیں کر سکتا ۔۔۔

عظمی نے انکی بات پر سر جھکایا تھا۔۔۔

میں جانتا ہوں،،،، میں نے آپکے ساتھ بہت زیادتی کی ہے۔۔۔ کیونکہ ان سب میں آپکا کوئی قصور نہیں تھا۔۔۔

لیکن میری حالت بھی سمجھنے کی کوشش کریں۔۔ میں اس وقت بہت ٹوٹ چکا تھا۔۔۔ انکے ہاتھوں پر دباؤ بڑھاتے اپنے رویے کے پیچھے کی وجہ بتانی چاہی۔۔۔

میں سمجھ سکتی ہوں۔۔۔

زبردستی مسکراتے ہوئے انکی بات کی تائید کی۔۔۔ لیکن آنکھیں تو چیخ چیخ کر کچھ اور ہی سوال کر رہی تھیں۔۔۔

کہ سائیں تب تو آپ مجبور تھے لیکن بعد میں۔۔۔ کیا بعد میں بھی میں آپکو نظر نہیں آئی۔۔۔

جوار مغان انکے بنا کہے بھی سمجھ چکے تھے۔۔۔

تبھی تو انکی کمر پر ہاتھ رکھتے مزید انہیں اپنے قریب کیا۔۔۔

عظمی نے نظریں اٹھا کر حیرت سے انکی طرف دیکھا۔۔۔جبکہ اپنی کمر پر کھبتی انکی سخت انگلیوں کے لمس پر جان ہتھیلی پر الگ آئی۔۔۔اور سانسیں کہیں سینے میں ہی اٹکنے لگیں۔۔۔

دھڑکنیں زور زور سے دھڑکتیں اپنے ہونے کا احساس دلانے لگیں۔۔۔

آپکو پتا ہے عظمی آپکی سب سے اچھی بات کیا ہے؟؟؟؟انکی سانسوں کے قریب ہوتے نرمی سے مسکراتے ہوئے سوال کیا۔۔۔

انہوں نے سوالیہ انکی طرف دیکھا۔۔۔

کہ آپ بنا بحث کے دوسروں کی بات بہت جلدی سمجھ لیتیں ہیں۔۔۔

انکی آنکھوں میں دیکھتے نرمی سے انکی پیشانی چھوتے انکی خوبی گنوائی۔۔۔

جس پر کرنٹ کھا کر عظمی نے پیچھے ہوتے ان سے دوری بنانی چاہی۔۔۔

اوں ہوں ذرا غصے سے ڈپٹتے انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

اور بری بات کونسی ہے پتا ہے کیا؟؟؟؟

ارمغان شاہ کی اتنی قربت عظمی کیلئے سہنی مشکل ہو رہی تھی ایسے میں وہ کیا ہی ان کے سوالوں کی طرف دھیان دیتیں۔۔۔

کہ آپ اپنے حق کیلئے آواز نہیں اٹھاتیں۔۔۔

میں نے ایک بار منع کر دیا تو دوبارہ آپ نے میرے قریب آنے کی کوشش بھی نہیں کی۔۔۔

ناہی کبھی اپنے ہونے کا احساس دلایا۔۔۔

بہت خوبصورتی کے ساتھ انکی کمزوری سے عظمی کو روشناس کروانا چاہا۔۔۔

میری عزت نفس کو یہ گوارا نہیں تھا۔۔۔کہ جس در سے ایک بار ٹھکرائی جا چکی تھی،،،، دوبارہ وہاں اپنی خوشیوں کی بھیک مانگنے جاتی۔۔۔

بات انکے عزت نفس کی آئی تو انکا لہجہ خود باخود مظبوط ہو گیا۔۔۔

جس سے ارمغان بھی متاثر ہوئے۔۔۔

ویری ایمپریسو،،،،پر پتا ہے کیا عظمی رشتے ایسے نہیں بنتے،،،،انہیں نبھانے کیلئے بہت سی قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔۔۔بہت کوششیں کرنی پڑتی ہیں،،،اپنی میں کو مار کر جھکنا پڑتا ہے۔۔۔

تو یہ کوشش آپ کر لیتے؟؟؟انکی بات سن کر دوبدو سوال کیا تھا۔۔میں نے تو شروعات میں کوشش کی تھی،،،لیکن آپکو ہی یہ رشتہ قبول نہیں تھا،،،،اور نا ہی ان گزرے اٹھارہ سالوں میں مجھے کبھی یہ محسوس ہوا کہ آپکو اس رشتے کی کوئی ضرورت ہے یا پھر آپکی نظروں میں اسکی کوئی اہمیت،،،،

تو پھر میں کوشش بھی کیوں کرتی جب بدلے میں مجھے کچھ حاصل نہیں ہونا تھا سوائے دھتکار کے۔۔۔

انکا حصار توڑ کر وہ ایک بار پھر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑیں ہوئیں تھیں۔۔۔

میرا ایک سوال ہے سائیں۔۔۔

اس سے پہلے ارمغان انکی حرکت پر انہیں ڈانٹتے یا پھر کوئی بات کہتے انہوں نے اشارے سے انہیں بولنے سے روکا۔۔۔

ہمیشہ عورت کو ہی کیوں کہاں جاتا ہے۔۔۔اپنے رشتے کو بچانے کی کوشش کرے۔۔۔کوئی مرد کو کیوں کچھ نہیں بولتا۔۔۔ایک رشتے کو بنانے کیلئے حصہ تو دونوں کا برابر ہوتا ہے نا،،، لیکن اس رشتے کو سنوارنے کیلئے قربانی ہمیشہ عورت کو دینی پڑتی ہے،،،، ہمیشہ ایک عورت کو ہی کیوں جھکایا جاتا ہے مرد خود کیوں نہیں جھکتا؟؟؟؟

آج آپ کہہ رہے ہیں میں نے کوشش نہیں کی،،،، لیکن کبھی آپ نے خود کے عمل پر غور کیا کہ آپ نے میرے ساتھ کیا کیا۔۔۔

یقینا نہیں۔۔۔

بات کے آخر میں وہ تلخی سے مسکرائیں تھیں۔۔۔

جس پر گہرا سانس لیتے وہ اٹھ کر انکے قریب آئے تھے۔۔۔

دیکھیں عظمی میں اپنی غلطی ماننے سے انکار نہیں کر رہا ہوں۔۔۔کیونکہ مجھے پتا ہے میں نے آپکے ساتھ زیادتی کی ہے،،،، میرا مقصد ہرگز بھی آپ کو نیچا دکھانے کا نہیں تھا۔۔۔

میں تو بس کہنا چاہ رہا تھا۔۔۔ایک رشتے کو نبھانے کیلیئے دونوں افراد کو کوشش کرنی چاہیے۔۔۔اور اگر دوسرا آپ کا ساتھ نہیں دے رہا تو آپکو اس کی غلطی کا احساس کروانا چاہیے۔۔۔ناکہ خاموشی اختیار کر کے اسے اسکے حال پر چھوڑ دینا چاہیے۔۔۔

عورت کو اللہ تعالیٰ نے بہت خوبصورتی سے تخلیق کیا ہے،،،، اس میں بہت خوبصورت رنگ بھرے ہیں۔۔۔

جن سے وہ مرد کی ویران زندگی کو خوشحال بناتی ہے،،، اپنی محبت سے اسے سنوارتی ہے،،،، عورت کے اندر ایسی ادا ہوتی ہے کہ وہ اگر چاہے تو پتھر کو بھی موم بنادے۔۔۔تو پھر اسکے آگے ہم مرد کیا چیز ہیں۔۔۔

اپنی بات کی وضاحت دیتے اینڈ میں آکر انکے قیمتی ہونے کا احساس دلانا چاہا۔۔۔

جو بھی ہے سائیں اب ان سب چیزوں کا وقت گزر چکا ہے۔۔۔اس لیے یہ بحث فضول ہے۔۔۔

ارمغان کی باتوں سے مرعوب ہوئے بنا انہوں نے پھر وہی بات کی۔۔۔

اچھا تو پھر کیا چاہتیں ہیں آپ؟؟؟؟

انکے لہجے کی سختی کو محسوس کرتے ارمغان شاہ کا لہجہ پل میں سپاٹ ہوا تھا۔۔۔

میں کچھ نہیں چاہتی۔۔۔بس یہ کہ جیسا اب تک چلا آرہا ہے اسے ویسا ہی چلنے دیں۔۔۔

یہ ممکن نہیں اب۔۔۔

کیوں ممکن نہیں ہے۔۔۔ارمغان کے صاف جواب پر انہوں نے وجہ جاننی چاہی۔۔۔

کیونکہ آپکو آپکے حق سے محروم رکھ کے میں مزید گنہگار نہیں ہونا چاہتا۔۔۔

لیکن جب مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے تو۔۔۔

بس میں آپ سے کوئی بحث نہیں کرنا چاہتا۔۔۔اور اگر آپ کو میرا ساتھ قبول نہیں ہے تو مجھے بتا سکتیں ہیں،،،، ہم بنا کسی لڑائی کے بہت آرام سے اپنی راہیں جدا کر لیں گے۔۔۔

ارمغان کی بات تھی کہ کوئی پگلا ہوا سیسہ جو عظمی کے کانوں میں انڈیل دیا گیا تھا۔۔۔

قدموں کے نیچے سے زمین نکلنا کسے کہتے ہیں یہ انہیں آج پتا چلا تھا۔۔۔دل کی دھڑکنیں یکدم ہی سست روی سے چلتے ڈوبنا شروع ہو گئیں۔۔۔

آنکھوں سے کئی آنسو بے مول ہوتے موتیوں کی صورت ٹوٹ کر زمین پر گرے۔۔۔

جبکہ خود وہ پتھر کی مورت بنیں انہیں پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں

۔۔۔

جو بہت آرام سے انکی زندگی انکی اتنے سالوں کی ریاضت کو بے مول کر کے اب جواب طلب نگاہوں سے انکی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔

یکدم ہی انکے اندر غصے کی ایک شدید لہر سرائیت کر گئی،،،، جس کے چلتے وہ تیز قدموں سے انکے قریب آتیں دونوں ہاتھوں سے انکا گریبان تھام گئیں۔۔۔

سمجھتے کیا ہیں آپ خود ہاں کیا سمجھتے ہیں،،،، جب چاہیں جیسے چاہیں گے مجھے بے مول کرینگے اور میں چپ چاپ سب برداشت کر لوں گی۔۔۔ تو یہ آپکی سب سے بڑی بھول ہے ارمغان شاہ۔۔۔

غصے میں آکر زندگی میں پہلی بار انہوں نے ارمغان کو سائیں کے بجائے انکے اصل نام سے بلایا تھا۔۔۔

یہ میرا گھر ہے،،،، جسے میں نے بہت محبت اور پیار کے ساتھ بنایا ہے،،،، اس کے ایک ایک رشتے کو اپنی توجہ اور محبت سے سنوارا ہے۔۔۔

اپنی ساری عمر ساری خوشیاں قربان کر دی اور آج آپ مجھ سے یہ سب چھیننا چاہتے ہیں ؟؟؟؟

بھول ہے آپکی کہ میں ایسا کچھ ہونے دوں گی ۔۔۔

انکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر غصے سے جتاتے بولیں تھیں ۔۔۔

ارمغان شاہ نے پہلے ایک نظر اپنے گریبان پر موجود انکے ہاتھوں کو دیکھا اور پھر یکدم معصوم ہرنی سے زخمی شیرنی بن کر غراتی اپنی بیوی کی طرف ۔۔۔

جنکا حسن زندگی میں پہلی بار انکی آنکھوں کے سامنے بے حجاب ہوتا انہیں زیر کرنے کے در پر تھا ۔۔۔ دوپٹہ جو عظمی نے انہیں دیکھتے ہی اپنے سر کے ساتھ چاروں اور پھیلایا تھا اب لاپرواہی سے دائیں کندھے پر جھولتا زمین کو سلامی دے رہا تھا ۔۔۔

آنکھوں کا کاجل زیادہ رونے کی وجہ سے آنسوؤں کے ذریعے بہہ گیا تھا ۔۔۔جبکہ ہونٹوں پر لگی لپ اسٹک جو نچلہ لب چبانے کے چکر میں آدھی وہ کھا چکی تھیں۔۔۔

سفید رنگت میں کچھ رونے اور کچھ غصے کی وجہ سے گھلی سرخیاں۔۔۔انکے حسن کو مزید دوآتشاں کر گئیں تھیں۔۔۔

جسے دیکھتے وہ چند پل کیلئے مبہوت ہوئے تھے۔۔۔

ارمغان کے ہونٹوں پر سجی مسکراہٹ اور انکی نظروں کو بے باکی سے اپنا جائزہ لیتے دیکھ عظمی کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا۔۔۔

جس کے چلتے وہ انکے گریبان کو چھوڑتے ہوئے پیچھے ہونے لگیں۔۔۔جب ارمغان نے انکی کمر کو تھام کر ایک جھٹکے کے ساتھ دوبارہ اپنے سینے سے لگایا ۔۔۔

جس سے کندھے پر جھولتا انکا ریشمی ڈوپٹہ زمین بوس ہوا تھا۔۔۔

مان لیتے ہیں بیگم یہ گھر آپکا ہے،،، اس میں بسنے میں والے رشتے بھی آپ کے ہیں۔۔۔ لیکن جس سے وابستہ ہو کر آپکو یہ سب ملا ہے جب آپ اسے ہی اپنا نہیں مانتیں تو،،، تو یہ سب فضول ہے۔۔۔

انکے بکھرے بالوں کو سنوارتے ہوئے اپنے رشتے کی اہمیت کا احساس دلانا چاہا

۔۔۔

میں جس سے وابستہ ہوں انہوں نے کبھی مجھے انہیں اپنا کہنے کا مان نہیں بخشا

۔۔۔

انکی بات کے جواب میں وہ تلخ مسکراہٹ کے ساتھ گویا ہوئیں۔۔۔ ساتھ آنکھوں سے آنسو بے مول ہوتے بہتے جا رہے تھے۔۔۔

جنہیں ارمغان نے اپنے ہونٹوں سے چنا۔۔۔

آج وہی مان تو بخشنے آیا ہوں،،، لیکن آپ قبول نہیں کر رہیں۔۔۔

انکی سانسوں کے قریب ہوتے گھمبیر سرگوشی کی۔۔۔

اپنی مرضی سے نہیں آئے ہیں،،،انکی سلگتی سانسوں کو محسوس کرتے ہوئے ایک اور شکوہ کیا۔۔۔جبکہ آواز سرگوشی سے زیادہ نہیں تھی۔۔۔

جس پر ارمغان کے لب دھیرے سے مسکرائے تھے۔۔۔یہ تو آپکی سوچ ہے ۔۔۔لیکن اصل حقیقت سے تو میں اور میرا اللہ واقف ہیں۔۔۔ عظمی آپ نے کبھی مرد کو جانا نہیں۔۔۔اگر جان جاتیں تو آپکو اتنا ضرور پتا ہوتا۔۔۔کہ اسے کسی بھی کام کو کرنے کیلئے مجبور نہیں کیا جاسکتا۔۔۔جب تک اس میں خود اسکے دل کی رضا شامل نا ہو۔۔۔

ارمغان کی بات پر انھوں نے اپنی جھکی نظریں اٹھا کر انکی آنکھوں میں دیکھا ۔۔۔جس پر انھوں نے مسکرا کر سر ہلا یا تھا۔۔۔

مانتا ہوں میں رو باب میری محبت ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہمارا رشتہ اب عشق کی معراج کو چھونے والا ہے۔۔۔

لیکن ان سب کے باوجود بھی آپکا میری زندگی پر جو حق ہے اس سے میں چاہ کر بھی نظریں نہیں چرا سکتا۔۔۔

میں نے کبھی اظہار نہیں کیا لیکن اسکا مطلب یہ نہیں مجھے آپکا احساس نہیں،،،، یا پھر آپکی ذات سے غافل ہوں میں۔۔۔

آپکی اتنی سالوں کی ریاضت،، قربانیاں میرے بچوں سے محبت آپکی تڑپ سب سے واقف ہوں۔۔۔

بس کبھی اتنی ہمت نہیں جمع کر پایا کہ آگے بڑھ کر آپکا ہاتھ تھام لوں۔۔۔شاید اس ڈر سے کہ کہیں آپ مجھے قبولنے سے انکار نا کر دیں۔۔۔

اپنی ضرورت پوری کرنے کیلیئے آیا ہوں بول کر دھتکار نا دیں۔۔۔کیونکہ مرد سب کچھ برداشت کر سکتا ہے لیکن عورت کے ہاتھوں دھتکار کبھی نہیں۔۔۔

آپ کو میں ایسی لگتی ہوں۔۔۔

انکی بات کے جواب میں نم لہجے کے ساتھ نروٹھے پن سے بولیں تھیں۔۔۔

جس پر وہ نرمی سے مسکرائے تھے،،،، نہیں آپ تو بہت اچھی ہیں،،،، بلکہ بہت معصوم بھی ہیں،،،، بس اپنے انجام دیئے جانے والے کارناموں سے ڈر لگتا تھا ،،،، کہیں انکا بھگتان نا بھرنا پڑ جائے۔۔۔

ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے انکی سرخ ناک کو چھوا۔۔۔

جس پر وہ بھی نرمی سے مسکرائی تھیں۔۔۔

عظمی آپ سے میرا جو رشتہ ہے پیار اور محبت سے بڑھ کر عقیدت و احترام کا ہے۔۔۔

آپکی ہر خوبی،،،، ہر قربانی،،،، جیسے آپ نے میرے تلخ رویے کے باوجود میرے بچوں کو سنبھالا،،،، میں چاہوں بھی تو ساری زندگی آپکا احسان نہیں اتار سکتا۔۔۔

سائیں وہ میرے بھی بچے ہیں جنہیں پیار دے کر سنبھال کر میں نے آپ پر کوئی احسان نہیں کیا۔۔۔ بلکہ اپنا فرض پورا کیا ہے۔۔۔

یہ توآپکا اعلیٰ ظرف ہے۔۔۔ورنہ حقیقت میں تو۔۔۔

بس آپکو کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں میں بول رہی ہوں نا میں نے آپ پر کوئی احسان نہیں کیا۔۔۔

انکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ انکے لبوں پر انگلی رکھ کر خاموش کرواتیں ذرا رعب سے بولیں۔۔۔

انکو خود سے کمفرٹیبلی بات کرتے دیکھ ارمغان کے اندر بھی سکون اترا تھا۔۔۔

انہوں نے دھیرے سے انکے ہاتھ کو تھام کر اپنے لبوں سے لگایا۔۔۔

جس پر عظمیٰ کو اپنی حرکت کا احساس ہوا انہوں نے سرخ پڑتے اپنا چہرہ جھکایا
۔۔۔

ارمغان نے لو دیتی نگاہوں سے انکے چہرے کے بدلتے رنگوں کو دیکھا۔۔۔اور پھر بہت نرمی سے ایک ہاتھ سے تھام کر اوپر اٹھاتے انکی سانسوں کے قریب ہوئے۔۔۔

آپکی یہ جو اعلی ظرفی اور معصومیت ہے نا عظمی یہ مجھے آپکا دیوانہ بناتی جا رہی ہے

۔۔۔

میں چاہ کر بھی اپنے دل کو آپکی طرف مائل ہونے سے نہیں روک پا رہا۔۔۔

انکے بے حد قریب ہوتے گھمبیرتا سے اپنے دل کا حال بیان کیا،،،، انکی اتنی قربت پر عظمی سے نظریں اٹھانا مشکل ہو گیا۔۔۔

سائیں آپ،،،، انکی سانسوں کو محسوس کرتے ہوئے وہ کچھ کہنا چاہتیں تھیں لیکن ارمغان نے انہیں اپنی بات مکمل کرنے کی مہلت نہیں دی تھی۔۔۔اس سے پہلے ہی وہ دونوں کے درمیان موجود فاصلہ مٹاتے اپنے لب انکے سرخ ہونٹوں پر رکھ چکے تھے۔۔۔

جبکہ انکے لبوں کے نرم گرم لمس کو پہلی بار پر اپنے ہونٹوں پر محسوس کرتے ،،،، عظمی کو اپنے حواس گم ہوتے محسوس ہوئے۔۔۔انہوں نے سختی سے اپنی آنکھیں بند کرتے دونوں ہاتھوں سے انکے کندھوں کو تھاما۔۔۔

انکے وجود کی لرزش کو محسوس کرتے ہوئے وہ دھیرے سے پیچھے ہوئے اور پھر بہت غور سے انکے خوبصورت چہرے کو دیکھنے لگے،،،، جنکی صرف چند لمحوں میں ہی سانسیں بکھر چکیں تھیں۔۔۔

اتنے میں ہی بس ہو گئی آپکی ابھی تو آگے آپ نے اور بھی بہت سی منزلیں طے کرنی ہے۔۔۔

انکے کان کے قریب جھکتے ہوئے ذو معنی انداز میں گویا ہوئے البتہ لہجہ شرارت سے بھرپور تھا۔۔۔

جبکہ انکی سرگوشی پر عظمی کی آنکھیں شرم اور حیرت سے پھٹنے کے قریب تھیں ۔۔۔

انکے چہرے کی اڑی رنگت کو دیکھتے ہوئے ارمغان شاہ نے قہقہہ لگاتے انہیں اپنی گود میں اٹھایا تھا۔۔۔

عظمی کیلیئے ارمغان شاہ کے ساتھ آنکھیں ملانا مشکل ہو گیا۔۔

انہیں نرمی سے بیڈ پر ڈالتے ہوئے اپنا کوٹ اتار کر پھینکا۔۔۔اور کمرے میں جلتی لائٹ کو بجھاتے نرمی سے ان پر جھک آئے تھے۔۔۔

عظمی میں آپ کے ساتھ اپنی پچھلی کی گئی زیادتیوں کا ازالہ تو نہیں کر سکتا ۔۔۔ لیکن آنے والی زندگی میں اتنی کوشش ضرور کروں گا،،، کہ آپکے حق میں کبھی ناانصافی نا کروں۔۔۔

امید ہے آپ میری پچھلی کوتاہیوں کو معاف کرتے ہوئے سچے دل سے میرا ساتھ قبول کرینگی۔۔۔

سائیں آپکا ساتھ تو میں برسوں پہلے نکاح کے وقت ہی سچے دل سے قبول کر چکی تھی۔۔۔ بس آپ نے ہی میرا ہاتھ تھامنے میں دیری کر دی۔۔۔

عظمی تو پہلے ہی انکی محبت میں پور پور ڈوبی ہوئیں تھیں۔۔۔اس لیے ارمغان کی ذرا سی الفت لٹانے پر انکے بازوؤں میں ٹوٹ کر بکھرتیں چلی گئیں۔۔۔

جوان پر اپنی شدتیں نچھاور کرنے کے ساتھ ساتھ محبت بھری سرگوشیوں میں انہیں سراہ بھی رہے تھے۔۔۔

جس سے ایک حسین مسکراہٹ نے مسلسل انکے خوبصورت چہرے کا احاطہ کر رکھا تھا۔۔۔آج برسوں سے مانگی گئیں انکی دعائیں رنگ لائیں تھیں۔۔۔ارمغان شاہ نے نا صرف پورے دل سے انہیں اپناتے عظمی کو انکا حق دیا تھا۔۔۔بلکہ پیار کے ساتھ عزت و احترام کا ایسا تاج انکے سر پر سجایا تھا جو ہر ایک عورت کی دلی خواہش تو ہوتی ہے۔۔۔لیکن نصیب صرف قسمت والوں کو ہی ہوتا ہے

۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

وحشت کے کالے اندھیروں سے بھرا ہوا وہ کوٹھری نما کمرہ،،،، جس میں سورج کی ایک کرن تک کو آنے کی اجازت نہیں تھی۔۔۔

اس میں ایک لاغر وجود اپنی زندگی بھر کے انجام دیئے جانے والے گناہوں کی سزا کاٹ رہا تھا۔۔۔

کب رات ہوتی ہے کب سویرہ اب تو اس نے اسکا حساب لگانا بھی چھوڑ دیا تھا ۔۔۔

بس ہر وقت گزرے ہوئے اچھے وقت کی یادیں اور اپنے انجام دیئے جانے فعل کو یاد کرتے ہوئے پچھتاوں کے ناگ اسے ڈستے رہتے تھے۔۔۔

کیا نہیں تھا اس کے پاس۔۔اچھا گھر،،،، خوبصورت بیوی،،،، پیار کرنے والے خوبصورت رشتے اور جان سے بھی پیاری ایک بیٹی۔۔۔

سب کچھ کتنا مکمل تھا۔۔۔

لیکن اس نے کیا کیا۔۔۔

اپنے ہاتھوں سے ہی اپنی ہنستی بستی دنیا اجاڑ دی۔۔۔ بچپن سے اسے اپنا کہنے والا سگا خون کا رشتہ تو کوئی نہیں تھا اسکے پاس سوائے ایک ماں کے۔۔۔

جو ایک حادثے کا شکار ہوتے اس دنیا سے چلی گئی۔۔

لیکن جنہوں نے غیر ہو کر بھی اسے اپنوں سے بھی بڑھ کر چاہا،، مان دیا،،، عزت دی،،، محبت دی اس نے انکے ساتھ کیا کیا۔۔۔

خود اپنے ہاتھوں سے انکی محبت کا گلا گھونٹ دیا۔۔۔

انکے اعتبار اور مان کو حسد و کینہ کی آگ میں جلاتے انہیں تکلیف پہنچانے کا سبب بنا۔۔۔

اپنی زندگی کی ساری خوشیوں کو بدلے کی نظر کرتے،،، نا صرف اپنی زندگی برباد کی بلکہ آخرت میں بھی سر اٹھانے کے قابل نہیں رہا۔۔۔

کیا ملا یہ سب انجام دے کر۔۔۔ جنہیں برباد کرنا چاہتا تھا وہ تو اب بھی آباد تھے ۔۔۔

انکے چہروں پر تو اب بھی مسکراہٹیں تھیں۔۔۔

اگر وہ خود بدلہ لینے اور برائی کا راستہ اپنانے کی بجائے اپنا معاملہ اللہ کی سپرد کر دیتا تو آج اس حال میں نا ہوتا۔۔۔

اگر شاہ خاندان گنہگار ہوتا تو ہر حال میں انہیں سزا مل کر رہتی۔۔۔

"کیونکہ" بیشک اللہ بہتر بدلہ لینے اور انصاف کرنے والا ہے۔۔۔

لیکن اس نے اللہ پر توکل کرنے کی بجائے،،، خود خدا بننا چاہا،،، اور آج نتیجہ اسکی قسمت میں عمر بھر کے پچھتاوے،،، اسکے گناہوں کے جیسے کالے اندھیرے اور تنہائی لکھ دی گئی۔۔۔

اور آج وہ انہی کالے اندھیروں میں ڈوبا اپنی موت کی دعائیں مانگ رہا تھا،،،
لیکن ایسا لگتا تھا کہ جیسے وہ بھی اس سے روٹھ گئی تھی۔۔۔

تبھی تو ڈوبتی سانسوں میں اس کے قریب آنے کے باوجود بھی اپنی آغوش میں لینے کے بجائے ہمیشہ نظریں چرا کر واپس چلی جاتی۔۔۔

اور وہ اپنے لاغر و معذور وجود کے ساتھ بے بس نگاہوں سے اسے دیکھتا رہ جاتا

۔۔۔

وہ اس گھٹن زدہ کمرے میں کتنے دنوں یا مہینوں سے بند تھا اب تو اسکی گنتی بھی اسے بھول چکی تھی۔۔۔

روشنی کسے کہتے ہیں اسکا تصور بھی اسکے ذہن سے محو ہو چکا تھا۔۔بس یاد تھا تو اپنے گناہ اور اپنی جان سے پیاری بیٹی۔۔۔

جو کس حال میں خوش بھی تھی یا پھر اسکے گناہوں کی سزا بھگت رہی تھی کچھ معلوم نہیں تھا۔۔۔

اور نا ہی اسے کوئی بتانے والا تھا۔۔۔

کتنے مہینوں سے اس نے کسی انسان کی آواز نہیں سنی تھی۔۔۔خود سے باتیں کرتے اور جامد خاموشی میں گونجتی وحشتوں کو محسوس کر کے اسکا ذہنی توازن بھی آدھے سے زیادہ خراب ہو چکا تھا۔۔

باقی اگر کوئی احساسات کی حس بچی تھی تو اس میں صرف اپنی ہنستی ہوئی بیٹی کی تصویر تھی۔۔۔

جو اس درد اور تکلیف دہ ماحول میں رہتے ہوئے بھی اسکے پپڑی زدہ لبوں پر مسکراہٹ کی وجہ بن جاتی۔۔۔

اسکی شرارتیں اور معصومیت کو یاد کرتے۔۔۔

بے بس اور تھکن زدہ آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے۔۔۔

اسکی بگڑتی حالت کو دیکھتے ضارب شاہ کے بندوں نے اسے جسمانی تکلیف دینا تو بند کر دی تھی۔۔۔

لیکن ذہنی عزیت۔۔۔وہ آج بھی ہنوز قائم تھی۔۔۔

جو جسمانی سے کہیں زیادہ تکلیف دہ تھی۔۔۔

اس کال کوٹھڑی کی دیوار کے ساتھ زمین پر چٹائی بچھا کر اسکے لاغر وجود کو لاوارثوں کی طرح پھینکا گیا تھا۔۔۔

کیونکہ خود سے اب اس میں اٹھنے بیٹھنے کی ہمت نہیں رہی تھی۔۔۔

پیروں کے زخم خراب ہونے اور دوا نا ملنے پر کینسر کا روپ دھاڑتے باقی وجود کو بھی خراب اور گلانے کا سبب بن رہے تھے۔۔۔

جسکے چلتے اسکے دونوں پاؤں کو ہمیشہ کیلئے اسکے وجود سے جدا کر دیا گیا تھا۔۔۔

تاکہ کہیں وقت سے پہلے ہی وہ اسکی موت کا سبب نا بن جائیں۔۔۔

اور اسکو موت کی صورت اس سزا سے رہائی مل جائے۔۔۔

زمین پر لیٹے آنکھوں کو بند کیے جن سے اس وقت بھی آنسو بہہ رہے تھے وہ روز کی طرح اپنے احتساب میں مصروف تھے۔۔۔

جب اچانک سے اس کال کوٹھڑی کا دروازہ کھولا گیا تھا لیکن انہوں نے کوئی خاص دھیان نہیں دیا۔۔۔ کیونکہ اب وہ ان سب چیزوں کے اس قدر عادی ہو چکے تھے کہ آنے جانے والوں کو خود مخاطب کرنا بھی چھوڑ چکے تھے۔۔

انہیں اتنا اندازہ تو ہو ہی چکا تھا کہ وہ جتنی مرضی کوشش کر لیتے ان پتھر کی مورتوں نے اپنی زبان نہیں کھولنی تھیں۔۔۔

لیکن آج کچھ الگ تھا،، آج اس کال کوٹھڑی کا دروازہ کھولنے کے بعد دوبارہ بند نہیں کیا گیا تھا۔۔۔

بلکہ کمرہ کھولنے کے بعد اس میں ایئر فریشنیس کا استعمال کیا گیا۔۔ تاکہ کمرے کی حبس اور بدبو سے چند پل کیلئے ہی سہی نجات حاصل کی جاسکے اور اسکے ساتھ کمرے میں روشنی کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔۔۔

جو انہیں اتنے مہینے اندھیرے میں رہنے کی وجہ سے بند آنکھوں کے ساتھ بھی چبھی تھی۔۔۔

انہوں نے فوراً اپنی آنکھوں پر اپنا کانپتا ہوا ہاتھ رکھ کر اس سے بچنے کی کوشش کی۔۔۔

تبھی انکے کانوں کے میں بھاری قدموں کی آواز ٹکرائی۔۔۔

جو ایک انسان سے زیادہ کئی انسانوں کے آنے کی پہچان تھی۔۔۔

اور یہ آواز بالکل انکے قریب آکر رکی تھی۔۔۔

اور پھر کمرے میں ایک بھاری آواز گونجی جس نے انہیں آنکھیں کھولنے پر مجبور کر دیا۔۔۔

اور وہ آواز تھی ضارب شاہ کی۔۔۔

کیسے ہو موسی شاہ؟؟؟

خوبصورتی سے مسکرا کر سوال کیا گیا تھا۔۔۔اور ساتھ ہی جیب سے سگریٹ نکال کر سلگاتے لبوں میں دبائی۔۔۔

اسکے بندوں نے فوراآ گے بڑھ کر اسے چیئر پیش کی تھی۔۔۔

جس پر شان سے براجمان ہوتے ضارب شاہ نے اپنی وحشت زدہ آنکھیں انکے ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکے لاغر وجود پر ٹکائی تھیں۔۔۔

اپنی آنکھوں کو جھپک جھپک کر روشنی سے مانوس کرتے ہوئے انہوں نے اندر دھنس چکیں اپنی تھکن زدہ آنکھیں اسکے چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔

اور پھر ایک نظر اسکے دائیں بائیں اور پیچھے کھڑے وجود کو۔۔۔انہوں نے خالی ہو چکے ذہن کے ساتھ کافی دیر ان چہروں کو گھورا۔۔۔پھر جیسے انکے دماغ میں جھماکا سا ہوا تھا۔۔۔

ضا،،،، ضارب انہوں نے اسے پہچانتے ہوئے جیسے تصدیق چاہی۔۔۔

ضارب نے سگریٹ کا گہرا کش لیتے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

حیرانی کی بات ہے موسیٰ شاہ تم مجھے کیسے بھول سکتے ہو بھلا کوئی اپنی موت کو بھی بھولتا ہے۔۔۔

استہزائیہ کہتے لبوں سے دھواں ہوا میں اڑایا۔۔۔

میں،،، نہیں بھولا ہوں تمہیں،،، بھلا کیسے بھول سکتا ہوں،،، تمہاری وجہ سے ہی تو آج اس حال میں پہنچا ہوں۔۔۔

اپنی حالت کی طرف دیکھتے ایک بار پھر انکی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے تھے

۔۔۔

غلط،،، غلط بول رہے ہو تم۔۔۔

تم میری وجہ سے نہیں بلکہ اپنے گناہوں کی وجہ سے اس مقام تک پہنچے ہو۔۔۔

تم نے جو ظلم کیے ہیں ان پر تمہاری پکڑ ہوئی ہے۔۔۔

ضارب نے اپنی دائیں بائیں کھڑے واسم زارون کی طرف دیکھتے ہوئے انہیں اپنا ظلم یاد دلانا چاہا۔۔۔

ہاں سچ کہتے ہو،،،، سچ کہتے ہو تم،،،، لیکن تم تو رحم دل ہو نا مجھے معاف کر دو

۔۔۔

یکدم ہی اپنی جگہ سے رینگتے ہوئے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ اسکے قدموں پر رکھنے چاہے،،،، جس پر ضارب نے اپنے پاؤں پیچھے کرتے ہوئے انکی کوشش کو ناکام بنایا۔۔۔

معاف کر دو مجھے،،،، مجھ سے یہ تکلیف اور نہیں سہی جاتی۔۔۔ مجھے اس قید سے آزاد کرتے دو،،،، چھین لو یہ سانسیں جو مجھے ایک پل چین نہیں لینے دیتیں ۔۔۔ مجھے سکون چاہیے،،،، ہاں مجھے سکون چاہیے جو ان چلتی سانسوں کے ساتھ ممکن نہیں،،،، میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں انہیں بند کر دو،،،، بند کر دو انہیں،،، بند کر دو۔۔

زمین پر اپنی پیشانی ٹکاتے پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے وہ ایک ہی الفاظ بار بار دوہرائے جارہے تھے۔۔۔

نانا سسر جی اتنی آسانی سے کیسے؟؟؟؟

انکے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھ کر زارون شاہ انکی شرٹ سے پکڑ کر اوپر اٹھاتا ہوا استہزائیہ لہجے میں بولا۔۔۔

موسی شاہ نے نم پلکیں اٹھا کر اسکے وجیہہ چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔

ز،،، زارون

انکے لب بے آواز پھڑ پھڑائے۔۔۔

ہاں زارون شاہ،،، وہی زارون شاہ جس پر تم نے اپنے ظلم و بربریت کی انتہا کر دی تھی۔۔۔

جسکے صرف جسم ہی نہیں روح کو بھی تم نے تکلیف پہنچائی،،، جسکی معصومیت تم نے بچپن میں ہی چھین لی۔۔۔ جسے اتنا تڑپایا کہ ہاسپٹل کے بیڈ پر پڑا وہ گیارہ سال کا معصوم بچہ تکلیف کو برداشت نا کرتے اپنی موت کی دعائیں مانگتا تھا۔۔۔

خود پر کیے گئے موسی کے ظلموں کو یاد کرتے زارون کا لہجہ سخت سے سخت ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

بالکل ایسے ہی تمہارے آدمیوں کے قدموں میں گرتے میں نے اور لالا نے ان سے رحم کی بھیک مانگی تھی۔۔۔ لیکن انکے لبوں پر صرف ایک لفظ تھا کہ اگر ہم نے تم پر رحم کیا تو ہمارا مالک ہم پر رحم نہیں کرے گا۔۔۔

توتم آج کس امید پر ہم سے رحم کی بھیک مانگ رہے ہو۔۔۔

تم نے رحم کھایا تھا۔۔۔ موسی شاہ

ضارب لالا اور بیا پر،،،، جب تم انکے ماں باپ کو مار رہے تھے۔۔۔بولو رحم آیا تھا تمہیں تم جب ہماری جنت ہم سے دور کر رہے تھے۔۔

کھایا تھا تم نے رحم جب ایک معصوم بچے کو درندوں کے حوالے کر رہے تھے ۔۔۔

نہیں موسی شاہ نہیں۔۔۔

تم نے رحم نہیں کیا تھا،،، اور آج جب وقت نے بساط پلٹی ہے تو ہم تم پر رحم نہیں کھائیں گے۔۔۔

کل وقت تمہارا تھا موسی لیکن آج وقت ہمارا ہے۔۔۔

وہ انہیں ایک جھٹکے سے زمین پر پھینکتے ہوئے دوبارہ کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔

جبکہ اسکے بر عکس واسم نے اسکی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا،، وہ تو یہاں آنا بھی نہیں چاہتا تھا،، کہ اگر اپنے خاندان کے گنہگار کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھے گا تو قتل کیے بنا نہیں رہے گا۔۔۔

لیکن پھر ضارب کے کہنے پر کہ اس نے جو سزا موسی کیلئے منتخب کی ہے۔۔ وہ موت سے بھی کہیں زیادہ بدتر ہے۔۔۔ خود جا کر دیکھ لے تو صرف اسکی بات کا مان رکھنے کیلئے ساتھ چلا آیا۔۔۔

یعنی تم بھی میری والی غلطی دوہرانا چاہتے ہو؟؟؟

خبردار موسی ہمیں خود سے مت ملانا ورنہ ،،،، موسی کا انہیں خود سے کمپیئر کرنا واسم شاہ کے اندر آگ لگا گیا۔۔۔

اس لیے اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ دھاڑا۔۔۔

جس پر ضارب نے اسکا ہاتھ تھام کر اسے روکا،،،، ورنہ اپنے غصے میں وہ موسی کی جان لینے سے بھی گزیر نہیں کرتا۔۔۔

اس نے لب بھینچ کر غصے کو کنڑول کرتے۔۔۔ ضارب کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچا۔۔۔

جبکہ اسکی حرکت پر ضارب نے گہرا سانس لیتے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

ہم کیا کر رہے ہیں اور کیا نہیں یہ سہی ہے یا غلط ہمارا اللہ جانتا ہے،،،، تمہیں ہمیں بتانے کی ضرورت نہیں۔۔۔

تم اپنے بارے میں سوچو۔۔۔ تم نے کیا،، کیا،، کیا ہے۔۔۔ جسکی آج تم یہ سزا بھگت رہے ہو۔۔۔

ہم چاہتے تو تمہیں ایک جھٹکے میں بھی ختم کر سکتے تھے۔۔۔ لیکن اس سے تمہارے گناہوں کا احتساب نہیں ہوتا اور نا ہی کبھی تمہیں اپنے کیے گئے ظلموں کا احساس۔۔۔

سوچو موسی شاہ سوچو،،، تم نے اپنی زندگی میں کون کون سے گناہ کیے ہیں جنکی تمہیں یہ سزا مل رہی ہے۔۔۔

بہت وقت ہے تمہارے پاس،،، گنتی کرو اپنے ایک ایک ظلم ایک ایک گناہ کی ،،،اور معافی طلب کرو ہم سے نہیں اس خدا سے جس کے بندوں کو تم نے عزیت پہنچائی۔۔۔

باقی رہی بات اس قید سے رہائی کی تو یہ اب ناممکن ہے۔۔۔

کیونکہ اس قید سے رہائی تو تمہیں صرف ایک ہی صورت میں مل سکتی ہے

،،،اور وہ

بات کرتے کرتے وہ ایک پل کیلیئے رکا تھا۔۔

موسی شاہ نے بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

اور وہ ہے موت ،،،، جو کب آئے گی کچھ کہا نہیں جا سکتا۔۔۔

اپنی بات مکمل کرتے ہی وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

نہیں ،،،، نہیں تم مجھے ایسے چھوڑ کر نہیں جا سکتے ،،،، مجھ سے یہ تکلیف برداشت نہیں ہوتی ،،،، ضارب شاہ مجھے اس تکلیف سے رہائی دو ،،، تمہیں تمہارے ماں باپ کا ،،،،،

اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتے ،،،، واسم نے آگے بڑھ کر انکے منہ پر اپنے پاؤں کی ایک ٹھوکر رسید کی تھی ،،،، جس سے وہ اچھل کر دیوار کے ساتھ ٹکرائے۔۔۔

اور انکا سر پھٹنے سے اس سے خون بہنے لگا۔۔۔

تمہاری ہمت کیسی ہوئی کہ تم میرے چاچو اور آنی کا نام اپنی گندی

زبان پر لائے۔۔۔ میں جان لے لوں گا تمہاری۔۔۔

"واسم۔۔۔

ابھی واسم آگے بڑھ کر انہیں مزید مارتا،،، ضارب نے تنبیہ سے کہتے اسے غصے سے ڈپٹا،،، جس پر وہ لب بھینچتا مزید کوئی بات کیے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

ضارب نے افسوس سے موسی شاہ کے سر کو دیکھا جس سے خون روانی سے بہہ رہا تھا۔۔۔

ہم تمہیں اس تکلیف سے رہائی نہیں دے سکتے موسی۔۔۔ کیونکہ ہم اتنے اعلی ظرف نہیں جو اپنے ماں باپ کے قاتل کو معاف کر دیں۔۔۔ تمہیں رہائی چاہیے تو اس خدا سے مانگو۔۔۔

کیونکہ وہ اپنے بندوں کی بات کبھی نہیں ٹھکراتا،،، چاہے وہ کتنے بھی گنہگار کیوں نا ہو۔۔۔

سپاٹ سے لہجے میں کہتے اس نے اپنے بندوں کو اشارہ کیا تھا کہ انکی مرہم پٹی کروائیں اور پھر پلٹ کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

پیچھے زارون اور شہیر نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور روتے ہوئے موسی کو دیکھتے وہاں سے جانے لگے جب موسی کی بات نے انکے قدم جکڑے۔۔۔

زارون زر مینے بہت معصوم ہے،،،، میرے گناہوں کی سزا میری بچی کو مت دینا۔۔۔یہ بے بس باپ تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہے۔۔۔

زارون نے پلٹ کر انکے لاغر وجود کی طرف دیکھا جو زمین پر اوندھے منہ پڑے اسکے آگے ہاتھ جوڑ رہے تھے۔۔۔

ایک پل کیلئے اسے ترس سا آیا۔۔۔دل کیا کہ وہ انہیں بتا دے کہ انکی بیٹی تو زارون شاہ کی زندگی ہے،،، اسکے جینے کی وجہ،،، وہ بھلا اسے کوئی تکلیف کیسے پہنچا سکتا ہے۔۔۔لیکن پھر انکے گناہ اور خود پر کیے انکے ظلم کو یاد کر اس ترس پر انکی نفرت غالب آ گئی۔۔۔

اور وہ بنا انہیں کوئی جواب دیئے،،، پلٹ کر نکلتا چلا گیا۔۔۔جس کے جاتے ہی موسی نے اپنا سر زمین پر ٹکایا،،،، جسے دیکھتے شہیر خان کو افسوس نے گھیرہ

،،،،اور ساتھ تاشے کی یاد بھی آئی،،،،وہ بھی تو انکی ہی بیٹی تھی جسکے بارے میں شاید وہ جانتے بھی نہیں تھے،،،،کتنے بد قسمت باپ تھے،،،، لیکن اس معاملے میں وہ انکی کوئی ہیلپ نہیں کر سکتا تھا۔۔آج وہ جس مقام پر تھے یہ انکے خود کے کیے گئے گناہوں کی سزا تھی۔۔۔

جو انھوں نے اپنی آخری سانس تک یونہی بھگتنی تھی۔۔۔

شہیر نے افسوس سے سر ہلاتے۔۔۔وہاں موجود ضارب کے بندوں کو انکا خیال رکھنے کی ہدایت کرتے باہر کی راہ لی۔۔۔

جسکے جاتے ہی وہ روشنیوں بھرا کمرہ ایک بار پھر اندھیرے میں ڈوب گیا۔۔

بالکل موسی شاہ کے نصیب کی طرح۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

چند سال بعد۔۔۔

بالاج شاہ آپ نے میرے ساتھ زیادتی ہے،،، کیا کیا ہے میں نے بولو کیا کیا ہے؟؟؟

یہ میری ڈول تھوڑی دیر پہلے میں باہر لان میں ٹیبل پر رکھ کر اندر ماما کی بات سننے گئی تھی۔۔۔

تب لان میں صرف آپ کھیل رہے تھے۔۔۔

اور مجھے پکا یقین ہے کہ میری ڈول کا یہ حشر آپکے سوا کوئی اور نہیں کر سکتا۔۔۔

اپنی ہاتھ میں پکڑی ڈول جو اسکے بابا نے اسکی فرمائش پر لا کر دی تھی۔۔۔

بالاج کے سامنے لہراتے ہوئے بولی۔۔۔

جسکے سر پر اب بال کا نام ونشان بھی موجود نہیں تھا۔۔۔ جبکہ پورے چہرے پر مارکر سے مختلف ڈیزائن بنائے گئے تھے۔۔۔

جاو جاو ہانی تانی۔۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔

اس نے ہانی کی شربتی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے صاف جواب دیا تھا۔۔۔

بالاج شاہ جھوٹ مت بولیں۔۔۔

یہ آپکا ہی کام ہے،،،، شرافت سے مان جائیں ورنہ۔۔۔اپنی چھوٹی سی انگلی اسکی طرف اٹھاتے دھمکی والے انداز میں بولی۔۔۔

ورنہ کیا ہانیہ شہیر خان ورنہ کیا،،، کیا کرلو گی تم۔۔۔ہاں میں نے کیا ہے تمہاری ڈول کا یہ حال۔۔۔اور نیکسٹ اس سے بھی زیادہ برا کرونگا۔۔۔

جو کر سکتی ہو کر لو۔۔

اپنی شورٹس کی پاکٹس میں دونوں ہاتھ پھنساتے وہ لاپرواہی سے بولا۔۔۔انداز بہت ہی شاہانہ تھا۔۔۔

اب آپ دیکھے میں آپکے ساتھ کرتی کیا ہوں۔۔۔آپ کی شکایت میں بابا سائیں سے لگاؤں گی۔۔۔

اپنی ڈول کا یہ حشر دیکھ کر ہانیہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔۔۔وہ رندھے ہوئے لہجے میں بولتی تیز قدموں سے شاہ حویلی کے اندر بڑھی تھی۔۔۔

جبکہ پیچھے بالاج جو اکڑ کر کھڑا تھا ارمغان شاہ کے نام پر فورا سیدھا ہوا۔۔۔

خبر دار ہانیہ اگر تم نے ڈیڈ سے میری شکایت لگائی۔۔۔ بہت برا حشر کرونگا تمہارا وہ اسکے پیچھے بھاگتا تقریبا چیخا۔۔۔

لیکن ہانیہ ان سنی کرتی۔۔۔ تیز قدموں سے ڈرائنگ روم کی طرف بڑھی تھی جہاں اس وقت شاہ خاندان کے سبھی افراد محفل سجائے بیٹھے تھے۔۔۔

باباسائیں۔۔۔

ڈرائنگ روم کے دروازے سے اندر داخل ہوتے ہانیہ نے نم لہجے میں انہیں پکارا۔۔۔

جس پر نا صرف ارمغان شاہ۔۔۔ بلکہ انکے ساتھ بیٹھیں روباب اور دوسرے افراد بھی متوجہ ہوئے۔۔۔

جب وہ آنسوؤں کے ساتھ روتی انکے قریب آئی۔۔۔ باباسائیں یہ دیکھیں ۔۔۔ بالاج نے میری ڈول کا کیا حشر کیا ہے۔۔۔

ہاتھ میں پکڑی ڈول انہیں دکھاتے ہوئے بالاج کی شکایت لگائی۔۔۔

بالاج شاہ ادھر آئیں فورا۔۔۔

روتی ہوئی ہانیہ کو اپنے ساتھ لگاتے۔۔۔ بالاج کو اندر بلایا جو ڈرائنگ روم کے دروازے کی اوٹ میں کھڑا ہانیہ کو شکایت لگاتے سن رہا تھا اور ساتھ غصے سے اپنی چھوٹی چھوٹی مٹھیاں بھی بھینچ چکا تھا۔۔۔

ارمغان شاہ کی آواز پر سیدھا ہوتا سپاٹ نظروں سے ہانیہ کو دیکھتے اندر داخل ہوتے انکے قریب آیا۔۔۔

میں جان سکتا ہوں یہ کیا حرکت ہے بالاج شاہ؟؟؟؟

وہ ڈول اسکے سامنے کرتے غصے سے بولے تھے۔۔۔ بالاج نے انکی بات کا جواب دینے کی بجائے ہانیہ کو گھورا۔۔۔

جو اس وقت اسکے ڈیڈ کے حصار میں بہت معصوم بن کر کھڑی تھی۔۔۔

بالاج میں آپ سے کچھ پوچھ رہا ہوں۔۔۔

اسکے جواب نا دینے پر اب کے وہ دھاڑے تھے۔۔۔ جس سے ایک پل کیلئے بالاج ہی نہیں ساتھ بیٹھیں روباب اور انکے حصار میں کھڑی ہانیہ بھی لرزی ۔۔۔

غنی آرام سے بچہ ہے۔۔۔

روباب نے دبے دبے لفظوں میں اس کی سائڈ لینی چاہی۔۔۔

جس پر انہوں نے بالاج کے ساتھ انہیں بھی گھورا تھا۔۔۔

ڈیڈ یہ اتنی سیدھی نہیں ہے،،،اس نے سکول میں ٹیچر سے میری شکایت لگا کر مجھے مار پڑوائی تھی۔۔۔ حالانکہ میری اس میں کوئی غلطی بھی نہیں تھی،،، سو ڈیٹس وائی۔۔۔

بالاج نے ہامی بھرتے ساتھ یہ سب کرنے کے پیچھے کی وجہ بھی بتائی۔۔

جبکہ اس بار بات کھلنے پر ہانیہ بھی کچھ سہمی تھی۔۔۔

اگر آپکو مجھ پر یقین نہیں ہے تو زاور سے پوچھ لیں یہ بھی وہی تھے۔۔۔

ارمغان شاہ کو خاموش دیکھ کر وہ ایک جگہ الگ تھلگ بیٹھے زاور زارون شاہ کی طرف اشارہ کرتا مزید بولا۔۔۔

جو اپنی نوٹ بک پر کچھ لکھنے میں مصروف تھا۔۔۔

جس کے بعد سب لوگوں کی نظریں زاور کی طرف چلی گئیں تھیں۔۔۔

اپنا نام آنے پر زاور نے اپنا جھکا سر اٹھایا۔۔۔

اور سب کو اپنی طرف دیکھتے پا کر صرف دو حرفی جواب دیا۔۔۔

یس ہی از رائٹ۔۔۔

اور دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔۔۔

زارون شاہ نے ایک پل کیلئے اپنے کھڑوس بیٹے کے جھکے سر کو دیکھا،،، جو پتا نہیں کس پر گیا تھا،،، ہر وقت خاموشی ہر وقت غصہ،،، بولتا بھی ایسے تھا جیسے دوسرے بندے پر احسان کر رہا ہو۔۔۔اسے چند پل گھورنے کے بعد ساتھ بیٹھی زرمینے کی طرف دیکھا۔۔۔

جیسے ایسے بچے کے پیدا کرنے پر افسوس کر رہا ہو۔۔۔

بدلے میں زرمینے نے بھی اسے ڈبل گھوری سے نوازا۔۔۔جس پر وہ فورا سیدھا ہوا۔۔۔

تو اسکا کیا مطلب آپ اب بدلہ لینگے یہ تربیت کی ہے ہم سب نے آپکی؟؟؟؟

"اب کے وہ خاموش ہی رہا تھا،،،،" سے سوری ٹو ہر

میں آپ سے کچھ کہہ رہا ہوں۔۔۔اسے لب نا کھولتے دیکھ انہوں تنبیہ نگاہوں سے دیکھا۔۔۔

سوری ڈیڈ بٹ اٹس امپوسیبل،،،، بالاج شاہ بنا غلطی کے کسی سے سوری نہیں بولتا۔۔۔

ایکسکیوز می۔۔۔

صاف لفظوں میں جواب دیتے یہ جاوہ جا۔۔۔

جبکہ اسکی بدتمیزی پر وہ خون کے گھونٹ بھر کر رہ گئے تھے۔۔۔اور پھر ساتھ بیٹھی روباب کی طرف دیکھا جو انہیں التجائی نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں۔۔۔

آپکی اور آپکے لاڈ صاحب کی (واسم) بے جا حمایت کا نتیجہ ہے جو یہ آج اپنے باپ کے منہ پر صاف جواب دے کر گئے ہیں۔۔۔

غصے سے بولتے ہوئے وہ ہانیہ کی طرف متوجہ ہوئے تھے جو انہیں غصے میں دیکھ کر سچ مچ سہم گئی تھی۔۔۔

سوری بیٹا میں آپ سے بالاج کی طرف سے معذرت کرتا ہوں،،،اور ہماری بٹیا رانی کو اداس ہونے کی بھی ضرورت نہیں۔۔۔

آپکے بابا سائیں اس سے بھی زیادہ اچھی ڈول لا کر دیں گے۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔

اسے سہمتے دیکھ نرمی سے اسکا گال تھپتھپاتے ہوئے مسکرا کر بولے۔۔۔اس نے بھی ہلکا سا مسکراتے سر ہلایا اور ساتھ دل میں رب کا شکر ادا کیا کہ اسے ڈانٹ نہیں پڑی۔۔۔

چلیں آپ جا کر کھیلیں،،،،اور اس بد تمیز سے دوبارہ مخاطب ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔

نرم لہجے میں بولتے ایک بار پھر بالاج کی بد تمیزی کو یاد کرتے انہیں غصہ آیا تھا ۔۔۔

جس پر ہانیہ مسکراتی ہوئی باہر بھاگی تھی۔۔۔جبکہ اپنے بیٹے کو بد تمیز بلائے جانے پر روباب نے ارمغان شاہ کو گھورا تھا۔۔۔

جسے انہوں نے سرے سے اگنور کیا۔۔۔

تبھی ملازمہ کے ساتھ چائے اور سنیکس وغیرہ لے کر عظمی اندر داخل ہوئیں تھیں۔۔۔

اور ٹیبل پر چیزوں کو سیٹ کرتے ملازمہ کے جانے کے بعد ارمغان سے مخاطب ہوئیں۔۔۔

کیا ہوا یہ بالاج اتنے غصے میں کیوں باہر نکلے ہیں؟؟؟؟اور جب میں نے بلایا تو کوئی جواب بھی نہیں دیا۔۔۔

سب کو چائے سرو کر کے ارمغان کے ساتھ براجمان ہوتیں پریشانی سے بولیں

۔۔۔

کچھ نہیں ہوا۔۔۔جب دماغ سیٹ ہو جائے گا،،، تو خود ہی ٹھیک ہو جائے گی آپکی بد تمیز اولاد۔۔۔

انہیں ابھی تک بالاج کی حرکت پر بہت غصہ تھا اس لیے انہیں بھی غصے سے جواب دیا۔۔۔

"سائیں۔۔۔

عظمی کو انکا انداز پسند نہیں آیا تھا۔۔۔

کیا سائیں،،، نا ہی باپ کا لحاظ ہے نا ہی رشتوں کا،،، پتا نہیں بڑے ہو کر کیا کریں گے۔۔۔

کیا کیا ہے انہوں نے ؟؟؟ ارمغان کے انداز سے انہیں اتنا تو پتا چل گیا تھا کہ بالاج نے بد تمیزی کی ہے اس لیے اس بار تھوڑا آرام سے بولیں ۔۔۔

کچھ نہیں کیا ہے عظمی ،،،، بچے ہیں اونچ نیچ ہو ہی جاتی ہے ،،،، غنی تو بس ۔۔۔

ہاں اب بات اپنے بیٹے پر جو آئی ہے تو آپ ایسے ہی بولے گی ۔۔۔

روباب کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی ارمغان نے انہیں گھورا ۔۔۔ جس پر انہوں نے منہ بناتے خاموشی اختیار کی ۔۔۔

جبکہ عظمی انکی نوک جھونک پر نرمی سے مسکرائیں تھیں ۔۔۔

آہھھہ ڈیڈ ۔۔ "یو ہیو ٹو آف دی موسٹ بیوٹیفل وومنز ان دی ورلڈ سیٹنگ ایٹ لیفٹ رائٹ ،،،، "وٹ آ لکی مین یو آر ،،،، "اور ہم ٹھنڈا سانس کھینچتے بس گزارا ۔۔۔ ماحول میں پھیلی کشیدگی کو دور کرنے کیلئے ارمغان کے ارد گرد بیٹھیں عظمی روباب کا حوالے دیتے زارون نے چٹکلا چھوڑا ۔۔۔

جبکہ اینڈ میں زرمینے کی طرف دیکھتے ٹھنڈی آہ بھری ۔۔۔

اس کے کمپلیمینٹ پر جہاں عظمی روباب مسکرائیں تھیں،،،، وہی زرمینے نے حیرت سے منہ کھول کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔

ہاں بیٹا جی یہ تو میں جانتا ہوں نا کہ یہ خوش نصیبی ہے یا سزا،،،، سر جھٹک کر کہتے چائے کا کپ لبوں سے لگایا۔۔۔

سائیں،،،، غنی دونوں ایک ساتھ چلائیں۔۔۔۔

"کیا۔۔۔

انہوں نے دونوں کی طرف باری باری دیکھتے آبرو اچکائی۔۔۔

اب آئیے گا ہمارے پاس پھر بتائیں گے سزا کیا ہوتی ہے۔۔۔ جبکہ انکی دھمکی پر ارمغان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ چھلکی۔۔۔

جسے دیکھتے وہ دونوں ہی جل بھن گئیں تھیں۔۔۔

"میں گزارا ہوں۔۔۔

کافی دیر گزر جانے کے بعد بمشکل زرمینے کے حلق سے یہ لفظ ادا ہوئے۔۔۔

جس پر زارون اسکی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

یہاں میں آپکے بچے پیدا کر کر کے مرنے والی ہوئی ہوں،،،اور آپ کہہ رہے ہیں آپ صرف گزارا کر رہے ہیں۔۔۔

سرمئی نینوں سے آنسو چھلکے۔۔۔

زرمینے زاور کے بعد ایک بار پھر امید سے تھی،،،اور اس بار ڈاکٹر نے ٹونز بتائے تھے۔۔۔نتیجہ پانچویں ماہ میں اس کی حالت ایسی تھی جیسے لاسٹ منتھ چل رہا ہو۔۔۔خود اکیلے ٹھیک سے چلا بھی نہیں جاتا تھا۔۔۔جس نے اسے کافی حد تک چڑچڑا بھی کر دیا تھا۔۔۔

تو کیا بیوی کوئی احسان کر رہی ہو۔۔۔

زارون کو اسکی بات سن کر ہنسی اور ترس ایک ساتھ آیا تھا لیکن پھر اسے چڑانے کیلئے جان بوجھ کر ذرا رعب سے بولا۔۔۔

"شاہ۔۔۔

زرمینے نے حیران نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

پہلے اپنی اولاد تو دیکھ لو۔۔۔جو مجھے پیدا کر کے دی ہے۔۔۔بچہ کم اور روبورٹ زیادہ لگتا ہے۔۔۔

"ڈیڈا لٹس انف۔۔۔

خود کی ذات پر بات آنے پر زاور شاہ نے سپاٹ لہجے میں ٹوکا۔۔۔

لو دیکھ لو اس انگریز کی اولاد کو۔۔۔ڈیڈا لٹس انف۔۔۔زارون نے منہ بنا کر اسکی نکل اتاری۔۔۔

جس پر منہ نیچے کر کے زرمینے نے امڈ آنے والی مسکراہٹ کو روکا۔۔۔

جبکہ عظمی ارمغان اور روباب کھل کر ہنسے تھے۔۔۔زاور نے زارون کو شروع ہوتے دیکھ اپنی نوٹ بک اٹھائی اور اسے اگنور کرتے ہوئے وہاں سے نکلتا چلا گیا

۔۔۔

زاور شاہ کے ایٹیٹیوڈ کو دیکھتے زارون نے نا صرف اسکی پشت کو گھورا،،، بلکہ ساتھ بیٹھی زر مینے کو بھی آنکھیں دکھائی تھیں۔۔۔

اس میں میری کیا غلطی ہے۔۔۔ میں تھوڑی بولا ہے اسے۔۔۔ کہ آپ کے ساتھ ایسا بیہیو کرے۔۔۔

تربیت کس کی ہے ؟؟؟؟

"شاہ۔۔۔

بچے کی تربیت میں صرف ایک ماں کا ہی ہاتھ نہیں ہوتا۔۔۔ کچھ ذمہ داریاں والد پر بھی عائد کی جاتی ہیں۔۔۔

اور ویسے بھی زاور میں جو ایٹیٹیوڈ ہے اس میں تربیت سے زیادہ گھٹی کا ہاتھ ہے

۔۔۔

کس نے بولا تھا واسم لالا سے گھٹی دلوانے کو آپکو ہی شوق تھا نا،،، اب بھگتے

۔۔۔

مجھے یاد کیا کسی نے ؟؟؟؟

زارون کے اسکی تربیت پر سوال اٹھانے پر وہ چڑتے ہوئے بولی تھی۔۔۔جب یکدم سے وہاں واسم شاہ کی آواز گونجی۔۔۔

اور پھر چاروں طرف سناٹا چھا گیا۔۔۔

زرمینے جس نے ابھی اسکا نام لیا تھا،،، واسم کی آواز سنتے اسکا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔۔۔

اس نے اپنی زبان دانتوں تلے دبا کر آنکھیں سختی سے میچیں۔۔۔

جبکہ اسکی پتلی ہوئی حالت کو دیکھتے زارون نے مسکراہٹ دبائی۔۔۔

بھلے ان سب کے رشتوں میں وقت گزرنے کے ساتھ بہت سدھار آ گیا تھا ،،، اور ابرش کی طرح زرمینے اور زرتاشے بھی اس سے بہت فرینک ہو گئیں تھیں۔۔۔

لیکن واسم شاہ کا رعب اور دبدبہ آج بھی پہلے دن کی طرح قائم تھا بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ اسکی شخصیت میں مزید سختی در آئی تھی۔۔۔

جس کی وجہ سے یہ لوگ کم ہی اسکے سامنے فضول باتیں منہ سے نکالتیں تھیں ۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

واسم میری جان۔۔۔

اتنے دنوں بعد اپنے بیٹے کو روبرو دیکھتے رو باب نے مسکراتے ہوئے اپنے بازو واں کیے تھے۔۔۔

جن میں سماتے ہوئے واسم نے رو باب سے انکا حال دریافت کیا تھا۔۔۔

ماما کیسی ہیں آپ؟؟؟؟

کیسی ہو سکتی ہوں اپنے بیٹے کے بغیر،،، اسکی پیشانی پر پیار کرتے ہوئے وہ پیار سے بولیں۔۔۔

جس پر وہ نرمی سے مسکرایا۔۔۔

آپکو پتا ہے ضروری میٹنگ تھی ورنہ میں کبھی نا جاتا۔۔۔میں جانتی ہوں میری جان اللہ پاک تمہیں مزید کامیابیوں سے نوازے۔۔۔آمین

روباب سے ملنے کے بعد وہ ارمغان کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔جوان ماں بیٹے کی محبت کو مسکراتی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

کیسے ہیں ڈیڈ ؟؟؟؟

الحمداللہ آپ سناؤ کیسی رہی میٹنگ ؟؟؟؟ایزیوزول زبردست۔۔۔ مسکرا کر کہتے ایک نظر ساتھ بیٹھیں عظمی کی طرف دیکھا۔۔۔

جو اسے مسکراتیں نظروں سے تو دیکھ رہی تھیں،،، لیکن اسے مخاطب کرنے سے گریز ہی کیا۔۔۔

ان سے نظریں ہٹا کر واسم نے دوبارہ ارمغان کی طرف دیکھا جو اسے ہی امید بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

ویسے توان گزرے سالوں میں کافی کچھ بدل چکا تھا۔۔روباب کے آنے کے بعد واسم کے عظمی کے ساتھ بیہیویر میں کافی فرق آیا تھا۔۔۔اب وہ پہلے کی طرح ان سے بد تمیزی نہیں کرتا تھا،،، بلکہ اگر وہ بلا لیتیں تو نارمل انداز میں جواب دے دیتا تھا۔۔۔

لیکن پھر بھی دونوں کے درمیان آج بھی ایک اجنبیت کی دیوار حائل تھی ۔۔۔جسے گرانے کی ارمغان شاہ سالوں سے کوشش کر رہے تھے۔۔۔

چلو اپنی ماں کے برابر درجہ نا سہی۔۔۔ لیکن کم از کم انکی بیوی کی حیثیت سے وہ انہیں عزت واحترام تو دے ہی سکتا تھا۔۔۔

انہیں اپنی فیملی کا حصہ مانتے نرمی سے بات کر سکتا تھا۔۔۔

اس کے خاموشی سے نظریں پھیر لینے پر عظمی کے دل میں ہوک سی اٹھی تھی ۔۔۔ لیکن پھر سر جھٹکتے ہوئے اس کیلئے کافی کا انتظام کرنے کیلئے اٹھ کر وہاں سے جانے لگیں۔۔۔

جب زندگی میں پہلی واسم شاہ نے انکا ہاتھ تھام کر خود سے انہیں روکا۔۔۔ عظمی نے حیرت سے پلٹتے ہوئے پہلے اپنے ہاتھ اور پھر واسم شاہ کی طرف دیکھا۔۔۔

جو سپاٹ نظروں سے انکی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔

اور وہ ایک حرفی لفظ۔۔۔

جو شاید ہی کبھی اسکے لبوں سے نکلا ہو۔۔۔ادا ہوا۔۔۔

"سوری۔۔۔

البتہ چہرے کے تاثرات اب بھی سپاٹ تھے۔۔۔بے ساختہ ہی عظمی کی آنکھیں چھلکیں تھیں وہ دونوں کے درمیان کا فاصلہ مٹاتے اسکے سینے سے آ لگیں۔۔۔

واسم نے انکے گرد نرمی سے حصار بناتے ہوئے انکے سر پر دھیرے سے اپنے لب رکھے۔۔۔

جبکہ ایک ماں بیٹے کے اس خوبصورت ملن پر وہاں موجود سبھی افراد آسودگی سے مسکرائے تھے۔۔۔

میرا چیمپ کدھر ہے؟؟؟

کچھ دیر بعد نرمی سے ان سے الگ ہوتا مسکرا کر بولا۔۔۔

جس پر وہ نم آنکھوں کے ساتھ نرمی سے مسکرائیں۔۔۔آپکے چیمپ کچھ دیر پہلے ہی آپکے ڈیڈ سے ناراض ہو کر یہاں سے نکلے ہیں۔۔۔شاید اپنے کمرے میں ہوں۔۔۔

بالاج کے ذکر پر جہاں واسم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھلی تھی وہی ناراضگی والی بات سن کر اس نے سوالیہ ارمغان کی طرف دیکھا۔۔۔

نام مت لیجئے اس بدتمیز کا میرے سامنے۔۔۔

"ڈیڈ۔۔۔

مجھے تو ساری اولاد ہی نکمّی ملی ہے،،،، بیٹے ایک سے بڑھ کر ایک بد تمیز۔۔۔

واسم کو آنکھیں دکھاتے انہوں نے نخوت سے سر جھٹکا۔۔۔

یہ تو غلط بات ہے بابا میں نے آج تک آپ سے بد تمیزی نہیں کی۔۔۔

سب کو ایک ہی لائن میں کھڑا کرتا دیکھ زارون شاہ نے اپنی تعریف کرنا ضروری سمجھا۔۔۔

بیٹا جی میرا منہ نا کھلواو تو ہی آپ کیلیئے اچھا ہے۔۔۔ نکمّے پن اور میری بات ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکالنے والوں میں آپ پہلے نمبر پر آتے ہو۔۔۔

جبکہ اتنی صاف بے عزتی پر زارون نے منہ بنایا تھا جسے دیکھتے ہوئے وہاں سب کے قہقہے گونجے تھے۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

سب سے ملنے کے بعد واسم اپنے کمرے میں داخل ہوا جہاں ایہا تکیوں کے سہارے بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

پہلے ٹونز بچوں کے پورے دس سال بعد اللہ تعالیٰ نے پھر ایک بار اسکی گود ہری کی تھی۔۔۔

اور اب ڈلیوری میں بہت کم دن رہتے تھے،،، جسکی وجہ سے فلحال وہ بیڈ ریسٹ پر تھی۔۔۔

اسکے بالکل سامنے تاشے بیٹھی تھی۔۔۔

جبکہ ایہا کے ارد گرد اپنا حصار بنا کر اسکے دونوں ٹونز بیٹھے تھے۔بڑا مرتسم شاہ اور اس سے صرف پانچ منٹ چھوٹا معتصم شاہ جو اسے اپنے بیٹے کم اور دشمن زیادہ لگتے تھے۔۔۔

کیونکہ جب سے وہ دنیا میں آئے تھے،،،، دونوں نے ہی اسکی بیوی پر قبضہ جمایا ہوا تھا۔۔۔

ہر وقت ایہا کے ساتھ چمٹے رہتے تھے۔۔۔ حتی کے رات میں بھی وہ دونوں کے درمیان دیوار بن کر سوتے تھے۔۔۔

بہت بار واسم نے انہیں دوسرے کمرے میں شفٹ کرنا چاہا۔۔۔پیار سے سمجھایا کہ اب میرے شیر بڑے ہوگئے ہیں۔۔۔ایسے ماما بابا کے کمرے میں سوتے اچھے نہیں لگتے،،،، لیکن مجال تھی کہ انکے کان پر جوں تک بھی رینگی ہوں۔۔۔

انکے لبوں پر ایک ہی جواب ہوتا تھا کہ بچے کتنے بھی بڑے ہو جائیں ماں باپ کیلئے ہمیشہ چھوٹے ہی رہتے ہیں۔۔۔

پانچ سال کے ہونے کے بعد کہیں جاکر وہ ان دونوں کو اپنے کمرے سے نکالنے میں کامیاب ہوا تھا۔۔۔

تب جاکر کہیں اسکی زندگی میں تھوڑا سکون آیا تھا۔۔۔ لیکن اس کے باوجود بھی جب واسم کا رومینٹک موڈ آن ہوتا یہ لوگ ہڈی بن کے ضرور آتے۔۔۔

باز وقت تو وہ چڑتے دونوں کو باہر نکال کر دروازہ لوک کر لیتا۔۔۔ جسکے بعد باہر انکا اور اندر انکی ماں کا رونا دھونا شروع ہو جاتا۔۔۔ لیکن ڈریگن کے آگے نا کبھی ایسا کی چلی تھی اور نا ہی آگے چل سکتی تھی۔۔۔

اسکے بیٹوں کے مقابلے انکی ماں کو خاموش کروانا زیادہ آسان تھا جو کام وہ بخوبی انجام دیتا تھا۔۔۔

حالانکہ نیچر وائز وہ دونوں بہت ریزروڈ اور کافی حد کھڑوس طبیعت کے مالک تھے۔۔۔

اور ایک دوسرے کے علاوہ گھر کے باقی بچوں سے کم ہی انکی بنتی تھی۔۔۔

لیکن اپنی ماں سے انکی محبت بے مثال تھی۔۔۔ جس کے بدلے وہ اپنے باپ سے لڑنے کو بھی ہر وقت تیار رہتے تھے۔۔۔

شاید یہ خوبی واسم سے ہی انکے اندر ٹرانسفر ہوئی تھی وہ خود بھی تو روباب سے عشق کرتا تھا۔۔۔

واسم نے گہرا سانس کھینچ کر اندر داخل ہوتے اونچی آواز میں سلام کیا تھا۔۔۔

"وعلیکم السلام ۔۔۔

اسکے سلام کے جواب میں تاشے اور ایہا نے تو مسکرا کر جواب دیا تھا البتہ مرتسم اور معتصم کا اسے دیکھتے ہی منہ بن چکا تھا ۔۔۔

انکے چہروں کے تاثرات سے صاف پتا چل رہا تھا کہ انہیں اپنے باپ کی واپسی کی کوئی خاص خوشی نہیں ہوئی تھی ۔۔۔

جسے ایہا تاشے کے ساتھ واسم بھی سمجھ چکا تھا ۔۔۔

جس پر اس نے ان دونوں کو ہی گھوری سے نوازا تھا ۔۔۔ البتہ ایہا تاشے نے منہ نیچے کر کے مسکراہٹ چھپائی ۔۔۔

لالا کیسے ہیں آپ ؟؟؟

تاشے نے مسکراتے ہوئے سوال کیا تھا ۔۔۔

میں ٹھیک ہوں گڑیا تم سناؤ ۔۔۔ جی میں بھی الحمداللہ ۔۔۔ چلو آو ۔۔۔ مرتسم معتصم ہم لوگ باہر جا کر کھیلتے ہیں ۔۔۔

واسم کا احساس کرتے نا صرف وہ خود اٹھی بلکہ ان دونوں کو بھی ساتھ چلنے کا بولا۔۔تاکہ ان دونوں کو کچھ پرائیویسی مل سکے۔۔۔

لیکن ان دونوں نے جانے سے صاف انکار کر دیا۔۔۔

سوری آنی ہمارا کھیلنے کا موڈ نہیں۔۔۔

ایک نظر واسم کی طرف دیکھتے ہوئے مرتسم سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔۔۔

جس پر تاشے ایک بے بس نظر واسم کی طرف دیکھتی وہاں سے نکلتی چلی گئ

۔۔۔

بری بات ہے بیٹا۔۔۔آنی کیا سوچ رہی ہونگی۔۔۔کہ میرے بیٹے کتنے بد تمیز ہیں انہیں بڑوں سے بات کرنے کی بالکل تمیز نہیں۔۔۔

مرتسم کا تاشے کے ساتھ رویہ ایہا کو خود بھی اچھا نہیں لگا تھا اس لیے پیار سے سمجھاتے ہوئے بولی۔۔۔

ماما میں نے کچھ غلط نہیں بولا۔۔۔اور آپ ہی تو کہتی ہیں،،، انسان کے جو دل میں ہو اسے ہونٹوں سے بول دینا چاہیے۔۔اور ہمارا اس وقت بالکل موڈ نہیں کھیلنے کا۔۔اس لیے منع کر دیا۔۔۔

لیکن پھر بھی بیٹا بڑوں کی عزت کرنی چاہیے،،،، اور کبھی کبھی آپکا دل نا بھی کر رہا ہوں تو انکی بات مان لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔۔۔

چلو اٹھو دونوں جا کر آنی سے معافی مانگ کر آو۔۔۔ چلو شاباش۔۔۔

لیکن ماما۔۔۔

مرتسم بحث نہیں۔۔۔

او کے۔۔۔

مرتسم کے اٹھتے ہی معتصم بھی اٹھا تھا۔۔۔

لیکن جانے سے پہلے پتا نہیں دل میں کیا سمائی جو دونوں ایک ساتھ واسم کے گلے لگے تھے۔۔۔

ویلکم بیک ڈیڈ۔۔۔

اسکے شیوزدہ گالوں پر پیار کرتے۔۔ہلکا سا مسکرا کر بولے۔۔۔ بالکل واسم کی طرح۔۔۔

جس پر اس نے بھی دھیرے سے مسکراتے دونوں کو پیار کیا تھا۔۔۔

جسکے بعد وہ شرافت سے باہر چلے گئے تھے۔۔۔ کیونکہ وہ اپنی ماں کا حکم مر کر بھی نہیں ٹال سکتے تھے۔۔۔

دروازہ بند ہوتے واسم اسکے قریب ہوا۔۔۔

کیسی ہو مسز۔۔۔اور ساتھ ہی اسکی پیشانی کو ہونٹوں سے چھوا۔۔۔

ناراض ہوں آپ سے۔۔۔

اور وہ کیوں بھلا؟؟؟

آپ کو پتا ہے نا میری کنڈیشن پھر بھی مجھے اکیلا چھوڑ کر چلے گئے۔۔۔واسم سے الگ ہو کر وہ نروٹھے پن سے بولی تھی۔۔۔

جس پر وہ نرمی سے مسکرایا تھا۔۔۔ جانا ضروری تھا بیا ورنہ تم جانتی ہو۔۔۔ میں کبھی نا جاتا۔۔۔اور دیکھو وقت سے پہلے لوٹ بھی تو آیا ہوں۔۔۔

اسکے سرخ پھولے ہوئے گال پر پیار کرتے منانے کی کوشش کی تھی۔۔

تو بڑا کوئی احسان کیا ہے۔۔۔اب بھی نا آتے۔۔۔

اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کرتی اب بھی غصے سے بولی۔۔۔ جس پر واسم نے اسے آنکھیں دکھائیں تھیں۔۔۔

اور اب بھی دیکھیں کیسے آنکھیں دکھا رہے ہیں۔۔۔اسکے گھورنے پر رندھے ہوئے لہجے میں بولتے رونے کی تیاری پکڑی۔۔۔

واسم نے گہرا سانس کھینچتے اسے دوبارہ اپنے ساتھ لگایا۔۔۔

اچھا بس نا جان،،،، دوبارہ ایسا نہیں ہو گا۔۔۔

اسکی کنڈیشن کو سمجھتے پیار جتایا۔۔۔ایسے نہیں وعدہ کریں پہلے۔۔۔ ابیہا نے اسکے سینے سے سر اٹھا کر اپنا پھولا ہوا سرخ ہاتھ پھیلایا۔۔۔

وعدہ۔۔۔

جسے بہت محبت سے تھامتے واسم نے لبوں سے لگایا۔۔۔

ایہا کے ہونٹوں پر حسین مسکراہٹ چھلکی۔۔۔اس نے دوبارہ سر اسکے سینے پر رکھنا چاہا۔۔۔جب واسم نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسکے لبوں پر جھکا تھا۔۔۔

اور نرمی سے اسکے گرد حصار تنگ کرتے ہوئے اس پر اپنا پیار نچھاور کرنے لگا

۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

بلیک شیفون کی خوبصورت فراک میں ملبوس ابرش ابھی شاور لے کر واشروم سے باہر نکلی تھی۔۔۔

اور ایک نظر صوفے پر براجمان بلیک ہی لٹھے کے کلف دار سوٹ میں نک سک سے تیار ضارب شاہ پر ڈالنے کے بعد آئینے کے سامنے جا کر کھڑے ہوتے ڈرائیر سے بال سکھانے لگی۔۔۔

جبکہ ضارب لیپ ٹاپ پر مصروف ہونے کے ساتھ ایک نظر گاہے بگاہے اپنی باربی پر بھی ڈال لیتا۔۔۔جسکا حسن وقت کے ساتھ مزید پر کشش ہوتا جا رہا تھا

۔۔۔

اسکی سمارٹنس اور خوبصورتی کو دیکھتے کوئی بھی یہ نہیں بتا سکتا تھا کہ یہ لڑکی دو بچوں کی ماں بھی ہو سکتی ہے۔۔۔

بال سکھانے کے بعد ڈرائیر ٹیبل پر رکھتے ابرش نے ہاتھوں میں چوڑیاں سجانی شروع کی تھی۔۔۔

چوڑیاں پہنے کے بعد کانوں میں آویزے ڈالتے ابرش نے اپنی دونوں آنکھوں میں کاجل کی لکیر کھینچی تھی۔۔۔

جس نے اسکی خوبصورتی میں مزید اضافہ کیا تھا۔۔۔

اس کے بعد ہونٹوں پر لگانے کیلیئے اس نے ریڈ لپ اسٹک اٹھائی ہی تھی جب ضارب شاہ نے بنا اسکی طرف دیکھے اسے ٹوکا تھا۔۔۔

اوں ہوں یہ مت لگائیں۔۔۔

جس پر ابرش نے حیرانی سے پیچھے مڑ کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔ لیکن وہ اسکی طرف متوجہ نہیں تھا۔۔۔اسے بے ساختہ ہی اپنی شادی کی پہلی صبح یاد آئی تھی

۔۔۔

اس وقت بھی ضارب نے ایسے ہی اسے لپ اسٹک لگانے سے روکا تھا جو وہ سمجھ نہیں پائی تھی اور اس کے بعد جو ہوا تھا۔۔۔سوچ کر اسکے گلابی گال سرخ پڑنے لگے۔۔۔

یکدم ہی ابرش کو شرارت سوجھی اور اس نے اسکی بات سمجھ نا آنے کی ایکٹنگ کرتے۔۔۔ہاتھ میں پکڑی لپ اسٹک کو چھوڑتے ضارب کی فیورٹ ریڈ کلر کی لپ اسٹک جسکا ٹیسٹ اسے بہت پسند تھا،، شرارت سے مسکراتے اسے اپنے ہونٹوں کی زینت بنایا۔۔۔

اور توقع کے عین مطابق وہ پل میں اپنے سارے کام چھوڑتے ہوئے اسکے قریب پہنچ چکا تھا۔۔۔

لیکن اس بار ابرش چونکی تھی اس لیے ضارب کے جھکنے سے پہلے ہی وہ اسکے ہونٹوں پر اپنا نازک ہاتھ رکھ کر اسکی کوشش ناکام بنادی۔۔۔

جس پر ضارب نے اسے تیکھی نگاہوں سے گھورا۔۔۔

ہماری کہی ہوئی بات آپ کو ایک بار میں سمجھ نہیں آتی۔۔۔اسکا ہاتھ لبوں سے ہٹاتے ہوئے درشتگی سے بولتا اسکے سرخ لبوں پر جھکا۔۔اور اپنی بات نا ماننے پر دانتوں کا استعمال کرتے اسکی جان لبوں پر لے آیا۔۔۔

ضارب کے جان لیوا لمس پر ابرش کی آنکھوں سے آنسو چھلکے تھے۔۔۔جسے محسوس کرتے وہ نرمی سے پیچھے ہوا۔۔۔

لیکن تب تک ابرش کی سانسیں بری طرح بکھر چکی تھیں۔۔۔جنہیں وہ گہرا سانس کھینچ کر درست کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

میں نے صرف مذاق کیا تھا۔۔۔ضارب کے خود کو غصے سے گھورنے پر وہ نروٹھے پن سے بولی تھی۔۔۔

لیکن ہمیں نہیں پسند مذاق میں بھی آپ ہماری بات کو رد کریں اس لیے آئندہ احتیاط کیجئے گا۔۔۔

اسکی آنکھوں سے چھلکتے ہوئے آنسوؤں کو اپنے لبوں سے چنتے وہ تھوڑا سا پیچھے ہٹا۔۔۔ لیکن سپاٹ لہجے میں وارننگ دینا نہیں بھولا۔۔۔

"سائیں۔۔۔

ابرش نے شکوہ کن نظروں سے دیکھا۔۔۔

سائیں کی جان اتنے سال ہوگئے آپکو ہمارے ساتھ رہتے ہوئے لیکن افسوس آپ اب تک ہماری نیچر سے واقف نہیں ہو سکیں۔۔۔

یہ غلط ہے،،، سب سمجھتی ہوں میں۔۔۔اصل حقیقت میں آپ مجھے نہیں سمجھتے ۔۔آج بھی آپکی وہی عادت ہے ہر بات میں اپنی مرضی چلانے کی۔۔۔

اسکا حصار توڑنے کی کوشش کرتی ناراضگی سے بولی۔۔۔

جس پر ضارب نے پہلے اسے گھورا لیکن بعد میں اسکے بنا ہوا منہ دیکھتے نرمی سے مسکرایا تھا۔۔۔

اور پھر دھیرے سے جھکتے ہوئے اپنے دیئے گئے زخم کو نرمی سے چھوا۔۔۔

جس پر ابرش سسکی۔۔۔

سب جانتے بھوجتے بھی آپ اپنی ان حرکتوں سے باز نہیں آتیں۔۔۔

لیکن آپ۔۔۔

بس بحث نہیں۔۔۔ابرش کے جواب میں کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ اسے خاموش کرواتا،،، ذرا غصے سے بولا۔۔۔

ابرش نے خاموش ہوتے ناراضگی سے اسکی طرف دیکھا،، جسکی پرواہ کیے بنا وہ دوبارہ اسکے ہونٹوں پر جھکنے لگا۔۔۔

جب دروازہ بنا ناک کیے عارض شاہ ابرش سے مخاطب ہوتا اندر داخل ہوا تھا ۔۔۔

بار بی آپ ابھی تک تیار نہیں ہوئیں۔۔۔

وہ ابرش کو ماما کہنے کی بجائے اپنے ڈیڈ کی طرح باربی کہہ کر بلاتا تھا۔۔۔

جسکی آواز سن کر دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوئے تھے۔۔۔

عارض ہم نے آپ کو کتنی بار منع کیا ہے۔۔۔ابرش کو ماما کہہ کر بلایا کریں

۔۔۔باربی وہ صرف ہماری ہیں۔۔۔

عارض کو بار بار ٹوکنے کے باوجود بھی وہ ابرش کو ماما کہنے کو تیار نہیں تھا اور اس کے علاوہ ابرش کو کوئی باربی بلائے یہ ضارب کو منظور نہیں تھا۔۔۔چاہے وہ اسکی خود کی اولاد ہی کیوں نا ہو۔۔۔

اس لیے اسے سمجھانے کیلیئے اس بار ذرا سختی سے بولا۔۔۔جبکہ اسکے لہجے میں ہلکی ہلکی جیلسی بھی جھلک رہی تھی۔۔۔جسے محسوس کرتے عارض شاہ خوبصورتی سے مسکرایا تھا۔۔۔جسکے ساتھ ہی اسکی آنکھوں نے اپنا رنگ بدلہ ،،،اور لائٹ گرین سے ڈارک براون میں بدل گئیں۔۔۔

چل ڈیڈ،،، اٹس نارمل بات ایک ہی تو ہے۔۔۔ ہم باربی بلائیں یا آپ کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔

اسکے غصے کو کسی خاطر میں نالائے وہ ابرش کے قریب ہوا،،، جس نے ایک نظر ضارب کے غصے والے چہرے کو دیکھنے کے بعد مسکرا کر بہت محبت سے عارض کی پیشانی کو چھوا۔۔۔

جبکہ ان ماں بیٹے کے پیار کو دیکھتے وہ جل بھن ہی تو گیا تھا۔۔۔

پھر ان دونوں کو اگنور کرتے ہوئے جا کر دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا ۔۔۔

جب ابرش اور ضارب شاہ کا چھوٹا شہزادہ بھاگتا ہوا آ کر اسکی گود میں بیٹھا۔۔۔

بابا دانی ہم حویلی تب جائیں گے ؟؟؟؟

بابا جانی ہم حویلی کب جائیں گے ؟؟؟؟

پانچ سالہ عارش شاہ نے اپنی توتلی آواز میں اپنے بابا سے سوال کیا تھا۔۔۔

اگر عارض شاہ اپنی ماں کا دیوانہ تھا تو یہ کہنا بالکل غلط نہیں ہوگا کہ ضارب میں عارش کی جان بستی تھی۔۔۔

شروع سے ہی وہ ابرش سے زیادہ ضارب کی گود میں کھیلا تھا۔۔۔اس لیے فرینک بھی اس سے ہی زیادہ تھا۔۔۔

بس بابا کی جان ابھی تھوڑی دیر میں۔۔۔آپکی ماما اور بھائی تیار ہو جائیں تو نکلتے ہیں۔۔۔

اسکے پھولے ہوئے گال پر پیار کرتے بہت محبت سے جواب دیا۔۔۔

یےےےےے،،،، بابا آپ تو پتا ہے پھوپھو دانی تو اللہ تعالیٰ نے ایک پیالی شی پرنسز

دی ہے۔۔۔

ہم اش کے شاتھ تھیلے گے۔۔۔

(یہ بابا آپکو پتا ہے پھوپھو جانی کو اللہ تعالیٰ نے ایک پیاری سی پرنسز دی ہے

۔۔۔ہم اس کے ساتھ کھیلے گے۔۔۔)

جی بابا کی جان ضرور۔۔۔اسکے بال سنوارتے ہوئے نرمی سے مسکرایا۔۔۔

بابا آپ تی شگریت کہاں پل ہے ؟؟؟

(بابا آپکی سگریٹ کہاں پر ہے ؟؟؟)

سوال کرتے ساتھ ہی اٹھ کر سامنے ٹیبل پر نظر آتی سگریٹ کی ڈبی اور لائٹر اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں اٹھا کر اسکے ہاتھ میں پکڑائی۔۔۔

جبکہ اسکی بات کو سمجھتے ہوئے،،، ضارب نے ایک سگریٹ نکال کر لبوں میں دباتے سلگائی تھی۔۔۔

جسے دیکھتے عارش نے تالیاں بجانا شروع کی تھیں۔۔۔

جس پر مسکرا کر ضارب نے اسکے چھوٹے سے وجود کو اپنے سینے سے لگایا تھا

۔۔۔

عارش شاہ کو اپنے بابا کی ہر ایک انداز ہر ایک چیز سے عشق تھا۔۔۔جبکہ اسکے برعکس اپنی ماں کی طرح عارض شاہ کو ضارب کی اس عادت سے چڑ تھی۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

بس کر دیں بیگم اور کتنا تیار ہو نگی۔۔۔

ہم ایک معصوم بچی کے فنکشن پر جا رہیں ہیں۔۔۔ نا کہ کسی کے ولیمے پر
۔۔۔ گھڑی پر ٹائم کو دیکھتے ہوئے شہیر نے کوئی تیسری بار تاشے کو بلایا تھا

۔۔۔

آ رہی ہوں شہیر آپ تو پیچھے ہی پڑ جاتے ہیں۔۔۔ اپنے دوپٹے کو سیٹ کرتے ہوئے وہ اسکے قریب آ کر رکی تھی۔۔۔

جسکے حسن کو دیکھتے ہوئے شہیر خان کا دل آج بھی پہلے دن کی طرح دھڑکا تھا

۔۔۔

اور جو اتنے ٹائم سے لیٹ ہونے کا رولا ڈالے ہوئے تھا۔۔

مبہوت نگاہوں سے اسے تکنے لگا۔۔۔ جسے دیکھ کر بے ساختہ ہی تاشے مسکرائی تھی۔۔۔

اب آپ بھی بس کر دیں نظر لگانے کا ارادہ ہے مجھے کیا؟؟؟؟

اسکی آنکھوں پر ہاتھ رکھتے مسکرا کر بولی۔۔۔جس سے ایک حسین مسکراہٹ نے شہیر خان کے لبوں کا احاطہ کیا۔۔۔

اور اسکا ہاتھ اپنی آنکھوں سے ہٹاتے ہوئے ایک ہاتھ سے اسکی کمر کو تھامتے اپنے قریب کیا۔۔۔

میں کیا سوچ رہا ہوں بیگم۔۔۔کیوں نا آج کا یہ پروگرام ہم کینسل کر دیں ۔۔۔میں سائیں سے کوئی بہانہ کر دوں گا۔۔۔

اسکی پیشانی سے پیشانی ٹکراتے ہوئے وہ گھمبیر لہجے میں بولا۔۔۔

اچھا جی۔۔۔اگر ہم فنکشن میں نہیں جائیں گے۔۔۔تو پھر کہاں جائیں گے۔۔۔

اسکی گردن میں بازو باندھتے وہ بھی اسی کے انداز میں بولی تھی۔۔

کہیں جانے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔

ہم تم یہ کمرہ اور تنہائی۔۔۔" ذو معنی انداز میں کہتے اسکی ستواں ناک کو نرمی سے چھوا۔۔۔

تاشے کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری۔۔۔

نہیں یہ ناممکن ہے مجھے تین بار زرمینے کا فون آ چکا ہے صرف یہ پوچھنے کیلئے کہ تم لوگ کب نکل رہے ہو۔۔۔اور میں نے بولا ابھی۔۔۔

چپ چاپ سیدھے طریقے سے لے کر چلے مجھے۔۔۔اسکے ارمانوں پر پانی پھیرتے ہوئے نروٹھے پن سے بولی۔۔۔

اچھا اگر نا لے کر جاؤں تو؟؟؟؟

تو ٹھیک ہے میں اپنے بھائیوں کو فون کر دوں گی وہ خود آ کر لے جائیں گے۔۔۔

اسکی بات کے جواب میں وہ اسکے حصار سے نکل کر لاپرواہی بولی۔۔۔

"تاشے۔۔۔

شہیر کا منہ حیرت سے کھل گیا۔۔۔

کیا تاشے ؟؟؟

آپ میرے ساتھ اب ایسا کرینگی ؟؟؟

جی بالکل۔۔۔

تاشے میڈم کے تو آج انداز ہی نرالے تھے۔۔۔جس پر شہیر نے آگے بڑھ کر دوبارہ اسے اپنے حصار میں لے کر اسکی کمر پر گرفت سخت کی اور اسکے لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں پر جھکنے لگا۔۔۔

جب تاشے نے اسکے لبوں پر ہاتھ رکھتے اسکی کوشش ناکام بنائی۔۔۔

میری لپ اسٹک خراب ہو جائے گی۔۔۔

نہیں ہو گی۔۔۔اسکا ہاتھ پیچھے کرتے بہت نرمی سے بولا اور پھر اس سے بھی زیادہ نرمی سے اسکے لبوں پر اپنے دہکتے ہونٹ رکھے۔۔۔

اور پھر دو سیکنڈ بعد ہٹا لیے۔۔۔اور توقع کے عین مطابق لپ اسٹک پر کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔۔۔

جس پر خوش ہوتے شہیر نے اپنا یہ عمل بار بار دوہرایا تھا۔۔۔

تاشے پر اسکی قربت کا نشہ طاری ہونے لگا اور وہ بھی دھیرے دھیرے اسکا ساتھ دینے لگی۔۔۔

ماما بابا اور کتنی دیر ؟؟؟

وہ لوگ ایک دوسری کی قربت میں کھوئے ہوئے تھے جب ہانیہ دروازہ ناک کرتے ایکدم سے اندر داخل ہوئی۔۔

جس پر وہ کرنٹ کھا کر ایک دوسرے سے دور ہوئے۔۔۔

یہ تو شکر تھا کہ زرتاشے کی پیٹھ دروازے کی طرف تھی ورنہ۔۔۔

بس بیٹا آ رہے ہیں۔۔۔

شہیر نے خود کو کمپوز کرتے نرمی سے جواب دیا اور پھر آگے بڑھ کر اسے اپنی گود میں اٹھایا تھا۔۔۔

جس پر ہانیہ نے محبت سے اسکی شیوزدہ گال کو چھوا۔۔۔

بابا آج آپکے لپس پہلے سے زیادہ ریڈ اور پیارے لگ رہے ہیں۔۔۔کیا آپ نے بھی ماما کی طرح لپ اسٹک لگائی ہے ؟؟؟

ہانیہ کے سوال پر دونوں نے ایک دوسرے کی طرف ہڑبڑا کر دیکھا۔۔۔

نہیں تو جان۔۔۔آپکے بابا کے تو اوریجنل ہی ایسے ہیں۔۔۔

تاشے نے آگے بڑھ کر بات سنبھالنے کی کوشش کی۔۔۔اچھا مجھے لگا آج زیادہ ریڈ ہیں۔۔۔جو بھی ہو میرے بابا اس دنیا کے سب سے ہینڈسم بابا ہیں۔۔۔

اسکے دوسرے گال پر بھی پیار کرتے ہوئے۔۔۔اسکے گلے میں دونوں بازو باندھے۔۔۔

جس پر شہیر نے مسکراتے اسکے سر پر پیار کیا۔۔۔اور وہ لوگ اپنی بیٹی کو لے کر شاہ حویلی جانے کیلئے نکلے تھے۔۔۔

ہاں شہیر میں آپکو بتانا بھول گئی کہ ۔۔۔آج بھائی کا فون آیا تھا۔۔۔وہ کچھ دنوں میں بھابھی کو لے کر آنے کا بول رہے تھے۔۔۔

اچھا یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔۔۔

ہانیہ کو پچھلی سیٹ پر بٹھاتے ہوئے۔۔۔وہ مسکرا کر بولا۔۔۔

ہاں ناں کتنے دن سے مجھے بھائی کی یاد آرہی تھی۔۔۔اور ایک اور بات جو میں بتانا بھول رہی ہوں۔۔۔بھائی نے بتایا۔۔۔کہ میں پھوپھو بننے والی ہوں ۔۔۔میں آپکو بتا نہیں سکتی کہ میں کتنی خوش ہوں۔۔۔

بھئی بہت بہت مبارک ہو آپکو۔۔۔اللہ پاک رومان کو صحت یاب اولاد سے نوازے۔۔۔

اپنی محبت کی دل میں نظر اتارتے ہوئے۔۔۔وہ مسکرا کر بولا اور پھر اسکی سیٹ بیلٹ باندھتے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔۔

رومان نے وہیں اپنے یونٹ میں ایک آرمی آفیسر سے پسند کی شادی کی تھی ۔۔۔ جنہیں آرمی نے رہنے کیلئے ایک کوارٹر دے دیا تھا ۔۔۔ جس میں وہ اپنی بیوی کے ساتھ ایک خوشحال زندگی بسر کر رہا تھا اور ساتھ ساتھ وہ دونوں میاں بیوی اپنے ملک کی خدمت میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ ڈال رہے تھے ۔۔۔

اور اب اس رب تعالیٰ نے مہربان ہوتے انہیں اولاد جیسی نعمت سے نوازتے انکی فیملی کو مکمل کر دیا تھا ۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

حویلی میں ہر طرف خوشیوں کا سما تھا ۔۔۔ اور ہوتا بھی کیوں نا،،، ابرش کے تیس سال بعد شاہ خاندان کی نئ پیڑی میں لڑکی پیدا ہوئی تھی ۔۔۔

جس کی خوشی میں خاص دعوت کا احتمام کیا گیا تھا ۔۔۔

واسم اور ابیہا شاہ کی بیٹی مرتسم اور معتصم شاہ کی بہن،،،،، جسکا نام اسکی پھوپھو یعنی کے واسم شاہ کی لاڈلی بہن اور ضارب شاہ کی باربی نے بہت محبت سے اپنے نام سے ملاتے ہوئے ابریشم رکھا تھا۔۔۔

جو پورے خاندان والوں کو بہت پسند آیا تھا،،، البتہ چھوٹے بچوں کو یہ نام لینے میں بہت دقت کا سامنا تھا۔۔۔

اس لیے انہوں نے ابریشم کا شورٹ کرتے اسکا نک نیم ریم رکھ دیا۔۔۔ جس سے انہیں کافی آسانی ہو گئی تھی۔۔۔

حتیٰ کہ سب سے چھوٹے عارش کو بھی یہ نام بہت پسند آیا تھا تبھی تو پوری حویلی گھومتے ہوئے اس نے تیم تیم کا شور مچایا ہوا تھا۔۔۔

جسے سن کر سب بڑوں سمیت بچوں نے بھی قہقہے لگائے تھے البتہ اپنی بہن کا نام بگاڑے جانے پر مرتسم اور معتصم نے اسے ڈانٹا تھا اور ریم کو اسے کبھی نا دینے کی دھمکی بھی لگائی۔۔۔

جس پر وہ روتا ہوا اپنے بابا کو اپنے ماموں اور داداسائیں کے ساتھ مصروف دیکھتے ابرش کے پاس کھڑے ہوئے عارض کے پاس آیا تھا۔۔

عارج لالا میلے شاتھ آئیں۔۔۔

عارض لالا میرے ساتھ آئیں۔۔۔

اور اسکا ہاتھ کھینچ کر مرتسم اور معتصم کے پاس لے کر آیا جو لاؤنج میں بیٹھے ہوئے ابریشم کو گود میں لے کر اسے کھلا رہے تھے۔۔۔

یہ دیتھے مرتشم لالا مجھے تیم بے بی شے تھیلنے نہیں دے لہے۔۔

(یہ دیکھے مرتسم لالا مجھے ریم بے بی سے کھیلنے نہیں دے رہے)

عارض نے اسکے رونے اور اسکی بات سننے کے بعد سپاٹ نظروں سے ان دونوں بھائیوں کی طرف دیکھا۔۔۔

جو عارش کو گھورتے ہوئے اپنی بہن کو لے کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے ہم تمہارے عارض لالا سے ڈرتے ہیں؟؟؟؟ عارض کی آنکھوں پر اپنی اوشن بلو اپنے باپ جیسی آنکھیں ٹکاتے مرتسم استہزائیہ بولا تھا

۔۔۔

ابریشم ہماری بھی بہن ہے ہم ان کے ساتھ کھیل سکتے ہیں۔۔۔ پھر آپ کیوں عارش کو منع کر رہے ہیں؟؟؟

مرتسم کی بات پر غصہ ہونے کی بجائے عارض نے تحمل کا مظاہرہ کرتے نرمی سے پوچھا۔۔۔

جبکہ باقی بچوں کے برعکس اسے ریم کہنے کے بجائے اسکا پورا نام لیا تھا۔۔۔

نہیں عارض شاہ ریم صرف ہماری پرنسز ہے تم لوگوں کی نہیں اس لیے ہم تمہیں اجازت نہیں دیتے اسس سے کھیلنے کی۔۔۔

جاو اپنا کام کرو۔۔۔

مرتسم شاہ بیہیو۔۔۔

مرتسم کے بدتمیزانہ لہجے پر عارض نے اسے ٹوکا تھا۔۔۔

نہیں کرتا کیا کر لو گے تم۔۔۔وہ بھی اسکی آنکھوں میں آنکھیں

ڈال کر غصے سے بولا۔۔۔

جبکہ ان سب کے دوران وہاں موجود ہونے کے باوجود بھی زاور اور بالاج شاہ نے ان دونوں کو روکنے ٹوکنے کی زحمت نہیں کی تھی۔۔۔

بس وہ سپاٹ نگاہوں سے آگے ہونے والے تماشے کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔

بچوں کو بحث کرتے دیکھ اب گھر کے بڑے بھی انکے قریب آ گئے تھے۔۔۔

چلو عارش ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے انکی بہن کے ساتھ کھیلنے کی۔۔۔آپ ہمارے ساتھ کھیل لیں۔۔۔

اپنے غصے کو کنٹرول کرتے وہ عارش کا ہاتھ تھام کر اسے وہاں سے لیجانے لگا جو مسلسل نفی میں سر ہلاتے ہوئے۔۔۔ صرف ایک ہی الفاظ دوہرائے جا رہا تھا۔۔

نہیں مجھے تیم بے بی کے ساتھ کھیلنا ہے ؟؟؟

ایک منٹ عارض رکیں۔۔۔

مرتسم یہ کونسا طریقہ ہے بھائیوں سے بات کرنے کا۔۔۔اور عارش کو کیوں کھیلنے نہیں دے رہے تم ابریشم سے۔۔۔

عارش کو ضد کرتے دیکھ واسم نے عارض کو روکتے ہوئے مرتسم کو ڈانٹا۔۔۔

اس لیے ڈیڈ کے ریم ہماری پرنسز ہم اسے کسی کو بھی نہیں دینگے۔۔۔

اگر عارض عارش کو زیادہ ہی شوق ہے،،،، تو وہ بڑے بابا اور پھوپھو جانی کو بولیں،،،،، وہ انہیں لا کر دیں انکی بہن۔۔۔

جبکہ اتنی صاف بات پر ضارب شاہ کی طرف دیکھتے ابرش کے چہرے پر گلال بکھرا تھا۔۔۔

مرتسم۔۔۔ابیہا نے کچھ کہنا چاہا۔۔

جب صاف لفظوں میں جواب دیتے ہوئے وہ دونوں بھائی اپنی بہن کو سنبھالتے ہوئے اپنے ساتھ اپنے کمرے میں لے گئے۔۔۔

جنکے جانے کے بعد انکی پشت کو گھورتے ہوئے واسم نے غصے سے ابیہا کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

جسکے بدلے اس نے بھی اسے ڈبل گھوری سے نوازا۔۔۔

کیا ہے آپ میری طرف کیوں ایسے دیکھ رہے ہیں آپکی ہی اولاد ہے اور آپ پر ہی گئی ہے۔۔۔ غصیلی اور بے باک۔۔۔دوٹوک کہتے ہوئے ابرش کا ہاتھ تھام کر یہ جاوہ جا۔۔۔

جبکہ پیچھے اتنی صاف بات پر واسم کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔۔

جسے دیکھتے ہوئے ضارب شاہ کے ساتھ زارون شاہ نے بھی قہقہہ لگایا تھا۔۔۔

حیدر شاہ جواب پہلے سے بھی مزید بوڑھے ہو گئے تھے۔۔۔ لیکن اپنے خاندان کی خوشحالی اور بچوں کی خدمت گزاری نے انہیں ڈگمگانے نہیں دیا تھا،،، لاؤنج

میں ہی ایک طرف صوفے پر براجمان اپنی ہمسفر کے ساتھ اپنے چمن کے پھولوں کو ہنستے ہوئے دیکھ سرشاری سے مسکرائے تھے۔۔۔ جبکہ عارض شاہ اور مرتسم کی لڑائی کو دیکھتے انہیں ضارب واسم کا بچپن یاد آیا تھا۔۔۔ جس پر نفی میں سر ہلاتے آنے والے وقت کا اندازہ لگاتے مسکرا کر انکی خوشیوں کی دعا تھی

۔۔۔

ایک طرف جہاں خوشیوں کا راج تھا۔۔۔

وہی دوسری طرف کوئی اپنی موت کی آخری ہچکیاں لے رہا تھا۔۔۔

زوہان بیٹا یہ آدمی،،،، یہ آدمی،،،، ہمارے گھر کی بربادی کا ذمہ دار ہے بیٹا،،،، وعدہ کرو مجھ سے،،،، جیسے اس نے ہمارے خاندان کو برباد کیا،،، ویسے ہی تم بھی اسکے خاندان کو برباد کرو گے۔۔۔

جیسے اس نے ہمارا سکون اور چین چھینا تھا،،،، تم بھی بالکل ویسے ہی اسکے خاندان کو چین نا لینے دینا۔۔۔

وعدہ کرو مجھ سے زوہان بیٹا وعدہ کرو۔۔۔

اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ میں اپنے آٹھ سال کے بچے کا ہاتھ تھامتے ایک آدمی اپنی زندگی کی آخری گھڑیوں میں اس سے وعدہ لے رہا تھا۔۔۔

میں وعدہ کرتا ہوں بابا،،، جیسا آپ نے بولا ہے بالکل ویسا ہی کروں گا۔۔۔۔ لیکن پلیز مجھے چھوڑ کر نا جائیں۔۔۔

وہ معصوم بچہ اپنے باپ کی تکلیف پر تڑپ کر وعدہ کرتا روتے ہوئے اسکے سینے کا حصہ بنا تھا۔۔۔

نہیں میری جان تم نے رونا نہیں ہے،،، کیونکہ یہ آنسو تو کمزور لوگوں کا گہنا ہوتے ہیں،،، اور تم نے کمزور نہیں بہت بہادر بننا ہے۔۔۔

وعدہ کرو آج کے بعد تم کبھی روگے نہیں۔۔۔ میری موت پر بھی نہیں،،، وعدہ کرو،،، مجھ سے۔۔۔۔ تکلیف کے عالم میں جب اسے سانس بھی رک رک کر آ رہا تھا۔۔۔ وہ اسے اپنے سینے سے الگ کرتا غصے سے بولا۔۔۔

جس پر وہ معصوم بچہ سہما تھا۔۔۔

ہاں بابا میں وعدہ کرتا ہوں اب کبھی نہیں رووں گا۔۔۔

اور ساتھ ہی اپنے بہتے ہوئے آنسو،،،، بے دردی سے صاف کیے تھے۔۔۔

اماں بی یہ میری امانت ہے آپکے پاس آپ نے اسے اتنا مظبوط بنانا ہے،،، کہ کوئی بھی دیوار اسے اپنا بدلہ لینے سے نا روک سکے۔۔۔

اپنے بیڈ کے ساتھ ہی کھڑی ایک ملازمہ کے ہاتھ میں اپنے بچے کا ہاتھ دیتے ہوئے وہ مضبوطی سے بولا۔۔۔

جس پر اس نے عورت نے زوہان کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے سر ہلایا تھا۔۔۔

الوداع۔۔۔

اور اسکے ساتھ ہی اس وجود کی آنکھیں ساخت ہو گئیں تھیں۔۔۔

اپنے باپ کو بے جان محسوس کرتے ہوئے وہ بچہ ایک بار پھر تڑپ کر اسکے سینے کا حصہ بنا۔۔۔ لیکن اپنا وعدہ یاد کرتے ہوئے اس نے اپنے آنسوؤں کو بہنے نہیں دیا تھا۔۔۔

بلکہ اپنے اندر ہی کہیں جذب کرتے ایک آگ کے شعلے میں بدلنا شروع کیا۔۔۔

میں وعدہ کرتا ہوں بابا اپنا ایک ایک وعدہ نبھاؤں گا۔۔۔اپنے دشمنوں کو ایسے تڑپاوں گا کہ وہ مجھ سے رحم کی بھیک مانگے گے۔۔۔لیکن میں رحم نہیں کھاؤں گا

۔۔۔

اس تصویر کو ہاتھ میں لیتے وحشت زدہ لہجے میں بولا تھا۔۔۔

جسکے پیچھے بڑے حروف میں اس شخص کا نام لکھا گیا تھا۔۔۔

موسی شاہ۔۔۔۔

جہاں آج ایک بدلے کی کہانی ختم ہو رہی تھی وہی سے ایک نفرت اور نئ محبت کی داستان شروع ہو رہی تھی۔۔۔

جسکے کرداروں کو چنتے ہوئے ایک نئ بساط بچھادی گئ تھی۔۔۔

لیکن اس داستان میں فاتح بنتے کس کے مقدر میں جیت اور کس کی قسمت میں ہار لکھی جانی تھی۔۔۔اسکا فیصلہ آنے والا وقت کرنے والا تھا۔۔۔

ختم شد۔۔